بعونہ تعالیٰ

قصۂ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے عجیب عطر بیز ہی اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا دریا بہایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

جسے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب مرزا محسن علیخان معروف بآغا مجو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضا نے مہلت نہ دی اب بحسن مساعی کارپردازان مطبع و عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب مرزا علی خانصاحب یہ جلد مکمل ہوئی

باہتمام پنڈت منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

اطلاع

بفضل خدا اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے مین قیمت بھی اس مین ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین آنمین بعض کتب قصہ جات نثر اردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
بوستان خیال — مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین۔ باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ان کے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی بدربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اس کی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تھا لہٰذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۸ اجلدین ہین اور ترجمہ ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	

نام کتاب	قیمت
۱- جلد مہدی نامہ۔	للعہ روپیہ
۲- جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	للعہ روپیہ
۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سیے روپیہ
۴- جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	معہ روپیہ
۵- جلد مطالع الانوار۔	سے روپیہ
۶- جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ روپیہ
۷- جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ روپیہ
۸- جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ روپیہ
۹- جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ۔	سیے روپیہ
داستان امیر حمزہ صاحبقران — جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے اور ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ کتاب نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جاوے لہٰذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہے	
۱- **نوشیروان نامہ** جلد اول - دفتر اول	عہ روپیہ
۲- 〃 〃 جلد دوم -	عہ روپیہ

بعونہ تعالیٰ

یہ قصہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے عجیب عطر بیز ہو اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا دریا بہایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معزالدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

جسکے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب مرزا محسن علیخان معروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضا نے مہلت نہ دی اب کمین ساعی کار پرداز ان مطبع و بہ عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب مرزا علی خانصاحب جلد مکمل ہوئی

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیالی باغون کی نسیم فیض کے مشتاق دلون کو تازہ مژدہ ہو کہ بوستان خیال نوین بہار کی نظر افروز حسن کے زیور سے ازسرنو ہر ہفت ہوتا ہی یعنی جلد نہم ترجمہ بوستان خیال مسمی بہ **تفریح الاحرار** شروع کیجاتی ہی جسکے ترجمہ کا عزم دراصل جناب نواب مرزا محسن علیخان المعروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم نے فرمایا تھا لیکن بوجہ وفات نواب صاحب مرحوم وہ ارادہ ناتمام رہا۔ اب انھین کے شاگرد رشید منشی پیارے مرزا صاحب اور نواب مرزا علیخان صاحب نے از جانب مطبع اودھ اخبار اس جلد کی تکمیل فرمائی جن دیدہ ور ناظرین نے اس باغ کے سب بہارون کی گلگشت فرمائی ہوگی انشاء اللہ اس نوین بہار کی سیر مین وہ لطف اٹھائینگے کہ وارفتہ ہو جائینگے کیون نہو جس باغ کا نخلبند آغا جو صاحب سا فصیح بیان اور منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علیخان صاحب سا زباندان باغبان ہو اسکی نسیم بہار کیونکر نہ مشام افروز جان ہو۔ ذیل مین مختصر فہرست داستانون کی گذارش کیجاتی ہے جسکو گویا کوزہ مین دریا سمجھنا چاہیے

فہرست داستانہاے ترجمۂ بوستان خیال جلد نہم مسمی بہ تفریح الاحرار بقید صفحہ

آغاز داستان مسرت عنوان کہ اول سے آخر تک مشتمل ہی اوپر حال فرخ مآل بادشاہ جم جاہ و سلطان عالم پناہ خورشید لوا فاتح طلسم بیضا مبطل بنیاد کفار سرکوب اہل عناد و اشرار عالی خاندان والا دودمان زوج ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان شہریار واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم کے اور نیز عجائبات و واقعات طلسم اور افسانہاے نو آئین و داستانہاے رنگین رزم و بزم سے متعلق ہی

راوی وقائع نگار نکتہ سنجان عالی وقار کی خدمت مین عرض پرداز ہی کہ جلد ثانی مین داستانہاے معز الدین کو بیان کیا بعدہ قصۂ صاحب قران اعظم گردون حشم و صاحب قران اصغر فلک قدر یعنے شاہزادہ خورشید تاج بخش و شاہزادہ بدر منیر برادران مع حالات رفقاے عالی درجات و محبوبان دلنواز انجام کو پہونچایا اور جلد ہشتم مین ابتدا سے انتہا تک حالات صاحبقران اعظم گردون حشم ملقب بہ خورشید تاج بخش کے لکھے چنانچہ ملاقی ہونا برادر عزیز القدر شاہزادہ بدر منیر سے اور وصال رفیقان رفیع الشان کا مطلوبان معشوقان زہرہ جبین سے اور فتح کرنا طلسم سنجل سلیمانی کا اور محفل جشن عروسی کا ہر رفیق کی منعقد ہونا اور تارک دنیا ہو کر گوشۂ خلوت مین عبادت پروردگار کرنا اور بعد وفات حکیم بزرگ کے دفن و کفن سے مع رسوم تعزیت فارغ ہونا اور شاہزادون کا صدمۂ مفارقت مین حکیم [illegible] عالی منزلت کے ملول و غمگین ہونا وغیرہ مفصل و مشرح معرض تحریر مین آیا اور معز الدین نامہ جلد ہفتم کے اول مین یہانتک بیان ہوا ہی کہ صاحب قران اکبر یعنے شاہزادہ معز الدین نامور نے تاریخ الاعظم دیکھنا اور مترجم تخلص بنامے شاہنامۂ خورشیدی کو آخر جلد ہشتم مین لباس اختتام پہنایا اور اب اسی مقام مذکور سے داستان ہذا کو مسلسل و مربوط کرتا ہی۔

آغاز داستان جلد نہم

بیت

نگارندۂ نقش معنی فریب | عروس سخن را چنین داد زیب

کہ جب سلطان والاشان خرد پرور صاحب قران اکبر شاہزادہ معز الدین ابو تمیم واجب التعظیم نے کتاب تاریخ الاعظم شاہنامۂ بزرگ کو ابتدا سے انتہا تک بالتصریح سنا نہایت درجہ سرور حاصل ہوا بعد اسکے ثواب فاتحہ و درود ارواح مطہرہ صاحب قران اعظم گردون حشم اور صاحب قران اصغر فلک قدر و جناب حکیم اسقلینوس الہی و حکماے بانیان طلسم کو بخشا و دیگر مستحقان بارگاہ فلک اشتباہ کو انعامات منصب و خلعت و زر و جواہر مالامال فرمایا اسوقت پادری ایدروس بانی کرسی زرنگار سے اٹھا اور پہلے ثنا

وصفت بادشاہ جم جاہ و خسرو عالم پناہ کی بجالایا اور عرض کی نظم

ستایش رسانیم برروی شاہ | کہ بادا نگاہت سر مہر و ماہ
ببوسد فلک پایۂ تخت تو | فروزان بود اختر بخت تو
بکامت فلک چاکر و بندہ باد | بجاہت مہ عیش آگندہ باد

ای بادشاہ عالی جاہ اس غلام دیرینہ نے روزنامچۂ بزرگ و تواریخ کو چک کو بخوبی دیکھا اُسمین یہ عبارت فدوی کی نظر سے گذری کہ جسوقت تاریخ الاعظم شاہنامۂ بزرگ تمام و کمال سُن چکے اور محفل کتاب خوانی تمام ہوا اُسوقت صاحب قران اکبر اور ایک محفل جشن عالی آراستہ فرمائے اور دس روز کامل بعیش تمام تخت شاہی پر جلوس فرمائے اور اس جشن عالی کا نام جشن اعظم رکھا جاے کسواسطے کہ یہ جشن عالی از روے کتاب تاریخ اعظم قرار پاتا ہی ای شہریار عالی وقار اس خادم کو جو کچھ از روے روزنامچہ دریافت ہوا تھا اور اُسکے اظہار کا بھی حکم خاص صاحب قران اعظم گردون حشم جنت آرام گاہ کی طرف سے تھا وہ ملازمان حضور والا کی خدمت مین گذارش کیا گیا اب حضور کو تعمیل حکم صاحب قران اعظم گردون حشم لازم بلکہ واجب ہی۔ الغرض صاحب قران اکبر عالی وقار نے بادری ایدر دس کی عرض کو بخوشی دل قبول کیا اور اُسی وقت جشن کی آراستگی کا حکم دیا بس کار پردازان سرکار دولت مدار نے سب سامان فوراً درست و تیار کر دیا اور حسب فرمان واجب الاذعان ایسا جشن عالی کہ جسکا عدیل و نظیر چشم فلک نے بھی باین گردش لیل و نہار نہ دیکھا تھا منعقد ہوا اُس جشن مین جملہ شاہان ذی احتشام و سلاطین عالی مقام دامنہ جبل علے و قریۂ فردوس اور سرداران تہور شعار و افسران دشمن شکار صاحبقرانی مقیم و موجود تھے اور اپنے تخت و نیم تخت و کرسی و صندلی و دنگل پر موافق اپنے اپنے مراتب و مناصب کے بیٹھے تھے اور دوسری طرف بالاخانۂ قصر پر خواتین عالی مرتبت یعنی ملکہ شمشۂ تاجدار و غزب لبان و ملکۂ نوبہار و گلشن افروز پری و ملکۂ ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ صبیح دلکشا و ملاحت پری و گوہر بزم افروز و خلد آئینہ ماہرو و نادرۂ رازدار وغیرہ نازنینان زہرہ جبین قصر اخضر کے غرفون سے اس جشن ہمایون کا تماشا دیکھ رہی تھین اودھر صاحبقران اکبر نے بفرحت و انبساط سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور پہلوانان گردن شکن و دلاوران تہمتن و شیر افگن افواج قاہرہ سرکار عالی جاہ کو بھی علے قدر مراتب خلعتہاے پر زر و انعام سے ایسا سرفراز فرمایا کہ ہر ایک زر و جواہر سے مالا مال ہوگیا راوی کہتا ہی کہ اُنھین ایام جشن عالی اور ہنگام کتاب خوانی مین صاحب قران اکبر کو ملکۂ شمسۂ تاجدار و ملکۂ نوبہار وغیرہ کی صحبت ملاقات کا خیال آجاتا تھا اور کہتے تھے کہ ایک روز وہ تھا کہ ملکۂ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ صبیح دلکشا وغیرہ خواتین پریزاد بھی واسطے سُننے کتاب خوانی کے قصر اخضر مین آیا کرتی تھین اور ہمنے بھی اُن نازنینان فاشعار سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بشرط فرصت تمھارے پاس ضرور آئینگے اور صحبت عیش و نشاط یکبارہ گرم کرینگے اور شغل مے نوشی بھی رہیگا مگر اسے معز الدین افسوس کہ کثرت امورات لاحقہ و شغل سماعت شاہنامۂ بزرگ سے اس وعدہ کو دل سے بالکل بھلا دیا ہر چند کہ ایفاے وعدہ بھی لازم و واجب تھا لیکن وعدہ کا خیال ہی دل سے سہو کر دیا ایک روز بھی ایسا نہوا کہ حسب وعدہ اپنے قصر اخضر مین جاکر اُن معشوقان آرام جان و راحت دل مشتاق کی صحبت و اختلاط سے دل محزون و بے قرار کو خوش کرتے

که وه تسکین ده قلب و جگر ہوتا الغرض صاحب قران اکبر کی خاطر نازک مین یہی خیال ہر لحظہ رہتا تھا اب کہ اُس جلسہ کتاب خوانی
اور جشن عالی سے بھی فارغ ہو گئے ہین اور اشتیاق ملاقات معشوقان شمع رخسار کا صاحب قران اکبر کے دل مین ایسا غالب و محیط
ہو گیا ہے کہ کسی طرح قرار و آرام نہین آخر مثل ماہی بے آب آرزوے ملاقات میں اُنھین نازنینون کے ایسے مضطرب ہوے کہ عنان صبر
و تحمل ہاتھ سے چھوٹ گئی اور یہ امر حق بجانب ہے کہ جو ہر دم و ہر لحظہ پیش نظر رہتا ہو اُس سے ایک سال کامل مفارقت کو گذرے اُس
عالی جاہ و عالم پناہ نے ایک روز اپنے قلب پر اضطراب اور انقلاب طبع و ولولہ و اشتیاق دل مشتاق کا حال ابو الحسن جوہر
سے بیان کیا جوہر نے عرض کی ای شہریار گردون وقار خداوند مسبب الاسباب ہے وہی اس آرزوے دلی کو حضور کی بر لائیگا ایکو
اُن دیو ذات پر کہ جنکے دیکھنے سے زہرہ انسان کا آب ہو جاتا تھا غالب کیا اُسکے نزدیک یہ کیا مشکل ہے مگر امیدوار ہون کہ جو مین
سوال کرون اُسکا جواب بے کم و کاست ارشاد فرمائیے۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا بیان کرو جوہر نے کہا حضور کے نزدیک
ملکہ صبیح روشن گہر اور ملکہ صبیح دلکشا کے حسن عالم افروز و ناز و ادا سے معشوقانہ مین کیا فرق ہے صاحب قران اکبر نے
فرمایا ای برادر والا قدر بقسم رب اکبر کچھ انھین دونون پریزادون پر مقرر نہین ہے مین کل کی نسبت کہتا ہون کہ مصرعہ ہر گلے را
رنگ و بوے دیگر ست + ہر شخص مین خداوند عالم نے ایک بات ایسی کرامت فرمائی ہے کہ وہ دوسری مین نہین ہوتی پس اسی طرح
یہ دونون پریزاد اپنی اپنی جا پر ایک عالم جداگانہ رکھتی ہین ایک کو دوسری سے مناسبت نہین ہے اور نہ ایک کو دوسری پر مین ترجیح
دے سکتا ہون ابو الحسن جوہر نے عرض کی حضور نے جو حق تھا وہ ارشاد کیا واقعی یون ہی ہے اگر حضور کا دل عرش منزل
اشتیاق مین اُن ماہ جبینون کے بے قرار ہے تو یہ غلام کسواسطے ہے اگر حکم ہو تو یہ خادم کوہ اخضر پر جاتا ہے اور حال مفصل اُن
خواتین عالی وقار کا حضور کی خدمت عالی درجت مین گذارش کرتا ہے اور اُن مہوشان عالی منزلت کو بھی اس بیقراری دل حضور کی
آگاہی دیتا ہے غالباً وہ نازنینان پری پیکر بھی کمال مشتاق دیدار اپنے طالب ذی وقار کی ہونگی فقط مجھے اس امر سے خدشہ ہے
کہ دروازۂ قصر اخضر بھی طلسمی ہے مسدود رہتا ہے اور بلا اجازت ملکہ شمشۂ تاجدار کے محل مین داخل ہونا دشوار ہے بلکہ ممکن نہین
اور سواے حضور کی ذات بابرکات کے دوسرے کی مجال نہین کہ دروازۂ قصر سے اندر محل مین جا سکے ہم غلامون کی کیا قدرت کہ دروازہ
پر بھی جا سکین مگر ہان عقب دیوار محل پہونچکر شور و غل مچاؤنگا شاید ملکہ عالم کے میری آواز گوش گذار ہو جاوے یا کوئی کنیز ملکہ آفاق
سے عرض کرے تو پھر کچھ دشوار نہین صاحب قران اکبر فلک قدر یہ جملہ سُنکے چپ ہو گئے ایک لمحہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ درگہ سالار
نے عرض کی کہ ای شہریار کامگار شمشاد نوجوان۔ سمن بانو دایہ کا بیٹا جو کہ عیار ملکہ شمشۂ تاجدار ہے دربارگاہ فلک اشتباہ پر
حاضر ہے اور باریاب ہونا چاہتا ہے جوہر نے عرض کی غلام مکرر عرض کرتا ہے خادم کا گمان راست آیا حضور اس جذبۂ عشق و کشش
محبت کو ملاحظہ فرمائیں۔ اَلْقَلْبُ یَهْدِی اِلٰے الْقَلْبِ۔ نازنینان ماہ رخسار ایسی شوق دیدار صاحبقرانی مین مضطر
و بے قرار ہوئین کہ غلبۂ شوق اپنا اظہار کرنا پڑا آج وہ محبوبان و مطلوبان حضور مع ملکۂ آفاق سب یکجا جمع ہوئی ہونگی اور یہی
ذکر ہوا ہوگا پس شورش محبت و جوش عشق سے بیتاب و بے قرار ایسی ہوئین کہ عنان صبر دست استقلال سے چھوٹ گئی

مجبور ہو کر بالاتفاق سب نے شمشاد نوجوان کو کہ ملکہ شمسہ تاجدار کا عیار و نیز برادر رضاعی ہی اپنا پیغامبر مقرر کر کے بھیجا ہوگا کہ سوا اسکے اور کوئی ایسا معتمد نہین ہی الغرض صاحب قران اکبر فلک قدر نے شمشاد کا نام سنتے ہی سر زانوے فکر سے اُٹھایا اور بعد شوق درگہ سالار کو حکم دیا کہ شمشاد کو جلد لاؤ صاحب قران اکبر نے لوح بیضا گلے سے اتار کے ملاحظہ فرمائی لوح سے اجازت ہوئی کہ جسوقت تم شاہنامۂ بزرگ کی سماعت اور جشن عالی سے فرصت پاؤ اُسوقت طلسم بیضا کا قصد کرو اور بقیہ طبقات کو بھی مفتوح کرنا بعد ازان ہان مظفر و منصور مراجعت فرما کے کفارہ و ہزار دامنہ جبل اعلے کا استیعمال فرمانا بعد فراغ ان امورات کے آراستگی جشن عروسی ملکہ ماہ سیماو مناکحت نازنینان ماہ جبین مین بخاطر جمعی تمام سرگرم و مصروف ہو کے اپنے حصول مقاصد و طی مراحل و مہمات کا سجدۂ شکر کریم کارساز کی درگاہ مین بجالاؤ اور ای شہریار نامدار آگاہ ہو کہ فتح بقیہ طلسم بیضا کی بھی کلید کار و ہادی و مددگار یہی لوح ہوگی اور راہ طلسم بیضا قصر اخضر سے مقرر کی گئی ہی پس تم قصر اخضر کے اندر ہو کے طلسم مین تشریف لیجانا جب اندر پہونچو گے وہان پہونچکے لوح بیضا ملاحظہ کرنا دوبارہ ضرور ہی والسلام صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہن لی مگر تا دیر صاحب قران اکبر کو اس بات سے حیرت رہی کہ ابکی مجھے لوح نے طلسم مین جانے کا راہ غیر متعارف سے حکم دیا ہی اسمین کچھ بھید ہی اسی سوچ مین صاحب قران اکبر تھے کہ شمشاد نوجوان بھی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا اور مودب آداب و تسلیمات بجالایا اور بآئین ملوکانہ دعا و ثنا ادا کی صاحب قران اکبر شمشاد کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوے اور شمشاد کو قریب بلا کر فرمایا ای قاصد فرخندہ فال تو عین انتظار مین آیا تیرے آنے سے مجھے اسقدر خوشی ہوئی کہ مین اُس فرحت قلب کو بیان نہین کر سکتا ای شمشاد اسوقت مین عجیب افکار و اضطرار مین تھا تمھارا آنا مجھے غنیمت ہوگیا اب کہو تمھاری ملکۂ عالی منزلت و خواتین محلات خیر و عافیت سے ہین شمشاد نوجوان نے عرض کی بفضل ایزد متعال سب خرم و مسرور حضور پر نور کی ترقی جاہ و مال و مناصب کے واسطے دست بدعا ہین ابو الحسن جوہر نے عرض کی ای شہریار گردون وقار مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار + اسوقت خاص مین شمشاد کا آنا فضل پروردگار کہنا چاہیے بلکہ تائید غیبی تصور کرنا چاہیے اور اس کریم کارساز نے اس خادم پر بھی رحم و کرم فرمایا کہ غلام بادیہ پیمائی کی تکلیف سے محفوظ رہا شمشاد نوجوان خود ہی آپہونچا اب خدا کے فضل سے نہایت سہولت سے مقصد حاصل ہو جائیگا بس حضور جو پیغام معرفت شمشاد نوجوان کی دایہ سمن بانو کو بھیجا ہو بھیجدین صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر عزیز القدر مصرعہ صلاح با ہمہ آنست کان صلاح شماست + الغرض شمشاد نوجوان نے خواتین عالی وقار کا سلام شوق بعد اشتیاق ملاقات عرض کیا اور ایک کاغذ سر بمہر محبت نامہ صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت مین پیش کیا صاحب قران اکبر نے بہزار تمنا و شوق پہلے عنوان محبت نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور مُہر محبوبۂ گل رخسار پر بوسہ دیا اور آنکھون سے لگائی اور فرط خوشی سے رنگ سرخ ہوگیا۔ الغرض اُس اشتیاقنامہ کو خوب بغور ملاحظہ فرمایا اسمین بعد مضامین شوقیہ کے یہ لکھا تھا کہ ای شہریار عالی وقار مدت مدید و عرصۂ بعید ہوا کہ حضور نے ہم کنیزون کو بھولے سے بھی یاد نہ فرمایا نہایت تعجب ہی کہ ہم گرفتاران دام اُلفت و مبتلاے بلاے فرقت کو جلوۂ جمال جہان آرا سے محروم رکھا یہ امر شرط مروت و آئین محبت سے سراسر خلاف معلوم ہوتا ہی ہمارا حال اب حضور کے فراق و ہجر مین ایسا

ہوگیا ہے کہ قابل تحریر نہین - شعر

بھول کر او چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی میرے ویرانے مین بھی ہوجائے دم بھر چاندنی

مگر یہ عرض یہ ہی کہ حضور جب تشریف لاوین تو اسی راہ قدیم سے کہ جو خاص حضور کی تشریف آوری کے لیے مقرر کی گئی ہی بشرطیکہ شہریار دلبند ار اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خانۂ پرخار کو رشک گلزار فرمائین والسلام صاحب قران اکبر مضمون رقعہ کو ملاحظہ فرماکر اپنی تغافل شعاری سے نادم و منفعل ہوے اور دل مین کہتے تھے اے معز الدین واقعی تونے بہت بڑی وعدہ خلافی اُن خوانین وفا شعار سے کی بلا شک و شبہ علین غلبۂ کتاب خوانی مین ایسا خود غلط ہوگیا کہ تجھے دین و دنیا کا کچھ ہوش نہ رہا اور اپنے وعدہ کا مطلق خیال نہ رہا - الغرض صاحب قران اکبر باوجود اپنی ندامت و خلاف وعدگی کے اسقدر شاد ہوے کہ جسکا بیان نہین اور اُن محبوبان وفا کیش کے اشتیاق نے دل کو بیچین کردیا اور ایک ولولہ اشتیاق و غلبۂ محبت ایسا دل مین پیدا ہوا کہ اُسی وقت سامان روانگی تعمر اختصر کیا ابو الحسن جوہر کو بلایا اور تخت فرماندہی پر قائم مقام اپنے بیٹھایا اور تمام مدارج و امورات ملکی سمجھا دیے اور کہا کہ نہایت ہوشیاری سے کام کرنا اور ہر ایک کی پاسداری و خاطر داری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا ور ہر لحظہ و ہر روز کے حال سے ہمین مطلع کرتے رہنا جوہر نے فرمان واجب الاذعان صاحب قران اکبر عالی شان کو بصدق دل قبول و منظور کیا اور عرض کی حضور ہمہ وجوہ خاطر اقدس کو مطمئن فرمائین خدا کے فضل و کرم اور اُسی کے مرحمت و عنایت سے تامقدور کسی طرح کا ہرج نہونے دونگا مگر ایک تکلیف یہ غلام بھی حضور کو دیگا کہ میری طرف سے نادرۂ رازدار و غمزۂ شیرین کار کو سلام شوق فرما دیجیے گا فدوی حضور کا نہایت شکر گزار ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاء اللہ تعالے تمھارا پیغام ضرور کہدونگا بلکہ اور کچھ زاید اپنی طرف سے کہدونگا یعنے یہ کہ ابو الحسن کو مین نے ہر چند چاہا نہایت اصرار کیا کہ میرے ساتھ چلین مگر اس بندۂ خدا نے مجھکو یہ جواب دیا کہ مجھے اب کسی کی خواہش کچھ نہین مین اب ولولہ محبت و جوش عشق مین ایسا خود رفتہ نہین ہون کہ ناحق ان بیوفاؤن کے فقط مذاق پاکبازانہ کے واسطے اسقدر رنج و ایذاے سفر اُٹھا کے جاؤن مفت کی رسوائی اپنے ذمہ لون مجھے کیا فائدہ جسکو ہزار مرتبہ غرض ہو اور شوق صحبت بے تکلفی رکھتی ہو وہ ایک شب کو ہمارے پاس آوے اپنی غرض نکالے چلی جاوے ورنہ مجھے معاف فرمائے فقط صحبت و اختلاط کے لیے یہان بہت معشوقان زہرہ جبین ایک سے ایک حسین و خوبصورت بصد شوق و تمناے دلی موجود مین مجھے کسی کی کیا پروا ہی اُس طرف کا خیال خواب مین بھی نہین آتا ہی کیا حاصل ہی کہ جو مین فکر مین رہون - شعر

ما ہمانیم و سیہ مستی ہر روز ہمان	نے شب جمعہ شناسیم نہ ماہ رمضان

ابو الحسن جوہر نے عرض کی ضرور میرے حق مین مناسب یہی ہی القصہ صاحب قران اکبر جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت اور حکماے عالی منزلت سے رخصت ہوے بعض امرا نے عرض کی اے خسرو عالی جاہ و بادشاہ گردون پناہ ارشاد فرمائین کہ حضور بدولت و اقبال کا کب تک قصد معاودت ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاء اللہ المستعان بعد انصرام جملہ امورات مرجوعہ و فتح بقیہ طلسم داخل اردوے معلی ہونگا - پھر کوئی تصفیہ باقی نہ رہیگا اور اس مرحلۂ سخت کا طی کرنا بھی ضرور ہی بعدہ باطمینان تمام آپنے مقاصد دلی کا

انتظام بھی واجب ہی القصہ صاحبقران اکبر نے کل امراو سرداران نامدار کو تسلی و تشفی دی اور ابو الحسن جوہر کو بھی رخصت کیا
آپ با چشم پر آب خنگ جہان پیما پر سوار ہوکر لشکر فیروزی اثر سے باہر نکلے شمشاد نوجوان ہمراہ رکاب چلا جاتا تھا اور صاحبقران
اکبر براہ کوہستان روانہ ہوے شمشاد نوجوان اُس شہریار گردون وقار کو راہ کوہسار طی کرواتا لیے جاتا تھا بعد قطع منازل وطی
مراحل دامنۂ جبل اعلے مین پہونچے شمشاد نوجوان صاحب قران اکبر کو بالاے کوہ لیگیا اور جس راہ سے کہ اول صاحبقران
اکبر قصر اخضر مین تشریف لیگئے تھے اُسی راہ سے قصر اخضر مین پہونچے جس وقت صاحبقران اکبر دروازۂ قصر پر تشریف لیگئے اور
اور سایۂ قامت زیباے صاحب قران اکبر دروازہ پر پڑا فوراً در قصر خود بخود وا ہوگیا اسی عرصہ مین خبر آمد صاحب قران اکبر
تمام محلات مین منتشر ہوئی ملکۂ شمشئہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا چارون
خواتین زہرہ جبین نے بمجرد مشہور ہونے اس خبر کے لباس مکلف زیب جسم کیا اور زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ ہوئین اور
نادرہ رازدار و خلدانۂ ماہر خ و غمزۂ شیرین کار و گوہر بزم افروز و ملاحت پری وغیرہ پریزادون نے بزم طرب و شادمانی کے
سامان بہم کیے اور صاحب قران اکبر کے انتظار مین چشم براہ تھین ناگاہ کنیزان متعینۂ دروازہ نے اطلاع دی کہ صاحبقران اکبر
داخل قصر ہوے بمجرد سننے خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحب قران اکبر یہ چارون شہزادیان بہزار اشتیاق زیارت جمال صاحبقران
اکبر بے اختیار قصر کے دروازہ پر استقبال کے لیے مع کنیزان ہمراہی وغیرہ جمع ہوئین صاحب قران اکبر نے جب دروازۂ قصر
سے قدم آگے بڑھایا ہر ایک شاہزادی آگے بڑھی اور رسم استقبال بجالائی اور خوانہاے زر و جواہر نثار سر مبارک کیے مبارکباد کی
کا شور ہوا صاحب قران اکبر عالی درجات بھی ہر ایک سے بخندہ پیشانی پیش آئے بعد اسکے یہ چارون شاہزادیان یعنے ملکہ شمسۂ تاجدار
و ملکۂ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکۂ صبیح دلکشا نہایت باعزاز و احترام اُس گوہر بحر اخلاق و مروت و احسان کو قصر اخضر مین
لائین اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا صاحب قران اکبر نے جو ہر ایک محبوبۂ آرام دل و جان کو اُسوقت نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھا
آتش رغبت مشتعل ہوئی آخر بیتاب ہو کے پہلے ملکہ شمسئہ تاجدار عذب البیان اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز پری کو سینہ سے
لگا لیا اور لب و رخسار کے دو چار بوسہ لیے اسی طرح ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکۂ صبیح دلکشا کو بھی آغوش شوق مین لے کے
سینہ سے لگایا اور پیار کیا پہلو مین بٹھایا دل آرزومند و حال کو اُس بیتابی و بیقراری سے گونہ تسکین ہوئی الغرض ہر ایک زہرہ جبین
و نازنین پر نظر الطاف شاہانہ فرمائی ہر چند کہ اُسوقت شرم و حیاے صاحب قران اکبر مانع بیبا کی ہوئی کہ مجمع عام مین گلے لگانے
اور بوسہ لینے کا موقع و محل نہ تھا لیکن جذبۂ شوق نے از خود رفتہ و مدہوش کر دیا مطلق پاس و لحاظ باقی نرہا ملکہ شمسئہ تاجدار
نے بھی غرق بحر شرم ہو کر پہلو تہی کرنا چاہا لیکن صاحب قران اکبر اُس محبت و ذوق و شوق مین اُس زور سے سینہ سے لگائے
ہوے تھے کہ جدا نہ ہو سکی جب صاحب قران اکبر فلک قدر سریر آراے عیش و نشاط ہوے اور چارون شاہزادیان بھی بہزار
ناز و انداز اپنے اپنے منصب پر حسب مراتب صاحب قران اکبر کے گرد و پیش اُس تخت کے جو کہ خاص واسطے رونق افروزی صاحبقران
کے مقرر تھا بیٹھین یعنے ملکۂ عالم شمسئہ تاجدار داہنی طرف اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کہ سرِ دفتر خوبان جہان تھی شاہزادی نے

کے دست چپ کی طرف اور ملکۂ ناطقہ روشن بیان سرخیل نسوان عالم روبروے شاہزادۂ عالی جاہ اور ملکۂ صبح دلکشا پس پشت
شاہزادۂ عالیشان زینت بخش محفل ہوئین اسی طرح ملاحت پری وگوہر بزم افروز بھی اپنے قرینہ و مرتبہ سے بیٹھین بعد اسکے
ملکۂ شمسۂ تاجدار عالی وقار نے حکم دیا کہ جلد محفل عیش ونشاط آراستہ ہو اور سامان مے نوشی مع کشتی وجام وصراحی وساقیان
سیمین عذار و ماہرویان شمع رخسار لاؤ بمجرد اس حکم عالی کے کارپردازان چابک دست وہوشیار نے از سرنو محفل طرب ونشاط
کی تیاری کا داروغۂ ارباب نشاط کو حکم دیا داروغہ ارباب نشاط نے فوراً بزم طرب و انبساط بصد زیب وزینت آراستہ کی ناچ ہونے لگا
نواب ناظر دست بستہ حاضر ہوا اور شیشہ ہاے مے ناب وجامہاے زمردنگار ومیناکار کی کشتی حاضر ہوئی صاحب قران اکبر
فلک قدر نے نادرۂ رازدار و غمزۂ شیرین کار سے فرمایا آج تم دونون زہرۂ جبینان ماہ لقا خدمت ساقی گری کو انجام دو اور
بخوشی دل قبول کرو کہ ہم تمہارے دست نگارین سے مے نوشی کرینگے۔ القصہ نادرۂ رازدار و غمزۂ شیرین کار نے خدمت ساقی گری کو
برضا ورغبت دل قبول کیا بلکہ اول صاحب قران اکبر کو جام شراب گلفام دیا ناز و انداز و عشوۂ وکرشمہ سے اور صاحب قران
اکبر نے وہ جام نوش کیا پھر تو جام مے گلفام گردش مین آیا ایک ایک دو دو جام بادۂ گلگون ہر ایک لالہ عذار نے صاحب قران
اکبر کو پلائے بعدہ ہر ایک نے دفتر شکایت کا کھولا سب سے اول ملکہ نوبہار نے کہ نازک مزاجی مین شہرۂ آفاق و حاضر جوابی
مین مشاق تھی صاحب قران اکبر سے کہا اے شہریار عالی وقار حضور کے آئینہ دل پر ہماری طرف سے کیا غبار ہے کہ آپنے ایکبارگی
ہمارا خیال صفحۂ دل سے سہو ومحو کر دیا آپ کو اپنا قول کچھ یاد ہے کہ جو خود بدولت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا اور کیا اقرار واثق
کیا تھا کہ گاہے ماہے ما بدولت تم کنیزان آشفتہ وپریشان حال ومشتاق جمال خورشید مثال کو اپنے دیدار سے ضرور مشرف ومسرور کیے
رہینگے واہ کیا خوب ایفاے وعدہ فرمایا ہے واقعی صاحبان عدل وانصاف ایسا ہی وعدہ کرتے ہین یا شاید کوئی ایسا قصور ہمسے سرزد ہوا ہو
کہ جسکے عوض مین حضور نے اس اقرار کو فراموش کر دیا اے شہریار گردون وقار ارشاد ہو کہ ہم گنہگارون سے واقعی کیا قصور سرزد ہوا کہ
جس سے حضور نے اس مدت مین ایکبار بھی سرفراز نہ فرمایا صاحب قران اکبر نے ملکہ نوبہار کی تقریر سنکے شرم سے نیچی آنکھین کر لین
اور مسکرا کے فرمایا اے ملکۂ آفاق جو تم کہتی ہو درست ہے کسواسطے کہ تم نہین جانتین کہ ہمکو کیا امر دشوار درپیش تھا اور کس افکار مین گرفتار تھے
ورنہ ہمسے کبھی ایسی شکایت نہ کرتین بقسم کہتا ہون کہ مین نے دیدہ ودانستہ تغافل شعاری نہین کی ہان بسبب سماعت کتابت
شاہنامۂ بزرگ کے اور بعض امورات ضروری کے ایک لمحہ کی فرصت نہوئی کہ مین قصد ادھر کا کرتا اور اے ملکۂ آفاق تسکین وہ دل مشتاق
بخداے لایزال باوجود اس کثرت کاروبار کے مین تمہاری یاد سے غافل نہین ہوا ہر وقت وہر ساعت تمہاری یاد مین رہتا تھا ملکۂ
نوبہار نے کہا بس معاف فرمایئے آپکا ارشاد ہمارے سر آنکھون پر وہ صدمات جو آپکی عدم توجہی مین ہوے تھے وہ سب جلتے رہے
طبیعت صاف ہو گئی یہ فرمایئے کہ آپ ہماری ملاقات سے سیر ہو گئے کچھ غرض باقی نہ رہی پھر ملاقات بیکار سے کیا فائدہ ہرچند کہ
ہم لوگ آپکے نزدیک بیوقوف ہین لیکن اب کیا اتنا بھی نہین سمجھ سکتے کہ یہ عذر بیکار بدتر از انکار ہے ملاحظہ فرمایئے الفت ومحبت آپکو
کہتے ہین وفاداری اسی کا نام ہے ہم آرزومندان دیدار فرحت آثار وتشنہ شربت وصال ومشتاق زیارت جمال خورشید مثال کی ہی

تمناے دلی و آرزوے قلبی ہی کہ ایک لمحہ آپکو اپنے پہلو سے جدا نہ کرین صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ملکہ عالم اب جو کچھ تم کہو وہ بجا ہی ہم تو پہلے ہی کہ چکے ہین خیر اب جو کچھ ہوا مگر انشاء اللہ تعالےٰ ابکی جیسا تم بیان کرتی ہو ویسا ہی ہوگا خاطر جمع رکھو کہ ایام مہاجرت و مفارقت گذر گئے یعنے اب شاہنامۂ بزرگ ختم ہوگیا ہان اب فقط چند طبقات طلسم بیضا باقی ہین وہ بھی بفضل ایزدی چند ہی روز مین فتح ہوجائینگے پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہیگا نادرۂ رازدار نے کہا ای شہریار گردون وقار حضور کا فرمانا بہت صحیح ہو واقعی کثرت کار ہاے ضروری سے فرصت نہ پائی کہ کسی روز توجہ فرماتے اس عذر کو بھی حضور کے تسلیم کیا یہ فرمایئے کہ حضور کے برادر عزیز القدر پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس قلعہ گیری اور کشورکشائی مین مشغول ہوے کہ ایک دن بھی صورت نحس اپنی اسنے نہ دکھائی اگر حضور کو فرصت نہ تھی تو وہ بانی شرتو بیکار محض ہوگا حضور نے اُسی بے مروت کو ادھر بھیجدیا ہوتا کہ اِن دردمندان مہجور کا باعث تسکین ہوتا صاحب قران اکبر نے ہنسکے فرمایا کہ ہان یہ جو کہا البتہ واقعی ہی لیکن بقسم کہتا ہون کہ مین نے برادر سلطان ابو الحسن سے کئی بار کہا تم قصر خضر مین جاؤ اور وہانکی خبر لاؤ ہمکو دیکھتے ہو کہ فرصت دم لینے کی نہین ہی مگر وہ عیار طرار کب سماعت کرتا ہی جواب دیا کہ ایسی کسکو غرض ہی جو ایسی محنت شاقہ اپنے اوپر گوارا کرے جو اُنکے سوداے عشق مین از خود رفتہ ہو وہ مصیبت دشت نوردی و بادیہ پیمائی گوارا کرے مجھے اب محبت کسی کی نہین نادرۂ رازدار نے کہا شہریار یہان پہلے ہی سے معلوم ہی کہ وہ حضور کے تعلیم یافتہ ہین جو کچھ کہین کم از کم ہی ملکہ نوبہار بولی او زن بے مغز تو دیوانی ہوئی ہی کسنے بھیجا اور کون آتا ایسا درد سر کسکو ہی جو خواہ مخواہ زحمت گوارا کرے یہ بھی ایک بات ہے دنیا سازی کی عذر بے محل کر دیا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا یہ نیا طرز شکایت کا ہی یہ جھگڑا خدا ہی ہی جو طے ہو اب اس نعمت کو بالاے طاق رکھو ہم لوگ تو دعاگو اور ترقی خواہ ہین تکلیف وہ نہین جس امر مین حضور کو آرام ہو وہی خوب ہی مصرعہ

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہی

اب بقیہ حال طلسم بیضا سننے کے مشتاق ہین حضور کی زبان فیض ترجمان سے سن لین کہ ابکی حضور نے اس طلسم مین کیا کیفیت ملاحظہ فرمائی اور کیا کیا واقعات پیش آئے صاحب قران اکبر نے فرمایا مجھے اسقدر فرصت کہان جو مین تمھارے سامنے اس داستان کو بیان کرون مگر تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالےٰ بعد انفراغ امورات کل طلسم حال اُسکا بتفصیل بیان کردونگا ملکہ نوبہار بولی ای خواہر زیادہ اصرار نہ کرو ایسا نہو کہ شہریار نامدار کی خاطر نازک پر گران گذرے دیکھتی ہو کہ خاطر ہمایون یہان سے ایسی متنفر ہی کہ ایک ساعت کا قیام دشوار ہی بار بار ذکر عدیم الفرصتی ورد زبان ہی یہ بھی حضور نے پرورش فرمائی جو اتنی مدت کے بعد بھی ہم مشتاقون کو زیارت جمال خورشید مثال سے ممتاز فرمایا ملکہ ناطقہ نے کہا ای خواہر سچ ہی اب صحبت داستان کو کسی روز وقت خاص پر موقوف رکھو الحاصل صاحب قران اکبر فلک قدر تمام شب اُن گل اندام و گلعذارکی صحبت عیش و نشاط سے خوش و مسرور رہے صبح کو بعد اداے نماز و فرائض لوح بیضا کو ملاحظہ فرمایا لوح ہادی طریقت نے ہدایت کی ای شہریار گردون وقار و طلسم کشاے بیضا و نوع ملکہ ماہ سیما جسونت جشن عظیم و شاہنامۂ بزرگ و عیش و عشرت محبوبان آرام دل و جان سے فارغ ہونا جو دروازۂ خضر اخضر کہ خاص تمھاری آمد و رفت کے لیے قرار دیا گیا ہی اُسی دروازے سے طلسم مین جانا اور وہ اسم بزرگ جو واسطے فتح طلسم و حفاظت جسم و جان

تعلیم کیا ہے اُسکو اسی اعداد معینہ سے جسطرح سے اول تمنے پڑھا تھا پڑھنا کہ برکت سے اس اسم جلیل کے وہی شخص ہادی طلسم یعنی ادہم جنی
مع اُس گھوڑے کے کہ جسکا نام نامی توسن مشک فام ہے حاضر ہوگا تم اُس گھوڑے پر سوار ہوکر طلسم مین تشریف لیجانا اور باگ گھوڑے
کی برائے نام ہاتھ مین لیے رہنا وہ اسپ طلسمی تمھین فوراً طلسم مین پہونچا دیگا اور جب تم مقام طلسم مین پہونچو گے تو بقیہ طلسم کو فتح کرنا
اور پھر لوح سے مشورہ لینا والسلام۔ صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہنا اور جلسۂ نازنینان مین تشریف لائے اول ملکہ
شمسۂ تاجدار سے بعدہ دیگر زہرہ جبینان آدم زاد سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے بمجرد برآمد ہونے صاحبقران اکبر کے دروازہ
طلسمی قصر خود بخود بند ہوگیا صاحب قران اکبر ایک گوشہ مین اسم مذکور کے پڑھنے مین مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے ادہم جنی
مع اسپ طلسمی حاضر ہوا صاحب قران اکبر اُس اسپ مشکفام پر سوار ہوے اور باگ چھوڑدی بس اسپ صبا رفتار مثل باد تند کے
روانہ ہوا اور ادہم جنی ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا۔ اثناے راہ مین ادہم جنی نے پوچھا اے شہریار عالی وقار فاتح طلسم و قاتل کفار
جس مقام پر حکم ہو غلام پہونچا دے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے ادہم جنی ہم اپنے اردوے معلی مین جائینگے ادہم نے
اُس گھوڑے کی پیٹھ پر چمکار کے ہاتھ رکھا اور اشارہ کیا بمجرد اشارہ کے وہ اسپ تیز گام ایکبارگی مثل جانور ان پرند پرواز کیا
آن واحد مین صاحب قران اکبر والا شان اپنے اُردوے معلے مین پہونچ گئے۔

صاحب قران اکبر عالی شان کا طلسم بیضا مین داخل ہونا اور فتح کرنا بقیۂ طبقات طلسم کا اور حاصل ہونا متاع و مال طلسم کا مع اور واقعات کے جو وہان صاحب قران اکبر کو پیش آئے۔

شعر

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ　　سخن را اینچنین آغاز کردہ

کہ جسوقت وہ شہریار گرامی قدر یعنی صاحب قران اکبر شاہنشاہ واجب التعظیم شاہ معز الدین ابوتمیم نے ملک اذفرشاہ بادشاہ
مرحلۂ اول طلسم کو جو کہ واقعی حاکم و فرمان رواے طلسم بیضا ہے اور لاقوت پدر کش نمکحرام ننگ خاندان نے اُسے قید کیا اور آپ
سلطنت و حکومت عسکریہ کا خود مالک بنگیا تھا طلسم خندق جو کہ مرحلۂ چہارم طلسم کا ہے مفتوح کرکے بند قید سے آزاد کیا جسطرح کہ دفتر
ہفتم کے اول مین مراحل ثلثہ طلسم و قلعہ یاقوت نگار کا مفصل و مشرح ذکر ہوچکا ہے اب اسکا بیان دوبارہ کرنا باعث طوالت کتاب ہوگا
اسی خیال سے راوی مختصر نگار نے واگذار کیا اور اصل مطلب کو اختیار کیا۔ **شعر**

ز راویان سخن پرور این سخن مرویست　　کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

القصہ صاحب قران اکبر نے بعد نجات وہی ملک اذفرشاہ بادشاہ عسکریہ کے شیرویہ دلاور جنی کو ملک نصیروان شاہ کی
دختر پری پیکر کے وصل سے شادکام کیا اور ملک نصیروان کو اپنے فرمان برداران خاص و مطیعان با اختصاص کے زمرے مین داخل کیا
اسی طرح ادہم نوجوان کو اُسکی معشوقہ شیرویہ رشک قمر کی ہواہر کے ساتھ منسوب کیا اور دونون طالب و مطلوب وصل حقیقی سے

کامیاب ہوے بعد ازان ادہم نوجوان کو وطن مالوف کو جانے کی اجازت دی اُسی وقت ادہم نوجوان کو خلعت گرانبہا مرحمت فرمایا
اور رخصت کیا جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر ان امورات سے فارغ ہو چکے اُسوقت ملک اذفرشاہ و ملک نصیرون شاہ
و شیرویہ الور کو حکم دیا کہ ہرچند ہمنے روانہ ہونے کو کہا ہی لیکن بعد ہمارے جانے کے سب سلاطین و بادشاہان دلاور مع فوج و لشکر
فیروزی اثر روانہ ہون اور مقام چتر مین پہونچکر قیام کرین ہم بھی حسب ہدایت لوح قہقہار دیو کے قصر کی سمت سے یعنی باطن طلسم کی
راہ سے پہونچینگے القصہ ملک اذفرشاہ و ملک نصیرون و شیرویہ دلاور وغیرہ سلاطین پر تمکین طلسم مع فوج ظفر موج با جاہ و حشم
حسب الحکم شہریار گردون سریر روانہ ہوگئے اور صاحب قران اکبر موافق ہدایت لوح قصر قہقہار دیو کی طرف مقام چتر مین تشریف
لائے اور تخت فرماندہی پر جلوس فرمایا ادھر افسر جنی خدمت عالی مین حاضر ہوا۔ صاحب قران اکبر نے عہدۂ خدمت چتر برداری افسر جنی
کے نام تفویض فرمائی کہ افسر جنی مستحق اس خدمت کا تھا بعد اسکے داروغۂ ارباب نشاط کو حکم ہوا کہ جلد محفل طرب آراستہ ہو بمجرد صدور
حکم عالی پریزادان ماہ لقا و نازنینان ماہ سیما نے نغمہ سرائی شروع کی اور رقص و نوا کی صحبت گرم رہی صاحبقران اکبر نہایت محظوظ
ہوے اور دورۂ شراب ارغوانی سے مسرور ہوے جب تھوڑی رات باقی رہی صاحب قران اکبر عالی قدر نے اُسی تخت جواہر نگار
پر آرام فرمایا صبح کو دوسرے روز ملک اذفرشاہ بن عسکر شاہ جنی و ملک نصیرون و شیرویہ عالی گہر وغیرہ سلاطین کی خبر سنکے
بارگاہ اشتباہ مین تشریف لائے اور اُسی بارگاہ عالی مین تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا بعد اسکے اذفرشاہ بادشاہ طلسم بارگاہ
مین پہونچا۔ صاحب قران اکبر عالی شان نے اذفرشاہ کی سروقد تعظیم دی اور وجہ تعظیم ملک اذفرشاہ کی دربار مین یہ تھی کہ ملک
اذفرشاہ ملکہ صبح دلکشا کے والد بزرگوار اور کل طلسم بیضا کا بادشاہ ہی علاوہ اسکے بادشاہ اکبر ملک اذفرشاہ سے نسبت
دامادی رکھتے ہین ایسے ایسے وجوہات چند در چند سے صاحبقران اکبر فلک قدر نے اُنکے اعزاز و احترام مین کوئی درجہ
فروگذاشت نہین فرمایا حاصل کلام صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک اذفرشاہ سے فرمایا ای بادشاہ طلسم ہم چاہتے ہین
کہ آپ بدولت و جاہ و اقبال تخت شاہی پر جلوس فرمایئے تو نہایت انسب ہی اور یہ خیر خواہ بقوت بازوے صاحبقرانی و زور
طاقت طلسم کشائی ان کفار و اشرار طلسم کا ایسا استیصال کریگا کہ کہین سرزمین طلسم مین نشان تک باقی نہ رہیگا آپکو کچھ تدارک
نہ کرنا پڑیگا ملک اذفرشاہ نے جواب دیا کہ ای شہریار یہ حضور براہ الطاف و کرم خسروانہ اس فقیر حقیر کی نسبت ارشاد فرماتے ہین کہ
مین تخت حکمرانی پر بیٹھکر تماشا دیکھون اور تم ایسے شاہزادۂ گردون وقار کو رزمگاہ مین واسطے جنگ و جدل کے بھیجون گویا دیدہ و دانستہ
باعث ہلاکت ہونا ہی یہ مجھ بدترین خلائق کو باین سن و سال سزاوار ہی یا یہ چاہیے کہ رات دن خدمت فیضدرجت مین مثل خادمان
ہواخواہ کے حلقہ بگوش دست بستہ حاضر رہون اور آپ پر اپنی جان کو فدا کرون کہ جس سے میرا سر اعزاز و افتخار فلک ہفتم پر پہونچے
بدین وجہ کہ جناب عالی کو جناب باری نے ایسا عالی خاندان اور شہنشاہ کونین کی آل و اولاد سے ممتاز کیا ہی حاشا کبھی یہ امر گوارا نہوگا
الغرض صاحب قران اکبر عالی جاہ نے برابر اپنے تخت کے پہلو مین جگہ دی ملک اذفرشاہ یہ بھی باعث ترک ادب سمجھ کے
نیم تخت پر مودب بیٹھا بعد اسکے سامان مے نوشی مع ساقیان سیمین عذار و جام و صراحی جواہر نگار وغیرہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر عالیشان

نے چند جام مے گلفام نوش فرمائے دور جام ارغوانی کا دورہ ہوا جسوقت نشہ شراب فرحت افزا سے سرور ہوا صاحب قران اکبر عالیشان نے ملک اذفرشاہ و دیگر سلاطین ذیشان سے فرمایا کہ اب تم صاحب یہ بیان کرو کہ طبقات و مراحل طلسم کس قدر باقی ہین ملک اذفرشاہ نے عرض کی ای شہریار گردون وقار ہم اس کیفیت طلسم سے آجکل واقف نہین ہین مگر یہان ملک نصیرون فی الحال اس طلسم سے البتہ واقفیت رکھتے ہین بلکہ امورات طلسم مین اُنکو کچھ مداخلت بھی ہی یہی وجہ ہی کہ جو یہ ملک نصیرون کی خطاب سے مشہور رہی ملک نصیرون سے بیشک جواب باصواب اسکا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے ملک نصیرون سے فرمایا ای ملک تم اس راز طلسم سے جسقدر آگاہ ہو بیان کرو اب کہ طبقات ومقامات طلسم باقی ہین اور ہمکو اب کیا کرنا چاہیے ملک نصیرون اپنی صندلی سے اُٹھا اور دعا و ثنا ے شہریار اس طرح بجا لایا۔

شعر

کہ اے شہریار فلک اقتدار	جہانت بکام و خدا یار باد

بعد اسکے دست بستہ عرض کی کہ غلام کا یہ التماس ہی کہ حضور اول سرگذشت طلسمی یعنے جو جو واقعات کہ حضور کو پیش آئے ہین بیان فرمائین تاکہ معلوم ہو حضور کس کس مقام پر تشریف لیگئے ہین اور کیا کیا عجائبات ملاحظہ فرمائے اور کیسے کیسے سوانح پر آشوب گذرے جب یہ تمام مدارج طلسمی دریافت ہو جائینگے اُسوقت جو اس خادم کی راے مین آئیگا عرض کریگا۔ صاحب قران اکبر فلک قدر نے تمام سوانح طلسمی ابتدا سے انتہا تک جو جو کہ عالم طلسم مین پیش آئے تھے یعنے چشمۂ سیگون وکوہ راتمان وگنبد ہیکل طحقوس وحمام زنان وشہر یاقوت نگار اور چتر یاقوت کے حالات مشرح ومفصل ملک نصیرون کے سامنے بیان کیے ملک نصیرون نے عرض کی ای شہریار عالی اب مقدمات طلسم کچھ باقی نہین ہین کل طبقات طلسم باطل ہوگئے مہم طلسم ختم ہوگئی حضور کو مبارکباد فتح طلسم دیتا ہون اب فقط ایک جنگ لاقوت ناگار سے البتہ باقی ہی کسواسطے کہ مراحل طلسم چارگانہ تو مفتوح ہوے اور جو کچھ باقی ہین وہ دشوار گذار ایسے نہین کسواسطے کہ کوہ راتمان وقلعۂ یاقوت نگار مرحلۂ چہارم طلسم مین داخل ہین اور مرحلۂ اول مین چشمۂ سیگون دیوا علے ترین مرحلات وطبقات طلسم سے تھا چنانچہ طلسم خندق بھی اُسی کے ماتحت ومتعلق ہی وہ بھی بفضل ایزدی مفتوح ہوگیا اور حضور نے اُن مراحل کی سیر بھی خوب فرمائی اب کوئی مقام سخت ایسا نہین جسمین فکر وتردد حضور کو ہو ای شہریار گردون وقار اس طلسم عالی کا حال مفصل یہ ہی کہ اس طلسم چہار مرحلہ مین ایک ایک قلعہ مختصر نہایت مستحکم ہی اور ہر قلعہ کا ایک ایک حاکم جداگانہ خود مختار رہی اُن مرحلون مین مرحلۂ اول بہت بڑا طلسم ہی جسے شہر عسکریہ کہتے ہین اور وہی خاص باے تخت طلسم سے شمار کیا جاتا ہی یہی کل مراحل سے زیادہ تر سخت ودشوار ہی جس حال مین کہ چشمۂ طلسم جو مرحلۂ اول کا پھاٹک ہی بعد قتل آبیل و نابیل دیو نگہبان ومالک چشمۂ جسکو بائیل چہار شاخ بھی کہتے ہین باطل ہوا اُسکے ساتھ ہی طلسم مرحلۂ اول بھی برطرف ہوگیا اور طلسم خندق بھی فتح ہوگیا اب ایک فقط لاقوت دیو کا قتل کرنا باقی ہی یقین ہی کہ وہ حرام زادہ معرکۂ جنگ سے مغلوب ہوکر بھاگ جائیگا اور شہر عسکریہ تخت ونصرت مین آجائیگا اور جو حاکم طلسم ہین وہ بے جنگ وحرب شہریار عالی وقار کے حلقہ بگوش ہونگے اور بعد قتل دائرۂ فرمانبرداری مین آئینگے اور غلام کے نزدیک بالفعل کوئی مرحلہ باقی نہین ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا اب بتاؤ کہ ان چار

قلعون مین کیا شی ہی اور عمارت و آبادی کسقدر ہی ملک نصیرون نے عرض کیا ای شہریار کامگار قلعہ عسکریہ جو ظاہر طلسم کا دار الملک ہی البتہ اسمین ہر قسم کی عمارت و مکانات خوش قطع اور آبادی معقول ہی بلکہ اُسی کے خزانہ کا مال ہی جو آج تک لاقوت بدرکنش نمک حرام کے قبضہ مین ہی لیکن تصرف ہرچند چاہا نہین ہوسکا اسواسطے کہ وہ سب اشیا بستۂ طلسم ہین سوائے فاتح طلسم کے کسی کی مجال نہین کہ اُس امانت کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے نہ یہ کہ تصرف مین لانا جب فاتح طلسم مراحل اربع باطل کریگا اُس اشیاے طلسمی پر قابض ہوگا وہ مال کل ملک فاتح طلسم ہی اسیطرح مرحلۂ دوم جو قلعہ مینا حصار مشہور ہی اُسمین بھی جواہر خانہ طلسمی ہی اور اُسپر بھی طلسم بندی ایسی ہی کہ وہ کسی صورت سے معلوم نہین ہوسکتے اور ملک افلاک مینا پر حاکم قلعہ کا قبضہ تعین ہی تیسرا قلعہ متانت نگار ہی جو مرحلہ سوم مین واقع ہی اور جو تھا قلعہ چھوٹا ہی اسمین سلاح خانۂ طلسم ہی یعنے اسمین ہر قسم کے آلات حرب عجیبہ و غریبہ امانت رکھے ہین وہ بھی طلسم کشا کا مال ہی اور ملک متین آہن پوش اُس قلعہ کا حاکم ہے لیکن کیا قدرت رکھتا ہی جو آنکھ اُٹھا کے اُس مال کو دیکھ سکے اور ایک قلعہ مسکوکیہ مرحلۂ چہارم مین واقع ہی اُس قلعہ مین گو عمارت کسی طرح کی نہین ہی یہ تمام قلعہ زر نقد سے بھرا ہوا ہی اور اُس قلعہ کا مالک زرد ہنگ جنی ہی پس اب حضور لوح طلسم سے مشورہ لین حسب ہدایت لوح مرحلات طلسم فتح کرکے اجناس و اشیا مع مال و اسباب جو کچھ کہ حضور کا ہی اپنے تصرف مین لائیے بانیان طلسم خاص ذات ملکی صفات کے واسطے امانت رکھا ہی یعنے زوج ملکہ شمسۂ تاجدار فاتح طلسم بیضا مالک فاتح طلسم ہی۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون تمنے اس طلسم کی کیفیت و ماہیت نہایت شرح سے بیان کی مگر اے ملک یہ تمہارا قول ہی کہ اب طلسم مین کوئی امر دشوار و سخت باقی نہین ہی اور ہمکو ابھی مرحلہ طلسمی طی کرنے ہین اُن ہر چہار مرحلے کی دشت نوردی و صحرا پیمائی اور قلعہ ہاے اربع کا فتح کرنا اور لاقوت سے جنگ و پیکار ہونا باقی ہی ان امورات کو انجام دینے کے بعد البتہ مال و متاع طلسمی ہمارے قبضۂ و تصرف مین آئیگا یہ طرفہ کیفیت اور عجیب حیرت کی بات ہی ای ملک نصیرون دیکھو ابھی کسقدر محنت و مشقت شاقہ ہمکو کرنا باقی ہی جسکے سننے سے انسان کے ہوش اُڑ جائین اور حواس باختہ ہوجائین ملک نصیرون نے کہا ای شہریار عالی وقار ان طلسمات اربع کا فتح کرنا چندان مشکل نہین ہی۔ صاحب لوح اگر چاہے تو ایک ہی روز مین ان سب کو انجام دیسکتا ہی جو امر دشوار و سخت تھے وہ سب بفضل الٰہی طی ہوچکے یعنے حمام زنان کہ نہایت سخت تھا اُسکی سیر حضور فرما ہی چکے اُدھر ہیکل ملحقوس کا معاملہ طی ہوگیا جو نہایت ہی دشوار تھا قلعہ یاقوت نگار بھی ملاحظہ مین آگیا طلسم چشمہ و کوہ زاغان کہ جس سے بڑے بڑے دیو ذات و پہلوان زمان کا بس نہ چلتا تھا اور خیال اور قیاس بشری سے باہر تھا وہ بھی بعنایت ایزدی فتح ہوگیا اور وہان سے تیر و کمان اور نیزۂ دو سر بھی حاصل ہوا۔ طلسم خندق سے ملک اذفرشاہ کو رہا کیا جتنے سخت و صعب مقدمات مشکلہ تھے وہ تو سب طی ہوگئے اب باقی کیا ہی جتر یاقوت کہ بہترین اشیاے طلسم سے ہی کسی کو دیکھنا ممکن نہ تھا وہ بھی بفضل ایزدی حضور کے سر مبارک پر پرتو افگن ہی واقعی کوئی ایسا مقدمہ اہم و دشوار نہین ہی کہ جو طی نہوا ہو اے شہریار گردون وقار اصل امر یہ ہی کہ ابھی حضور کی طلسم کشائی کا حال کہ کل مراحل سخت و دشوار حضور نے فتح کرلیے شائع نہین ہوا جسوقت یہ حال طلسم کے باطل ہوجانے کا مشہور ہوگا پھر ملاحظہ فرمائیگا کہ کسقدر خدا پرستون کا حضور مین مجمع ہوگا بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے ہر چہار طرف سے

ہزارہا مردمان خدا پرست طلسم کے دست بستہ خدمت حضور مین حاضر ہونگے بلکہ وہ کفار جو کہ شریر النفس نہین ہین اور نیک باطن ہین وہ بھی دائرہ اسلام مین داخل ہونگے اور خود درخواست کرکے مسلمان ہونگے اور اہالیان طلسم کا در دولت پر اسقدر اژدہام ہوگا کہ حضور کو بات کرنے کی فرصت نہ ملیگی صاحب قران اکبر عالی شان نے فرمایا کہ ای ملک یہ معلوم ہی تمکو کہ ان حاکمان طلسم مین کون مسلمان ہی اور کون ابلیس پرست ہی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار فلک اقتدار اسکی یہ کیفیت ہی کہ وقت تمامی طلسم کے کل حکام طلسم یزدان پرست تھے اور عرصہ تک مسلمان ہی رہے پھر نہین معلوم کہ کیا شامت اعمال دامنگیر ہوئی کہ لاقوت کی طرح بہت آدمی مرتد و کافر ہوگئے اور بعض ہنوز مسلمان ہین انھون نے اپنا دین قدیم نہین چھوڑا ہر چند کہ حاکمان کفار نے اتفاق کرکے اُنپر تشدد بھی کیے لیکن وہ ایسے ثابت قدم تھے کہ اُنھون نے کچھ خیال نکیا بلکہ غلام نے اپنے والد ملک النصر سے سُنا ہی کہ ہنگام فتح طلسم فقط دو بادشاہ ابلیس پرست اور دو ہی بادشاہ یزدان پرست باقی رہینگے اُنمین ایک لاقوت متغلب بدرکش اور دوسرا شاید ملک زرد ہنگ حاکم مرحلۂ چہارم مرتد کفار ہین بلکہ یہی نابکار حضور سے بجنگ و مجادلہ پیش آئینگے اور یقین کامل ہی کہ لاقوت زرد ہنگ نمکحرام کی مدد و کمک کریگا جسوقت لاقوت مرتد ضرب شمشیر آبدار کے خوف سے فرار ہوجائیگا حکام ثلثہ سے طالب امداد و پناہ ہوگا لیکن وہ دونون حاکم یزدان پرست لاقوت بدرکش کو جواب صاف دینگے اور کبھی اُس مردود کی کمک نہ کرینگے اور زرد ہنگ کا وزیر زرقلی نطفۂ شیطان آدم کی نسل سے ہی یعنے مان جنیہ اور باپ آدم زاد ہی وہ فریب سے اپنے بادشاہ کو عقیدۂ نیک سے منحرف کردیگا اے شہریار زرقلی وزیر کو بسبب شرارت ذاتی و طمع نفسانی کے یہ خیال پیدا ہوگا کہ شاید طلسم کشا ہلاک ہوجائے اور متاع طلسم کسی طرح سے میرے ہاتھ آجائے اس نیت فاسد اور طمع بد سے ملک زرد ہنگ کو طرح طرح کے فریب و حیلہ و مکر سے کافر مطلق کردیگا ملک زرد ہنگ کا باپ ارقام جنی ابلیس پرست تھا مگر ملک زرد ہنگ ابتدائے عمر مین خدا پرست ہوگیا تھا جسوقت ملک زرد ہنگ تخت سلطنت و حکومت پر بیٹھا اور زرقلی مرتد کو اپنا مدار المہام و وزیر سلطنت کیا پس اُسی وقت سے اُسکے عقیدہ مین فرق آگیا کسواسطے کہ زرقلی نابکار نے اپنی فطرت ذاتی سے مزاج مین ایسی مداخلت حاصل کرلی کہ زرد ہنگ بے مشورۂ زرقلی کے کوئی کام نہین کرتا تھا اور یہ زرقلی فرساق اسدرجہ طامع و مرید زر تھا کہ جسکی انتہا نہین یہی وجہ تھی جو اُس ملعون کا خطاب زرقلی ہوا قصہ مختصر وہ نابکار زر ہی کی پرستش کرتا تھا اور زر ہی کو اپنا معبود برحق جانتا تھا تا آنکہ یہ راندۂ درگاہ احدی زرقلی اُسوقت لاقوت ہزیمت خوردہ کا مددگار ہوجائیگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون یہ بتاؤ کہ حکام ثلثہ کسقدر فوج رکھتے ہین ملک نصیرون نے کہا یقین یہ ہی کہ ہر ایک حاکم قلعہ اسی اسی ہزار سوار و پیادے کی جمعیت رکھتا ہوگا اس جمعیت مین ہر مذہب و ملت کے لوگ ہین اور پہلوان بھی ہین صاحب قران اکبر نے کہا ای ملک نصیرون تم بخدا نہایت ہوشیار و رازدار طلسم ہو اور خوب واقف ہو لیکن ہمکو تم سے ایک امر کی شکایت ہی بلکہ ایک طرح کا ملال بھی ہی کہ تمنے باین خدا پرستی ملک افرشاہ کی رہائی و نجات مین دانستہ چشم پوشی کی اور کوئی کام تم سے نہو سکا اور طرفہ یہ کہ تمنے اسکے عکس کیا یعنے لاقوت جنی بدرکش کی متابعت اختیار کی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار نامدار اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عُمِیَ الْبَصَر ۵ حضور خود منصف ہین غور فرمائین کہ معاملات قضا و قدر مین کسی کا دخل نہین ہی

پھر مین کیا۔ ملک اذفر شاہ کا مقدمہ نہایت پیچیدار تھا اُن سب مین ایک یہ بہت بڑا امر تھا کہ اُنکی رہائی طلسم کشا کی جرأت خاص پر مقدر و منحصر تھی اور جب تک کہ طلسم فتح نہوتا ممکن نہ تھا بلکہ سوا ے ملک اذفر شاہ کے اور ہزارہا بندگان خدا کی رہائی نجات محض فاتح طلسم کی ذات پر موقوف تھی اِس صورت مین غلام کسطرح کار طلسم کشائی کر سکتا تھا ہر نوع مجبور و عاجز تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ملک نصیرون تمھارے کلام سے ثابت ہوگیا کہ لاقوت نابکار ضرور بحرب و پیکار پیش آیگا ملک نصیرون نے کہا غلام کو جسقدر علم تھا حضور سے عرض کر دیا آیندہ عالم الغیب جانتا ہی مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی۔

راوی نازک خیال صاحب قران اکبر کا حال موقوف رکھتا ہے اور دو کلمہ حال بدمآل شمطع بینی بریدہ کا گذارش کرتا ہی یعنے جانا اُسکا بحالِ خراب بارگاہ مین لاقوت کی اور آگاہ کرنا اُس راندہ درگاہ ایزدی کو طلسم کشا کے حال فیروزی مآل سے مع خرابی و ابتری طلسم خندق و حصار وغیرہ اور نجات پانا ملک اذفر شاہ کا۔

راوی شیرین بیان اس داستان غرائب عنوان کو اسطرح معرض ظہور مین لاتا ہی کہ جسوقت جنگم جادوگر راندۂ درگاہ داور وصل جہنم ہو چکا اور چار ماہ کامل تک کسی طرح کی خبر اُس دیار کی لاقوت شاہ کے کان تک نہ پہونچی لاقوت شاہ کو نہایت فکر دامنگیر ہوئی اُسوقت دل مین یہ خیال آیا کہ اے لاقوت اسقدر عرصہ گذرا نہین معلوم جنگم ساحر کا باہر طلسم کے کیا حال ہی کس بلاے آسمانی و آفت ناگہانی مین مبتلا ہو گیا یقین کامل ہی کہ وہ کسی ایسی ہی آفت و مصیبت سخت مین پھنسگیا ہی کہ اپنے حال سے مطلع نہ کر سکا آخر ایک روز لاقوت بدرگش اور فرتوت اور انجاح جنی وغیرہ مشیران پرتذویر یہ سب گرم صحبت تھے کہ اثناے صحبت مکالمہ مین جنگم جادو کا بھی ذکر آیا لاقوت شاہ نے کہا نہایت حیرت ہی کہ جنگم جادو یہان سے اس قصد و ارادہ سے باہر طلسم کے گیا تھا کہ لوح بصفا کہین ایسی جگہ پوشیدہ رکھون کہ کسی کو اُسکا سراغ و نشان نہ ملے بعد اسکے چلا آؤن بلکہ اُسکا یہ بھی بیان تھا کہ مجھے حکم موکد یہی ابلیس کا ہی کہ مین بیرون طلسم جاؤن اور لوح کو ایسے کسی گوشہ مین چھپا آؤن کہ تا قیامت طلسم کشا کے ہاتھ نہ آلے ای فرتوت اسکو ایک مدت دراز گذر گئی کہ جنگم کے حال و مال سے مطلق اطلاع نہین ہی اس امر کو تمسے بھی اکثر پوچھا تمنے بھی اُسکا جواب ندیا بظاہر کچھ معلوم ہوتا ہی کہ جنگم ساحر لوح بصفا کے پوشیدہ کرنے کی فکر و تدبیر مین کسقدر مصروف ہی یقین ہی کہ لوح کو کسی جاے محفوظ مین پوشیدہ کریگا اور اُسپر طلسم بندی بھی کر دیگا اسی وجہ سے اُسکے آنے مین دیر ہوئی لیکن اس امر کو بھی عرصہ قریب چار مہینے کے ہوا ہوگا کہ جنگم بیرون طلسم سے نہ آیا اور نہ اُسکے نیک و بد کی خبر آئی اب تجھ سے پوچھتا ہون کہ جنگم جادو بیرون طلسم سے ابتک کیون نہ آیا فرتوت نے کہا ای لاقوت شاہ آگاہ ہو کہ میری عمر تجھ سے بہت زیادہ ہی یعنی قریب پانسو برس کی ہوگی اور ہنوز تیرا سن ابھی اسقدر نہین ہوا بلکہ تیرے منہ سے دودھ کی بو تک ابھی نہین گئی لاقوت شاہ نے ترش ہوکر کہا او گیدی بیہودہ گو کیا کہ رہا ہی او نالائق سوال دیگر جواب دیگر یعنے یہ کونسا قاعدہ ہے

گفتگو مین سن وسال کا کیا دخل تھا فرتوت نے کہا او احمق خرف دم مین نے کیا نامعقول بات کہی ہان یہ ایک تیری فہم کا بیشک قصور ہی ابھی نہین مگر آئندہ میرے اس کہنے کا سارا حال ظاہر ہو جائیگا اوگیدی یاد رکھ اہل خرد اور سخن فہم ایسی بات کہتے ہین کہ جس سے ہزار معانی پیدا ہون بس تو اول میری بات کا جواب معقول دے پھر تو مجھسے سوال کر مین جواب دونگا لاقوت نے کہا او فرمساق تو نہین جانتا کہ میری عمر دو سو چھتیس برس کی ہی بلکہ اس سے بھی تجاوز کر گئی ہی فرتوت نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پرکینہ سے کھینچی اور مصلحۃً رونا شروع کیا لاقوت شاہ اس حال کو دیکھکر زیادہ تر بد دماغ ہوا دل مین کہا واہ این گل دیگر شگفت راوی کہتا ہی - لاقوت شاہ بوجہ سحر وساحری کے طبعی فرتوت کا اعزاز بہت کرتا تھا اور انمین خوش طبعی ومذاق بھی ایسا ہوتا تھا کہ جیسا جمشید وضارمنکوس کے باہم صحبت اختلاط گرم ہوتی تھی الغرض لاقوت نے فرتوت کی اس مسخرگی کو دیکھکر کہا او فرمساق شاید تو دیوانہ ہو گیا ہی کہ جو ایسی باتین مجنونانہ کرتا ہی فرتوت نے کہا ہان دیوانہ تو ہون لیکن تیرے جان ومال پر حسرت سے روتا ہون اور افسوس کرتا ہون کسلیے کہ مجھے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو بہت جلد طعمۂ شمشیر طلسم کشا ہوا چاہتا ہی اور دشمنان ابلیس تجھے بدترین عذاب سے ہلاک کرینگے اسوقت جو بے محل رویا اسکا یہی باعث ہی مجھے تیرے حال بد پر نہایت افسوس ہی کہ ابھی تو سن تمیز کو نہین پہونچا اور مارا جائیگا اور میرا کیا ہی مین اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکا ہون جو مین اس سن وسال مین خداوند ابلیس کیخدمت مین جلد تر جاؤن گا تو کچھ افسوس نہین ہی مگر تجھے تیرے جوان مرنے کا افسوس ہی اے ملک لاقوت اب بھی میرا سخن تیرے فہم ناقص مین نہین آیا اگر اس تفصیل سے کہنے پر بھی نہ سمجھا اور ذہن مین نہ آوے تو حیف کی بات ہی لے سن اب مین صاف صاف کہتا ہون جنگم جادو نے بخوف شمشیر عدو کش و دشمن شکار اپنا طلسم مین رہنا مصلحت نہ دیکھا بے سروپا بھاگ گیا اور یہ بھی سوچا کہ کسی حیلہ سے طلسم کشا سے لوح بعینہٖ لیلیجیے وہی ہوا یعنے لوح طلسم اُسنے لے لی اب جنگم جادو یہان کسواسطے رہیگا کیا اپنی جان کو مفت ہلاکت مین ڈالیگا بس اسواسطے وہ اپنی زیر مشقون کو لیکر طلسم سے نکلگیا لاقوت شاہ نے کہا معلوم ہوا تو میرا جاہ وجلال شاہی نہین چاہتا اور نہ خوف تجھے کچھ ہی کہ ہمارے سامنے ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اگر تو قدیم نہوتا تو ابھی مارے جوتیون کے تجھکو ہلاک کروا ڈالتا او فرمساق پردۂ دنیا پر ایسا کوئی ہی کہ جو تیز نظر سے لاقوت شاہ کو دیکھے اور قتل کرنا تو شئ دیگر ہی کوئی کیا جان رکھتا ہی جو میرے لشکر کے افسر سے ہمسری کر سکے فرتوت نے کہا طلسم کشا تمہارا ہمسر میخ مارنے والا ہی کہ جو ابلیس وبندگان ابلیس کی بخوبی خبرگیری کرتا ہی لاقوت شاہ نے کہا تو مجھے یہ تو بتا کہ طلسم کشا کہان ہی فرتوت نے کہا آج کل معلوم نہین طلسم کشا کہان ہی مگر اتنا معلوم ہی کہ تیری دختر رنگ افروز سے بوس وکنار مین مشغول ہی یا شاید کسی اور طرف چلا گیا ہو آجکل تحقیق خبر معلوم نہین ہوتی مگر اُسکے رفیق وہمدرد تو موجود ہین مین نے جنیان تیز پر وغیرہ کو اُنکے ملک مین روانہ کیا تھا وہ ابھی تک صاحبقران اکبر کی خبر لیکے نہین پھرے اور نہین معلوم اُنھون نے طلسم کشا کا سراغ پایا یا نہین اور عجب نہین کہ کسی اشرار طلسم نے موقع پاکر ہلاک کر ڈالا ہو کیونکہ لوح کا جو مددگار اور محافظ وہادی ہے وہ بھی نہین ہی تو پھر کیونکر طلسم کشائی اور صاحبقرانی کرینگے بلکہ زندہ رہنے کی امید نہین اور بالفرض اگر زندہ بھی رہا ہوگا تو دست وپاشل مرغ بے بال وپر کے تصور کرنا چاہیے بے مفتاح طلسم طلسم کشائی نہین ہوتی

یہ امر تو ظاہر ہی کہ لوح کلید طلسم ہی اگر لوح نہین تو طلسم مین رہ نہین سکتا ابتدا مین اُس سے جو جو کار اہم و سخت نمایان ہوے
ہین وہ سب بدولت لوح بصفا کیے ہوے کہ جتنیان طلسم قوی ہیکل اور دیوان قد آور کو جیسے روح انسان فنا ہوتی تھی قتل
بیشہ کے قتل کیا وہ فقط نیزۂ طلسم کی قوت تھی اور طرفہ امر یہ ہی کہ وہی نیزۂ خطی محافظ جان ہی اور ہمیشہ اُسی نیزہ دو سر کے دائرہ
محفوظ مین رہا ہی طلسم کشائی و جرأت صاحبقرانی وغیرہ اسی وقت تک تھی کہ جبتک طلسم کشا کے پاس لوح طلسم اور اشیاے
محافظ جان موجود تھین اب مجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا اسی وجہ سے کہ لوح گم ہوگئی حیران و پریشان ہوکے نکل گیا یا کسی گوشہ
مین تنہا بیٹھ کے اپنے بزرگون سے مدد چاہتا ہوگا عجب نہین جو اس غیرت مین مرگیا ہو لاقوت جنی نے کہا او گیدی تو سب
جانتا ہی پھر کسواسطے طلسم کشا کے خوف و دہشت سے فنا ہوا جاتا ہی اور مجھے بھی اپنے ساتھ بزدل کیے دیتا ہی فرتوت نے کہا
ای لاقوت اصل حال یہ ہی اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہر چند کہ مین دل کو سمجھاتا ہون اور طاقت دلاتا ہون لیکن کسی وقت اور
کوئی لمحہ طلسم کشا کا خیال دل سے نہین جاتا اور یہ خیال دل کو وقتاً فوقتاً مضمحل کیے دیتا ہی یقین ہی کہ سامنا ہو اور صورت
دیکھون تو طائر روح قفس تن سے پرواز کر جائے مگر اے لاقوت شاہ یاد رکھ کہ جنگم جادو بھی طلسم کشا کے خوف سے جان
اپنی لیکے بھاگ گیا ہی اور شمشیر کشور گیر کا لوہا مان گیا اور اگر نہ بھاگتا ضرور اُسکی نجات بھی نہ ہوتی لاقوت بولا او نالائق کیا واہی
بکتا ہی مجھے تیرے قول کا اعتماد مطلق نہین جنگم سا مرد قوی ہیکل ساحر زبردست ایسا کامل اپنے فن جادو مین ہی کہ شاہ
جادوگران کی خطاب سے مشہور ہی طلسم کشا اُسکے سامنے ایک مشت استخوان اُسکا کیا خوف کرتا اور بھاگ جاتا مجھے ہرگز باور نہوگا
بلکہ ہان کسی کار ضروری کو گیا ہی اسمین کوئی مصلحت ہوگی اور طرفہ یہ کہ جنگم جادو نظر کردۂ خداوند بھی تو ہی خداوند ابلیس نے وعدہ کیا ہی
کہ تو صاحبقران زمانہ ہی کسی سے زیر نہوگا جب تو جنگم کی ضرب تیغ کا کوئی سامنا نہین کر سکتا جہان جاتا ہی فتح کرتا ہی اُسکی لواے بینا
ہی پھر کسطرح مجھکو یقین ہو بھلا خداوند ابلیس سے وعدہ خلافی ممکن ہے بلکہ حسب وعدہ اپنے ہر طرح جنگم جادو کا مددگار ہوگا اور عجب نہین
کہ جو ہلاکت و قتل کے باب مین کوئی فکر کر رہا ہو جسوقت وہ عمل اُسکا حسب دلخواہ درست و تیار ہوا اُسی وقت تو طلسم مین پہونچا اور
آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کر دیا اُسوقت طلسم کشا کو بھی حال طلسم کشائی معلوم ہو جائیگا فرتوت نے بس لاقوت کے ہاتھ چوم لیے
اور کہا ای لاقوت شاہ بادشاہ طلسم آفرین تیری ثابت قدمی و خوش اعتقادی پر عقیدتمند کو ایسی ہی ثابت قدمی چاہیئے واقعی
جو امر حق تھا وہ تمنے کہا مگر ای لاقوت مین اسکا کیا علاج کرون کہ مجھے اسقدر اضطراب گھیرے ہی اور عنان اختیار بالکل ہاتھ سے
چھوٹ گئی لاقوت نے کہا ای فرتوت اسکا کچھ علاج نہین اور جب کوئی امر لا علاج ہوا تو اسکا ذکر کیا بس اب جانے دو اور کوئی ذکر
کرو ای وزارت پناہ اب تم یہ بتاؤ کہ ہم کیا تدبیر کرین فرتوت نے کہا ای بادشاہ طلسم میرے خیال مین یہ آتا ہی اور شاید یونہین
مناسب بھی ہو اور سوا اسکے اور کوئی امر مصلحت اس سے بہتر نہین ہی کہ تم کسی عیار چالاک کو بیرون طلسم جبل اعلے کے دامنہ مین بھیجو کہ
جنگم جادو کی خبر منگواؤ دیکھو وہ کس کام مین بالفعل مشغول ہی اگر جنگم وہان نہو وہ دونون جنگم کی مدخولہ جو بیرون طلسم ہمراہ ہین
یقین واثق ہی کہ وہ دونون ضرور لشکر مین ہونگی تم عیار کو بخوبی سمجھا دو کہ جنگم کی تلاش مین اصلا کمی و کوتاہی نہ کرے اور بیرون طلسم

لشکروں کے جلد تیرے آئے دوسرے باطن طلسم مین ایک طلسم خندق وجتر یاقوت جو خاص تمھارے ماتحت ہین کیونکہ تم مرحلۂ اول کے حاکم ہو اُس طرف کی بھی خبر لانا ضرور ہو کہ وہان نگہبانان طلسم عقرب جادو و شمعون ولعیدون وشیرویہ کہان ہین اور کس کام مین مصروف ہین اور جنون کے معتمد زیادہ ہین اگر کوئی امر تازہ ہوتا دیان تو یہ دونون ابلیس پرست تمکو خبر دیتے بہر حال بغیر موجود ہونے لوح طلسم کے طلسم کشا سے کوئی مرحلہ طلسم فقط قوت بازو سے اپنے باطل ہونا ممکن نہین ہو اور علاوہ اسکے باطن طلسم کا دوسرا طبقہ گنبد مخصوص ہو اور وہ ملکات افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دویم کے متعلق ہو اور تیسرا طبقہ طلسم حمام زنان ملک متین آہن پوش حاکم مرحلہ سوم کے تحت مین ہو جو تھا قلعۂ یاقوت نگار ملک رادہنگ حاکم مرحلۂ چہارم طلسم کی حکومت مین ہو جہان ملکۂ ذوفر شاہ قیدی کی دختر ملکہ روشن گہر طلسم کشا کی عاشق وطالب نے پناہ لی ہے وہ عیار طرار وہان کی بھی خبر ضرور مفصل لے آوے ہرچند کہ حکام یہ مجال وطاقت نہین رکھتے کہ جو اُن مکانات وقصور طلسمی کے پاس جا سکین اور منازل ومراحل ثلثہ کی سرحدین ایک دوسرے کی سرحد سے ملی ہین اس صورت مین یقین ہو کہ مخبر واسطے خبر رسانی کے حکام مراحل کی طرف سے ضرور مقرر ہونگے اور وقتاً فوقتاً ہر ایک خبر مرحلے کی طبقات طلسم کو پہونچاتے ہونگے تاکہ حکام ثلثہ ایک دوسرے کی معاونت ومددگاری کرتے رہین اور آپس مین شریک حال رہین اور اگر طلسم کشا ظاہر طلسم سے باطن طلسم مین جاتا تو ضرور تھا کہ سرزمین طلسم مین ایک غلغلہ عظیم وہنگامۂ بزرگ برپا ہوتا اور عجیب نہین کہ ہمکو ضرور خبر بھی ہو جاتی۔ لاقوت نے کہا یہ خیال نہایت عمدہ بیان کیے یقین ہو کہ ایسا ہی ہوا ہو ہم ابھی تیرے کہنے کے بموجب عمل کرتے ہین پس لاقوت شاہ نے حسب راے فرتوت وزیر اُسی وقت ہماز جنی اپنے عیار کو کہ وہ مصاحبان خاص سے اور معتمد بھی تھا واسطے خبر رسانی جنگم جادو کے بیرون طلسم مین جبل اعلے کی سمت روانہ کیا اور جو کچھ مدارج تھے زبانی سمجھا دیے اور تاکید کی کہ جلد تر جنگم کے حال سے ہمکو اطلاع ہو ہماز جنی پہلے بھی جنگم جادو کے ساتھ بیرون طلسم گیا تھا اور وہان کے حالات سے بخوبی واقف تھا بلکہ شمرانہ وغاشیہ دونون مدخولۂ جنگم جادو کو مع وارثان حقیقی بکران شاہ خارجی وغیرہ کے بھی کچھ کچھ پہچانتا تھا غرضکہ ہماز جنی عیار حسب الحکم لاقوت شاہ بیرون طلسم بعد قطع منازل وطے مراحل افواج سلاطین خوارج مین پہونچا اور پھرتا ہوا بکران شاہ کی حرم سرا کے اندر گیا وہان شمرانہ اور غاشیہ کو تلاش کیا جب ان دونون کا نشان نہ پایا ناچار ومجبور ہوا اُس عیار طرار نے بعیاری تمام اپنی صورت ایک خواجہ سراے حسین وجمیل کی بنائی اور بکران شاہ کا ایک خواجہ سرا کہ نام اُسکا خواجہ زیاد تھا اُسکے پاس گیا اور سلسلۂ محبت واتحاد بڑھایا خواجہ زیاد نے اُس عیار مکار کی جو شکل وشمائل حسین ووضع دار دیکھی نہایت پسند کیا اور کہا اے شخص تم مسافر نووارد معلوم ہوتے ہو ہمکو بھی آگاہ کرو کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اور کیا پیشہ کرتے ہو اور کس غرض سے یہان آنا ہوا اور تم اُترے کہان ہو اُس عیار نے کہا خواجہ صاحب مین بالفعل تو بیکار ہون بلکہ بوجہ تعطلی حیران ہو کر واسطے تلاش معاش کے یہان آیا ہون خواجہ زیاد کو اُسپر رحم آیا اور کہا اچھا ہمارے پاس آؤ ہم تمھین بکران شاہ کی سرکار مین ملازم کرا دینگے کہ تم مجھے ایک مرد خوش وضع اور خوش تقریر معلوم ہوتے ہو اور بکران شاہ کو بھی ایسے شخص ظریف طبع وخوش بیان کی خواہش تھی ہماز عیار نے کہا اے خواجہ مین ایک شرط سے آپکا فرمانا قبول کرتا ہون کہ پہلے تم مجھ سے شمرانہ وغاشیہ کا احوال بتفصیل بیان کرو خواجہ زیاد نے جب یہ سُنا

نہایت متعجب ہوا اور کہا اے شخص یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اُن عورتون سے تم تعلق رکھتے ہو جو اسقدر اُنکے حال کی تفتیش کرتے ہو سچ کہو
ان عورتون کو کہان دیکھا ہے اُسنے کہا اے خواجہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ان عورتون کے خویش و اقارب کا فرستادہ ہون خواجہ یہ سُنکے
اور زیادہ تر متحیر ہوا اور ہنسکر کہا اے شخص مجھے اب معلوم ہوا کہ تو بڑا جھوٹا اور زیادہ گو ہے اچھا یہ بتا کہ اُن عورتون مین باہم قرابت کیا ہے
ہماز عیار حیران ہوا کہ اب اسکا جواب کیا دون آخر دل سے ایک مضمون ایجاد کیا اور کہا کہ مین ایسا کچھ جانتا ہون کہ وہ دونون عورتین خالہ بھانجی
ہین خواجہ نے کہا واہ کیا خوب بات بنائی لیکن بن نہ پڑی بس اب زیادہ عبارت آرائی نہ کیجیے معلوم ہوا کہ یہ تمھارا جھوٹ مصلحتاً ہے مین
اس بات کو تمھارے طرز کلام سے پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ تمھارا بیان سراپا غلط ہے بلکہ ظاہر ہوتا ہے کہ تو کسی کا عیار فرستادہ ہے یہان آیا ہے
اب سچ سچ اپنا جو مطلب ہو بیان کر کہ دراصل تو کون ہے اور کسواسطے یہان آیا ہے اور اُن دونون عورتون سے کیا تعلق رکھتا ہے اگر تو نے
اب کوئی بات بنائی یا سچ نہ بتایا تیرے حق مین اچھا نہو گا اب ہماز جنّی گھبرایا اور نہایت ہی متفکر ہوا کہ اب خواجہ کو کیا جواب دون اگر
سچ بیان کرتا ہون تو قباحت لازم آتی ہے اصل کام ہی سے محروم رہونگا اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو خوف جان ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اُن
دونون عورتون کی باہم قرابت سے بھی واقف و آگاہ نہین ہون اور اگر اب ظاہر ہو گیا اور جھوٹ بولا تو یہ خارجی نہایت آزار
دیگا ناچار ہو کر اُس عیار مکار آفت روزگار نے دوسری عبارت درست کی کہا اے خواجہ صاحب واقعی امر یہ ہے اُن عورتون سے
میری غرض متعلق ہے اب تک جو کچھ مین نے بیان کیا واقعی جھوٹ تھا مگر دروغ مصلحت آمیز فقط اسوجہ سے کہ مجھے اُنکے پردہ کا خیال
از حد ہے ورنہ مجھے اپنی غرض سے کام تھا لیکن اب بتائیے وہ دونون عورتین یعنے شمرانہ و غاشیہ کہان ہین کبھی کسی جا گئی بھی تھین یا نہین
تو پھر مین اپنا کام بیان کرون خواجہ زیاد نے کہا ہان ایک مرتبہ پوشیدہ کہین گئی تھین ہماز نے کہا بس اتنا ہی چاہتا تھا کہ
سُن لون اب آپ میرا حال بغور سنیے کہ مین اصل مین بادشاہ پرستان کوہی کا خواجہ سرا ہون ایک دن اپنے آقا سے رنجیدہ ہو کر
چلا گیا اس رنج و فکر مین کہ مجھکو ملال کمال تھا ایک کوہ سربلند پر بیٹھا تھا ناگاہ یہ دونون عورتین ایک تخت مرصع کار پر سوار ہوا پر وہان
ہو تھین اور اُنکے پہلو مین ایک شخص مُسن باریش سفید کریہ صورت جنگم نام اُسی تخت پر بیٹھا تھا جو وقت یہ تخت مع اُن تینون زن و مرد
کے وہان آیا اور اُنھون نے مجھے اجنبی دیکھ کر مجھ سے میرا حال پوچھا مین نے حال مجمل اپنا اُنسے بیان کیا اُن عورتون کو میری
پریشان حالی اور بیکاری پر رحم آیا اور مجھ سے کہا اگر تو ہمارے لشکر مین کہ زیر جبل اعلے خیمہ زن ہے آجاوے تو البتہ تیرا سلسلہ
روزگار ہو جاوے اور وعدہ واثق کیا اور مجھ سے بھی عہد کیا کہ ضرور آنا تجھے ہم صوبہ داری شہر کی دلادینگے بس یہ خواجہ اسی امید
و توقع پر کہ موہوم ہے یہان آیا کہ اُن عورتون کو اپنی حاجت کی تکلیف دون بس اصل حال کہ جو مین نے بیان کیا یہ ہے اب تم چاہو
یقین جانو یا نہ جانو خواجہ زیاد نے یہ سُنکے ایک آہ کی اور بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے بعد اسکے جب ہوش و حواس
درست ہوے پوچھا اے شخص تمھارا نام کیا ہے ہماز نے کہا مجھے ہماز کہتے ہین خواجہ زیاد نے کہا اے برادر تم شمرانہ و غاشیہ کا حال
کیا پوچھتے ہو اُنکی ایسی سرگذشت پر درد و افسوس ہے کہ مجھ سے بیان ہونا اسکا نہایت دشوار ہے کس زبان سے مین بیان کرون اور نہ
اُنکی کیفیت لائق بیان ہے بس مختصر یہ ہے کہ وہ دونون بعذاب سخت قتل ہوئین ہماز نے کہا اے خواجہ اُنکے قتل کی کیا وجہ ہوئی اور کسنے

قتل کیا براہ عنایت و مہربانی مجھ سے مفصل اس قصۂ حیرت فزا کو بیان فرمائیے۔ خواجہ زیاد نے کہا ای شخص آگاہ ہو کہ غاشیہ کو
اسکے فرزند نصیرون ربیعی نے اور شمرانہ کو اُسکے شوہر بکران شاہ خارجی نے جہنم واصل کیا ہماز بولا کوئی وجہ قتل بھی ان دونون
کی ہی خواجہ نے کہا خاص وجہ تو یہ ہی کہ دونون وہ عورتین فاجرہ و فاحشہ تھین اور جنگم جادو سے رات دن عیش و نشاط مین مصروف
رہتی تھین اور شراب خواری کسی وقت موقوف نہوتی تھی جب اُنکے وارثون نے سُنا اُنکو یہ افعال قبیح ناگوار گذرے جنگم جادو
کا اُنسے ہمصحبت ہونا بُرا معلوم ہوا جب جنگم جادو مارا گیا وہ اُسکی مفارقت مین نالان و گریان ہوئین اور جنگم جادو کے غم مین
سیہ پوش ہوئین یہ امر چونکہ اُنکے وارثون کو ناگوار ہوا بس دونون کو تہ تیغ بیدریغ کیا ہماز نے پوچھا ای خواجہ سلامت جنگم جادو
کس قصور پر واجب القتل ہوا اور ایسے ساحر زبردست کو کہ جو بادشاہ جادوگران تھا کسنے قتل کیا خواجہ نے کہا وہ بھی اُسیطرح
جہنم رسید ہوا ہماز نے کہا آپ اُسکا حال مفصل بیان فرمائین کہ میرے قلب کو تسکین ہو اور واقعی یہ قصہ عجیب حیرت انگیز
و ہوش ربا ہی چونکہ مین آپکا دوست و مہمان ہون اسی واسطے زیادہ تر تکلیف دہ ہوتا ہون میری گستاخی معاف فرمائیے گا اور میرے
استحقاق دوستی کو ادا فرمائیے مہمان نواز تو آپ کی ذات بابرکات ہی اور آپ اول تو میرے ہم پیشہ برادر ہین دوسرے مین آپکا مہمان
غریب الوطن ہون لہذا ہر طرح آپکو میری تواضع و خاطر داری واجب ہی بس عوض دعوت و مہمانی کے جنگم جادو کا حال مفصل بیان
فرما دیجیے بڑی عنایت میرے حال پر ہوگی خواجہ زیاد نے کہا خیر تیری خاطر ہی ورنہ مین کبھی زبان پر یہ ذکر نہ لاتا اب بعد ایک لمحے کے
بیان کرونگا کیونکہ اس داستان کو جبتک اول سے نہ بیان کرونگا کچھ لطف نہوگا اور سمجھ مین بھی نہ آئیگا لہذا اول طعام بعدہ کلام کہا
پہلے کھانا کھا لو بعد اسکے مجھ سے تمام و کمال حقیقت حال سنو ہماز نے کہا ای کرم گستر مین اب کیا کھانا کھاؤن دل سے شعلے
اُٹھ رہے ہین کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤنگا بدون اس قصہ کے سنے آخر خواجہ زیاد نے بمجبوری تمام احوال مشرح و مفصل اُس جادوگر
کا بیان کیا یعنے جنگم کا آنا طلسم سے اور اپنا لشکر سلاطین مین جانا اور معرکہ آرائی لشکر اسلام سے مع اُس فضیحتی و رسوائی کے
جو کہ اثناے معرکۂ رزم مین واقع ہوئی تھی اور قتل ہونا جنگم جادو کا صاحب قران اکبر عالی شان رستم توان کے ہاتھ سے نہایت
ذلت و خواری سے اور کہا ای ہماز اس معرکہ کو تین مہینہ کا عرصہ گذرا کہ جنگم جادو اپنے مقر اصلی کو پہونچے اس سرگذشت جانگزا کو سنکے
ہماز جنی نے ایک آہ سرد پر درد کھینچی اور کہا۔

شعر

ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال	کاری کہ خدا کند فلک را چہ مجال

بعد اسکے ہماز جنی نے کہا ای خواجہ زیاد یہ فرمائیے کہ صاحب قران اکبر گردون حشم یعنی جنگم جادو کا قاتل کہان ہی خواجہ زیاد نے
کہا بعد قتل کرنے جنگم جادو کے اس عالی قدر نے لوح طلسم ملاحظہ فرمائی اور تمام اشیاے طلسمی پر حسب نشان وہی لوح قبضہ کر لیا
پھر مدت تک وہ شہزادۂ عالیوقار تاریخ الاعظم سنا کیا بعد اسکے بقیہ طلسم فتح کرنے کو طلسم ضیا مین تشریف لیگیا پھر مجھے نہین معلوم کہ وہان کیا
معاملہ گذرا مگر یہ یقین کامل ہی کہ اُس شیر بیشۂ میدان تہوری نے کفار و اشرار کو زندہ و سلامت نہ رکھا ہوگا سب کو جہنم واصل کیا ہوگا
ہماز جنی نے کہا مین پیشاب کر آؤن پھر حاضر ہوتا ہون یہ بہانہ کرکے غائب ہوگیا ولمین کہتا تھا لعنت خدا اس لاقوت فرتوت کے

دین و مذہب یہ کہ یہ سب باطل اور لغو مذہب رکھتے ہین لیکن طلسم کشا کا دین برحق ہی مین تو ان سب مذہبون پر لعنت کرتا ہون اور اسی وقت سے دین ابلیسی کو ترک کرکے دین و آئین طلسم کشا کو پسند کیا اور کہا اگر وہ عالی جناب میری دعوت اسلام فرمائیگا تو مین بصدق دل منظور کرونگا بس خداے عز و جل کو گواہ کرتا ہون کہ اسی وقت سے حلقہ بگوش صاحب قران اکبر کا ہوگیا ہون اور دائرہ اسلام مین بخوشی دل داخل ہونا قبول کرتا ہون الغرض ہمارجنی یہ باتین دل سے کرتا ہوا لشکر کی خبر مفصل لیکر طلسم مین داخل ہوا اور لاقوت کے پاس آیا اسوقت لاقوت و فرقوت دونون ملاعین نہایت اندوہگین و پر ملال بیٹھے تھے اور ہماز عیار کا انتظار کر رہے تھے کہ اس عرصے مین ہمارجنی وہان پہونچا اور آداب و مجرا مثل اہل اسلام کے بجالایا لاقوت شاہ ہماز کی اس حرکت کو مذاق عیاری سمجھ کے نہایت خوش ہوا اور کہا اے ہماز تو شاید کوئی خبر تازہ لایا ہی کہ جسکے سننے سے دل کو نہایت خوشی ہوگی یہ تمھاری تسلیمات و کورنش و خوشطبعی خالی از علت نہین معلوم ہوتی آج یہ طور تمھارا نیا ہمنے دیکھا ہی ہماز نے کہا ہان اے بادشاہ آج ایک ایسا مژدہ فرحت اثر لایا ہون جسکو تم دونون شاہ و وزیر سُنکے شادی مرگ ہوجاؤ گے وہ خبر خوش یہ ہی کہ مین تمکو مبارکباد دیتا ہون تم دونون سجدۂ شکر ابلیس لعین کی درگاہ مین اداکرو اے لاقوت و اے فرقوت پہونچنا دوست کے پاس دوست کا اور عاشق کا معشوق کی خدمت مین اور غلام کا اپنے آقا کی ملازمت مین تمکو مبارک ہو لاقوت اس مضمون کو سُنکے مسکرایا اور سمجھا کہ ازراہ تمسخر کہتا ہی لاقوت نے کہا ہان اے ہماز مین تجھ سے از حد محبت و الفت رکھتا ہون کہ تو بھی اپنا پہونچنا میری خدمت مین مبارک جانتا ہی اب سچ بتا کہ حسن علی و لشکرہاے سلاطین سے جنگم جادو کی کیا خبر تازہ لایا ہی مین اُس خبر مسرت افزا کا نہایت مشتاق ہون جلد بیان کر کہ جنگم جادو کس کاروبار مین مصروف ہی اور طلسم کشا کس آفت و مصیبت مین مبتلا ہی ہماز نے کہا اے لاقوت شاہ آج تجھے خداوند ابلیس نے ایسا جاہ و جلال عطا فرمایا ہی کہ تمامی جہان کی مصیبت و راحت جو کچھ ہو تجھے سزاوار ہی اسواسطے کہ تو شاہان متغلب و بد کیش سے مشہور ہی آگاہ ہو اور بگوش ہوش سُن کہ مین نے اس غرض سے مبارکبادی تھی کہ تم آقا اور ملازم خداوند ابلیس کے دربار مین باعث افتخار ہو کہ تم دونون بندۂ خاص اور عاشق جانباز ابلیس لعین کے ہو مین بیچارہ کیا اور مجھکو یہ رتبہ تمھاری خدمت نحس مین کب نصیب ہوا کہ جو اُس کی صفت و ثنا بیان کرون مین ایک ذلیل عیار بیشہ کارگذار ہون مجھے خدمت سے فقط غرض ہی ان امورات جلیلہ سے کیا سروکار لاقوت مع فرقوت ہماز کے ایسے کلمات سُنکے متعجب و متحیر و مبہوت ہوگیا اور تادیر متحیر ہماز کی صورت دیکھا کیا آخر لاقوت شاہ نے پوچھا اے ہماز تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ ہم خداوند ابلیس کی خدمت مین پہونچینگے ہماز بولا آپ خاصان خدا اور خدا پرست ہین اور خدا پرست کی عین تمنا ہی کہ خدمت مین خداوند کی پہونچین اور یہی مشغولہ اُنکا بھی ہی کہ فردوس برین مین جائینگے پس اے ابلیس لاقوت شاہ اسی وجہ سے یقین جانو کہ جسوقت خاصان ابلیس مرے فوراً تا زحیم مین داخل ہوے اور شامل حال ابلیس ہوے لاقوت شاہ اس عبارت کو سُنکے بد حواس ہوگیا ہوش جاتے رہے کہا اے ہماز تو دیوانہ ہوا ہی یا آج کوئی شے منشی کھا گیا ہی یا دانستہ ہمکو بُرا کہہ رہا ہی اے عیار زبان آور ہمنے تجھے کس کام کے واسطے بھیجا تھا اور تو کیا خبر وحشت اثر ہمارے روبرو بیان کر رہا ہی اور طرہ یہ کہ ہمارے

منھ یہ ہماری بدی چاہتا ہی ہماز بولا ای بادشاہ عاشق و شیداے ابلیس مین نے جو کچھ کہا سچ کہا اور نہایت صحیح کہتا ہون یہ خبر فرحت اثر خاص دہین کی ہی جہان تو نے مجھے بھیجا تھا لاقوت نے کہا تو کیسی بات پیچیدہ کہتا ہی کہ مطلق فہم مین نہین آتی صاف صاف بیان کرتا کہ ہماری سمجھ مین آوے ہماز نے کہا اچھا آپ صاف صاف معلوم کرنا چاہتے ہین صاف صاف سنیے اور بخوبی سمجھیے اے لاقوت شاہ و ای فرتوت مریدان جنگم جادو و بندگان خاص ابلیس آگاہ ہو کہ وہ جادوگر کافر اکفر حرامزادہ تمھارا استاد و دستگیر و سرپرست راندۂ درگاہ ایزدی طلسم سے بھاگا لشکران بنی آدم مین زیر جبل اعلے پہونچا اور وہان اپنی شرارت نفسی و فطرت ذاتی سے پیش آیا ایک ہنگامۂ فتنہ و فساد برپا کیا آخر اس فتنہ و فساد کا یہ انجام ہوا کہ آتش جہنم مین داخل ہوا بعد اسکے تمام سرگذشت ابتدا سے بیان کی اور یہانتک کہ اُس آدم زاد والانہاد طلسم کشاے عالی شان صاحبقران زمان کشندۂ ساحران عالم شاہزادہ معظم و مکرم کا حال بیان کیا کہ ایک گوشۂ میدان سے عیان ہوے اور ان شہریار تہور شعار نے بقوت بازو اُس جنگم جادو کو ایک ہی ضرب شمشیر آبدار سے جہنم واصل کیا اور لوح بیضا جس جگہ اُس جنگم جادو نے چھپائی تھی اُس شہریار نظر یافتہ بزرگان دین نے نکال لی وہان کے لشکریان بنی آدم بیان کرتے ہین کہ جنگم جادو لعین و بدکردار کو اس ذلت و خواری کے ساتھ ہلاک کیا کہ مرغان ہوائی اُس بدنفس کے حال زار پر افسوس کرتے تھے اور گوشت اُس حرامزادے کا سگان صحرائی و زاغ و زغن نے کھالیا ای لاقوت شاہ بس یہی خوشخبری تھی جو مین نے سنائی۔ الغرض اس خبر وحشت اثر و قصۂ دردناک کو سُنکے لاقوت و فرتوت کا جسم بید وار کانپنے لگا اور تا دیر اسی حزن و ملال مین متحیر و متفکر استادہ رہے آخر فرتوت سے لاقوت نے کہا ہان بخوبی سنا اور نہایت خوش ہوا ای لاقوت مجھے کسی طرح اس امر کا باور نہین ہی کہ اسطرح کا معاملہ پیش آیا ہو لاقوت نے کہا ابکے پھر دل لگا کے سُن اور ہماز سے کہا پھر بیان کر ہماز حبشی نے پھر وہی داستان وحشت بیان کی فرتوت نے کہا ای عیار اگر جنگم مارا گیا تو دونون عورتین کہان گئین اور پھر طلسم کشا بعد قتل اُس بانی جفا کے کسطرف چلا گیا ای وزارت پناہ لفف برین عقل کہ تمام قصہ سنا اور سمجھ مین آیا گھڑی گھڑی پوچھتا ہی کیا ہوا ارے بیوقوف ہوا کیا جہنم واصل ہوا اور کیا ہوا ہان یہ البتہ ایک جملہ رہگیا تھا وہ بھی بگوش ہوش سُن لے کہ بغم انہ و غاشیہ مدخولۂ جنگم جادو بھی اُسی افسونگر کے ہمراہ جہنم مین گئین یعنے اُنکے وارثون نے بعذاب سخت قتل کیا اور صاحبقران اکبر طلسم کشا کتاب تاریخ الاعظم سُنکے بدولت و اقبال بقصد فتح مراحل طلسم تشریف فرماے طلسم بیضا ہوے یقین ہی کہ آج ہی کل مین خبر فتح مراحل طلسم کی تمھارے کان تک پہونچی جاتی ہی اور ای فرتوت مین جانتا ہون کہ تم جملہ اشرار و کفار شل جنگم ساحر کے عنقریب ابلیس کی خدمت مین پہونچنے والے ہو کیلیے کہ مین تمکو بصورت مقرب خاص درگاہ ابلیس مردود جانتا ہون مین نے مبارکباد دی اسمین گناہ کیا ہی لاقوت شاہ نے کہا او کمبخت بدنصیب کوئی بھی ایسے امر کی مبارکباد دیتا ہی جیسے کہ تو نے بے تکلفی سے ہمکو مبارکباد دی یہ تو صریح ہماری ہجو کرتا ہی ہماز نے کہا ای ملک تم تو مستحق لعنت خود ہی ہو تمھارے سردار ایسے ہی ہین او خر نامشخص تجھے خبر صحیح سُناتا ہون اور تو مجھے اُسکے عوض مین گالیان دیتا ہی لعنت خدا تیرے اوپر اور تیرے دین و آئین اور تابعین پر لاقوت شاہ دل مین معقول ہوا اور کہا ہماز نہایت درست کہتا ہی آخر ہماز سے عذرخواہ ہوا اور ایک خلعت

حسب لیاقت ہماز کو دیا ہماز جنی لاقوت سے رخصت ہو کے اپنے مکان پر آیا اور درگاہ باری تعالے مین بالتجا یہ دعا کی کہ اے
پروردگار عالم اگر دین طلسم کشا حق ہی تو مجھے بھی اسی دین مین گردان اور یہ دعا میری قبول فرما کہ جبتک طلسم کشا اس سرزمین پر
وارد ہو اس کافر پر ایسا غالب ہون کہ میرے حرکات لاقوت کو ناگوار نہون اور جو میرا جی چاہے اس بدذات کو سخت کلمات کہون
اور جسقدر چاہون فضیحت کرون اور وہ میری شوخی طبع پر ناخوش نہو بلکہ بہتر و خوشگوار معلوم ہو۔ الغرض لاقوت مردود ازلی نے
پھر فرتوت سے کہا او گیدی تو نے اس مقدمہ مین کیا فکر کی جو یہ خدشے اور مخمصہ دل سے دفع ہون اور مجھے اندیشہ و فکر سے
نجات ہو ای قرمساق تجھے سوجھتا نہین کہ جان و آبرو و ملک و مال پر اپنی سبکی بربادی و تباہی کا خوف ہی ہر وقت اسی کاہش
مین جان رہتی ہی ایک لمحہ آسایش کی نوبت نہین آتی فرتوت نے کہا او نمکحرام و ای بدسرشت مجھ سے کیا تدبیر ہو سکتی ہی مجھے ہنوز
ہماز کے قول کی صحت مین کلام ہی بلکہ ایکبار ہماز کو بلا کے پھر اُسکا بیان سنون اور اچھی طرح سمجھون تو البتہ کچھ کہون لاقوت شاہ
نے پھر ہماز کو بلایا اور کہا ای ہماز ایک بار تم پھر اُسی خبر کو بیان کرو وزارت پناہ کی سمجھ مین نہین آتا ہماز نے کہا بہت خوب عرض
کرتا ہون پھر وہی حال مکرر بیان کیا فرتوت نے کہا ای لاقوت شاہ یہ روایت محض بے اصل و بے بنیاد ہی اور اسکا راوی ایک
خواجہ سرا فرقہ خوارج سے ہی لہذا باین وجہ ہمکو اُسکے راستگوئی مین شک ہی اگر واقعی جنگم ملعون جہنم واصل بھی ہوا ہو لیکن جو لوح
طلسم طلسمکشا کے ہاتھ آگئی تو پھر وہان ابتک کیا کام کر رہے ہین کہ جو طلسم مین ابتک نہین آئے ہماز نے کہا ای قرمساق
کندۂ ناتراش اگر تجھ سے ممکن ہو تو کوئی ایسی تدبیر معقول کر کہ جسمین لاقوت اور تیری جان بچ جاوے ورنہ تو مجھ سے اپنے ہوش
بجا کرکے سُنلے کہ طلسم کشا اپنے محبوبہ کے آبا و اجداد کا حال معلوم کر چکا یعنے شاہنامہ خورشیدی کو تمام و کمال سُنا اور بقیہ طلسم
کی جانب متوجہ ہو سکے ہین اور اس معاملہ کو تین مہینہ کا عرصہ ہوا فرتوت۔ ہماز کی سخت کلامی سے نہایت غضبناک ہوا نزدیک
تھا کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ ای فرتوت ایک دنی عیار سے ہمکلام ہو کے اپنے کو ذلیل کرتا ہی اور
واقعی ہماز جنی جو کچھ کہتا ہی بدلسوزی و ہواخواہی کہتا ہی آخر فرتوت نے کہا ای ہماز مین سمجھا کہ تو خرابی حال و احوال اپنے آقا کی سُنکر
اندوہناک ایسا ہوا ہی کہ بیخودی مین ایسے کلمات ناسزا زبان سے نکلے جاتے ہین لیکن مین نہایت متعجب ہون کہ اگر طلسم کشا داخل
طلسم ہوتا تو ابتک تو نہین معلوم کیسے کیسے کارنمایان ہو گئے ہوتے اور تمام عالم کائنات مین اور سرزمین طلسم مین شہرہ ہو جاتا
ہمکو بھی خبر ضرور پہونچ جاتی ابھی فرتوت کی یہ گفتگو تمام نہوئی تھی کہ ناگاہ شملع جنی بینی بریدہ پہونچا راوی کہتا ہی کہ صاحبقران اکبر
نے بعد قتل کرنے صنفر زرہ پوش کے تمام اشرار و کفار طلسم کو ایسا تہ تیغ بیدریغ کیا کہ عدم وجود سب کا برابر کر دیا ایک متنفس کو سلامت
نہ چھوڑا بیخ و بنیاد کفر کی مٹا دی فقط شملع جنی کو اُسکی ناک کٹوا کر فتح پیکر سے نکلوا دیا اُس لعین نے باحال خستہ و خراب
لاقوت جنی کے پاس جا کر اس واقعہ ہوشربا کی خبر دی کیونکہ لوح ہادی طلسم کے حکم کے بموجب شملع جنی کو شہزادے نے
اس صورت سے آزاد کر دیا تھا غرضکہ شملع جنی بینی بریدہ نہایت خراب حال سے لاقوت شاہ کی بارگاہ مین پہونچا وہ
جاتے کے ساتھ ہی دونون ہاتھ فرتوت وزیر کے سر پر اس زور سے مارے کہ عمامۂ وزارت دور جا کر گر پڑا بعد اسکے کہا ای گیدی

ایسا غافل مسند وزارت پر بیٹھا ہی کہ کچھ ہوش نہین او حرامزادے بیحیا تجھے دنیا ومافیہا کی خبر نہین کبتک غافل رہیگا او مادر بخطا اب کچھ فکر وتدبیر کر کہ وہ آدم زادوالا نہاد قاتل کفار دشرار یعنی صاحب قران اکبر دارا دآل بفضا سر پر آپہونچا ذرا اپنے سر نجس کو اُٹھا اور حال میرا چشم کور سے دیکھ کہ میری کیا صورت ہوئی اب تم دونون مالک مملوک کو اُس ملک الموت جان ابلیس پرستان کی تشریف آوری کی مبارکباد دیتا ہون کہ کل جو کچھ آج میرا حال ہی اُس سے بدتر ہونے والا ہی وہ دلاور میدان قریب آپہونچا اور چند مراحل وطبقات کو درہم برہم کر چکا چنانچہ طلسم خندق اور حیتر کو کل فتح کر لیا عقرب جادو وشمعون وزیر دیو قہقہار کو بذلت تمام وخواری بسیار جان سے مار ڈالا اور ملک اذفر شاہ کو طلسم سے رہا کر دیا لغیرون وشیرویہ وغیرہ نگہبانان ومحافظین اشیاے طلسم نے جو خدا پرست تھے فرمانبرداری اُس شاہزادہ گردون پناہ کی قبول ومنظور کی اصفر زرد چشم جنی بھی جہنم واصل ہوا افسر جنّی محافظ حیتر یاقوت کہ سو برس سے طلسم مین امانت دار تھا وہ بھی طلسم کشا کی خدمت مین پہونچ گیا اور تو جانتا ہی کہ حیتر یاقوت بہترین اشیاے طلسم سے تھا وہ بھی قبضہ ونصرت طلسم کشا مین آگیا غرض شمامع نے جو کچھ کہ دیکھا اور سُنا تھا وہ بفصل وشرح بیان کیا لاقوت شاہ نے اس واقعہ جانکاہ وجگر خراش کو جو سُنا ہوش جلتے رہنے اور از خود رفتہ ہو گیا دیر تک سر بزانوے اندوہ بیٹھا رہا اور ہاتھ کو جان سے دھو کر آمادہ مرگ ہوا اور ناامیدی وناکامی سے مردنی چہرے پر چھا گئی اُسطرف فرتوت اس خبر موحش سے ایسا بدحواس ہوا کہ اپنے جامہ کی خبر نہ رہی بہت دیر کے بعد لاقوت شاہ نے سر اُٹھایا اور کہا او فرتوت مرگ نصیب کس فکر وتردد مین گرفتار ہی او کمبخت تو نے سُنا کہ کائنات طلسم کی ترکی تمام ہو گئی اب بتا مجھے کیا تدبیر کرنا چاہیے فرتوت خواب غفلت سے چونکا جلدی سے عمامہ کی تمام گرد جھاڑی سر پر رکھا لاقوت نے کہا یہ وقت سکوت وخاموشی کا نہین ہی جلد تر میری بات کا جواب دے کہ اب صلاح وقت کیا ہی میری رائے مین تو بجز جنگ وپیکار کے اور کوئی علاج وچارۂ کار نہین ہی اسواسطے کہ اب عمر طلسم تمام ہو گئی فرتوت نے بعد تامل بسیار کہا ای لاقوت اگرچہ غلام کے واقعی ہوش وحواس بجا نہین ہین لیکن مین تمکو صلاح نیک ہی دونگا مجھے بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس کو خود ہی منظور ہی کہ طلسم کا استیصال ہو جاے دیکھا چاہیے مآل کار کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ بعد انفصال اس ہنگامہ وقضیہ فساد کے اس طلسم خراب شدہ کو خداوند ابلیس دشمنان دین کے حوالے کر دیگا یا شاید خود ہی اپنے تحت تصرف مین رکھے لہذا ای بابا لاقوت شاہ میری صلاح تو یہ ہی کہ ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم اور ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم وملک زردہنگ جنی حاکم مرحلۂ چہارم کے پاس ایک ایک خط جلد تر روانہ کیا جاوے کہ وہ بھی خرابی وبربادی طلسم وتشریف آوری دشمن اہالیان طلسم سے واقف ہو جاوین بلکہ حکام ثلاثہ کو بھی اس قصد وارادہ سے جنگ وپیکار کی اطلاع دیجاوے اور جلد حکم مؤکد ہو کہ بروقت شروع ہونے جنگ وپیکار کے جلد کمک اور مدد کو پہونچ جاوین تاکہ سب باتفاق ایک دوسرے کی مدد وکمک کرتے رہو اس ترکیب سے یہ کام البتہ بعنوان مستحسن تمامی کو پہونچیگا اور ہزار درجہ تو فتح ہمارے حصہ مین ہی اور بالفرض اگر طلسم کشا فولاد مجسم ہی ہو جائیگا تو کیا کر سکتا ہی اور کہانتک جنگ وپیکار کریگا کہ یہان افواج قاہرہ مثل مور وملخ کے ہی وہ تن تنہا

کیونکر سر برہو سکیگا دیکھ لینا بمدد و اقبال خداوند ابلیس صاحب قران اکبر اس کثرت افواج سے سراسیمہ و حیران ہوکر مغلوب ہوگا بلکہ قدم نہ ٹھہرا سکیگا گریز کرجائیگا یا لیا طعمہ شمشیر دلاوران تہمتن ہوگا کہ پوست و استخوان کا بھی پتہ نہ معلوم ہوگا قصہ مختصر لاقوت شاہ کو قرقوت وزیر پُر تدبیر کی یہ رائے نہایت پسند آئی پس اسی وقت لاقوت شاہ نے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ حکام مراحل تا شہر کو نامے اس مضمون سے لکھے جائیں کہ حاکمان عالی شان ملک افلاک و ملک متین آہن پوش و ملک زرد ہنگ کو معلوم ہو کہ فی الحال خیریت و سلامتی جان و مال حاکمان مراحل چہارگانہ اور رفاہ و فلاح اہالیان کائنات طلسم برقراری و سلامتی کائنات طلسم پر منحصر و موقوف ہے اور قائم رہنا اس بلیا د طلسم کا حکام طلسم کی ہمدردی و اتفاق پر مقرر ہے اور جبتک ایسے وقت نازک میں کہ از سرتا پا سرزمین طلسم مین فتنہ و فساد برپا ہے کہ کائنات طلسم متزلزل ہو رہا ہے کل ساکنان و حاکمان طلسم کو لازم و واجب ہے کہ جسوقت ایک بھی متنفس بقصد بربادی طلسم و بہ نیت ایذا رسانی و قتل و قتال ابلیس پرستان طلسم مین قدم رکھے جملہ اہل طلسم ادنی اور اعلے دفع کرنا اسکا واجب جانین اور جہانتک ممکن ہو بالاتفاق کوشش کرکے اسکو دفع کرین تاکہ پھر اور کسی دوسرے کو وصلہ و جرأت نہو چنانچہ آجکل سرزمین طلسم مین ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یقین ہے تمنے بھی سنا ہوگا کہ اہالیان و نگہبانان طلسم پر کیا بلاے بے درمان نازل ہے کہ تمام اشرار و کفار تہ تیغ بے دریغ ہوے جاتے ہین اور شاید اتفاق سے تمہاری سماعت میں یہ واقعہ جانگداز و سانحہ ہوش ربا نہ گذرا ہو تو ہمسے سنو ہم مفصل لکھتے ہین کہ بالفعل ایک انسان ضعیف البنیان کوتاہ قد نحیف و زار عشق مین گرفتار دست از جان دادہ یکہ و تنہا سرزمین طلسم مین داخل ہوا ہے وہ اسی آدم زاد بے بنیاد نے لقب اپنا اپنے حوصلے سے زیادہ یعنی صاحب قران اکبر طلسم کشا مشہور کیا ہے اور خود ہی اسکا یہ بیان ہے کہ مین صاحب لوح طلسم ہفتصد ہوں اور زوج ملکہ شمسیہ تاجدار بنت ابو عامر فردوسی ہون چنانچہ اُس رستم زمان نے چند طبقات طلسمی بھی مثل چشمہ مائیل و کوہ زاغان و درخت نیزہ و طلسم خندق کے فتح کیے ہین اور مائیل جادو شاخ وزر قم و عقرب اور صفر زرد چشم و جادوگران بیلتن کو قتل کرکے خاک مین ملایا ہے اور ملک اذفرشاہ قیدی طلسم کو نجات دی اور یہ قاعدہ اُس آفت جان اشرار فتنۂ روزگار کا ہے کہ بدون ہدایت و احکام لوح کوئی کام نہین کرتا اور اُسی کے زور سے بڑے بڑے کار ہاے اہم انجام دیے ہین اور بسبب اُسی لوح کے کچھ طبقات طلسم بھی خراب و برباد ہوے لیکن اب جسقدر مرحلات باقی ہین اُنکی فکر کرنا ضرور ہے اور اُس بلاے بے درمان دشمن جان و ایمان کافران کا قتل و گرفتار کرنا واجب ہے ورنہ جان و مال کا بچنا غیر ممکن ہے ہرچند کہ بسبب قید کرنے اذفرشاہ کے مین نمکحرام مشہور ہوگیا ہون طرفہ یہ ہے کہ مجھے لوگ بدسرشت بھی خطاب دیتے ہین ورنہ مین ستره برس سے برابر بادشاہی کررہا ہون بہرصورت چونکہ حاکمان طلسم کا فرمان روا ہون لہذا مین ترتیب فوج ظفر موج مین بقصد جنگ ہمہ تن مصروف ہون تم صاحبون کو واجب و لازم ہے کہ جسطرح سے ہو کمک دینے مین کوشش کرو اور باہم اتفاق آپس مین رکھنا ضرور ہے ورنہ تمہارے ملک و مال اور اہالیان طلسم کے ننگ و ناموس مین خلل آویگا اور آپ لوگ اس کمک کو خاص میری ہی کمک تصور نکرین بلکہ جملہ متعلقان و متوسلان طلسم کی مدد و اعانت تصور کرنی چاہیے اور تمنے سنا ہوگا کہ مین ایک مرتبہ اول مین اُسی آدم زاد

خانہ خراب سے جنگ وجدل کرچکا ہون اور اب بھی مستعد وآمادہ بیٹھا ہون کہ ایک بار پھر مقابلہ ومقاتلہ کرون اس مرتبہ اگر مین فتحیاب ہوا تو جو لوگ شریک میرے ہونگے اُنکو مثل اپنے برادر حقیقی کے تصور کرونگا اور ممالک مفتوحہ سے چند گانون علاوہ مال غنیمت کے دونگا اور جو شخص کہ خلاف عمل مین لاویگا اور میرا شریک نہوگا بعد انفصال اس مہم کے اُس خلاف ورزی کا ضرور انتقام لونگا اور گوشمالی قرار واقعی دونگا لہذا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نہایت جلد بافواج وسپاہ مع رسد وغیرہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ تم جانو اور تمھارا کام جانے بقولیکہ۔ مصرعہ

منت آنچہ حق بود گفتم تمام

راوی اس حال کو جلد ہفتم مین بیان کرچکا ہی مگر اس لحاظ سے کہ ناظرین افسانہ کے خیال سے سہو ہوگیا ہوگا لہذا مکرر گذارش کرتا ہی تاکہ مطالب ومقاصد کے تسلسل مین کوئی نقص کسی طرح کا نہ عائد ہو

واضح ہو کہ چہارگانہ مراحل طلسم مین حاکم اعلے جس سے مرحلۂ اول متعلق ہی بادشاہ طلسم تصور کیا جاتا ہی اسواسطے کہ اُسکا مرحلہ تمام مراحل طلسم سے نہایت وسیع ہی اور اُسکا اعزاز و دبدبۂ شاہی حکام مراحل ثلاثہ سے کہین بڑھا ہوا ہی چنانچہ مراحل اربعہ مین ایک طلسم جیتر نہایت بزرگ طبقات طلسم سے ہی وہ بھی اُسی کی سرحد مین داخل ہی دوسرے جو کہ مال سب سے بہتر و اعلے طلسم سے دختر بادشاہ مرحلۂ اوّل یعنے ملکہ روشن گہر جسکا مستحق طلسم کشا کے سوا دوسرا نہین ہی وہ بھی اُسی مرحلہ مین ہی اب چند روز سے بوجہ بغاوت لاقوت وزیر کے کہ اُس نمکحرام نے اپنے بادشاہ اذفرشاہ یعنے ملکہ صبح روشن گہر کے والد کو قید کرلیا اور آپ بادشاہ بنگیا روشن گہر قلعہ یاقوتیہ مین پناہ گیر ہوئی علاوہ اسکے اور چند اشیا نادرروزگار از قسم جواہرات مع چتر یاقوت وغیرہ اسی مرحلہ مین امانت رکھی ہوئی ہین اس سبب سے لاقوت حاکم مرحلۂ اول کو بادشاہ کہتے ہین اور جو بالفعل شہر عسکریہ کہ دار الملک طلسم ہی اسکا حاکم ہی یہ لاقوت دراصل بادشاہ نہین ہی آگے اذفرشاہ بادشاہ قدیم اس طلسم کا وزیر تھا جبدن سے لاقوت نے طریقۂ بغاوت اختیار کیا اور مملکت طلسم اُسکے قبض و تصرف مین آئی تمام سلاطین متفق اللفظ کہنے لگے یہ سبب کچھ ہوا لاقوت بادشاہ ہوگیا لیکن خلقت طلسم لاقوت کو متغلب و نمکحرام کہتی ہی نام بغاوت و بدرکشی نہ گیا اور طرہ یہ کہ ہرچند اس زمانہ مین لاقوت کل ممالک کا بادشاہ ہوا مگر حسب آئین و قاعدۂ دیرینہ طلسم لاقوت کی دختر بلنداختر ملکہ رنگ افروز بھی کنیزان خاص طلسم کشا مین داخل ہی بلکہ یہ داستان مسرت نشان یہانتک جلد ہفتم مسمی بہ نور الانوار مین بیان ہوئی ہی کہ ملکہ رنگ افروز صبح روشن گہر کے ساتھ بوجہ کفر و نفاق اپنے پدر لاقوت کے قلعہ یاقوت نگار مین چلی گئی الغرض اس طلسم مین چار مرحلے ہین کہ شمار کیے جاتے ہین لیکن سب سے زیادہ وسیع وعمدہ تر مرحلۂ اولی ہی ہی اور اسی کا پایۂ تخت شہر عسکریہ قرار دیا گیا ہی اور قلعۂ

یاقوت نگار وحمام زنان یہ دونون طبقہ اسی مرحلے مین داخل ہین اوران دونون طبقات کا بھی حاکم مرحلۂ اولی ہو الحاصل آدم برسر
تسلسل داستان کہ لاقوت شاہ نے نامہاے مذکورہ مضامین بالا متحد اللفظ والمعانی لکھوا کے اپنی مہر کی اور ہر ایک حاکم
مرحلۂ طلسم کے پاس روانہ کیے اور نامہ بردون سے تاکید کی کہ جلد اس تحریر کا جواب لاؤ اور خود فوج طلسم کے بندوبست اور انتظام
مین اور انتظار جواب خطوط مین رہا اور یہ مرحلہ چہار گانہ قلعۂ یاقوتیہ کے گرد اسطرح سے واقع ہوے ہین یعنے مرحلۂ اول کے قلعے
کے آگے اور چوتھا مرحلہ عقب قلعۂ یاقوتیہ کے اور مرحلہ دوسرا اور تیسرا داہنے بائین قلعہ کے واقع ہے چنانچہ فوج طلسمی بھی چارون
طرف قلعۂ یاقوت نگار کے سرحدہاے مراحل پر ہمیشہ بطور نگہبانون کے مقیم رہتی ہے اب لاقوت کا حکم بابت فراہم ہونے فوج
طلسمی کے ہرطرف بھیجا گیا کہ بمجرد دیکھنے اس فرمان واجب الاذعان کے مع سامان جنگ شہر عسکریہ مین حاضر ہو بمجرد پہونچنے اس
حکم کے فوج وسپاہ مع سامان جنگ ہر چہار حد طلسم سے روانہ ہوے لیکن جسوقت نامۂ لاقوت شاہ ملک الافلاک مینائی
حاکم مرحلۂ دوم کی نظر سے گذرا ملک افلاک مرد خداپرست دانشمند بنی نوع انسان سے تھا نامہ کو دیکھ کے پہلے متحیر ہوا آخر جواب
لکھا کہ اے لاقوت شاہ مجھے بانیان طلسم نے دو شخص کے تابع کیا ہے انمین ایک مقدم صاحب لوح بیضا جو کہ طلسم کشا ہے اور
دوسرا وہ شخص جو شہر عسکریہ بلکہ کل کائنات طلسم کا حاکم واصل بادشاہ ہے پس وہ اب قید ہے اور تو غاصب ونمکحرام ہے اسوجہ سے
ہم تیری اطاعت کسی طرح قبول نہین کرسکتے کہ تو دراصل بادشاہ نہین ہے فقط عارضی ہے لہذا مجھکو چاہیے اور حق نمک مقتضی اسی کا ہے
کہ جہانتک ہوسکے مین اسکی نجات وتخلصی مین کوشش کرون نہ یہ کہ خلاف اسکے تیری اطاعت کا قصد کرون لہذا مین ہر طرح سے
مجبور ہون آیندہ جو مصلحت ومشیت ایزدی اگر مجھ مین قدرت ہوتی تجھ سے ضرور انتقام لیتا پس اگر مجھ سے حق نمک بادشاہ ادا ہو سکا
تو تو بھی کسی طرح کی مجھسے امید وتوقع نہ رکھنا کہ مین تیرا مطیع حکم اور شریک حال ہونگا اور تو یہ چاہتا ہے کہ صاحب لوح بیضا سے مقابلہ
کرکے تیری طرح نمک حرام ومتغلب ہوجاؤن یہ امر بھی مجھ سے ممکن نہین اور نہ اپنی سرحد سے باہر قدم رکھونگا انشاء اللہ تعالی
جسوقت طلسم کشا باجاہ وحشم یہان تشریف لائیگا اور وہ بقوت صاحبقرانی اس مرحلہ کو فتح کریگا اسوقت مین جو کچھ مال واسباب
طلسمی میری سپردگی مین ہے اسی طلسم کشا کی خدمت عالی مین پیش کرونگا اور مین اسکی بصدق دل فرمانبرداری اختیار کرونگا
اور دولت اسلام بھی قبول کرونگا اور بدون تشریف آوری اس صاحب اقبال کے یہان سے ایک متنفس بھی نقل وحرکت
نہین کرسکتا فقط قصہ کوتاہ ایسا ہی جواب ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے بھی لاقوت شاہ کے پاس بھیجدیا
اور سواے حاکم مرحلہ مذکور کے اور دو حاکم مراحل کے یزدان پرست ہین یعنے حاکم مرحلۂ چہارم وبادشاہ مرحلۂ اول یہ دونون
بنی الجان ہین اور عسکری شاہ بدر اذفر شاہ بادشاہ مرحلۂ اول بھی بنی الجان سے ہے اور زرد ہنگ جنی باپ ملک زرد ہنگ
حاکم حال مرحلۂ چہارم کا قوم اجنہ سے ہے اسی طرح دو بادشاہ بنی آدم اور دو بادشاہ بنی الجان پشتہا پشت سے طلسم مین چلے آتے
ہین اسوجہ سے کہ حکیم اسقلینوس الٰہی نے مرحلۂ اول ومرحلۂ آخر کو بخوبی بزور علم دریافت کرلیا تھا مرحلۂ اول اُس مملکت مین
نہایت وسیع اور سلطنت وحکومت بہت بڑی تھی فی الجملہ اپنے صنف یعنے بنی آدم کو تفویض نہین کی اسواسطے کہ ان مرحلون کے

حال سے کماحقہ واقف تھے لہذا بنی الجان کو حوالہ کردی اور چونکہ دونوں مرحلے اوسط کے آفات ارضی و سماوی سے محفوظ تھے وہ بنی آدم کو
تفویض کیے قصہ کوتاہ ہر حکام مراحل خدا پرست یعنی ملک افلاک و ملک متین آہن پوش نے بھی لاقوت شاہ کو جواب صاف
دیدیا جب حاکم مرحلۂ چہارم ملک زرد ہنگ جنی نے لاقوت شاہ کا نامہ دیکھا بڑا افسوس کیا اور زادان وزیر سے کہ اسکا نام زرقلی
بھی تھا اس امر میں صلاح کی اور چونکہ یہ وزیر شریر النفس ملک زرد ہنگ اپنے بادشاہ کو ہمیشہ مکر و فریب سے مہلکہ میں ڈالدیا کرتا تھا
کہ کسی طرح ملک زرد ہنگ اپنے دین خدا پرستی کو چھوڑ دے اور ابلیس پرستی اختیار کرے مگر ملک زرد ہنگ بسبب اپنے فہم
و عقل کے سکوت کرتا تھا اور مکر و فریب میں اُس مکار کے نہ آتا تھا لیکن وہ نطفۂ ابلیس اپنی شرارت ذاتی سے نہ باز آتا تھا
اور ملک زرد ہنگ سے کہتا تھا کہ اے ملک افسوس آپ میرے کہنے پر عمل نہیں فرماتے یہ وجہ ہے کہ جو کرم و فضل خداوند سے
محروم رہتے ہیں اے ملک ملاحظہ فرمایئے کہ خداوند ابلیس نے کس مرتبہ پر لاقوت شاہ کو پہونچایا یعنے لاقوت شاہ کو پہلے وزیر
کیا اور پھر بادشاہ کیا یہ اُسکے نیک اعتقادی کا نتیجہ ہے اور لاقوت نے بھی وہ خداوند ابلیس کی فرمانبرداری کی کہ ہر ایک سے
ممکن نہیں ہے یعنے محض خوشنودی خداوند ابلیس کے واسطے اپنے پدر بے گناہ کو قتل کر ڈالا اُسی وجہ سے خداوند ابلیس نے
بھی لاقوت کے حال پر شفقت خداوندی فرمائی اور اُس ایک ادنیٰ کو اورنگ سلطنت پر متمکن فرمایا لہذا بنظر خیر خواہی چاہتا
ہوں کہ تم خداوند ابلیس کی خدمت میں سر نیاز جھکاؤ اور اپنی مراد دلی اُسکی درگاہ سے پاؤ کیا عجب ہے اگر خداوند ابلیس تمہارے
مقاصد دلی بر لاوے ورنہ تم ہمیشہ اس ظلمت کدۂ جہالت میں پڑے رہوگے دیگر یہ کہ قوم بنی الجان کو سوا ے طاعت خداوند
ابلیس کے اور کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہے کلیہ کہ چاروں عنصر اپنی ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنے
آتش آتش کی طرف اور خاک خاک کیطرف آب آب کیطرف باد باد کیطرف اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہر چہار عناصر باہم اضداد ہیں کُلُّ
شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ بہر نوع اپنے معبود حقیقی کو پہچاننا چاہیے آیندہ آپکو اختیار ہے الغرض اُس وزیر شریر نے ایسا فریب دیا کہ ملک
زرد ہنگ خواہ مخواہ ناچار مرتد ہوگیا جسوقت جنگم جادو صاحب قران اکبر سے بمکر و دغا لوح بیضا لیگیا اُسوقت اس راندۂ
درگاہ حق نے ملک زرد ہنگ کو آگاہ کر دیا کہ اے ملک تمنے دیکھا کہ خداوند ابلیس نے لاقوت بادشاہ طلسم کو کہ وہ بندۂ خاص
خداوند کا ہے کیسی مدد دی کہ لوح بیضا کہ ہادی طریق اُس آدم زاد کی تھی اور طلسم کشائی کی باعث یہی لوح تھی جنگم جادو نے طلسم کشا
سے چھین لی اور لاقوت کو دیدی اور جنگم جادو کیسا زبردست شاہ جادوگران ہے چنانچہ لاقوت شاہ کی یوماً فیوماً ترقی جاہ و مرتبت
ہوتی جاتی ہے اے ملک تم بھی ابلیس کو معبود اپنا سمجھو روز بصدق دل خداوند کی پرستش کرو یقین ہے کہ خداوند ابلیس تمہارا بھی
اُسی طرح مددگار و حامی ہو جائیگا غرضکہ اُس بدذات نے ملک زرد ہنگ کو اسلام کی طرف سے برخلاف کر دیا اور خداوند ابلیس کا
معتقد کر دیا اُسطرف ملک زرد ہنگ نے لوح کے گم ہونے کی خبر مفصل سنی بس اس احمق نا اندیش کو اُس فرتوت مردود کا افسون
کارگر ہوگیا صاف زرد ہنگ کے دل کو یقین ہوگیا کہ خداوند ابلیس برحق ہے پس اُسی روز ابلیس کو سجدہ کیا اور مرتد ہوگیا اب جو
لاقوت شاہ کا نامہ ملک زرد ہنگ کے نام پہونچا اور زرد ہنگ نے نامہ پڑھا وزیر پرتدبیر سے مشورہ کیا کہ اے زادان معلوم

ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھ یہ لوح کسی طرح سے پھر آگئی ہی جو اُسنے طبقات طلسم کی خرابی پر کمر باندھی ہی اور اکثر مراحل کو باطل بھی کر دیا ہی اور ملک اذفر شاہ کو قید طلسم سے رہائی دی لاقوت شاہ کے لشکر کو درہم برہم کر دیا نوبت باینجا رسید کہ لاقوت شاہ نے مجبور ہو کر مجھکو نامہ لکھا اور مدد کا خواہان ہوا اب تو بتا کہ اس امر مین تیری کیا صلاح ہی اور مین کیا کرون زادان وزیر نے کہا ای ملک یہ امر تو قیاس مین نہین آتا کہ لوح گم شدہ طلسم کشا کو ملجاوے یہ امر محالات سے ہی اور اگر شاید ایسا ہوا ہو اور یہ خبر واقعی صحیح ہو تو یہ سمجھا چاہیے کہ خداوند ابلیس اپنے بندۂ خاص کا امتحان کرتا ہی اور دیکھتا ہی کہ ثابت قدم کون رہتا ہی اور سست اعتقاد کون ہی یہ خداوند کی خاص حکمت عملی اور اپنے مقدر کا امتحان ہی تصور کرنا چاہیے ای ملک مجھکو یہ خیال ہی کہ مبادا تمھارا عقیدہ نہ پھرے کہین تم کسی عذاب سخت و بلاے آسمانی مین نہ گرفتار ہو جاؤ اگر طلسم کشا کے ہاتھ لوح بھی آگئی باشد اور کچھ اسکی فکر کرنا چاہیے یہ کوئی مقام تشویش نہین ہی خاطر جمع رکھو خداوند ابلیس پھر لوح طلسم کشا سے چھین لیگا کیا عجب ہے کہ اب لاقوت شاہ کو دے اسکی تمھاری یاری ہوا اور تمکو دیدے مگر ای ملک لاقوت شاہ کی کمک و جب ہی جلد پہونچنا چاہیے اسلیے کہ وہ بندۂ خاص مقبول درگاہ ابلیس ہی اس امر سے خداوند تمسے نہایت ہی راضی ہوگا ملک زردہنگ نے کہا ای زادان یہ امر غالب ہو شاید مجھ سے نہو سکیگا کہ ایک قدم بھی اپنی سرحد سے باہر رکھ سکون اور قاعدہ و آئین طلسم جو سو برس سے چلا آتا ہی اُسکو ایک لخت ضایع کر دون ہان یہ بات البتہ ہو سکتی ہی کہ جو لاقوت میرے پاس آجاوے تو البتہ مین بھی اُسکا شریک حال ہو جا سکتا ہون پھر جسطرح وہ مدد اور کمک چاہے کر سکتا ہون زادان وزیر نے کہا پھر مین اس بات مین کیا دخل دیسکتا ہون یہ کہکے خاموش ہو گیا اور کہا اچھا لاقوت شاہ کو جواب نامہ لکھو کہ راے تمھاری بھی درست و صائب ہی ملک زردہنگ نے جواب نامہ اس مضمون سے لکھا کہ ای لاقوت میرے وزیر زادان نے مجھے بھی ابلیس پرست و مرتد کر دیا اور مجھ سے ایسی تعریف ابلیس پرستی کی کہ مین اپنے قدیمی عقیدے سے منحرف ہو گیا اور یہ طریق جدید اختیار کیا ای لاقوت شاہ تم سب طرح سے خاطر جمع رکھو مین بدل و جان تمھارا شریک حال ہون لیکن فی الحال البتہ مین اپنی سرحد سے ایک قدم باہر نہین رکھ سکتا مصلحت وقت یہی ہی کہ اسوجہ سے مین تمھارے پاس آنے مین معذور رہون علاوہ اسکے میرے باپ ملک زردہنگ نے بھی مجھے یہی تفہیم کیا ہی اور عالم طفلی سے شباب تک یہی نصیحت اُنکی رہی کہ ای فرزند خبردار و زنہار کسی حال اور کسی وقت مین اپنی سرحد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا ای لاقوت شاہ علاوہ برین چند وجہین ایسی ہین کہ میرا اس سرزمین سے باہر قدم رکھنا مناسب نہین ہی اگر تم یہان میرے پاس تک کسی طرح پہونچ جاتے تو البتہ نہایت خوبی سے یہ کام سرانجام پاتا کہ ہم اور تم باتفاق اس آدم زاد بلاے ناگہان کو دفع کرتے اور سوال کا جواب دندان شکن دیتے الغرض جب ملک زردہنگ نے لاقوت شاہ کا جواب نامہ لکھ کے زادان وزیر کو دیا اور کہا اس نامہ کو جلد لاقوت شاہ کے پاس روانہ کر زادان نے ایک تحریر اور جداگانہ اپنی طرف سے فرتوت وزیر لاقوت شاہ کو لکھی کہ ای فرتوت آگاہ ہو کہ مین نے تمھارے مقدمہ مین بدل و جان کوشش کی بلکہ اور آگے سے بھی مین اسی بارے مین فکر کر رہا تھا بعد ایک مدت کے میری سعی و کوشش کا نتیجہ حاصل ہوا یعنی ملک زردہنگ

خدا پرستی سے منحرف ہوکر بندگان خداوند ابلیس مین داخل ہوا ہی اب اُسکو خداوند ابلیس کا اعتقاد کامل ہی اگر مین اسیاد کرتا تو
پھر تمھارے نامہ کا جواب نہ پہونچتا اور کمک تو شی دیگر ہی یہ تمام میری اس محنت و ریاضت کا نتیجہ ہی ای فرقوت اب میری صلاح
یہ ہی کہ تم اس امر مین زیادہ اصرار نہ کرنا کہ مصلحت وقت یہی ہی اور ملک زردہنگ سے کسی امر کی امید و توقع نہ رکھنا بلکہ موافق تحریر
ملک زردہنگ کے پاس جب پہونچ جاؤگے اُسوقت طلسم کشا کا جواب دینا نہایت سہل ہوجائیگا ای فرقوت طلسم کشا ایک
انسان ضعیف البنیان کیا وجود رکھتا ہی کہ اتنی فوج قاہرہ سے بچکر نکلجاسے ممکن نہین اور کیا طاقت کہ تاب مقابلہ لا سکے
سوا ہلاک ہونے یا کسی طرف بھاگ جانے کے اور کچھ بھی نہوسکیگا غرض کہ جسطرح سے ہوسکے تمھارا آنا مناسب وقت اور ضروری ہی

دربار لاقوت شاہ مین ملک زردہنگ کا نامہ پہونچنا اور لاقوت شاہ کا اپنے وزیر فرقوت شاہ سے مشورہ لینا



گفتہ کوتاہ جب یہ دونون نامے لاقوت کے پاس پہونچے لاقوت شاہ نے اُن دونون نامون کو بخوبی پڑھا فرقوت سے کہا ای
وزارت پناہ ابھی تو کوئی معرکہ اسیاد توع مین نہین آیا کہ جسکی وجہ سے مین دست پاچہ ہوگیا ہون اور نہ طلسم کشا ہی سے کوئی
سپاہ اندازی کا خیال و اندیشہ ہی کہ مین بیش از مرگ واویلا کرون بے وجہ اور بے سبب یہان سے فرار ہوجاؤن اور بزدلی کو کام مین
لاؤن اور ملک زردہنگ سے امیدوار کمک وغیرہ کا رہون اگر شاید کوئی ایسا محل و موقع جب پیش آئیگا تو خیر دیکھا جائیگا اب تو
میری راے یہ ہی کہ پہلے طلسم کشا سے مردانہ و دلیرانہ جنگ و پیکار کرون دیکھون کہ خداوند ابلیس مجھے طلسم کشا پر فتح دیتا ہی یا نہین
مجھکو امید ہی کہ ابکی خداوند ابلیس ضرور شریک حال میرا ہوگا اسواسطے کہ مین اُسکا بندۂ خاص ہون مدت تک مین نے اسکے آستانہ

درگاہ پر جبہہ سائی کی ہی پھر کسطرح اُسکو میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا اور اگر اسوقت مین خداوند نے مجھ سے چشم پوشی کی تو تمھکو پھر جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا بعد اسکے پھر لاقوت شاہ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا جائزہ لیا دولاکھ بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت شمار مین آئی سبکو ہمراہ لیے بقصد حرب و ضرب کوہ سبز کی طرف روانہ ہوگیا۔ راوی کہتا ہی کہ اسوقت لاقوت شاہ کے لشکر مین چالیس نفر پہلوانان تہمتن و بہادر ایسے تھے کہ رستم و اسفندیار کا عدم و وجود اپنے سامنے برابر جانتے تھے اُنھون نے لاقوت شاہ کے روبرو لاف زنی شروع کی اور لاقوت شاہ سے کہا ای امیر اول بھی تمنے ایسی غلطی فاش کی کہ سحر و ساحری پر بھروسہ کیا اور ہماری جان فشانی پر کچھ خیال نفرمایا آخر اسی وجہ سے معاملہ جنگ دگرگون ہوگیا اور تمکو ہزیمت و پشیمانی نصیب ہوئی اور خداوند ابلیس کو بھی ناگوار گذرا کہ حریف کا مددگار ہوگیا مائیل چہار شاخ دیو و نسول وغیرہ کے ہزار دیوان خونخوار کس قدر ذلت و خواری سے مثل سگ و خوک کے قتل و ہلاک ہوگئے ای لاقوت شاہ اگر کچھ حوصلہ مردی و مردانگی رکھتے ہوتے تو سراسیمگی کی نوبت نہ آتی کہ غیرون سے اسوقت مین نصرت و مدد چاہتے ہو جب کوئی صورت بدایسی ظہور مین آتی تو مضائقہ نہ تھا لاقوت شاہ نے کہا ای دلاوران نامدار و بہادران تہور شعار تم سچ کہتے ہو اُسوقت میدان رزم مین باوجود کثرت افواج وہ آدم زاد خود تن تنہا مقابلہ کو آیا اور آمادۂ حرب و ضرب بلا خوف و خطر ہوا بس یہ وجہ ہوئی جو خداوند نے رحم فرمایا اور اس تن تنہا کا مددگار ہوا اور اُسکا کام حسب دلخواہ انجام کو پہونچا دیا یہ تو لے اسوقت نہایت عمدہ بات پیدا کی بیشک یہی ہوا اگر خداوند ناخوش ہوگیا تو عجب نہین ہی اور اب تو وہ آدم زاد بھی فوج و لشکر بیشمار رکھتا ہی اکثر سلاطین طلسم بھی مثل افرشاہ و قمر چہرہ و نعیمرون و شیرویہ وغیرہ کے ہر ایک انمین سے مانند اسفندیار و رستم ہی ہمراہ رکاب ہین اب البتہ جنگ دوسر دار کا معاملہ ہی اور فتح خداوند کے دست قدرت مین ہی نہین معلوم مآل کار اسکا کیا ہو مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص بندۂ خاص و مقبول درگاہ ہوگا خداوند ابلیس اسی کا مددگار ہوگا اور جس شخص کا خداوند مددگار ہوگا وہی فتح نصیب ہوگا فرتوت وزیر نے کہا ای لاقوت شاہ میری تو راے یہ ہی کہ اگر تم حکم دو مین پہلے ملک زرد ہنگ کو آمادہ تمھاری اعانت کیواسطے کرون اور جہانتک ہوسکے یہان آنے مین اسکی کوشش کرون مجھے امید کامل ہی کہ ملک زرد ہنگ بھی آج کل ابلیس پرست ہوگیا ہوگا یقین ہی کہ بپاس مذہب شریک و ہمدرد تمھارا ہوا اور ہم دو شخص یعنے مین اور زادان افہام و تفہیم کرینگے تو ملک زرد ہنگ کی مجال نہین ہی کہ برخلاف ہمارے دم مار سکے ناچار ضرور ہی قبول کرنا پڑیگا دوم یہ کہ اگر ممکن ہوا تو ملک فولاد اور متین آہن پوش کو اب جسطرح ہوسکیگا مکر و فریب سے راضی کر لینگے اور ایک امر بھی میرے خیال مین ہی یقین ہی کہ اُسکا بھی انصرام بخوبی ہوجاوے اور وہ کام یہ ہی کہ ہر چند ملک افلاک اور ملک متین بنی آدم یزدان پرست مین اُنکا شریک ہونا غیر ممکن ہی لیکن یہ مین نے تحقیق سنا ہی کہ لشکر مرحلۂ دوم و سوم مین اکثر اجنہ مین جنگ جو و فتنہ جو نہایت زبردست جنکا ہمیشہ سے فتنہ و فساد برپا کرنا شعار ہی اور انسان کا کھالینا اُنکے نزدیک کچھ دشوار نہین شرارت و بدذاتی مین شیطان سے بھی بڑھے ہوے ہین اور طریق بھی اُنکا ابلیس پرست ہی اُس گروہ شقاوت پژوہ کو موافق اپنے کرنا کوئی مشکل امر نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا

ای فرقوت جسطرح تیری رائے مین آئے اور تو مناسب سمجھے کام کر اگر تو جنگ و پیکار ہونے سے بھاگتا ہی تو جان اسی کام کو انجام دے یہ بھی خالی از فائدہ نہین ہی تو اُسطرف جا مین اسطرف واسطے محاربہ کے طلسم کشا سے جاتا ہون ای فرقوت اگر مین اس مہم سے زندہ وسلامت واپس آیا تو پھر تجھ سے ملونگا ورنہ درگاہ خداوندی مین ملاقات ہوگی لیکن جہانتک تجھ سے ممکن ہو کوشش کرنا اور ایک لمحہ میرے حال سے غافل نہ رہنا فرقوت نے کہا ای لاقوت شاہ مین فقط واسطے تمھارے کام کے جاتا ہون اگر شاید میرے آنے مین دیر ہو جائے اور مین نہ آؤن تو یہ آپ نہ سمجھیے گا کہ فرقوت طلسم کشا کی طرف چلا گیا یا پنجہ قدرت مین طلسم کشا کے آگیا یا بخوف جان جنگ و پیکار سے جان بچا کر بھاگ گیا اور بر تقدیر اگر آپ ہی کا گمان درست ہوا تو کچھ تعجب نہین کسواسطے کہ مین ایک مرد اہل قلم ہون مدبر میرا کام صلاح ومشورہ ہی نہ جنگ وجدل مجھ سے معاملات جنگ کی توقع رکھنی کمال نادانی ہی ای لاقوت شاہ مین خوب جانتا ہون اور یقین کامل ہی کہ ابکی بامداد وعنایات خداوند ابلیس اس جنگ طلسم کشا مین ہم ضرور فتحمند وکامیاب ہونگے اور تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی ہر نوع محفوظ رہوگے اور ای لاقوت شاہ یاد رکھو یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی یا تو طلسم کشا تیر غالب ہوگا یا خود ہی ہزیمت اُٹھا کر بھاگ جاویگا مگر دونون حال مین خوف جان نہین ہی اگر شاید تمنے ہزیمت اُٹھائی تو مصلحت یہی ہی کہ فوراً میدان جنگ سے بھاگ جانا ایک لمحہ توقف نہ کرنا اور اُسوقت لحاظ عزت وبہادری مطلق نہ کرنا اور یہ خیال کرنا کہ زمین خداوندی کی ہی اسپر کسی کا اجارہ نہین ہی احکامات نجوم سے بعد معلوم ہوا ہی کہ ابھی تیری عمر کا پیمانہ لبریز نہین ہوا ہی خاطر جمع رکھ اگر ایکبار شکست ہوگی تو ہو پھر لڑینگے دو لڑنے والون مین ایک ضرور ہزیمت اُٹھائیگا لاقوت شاہ نے کہا خیر ہر چہ بادا باد تو اپنے کام مین مستعد ہو غرض لاقوت شاہ بڑے جاہ وتجمل سے مع لشکر جرار بقصد جنگ بیدرنگ روانہ ہوا فرقوت بھی تھوڑی دیر تک بطور مشایعت لاقوت شاہ کے ساتھ گیا بعد اسکے رخصت ہو کے مع اپنے چند ملازمون کے بقصد روانگی مرحلۂ چہارم واپس آیا ادھر لاقوت شاہ با فوج ظفر موج قطع منازل ومراحل کرتا ہوا کوہ سبز کیطرف چلا جاتا تھا اور اکثر مقامات سے مردان بہادر کی جمعیت بہم پہونچاتا ہوا روان تھا تا کہ پہلوانان جنگ گذار کی لشکر مین کمی واقع کسی طور نہو

لاقوت شاہ ابلیس پرست کا مع ساز وسامان جنگ واسطے مقابلہ صاحبقران اکبر کے جانب کوہ سبز روانہ ہونا۔



واضح ہو کہ شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مرحلۂ اول سے بارہ منزل پر واقع ہی اور چند روز سے لاقوت نے بوجہ ملکوت کے
شہر عسکریہ کا نام لاقوت نگار مشہور کر دیا ہی اور منادی شہر مین کرا دی ہی کہ خبردار کوئی ساکنان شہر سے عسکریہ نہ کہے سب یاقوت نگار
کہین ورنہ سزا دیجائیگی لیکن اِس تاکید پر بھی بعض بعض کی زبان سے بے اختیار عسکریہ بوجہ عادت کے نکل جاتا تھا اور وہ بیچارہ
بیگناہ اِس جرم مین ماخوذ ہوکر سزا پاتا تھا قصہ مختصر شہر عسکریہ سے کوہ سبز بارہ منزل ہی اور وہ خاص مقام قہقہار دیو کا تھا لیکن
بالفعل غازیان اسلام کے قبضہ و تصرف مین آگیا ہی اور شاہزادۂ معز الدین عالی وقار اُسی کوہ عالی کے دامنہ مین مع دلاوران
تہور شعار خیمہ زن ہین اور چتر یاقوت بھی اُسی سرزمین مین ایک بلندی پر نصب ہی اور وہ قافلہ مختصر جسمین کہ ملک نصیر فلک شاہ
سلطنت و حکومت کرتا ہی اسی حوالی مین واقع ہی اور در اصل یہ مکانات و باغ خواہر شیرویہ دلاور کے قرب و جوار مین واقع ہین لیکن
بسبب تاثیر طلسمی ہر ایک مقام ایک دوسرے سے نہایت فاصلے سے معلوم ہوتا ہی اب بالفعل کہ سب آثار و علامات طلسم
برطرف ہوگئے ہین لہذا وہ مقامات اصلی متصل نظر آتے ہین اور چتر یاقوت اُسی جگہ پر یعنے اپنے مقام پر باہر قلعہ کے خندق
مین ایک مقام بلند پر بدستور قائم ہی اور فوج طلسم متعلق مرحلۂ خندق و چتر جسمین کہ اکثر جنیان ابلیس پرست تھے اور اکثر خدا پرست
سوائے فوج ملک نصیر دن کے وہ دونون گروہ فوج طلسمی زیر حکم افسر جنی و اصفر جنی کے رہتے تھے جب طلسم خندق باطل ہوا
وہ جملہ ابلیس پرست قتل ہوئے اور افسر جنی مع مردمان خدا پرست حلقۂ غلامی صاحب قران اکبر مین داخل ہوگیا اور اپنے
عہدہ پر بحال و مستقل رہا اور مزید بران یہ کہ دولت اسلام سے بہرہ مند و الطاف خسروانی کا مستحق ہوا الغرض لاقوت شاہ
شہر عسکریہ سے روانہ ہوکے بدلجمعی تمام طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا کوہ سبز کی طرف چلا جاتا تھا اور جاسوسان تیز رفتار اخبار
صاحبقران اکبر کی خدمت مین پہونچاتے تھے کہ لشکر جرار مع چالیس پہلوانان یلتن و بہادران صف شکن کے بقصد
جنگ جلوریز اس طرف چلا آتا ہی صاحب قران اکبر گردون سریر بھی یہ خبر سُنکے واسطے دفع غنیم کے سامان جدال و قتال
آراستہ کرنے مین مصروف ہوئے اور لوح ہادی طریق سے مشورہ لیا کہ اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی
کہ شہریار عالی وقار بالفعل کچھ روز تم اسی مقام خاص مین مقیم رہو کہین جانے کا قصد نہ کرنا لاقوت جب برائے جنگ یہان
آئے تو تم اُسکو قرار واقعی گوشمالی دینا بعد اسکے جیسا مناسب سمجھنا اور بجائے خود مفید دیکھنا عمل مین لانا صاحب قران
اکبر لوح سے اجازت لیکے باطمینان تمام ساز و سامان جنگ کے مہیا کرنے مین مصروف ہوئے تھے کہ شیرویۂ نامدار ایک
پہلوان زبردست اور فنون سپاہگری و عیاری مین کامل صاحب قران اکبر کے پاس آیا اور عرض کی ای شہریار گردون وقار
قلعہ عسکریہ کے حال و کیفیت سے حضور واقف ہین کہ وہ قلعہ کس شان و شوکت کا ہی اور کیا بسبب طلسم ہندی کے حکمائے
عالی وقار سے خواص رکھتا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا ای دلاور میںنے اُس قلعہ کو تا ہنوز نہین دیکھا مگر بان اسقدر معلوم ہی
کہ وہ قلعہ طلسم ہندی رکھتے ہین علاوہ اسکے جو امر جدید تمکو معلوم ہو اُس سے ہمکو مطلع کرو شیرویۂ دلاور نے کہا ای شہریار نامدار
اور حال حضور پر خود ہی روشن ہوجائیگا لیکن بالفعل تازہ حال یہ ہی کہ قلعہ عسکریہ اور قلعون کی طرح نہین ہی بلکہ یہ قلعہ بوجہ

طلسم بندی حکمائے عالی منزلت کے یہ خاصیت رکھتا ہو کہ جب کوئی محصور ہو پھر اگر ہزار پہلوانان پیلتن و دلاوران تہمتن اس
قلعہ پر یورش کرین ممکن نہین کہ اُس قلعہ کو مفتوح کرسکین بلکہ فتح کرنا کیسا اتنی قدرت ممکن نہین کہ جو قریب بھی جا سکین جبتک کہ
اُن چارون مرحلون کا طلسم برطرف نہوگا اِس قلعہ کو پا ہی نہین سکتا وہ حصار ہرگز نہین شکست ہوگا اے شہریار عالی وقار اِس
راز و خواص سے سوائے میرے اور فرتوت وزیر کے اور دوسرا آگاہ نہین ہو اب مین نے یہ خبر صحیح سُنی ہو کہ فرتوت کیمدی لاقوت شاہ
سے جدا ہوکر مرحلہ چہارم کو واسطے بہکانے حاکم مرحلہ کے گیا ہو اور لاقوت شاہ لبقصد جنگ یہان آتا ہو بس اب یہ خیال آتا ہو
کہ مبادا وہ نطفۂ شیطان موقع پاکر قلعہ عسکریہ پر قبضہ کرلے اور اِس سرزمین مین فتنہ برپا کرے اُسوقت اُسکے فساد کو برطرف کرنا
غیر ممکن ہو لہذا اصلاح وقت یہ ہو کہ حضور والا ملک اذفرشاہ کو مع کچھ فوج قابل کے بہت جلد لبسرعت تمام کوہستان عسکریہ کیطرف
روانہ فرمائین اس سے ایک فائدہ اور یہ بھی ہو کہ ملک اذفرشاہ کی خبر مشہور ہونے سے مردمان یزدان پرست گرد و نواح سے
عسکریہ مین جوق جوق جمع ہوجائینگے اور بہ آسانی تسخیر ہوگا جو کوئی لاقوت شاہ کی طرف سے شہر و قلعہ مین مقرر ہوگا وہ بلا شبہ
قلعہ ملک اذفرشاہ کو دیدیگا اور اگر فرتوت نے قلعہ کا بندوبست کرلیا تو پھر نہایت مشکل ہوگی بلکہ قلعہ کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہوگا
اور شاید لاقوت شاہ ہی ہزیمت خوردہ حصاری ہوگیا اور تمام بروج و فصائل قلعہ کو آراستہ کرلیا تو اُس مہم کو البتہ طول ہوگا
بلکہ یہ امید نہین کہ تسخیر قلعہ پر کوئی لشکر کامیاب ہو اور سب سے زیادہ تر اندیشہ کی بات یہ ہو کہ مبادا لاقوت شاہ۔ فرتوت کی
زبانی کیفیت قلعہ سے آگاہ ہوگیا ہو اور یقیناً اُسکا آگاہ ہونا ضرور ہی تو لاقوت شاہ ضرور ہزیمت خوردہ قلعہ عسکریہ مین
حصاری ہوجائیگا اور جنگ قلعہ درست کرے تو پھر آپ کیا علاج کیجیئے گا۔ صاحبقران اکبر فلک قدر نے شیرویہ کی اس
رائے دوراندیش کو نہایت پسند کیا اور اُسی وقت شیرویہ بہادر کو مع ملک اذفرشاہ دس ہزار سوار جرار کے ساتھ قلعہ عسکریہ
کی جانب روانہ کیا۔

اب راوی صاحبقران اکبر کو قلعۂ عسکریہ کے بندوبست مین رکھتا ہی اور کچھ حال وزیر لاقوت شاہ یعنی فرتوت شوم و بدبخت کا معرض بیان مین آتا ہے ✤

راویان خوش بیان و ناقلان سخندان اِس حکایت کو یون نقل کرتے ہین کہ فرتوت مردود و نطفۂ ابلیس اِس حکمت عملی سے حیلہ
بہانہ کرکے لاقوت شاہ سے جدا ہوا اور طلسم کشا کی شمشیر عدوکش کے خوف و دہشت سے جان کو اپنی بچاکر بھاگا ابھی ایک منزل
راہ طے نہ کی تھی کہ اثنائے راہ مین اُس بانی فساد کے دل مین یہ خیال گذرا اور فکر پیدا ہوئی کہ عقلمند وہی شخص ہو جو اپنا نیک و بد
اور انجام کار خیال کرے اور مآل کار دیکھے بلکہ انجام کار ہی ہر وقت پیش نگاہ رکھے اور دیدہ و دانستہ اپنے جان کو ہلاکت مین
ڈالے ای فرتوت احکامات نجوم بھی ہر طرح طلسم کشا کی بلندی اقبال اور ابلیس پرستون کے زوال کی خبر دیتے ہین بلکہ اس مہم جنگ
مین لاقوت شاہ کی تباہی و بربادی ضرور ہوگی ممکن ہی نہین کہ لاقوت شاہ اِس جنگ و مہم مین کسی طرح کامیاب ہو اور ہاتھ سے

طلسم کشا کے زندہ و سلامت رہنا بھی ممکن نہین لہذا اس صورت مین مقتضاے عقل اور مصلحت وقت یہ ہی کہ کوئی کار نمایان
ایسا کرنا چاہیے کہ مدت العمر اس پردۂ دنیا پر نام رہے اب مناسب یہ ہی کہ پہلے ملک زرد ہنگ کے پاس پہونچکر زادان وزیر
سے مشورہ اس بارے مین کرین کہ اب کیا فکر و تدبیر ہو کہ جس سے جان بچے جو لاقوت شاہ زندہ پھر آیا تو اُسکی کمک کرنا
واجب ہوگی ورنہ جیسا مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا مگر ای فرتوت تو نے قصد سفر دور و دراز کا کیا ہی لہذا چاہیے کہ پہلے
عسکریہ چلے وہان سے اپنا مال و اسباب لیکر اس سمت کا قصد کر اسواسطے کہ مبادا عقب مین کوئی آفت ارضی و سماوی نازل
ہو جاوے اور یہ تمام مال غازیان اسلام کے ہاتھ آجائے علاوہ اسکے لاقوت شاہ کی زوجہ یعنے ملکہ زنگ افروز کی والدہ کو بھی اس
حال اور مآل سے خبردار و ہوشیار کردینا چاہیے بعد اسکے جسطرف چاہینگے بلاخوف بخوشی دل چلینگے الغرض فرتوت بدذات راہ
سے پھرا اور شہر عسکریہ مین آیا اور حرم سراے شاہی مین داخل ہوا اور ملکۂ جمال افروز والدۂ ملکۂ زنگ افروز کو بلا یا اور یہ
وہ نہایت خوش ہوئی کہ فرتوت وزیر کوئی خوشخبری سنائیگا دروازے پر آئی اور خواص سے کہا پوچھو تو فرتوت وزیر کیا کہتا ہی اتفاقاً
اُسوقت پردۂ ہوا سے اُڑا اور ملکۂ جمال افروز اور فرتوت کا سامنا ہوگیا فرتوت نے جو جمال و حسن ملکہ کا دیکھا حرامزادہ
اس پانسو برس کی عمر مین عاشق و فریفتہ ہوگیا لیکن اُسوقت چپ ہو رہا چپکا چلا گیا مگر دل اُسکا تیر عشق ملکۂ جمال افروز سے
ایسا مجروح و فگار ہوا کہ کسی طرح قرار و آرام نہ تھا بجاے خود کہا افسوس ای فرتوت یہ تو تنے نئی کیفیت پیدا کی اب اسکی کیا تدبیر
کرنی چاہیے کہ ملکہ کا وصل حقیقی نصیب ہو ورنہ یہ خلش دل ہلاک کردیگی آخر اُس شریر و بدذات کے دل مین یہ خیال آیا کہ ای
فرتوت خداوند ابلیس کا اب فضل و کرم میرے شامل حال ہوا یہ خداوندی کا کرشمہ جو یہ سامان و اسباب ایسے پیدا ہوے ہین کہ
جس سے صاف ظاہر ہی کہ پردۂ غیب سے کوئی امر جدید ظہور مین آویگا ای فرتوت عجب نہین کہ خداوند بجاے لاقوت شاہ تجھے
شہر عسکریہ کا تخت نشین کردے شان خداوندی سے کچھ بعید نہین ہی ای فرتوت صلاح وقت یہ ہی کہ اب سفر کو ملتوی کر اور چند سے
عسکریہ مین قیام کر اور دیکھ خداوند کیا اپنی قدرت کا تماشہ دکھاتا ہی اور پردۂ غیب سے کیا ظہور ہوتا ہی بلکہ اب مناسب وقت
یہ ہی کہ آج کل خالی میدان ہی کوئی کسی کا پرسان حال نہین ہی بے تکلف جا کر قلعۂ عسکریہ پر قبضہ کر لینا چاہیے لاقوت شاہ کی
مجال نہین ہی کہ جو وہ قلعہ کے پاس بھی آسکے اور نہ طلسم کشا کی یہ قدرت ہی کہ قلعہ کو بنظر غور دیکھ سکے کسواسطے کہ وہ قلعہ طلسمی ایسا ہی
کہ کسی طرح کوئی اُس قلعہ پر قبضہ نہین کر سکتا اور اُس قلعہ کو آراستہ کر لینگے کہ سامان و اسباب سب موجود ہی اور کئی سال کے واسطے
رسد وغیرہ بھی موجود ہی کسی چیز کی ضرورت نہوگی اور اگر لاقوت شاہ بھی طلسم کشا کی جنگ سے مظفر و فتحیاب پھرا تو اُسوقت اُسکو
حیلہ و بہانہ کرکے راضی کر لینگے اور جو ہزیمت اُٹھائی یہان قلعہ بند ہونے کو آئیگا اُسوقت ہم بھی توپ گولے سے مارینگے اور قلعہ مین ہرگز
نہ آنے دینگے اور طلسم کشا کا بھی حوصلہ نہوگا جو اُس قلعہ کو آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے بس اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی الغرض اُس
بانی فساد نے اس خیال خام سے سفر کو موقوف کیا اور قلعہ کی فکر مین مصروف ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ مین فصائل اور بروج سے
شہر کے قلعہ کو آراستہ و مستحکم کر لیا اور زہیر جبی کو کہ لاقوت شاہ کی جانب سے عہدہ قلعہ داری مقرر تھا اُسکو بہت سا زر و جواہر دیکر

راضی کیا جب وہ مطیع ہوگیا اُسوقت یہ نالائق تخت حکومت عسکریہ پر بیٹھ گیا ایک روز ملکہ جمال افروز بیٹی لاقوت شاہ کی زوجہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم آگاہ ہو اب مین نہین جانتا کہ وہ کیا سگ خارشتی ہی اور نہ طلسم کشا کو کچھ مال سمجھتا ہون اب مین تمام شہر و قلعہ کا قابض و متصرف ہون اور وہ قلعہ ایسا ہی کہ فرشتہ کی مجال و قدرت نہین کہ جو یہ سب فنا و قلعہ کو دیکھ سکے سوا اسکے خداوند ابلیس میرا پشت پناہ ہی اُسنے مجھے کس آسانی سے اس تخت سلطنت کو مرحمت فرمایا ہی اور لاقوت شاہ کو بوجہ نافرمانی کے پنجۂ اجل مین پھنسایا ہی ملکۂ آفاق یاد رکھ لاقوت اب طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح زندہ نہین رہسکتا بس جس حال مین یہان کا بادشاہ ہوا اور کل اسباب شاہی مجھے ملگیا از انجملہ تو بھی شاہ عسکریہ کی خاتون ہی تو بھی میری ملک خاص مین داخل ہوئی اس صورت مین تجھکو بھی چاہیے کہ تو میرے تحت و تصرف مین رہے اور بہر نوع تو میرے حبالۂ عقد مین آ اور مین تجھکو خاص اپنی زوجہ کردانونگا اب تو تجھے چاہیے آج قبول خوشی سے کرے چاہے کل مین ہرگز تجھ سے دست بردار ہونگا اور یقین ہی تو نے سنا ہوگا کہ حکیم جادو سات سو برس کی عمر مین بآن ریش سفید زن جوان سے کسطرح عیش و عشرت کرتا تھا اور ایک لمحہ کی مفارقت اُسکو شاق تھی اور مین ابھی اپنی عمر طبعی کو بھی نہین پہونچا شاید ابھی پانسو برس کا ہون اے ملکہ تجھے لازم ہی کہ مجھ غلام نمکخوار قدیم کو اپنے لذت وصال سے محروم نہ رکھے اور مین تیری خدمت گذاری کو کافی ہون ورنہ یہ یاد رہے کہ انجام کار نافرمانی کا تجھے ثمرہ بجز پشیمانی اور کچھ حاصل ہوگا پھر کسی کے کہنے کو نہ مانونگا اور نہ مجھے اب کسی کا لحاظ و پاس باقی ہی مین اب جانتا بھی نہین کہ غیرت کیا چیز ہی اور حمیت کسکو کہتے ہین اور نمک کیا چیز ہی اور نمک حرام کیسا ہوتا ہی بقولیکہ - آب کہ از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست - مجھے یہ بھی پروا نہین کہ کوئی مجھے ملامت کرے اول تو مین حاکم ہون کسی کی مجال نہین کہ کوئی کلمۂ بد میری نسبت زبان سے نکال سکے دوسرے میرے مذہب اور طریق مین کسی طرح کا ننگ و عار و لحاظ و پاس جانتے ہی نہین اور مین شان و شکوہ مین کچھ لاقوت شاہ سے کم نہین ہون تو خود جانتی ہی کہ ملک اذفر شاہ اور مین ہم رتبہ ہون مذہب مین البتہ اتنا فرق ہی کہ مین ابلیس پرست ہون اور وہ یزدان پرست بلکہ اسی تعصبی مذہب سے مین نے اُسے قید کرا دیا تھا اور مین تیرے شوہر لاقوت شاہ کا رفیق ہوگیا تھا اور یہ نمک حرامی تیرے شوہر ہی سے شروع ہوئی ہی کہ اُسنے اپنے بادشاہ اذفر شاہ کو قید طلسم مین پھنسا دیا تھا اور خود تخت شاہی پر بیٹھ گیا اب اگر مین ایسا کرون تو کیا مضائقہ ہوگا اُسی کی تقلید تو ہوئی پھر مین نے کیا گناہ کیا اور دراصل یہ بات ہی کہ اُسنے جو کچھ کیا وہ سب میرا ہی تو ساختہ و پرداختہ تھا کہ مین نے اول اذفر شاہ کو بمکر و فریب قید کرایا بعد اسکے تیرے شوہر لاقوت کو بادشاہ بنا دیا ورنہ وہ قرمساق کیا کر سکتا تھا اُسمین یہ لیاقت کہان تھی کہ وہ اتنا بڑا کام کرتا اور ایسے مرتبہ کو پہونچتا اے ملکہ اب تو خوب آگاہ ہو کہ سوا میرے اور کوئی دوسرا تیری ہمبستری کے لائق نہین ہی بہر حال مین ہی تیری زوجیت کے لائق ہون اسواسطے کہ اب مین اس سلطنت عظیمہ کا مالک و مختار ہون ورنہ مجھکو ایسے امورات ملکی سے کیا سروکار تھا الغرض پیام ملکہ جمال افروز با در رنگ افروز کو پہونچا اُس مظلومہ کے ہوش بجا نہ رہے اور یاد مین اپنی دختر بلند اختر رنگ افروز کے ایسا روئی کہ نوبت غشی کی پہونچی جب ہوش بجا ہوئے با چشم گریان و دل بریان کہا دیکھیے یہ فلک کج رفتار کیا کیا بلا سے تازہ نازل

کرتا ہی اور کس کس آفت ناگہانی اور مصیبت آسمانی مین گرفتار کرائیگا ابھی یہ داغ مفارقت رنگ افروز کا میرے دل سے مٹا نہین ہی کہ یہ دوسرا صدمہ پیش ہوا چاہتا ہی خدا ہی خیر کرے - نظم

اے فلک با من عجب نقشے غریبے باختی	با مراد خویش بودم نامرادم ساختی
با مراد خویش بودم در اشعم عیش تمام	درمیان ناگاہ سنگ تفرقہ انداختی

اب مجھے کچھ نہین بن پڑتا کہ کیا کرون کیونکر اس کمبخت بدنصیب کے ہاتھ سے جان و آبرو بچے افسوس ہزار افسوس اس سن و سال مین یہ ہوس پیدا ہوئی کہ یہ سیہ باطن مجھ سے اس امر قبیح کا خواستگار ہی لعنت خدا کی اسکے دین و مذہب پر خدا مجھے وہ روز بد نہ دکھلائے کہ مین اس مردک سے ہمبستر ہون مجھے خدا سے امید ہی اس بدذات کی کیا مجال جو میری طرف نظر بد سے دیکھ سکے وہ مسبب الاسباب میری جان و آبرو کا حافظ و نگہبان ہی وہی حمایت کنندہ میرا ہی القصہ یہ خبر رفتہ رفتہ فرقوت لعین کو بھی پہونچی اور وہ حرامزادہ غصہ سے نہایت برہم ہوا اور مثل مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور پھر جمال افروز سے کہلا بھیجا کہ ای ملکہ ناعاقبت اندیش فہمایش کرنا اور سمجھانا میرا تمھارے خیال مین نہ آیا اور برعکس اسکے جواب دیا آگاہ ہو مین ایک جہاندیدہ گرم و سرد زمانہ چشیدہ ہون ان باتون سے مین تجھ سے ہرگز دست بردار نہونگا ہان اسقدر البتہ ہوگا کہ کچھ دن کی مہلت دونگا وہ بھی بپاس خاطر تمھارے مگر دیکھتا ہون کہ اب کب تک تم راضی نہوگی آخر تم مجبور ہوکر راضی ہوگی پھر اس سے کیا فائدہ اور اگر تمھین اپنے شوہر لاقوت شاہ کا خوف ہی تو یقین جانو کہ وہ طلسم کشا کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اگر شاید زندہ بھی رہا تو بھاگ جائیگا دونون صورتون مین تجھے اس سے ناامید ہونا چاہیے کسواسطے کہ جہان جائیگا مارا جائیگا اگر یہان آگیا تو مین بھی اسکی بخوبی خدمتگذاری کردونگا بعدہ مین جو کچھ ہو سکیگا طلسم کشا کی فکر کرونگا اسواسطے کہ وہ اس قلعہ کو ضرور لیگا اور قیامت برپا کریگا علاوہ اسکے مین ساحر زبردست بھی ہون بروز سحر بھی اپنا کام نکال سکتا ہون دوسرے بندۂ خاص حضرت ابلیس کا ہون میری خاطر خداوند ابلیس کو از حد منظور ہی ہر وقت یاور و مددگار رہتا ہی اے ملکہ نافہم مین دوستانہ کہتا ہون بگوش ہوش سنکے خوب غور و فکر سے جواب دو کسواسطے کہ مجھکو بے دیکھے تمھارے جمال جہان آرا کے کسی طرح آرام نہین آتا خواب و خور مطلق حرام ہوگیا ملکہ جمال افروز نے اس گفتگوے بیہودہ کو سنکے کہلا بھیجا ای نمکحرام و بے ایمان بیت

تو اگر خون بریزی از تن من	نہ رسد دست تو بہ دامن من

او فتنہ پرداز و رختہ انداز ہزار ہزار لعنت خدا تجھپر اور تیرے دین و مذہب پر تیری اتنی بھی طاقت ہی کہ تو میرے پردۂ عصمت تک ہاتھ دراز کرسکے اور چشم بد سے دیکھ سکے ای بیحیا تو سمجھا کیا ہی او بانی فساد یاد رکھنا تیرا خداوند ملعون تجھے تیری اس نمکحرامی کی سزا معقول یہ دیگا کہ تو بعذاب سخت ہلاک کیا جائیگا اور تیرے ادبار کا اب زمانہ بہت قریب ہی تیرا گوشت کتے کوے نہ قبول کرینگے قصہ کوتاہ فرقوت کو جب یہ جواب دندان شکن ملا سنکے خاموش ہوگیا کچھ جواب نہ دیا اور شہر کے بندوبست مین مشغول ہوا جب اس ولد القلب و نابکار نے حکمت عملی سے آہستہ آہستہ تمام خلائق شہر کو مع والیان قلعہ وغیرہ کے بشیرین زبانی اور

بزور زر مشفق و مطیع کرلیا اور ہر طرح سے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ایک دن بے محابہ حرم سرا مین پہونچا اُسوقت ملکہ جمال افروز
والدۂ ملکہ رنگ افروز اس نابکار کو دیکھ کے بدحواس ہوئی اور کوئی چارہ نظر نہ آیا وہ بیچاری بخوف عصمت و آبرو ریزی
ایک حجرے مین بھاگ کر چلی گئی اور اندر سے زنجیر حجرہ بند کرلی فرتوت لعین نے ایک افسون پڑھکر دروازۂ حجرہ پر دم کیا
بمجرد اُس افسون کے وہ دروازہ خود بخود کھل گیا بعد اُسکے اُس ملعون نے کہا ای ملکہ نادان تو نے میرے عمل کی تاثیر اور
افسون کی قدرت کو بچشم غور دیکھا کہ مین کیسا ساحر زبردست ہون اب بتا کہ تو مجھ سے کسطرح بچ سکتی ہی پھر مین تیرا پاس
کرتا ہون کہ یہ نہین چاہتا کہ زبردستی بے تیری رضامندی کوئی بات کرون جو بات کرون بخوشی خاطر کرون ای ملکہ اب بہتر یہی ہی
کہ تو بھی بخوشی خاطر رضامند ہوجا ورنہ تو خوب سمجھ لے کہ پشیمان ہوگی الغرض اس مکار و نطفۂ شیطان بدذات نے ایسی ایسی
اکثر زمانہ سازی کی باتین کین اور حرم سرا سے باہر چلا گیا ملکہ جمال افروز یہ کیفیت دیکھ کے اسقدر پریشان و خوفناک ہوئی کہ تمام
تن بدن مین رعشہ پڑ گیا اور مثل بید کے کانپنے لگی اور سمجھی کہ اب کوئی صورت جان و آبرو بچنے کی نظر نہین آتی ناچار اُس مظلومہ
نے مایوس ہوکے درگاہ ایزدی مین بادل مضطرب یہ دعا کی کہ بار خدایا اسوقت مین بجز تیرے اور کوئی میرا فریادرس نہین ہی تو ہی مجھ بیکس
کا چارہ ساز ہی صدقہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا میرے پردۂ عصمت کو اپنی پناہ و حفظ مین رکھ اور اس بلاے بے درمان
کی فسون سازی سے امان دے اور اسکے پنجۂ ظلم سے رہائی عطا کر بس اُسوقت کی دعا ملکہ جمال افروز کی مقبول ہوئی کہ اُس
کاذب مکار کا دل بقدرت پروردگار خود پھر گیا اور رحم آگیا پھر اندر محل سرا کے نہ آیا ملکہ جمال افروز اُس حجرہ سے باہر نکل آئی
اور اپنے اس حال زار پر زار زار ایسی روئی کہ اُس شدت بکا مین بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا ملکہ جمال افروز نے اپنے
خواص خاص سے جسکا نام سابقہ تھا کہا ای سابقہ اب معلوم ہوتا ہی کہ میری اجل بہت قریب ہی کہ جو ایسی صورت بد کا سامنا ہوا
کسواسطے کہ اب مجھے سواے جان دینے کے اور کچھ بن نہین پڑتا اور تمام زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار نظر آتا ہی کہین
جاے مفر نہین دیکھتی اے سابقہ بہتر یہ ہی کہ تو مجھے کوئی شی قسم زہر سے لادے کہ مین پی کر سو رہون اور اس ننگ و ناموس
و آبرو ریزی سے محفوظ رہون اور ہر روز کے مخمصون سے نجات پاؤن کہ ایسا نہو وہ بدذات بزور سحر درپئے میری بے آبروئی کا ہو
ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ نطفۂ شیطان فرور میرے پردۂ عصمت مین رخنہ اندازی کریگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین آپ ہی اپنی جان ہلاک
کرڈالون آخر ایک دن مرنا ہی دو دن قبل مرجاؤن اس ذلت و رسوائی کے بعد مری تو کیا سابقہ نے کہا ای ملکہ جو کچھ آپ نے
ارشاد فرمایا بجا ہی مین بھی اُس وقت اُس حرامزادے کی شرارت و تعدی بیجا دیکھ رہی تھی اور خوف کے مارے بیتاب تھی اب بھی
ہر وقت یہی اندیشہ ہی کہ ایسا نہو وہ ساحر لعین پھر کسی وقت حجرے مین چلا آوے لیکن اس وقت ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی
آئی ہی عجب نہین کہ وہ نہایت عمدہ اور فائدہ مند ہو اور کارگر ہوجاوے اب آپ بگوش دل سنکے عمل مین لائیے ورنہ اختیار ہی
اور مین بھی جہانتک ممکن ہوگا حضور کے شریک رہونگی اور یقین کامل ہی کہ بقدرت ایزد پاک آپکا مدعاے قلبی برآویگا اور اس
کاہش جان سے نجات ہوگی جمال افروز نے کہا وہ کیا تدبیر ہی مین بھی سنون سابقہ نے کہا ای ملکۂ عالم شاید تمکو یاد ہوگا جسدن

تمھاری دختر بخت بلند ملکہ رنگ افروز غائب ہوگئی تھی اور حالت اضطراب مین کوئی کلمہ تمھارے منھ سے ایسا نکل گیا تھا کہ جسکو
سُنکے لاقوت شاہ غضبناک ہوا تھا اور تمکو گالیان مغلظ دی تھین اور دو طمانچے بھی مارے تھے ای ملکۂ عالم اُن کلمات کے درکا
اب وقت یہی ہی اگر اُن کلمات سے اسوقت تمھاری یہ مشکل سخت و دشوار کہ جسکا علاج بجز ہلاک ہونے کے اور خیال مین نہین آتا آسان
ہو جاوے تو پھر کیون اپنی جان شیرین مفت برباد کیجیے اور جو اُس عمل سے بھی حصول مقصود نہوا اُسوقت مین تمکو اختیار ہی جیسا تمکو
بن آوے وہ کرنا جمال افروز نے کہا ای نیکبخت تجھکو قسم اپنے دین و مذہب کی مجھے بالکل یاد نہین سابقہ نے کہا ای خاتون تمنے
اُسوقت کہا تھا کہ ہمنے اس مدت تک ابلیس پرستی کی اور رات دن اُسکی بندگی مین مصروف رہی مگر اُس خدائے نادیدہ کو جسکی پرستش
حضرت سلیمان علیہ السلام اور بانیان طلسم کرتے تھے کبھی سجدہ نہ کیا کبھی تو ہم اُسکو سجدہ کرین شاید ہمارا کشود کام ہو جاوے
کہ وہ دختر ناشاد ہمسے آملے ان کلمات کو سُنکے لاقوت شاہ نہایت غضبناک ہوا تھا ملکہ نے کہا ہان اب مجھے یاد آیا بیشک
مین نے کہا تھا بلکہ کل بھی یہی کلمہ عین انتشار و اضطراب مین آگیا جسوقت اُس جادوگر نے سحر سے در حجرہ کھول دیا تھا پس
اُسوقت سارا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا اور سارا بدن غرق عرق ہو کر مثل بید کے کانپنے لگا اور یقین تھا کہ اب روح بدن سے مفارقت
کر جاے اُسوقت مین خداے طلسم کشا سے ملتجی ہوئی اور بصدق دل اُسکی جناب مین اسطرح دعا کی کہ اے پروردگار عالم و ای
چارہ ساز بیچارگان و برآرندہ حاجات حاجتمندان واسطہ اپنے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مجھے اس کافر کے پنجہ ظلم
و شر و فساد سے محفوظ رکھ اور نجات دے شاید ببرکت اس دعاے بزرگ کے مجھے میرے خداے پاک نے اُس بلا سے بچایا کہ آبرو
اور جان دونون بچگئین سابقہ نے کہا ای خاتون اب تمھین کس بات کا خیال ہی اور کیون تامل کرتی ہو بسم اللہ کرو اُٹھو پہلے
غسل کرو اور لباس نفیس اور پاک زیب جسم کرو اور کچھ خوشبو لگاؤ اور ایک گوشہ مین علحدہ معبود حقیقی کو جو پروردگار آفریدگار
و عالم ہی یاد کرو اور اُسکی درگاہ مین سجدہ کرو وہ بے نیاز حاجت رواے عالم تمھاری اس مشکل کو ابھی آسان کر دیگا کہ تمھارا دشمن
خود مقہور و ذلیل ہوگا مگر یہ یاد رہے کہ عقیدۂ دل درست رہے تب ممکن ہی تمھاری کیسی ہی مشکل سخت ہو آسان ہوگی مصرع

جو وہ مہربان ہی تو کل مہربان

تم دیکھ لینا کہ وہ مسبب الاسباب کوئی سبب پردہ غیب سے ایسا پیدا کر دیگا کہ وہ تمھارا معین و مددگار ہوگا پھر یہ بلاے بے درمان
معلوم بھی نہوگی کہ کدھر گئی ملکہ جمال افروز نے سابقہ کے کہنے کو نہایت پسند کیا اور کہا ای سابقہ مین تجھے گواہ کرتی ہون کہ مین
بتمناے خاطر یہ چاہتی ہون کہ مین دین طلسم کشا مین داخل ہون اور اسوقت دو مطلب درگاہ مسبب الاسباب سے چاہتی ہون
اول یہ کہ میری لخت جگر و نور بصر رنگ افروز کو مجھ سے ملا دے دوسرا مقصد یہ ہی کہ مجھے اس کافر کے پنجہ ظلم سے نجات ہو اور
اُسکے شر سے محفوظ رہون اور بقسم اُسی بے نیاز کی کہتی ہون کہ مین اپنے شوہر لاقوت شاہ سے ملنا نہیں چاہتی اور نہ اُسکے دین
سے کچھ سروکار رکھتی ہون بلکہ اُسکے آئین و اطوار و نیت و فاسد و سیہ قلبی سے ہمیشہ متنفر رہی اور خاص اسوقت سے اور زیادہ
بیزار ہوئی ہون کہ جب اُس جہنمی نے ملک افروز شاہ بادشاہ طلسم کو بے گناہ قید طلسم مین گرفتار کرا دیا اور بدر ناکردہ گناہ کو

صرف بطبع دنیا قبل کیا لیس اُسی روز سے مین اُسکی صحبت و اختلاط سے پرہیز کرتی تھی لیکن مجبور تھی کیا کرتی کہ اُسکے نکاح مین تھی بدون اُسکی اطاعت کے چارہ نہ تھا اور علیحدہ ہونا اُس سے ممکن نہ تھا قہر درویش برجان درویش چونکہ اُسکی اطاعت مجھے واجب تھی بہر نوع مطیع تھی لیکن نہایت بیزاری سے قصہ مختصر ملکہ جمال افروز نے موافق صلاح و مشورہ سابقہ کنیز کے اُسی وقت غسل کیا اور لباس پاکیزہ سے جسم کو آراستہ کیا او رمعطر ہوکر دو رکعت نماز حاجت بقاعدہ عبائی بجالائی بعد اسکے سجدۂ شکر درگاہ قاضی الحاجات مین کیا اور رو بقبلہ دل بسوے صاحب کعبہ بصفاے نیت ایک گوشۂ خلوت مین مع سابقہ مصاحبہ کے عبادت الٰہی مین مشغول ہوئی اور مناجات بدرگاہ خداے حقیقی نہایت بالحاح وزاری اسطرح کرنے لگی کہ ای خداوند دوجہان واے فریادرسِ مظلومان و ای خبرگیر دردمندان و ای دستگیر درماندگان میری فریاد کو جلد پہونچ اور میری ایسے حال بیکسی و بے بسی مین مدد فرما

مناجات

بردر آمد بندۂ بگریختہ	آبروے خود بعصیان ریختہ
مدتے در کافری کردہ بسر	کردہ نافرمانی از حد بیشتر
لیک جاہل بودم اما سر ارتو	سینہ ام خالی بد از انوار تو
این زمان از کردہ نادم گشتہ ام	در پرستاریت عازم گشتہ ام
توبۂ من کن قبول ای پادشاہ	اینکہ جز تو نیست خلقت را پناہ
لطف کن بر من کہ من بیچارہ ام	رحم کن بر این دل صد پارہ ام

الغرض ملکہ جمال افروز بکمال دردِ دل درگاہ کریم کارساز مین مناجات کرتی تھی اور زار زار مانند ابر نوبہار روتی جاتی تھی سابقہ بھی ملکہ کے شریک درد و گریہ و زاری تھی قضاے کار اُسی عالم گریہ و بکا مین ملکہ بیہوش ہوگئی اُسی بیہوشی مین دیکھا کہ اسکی دختر ملکہ رنگ افروز سامنے کھڑی ہے ملکہ نے اُسی عالم مین فرط محبت سے بیٹی کو سینہ سے لگایا اور از سرتاپا بلائین لین و پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا ای لخت جگر و ای جان مادر تو اپنا حال بیان کر کہان گم ہوگئی مین شب و روز تیرے علم مفارقت اور درد جدائی مین مثل ماہی بے آب کے بیتاب ہون اور تجھے میرے اس حال پر ملال کی کچھ خبر نہین افسوس دنیا کا لہو سفید ہوگیا ہے چنانچہ آجکل مین کس آفت مین مبتلا ہون اور کیا مصیبت ناگہانی مجھپر نازل ہے کہ خدا دشمن کو بھی یہ وقت نصیب نہ کرے بقول شخصیکہ

بیت

دردیست در دلم کہ بدرمان نمیرسد	کاریست در سرم کہ بسامان نمیرسد

ملکہ رنگ افروز نے کہا کہ ای مادر مہربان تم خاطر جمع رکھو مین تمہارے حال سے غافل نہین ہون اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے

امیدوار رہو وہ ایسا کریم کارساز ہے کہ ہرکسی کی حاجت کو برلاتا ہے اب تم جسطرح ہوسکے بسر کرو تشویش و اندیشہ کو دل مین راہ نہ دو
میرا دل تمھاری اس بات سے نہایت خوش ہوا کہ تم راہ ضلالت سے نکلین اور اپنے معبود برحق کو پہچانا اور سجدہ کیا اے مادر مہربان
اب میرا حال بگوش ہوش سُن لو اور جو کچھ مین تمسے کہون اُسکو عمل مین لاؤ بفضلہ تعالے بہت جلد صورت مراد کی مشاہدے مین
آئیگی آگاہ ہو ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم نے قید طلسم سے رہائی پائی بفضل خداوند ذو الجلال دو ہی چار روز مین طلسم کشا بقصد
تسخیر شہر عسکریہ مع فوج ظفر موج و لشکر جرار و آتشبار داخل ہوا چاہتا ہے لیکن چونکہ قلعہ طلسم بند ہے لہذا اذفرشاہ سے فتح ہونا
غیر ممکن ہے تا وقتیکہ طلسم کشا تشریف نہ لائینگے یہ مہم قلعہ کی فتح نہوگی لیکن تم یہ کام کرنا کہ بمصلحت وقت فرتوت سے بشیرین زبانی
و آشتی پیش آکر اُسکو حیلہ و حوالے مین رکھنا بلکہ اگر ممکن ہو تو اُسکو اپنے پاس بلا کر بظاہر اختلاط سے پیش آنا اور شراب اپنے
ہاتھ سے اُسکو پلانا وہ گیدی تمھارے اس اختلاط کو غنیمت سمجھ کے فریفتہ ہو جائیگا بس موقع پاکر اس نمکحرام کو داروے بیہوشی
شراب مین دیکر بیہوش کرنا جب وہ غافل ہو جاے اُسکے ہاتھ پاؤن باندھ کر حجرے مین ڈالدینا اور تھوڑی داروے بیہوشی نہایت
تیز اُسکے دماغ کے پاس رکھ دینا کہ سانس بھی اُس پاپی شر کی ضیق مین پڑ جائے بعدہ اُس ملعون کے دونون ہونٹھ خوب
مضبوط ڈورے سے ملا کر ایسے سینا کہ وصل ہو جاوین اور افسون خوانی کی قدرت نہ رہے ایسی حالت مین تم بھی اُسکی ضرر رسانی
سے محفوظ رہوگی جب اس کام سے فرصت پانا نقاب چہرہ پر ڈال کے ایوان شاہی مین آنا اور تخت سلطنت عسکریہ پر اجلاس
فرمانا تمام ارکین سلطنت و اعیان مملکت کو بلا کر اُس واقعہ گذشتہ سے آگاہ کرنا اور کہنا کہ مین نے دشمن لاقوت شاہ نمکحرام
کو مکر و فریب سے قید کرا دیا تھا تم شہر مین منادی کرا دو کہ فرتوت نمک حرام باغی کو بجرم دغا و نمک حرامی قید کر لیا اور لاقوت شاہ
کی خاتون خاص نے تخت پر جلوس فرمایا ہے جب یہ خبر مشتہر ہوگی تمام خلائق شہر ادنے و اعلے تمھاری طرف رجوع کرینگے اے مادر گرامی
قدر جب اس کام سے فارغ ہونا شہر مین یزدان پرستون کو تلاش کرانا جو لوگ خدا پرست لاقوت کے ظلم و جور سے اپنی خدا پرستی
کو پوشیدہ کیے ہین اُن لوگون کو اپنے ساتھ متفق کرنا وہ یزدان خداشناس جو جو کہ اور پوشیدہ و مخفی ہونگے اُن سبکو بلا دینگے
اسواسطے کہ وہ ہر ایک اپنے ہم مذہب سے واقف ہین اے مادر گرامی جب تمھارے پاس دو ایک ہزار جوان اہل اسلام سے
جمع ہو جائین اُسوقت تم بلا خوف و خطر شہر کا دروازہ کھلوا دینا ملک اذفرشاہ اپنے بادشاہ کا شرف ملازمت حاصل کرنا وہ عالیجاہ
اپنے دشمنون سے انتقام لینگا اور کفار و اشرار کو قتل کرینگے اور جو دائرۂ اسلام مین بخوشی آوینگے اُنکو دولت اسلام سے مالامال
کردینگے اور جو جس لیاقت کا ہے اُسکو اُسقدر منصب و جاگیر و خلعت مرحمت فرمائینگے پھر تم اپنی ساری سرگذشت از اول تا آخر
مفصل بیان کرنا اور فرتوت لعین کو اذفرشاہ کی خدمت مین بطور نذر کے حوالے کر دینا بعد اسکے پھر تم بعیش تمام عسکریہ مین اوقات
بسر کرنا اور میری طرف سے ہر طرح سے خاطر جمع رکھنا مین بھی انشاء اللہ تعالے بروقت پہونچ جاؤنگی مین بالفعل بخیر و عافیت قلعہ
یاقوت نگار مین ملکہ صبح روشن گہرنت ملک اذفرشاہ کی خدمت مین نہایت خوش و خرم ہون اور بفضل خدا بہت جلد
تمسے ملینگے الغرض بعد اس قیل و قال کے ملکہ رنگ افروز نظر سے غائب ہوگئی اور اُدھر ملکہ جمال افروز نے ایک آہ سرد

اس زور سے کی کہ آنکھ کھل گئی اور وہ خواب کی باتین سب یاد تھین بالب خندہ اٹھ بیٹھی تمام شب کے خواب کی باتین سابقہ کے ساتھ
بیان کین سابقہ نے کہا اے ملکہ مبارک تیر دعا تمھارا ہدف اجابت پر پہونچا الحمد للہ اب تمھارا مقصود دلی بہت جلد بر آویگا کہ یہ خواب
نہین ہی بلکہ اسے بشارت کہیے تو بجا ہی تمھاری دعا خداوند عالم نے قبول فرمائی کہ تمکو اس بلا سے کہ جسکا کوئی علاج قیاس مین نہ آتا تھا
نجات دی اور دیدار فرحت آثار بھی نصیب ہوا الغرض ملکہ جمال افروز انتظار مین تھی کہ دیکھیے کب اس خواب کا ظہور ہوتا ہی ناگاہ
خبر آئی کہ ملک اذفرشاہ و شیرویہ دلاور مع فوج و لشکر جرار سرزمین عسکریہ مین داخل ہوے اور قلعہ عسکریہ کا محاصرہ کر لیا جب شیرویہ
نے دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ کا بند ہی اور قلعہ توپ و بندوق وغیرہ آلات جنگی سے آراستہ ہی دلمین کہا یہ شرارت فرتوت بدذات
مادر بخطا کی معلوم ہوتی ہی کہ شہر اور قلعہ کو آلات جنگی سے آراستہ کیا ہی اس امر سے شیرویہ اور ملک اذفرشاہ نہایت مشوش
ہوے اور کہا اب کیا تدبیر کیجاے کس واسطے کہ قلعۂ عسکریہ کا فتح ہونا محالات سے ہی کیونکہ وہ قلعہ طلسم بند ہی آخر ناچار ہو کر شیرویہ
اور ملک اذفرشاہ نے ایک پیامبر کے ہاتھ کچھ کلام نصیحت کہلا بھیجے جب فرتوت سے کچھ جواب پیام نہ ملا ناچار ہو کر مورچہ بندی
ہر چہار طرف کر لی جنگ و حرب شروع کر دی مگر دل مین سوچتا تھا کہ بجز نقصان جان اور تضیع اوقات کے کوئی مآل کار بر آمد ہونا
غیر ممکن ہی شیرویہ اسی فکر مین تھا کہ اب مین صاحب قران اکبر فلک قدر کو کیا منھ دکھاؤنگا اور ان بندگان خدا کے خون ناحق کا
مالک حقیقی اور آقاے مجازی کو کیا جواب دونگا اور اذفرشاہ بادشاہ کو کس بھروسے اور اطمینان پر یہان لایا تھا یہان کا معاملہ
برعکس ہو گیا یعنے جس بات کا خیال و اندیشہ تھا وہی ظہور مین آیا اب قلعۂ عسکریہ کا فتح ہونا غیر ممکن ہی کسی طرح امید نہین ہی شیرویہ
دلاور اس تشویش و فکر مین نہایت پریشان و بدحواس ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا تو ہی چارہ ساز عالم ہی میری آبرو تیرے
ہاتھ ہی تو ہی مددگار ہی اور مدد کریگا تو یہ کام ہوگا اس فکر و تردد مین اسقدر رنج و صدمہ اسکو ہوا کہ یقین ہو گیا کہ اب طایر روح قفس
تن سے پھڑک کر نکل جائیگا جب ملک اذفرشاہ نے شیرویہ کا حال ایسا ابتر دیکھا کہا اے بہادر تم کیون اسقدر اندوہگین و غمگین
ہو خداوند کارساز اپنی قدرت کاملہ سے کوئی صورت نکالیگا وہ مسبب الاسباب ہی تم خاطر جمع رکھو اور اپنی جان کو مفت ہلاک
نہ کرو صبر کرو اسمین تمھارا کوئی قصور نہین ہی امورات تقدیری سے چارہ نہین طلسم مین کسی کو یارا نہین انسان ہر طرح سے
مجبور ہی سواے طلسم کشا کے اور کیا کسی کا مقدور ہی کہ جو طلسمی کارخانے مین دست اندازی کر سکے بہر نہج خدا کی درگاہ سے
مایوس نہونا چاہیے اسکے فضل و کرم کا امیدوار رہنا مناسب ہی۔

شعر

سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست	تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست

ہر ایک مقدمہ کے واسطے ایک وقت معین ہی جبتک اسکی ساعت نہ آئیگی وہ معاملہ کسی طرح طی نہوگا۔ الغرض ادھر ملک اذفرشاہ
اور شیرویہ دلاور اس تشویش و فکر مین مبتلا تھے اور ادھر فرتوت نابکار نہایت خوش و خرم عشق ملکہ جمال افروز مین مبتلا تھا
اور تمام دین و دنیا سے بیخبر آخر نہ صبر آیا دوبارہ پھر ملکہ جمال افروز کے پاس پیام بھیجا کہ اے ملکہ ناعاقبت اندیش تو نے نہین
دیکھا کہ ملک اذفرشاہ سا بادشاہ باین کثرت فوج و سپاہ اس قلعہ کے پاس نہ آسکا فتح کرنا تو شی دیگر ہوا اسکا عالم یہ ہے

کراو فرشاہ بیچارہ تو کس شمار و قطار مین ہی اگر طلسم کشا خود از سرتا پا غرق آہن ہوکر یہان آئین تو بھی اِس قلعہ کو نہ پائینگے بجز پشیمانی اور خجالت کے اَور نہ کچھ ہاتھ آئیگا طلسم کشائی کا نام ڈوب جائیگا مین براہ خیر خواہی کہتا ہون کہ اسوقت تک کسی طرح کا میرے دل مین تمہاری طرف سے خیال بد پیدا نہین ہوا ابھی تک خیریت ہی اب بھی سمجھو اور اپنے نفع ونقصان کو خیال کرو کچھ ایسی بالکل نادان نہین ہو تمہارے حق مین یہی بہتر ہی تجھے اپنی دولت وصل سے سرفراز کرو اور نہین پچھتاؤگی پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا پشیمان ہوگی یاد کروگی اور پھر مین ہرگز نہ مانونگا اُلٹی تمکو میری خوش آمد کرنی پڑیگی اُس مرتبہ بھی انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا مین بھی جسطرح ہوگا بزور وتعدی اپنا کام نکالونگا اُسوقت ساری تمہاری عزت وحرمت خاک مین ملجائیگی اور معشوقی رکھی رہیگی جمال افروز نے اس پیغام کا یہ جواب دیا کہ ای فرتوت مین تیرے کہنے کو اس شرط سے قبول ومنظور کرتی ہون کہ تو میری دختر لخت جگر جسکے فراق مین میرا خواب و خور حرام ہی اُسکو لاکے مجھ سے ملادے پھر تو جو کہیگا مین اُس سے ہرگز انکار نہ کرونگی۔ فرتوت بدذات بانی فساد نے اس بات کو غنیمت جان کر اقرار کیا کہ مین تلاش مین ملکہ رنگ افروز کی کوشش کرتا ہون اور امید وصل پر ایسا خوش ہوا کہ مثل خر فریب کے بھول گیا۔ الغرض جمال افروز نے ایک روز محفل عیش ونشاط آراستہ کی اور محل کو اپنے تمام اسباب آرایش سے خوب مزین کیا اور سابقہ کو حکم دیا کہ تم سامان مے نوشی جلد تیار کرو اور فرتوت ملعون سے کہلا بھیجا کہ آج ہمنے جلسہ کیا ہی لہذا تجھے بھی شریک ہونا ضرور ہی یہ ملعون تو بدل چاہتا تھا ملکہ کے پیغام کو سُنکے خوش ہوگیا اور اسقدر خوشی سے پھولا کہ بند قبا ٹوٹ گئے فوراً حمام کیا اور پوشاک نہایت نفیس وپرتکلف زیب جسم کی عطر لگایا تیار ہوکر بیٹھا کہ کہین جلد شام ہو تو محفل جانان مین جاؤن آج حسرت دل نکالون شعر

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

قصہ مختصر شام غم انجام اُس نمکحرام کو ہوئی سارا زمانہ اندھیرا ہوگیا جلدی سے آدمی کو حکم دیا روشنی لاؤ روشنی فوراً حاضر ہوئی فرتوت اُٹھا آگے بڑھا پیچھے چند مصاحب خدمتگار بھی چلے اپنے دل مین کہا اسوقت مصاحبون اور خدمتگار کا کام نہین صحبت معشوق مین جہانتک تخلیہ ہو بہتر ہے بس پیچھے پھر کے دیکھا مصاحبون سے کہا اب تم جاؤ آرام کرو مین ابھی آتا ہون فقط مشعلچی رہگیا غرض نہایت عجلت سے قدم برداشتہ در محلسرا پر پہونچا ملکہ کو خبر ہوئی چند مصاحبون کو فرتوت کے استقبال کو بھیجا وہ مصاحبین نہایت اعزاز سے فرتوت کو اندر محل کے لے گئین تالب فرش ملکہ بھی اسکے استقبال کو آئی فرتوت ملکہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور بظاہر نخوت انگیزی سے ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے اُس صحبت مین آیا ملکہ نے بھی نہایت گرمجوشی سے پاس اپنے برابر مسند پر بٹھالیا اُس وقت کی خوشی اور فرحناکی کا حال بیان نہین کیا جاتا۔ الغرض اُس وقت پہلے مزاج پرسی کی اور نہایت خاطر ومدارا سے پیش آئی بعدہ ایک پچکاری گلاب دوآتشہ کی اُس بیحیا کے منھ پر خود اپنے دست نگارین سے ماری بس وہ عرق گلاب نہ تھا یہ نابکار عرق خجالت مین ڈوب گیا اور اپنی اُن حاکمانہ زبردستیون کا عذر کیا کہ مین فقط تمہارا دل دیکھتا تھا مین تو بدل وجان تمپر فدا تھا اب مین سمجھ گیا کہ ہان واقعی دل کو دل سے راہ ہوتی ہی یہ کہا اور سر پاؤن پر ملکہ کے رکھ دیا بلکہ نہایت

لطف سے پیش آئی اور سابقہ سے فرمایا ہان ای سابقہ وہ شراب ارغوانی جو مین نے خاص اس صحبت عیش و نشاط کے لیے بنوائی تھی جلد لے آ کہ کچھ شغل مے نوشی ہو۔ سابقہ ایک ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار تھی اُسنے پہلے ہی سے سب سامان درست کر رکھا تھا یعنے شراب مین داروے بیہوشی نہایت تیز وتند ملا کر تیار کر رکھی تھی بمجرد حکم ملکہ محفل مین سامان مے نوشی مع گزک حاضر کیا ملکہ جمال افروز نے ایک جام شراب لبریز خود اپنے دست نگارین سے بصد ذوق و شوق فرتوت کی طرف بڑھایا فرتوت نے بہزار آرزو و تمنا وہ جام لیا زہر مار کیا اور دل مین کہا ای فرتوت اب تیرا مطلب بر آیا میری دعا خداوند ابلیس کی درگاہ مین مقبول ہوئی کہ ملکہ اس التفات سے پیش آئی ورنہ وہ تو جواب صاف دیتی تھی نصیب نے میرے یاوری کی کہ جو ملکہ خوبان جہان نے خود اپنے دست نازک سے مجھے شراب پلائی۔ الغرض وہ مردک نشہ مین کبھی دور سے ملکہ کے تصدق ہوتا تھا اور کبھی ملکہ کے پاؤن پر سر رکھتا تھا اور ملکہ اُس پیر نابالغ کی ان حرکات مضحک پر ہنستی تھی اور پی در پی وہی شراب اُسے پلاتی تھی جب اس شراب قاتل کے سات جام وہ کافر زہر مار کر چکا اور اُس داروے بیہوشی نے اپنا غلبہ کیا وہ نابکار با تین مجنونانہ کرنے لگا آخر بکتے بکتے مطلق بیہوش ہو گیا ملکہ نے جلدی سے ایک رومال داروے بیہوشی مین تر کر کے اُسکے دونون نتھنون کے مقابل رکھ کے خوب مضبوط باندھ دیا تاکہ اثر بیہوشی پی در پی پہونچتا رہے بعد اسکے ایک حجرۂ تاریک مین ڈالدیا اور حجرہ بند کر کے قفل لگا دیا اور سجدۂ شکر خالق اکبر ادا کیا اور خود چہرۂ انور پر نقاب ڈال کے دیوان شاہی مین آئی اور تخت پر بیٹھ گئی اور تمام اراکین سلطنت اس خبر کو سُنکے جمع ہو گئے ملکہ جمال افروز نے پہلے فرتوت کے جو ہوا خواہ تھے اُنکو بلا کے حیلہ سے قتل کروایا اور شہر مین منادی کرا دی کہ فرتوت ملحد اب اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور بغاوت و شرارت کا تدارک واقعی تدارک ہو گیا کہ مین نے اُس ملعون کو قید شدید مین گرفتار کیا بمجرد مشتہر ہونے اس خبر کے مردان شہر جوق جوق اور گروہ گروہ ہر طرف سے واسطے ملازمت ملکہ کے جمع ہو گئے ملکہ نے احرام جنی داروغۂ شہر کو کہ وہ مرد مسلمان تھا طلب کیا جب احرام جنی حاضر ہوا ملکہ نے احرام جنی سے تخلیہ مین سرگذشت فرتوت کی بیان کی۔ احرام جنی نہایت خوش ہوا اور کہا آپ نے واقعی بڑی جرأت مردانہ و عیارانہ فرمائی واہ کیا کہنا آفرین ہزار آفرین۔

بیت

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

ای ملکہ تمنے واقعی ایسا کام کیا کہ اسوقت رستم و اسفندیار سے بھی نہوتا خداوند کریم اسکی جزاے خیر تمکو دیگا۔ مصرع

آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو

قصہ مختصر احرام جنی نے اسی وقت قریب پانسو مردان یزدان پرست کے کہ بخوف جان و آبرو ہر طرف پوشیدہ تھے بلائے وہ سب نہایت خوش وخرم حسب الطلب احرام جنی آ کے جمع ہو گئے اور تین روز کے عرصہ مین ہزار نفر مردان دلاور اور بھی آ گئے۔ ملکۂ جمال افروز نے نہایت خوش وخرم ہو کر احرام جنی داروغہ کو حکم دیا کہ جنیان نو ملازم یزدان پرست بروج و فصائل پر قلعہ کے اور خاص اُن مقامون مین جو نہایت سخت قلب ہون واسطے حفاظت کے مقرر کرو اور آگاہ ہو ای احرام جنی اب مین چاہتی

ہون کہ تمام ممالک طلسم مین حکومت یزدان پرستون کی ہوجاوے اور اشرار و کفار مثل حرف غلط کے اس دفتر سے طلسم کے اُڑجاوین اور بالکل نیست و نابود ہوجاوین بعد اسکے جمال افروز نے ملک اذفرشاہ کو ایک عریضہ متضمن حال فرتوت بدذات خود روانہ کردیا جسوقت عریضہ جمال افروز لاقوت شاہ کی زوجہ کا اذفرشاہ کے پاس پہونچا شیرویہ نے بھی اُس عریضہ کو پڑھا دونون مضطرب الحال و پریشان کمال تھے خوش ہوگئے اور سجدۂ شکر درگاہ رب کارساز مین بجالائے اذفرشاہ نے شیرویۂ دلاور سے کہا کیون تونے اُسکی کارسازی و بندہ نوازی دیکھی اسطرح وہ اپنے بندہ کی دستگیری کرتا ہی اے دلاور انسان کو چاہیے کہ کسی حال مین اُسکی ذات مقدس سے ناامید نہو بلکہ اُسکے فضل و کرم ہی کا امیدوار رہے بعد اسکے ملک اذفرشاہ اور شیرویہ کچھ قلیل جمعیت سے سوار ہوکے دروازۂ شہرپناہ پر آئے ادھر احرام جنی نے اول ہی سے حسب الحکم ملکہ جمال افروز کاسل بند و بست کردیا تھا اور مردمان محافظ کو سمجھا دیا کہ جسوقت اذفرشاہ و شیرویۂ دلاور مع فوج ظفر موج شہر مین داخل ہون فوراً بلا عذر دروازۂ شہرپناہ کھول دینا بس درشہرپناہ کھل گیا اذفرشاہ و شیرویۂ دلاور شہر مین درآئے اور متعلقان و ملازمان لاقوت شاہ و فرتوت کو تہ تیغ بیدریغ کرنا شروع کیا اُسوقت تمام شہر مین ہرطرف آواز بزن و بکش اسقدر بلند ہوئی کہ جسکی انتہا نہین غرض کئی ساعت تک یہ ہنگامۂ کشت و خون گرم رہا۔ خلاصہ یہ کہ تمام اشرار و کفار جہنم واصل ہوے اور بہت سے کفار امان طلب ہوکر دائرہ اسلام مین داخل ہوے بعد فراغ قتل و غارت کفار اذفرشاہ دیوان عام شاہی مین تشریف لائے اور تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا ارکان دولت حاضر ہوے نذرین دین مبارک و سلامت کا غل ہوا اما در رنگ افروز یعنے ملکہ جمال افروز بانوے خانۂ لاقوت شاہ نمک حرام و بدسرکش بھی واسطے ملازمت ملک اذفرشاہ کے حاضر ہوئی پہلے نذر دی اور عفو تقصیرات چاہی بعد اسکے اپنی حالت یزدان پرستی اور سرگذشت فرتوت بیان کی ملک اذفرشاہ کمال خوش ہوا اور نہایت لطف و مہربانی سے پیش آیا اور اس کارگذاری کے عوض مین نہایت تحسین و آفرین کی اور عہدۂ وزارت کا فرمان بنام ملکہ جمال افروز عالی شان لکھکر جاری کیا اور خلعت فاخرہ مع عقد مروارید مرحمت فرمایا اور فرمایا اے خواہر دو جہانی ہمنے تمھین اپنی ذات کا اختیار دیا اب تم چاہو کاروبار سلطنت کو انجام دو اور اگر منظور نہو تو اپنی طرف سے کسی شخص کو نائب سلطنت کرکے طلسم کشاے عالمگیر کی نوازش و کرم کی امیدوار رہو اے ملکہ حق یہ ہی کہ تمنے مجھکو ممنون و مشکور کیا مین اُس بار احسان سے تاقیامت سبکدوش نہین ہوسکتا بعد اسکے ملکۂ جمال افروز نے فرتوت ملعون کو حجرہ سے باہر نکالا اور اذفرشاہ کی خدمت مین حاضر کیا ملک اذفرشاہ نے فرتوت کو دار پر کھچوا دیا اور تیر باران کا حکم دیا اُس وقت شیرویۂ دلاور نے سر فرتوت ملعون کا کاٹ کر پھینک دیا اور اُسکی لاش کو کوچۂ و بازار مین پھکوا دیا تاکہ آیندہ کوئی فرد بشر ایسی نمکحرامی کا مرتکب ہو جس کسی نے اُس نمکحرام کی لاش کو دیکھا بیساختہ یہ کہا مصرعہ

مُردنت بہ کہ مردم آزاری

قصہ مختصر جو دیندار اطراف و جوانب مین بخوف لاقوت نمک حرام پوشیدہ تھے وہ سب نہایت خوش و فرحناک اپنے بادشاہ عالم پناہ

یعنے ملک اذفر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور نذرین گذرانین اور کہا نظم

کہ ای شہریار سعادت قرین	معین تو بادا جہان آفرین
بعالم قشون تو منصور باد	بود دشمنت ہر کہ مقہور باد
جہان را شہنشاہ اعظم توئی	نظر کردۂ نور خاتم توئی
علم جہان را بدستت کشاد	نگہدار ذات تو رب العباد

ملک اذفر شاہ نے ہر ایک کو حسب لیاقت عہدے دیے اور علی قدر مراتب انعام و خلعت مرحمت فرمائے اور اسقدر زر و جواہر عطا فرمایا کہ فقرا و مساکین مالا مال و مستغنی ہوگئے اور شیر وئیہ دلاور کو وزیر دوم اپنا مقرر فرمایا اور ایک عرضداشت مشتمل بر حالات فتح و ظفر و قتل فرتوت نابکار مع اُسکے یار و مددگار کے اور تباہ ہونا تمام اشرار و کفار کا اور جسقدر لوگ کہ داخل اسلام ہوے تھے تفصیل وار لکھ کے خدمت مین صاحب قران اکبر فلک قدر کے روانہ کی جسکے سرنامہ پر لکھا تھا

شعر

ہزار شکر بدرگاہ کارساز و کریم	کہ آخر از کرمش روی مدعا دیدیم

اور مضمون نامہ یہ تھا کہ ای شہریار عالی وقار یہ مہم نہایت سخت و دشوار تھی اُسکا سر ہونا غیر ممکن تھا مگر خداوند عالم نے اپنا ایسا فضل کیا کہ ایسی سخت مہم کو کس آسانی سے سر کیا اشرار و کفار زیر شمشیر غازیان تہور شعار ہوے اور بقیۃ السیف دائرۂ اسلام مین داخل ہوے اور مال و اسباب کفار بیشمار ہمارے ہاتھ آیا یہ فتح محض بفضل یزدانی و بمدد و اقبال نصیب ہوئی شہر عسکریہ دائرۂ دولت جہان پناہی مین داخل ہوا ورنہ ہم غلامان خیراندیش نہایت مایوس ہوگئے تھے ہرگز صورت فتح آئینۂ مراد مین نہ دکھلائی دیتی تھی اسکا فتح ہونا ایک کار اہم نظر آتا تھا مگر اب سب طرح سے مطمئن ہوے سرزمین عسکریہ و مضافات عسکریہ مین سکہ و خطبہ بنام ہمایون جاری کیا اب قدوم میمنت لزوم شہریار کا منتظر و دیدہ براہ ہون —

آب راوی دو کلمۂ حال لاقوت شاہ نمک حرام کی خرابی کے یعنی جنگ کرنا اُس نابکار کا صاحب قران اکبر عالی وقار سے اور ہزیمت پانا اور بھاگنا عین جنگ سے اُس بیحیا کا اور پہونچنا مرحلۂ چہارم مین مع واقعات دیگر کے

معرض بیان مین لاتا ہی



بیت

چنین کرد جہد گذارش روان	گذارش گر دفتر خسروان

کہ لاقوت شاہ بدرکش بنہایت تزک و احتشام وبقصد جنگ بافوج قاہرہ ولشکر جرار وسپاہ آتش بار و پہلوانان تہور شعار بعد قطع منازل وطی مراحل دامنۂ کوہ سبز مین پہونچا اُس بانی بیداد وظلم نے حسب آئین وقاعدۂ جنگ صاحبقران اکبر کی خدمت فیضدرجت مین پیام بھیجا کہ ای آدم زاد روئین تن شیردل جس حال مین کہ تمنے چتر یاقوت کہ جو بہترین متاع طلسم سے ہی لیلیا اور طبقات طلسم بھی باطل وخراب کردیے اور تمام طلسم تمھارے تحت وتصرف مین آگیا اور لوائے طلسم کشائی فلک پر پہونچا اور جنگم جادو کو کہ وہ تمھارا عدوے جان ودشمن ایمان تھا قتل وہلاک کیا ہم اہالیان طلسم سے کیا سلوک کیا چاہتے ہو اور ابکیا طلسم مین باقی ہی جسکے تم خواستگار ہو کل مال ومتاع طلسم جسکا شمار بجز کاتب قدرت کے دوسرے سے نہین ہوسکتا وہ تم لیچکے اور ابھی تک تمھارا دست طمع دراز ہی اسقدر انسان کو طمع نہین چاہیے۔ مصرعہ

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

ای دلاور دوران وخسرو زمان اب مصلحت وقت یہی ہی کہ اب تم بندگان باقی ماندہ کے خون ناحق سے درگذرو اور اپنے ملک کو چلے جاؤ اور کسی کے دین وآئین سے معترض نہو جسقدر طبقات طلسم خراب ہوگئے ہین اُسیر اکتفا کرو اور باقی مراحل طلسم سے دست بردار ہو مین تمسے وعدہ کرتا ہون کہ جسقدر زر وجواہر اور دولت ومال کہ اب ہماری سرکار مین باقی رہگیا ہی اسمین سے انصف حصہ مین تمھین دونگا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ کسی وقت خاص مین تمھارے کام مین آونگا اگر تم میرے کہنے کو مانوگے اور اقرار وعہد کو منظور کروگے تو خیر ورنہ یاد رہی رکھنا کہ نہایت سختی تمسے پیش آونگا تم جانتے ہو کہ مین بھی بادشاہ عالی جاہ ہون شہنشاہ

ہفت کشور کی میرے سامنے کوئی وقعت نہین ہی اور سپاہ جرار و آتش بار بھی میرے پاس بیشمار ہی میری فوج ظفر موج مثل قطرات باران اور ریگ بیابان کے ہی اگر ہم فقط گھوڑون کی باگین تمھاری طرف اُٹھا دینگے تو تم خاک سم اسپان سے اٹ جاؤ گے اور اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ مقابل لشکر صاحب قران اکبر طاسم کشا خیمہ زن ہو اور یہ بھی لکھا کہ ہماری فوج تمھارے مقابلے مین خیمہ زن ہے دیکھ لو حاجت بیان نہین ہی۔ مصرعہ

آنرا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان

ای بہادر تم خود اپنے دل مین انصاف کرو کہ فی الواقع اگر صاحب قران روزگار اور اپنے زمانے کے رستم اور اسفندیار بھی ہو تو پھر کہانتک تم اکیلے لڑوگے کیا جان رکھتے ہو دیوان خونخوار و جنیان خنجر گذار کہ ہر ایک مثل فیل مست و شیر نیستان ہی کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو کبھی عہدہ برا نہین ہو گے ہماری خیر خواہی و دور اندیشی سے کہا آیندہ اختیار ہی تو دانی و کار تو

شعر

منت ایخہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

قصہ کوتاہ جسوقت یہ تحریر نا پذیر لاقوت شاہ بیتدبیر صاحب قران اکبر گردون سریر کے حضور مین پہونچی شہزادہ کا چہرہ آتش غضب سے سرخ ہو گیا اور قہر سلطانی نے جوش مارا قلمدان و کاغذ طلب فرمایا اور خود بدستخط خاص سے یہ جواب لکھا کہ ای کوتاہ اندیش و بدرگش کیا یاوہ گوئی کرتا ہی کہ شاہنشاہ کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ بکتا ہی زیادتی مال و اسباب وکثرت فوج سے ڈراتا ہی او گیدی تو یہ نہین جانتا کہ اس طلسم مین جسقدر مال و اسباب امانت رکھا ہی وہ کسکا مال ہی علاوہ اسکے ہم تجھ سے پوچھتے ہین تیرے پاس کتنا مال جمع ہو گا جسے تو ہماری نذر کرنے کو کہتا ہی اور اگر تو نے مال من سے اپنے نصف حصہ دیا تو خیر مگر تیری دختر رشک قمر ہی بیکر جو ہمارے تصرف مین آئی ہی اُسکا نصف حصہ کسطرح کریگا لعنت خدا تجھپر اور تیرے پیر پر او گیدی بڑا تو بیحیا و سخت بیغیرت ہی اور جو تو نے فوج و لشکر کے بارے مین کہا تو ہمارے پاس آگے کب لشکر تھا اور ہم یا بندی فوج و لشکر کی کرتے ہی نہین نہ ہمکو حاجت فوج کی ہی او نابکار فوج اطراف و جوانب سے فراہم کر لا یا اُس سبب سے ہمکو دھمکاتا ہی او مردود ازلی یہ بھی تجھے معلوم ہو کہ ہم فقط اپنے پروردگار کے فضل و کرم پر تکیہ کیے ہین ہمکو ہمارے خالق نے اقبال صاحبقرانی عطا فرمایا ہی ہم ان چند نفر کو اپنے قوت بازو سے ایک ساعت مین درہم و برہم کر دینگے ہم اس فوج کو مردمان تماشہ سے تصور کرتے ہین انکو ہم کب خیال مین لاتے ہین ہمارے واسطے ہمارے پروردگار عالم کی مدد کافی ہی کیا تجھکو یاد نہین کہ ہمنے دامنۂ کوہ زاغان پر تن تنہا بزور قوت بازوے صاحبقرانی تیرے دیوان کوہ پیکر اور پہلوانان پیلتن کو تباہ و برباد کر کے خاک و خون مین ملا دیا وہی ہم ہین یا کوئی اور اس تیرے لشکر کی حقیقت کیا ہی ایک آن واحد مین مثل مور و مگس کے نابود کر دونگا مگر ہان اگر تو دین اسلام قبول کرے تو البتہ مین بھی تیری درخواست منظور کرونگا اور شمشیر دشمن شکار سے بھی نجات ملیگی اور مجھے تجھ سے پھر کسی طرح کے تعرض کی ضرورت باقی نہ رہیگی اور اگر یہ

منظور نہو تو ہوشیار رہو تلوار کھینچ مقابلہ کو آ غرض لاقوت شاہ کے پاس جب یہ پیغام و جواب دندان شکن پہونچا ہوش جاتے رہے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا آخر نہایت غصہ مین آ کے طبل جنگ بجوا دیا جسوقت صدائے کوس حربی دلاوران تہور شعار کے کان مین پہونچی ہر ایک مستعد جنگ ہو کے امیدوار اجازت میدان کا ہوا صاحب قران اکبر فلک قدر نے جنگ کا حکم دیا۔ شعر

ز نقارہ آواز آمد برون	کہ دو لنست دو لنست گردون دون

طبل رزمی کوس حربی کی صدائے کوہ لرزان سن کے تمام بزدلون کو بھاگنے کی فکر پیدا ہوئی۔ شعر

روز دیگر کین جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور

وہ رات طرفین کو درستی بیابان مین گذری صبح کو جب خسرو خاور تخت نیل گون پر جلوہ آرا ہوا ادھر میدان رزم خس و خاشاک سے پاک صاف ہوا اور صفوف عساکر طرفین آراستہ ہوئے بعد اسکے پہلے لاقوت شاہ کے لشکر سے سقلوت نامے پہلوان پیلتن کہ جو قوم جن سے تھا اور اپنی قوت و زور کے آگے رستم و افراسیاب کو کچھ نہ جانتا تھا لاف زنی کرتا میدان مصاف مین آیا اور لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا۔ اسطرف افسر جنی بہادر نے جتر یاقوت اپنے برادر خورد احمر جنی کو حوالے کیا اور صاحب قران اکبر سے رخصت طلب ہوا سقلوت نے افسر کو دیکھ کے کہا اے افسر تیرے حال پر مجھے کمال تاسف معلوم ہوتا ہے کہ تیری مفت جان شیرین ہلاک ہو جائیگی کہ تو مجھ سے دیو سیرت کے مقابلہ کو آیا ہے آگاہ ہو کہ میری شمشیر دشمنگیر کی ضرب کا متحمل نہوگا اب تیرے حق مین بہتر یہ ہے کہ جتر یاقوت مجھے دے کہ مین لاقوت شاہ کی خدمت مین پیش کرون اور تیری جان بخشی اسکے صلہ مین کرا کے درخواست کرون اور افسری لشکر لاقوتی سے دلوا دون ورنہ یاد رکھنا کہ اول ہی ضرب مین تیرا کام تمام ہوگا افسر تہور شعار و دلاور میدان نے جواب دیا کہ او کج فہم و مغرور۔ بیت

نبرد دلیران کجا دیدۂ	ہمین خویشتن را پسندیدۂ

ہم یاں یہ بندو بازو بکشاد دیکھون تو کیسا نشۂ دلاوری رکھتا ہے سقلوت ایسا جواب سخت سنکے مبہوت ہو گیا شمشیر دمنی میان سے نکالی اول دونون بہادرون مین دو چار ہاتھ تلوار کے چلے آخر افسر جنی نامدار نے بعد رد کرنے حملات پے در پے کے اس کافر کے دست نجس سے تلوار چھین لی اور سقلوت نابکار کو ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ مین دو حصہ کر دیا لاقوت شاہ نے اس ملعون کا جہنم واصل ہونا دیکھا ایک آہ سرد و سوزناک سینہ ناپاک سے کھینچی اور کہا لعنت بکار ابلیس قرمساق پہلے ہی فال بد اور بدشگنی ظاہر ہو گئی اب دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے اس وقت ہما جنی نامدار کہ مسلمان ہو چکا تھا اور شرف ملازمت سے اذفر شاہ جنی کے مشرف ہو چکا تھا لیکن بمصلحت تقیہ کیے لشکر مین موجود تھا یکایک سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے لاقوت شاہ اسوقت تمنے عجیب لطف کی بات کہی آفرین صد آفرین مرد عقلمند صاحب انصاف یونہی کہتے ہین واقعی ابلیس لعین نہایت حرامزادہ ہے اور نا انصاف وہ مردود ازلی راندۂ درگاہ لم یزلی اگر میرے ہاتھ لگجائے تو اسقدر پاپوش کاری کرون کہ ناک سے بھیجا سر کا گرا دون لاقوت نے

یہ کلمات سُنکے نہایت ہی شرمندہ ہوا اور حیرت زدہ ہماز کی طرف بنظر قہر دیکھا اور کہا او نابکار عیار یہ کیا گہ کھاتا ہی یعنے خداوندکی
نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی تو غضب و قہر خداوندی سے نہین ڈرتا ہماز نے کہا ای بادشاہ یاد کر پہلے کسنے اس طرح کا
طعام نوش فرمایا معاذ اللہ بھلا میری کیا مجال و قدرت ہی کہ مین بادشاہ کے خاصہ کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھ سکون ای بادشاہ
عادل اسمین میرا کیا قصور ہی جب تمکو صدمۂ عظیم اُس سے پہونچا تب ابلیس کی شان مین کلمۂ بد زبان سے نکلا اگر خوش طبعی سے
کوئی لفظ میری زبان سے نکلی تو کیا گناہ کی بات ہی لاقوت نے کہا او مردک یہ صحیح ہی کہ اُسوقت حالت غم و رنج مین یہ کلمہ بیساختہ
نکل گیا مگر تو نے ایک عبارت کے ساتھ بیان کیا اسکے کیا معنی ہماز نے کہا حضور آزردہ نہون عیاران ظریف طبع ہمیشہ بادشاہون
کے سامنے مذاق کرتے ہین اور رؤسا کی خدمت مین گستاخ رہا کرتے ہین اور بادشاہ اُنکے ناز بردار رہتے ہین اور اسی پر انعام واکرام
پایا کرتے ہین لاقوت شاہ اس جواب معقول کو سُنکر خاموش ہو گیا قصہ کوتاہ افسر جنی کے ہاتھ سے سقلوب قتل ہوا اسکے بعد پانچ
پہلوان رستم توان لشکر لاقوت سے افسر جنی دلاور کے مقابلہ کو گئے اور اُس دلاور دوران نے تا شام اُنکو بھی تہ تیغ کیا غرض
وہ چار دن پہلوان زخمی و ہلاک کیے گئے اس حال پر ملال کو دیکھ کر وہ جو غرور و تکبر لاقوت شاہ کو تھا جاتا رہا۔ ہماز جنی لاقوت شاہ
کے پہلو مین کھڑا تھا اُس ظریف طبع نے بے اختیار اپنا عمامۂ عیاری سر سے اُتار کے اسطرح زور سے اُچھالا کہ لاقوت کا تاج اُسکی
ضرب سے نیچے گر پڑا ہماز نے بہ آواز بلند پکار کے کہا ہیہات ای یار دیہ نیا ظلم کن آنکھون سے دیکھا جائے کہ ایک مفلوک و
مجہول الاحوال نے دسقدر پہلوانان زبردست کو تہ تیغ کیا اور کوئی بندۂ ابلیس یا خود ابلیس اُسکا موے پشم کندہ نہ کرسکا میرے
تو ہوش و حواس جاتے رہے کہ ایسی ذلت فاش اپنے بادشاہ کی کسطرح دیکھون اور لوگون کی زبان سے بدگوئی سنون کبھی نہوگا
لاقوت شاہ نے کہا ای بدبخت یہ کیا تیری حرکت نالائق ہی کہ ایسے وقت مین تجھکو خوشطبعی سوجھی ہی۔ او بے ادب تجھے میرا بھی
پاس و لحاظ نہین کوئی ملازم بھی اپنے آقا کے ساتھ ایسی گستاخی کرتا ہی کہ جیسے تو نے میرے ساتھ کی کسی بندۂ ابلیس نے
خداوند ابلیس کو اس بے ادبی و گستاخی سے نہ یاد کیا ہوگا کہ جس طرح تو دشنام مغلظ صاف و صریح خداوند کو دے رہا ہے
اور کوئی ہوتا تو ابھی قتل کرتا مگر کیا کرون مجبور ہون کہ تو نمک خوار قدیم ہے اب بھی خداوند کی جناب مین توبہ و استغفار
کر کہ خداوند ابلیس تجھپر مہربان ہو جاوے ہماز جنی نے کہا ای لاقوت شاہ سچ تو یہ ہی کہ تو نہایت بے وقوف ہی ورنہ ایسے
سخنان نامعقول زبان سے نہ نکالتا ای لاقوت تو کیا کہتا ہی کون خداوند اور بندہ کسکا۔ مین تو دونون کو راندۂ درگاہ باری جانتا
ہون اور تمہارے خداوند پر لعنت کرتا ہون مین اول ہی سے تم سے کہ چکا ہون کہ اس واقعہ ہوش ربا کے دیکھنے سے میرے ہوش
و حواس بجا نہین ہین کہ مجھکو نیک و بد مین تمیز ہو مین تو اس حرکت سے خود ایسا از خود رفتہ ہون کہ مثل دیوانون کے باتین
کرتا ہون بس مجنون کی بات پایۂ اعتبار مین نہین ہی اس میری حرکت کو معاف فرمائیے گا بادشاہون کو کبھی ایسے بھی معاملات
پیش آجایا کرتے ہین کچھ تعجب کا امر نہین ہی القصہ لاقوت شاہ نے قریب شام کے طبل بازگشت بجوا دیا اور خود اپنے خیمہ
نکبت اثر مین آیا اور لشکر طرفین اپنے اپنے مقام پر واپس آئے لاقوت شاہ نے اُس روز تمام شب آرام نہین کیا صبح

وا فسوس ہی مین وہ رات تمام گذری اور تمام شب آہ کے نعرے مارا کیا کبھی برگشتگی بخت پر اور گاہے شومی طالع پر اپنے رویا کیا
آخر مجبوری دوسرے روز طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی پہلوانان کوہ شکن بھی خواب گران
سے بیدار ہوے بازار فتنہ و فساد گرم ہوا ہر ایک من چلا عازم رزم ہوا اس اثنا مین خسرو خاور نے دریچہ مشرقی سے سر نکالا
ادھر لشکرون مین صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال لاقوت شاہ کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان
افلاس جنی نام میدان مین آیا اور افسر جنی سے مقابلہ کیا بعد حملات و ضربات کے افسر جنی نے افلاس جنی کو داخل
درک اسفل السافلین کیا بعد اسکے متلاس کافر بھی جہنم واصل ہوا اور چھوٹا بھائی اس متلاس کا کہ سرگروہ پہلوانان لاقوت شاہ
کا تھا رزمگاہ مین آیا اور تا دیر جنگ مردانہ کرتا رہا آخر پانچوین ضرب مین افسر جنی کو زخمی کیا بعد اُسکے لشکر اسلام سے ملک
نصیرون دلاور فوراً جنگگاہ مین پہونچا اور حریف سے مقابل ہوا۔ پہلے رد و بدل ہوئی آخر ملک نصیرون نے اُس کافر کے
بند کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور گرد سر کے چرخ دیا اور اس زور سے زمین پر دے مارا کہ قرعۂ رمال ہوگیا لاقوت شاہ نے
حالت اضطراب و پریشانی مین کہا یارو عجیب حیرت کا معاملہ ہی کہ ہمارے لشکر کے پہلوان قتل ہوے جاتے ہین اور لشکر اسلام
کے پہلوان کی یہ صورت ہی کہ اگر شاید کوئی مغلوب بھی ہوا تو وہ بھی مجروح ہوکر زندہ و سلامت لشکر مین چلا گیا یہ فقط اپنی
بداقبالی اور بدافعالی ہے کہ دو روز کی میدان داری مین کسقدر پہلوانان نامی و گرامی قتل ہوے جس جنگ کا آغاز ایسا ہو
اُسکا انجام کیا ہوگا ہماز جنی نے کہا ای بادشاہ لاقوت شاہ اس بیغیرتی سے یہ خادم تنگ آکر آخر یہ کریگا کہ آجکل مین جو کوئی
صورت معقول ظہور مین آئی تو خیر ورنہ یہ امر ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس مردود ازلی کی صورت نحس کو میدان معرکہ مین لاکر اسقدر
کفشکاری کریگا کہ صورت بگڑ جائیگی تب تو انفعال ہوگا اور ہماری مدد و کمک کریگا تب لاقوت شاہ نے کہا او کج فہم بیہودہ
دیکھہ مین کس آفت مین مبتلا ہون او ظالم خوشطبعی کا بھی ایک وقت ہوا کرتا ہی اور یہ ممکن نہین کہ ابلیس ہمارے درد مین شریک
نہو اور ہماری مدد نہ کرے ہمکو ہر ایک طرح کی اُسکی ذات سے امید و توقع ہی ہماز نے کہا وہ خانہ خراب کیا کرسکتا ہے
مین اُسکے قول و فعل کا اعتبار نہین جانتا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ابلیس لعین کی کیا مجال و قدرت ہی کہ کسی کی مدد کرسکے یہ
منحصر بذات وحدہ لاشریک ہی کہ وہ اپنے بندون کی ہر حال مین اپنی قدرت کاملہ سے مدد کرتا ہی اور کوئی مشکل ایسی نہین ہی کہ
جو آسان نہ کرے۔ الغرض بعد قتل ہونے متلاس کے لاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوایا اور خود اپنے خیمہ مین چلا آیا اور
عالم غم و الم مین دو روز تک پڑا رہا اور جنگ موقوف رہی تیسرے روز پھر بنا جاری تمام طبل جنگ بجوایا اور بعد صف آرائی لشکر گنجار
بن گنجور میدان جنگ مین آیا اور بعد رجز خوانی کے حریف طلب کیا ملک افسر جنی نے باوجودیکہ زخمی تھا اجازت میدان چاہی
صاحب قران اکبر فلک قدر نے اجازت نہین دی اور فرمایا ای ملک تم اس زخمداری مین کیون تکلیف کرو ابھی تو پہلوانان
صف شکن موجود ہین علاوہ اسکے ابھی میری بھی رزمگاہ مین جانے کی نوبت نہین آئی ہی ای بہادر اب تم چندے آرام کرو
کہ یہ زخم بدن تمھارے اچھے ہوجائین پھر اختیار ہی ملک نصیرون نے کہا ای دلاور دوران ابھی تو مین تمھارا قوت بازو

موجود ہون تم کیون زحمت اُٹھاؤ مین بفضل وکرم یزدانی تمام سگ وخوک کو خاک وخون مین ملا دونگا یہ کہا اور خود میدان جنگ مین داخل ہوا اور اُس ناپاک کو واصل جہنم کیا اسیطرح شام تک دس نفر پہلوانان پیلتن وجنیان آہن بدن کو یکے بعد دیگرے قتل ومجروح کیا اور آپ بخیر وعافیت صحیح وسلامت اپنے لشکر مین داخل ہوا صاحب قران اکبر نے چند خوان زر واسطے تصدق کے منگائے اور فقرا ومساکین کو تقسیم کیے دوسرے وقت صبح کو پھر صف آرائی ہوئی اور سہلاج دیوکہ زبردست ترین دیوان طلسم سے تھا غضب آلود رزمگاہ مین آیا ملک نصیرون دلاور مقابلہ کو اُس دیوکوہ پیکر کے آئے ہرچند صاحب قران اکبر نے واسطے مقابلہ اُس دیوکوہ پیکر کے منع فرمایا اور کہا آج ہم اس کافر کا مقابلہ کرینگے مگر نصیرون دلاور نے نہ مانا اور مثل شیر غضبناک اُس دیو کے مقابلے کو آیا اور بکمال مردانگی وشجاعت رجز ادا کیا اور تیغزنی شروع کردی سہلاج حرامزادے نے ایک وار دار شمشاد کا نہایت زور سے نصیرون دلاور کے شانے پر لگایا نصیرون اس ضرب کے صدمۂ سخت سے بیہوش ہوگیا اور گھوڑے سے طرف زمین معرکہ کے رخ کیا سہلاج حرامزادہ قہقہہ مار کے ہنسا اور چاہا کہ اُس مرد مومن کا کام تمام کرے ناگاہ گوشۂ صحرا سے ایک نقابدار نیزہ بدوش سرخ پوش پیدا ہوا تیس ہزار سوار جرار آتش بار کی جمعیت ہمراہ رکاب تھی مثل غضب الٰہی اُس میدان کارزار مین پہونچا اور سہلاج دیو کے مقابل ہوا اس اثنا مین عیاران لشکر اسلام ملک نصیرون دلاور کو میدان جنگ سے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیگئے اُدھر نقابدار سرخ پوش نے اُسکے مقابل آکر ایک نعرہ رعدآسا ایسا مارا کہ تمام میدان کین لرز گیا کہا باش او دغا شعار مین تیرا ملک الموت آپہونچا جبتک وہ دیو ہوشیار ہو نقابدار نے بچستی وچالاکی دار شمشاد اُس دیو بہادر کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا روک ضرب غلام حیدر کرار یہ کہکر جو ایک ضرب شمشیر آبدار کمر پر اُس نابکار کے لگائی بس فوراً برابر دو حصہ ہوگیا لاقوت شاہ اس واقعۂ جانگزا و ہوش ربا کو دیکھ کے مثل بید کے لرز گیا اور زار زار رونے لگا ہماز جنی عیار وقت کا منتظر تھا اُس عیار نامدار نے ابلیس کے پیکر طلائی کو بغل سے نکال کے میدان مین نصب کیا پہلے سجدہ لوگون کے دکھانے کو کیا بعدہ سہلاج دیو قتل شدہ کے پاؤن سے پاپوش لے کے خوب پاپوشکاری پیکر ابلیس پر کی اور کہا او مردک لعنت خدا تجھپر اور تیری خداوندی باطل پر کہ اپنے بندگان خاص کو قتل کرادے اور تو اپنے معتقدین کی بیکسی مین کام نہ آوے ایسے وقت مین تو غافل ہوگیا لہذا تو مستحق کفشکاری کے ہوگیا ہماز نے جو یہ کلمات کہکے کفشین لگائین لاقوت شاہ ہماز کی اس حرکت گستاخانہ سے کمال غضبناک ہوا اور کہا اے بے ادب تجھکو ہرچند ممانعت کی لیکن تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا مجھکو خود ہی ایسی ذلت فاش ہوئی ہی کہ مین گویا زندہ درگور ہون طلسم کشا میرا عدوے جان اس حرکت پر مضحکہ کرتا ہی اور تجھکو کچھ خیال نہین ہی تو اپنے فعل نالائق ونامعقول کو خیال نہین کرتا اور خداوند کو رسوا کراتا ہی او ظالم خداوند ابلیس آج ہماری مدد اور کمک کو نہ آوین یہ ممکن نہین اور جو بالفعل وہ نہ بھی آوین بھیجیم مگر ناامید اُنکی ذات سے ہونا چاہیے خاطر جمع رکھو کل وہ ضرور آوینگے اور جو خداوند ہمسے بے اعتنائی کرین تو اُن کی خداوندی مین فرق نہین آسکتا بندگان خاص کو چاہیے کہ کسی صورت مین بد اعتقاد نہون دوسرے یہ کہ خداوند کی کیسی ہی غفلت

سے انجام بد ہو لیکن آخر نتیجہ نیک ہوتا ہی تو دیکھہ لینا کہ یہ سب دشمن ابلیس آن واحد مین برباد و تباہ ہوجائینگے اور ہم بندگان خداوند
نقارۂ شادمانی بجائینگے اور جو ہمارا وقت موت ہی آپہونچا ہی تو مجبوری ہی لیکن ہم اسپر بھی راضی ہین اسواسطے کہ خداوند ابلیس کی رضامندی
سے جو مرینگے تو وہ ہمکو اس موت کے بدلے کسی اچھی صورت مین پھر پیدا کردیگا اور منصب اعلے دیگا خداوند ہر وقت ہمارے حال کو
دیکھتا ہی اور بدانستہ چشم پوشی کرتا ہی خیر کچھہ مضائقہ نہین ہی ای ہماز ہمکو یہ تیری حرکت بیجا خداوند کی نسبت کبھی خوش نہین معلوم ہوتی
بلکہ ازحد ناگوار ہی اور عجب نہین ہی کہ تجھپر قہر و غضب نازل ہو ہماز نے کہا ای بادشاہ اگر قہر خداوند باطل اپنے بندۂ خاص پر نازل
ہوگا تو مین بطور تبرک تھوڑا تھوڑا سب بندگان خداوند پر تقسیم کردونگا اور مین اپنے حصہ کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کردونگا
اسواسطے کہ تحفۂ خداوند سے بادشاہ کی خدمت مین بھی حصہ ضرور بالضرور پہونچنا چاہیے ورنہ بے انصافی ہوگی ای لاقوت شاہ
بادشاہ تم مجھکو ہر گھڑی حق و ناحق تنبیہ و تاکید کرتے ہو یہ نہین جانتے کہ ہر شخص اور ہر بندۂ خاص خداوند سے عقیدہ نیک
رکھتا ہی اور اپنے خداوند سے فریاد کرتا ہی خواہ طلب مراتب کرتا ہی و یا راز و نیاز کی باتین کرتا ہی تجھے اس امر مین دخل کیا ہے کہ
تمھارا خداوند باطل ہی اور میرا خداوند قدیر برحق ہی اس صورت مین عبد و معبود سے جو جو حرکات راز و نیاز ادا ہوتے ہین
آپس مین دوسرے کو کیا دخل اور کسی کی کیا قدرت و مجال ہی جو کوئی دخل دیسکے مین جو چاہتا ہون خداوند کو کہتا ہون خداوند
جو چاہے مجھے کہے کسی کو کیا مین بخوبی خداوند کی عادت سے آگاہ ہون کہ خداوند ہمیشہ سے اس حرکات مضحکہ سے بہت ہی
خوش ہوتا ہی اسلیے کہ خداوند بھی خوب جانتا ہی کہ یہ بندہ میرا ظرافت مآب گستاخ و عیار طرار ہی لہذا مجھ سے بھی بے ادبی اور
گستاخی کرتا ہی میری اس زبان درازی سے کبھی بدمزاج بھی نہین ہوگا آزردگی کیسی بلکہ باعث خوشی خداوند ہوگا اور ای بادشاہ
اگر تو میری اس شوخی طبع سے ناراض ہی تو مجھکو جواب دیدے اسی وقت سے یزدان پرستون کے لشکر مین چلا جاؤنگا اور
خداوند سے جاکر تمھاری شکایت ضرور کرونگا لاقوت شاہ نے کہا ای ہماز میرے نزدیک بوجہ اسکے کہ وہ خداوند ہی اسکے ساتھہ
زبان آوری کرنا اچھی نہین شاید کوئی صورت بد پیدا ہوجائے اس خیال سے چند کلمات نصیحتاً کہے اب تجھے اختیار ہی خداوند
خود تجھے اس گستاخی کی سزا دیگا مجکو کیا اب مین کبھی تجھکو مانع نہونگا مجھے کسی کے افعال و اعمال سے کیا علاقہ جو جیسا کریگا ویسا پاویگا
ہماز نے کہا ہان یہ درست کہا اگر تمکو میرے افعال سے کچھ سروکار نہین ہی تو پھر تمھارے سرداران فوج کیون مجھ سے مزاحمت
کرتے ہین تم انکو بھی منع کردو کہ کوئی میرے حال سے متعرض نہو مین جو چاہون وہ کرون کیا معنے کہ ہر شخص کو اپنے خداوند سے بعنوان نو
تقرب حاصل ہی بس جسکو جیسا تقرب حاصل ہی وہ اسطرح کی باتین کرتا ہی اور مین یہ خوب جانتا ہون کہ خداوند ابلیس حرکات مضحکہ سے
خوش ہو یا ناخوش ہماری حاجت روائی ضرور کریگا ای لاقوت شاہ تم ناحق میرے حال سے متعرض ہوتے ہو اور بیکار تہدید
کرتے ہو اس سے کوئی فائدہ نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا کہ جب مین تیرے حال و افعال سے متعرض نہونگا تو پھر میرا لشکر کیون
مزاحمت کرنے لگا تجھے اپنے قول و فعل کا اختیار ہی الغرض اس رات کو لاقوت شاہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ادھر لشکر اسلام
سے بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی علی الصباح لشکر طرفین صف آرا ہوئے ادھر بھوت بیابانی نامی ایک دیو پیل تن مغرور

دستگیر لاقوت کے حضور واسطے اجازت حرب کے آیا اور لاقوت شاہ سے رخصت لیکر مثل فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا رزمگاہ مین آیا اور حریف سے نبرد کا طالب ہوا اُس روز بھی ایک نقابدار سیہ پوش دیوان کفار کے مقابلہ کو گوشہ بیابان سے ظاہر ہوا اور اُس دیو وحشی مزاج کے مقابل ہوا صاحب قران اکبر نے افسر جنی سے فرمایا ای دلاور اگرچہ اس نقابدار کی وضع و اطوار سے از سر تا پا بوے محبت و دوستی آتی ہے مگر اُنکے حالات سے مطلق اطلاع نہین ہے کہ یہ کون بزرگوار ہین کہ ہماری امداد کو میدان رزم مین تشریف لائے اور بلاے حرب و ضرب ہماری اپنے سر پر لی ایسے بھی بندگان خدا ہوتے ہین افسر جنی نے کہا ای شہریار دولت مدار حضور اسقدر تشویش نہ فرمائین مطمئن رہین یہ بھی کوئی ساکنان طلسم سے حضور ہی کے تابعین سے ہونگے آخر مین حال اُنکا معلوم ہو جائیگا پوشیدہ نہین رہیگا کسواسطے کہ ساکنان طلسم دو فریق ہین ایک ابلیس پرست دشمن طلسم کشا اور دوسرے یزدان پرست گروہ مطیعان صاحب قران اکبر اے قبلہ و کعبہ جسطرح سے ابلیس پرست عدوے جانی طلسم کشا ہین اسی طرح یزدان پرست غلامان و جان نثاران طلسم کشا ہین کچھ بعید نہین ہے کہ یہ نقابدار بھی اُسی گروہ سے ہو جو کہ نام طلسم کشا پر جان دیتے ہین الغرض نقابدار سیہ پوش مرہبوت دیو سے جنگ مردانہ کر رہا تھا اور داد مردانگی دے رہا تھا دوست و دشمن دونون تحسین و آفرین کر رہے تھے اتفاقاً پیشانی نقابدار پر پشت نہنگ کی ضرب لگی لیکن زخم خفیف آیا مگر باوجود زخمی ہونے کے اُس نقابدار بہادر دوران نے مرہبوت دیو کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ وہ دیو نابکار زمین سے بلند ہو گیا پس فوراً نقابدار تہور شعار نے ہاتھ پر علم کر لیا اور گرد سر چکر دے کر زمین پر دے مارا اور وہ روسیاہ سانس بھی نہ لے سکا سیدھا روانہ سقر ہوا اس زور سے را داد پر ایک غل واہ واہ کا لشکر اسلام سے بلند ہوا نقارہ ہاے شادیانی بجنے لگے پہلوانان لشکر اشرار کے حواس باختہ ہوے صاحب قران اکبر نے بھی طاقت و قوت نقابدار سیہ پوش کی حد سے زیادہ تعریف فرمائی لاقوت شاہ اس واقعہ کو دیکھ کے حیرت زدہ مثل تصویر سکوت مین کھڑا تھا کہ برہوت دیو سیہ سالار لشکر حال مرہبوت دیو دیکھ کر غضب مین آیا اور پہلوانان لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دے دیا اور بآواز بلند پکارا کہ خبردار و ہوشیار ای بہادران لشکر تم اس نقابدار ناشاد کو چارون طرف سے گھیر کے مار لو چارہ راہ فرار بند کر دو اُسے زندہ و سلامت نہ چھوڑو دلاوران لشکر مثل مور و ملخ کے حربہاے مختلف لیے ہر چہار طرف سے نقابدار دلاور دوران پر حملہ آور ہوے اُسوقت کے ہنگامہ کا حال کیا بیان کیا جاے بجز بزن و بکش و بگیر کی آواز کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا گھوڑون کی جست و خیز سے از زمین تا آسمان گرد تھی ایک کو دوسرے کی شکل نظر نہ آتی تھی اس طرف لشکر اسلام سے نقابدار سرخ پوش نامدار و نقابدار سیہ پوش مثل شیر غضبناک کے حریف پر حملہ آور ہوے اور نیزہ کو سیدھا کر کے دس دس پہلوانون کو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا ادھر صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی لشکر اسلام کو واسطے کمک نقابدارون کے حکم دیا۔

شعر

دو لشکر بیک دیگر آمیختند	قیامت زگیتی برانگیختند

بلکہ خود صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی اس ہنگامہ کو دیکھ کر نقابداروں کی امداد کا قصد فرمایا اور دلیرانہ و مردانہ با تیغ دیو کش
و نیزۂ دشمن شکار کفار و اشرار کے انبوہ پر حملہ آور ہوے اور بازار قتال و جدال کو گرم کر دیا جس طرف وہ ہزبر بیشۂ شجاعت
حملہ کرتا تھا خرمن حیات کو ان اشرار کے آتش شمشیر آبدار سے جلا کر خاک سیاہ کر دیتا تھا۔ بیت

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد و دو را چار کرد

القصہ اسقدر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی اور ہنگامۂ قیامت کبرے برپا ہوا کہ بجز صداے چقاچاق شمشیر کے دوسری آواز
کان مین نہ آتی تھی اور وہ میدان کارزار مثل لالہ زار زخمیون کی کثرت سے معلوم ہوتا تھا سرون کی بارش ہو رہی تھی لاشون
کا انبار تھا گھوڑے بے سوار دوڑ رہے تھے زخمیون کو روند رہے تھے ایک سمت نقابدار سیہ پوش قیامت کر رہا تھا
دوسری طرف نقابدار سرخ پوش حشر کا عالم دکھا رہا تھا ادھر صاحب قران اکبر فلک قدر پہلوانان تہمتن کو قلم کر رہے تھے

جنگ مغلوبہ لشکر لاقوت بداختر کی اور حملہ آوری صاحب قران اکبر کی مع نقابداران والا گوہر کے



غرض یہ حال تھا کہ باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا چونکہ لشکر اسلام بہت قلیل تھا اور سپاہ غنیم بدرجہا زیادہ
تھی کہانتک داد مردانگی دیتے اور دلاوری و تہوری کو کام مین لاتے نوبت بانیجا رسید کہ حال لشکر اسلام دگرگون ہو گیا اور
دلاوران لشکر اسلام اسقدر زخمی ہوے کہ نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو ناگاہ قدرت خداے قدیر و کارساز کی نمایان ہوئی
یعنے گوشۂ بیابان سے ایک تتق گرد عظیم ایسا نمودار ہوا کہ از زمین تا چرخ برین ایک جا در گرد تھی جسوقت دامن اس گرد کا پھٹا

بیس علم درخشان ظاہر ہوے یعنے بیس ہزار سوار جرار و آتشبار جنگ آزما معرکہ آرا تلوارین ڈابون مین سپرین دوش پر نیزے
ہاتھون مین تیر و کمان کاندھون پر تمام زیور جنگی سے آراستہ عربی گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین ایک نقابدار سرخ پوش آگے
آگے فوج کے اسپ صبادم پر سوار گھوڑے کو جمکاتا نیزہ ہلاتا خیز اخیز چلا آتا تھا جب قریب کفار وہ فوج جرار پہونچی اور بیس ہزار
کمانین کرکین تمام فوج کفار تہ و بالا ہوگئی ادھر وہ نقاب دار مثل برق تڑپ کر اس ہنگامہ دار و گیر مین در آیا اور اپنے لشکر
ظفر پیکر کو حکم دیا کہ ہان ان کفارون کو گھیر کر مار لو اب شمشیر آبدار و نیزۂ خونخوار و گرز گرانبار سے کام لو بمجرد اس حکم کے وہ بیس ہزار
سواران آتشبار باحربہ ہاے متعدد اُن کفار و اشرار پر حملہ آور ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دوسرے گوشۂ میدان یعنے
شمال کی طرف سے گرد اُٹھی اور دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار منقش پوش بائیس ہزار سوار جنگی کی ہمراہی سے چلا
آتا ہی اور جب قریب معرکہ پہونچا یکایک اُنھین نقابدار نے اپنی زبان مین ایک ایسی آواز دی کہ وہ فوج ظفر موج چار حصہ ہوگئی
پھر وہ نقابدار دوسری بولی بولا وہ چارون حصہ فوج کے چار طرف سے لشکر کفار پر آپڑے تا اینکہ لشکر کفار پر راہ فرار کو
تنگ کر دیا آخر اُن ملعونان بے دین پر اسقدر یورش لشکر جرار ہوئی کہ بالکل از خود رفتہ ہوگئے اور ہر چار طرف سے
چارون نقابداران نامدار نے ہنگامہ جدال و قتال گرم کیا عجیب ہنگامۂ کارزار و معرکۂ پیکار تھا گویا نمونہ قہر کردگار تھا یہ
ہنگامہ واقعی کبھی نظر پیر فلک سے بھی نہ گذرا ہوگا اُسی معرکۂ دار و گیر مین صاحب قران اکبر عالی شان جس طرف حملۂ شیرانہ
و دلیرانہ کرتے تھے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے تا اینکہ اُس شیر بیشۂ شجاعت و دلاوری نے تنہا بیس نفر دیوان زبردست
اور ساٹھ جنیان جنگ آزما طعمۂ نہنگ تیغ اجل کیے اور اسی صورت سے نقابداران سرخ پوش و سیہ پوش و سفید پوش
و سبز پوش و منقش پوش نے یمین و یسار و قلب و جناح الیاز زیر و زبر کیا اور اسقدر پہلوان تہ تیغ کیے کہ تمام لشکر کفار
منتشر ہوگیا آتشی و خاکی دونون فی النار ہوے اور لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی بھی بمستعدی تمام لشکر کفار تہ تیغ بیدریغ کیا
اور متاع کفار و اشرار کو تاراج کر دیا اور آثار ہزیمت لشکر کفار کے بخوبی ظاہر ہوے لاقوت شاہ نے جب دیکھا کہ حال لشکر
نکبت اثر کا دگرگون ہوگیا اگر اسی طرح ایک روز یہ ہنگامۂ حشر و نشر برپا رہا اور بازار موت گرم رہا تو کوئی متنفس ہماری فوج
سے زندہ نہ بچیگا کیا عجب ہی کہ جو مین خود اسیر پنجۂ اجل ہو جاؤن اس سے بہتر یہ ہی کہ یہان سے بھاگ کر جان بچانا ضرور ہی اس
امر کو لاقوت شاہ نے فرہنگ دانا سے بیان کیا کہ مجھے یہ خدشۂ عظیم پیدا ہوا ہی فرہنگ کہ بجاے فرتوت دانا کے عہدۂ
وزارت پر مامور تھا اُسنے یہ امر لاقوت شاہ سے سُنکے کہا ای بے وقوف یہ وقت صلاح و مشورہ کا نہین ہی جو تو مجھ سے مشورہ
کرتا ہی اب کچھ حال بھی لشکر مین باقی ہے کہ جسکی مین تدبیر بتاؤن اور مشورہ دون چند مردم مضطرب الحال و پریشان خاطر زخمی
و بے دل رہگئے ہین اب کوئی دم مین اُنکا حساب و کتاب بھی برابر ہوا جاتا ہی پھر نہ پاے گریز ہوگا اور نہ جاے فرار ہوگی
لہذا اب بہتر یہی ہے کہ پا بسر نہادہ جہان تک بھاگا جاے بھاگ جائین ۔ شعر

گریزی بہنگام و سر بر بجاے	بہ از پہلوانی و سر زیر پاے

قرین قیاس اور مصلحت وقت یہی ہے کہ جہانتک تجھ مین طاقت ہو اُسکو بھاگنے مین صرف کر اور شہر عسکریہ مین جسطرح سے ہو سکے
پہونچ جا اور پہونچنے کے بعد شہر عسکریہ مین پھر سامان جنگ از سر نو درست کرکے آمادۂ نبرد ہو ورنہ خوب جان لے کہ اب لشکر آدھے
سے زیادہ قتل و غارت ہو چکا اور جو باقی ہے وہ مرنے سے بدتر ہے غازیان لشکر اسلام عنقریب اُس بقیہ لشکر کو بھی تہ تیغ کیا
چاہتے ہین اور جسقدر سردار اسیر و دستگیر ہو گئے ہین نہین معلوم کہ اُن بیچارون پر کیا گذر گئی جیتے بھی ہین یا مر گئے پھر بھلا کیونکر
فتحیابی کی امید ہے اور طرہ یہ ہے کہ یزدان پرستون کی ہر طرف سے کمک پر کمک اور مدد پر مدد چلی آتی ہے اور یہان کوئی امداد کرنیوالا
معلوم نہین ہوتا اسکو امداد غیبی کے سوا اور کیا کہا جاے اور شاید جو تو یونہین اسیر پنجۂ اجل ہو گیا تو پھر کہین ٹھکانا نہین ہے
بس پھر ہمیشہ کو یہ قصہ فیصل ہو جائیگا لاقوت شاہ کو راے فرسنگ کی نہایت پسند آئی اُسی وقت میدان معرکہ سے گریز کر گیا
جسوقت اہل لشکر نے دیکھا کہ لاقوت شاہ لشکر سے گم ہو گیا اور کوئی سالار لشکر نظر نہین آتا بس ایکبارگی تمام فوج پراگندہ
حواس و پریشان خاطر ہو کر منتشر ہو گئی اسی بدحواسی مین اکثر معرض ہلاکت مین آئے اور جو کہ باقی رہے امان طلب ہوے
بہادران لشکر اسلام بنصرت انجام تیغزنی و خونریزی سے باز آئے فتح و ظفر نے رکاب فیض انتساب صاحبقران اکبر
فلک قدر کو بوسہ دیا ہماز جنی عیار نے اُسوقت صاحبقران اکبر ذیشان کی خدمت با سعادت مین حاضر ہو کر اول
اول مبارکباد فتح دی بعد اسکے ملازمت حاصل کرکے تمام سرگذشت اپنے یزدان پرست ہونے کی بیان کی اور جس جس طرح
سے کہ لاقوت شاہ کو عین میدان مصاف مین ذلت و خفت دی تھی وہ بھی بیان کی صاحبقران اکبر فلک قدر نے
یہ تمام حالات سُنکے ارکان دین متین ہماز کو تلقین فرمائے اور فرمایا ای ہماز اس طریق سے بصفائی قلب مسلمان ہونا چاہیے
بعد اسکے ہماز جنی کو نوازش ملوکانہ سے ممتاز فرمایا اور خلعت گرانبہا پر زر عنایت ہوا اور فرمایا ای برادر ہماز جنی ہزار آفرین
تمھارے اس فہم و فراست اور دانائی پر کہ تمھاری دوراندیشی نے عجب کار مردانہ کیا کہ عین میدان کارزار مین ابلیس پر تلبیس
و ابلیس پرستون کو ایسی ذلت فاش دی کہ تمام یزدان پرست لشکر فیروزی اثر کے ہنستے ہنستے قریب بیہوش ہونے کے
ہو گئے ای ہماز جنی ہم بھی تمھاری اس فطرت و عیاری پر آفرین کرتے ہین اور تمھاری عیاری کے قائل ہو گئے اور نہایت خوش
و محظوظ ہوے خداوند کریم اس عیار جانباز کی عیاری کی جزاے خیر مرحمت فرمائے واقعی تمنے اُن اشرار کی ایسی تفضیح کی
کہ کوئی درجہ باقی نہین رکھا واہ واہ مردان دین و خوش آئین کو ایسا ہی چاہیے عیار چالاک ایسے ہی ہوتے ہین عیاری
اسکا نام ہے جو تمنے سر میدان کی کیا قدرت بشر کی جو ایسے مقام پر منھ کھول سکے اور کلام سخت و درشت کہنا تو چیز دیگر ہے ہنوز
یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک پیک تیز رفتار ملک افروشیر و یہ دلاور کا دربارگاہ فلک اشتباہ پر حاضر ہوا سالار
بارگاہ نے صاحبقران اکبر فلک قدر کی خدمت مین اطلاع کی صاحبقران اکبر نے بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے اُس قاصد
کے واسطے حکم دیا کہ ابھی جلد حاضر ہو عرضنامہ آورنے نامۂ فتح و تہنیت دست حق پرست صاحبقران اکبر مین دیا صاحبقران
ذیشان نے اُس نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور مضمون نامہ سے نہایت خوش ہوے شکر پروردگار عالم بجالائے اور فرمایا ای دلاوران

صف شکن و بہادران کوہ افگن کہانتک اُسکے افضال خاوندی کو بیان کرون اور کس کس نعمت کا اُسکی شکریہ ادا کرون یہ
اُسکا فضل تھا کہ شہر عسکریہ اِس آسانی سے ہاتھ آگیا ورنہ بشر کی قدرت تھی کہ عسکریہ کی طرف نگاہ قہر سے دیکھ سکتا جب
دیوان جہان و جنیان زمان کا وہان تک جانا امر محال ہو وہ یون بآسانی تمام تحت و تصرف مین آجائے یہ بجز عنایات و افضال
ربانی کے اور کیا تصور کرنا چاہیے دوسرے والدۂ رنگ افروز ملکۂ جمال افروز پری نے ظلمت کدۂ کفر و نفاق سے نکل کے
دین اسلام کو قبول کیا اور اُسی وقت برکت دین مبین ظاہر ہوئی کہ وہ بلاے ناگہانی و مصیبت سخت سے نجات پاکر رہا ہوگئی
اور ہم ہمیشہ بلکہ شب و روز مجیب الدعوات کی درگاہ مین مستدعی رہتے ہین کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جائے کہ جمال افروز
پری لذتِ اسلام سے کامیاب ہو کسواسطے کہ مجھکو بھی اُس نیک سرشت و عفیفہ سے ایک نوع کی محبت دلی ہی علاوہ اسکے
رنگ افروز پری اپنی مادر گرامی سے از حد محبت قلبی رکھتی ہے اور اُسکی ہر وقت درگاہ کریم کارساز سے یہی دعا تھی کہ بارالہا
میری والدہ بیچاری کو ضلالت کفر سے نکال کر اپنے حفظ و حمایت مین رکھ سو الحمد للہ اُس پروردگار عالم نے اُس بندۂ ناچیز
کی دعا قبول فرمائی اور اِس کار اہم و مشکل سخت کو کس خوبصورتی کے ساتھ انجام دیا کہ عقل بشر کام نہین کرتی اُس وقت
تمام دلاوران سعادت آثار حاضر دربار تھے سب نے صاحب قران اکبر نامدار کو اِس فتح کی مبارکباد دی ہماز جنی نے
بھی بار دیگر دعاے ترقی اقبال دی اور کہا

شعر

برہمہ خلق کامران باشی	تاجہان ست درجہان باشی

صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا ای ہماز یہ بتاؤ کہ اب تمھارا آقا ولی نعمت کمبخت و بدنصیب لاقوت کس طرف
فرار ہوگیا یقیناً تجھے معلوم ہوگا ہماز نے کہا ای شہریار دولت مدار غلام کو معلوم ہوتا ہی کہ اُس شیطان مجسم کو مرحلۂ چہارم
کائنات طلسم کے علاوہ اور کوئی جاے امن نہین ملیگی کسواسطے کہ ملک زردہنگ جنی حکم مرحلۂ چہارم بھی ابلیس پرستی
زادان بے ایمان وزیر نے اُسکے اُسکو بمکر و فریب مرتد کردیا اور یہ مردان مادر بخطا فرتوت جہنم نصیب سے قرابت قریبہ بھی
رکھتا ہی اور شرارت و بدذاتی مین ہزار حصہ فرتوت نابکار سے زیادہ ہی گویا شیطان کا بچہ ہی اُس نطفۂ شیطان نے لاقوت شاہ
کو لکھا تھا کہ جو تو یہان زردہنگ کے پاس چلا آئیگا تو ملک زردہنگ ضرور تیری خاطر و مدارات کریگا اور ہر حال مین تیرا
شریک ہوگا لہذا ای شہریار کیا عجب ہی کہ وہ مردود اِس امید پر ملک زردہنگ کے پاس جائے کسواسطے کہ اب کل کائنات
طلسم مین کوئی مقام امن و امان ایسا نہین ہی کہ جو لاقوت شاہ وہان جاکر پناہ لے شہریار یہ غلام چاہتا ہی کہ چند روز بمصلحت
لاقوت کے پاس اوقات گذاری کرے اور موقع و محل پاکر نقصان رسانی کرے خدا نے چاہا تو حضور کی خدمت مین بھی گاہ بگاہ
حاضر ہوا کرونگا اور حال نیک و بد وہانکا حضور کو سنایا کرونگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا ای ہماز جنی ہمنے
حسب درخواست تمھارے تمکو اجازت دی تم شوق سے لاقوت کے پاس جاؤ اور ہر وقت رخصت ہماز کو ایک خلعت نہایت
نہایت گرانبہا عطا فرمایا ہماز جنی نے عرض کی غلام اِس عطیۂ خسروانی سے رضی ہوا خدا نے چاہا تو بعد حصول مقاصد دلی حضور

وفراغ مراحل طلسم خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر وہ جنس جوکہ مرغوب دل وجان اس خادم کی ہو درخواست کرکے لیگا اُسوقت حضور کو میرے حال پُر ملال پر ضرور لطف فرماتا ہوگا قدرے اپنی آرزوے دلی اور تمناے اصلی بھی پہلے ہی عرض کیے دیتا ہو کہ سایۂ دامن دولت سے جدا نہو نگا حضور ہی کے زیر قدم رہیگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا یہ عرض تمھاری ہمنے بدل و قبول و منظور کی اور رخصت کیا الغرض بعد جانے ہمارجنی کے صاحب قران اکبر بفتح وفیروزی بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے اُسوقت ایک جم غفیر اور انبوہ کثیر قیدیون کا قریب اسّی ہزار کفار کے دربارگاہ پر جمع ہوگا صاحب قران اکبر نے اُسی وقت اُنکو اپنے سامنے بلا کے رہا کردیا وہ سب صاحب قران اکبر فلک قدر کا لطف خسروانہ ورحم کریمانہ دیکھکر برغبت تمام دائرہ اسلام مین داخل ہوے صاحب قران اکبر نے ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت وانعام عطا فرمایا اور حسب لیاقت مناصب عطا فرماکر داخل لشکر فتح پیکر کیا انہین سے آخرش نام ایک پہلوان دلاور بے مثل تھا اور اُس گروہ کی افسری وسرداری سے ممتاز تھا صاحب قران اکبر نے بھی اُسکو اُسی عہدے پر ممتاز فرمایا اور خود بدولت واقبال نے تخت فرمانروائی پر اجلاس فرمایا اور سامان مے نوشی طلب کیا جس وقت کشتی مے ناب حاضر ہوئی چند جام نوش فرمائے جب بادۂ نشاط افزا سے سرور حاصل ہوا حاضرین بارگاہ کی طرف مخاطب ہوے اور پوچھا کیون ابتک ہمین اُن نقابداران عالی شان کی کیفیت معلوم نہوئی ایک بار عظیم اُنکے احسان کا میرے سر پر ایسا ہو کہ مین سر اُٹھا نہین سکتا بہرحال اُنکی کیفیت سے ضرور مطلع ہونا چاہیے کسواسطے کہ بدون دریافت اِس حال کے یہ خلش خاطر سے میرے رفع نہین ہوگی اُن بہادران تہور شعار سے ایک طرح کی بوے محبت محسوس ہوتی ہو کسی عیار ہوشیار کو بھیجکر جلد تر خبر منگواؤ اگر مناسب ہو ہمارا اسلام بعد شوق واشتیاق ملاقات بھی کہلا بھیجنا چاہیے صاحب قران اکبر گردون وقار ابھی یہ باتین کرہی رہے تھے کہ درگہ سالار بارگاہ فلک اشتباہ نے عرض کی کہ چار نقاب پوش دربارگاہ پر حاضر ہین اور ملازمت چاہتے ہین بمجرد سننے اِس خبر کے صاحب قران اکبر فلک قدر کو نہایت خوشی حاصل ہوئی اور فرمایا کہ جلد اُن وفا شعارون کو ہمارے پاس لاؤ ہم تو خود ہی اُنکی ملاقات کے مشتاق تھے الغرض نقابدار بارگاہ مین آئے اور آداب وتسلیمات بجالائے ہر ایک نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور مراسم آداب شاہی بجالائے صاحب قران اکبر گیتی پناہ نے بھی بوجہ استحقاق کارگذاری کے نیم قد تعظیم دی اور معانقہ فرمایا بعد اسکے اُن نقابدارون کے چہرے سے نقاب اُٹھادی اب جو صاحب قران اکبر کشورگیر نے ملاحظہ فرمایا تو وہ چارون نقابدار اسیگون وآبشار وسیفان وقحلان جنی مین صاحبقران اکبر والاشان اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور فرحت تازہ ومسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور فرط خوشی سے اُٹھکر اُن چارون نقاب پوشون سے بغلگیر ہوے اور وہ چارون نقاب دار بھی قدمبوس ہوے اور عرض کی اے شہریار عالی وقار ہم غلامان بارگاہ عالیجاہ کو یہ قدر ومنزلت کافی ووافی ہی ہم کہ حضور کے پایۂ تخت کو بوسہ دین یہ خدمت ہماری باعث افتخار کونین ہی نہ یہ کہ حضور فیض گنجور تابع فرمان قدیم کے واسطے اسقدر تکلیف شاقہ فرمائین کہ تخت سے اُٹھ کے معانقہ فرمائین یہ امر ہماری شایان نہین ہی ہر چند آپ بحر کرم وعطا ہین لیکن جب ہم بھی لائق اِس عطا ومرحمت کے ہون تو مضائقہ نہین ہمکو فقط شرف

حضور ہی ہی بس ہی کہ ہمیشہ حضور کی نظر عنایت و مرحمت ہم غلامون کے حال پر رہے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے
دلاوران وفا شعار و وابستگان دامن دولت اپنی حسن کارگذاری و کارنمائی سے استحقاق ترقی جاہ و حشمت چاہتے ہین اور شاہان
انصاف گستر بھی حسب لیاقت و منزلت اعزاز بڑھاتے جاتے ہین لہذا بنظر وفاداری و بپاس خیراندیشی ہم جسقدر تمھارے ساتھ
رعایت و مراعات ملحوظ رکھین بجا ہی اسواسطے کہ اور جوانان ہوشیار کو حوصلۂ کارنمائی و شوق جانگاہی کا دل مین پیدا ہوگا
جسقدر کار سرکار مین جانفشانی اور جیسے خواہی کرینگے مستحق عزت افزائی و ترقی جاہ و مرتبت کے ہونگے الغرض وہ چارون
جوان یعنی سیمگون والبشار وغیرہ اپنے اپنے مرتبے سے کرسی و دنگل پر بیٹھے صاحب قران اکبر والاشان نے اُنسے پوچھا کہ ای
سیمگون تمکو ہمارے یہان آنے کی کسطرح خبر ہوئی اور کیا سبب ہوا کہ تم عین وقت کارزار مین یہان پہونچ گئے اُن دلاورن
عالی وقار نے عرض کی کہ حضرت کی ذات والاصفات مثل پرتو آفتاب جہانتاب کے تمام عالم طلسم مین محیط ہی ظاہر ہی کہ جسوقت
آفتاب طالع ہوتا ہی تمام عالم پہ پرتو افگن ہوتا ہی اسی طرح حضور کا جمال باکمال مثل آفتاب کے کل کائنات طلسم پر پرتو
افگن رہتا ہی اے شہریار گردون وقار اسوقت تک ہم غلامان حلقہ بگوش حسب الحکم تضا نظیر اُسی دائرہ محفوظ مین بحفاظت
تمام موجود تھے ناگاہ حکیم عنصر طوس جنی داروغۂ طلسم کے ملازم نے ایک رقعہ سربمہر اس مضمون کا لکھکر دیا کہ ای سیمگون و
البشار تم کیا غفلت مین بے خبر بیٹھے ہو جلد ہوشیار ہو اور آگاہ ہو کہ تمھارے آقا سے نامدار صاحب قران اکبر گردون وقار بقیہ
طبقات طلسم کی طرف تشریف لیگئے ہین اور جتر یاقوت کہ بہترین اشیاے طلسم ہی اُسکے قبض و تصرف مین آگیا ہی لہذا تمھارا
یہان بیکار و معطل رہنا بے فائدہ محض ہی اور فضول ہی بس تم بھی ہر ایک سردار اپنے اپنے فوج و لشکر کو فراہم کرکے جلد پہونچو
بلکہ اسی راہ کوہی سے کہ نہایت قریب ہی جلد تر پہونچو گے اور اُس درۂ کوہ زاغان سے برآمد ہو جاؤ گے کہ فلان روز و فلان
وقت و ساعت مین کہ وہ وقت نہایت نازک ہوگا یعنے جملہ اشرار و کفار طلسم صاحب قران اکبر پر غلبہ کرینگے اور اپنے اور بیگانے
مین مطلق تمیز نہوگی صاحب قران اکبر فلک قدر سے جاملوگے وہی وقت رفاقت و حق خدمت کا ہی بس ای شہریار کامگار
ہمنے اُسی وقت اپنی فوج کو ہر طرف سے فراہم کرکے حسب الحکم حکیم صاحب وہان سے روانہ ہوئے جب درکوہ زاغان نکل کے
چند قدم آگے بڑھے ناگاہ ہمکو اس ہنگامۂ جدال و قتال کا حال معلوم ہوا بمجرد سماعت اس خبر کے ہمنے گھوڑون کو دابا پھر تو
اُن کفاران بدسرشت و اشرار زشت کی سفاکی خود دیکھی اور نقاب چہرون پر ڈال کے اُن شرارت شعار کی سرکوبی کو حاضر ہوگئے
اور اُسی زمرے مین جناب عالی کی سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئے صاحب قران اکبر گردون فرنے فرمایا ای یاران فدا
و دوستداران غمگسار سچ یہ ہی کہ تم ایسے وقت پر آگئے اور بفضل خدا سے قادر تم سے وہ کارنمایان ہوا اور وہ ظہور مین
آیا کہ ہم تمام عمر تمھارے اس بار احسان سے سبکدوش نہونگے اور تمھارے ممنون و مشکور رہینگے واقعی وہ وقت ہمارے واسطے
ایسا ہی ناچاری و درماندگی کا آیا تھا ہم نہایت عاجز ہو گئے تھے تم دو تین لمحہ ذرا اگر نہ آتے تو ہمارے جوانان لشکر کا عجب حال ہوجاتا
قصہ کوتاہ جب صاحب قران اکبر گردون فر اس مہم سے فارغ ہوئے اور علاج زخمیون کا ہو چکا پھر صاحب قران اکبر نے

لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای صاحب قران اکبر وای طلسم کشا و زوج ملکہ ماہ سیما آگاہ ہو کہ لاقوت بدذات بدرکش کی مرگ و فنا مرحلۂ چہارم مین تمھارے ہاتھ سے مقدر ہو چکی ہی بہر حال اب تم خاطر جمع فرماؤ اور یقین جانو کہ لاقوت مردود مرحلۂ چہارم سے کبھی جنگ و مقابلہ کر کے فرار ہو جائیگا اور ایک بلاے ناگہانی مین گرفتار ہو جائیگا ای شہریار دولت مدار بعد فتح کرنے مرحلۂ چہارم کے تم پھر لوح سے مشورہ کرنا جیسے ہدایت لوح سے حاصل ہو عمل مین لانا اور بعد قلع و قمع لشکر نکبت اثر لاقوت بد اختر کے تعاقب مین جانا اور پہلے شہر عسکریہ کی جانب تشریف لیجانا کہ وہ شہر ابھی حال مین تحت و تصرف مین آیا ہی تم قلعہ عسکریہ سے جسقدر زر و مال و جواہر بیش قیمت جا ہو گے لے لوگے کیونکہ تمھارے واسطے امانتاً وہان رکھا ہی اور باقی وہان چھوڑنا اور اُسکو شمار کر کے بند کرنا اور اپنی مُہر خاص کر دینا اور بادشاہ شہر عسکریہ کو از سر نو تم اپنی طرف سے تخت سلطنت پر متمکن کر دینا بعد فراغ ان امورات کے خود بدولت و اقبال سمت جنوب کو روانہ ہونا کہ وہ مرحلہ دوم ہی اور حاکم مرحلۂ دوم تمھاری فرمان برداری اور اطاعت اختیار کریگا اُسوقت تم مرحلۂ دوم کو باطل کر کے جسقدر مال و متاع طلسمی ہے اپنے تحت و تصرف مین لانا پھر وہان سے مرحلۂ سوم کی طرف نہضت فرما ہونا الغرض جو جو مطالب و مدارج ضروری تھے وہ تمام و کمال لوح نے صاحب قران اکبر کو سمجھا دیے صاحب قران اکبر ذیشان نے بعد دریافت حال مراحل کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین حمائل کیا اور لواے فتح و نصرت کو جانب شہر عسکریہ بلند فرمایا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کو جانب شہر عسکریہ روانگی کی حالت مین چھوڑکر حال پُر ملال لاقوت شاہ نمک حرام کا معرض بیان مین لاتا ہے

کہ جسوقت وہ بدبخت و تیرہ درون صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے اپنے لشکر سے پوشیدہ بھاگا اور افتان و خیزان و حیران و پریشان و بدحواس و سرگردان چلا اول اُس کمبخت کا قصد ہوا کہ شہر عسکریہ مین کہ اپنی دار السلطنت ہی چلکر پناہ لون اور بار دیگر از سر نو سامان حرب و ضرب جمع و فراہم کر کے جنگ و مقابلہ کرون پھر جسطرح مصلحت وقت ہوگی عمل مین لاؤنگا۔ غرض جب لاقوت سراسیمہ و مضطرب الحال و منتشر الحواس افتان و خیزان قریب شہر عسکریہ پہونچا کہ اب اسجگہ سے تین منزل کا فاصلہ شہر کا باقی رہگیا تھا ناگاہ مرسال جنی کہ کفار ان شہر عسکریہ سے ہی اور یہ مردود عسکریہ مین شریک معرکۂ جدال و قتال تھا تمام واقعۂ کشت و خون بچشم خود دیکھے ہوے تھا کچھ سوار بقیۃ السیف کی جمعیت سے اس طرف چلا آتا تھا عین راہ مین لاقوت شاہ سے ملاقات ہوئی لاقوت شاہ نے پوچھا ای مرسال جنی تو کہان سے آتا ہی اور کہان کا قصد کیے ہوے جاتا ہی حال شہر عسکریہ سے بھی واقف ہی مرسال نے کہا ای شاہ بدبخت مجھ سے شہر کی حقیقت کیا پوچھتا ہی شاید تجھے حال شہر سے اطلاع نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا ای گیدی اگر مجھکو حال وہانکا معلوم ہوتا تو مین تجھ سے کیون دریافت کرتا مجھے ایک عرصۂ کثیر چھوڑے ہوے شہر کو ہوا کچھ حال نہین معلوم لا علم محض ہون اب جلد بیان کر کہ وہانکا

کیا رنگ ہی مرسال نے کہا ای بادشاہ اسقدر واقف ہون کہ عسکریہ تیرا جو کہ دار الملک تھا وہ اب دار المرگ ہوگیا لاقوت شاہ نے غضبناک ہوکر کہا ای مرسال تو مجنون ہی کہ ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی او کور چشم ولد القلب صاف صاف بیان کر یہ مُعمّا ہماری سمجھ مین نہین آتا آخر مرسال نے اپنا گریبان چاک کیا اور بہ آواز دردناک اسقدر رویا کہ جسکی حد نہین اور کہا ای لاقوت شاہ مجھ سے کیا پوچھتا ہی اور کیا بیان کرون **شعر**

	شد رایت اسلام باقبال جہانگیر از دست تو در رفت چو از چلہ کمان تیر		برگشت ز ابلیس پرستان فلک پیر منکوحۂ تو نیز در اسلام در آمد

لاقوت شاہ نے کہا ای مرسال یہ بھی میری سمجھ مین نہ آیا جلد بتصریح بیان کر کیا ہوا مرسال نے از اول تا آخر سرگذشت بیان کی یعنی فرتوت نے جو بغاوت کی اور از فر شاہ بادشاہ کا پہونچنا اور قید ہونا فرتوت باغی کا جمال افروز کے عیش مین اور قتل ہونا بعذاب سخت جب یہ خبر وحشت اثر سُنی ایک آہ سینۂ پر اندوہ سے کھینچی اور غش کھا کر گر پڑا ہماز جنی نے جو یہ سُنا ابلیس کی صورت کو بغل سے نکال کے کفشکاری کرنا شروع کی اور ابلیس پرستون کو گالیان مغلظہ دینے لگا جس وقت لاقوت شاہ کو ہوش آیا مرسال سے کہا ای مرسال مین شہر کی تاراجی و قتل و غارت سے اسقدر ملول نہین ہوا جسقدر کہ فرتوت نمکحرام کے قتل و ہلاک ہونے سے خوش ہوا حق یہ ہی کہ جمال افروز نے مجھپر یہ بڑا احسان کیا کہ اس نمکحرام کو قتل کرایا سزاے کردار اُس نابکار کی یہی تھی خیر گذشت انچہ گذشت کچھ فکر و تشویش کا مقام نہین ہی اگر اب بھی مین طلسم کشا پر فتحیاب ہوا اور یہ مہم سر ہوئی تو پھر ایک ایک کو سزا دونگا اور جو جو چیزین کہ لوگون نے صرف کین اور قبضے مین اپنے کر لین ہین سب کو ایک دم مین منگوا لونگا اور شاید یہ مہم سر نہوئی تو یقین کامل ہی کہ خداوند ابلیس نے میرے واسطے درجات رفیع اور مناصب عالی مقرر فرمائے ہین وہ لونگا مگر یہ نہین معلوم کہ زندگی مین مین اُن مراتب پر پہونچونگا یا بعد مرگ بہر حال ہر وقت و ہر ساعت خداوند کے الطاف و مہر کا امیدوار رہون **بیت**

	مال و ناموس چہ باشد کہ بپایان برود		بر نگردیم ز ابلیس اگر جان برود

ہماز جنی دلاور نے جو یہ کلام حماقت آمیز لاقوت شاہ سے سنے ہزار ہزار لعنت و نفرین اُس ملعون کو کی اور کہا کہ **بیت**

	نرود میخ آہنی در سنگ		با سیہ دل چہ شود گفتن وعظ

اسے ہرگز نیک و بد مین تمیز مطلق نہین ہے ابلیس مردود ازلی کی محبت اُسکے دل مین کیا بلکہ ہر رگ و پے مین بھری ہوئی ہی اس ناعاقبت اندیش پر کسی کی نصیحت و ہدایت کارگر نہوگی کبھی دل اسکا قبول و منظور نہ کریگا **شعر**

	تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است		پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است

الحاصل جب لاقوت شاہ دار الملک عسکریہ سے مایوس مطلق ہوا اُسوقت فرسنگ دانا سے پوچھا ای فرسنگ دانا اب اس باب مین تیری کیا راے ہی میرے نزدیک فی الحال سواے مرحلۂ چہارم کے اور کوئی جاے امن معلوم نہین ہوتی فرسنگ دانا نے کہا

ای لاقوت شاہ جو ہونے والا تھا وہ ہوا یاد رکھ جو وقت گذر جاتا ہی پھر ہاتھ نہین آتا مجھے تو سواے جان دہی کے اور کوئی چارہ کار
نظر نہین آتا یہ مجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح ممکن نہین کہ بچے کسی طرح کی تدبیر کریگا الا اُس عالی وقار آدم زاد کے
ہاتھ سے تیرا بچنا غیر ممکن ہے خیر مرحلۂ چہارم مین جانا مصلحت اور صلاح وقت ہی مگر اب دیر خطا ہی اب ہر وقت یہی اندیشہ ہی کہ کہین دستگیر
و اسیر یا کوئی آفت ناگہانی مین مبتلا نہو جاؤ لاقوت شاہ نے یہ راے فرسنگ دانا کی پسند کی اور اُسی وقت مرحلۂ چہارم کی طرف روانہ
ہو گیا اور بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین خیمہ زن ہوا اور یہ مرحلہ جانب شرق و غرب و جنوب و شمال قلعہ یاقوت نگار
کے قریب واقع ہی اور سب سے عمدہ و بہتر مرحلۂ اول ہی اور طلسم کشا یعنے صاحب قران اکبر فلک قدر نے اُسکو حال مین فتح فرمایا
ہی اور باقی ہر سہ مراحل جنوبی و شمالی و غربی بدستور ہین اب لاقوت شاہ بغرض امن و پناہ مرحلۂ چہارم کی طرف جاتا ہی عین راہ
مین سرحد مرحلہ سوم مین پہونچکر حاکم مرحلہ ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کو پیام بھیجا کہ ای ملک ہر چند کہ تمھارا بھی مذہب
یزدان پرست ہی لیکن بعض امور طلسم مقتضی اس امر کے ہین کہ ہر ایک حاکم مرحلۂ طلسم بسبب ہونے یکجائی کے اور اتصال
سرحد و اتحاد دیرینہ اور مراسم قدیمہ کے جو کار اہم و معاملات دشوار ہون اُنمین سب شرکت کرکے اُس مہم کو سر کرین اور
ایک دوسرے کے شریک حال ہوتے رہین تم خوب جانتے ہو کہ اُسوقت کائنات طلسم مین کیسی خرابی پیدا ہو رہی ہی جسکی وجہ
سے اہالیان طلسم کی جان و مال و آبرو نہایت حالت خدشہ مین ہی کیونکہ دشمن قوی کہ جس سے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا
وہ درپی خرابی طلسم ہی اس صورت مین میرا شریک ہونا کہ مین بادشاہ طلسم ہون گویا اپنا کام کرنا ہی مین خاص اپنے ہی واسطے
نفع نہین چاہتا بلکہ اسمین تم سب صاحبون کے لیے فلاح و عافیت ہی اور میری خرابی و پریشان حالی و تباہی تمھاری گویا بربادی
کی دلیل قوی ہی اگر تمکو اُسوقت مین میرے شریک حال ہونا ہی اور باہم متفق ہوکر اس بلاے بے درمان کو دفع کرنا اور انصرام
و انتظام کرکے اس مملکت کے بچانے مین کد کرنا منظور ہو تو میرے پاس چلے آؤ اور ہم تم باہم اس بارے مین معاہدہ کرلین کہ
آپس مین کوئی کسی کے دین و آئین سے مزاحمت نہ کرے سب ایک دلی و یکجہتی سے اُس آدم زاد طلسم کشا کو مغلوب کرین اور
اس بلاے آسمانی و قضاے مبرم کو اپنے سر سے دفع کر دین کہ جسکے سبب سے ہم اور تم اور تمام اہالیان طلسم پریشان و حیران
ہین اور وہ عنقریب اس کائنات طلسم کو تباہ و برباد کرتا ہی اور تمنے یقیناً یہ بھی سُنا ہوگا کہ وہ ملک زرد ہنگ جنی حاکم مرحلۂ چہارم
مجھ سے متفق ہی اور میرا ہر طرح سے ممد و معاون بلکہ عزیز قریب بھی ہی اے برادر جسوقت تم میرے شریک حال ہوے تو یقین
کامل ہی کہ ملک افلاک مینائی بھی بلا حجت و تکرار متفق ہو جائیگا اس امر مین تمکو جو منظور ہو خوب سمجھ کے اور ارکین سلطنت
و عقلاے ریاست سے مشورہ کرکے جلد جواب باصواب دو کہ اس امر مین اب دیر کرنا اپنے خون اور بربادی طلسم مین مدد کرنا ہی
کہ لمحہ بلمحہ و ساعت بساعت کائنات طلسم مین خرابی و ابتری بڑھتی جاتی ہی الغرض ملک متین نے اس پیام کا جواب لاقوت شاہ
کو یہ دیا کہ ای لاقوت شاہ مین موجود ہون مجھے کسی طرح کا عذر نہین لیکن مین ناچار ہون کہ کسی طرح سے مین تمھارا شریک حال
نہین ہو سکتا کیا معنے کہ مجھے بجز اطاعت و فرمان برداری طلسم کشا کے چارہ نہین اسواسطے کہ بانیان طلسم کی اس بارے

مین نہایت تاکید ہی علی الخصوص اُسوقت تک کہ طلسم کشا یہان تشریف نہ لائے اور اس مرحلے کو مفتوح نہ فرمائے مین ایک قدم اس سرزمین سے باہر نہین رکھ سکتا تم خود ہی خیال کرو کہ مین کسطرح تمھارا شریک ہون علاوہ اسکے یہ بھی مجھے بیقین واثق ہی کہ طلسم کشا قریب تر یہان تشریف لایا چاہتے ہین اور اس مرحلے کا فتح ہونا بھی ایک امر ضروری ولابدی ہی کسواسطے کہ لوح بیضا اُس عالی منزلت کے پاس موجود ہی اور اے لاقوت شاہ مین فقط بنظر خیر اندیشی گذارش کرتا ہون کہ اگر تمکو اپنی سلامتی جان و عافیت وحفظ آبرو و ترقی مناصب درکار ہی تو دین اسلام بصدق دل و صفائی نیت اختیار کرو اور طلسم کشا کا حلقۂ طاعت آویزۂ گوش جان کر ورنہ آخر کو پشیمان ہوگا آیندہ تجھے اختیار ہے ۔ **شعر**

منست انچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

لاقوت شاہ نے جسوقت ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کا جواب یہ خلاف طبع سنا کمال غیظ مین آیا اور مانند مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاکر قصد کیا کہ پہلے ملک متین ہی کا کام تمام کر دینا چاہیے ہر چند لاقوت شاہ بہت بڑی شکست کھائے ہوئے تھا لیکن اُسکی فوج بے حد و شمار ہی یعنے کم از کم ایک ہزار سوار جرار و آتش بار ہین ہماز جنی لاقوت شاہ کے اس قصد سے آگاہ ہوکے نہایت اندیشہ ناک و مضطرب الحال ہوا کہ ایسا نہو یہ مردود ملک متین سے بعداوت پیش آئے اور ملک متین اسکے حملات کا متحمل نہوا اور تاب مقابلہ نہ لاسکے تو ناحق صدہا مومنین و ناکردہ گناہ معرض قتل مین آئین آخر اُس دلاور عاقبت اندیش نے لاقوت سے کہا ای بادشاہ طلسم افسوس تم خداوند ابلیس کی ذات کو ہمیشہ الزام دیتے ہو اور کہتے ہو خداوند ابلیس اپنے بندون کی طرف سے غافل ہے ہر چند کہ تم خود کندۂ ناتراش عقل سے خالی فہم سے دور حمق سے بھرے ہو نہایت سے بہرہ مطلق نہین خداوند کا کیا قصور اے لاقوت واقعی تم سخت نادان اور انتہا سے زیادہ بے وقوف ہو ای شہریار نامدار ایسے وقت سخت مین ملک متین بیچارے پر یورش کرنا مفت اپنے جوانان کار آزمودہ کی جانین تلف کرنا ہی بھلا کون عقل کی بات ہی اگر نوبت جدال و قتال کی آئی تو انجام کار اسکا کیا ہوگا ابھی اتنی بڑی مہم سر کرنا ہی چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو فوج کی ترقی کیجائے بھاگی ہوئی فوج سے کیا ہوگا یہ فوج بے دل جان فشانی کیا کریگی اگر مبادا اس جنگ کو طول کھینچ گیا اور طلسم کشا کو خبر ہوگئی اور وہ بہادر زمان پہونچ گیا اُس وقت تمھارے بنائے کیا بنیگا لامحالہ یہ تمام غرور و زور و غیظ و غضب تمھارا اسفل سے نکل جائیگا پھر کوئی چارۂ کار نہ سوجھیگا نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن کے مصداق ہو جاؤ گے ادھر ملک متین کفشکاری کو موجود ہو جائیگا ادھر طلسم کشا اپنی فوج کے سپاہیون کو حکم دیگا اُسوقت گستاخی معاف ایسی تو کندہ کاری ہوگی کہ صورت نہ پہچانی جائیگی اور یہ ممکن نہین کہ اہل اسلام سے یہ ابلیس پرست سربر ہون ایک متنفس اس لشکر بے دل کا بچ جائے کیا مجال ہی بے موت مرو گے اُسوقت ہمکو یاد کرو گے ای بادشاہ طلسم ہماری تو راے نہین ہی کہ تم اسوقت بے سروپائی مین ہنگامۂ جنگ برپا کرو بلکہ یہ کرنا چاہیے کہ جہانتک جلد مرحلۂ چہارم مین پہونچا جائے پاؤن کو سر پر رکھکے بھاگو اور پیچھے پھرکے نہ دیکھو تو شاید جان بچ جائے ورنہ تمھین اختیار ہی لاقوت شاہ نے ہماز دلاور کی اس رائے کو پسند کیا

اور اپنے قصد سے باز آیا اور اُسی وقت روانہ مرحلۂ چہارم کی طرف ہو گیا۔

اب راوی اس ملعون یعنی لاقوت بدرکش نمک حرام کو مرحلۂ چہارم کی طرف روان رکھتا ہی اور حال فرخ فال صاحب قران اکبر فلک قدر کا معرض بیان میں لاتا ہے

حاکیان حکایات رنگین و راویان روایات نمکین اسطرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادۂ گردون وقار شاہنشاہ نامدار یعنے صاحبقران اکبر روزگار معز الدین تہور شعار بعد از فتح و فیروزی منظفر و منصور دامنہ کوہ سبز سے مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہوے اور بعد طی منازل و قطع مراحل شہر عسکریہ مین داخل ہوے اور اُس سرزمین کو بارگاہ فلک اشتباہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور اذفرشاہ بادشاہ وشیرویہ دلاور اور ارکان دولت و اعیان مملکت و مدبران سلطنت نے تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور واسطے استقبال سلطان باجاہ و جلال شہریار گردون وقار کے بآرائش تمام شہر کے باہر آئے اور جسقدر فوج جنگی اس شہر مین تھی سبکی وردیان زرین تھین بارگاہ سلطان سے تا شہر دورویہ پرے سپاہ کے تھے افسران فوج مسلح و مکمل اسپان ترکی و تازی پر سوار تھے شاہزادۂ معز الدین ہوادار پر سوار دربار گاہ معلے سے برآمد ہوا مجرائی مجرہ گاہ سے آداب بجالائے اور کل ملازمان عالی ملازمت سے فیضیاب ہوے ملک اذفرشاہ سے معانقہ ہوا صاحب قران اکبر شاہزادۂ معز الدین دلاور نے علی قدر مراتب ہر ایک سے معانقہ کیا اور بالطاف خسروانہ پیش آئے کہ ایکبارگی ملک اذفر بادشاہ شہر عسکریہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا ای بادشاہ طلسم مبارک ہو کہ خدائے عز و جل نے باردگر تمکو تخت سلطنت اور ملک عطا فرمایا ملک اذفرشاہ نے پاے مبارک ہمایون کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار دولت مدار یہ سب ملک و مال اور جاہ و حشم حضور ہی کی بدولت ہی یہ خادم اس تخت و دولت کی لیاقت نہین رکھتا تاج و تخت حضور ہی کو مبارک غلام کو فقط حضور کی غلامی بس ہی صاحب قران اکبر نے اذفرشاہ کے حال پر از حد نوازش و مہربانی فرمائی اور دوسرے روز اذفرشاہ کے ہمراہ شہر عسکریہ مین تشریف لائے اور شہر کو کمال پر فضا و پُر بہار پایا وہانکی آب و ہوا کی نہایت تعریف کی بر طرف بنظر اجمال سیر و تماشا کرتے ہوے براہ راست دیوان عام مین پہونچے اور تخت رفعت و حشمت پر جلوس فرمایا اور ملک اذفرشاہ نیم تخت پر بیٹھا باقی سرداران نامدار حسب مراتب و مناصب اپنی اپنی کرسیون پر متمکن ہوے بعد ازان صاحب قران اکبر نامور حرم سرا مین تشریف لے گئے جمال افروز اور رنگ افروز پری صاحبقران اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور بعد بلاگردانی خوانہاے زر سرخ و سفید نثار کیے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے ملکہ جمال افروز کے حال پر لطف شاہانہ مبذول فرمایا اور کہا ای ملکۂ آفاق خدا تجھے اجر عظیم عطا کریگا واقعی تو نے عجب کار مردانہ و رستمانہ کیا اور تمھارا احسان ہمپر ایک بار گران ہی تم خاطر جمع رکھو بفضلہ بہت قریب تم دختر نیک اختر کی ملاقات سے شادکام ہوگی ای ملکہ تمھاری دختر بلند اختر نور اسلام سے فیضیاب ہوئی نیز بعض خدمات بزرگ سے عالی مرتبہ ہوگی ای ملکہ تجھے معلوم نہین

تیری دختر رشک قمر نے شمرانہ وغاشیہ اور جنگم جادو کے معاملہ مین جو کہ خاص ہمارا عدوے جان اور درپے ہلاکت تھا ایک کار عظیمہ
و نمایان کیا ہے اور اپنا حق ہمپر ثابت کیا ہے اُسکے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتے اور اُسکا حق خدمت ہمارے لوح دل پر نقش
کالحجر ہوگیا مدت العمر گوشۂ خاطر سے سہو نہوگا ای جمال افروز تمھاری دختر رنگ افروز نے ہماری جان بچائی ورنہ ہم قتل
ہو جاتے شمرانہ ملعونہ نے ہمارا کام ہی تمام کیا تھا ہمارے قتل مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا مگر اس رنگ افروز نے اُس ملعونہ
کو ایسا فریب مین مبتلا کیا کہ وہ میرے خیال قتل سے دو ساعت غافل ہوگئی اُس عرصہ مین میرے دماغ سے وہ اثر بیہوشی
زائل ہوگیا اور مین ہوش مین آگیا ورنہ میری جان جانے مین کچھ باقی نہ رہا تھا۔ الغرض صاحب قران اکبر فلک قدر نے
کچھ کچھ حال مجمل بیان کیا اور ہر طرح سے جمال افروز کی تسلی و تشفی فرمائی جمال افروز نے عرض کی ای شاہزادۂ عالی جاہ
گو یہ ارشاد حضور باعث ازدیاد مرتبت ہمارے واسطے ہو لیکن حضور کو ہم کنیزان خاص کی نسبت ایسے کلمات فرمانا شایان
نہین کسواسطے کہ یہ کنیز اور وہ خانہ زاد دونون شہریار کی بجا آوری احکام کے واسطے ہین جو ہمسے خدمت ظہور مین آئے ہمارا باعث
افتخار ہے صاحب قران اکبر رفیع المکان نے فرمایا ای ملکہ نیک خصال تم اپنے بادشاہ قدیم اذفرشاہ کے پاس بہ آرام تمام اسی
شہر عسکریہ مین بسر کرو بعد اسکے انشاء اللہ تعالے مین عنقریب تمکو بلا لونگا اور تمھاری دختر لخت جگر سے تمکو ملا دونگا مگر ای ملکہ تم
اب اپنے شوہر لاقوت شاہ کی محبت دیرینہ اور سلسلۂ قدیمہ کو بلکلم موقوف کردو کہ وہ راندۂ درگاہ احدیت و مردود و سیاہ قلب
ہے اور یقین ہے کہ وہ دشمن خدا بہت جلد اپنے کردار کی سزا کو پہونچیگا ملکہ جمال افروز نے عرض کی قبلۂ حاجات جب اس کنیز نے
دین یزدان پرستی اختیار کیا اور نوید اسلام نے زنگ کفر کو میرے لوح دل سے دفع کردیا پھر مجھے اُن کفار و اشرار و دشمن دین سے
کیا سروکار رہا علاوہ اسکے یہ کنیز اول ہی سے اُسکی حرکات ناشائستہ و شیوۂ شیطانی سے متنفر تھی مگر کیا کرتی کہ چارۂ کار نظر نہ آتا تھا
عالم مجبوری مین اُسکی اطاعت کرتی تھی صاحب قران اکبر فلک قدر یہ کلام ملکہ جمال افروز سے سنکے نہایت تعریف و تحسین فرمانے
لگے اور پھر تسلی فرما کر دیوان عام مین رونق افروز ہوے ملک اذفرشاہ نے یہان سامان دعوت شاہزادۂ معز الدین لاو کا
نہایت تکلف سے کیا جس سے صاحب قران اکبر فلک قدر نہایت محظوظ ہوے آٹھوین روز صاحبقران اکبر عالیشان
نے ملک اذفرشاہ کو تخت فرمان دہی پر بٹھایا اور بدستور خود سر پر تاج شاہی رکھا اور فرمایا یہ بادشاہی تمکو مبارک ہو بعد اسکے
جملہ اراکین سلطنت و مدبران مملکت نے درجہ بدرجہ مبارکبادی نذرین گذرانین اور شیرویہ دلاور کو خلعت وزارت مرحمت
فرمایا اور کہا کہ ملکہ جمال افروز کی نیابت مین کاروبار سلطنت کو انجام دینا اُدھر ملکہ جمال افروز نے ملکہ مہر افروز خواہر شیرویہ کو
جسکا حال جلد ہفتم مین مفصل ترقیم ہوا ہے اپنی فرزندی مین لیا تھا اور صاحب قران اکبر سے عرض کیا تھا کہ ملکہ مہر افروز کا ادہم
نوجوان کے ساتھ عقد کر دیجیے کا اُسکا انجام دینا تمام و کمال میرے ذمہ ہے اور اس دختر بلند اختر کا نکاح مین کردونگی مگر حضور شیرویہ
کو اس امر پر راضی فرمائین صاحب قران اکبر نے فرمایا ای جمال افروز ہمنے یہ تمھاری درخواست بدل قبول کی اور پھر وہ درخواست
ملکہ جمال افروز کی شیرویہ کے سامنے بیان کی شیرویہ نے عرض کی ای شہریار ہم سب کنیز و غلام کی پرورش و سرپرستی حضور پر موقوف ک

بس آقا کو کچھ ضرور نہین ہو کہ استفسار علام سے کرین جسطرح سے راے عالی مین آئے وہی خوب ہی۔ اینچہ راے مولا از ہمہ اولٰے صاحب قران اکبر نے مہر افروز کو ملکہ جمال افروز کے سپرد کیا اس عرصہ مین ملک اذفرشاہ نے تمام مال و متاع طلسمی مع جواہر خانۂ بزرگ جو شہر عسکریہ مین موجود تھا وہ سب صاحب قران اکبر کی نظر انور سے گذرانا شہریار گردون وقار نے ملاحظہ فرما کر جو اشیا لائق عطا و مرحمت تھین ملک اذفرشاہ اور ملکہ جمال افروز کو عطا فرمائین چونکہ یہ اسباب بانیان طلسم نے خاص صاحب قران اکبر کے واسطے امانت رکھا تھا لہذا خود بدولت نے ملاحظہ فرما کے مہر اپنی کردی اور سیمگون دلاور کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ اس امانت کو ہماری بحفاظت تمام رکھے اور پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا اور مشورہ لیا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے لوح سے ارشاد ہوا کہ بجانب جنوب مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہو جاؤ کہ تمکو ابھی مرحلہ ستہ گانہ فتح کرنا ہی اور ہنگام ضرورت پھر لوح کو دیکھنا اس ہدایت کے بعد صاحب قران اکبر عسکریہ سے روانہ ہوے اسوقت ملک اذفرشاہ نے استدعا کی کہ مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا صاحب قران اکبر نے اذفرشاہ کا ساتھ چلنا منظور نہ فرمایا۔ راوی کہتا ہی کہ اُسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر کے ہمراہ رکاب جوانان جرار اور پہلوانان تہور شعار قریب ایک لاکھ بیس ہزار کے تھے صاحب قران اکبر عالی شان نے دیوان زبردست کی ہیئت تبدیل کردی تھی اُنکی قدرت نہ تھی کہ وہ صورت بدل سکین اور اُنکو پہاڑون کی گھاٹیون مین رہنے کا حکم دیا اور چار دیو اُنمین سے مستثنے کیے کہ وہ بھی نہایت زبردست تھے مگر چھوٹے قد و قامت کے ایک صیقل۔ دوسرا مصیقل۔ تیسرا انجار۔ اور چوتھا منجار۔ باقی کو ہمراہ لیا اور ان چارون کو خدمت عصابرداری عطا ہوئی کہ بارگاہ معلے مین حاضر رہین اور دور باش دور باش کہتے جائین اور جو حاضر دربار ہو اُسکو نگاہ روبرو کہدین باقی جنیان لشکر کو حکم دیا کہ ہر وقت بشکل انسان رہا کرین اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جلوس سواری ہمایون موافق قاعدہ و ضابطۂ سلاطین بنی آدم آرائش و زینت کے واسطے چاہیے تھا اسلیے یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ فرقۂ دیو اور جن بھی بشکل انسان ہمراہ سواری رہا کرین بعد انتظام سواری کے شہریار کشورگیر گردون سریر باجاہ و تجمل شاہانہ مرحلۂ دوم کی طرف روانہ ہوے اور سیمگون جنی کو ہراولی لشکر کی عطا ہوئی اسواسطے کہ سیمگون جنی راہ و رسم سفر دراز سے واقف و آگاہ تھا اور مرحلۂ دوم سے بھی وہ خبردار تھا۔ سیمگون جنی نے پیش خیمہ طرف مرحلۂ دوم کے روانہ کیا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کا مرحلۂ دوم مین پہونچنا اور ملک افلاک مینائی کا باطاعت پیش آنا اور باطل ہونا طلسم مرحلۂ مذکور کا اور قبضہ و تصرف مین لانا جواہر خانہ خرد و آلات مرصع نگار کا اُس طلسم سے معرض بیان مین لاتا ہی

ناقلان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایت غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت صاحبقران

اکبر نامدار گردون شکن کفار رواشرار شاہزادۂ معز الدین نصرت قرین صاحب جاہ وحشمت مرحلۂ دوم کے قریب پہونچے اوس سرزمین کو نزول اجلال سے رشک دہ فردوس برین کیا وہ سرزمین دل کشا و فرحت افزا تھی کہ یہان سے شہر مینا حصار دس فرسخ تھا متصل مینا نگار بارگاہ معلّی کو استادہ کرادیا اور خود بدولت باغ مینا نگار مین تشریف لائے اوس باغ رشک ارم کی عمارات خوش قطع نہایت مرغوب ہوئی بلکہ اکثر مکانات شیشۂ صاف کے ترشے ہوے تھے اور جابجا شیشہاے کلان سرتاسر نصب تھے حقیقت مین بڑی صنعت صرف کی تھی عجب ساخت اوسکی تھی کسی طرح سمجھ مین نہ آتی تھی وہ عمارت شیشہ کی ایک ڈال ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اوسکے دیکھنے سے دل نہایت خوش ہوتا تھا قدرت خدا کا تماشا دکھائی دیتا تھا اور اون آئینون کے عکس سے تمام وہ باغ منور تھا سپہگون دلاور نے عرض کی اے شہریار گردون وقار بعینہ اسی طرح اور ایسی ہی آرایش وخوبی کا قلعہ مینا حصار بھی شیشۂ زمردی کا بنا ہوا ہی جسکے دیکھنے سے بینائی زیادہ ہوتی ہی اور سبزی اوسکے شیشہ کی آنکھون مین کھبی جاتی ہے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر نے شب کو اوس باغ مین بعیش تمام آرام فرمایا دوسرے روز قصد یہ ہوا کہ یہان سے کسی آدمی کو بھیج کے ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم کو اپنے وارد ہونے کی اطلاع کرانا چاہیے اوس اثنا مین ملک افلاک مینائی مع حشم وخدم محبت قلبی سے دربارگاہ فلک اشتباہ پر حاضر ہوا۔ درگہ سالار نے عرض کیا کہ حاکم مرحلۂ دوم حاضر ہی باریابی کی اجازت چاہتا ہی۔ صاحب قران اکبر نے ملک نصیرون شاہ و ملک افسر شاہ کو واسطے استقبال ملک افلاک مینائی کے بھیجا اور نہایت اعزاز واکرام وحرمت مالا کلام سے بارگاہ مین بلوایا ملک افلاک نے بعد مجرہ وآداب کے پایۂ تخت بادشاہی کو بوسہ دیا اور نذر فتح طلسم گذرانی اور مبارک بادی دی اور دعا و ثنا سے شاہ عالم پناہ سے زبان کو اس طرح گویا کیا۔

نظم

بارا از تو ای شاہ جوان بخت فلک قدر	از روز ازل داغ غلامی بجبین ست
حکم تو بجان در ہمہ اوقات روان ست	مہر تو بدل در ہمہ احوال قرین ست

صاحب قران اکبر نے ملک افلاک کے حال پر نوازش خسروانہ فرمائی اور نہایت عزت وتوقیر بخشی اور ملک نصیرون شاہ سے بالادست بیٹھنے کا حکم دیا اسواسطے کہ ملک افلاک مینائی بھی نوع بنی الجان سے تھا قطع نظر اسکے یہ منصب اور حکومت بھی زیادہ رکھتا ہی۔ غرض بعد حصول سعادت وشرف ملازمت ملک افلاک مینائی صاحب قران اکبر فلک قدر سے رخصت طلب ہوا کہ اب شہر مین جاکر تمام شہر مینا حصار کو آراستہ کراؤن اور حضور کی تشریف آوری کا شہر مین سامان کیا جائے۔ چنانچہ ملک افلاک مینائی نے شہریار دولت مدار کی دعوت کا سامان فراہم کیا اور صاحبقران اکبر گیتی ستان کو نہایت شوکت وجاہ سے شہر مین لایا اور اپنے حوصلے سے زیادہ دعوت ومہمانداری مین سامان بہم پہونچایا اور نہایت تکلف سے امورات مہمانداری کو انجام دیا اور صاحب قران اکبر۔ ملک افلاک کی اس دعوت ومہمانداری سے نہایت خوش ہوے اور شہر کی آرایش دیکھ کے بہت ہی محظوظ ہوے۔ الغرض اسی طرح تین ون

برابر ہر طرح کا سامان دعوت مہیا و موجود رہا۔

مع خشم و خدم صاحب قران اکبر کا شہر مینا حصار کی کیفیت دیکھ کے محظوظ و خوش ہونا



بعد اسکے پھر دوبارہ شہر مینا حصار کی آرایش ملاحظہ فرمائی ہرچند کہ شہر مذکور اسقدر وسیع نہ تھا لیکن چونکہ عمارات پرتکلف اور خوش قطع تمام اسباب آرایش سے آراستہ تھے لہذا ہر ایک مقام اُسکا پر اسرار لطیف و پربہار تھا صاحب قران اکبرنے اُس شہر کے ہر کوچہ و بازار کی خوب سیر فرمائی اور نہایت حظ اُٹھایا جب شہر کی سیر و تماشے سے فرصت ہوئی ملک افلاک مینائی سے فرمایا اے ملک مہمان نواز واقعی تمنے ہماری دعوت و مہمانی خوب کی نہایت تکلفات سے مدارات ہوئی ہم اِس تمھاری خاطر و تواضع سے بہت مسرور ہوئے اب یہ بتاؤ کہ اس مرحلۂ طلسم کی راہ کس سمت ہی اور اس طلسم کے فتح کا کیا طریق ہی ہمیں اُسکا نشان بتاؤ کہ ہم جلد تر اس کام سے فرصت حاصل کریں ہمکو ابھی اور بھی کام درپیش ہیں اور اب زمانہ بہت قلیل ہے اور کام بہت ملک افلاک مینائی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار غلام نے سنا ہی کہ اسی شہر کے حوالی میں طلسم ہی جسمیں کہ جواہرات مع آلات حرب و متاع طلسم وغیرہ حضور کا امانت خاص رکھا ہی لیکن خانہ زاد نے اپنی اس مدت عمر میں راہ طلسم کو کبھی نہیں سنا کہ طلسم اُسطرف ہی حضور طلسم کشا اور صاحب لوح بیضا ہیں حضور خود ہی نہ لوح سے دریافت فرما لیجیے اور جو کچھ ہدایت لوح سے ہو اُسپر عمل فرمائیں جملہ مطالب حل ہو جائینگے صاحب قران اکبر فلاک قدر

نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر فلک قدر زوج ملکہ شمسہ تاجدار جسوقت تم شہر مینا حصار مین پہونچو اور ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم تمسے باطاعت پیش آوے اول تم اُسکی دعوت و مہانداری سے مسرور ہو جسوقت وہان کی سیر سے سیر ہو اور خوب دیکھ چکو جب صبح کو ایک ساعت رات باقی رہے شہر مینا حصار سے باہر نکل آؤ اور طرف جنوب کے روانہ ہو قریب شام ایک مقام پر پہونچو گے وہان ایک مقام میدان وسیع مین سبزہ زار چشمہاے شیرین جاری دیکھو گے اُس میدان کے چارون طرف چار میل بہت بڑے نصب ہین ہر ایک میل چودہ گز کا لانبا ہوگا جسوقت تم اُس سبزہ زار مین پہونچو گے وہان تمپر تشنگی غلبہ کریگی تا اینکہ تم مین تاب ضبط باقی نہ رہیگی خبردار ہرگز اُس مرغزار بلاخیز اور میدان پر آفت مین قدم نہ رکھنا اور نہ کسی چشمۂ خوشگوار کا پانی پینا ورنہ از سرتا پا مشتعل ہوجاؤ گے بہرصورت اگر ممکن ہو اسقدر پانی اپنے پاس رکھ لینا کہ چار روز تک تمکو کافی ہو اور اسی طرح قسم غذا سے بھی رکھنا بلکہ احتیاطاً میوۂ تر و خشک بھی اُس سرزمین کا نہ کھانا جسوقت دیکھنا کہ تشنگی غلبہ کر رہی ہے تم اپنے پاس کے پانی سے تھوڑا سا پی لینا۔ الغرض لوح ہادی نے چند مراتب و مدارج ارشاد کیے تھے وہ عنقریب بروقت موقع و محل کے بیان ہونگے صاحبقران اکبر گردون قدر نے ہدایت لوح کو دل پر نقش کر لیا اور لوح کو بوسہ دیکے گلے مین پہن لیا اور مضمون ہدایت یاران محفل کو سنا دیا اور فرمایا اسے ہمارا مو اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو بدعاے خیر یاد کرنا سیمگون نے عرض کی اے شہریار دو تمکنت تمامی کاروبار صاحبقرانی و امورات طلسم کشائی مین ہم خیر خواہون کو کسی طرح کا دخل نہین ہے۔ شعر

برو حافظ نشست پروردگار
کہ لطف نمایان کند وقت کار

القصہ صاحبقران اکبر کشورستان چوتھے روز وقت معین پر موافق ہدایت لوح روانہ ہوے اور تھوڑے عرصہ مین اُن میلہاے نا کورہ کے پاس پہونچ گئے دیکھا وہ میدان وسیع و مرغزار رشک بہار ویسا ہی سرسبز و شاداب تھا جسمین انواع و اقسام کے گل و ریاحین شگفتہ تھے اُس چمن زار کی بوے خوش ایسی مفرح قلب و دماغ تھی کہ جس سے دل و دماغ تازہ ہوا جاتا تھا اور روح کو قوت و تازگی حاصل ہوتی تھی صاحبقران اکبر فلک قدر جسوقت اُس مقام عشرت خیز مین پہونچے اسقدر تشنگی غالب ہوئی کہ حال متغیر ہوگیا آخر صراحی ہمراہی سے ایک چلو پانی لیا اور حلق کو تر کیا بعد ایک لمحہ کے پھر تشنگی نے غلبہ کیا صاحبقران اکبر نے پھر اسی طرح تھوڑا پانی پیا کچھ تسکین ہوئی لیکن وہ اثر طلسم تھا۔ اس عرصہ مین اُس مار عجیب الخلقت کو صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ عجب قطع کی مہیب شکل ہے اور وہ شخص عجیب صورت ایک میل سے لپٹا ہوا ہے جسوقت اُس مار عجیب نے صاحبقران اکبر کو دیکھا پرواز کی اور اس میل سے دوسرے میل پر اُسی طرح جا لپٹا لمحہ بھر کے بعد پھر وہ مار اُڑا اور تیسرے میل پر جا پہونچا غرض وہ سانپ لمحہ بلمحہ پرواز کرتا تھا اور ایک میل سے دوسرے میل پر جاتا تھا اور صاحبقران اکبر کو چشمہاے آتش رنگ سے بغور گھورتا تھا صاحبقران اکبر بھی باوجود اس منصب طلسم کشائی کے اُس افعی کو دیکھکر خائف تھے آخر حسب ہدایت لوح میل جنوبی کے نیچے بیٹھ گئے

اور اسم خوانی شروع کردی اور گرد و پیش اپنے دائرہ محفوظ کھینچ لیا ابھی زیادہ عرصۂ اسم خوانی کو نہ گذرا تھا کہ وہ افعی سیاہ طلسمی
زمین پر آیا اور لوٹنے لگا اُسی حالت غلطیدگی و پیچیدگی مین اسقدر بڑھا اور موٹا ہوا کہ ایک اژدہا معلوم ہونے لگا اور
صاحب قران اکبر کو اس نظر قہر سے دیکھتا تھا کہ اللہ کی پناہ اور منہ اُسکا مثل تنور کے آتش فشان تھا شعلے اُسکے دہان سے
نکلتے تھے آخر تا شام یہی کیفیت رہی شام کو وہ سانپ غائب ہوگیا صاحب قران اکبر نے شدت تشنگی مین تمام رات بسر
کی اور تمام شب اسم خوانی کی اور چند دانہائے بادام اور قدرے پانی جو ہمراہ تھا اُسی مین بسر کی اور کچھ غذا کی قسم
سے نوش نہ فرمایا جب اُس اسم کو تمام کر چکے دوسرے روز حسب المشورہ لوح میل شمالی کے سایہ مین دوسرا اسم شروع
کردیا جسوقت آفتاب عالم تاب دریچۂ مشرقی سے طالع ہوا اور تاریکی شب دفع ہوئی صاحب قران اکبر نے اُس بلا کی طرف
خیال بھی نہ فرمایا کہ یہ کیا ہے بے خوف و خطر بلا وسواس دائرہ محفوظ مین بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی جو تھے روز صاحبقران
اکبر نامدار نے ایک تیر جان گیر چلہ کمان مین جوڑکر اس زور سے مارا کہ اُس اژدہائے شعلہ فشان کی ایک آنکھ پر پڑا اور
دوسری آنکھ سے نکلگیا بمجرد زخمی ہونے اُس اژدہے کے جسم بار سے شعلے عیان ہوے اور اُن شعلون نے تمام مرغزار
کو گھیر لیا ادھر حکم لوح تھا کہ جسوقت اُس اژدہے کے جسم سے آتش پیدا ہو تم اُس میدان پر بلا سے دور ہو جانا ایک لمحہ
بھی توقف نہ کرنا صاحب قران اکبر حسب ہدایت لوح وہان سے بے تحاشا بھاگے یہانتک کہ نفس تنگی کرنے لگا
آخر صاحب قران اکبر بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے ۔ راوی کہتا ہے کہ صاحب قران اکبر کے اسقدر بے اختیار بھاگنے
کی وجہ یہ تھی کہ جسوقت وہ ثعبان آتش فشان جلنے لگا اُسکے جسم ناپاک سے ایسی بوے بد پھیلی کہ اُس بو کے صاحبقران
اکبر عالیجاہ متحمل نہوے اور تمام دشت بدبو سے بھر گیا تھا وہ بدبو مضر جان تھی اور حکم لوح بھی اسی طرح تھا کہ اُس بو سے
جہانتک بچا جائے بچنا کیونکہ خوف ہلاکت جان ہے غرض کہ بعد ایک لمحہ کے صاحب قران اکبر کے ہوش و حواس بجا ہوے
اور لاحول پڑھتے ہوے پھر اُسی میدان مین آئے اور اپنی اس بدحواسی کے بھاگنے پر منفعل ہوے لیکن اب حال بھی
صاحب قران اکبر کا یہ ہم پہونچا کہ دو دو قدم چلنا دشوار تھا یہ تھوڑی سی مسافت دو پہر مین طے کی قریب شام اُس میدان
محنت انجام مین پہونچے اور لب چشمہ زیر درخت بیٹھ گئے اور تمام شب کنارے چشمہ کے بسر کی جسقدر میوہ اور پانی ساتھ تھا
تھوڑا سا کچھ اُسمین سے کھایا اور دوسرے روز صبح کو دیکھا کہ درمیان اُس مرغزار کے ایک قلعۂ مختصر نمایان ہے اور ہان
چارون میلون کی جگہ چارون طرف برج قلعہ کے دکھائی دیتے ہین اور ہر برج پر ایک ایک مرغ مثل قمر کے بیٹھا جگالی کر رہا ہے
اور دو مرغ اور سبز رنگ بھی ہین اور دو سیاہ رنگ اور ہر ایک مرغ اپنی جگہ سے اُڑکے برج پر نزدیک دوسرے مرغ کے
جاتا ہے جسوقت وہ باہم ہوتے ہین خوب پر چلتے ہین وہ اسے اور یہ اُسے مارتا ہے لیکن مرغان سیاہ و سبز مین یہ فرق تھا کہ
مرغان سیاہ سے صدائے واحسرتا آتی ہے اور مرغان سبز سے آواز واشوقا کی پیدا ہوتی ہے صاحب قران اکبر فلک قدر دیر تک
اُن مرغان عجیب الخلقت کا تماشا جنگ و جدل کا دیکھا کیے اور اُنکی حرکات سے نہایت متحیر تھے اسی حیرت مین لوح کو ملاحظہ فرمایا

لوح سے یہ ارشاد ہوا کہ اے شہریار عالی وقار طلسم کشا مالک لوح بصفا آگاہ ہو کہ جسوقت وہ اژدہا شرر طلسمی سے جل کر خاک
ہو جائیگا پھر تم بار دیگر اُس مرغزار مین تشریف لانا اور لب چشمہ رات کو آرام فرمانا تاکہ خستگی راہ و کسل دفع ہو جاوے صبح کو
اُس میدان مین ایک قلعہ خرد معلوم ہو گا اور چار برج بجاے چارون مینارون کے چار طرف قلعہ کے ہونگے اور ہر برج پر
ایک جانور نہایت قد آور پرند بیٹھا ہو گا اور رنگ اُن چارون جانورون کے دو ہونگے یعنے دو جانور سبز رنگ باقی برنگ سیاہ
ہونگے مرغ سیاہ تو وا حسرتا کہکے فریاد کرینگے اور مرغ سبز واشوقا کہینگے تم زاغ مہرہ داہنے بازون مین باندھ کر اُن جانورون
سے پوشیدہ نظر بچائے ہوئے کھڑے رہنا اور تیر دو پیکانی ترکش سے نکال کر چلہ کمان مین جوڑکے منتظر رہنا جسوقت وہ
مرغ سیاہ آپس مین پر و باز و مارین اور سینہ سے سینہ ملادین تم بتعجیل تمام نہایت چالاکی سے وہ تیر اسطرح مارنا کہ اُنکی دونون
مرغان سبز و سیاہ کے سینہ سے پار ہو جاوے اور اگر مبادا تیر خطا کر گیا ایک ہی مرغ کے سینہ پر لگا دوسرا مرغ زندہ رہا تو
ایک قیامت کبریٰ برپا ہو جائیگی یعنے دونون کی منقارون سے شعلہاے آتش عالم سوز ایسے نکلینگے کہ بیان بجدا اور عوض اُس
مرغ مجروح کے تمہارے جسم مبارک پر گزند و ایذا پہونچیگی اگر خدانخواستہ ایسا معاملہ درپیش ہو گیا تو تدارک اُسکا بہت ہی دشوار
ہو گا کوئی علاج ممکن نہین اور اگر تمہارے اقبال صاحب قرانی سے وہ دونون جانور حملۂ اول ہی مین ہدف تیر اجل ہو گئے
تو پھر دونون مرغ کے سینہ سے شعلۂ آتش سوزان ایسے نکلینگے کہ وہ دونون جانور جلکر خاک ہو جاوینگے بعد اسکے ایک دود سیاہ
غلیظ اس کثرت سے پیدا ہو گا کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو جائیگا جسوقت وہ دھوان برطرف ہو جاوے پھر دیکھنا دروازہ قلعے کا
سامنے سے نمودار ہو گا اور طلسم مرحلہ باطل ہو جائیگا بعد ازان ایک دیو سیاہ بلند قامت نہایت جسیم سخت گردن نام کہ زبردست
ترین دیوان طلسم سے ہو گا بجاے گرز ایک ٹکڑا پہاڑ کا ہاتھ مین لیے اُس قلعہ سے باہر آئیگا اور غوغا کرتا ہوا تمپر حملہ کریگا تم
اُسکے حملون کو رد کرنا اور بقوت صاحبقرانی اُس عفریت خونخوار کو قتل کرنا جسوقت وہ ہلاک ہو جاویگا پھر نخیم جنی و ترصیع
جنی و زمرد جنی تینون بادشاہ اور وزیر اور داروغہ طلسم تمہاری خدمت مین حاضر ہونگے اور ملازمت تمہاری حاصل کرینگے
اور فتح مرحلۂ دوم کی مبارک باد دینگے اور جو اسباب از قسم جواہر طلسمی قلعہ مین امانت رکھا ہوا ہے تمکو اُسکا نشان بتائینگے اُسوقت
اُس تمام اشیا کو اپنے تحت و تصرف مین لانا کیونکہ وہ مال و اسباب حق طلسم کشا ایک مدت سے امانت ہے اُسکا تمکو اختیار
ہے اگر مرضی مبارک ہو ہمراہ رکاب رہے ورنہ بثبت مہر ترصیع جنی کے سپرد ہووے جسوقت ضرورت ہوگی وہ حاضر کردیگا اے
شہریار دولت مدار ترصیع جنی حاکم اُس قلعہ کا ہے اور زمرد جنی اُسکا وزیر ہے اور نخیم جنی داروغہ تمام اشیاے طلسمی کا ہے اور اصل
نام ترصیع جنی کا زمرد دُر ہے اسی وجہ سے یہ قلعہ زمرد رنگ سنگ زمردی سے تعمیر کیا گیا ہے اور اسی سبب سے نام حاکم قلعہ زمرد دُر
مقرر کیا گیا ہے الغرض جبکہ صاحبقران اکبر فلک قدر کو یہ جملہ مراتب و مدارج لوح نے تعلیم کر دیے بس لوح کو بوسہ دیا اور گلے
مین پہن لیا اور بانیان طلسم کی عقل و فہم و صنعت و حکمت کو تا دیر سوچا کیے اور تحسین و آفرین کی بعدہ فاتحہ پڑھکے
ثواب اُسکا روح بانیان طلسم کو بخشا اور کمر ہمت کو چست کرکے حسب ہدایت لوح واسطے فتح مرحلۂ دوم کے ہر دو بروج قلعہ

گے درمیان اُن مرغان مذکورہ سے پوشیدہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے منتظر وقت کھڑے رہے جب مرغان مذکور باہم بازو برمارنے
لگے صاحب قران اکبر والاشان نے بسرعت تمام تیر دوسر کو چلۂ کمان مین رکھ کے اسقدر انداز سے رہا کیا کہ بقدرت
ایزد باری وہ تیر دوسر حسب مراد نشانہ پر پہونچ گیا۔

قلعۂ مختصر کے برج پر دو جانورون کا جنگ پر و بازو کرنا باہم اور صاحب قران اکبر کا بحکم لوح تیر دو پیکانی سے اُن دونون جانورون کو نشانہ کرنا



یعنے اُن دونون مرغان سیاہ رنگ کے سینہ سے صاف گذر گیا بمجرد زخمی ہونے اُن جانورون کے ایک شعلۂ آتش مرغان مجروح
کے سینہ سے پیدا ہوا اور وہ مرغ واحسرتا کہتے ہوے جل کر خاک سیاہ ہو گئے بعد اسکے طوفان تیرہ و تار محیط عالم ہو گیا تھوڑی
دیر کے بعد جب وہ تاریکی دفع ہوئی دروازہ قلعہ کا نمایان ہوا اور قلعہ سے ایک دیو کوہ پیکر نہایت طویل القامت کریہ منظر آدم خوار
فیل کلہ گرز گران بھر لیے شور و غوغا کرتا ہوا دروازۂ قلعہ سے نکلا اور چلایا کہ یا ش او آدم زاد تیرہ روزگار بس قضا تیرے سر پر
کھیلتی ہے تجھے یہان اجل کھینچ لائی ہی کہ جو تو نے دانستہ مجھے خواب راحت سے جگایا فتنہ کو بیدار کیا مگر تو آدمی ایک مشت
استخوان فولاد جگر ہی سچ بیان کہ تو نظر کردۂ ابلیس تو نہین ہے کہ اسقدر آسانی سے مرحلہ طلسم کو کہ نہایت سخت ہی
باطل کر رہا ہی انسان کی کیا قدرت جو یہانتک آسکے عقل بشر کی یہانتک نہین پہونچ سکتی ہے خبردار ہوشیار ہو جا کیا
ممکن ہی کہ تو میرے ہاتھ سے کہ ملک الموت کا پنجہ ہی زندہ و سلامت جاسکے ای نادان کج فہم شاید تو اُن دو جانورون کو شکار
کر کے مغرور ہو گیا اُن جانورون کا شکار کر لینا کیا امر محال تھا اسی زور و قوت پر دعواے صاحبقرانی کرتا تھا یہ معلوم نہین تھا

کہ دشمن جان میرا ایک فیل مست نہایت زبردست اس قلعہ مین مالک قلعہ ہو اُسکے آگے تو جسطرح سے کہ ایک پشہ ہوتا ہو وہ بھی
کسیقدر نامقدور بیحقیرتی رکھتا ہی میرے نزدیک اُس سے بھی کم حقیقت ہی خیر اب خاطر جمع رکھ بہت جلد تیرا دود نخوت وتکبر ودعوائے
طلسم کشائی ناک کی راہ نکالے دیتا ہون صاحبقران اکبر مثل شیر بیخوف وخطر کھڑے تھے اس دیو کے کلام غرور سُنکے فرمایا او نابکار کیون بے
اس خواب غفلت سے ہوشیار ہونے کا رنج وغم نہ کھا مین تجھے خواب مرگ مین ایسا مبتلا کرونگا کہ تو پھر بجز روز حشر کے نہ جاگیگا خاموش
ہو کیون بیہودہ بکتا ہی دیو سیاہ نے جو کلام شاہزادہ کی زبان فیض ترجمان سے سُنے غیظ وغضب مین آکے آرہ پشت نہنگ اس زور وقوت
سے صاحبقران اکبر کے فرق مبارک پر لگایا کہ اگر صاحبقران اکبر رستم زمان خالی نہ دیتے تو یقین تھا کہ اُس ضرب سخت وبے پناہ سے محفوظ بچنا
محال تھا امداد ایزد ذو الجلال صاحبقران اکبر ضرب سے اُس دیو سیاہ کی بچے اور جست عیارانہ لگاکے جگہ کو چھوڑ دیا وہ آرہ پشت نہنگ
اس زور سے زمین پر گرا کہ قریب تیس گز کے زمین مین درآیا اور اسقدر گرد اُڑی کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ وتار ہوگیا صاحبقران اکبر
نے بچابکدستی تمام ایک ہی ضرب نیمچہ خارا شگاف سے اُس دیو سیہ فام کا کام تمام کیا وہ دیو مثل پہاڑ کے زمین پر آرہا اور
فوراً روح نجس اُسکی جہنم کو روانہ ہوگئی بعد قتل ہونے اُس دیو کے پھر ویسا ہی طوفان تیرہ وتار بلکہ اُس سے بھی زیادہ محیط
عالم ہوگیا ایک ساعت کامل اندھیرا رہا پھر وہ سیاہی وتاریکی برطرف ہوئی اور مردمان فوجی ولشکری جوق جوق وگروہ گروہ
باللباس سبز قریب بارہ ہزار جوان کے مع سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوے اور آگے آگے اُس فوج کے تین جوان عالی شان
تھے کہ جنمین ایک بادشاہ صاحب امانت فراش خانہ تھا اور دوسرا جوان وزیر اعظم تحویلدار سلح خانہ وجواہر خانہ تھا تیسرا
جوان داروغہ دیگر اجناس واشیا کا تھا۔ قصہ کوتاہ یہ سردار مع سامان شاہی وجلوس وغیرہ صاحب قران اکبر فلک قدر
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور شرف قدمبوسی حاصل کیا اور فتح مرحلۂ دوم کی مبارکباد دی بعد اسکے ترصیع
جنی بادشاہ قلعہ نے عرض کی اے شہریار عالی وقار وفلک اقتدار جسوقت حضور والا نے اِس طلسم عالی مین قدم رکھا
اُسی وقت سے ہم سب غلامان حلقہ بگوش سعادت ملازمت کے امیدوار اور نہایت مشتاق تھے شکر ہی خداوند عالم کی
درگاہ عالی مین کہ آج ہم امیدوارون کی آرزوے دلی برآئی اور ہم اس سعادت ملازمت اور دولت دارین سے بہرہ ور
ہوے صاحب قران اکبر عالی شان نے ہر ایک سردار کو علی قدر مراتب نوازش والطاف معطیانہ وخسروانہ سے سرفراز
وممتاز فرمایا بعد اسکے ترصیع جنی۔ صاحب قران اکبر کو ہمراہ لیے بجلوس واحتشام مالا کلام شہر مین داخل ہوا صاحب قران اکبر
بنظر غور شہر کو ملاحظہ فرمانے لگے ہر چند کہ شہر نہایت مختصر تھا لیکن نہایت ہی قطعدار وخوش وضع تھا صاحبقران اکبر نے
بعد فراغ سیر وتماشے شہر ومقامات کے فرمایا اے ترصیع جنی ہمارا قصد ہی کہ ہم اول ملبا حصار کو جائین اور وہان سے
مرحلۂ چہارم کی سمت چلے جائین اسواسطے تم سے رخصت چاہتے ہین ترصیع جنی نے زمرد وزیر سے اشارہ کیا کہ تم امانت
طلسم کا غذ پیش کرو زمرد وزیر نے عرض کی اے شہریار عالی وقار حضور ایک دو ساعت کے واسطے میرے ہمراہ تشریف لیچلین اور
اسباب طلسم جو حضور کا امانت رکھا ہی اُسے ملاحظہ فرمالین اور جو مناسب وصلاح وقت ہو ہم لوگون کے حق مین ارشاد ہو

کہ ہم تابع فرمان آیندہ عمل مین لاوین اور تعمیل حکم شہریار بجان و دل کرین صاحبقران اکبر نے درخواست زمرد وزیر کی قبول
فرمائی اور اُسی وقت اُسکے ہمراہ برج اول مین قلعہ کے تشریف لائے اُس برج مین جسقدر مال و اسباب رکھا تھا زمرد وزیر نے
نظر انور صاحبقران اکبر سے گذرانا جسوقت صاحب قران اکبر عالی شان نے اُس برج مین تین ہزار سلاح و یراق مرصع نگار و جواہر نگار
مثل زرہ و جوشن و شمشیر و خنجر وغیرہ کے نہایت عمدہ و تحفہ صندلیون پر جا بجا نہایت تکلف سے رکھے ہوے دیکھے نہایت مسرور
ہوے واضح ہو کہ وہ کل الآت حرب تین قسم کے تھے - درجۂ اول و درجۂ دوم و درجۂ سوم کے اور ہر درجہ مین ہزار ہزار سلاح و یراق
علیحدہ علیحدہ قرینے اور قاعدے سے رکھے ہوے تھے جب صاحب قران اکبر وہ اسلحہ ملاحظہ فرما چکے دوسرے برج مین تشریف
لیگئے اُس برج مین اسباب آرائش بزم نشاط نہایت بیش قیمت و عمدہ بیحد و حساب تھا صاحب قران اکبر عالی شان اُس
اسباب کو بھی ملاحظہ فرما کر نہایت خوش و محظوظ ہوے اور سجدۂ شکر درگاہ واہب العطایا مین اس دولت بے انتہا کے دستیاب
ہونے کا ادا کیا بعد اسکے برج سوم مین تشریف لیگئے یہان چار ہزار جوڑ زیور و ساز مرصع کار و جواہر نگار ہر قسم کا بیش قیمت تھا
الغرض شاہزادۂ گردون پناہ کو سارا دن اسی اسباب کے ملاحظہ مین گذرا اور رات رقص و نواے پریزادان خورشید طلعت مین
بسر ہوئی دوسرے روز شاہزادہ کشور گیر گردون سریر نے بدستخط خاص اُس مال و اسباب کو قلم بند کر کے مہر کی اور بار دیگر ترصیع
جنی کی تحویل مین دیا اور خواجہ زمرد کو بھی ترصیع جنی کا شریک کیا اور حکم دیا کہ جسوقت جہان ہم طلب فرمائین وہان پہونچے اسواسطے
کہ جسطرح تنہا ہم داخل طلسم ہوے اسی طرح بیرون طلسم چلے جاوینگے کیونکہ اس شب کو عالم رویا مین عجیب و غریب کیفیت
حیرت افزا دیکھی ہی جسکو بشارت کہتے ہین ہمکو گویا کسی نے ہدایت کی کہ ای معز الدین اگر تم اُس عالم کی نعمتون کا ذائقہ چکھا
چاہتے ہو جس سے تمامی کائنات کا لطف ہو سکتا ہی جسطرح سے تم تنہا پیادہ سرزمین طلسم مین بسہولت گئے تھے اُسی طرح
بخیر و عافیت تمام خوش و خرم بلا شرکت کسی کے مراجعت بھی فرماؤ بس ای ترصیع جنی و زمرد جنی بقسم ایزد باری اس خواب صالح
و بشارت غیبی کا ایسا اثر میرے قلب مین پیدا ہو گیا کہ دنیا و کارہاے دنیوی سب میری نظر مین دفعتہً ہیچ و پوچ معلوم ہونے
لگے اور یہ سب کارخانہ دنیا محض بے ثبات نظر آتا ہی اب مجھکو منظور ہی کہ کائنات طلسم سے اور اس مقام خاص سے تنہا چلا جاؤن
اور کسی متنفس کو تکلیف نہ دون ترصیع جنی نے عرض کی ای شہریار گردون وقار قسم ہی مجھے اُس پروردگار عالم کی اسوقت حضور
کے فرمانے سے مجھے بھی نہایت حیرت ہوئی مین حضور کے اس کلام کو صحیح و واقعی سمجھتا ہون غلام بھی اس روایت کو بزرگون سے
سنتا چلا آتا ہی جیسا حضور اس وقت فرما رہے ہین بلکہ میری راے یہ ہی کہ حضور کو اس ہدایت پر عمل کرنا واجب ہی صاحبقران اکبر
نے فرمایا ای ترصیع جنی ہم ایسے الآم و افکار مین مبتلا ہین کہ لائق بیان کے نہین ہی کہ اس سبب سے ہمکو مطلق خیال نہین ہی کہ
ہم یہان کسطرف سے آئے تھے اور اب جانے کی راہ کسطرف ہی اگر تمکو معلوم ہو بخدا مجھے تبلادو کہ پھر مین اُسی راہ سے
چلا جاؤن ترصیع جنی نے عرض کی ای شہریار فلک اقتدار حضور قلعہ کے دروازے پر پہونچ کر داہنے کو تشریف لیجائین غلام
بھی رکاب فیض انتساب مین حاضر ہی حضور کی مشایعت سرحد قلعہ تک کریگا آگے حکم نہین ہی القصہ صاحب قران اکبر گیتی ستان موافق

راہ نمائی ترصیع جنی اُسی طرف قلعہ کے روانہ ہوے اور تینون سردار یعنے ترصیع جنی اور زمرد جنی اور تیسرا داروغہ مع اور ملازمان ہمراہی کے پیادہ پا شاہزادے کی جلو مین چلے جب قریب ایک فرسخ کے راہ طے کی ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ جہان چند درخت گنجان تھے ترصیع جنی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار اس غلام کی سرحد یہین تک ہی اب آگے جانے سے معذور ہون آیندہ جو ارشاد ہو بجالاؤن صاحب قران اکبر نے فرمایا تم سب صاحب رخصت ہو ہم اب آگے جاوینگے الغرض بعد رخصت ہونے اِن سب کے خود پیادہ پا روانہ ہوے اور نصف روز قطع مسافت مین گذرا مگر نشان راہ کا نہ پایا اب صحرا نوردی و پیادہ پائی سے صاحب قران اکبر گردون وقار مضمحل ہو گئے یہانتک کہ ورم پیرون پر آگیا اور تشنگی نے بھی بیتاب کر دیا اُس وقت صاحب قران اکبر نے خیال فرمایا کہ یہان تو طلسم بھی نہین ہی پھر کسوجہ سے پیاس کا اسقدر غلبہ ہی اور لطف یہ ہی کہ پانی بھی کہین معلوم نہین ہوتا بارالہا یہ غلبۂ تشنگی دمبدم بڑھتا جاتا ہی اور پانی کہین میسر نہین اور نہ کہین راہ کا پتہ معلوم ہوتا ہی مین کس طرف جاؤن ایسی مشکل سخت مین پھنسگیا ہون کہ کچھ چارہ کار نظر نہین آتا اگر چند ساعت اور یہی صورت رہی تو مین ہلاک ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر دل سے باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے اس عرصہ مین آفتاب بھی بلند ہوگیا اور حرارت آفتاب کی اور زیادہ ہوئی زمین ایسی گرم ہوگئی کہ اگر دانہ گندم زمین پر گرتا فوراً بریان ہو جاتا اب صاحب قران گردون قدر نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوے اور تشنگی نہایت درجہ غالب ہوئی صاحبقران اکبر بحالت مضطر تلاش آب مین پھر رہے تھے کہ شاید کوئی چشمہ یا کنوان یا جھیل یا تالاب ملجاوے کہ صورت زندگی نظر آوے کیونکہ پیاس مجھے ہلاک کیے ڈالتی ہی اب یہ حال ہم پہونچا ہی کہ لمحہ بلمحہ پیاس بڑھتی جاتی ہی پہلے غلبۂ تشنگی تھا کہ اب بھوک اور پیاس دونون نے صاحب قران اکبر والا گوہر کا حال متغیر کر دیا اب پریشان ہو کر شاہزادے نے کہا ای معزالدین بانیان طلسم نے تجھے عجب صحراے قیامت انگیز اور بلاخیز مین پہونچایا یہ طلسم ہی کہ نمونۂ جہنم ہی تو یہان واسطے باطل کرنے طلسم کے پہونچا ہی یا ملک الموت کے گھر پہونچا ہی کسی طلسم مین ہمنے یہ آفت نہین دیکھی اگر ایسی آفت ہوتی تو کاہیکو جان بچتی اس مقام مصیبت انجام مین کوئی دم مین جان تلف ہوا چاہتی ہی ہر لمحہ تشنگی بڑھتی جاتی ہی اب ہلاک ہونے مین کیا باقی ہی یہ امر دو حال سے خالی نہین یا تو بانیان طلسم کو میرا ہلاک کرنا منظور تھا لہذا مجھے اس بیابان پُرخطر و صحراے ہولناک مین کہ جہان پانی تک میسر نہین آتا بھیجدیا۔ ترصیع جنی وغیرہ نے دیدہ و دانستہ تیرے ساتھ دغا کی اور اس دشت وحشت انگیز مین پہونچایا بلاشبہ و شک ای معزالدین تو نے بڑا دھوکا کھایا افسوس اب یہان سے کیونکر نجات ہوگی اہل طلسم کے دام مکر مین گرفتار ہوگیا اب اسی صحراے پر آفت مین ہلاک ہوے بے موت مرے دوسری غلطی اور یہ بڑی ہوئی کہ عالم خواب مین اُس آواز غیب کو سُنکے اعتبار کر لیا یہ نہ خیال آیا کہ اس راہ نادانستہ مین بے کسی واقف کار کے کسطرح منزل مقصود تک پہونچینگے کوئی راہبر بھی ضرور چاہیے اور طرفہ تماشا یہ ہی کہ جسطرف نگاہ جاتی تھی ایک دریاے ریگ دور سے روان معلوم ہوتا ہی اور ذرہ مثل ستارے کے چمکتے تھے اور کوسون درخت کیسے دور تک گھانس تک

نظر نہ آتی تھی نہ سایہ کہ جسکے سایہ مین دم لے لین جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا کہا اے معز الدین تونے دیدہ و دانستہ اپنی جان کو آفت مین ڈالا افسوس اب افسوس سے بھی کچھ حاصل نہین ہے خیر اب لوح کو دیکھین دیکھین وہ کیا مشورہ دیتی ہے غرض اسی شدت گرما اور پیاس کے اضطراب مین صاحب قران اکبر ایک جا کھڑے ہوے اور لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا یہ اور طرفہ معاملہ ہوا کہ لوح پاک و صاف معائنہ مین آئی ایک حرف بھی نہ تھا اُسوقت اس سانحہ سے ہوش ربا سے صاحب قران اکبر اور زیادہ تر مایوس ہوے ناچار اُسی صحرائے پر آفت مین اور دشت غربت و مصیبت مین حیران و پریشان روانہ ہوے اور بار بار دل مین کہتے جاتے تھے خدایا یہ کسطرح مشکل حل ہوگی کیونکہ یہ مسافت دشت طے ہوگی پانی کا قحط ایسا ہے کہ آنکھون مین بھی نمی تک نہین لوح بھی صاف و شفاف معلوم ہوتی ہے اس مصیبت کو کیونکر جھیلون سخت پریشان ہون دن گذر گیا تو رات بدتر از شب اول گور ہو جائیگی اس شدت تشنگی اور گرسنگی مین کیونکر بسر ہوگی۔ مصرعہ

عجیب واقعۂ و طرفہ ماجرائے ہست

اسی تشویش و فکر مین صاحب قران اکبر فلک قدر قطع مسافت کرتے ہوے چلے جاتے تھے تا اینکہ وقت زوال آفتاب ہوا یکایک دور سے چار دیواری نظر آئی گویا تن بے جان مین جان آئی شاہزادہ گردون وقار نے اب جانب دیوار قدم بڑھایا جب قریب چار دیواری کے پہونچے ایک دروازہ نہایت عالی شان نمودار ہوا۔ جب دروازے پر پہونچے معلوم ہوا باغ ہے۔ نظم

عجیب شش آمدہ باغے چہ باغے	کز و در دل ارم را بود داغے
ہوائے روح بخش و جان فزا داشت	سوادش دیدہ در نور و ضیا داشت

شاہزادۂ عالی قدر صاحب قران اکبر پیادہ روی سے از حد خستہ ہوگئے تھے اُس باغ مینو سواد کو دیکھ کے عجیب فرحت قلب حاصل ہوئی دفعتہً وہ کسل راہ رفع دفع ہوگیا صاحب قران والا قدر نے شکر ایزد باری درگاہ رب العزت مین ادا کیا اور فوراً داخل باغ ہوے اور وہان پہونچے کہ جس جا ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پانی شیرین و صاف و خوشگوار اور اُسمین مچھلیان سرخ و سبز تھین اور وہ حوض سنگ یشب کا فوری کا بنا ہوا تھا اور اُسپر یاقوت سرخ و زمرد کی پچی کاری تھی اور درمیان حوض کے ایک فوارۂ زمرد سبز کا نہایت پاکیزہ و خوبصورت اس ترکیب سے جاری تھا کہ عقل بشر کام نہ کرتی تھی اُسکے معائنہ سے صاحب قران اکبر کا وہ سب کسل دور ہوگیا کنارے حوض کے بیٹھ گئے اور دونون ہاتھ اور پاؤن پانی مین ڈالدیے صعوبت مسافت اور تشنگی شدید کی اذیت سے نوبت بہلاکت پہونچ گئی تھی دفعتہً جو اسقدر راحت پائی ایک عالم سرور مین عنان صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دونون ہاتھون سے پانی حوض کا لیکر نوش فرمایا اور روئے مبارک پر چھڑکا اُس پانی سے مثل گلاب اور کیوڑے کے ایسی خوشبو آئی کہ دل و دماغ دونون معطر

ہوگئے بمجرد نوش فرمانے آب حوض کے صاحب قران اکبر کو عجب طرح کی فرحت وطراوت حاصل ہوئی اور بستگی طبع مبارک بالکل دفع ہوگئی ابھی ایک لحظہ اُس حوض پر دم لیا تھا کہ آنکھون مین کچھ خمار سا پیدا ہوا اور از خود یہ خیال پیدا ہوا کہ نہین معلوم یہ باغ جنت نظیر کسکا ہے کہ فضا آنکھون مین کھپی جاتی ہے باغ تو ایسا ہے معلوم نہین صاحب باغ کیسا ہوگا خداوند کریم اس باغ اور صاحب باغ کو سر سبز و شادکام رکھے راوی کہتا ہے کہ جسوقت سے صاحب قران اکبر نے اُس حوض کا پانی نوش فرمایا ہے لمحہ بلمحہ دل مین ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس باغ رشک جنت مین اسوقت شراب ارغوانی اور کوئی محبوبہ سیمتن زہرہ جمال خورشید تمثال آجائے اور کوئی پری پیکر رشک قمر سامنے ناچ رہی ہوا ور ہم مسند مغرق پر بیٹھے سرور مین گانا سنتے ہون تو کیا خوب بات ہے۔

نظم

من باشم و وے باشد و مے باشد و نے	من مست ز نے باشم و وے مست ز مے
من گہ لب وے بوسم و وے گہ لب نے	کے باشد و کے باشد و کے باشد و کے

مدت دراز سے عیش کی صحبت میسر نہین ہوئی ایک پل بھی نظارۂ جمال جہان آرائے محبوبان راحت جان سے خرم و مسرور نہین ہوا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر اسی فکر و خیال مین دل سے باتین حسرت آمیز کرتے تھے اور بجائے خود کہتے تھے کہ یہ عمارت ہمنے کہین دیکھی ہے لیکن یہ خیال نہین کہ کہان دیکھی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو یاد آیا کہ شاید طلسم حکیم ارسطو مین جسکو اجرام و اجسام کہتے ہین ملکہ ناطقۂ روشن بیان کے باغ مین کہ جسکے شاہ نشین مین صبح دلکشا بھی موجود تھی مین نے یہ عمارت دیکھی تھی بلا شبہہ یہ مثل اُسی باغ کے ہے بس صاحب قران اکبر کو اُسوقت ملکہ ناطقۂ روشن بیان کا تصور بندھا اور اس غضب کا خیال طبیعت مین پیدا ہوا کہ بے اختیار زبان پر کلمۂ افسوس جاری ہوا اور بجائے خود کہا اے معز الدین تمنے طلسم ارسطو مین بلکہ نوبہار کے غلبۂ محبت مین اُس گل گلزار خوبی و نخل چمنستان محبوبی یعنے ملکہ ناطقۂ روشن بیان سر دفتر محبوبان جہان کی کچھ قدر نہ کی حالانکہ بانیان طلسم یعنے حکمائے متقدمین نے ملکہ ناطقۂ روشن بیان کو پہلے سے تمھاری مواصلت وزوجیت کے واسطے تجویز کیا ہے نوع انسان ہے اور حسن و جمال مین بھی کسی طرح سے کم نہین ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز جو آج آفت روزگار و لاثانی ہے یہ بھی مثل و نظیر اپنا نہین رکھتی بلکہ مین جانتا ہون کہ ان پریزادون مین وہ شوخی و ادا و ناز و انداز مثل انسانون کے کہان ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کا وہ عالم حسن و کرشمہ و ناز و ادا ہی کچھ جداگانہ ہے انسان واقعی حسن ملیح رکھتے ہین پریزادون کو کہان میسر عشاق اکثر ایسے ہی حسنُ جمال کو پسند کرتے ہین واقعی یہ امر ہے کہ پروردگار عالم نے ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو کیا حسن ملیح و جمال جہان آرا عطا فرمایا ہے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر اسی خیال مین دل سے باتین کرتے باغ کا سیر و تماشا دیکھتے خرامان خرامان چلے جاتے تھے کہ ایک ایوان عالی شان مین پہونچے دیکھا صحن قصر مین اکثر کنیزان ماہرو سنبل مو شعلہ رخسار خورشید تمثال بالباس پرتکلف و زیور و جواہرات سے آراستہ و پیراستہ سامنے سے آتی ہین جب قریب پہونچین سب نے بادب

صاحب قران اکبر فلک قدر کو سلام کیا صاحب قران اکبر نے جواب سلام انکو دیا اور فرمایا تم کون ہو اور یہ باغ کس عالیشان
والا دودمان کا ہے اور اُس عالیجاہ صاحب باغ کا نام کیا ہے ان نازنینون مین ایک پری تمثال نہایت طرار و حاضر جواب تھی اور
معتمد علیہ صاحب باغ بھی معلوم ہوتی تھی اُسنے مسکرا کر دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار فلک اقتدار مالک باغ حضور کی کنیزان
خاص سے ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ معما ہماری سمجھ مین نہین آتا صاف صاف بیان کرو کہ جسکو ہم بھی سمجھین کہ صاحب باغ
ہماری کنیز کس وجہ سے ہے اُس نازنین ماہ جبین نے کہا ای شہریار عالم مدار حضور کی وہ کنیز اس سبب سے ہے کہ صاحب باغ
و قصر بلکہ کل کائنات طلسم کی حاکم ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان ہے اور حضور اُس ملکۂ آفاق کے مالک و حاکم ہین بس اس اعتبار
سے جو کنیز ملکۂ عالم کی ہے وہ شوہر ملکہ کی کنیز پہلے ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس طلسم مین بھی ملکہ شمسہ تاجدار
کی کنیزان خاص موجود ہین اب مین سمجھا کہ بقدرت قادر حقیقی ملکہ شمسہ تاجدار بڑی قدر و منزلت کی شاہزادی ہے کوئی مقام
طلسم مین ایسا نہین کہ جہان ذکر خیر اُنکا ہمنے نہ سُنا ہو الغرض شاہزادہ کشورستان اس نازنین سے باتین کرتے ہوے
اندر قصر کے گئے دیکھا کہ اُس قصر عالی مین محفل جشن آراستہ ہے اور تخت جواہر نگار پر ہر ایک ماہ وش بصد تمکین از سرتاپا
غرق جواہر بیٹھی ہے جب صاحب قران اکبر قریب اُس محفل کے پہونچے وہ نازنین تخت نشین بہزار ناز و انداز تخت سے اُٹھی اور
صاحب قران اکبر کا استقبال بصد تکریم بجالائی اور پائین تخت نہایت ادب سے کھڑی ہوئی اور صاحب قران اکبر نے اُس
نازنین شمع رخسار کو از سرتاپا بغور دیکھا بعینہ ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کی شکل سے مشابہ پایا سر مو فرق نہ تھا نہایت تعجب ہوا اور
جوش محبت دل مین پیدا ہوا اُسی غلبۂ شوق وصل سے زیادہ بیتاب ہوگئے اور عنان صبر و اختیار دست استقلال سے چھوٹ گئی
اور ولولہ شوق و ذوق مین قدم آگے بڑھایا اور اُس ماہ جبین کو گلے سے لگا لیا صاحب قران اکبر ایسے اثر طلسم سے لایعقل
ہو رہے تھے کہ دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ تھی اُس حوض کا پانی پیتے ہی بالکل از خود رفتہ ہوگئے آخر صاحب قران اکبر اُسی عالم
بیخودی مین اُس نازنین ماہ جبین سے لپٹ گئے اور چند بوسے اُس ماہ رخسار کے لیے اور کہا ای مایۂ حیات عاشقان و آرام دل و
جان دردمندان مین اسوقت سخت تعجب مین ہون کہ تم اس مقام مین حسب خواہش میری کیونکر پہونچ گئین یا شاید
مین ہی اتفاق سے یہان آنکلا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم بیضا مین کوئی راہ غیر متعارف ایسی آمد و رفت کی ہے کہ اُس راہ سے
انسان بآسانی اس طلسم سے اُس عجائبات مین جا سکتا ہے اور عجب نہین کہ مین بھی تمہارے باغ و قصر مین سیر کرتا ہوا پہونچ
جاؤن کیونکہ مین اس باغ کو بعینہ تمہارے باغ کا نمونہ دیکھتا ہون مطلق فرق نہین ای ملکۂ عالم اگر میرا گمان درست ہے
تو مین بلا شبہ طلسم اجرام و اجسام و عجائبات حکیم ارسطو مین آکر موجود ہوگیا تم اس طلسم بیضا مین نہین آئین ہزار ہزار آفرین
و تحسین اُن حکماے متقدمین کے عقل و علم و فہم پر کہ جنھون نے ایسے ایسے طلسم مین شعبدۂ طلسمی ایجاد کیے کہ عقل و فہم بشری
مین آنا قیاس سے باہر ہے حکیم ارسطو اعلے درجہ کی عقل رکھتا تھا اور نہایت صاحب فہم تھا جسکی تعریف بشر کی کیا مجال ہے جو
کر سکے ای ملکۂ آفاق جسوقت سے مین اس باغ رشک ارم مین آیا ہون تمہارے شوق اور اشتیاق مواصلت مین ایسا بیقرار ہو

کہ مجھ سے بیان نہین ہوسکتا ایکدم قرار و آرام نہین لہذا مین چاہتا ہون کہ اُن صحبتہاے سابق مین جو کوئی امر مجھ سے خلاف طبع نازک واقع ہوا ہو براے خدا اُسکو معاف فرماؤ مین اُن ایام مین ایک آفت مین گرفتار ہورہا تھا یعنے ملکۂ نوبہار کے سوداے عشق مین بیخود و سرشار ہوگیا تھا مجھکو اپنے نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی اور اُس پرکالۂ آفت و فتنۂ محشر کے نازک مزاجی سے اسقدر خوفناک و حواس باختہ تھا کہ جسکی حد نہین اُدھر کیفیت تاثیر طلسم سے مبہوت و گرفتار تھا دوسرے کا خیال مطلق نہ تھا مین مجبور تھا لپس اے ملکۂ ملک خوبی تمکو بھی لازم ہی کہ تم ازراہ بندہ نوازی اس مجبور و بے دست و پا کی مجبوری کے لحاظ سے اپنی لوح دل سے کدورت و غبار کو دور کرو کہ مین بوجہ مجبوری کے محض بے قصور ہون اور قصر ابیض مین اکثر تمھاری صحبت مین شریک ہوا ہون مگر ایسی صحبت تخلیہ بلا شرکت غیرے نہ تھی اور یہان وہ اتفاق سے پیش آیا کہ جو کبھی خواب مین بھی میسر نہ آیا تھا کوئی دوسرا مخل صحبت نہین ہی اب اُن حرکات گذشتہ کو خاطر اقدس مین نہ لاؤ اور چند ساعت مجھ سے سرگرم اختلاط ہو قصہ کوتاہ شاہزادۂ عالی گہر اس حرف و حکایات مین مشغول تھے اور اُس نازنین تخت نشین کو مثل دل و جگر کے آغوش مین لیے متواتر بوسے لب و رخسار کے لے رہے تھے اور وہ زہرہ لقا بپاس خاطر شاہزادہ شرمگین و حیرت زدہ سرنگون خاموش کھڑی شاہزادہ کی گفتگو سُن رہی تھی آخر کو صاحب قران اکبر اُسی بیخودی و سرشاری مین نازنین زہرہ جبین کا ہاتھ پکڑے ہوے تخت پر مع اُس ماہ وش کے بیٹھے بمجرد بیٹھنے کے اُس نازنین نے کنیزون کو حکم دیا کہ سامان مے نوشی حاضر کرو اور داروغۂ ارباب نشاط کو پہونچا کہ جلد طائفے حسین و خوشرو و خوش گلو مع ساز و نغمہ حاضر کرے بمجرد اس حکم ملکہ کے فوراً کشتی و جام و صراحی لیے ساقی نسیم بدن حاضر ہوے اور ناچ شروع ہوگیا اور اُس ماہ لقا نے جام جواہر نگار خود اپنے دست نگارین مین اُٹھا لیا اور صراحی سے لبریز کرکے شاہزادہ کو نہایت ناز و انداز سے مسکرا کر دیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے جام دست حق پرست مین لے لیا اور اُس وقت خیال مین آیا کہ شراب ناجائز نامشروع کا پینا مناسب نہین ہے یکایک اُس نازنین نے کہا اے شاہزادۂ عالی وقار حضور کو اس جام کے نوش فرمانے مین کیون مضائقہ ہوا یہ وہی شراب ربانی ہی جو حضور نے اکثر مقامات طلسم مین نوش فرمائی ہی اس باغ مین ہر وقت موجود رہتی ہی وہ شراب نہین ہی جسکا حضور خیال فرماتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان بھلا تمھارے انتظام مین کوئی چیز نامشروع رہ سکتی ہے یا کوئی سامان عیش سے ایسا ہی کہ پیشتر آئے لیکن ایک امر سے البتہ متحیر ہون کہ مین نے اسقدر دماغ خراشی و بیہودہ گوئی تمھارے سامنے کی مگر تمنے کسی میری بات کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مطلق التفات تک نہین کیا اُس نازنین نے کہا اے شہریار جو بات میری فہم مین نہ آئے اُسکا کیا جواب دون جیسے مجال سخن نہو وہ کیا جواب دے صاحب قران اکبر نے فرمایا مین نے تو کوئی بات مبہم نہین کہی کہ جسکا سمجھنا دشوار ہو اُس نازنین نے کہا اے شہریار عالی وقار حضور کا کلام خالی از رمز و کنایہ نہین ہوتا مین اُسکے سمجھنے سے قاصر ہون حضور کیا ارشاد فرماتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جان مین نے تم سے ایک امر کا عذر کیا تمنے اُسکا بھی کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ اے شہریار نامدار

عذر بھی کوئی جانور ہوتا ہے مین نے عذر کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی اور جسکی صورت سے واقف نہو اُسکا جواب کیا دیا جائے
صاحبقران اکبر نے کہا اے ملکۂ آفاق مین اپنے ہوش مین دیکھا بے التفاتی کی ہو یا کوئی امر خلاف طبع نازک مجھ سے سرزد ہوا ہو
اُسکو معاف فرماؤ یہ عذر کیا تھا اُس نازنین نے فرمایا اے شہریار بخدا مجھکو یاد بھی نہین کہ مین کب خدمت عالی مین حاضر ہوئی تھی
اور حضور نے کیا بے اعتنائی مجھ سے فرمائی نہ مین ناطقۂ روشن بیان سے واقف ہون اور نہ یہ جانتی ہون کہ طلسم اجرام و
اجسام کس دشت و بیابان کا نام ہے یا کوئی باغ ہے اور کس طرف ہے اپنی عمر مین یہ نام بھی نہین سُنے آپ انصاف فرمائین کہ جو امر سمجھ مین
نہ آئے اُسکا کیا جواب دون صاحبقران اکبر فلک قدر نے دل مین کہا سبحان اللہ یہ بھی طرفہ ماجرا ہے کہ یہ نازنین جبین یقیناً
صریح ناطقہ ہے اور صاف انکار کیے جاتی ہے کہ مین ناطقہ نہین ہون اس تجاہل کا بھلا کیا علاج ہے آخر صاحبقران اکبر نے
فرمایا اے ملکۂ عالم تم ناطقۂ روشن بیان نہین ہو یا تجاہل کرتی ہو تمھاری روش بیان و کلام سے یہی پایا جاتا ہے کہ تم ناطقۂ
روشن بیان ہی ہو اُس نازنین نے کہا اے شہریار ناطقہ کیسی اور طلسم ارسطو کیا چیز مین ان باتون کو جانتی بھی نہین میرے
کان ایسے کلمات سے آج تک آشنا بھی نہین ہوے مین خود ہی متحیر ہون کہ حضور یہ کہانی قصہ و فسانہ بیان کر رہے ہین
صاحبقران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھارے کلام اور لاعلمی کو تسلیم کیا لیکن یہ بتاؤ کہ تم کس ملک کی شاہزادی ہو اور
تمھارا نام کیا ہے اور تمھارے والد بزرگوار کا کیا نام ہے اب وہ نازنین صاحبقران اکبر سے یہ سُنکے مسکرائی اور کہا اے شہریار
اصل حال یہ ہے کہ مین ملکۂ شمسہ تاجدار کی کنیزون مین ہون اور نام میرا فصیحۂ روشن سخن ہے اور والد بزرگوار اس کنیز کا
ملک افلاک مینائی طلسم مرحلۂ دوم کا حاکم ہے اے شہریار والا تبار یہ کنیز پانچ برس کے سن سے اس باغ فرح فزا اور گلستان
دل کشا مین رات دن رہتی ہے جب نہایت ہی دل گھبراتا ہے تو کبھی کبھی اپنے والدین کے دیکھنے کو شہر مین جاتی ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین معظم خود اس باغ کو اپنے قدم کے نور سے روشن و منور فرماتے ہین اور اس کنیز نے بزرگون سے
سُنا ہے کہ اُنھون نے مجھے بکنیزی ملکۂ شمسہ تاجدار موسوم فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ تو ملکۂ شمسہ تاجدار ایسی صاحب عظمت
کی لونڈی ہے جو آج کائنات طلسم کی مالک اور حاکم ہے تجھے فخر و مباہات کرنا چاہیے بس یہ تو مین جانتی ہون اور باقی کچھ نہین
جانتی ہون اور نہ کسی حال سے واقف ہون اس تقریر کو اُس نازنین سے سُنکے صاحبقران اکبر کو سخت تردد او ماندیشہ
پیدا ہوا کہ مبادا یہ نازنین اس عالم طلسم سے کوئی ساحرہ ہے شاید مجھ سے بمکر و دغا پیش آوے جسطرح کہ پہلے شمرانہ د
غاشیہ ملعونہ ملکہ صبیح روشن گہر کی شکل سے مجھکو انواع و اقسام کی آزار پہونچاتی تھی اور مجھ سے بمکر و دغا اور فریب دیکر
لوح لی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح یہ نازنین بھی ناطقۂ روشن بیان کی صورت سے متشکل ہوکر میرے آزار دہی اور
ایذا رسانی کی درپے ہوگی صاحبقران اکبر نے اُسی وقت اعمال مبطل سحر پڑھنا شروع کیے اور اُس نازنین پر بھی دم کیے اور لوح
کو بھی بغل سے نکال کے ملاحظہ کیا لیکن سطح لوح طلسم کو بھی صاف دیکھا ایک حرف نظر نہ آیا اور کوئی باطل سحر کا
عمل بھی ظاہر نہوا اب زیادہ صاحبقران اکبر کو تردد و تحیر نے گھیرا اور پھر گھبرا کر بار دیگر اُس نازنین سے فرمایا اے ملکۂ عالم

واللہ مجھے یہی دھوکا ہوا تم ملکۂ ناطقہ نہین ہو مگر اُسکی شکل سے مشابہہ ہو مگر اب یقین کامل ہوا کہ تم بے شک و شبہ ناطقۂ روشن بیان ہو اسمین فرق نہین ہو وہ نازنین بولی حضور جو فرمائین وہ بجا و درست ہو کسواسطے کہ حضور کے ارشاد کو کون رد کرسکتا ہو خصوصا میری کیا مجال کہ جو مین زبان بھی ہلا سکون یا خلاف مزاج حضور والا کے کوئی بات کہ سکون بیت

خلاف راے سلطان راے جستن	بخون خویش باید دست شستن

صاحب قران اکبر نے فرمایا اسوقت مین نشۂ طلسم مین اسقدر سرشار و لایعقل ہون کہ میرا فہم مطلق درست نہین ہی جو مین تمھارے بیان راست کو بالکل بے اصل و دروغ محض سمجھا تھا پھر یہی فرمایا ای ملکہ مجھے اب واقعی ثابت ہوگیا کہ ملکہ تمھین ہو آخر یہ کیا وجہ ہی کہ جو مجھے دھوکا دیتی ہو شاید از راہ مذاق کہتی ہو اے جان جہان تمھین انصافا کہو مین کسطرح تمھارے قول کو باور کرلون اور کہدون کہ تم ملکۂ ناطقۂ روشن بیان نہین ہو اس عالم مین دو شخص ایسے ہشبہ کہ فرق مطلق نہو ممکن نہین اخفا کرنے سے کیا فائدہ خیر کیا مضائقہ ہی جو امر واقعی ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکے پھر دوبارہ ہاتھ پکڑکے آغوش مین لیا اور اُسی عالم مدہوشی مین اُسکے لب و رخسار کے اسقدر بوسے لیے کہ عارض گلگون نیلگون ہوگئے بعد اسکے پھر جام شراب مے ناب گردش مین آیا پھر اُس نازنین ماہ جبین نے اپنے تابعین کو حکم طعام دیا بمجرد اس حکم کے کنیزین دوڑین اور جلدی جلدی باورچیون نے خاصہ نکالا دسترخوان نہایت تکلف سے آراستہ ہوا طعامہاے لذیذ و عمدہ انواع و اقسام چنے گئے۔ صاحب قران اکبر نے اور اُس نازنین نے خاصہ نوش فرمایا بعد اسکے کچھ تنقل بادام وغیرہ سے ذائقۂ زبان بدلا بعدہ پھر صحبت رقص و نوا کا سامان ہوا ساقیان سیمین ساق مع شراب ارغوانی حاضر ہوے اور نازنین ماہ جبین نے خود شاہزادے کی ساقی گری کی یعنے جام بلورین شراب مے ناب سے لبریز کیا اور شاہزادے کو دیا شاہزادے نے نوش فرمایا اسی طرح دوچار جام گردش مین آئے سرور شروع ہوا اختلاط و بوس و کنار ہونے لگا تا اینکہ ساری رات صاحب قران اکبر فلک قدر کو اسی عیش و نشاط مین گذری صبح کو شاہزادۂ عالی جاہ اُس صحبت نشاط سے اُٹھے وضو کیا اور دوگانۂ صبح ادا کیا بعد اسکے آرامگاہ مین جاکر آرام فرمایا۔ ظہر کے وقت بیدار ہوے دیکھا کہ وہ قصر و باغ بلبلان چمن حسن و خوبی سے بالکل خالی ہی یعنے اُن نازنینان زہرہ لقا کا اُس قصر و ایوان مین کہین پتہ نہین ہی اور نہ اس شب کی صحبت کے کچھ آثار پائے جاتے ہین شاہزادہ عالی قدر ایک عالم تحیر مین تھوڑی دیر تک گردن خم کیے بیٹھے رہے آخر اُٹھے اور دیر تک اُس قصر مین ادھر اُدھر پھرتے رہے اور دل مین کہتے تھے ای معز الدین تعجب ہی یہ کیسا طلسم ہی کہ ہر ایک وقت ایک معاملۂ تازہ پیش ہوجایا کرتا ہی بقولیکہ

ع - بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

ہم آج تک یہ سمجھے ہوے تھے کہ ملکۂ نوبہار کا مزاج نہایت تند و نازک ہی بلکہ تغافل شعار بھی ہی اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان نہایت مدمغ و تند مزاج ہی اور سلیم الطبع بھی ہی لیکن یہان اس سے بھی زیادہ ظہور مین آیا ہر ایک نازنین طلسم کو اتنی مزاج

دیکھتا ہون اور مروت تو کہین ان لوگون مین چھو نہین گئی معاذاللہ عجیب تغافل شعار دمفاک عالم یہان کی عورتین ہین انکو کسی کا پاس ولحاظ مطلق نہین ابھی آج ہی کا ذکر ہے کہ ملکۂ ناطقۂ روشن بیان نے ایسی تندمزاجی وکج ادائی میرے ساتھ کی ہے کہ مین بیان نہین کر سکتا انتہا یہ ہے کہ مجھے تنہا اس قصر مین چھوڑ کے ایسی غائب ہوگئی کہ اصلا پتہ نہین یہ نازنین ملکۂ نوبہار کی بھی بے وفائی پر سبقت لیگئی واقعی بڑی کج خلق وبے وفا عورت ہے اسکو میرا کچھ خیال نہین کیا بے تکلف یہان سے چلی گئی۔ صاحب قران اکبر اسی فکر مین باہر نکلے ابھی قریب دو کوس کے نہ گئے ہونگے یہ خیال آیا اے معزالدین واقعی میرا گمان اور خیال بالکل غلط تھا کیا معنے کہ ناطقۂ روشن بیان اس طلسم مین کہان آئی ہوگی کوئی سبب ناطقۂ روشن بیان کے یہان آنے کا معلوم نہین ہوتا اور اگر شاید یہان آئی ہوگی تو اسطرح بلے توجہی سے میرے پاس سے ہرگز نہ جاتی اسکی آدمیت وانسانیت سے بعید ہے اس کو طلسم حکماے پیشین کا ایک شعبدہ تصور کرنا چاہیے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر یہی بحث از خود کرتے ہوے آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے یکایک صاحب قران اکبر کے دل عشق منزل مین ایک نوع کا غلبۂ عشق وسوداے محبت ملکۂ روشن گہر کا ایسا پیدا ہوا کہ بیچین ہو گئے دو فرسنخ راہ طے کی ہوگی اسوقت بوجہ پیادہ پائی کے ایسی ماندگی عارض ہوئی کہ صاحب قران اکبر لب چشمہ سایۂ درخت مین بیٹھ گئے اور ایک ساعت آرام لیا دفعۃً گوشۂ بیابان سے ایک تتق گرد پیدا ہوا جب دامان گرد چاک ہوا علم لشکر ظفر شیم چمکتے ہوے نظر آئے اور علمون کے پھریرون سے علامت اسلام ظاہر ونمودار تھی جب وہ نشان قریب پہونچے معلوم ہوا کہ سیمگون وسیفان والنشار وتحلان مع ملکۂ افلاک مینائی وغیرہ سرداران کائنات طلسم مع فوج ظفر موج اور لشکر فیروزی اثر واسطے استقبال کے نہایت جاہ وحشم سے اسپان پری پیکر اور تختہاے روان پر سوار سامنے چلے آتے ہین جب اُن سردارون نے صاحب قران اکبر گردون حشم کو دیکھا یکبارگی اپنے اپنے گھوڑون سے کود پڑے اور ہر ایک سردار نے صاحب قران اکبر کی پابوسی کی صاحبقران اکبر نے بھی دست شفقت ہر ایک جوان عالی شان کی پشت پر رکھا اور سبکے حال پر نوازش وعنایت خسروانہ فرمائی بعد اسکے صاحب قران اکبر تخت روان پر سوار ہوے اور سیمگون تخت کی داہنی طرف اور بائین طرف النشار جنی باقی افسر پایۂ تخت کو تھامے ہوے اور آگے آگے تمام فوج شقے علمون کے کھلے ہوے باجے بجتے ہوے قدم بقدم نہایت جاہ وحشم سے سوار چلے اور عین راہ مین صاحب قران اکبر نے احوال گذشتہ اُن سردارون سے بیان کیا اور سیمگون جنی سے فرمایا اے جوان دلاور ہم تمکو اپنا محرم راز معتمد علیہ جانتے ہین لہذا تم سے اس حال کو دریافت کیا چاہتے ہین یقین ہے کہ تم اس اسرار طلسمی سے بخوبی واقف ہوگے سچ بتاؤ جو کچھ سیر وتماشا ہمنے اس قصر وباغ کا دیکھا ہے کیا کہنا چاہیے کیونکہ حیرت واستعجاب مین مبتلا ہین ہمنے یہ تماشا کسی طلسم مین نہین دیکھا اور نہ ابتک یہ اسرار ہماری سمجھ مین آیا کہ جو ہمارا استعجاب رفع ہوتا اے سیمگون صریح ہمنے ملکہ ناطقۂ روشن بیان بنت سلطان روح الملک کو اس باغ مین موجود پایا بلکہ ایک شب وہ ہماری شریک صحبت بھی رہی کوئی اختلاط معشوقانہ وناز محبوبانہ اٹھا نہین رہا مگر سخت حیرت وتعجب ہے کہ وہ نازنین وماہ جبین اس مقام عجا

ین کسطرح آئی مین نے ہرچند اُس نازنین سے دریافت کیا اور قسمین بھی دین لیکن اُس فتنۂ روزگار نے سوائے اسکے کہ
مین کنیزان خاص ملکۂ شمسہ تاجدار اور دختر ملک افلاک مینائی ہون اور کچھ نہ بیان کیا اور دوسرا طرفہ معاملہ یہ ہے اور سخت تعجب
کی بات ہے کہ اُس نازنین نے اپنے ناطقۂ روشن بیان ہونے سے انکار محض کیا حالانکہ از سرتاپا ملکہ ناطقۂ روشن بیان کی
صورت سے مشابہ ہے کسی خط وخال مین مین نے فرق نہ پایا یہ کیا معاملہ ہے مجھکو قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر تین امرون سے
خالی نہین ہے یہ کہ شاید یہ نازنین واقعی ناطقہ روشن بیان ہے اور جو کچھ اُسکا بیان ہے وہ محض فضول و بے اصل ہے مگر
بے وجہ جھوٹ بولنا اور بے اصل بات کو ثابت کر دینا اس سے کیا فائدہ ہے دوسرا یہ امر ہے کہ یہ کوئی زن ساحرہ میرے
دشمنون سے ہے کہ جسنے یہ ترکیب میری ہلاکت کے واسطے کی کہ ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کی شکل بنکے پردۂ دوستی مین
نقصان پہونچاوئن اور بدنام نہون تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید کوئی پریزادان طلسم سے بہ تبدیل ہیئت کوئی
مصلحت خاص اپنے دل سے پیدا کرکے ناطقہ کی صورت سے ظاہر ہوئی اور وہ مطلب براری مجھ سے اس پیرایہ مین چاہتی ہے
لیکن عجب نہین کہ امر اول فرضیہ ہو کسواسطے کہ ناطقہ کا اس باغ مین آنا ثابت نہین ہوتا اور بے وجہ اسقدر جھوٹ مجھسے
کیون بیان کرتی۔ مین اُسکی عادت وخاصۂ طبیعت سے خوب واقف ہون کہ وہ نازنین ایک بادشاہ جم جاہ کی دختر
بلند اختر نہایت صاحب وقار وفہمیدہ ہے بلکہ حسن اخلاق وتہذیب مین اپنا نظیر نہین رکھتی مجھے یقین کامل ہے کہ اُسکی
وضع سے نہایت بعید ہے تغافل شعاری و بے مروتی سے اُسکی کنیزون کو عار ہے لیکن اُسکے طرز کلام اور تراوش سخن سے
ایک طرح کا تفاوت پایا جاتا تھا اور شیوۂ مسخرگی اُسمین کہان اس صورت سے البتہ گمان قوی اور شک ہوتا ہے کہ وہ در اصل
ناطقۂ روشن بیان ہو تو عجب نہین ہے اور یہ سب امور وعلامات ونشانات آج مجھپر روشن وظاہر ہوے ہین یعنی مجھ مین
اسقدر ہوش وحواس نہ تھے جو مین عقل سے اُسوقت تمیز کرسکتا اسوقت جو کچھ خیال کرتا ہون صحیح معلوم ہوتا ہے بلکہ اُسی
شبہہ مین مین نے اسوقت اسماے بزرگ باطل السحر بھی پڑھے لیکن کچھ اثر اسکا مترتب نہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ سحر وغیرہ نہین تھا ورنہ اس اسم جلیل سے جادو ہرگز قائم نہ رہتا اور صورت اصلی صاف ظاہر ہو جاتی اب ایک امر سوم
باقی رہا وہ البتہ لائق قبول قیاس ہے کہ شاید کوئی پریزاد کسی مصلحت سے ملکہ ناطقۂ روشن بیان کی صورت ہو گئی ہو اُسنے
یہ تصور کیا ہو کہ یہ شخص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے نہایت مانوس ہے لہذا اسی کی صورت بنکر اسکو اپنے دام مین لاکر فریفتہ
کرنا چاہیے تاکہ اپنی کاربرآری عمدہ طور سے ہو جاوے بس اب سیکڑون اس امر سے مجھکو یہ حیرت ہے کہ اُس پریزاد نے ملکہ
روشن بیان کو کہان دیکھا جو اُسکی صورت سے مشابہ ہوئی مگر داد دی اُسکی کاریگری کہ کوئی خط وخال مین اختلاف
نہین ہوا ایسا ہمشکل ہونا شاید کسی نے دیکھا ہو اور اس حوصلے اور جراٴت کو دیکھنا چاہیے کہ خود ہی بیان کر دیا کہ مین
ناطقۂ روشن بیان سے واقف بھی نہین کون ہے مین تو ملک افلاک مینائی کی دختر ہون مین نے آج تک ناطقہ
کا نام تک نہین سُنا دیکھنا تو شے دیگر ہے اور اُسپر بھی مجھے یقین ہوتا تھا مین یہی کہتا تھا کہ تو ناطقۂ روشن بیان ہے

سیمگون نے عرض کی ای شہریار فلک اقتدار غلام اس معاملے سے ناواقف محض ہی مین نہین جانتا کیا اسرار تھا لیکن عجب
نہین کہ ملک افلاک اس رمز سے ضرور آگاہ ہو فدوی اُس سے دریافت کر دیگا مجھکو امید ہی کہ وہ ضرور مجھ سے کہدیگا
کبھی پوشیدہ نہین کرنے کا کسواسطے کہ وہ میرا دوست قدیم ہی مجھ سے نہایت محبت دلی رکھتا ہی مگر اس امر سے حضور بھی خوب
واقف ہین کہ معاملات طلسمی از سرتاپا نیرنگ و مثل شعبدہ کے ہوتے ہین عجب نہین کہ یہ بھی نیرنجات طلسمی سے کوئی شعبدہ
ہو اسواسطے کہ طلسم وہی شی ہی کہ جو عقل و فہم مین نہ آوے جسے دیکھنے سے حیرت ہو مگر حضور خاطر شریف جمع فرمائین جو کچھ
ہوگا ظہور مین آجائیگا پوشیدہ کب تک رہیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای سیمگون جس حال مین اُس نازنین نے یہ
ظاہر کیا کہ مین ملک افلاک مینائی کی دختر ہون پھر اس صورت مین مین ملک افلاک مینائی سے کسطرح دریافت کر سکتا ہون
یقین ہی کہ اس امر سے اُسکو حجاب و شرم ضرور عارض ہو اور وہ شرم زدہ چپ ہو جائے پھر کچھ جواب نہ دیگا اسوجہ سے
ملک افلاک مینائی سے دریافت کرنا اس بات کو بیکار ہی بلکہ اُسکو شرمندہ کرنا ہی اُسنے عرض کی یہ بات اسوقت ایک امر اور غلام
کے خیال مین آیا ہی وہ یہ کہ اس سرحد مین ایک گنبد ہیکل حکیم طحفوس کے نام سے مشہور ہی اور جو اُس گنبد عالی کا داروغہ
تھا بعد انتقال فرمانے حکیم صاحب کے وہ منصب داروغگی سے موقوف ہوگیا خلافت بھی جاتی رہی اور اس امر کی وجہ یہ تھی
کہ حکیم طحفوس کوئی چراغ خانہ امید نہ رکھتا تھا اور تمامی راز و اسرار طلسمی اُس حکیم عالی منزلت پر روشن و ہویدا تھے بایں وجہ
یہ بھی حکیم صاحب جانتے تھے کہ اب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہی اسوجہ سے حکیم صاحب نے اس منصب داروغگی کو کسی کو
نہ دیا کلیۃً ترک کر دیا اور ای شہریار اُس زمانہ مین یہ گنبد بھی بنظر خلائق سے پوشیدہ تھا بلکہ باطن طلسم مین شمار کیا جاتا تھا
اور غلام نے یہ بھی سُنا ہی کہ جسوقت مرحلۂ دوم طلسم فتح ہوگا تو یہ گنبد بھی ظاہر ہو جائیگا اور جب طلسم کشا صاحب لوح
بیضا کو کوئی امر کی تحقیق منظور ہو اور بکمال درجہ حیرت و استعجاب لاحق حال ہو چاہیئے کہ اُس ہیکل حکیم سے سوال حسب خواہش
کرے وہ مشکل ضرور حل ہوگی جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے اس حال کو سُنا نہایت خوش و مسرور ہوے اور اُسیوقت
اُسی سامان و جلوس خسروانی سے میناحصار مین تشریف لائے ایک روز ملک افلاک نے ضیافت و مہمانداری کی اور
صاحب قران اکبر عیش و نشاط مین مشغول رہے دوسرے روز سیمگون دلاور سے فرمایا کہ ای سیمگون اب اُس گنبد ہیکل
کی طرف چلنا چاہیے ہم اُس گنبد کا نہایت مشتاق ہون اور اُس عقدۂ جان خراش کو بھی حل کرنا ضرور ہی سیمگون دلاور
نے عرض کی حضور مرکب بادپا پر سوار ہون اور اس مرغزار پُر بہار مین کہ صید و شکار از حد ہی مشغول بشکار ہون وہ گنبد عالی اسی صحرا
مین واقع ہی کسی طرف نظر آجائیگا صاحب قران اکبر فلک قدر ایک اسپ برق رفتار پر سوار ہو کر مع یاران عالیشان و
سیمگون و سیفان و الشار جنی و محلان بعزم شکار جانب صحرائے میناحصار روانہ ہوے داہنی طرف قلعہ کے ہزارہا ہرن چراگاہ
مین چر رہے تھے اُنکا شکار کھیلتے ہوے قریب دس فرسنگ کے نکل گئے آفتاب وسط السما پر پہونچا یکایک اُس گنبد عالیشان کا قبہ
نظر آیا صاحب قران اکبر فلک قدر نہایت خوش ہوے اور فرحان و شادان اس گنبد کے قریب پہونچے اور شکر پروردگار عالم بجا لائے

اس گنبد کے اندر داخل ہوے اور وہ چارون رفقا دمساز بھی سایۂ وار ہمراہ تھے صاحب قران اکبر نے پہلے سورۂ فاتحہ
پڑھا اور ثواب حکیم اسقلینوس الٰہی اور اُنکے شاگردون کی روح پر بخشا بعد اُسکے اسم اعظم بزرگ کو پڑھنا شروع کیا جو واسطے
حصول مقاصد کے مقرر تھا بعد ختم اوراد اسم اُس ہیکل سے صدا آئی کہ السلام علیک اے عالی خاندان والا دودمان زبدۂ
شاہان وسلاطین جن ولبشر واے صاحب قران اکبر آپ کو فتح طلسم بغیہ وعقد ملکۂ شمسہ تاجدار و ملکہ ماہ سیما مع حصول جملہ
مقاصد ومطالب مبارک ومسعود ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا اے بندۂ مقبول درگاہ باری واے حضرت سراپا حکمت مجھے
حضور کے ارشاد سے نہایت تعجب ہی کہ ابھی کل دو مرحلے طلسم کے مفتوح ہوے ہین ابھی شکل امید کا نشان کہین نہین معلوم
ہوا اور حضور مجھے پہلے ہی سے مبارکباد وخوشخبری دیتے ہین معلوم نہین کہ آپ کس وجہ سے ایسے کلمات ارشاد فرماتے ہین
اس عرصہ مین دوبارہ پھر آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر طلسم کشا تم خاطر مبارک کو نہایت خوشی وخرمی سے جمع رکھو کہ جملہ تمھارے
کارہاے متعلقہ طی ہوچکے ہین اسواسطے کہ جب تم مرتبۂ اول ہی مین اس کائنات مین داخل ہوگئے اور ظاہر و باطن طلسم کی
تمام وکمال سیر بھی فرمائی اور جسقدر کہ دیوزبردست ونامی وبانی فساد تھے اُنکو قتل کیا اور اشرار وکفار وغیرہ طلسم طبقہ ہمام زنان
کو بھی غارت وبرباد فرمایا اور مرحلۂ دوم کو بھی فتح کرلیا اب کچھ باقی نہین ہی اور طلسم مرحلۂ اول کو مع تمام تعلقات کے بالکل
مسمار فرمایا اور اب ان مرحلون مین ایک جنگ خفیف رہگئی ہی اور کچھ تھوڑے سے مقامات طلسم ہین وہ بھی بتفضل ایزد باری
اور بزور دست وبازوے جہان کشائی فتح ہوے جاتے ہین اب آپ یہان سے مرحلۂ سوم کی طرف تشریف لیجائین حاکم مرحلۂ
مذکور حضور سے بخاطرداری پیش آئیگا لیکن ابھی بمصلحت بالذات خدمت مین حاضر ہونے سے عذر کریگا بعد فتح مرحلہ
حضور کی ملازمت حاصل کریگا یہ حاکم مرحلۂ مذکور مرد خوش وضع ودیندار یزدان پرست ونیک نیت ہی تم اُس سے
تعرض کسی طرح کا نہ کرنا کہ اُسنے اپنی ملازمت خاص فتح طلسم پر موقوف رکھی ہی تمکو چاہیے کہ تم اُسکے عذر کو قبول فرماؤ
بعد اسکے وہان سے مرحلۂ چہارم کی طرف تشریف لیجاؤ اور یہ لوح بیضا موجود ہی مشورہ کرلینا جو کچھ وہ ارشاد کرے عمل مین لانا
لیکن اسوقت اس کام کے انجام دینے مین مطلق توقف جائز نہ رکھنا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ یہ کام ضروری کیا ہی
صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ مین تعمیل اُس کام کی کرون اندر سے آواز آئی وہ کام یہ ہی کہ تم بضرب سخت وقوت
صاحبقرانی گرز ہفتاد منی سے اس تصویر سنگی کو پاش پاش کرنا اسواسطے کہ جب یہ تصویر سنگی ٹوٹ جاویگی لوگ بت پرستی
نہ کرینگے یہ تصویر سنگی بھی علامات طلسمی سے ہی فوراً باطل ہوجائیگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے تصویر حکیم مغفور اول ایک
امر اہم میرا ہی بغیر اُسکے طی ہوے مجھے کسی طرح قرار وآرام نہین ہی لہذا اُسکا طی کرنا ضرور ہی یعنے مجھکو اس طلسم مین عجیب وغریب معاملہ
حیرت فزا درپیش ہوا تھا مین اُسکی وجہ سے سخت تردد مین مبتلا ہون بلکہ مین اسوقت خاص اُسی تشویش وحیرت کو دفع کرنے یہان آیا
ورنہ میرا اور کوئی کام نہین بعد اسکے صاحب قران اکبر نے وہ تمام وکمال سرگذشت اپنی بیان کی یعنے ناطقہ روشن بیان کو دکھایا
اور اُس سے جواب وسوال کو اول سے آخر تک مفصل بیان کیا اُس تصویر حکیم سے یہ آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر

کشور ستان وای عالی خاندان والا دودمان یہ کیا بات حیرت انگیز ہی ابھی اکثر معاملات حیرت خیز و تعجب انگیز جو قیاس سے
باہر ہین تمکو پیش آئینگے اور اس سے تم سخت متعجب و متحیر ہوگے مگر حکیم عفقر طوس جنی سے جو حاکم طبقۂ اعلی باطن طلسم کا ہی دریافت
کرو وہ تمھارے حیرت و استعجاب کو بالکل رفع دفع کردیگا تشریف لیجاؤ مگر اول اس تصویر سنگی کو منہدم کردو قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر
نے سیمگون جنی سے فرمایا کہ ای دلاور اب مین کیا کرون مین ایسی سخت مشکل اور مصیبت مین ہون کہ بیان نہین کرسکتا یعنے اگر مین
تعمیل حکم حکیم نہین کرتا ہون تو بھی محل خوف و باعث عذاب ہی اور جو عمل مین لاتا ہون تو تصویر سے جو کرامت ظاہر ہوئی ہی
تمنے دیکھی ہی وہ فکر و تشویش تو تھی ہی اور یہ ایک نئی فکر پیدا ہوئی سیمگون نے عرض کی ای جناب یہ آپ کیا ارشاد فرماتے
ہین جو کام مشکل و سخت تر ہو اُسکو لوح بیضا مین ملاحظہ فرمائین اس امر مین لوح بیضا سے صلاح لیجیے جو ارشاد ہو اُسپر عمل
کیجیے صاحبقران اکبر نے اُسیوقت وضو کیا اور دوگانہ حاجت کو ادا کیا اور لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت
ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر طلسم کشا جسوقت تم فتح طلسم مرحلہ دوم سے فراغت پاؤگے اور اپنی اشیاے امانت یعنی جواہر و آلات
وغیرہ تقسیم کرچکوگے تم ایک باغ دل کشا و رشک ارم مین خود بخود پہونچ جاؤگے وہان اپنی محبوبۂ عاشقہ و صادقہ کی صورت
کو دیکھوگے اور طلسم کی وجہ سے اُسکی شکل و صورت کو دیکھ کے تمکو حیرت دامنگیر ہوگی بلکہ واسطے رفع حیرت تصویر
سنگی کے حکیم طحفوس سے کہوگے وہ تصویر حکیم طحفوس تم سے کہیگی کہ تم عفقر طوس جنی کے پاس جاؤ وہ اس حیرت و تعجب
کو دفع کردیگا بس اب ہم بھی یہی کہتے ہین کہ جو کچھ اُس تصویر حکیم طحفوس نے بیان کیا ہی وہ سب صحیح اور درست ہی تمکو
ضرور ہی کہ اُسپر عمل کرو اور جو کام کہ وہ تصویر حکیم تم سے کہے اُسکو بلا خوف و خطر عمل مین لاؤ اسمین کوئی صورت بجز نیکی کے
قباحت کی ہرگز نہین ہے ۔

جانا صاحبقران اکبر کا تصویر سنگی کے پاس اور شکستہ کرنا اُسکو گرز ہفتادمنی سے اور نکلنا اُسمین سے بیعان
جنی کا اور صاحبقران اکبر سے رخصت پانا



صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ لوح کو گردان کے بغل مین رکھا اور اُسیوقت بضربات گرز کوہ شکن اُس تصویر سنگی حاکم طحفوس جنی کو پاش پاش کر دیا جسوقت وہ تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ایک آواز مہیب ایسی پیدا ہوئی کہ گوش فلک کے بہرے ہوگئے اور از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہوگیا بعد ایک ساعت کے وہ دھوان دفع ہوا اور طوفان برطرف ہوگیا سامنے سے دیکھا ایک بزرگ صاحب حسن و جمال فرشتہ خو چلے آتے ہین جب وہ بزرگ قریب صاحب قران اکبر ذی شان پہونچے صاحب قران اکبر نے مؤدب سلام کیا اور اُس بزرگ نے جواب سلام دے کے مصافحہ کیا اور رخصت کی صاحب قران اکبر سے درخواست کی صاحب قران اکبر نے فرمایا قبلۂ من سخت حیرت ہے کہ ابھی مین آپ سے بخوبی ملنے بھی نہین پایا اور کلمہ و کلام کی نوبت بھی نہین آئی اور رخصت طلب فرماتے ہین آپ خود ہی انصاف کرین کہ مین کسطرح آپکو رخصت کردون اور کیونکر میری زبان سے نکلے کہ آپ تشریف لیجائین یہ امر خلاف آئین مروت و اخلاق ہے اُس بزرگ نے فرمایا اے شہریار عالی وقار اِس ناچیز کا نام بیعان جنی ہے اور عمر بھی یقین ہے کہ قریب آٹھ سو برس کے ہوگی اور یہ تابع فرمان اجنۂ طبقۂ اعلے سے ہے بروقت بنائے طلسم بانیان طلسم نے اس غلام کو بزور علم تسخیر مسخر کیا ہے اور اِس طلسم عالی کو تیار کر کے کل راز و اسرار طلسمی سے اس خادم کو مطلع کر دیا بعد اسکے مجھکو اِس تصویر سنگی پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ ہر وقت یہین موجود رہ اُس وقت سے آج تک حسب الحکم بانیان طلسم مین یہین رہا اور تعمیل احکامات بجالایا و بانیان طلسم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جسوقت عمر طلسم تمام ہوا اور طلسم کشا صاحب قران اکبر صاحب لوح بیضا طلسم عالی مین واسطے فتح کرنے طلسم کے تشریف لائے اور بعد فتح مراحل طلسمی مرتبۂ سومی مین اِس گنبد مین پہونچے تم اُسوقت طلسم کشا سے درخواست اسکی کرنا کہ اِس تصویر سنگی کو بضربات گرز گران سر توڑ کر منہدم کر دو کہ عمر طلسم آخر ہے اب اِس تصویر کا رہنا مصلحت نہین ہے اور جب گنبد درہم و برہم ہو جاوے اُسوقت تو طلسم کشا سے رخصت طلب ہونا کہ اب تیری خلاصی کا بھی زمانہ آپہونچا ہے بس اے شہریار مین موافق عہد و پیمان کے ایک مدت دراز و زمانۂ بعید تک اسی تصویر سنگی کے پاس رہا اب چونکہ وقت مخلصی میرا قریب ہے کہ عمر کائنات طلسم کی ختم ہوگئی اور مین نے حضور کی بدولت اس قید دوامی سے رہائی پائی اور نور جمال مہر تمثال حضور سے چشم مشتاق منور ہوئی اور سعادت قدمبوسی بھی حاصل ہوگئی لہذا اب مین حضور سے رخصت کا طلبگار ہون اِس واسطے کسی دامنہ کوہ مین تنہا بیٹھ کے یہ چند نفس حیات مستعار کے عبادت پروردگار مین بسر کرونگا یقین ہے کہ راہ مین حکیم عنفرطوس جنی کی بھی زیارت سے مشرف ہون اور اپنے محسن صاحب قران اکبر فلک قدر کا مین آزاد کردہ ہون اُسکی جان و مال و ازدیاد جاہ و ترقی اقبال کی دعا کرتا رہونگا حضور کا احسان اِس خاکسار جان نثار پر از حد ہے مین شکریہ اُسکا کس زبان سے ادا کرون قصہ مختصر صاحب قران اکبر اُس بزرگ عالی صفات کی گفتگو سے خوش سے نہایت مسرور ہوے اور بانیان طلسم کی فہم و ادراک اور انتظام عمل و علم پر ہزار ہزار آفرین و تحسین فرمائی بعد اسکے اُس بزرگ عالی منزلت یعنے بیعان جنی کو مجبوری و ناچاری سے رخصت کیا اور فرمایا اے خدا شناس جسوقت تم حکیم عنفرطوس جنی کی خدمت فیضدرجت مین

پہونچو تو اُس عالی منزلت سے بعد از سلام نیاز و بصد اشتیاق ملاقات کے ہماری طرف سے کہنا کہ شعر

نا بدان منزل عالی نتوانیم رسید ۔ ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بیعان حبشی سنکے کہا بسر وچشم حضور کے ارشاد کو بجالاؤنگا فی امان اللہ یہ کہکے صاحب قران اکبر کشورستان سے رخصت ہوکے روانہ ہوگیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے بعد اس قیل وقال کے جو ملاحظہ فرمایا کہ وہ گنبد رفیع وعالی اور باغ رشک فردوس برین اُسی طرح برقرار وموجود ہی ایک فقط وہی تصویر سنگی نہین ہی باقی سب بدستور موجود ہی اور طرفہ یہ امر دیکھا کہ اُس تصویر کے ٹکڑے بھی نظر نہ آئے بس یہ ملاحظہ فرماکر صاحب قران اکبر کے دل مین ایک نوع کا خیال پیدا ہوا نہایت تحیر وتعجب سے فرمایا کہ اس دار ناپایدار کا کچھ اعتبار نہین یہ دنیا محض ناپائدار ہی مثل ایک طلسم کے یہ بھی ہی ثبات مطلق نہین صاحب قران اکبر ایسے ایسے خیالات بے ثباتی دنیا سے مکدر وافسردہ خاطر ہوے اور اُسی حالت تکدر وملال مین سیر باغ کرتے اور تماشاے قصر دیکھتے دوبارہ شکارگاہ مین تشریف لائے اور شکار مین مشغول ہوے تھوڑی دیر مین ایک ہرن کمند سے باندھ کے اپنی قیامگاہ مین واپس آئے اور پھر اُس آہوے حبشی کے ہاتھ پاؤن مارنے پر رحم آیا بس اُسی وقت صاحب قران اکبر نے اُس آہوے تازہ گرفتار کو چھوڑ دیا اور اُسی حالت سراسیمگی اور پریشان حالی مین مبتلا وہان سے شہر مینا حصار مین داخل ہوے ۔ ملک افلاک مینائی کے سامنے وہ تمام واقعہ بیان کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا مرحلۂ سوم یعنے متانت نگار کی طرف روانہ کیا جائے اور خود بھی تیاری سفر مین سرگرم ہوے ۔

تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کشورستان کا طرف مرحلۂ سوم کے اور اطاعت نمائیانہ کرنا ملک متین آہن پوش کا اور کوچ کرنا وہان سے مرحلۂ چہارم کی طرف اور دوسری بار جنگ وحرب لاقوت شاہ اور ملک زر دھنگ حاکم مرحلۂ چہارم وغیرہ کفار واشرار کی لشکر اسلام سے اور پھر فتح کرنا بمدد واقبال طلسم کشا کا دونون مرحلون کو جو باقی ماندہ تھے اور دستیاب ہونا مال واسباب طلسمی بقدرت قادر حقیقی

نظم

فریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین	یہ دشت وہ ہی جہان آب زیر کاہ نہین
ہوا اِس غمسے سے بہتر کوئی سیاہ نہین	بتون کے ناز سے دُکھ دیکھ کے گئے ہین دل
کھڑے ہین کھولے ہوے اپنے سینہ کو عاشق	تمھاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین
بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین	
وہ کون ہی کہ خدا سے جو داد خواہ نہین	
نہوئے کوشش زد یار تو عجب کیا ہے	

قد بلند سے کوتاہ ہی آہ نہین
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہی
دکھاؤن کسکو وہ رُخ چشم مہر و ماہ نہین
غریب کو نہ کرین قتل خط کرین پرزے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین
فقیر بنکے قدم مار اسمین اے آتش
مرا گناہ ہی قاصد کا کچھ گناہ نہین
چمک چمک کے نکلنے کا حال کھلجاتا
طریق احمدؐ مرسل سے شاہراہ نہین

رہ نوردان عالم خیال و سیاحان اقلیم مقال صفحۂ قرطاس پر اسطرح نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب خسرو عالی گہر شاہنشاہ دادگر صاحب قران اکبر فلک قدر شاہزادۂ معز الدین دلاور مع لشکر ظفر پیکر گنبد ہیکل حکیم طحفوس جنی سے فارغ ہوکر بخاطر جمعی تمام حسب دلخواہ اُس یکرنگی کو درہم برہم کرچکے پہلے شہر مینا حصار مین تشریف لائے اور پیش خیمہ و اُردوے معلے کو مرحلۂ سوم کی طرف روانگی کا حکم فرمایا دوسرے روز خود بدولت واقبال بھی مع سرداران تہور شعار و افسران دشمن شکار شہر سے سوار ہوکے بعد طی مراحل وقطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین پہونچے اور بارگاہ فلک اشتباہ کو ایک مقام فرحت التیام مین جہان سے ملک متانت نگار یارہ فرسخ رہگیا تھا استادہ کرایا اور بوجہ لطافت آب وہوا اور کثرت شکار کے دوروز اُس دشت پرفضا مین خیمہ زن رہے تیسرے روز عروج دلاور نام ایک معتمد خاص کو ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے کچھ مال اور قسم تحفہ وغیرہ ہر ایک شہر کا دیکر مع ایک قطعۂ عرضداشت صاحب قران اکبر کی خدمت مین بھیجا جب عروج دلاور دربارگاہ پر پہونچا صاحب قران اکبر کو درگہ سالار نے عروج قاصد ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کے حاضر ہونے سے مطلع کیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے حکم دیا کہ عروج قاصد کو جلد لاؤ عروج دلاور نے حاضر ہوکر مجرا گاہ سے مراتب آداب شاہی کو ادا کیا اور ملک متین آہن پوش کی طرف سے حال شوق قدمبوسی عرض کیا اور اُس عریضہ کو مع اُس تحفہ وہدیہ کے پیش کش کیا صاحب قران اکبر نے اُس عرضداشت کو ملک افلاک کو دیا اور فرمایا اسکو ہمارے سامنے پڑھو ملک افلاک نے بآواز بلند نامہ کو پڑھا مضمون مندرجہ یہ تھا۔ ای شہریار فلک اقتدار بادشاہ جم جاہ سلطان عالی قدر صاحب قران اکبر طلسم کشا صاحب لوح بیضا زوج ملکۂ شمسہ تاجدار خورشید لقا یہ غلام حضور کا بدل وجان مطیع وفرمان بردار ہی لیکن بمصلحت حلقۂ اطاعت سے پوشیدہ گوش جان کو زیب وزینت دی ہی اور حصول قدمبوسی سے بالفعل معذور اسوجہ سے ہون کہ فدوی نے بزرگون سے سُنا ہی اور اسی طرح سے ہدایت بھی ہی کہ جسوقت طلسم کشا اس سرزمین پر وارد ہو فوراً تو بھی باطاعت وفرمانبرداری پیش آنا مگر جسوقت تک طلسم مرحلہ باطل نہ ہولے تو سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز نہونا اسواسطے حضور سے امیدوار ہون کہ قصور عدم ملازمت معرض عفو مین آئے اور یہ خطا معاف فرمائی جائے اور غلام کے حال پرملال پر نظر الطاف خسروانہ فرمائی جائے انشاءاللہ تعالیٰ جسوقت اس مرحلہ کا طلسم باطل فرمائینگے یہ غلام فوراً حاضر خدمت ہوگا اور شرف قدمبوسی حاصل کریگا اور جو شاید یہ شرط حضور کے خلاف مزاج مبارک ہو اور ناگوار ہو تو پھر حضور جسطرح سے ارشاد فرمائینگے غلام بسر وچشم بجا لائیگا اور بزرگون کی وصیت وتلقین کو خیال بین کبھی نہ لائیگا غلام فوراً ملازمت عالی مین حاضر ہوگا۔

شعر

تابع حکم آن جہان دارم	ہر چہ فرمان شود بجا آرم

صاحب قران اکبر فلک قدر نے مضمون عرضداشت سُنا اور پیشانی پر اُس عرضداشت کی بدستخط خاص یہ ارقام فرمایا کہ ہمنے اس تمھاری تحریر کو بدل منظور و قبول کیا جسوقت تمھارے شرائط آبائی پورے ہولین تم اُسی وقت آنا و اسلام اور عروج کو حوالہ کیا پانسو روپیہ اور ایک گوشوارہ عروج کو مرحمت فرماکر رخصت فرمایا اور عروج سے زبانی بھی یہی فرمایا کہ ما بدولت و اقبال نے تمھاری درخواست کو قبول و منظور فرمایا بعد ازان صاحب قران اکبر نے دوگانہ شکریہ کو درگاہ یگانہ عالم مین ادا کیا اور کہا الحمد کہ ہمارا منشاے دلی اور مقصود قلبی کہ عبارت ترقی اسلام و رواج دین سے ہے اُس کارساز عالم و عالمیان نے کس سہولت سے حاصل کروایا کہ مطلق ہمکو تردد کرنا نہ پڑا سیمگون نے عرض کی کہ حضور کے جملہ مقاصد و مطالب اسی طرح بے منت خلق بوجہ احسن ایزد پاک برلادیگا اور لتصدق مین حضور کے ہم مرادمند بھی اپنے مطالب دلی کو پہونچین گے صاحبقران اکبر نے فرمایا ای سیمگون اب تو اس مرحلے کی طرف سے ہر نوع ہماری خاطر جمع ہو چکی اس امر سے مطمئن ہون اب تم ہمارا پیش خیمہ مرحلۂ چہارم کی طرف روانہ کرو بمجرد حکم صاحب قران اکبر کے سیمگون دلاور نے اُسی وقت پیش خیمہ روانہ کیا اس عرصہ مین عروج قاصد ملک متین آہن پوش واسطے سلام رخصتی کے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے ایک خلعت حسب لیاقت عروج کو عنایت فرمایا اور کہا تم ملک متین آہن پوش سے کہدینا کہ اب تم بندگان مقبول بارگاہ سے ہمارے ہوے اور ما بدولت تمھاری خوش نیتی و حسن تدبیر سے نہایت خوش ہوے اب انشاء اللہ تعالے زمانہ طلسم کے فتح کا بہت قریب آپہونچا موافق ارشاد لوح بیضا ظہور اُسکا ہوا چاہتا ہے اور بالفعل ہم زیارت کو حسب الحکم لوح مرحلۂ چہارم کی طرف جانا چاہتے ہین بعد انفراغ معاملہ جنگ و جدل مرحلۂ چہارم پھر بفراغت تمام و خاطر جمعی سے ہم تمسے ملینگے عروج دلاور یہ پیغام نیک انجام صاحب قران اکبر عالی مقام کا لیکے خوش و خرم روانہ ہوا بعد جانے عروج دلاور کے صاحب قران اکبر بھی با حشمت و اقبال اسپ پری پیکر پر سوار ہوکے بسمت مرحلۂ چہارم تشریف فرما ہوے

اب راوی نازک خیال صاحب قران اکبر فلک قدر کو اثناے راہ مرحلۂ چہارم مین چھوڑکر دو کلمہ حال لاقوت مرتد بدسرکش کے معرض بیان مین لاتا ہے-

بازارگان بندر سخن و صیرفیان دار العیار ہنر دفن اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت لاقوت شاہ نمک حرام راندۂ درگاہ ایزدی دامنۂ کوہ سبز مین پہونچا اور معرکہ آرا ہوا اور حال جنگ دگرگون نظر آیا یہ مردود ازلی صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے فرار ہوگیا اور افتان و خیزان و حواس باختہ و پریشان حال پہلے شہر عسکریہ کو قبض و تصرف مین ملک اذرخش کے دیکھا اور کسی طرح اپنا امن و جاے قیام نہ دیکھا ناچار مرحلۂ سوم کی طرف خیز کر گیا اور حاکم مرحلہ کو مکر و فریب دینا چاہتا تھا

لیکن حاکم مرحلہ یعنے ملک متین آہن پوش نے نہایت بردباری وتحمل کو کام فرمایا اور لاقوت شاہ کو جواب سخت و دندان شکن
دیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ یہان بھی میرا مکر کارگر نہوا اور فریب نے کچھ کام نہ کیا آخر یہ حرام زادہ بے نیل مرام وہان سے
بھی چلا اور ناشنا کوب قطع مراحل وطی منازل کرتا ہوا مراحل چہارم مین پہونچا وہان زادان بے ایمان ملک زردھنگ
حاکم مرحلۂ چہارم کا وزیر ومدار المہام شرارت وبدذاتی مین شیطان کا بھی اُستاد بے مثل وبے نظیر تھا وہ شوم بخت
شیطان مجسم ملک زردھنگ کے پاس گیا اور کہا اے ملک زہے یاوری بخت وبلندی اقبال تمھارا کہ حاکم مرحلۂ اول
بادشاہ جملہ سلاطین طلسم لاقوت شاہ بادشاہ مقرب درگاہ خداوند ابلیس خود تمھارے پاس آیا اور پناہ چاہتا ہی اب
کوکب بخت تمھارا چمکا یہ وقت بے فکر دشمن سے بیٹھنے کا نہین ہی جلد تر اسکا استیصال کرکے نہایت اعزاز واکرام سے
بادشاہ جم جاہ کو ہمراہ اپنے شہر مین لانا چاہیے اب مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون کہ یہ شاہ عالیجاہ بہت بڑا بادشاہ
صاحب حشمت وجاہ ہی اسکی بزرگداشت جہانتک آپ سے ہو کم از کم ہی اور تواضع اور دلجوئی مین اسکی کوئی درجہ فروگذاشت
نہو یہ ایسا ہی ذی حشم ہی اس سے بہت سے کار اہم نکلینگے بلکہ مرتبہ شاہنشاہی کو پہونچ جاؤگے ملک زردھنگ اس گفتگو
کو زادان وزیر کی سُنکے خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا۔ راوی کہتا ہی ملک زردھنگ یزدان پرست تھا مگر زادان فریفتہ وزیر
مکار نے اغوا ایسا کیا کہ ملک زردھنگ مرتد ہوگیا اور اب شب وروز نہایت تردد وتفکر مین مبتلا رہتا ہی اور ہر لمحہ اس
خیال مین مبتلا رہتا ہی کہ یہ عجب آدم زاد عالی نژاد ہی کہ تنہا طلسم عالی منازل کے فتح کرنے کے قصد سے یہان آیا ہی اور
مرحلۂ اول طلسم کہ جو نہایت سخت ودشوار تھے مثل کوہ زاغان اور چشمۂ مائیل وطلسم خندق وچتر یاقوت کے ان سب کو
کس آسانی وسہولت سے باطل کردیا اور جو جو دیوان زبردست طلسم کے تھے اُنکو اپنے قوت دست وبازوے خاک وخون
مین ملا دیا ایک کی کچھ تدبیر وبہادری پیش رفت نہ گئی سب طعمۂ شمشیر قضا ہوگئے ابھی دیکھتے ہی دیکھتے مرحلۂ دوم کو مع تصویرنگی
حکیم طمحقوس کے باطل کردیا اور اُس تصویر کو ایسا پاش پاش کیا کہ ٹکڑے بھی اُسکے کسی کو نہ ملے وہ وہ بادشاہان عظیم الشان
جنکے پاس فوج ولشکر بے حد وحساب تھا اُنکو بھی ایسا پسپا کیا کہ اُنکو بجز گریز کے اور کچھ نہ سوجھا کسی جگہ جاے امن نہ پائی تب
یہانتک پہونچنے کی نوبت آئی یہ فقط دو مرحلے یعنے مرحلۂ چہارم وسوم باقی رہگئے ہین سو یہ اُسکے نزدیک چندان سخت ودشوار
نہین ہین یقین ہی کہ عنقریب یہ بھی نہایت آسانی سے باطل ہوجاوینگے اے زردھنگ ایسے شخص بہادر سے کہ جو اپنا نظیر نہ رکھتا ہو
اور موید من اللہ ونظر کردۂ بزرگان دین ہو تو کسطرح عہدہ برا ہو سکتا ہی اول تو وہ خود ایسا جوان عالی شان ہی کہ جولا کھون
پہلوانان تہمتن ودیوان کوہ شکن کو دم مین خبر دار کرکے جہنم کو روانہ کردیتا ہی اور اُسپر یہ طرہ ہی کہ اب سپاہ وفوج ظفر موج
بھی اسقدر جمع ہی کہ جسکا حساب نہین اُس سے جنگ مین عہدہ برا ہونا خیال مین نہین آتا بلکہ میری دانست مین اُسکی تمام فوج
ولشکر کا ایک ایک جوان ایسا بہادر دوران ہی اور رستم زمان کہ دیو کی کچھ حقیقت نہین کیسی ہی حریف کی فوج کثیر ہو کچھ خیال
مین نہین لاتے اور واقعی جس مہم پر چڑھے بے فتح کیے نہین پھرتے پھر اُنکے افسر اعلےٰ کا کیا ذکر کیا جائے میرے خیال مین تو جنگ

ویکار کیسی ایک حملہ مین اُس سرزمین کو بالکل پامال کردیگا قطع نظر اور سب امورون کے ایک لوح بیضا بادی طریق طلسم اُسکی
رہبری کو اور مددگاری کے واسطے کافی ووافی ہے اُسکے مقابلے مین کسی چیز کی حقیقت نہین ہی اور حق تو یہ ہی کہ وہ خود نہنگ بحر شجاعت
وشیر بیشۂ میدان تہوری وجلادت ایسا بہادر زمان ودلاور دوران ہی کہ ہر ایک سلاطین عالم سے اُسکے دبدبۂ ورعب شاہنشاہی
سے بفخر یہ حلقہ بگوش ہے بلکہ اکثر گم ہو جانے لوح طلسم پر بھی وہ جوان مرد میدان کارزار یکہ وتنہا معرکہ رزم وپیکار مین داد
شجاعت ومردانگی دیا کیا ہے کبھی کسی طرح کا اُسکے چہرے پر یاس وہراس کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور بمدد واقبال ویاری بخت
سے لوح طلسم کو کس سہولت وآسانی سے لیا اور مہم کو بھی سر کیا اور طرفہ امر یہ ہی کہ کسی سحر وافسون نے بھی اُسپر اثر نہ کیا جنانچہ
سے افسون گر کو کہ جو اپنے کو صاحب قران روزگار جانتا تھا اور بہادری وقوت مین رستم واسفندیار کو ایک طفل ہفت سالہ
سے بھی کم تر سمجھتا تھا اُس پہلوان زمان نے بزور دست وقوت کشورستانی وقلعہ کشائی سر میدان کس ذلت وخواری سے
قتل کیا کہ مرغان صحرائی بھی اُسکے حال بدمآل پر افسوس کرتے تھے اور ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم کو کس بہادری سے
اُس قید سخت سے کہ جس قید سے کسی دیو یا پری کی کیا مجال وطاقت کہ جو چھڑا لاتا اُسکو یون آن واحد مین رہا کر کے نجات دی
اور اُس مرحلے کو بھی فتح کرلیا اور جسقدر دیو اور جن کہ اُس مرحلے کے پاسبان ونگہبانی کے واسطے مقرر تھے وہ سب
تہ تیغ بے دریغ ہوے کوئی نہین سامنے اسکی تلوار کے آسکا دیکھا ای زردہنگ اب بھی سمجھ اور خوب غور کرلے کہ ایسے شخص
قوی بازو وبلند بخت وجوانمرد صاحب اقبال فیروزی مآل نظر یافتۂ موکلان سماوی مقبول بارگاہ الہی سے جنگ ومقابلہ
معاذ اللہ بلکہ یہ ضرور واجب الاطاعت ولائق ستایش ہی اس سے مقابلہ کرنا خطا ہی اور اپنے نفس ومال وملک ورعایا
پر جفا ہی قصہ کوتاہ ملک زردہنگ ۔ صاحب قران اکبر فلک قدر کے کارہاے نمایان وقوت رستمانہ کو دل مین خیال کرتا
تھا اور بجاے خود معقول ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ جو مین زاداان وزیر کے کہنے پر عمل کرتا ہون اور طلسم کشا سے بر سر پرخاش
ہوتا ہون اور محاربہ ومجادلہ پیش آتا ہون تو بجز رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا مگر یہ شوم بخت نہین معلوم بجاے خود
کیا سمجھا ہی جو مجھ سے باصرار تمام یہی کہتا ہی کہ بت پرستی قدیم ہی اور یہ مذہب یزدان پرستی ابھی تھوڑے دنون سے شایع
ہوا ہی لہذا دین قدیم کو ترک کرکے مذہب جدید اختیار کرنا لازم نہین چنانچہ اور طرح طرح کی خرابیان متصور ہین جسمین سے
مین باغواے زاداان وزیر یزدان پرستی سے منحرف ہوا اور ابلیس کو سجدہ کیا ہر روز اُسکی پرستش کرتا ہون مگر اس
وقت تک ابلیس پرستی کبھی کام میرے نہ آئی کہ کچھ حسب مراد ظہور مین آتا اور نہ کسی طرح کی ابلیس نے میری مدد واعانت
کی کہ جس سے اس دین کی خوبی مجھپر ظاہر ہوتی اور نہ میری خاطر جمع ہوتی بلکہ برخلاف گذشتہ کے تمام کاروبار طلسم کی روز بروز
خرابی وبدتری ہوتی جاتی ہے جس امر کو دیکھتا ہون خراب نظر آتا ہی صدہا پہلوانان رستم توان چشم زدن مین تہ تیغ بیدریغ
ہوگئے اور کچھ بھی ابلیس نے مدد نہ کی اور اُس جوان عالی شان صاحب قران اکبر فلک قدر کا خداے نادیدہ البتہ ہر امر
مین اپنے بندہ کا مددگار ہی اور کس طرح مہمات سخت کو کسطرح آسان کردیا ۔ راوی کہتا ہی کہ ملک زردہنگ گاو سپر

آزاد بخت ایک رفیق دمساز نہایت خیر خواہ و کارگذار صاحب عقل و فہم تھا ملک زردھنگ اُسپر نہایت اعتماد رکھتا تھا اور وا قعی وہ معتمد تھا ایک روز ملک زردھنگ نے اُس اپنے رفیق سے جو جو اندیشیان اور خیالات تھے اُنکو بیان کیا آزاد بخت نے کہا ای شہریار تمھاری راے خاص اس بارے مین نہایت درست ہی ہرگز نقصان متصور نہین ہی آیندہ تمکو اختیار ہی تمھین اپنے قول و فعل کا اختیار ہی جو تمھاری راے ہو اُسپر عمل کرو اور اگر ابلیس پرستی بعقیدۂ تمام منظور ہی تو براہ امتحان چندروز ابلیس کی خوب پرستش کرو اور اپنی حاجت روائی اُس سے چاہو دیکھو اس سے کیا حاصل ہوتا ہی اگر کچھ بھی ابلیس مین قدرت ہوگی ضرور تمھاری دستگیری کریگا اور اگر خداوندی کچھ بال نہین ہین تو پھر جو کچھ مناسب ہوگا وہ عمل مین لانا اور جو کچھ مصلحت وقت دیکھنا اسپر کاربند ہونا ملک زردھنگ کو اُس شخص عقلمند کی راے پسند آئی اور موافق اُسکے مشورے کے عمل مین لایا یعنے ابلیس کی پرستش زیادہ تر کرنا شروع کی رات دن مین پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ سجدہ کرنا شروع کیا اور اپنی مراد دل کو مانگنے لگا اب وہ زمانہ ہی کہ ملک اذفرشاہ کو صاحبقران اکبر فلک قدر نے قید طلسم سے نجات دی اور حیتر یا قوت بھی حاصل ہوچکا اور فرتوت وزیر عسکریہ مین قتل ہوا اور وہ شہر عسکریہ از سرنو اسلام آباد ہوا یہ اخبار آتش متوحش سُنکے پھر دوبارہ ملک زردھنگ نے آزاد بخت سے کہا ای یار وفادار آگاہ ہو کہ مین نے اس عرصہ مین از حد ابلیس پرستی کی لیکن آثار کار براری مطلق ظاہر نہوئے اور بلکہ نتیجہ بالعکس ظہور مین آیا یقین ہی کہ تمنے سُنا ہوگا کہ سرزمین طلسم مین کیا قیامت برپا ہو رہی ہی اب فقط یہ امر باقی ہے کہ فوج حریف آوے اور تمام بندگان ابلیس کو تہ تیغ بیدریغ کر دے اسوقت کوئی جاے عافیت بھی باقی نہ رہیگی آزاد بخت نے کہا ای شہریار اب بتائیے اسوقت صلاح وقت کیا ہی میری راے یہ ہی کہ طلسم کشا کی تشریف آوری کا منتظر رہنا چاہیے کہ تشریف آوری طلسم کشا کی اسطرح سے ہی جسطرح ہر ذی روح کے واسطے موت کا آنا ہی اور فتح بھی کل طلسم کی اُسی ذات مجمع صفات پر مقرر ہی خواہ حکم خدا سے ہو خواہ ابلیس کے حکم سے ہو اس راز سے زادان وزیر بھی واقف ہوگیا ملک زردھنگ اس گفتگو کے بعد خاموش ہوگیا مگر اسکو اس اندیشہ و خیال سے توحش رہا اور یہ تھین امورات و وجوہات کے سبب سے اول ہی لاقوت شاہ کو لکھ چکا ہی کہ مین اپنی سرحد سے ایک قدم باہر نہین رکھ سکتا لہذا بجز اس سرزمین کے دوسری جگہ تمھاری کمک نہین کر سکتا ہان اگر تم خود یہان آجاؤ تو البتہ مین شریک حال رہ سکتا ہون جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا اُسمین دریغ نہین کرونگا اب ملک زردھنگ ایسے ایسے وجوہات کا خیال کر کے اپنے اُس نوشتۂ تقدیر سے نہایت نادم و پشیمان بھی ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ کونسی صورت ایسی ہو جو اس مردک سے خلاصی ہو نہایت حیران و پریشان ہی اور اپنی سخن پروری کا پاس و لحاظ ہی ادھر صاحبقران اکبر فلک قدر کی شمشیر دیوکش کا خوف و ہراس ہلاک کیئے ڈالتا ہی خیر خرابی و تباہی طلسم کی شایع ہوتی جاتی ہی کہ صاحبقران اکبر نے آج مرحلۂ دوم کو فتح کرلیا اور یزدان پرستان ظاہر و باطن طلسم نے اُنکی اطاعت قبول و منظور کی اور کل طلسم ہیکل حکیم بھی باطل ہوگیا اب ملک زردھنگ کو زیادہ تردد اور نہایت تشویش و فکر رہتی ہی لیکن بوجہ سخن پروری کے

کوئی بات منھ سے نکالتا ہان جب بہت مجبور و ناچار ہوتا ہی تو کبھی کبھی خیال دل اپنا آزاد بخت سے البتہ کہتا ہی آزاد بخت بھی کبھی تو سن کے چپ ہو رہتا ہی اور کبھی کچھ کہدیتا ہی لیکن جو کچھ وہ کہتا ہی وہ خالی از انصاف نہین ہوتا اس عرصہ مین لاقوت شاہ شکست سخت کھا کے افتان وخیزان حیران و پریشان ملک زردھنگ کے ملک مین پہونچا اور زادان گمکردہ راہ نطفۂ شیطان نے واسطے استقبال لاقوت شاہ کے فمایش کی پس ملک زردھنگ سنکے خاموش ہوگیا او کچھ جواب نہ دیا۔ الغرض زادان نے لاقوت شاہ کی آمد سے ملک زردھنگ کو اطلاع دی اور استقبال کے واسطے کہا ملک زردھنگ نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا ای زادان آگاہ ہو کہ مین نے تیرے ہی اغوا سے دین اسلام کو ترک کر کے مذہب و آئین ابلیس پرستی اختیار کیا تو خوب آگاہ ہی کہ بارہ تیرہ برس سے اس دین جدید کو اختیار کیے ہون اور موافق تیری ہدایت و رہنمائی کے اب ابلیس کو سجدہ کرتا ہون اور مین نے ایسی پرستش کی ہی کہ ایک لمحہ اور کوئی ساعت ایسی نہین گذری کہ جو مین نے بندگی نہ کی ہو جو حق پرستش تھا وہ ادا کیا اور ہنوز اسی پرستش مین مصروف ہون سکے واسطے مین نے بتخانہ خاص قریب مکان کے بنوایا ہی اور مین شب و روز عبادت ہی مین رہتا ہون ابلیس کی بندگی سے غافل نہین ہون یہانتک کہ نصف شب کو بھی بتخانہ مین جاتا ہون سر برہنہ نہایت عجز و زاری سے مراد مانگتا ہون اور سجدہ کرتا ہون بلکہ اے زادان مین نے آرام و عیش سب ترک کر دیا اسقدر تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارہ کی ہی اور یہی ابلیس کی خدمت مین میری دعا ہی کہ اے خداوند ابلیس اب یہی وقت دستگیری اور مددگاری کا ہی اپنے بندگان خاص کی حالت درماندگی اور عاجزی مین کمک و مدد کرنا ضرور ہی بہر حال اس بلاے بے درمان کو ہمارے سر سے جلد دفع کر ہماری جان و مال اور آبرو ان یزدان پرستون کے ہاتھ سے محفوظ رہے اور طلسم کی بنیاد بھی قائم رہے لیکن افسوس ہزار افسوس اسوقت تک کوئی صورت دعا کے اجابت کی ہمارے ظہور مین نہین آئی اور نہ کوئی آثار قبولیت دعا معلوم ہوتے ہین بلکہ جہانتک ہم عجز و زاری کرتے ہین اسی قدر برعکس اسکے نظر آتا ہی یعنے تمام خرابیان اور بربادیان طلسم کی ظاہر ہو رہی ہین یہانتک نوبت پہونچی ہی کہ اب جملہ طلسم باطل و خراب ہوے جاتے ہین اور بندگان خاص ابلیس قتل ہوے جاتے ہین تا اینکہ اب یہ دو مرحلہ فقط باقی ہین وہ بھی طلسم کشا کے سامنے کیا وقعت رکھتے ہین محض بے بنیاد ہین نہایت آسانی سے باطل ہو جائینگے ای زادان اب بنظر غور و امتیاز دیکھ اور انصاف کو کام مین لا کہ اب اسوقت مین ابلیس ہمارے کام نہ آیا تو پھر کیا دستگیری کریگا ای زادان تو نے مجھے اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ باری کی پرستش و سجدہ کرنے کی ہدایت کی اور مذہب و ملت باطل تعلیم کیا کہ مین دونون جہان کے کام سے جاتا رہا کسی طرف کا نہ رہا اور کام سے بھی اپنے ناکام رہا دین و دنیا دونون کو کھویا زادان بے ایمان نے جب ملک زردھنگ کے یہ کلام خلاف طبع سنے نہایت پریشان ہوا اور یہ اندیشہ اور خوف دل مین پیدا ہوا کہ اب ایسا نہو کہ ملک زردھنگ پھر اپنے مذہب ابلیس پرستی سے پھر جاوے اور داخل اسلام ہو کے صاحب قران اکبر فلک قدر کا مطیع ہو جائے بمجرد اس خیال کے

ملک زردھنگ سے خوش آمدو چاپلوسی کی باتین کرنے لگا اور کہا حضور سچ فرماتے ہین ایسا ہی ہے راوی کہتا ہے کہ اس
سرزمین مین تین شخص سرخیل شیاطین ہین واقعی ان تینون کی حرمزدگی وما درخطائی کے آگے ابلیس کو اصلا رتبہ نہین ہے
ایک ایک مادر قحبہ بجاے خود وہ مرتبہ رکھتا ہے کہ ابلیس انسے پناہ مانگتا ہے یعنے اول فرتوت وزیر جو جہنم واصل ہوچکا وہ
ان سہ گانہ مین اعلے درجہ رکھتا تھا - دوم زادان مادرخطا کہ فرتوت وزیر کا خواہرزادہ تھا یہ مردود بھی ایک ہی بانی فساد تھا
اور شیطان اسکا شاگرد تھا - تیسرا لاقوت شاہ نمک حرام جو ہمہ تن شراب تھا کسی وقت شیطنت وبدذاتی سے باز نہ آتا
تھا ہر ساعت وہر لحظہ اسکی فتنہ انگیزی چلی جاتی تھی کیونکہ شعر

نیش عقرب نہ از پے کین ست	مقتضاے طبیعتش این ست

نقل شیطان مجسم یعنی زادان وزیر کی اور لاقوت شاہ بادشاہ ابلیس پرست کی



الغرض زادان بے ایمان نے جب کلام خلاف طبع ملک زردھنگ کی زبان سے سنے پہلے اسکی خوشامد کی بعدہ کہا اے
ملک آگاہ ہو جسطرح خداوند ابلیس ہر وقت وہر ساعت اپنے بندگان خاص ومعتقدان با اختصاص کی امداد کرتا ہے وہ ظاہر ہے
پوشیدہ نہین ہے کہین ایسا بھی ہوتا ہے کہ خداوند ابلیس اپنے بندون کو بظاہر اذیت دیتا ہے اور عدم توجہی سے پیش آتا ہے
یہ بھی مصلحت ومشیت ہے - مصرعہ
امور مملکت خویش خسروان دانند

بندون کو خداوندی کی عدم توجہی کا خیال نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خداوند گو بظاہر اپنے بندون سے بدسلوکی سے پیش آتا ہے
الا باطن مین خداوند بہر صورت اپنے بندون سے بسلوک ومراعات پیش آتا ہے اے ملک یاد رہے کہ خداوند ابلیس اپنے

بندگان خاص پر نظر عنایت و شفقت جب فرماتا ہی تو پس بندہ کو بھی کسی حال مین خداوند کی ذات تقدس صفات سے ناامید
و مایوس ہونا اور کسی طرح کا گمان فاسد دل مین لانا باعث اپنی خرابی کا ہوتا ہی ملک زرد ھنگ نے پوچھا کہ خداوند بندے
کی حیات مین لطف و عنایات فرماتے ہین یا عالم ممات مین کام آتے ہین زادان نے کہا دونون حال مین بندے فیضیاب
خداوند سے ہوتے ہین یعنے بعض ایسے بندے ہین جو بظاہر ناکام و نامراد مر جاتے ہین اُنکو خداوند اپنے تفضلات خداوندی
سے دوسرے عالم مین درجاتِ عظیم عطا فرماتا ہی اور پھر اُن بندون کو پیدا کر کے منصب جلیل سے سرفراز فرماتا ہی اور خاص
مقرب درگاہ خداوند کر دیتا ہی ملک زرد ھنگ نے کہا بس اب چپ ہو ایسا کلام نالائق و بیہودہ و ہیچ و پوچ بیرون
از قیاس زبان پر پھر نہ آوے بس مین اسی قدر جانتا ہون کہ اس معاملۂ جنگ مین فتحیاب ہونا اگر مجھے نصیب ہوا تو
ابلیس کا بدل و جان فرمانبردار ہون اور بندۂ خاص اُسی کا ہون ورنہ در صورت دیگر اُس راندۂ درگاہ کبریائی کو بدتر از سگ و
خوک سمجھونگا اور وہی دین قدیم برحق جو کہ آبائی چلا آتا ہی اختیار کرونگا اسواسطے کہ مین نہایت اسوقت مجبور ہون کسی طرح سے
کوئی تدبیر بن نہین آتی اور لاقوت شاہ کو خود لکھ چکا ہون آگاہ ہو کہ تو یہان چلا آ مین تیرا شریک ہونگا اب لازم ہی کہ
جسقدر مین نے کہا ہی اُسے عمل مین لاؤن اور مجھے کچھ بن نہین آتا انسان کو چاہیے کہ جو منھ سے کہے اُسکو تا امکان انجام
دے خلاف اُسکے انسانیت سے خلاف ہی اور مروت و ہمت سے نہایت بعید ہی باین لحاظ آدم زاد ضعیف البنیاد
سے جنگ مردانہ کرتا ہون اگر مین اُسپر غالب آیا فہو المراد ورنہ مین اُسکے اختیار مین ہو جاؤنگا چاہے وہ زندہ رکھے یا قتل
کرے مگر فی الواقع اس زندگی سے وہ مرگ کہین بہتر ہی کیا معنے کہ اس آلام و افکار ہر روزہ سے مین اپنے جینے سے
تنگ ہون اس کشمکش و اندوہ و غم و رنج سے نجات ہو جائیگی اے زادان اب تو یہ بتا کہ لاقوت شاہ کہان ہی تاکہ
مین اُسکی ملاقات کو جاؤن اور اپنے ساتھ لے آؤن کسواسطے کہ لاقوت شاہ بھی مرد معزز ہی اور علاوہ اسکے یہ میرے حسب
طلب آیا ہی وہ میرا مہمان عزیز ہے ہر طرح سے اُسکی خاطرداری اور دلجوئی مجھکو لازم ہی بلکہ واجب ہی زادان نے کہا اے
شہریار ملک لاقوت شاہ شہر سے باہر ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہی ملک زرد ھنگ اسی وقت سوار ہوا اور
زادان وزیر اور آزاد بخت و اضلال جنی و لقلان بن نقیل سپہ سالار و جوسطین جنی و ارلاس دیو پیشانی و کمال سخت
گردن و حتلام فیل پا و دکا طول فتر دندان و یا طول فتر لب و زاغول زاغ چشم و رنکال و اسلهکال و کرنکال و درہول
و جاسول و دموال نرم دل و ستادل وغیرہ۔ سرداران نامدار و پہلوانان شیر شکار کو ہمراہ رکاب لیکے بجلوس و جاہ و
حشم روانہ ہوا اور سات فرسنگ باہر شہر سے لاقوت شاہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی — +

اب راوی پراگندہ حواس حال ساکنان طلسم کا بھی گذارش کیے دیتا ہی تاکہ کوئی امر مبہم نہ رہے

واضح ہو کہ اس طلسم عالی منازل کو بسبب عہد و پیمان حکماے عالی قدر یعنے بانیان طلسم نے دو فریق ایک آتشی

دوسرے خاکی سے آباد کیا ہے اور یہ دونون فرقے یعنے جن و انسان آپس مین مثل شیر و شکر کے خوش و خرّم مختلط رہتے چلے آئے چنانچہ جلد ہاے اولیٰ مین اسکا تذکرہ ہوچکا ہے لہذا اس طلسم عالی مین بھی حکمران مراحل دو قوم اجنہ سے ہین اور دو قوم انسان ہین اور ان چارون کی فوج مین بھی ہر دو قوم کے پہلوانان نامی وگرامی بلا تعصب ملت و مذہب کے شامل ہین اور آپس مین کوئی فرق ایک دوسرے مین معلوم نہین ہوتا اور نہ کسی کی یہ قدرت و مجال ہے کہ کوئی کسی کو کسی طرح کی مضرت پہونچا سکے جسطرح سے جن انسانون کی وضع سے رہتے ہین اسیطرح انسان بھی جنون کے خوگر ہوگئے ہین بلکہ جو انسان ذی مرتبہ ہین وہ بادشاہ اجنہ کی رفاقت مین رہتے ہین اور اسی طرح سے اکثر اجنہ خدمت مین بنی آدم کے مصاحب و مشیر کار رہتے ہین اور بعض اجنہ شاہان بنی آدم کے مصاحب و مشیر کار رہتے اس سبب سے ملک زردھنگ جنی کے لشکر مین بھی بیشتر بنی آدم ہین چنانچہ دو سردار بہروز دلاور اور فیروز یکہ تاز بہادر بنوع انسان سے ملک زردھنگ کے ملازم ہین جس وقت ملک زردھنگ۔ زادان وزیر بے ایمان کے مکر و فریب سے دین اسلام سے منحرف ہوگیا اور اُسنے طریق ابلیس پرستی اختیار کرکے سجدہ ابلیس کو کیا بس مردان لشکر اس حرکت خلاف سے مع بنی آدم و بنی الجان ملک زردھنگ سے منحرف ہوگئے اور بادشاہان خدا پرست کے پاس چلے گئے کچھ لوگ قدیم تھے اُنھون نے بوجہ قدامت رفاقت ملک زردھنگ کی نہ چھوڑی ملک زردھنگ ان لوگون سے یہی کہتا تھا کہ مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے جس طریق و ملت کو چاہون اختیار کرون مگر مین تمھارے مذہب و ملت سے تو مزاحمت نہین کرتا اسی سبب سے بہروز و فیروز دونون دلاور دوران نے بھی ترک رفاقت زردھنگ کی نہین کی تھی آمدم بر سر مطلب کہ لاقوت شاہ شہر کے باہر ایک باغ رشک فردوس مین مقیم تھا ملک زردھنگ بھی نہایت جاہ و حشمت شاہانہ سے لاقوت کے پاس گیا اور ملاقات بھی بعد ذوق و شوق کی لاقوت یہ سرکش باوجود مجبوری و ناچاری اسوقت ملک زردھنگ کے پاس حاجت لیکے آیا ہے اور از حد پریشان و سراسیمہ ہے مگر بسبب شرارت ذاتی و فتنہ پردازی کے ملک زردھنگ سے بہ نہایت نخوت و غرور پیش آیا اور اُٹھا اور معانقہ کا قصد کیا ملک زردھنگ لاقوت شاہ کی اس حرکت بیہودہ سے نہایت درہم برہم ہوا بنگاہ قہر زادان کی طرف دیکھا زادان نے اشارتاً کہا کہ لاقوت اس وقت ایسا بدحواس ہو رہا ہے کہ مطلق ہوش بجا نہین ہین یہ فعل فقط بوجہ سراسیمگی و خستہ حالی کے عمل مین لایا ہے ایسے محل و موقع پر جو کوئی حرکت خلاف واقع ہو وہ پایۂ اعتبار مین نہین ہے قطع نظر اسکے آپ کو شایان نہین ہے کہ اُسکی بیہودگی خیال مین لائیے اسواسطے کہ وہ اول تو آپکا مہمان ہے دوسرے آپ کی پناہ مین آیا ہے تیسرے نہایت مجبور ہے اور آپکا بلایا ہوا بھی ہے بس اپنے گھر مین آنے کے سبب سبکو خاطر منظور ہوئی ہے اس صورت مین بہر نوع اُسکی دلجوئی کرنا ضرور ہے اور مین دیکھتے آپکے ملال کو رفع کرکے خاطر جمعی کیے دیتا ہون قصہ کوتاہ بعد معانقہ وغیرہ مزاج پرسی کی لاقوت نے جور فلک کج رفتار و شکایت زمانہ غدار و تاراجی مال و اسباب و بربادی تخت و تاج و سلطنت کا حال بیان کیا یعنے جملہ احوال گذشتہ اپنا اول سے آخر تک مفصل کہہ سنایا ملک زردھنگ نے کہا اے

لاقوت شاہ نے مجھے خوب معلوم ہے کہ جنگم جادوگر عجیب طرح کا حرامزادہ اور ایک ہی مادر قحبہ بدذات دغاباز تھا اسکے سزاے اعمال پانے سے نہایت خوش ہوا اُسکا جہنم واصل ہونا ہی خوب تھا اگر وہ نابکار زندہ ہوتا تو اس طلسم میں طرح طرح کے فتنے برپا کرتا اور ساکنان طلسم تو کلیتہ پامال ہو جاتے اور بادشاہان سلاطین مملکت کا نشان تک باقی نہ رکھتا لاقوت شاہ نے کہا اے ملک تم کو ایسے کلام گستاخانہ ایسے بادشاہ عالیجاہ کی شان میں جو کہ دعواے صاحبقرانی کرتا تھا نہ چاہیے کیونکہ مجھے بھی اُسکی خدمت میں ایک طرح کا رسوخ ہے اور میں اُسکو نہایت اچھا جانتا ہوں بلکہ جنگم کو مردہ نہیں سمجھتا کسواسطے کہ وہ نظر کردۂ خداوند ابلیس خاص مقربان درگاہ سے تھا اور میرے عقیدے میں جنگم جادو مثل میں خداوند ابلیس کے ہے اسوقت بھی میری باطنی مدد کرتا ہے جسوقت مجھے کوئی مشکل سخت درپیش ہوتی ہے تو میری کمک کو پہونچتا ہے ملک زردھنگ نے کہا واقعی تم اُسکی مدد باطنی سے یہانتک پہونچے آیندہ اس سے اور زیادہ امداد کے متوقع رہو میں نے بہت بڑی غلطی کی جو اُس ملعون و مردار کے حق میں کلمہ حق کہا مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تم اُس گدھے سے امیدوار مدد ہو غرض کہ ملک زردھنگ دل میں سمجھ گیا کہ بلاشبہ یہ نالائق عقل سے خالی اور حماقت سے بھرا ہے ورنہ ایسے کلمات بے فائدہ واہیات نہ بکتا۔ بعد اسکے ملک زردھنگ نے زادان وزیر کی صورت دیکھی زادان منفعل ہوکے سرنگون ہو گیا پھر ملک زردھنگ نے لاقوت سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے بادشاہ تم سے یہ معلوم ہوا کہ جنگم جادو مقرب بارگاہ ابلیس ہو گیا ہے لیکن کچھ حال فرتوت حرامزادے کا کہ جو تمہارا وزیر تھا نہ معلوم ہوا کہ وہ طبقات جہنم سے کس طبقہ میں تشریف فرما ہوا ہے اور حضوری جنگم مقرب خاص کی بدولت ابلیس کی خدمت میں اُسنے کیسا رتبۂ عالی پایا ہے اور کس منصب جلیل سے ممتاز ہوا ہے تم کچھ اس کیفیت سے بھی واقف ہو کسواسطے کہ تم بھی ابلیس کی ایک چیز ہو لاقوت شاہ۔ ملک زردھنگ کے اس کلام سے نہایت برہم ہوا لیکن سوچا کہ مصلحت وقت اب یہی ہے کہ چُپ ہو رہو لہذا خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو عشق و عاشقی اور دست درازی ملکہ جمال افروز کے ساتھ جو شہر عسکریہ میں واقع ہوئی تھی نشر ہو جائے اور ملک زردھنگ بھی اُس راز سے واقف ہو جائے ورنہ بے لطفی کے سوا کچھ حاصل نہوگا یہ وجہ سکوت کی تھی ہرچند کہ غیظ و غضب از حد تھا لیکن کیا کر سکتا تھا دم نہ مارا اور یہ بھی خیال میں آیا کہ میں خود شکستہ حال ہو رہا ہوں ایسا نہو معاملہ میرا بالکل بگڑ جائے صاحب غرض بُرا ہوتا ہے میں خود غرض لے کے ملک زردھنگ کے پاس آیا ہوں میں تو ہر طرح مجبور و ناچار ہوں اگر اپنے میں کچھ بھی طاقت دیکھتا اس سخت کلامی ملک زردھنگ کا جواب دندان شکن دیتا پھر ملک زردھنگ کی ایسی مجال بھی تھی کہ مجھ سے ایسے کلام سخت و درشت کہتا اور اس امر کا بھی لحاظ ہے کہ ملک زردھنگ اسوقت تک ملکہ جمال افروز و فرتوت کے معاملے سے کسیقدر مطلع ہوگا آیندہ اور زیادہ تر واقف ہو جائیگا اور مجھکو رسوا کر دیگا لیکن عجب نہیں کہ ملک زردھنگ نے بوجہ عدم واقفیت کے بکوتاہ اندیشی ایسے کلمات زبان سے نکالے ہوں غرض کہ بہرطور سکوت کرنا خوب ہے جواب نہ دو ورنہ سواے پردہ دری کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہوگا ایسے ایسے خیال سے لاقوت شاہ خاموش ہوکر ایک ساعت تک بیٹھا رہا بعد اسکے کہا اے ملک مجھکو فرتوت کے حال

سے اطلاع نہین ہی کہ وہ نمک حرام درگاہ خداوندا ابلیس مین مردود ہوا یا مقبول اسوقت تک مجھے کسی قسم کی بشارت خداوند
ابلیس سے نہین ہوئی کسطرح سے اسکا حال بیان کرسکون لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ مجھ سے رخصت لیکر تمھارے پاس
گیا تھا راہ مین نہین معلوم کیا امر درپیش ہوا کہ جو اسکی نیت برگشتہ ہوئی وہ مادرنجبا مجھ سے پھر گیا اور باغی ہوکے شہر
عسکریہ مین پہونچا اور اسنے وہان لوائے ثابت بلند کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھ گیا خداوندا ابلیس سے جیسی اسنے
مجھ سے دغا کی تھی اُسپر اپنا غضب و قہر نازل کیا وہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور اُس بغاوت کا مزا بھی ملا کہ وہ دشمنان
دین کے ہاتھ سے بعذاب سخت قتل و ہلاک کیا گیا۔ کیا آپ نے نہ سنا ہوگا ملک زردھنگ نے کہا البتہ مین نے بھی کچھ اس
حال کو سُنا ہی جو تم بیان کررہے ہو مگر اصل حال جو ہی اسکو بمصلحت بیان نہین کرتے قصہ کوتاہ ملک زردھنگ انہین
گفتگو کے بعد لاقوت شاہ کو اپنے ساتھ لیے شہر زرنگار مین داخل ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے ایک ایوان عالی شان
مین کہ جو تمام شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ تھا مقیم کیا اور دعوت و مہمانداری مع رقص و رباب و شراب و کباب کے
نہایت اہتمام سے کی اُس صحبت مین زادان بے ایمان بھی موجود تھا اور ہر وقت فرتوت پر لعن کرتا اور کہتا تھا کہ اے لاقوت شاہ
مین فرتوت کی اس شرارت و نمک حرامی سے مطلق واقف نہین ہون اسوقت تمھارے بیان سے اُس نمک حرام کا حال سُنکے
مجھے نہایت تعجب ہوا اُس مردک نے ایسی خطاے فاش فریب کے ساتھ کی جو خداوند نے اپنا قہر و غضب اُسپر نازل کیا وہ
اسی قابل تھا اب آیندہ کبھی اور لوگون کو جرات بغاوت نہ ہوگی سب خائف ہوجائینگے لاقوت شاہ۔ زادان وزیر کی
اس گفتگو سے موافق طبع سے نہایت خوش ہوا اور کہا اے زادان آفرین اُس تیزی عقل پر اور اُس نمک حلالی پر خیر خواہ
ایسے ہوتے ہین ملازمون کو اپنے آقا کا ایسا ہی خیال رکھنا چاہیے بیشک تو لائق عہدۂ وزارت ہی اور مالک کو بھی خیال اپنے
ایسے ہی ملازم ذی مرتبہ کا سب سے زیادہ چاہیے۔ الغرض زادان۔ و لاقوت شاہ مین اسقدر ربط و ضبط بڑھا کہ اب
لاقوت شاہ بے صلاح زادان وزیر اور زادان وزیر بے مشورے لاقوت شاہ کے کوئی کام نہ کرتا تھا اور وہ اسکا محرم راز
اور وہ اسکا رازدان ہوگیا آخر نوبت باینجا رسید کہ ایک روز لاقوت شاہ نے ملک زردھنگ سے استدعا اس امر کی
کی کہ اے شاہ جم جاہ عالم پناہ مین تمھاری مہربانی کا شکریہ نہین ادا کرسکتا ایسا مشکور و ممنون تمنے مجھے کردیا ہی میری زبان
نہین کہ جو شمہ تمھارے لطف و احسان سے بیان کرسکون اور اب کہ میزبان پر مہمان عزیز کی خاطرداری و مدارا فرض
ہوتی ہی اسواسطے مین ایک امر حسب خواہش دل اپنے بیان کرتا ہون تم بپاس خاطر میرے کام کرنے کا اقرار
کرو تو مین بیان کرون ملک زردھنگ نے کہا کیا ایسی وہ خواہش ہی کہ جسکو تم اسقدر اصرار سے بیان کرتے ہو
اور مجھ سے اقرار کراتے ہو بیان کرو لاقوت نے کہا میری خوشی یہ ہی کہ زادان وزیر اپنا مجھے بخوشی بخش دو مین
اس صاحب فہم پر فطرت کی صحبت سے نہایت خوش ہوتا ہون دل و دماغ کو ایک نوع کی تازگی حاصل ہوتی ہی
اور ایک لحظہ اُسکی جدائی گوارا نہین ہوتی ملک زردھنگ نے لاقوت شاہ کی استدعا کو منظور و قبول کیا بلکہ

دل مین اِس امر کو غنیمت جانا کیونکہ ہمیشہ اِس زادان کی صحبت سے ناخوش رہتا تھا اور جو فعل کہ زادان کے فریب و مکر سے ہوا آخر کو انجام مین اُس سے منفعل و پشیمان ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا بس بجبر درخواست لاقوت کے زادان کو حوالہ لاقوت شاہ کے کیا لاقوت شاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت عہدۂ وزارت اپنا اُسکو مرحمت فرمایا اور ایک خلعت نہایت گرانبہا زیادہ کیا — اب راوی کہتا ہے کہ ابھی تک ملک زردھنگ کا یہ قصد ہے کہ اول طلسم کشا انسان ضعیف البنیان ایک مشت استخوان سے جنگ نہایت استحکام سے کرنا چاہیے دیکھیں اُسکا زور وقوت اصلی کسقدر ہے اور وہ دعوے صاحبقرانی کس خیال سے کرتا ہے اور زور آزمائی مین کسطرح پیش آتا ہے بعد اسکے جسطرح مناسب ہوگا عمل مین آویگا الغرض لاقوت شاہ سے کہا اے بادشاہ یہ تو یقین ہی ہے کہ وہ مخرب طلسم اور دشمن جان ابلیس و ابلیس پرستان تمہارے مقابلہ کو یہان پہونچا چاہتا ہے مگر نہین معلوم کس آفت و قیامت کا آدم زاد تہور شعار صاحب اقبال ہے کہ نہ آگ سے ڈرتا ہے اور نہ پانی سے بلکہ کسی آفت ارضی وسماوی سے ڈرتا ہی نہین کیون لاقوت شاہ ایسے شخص سے جو کہ یکتاے روزگار و نادر روزگار ہو جنگ وحرب کرنا اپنے خون مین گویا دانستہ ہاتھ بھرنا ہے اور شاید کبھی گیا تو بجز پشیمانی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہونا ہے اول تو بچنا ہی دشوار ہے اُس جوان مرد کا سامنا گویا ملک الموت کا سامنا ہے لیکن مین عجب مخمصہ مین گرفتار ہون اور عجیب دقت مین مبتلا ہون کیا کرون آخر ناچار و مجبور ہو کے مین نے یہ قرار دیا ہے کہ اُس دلاور و یکتاے دوران سے ایک بار زور آزمانا چاہیے کہ کچھ تو حوصلۂ دل کا نکلجائے پھر تو فتح و شکست مقدر کے ہاتھ ہے اے لاقوت شاہ بعض لوگون کا ہمنے یہ قاعدہ دیکھا کہ یاوہ گوئی اور بیہودہ گوئی کرتے ہین اور مآل کار کا مطلق خیال نہین رہتا آخر کار اُنکو بجز پشیمانی و افسوس کے کچھ نہین حاصل ہوتا ہر چند کہ مین بھی ایک مرد سپاہی پیشہ کم عقل و جاہل ہون مگر کسی حال مین مین اپنی حد اعتدال سے قدم باہر نہین رکھتا اور حتی الامکان جو کام کرتا ہون خوب سمجھ کے کرتا ہون اور ہمیشہ انجام پر خیال رہتا ہے بقولیکہ

مصرعہ — مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

ہر چند کہ اُس آدم زاد صاحب قران کی شجاعت و قدر و منزلت کو خوب جانتا ہون لیکن مین بنا بر اپنے عہد کے ایک مرتبہ جنگ مردانہ کرنا بہر نوع واجب جانتا ہون اب نہین معلوم مآل کار اُسکا کیا ظہور مین آوے لاقوت شاہ نے کہا اے ملک صد آفرین تمہارے حوصلہ اور جرأت و بہادری پر مردان بہادر تہور شعار ایسے ہی ہوتے ہین مگر ایک بات میری بھی یاد رہے کہ جو تمہاری یہ جرأت ہے تو خداوند ابلیس بھی تمہاری ضرور ہی مدد کرینگے بلکہ شریک حال بھی ہون تو عجب نہین ہے کیونکہ تم بھی تو اُنکے بندگان خاص سے ہو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم مقاصد دلی سے کامیاب نہو خداوند ابلیس تمہارا ملک اور تاج و تخت سب قائم و برقرار تا ابد الآباد رکھیگا اور عجب نہین جو اِس تمہاری خوش اعتقادی و خلوص نیتی کے صلے مین مناسب علی عطا کرے ملک زردھنگ نے کہا اے لاقوت شاہ یہ بات بعید از قیاس ہے کسواسطے کہ مجھے ابلیس کی کچھ پروا نہین ہے بلکہ اس وقت زیادہ مجھے اُسکی توجہ سے اپنی بات کا خیال ہے کہ جو مین اِس امر پر آمادہ ہوا ہون مجھکو خیال اپنی بات کا ہے فقط جو کہا ہے وہ کرونگا اور

تمکو حمایت کو بلایا ہی اب بغیر تمہارے شریک درد ہوسے چارہ نہین ہی اسواسطے کہ اب تمہاری ہمدردی سے کنارہ کش ہوتا ہون
تو یہ جوہر شجاعت و جوانمردی سے نہایت بعید ہی اور مروت بھی نہین چاہتی ہی اور تمہاری شرکت کرلے مین سراسر تباہی اور بربادی
ہی یہ کوئی امر پوشیدہ نہین ہی صاف ظاہر ہی اور میری ہی نفقط بربادی وتباہی نہین ہی بلکہ کل سلطنت اور دولت و حشمت و
رعایا برایا وغیرہ کا نقصان متصور ہی ہزارون کا خون میری گردن پر ہوگا لیکن جو ہو سو ہوا ابتو زبان سے جو نکل گیا ہی اُسکو کرنا واجب
ہی مگر اے لاقوت شاہ دیکھو اور خوب غور سے سُن لو کہ اس سے زیادہ مجھ سے اور کسی طرح کی امید نہ رکھنا تمکو جو کچھ اپنے
حق مین بہتر و مناسب معلوم ہو وہ کرنا مجھکو کسی امر کا الزام نہ دینا مین ایک مرتبہ ضرور جنگ مردانہ کرونگا اور جسوقت جوام مناسب
و معقول دیکھونگا عمل مین لاؤنگا لاقوت شاہ لنے کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ زادان لنے تمہارے سامنے ابلیس کی کس قدر
تعریف کی تھی ملک زردھنگ نے کہا زادان ہمیشہ مجھ سے یہ کہا کیا کہ دنیا مین دشمنان ابلیس بندگان ابلیس کے ہمیشہ ہیچ
مارا کیے اور ابلیس نے ایسی باتون کا خیال بھی نہ کیا ہان بعد مرنے کے البتہ اپنے بندون کو درجات عالی و مراتب بلند بخشنے
تو بخشنے بلکہ مقرب درگاہ اپنا کرے تو تعجب نہین ہی جیسا تیرا بیان ہی سراسر خلاف اور بہتان ہی اور سب جھوٹ ہی ایک لفظ ہیچ نہین
لاقوت نے کہا اے ملک واقعی زادان نے نہایت درست کہا خداوند ابلیس کی جناب ایسی ہی غنی ہی کہ کسی فعل روا اور ناروا
کی پروا نہین ہی ای ملک بجز خداوند کے ایسا صاحب کرامت اور قدرت کون ہی کہ حیات و ممات مین دونون حال کی خبر لے اور
دستگیری کرے ملک زردھنگ نے کہا ہان درست ہی تمکو یہ اپنی سُست اعتقادی مبارک رہے مگر مین ہمیشہ ایسے بے عقل کو
لعنت کرتا رہا ہون اور ابلیس کو مردود جہان مورد نفرین و لعن سمجھتا ہون اُسوقت کی صحبت قیل و قال مین ہمازجنی بھی حاضر
تھا اور یہ باتین سُن رہا تھا دل مین نہایت خوش تھا جب زردھنگ کی طبع کو اُس طرف سے منحرف دیکھا اس فکر مین ہوا
کہ کسوقت مین ملک زردھنگ کو تنہا پاؤن کہ جو اپنے دل کا حال بیان کرون اور جو ممکن ہو تو صاحب قران اکبر فلک قدر
کی ملازمت مین لیجاؤن راوی کہتا ہی کہ ملک زردھنگ آتشی مزاج بنی الجان سے سپاہی وضع ہی نہایت عقلمند ہی
اور صاحب فہم علاوہ اسکے طاقت و شہزوری مین اور فنون جنگ و حرب مین یکتاے روزگار ایسا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا
حکام مراحل کا کیا منھ جو اُس سے مقابلہ کرسکین گے سالہا سال کی ورزش و کثرت سے ایسا زور حاصل کیا ہی کہ پہلوانان
رستم توان اُس سے آنکھ نہین ملا سکتے ہاتھ ملانا تو کیا چیز ہی حتی کہ بعض دیوان زبردست حیوان خصلت گو کہ تن و توش مین
اُس سے بدرجہا زیادہ تھے لیکن ملک زردھنگ سے فن کشتی مین کیا قدرت کہ جو بازی لیجاتے جب لڑتے پست ہوتے
باوجود اس فہم و فراست و ذہن و ذکا کے شباب کے عالم مین اور مستی شراب مین زادان وزیر کے مکر و فریب سے طرح طرح
کی باتین اور حکایتین سُنا کیے ملک زردھنگ کو ایسا اغوا کیا کہ مرتد کر دیا باوجود اس فہم و فراست کے اُس مکار کے فریب
مین آگیا لیکن اب بسبب بیدار مغزی کے خود کردہ سے پشیمان ہوا اور نادم ہی اور ایک وقت خاص کا منتظر ہے تاکہ اس دین
باطل کو ترک کردے اور چونکہ بوجہ مردانگی و بہادری کے صاحب قران اکبر سے ایکبار جنگ مردانہ کرنے کا حوصلہ ہے

لہذا ہر روز ورزش کرتا ہی اور خوب ہی محنت مین مصروف ہی جب اِن سب کامون سے فراغت پاتا ہی تو ملک لاقوت شاہ
کے پاس بھی ضرور جاتا ہی۔ قصہ کوتاہ لاقوت شاہ اور زرادان وزیر اور غیلان نطفۂ شیطان مصاحب خاص قدیم ہر وقت
اسی معاملہ مین فکرین طرح طرح کی کرتے ہین اور خیالی پلاؤ پکاتے ہین اور ہر ایک اپنی اپنی عقل و فہم کے لائق نئی نئی صورت
پیدا کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا پر غالب آئین اور دلاوران اسلام کا کہ مدعیان ابلیس ہین قلع و قمع کرنا ضرور ہے تاکہ
نام و نشان انکا جریدۂ روزگار سے مانند حرف غلط کے مٹجائے۔ الغرض یہ چارون کمبخت روسیاہ فتنہ پرداز شیطان ثانی
بمراتب ہین اسطرح سے کہ اول لاقوت شاہ و دوم زرادان نطفۂ شیطان و سوم غیلان بے ایمان و چہارم قحفان حرامزادہ
ہی یہ تینون مردود سوا سے لاقوت شاہ کے شب کو رائے قائم کر لیتے ہین صبح کو باہم بحث و تکرار آپس مین کر کے نقص نکالتے
ہین جو راے نقصانات سے پاک ہوتی ہی اُسکو پسند کرتے ہین چنانچہ ایک روز لاقوت شاہ اپنی صحبت تخلیہ مین تھا کہ یہ
حضرات ثلاثہ بھی پہونچے اور اپنے اپنے آنے کی اطلاع دی لاقوت شاہ نے تینون کو بلا لیا جب یہ لعین محلسرا مین گئے
لاقوت شاہ کو سلام کیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ ہر ایک کی آج شان جدا معلوم ہوتی ہی اُنمین غیلان حرامی کی ہیئت
سب سے جداگانہ ہی یعنے سر پر دوگوشوارے زردوزی مرصع کار اور دو سرپیچ زرنگار ہین اسی طرح دو جامہ ہاے زرین کمربند و
خنجر سے آراستہ ہین لاقوت شاہ یہ تماشاے عجیب دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ سامان شاہی اِس قرمساق مفلوک کے پاس
کہان سے آیا آخر کار جب بنظر غور ملاحظہ فرمایا پہچانا کہ یہ تمام سامان وہ ہے جو مین نے زرادان کو خلعت و انعام مین دیا تھا
پس یہ دیکھ کے نہایت آشفتہ خاطر ہوا مگر غیلان کی ہیئت سے چونکہ مسخرگی پیدا تھی کتنا اُسکی صورت دیکھ کے مسکرایا
اور پوچھا کہ اے زرادان یہ لباس شاہانہ اس غیلان مفلس و مفلوک الحال کو کیونکر پہونچا۔ زرادان نے کہا اے لاقوت شاہ
عمر و اقبالت کوتاہ باد اسکا حال یہ ہی کہ غیلان کہ عقل مجسم ہے اُسنے بذات خاص ایسی ایک بات پیدا کی ہی کہ وہ ہر ایک صورت
سے لائق تعریف اور قابل تحسین و آفرین ہے مین اُس تدبیر کو سُنکے نہایت خوش ہوا اور اُسکے صلے مین یہ تمام ملبوس
خاص عنایتی حضور کا اُسکو دے دیا مگر اے لاقوت شاہ اسوقت مجھکو اگر تمھاری طرح طاقت و قوت ہوتی تو مین اسی وقت
سلطنت بخش دیتا لیکن مجبور ہون کیا کرون اسوقت جو کچھ میرے پاس موجود تھا غیلان کو دے دیا اے بادشاہ طلسم اسمین
کسی طرح کا شک نہین کہ غیلان کو وہ تدبیر عمدہ خاص خداوند ابلیس کی درگاہ سے بذریعۂ الہام معلوم ہوئی ہی ورنہ غیلان
کجا اور یہ تدبیر کجا انسان و اجنہ کی کیا مجال و قدرت جو ایسی تدبیر حکیمانہ خیال و وہم مین آوے لاقوت شاہ بھی اس
روایت کے سننے سے نہایت خوش ہوا اور پوچھا کہ ہم بھی سنین وہ کیا بات ہی اور کیا مفید کار ہی زرادان وزیر نے کہا اے بادشاہ
اس سامان کو جو تم غیلان کے پاس دیکھتے ہو یہ وہی خلعت ہی جو تمنے مجھے عنایت فرمایا تھا اور دوسرا قحفان کا دیا ہوا ہی پہلے تم
اس بات کا وعدہ کرو کہ بعد سننے اس تدبیر کے غیلان کو اُسکے صلے مین خلعت و انعام شاہانہ مرحمت فرماؤ نگا بعد اس عہد کے
پھر مین وہ تدبیر ظاہر کرونگا لاقوت شاہ پہلے ہی اس خوش خبری سے مثل خرمردہ کے پھول گیا تھا زرادان وزیر کی سفارش سے

فوراً ایک خلعت زرتار بیش بہا منگوایا اور کچھ زر نقد اور خنجر و کمر بند بھی مرصع کار و یاقوت نگار غیلان کو دیا اُس مسخرے نے
وہ سامان سوم بھی پہن لیا اور چار زانو ہو کر نہایت غرور و تکبر سے ایک جگہ پر بیٹھ گیا بعد اسکے زادان وزیر نے لاقوت شاہ
کے کان مین چپکے سے کچھ کہا لاقوت شاہ بمجرد سننے اس خبر کے افراط مسرت مین فوراً مسند سے اٹھا اور ناچنے لگا اور
غیلان کو سینے سے دوڑکر لگالیا اور بے اختیار بوسے پیشانی کے لینے لگا اور یہ مصرعہ زبان سے پڑھا مصرعہ

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول +

زادان نے پوچھا ای بادشاہ طلسم اس مصرعہ کے کیا معنے ہین لاقوت شاہ نے کہا اس مصرعہ سے یہ مراد ہی کہ اس وقت تم
میرے تین معاون ہو حسب مراتب ایک زادان وزیر دوسرا قحفان تیسرا غیلان جس حال مین کہ غیلان نے یہ تدبیر معقول و
مصلحت آمیز نکالی تو لامحالہ زادان وزیر کی راے سب سے کہین بہتر و عمدہ ہوگی اور موافق مطلب ہمارے وہ تدبیر مفید کار
ہوگی تو نہایت عمدہ بات ہی اور نہین تو ملک زردھنگ خود بھی پہلوان جہان ہی بقوت دست و بازو اُس آدم زاد ضعیف البنیاد
کے دماغ مین جو دوہ نخوت طلسم کشائی و صاحبقرانی بھرا ہی ایک لمحہ مین نکالدیگا ای زادان تمنے جو تدبیر نکالی ہے اسکا
سرانجام کرو دیکھو کہ خداوند ابلیس کیا پردۂ غیب سے ظاہر کرتا ہی - راوی کہتا ہی جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو مہتر عیار طرار یعنے
ہمازجنی نامدار بھی اُس صحبت مین پہونچا اور تمام بندگان شیطان کو مسرور دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور یہ فکر پیدا ہوئی
کہ ان روسیاہون کی اسقدر خوشی کا کیا باعث ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی امر تازہ ایسا ہوا ہی کہ جسکی وجہ سے یہ مکار
نہایت مسرور ہین غیلان کمبخت کو دیکھکے اور زیادہ متحیر ہوا کہ اس مردک نے عجیب وضع اور قطع نکالی ہی اور طمع سے
اُس مال کے بمقتضاے عیاری خوشطبعی پر طبیعت مائل ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اس مال کو لینا چاہیے بس اسی وقت فطرت
عیاری سے ایک مضمون نو تراشا اور دل مین کہا کہ یہ مال بوقت بیکاری کام آئیگا اور زیادہ تر صاحب قران اکبر فلک قدر
کے جشن عروسی مین ضرور ضرورت ہوگی لہذا یہ مال خداداد ہی لیجیے اور علاوہ اسکے ان شیطان کا مال و متاع جسقدر ہاتھ آئے
حلال و طیب ہی الغرض جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور زادان و غیلان و قحفان لاقوت شاہ سے رخصت ہوکے اپنے اپنے
مقام کی طرف روانہ ہونے لگے لاقوت شاہ نے رخصت کے وقت ایک خلعت زرین نہایت پرزر اور سرپیچ مرصع کار
زادان کو عنایت کیا اور ایک خلعت حسب لیاقت قحفان کو عطا ہوا یہ تینون نہایت خوش و مسرور آپس مین باتین کرتے ہوے
اول زادان کے مکان پر پہونچے اور رات بھر یہان بزم عیش و نشاط گرم رہی بعد اسکے خوب شراب و کباب سے مشغول کیا
ناچ اور گانا شروع ہوگیا جس وقت یہ تینون مشوم بخت بادۂ خوشگوار سے خوب مست و لایعقل ہوے ہمازجنی نے جاکے
ایک گوشہ مین کسوت عیاری سے روغن ہفت رنگ نکالا اور صورت کو اپنی نہایت بدہیئت صورت سے متشکل کیا اور
ایک جامہ عجیب و غریب پہن کے اور کچھ ساز و یراق عیاری لے اُسی صورت بوالعجبی سے زادان وغیرہ کی مجلس کی طرف
روانہ ہوا اور زیر دیوار پہونچکر پشت مکان پر کمند ڈالی اور داخل مکان ہوا اور ایک حجرۂ خالی مین پہونچا حسب الاتفاق اُس

حجرے مین ایک کھڑکی تھی اُس سے مہتر ہماز نے دیکھا کہ زادان وغیرہ امرا اور چند یاران اوباش بازاری بیٹھے ہین
اور دورہ شراب چل رہا ہی اور نشۂ شراب مین ہر ایک شیطان مخمور و بدمست ہو رہا ہی ایک کو دوسرے کی مطلق خبر نہین ہی
دنیا و مافیہا سے بےخبری ہی بس وہ عیار طرار بھی موقع و محل پاکر اُسی کھڑکی کی راہ سے مکان مین آیا اور داخل صحبت ہوگیا
اور سب کی نظر بچا کے زادان کے پلنگ کے نیچے جا چھپا ادھر زادان بھی نشۂ شراب مین سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا
کہ ایکبارگی زادان نے اس زور سے ایک گوز مارا کہ وہ سارا مکان آواز گوز سے گونج گیا بس اُسیوقت یہ عیار طرار بھی زادان
کے نیچے سے نکل اُسی قطع سے ظاہر ہوگیا اور ایک دھول زادان کے سر پہ اس زور سے لگائی کہ نشۂ شراب ہرن ہوگیا اور
ہاتھ اُس نابکار کا پکڑ کے مسند سے ہٹا دیا اور کہا او بے ادب ناحق شناس ایسا تو شراب کے نشہ مین مست ہو رہا ہے
تجھے خبر نہین کہ خداوند ابلیس تشریف لائے ہین اور تو عیش و عشرت مین مشغول ہی یہ کہکے وہ عیار نامدار مسند پر جا بیٹھا۔ یہ
دیکھ کے حاضرین محفل کے ہوش جاتے رہے اور بعض اُس صورت عجیب و ہیئت غریب کو دیکھ کے بیہوش ہوگئے اور
بعض عالم سکوت مین ہمہ تن تصویر ہوکے جسطرح سے بیٹھے تھے بس اُسی طرح بیٹھے رہ گئے اور اُن زنان رقاصہ کا دہشت
سے پیشاب خطا ہوگیا اس عرصہ مین مہتر نے بہ آواز بلند کہا اے بندگان خداوند ابلیس تم ہرگز خوف نکرو کہ خداوند کسی
بندۂ ضعیف کو تکلیف اور آزار نہین دیتا تمکو اسوقت خوش ہونا چاہیے کہ خوشا نصیب تمہارے اور زہے قسمت کہ آج
خداوند ابلیس بذات خاص شریک بزم عیش ہوے اور اپنے نور جمال بوالعجبی سے تمہاری محفل کو منور کیا اور یہ امر خاص
زادان وزیر کے حسن عقیدت و عجز و نیاز کا باعث ہی کہ خداوند نے اپنی بندہ نوازی سے کرم فرمایا یہ تکلیف محض تم لوگون
کے واسطے گوارا کی ورنہ خداوند کو اس امر سے کیا تعلق بعد اسکے زادان سے مخاطب ہوکر کہا ای زادان گیدی ہمارے پاس
آ اور اپنے خداوند حقیقی کی زیارت سے مشرف ہو کہ تیرے واسطے باعث فخر و مباہات کا ہوگا زادان کی پہلے ہی خداوند کا حسن
اخلاق اور صورت عجیب و غریب کو دیکھ کے روح پرواز کر گئی تھی بمجرد اس کلام کے اُسی وقت سجدہ مین جھک گیا پھر تو تمام
اہل جلسہ نے سلام کیا اور سجدے مین گئے مہتر نے پکار کے کہا ای بندگان حاضرین بزم نشاط اُٹھ بیٹھو خداوند کو تمہارے سجدے
کی پروا نہین ہی یہ سُنکے وہ سب اُٹھ بیٹھے اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوگئے زادان کانپتا ہوا مہتر کے قریب آیا مہتر
نے کہا اے زادان خوش ہو کہ ہمنے اپنی قدرت کاملہ سے براہ بندہ نوازی تیری اور تیرے آقا کی اور اپنے بندگان خاص
راسخ الاعتقاد کی دعا کو مع ملک زردھنگ و لاقوت شاہ کے قبول کیا اور تمہارے واسطے مراتب و مناصب علی قدر مراتب
مقرر کیے ای زادان تو ہماری طرف سے ہمارے بندگان خاص با اختصاص کو یہ مژدۂ جان بخش سنادے کہ خداوند نے تمہارے
حال پر نہایت مہربانی فرمائی اور قسمت مین تمہاری فتح و ظفر مقدر کی اب تم سب طرح سے خاطر جمع رکھو پریشان نہو دیکھو ہم کیسا
اس بندۂ گمراہ آدم زاد پر اپنا قہر نازل کرتے ہین اور تمکو اُس پر ضرور غلبہ دینگے اور ہم بھی تمہاری مددگاری کو موجود رہینگے
ہر حال مین تمہاری دستگیری کرینگے اور اب دیکھنا کہ ہم اُس آدم زاد کی شجاعت صاحبقرانی و منصب و قوت طلسم کشائی تمام کمال

سلب کر لینگے پھر دیکھیں کسطرح غالب آتا ہی اور کار طلسم کشائی و صاحبقرانی کو کیونکر انجام دیتا ہی تمکو چاہیے کہ اس آدم زاد کو قتل نکرو لیو تلہ ہماری خداوندی مین مجبور رکو نہین مارتے اسلیے کہ وہ تو خود ہی مردہ ہی بلکہ بدتر از مردہ فقط واسطے دیکھنے عذاب سخت کے زندہ رکھنا چاہیے زادان اس مژدۂ جان فزا و فرحت بخش کو سُنکے نہایت خوش ہوا عجب نہ تھا کہ جو شادی مرگ ہوجاتا فوراً پھر دوسرے سجدے کو جُھک گیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوندا دو امر کی اس خادم کو نہایت حیرت ہی خداوندا اس اپنے بندۂ عاجز کی اس حیرت کو دفع فرماوین کہ عین بندہ نوازی ہوگی۔ اول یہ کہ اس مکان مین تنہا حضور کا نزول اجلال کسطرح ہوا قیاس بشری سے یہ امر باہر ہے یقین ہی کہ خداوند نے آسمان سے نزول فرمایا ہوگا یا زمین سے برآمد ہوے اور اس صحبت مین کس صورت سے ظہور خداوندی ہوگیا مہتر نے کہا او حرام زادے معلوم ہوا کہ تو راز و اسرار خداوندی سے آگاہ ہونا چاہتا ہی یہ نہین جانتا کہ خداوند کے لیے زمین و آسمان خشکی و تری ایک ہی جسطرح جہان چاہے وہان چلا جائے خداوند کا خود ہی جوہر ذاتی ایسا ہی کہ کوئی پردہ و حجاب روک نہین ہوسکتا جس شخص کے جسم مین چاہے فوراً حلول کر جائے خداوند کے نزول ذات کا کوئی حاجب و مانع نہین ہوسکتا او مادر قحبہ جسوقت کہ تو نشۂ شراب سے بدمست ہو کر سر بزانو ہوا اور تیرے جسم سے ایک آواز بڑے جوش و خروش سے پیدا ہوئی بس وہی کرشمہ نزول خداوند کا باعث ہوگیا اس ہوا سے اندرونی کو اپنا مرکب یاد یا بقدرت کاملہ قرار دے کر کس شہسواری سے ایسے تنگ کوچہ سے خداوند ہی کا کام تھا جو مع گھوڑے کے نکل آئے اور تجھکو مطلق خبر نہوئی بلکہ آرام جان کو حاصل ہوا آج تجھکو وہی کرامات دکھائی دی زادان نے کہا ای خداوند تیری قدرت و کرشمہ کے ہزار جان سے قربان بس مین سمجھ گیا واقعی اسوقت میرے پیٹ مین گویا گھوڑے دوڑ رہے تھے جب جو مین نے زور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا ایک کانٹا نکل گیا اب معلوم ہوا حضور ہی اس مرکب باد پا کو شکم مین بندۂ خاص کے پھیر رہے تھے واہ ری تیری قدرت ہان خداوند دوسرا خدشہ میرا یہ ہی کہ خداوند کو مین عجیب صورت سے اور مفلوک الحال دیکھتا ہون یعنے خداوند کی وہ شان و دبدبہ جس سے بندگان عالم سجدہ کرتے ہین با سباب ظاہر کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اور یہ پیراہن کہنہ جو حضور کے جسم ناپاک مین ہی اسکی کیا وجہ ہی یہ سُنکے مہتر ہماز نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور ایک قہقہہ مار کے کہا ای زادان اسکی حقیقت نہ پوچھ اسوقت خداوند تیرا نہایت مجبور ہی یعنے اب خداوند کی بساط و کائنات مین کچھ باقی نہین ہی فقط یہ داڑھی اور یہ لباس کہنہ ہی اور کچھ نہین دیکھیں عیاران یزدان پرست سے یہ بھی بچتا ہی یا نہین ہر وقت یہی چاہتے ہین کہ کسطرح اس تبرکات کو تاراج کر دین ہماز حبشی کو دیکھو اور خیال کرو کہ اب بھی اگر کسی وقت تجھکو اوپر رحم آگیا تو بیشک اُن بندگان غیور و متکبر کو بخشدونگا ای زادان تجھے یاد ہوگا ایک زمانہ ایسا تھا کہ خداوند نے اپنی قدرت کاملۂ خداوندی و دریادلی سے نمرود و شداد و فرعون و جمشید و ضحاک وغیرہ کو کیا کیا حشمت عطا فرمائی تھی کہ اپنا خزانہ خداوند نے کل خالی کر دیا اور جو کچھ سرمایہ بچ رہا تھا وہ اپنے بندۂ خاص پہلوانان جمشید خود پرست کو مرحمت کر دیا کہ وہ معشوق و مقرب خاص ہمارا ہی اسی وجہ سے ہمنے جمشید کو ایسا منصب جلیل بخشا ہی آج تک ایسا منصب کسی کو نصیب نہین ہوا یہانتک کہ خداوند

نے اُسکو اپنا مرتبۂ خداوندی دے کر خداوند بنادیا اگر تجھکو باور نہو تو زیر جبل اعلے باہر طلسم کے جا کر بچشم خود دیکھ لے
اور ملاقات بھی کر لے دیکھ تو وہ کس شان وشوکت کا بندہ ہے اور کیسی قدرت اُسمین موجود ہے شاہان عالم وسلاطین معظم
اُسکے تابع فرمان ومطیعان حکم ہین بلکہ اب اسقدر مرتبہ حاصل ہوگیا ہے کہ وہ ہمکو بھی یعنے اپنے خداوند کو بھی ہیچ جانتا ہے اور
علاوہ اسکے جو کچھ سرمایۂ خاص خداوندی ہے وہ تمام وکمال اہل اسلام نے بزور دعوت وتسخیر خداوند سے بذریعۂ پایہ پیش
چھین لیا اب تو ہی انصاف کر کہ خداوند کی جیب مین کیا باقی ہوگا اب بھی سامان رہگیا ہے جو تو دیکھتا ہے سو دیکھنے بھی
تو نظر اہل اسلام مین کھٹکتا ہے بس قصۂ گذشتہ سُن چکا اب رقاصان خوش آواز کو حکم دے کہ ناچ شروع کرین تاکہ
ایک لمحہ مین بھی محظوظ ہون اور تو بھی دل شاد ہوجاوے اور اہل محفل کو مے نوشی کا حکم دے اس بارے مین پاس ولحاظ
خداوندی کی ضرورت نہین ہے۔

محفل رقص ونوا بحکم زادان وزیر کے بہر خوشنودی ابلیس



الغرض زادان نے رقص ونوا کا حکم دیا اور میخواری بھی شروع ہوگئی اور دورۂ شراب کا دور آیا اور جام گردش مین ہوا نشۂ
شراب مرد افگن سے وہ شوم بخت وکسیہ درون بدمست ہوے مہتر ہماز نے وہ خراب ہوش ربا نکالی اور زادان سے
کہا اے بندۂ حق شناس دیکھ یہ شراب خداوند نے اپنی قدرت خاص سے اسی وقت تیار کی ہے اس شراب کو پی اور نعمت
غیر مترقبہ خداوند کا ذائقہ چکھ اور ان تمام حاضرین جلسہ کو بھی چکھا کہ یہ فیض عام خداوند ہے اس سے کوئی آدمی محروم نہ رہنے
پائے خاص وعام سب نوش کرین کسواسطے کہ یہ عطیہ خاص ہے کل بندگان خداوند کو تقسیم ہونا ضرور ہے زادان نے اُس

شراب کو اُٹھا لیا اور آنکھون سے لگایا پہلے خود ہی دو جام زہر مار کیے بعد اسکے ایک ایک جام تمام حاضرین جلسہ کو پلایا اور مابقی تمام ملازمون کو ایک ایک جام پلایا۔ القصہ جب وہ شراب تیز و تند ان لعینون کے شکم مین پہونچی پھر کسی کو اپنی جان و مال کی مطلق خبر نہ رہی سب غافل و بیہوش ہوگئے جہتیر ہمارز نے اُسی وقت جملہ حاضرین محفل کا کالا منھ کیا اور مال و اسباب مع لباس و زیور خاطر خواہ لیا اور زرادان و غیلان و قحفان کے جسم سے وہ خلعتہاے فاخرہ و لباسہاے مرصع سب اُتار لیے اور اُنکا نصف منھ کالا اور نصف زرد کیا اور جت لٹا یا اور زرادان وغیرہ کو اس ترکیب سے تحت دبالا لٹایا کہ زن و مرد سب کو برہنہ کرکے اول اُنھین زنان رقاصہ کو جت لٹا یا مرد کا منھ عورت کے جسم پر اور عورت کا منھ مرد کے جسم پر کر دیا اور وہ لباس وغیرہ بقچہ مین باندھ کے کاندھے پر رکھا اور وہان سے راہی ہوا اور ایک چشم زدن مین اپنی خوابگاہ پر بآرام تمام سو رہا جب صبح ہوئی اور اُن لوگون کا اثر بیہوشی زائل ہوا اور خواب سے چونکے ہر ایک نے اپنے منھ کو عجیب مقام پر دیکھا یعنے عورتون نے مردون کے جسم کو اپنے منھ پر دیکھا مردون نے اپنے منھ کو عورتون کے جسم پر دیکھا اس کیفیت سے ایک حال مین سب مبتلا تھے اب کسی کا ہاتھ داڑھی پر پڑا ایک بال نہ پایا صاف چہرہ سیاہ و زرد نظر آیا ادھر عورتون کے سر کے بال ایک جگہ دھرے پائے تمام زن و مرد اپنی اپنی ہیئت کو دیکھ کے غرق بحر ندامت تھے کچھ ہنسی کچھ رنج تھا علی الخصوص زرادان و غیلان وغیرہ کی وضع و ترکیب جب دیکھی سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئے اپنی ذلت کو بھولے دوسرے کی صورت دیکھنے لگے غرضکہ عجب تماشہ و طرفہ ہنگامہ تھا۔ قصہ کوتاہ زرادان و غیلان و قحفان تینون کفار و اشرار لاقوت شاہ کے پاس آئے سب تبدیل لباس کیے ہوے اور اپنی رات کی کیفیت بیان کی ملک زرد ہنگ نے جو یہ حال سُنا نہایت متحیر ہوا لاقوت شاہ نے کہا یہ کام کسی عیار شاطر کا ہے اور عیار بھی یہ لشکر اسلام کا معلوم ہوتا ہے اور کسی کی ایسی مجال کہان یہ قدرت انھین لوگون کی ہے جو کہ ایسی ایسی کارسازیان کرکے مال و اسباب صاف لیجاتے ہین اور ذلتین فاش دیجاتے ہین خیر کیا مضائقہ ہے ہم اسکا عوض بوقت مجادلہ و محاربہ لے لینگے۔

اب راوی ان اشرار و کفار کو باہم صلاح و مشورہ مین مصروف رکھتا ہے انشاء اللہ تعالی بر سر موقع و محل اس داستان کو حوالہ قلم عجائب رقم کریگا کہ کس امر پر یہ چارون متفق ہو کے کاربند ہوے اور بالفعل حال فرخندہ مآل شاہزادہ با اقبال صاحبقران اکبر کشورستان کا گذارش کرتا ہے یعنے پہونچنا صاحبقران اکبر فلک قدر کا مرحلہ چہارم مین اور پیام بھیجنا ملک زرد ہنگ کو واسطے اطاعت و فرمانبرداری کے اور بجنگ پیش آنا ملک زرد ہنگ کا اور عین جنگ مین

قریب دینا اشرار و کفار کا صاحب قران اکبر کو آخر کار مغلوب ہونا ملک زردھنگ کا اور بعد شکست و ہزیمت کے فراری ہونا لاقوت و غیلان اور زادان و قحفان وغیرہ کا طرف بیابان طلسم کے مع دیگر حالات و کیفیات طلسم کے معرض بیان مین لاتا ہے۔

شعر

سخن سنج دانای شیرین کلام ۔ چنین داد این داستان را نظام

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ گردون نشان و سرشکن گردن کشان و زبردست زبردستان شاہنشۂ بحر و برخسرو نامور صاحب قران اکبر صاحب لوای فتح و ظفر مرحلۂ سوم سے بعد قطع مسافت و طی مراحل مع سپاہ و لشکر ظفر پیکر بہ آرام تمام جا بجا مقام کرتے اور ہر ایک گلزار پربہار کی سیر کرتے تماشا قدرت باری دیکھتے باجاہ و تجمل شاہانہ مرحلۂ چہارم کی سرحد مین پہونچے اور خیمہ ہاے عساکر شاہی برپا ہوے اور بارگاہ گردون اساس قریب مرحلۂ چہارم نصب ہوئی صاحب قران اکبر والاشان کے نزول اجلال سے وہ نواح اور با زینت و رونق ہوا حسب اتفاق اُس روز لاقوت شاہ بھی مع اپنے وزیر زادان روسیاہ و غیلان گمراہ وغیرہ مصاحبان و ہواخواہ کے صحبت مرکشی مین مصروف تھا اور اسوقت صاحب قران اکبر والاشان کا ذکر کر رہا تھا بلکہ ملک زردھنگ حاکم مرحلۂ چہارم بھی اُس صحبت مین موجود تھا اور نہایت نخوت و غرور سے اپنی شجاعت و پہلوانی کو بیان کرتا تھا اور بار بار یاران صحبت سے داد سخن چاہتا تھا مونچھون پر تاؤ دیتا تھا محاسن پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا تھا کہ اے فلان اس تھوڑے عرصہ مین مین نے اسقدر ورزش کی ہے کہ جسکی انتہا نہین اب میرا زور بہ نسبت سابق کے بدرجہا بڑھ گیا ہے مجھے دیکھنا ہے کہ وہ آدم زاد طلسم کشا صاحب قران اکبر لقب اشجع روزگار کسقدر طاقت و قوت رکھتا ہے اے لاقوت شاہ تم اسوقت میری بات کو یاد رکھنا اور دیکھ لینا کہ نوبت رد و بدل کی بھی آوے یا نہ آوے ہنگام جنگ دیکھو گے کہ کیا کام مین نے کیا ایک ہی حملہ مین اُس آدم زاد کی ترکی تمام کر دونگا اور یہ ساری شان و شوکت طلسم کشائی خاک مین نہ ملائی ہو تو کچھ کام نہ کیا بلکہ عجب نہین کہ تلوار کی نوبت بھی نہ آوے مین فقط کف دست مین استخوان نازک اُسکے چورا کر دونگا لاقوت شاہ بولا جو آپ کہتے ہین سچ ہے اور اشرار خوشامدی بھی ملک زردھنگ کی تعریف کرنے لگے اور کہا اے ملک تم پہلوان جہان ہو واقعی تمھارے زور و قوت و ہمت و جرأت کے سامنے وہ بیچارہ آدم زاد ضعیف البنیاد کیا جرأت رکھتا ہے اور کیا قدرت ہے جو مقابلہ کر سکے اول ہی روز مین بوقت مقابلہ طائر روح صاحب قران کی پرواز کی نوبت آجائیگی اور تمام نشۂ طلسم کشائی ہرن ہو جائیگا قصہ کوتاہ وہ ملاعین بدکیش و بداندیش نشۂ شراب سے بدمست و مخمور ہو رہے تھے کہ لاقوت نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پرکینہ سے کھینچی اور کہا افسوس صد افسوس کہ

اس آدم زاد فولاد جگر نے تینون مرحلۂ طلسمی کو کیسی آسانی سے فتح کرلیا اور اب اس مرحلۂ باقیماندہ پر آیا ہی اسکے بھی فتح کرنے کا اُسکا عزم بالجزم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی سارے جہان سے خراب و خستہ ہو کے یہان آئے اب نہین معلوم یہان کس طرح کی خرابی واقع ہو اور یہان سے کہان جائین ملک زردھنگ نے کہا اے لاقوت شاہ تو نے سچ کہا لیکن شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود		مرد باید کہ ہراسان نشود	

اصل امر یہ ہی کہ طلسم کشا کا اس سرزمین پر آنا واجبات سے تھا کہ یہ امر روز ازل سے مقدرات مین داخل ہو چکا ہی اسکی تین وجہین نہایت زبردست ہین - وجہ اول یہ ہی کہ وہ طلسم کشا ہی اور طلسم کشا کو طلسم مین آنا ضرور ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ مجھ سے اور طلسم کشا سے ہم نبرد ہونا یہ بھی ایک امر تقدیری ہے تیسرے اس مرحلہ کا طلسم باطل کرنا اُسی طلسم کشا کے دست حق پرست پر منحصر ہے کہ یہی نوشتۂ تقدیر ہی پھر کسطرح نہ طلسم کشا اس سرزمین پر تشریف لائے یہ امور ظہور مین بدون اُسکی تشریف آوری کے کیونکر آوینگے لاقوت شاہ نے کہا اے ملک امورات قضا و قدر کا حال کسیکو معلوم نہین لیکن میری رائے مین اس سے بہتر کوئی امر نہین ہی کہ تم پہلے قلعۂ مسکوکیہ کو آلات حرب اور اسباب جنگ وغیرہ سے درست کرلو کہ پھر وقت پر کسی چیز کی ضرورت نہو مقتضائے عقل یہی ہی ملک زردھنگ کو لاقوت شاہ کی یہ رائے نہایت ناگوار خاطر ہوئی اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا لاقوت شاہ سے غضب آلود ہو کے کہا باش او حرام زادہ نامرد جہان یہ کیا گہ کھاتا ہی شاید اب تجھکو یہ منظور ہی کہ مجھے بھی اپنی طرح نامرد کرکے رسوا اور بدنام کرے او سیہ کار مین نے تجھ سے بارہا کہا ہی کہ مین جسطرح سے ہوگا ایکبار طلسم کشا سے ضرور جنگ کرونگا بعد اسکے ہرچہ بادا باد لیکن میرے دل کی حسرت نکل جائیگی زور کا امتحان ہو جائیگا مگر یہ محض نامردی ہی کہ قبل از مرگ واویلا کرون بلا سبب و بے وجہ قلعہ بند ہو جاؤن یہ ننگ و عار ہرگز مجھے گوارا نہین لاقوت اس کلام کو زردھنگ سے سُنکے خاموش ہو گیا اور تمام ملازم بھی چپ ہوے کسی نے دم نہ مارا مگر ایک کو دوسرے نے دیکھا اور اشارے سے کہا اے فلان پہلوان جہان کو اب کسی طرح کی تکلیف دینی مناسب نہین ہی بس وہی مشورے جو باہم ہوے ہین درست و بہتر ہین جب جیسا محل و موقع ہوگا دیکھا جائیگا کس واسطے کہ تقدیر کے آگے کوئی تدبیر کام نہین دیتی راوی کہتا ہی کہ یہ مردک یعنی لاقوت شاہ ملک زردھنگ کے زور و قوت پر بھی نہایت نازان ہی اسواسطے کہ ملک زردھنگ کے زور و قوت کا امتحان کر چکا ہی واقعی ملک زردھنگ بھی ایک پہلوان نہایت زبردست و افضل ترین پہلوانان عالم سے ہی اُسکا زور پہلوانی اسقدر بڑھا ہوا ہی کہ اکثر درختان کہنہ و بلند کو جڑ سے ایک ہی زور مین نکال لیا اور ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے دماغ سے کھینچ لی اور شیران صحرائی کو مار ڈالنا کچھ بات ہی نہین ہی چنانچہ لاقوت شاہ بھی بخوبی واقف ہی اسیوجہ سے ملک زردھنگ کو صاحب قران اکبر طلسم سفیا اور پہلوان جہان خطاب دیا ہی بلکہ ملک زردھنگ اس خطاب سے بدمزاج بھی ہوا اور لاقوت شاہ سے کہا اے ملک ابھی مقدمہ جنگ اُس آدم زاد طلسم کشا لقب سے درپیش ہی دیکھیے کسکو حاصل ہو اس صورت مین ایسا خطاب نہین چاہتا ہون خلاف ہی مجھے اس خطاب سے معاف رکھو ہان جسوقت مین حسب خواہش دل اپنے مقاصد سے کامیاب ہونگا اور یہ معاملہ کیسو

ہو جائیگا تو البتہ ایسے خطاب و القاب کا مشہور ہونا سزا وار ہو سکتا ہی زادان وزیر نے کہا ای ملک زردھنگ اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ صاحبقران اکبر طلسم بیضا کا زور ذاتی اُس آدم زاد طلسم کشا کے زور و طاقت اصلی سے کہین زیادہ ہی مگر ہان جس امر مین اُس آدم زاد کو غلبہ ہی وہ یہ ہی کہ اشیاے طلسمی محافظ جان و مددگار زور و قوت اُسکے پاس بلا شک موجود ہین بس یہ امر باعث تردد و فکر کا البتہ ہی دیکھیے کہ بروقت جنگ و مقابلہ کیا صورت پیدا ہو ملک زردھنگ نے پوچھا کہ وہ کیا شے ہے بیان کرو مین بھی سنون زادان نے کہا ایک لوح بیضا ہی کہ وہ ہادی طریق و باعث حل مشکلات اہم ہی یہ وہی شے ہے کہ جو ہر ایک اسرار کو ظاہر کر دیتی ہی اور کسی طرح کا اثر کارگر نہین ہوتا اور جلہ چیزین کہ جو زور و قوت کی محافظ ہین اور مبطل سحر بھی ہین وہ تمام طلسم بیضا و سبع سنابع سے اُسکو دستیاب ہوئی ہین یہی وجہ ہی کہ جو وہ آدم زاد پہلوانان زبردست و دیوان خونخوار پر غالب و فتحیاب ہوتا ہی ورنہ انسان خاکی مین یہ زور و قوت غیر ممکن ہی کہ جو دیو سے مقابلہ کرے کوئی ایسا ہوشیار و پر فطرت ہو کہ جو اُس آدم زاد سے کسی حیلہ سے وہ اشیاے مذکور لے لے پھر دیکھین کسطرح جنگ و حرب کا قصد کرتا ہی البتہ اُسوقت تمام مرتبہ صاحبقرانی کا حال معلوم ہو جائیگا اور ملک بغیر اس تدبیر کے اُس سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے جو تمنے قصد جنگ کیا ہی تو اُسکی تدبیر ضرور کر لو اور بلکہ قبل از جنگ یہ کہلا بھیجو کہ اس طلسم کشا کہلا بھیجو کہ اے دلاور دوران و رستم زمان اگر واقعی تم صاحبقران روزگار ہو اور زور و قوت ذاتی رکھتے ہو تو بغیر اشیاے طلسمی زور و قوت کا بھی امتحان کر لو اسواسطے کہ یہان بھی سحر و ساحری کا دخل نہین ہی اسطرح سے البتہ ہمارے تمہارے باہم زور آزمائی مردانہ کا لطف ہی پھر البتہ فتح و شکست دوسرے کے ہاتھ مین ہی **شعر**

ببینیم از ما بلندی کراست	بلندی کرا ارجمندی کراست

ملک زردھنگ نے کہا ہان ای زادان یہ البتہ تو نے ایک تدبیر معقول نکالی ہی یہ صورت لا محالہ قرین قیاس ہی واقعی اگر طلسم کشا سے یہ پیغام و سلام کہا جائے تو عجب نہین کہ مفید مطلب اور سودمند ہو کیا عجب کہ وہ شجاعت پیشہ پابند وضع و جوانمرد اُسی وقت میرے اس التماس کو قبول و منظور فرمائیگا۔ زادان نے کہا ای ملک زردھنگ ہر چند کہ فتح و شکست موافق تقدیر کے ظہور مین آتی ہی لیکن تدبیر بھی کوئی شے ہی ترکیب کو بڑا دخل ہے ای ملک زردھنگ اگر تمکو ناگوار نہو اور مصلحت سمجھو تو مجھے اس خدمت پر معین کرو اور اپنی طرف سے شاہزادۂ عالی مقام کو دو ایک کلمہ تحریر فرما کر مجھے دے دو پھر مین جاؤن اور میرا کام جسطرح سے مین مناسب سمجھونگا مین اس کام کو بہت اچھی طرح سے انجام دونگا بلکہ آپ خود ہی ملاحظہ فرمالینگے ملک زردھنگ نے زادان کی راے نہایت پسند کی اور اُسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا لکھا اور اپنی مُہر کر کے زادان کو حوالہ کیا زادان نے پایۂ تخت ملک زردھنگ کو بوسہ دیا اور کہا بس اب غلام اس نامہ کو محل و موقع دیکھ کے بوجہ احسن نظر انور سے اُس جوان دلاور کے گذرانیگا اور جسقدر میری زبان مین طاقت گویائی ہوگی مین اس پیام کو زبانی بھی بخوبی ادا کرونگا یقین واثق ہی کہ وہ جوان دلاور رستم زمان جامع اخلاق و مروت ہی بوجہ احسن قبول و منظور کریگا ملک زردھنگ نے کہا ای شخص اب مین نے تجھے اس امر خاص مین اختیار دیا جسطرح تو مناسب جانتا اس کام کو انجام دینا قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر والا گہر چار فرسخ کے فاصلے شہر زرنگار سے ایک

صحرائے پر بہار و سبزہ زار فرحت آثار طراوت بخش دل و دماغ تھا وہان بارگاہ فلک اشتباہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے
سیر ملاحظہ فرما رہے تھے اور برابر برابر کرسیون پر افسران فوج ظفر موج و دلاوران دوران و پہلوانان رستم توان گرد و پیش صاحبقران
والا گوہر کے وہ یاران و عاشقان جان نثار و جانباز و مصاحبان دمساز و ہمراز بیٹھے تھے یہ خبر لاقوت شاہ و ملک زردھنگ
کو بھی پہونچ گئی کہ طلسم کشا باجاہ و حشم مع فوج ظفر موج و لشکر فتح پیکر اس سرزمین پر وارد ہین اور خیام فلک احتشام شہر سے
بہت دور فلان لالہ زار و صحرائے پر بہار مین برپا ہین بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے لاقوت شاہ و ملک زردھنگ نے بھی
مع رفقائے و سردار و پہلوانان تہور شعار و بانبوہ کثیر لشکر جرار و آتش بار باہر شہر کے نکل کر لب دریا خیام اپنے لشکر نکبت اثر برپا
کیے دیکھا کہ خیام فلک احتشام لشکر اسلام بھی اسی دریا کے کنارے برپا ہین جہان تک نظر کام کرتی ہے سوائے خیمون کے
کچھ نہین دکھائی دیتا۔ الغرض یہان صاحبقران کشورستان نے دیوان عام مین دربار عام فرمایا تمام سرداران نامدار و دلاوران
تہور شعار و بہادران خنجر گذار مثل سیمگون و سیفان و آبشار و فحلان و حیطان و ملک افلاک و ملک نصرون و ملک افسر وغیرہ
سرداران شمشیر زن دربار مین حاضر ہو کے اور مجرا گاہ سے سب نے مراتب آداب ادا کیے صاحبقران اکبر فلک قدر نے رفقائے
جانباز و سرداران دمساز کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا ای یاران وفا شعار و نیک اندیش تم سب صاحبون کو معلوم ہو کہ یہ سرزمین
ممالک طلسم ہے یہان نامہ و پیام اور خط و کتابت و پند و نصیحت کی چندان ضرورت نہین ہے اور نہ کچھ فہمایش و اظہار ہمت و اتمام
حجت کی احتیاج ہے یہان بیخبرون کو خبردار اور نادانون کو ہوشیار کر دینا کافی ہے لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ کوئی دلاور تم صاحبون سے
اس خدمت پر کمر ہمت چست باندھ کر ملک زردھنگ کے لشکر نکبت اثر مین جا کے لاقوت وغیرہ کو ہماری طرف سے یہ پیغام دے
کہ ای لاقوت آگاہ ہو کہ تیری زن و دختر بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہوئین اور دولت دنیا انکے حصہ مین آئی لہذا باس
و لحاظ انھین تازہ مسلمانون کے ہمکو ہر طرح سے تیری رعایت و مراعات منظور ہے اس خیال سے تجھکو بطور اطلاع دہی و فہمایش
کے کہا جاتا ہے کہ تو بھی اپنے اس عقیدۂ باطل سے باز آ اور مشرف باسلام ہو ہم وعدہ اس امر کا کرتے ہین کہ تیری سلطنت و
حکومت کو تجھے واپس دینگے بلکہ کچھ ریاست اور بھی بخش دینگے اور ملک اذفرشاہ کہ وہ ایک مرد بزرگ و پیر ضعیف ہین انکو
بجز عبادت پروردگار کے اور کسی شی کی ضرورت و حاجت نہین ہے اختیار نظم و نسق سلطنت تمام و کمال تیرے قبضۂ قدرت مین
ہوگا ملک اذفرشاہ کو امورات ملکی سے سروکار نہین جو ہم انکو حکم دینگے وہ اس حکم پر راضی و شاکر رہینگے اور شاید ملک اذفرشاہ
کو خواہش سلطنت بھی ہوئی اور وہ اس بات پر راضی ہوے تو ہم انکو اپنی سلطنت و حکومت سے کوئی ملک جداگانہ ممالک
ثاف سے جسپر کہ وہ راضی ہونگے دینگے مگر تجھ سے جو وعدہ کرتے ہین اسمین فرق نہو گا جس طرح سے ہوگا اسکو وفا کرینگے اور
تو جسطرح سے چاہیگا ہم تیرا اطمینان کر دینگے او بے وقوف بچشم غور و انصاف دیکھ کہ تیرا باپ متوفی بھی تو خدا پرست تھا تجھے
بھی اسی کی متابعت چاہیے ای لاقوت اگر تو ہماری نصیحت و ہدایت پر عمل نکریگا تو اس مرتبہ تیری عزت و جلال سب خاک
مین ملجائیگی آیندہ تجھکو اختیار ہے تو دانی و کار تو۔ بعد ادا کرنے اس پیام کے ملک زردھنگ سے کہنا کہ ای بد ذات مرد

دلاور تو بھی ایک مرد عاقل و ذی فہم و دانشمند ہی تعجب ہی کہ تو حالانکہ مدت دراز تک یزدان پرست رہا اس دین مبین سے
بخوبی واقف ہی مگر افسوس تو مکر و فریب مین مکارون کے آگیا اور انھین مفسدون کے اغوا سے تو نے ایسے دین متبرک کو
ایک لخت ترک کر دیا اور شیوۂ ابلیس پرستی اختیار کر لیا ہر چند کہ تو نے نہایت عمدہ طور سے اطاعت ابلیس کی آخر کوئی بھی نتیجہ
اُسکا ابلیس لعین سے حاصل ہوا اُسپر بھی متنبہ نہوا اور تجھکو خیال نہ آیا اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ ایزدی کی کیا مجال ہی
جو یہ بجز بہکانے کے اور کچھ بھی کر سکے اب بگوش ہوش سن کہ ہم تیری سراسر بہتری کو کہتے ہین اس ہماری نصیحت کو یاد رکھ
ابھی تک کوئی فتور واقع نہین ہوا ہی اب بھی توبہ کر اور بار دگر پھر اُسی دین و آئین قدیم کو بدل قبول کرنے ورنہ بجز پشیمانی کے
اور کچھ حاصل نہوگا - ای زرد ہنگ آگاہ ہو کہ شعر

درگاہ خدا درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آئی

جب صاحبقران اکبر نے اس کلام کو ختم کیا سیفان سیف زبان دلاور زمان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس خدمت سے
اس خادم دیرینہ کو سرفراز فرمایئے صاحبقران اکبر نے فرمایا مرحبا خداوند کریم تیرے ارادون مین برکت دے بعد اُسکے ایک
خلعت زرتار اس شجاع روزگار و تہور شعار کو مع شمشیر و خنجر یاقوت نگار کے مرحمت فرمایا اور دعائے حفظ پڑھ کے رخصت
فرمایا - دوسرے روز سیفان دلاور ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوا اور مسلح و مکمل ہو کے صاحبقران بلند مکان
کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام بہ آداب شاہی بجا لا کے اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کر روانہ طرف لشکر نکبت اثر کفار و اشرار کے
ہوا اور دربارگاہ ملک زرد ہنگ پر پہونچا لاقوت وغیرہ کو اطلاع ہوئی کہ سیفان دلاور فرستادۂ شاہ جم جاہ صاحبقران اکبر
عالم پناہ کے لشکر فتح پیکر سے آیا ہوا اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہی غیلان نے کہا ای لاقوت یہ موقع و وقت انتقام نہایت ہی خوب ہی
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آویگا اب چاہیے کہ سیفان اس بارگاہ سے زندہ و سلامت نہ جانے پائے لاقوت نے کہا ای غیلان
ہر چند مین بھی چاہتا ہون اور قصد میرا بھی یہی ہی کہ مین اس سیفان نمکحرام کو ایسی سزائے سخت دون کہ اور لوگ بھی اسے دیکھکے
متنبہ ہون تا آیندہ کوئی ایسی حرکت نکرے اور بجاے خود سمجھ لے مصرعہ

کار بد کردہ را سزا نیست

مگر اول ملک زرد ہنگ سے اس امر مین صلاح لینا ضرور ہی اگر زرد ہنگ راضی ہو گیا تو پھر کچھ مضائقہ نہین ہی یہ مشورہ کر کے
لاقوت ملک زرد ہنگ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا یہ منشا ہی آپ کی اس بارے مین کیا صلاح ہی ملک زرد ہنگ یہ سن کے آگ
ہوگیا اور بکمال غضب کہا ای لاقوت خبردار اگر بار دیگر ہمارے سامنے ایسا ذکر بھی زبان پر تو لایا اور کسی دلاور اسلام سے بے وجہ
و بلا سبب کسی طرح کی پرخاش کی بات کا قصد کیا تو مین بدترین سلوک سے پیش آؤنگا اور اس بارہ مین ہرگز تیرا لحاظ و پاس ملحوظ خاطر
نہ رکھونگا - او مردک بیحیائی تجھپر ختم ہے تجھے شرم نہین آتی کہ سیفان دلاور ایک بادشاہ عالیجاہ کا پیام لے کر ہمارے پاس آیا ہی
اور تو تنہا پاکر درپے ایذا ہوتا ہی اے ناانصاف و ناحق شناس یہ امر آئین مروت و طریق عدالت و ہمت سے نہایت بعید ہی

ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی امر نہین ہی ایلچی کو کوئی بھی آزار دیتا ہی کہ تو ہی یہ ایک امر نو کریگا- زادان وزیر نے بھی ملک زردھنگ کے کلام کی تائید کی اور کہا ای لاقوت شاہ اب محل دم زدن نہین ہی اب جملہ امور صاحب قران طلسم بیضا کی مرضی و رای پر موقوف و منحصر رکھنا چاہیے کوئی امر خلاف مرضی پہلوان جہان نہ کرنا چاہیے -

لاقوت شاہ کا ملک زردھنگ کے پاس آکے اپنا خیال ظاہر کرنا اور ملک زردھنگ کا لاقوت شاہ سے بقہر و غضب پیش آنا



الغرض ملک زردھنگ نے حکم دیا کہ سیفان دلاور کو بارگاہ مین آنے دو سیفان دلاور مثل شیر ژیان اس جرأت و دلیری سے بارگاہ مین پہونچا کہ اہل بارگاہ کے ہوش پران ہو گئے اور حواس پراگندہ ہوے اول سیفان بہادر نے بہ آواز بلند بنام خدای جہان آفرین سلام ادا کیا- لاقوت کو یہ حرکت سیفان کی نہایت ناگوار معلوم ہوئی زادان وزیر نے کہا اے سیفان تو نے یہ طریقہ سلام کب سے اختیار کیا کہ خدمت مین شاہان اولوالعزم کے اس ترکیب سے سلام کرتا ہی انسان کو چاہیے کہ اپنے حد اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اپنی لیاقت و منصب کا خیال ضرور ہی آخر تو نے بھی تو ایک مدت تک اس سرکار عالی جاہ کا نمک کھایا ہی آخر کچھ پاس نمک بھی تجھے ہی یا نہین اگر اس قدامت کے لحاظ سے کسیقدر خم ہو کے سلام بادشاہ کو کرتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا نہ تیری لیاقت مین فرق آتا اور نہ بادشاہ کا کچھ فائدہ تھا تیری منزلت کو ترقی ہو جاتی سیفان دلاور نے کہا ای وزارت پناہ واہ مصرع براین عقل و دانش بباید گریست + ای کوتہ عقل تو اس شعور

ولیاقت پر لاقوت کی وزارت کرتا ہی اور اُسکا مشیر ہوا ہی تف اس تیری عقل پر اور لعنت خدا اس تیری فہم پر ای گیدی ابھی تک
باانیہمہ عہدۂ وزارت وغیرہ طریقہ اسلام سے آگاہ نہین آگاہ ہو اور مجھ سے سُن کہ سلام دو قسم کے ہوا کرتے ہین ایک یہ کہ ہاتھ
سر پر رکھنا یعنے ہمارا دست بلند دوسرے کے سر تک بے تکلف پہونچ سکتا ہی مگر یہ طریقہ فقط واسطے ظاہر کے ہی دوسری قسم
کا سلام موافق تیرے قول کے سرنگون ہونا فقط یہ اس شہنشاہ عالم پناہ کے واسطے سزاوار ہی جسکا لقب صاحبقران
طلسم کشا و سرکوب اعداے دین ہی اے وزارت پناہ انصاف کر کہ مین ایسے بادشاہ عالی جاہ و فلک بارگاہ کا غلام ہون
جسکے قبضۂ قدرت مین ہفت اقلیم ہی پھر تو ہی بتا کہ اسکے مقابل مین ہم پایہ کون ہی جسکی مین تسلیم باعزاز بجا لاؤن یہ سر تو اُسکے
آستان فلک نشان پر جھکتا ہی دوسرا کون اُس منزلت کا بادشاہ ہی کہ جو مین اُسی طرح سلام کرون اب شیوۂ کور نمکی کا حال اگر
دریافت کرنا چاہتا ہی تو مجھ سے دریافت کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی اس امر کو لاقوت شاہ سے دریافت کر لے وہ خوب
اُس سے واقف ہی وہ تیرا اطمینان بخوبی کر دیگا لاقوت شاہ سیفان کی اس زبان آوری سے نہایت خشمناک ہوا اور ان
کلمات طعن و تشنیع سے دل مین پیچ و تاب کھایا مگر بخوف ملک زردھنگ خاموش بیٹھا رہا بعد اسکے سیفان دلاور اہل دربار
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای حاضرین بارگاہ مین صاحبقران طلسم کشا کا فرستادہ آیا ہون اور ملک زردھنگ و لاقوت کے
واسطے پیغام اس عالیجاہ کا لایا ہون تم سب ہمہ تن گوش ہو اور سنو وہ مسند نشین اورنگ جہانبانی ایسا عالیجاہ ہی کہ شاہان
عالم اُسکے بارگاہ کے ایک ادنے غاشیہ بردار ہین اور سلاطین اولوالعزم اُسکی آستان ہدایت نشان پر ناصیہ فرسائی کرتے
ہین زادان نے کہا اچھا پھر کیون اداے پیام نہین کرتا بیان کر کہ ہم سنین سیفان نے کہا ای وزارت پناہ پہلے تم ایک لمحہ
کو میرے پاس تشریف لاؤ کہ مین تمسے کچھ مشورہ کر لون بعد اُسکے اداے پیام کرونگا زادان گیدی کے دل مین یہ خیال گذرا کہ
شاید سیفان اپنی گستاخی کلام و بے ادبی سے نادم ہوا ہی اُسکی معافی چاہتا ہی اسلیے مجھے پاس بلاتا ہی بے تکلف کرسی
سے اُٹھ کے سیفان دلاور کے پاس گیا اور اصل امر یہ تھا کہ سیفان دلاور کو کسی ملعون نے کوئی جگہ بیٹھنے کو نہ دی تھی ناچار
سیفان دلاور اُس وقت شیوہ عیاری کو کام مین لایا یعنے بحکمت عملی اُس حیلہ سے زادان وزیر سے کرسی خالی کرائی اور خود
بجالاکی تمام کرسی زادان پر جا بیٹھا اور کرسی کو سامنے تخت ملک زردھنگ کے لے آیا اور کرسی پر استادہ ہو کے بطور وعظ
پیام صاحبقران کو بیان کرنا شروع کیا اور کہا اے لاقوت وای زردھنگ آگاہ ہو کہ ایسے بادشاہ عالم پناہ کا پیام عالی جاے
کہ جاے بلند پر کھڑے ہو کر ادا کرے کہ وہ پیام سزاوار ایسی جاے بلند کا ہی ہرچند کہ یہ کرسی بھی لائق اداے پیام عالی نہین ہی
لیکن بمجبوری ناچاری ادا کیا جاتا ہی بعد اُسکے سیفان نے بفصاحت و بلاغت اُس پیام کو بیان کیا اس پیغام صاحبقرانی
کو بے کم و کاست لاقوت شاہ و ملک زردھنگ نے بخوبی سنا سیفان دلاور نے اثناے بیان مین ایک جملہ مختصر سا
ملک زردھنگ کو سنایا کہ اُسکی سبب سے حاضرین بارگاہ کے طائر ہوش پرواز کر گئے اور جو لوگ بہادر و شجاع تھے انھون
نے سیفان کی جرأت و دلاوری پر تحسین و آفرین کی اور جتنے نامرد و بزدل تھے وہ بسبب خوف کے مثل بید کے کانپنے لگے

لاقوت سے ضبط نہوسکا اور شدت قہر وغضب سے سیفان کے درپی ایذا ہوا اور قصد کیا کہ سیفان کو ہلاک کر ڈالے مگر ملک زرد ھنگ مانع ہوا اور کہا ای لاقوت اسوقت اسقدر کسیکی مجال وقدرت نہین ہو کہ سیفان دلاور کی طرف نگاہ کج سے دیکھ سکے دست درازی و ایذا رسانی تو شی دیگر ہو حق امر یہ ہو کہ اپنے آقا کا خیر خواہ ایسا ہی ہونا چاہیے آفرین ہزار آفرین سیفان کی ہمت مردانہ وجرأت دلیرانہ پر کیا خوب اُسنے بآئین شائستہ پیام اپنے آقاے نامدار کا ادا کیا بعد اسکے سیفان سے کہا ای بہادر میری طرف سے صاحب قران طلسم کشا کی خدمت فیضدرجت مین سلام نیاز بصد تمنائے ملازمت دست بستہ عرض کرنا اور کہنا کہ ای جوان والاشان جو کچھ کہ آپ نے ارشاد فرمایا مین نے بگوش دل سُنا آرزو ہی کہ پہلے میدان جنگ کو ترصیف صفوف مصاف آراستہ کرکے شہریار دولت مدار سے ایک بار جنگ مردانہ اور زور دلیرانہ کرکے اپنی حسرت نکال لون اگر یہ ناچیز شہریار گردون وقار پر غالب آیا تو تمام مقدمات فتنہ وفساد طے ہو جائینگے اور جو حضور نے مجھے مغلوب کر لیا تو اُس صورت مین جو حکم عالی ہوگا بجان ودل قبول ومنظور کرونگا ای شہریار اک وقار اس امر کو مین نے اپنے اوپر واجب گردانا ہی سیفان دلاور نے کہا ای ملک یہ تیرا جواب البتہ نہایت معقول ہو وہ شہریار کامگار صاحب قران اکبر فلک قدر تیری التماس کو ضرور قبول فرمائینگے پھر لاقوت سے مخاطب ہو کر کہا ای لاقوت تو بیان کر کیا جواب دیتا ہی لاقوت نے کہا ای نمک حرام تو اپنے آقاے مغرور سے کہدینا کہ ای جوان آدم زاد اگر تو بزور وقوت بازو آسمانون کو زمین پر گرادے اور زمین کو آسمان پر پہونچادے اور آفتاب کو بے نور اور مہتاب کا دن کو ظہور کردے اور تمام عالم کی ثروت وجاگیر وسلطنت وحکومت مجھے بخشدے تو بھی ممکن نہین کہ مین ابلیس پرستی کو ترک کرون اور خداے نادیدہ کو اپنا معبود وخالق برحق سمجھون اس امر کی توقع مجھ سے ہرگز نہ رکھنا مین بجز خداوند ابلیس کے اور کسیکو خیال مین نہ لاؤنگا فقط۔ اشعار

ترک ابلیس پرستی نہ کنم	تا بود جان بہ تن وہوش بسر
زانکہ ابلیس زراہ شفقت	بہر لاقوت بود بہ ز پدر

سیفان نے کہا واقعی عجیب سیہ قلب وتیرہ درون یہ حرام زادہ نطفہ شیطان ہی یہ کسی طرح راہ پر آنے والا نہین ہی بیت

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست	تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست

بعد اُسکے سیفان دلاور اس بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور صاحب قران ذیشان کی خدمت مین حاضر ہوکے تمام سرگذشت از اول تا آخر مفصل ومشرح بیان کی صاحب قران اکبر نے بعد استماع جواب صاف لاقوت اور ملک زرد ھنگ کے جنگ کا حکم دیا قصہ کوتاہ جب طرفین سے جنگ وحرب مقرر ہوگئی دوسرے روز لشکر زرد ھنگ سے صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی اسطرف لشکر اسلام سے بھی صداے کوس حربی بجانے کا حکم ہوا بیت

درآمد بغریدن آواز کوس	فلک بر دہان دہل داد بوس

تمام شب دلاوران جنگ جو و شجاعان کینہ خو آراستگی لشکر و سلاح و یراق مین مصروف و سرگرم رہے۔ **نظم**

چو روز دگر چشمۂ آفتاب | برانگیخت آتش ز دریاے آب
سحرگہ کہ آمد بہ نیاب اخضری | گل سرخ بر طاق نیلوفری

غرض کہ ایک طرف لاقوت شاہ اور ملک زرد ھنگ دزآوان وزیر دغیلان وقحفان وغیرہ اشرار وکفار گھوڑون پر بکمال نخوت وغرور سے مع فوج جنگ گذار میدان مصاف مین صف آرا ہوے دوسری طرف شہریار نامور صاحبقران اکبر نے دلاوران گردن شکن وبہادران روئین تن کی صفون کو بآئین شائستہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہر ایک افسر کو جابجا صفوف لشکر مین مقرر فرمایا اور خود بدولت واقبال ایک اسپ برق وش وصبارفتار پر سوار ہوکے لشکر فتح پیکر سے مقدم مقیم ہوئے **نظم**

رسیدند لشکر بجاے مصاف | خسک بر گذرگاہ کین ریختند
دو پرکالہ ہستند چون کوہ قاف | نقیبان خروشیدن انگیختند
ز بسیاری لشکر ہر دو جاے | پزک بر پزک سو بسو در شتاب
فرو بستہ کوشندہ را دست و پاے | نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

قصہ کوتاہ بعد صف آرائی لشکر اول لشکر لاقوت سے بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر لاقوت کہ مرد مردانہ و بہادر زمانہ تھا معرکہ نبرد مین مثل فیل مست کے آہستہ آہستہ آیا اور بعد لاف وگذاف حریف سے نبرد کا طالب ہوا اسطرف لشکر اسلام سے ملک افلاک مینائی اُس دلیر کے مقابلہ کو گیا دونون بہادرون مین تمام روز جنگ رہی اور باہم ایک دوسرے کی تعریف کرتا جاتا تھا آخر ملک افلاک مینائی نے اُس دیو سیرت کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر ایک ہی روز مین زین سے اُٹھا لیا اُسی طرح معلق ہاتھ پر علم کیا اور لشکر مین اپنے لے آئے صاحبقران اکبر نے طبل بازگشت بجوا دیا اور بارگاہ فلک آستان مین تشریف لائے پہلوانان لشکر سخت حیرت مین تھے کہ ملک افلاک ایسے پہلوان کو کہ جسکا سواے طاقت و زور کے لنگر ایسا تھا کہ گھوڑا دبا جاتا تھا عجیب مردانگی سے پشت زین سے اُٹھا لیا واہ کیا بہادر دوران ہی بعد اُسکے بہلاق کو صاحبقران اکبر نے بارگاہ مین بلایا اور قید و بند سے اُس نوگرفتار کو رہا کیا اور چند فقرے وحدانیت ایزدی کے بیان کیے اور اسقدر آب و تاب سے بیان فرمائے کہ زنگ کفر و ضلالت بہلاق کے لوح دل سے دور ہو گیا اور اُس دلاور دوران نے بصدق دل اسلام قبول کیا صاحب قران اکبر نے اُسے خلعت گران بہا مع شمشیر وخنجر وخیمہ وخرگاہ مرحمت فرمایا یہ خبر وحشت اثر لاقوت شاہ کو پہونچی کہ بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر مسلمان ہو گیا بس ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار رونے لگا ملک زرد ھنگ نے کہا ای لاقوت شاہ اس بات سے نہایت متحیر ہون کہ تو نہین معلوم اپنے غم مرگ مین روتا ہی یا خرابی حال پر جان کھوتا ہی یا بوجہ حسد و رشک کے رو رہا ہی کہ بہلاق نے بخوشی دل دین اسلام قبول کیا او گیدی یہ کون محل گریہ ہی پہلے تو بھی اسی دین مین تھا۔ کیا تجھے یاد نہین ہی بھول گیا اگر اُس سپہ سالار صاحب عقل و فہم نے اُس دین کو اختیار کر لیا تو کیا قباحت لازم آئی لاقوت شاہ نے کہا ای ملک حال یہ ہی کہ مین عہد طفولیت سے ابلیس کا غلام تھا لیکن بمجبوری اپنے باپ کے خوف سے اظہار نہ کر سکتا تھا جب مین نے اپنے باپ کو قتل کیا پھر مجھے کسی کا خوف نہ رہا اور سب طرح سے مطمئن ہو کے اُس مطلق العنانی مین باعلان

ابلیس پرست ہوا ملک زردھنگ نے کہا او نمک حرام نطفۂ شیطان تو اپنے چشم کور سے دیکھ یہ اُسی کا ثمرہ تجھکو ملتا ہی کہ تو اُس روز بد کو پہونچا ابھی کیا ہی عجب نہین ہی کہ جو تو ایسی بلائے سخت مین گرفتار ہو جائے کہ جس سے تا قیامت نجات نہو لاقوت نے کہا ای ملک زردھنگ اس فعل کی بدولت مین اس مرتبہ کو پہونچا کہ بادشاہ ہوا اور برکت دین ابلیسی و رہنمائی عقل سے اب جلیلہ مناصب اعلی پر فائز ہوا چاہتا ہون شہر عسکریہ کی سلطنت میرے قبضۂ قدرت مین آگئی اور حاکمان مراحل طلسم پراسوقت تک حکمرانی کرتا ہون اور آیندہ سے خداوند ابلیس کے لطف و مرحمت کا امیدوار ہون ملک زردھنگ نے کہا او گیدی تجھے یہ کلمہ کہتے شرم نہین آتی کہ بھاگ کے ہمارے پناہ مین اب آیا ہی اور ہم پر حکمرانی کرتا ہی اور جس وقت بہلان گرہ گردن سپہ سالار کے ملازمین و رفقا نے اپنے آقا کو دیکھا کہ لشکر اسلام مین پہونچکر داخل اسلام ہوگیا بس وہ قریب تین ہزار کے سوار و پیادہ تھے سب شبا شب داخل لشکر اسلام ہو کر مشرف باسلام ہوے دوسرے روز پھر ہنگامہ رزم و پیکار گرم ہوا اور کوس رزمی و نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نظم

چو خورشید در سوے چادر زمین	برافروخت رخسارہ بر دست کین	درخشید شمشیر الماس گون	روان از غلاف سحر شد برون

بعد صف آرائی عسکر طرفین قیقول زورمند ایک پہلوان بہادر مانند پیل مست جھومتا ہوا لشکر کفار سے نکل کے رزمگاہ مین آیا اور مردانہ و دلیرانہ چند اشعار بطور رجز بفصاحت ادا کیے اور طالب مرد مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے بھی ملک نصیر دین بہادر اسپ بادرفتار پر سوار ہوکر قریب حریف کے پہونچا اور ایک لگاوری اس زور سے گھوڑے کو حریف کے دی کہ حریف کا گھوڑا چند قدم پس پا ہوگیا ادھر قیقول نے شمشیر آبدار نیام سے لی نصیر دین دلاور نے بھی تیغ بیدریغ علم کی اور ایسی ایک ضرب سخت دلیرانہ و رستمانہ قیقول کے سر پر لگائی کہ وہ تلوار خود آہنی کاٹتی ہوئی گردن تک اُتری اور وہان سے زرہ و چار آئینہ کو کاٹتی ہوئی اسفل سے نکلگئی اور وہ ملعون خاک مذلت مین مل کے سیدھا داخل نار ہوا۔ بعد قتل قیقول جینول نام ایک پہلوان نہایت قوی ہیکل دیو سیرت طویل القامت میدان کارزار مین آیا وہ بھی شکار ملک افسر دلاور کا ہوا اس غازی نے ضرب اول ہی مین اُسکا سر تن سے جدا کردیا بعد اسکے میکاس۔ لاقوت کا پہلوان بقصد انتقام جینول معرکہ آرا ہوا اُسکو سیمگون بہادر نے واصل جہنم کیا۔ نظم

ہمانا دران عرصۂ فتنہ بپا	بسے سر ز تن تن ز سر شد جدا	سنان در جگرہا خلیدن گرفت
دم دشنہ پہلو دریدن گرفت	چو سروے کہ از پا در آید بسر	فتادند گردان بدرخشم تبر

الغرض اسی طرح سیفان دلاور نے حلناج غول پیکر کو روانہ سقر کیا لاقوت نے اس واقعہ جانکاہ کو دیکھکر دونون ہاتھ سر پر مارے اور کہا واحسرتا و دریغا یہ فلک شعبدہ باز عجب عجب نیرنگیان دکھاتا ہی اپنی کجروی سے باز نہین آتا نہین معلوم اس فلک فتنہ ساز و شعبدہ باز سے مجھ سے کیا عداوت ہی کہ ناحق بندگان ابلیس کے درپی آزار ہی مفت مین خراب و خستہ ذلیل و رسوا کررہا ہی پہلوانان ابلیس کو یزدان پرستون کے ہاتھ سے باین ذلت و خواری قتل کروائے ڈالتا ہی یہ فلک ناانصاف

خداوند ابلیس کی آبرو کا بھی لحاظ و پاس نہین کرتا اس عرصہ مین ہماز عیار نے کہا اے بادشاہ طلسم جب خداوند ابلیس کچھ نہین کر سکتا فلک بیچارے کی کیا خطا ہے ناحق بدنام کرتے ہو ایسی نفرین اسی خداوند باطل کے واسطے سزاوار ہے کہ باوجود خداوندی کے تمھاری دستگیری نہین کرتا اے اسیر تم خاطر جمع رکھو مین کل میدان کارزار مین خداوند کی تصویر نصب کرونگا اور اتنی پاپوشین خداوند کے سر پر لگاؤنگا کہ خداوند بھی تمام عمر یاد کرینگے کہ اپنے بندون کی خبر نہ لینا اور دستگیری نہ کرنا ایسا ہوتا ہے غالبا اس صورت سے خداوند کو کچھ شرم آویگی اور تمھاری عقدہ کشائی کرینگے اور اسیر بھی نہ خیال آیا تو مجبوری ہے لاقوت شاہ نے کہا اے ہماز اگر تو ایسی حرکت کریگا تو مین تجھے اسی وقت عذاب سخت سے قتل کرونگا ادھر زادان بھی ہماز کو کلمات سخت کہنے لگا ملک زردھنگ نے کہا اے ہماز اسوقت تم مین اور تمھارے آقا مین یہ کیا گفتگو ہو رہی تھی کیا کوئی تازہ معاملہ درپیش ہوا ہے ہمسے تو کہو ہم بھی سنین ہماز نے کہا اے ملک مجھکو ایک عمل ایسا یاد ہے کہ اسکے سبب سے چند ہی روز مین عقدۂ لاحل بسہولت تمام حل ہو جاتا ہے اسوقت اپنے آقا کو سخت تشویش مین مبتلا دیکھ کے مجھے بھی صدمۂ عظیم ہوا آخر ناچار مین نے اسی عمل کا قصد کیا تھا تاکہ مخدوم کا تردد دفع ہو اور عقدۂ لاحل حل ہو جائے مگر لاقوت شاہ مجھے مانع ہوتے ہین لہذا مین بھی مجبور ہون ہان جب از حد مجبور ہونگا تب بناچاری مین لشکر مین دشمنان خداوند یعنے خدا پرستون کے جاکر اس عمل کو کرونگا وہان البتہ کوئی مزاحم نہوگا ملک زردھنگ نے کہا تو ہمسے تو بیان کر وہ کونسا عمل ہے جو ایسی عقدہ کشائی کرتا ہے اسوقت ہماز نے وہ کیفیت تصویر ابلیس کی بیان کی ملک زردھنگ نے اس ترکیب کو سُنکے تبسم کیا اور کہا سبحان اللہ زہے شان و قدرت خداوندی کہ جو اس تفضیح پر راضی و خوش ہوتے ہین خداوند باطل واقعی ایسے خداوند کا جو علاج تو نے تجویز کیا ہے ہے اور بجز تیرے اور کوئی اس خداوند مہمل و باطل کا قدردان و مزاج دان بھی نہین ہے الغرض لاقوت شاہ عرصے تک اسی فکر و خیال مین چپکا بیٹھا رہا اور بعد تھوڑی دیر کے سوچا کہ شاید یہ عیار پیشہ بوقت جنگ میدان رزم مین اس ارادے کو اپنے کر گذرے تو خدا پرستون کے سامنے بڑی ذلت ہوگی کیونکہ اس عیار طرار کی رگ رگ مین فساد بھرا معلوم ہوتا ہے لہذا پہلے ہماز کو لاقوت نے بخیال ذلت و رسوائی کے منت و سماجت سے منع کیا اور وعدہ کیا کہ تجھے ہم خلعت و انعام دینگے اور کچھ زر نقد بھی دیا ہماز نے اسوقت چپ ہو رہا رات کو ملک زردھنگ نے طبل جنگی بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے صدائے بوق رزمی بلند ہوئی رات تو درستی سامان جنگ مین گذری۔

نظم

چو روز دگر چشمۂ آفتاب	برانگیخت آتش ز دریائے آب
چو برگشت اقبال ازکافران	ز دور فلک این چنین شد عیان

جسوقت خسرو خاور تخت فیروزہ رنگ پر جلوہ آرا ہوا عساکر رزم خواہ طرفین معرکۂ جنگ مین صف آرا ہوئے لاقوت شاہ کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان نہایت تنومند ہلاک جنی نام بڑے جوش و خروش سے لاف زنی کرتا ہوا میدان معرکہ مین آیا اور طالب حریف ہوا اس جانب لشکر اسلام سے البشار دلاور نے تنگ مرکب دیکھا اور صاحبقران اکبر گردون نشان

سے اجازت حرب لیکے مثل شیر غضبناک اُسکے مقابلہ کو پہونچا اور پہلے نیزہ بازی و شمشیر زنی ہوئی جب ان آلات سے حصول
مقصود نہوا تو دونون پہلوان رستم توان گھوڑون سے کودے اور زور بازو مین مصروف ہوئے ایک پہر کامل مثل مستان
کے گاؤ زوریان رہین آخرکار ابشار دلاور نے اُس غول صحرائی کو پست کیا اور دست بستہ اپنے لشکر مین لیگیا ہملاک پہلوان بھی

ابشار و ہملاک کے باہم زور دست و بازو ہونا



بصدق نیت و صفائی قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوا قصہ مختصر اس چند روز کے عرصہ مین جنگ متواتر ہوئی اور دلاوران اسلام
نے چالیس پہلوان زبردست کہ جنمین ہر ایک لاف شجاعت و بہادری مارتا تھا اور رستم و سہراب کا عالم وجود کچھہ نہ جانتا تھا
ہاتھہ سے غازیان تہور شعار کے معرض قتل مین آئے اور مجروحان لشکر کا حساب نہین ہے اب لشکر لاقوت شاہ مین مردان
جنگ آزما کی اسقدر قلت ہوئی کہ بقیہ اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے اور تاب و طاقت جاتی رہی اور کسی پہلوان کو میدان جنگ
مین جانے کا حوصلہ نہ رہا دلیران رزم جو و نبرد آزما کی پست ہمتی کی یہ نوبت پہونچی کہ میدان داری مین کوئی اپنی جگہ سے حرکت
نہین کرتا تھا لیس صف بستہ مثل تصویر چوبی کھڑے رہگئے کوئی قدم آگے نہین بڑھاتا اب لاقوت شاہ و زادان وزیر
اور غیلان و قہقہان کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا۔ لاقوت شاہ اس حال خراب کو دیکھکے ہردم و ہر لحظہ روتا تھا اور ہر وقت
دہشتناک و ہراسان رہتا تھا آخر دوسرے روز ملک زردھنگ نے اپنے نام طبل بجوایا

نظم

صبحدم کافتاب نورانی	سر کشید از حجاب ظلمانی	در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ اکنون بکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند	کرا تخت تابوت بر در نہند	زمانہ کرا کار سازی کند	ستارہ بجانب کہ بازی کند

علی الصباح ملک زردھنگ نہایت جاہ و تجمل سے میدان جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے طالب حریف ہوا ادہر سے مخلان
جنی ملک زردھنگ کے مقابلہ کو گیا اور حرب و پیکار شروع ہوئی لیکن ملک زردھنگ کی ضرب کی مخلان تاب نہ لا سکا

زخمی ہوا لشکر مین واپس آیا اس روز ملک زردھنگ نے لقوت مردانہ و دلیرانہ دس پہلوان لشکر اسلام کے اسیر و دستگیر کیے اسی طرح دوسرے روز کی میدان داری مین اول سیفان مجروح ہوا بعد سیفان کے چند دلاور اسیر و دستگیر کر کے لشکر اسلام کے لیگیا تیسرے روز البشار دلاور بھی سارے دن ملک زردھنگ سے سرگرم مصاف رہا آخر کار یہ دلاور بھی مجروح ہوا قصہ مختصر ملک زردھنگ نے بارہ روز کی میدانداری مین سوائے سیمگون بہادر کے جملہ دلاوران لشکر فتح پیکر صاحب قران اکبر کو مجروح کیا اور بیس نفر پہلوانان تہور شعار و بہادران نامدار کو لقوت دست و بازو اسیر و دستگیر کر کے لیگیا بعد ازان ایک روز ہنگامۂ جنگ موقوف رہا اور اسی روز ملک زردھنگ نے صاحب قران اکبر کو پیغام بھیجا کہ ای صاحب قران اکبر گردون مکان تمھارے ملت و آئین مین مومنان خدا پرست کا مرتبہ سب طرح سے ابلیس پرستون پر فوقیت رکھتا ہی اس صورت مین مین بہتر و مناسب یہ جانتا ہون کہ چالیس نفر پہلوان اس لشکر کے جو تمھارے پاس قید ہین اُن سب کو میرے حوالے کر دو اور اپنے بیس پہلوان خدا پرست جو کہ بمنزلہ چالیس نفر ابلیس پرست کے ہین مجھ سے لے لو مین مبادلہ پر راضی ہون اور یقین ہی کہ یہ معاوضہ حسب منشاے خاطر عالی بھی ہو آیندہ آپ کو اختیار ہی میرے نزدیک یہ معاوضہ کسی طرح اور کسی صورت سے بیجا نہین ہی صاحب قران اکبر نے اس امر کو قبول فرمایا اُسی وقت تبادلہ کر لیا پہلے صاحب قران نے اسیران لشکر زردھنگ کو رہا کیا بعد ازان زردھنگ نے پہلوانان لشکر اسلام کو چھوڑا جس وقت یہ پہلوان لشکر مین پہونچے صاحب قران عالیشان نے سجدۂ شکر ادا کیا کس واسطے کہ اب لشکر اسلام مین سوائے سیمگون دلاور کے اور کوئی پہلوان باقی نہ رہا تھا کہ ملک زردھنگ کے مقابلہ کو جاتا اور حرب و ضرب کا اُسکے جواب دیتا تمامی دلاوران جنگ آزما کو مجروح و خستہ کر دیا تھا الغرض جس وقت معاوضہ ہو گیا پھر بار دیگر صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی پہلوانان لشکر اسلام صدائے جنگ سن کے نہایت مضطرب الحال ہوئے کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے کیونکہ کسی مین میدان داری کی تاب و توان باقی نہ رہی تھی اور کوئی صاحب جرائت ایسا باقی نہ تھا جو ملک زردھنگ کا مرد مقابل ہوتا اور اُسکی ضرب زبردست کا جواب دیتا آخر اُس روز بوقت ہنگامۂ کارزار و دار و گیر کے یہ راے ہوئی اور یہ امر باہم قرار پایا کہ بندگان خدا کا بے گناہ خون کیون ہو قطع نظر اسکے اب کارزار مین بھی طول حد سے زیادہ کھچتا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ دم صبح ملک زردھنگ اور صاحب قران اکبر میدان جنگ و پیکار مین جا کر زور آزمائی کر لین تا کہ یہ معاملہ جلد تر فیصل ہو جائے صاحب قران کشورستان نے بھی بخوشی خاطر اس تجویز کو قبول فرمایا۔

اب راوی لشکر طرفین کو درستی سامان جنگ و آلات حرب مین مصروف رکھتا ہی اور مکر و فریب مفسدان ناپاک یعنی زادات و غیلان وغیرہ کا معرض بیان مین لاتا ہی۔

مومن کا مددگار ہی شاہ نجف ایدل		حامی ہی ترا شیر خدا نا نجف ایدل		بت توڑنے کو دوش نبی پہ وہ چڑھا ہی

کعبے کو تولد سے ہی اُسکے شرف ابدل
خاک نجف اکسیر ہی مومن کی نظر مین
گو ہر ہی علیؑ کون و مکان ہی صدف ابدل
معصوم ہی علیبون سے زمانے کے بری ہی

بے واسطہ ہی احمدؐ مرسل کا خلیفہ
شفاف ہی الماس سے دُرِ نجف ابدل
لاریب اماموں مین سرآمد وہ ولی ہی
وہ لالۂ بے داغ و مہ بے کلف ابدل
شیطان کے نطفے سے ہی وہ ناخلف ابدل

دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ابدل
حاصل تو اُسے قلزم قدرت کا سمجھے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ابدل
دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہی آتش

راویان اخبار و ناقلان آثار صفحۂ قرطاس پر اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت شہریار صاحب عقل و ہوش شکنندۂ طلسم حکیم آذر نوش زبدۃ الاسحاق والی ملک اخلاق صفدر رود لادر صاحب قران اکبر مسلح و مکمل مرکب برق رفتار پر سوار ہوکر عازم میدان رزم ہوے اُسوقت لاقوت وزادان اور حرام و غیلان و قحفان نے ایمان نے مشورہ باہم یہ کیا کہ جسوقت طلسم کشا اور زرد ہنگ دونون پہلوان سرگرم رزم و پیکار ہون اُسوقت تو طلسم کشا کے پاس جاکر ملک زرد ہنگ کی طرف سے نہایت ادب سے یہ پیام دینا کہ ای شہریار عالی وقار ملک زرد ہنگ اگرچہ حضور سے مردانہ و دلیرانہ زور آزمائی کرنا چاہتا ہی مگر اُسکی آرزوے دلی یہ ہی کہ حضور کی قوت و زور اصلی کا امتحان ہو جائے کہ حضور مین کسقدر طاقت ہی ورنہ یہ امر تو واجبی ہی کہ دو پہلوانون مین ایک کو غلبہ ضرور ہی ہوتا ہی اور زور و قوت صاحبقرانی کا معلوم ہونا اسی صورت سے ہی کہ طلسم کشا تمام ساز و سامان طلسمی مع نوج طلسم وغیرہ جو طلسم سے دستیاب ہوئی ہے اپنے سے علیحدہ فرماکر کسی معتمد خاص کے سپرد کرین بعد اسکے صاحب قران مجھ سے فنون سپہ گری اور زور آزمائی مین مقابلہ کرین اُسوقت البتہ قوت و قدرت ذاتی جو کہ خدا داد ہی قرار واقعی امتحان مین آویگی پھر مین بے حجت و تکرار حضور کا مطیع و فرمانبردار ہو جاؤنگا سواے اسکے یہ امر بھی بعید از آئین مروت و شجاعت و دلاوری ہی کہ حریف سلاح و یراق جنگ و مصاف سے آراستہ ہو اور حضور اشیاے طلسمی زیب تن فرماکر حریف کا مقابلہ فرماوین اس صورت مین حضور کا غالب آنا کچھ تعجب کی بات نہین ہی اسطرح تو ہر شخص غالب آسکتا ہی اور بمدد اشیاے طلسم مرتبۂ صاحب قرانی کو پہونچ سکتا ہی ہان اگر شہریار بھی مثل میرے زرہ و سلاح غیر طلسمی جسم پر آراستہ فرماکر مقابلہ فرماوین تو اسوقت البتہ مرتبۂ طلسم کشائی و صاحب قرانی کی کیفیت معلوم ہو بس ای زادان مین یقین کرتا ہون کہ وہ آدم زاد صاحب عزت و حمیت ہی بسبب حمیت کے یہ امر سنکے فوراً منظور کر لیگا اور اُس وقت تمام سامان طلسمی جسم سے اُتار ڈالیگا یہ تدبیر ہو جاوے پھر دیکھ لیا جائے گا ای زادان اس مشورے کو بروقت معرکہ آرائی کے اُٹھا رکھنا اور جو ملک زرد ہنگ خود بیان کرے تو اور اوسطے ہی یا بذریعۂ تحریر ہو تو بھی بہتر ہے بہرنوع یہ صورت کار برآری کی ضرور ہی امید ہے کہ اس امر سے کوئی نتیجۂ نیک ظہور مین آویگا و عجب نہین کہ سیمگون اُسکا پہلوان صحیح و سلامت اُسکے ساتھ ہو اور اُسی کے یہ سب سامان طلسمی سپرد کیے جائین لو سیمگون اُس وقت سب اشیاے طلسمی کہین لیکے کھڑا ہو گا بس ای زادان جس وقت طلسم کشا ملک زرد ہنگ سے سرگرم نبرد ہوا اُسوقت

ہم تم تینون باتفاق حیلہ وبہانہ سے تماشاے جنگ کے قریب ترسیمگون کے پہونچ کر ایکبارگی غفلت مین سیمگون کو قتل کرین
اور سب لیکر کافور ہو جائین یقین ہی کہ اسطور سے یہ اسباب طلسمی نہایت سہولت سے دستیاب ہوجاوے ای زادان وہ اسباب جب ہاتھ
آجاوے ایک شخص ہم تینون سے اُس اسباب کو لیکر بتعجیل تمام فرار ہوجاے اور اس مقام پر جا پہونچے کہ جو یہان سے
چار فرسخ کنارہ دریاے شور کے واقع ہی اور اُس کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک سرنگ کھودین کنارے پر
دہنہ ہو اور سرنگ پر تین سو سپاہی مسلح ہروقت کمر باندھے کھڑے رہین کہ پرندہ پر نمار سکے اور اُس سرنگ مین وہ اسباب
رکھا جاے اور اس طرح وہ اسباب رکھا جائے کہ میدان جنگ سے تا بہ سرنگ آدمیون کی قطار رہے تاکہ ان دو حد مین دست بدست
وہ اسباب تا انتہاے سرنگ پہونچ جاوے بلکہ دریا مین ڈبو دے تو اور بہتر ہی تاکہ پھر کسیکو خبر نہو کہ کہان ہی اسوقت طلسم کشا
کا قرار واقعی تدارک کر لیا جائیگا شاید اگر طلسم کشا ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو اس سے بے دست و پائی مین کیا
بنا سکتا ہی آخر خستہ حالی اور سراسیمگی سے پریشان ہوکر حصار طلسم سے باہر نکل جانا پڑے گا یا طعمۂ اجل ہوگا قصہ کوتاہ یہ فتنہ
پرداز اس فکر و تدبیر مین تھے کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے اشیاے طلسمی صاحب قران اکبر سے لینا ضرور ہی کہ صاحب قران اکبر
اس کائنات طلسم مین بیکار و معطل ہو جائے اُسوقت طلسم کشا کی طلسم کشائی کو دیکھین گے کہ کیسے حیران و پریشان
سرگردان پھرتے ہین یقین ہی کہ طلسم کشا عزت دار شخص ہی بسبب شرم کے بیرون طلسم نجائیگا اور عجب نہین کہ رفقا و
خیر خواہ بھی طلسم کشا سے منحرف ہو جائین اور دشمن جان ہو جائین پھر طلسم کشا کا کام تمام کر دینا کتنی بڑی بات ہی
ای زادان جب یہ کام درست ہو جائیگا تو اسکا انتظار بھی کرینگے کہ ملک زردھنگ و طلسم کشا سے معرکۂ جنگ مین کیا
انفصال ہوتا ہی بہمہ وجوہ زردھنگ طلسم کشا پر غالب آئے یا مغلوب ہو ہم دونون حال مین کامیاب ہی ہونگے امید ہمین
یہی ہی کہ پہلوان جہان زردھنگ بہادر ہر طرح طلسم کشا پر غالب آویگا کسواسطے کہ وہ آدم زاد ضعیف البنیاد فقط بسبب
لوح اور سلاح طلسمی وغیرہ کے طلسم کشائی کرتا ہی ورنہ قوت طلسم کشائی و صاحب قرانی ایک مشت استخوان مین ہونی
معلوم ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو کیا مضائقہ کی بات ہی ہم بہر صورت اُسکا تدارک و علاج کر سکتے ہین اور جہان تک
ممکن ہوگا اسکو قلع و قمع کر کے خاک مذلت مین ملا دینگے اور ایک ہی جنگ مغلوبہ سے اس طلسم کشائی کے سامان برباد
کر دینگے جب آلات طلسمی اُسکے پاس موجود نہونگے تو اہالیان طلسمی بھی یقین ہی کہ اُسکی اطاعت نکرینگے فقط خطاب طلسم کشائی
رہجائیگا ایسی حالت مین تو ہی بتا کہ طلسم کشا کا مار ڈالنا کیا دشوار امر ہی الغرض ان ملاعین نے یہ مشورہ کیا اور زادان نطفۂ
شیطان اُسوقت کا منتظر رہا اس طرف لشکر اشرار مین بجز لاقوت و زردھنگ کے اور اُن تینون سیہ درون کے کوئی پہلوان
جنگ آزما نہین تھا کہ جو میدان کین مین دلیرانہ و مردانہ جاتا اور داد مردانگی و بہادری دیتا جو قیدی چھوٹے ہوے ہین اُنکی
ہمت و جرأت کچھ ایسی پست ہوگئی ہی کہ نام جنگ سے مانند بید کے کانپتے ہین ناچار ملک زردھنگ نے خود ہی میدان داری
کا قصد کیا اور حملات جنگی سے چند دلاوران لشکر اسلام کو اسیر و دستگیر کر لیا اب لشکر اسلام مین یہ کیفیت ہوئی کہ بجبر

صاحب قران اکبر فلک قدر اور سیکڑون دلاور گے کوئی متنفس تندرست باقی نہین رہا کہ جو میدان کارزار مین جائے آج بقدرت
قادر حقیقی یہ صورت منجانب اللہ پیش آئی کہ ملک زردھنگ نے خود درخواست اس بات کی کی کہ باہم زورآزمائی ہوتا کہ یہ مرحلہ
جلد طے ہو جاوے طول بیجا سے کیا فائدہ ملک زردھنگ نے اس شب کو طبل جنگ اپنے نام بجوایا دوسرے روز عساکر طرفین سے
صف آرائی ہو چکی صاحب قران عالیشان نے بہ نفس نفیس میدان رزم مین آنے کا عزم بالجزم فرمایا اور ملک نصیر دون دلاور
مجروح کو قلب لشکر مین تخت روان پر سوار کر کے قائم کیا اُس طرف لاقوت وزاوان اور غیلان نطفۂ شیطان اپنی اپنی شرارت
ومکاری مین سرگرم ہوے اور یہ کارروائی ان تینون نے سب سے پوشیدہ کی تھی حتی کہ ملک زردھنگ سے بھی اطلاع
اس مشورے کے نہ کی مگر وہان چند عیاران تیز فہم اپنی چالاکی سے اُس دہنۂ نقب سے آگاہ ہو گئے اُنمین سے ایک عیار
حفران جنی نام تھا اور دوسرا کفران جنی یہ دونو نادر بدخطائی وشرارت ذاتی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے زاوان نے اُن
حرامزادون کو بخوبی فہمایش کر دی تھی اور سب امور سمجھا دیے تھے کہ وقت پر کچھ حاجت پوچھنے کی نہ رہی حفران اول دہنۂ
سرنگ پر کھڑا تھا اور کفران شوم بخت دوسرے دہنہ پر جو کہ دریاے شور کے دوسرے کنارے پر واقع تھا وہان مستعد
وہوشیار منتظر وقت تھا اور باقی لوگ جو دست بدست پہونچانے والے تھے وہ دو دو چار چار قدم پر درمیان دہنۂ
نقب اور زاوان وغیرہ کے کھڑے تھے کہ جس وقت وہ اشیاے مطلوبہ ہاتھ آئین فوراً دست بدست دہنۂ نقب
تک پہونچ جائین ایک دم کی بھی دیر نہو چنانچہ وہ سب ملاعین واشرار اپنی اپنی خدمت پر بکمال ہوشیاری ومستعدی حاضر
تھے آمدم برسر مطلب

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا　　عنان سخن شد ز چنگم رہا　　دم صبح کین توسن خوش خرام
برآمد بجولان گہ نیلہ فام　　دو لشکر بہم بر زدند از کمین　　تو گفتی زدند آسمان بر زمین
مسلمان وکافر دوان سوے ہم　　بصد کین روان بود بر روے ہم　　دلیران ددیدند در رزمگاہ
یکے رزم جو دو دگر کینہ خواہ　　درین سو شہنشاہ صاحبقران　　سپہ دار عالم کرن باگران
کمر تنگ بستہ براے مصاف　　روان شد بسان سلیمان قاف

بعد صف آرائی عساکر طرفین ملک زردھنگ جنی نہایت مغرور گھوڑے پر سوار میدان حرب مین آیا اور باواز بلند
پکارا

منم پہلوان جہان زردھنگ　　قضاے دلیران بمیدان جنگ
بدشمن چو شمشیر کین برکشم　　زخونش بہر لحظہ ساغر کشم

اُس طرف سے شہریار گیتی ستان صاحب قران گردون مکان نے بھی سلاح جنگ جسم پر آراستہ فرمائے اور تنگ
وغیرہ بخوبی ملاحظہ فرما کے اسپ جہان پیما پر سوار ہو کر جنگاہ مین پہونچے ابھی دونون دلاورون مین نوبت حرب وضرب کی

نہ آئی تھی کہ زادان نطفۂ شیطان گھوڑے کو اپنے بڑھا کے صاحب قران اکبر کے قریب آیا اور پشت زین سے علیحدہ ہوکے نہایت ادب سے سلام کیا اور رکاب پر بوسہ دیا اور کہا غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہی اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن۔ صاحب قران اکبر سپہر قدر نے اُس مکار کے طرز سخن کی تعریف نہایت فرمائی کیونکہ وہ بے ایمان نطفۂ شیطان نہایت خوش تقریر تھا اور پوچھا ای وزارت پناہ اسوقت اس گفتگو سے تمھارا کیا مطلب ہی صاف صاف بلاکم وکاست بیان کرو۔ زادان نے وہ داستان مصنوعی بالتفصیل نہایت خوش آمد سے بیان کی اور وہ رقعہ بھی پیش کیا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار کریم شعار مخزن اخلاق و منبع اشفاق گستاخی معاف ہو اسوقت تک زعم ناقص مین اس ہیچمدان کے یہ تمام طلسم کشائی فتوحات مرحلات و طلسمات و دعوی صاحب قرانی بسبب لوح طلسم اور سلاح و اسباب وغیرہ سامان طلسمی کے ہی اور جو کہ طاقت اور قوت ہی وہ بھی اسی کی بدولت ہی ورنہ طاقت البشر کی بقدر اُسکے جثہ کے ہوا کرتی ہے انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین ہی کہ دیو سے مقابلہ کر سکے اور ہمکو بھی بذریعہ سحر و ساحری سب طرح کی قدرت حاصل ہے جو کچھ چاہین کر گذرین لیکن بجاے خود ہم یہ سمجھتے ہین کہ یہ امر آئین مروت و مردانگی سے نہایت بعید ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ جس طرح یہان معرکہ آرائی بے لوث ہی کہ سحر و ساحری کو مطلق دخل نہین ہی اسی طرح حضور بھی مدد اشیاے طلسمی مجھ بندۂ ناچیز سے حرب و ضرب نفرمائین حالانکہ اشیاے باطل السحر اور لوح اسرار کا ہونا ضرور ہی لیکن دران حالیکہ حریف مردانہ دلیرانہ حضور کے مقابلہ کو حاضر و آمادہ ہی اور فقط زور و قوت اصلی طلسم کشا کا امتحان منظور ہی پھر کیا ضرور ہی کہ شہریار بزور اشیاے طلسمی مجھ سے جنگ و پیکار فرمائین اگر طلسم کشا جوانمردی و مردانگی کو بغیر واسطہ اشیاے طلسمی کام مین لائین عین شجاعت ہی اشیاے طلسم جسم سے علیحدہ فرماکر کسی اپنے معتمد خاص کے سپرد فرمائین اور خود صاف و پاک بے مدد عاریت الآت حرب سے جنگ فرمائین اور میری دلاوری و جرائت کا امتحان فرمالین فدوی چاہتا ہی کہ اپنا زور حضور پر ظاہر کرے اور قوت صاحبقرانی و جوہر شجاعت و پہلوانی کا حال مجھکو بخوبی معلوم ہو جاوے ابیات

به بینم که اقبالمندی کراست
بگرد از دہان شجاعت خروش
فلک طرفہ ظلمے کند آشکار

بلندی کرا ارجمندی کراست
بدو گفت کاے پہلوان پرغرور
کہ گنجشک شاہین نماید شکار
مے و مطرب خوش نوا خاستند

در آورد خون حمیت بجوش
مبرا ز عقل بری از شعور
بدین سان چو بزمے برآراستند

صاحب قران اکبر نے اس مضمون کو اول سے تا آخر خوب سُنا اور زادان کی مکاری خوب سُنی ملک زردھنگ سے پوچھا ای ملک یہ رقعہ واقعی تو نے لکھا ہی یا کسی اور شخص نے ملک زردھنگ نے کہا ای شہریار بیشک مین امیدوار اسی کا ہون کہ حضور میری اس درخواست کو قبول فرماوین ورنہ مین بہرصورت حاضر ہون صاحب قران اکبر کو بمجرد سننے

اس کلام کے اسقدر منفعل ہوے کہ عرق پیشانی مبارک پر آگیا اُسی وقت لوح وسلاح زرہ صد شقاقی و نیزہ و تیغ خاراشگاف و تیر وکمان وغیرہ کل اسباب طلسمی جسم مبارک سے علیحدہ کر کے ایک جادر مین باندھ لیا اور سیمگون دلاور کے سپرد کیا اور سیمگون سے فرمایا تم نیزۂ دوسر کو ہاتھ مین لیلو اور اسی جگہ میدان مین کھڑے رہو جب تک مقدمہ جنگ یکسو نکرلین یہان سے حرکت نکرنا اور اس اسباب سے خوب ہوشیار و خبردار رہنا بعد اسکے خود بدولت و اقبال فقط ایک قباے نیئی پہنے ہوے خالی ہاتھ حریف کے مقابل ہوے ملک زردھنگ سے کہا ای ملک ہمین کسی ہتھیار کی کچھ چندان حاجت نہین ہے فقط افضال ذوالجلال اور تائید یزدان کے امیدوار رہتے ہین شعر

بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود	گرہ قطرہ بدریا چو رسد باز شود

ای دلاور اب کسکا منتظر ہی شعر

ببینیم چہ داری زمردی نشان	کمان کیانی و گرز گران

ملک زردھنگ جنی سے اور صاحب قران اکبر سے جنگ ہونا



الغرض صاحب قران اکبر کی اس شجاعت وبہادری پر اُن ملاعین واشرر کے ہوش جاتے رہے دلمین کہتے تھے اس قد وقامت حقیر پر یہ آدم زاد فولاد جگر کسقدر بہادر و شجاع ہی اسکو کہتے ہین پہلوانی کس دیو پیکر بہمن تن کے مقابلے مین بلے آلات حرب موجود ہو گئے یہ نہ صاحب قران روزگار ہو تو کون ہو انتہا یہ ہی کہ پردۂ عالم پر اور کوئی اسکے مقابلہ کا دوسرا جوان نہین ہی نظم

ہم جملہ گبران درین گفتگو چہ جرأت کہ داد شہنشاہ دین	کہ اللہ اکبر چہ قدر و غلو تو گفتی بود آسمان بر زمین	بااین شاہ گیتی ستان زادہ ئی کہ ہرگز نمی ترسد از ہیچکس	بااین شہریار جہان دادہ ئی خدا را نگہدار دانند و بس
	نباشد چو او در جہان ہیچ مرد	کہ از یک سمن ہرچہ گفتیم کرد	

بس ملک زردھنگ بھی صاحب قران اکبر ذلک قدر کی ہمت و جرأت رستمانہ دیکھ کے دنگ ہوگیا اور بجاے خود
نہایت خوش ہوا اور کہا اے زردھنگ زہے نصیب کہ ایسا شکار ایسے وقت مین بسہولت دستیاب ہوجاے اور
یہ بھی دل مین خیال آیا کہ شاید مین نے جو مجھ سے زیادہ خداوند ابلیس کی عبادت کی ہے یہ اُسی کا ثمرہ ہوا اتنی مدت کے بعد
خداوند نے میرے دل کی آرزو اب پوری کی اور مقاصد دلی پر فائز کیا نتیجہ اُسکا مل گیا کسواسطے کہ یہ سامان جو اسوقت
مجھے نظر آتا ہے یہ بے تائید خداوند کے ممکن نہین الغرض ملک زردھنگ مانند پیل دمان کے صاحب قران کے مقابل
ہوا اور اُسنے ایک نیزہ جان ستان کا وار کیا بدین خیال کہ اُسکے سینہ کے پار ہوجائے صاحب قران اکبر نے بھی اسی
پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر نیزہ کو اُس مغرور کے پکڑ کے ایسا ایک جھٹکا دیا کہ اگر نہ سنبھلے تو گھوڑے کے نیچے آجائے
لیکن گھوڑے کے اگلے پاؤن تا بہ زانو صدمہ سے اُس زور کے زمین مین در آئے اور نیزہ اُس گبر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا
صاحب قران نے نیزہ چھین کے جنگاہ مین پھینک دیا ملک زردھنگ زرد ہوگیا اور آنکھون مین تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا
اُسوقت زادان وغیلان و قحطان حرام زادہ بحیلہ و بہانہ تماشاے جنگ میدان معرکہ مین آئے اور صاحب قران اکبر
کے پس پشت ایک طرف کھڑے ہوگئے جہان پر کہ سمکون دلاور اسباب صاحب قران کی حفاظت کر رہا تھا پس یہ تینون
نطفۂ شیطان سمکون سے مخاطب ہوکر صاحب قران اکبر کی بہادری و دلاوری کی تعریف کرتے رہے بلکہ دین اسلام کی بھی
بملہ صفت و ثنا بیان کرنے لگے لیکن منشاے دلی اُن حرام زادون کا وہی تھا کہ سمکون دلاور کو قتل کر کے اسباب طلسمی لیکے
اور بھاگ جائیے غرض جسوقت صاحب قران نے ایک زردھنگ کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا زردھنگ اس زور و قوت
کو دیکھ کے حواس باختہ ہوگیا اور اُسی شدت مین صاحب قران سے کہا ہوشیار ہوجا اے دلاور کہ اس نہنگ بحر بلا سے جان
سلامت لیجانا نہایت دشوار ہے یہ وہ قوت نیستانی نہین ہے کہ جسے با آسانی ہاتھ سے لے لیا صاحب قران نے کہا اے گبر مغرور
خداوند قدیر مین سب طرح کی قدرت ہے انشاء اللہ اس تیرے حربہ سخت کو دیکھ کہ کس آسانی سے رد کیے دیتا ہون پس ملک
زردھنگ نے وہ تیغ بے دریغ بقوت تمام صاحب قران اکبر کے سر پر لگائی اُس شہریار کشورگیر نے بچتی تمام جگہ کو خالی کیا
اور قبضہ کو گرفت مین لاکے اس قوت سے پیچ دیا کہ تلوار زردھنگ کے ہاتھ سے دور جا گری اور زردھنگ جسقدر اپنی پہلوانی
اور سپہ گری پر نازان و مغرور تھا اُسی قدر منفعل و شرمسار ہوا اور از خود رفتہ ہوکر گھوڑے سے کود اور صاحب قران اکبر سے لپٹ گیا
صاحب قران اکبر بھی جنگ پر مستعد ہوگئے اور زور شروع ہوگئے لشکر طرفین اس طرح کی جنگ کو دیکھ کے نہایت متعجب ہوئے
کہ ایک پہلوان آلات جنگ سے آراستہ ہے اور دوسرا بہادر خالی ہاتھ ہے باہم صفت و ثنا تحسین و آفرین کر رہے تھے اُسطرف

سیمگون اُن مکار و فتنہ ساز کی چرب زبانی اور طلاقت لسانی غافل کھڑا سُن رہا تھا اور تماشاے جنگ بھی دیکھ رہا تھا کہ یکبارگی غیلان و قحفان دونون فتنہ انگیزون نے تلوار کھینچ کے فوراً سیمگون پر حملہ کیا اور اُس دلاور کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ وہ بیچارہ اُس اسباب کو بچا سکے یا اپنے لشکر کی طرف بھاگ جائے آخر سیمگون کثرت جراحت سے زمین پر گرا اور وہ شریر فرصت وقت غنیمت جان کر تمام اسباب کا بقیہ اُٹھا کے روانہ ہوے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کے نہ دیکھا سیمگون نے اُسی حالت زخمداری مین آواز دی اور پکارا کہ ای شہریار خبردار رہو ہوشیار ہو جاؤ کہ ان شیاطین دغا پیشہ نے فریب دیکر اسباب مجھ سے چھین لیا اور مجھے زخمی بھی کر گئے جلد تر خبر لیجیے ورنہ پھر اس اسباب کا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہوگا صاحب قران اکبر چونکہ اُسوقت زورآزمائی مین ہمہ تن مصروف تھے باطمینان تمام حملات و ضربات ملک زردھنگ کو رد کر رہے تھے اور اسلحہ معرکہ آرائی و فنون سپہ گری دکھا رہے تھے ناگاہ کان مین آواز حزین و دردناک سیمگون دلاور کی آئی۔ بمجرد سُن نے آواز سیمگون دلاور کے سراسیمہ ہوکر سیمگون کی طرف دیکھا تو واقعی سیمگون کو عجیب حالت مین گرفتار پایا کہ اسقدر کثرت زخم سے خستہ و بے حال ہی کہ طاقت جس و حرکت کی نہین ہی اور زمین پر افتادہ ہی اور خون مثل فوارہ کے زخمون سے جاری ہی اور وہ بقیہ اسباب کا ندارد ہی اس واقعہ عجیبہ کو دیکھکر کمال مضطر و پریشان حال ہوے دیکھا وہ تینون نطفۂ شیطان سامنے بقیہ اسباب کا لیے بھاگے جاتے ہین صاحب قران عالی شان نے بھی اُسی حالت سراسیمگی و اضطرار مین نہایت چستی و چالاکی سے ملک زردھنگ کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور نعرہ اللہ اکبر مار کے ایک ہی زور مین خانۂ زین سے بزور بازوے صاحب قرانی و اقبال جہانبانی علم کر لیا اور گرد فرق مبارک چکر دیتا ہوا اُن مکارون کے تعاقب مین روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ حریفان مکار دور تر نکل گئے اور بخوف صاحب قران رستم توان نہایت ہی استعجال مین چلے جاتے تھے اور صاحب قران اکبر بھی اُسی طرح ملک زردھنگ کو ہاتھ پر بلند کیے مرکب جہان پیما کو مہمیز کیے مثل باد تند کے چلے جاتے تھے اور وہ اسپ پری نژاد برق رفتار بھی گرم رفتاری مین سینہ زمین سے ملائے تھا اور ملک زردھنگ بھی ایسا چنگل اجل مین گرفتار تھا کہ ہرچند ہاتھ پاؤن مارے لیکن ممکن نہوا کہ کسی طرح جنبش کھائے صاحب قران نے ہرچند تعاقب کیا اور گھوڑے کو بھی تیز کیا مگر چونکہ عرصہ بہت ہوگیا تھا اسوجہ سے وہ سب دور تر نکل گئے اور قریب تھا کہ دہنہ سرنگ پر جا پہونچین اور اسباب کو دریا برد کر دین اتفاقات قضا و قدر سے ایک نقابدار نیزہ خطی در دست مرکب تیز رفتار پر سوار پاشنہ کوب باگ لیے ہوے مثل تیر قضا کے ایک بیابان سے پیدا ہوا اور ادھر سے تینون لعین اس ترکیب سے کہ زادان؟ زیر بہ تدبیر بقیۂ اسباب کاندھے پہ آگے آگے اور پیچھے یہ دونون غیلان اور قحفان نطفۂ شیطان تلوارین برہنہ علم کیے چلے جاتے تھے کہ زود تر سامنے سے وہ سوار تہور شعار مثل پیک اجل پہونچا اور سدراہ ہوا اور ایک نعرہ ایسا جگر شگاف مارا کہ تمام دشت و کوہ گونج گیا اور کہا باش او مکار لعنت ہے یہ کہکر زادان لعین کے پاس پہونچکر ایک نیزہ زادان بے حیا کے پاؤن پر اس زور سے مارا کہ یہ ملعون

منہ کے بھل زمین پر گر پڑا اور ایسا مضطر و سراسیمہ ہوا کہ ہر چند چاہا اُٹھکر پھر بھاگے لیکن ممکن نہوا اس عرصہ مین حسب قرار صاحبقران آکر مثل باد صرصر کے پہونچے زادان نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر بھی پہونچ گئے وہ ملعون اسقدر بدحواس بخوف جان ہوا کہ وہ بقچہ اسباب کا خود بخود اُسکی بغل سے زمین پر گر پڑا نقابدار نے اُس بقچہ کو جلدی سے اُٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد اور جوانان لشکر ظفر پیکر بھی افتان و خیزان صاحب قران اکبر کی خدمت مین پہونچ گئے نقابدار نے کہا اے صاحب قران عالی شان قربانت شوم اب حضور حریف کو غلام کے حوالہ فرماوین اور اپنے سلاح و یراق کو جلد جسم مبارک پر آراستہ فرمائین کسواسطے کہ اب ہنگامۂ جنگ مغلوبہ ہوا چاہتا ہی صاحب قران اکبر نے ملک زردھنگ کے ہاتھ پاؤن باندھنے کا قصد کیا تھا کہ ملک زردھنگ نے کہا اے شہریار بخدا وند آفریدگار اب غلام نے اس عقیدۂ باطل کو ترک کیا اور اپنے گناہ و خطا سے نہایت منفعل و شرمسار ہو کر دین مبین اسلام کو بصدق دل قبول کرتا ہون اور تمام عمر حلقۂ اطاعت و فرمانبرداری شہریار گردون وقار آویزۂ گوش جان کرونگا۔ یہ کہکے بآواز بلند کہا لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ وہ خالق مطلق بے شک وحدہ لاشریک ہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسکے پیغمبر ہین یہی میرا عقیدہ ہی بمجرد اس کلام کے صاحب قران اکبر نے فوراً ملک زردھنگ کو چھوڑ دیا بعد اسکے اُس شہریار فلک اقتدار نے وہ سلاح و یراق زیب جسم کیے اور لوح کو بوسہ دیکر گلے مین پہنا اور شکر کریم کارساز کا درگاہ بے نیاز مین بجا لایا نقابدار نے کہا اے شہریار گردون وقار اسوقت حضور سے ایسی غلطی فاش سرزد ہوئی کہ مدت العمر اسکا رنج و افسوس رہے گا اور مکر و فریب اُن شیاطین کا دل سے کبھی نہ بھولے گا خداوند مسبب الاسباب نے بہت بڑا فضل و کرم کیا کہ جلد تر نہایت آسانی سے حضور کامیاب ہوگئے ورنہ سخت مشکل پیش آتی اب بار دگر حضور کو خیال رہے ایسی غفلت و مروت و ہمت کو کام نفرمائین اے شہریار کامگار اس مکر و فریب سے اُن مکارون کے ملک زردھنگ تک آگاہ نہین ہی اور نہ اس غلام کو خبر ہی ورنہ اسقدر طول کی نوبت نہ آتی پہلے اُسکا تدارک کر لیا جاتا خیر اب تو جو ہونے والا تھا وہ ہوا امر تقدیری تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نقابدار نامدار تم اس وقت خاص مین ہمارے ممد و معاون ہوے خداے کریم تمکو جزاے خیر عطا فرمائے واقعی تمنے عجیب کام کیا تمھارا احسان تا بمرگ نہ بھولونگا کہ میرے محسن و مددگار ہو اگر تم ایک لمحہ اور نہ پہونچتے تو غضب ہو جاتا یہ لعین قیامت ہی برپا کر دیتے ایسا اس اسباب کو نیست و نابود کر دیتے کہ نشان ملنا دشوار ہو جاتا ملنا اسباب کا کیسا اگر تمھارا عین وقت پر پہونچ جانا یہ بھی ایک قدرت پروردگار تھی ورنہ تم کہان اور یہ نابکار کہان ایسے معاملات ہمیشہ خارج از قیاس ہوتے ہین بہرحال ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

اُن لوگون نے کوئی درجہ مکر و فریب کا اُٹھا نہین رکھا مقدرات کو کیا کرتے اب مین چاہتا ہون کہ ایک نظر تمھارے جمال جہان آرا کی دید سے بھی مسرور ہون نقابدار نے اُسی وقت چہرے سے پردہ نقاب دور کر دیا صاحبقران اکبر نے

ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا ہمانز عیار نامدار ہی بمجرد دیکھنے ہمانز کی صورت کے ہمانز کو گلے لگالیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا
اے ہمانز اب تو لشکر کفار مین جانے کا قصد نکرنا ہمانز یہ سُن کے ہنسا اور کہا اے شہریار حضور خاطر جمع فرماوین اور سب طرح
مطمئن رہین اب معاملہ کفار کا بہت جلد یکسو ہوا جاہتا ہی پھر جب کفار ہی نہ ہے تو لشکر کفار کجا صاحب قران نے فرمایا
اب یہ بتا کہ تجھے اس حال سے کسطرح خبر ہوئی ہمانز نے کہا یہان سے چار فرسخ کوہستان ہی اور اُس پہاڑ مین ایک
گھاٹی نہایت خوش آب وہوا واقع ہی اور وہان ایک مرد زاہد قوم بنی جان سے منزل گزین ہی اور نام بھی اُس
عارف باللہ کا حق شناس ہی مگر نہین معلوم کس وجہ سے بظاہر دین ابلیس پرستی اختیار کیے ہوے ہی باطن مین
مسلمان ہی اے شہریار گردون وقار ایک روز حسب اتفاق مین بالا دوی کے لیے شہر سے نکلا اور سیر کرتا ہوا ایک مقام پر
پہونچا وہ مقام نیک انجام نہایت خوش آب وہوا مجھے معلوم ہوا وہان ایک مکان نہایت خوش قطع ووسیع
وبلند تھا غلام اُس مکان مین ایک لحظہ ٹھہر گیا اور بڑی دیر تک اُس درویش خدا رسیدہ سے باتین کرتا رہا
اور اُسکے سخنان خوش وتقریر دل آویز سُنکے نہایت خوش ہوا واقعی اُس عارف کی صحبت سے ایسا مین خوش
ومحظوظ ہوا جسکو مین بیان نہین کر سکتا بس اُس روز سے مین گاہ بگاہ اُس درویش کی صحبت مین جاتا ہون اور
اُسکی صحبت سے بہرہ اندوز ہوا کرتا ہون اسی طرح حسب اتفاق ایک روز جو مین گیا مین نے اثناے بحث مین براہ
خوش طبعی اُس بزرگ باخدا سے پوچھا کہ اے مرشد تمھارا اسم مبارک کیا ہی طرز کلام سے تمھارے ظاہر ہوتا ہی کہ تم
صاحب کشف وکرامات اور روشن ضمیر ہو مگر تعجب کی بات یہ ہی کہ اس طریق ابلیس پرستی کو کیون اختیار کیا ہی اُس
طریق باطل مین کون سی ایسی خوبی ہی کہ جسے قبول کر لیا سچ سچ ارشاد فرمایئے اور غلام کو اس راز واسرار سے آگاہ فرمایئے
اُس درویش نے اول میری پیشانی کو بوسہ دیا بعد اسکے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ طریق وملت خدا پرستی ہی حق ہے اور
ابلیس راندۂ درگاہ باری ومردود ازلی ہی لیکن طریقۂ باطل مین صرف اشرار وکفار کے خوف سے بظاہر اختیار کیے ہوے
ہون مگر اب زمانہ فتنہ وشرکا ان کفار کے قریب اختتام ہی عنقریب ختم ہونے والا ہی اور بہت جلد دین اسلام اُس
سرزمین پر رائج ہوا چاہتا ہی اور ملک زردھنگ حاکم مرحلۂ چہارم جسکے مین زیر سایۂ حکومت رہتا ہون بار دگر بصفائی
قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوگا بس اے شہریار اُس درویش باخدا سے یہ کلام سُن کے مین دل مین نہایت خوش
ہوا اور اُس درویش روشن ضمیر کے دونون ہاتھون کو آنکھون سے لگایا اور قدم بوس ہوا اور اب بھی صحبت
مین اُس درویش کے جاتا ہون اور فیضان صحبت حاصل کرتا ہون بلکہ اسی وجہ سے غلام کو اتنی فرصت نہین ملتی
کہ حضور مین حاضر ہوا کرون چنانچہ آج بھی حسب دستور صبح کو مین اُسی واقف اسرار خفی وجلی کی خدمت مین حاضر
ہوا اور مین نے درویش صاحب سے عرض کی کہ اے مرشد برحق مین نے سنا ہی آج ملک زردھنگ اور طلسم کشا کے
باہم جنگ وپیکار قرار پائی ہی دیکھیے کیا صورت ظہور مین آتی ہی اور کیا ہوتا ہی اُس درویش نے کہا اے ہمانز آگاہ ہو کہ

کل شب کو عالم واقعہ مین ایک نیا مقدمہ نہایت اندوہناک دیکھنے مین آیا ہی مجھے اُس وقت سے کمال اندیشہ تھا
خوب ہوا کہ اسوقت تو یہان آگیا اب میری خاطر جمع ہوئی آگاہ ہو اور خوب بگوش دل اس حقیقت عجیب کو سن مین نے خواب
مین دیکھا ہی کہ چند کفار و اشرار نے جمع ہو کر آپس مین مشورہ کیا ہی کہ مکر و فریب کر کے کسی طرح طلسم کشا سے ہنگامۂ جنگ
مین اسباب طلسمی لینا چاہیئے ہی وہ وقت دغا کا خاص معرکہ جنگ ہی مین اُسیوقت سے از حد پریشان ہون کہ ایسا ہو اشرار
نابکار کام اپنا کر جائین اور طلسم کشا مجبور و درماندہ ہوجاوے ای ہمراز تو جلد جا اور براہ راست کنارہ دریا پر پہونچ
وہان ایک شخص کو دریا پر کھڑا پائیگا تو اول بحیلہ عیاری اُس شخص سے حال دریافت کر لینا بعدہ جو تدبیر تجھ سے ہو سکے
اُسمین کوشش کرنا کسواسطے کہ دیر کرنے کا اب وقت نہین ہی بس ای شہریار عالی وقار مین مجرد سن نے اس خبر کے نہایت
پریشان ہوا اور اُسی وقت قدم بڑھا کے بکمال تیزی و سرعت کنارے دریا پہونچا وہان دیکھا واقعی کفران جنی مسلح و مکمل
کمال ہوشیاری سے کھڑا ہی جسطرح سے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی اور اُس ملعون کے سامنے ایک دہنہ سرنگ اسقدر
کشادہ ہی کہ جسمین سوار مع اسپ چلا جاوے اُسوقت اس امر کو دیکھ کے اور زیادہ اندیشہ ناک ہوا میرے خیال مین یہ
آیا کہ اسمین کوئی بھید ضرور ہی یقین ہی کہ کوئی معاملہ فریب و دغا کا پیش آوے پس فوراً ایک مضمون دل سے حسب مقدمہ
روبکار تراشا اور بے تمہید بے اصل اسطرح بیان کی کہ ای بندۂ خاص خداوند ابلیس شاد باش و ہوشیار باش تجھے خوشخبری
دیتا ہون کہ خود خاص خداوند نے فرمایا ہی اے بندۂ خاص جلد اس وقت ہمین سجدہ کر کہ ہمنے تیرا سارا کام بنا دیا اور یہ
پیام دیا ہی کہ اے کفران بندۂ خاص خداوند جس کام پر تو مقرر ہی اُسکو نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کرنا کہ بڑی
جوانمردی کا کام ہی سہل اسکو ہرگز نہ جاننا کہ بعد طی ہونے اس کار اہم کے خداوند تیرے اور تیرے رفقا کے مراتب اور نیز
جو شخص طلسم کشا کا عدوے قلبی ہی اسقدر رفیع کریگا کہ اُس سے زیادہ کوئی ہی تبہ ہوگا کفران نے جو یہ مژدۂ مسرت افزا سنا
اسقدر خوش ہوا کہ مثل سگ مردہ کے پھول گیا اور مجھ سے پوچھا کہ ای شخص کیا تو فرستادۂ خداوند ابلیس ہی مین نے کہا ہان
اُسنے کہا افسوس کہ تو اب آیا جب کام ختم ہوگیا ورنہ تو ہماری چابکدستی و مکاری دیکھتا کہ ہمنے دس روز کے عرصہ مین کسقدر
محنت و مشقت کر کے اس سرنگ کو تیار کیا دوسرا اسکا دہانہ دریا کے پار نکالدیا ہی مین نے کہا ای کفران مین تو ایک عرصہ سے
فلان کوہ کے دامن مین خداوند ابلیس کی بندگی کرتا ہون اتنی مدت مین آج مجھے خود خداوند نے یہ بشارت دی کہ تو کنارے دریا
جلد جا وہان ایک کفران نامی ہمارا بندۂ خاص ہوگا کہ وہ ہمارے کام مین بجان و دل مصروف ہی اور اُس بندۂ مقبول نے
اپنے کام کو بوجہ احسن انجام دیا ہی پس تو پہلے ہماری طرف سے دعا کہنا اور مژدۂ خداوندی سے خوش و محظوظ کرنا اور کہنا کہ
اب ہم تجھے اس کام کے عوض مین اپنے پاس بلا لینگے پس ای برادر مجرد سن نے اس خبر کے مین بے تحاشا وہان سے بھاگ کے
یہان آیا اور پیغام خداوندی کو تمھین پہونچایا آگاہ ہو کہ خداوند ابلیس اس تمھاری کارسازی سے ایسا خوش ہی کہ جسکی انتہا نہین
جب تک مین وہان رہا بار بار تیرا ہی ذکر کیا پس ای برادر خوشا نصیب تمھارے کہ جو تمسے خداوند ایسا خوش ہی اب تو بیان کر

کہ وہ کیا کام ایسا کیا ہی کہ جس سے اس مرتبہ اعلے کو تو پہونچ گیا اور وہ کام تمام ہوگیا یا ابھی کچھ باقی ہی ای برادر جسقدر باقی ہو اُسکو جلد جسطرح سے ممکن ہو انجام دو کسواسطے کہ اب دیر کرنا نہ چاہیے بس ای شہریار پھر تو کفران نے تمام وہ کارستانی بیان کردی یعنے زادان وغیلان وغیرہ کی مکاری جب غلام نے یہ مکاری ہوش ربا سُنی حواس جاتے رہے دلمین کہا ارے ہمارا زان مکارون نے تو کام ہی تمام کردیا تھا بس وہان سے چلا اور کہتا تھا بارالہا اب مین کیا علاج اسکا کرون دفعتہً خیال آیا کہ مین تبدیل ہیئت کرون بس چہرے پر نقاب ڈال کے اسپ پری پیکر پر سوار ہوا اور دہنہ نقب پر انتظار مین اُسی کے کرم ولطف کے کھڑا رہا اور قصد کیا کہ جسوقت زادان وغیرہ نمایان ہون اور اُس طرف آتے دیکھون اُسی وقت جیسا مناسب ہو عمل مین لاؤن اب اس کفران کے پاس قیام کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ کفران کے پاس لوگ بہت ہین مبادا نوبت کسی طرح کے فساد کی آئے، تو اچھا نہوگا آخر وہان سے مین نے گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑ دیا اُسی کی تلاش مین کسیقدر دیر ہوئی لیکن شکر ہے اُس رب قدیر کا کہ مقصد بر آیا اور جو ہوا حضور نے خود ہی بچشم خود ملاحظہ فرمایا مسبب الاسباب نے اپنے فضل وکرم سے اُس اشیاے متبرکہ کو دست برد سے اُن نطفۂ شیطان مکار وپر دغا کے محفوظ رکھا ورنہ نہایت ہی سخت مشکل ہوتی صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ہمراز واقعی اگر ایک لمحہ اور تو نہ آجاتا تو اُن کافرون نے قیامت برپا کردی تھی۔ زادان دہنہ نقب مین داخل ہوا چاہتا تھا واقعی تو نے عجیب کام کیا یہ احسان تا قیامت ہمپر رہا۔ بعد اسکے زادان کی مشکین خوب مضبوط باندھکر مردمان لشکری کے حوالہ کردیا کہ اُسکی ادر قیمہ سے کسی حال مین غافل نہونا اور قید سخت مین رکھنا زردھنگ جو اول ہی مشرف اسلام ہوچکا تھا وہ ہمراہ رکاب رہا غرض کہ اُنکے گرفتار ہوجانے زردھنگ کے لشکر لاقوت کا حال بھی ابتر ہوگیا اور لاقوت شاہ بمجرد معائنہ اس حال کے غیلان وتحفان دونون اپنے رفیق وشفیق کے سامنے زار زار رویا اور اُسی حالت گریہ وزاری مین لشکر نکبت اثر کو حکم جنگ مغلوبہ کا دیا بمجرد دشمن نے حکم جنگ مغلوبہ کے وہ لشکر لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑا ادھر با چار فوج اسلام بھی مرنے پر آمادہ ہوکے مستعد جنگ ہوئی اس عرصہ مین صاحب قران بھی اسپ خوش رفتار پر سوار مثل ہوا تند کے آن ہی پہونچے اور اُس ہنگامہ کو ملاحظہ فرماکر شمشیر عدو کش و دشمن شکار لے کے غضبناک اُن روباہ صفت پر حملہ آور ہوے اور بہادران تہور شعار بھی تلوارین لے لے کر فوج کفار پر آگرے اُسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی کہ اللہ کی پناہ وہ جنگ مغلوبہ نہ تھی بلکہ ایک ہنگامۂ حشر برپا تھا سواے صداے بزن وبکش کے دوسری آواز نہ آتی تھی

ف

یکے بادم تیغ گردن برید ٭ بگردون برآمد فغان یلان برون شد زاندازہ بیداد ظلم	یکے باسنان جسم جوشن درید دو لشکر بیک دیگر آمیختند بعیوق پیچید فریاد ظلم	یکے گفت گیر و دگر گفت ہان قیامت زگیتی برانگیختند غبار زمین برہوا راہ بست

عنان سلامت برون شد ز دست
زمین گرد بر تارک و ترک و زین
نم خون بباریے و برباه گرد
چقا چاق خنجر بگردون رسید
دگر با سنان جسم جوشن دریده
بیابان درآمد چو این داستان

ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین آسمان آسمان شد زمین
جگر تاب شد نعرہاے بلند
یکے جوے خون تا بجیحون رسید
ندید و نہ بیند دگر آسمان
گران شد کمیت قلم را عنان
سخن راگذر بر لبم بستہ گشت

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
فرو رفت بر رفت راه نبرد
گلوگیر شد حلقہاے کمند
یکے با دم تیغ گردن برید ؛
چنین جنگ مغلو بہ اندر جہان
سر آشفتہ و خاطرم خستہ گشت

ادھر ملازمان ملک زردھنگ نے دیکھا کہ آقا وولی نعمت ہمارے صاحب قران گیتی ستان کی رفاقت مین موجود ہین اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئے بفحواے الناس علے دین ملوکہم جملہ سردار و ملازم ملک زردھنگ کی خدمت مین پہونچے اور سب جمع ہوگئے اور لشکر لاقوت کا قتل وغارت ہوا۔ بہروز و فیروز دونون پہلوان خداپرست تھے اور اُسی وقت کے منتظر تھے اور ہر ساعت خداوند کریم سے دست بدعا تھے کہ ملک زردھنگ کے عقیدہ ونیت صاف وپاک ہوجاوے کہ یہ مکر و فریب سے زادان وزیر بہ شیطان کے بہک گیا ہی جیسے ہی یہ واقعہ درپیش ہوا فوراً یہ دونون جوان مع اپنے ہمراہیون کے مثل بلاے بے درمان کے اُن کفارون پر آگرے اور اُن اشرار و کفار کو اسقدر مارا کہ خون کے دریا بہا دیے کشتون کے پشتے لگا دیے رزمگاہ کثرت زخمہاے کاری سے لالہ زار ہوگیا۔ ہر ایک طرف ایک جوئے خون جاری تھی اور سر اُن کفارون کے بہتے پھرتے تھے قصہ مختصر ایک آن واحد مین دلاوران تہور شعار نے لشکر اعداے دین کو فی النار کر دیا ادھر ہماز عیار طرار نامدار بھی ایک جمعیت خداپرستون کی لیے ہوے علیحدہ کفارون کو جہنم واصل کر رہا تھا کہ وہ عیار عالی وقار حملہ کرتا ہوا قریب دہنہ کہ ان حرامزادون نے بکر و فریب بنوائی تھی پہونچا کفران نابکار دہنہ اول نقب پر مع اپنے یاران دمساز کے انتظار مین گھوڑے سے اُتر کر کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے یہ انبوہ جو دیکھا پہلے بہت خوش ہوا کہ شاید وہ کام درست ہوگیا ناگاہ ہماز کی صورت پر نظر پڑی کفران نے پوچھا ای ہماز کیا خبر ہی ہماز نے کہا خبر صحیح یہ ہی کہ عوض مین اُس اسباب طلسمی کے جسکا تو انتظار کر رہا ہی ملک الموت تیری روح نجس قبض کرنے کو آپہونچا۔ کفران نے کہا ای شخص مین اس معمے کو نہین سمجھا مفصل بیان کر کہ عزرائیل کسطرح سے یہان پہونچا اور وہ کس قطعہ کا شخص ہی اور کسواسطے یہان آیا ہی ہماز نے کہا او گیدی وہی تقریب ہی کہ جو تو نے اُسوقت ہماز کے سامنے بیان کی تھی اور اگر شکل ملک الموت دیکھنا چاہتا ہی تو مجھے دیکھ لے کہ میری ویسی خونخوار صورت ہی کچھ فرق نہین ہی اور زیادہ اس سے بھی خبر یہ ہی کہ زادان و غیلان و قحفان تینون نطفہ شیطان کی اجل آگئی تو کس شمار مین ہی آخر تو بھی تو انھین حرامزادون کا شفیق و رفیق و دمساز دغاباز ہی تیری اجل اس سے پہلے چاہیے ہی کہ آوے او کفران

موافق وعدہ کوئی خبر تیرے پاس بھی پہونچی ضرور ہے اُسکے عوض مین اجل ہی پہونچی خوش ہو کہ اب تو اپنے خداوند ابلیس کی
خدمت مین پہونچے گا بعد اسکے ہمارز نے اُس گبر راندۂ درگاہ لم یزل کو فرصت جواب سخن نہ دی اور موافق وعدے اپنے کے
ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین دو ٹکڑے کیا اور دوسری ضرب شمشیر خون چکان مین صغران شیطان کو کہ کفران کا شریک
دہمدرد تھا اُسکو بھی داخل جہنم کیا بعد اسکے اندر سرنگ کے پہونچا اور کل مردمان متعینۂ نقب کو باندھکر لے آیا اور لشکر مین صاحبقران اکبر
کے بھجوا دیا اور حفران جنی کہ وہ دوسرے دہنہ نقب پر مامور تھا وہ ملعون اس غلغلۂ بزن و بگیر کو سُنکے بدحواس پریشان حال
ہوا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے لوگون نے جو حال تھا بیان کیا اس حال وحشت ناک کو سُنکے وہ لعین دریا مین گرا
اور لقمۂ ماہیان دریا ہوا بعد فراغ اس معرکے کے ہمارز نامدار معرکۂ جدال و قتال مین پہونچا اور شریک غازیان اسلام کا ہوکے
جنگ مردانہ و دلیرانہ کرتا رہا آخر لشکریان لاقوت شاہ تاب ضرب غازیان لشکر اسلام نلا سکے بعد کشتہ و مجروح ہونے کے
بقیہ السیف پراگندہ حواس ہوکر قلات جبال کی طرف فرار ہوگئے اور گھاٹیون مین پہاڑ کی پناہ لی ادھر غیلان و قحفان
دونون مکار لاقوت شاہ کے برابر موجود تھے ان دونون نے لاقوت شاہ سے کہا ای شاہ سیہ بخت و بدنصیب یہ رنگ کیا
تجھے سوجھا نہین خواب غفلت سے چونکا اور ملک الموت کو بچشم کور دیکھا او گیدی اب تو کس بھروسے پر ہے اور کس بات کا
منتظر ہے اقبال اب مبدل بادبار ہوگیا او غافل و مدہوش تو کھڑا کیا تماشا دیکھ رہا ہے لاقوت شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور
کہا ای برادران چارہ ساز و یاران دمساز اب مین کیا کرون مجھے تو کچھ بن نہین پڑتا کوئی جا اس سرزمین طلسم مین ایسی باقی نہین
رہی کہ جہان جاکر دو چار ساعت بھی دم لون یارو اب مجھے تو بجز مرگ و ہلاکت کے اور کوئی صورت نجات نظر نہین آتی مگر ہان
اس کفشکاری سے اپنے ہاتھ سے جان دیدینا نہایت خوب بات ہے غیلان و قحفان نے کہا ای لاقوت شاہ خودکشی
حرام موت ہے اور محض نامردی ہے اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہوگا ہماری یہ راے ہے کہ بیابان طلسم یہان سے قریب ہے
ہم تم سب اس بیابان مین چل کے پناہ لین ہرچند کہ وہ بیابان طلسم بھی پُرازخوف و خطر ہے اور آفت و مصیبت سے خالی
نہین ہے وہان بھی ضرور ہے کہ کوئی بلاے سخت و دشوار مین مبتلا ہوجائین مگر اس مرگ سے تو بہتر ہے کہ یہان تو دشمنان بلیس کے
ہاتھون سے مارے پاپوشون کے سر کا بھیجا نکل جائیگا اس ذلت و خواری سے قتل ہونا اور دیدہ و دانستہ اپنے کو تہلکہ مین
ڈالدینا نہایت نادانی ہے ای لاقوت تو بادشاہ باطن طلسم ہے شاید وہان کی رعایا تیری پاسداری کرے اور محکوم ہوجاوے
تو کیا بعید ہے ہمارے نزدیک تو یہی امر قرین مصلحت ہے لاقوت شاہ کو اُن بے دینون کی راے پسند آئی آخر الامر وہ گیدی
رات کے وقت فرصت پاکر اُن دونون حرامزادون کو ساتھ لیے جنگگاہ سے بے تحاشا بھاگتا ہوا بیابان طلسم مین پہونچا تمام شب
اُس بیابان پر ہول و خوفناک مین حیران و سرگردان پھرا کیا دوسرے روز بھی وہ تینون کمبخت باحال پریشان صحرا نوردی و
بادیہ پیمائی مین بسر کرتے رہے تھوڑا دن باقی تھا کہ قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچے چونکہ وہان درختان سرسبز تھے لہذا ایک ساعت
آرام کیا اور اُس نہر سے پانی پیا اور بدستور روانہ ہوگئے شام کو تشنہ و گرسنہ حیران و پریشان اپنے نصیبون کو روتے سر کو

پیٹتے ابلیس پر لعنت ملامت کرتے ایک مقام پر پہونچے سامنے ایک کوہ عالی شان نہایت بلند آسمان سے باتین کرتا نظر
آیا جسکے طول وعرض کا حساب سواے عالم الغیب کے اور کوئی نہین جان سکتا اور چارون طرف اُس کوہ عالی شان کے
کان طلا ونقرہ خوب چمکتی نظر آئی اور ہزارون مزدور اُس کان کو سرگرمی سے کھود رہے تھے اور سونا چاندی اُس کان سے
نکال رہے تھے اور ایک شخص بزرگ کرسی زرنگار پر بیٹھا حکومتانہ کچھ کہتا جاتا ہے اور اُن مزدورون پر حکمرانی کرتا ہے اور ملازم
وخدمتی گرد وپیش اُسکی کرسی کے دست بستہ کھڑے ہین جسوقت تینون نابکار ذلیل وخوار پہونچے گھوڑے تو پہلے ہی مر چکے
تھے یہ تیرہ درون پیادہ پا عجیب ہیئت سے تھے ناگاہ اُن ملازمون نے انکو دیکھا کہ تین شخص روسیاہ بحال خراب دور
کھڑے ہین وہ ملازم حسب قاعدہ انکے پاس آئے اور گفت وشنید کے بعد ان تینون کی گردن مین ہاتھ دے کر اُس کرسی نشین
کے پاس لیگئے اُس مرد کرسی نشین نے فرمایا اے قرمساقو تم کون ہو اور یہان کسطرح آئے اُن لعینون نے کہا اے شخص ہم برگشتہ
تقدیر اپنی شوربختی سے یہان آگئے خداوند ابلیس نے ہمین یہان تک پہونچایا اس مرد کام فرما نے کہا معلوم ہوتا ہے تم سب
ابلیس پرست ہو لاقوت شاہ نے کہا اے شخص ابلیس پرست کیا معنی ہماری جان تک نام ابلیس پر فدا ہے مگر ہم آفات زمانہ
غدار اور کجروی فلک کجرفتار سے اپنی دولت وحشمت اور تاج وتخت کو چھوڑ کر اس ذلت وخواری مین گرفتار ہین یعنی ایک
دشمن ابلیس کے ہاتھ سے جو اپنے کو طلسم کشا کے لقب سے مشہور کیے ہوئے ہے ہر طرف شکست خوردہ حیران وپریشان ہین بعزیمت
طلسم مین واسطے پناہ کے آئے ہین لیکن باایمہمہ اب بھی ہم سب طرح ابلیس ہی کی عنایت ومہربانی کے امیدوار ہین کہ ہمکو
ہر طرح ابلیس کی ذات سے امید وتوقع عطا وکرم ہے اور ہمکو بخوبی معلوم ہے کہ تاحیات مستعار ہمارے دونون مین نعمت ہمکو
بخوبی حاصل ہوگی لیکن بعد مرگ خداوند ابلیس مرتبہ بلند ہمین عطا فرمائیگا یعنے جب دوبارہ خلق ہونگے تو ضرور عالم کائنات
مین یزدان پرستون پر حکمرانی کرینگے اور اپنا انتقام بھی ضرور لینگے اُس شخص کرسی نشین نے اس تقریر بے محل کو سنکے کہا اے
کور چشم وسیہ درون بس زبان کو روک زیادہ دماغ خراشی وبدگوئی نہ کر ہمکو معلوم ہوا کہ تم سب پکے شیطان وبندہ ابلیس
راندۂ درگاہ رب قدیر ہو بہر صورت تم لوگ قابل قتل ہو بعد ازان اُس مرد نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ان کافرون کو لیجاؤ
اور مزدورون کے غول مین داخل کرو مگر یہ ایک مردک کہ بظاہر بلند مرتبہ معلوم ہوتا ہے اسکو کارفرما کر دینا یعنے یہ جو دونون
اسکے رفیق طریق ہین انکو دو ٹوکریان دو کہ یہ مردک اپنے رفقا سے یہ طلا ونقرہ اٹھوا کر سرون پر لیجائین اور یہ کیدی اُن
دونون پر تاکید وتہدید کرے اور ہر روز حسب دستور یہان کی کارفرمائی کے طور سے کام لیتا رہے اور اگر یہ مردود ازینہا
کسی وقت تمہارے خلاف کوئی کام کرے تو تم خوب جوتی اور پاپوش وچماق سے ٹھیک کر دینا تاکہ اسکا سارا نخوت
وغرور سرداری ناک سے نکلجاے۔ الغرض لاقوت شاہ نابکار اُن دونون اپنے رفیقون پر اپنی حکومت جاری کیے
ہوے تھا اور جس وقت ان دونون مین کوئی کاہلی وسستی کرتا تھا اُسوقت پاپوش کاری وجوتے کاری ہوتی تھی
ہر روز صبح سے تا شام حسب ضابطہ وہان کے کام لیا جاتا تھا اور جب کام انجام پا جاتا تھا تو ایک ایک نان خمیری

جو کی اور ایک ایک کوزہ پانی اُن دونون کو ملتا تھا اور ایک رکابی مین حلوا وغیرہ اس گیدی کے واسطے ہر روز مقرر تھا
تاکہ یہ بندہ خاص ابلیس زہرمار کیا کرے لیکن ایک شرط مزدوری مین یہ بھی داخل تھی کہ وہ دونون نابکار ہر روز چھ چھ
ٹوکرے اُس طلا و نقرہ سے لیکے ٹکسال مین ہر روز پہونچایا کرین قصہ کوتاہ جب اُن نابکارون نے مردکر ہی نشین کے
احکام بگوش ہوش سنے اور معلوم ہوا کہ اُس کوہ کی کان سے ٹکسال تک جہان وہ سیم و زر پہونچانا ہوگا چند فرسخ
کا فاصلہ ہے بس روز کی مشقت و بار برداری سے گھبرائے لیکن بجز سکوت کے کیا کر سکتے تھے آخر جبراً و قہراً وہ بار مشقت
و مسافت گوارا کی کسواسطے کہ وہان چارہ کار ہی کیا تھا نہ قبول کرتے تو کیا کرتے لاقوت شاہ نے کسی قدر عذر و انکار
بھی کیا اُسپر اُن نوکرون نے خوب کفشکاری کی آخر لاقوت پاپوشین کھاتے کھاتے جب ہوگیا پھر دوبارہ منھ سے کچھ نہ نکل سکا
اور اپنی اس برگشتگی طالع اور بدبختی پر خوب رویا اور اپنے اوپر ہزارہا نفرین کی اور بس اپنی عقل اور کوتہ اندیشی پر
نہایت افسوس کیا اور کہا دانستہ اپنے کو اس بلائے طلسمی مین گرفتار کرایا اور زندہ درگور ہوے اور کہا اے لاقوت
لعنت ہی تیری ابلیس پرستی پر اور ابلیس کے باپ پر کہ اُس مردود نے اپنے ایسے بندہ خاص کو اس بلائے بے درمان
مین پھنسا دیا اور اب بجز صبر و شکر کے کوئی چارہ نہین ہی قصہ کوتاہ وہ دونون ملعون غیلان و قحفان ہر روز چھ ٹوکرے
طلا و نقرہ کے اس کان سے کہ فی ٹوکرہ ایک ایک من پختہ کا ہوتا تھا لیکر ٹکسال مین پہونچاتے تھے اور وہان دینار
سرخ و سفید بنکے انبار ہوتے جاتے تھے اس عرصے مین دو ایک بار غیلان و قحفان نے کام مین سستی کی لاقوت نے
بخیال اپنے سررشتہ کے دونون کو دھمکایا اور کہا یار و کار و بار معینہ مین کاہلی نہ کرو ورنہ مین مجبور ہون اگر مجھپر اس
تمھاری کاہلی سے کفشکاری ہوئی تو مین پھر تم دونون کو جوتے کے تلے رکھ لونگا اور پھر مطلق لحاظ و مروت نہین کرنے کا
وہ دونون لاقوت شاہ کی تنبیہ کو مطلق خیال مین نہ لائے آخر موکلان بالادست نے جو کہ نگران کار تھے لاقوت شاہ
پر خوب کفشکاری کی اور گوشمالی بھی قرار واقعی کی۔ لاقوت شاہ بیچارے نے مجبور ہوکر اُن دونون شیطانون کو حسب دلخواہ
خوب کفشکاری کی اور سمجھا دیا اور کہا کہ تم بُرا نہ ماننا آخر اُنھون نے بھی اُس کفشکاری سے رونا شروع کیا اور ابلیس
علیہ اللعن کو دو دو ہزار گالیان مغلظہ دین جب وہ غم و غصہ لاقوت کم ہوا بکمال عجز و انکساری پیش آیا اور خوشآمد
و چاپلوسی کرنے لگا اور توبہ بھی درگاہ ابلیس مین کی اور سجدہ بھی کیے۔ الغرض ان لعینون کا حال یہ ہی کہ کبھی تو بے دین
و بد آئین ابلیس کو کہتے ہین کہ خداوند ہمسے غافل ہوگیا ہی ہماری نہین سنتا اُسکی قدرت خداوندی جاتی رہی اور بعض
وقت یہ خیال کرتے ہین کہ ابلیس اس ہماری غفلت کے عوض ہمین مرتبۂ عظیم اور منصب بزرگ بار دیگر پیدا کر کے عطا
فرمائیگا چنانچہ لاقوت شاہ گیدی اسی امید موہوم پر توبہ کرتا ہی اور سجدہ کرتا ہی اور پہرون تصور مین ابلیس کے ہاتھ جوڑے
جیکا ایک پیر سے کھڑا رہتا ہی گویا طریقہ توبہ اسطرح اختیار کیا ہی

اب راوی بالفعل ان نابکارون کو آفات طلسم یعنی محنت و مشقت و مزدوری مین رکھتا ہی اور

دو کلمے احوال فتح نال صاحب قران اکبر والا شان وعالی گوہر کے گذارش کرتا ہے

نظم

ہر نظر مین کسی گل رعنا کا لب عناب سا — بہ رہا ہی آج آنکھون سے مری خوناب سا
روتے روتے کیا جگر مین نم نہین باقی رہا — دل تڑپتا ہے پڑا جو ماہی بے آب سا
عشق مین اُس مہروش کے یہ بھی ہی کیا بیقرار — ماہ آتا ہے نظر کچھ بارہا سیماب سا
عہد پیری مین جوانی کے کہان وہ ولولے — رہگیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا
صبر کا جامہ نہو مثل کتان کیون چاک چاک — جب عیان ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا
خاک سی جھڑنے لگی قصر بدن کہنہ ہوا — تھا جو قد مثل ستون وہ ہوگیا محراب سا
باغ جنت مین ہراک شی پائینگے بے جستجو — عالم عقبے نہین ہی عالم اسباب سا
دونون مہر ومہ کبھی پنہان کبھی ہین آشکار — چرخ مین ہی رات دن یہ آسمان دولاب سا
مدح کب بندے سے ہو ایسے وحید عصر کی — چشم گردون نے سخی دیکھا نہین اب آپ سا

تاجداران مملکت سخن ومدبران سلطنت ہنر وفن اس وادی مین اسطرح حکمرانی کرتے ہین کہ جسوقت لاقوت شاہ نابکار مع اشرار وکفار اُس ہنگامۂ گیر ودار سے شباشب بے سر وپا فرار ہوکر بیابان طلسم مین پہونچا اور تمام لشکر جنگاہ مین اسکے حال سے خبر پاکے ہر چہار طرف نگران ہوا اور قلب لشکر مین اسکا پتہ نہ پایا تمام دلیران لشکر بے دل ومایوس ہوگئے اور ہر طرف منتشر وپراگندہ ہوگئے اور اکثر افسران فوج معرض ہلاکت مین آئے اور بقیۃ السیف نے صداے فریاد الامان بلند کی۔ صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ امان اس شرط پر منحصر ہی کہ جو شخص از کہ تامہ بخوشدلی دولت اسلام قبول کرے اور فکر معیشت ودغدغہ حشر سے فارغ البال ہوجائے ورنہ طعمۂ شمشیر غازیان اسلام ہوگا چنانچہ مردمان باقیماندہ ومجروحان ذی رتبہ زیر سایۂ علم صاحبقرانی آکر جمع ہوگئے اور پھر بصدق دل وصفائی قلب دین اسلام کو قبول کیا ملک زرہنگ نے بعد فارغ ہونے جنگ وجدل اور مہم پیش شدہ کے شہر زرنگار اور قلعہ مسکوکیہ کو از سر نو خس وخاشاک سے پاک وصاف کرکے آئینہ بند کیا اور نہایت آراستہ وپیراستہ کیا بعد انفراغ آرایش وزینت تمام شہر اور عمارات شہر کے صاحبقران اکبر فلک قدر کو نہایت تجمل شاہانہ وحشم خسروانہ سے ہمراہ لیکر اندرون شہر روانہ ہوا صاحب قران اکبر وہان کی تزئین وغیرہ سے نہایت درجہ محظوظ ہوے جب محل خاص کے در دولت پر سواری پہونچی عمارات شاہی کے سامنے جو کہ میدان تھا ثمن کئی لاکھ روپیہ کی نہایت خوبی وصنعت کی آتشبازی نصب تھی ایکبارگی آتشبازون نے آگ دی اور چرخیان اور [illegible] وغیرہ چھوٹنے لگے اور توپین سلامی کی سر ہونے لگین زیر آسمان اور ایک آسمان دھوین کا چھاگیا زمین صداے اتواب سے لرزگئی مردمان شہر کو زلزلہ کا گمان ہوا چراغان ومہتاب کی روشنی سے پانچ کوس تک وہ رات مثل دن کے ہوگئی گلی کوچے مین ہر دکان کے

سامنے نگیرے کا رچوبی نصب تھے جنکی چوبین گنگا جمنی تھین بادلے کی جھالر تھی بعد اسکے محل خاص مین تشریف لیگئے خواتین محل نے زر و جواہر کے خوان نثار کیے اور سامان عیش و نشاط موجود ہوا اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت کی بعد اسکے ملک زردھنگ نے از سر نو شہر کو اسلام آباد کیا تمام تبخانے منہدم کرادیے اور اُنکے مقام پر مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئین جب صاحب قران اکبر نے دعوت و مہمانی سے فرصت پائی اور تخت جہانبانی پر جلوہ افروز ہوے ہماز عیار نے زادان امیر کو مع بعضے اشرار اور نقب زن وغیرہ کے بارگاہ معلے مین حاضر کیا صاحب قران اکبر نے اُن اشرار کفار کو اسلام کی ہدایت و تلقین کی مگر کسی کے دل پر اثر نہوا اور سیاہی کفر نے تمام خانۂ دل کو اپنا گھر کر لیا۔

شعر

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

صاحب قران اکبر کی کوئی ہدایت اُن سیاہ قلبون پر موثر نہوئی بلکہ اُسکے جواب مین یہ کہا کہ ای طلسم کشا در اصل امورات اتفاقیہ مین کچھ چارہ نہین ایسے ایسے سوانح اکثر ہوا کرتے ہین مگر جو معاملہ اسوقت ظہور مین آیا ہی یہ حسب راے خداوند ابلیس کے ہوا ہی بہر حال ہم اُسپر رضامند و شاکر ہین اور خداوند ہی کے لطف و کرم نیکے ہر وقت و ہر دم امیدوار رہتے ہین ہمکو یقین واثق ہی کہ خداوند بعد ہمارے مرنے کے ضرور مراتب بلند عطا فرمائیگا لہذا ہمکو اسوقت کی مرگ بخوشی دل قبول منظور ہی صاحب قران اکبر نے جب زادان سیہ درون کی یہ تقریر سُنی نہایت برہم ہوا اور اُن نابکارون کو بعذاب سخت ہلاک کیا بعد اسکے سیمگون وغیرہ سے پوچھا کہ اب کیا راے ہی ہم کیا تدبیر کرین اور کس امر کو عمل مین لائین سیمگون دلاور ہر چند کہ مجروح بشدت ہوگیا تھا اور اندمال زخم کی کبھی نوبت نہ آئی تھی مگر جرأت و ہمت صاحب قران اکبر سے اور فتحیابی سے اُن کفاران بدکردار پر ایسا خوش و محظوظ ہوا کہ اپنے جراحت کی تکلیف بالکل بھول گیا اور عرض کی ای شہریار کامگار میری راے تو یہ ہی کہ جو دو مختصر مراحل طلسم یعنے مرحلۂ سوم و چہارم باقی ہین اب حضور اُنھین دونون طلسم کے فتح کا قصد فرمائین یقیناً یہ دونون طلسم متصل واقع ہین بلکہ ایک طلسم دوسرے طلسم سے لبستہ ہی اور ایک ہی طلسم سے راہ دوسرے کی بھی ہی بس یہ دونون طلسم ساتھہی باطل ہو جائینگے آیندہ حضور خود صاحب لوح اور کاشف اسرار ہین آپکو معلوم ہو جائیگا آپ لوح ہادی طریق سے دریافت فرمالین جسطرح لوح حکم دے اسطرح کاربند ہون۔ القصہ صاحب قران اکبر گردون قدر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا۔ لوح نے اس عبارت کو معائنہ کرایا کہ ای شہریار کامگار جسوقت تم مرحلۂ چہارم مین پہونچوگے وہان ایک جنگ عظیم برپا ہوگی لاقوت شاہ نکہرام سے یہ واقعہ ہوگا اور اُسی ہنگامۂ جنگ مین اشرار و شیاطین تمنے مکر و فریب پیش آئینگے لیکن بفضل رب قدیر انجام کار بہتر ہوگا اور آپ مظفر و منصور ہونگے بعد اسکے وہ بادشاہ متغلب ہزیمت خوردہ تمھاری ضرب شمشیر جہانگیر کے خوف و ہراس سے مع اپنے لشکر کے بھاگ جائیگا اور پھر بیابان طلسم مین داخل ہوگا اور آفات طلسم مین ایک مدت تک مبتلا رہیگا اور حاکم مرحلۂ چہارم ملک زردھنگ باردگر اسلام قبول کریگا اور

آپ کے مخلصان وخیر خواہان خاص سے ہوگا جب اس ہنگامۂ جنگ وفساد سے بالکل خاطر جمع اور اطمینان کلی ہو جاوے
پھر تم طلسم مین جانا اور دونون مراحل طلسم کو باہمدیگر ایک ہی دفع باطل فرما کر اپنے خزانۂ امانتی وغیرہ کو لیکر اپنے قبضہ مین
لانا کہ ایک مدت سے خاص تمھارے واسطے یہان امانت رکھا ہوا ہے ای شہریار گردون وقار لطلان طلسم کا یہ طریقہ ہے کہ تم
بوقت سحر شہر زرنگار سے براہ راست کنارے دریاے شور کے جانا وہان سے کنارے کنارے دریا کے چلے جانا بعد
تھوڑی دیر کے ایک چھوٹی سی آبادی مین پہونچوگے اور یا ہر اس گانون کے ایک اندارہ ہے پانی اسکا نہایت شیرین اور
سرد اور خوشگوار ہے اُس گانون کی عورتین گھڑے مٹی اور تانبے اور پیتل کے سر پر رکھے پانی کے واسطے آتی ہین تم اُن عورتون
کے غول مین چلے جانا اور دیکھنا کہ ایک عورت اُن عورتون مین خوردسال نہایت شکیلہ وجمیلہ لاغر اندام سرو قد پوشاک
پر تکلف پہنے موجود ہوگی اور ایک گھڑا برنجی سر پر اُسکے ہوگا اور وہ گھڑا پیتل کا نقشی ہوگا جب وہ نازنین تمسے مخاطب ہو
تم اُس سے کہنا ای نازنین ماہ جبین تو اس گھڑے کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال وہ تمکو جواب دیگی کہ ای شخص ہرچند کہ یہ گھڑا فروخت ہی
ہوگا لیکن قیمت اسکی مجھے معلوم نہین میری مادر ضعیفہ کو معلوم ہے تم جا کر قیمت اُسنے دریافت کر لو ای شہریار جب وہ نازنین
پانی لیکے کنوین سے اپنے گھر کو جاوے تم بھی اُسی کے ساتھ اُسکے گھر جانا اُسکے گھر مین ایک بڑھیا ہوگی وہ اُس نازنین
کی مادر ضعیفہ ہے تم اُس پیرزال سے اُس گھڑے کی قیمت دریافت کر لینا جس قیمت پر وہ راضی ہو تم بلا تکلف اُس گھڑے
کو خرید لینا بعد اسکے اپنی پوشاک وسلاح اُس گھڑے مین رکھ لینا اُس گھڑے مین بقدرت خدا ایسی گنجایش ہو جائیگی کہ
تمام اسباب تمھارا اُس گھڑے مین آجائیگا فقط ایک نیزہ باقی رہیگا اُس نیزہ کو تم ہاتھ مین لیلینا اور پھر اُسی دریا کے
کنارے چلے آنا اور اُس گھڑے کو مع اُس اسباب کے دریا مین ڈالدینا اور تم خود اُس گھڑے پر سوار ہو جانا کہنا ای
سبوے حکمت مجھے جزیرۂ قصبیہ مین پہونچا دے وہ سبوے طلسم مثل کشتی سبک کے نہایت تیز وتند روان ہو جائیگا
راہ مین ایک نہنگ بحر فنا با صورت مہیب نہایت شورش وہنگامہ کرتا ہوا تمھارے سد راہ ہوگا تم بضرب نیزہ دوسر
اُس موذی کا کام تمام کر دینا اور کسی طرح خوف دل مین نہ لانا کہ وہ جانور نیرنجات طلسم سے ایک شعبدہ ہے جسوقت
تم جزیرہ قصبیہ مین پہونچو اور کوئی امر اہم ودشوار پیش آوے لوح ہادی طریق سے مشورہ لیکر اُسپر عمل کرنا ورنہ معرض خطر
مین آجاؤگے خبردار بہت سمجھ بوجھ کے کام کرنا اب غفلت کو دخل نہ دینا والسلام قصہ کوتاہ جب صاحب قران اکبر
کنارے دریاے مذکور کے پہونچے اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوے اور اُسکی مادر ضعیفہ سے وہ سبوے برنجی
لینا چاہا اور قیمت دریافت کی اُس بڑھیا نے کہا ای شہریار اس سبو کی قیمت کچھ بہت نہین ہے شہزادے نے پوچھا
آخر کیا ہے بیان کرو بڑھیا نے کہا شہر زرنگار کی عہدۂ محلداری اس سبو کی قیمت ہے لہذا صاحب لوح بیضا ہو اس عہدہ
کو میری دختر بلند اختر کے نام نہاد فرماؤ اور سبو کو لیجاؤ اسواسطے کہ تم صاحب لوح بیضا اور فاتح طلسم ہو تمھارا حکم ناطق
کائنات طلسم مین ہر ایک جا جاری ہے دوسری یہ شرط ہے کہ میری دختر ناکتخدا ہے کسی ایسے جوان صالح کے ساتھ عقد کر دینا

کہ جو حسب ونسب مین عمدہ ہو صاحب قران اکبر نے اُن سب شرطون کو بڑھیا کی منظور فرمایا بلکہ ایک نوشتہ مہری بدستخط
خاص بڑھیا کو لکھکے حوالے کر دیا اور زبانی بھی اطمینان اُسکا کر دیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالے بعد اس
مراحل طلسم کے تمھاری دختر کا کام کہ کار خیر ہی حسب دلخواہ انجام دینگے اُس بڑھیا نے وہ سبوے برنجی حوالہ صاحبقران اکبر
کے کر دیا صاحب قران اکبر وہ گھڑا لیکے کنارہ دریا تشریف لائے دیکھا دریا مین ایک جوش وخروش عظیم برپا ہی ہر ایک
موج دریا سے آسمان پر جاتی ہی اور ہزارون نکرا ور گھڑیال اور سوس وغیرہ جانوران دریائی وآدم خوار پانی سے سر نکالے
ہوے صاحب قران اکبر کو بقہر وغضب دیکھ رہے ہین - الغرض صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح سلاح اور
پوشاک جسم مبارک کو مع دیگر اسباب کے گھڑے مین رکھا اور گھڑے کو دریا مین ڈالا اور خود بدولت واقبال سوار ہوے
اور کہا اے سبوے حکمت مجھے جزیرۂ نصیبیہ مین پہونچا دے بس مجرد کہنے اس کلمہ کے وہ گھڑا پیتل کا فوراً مثل کشتی کے
ہوگیا اور نہایت تند وتیز روانہ ہوا شاہزادۂ والاجاہ اُن جانوران آبی کی صورت واشکال خوفناک کو دیکھکر ہر دفع دلمین
کہتا تھا سبحان اللہ بانیان طلسم نے عجب طرح کی راہ طلسم کی مقرر کی ہی ہر چند مین نے اور بھی مراحل فتح کیے ہین یہ
طریقہ عجیب وطرز نو درپیش نہین ہوا کہ ایسے دریاے قہار موج زن مین شناوری کرتا ہوا طلسم مین گیا ہون اور نہ اسقدر
جانوران آبی دیکھنے مین آئے اور لطف یہ ہی کہ وہ سب جانور بھی سرگرم جنگ ہین - اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ الْبَلَاءِ
لیکن ہدایت لوح اسی طرح ہے کیا کیا جائے مجبور ونا چار دل سے یہ باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے آخرکار صاحب قران اکبر
بحالت بیم وامید اُن جانوران دریائی کا تماشا دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے اور وہ جانور ہر چند چاہتے تھے کہ صاحبقران
اکبر کو ایذا پہونچائین لیکن برکت لوح وغیرہ اُن جانورون سے کسی طرح کا آسیب صاحب قران اکبر کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُس
سبوے طلسمی تک مجال نہ تھی کہ قریب آتے سر نکالے دور ہی سے تک رہے تھے اور ڈر رہے تھے چار ساعت کے بعد ایک
دابۃ البحر یعنے نکر سرخ رنگ کا نہایت ہی زبردست ومہیب چاہتا تھا کہ ایک بار مع اُس کشتی سبو کے نگلجاے صاحب قران اکبر
نے نہایت سبکی سے اور چابکدستی سے بسم اللہ کہکے ایک نیزۂ جان ستان اس زور وقوت صاحبقرانی سے اُس
موذی آبی کو مارا کہ کام ودہن اُسکا چھد گیا اور نیزہ گردن سے پار نکل گیا اُس جانور خونخوار کو اُٹھا لیا اور دور پھینکدیا اور
نیزہ کو کھینچ لیا بس وہ جانور دریا مین غرق ہوگیا ایک طوفان اُس زور سے بشور شدید اُٹھا کہ سارا جہان تیرہ وتار ہوگیا
صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد لوح طلسم اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اُس وقت سیاہی وتاریکی مین ہر چہار طرف سے
آواز ہولناک وعجیب وغریب آنے لگی صاحب قران اکبر وہ آوازین کہ جسکے سننے سے انسان کا زہرہ آب ہوجائے سنتے
تھے اور سکوت مین بہتے چلے جاتے تھے اور کبھی معلوم ہوتا تھا کوئی اسطرح سے کہتا ہی کہ اے فلان آگاہ ہو اس آدم زاد کے زعم
کے نزدیک کچھ مشکل نہین ہی کہ اسنے کس آسانی سے تمساح جادو کو ہلاک کر ڈالا اور اسکی یہ خواہش ہی کہ یہان سے صاف
وپاک نکلجائے تم جلد پہونچو اور اس آدم زاد ضعیف البنیاد کو زندہ وسلامت نہ جانے دینا ہر چند یہ آوازہاے خوفناک وپرہول

چارون طرف سے آتی تھین لیکن کوئی صاحب آواز معلوم نہوتا تھا بعد ایک ساعت کامل کے وہ طوفان برفع دفع ہوا اور تاریکی
جاتی رہی روشنی ظاہر ہوئی سبوے حکمت جزیرۂ قصبیہ مین پہونچ گیا اور ایک جا پر صاحب قران اکبر اُس مرکب بحری سے
اُترے اور اُس گھوڑے کو کنارے دریا کے بجاے مرکب قائم کر دیا بعد اسکے خود بدولت تنہا اُس جزیرے مین داخل ہوے اور سیر
کرتے ہوے چلے جاتے تھے وہ جزیرہ بسبب خوبی آب و ہوا اور سرسبزی و شادابی کے کہ نمونۂ فردوس تھا جمیع درختان پر میوہ نہایت
تحفہ و عمدہ روئیدہ تھے اور گل و غنچہ سمن و یاسمن اور گلاب وغیرہ انواع و اقسام کے کوسون تک تھے جسکی خوشبو سے دل و
دماغ معطر ہوا جاتا تھا صاحب قران اکبر فلک قدر بھوکے بہت تھے کچھ میوہ نوش فرمایا تھا اور پانی چشمہ کا نہایت شیرین و
تحفہ نوش کیا ایک ساعت دم لیا تسکین خاطر ہوئی بعد اسکے وضو کیا اور عبادت پروردگار مین مشغول ہوے بعد فراغت
پھر لوح کا مطالعہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار یہان درختون کو خوب غور سے مع شاخ و برگ و گل
دیکھو جب ایسا درخت کہ جسکی شاخین مثل طلاے احمر کے چمکتی معلوم ہون اور ایک افعی سیاہ شاخ درخت مین لپٹا ہوا دیکھو
تم اس اژدہے کو بضرب تیر جان ستان ہلاک کرنا اور اُس شاخ گندہ کو جو کہ اندر سے خالی مثل نی کے بقدر ایک گز کے
سوراخ رکھتی ہو اس درخت سے لینا اور پھر کنارہ دریا کے جہان کہ وہ مرکب سواری ہے چلے آنا بعدہ پھر اسم بزرگ کو پڑھنا اور اُس
گھوڑے کو دریا مین ڈال دینا وہ بمجرد گرنے کے دریا مین نظر سے غائب ہو جائیگا بعد اسکے ایک ساعت کے بعد وہ گھوڑا ایک بجی
ایک کشتی مع ملاح بنکے نہایت خوبصورت و آراستہ و پیراستہ آئیگا اور تمام سامان ملوکانہ اُس کشتی مین موجود ہوگا وہ ملاح
بنظر قہر و غضب تمکو دیکھیگا مگر اے صاحب قران اکبر تم اس امر کا کچھ خیال نہ کرنا چپکے بیٹھے رہنا بعد اسکے اس گھوڑے کو لیکر
اُس کشتی مین سوار ہونا اور ملاح اُس کشتی کو کھول دیگا بعد اسکے تم یہ کام کرنا کہ ہر دفع پانی اُس دریا کا گھڑے مین بھرنا اور
اُسی جا پر وہی پانی گرا دینا اور خوب خیال کرنا جس مقام پر وہ پانی دریا کا برنگ طلاے احمر ہو جاوے اُسوقت تم اُس شاخ کو
جسطرف کہ اُسکا سوراخ ہو دریا مین پھینکنا تمکو عجیب و غریب تماشاے حیرت افزا دکھائی دیگا لیکن خبردار اُس ملاح سے
کسی وقت غافل نہ رہنا کس واسطے کہ وہ ملاح ایک دیو خونخوار نہایت قوی ہیکل ہے اور مذہب بھی اُس نابکار کا ابلیس پر
ہے اسی سبب سے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہوگا کہ کسی طرح تمکو ایذا پہونچاوے خدانخواستہ اگر موقع پا جائیگا تو ہلاک کر دیگا
اور یقین واثق ہے کہ اپنی ہیئت کو بدل کر ضرور درپے آزار تمھارے ہو تم اُس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی اُس سے غافل نہونا
اور نہ اُسکے فریب مین آنا اور اگر وہ ملاح تمھاری طرف بقصد فساد دست درازی کرے اور تمسے اُلجھے اور بات بات مین
فساد پیدا کرے تو تم بھی بزور و قوت و پہلوانی پیش آنا اور کشتی کو موجود ہو جانا جب وہ دیو پلید تمسے گا وزوری کریگا تو وہ
کشتی جسپر تم سوار ہوگے اُسکے تختے جا بجا سے ٹوٹ جائینگے تا اینکہ تم دونون مع کشتی غرق ہو جاؤ گے جب تمھارے پاؤن
تہ کو پہونچین بس تم بقوت و زور صاحبقرانی اس دیو پلید کو ہلاک کر ڈالنا اور خنجر سے اُسکا سینہ چاک کر ڈالنا اور اسکے
جگر کو نکال کے خوب اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا بعد اسکے پھر لوح کو دیکھنا جو ہدایت ہو اسپر عمل کرنا۔ صاحبقران اکبر نے

کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ تو طرفہ صعوبات اور سخت مشکلات اس مرحلے مین روبکار ہونگی یہ خوب معلوم ہی کہ
مال وزر بے محنت و مشقت شاقہ ہاتھ نہین آتا چونکہ یہ سرزمین طلسم نہایت ہی زرخیز ہی لہذا اُسی قدر اُس دولت بیقیاس
کے حصول مین سختیان اور دقتین بھی ہین اور تو کچھ نہین ایک بات کی حیرت ہی کہ اکثر مال و اسباب کائنات طلسم سے
ہمارے ہاتھ آیا مگر اسطرح کے صعوبات ہمنے کبھی نہین اُٹھائے ہرچند کہ جواہرات گرانبہا مع نقد و جنس بیشمار ہاتھ آیا
لیکن ایسی دقت نہین واقع ہوئی خیر بہرصورت ہمکو تعمیل حکم بانیان طلسم کی ضرور ہی بلکہ واجبات سے ہی الغرض
صاحب قران اکبر گردون فر بموجب ارشاد لوح طلسم عمل مین لائے یعنے اُس جزیرے مین اُس افعی کو مارا اور شاخ درخت
قطع کرکے اپنے ہمراہ لیے دریا کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہوے اور اس ملاح نے کشتی کو روان کیا اور صاحبقران اکبر
جابجا پانی دریا سے لیکر اُس گھڑے مین بھرتے تھے اور دریا مین ڈالدیتے تھے جس مقام پر پانی دریا کا طلائی معلوم ہوا
صاحب قران اکبر نے وہی اسم جلیل جو کہ لوح نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ کشتی چلتے چلتے رک گئی اور ملاح نے
بچشم قہر و غضب صاحب قران اکبر کو دیکھا اور کہا اے آدم زاد ضعیف البنیاد فولاد جگر خیرہ سر سچ کہ اسوقت کشتی چلتے چلتے
کیون رک گئی اور ایسی رکی کہ مطلق حرکت نہین ہی اسکا سبب بتا صاحب قران اکبر نے ملاح کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور
آب اندر دلی کو اُس شاخ درخت سے جو کہ مثل نے کے تھی بغور دیکھتے رہے اور اُسمین سے تماشہاے عجیب و غریب دیکھتے گئے
اندرون آب صاحب قران اکبر کو ایک قلعہ نظر آیا اور اس قلعہ کی فصیل اور کنگرے آسمان سے باتین کرتے تھے اور در سب
نقرۂ خالص کے تھے اور اسقدر چمک تھی کہ جسکی حد نہین اور بروج طلاے احمر سے بنے ہوے تھے اور جو عمارات و مکانات اندر
قلعہ کے تھے وہ میناکار و مرصع نگار تھے جواہرات کی پچی کاری کی ہوئی تھی اور مثل آسیا گردش کرتے نظر آتے تھے اور اُنکی
گردش مین بھی ایک عجیب لطف کا تماشا دکھائی دیتا تھا صاحب قران اکبر تماشاے قلعہ اُس نے کے روزن سے ملاحظہ
فرمارہے تھے اور اُس ملاح کو دیکھتے جاتے تھے جب ملاح نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر میری بات کا جواب نہین دیتے بلکہ کچھ
خیال مین بھی نہین لاتے بس غضبناک ہو کر کہا او آدم زاد خیرہ سر و تیرہ بخت معلوم ہوتا ہی تو نے کچھ سحر کیا ہی یہ تیری افسون سازی ہی
کا سبب ہی کہ یہ دفعۃً کشتی چلتے چلتے ایسی رک گئی کہ مطلق حرکت نہین کرتی اب سحر خوانی کو موقوف کر تا کہ یہ کشتی روانہ ہو اور منزل
مقصود پر پہونچے صاحب قران اکبر نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا ملاح نے دیکھا کہ یہ آدم زاد کچھ خیال بھی نہین کرتا چپکا بیٹھا ہے
بس وہ ملاح اُٹھا اور آمادۂ جنگ ہوا اور دیکھتے دیکھتے ایک طویل القامت اور ہیبت ناک صورت بنگیا اور غرانے لگا اور کہا
او آدم زاد برگشتہ بخت و مرگ نصیب تو نے مجھے ناحق اسقدر ہلاک کیا مین تیرے ہاتھ سے نہایت پریشان ہون تو شاید فاتح طلسم
تو نہین ہی جو تیرا حکم آب دریا پر جاری ہی یہ کشتی کو تو ہی نے حکم قیام دیا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا باش او حرامزادے تیرہ بخت
تو مجھے کیا سمجھا ہی کہ بیہودہ بک رہا ہی وہ بولا کہ مین تجھے ایک آدم زاد ضعیف البنیاد بندگان خداوند ابلیس سے جانتا تھا اب معلوم
ہوا کہ تو طلسم کشا ہی اب مجھکو تیری گوشمالی واجب ہوئی اے آدم زاد یاد رکھ کہ اب تو میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نہین جا سکتا

ای آدم زاد تیرہ بخت تو نے تمساح جادو دیو کو دھوکے سے مار لیا مین وہ نہین ہون کہ جو تو مار لیگا یاد رکھ اب مین تیرے پیمانۂ طلسم کشائی اور جسقدر کہ دود نخوت تیرے دماغ مین بھر گیا ہی آن واحد مین نکالے دیتا ہون اسی دریاے قہار مین ایسا غرق کردونگا کہ تیرا گوشت و استخوان جانوران آبی بھی نہ کھا سکین گے اور ماہیان دریا تیرے حال پر افسوس کرینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا لیکن صاحبقران اکبر نے کچھ خیال نہ کیا جسطرح سے بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی جب دیو کا ہاتھ قریب آیا صاحبقران اکبر نے پنجہ اپنا اُسکے پنجہ سے ملایا اور زور کرنے لگے دیو خونخوار تے اور زور و شور زیادہ مچایا صاحب قران اکبر ناچار ہوکر کھڑے ہو گئے اور اُسی کشتی مین کشتی ہونے لگی آخر کار ایسا زور دونون پہلوانون نے کیا کہ کثرت ضربات سے تختہ ہاے کشتی پاش پاش ہو گئے اور صاحب قران اکبر مع اُس دیو کے دریا مین غرق ہو گئے یہانتک کہ پاؤن صاحب قران اکبر کے تہ کو لگے اور کسی قدر ہوش و حواس بھی درست ہوے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک کف دست میدان ہی اور دیو سے کشتی خوب ہونے لگی آخر کو صاحب قران اکبر نے اُسکا کمر بند پکڑ کے جو ایک زور طلسم کشائی کیا بس اُس دیو کو کہ اسقدر قد و قامت و جسامت رکھتا تھا زمین سے اُٹھا کر ہاتھ پر علم کر لیا اور سر کے گرد چکر دے کر سطح زمین پر دے مارا زمین حرکت مین آگئی اور استخوان اُس نطفۂ ابلیس کے چور ہو گیے روح نجس اُس دیو بدبخت کی تن سے نکل کے بطرف اسفل السافلین روانہ ہوئی فوراً صاحب قران اکبر فلک قدر اُسکے سینہ پر سوار ہوے اور کلید خنجر سے قفل سینہ اُسکا کھولکر صندوق سینہ سے جگر اُس دیو بداختر کا نکال لیا مگر اول حجت اسلام ختم کر لی اسطرح سے کہ جب سینۂ دیو پر صاحب قران اکبر عالی شان سوار ہوے اُس دیو بدبخت سے کہا او پیرو ابلیس ہر چند مجھے حکم لوح ہی کہ تیرا سینہ خنجر سے چاک کر کے جگر کو نکال لون مگر مین ہدایت کرتا ہون کہ اب بھی تو طریقۂ ابلیس پرستی پر لعنت کر اور یزدان پرست بصدق دل و صفائی قلب ہو تو مین تیری جان بخشی کرون دیو نے یہ مضمون صاحبقران کی زبان سے سُنکے بلند ایک قہقہا مارا اور کہا ای آدم زاد تو کچھ بیوقوف بھی ہی پہلے یہ تو خیال کر کہ جو یزدان پرستی اختیار کرنیوالا ہوتا تو لوح میرے جگر کو نکالنے کا کیون حکم دیتی بس اس سے بہتر یہ ہی کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے نکال ڈالو کر مین بندۂ خاص ابلیس ہون مین کبھی ابلیس سے منحرف نہونگا ابلیس کو اپنا معبود برحق جانتا ہون جب صاحب قران اکبر نے یہ سُنا سمجھ گئے کہ یہ مردود واقعی سچ کہتا ہی کہ اگر لوح کو اسکی ہلاکت منظور نہوتی تو اسکے جگر کو نکالنے کا حکم نہ دیتی۔ بس صاحب قران اکبر نے فوراً خنجر کو کمر سے نکالا اور اُس دیو پر فساد کا سینہ چاک کیا اور جگر کو نکال لیا اور آب دریا سے خوب پاک کیا اور دھوپ مین رکھدیا جب وہ خشک ہو گیا اُس جگر کو باندھ کے پاس رکھا اب صاحب قران اکبر شدت گرسنگی و تشنگی سے بیتاب ہو گئے ہر چند چارون طرف تلاش کیا لیکن کوئی شی لائق کھانے کے ہاتھ نہ آئی کہ وہ بیابان بے آب و دانہ اور صحراے لق و دق ایسا تھا کہ جہان بجز تمازت آفتاب کے درخت تک نہ تھا اور زمین بسبب دھوپ کے گرم ہو رہی تھی اور ہر ذرہ ریگ کا مثل شرارۂ آتش کے تھا اور زمین ایسی گرم تھی کہ پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا یہ حال تھا کہ اگر دانۂ گندم زمین پر گرتا تو بریان ہو جاتا غرض اُس شدت گرما اور تشنگی و گرسنگی سے ایسے پریشان ہوے کہ جسکی

انتہا نہین ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر مضطرب نہو ملاحظہ فرماؤ کہ وہ سامنے تمہارے
پیش نظر کوہ معادن ہی وہان لاقوت شاہ بھی مع غیلان وقحفان اپنے رفقاے ہزیمت خوردہ کے راہ بیابان طلسم سے
ہو کر پہونچے ہین تم اُن نابکارون کو مزدورون کی حیثیت مین دیکھو گے لیکن تم اُنسے متعرض نہونا فقط اپنے کام سے غرض رکھنا
جسوقت تم کوہ معادن کے قریب پہونچوگے کارگذار وہان کے جو کہ وہان کے معادن ہین حسب دستور طلسم تمکو بھی نفر دن یمن
سمجھینگے اور رسی لیکر حسب دستور وآئین مقررہ تمہاری گرفتاری کی فکر مین ضرور آئینگے مگر تم اُنکو بقہر کشورستانی خوب سخت وسست
کہنا اور خود داروغہ معادن سے بحکومت کہنا کہ ہم طلسم کشا ہین داروغہ بمجرد سُننے اس کلام کے تمہارا مطیع وفرمانبردار
ہو جائیگا والسلام صاحبقران اکبر نے حسب الارشاد لوح عمل کیا یعنے اسی حالت تشنگی وگرسنگی مین روانہ طرف کوہ معادن کے ہو
اور تا زوال آفتاب دامنہ کوہ معادن مین پہونچے صاحب قران اکبر نے نہایت بلند کوہ معادن کو دیکھا اُسکی بلندی ہرگز
خیال مین نہین آتی تھی صاحب قران اکبر چونکہ خستہ وتشنہ وگرسنہ تھے اور تمازت آفتاب مین چلے ہوے آئے تھے
اسوجہ سے ایک ساعت کامل وہان سایہ درخت مین دم لیا ابھی پوری ایک ساعت نہوئی تھی کہ ملازمان کوہ گروہ گروہ وجوق
جوق شور وغوغا کرتے ہوے صاحب قران اکبر کے گرد جمع ہو گئے اور سب نے صاحب قران اکبر کو گھیر لیا اور چاہا کہ
حسب دستور معینہ صاحب قران اکبر کو بھی گرفتار کر کے لیجائین صاحب قران اکبر ہوشیار ہو گئے اور جوش شجاعت وتہور
مین بضرب سخت جواب دیا اکثر ہلاک ہوے اور بہت سے زخمی ہوے غرض کو شمالی بخوبی ہو گئی جب اُن ملازمون نے
یہ کیفیت دیکھی بے اختیار غل وشور مچانے لگے آواز غل شور سُنکے داروغہ معادن پہونچا اور صاحب قران اکبر کو دیکھ کے
کمال ادب سے سلام کیا اور ان ملازمون سے کہا اے بے وقوفو تمنے اس جوان عالی شان عالی مکان کو بھی مثل اور
واردان طلسم کے تصور کیا کہ اُنسے جسطرح سے پیش آتے تھے اسکے بھی ساتھ اُسی طرح پیش آنا چاہتے ہو ای نالائقو تم نہین
جانتے کہ طلسم کشا صاحب لوح بیضا ہی ورنہ اور کسی کی بھی یہ مجال وطاقت تھی کہ تم لوگون سے مقابلہ کرتا بعد اسکے وہ
داروغہ معادن صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت عجز وانکساری سے عرض کیا ای شہریار عالی مقدار
حضور کس راہ سے اس مقام محنت انجام مین تشریف لائے صاحب قران اکبر نے فرمایا داروغہ صاحب تمکو نہین معلوم
ہم طلسم کشا اور فاتح طلسم بیضا اور مالک خزانہ معادن ہین علاوہ اسکے جس راہ سے ہمنے مناسب وانسب جانا اُسی
راہ سے ہم آئے اور اگر تمکو مفصل میرے آنے کی راہ کو دریافت کرنا منظور ہو تو پھر مین بیان کرتا ہون تم سُن لو یعنے
پہلے مین نے تمساج دیو جادو کو قتل کیا بعد اُسکے قعقعان جادو کو قعب المنظر درخت پر جہنم واصل کیا اور اس درخت
سے ایک شاخ جو کہ مثل طلاے احمر کے تھی کاٹ لی پھر ملاح جادو کو اُسی سرزمین پر قتل کیا اور حسب ہدایت لوح
صندوق سینہ کلید خنجر سے وا کر کے جگر اُسکا نکال لیا وہ میرے پاس موجود ہی داروغہ معادن نے نہایت صاحبقران اکبر
سے عذر کیا اور پاؤن پر بوسہ دیا بعد اسکے بآواز بلند کہا کہ ای ملازمان کوہ معادن خوش ہو کہ خداوند کریم نے میرا گمان صحیح

کر دیا یہ جوان عالی شان صاحب قران اکبر طلسم کشاے عالی جاہ ہو اسی کی تشریف آوری کا مجھے انتظار تھا اب تم سب ہوشیار ہو جاؤ کہ فاتح طلسم صاحب لوح بیضا زوج ملکۂ شمسہ تاجدار تشریف لایا ہی اُس شہریار گردون وقار کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرو بمجرد سننے اس آواز کے تمام مردمان عملہ وفعلہ معاون داروغہ کے حکم سے جسکا نام عدلون تھا ہر چہار طرف سے آکر جمع ہو گئے اور صاحب قران اکبر کی ملازمت بسر و چشم بجا لائے اُنمین سے کچھ ملازم دندان شکستہ بھی تھے اُنھون نے سب سے زیادہ عذر کیا اور اپنا عفو تقصیر صاحب قران اکبر سے چاہا شہریار گردون وقار نے کہ ذات بابرکات اُنکی کریم و غربا پرور تھی اُنکے قصور و خطا کو معاف فرمایا عدلون جنی داروغہ معاون صاحب قران اکبر کو اپنے ساتھ لیے ہوے ایک قصر عالی شان مین جو کہ تمام سامان ملوکانہ سے آراستہ تھا لایا اور مقابل مین اُسی قصر رفیع کے ایک اور مقام پُر فضا تھا اور نہایت پاکیزہ تھا اُسمین خود رہتا تھا حسب اتفاق اُس چمن مین ایک درخت انار کا بھی تھا اور اُس درخت مین انار کثرت سے پختہ موجود تھے عدلون داروغہ نے اُس انار کا عرق نکال کر شراب تیار کر کے صاحبقران اکبر کے حضور مین پیشکش کی صاحب قران اکبر عالی وقار نے حکیم سفلینوس الٰہی کو بدعاے خیر یاد کیا اور فرمایا کہ ہزار ہزار آفرین اُس حکیم والا قدر و عالم راز و اسرار کے فہم و عقل و ادراک پر کہ ہر ایک جا مقامات طلسم مین سامان عیش و طرب مہیا کر رکھا ہی کوئی ایسا مقام نہین ہی کہ جہان اسباب عیش میسر نہو بعد اسکے صاحب قران اکبر نے نہایت خوشی اور خواہش طبع سے اُس شراب صالحین کے چند جام نوش فرمائے اس عرصہ مین عدلون نے چند خوان خاصہ کے نہایت عمدہ و تحفہ لا کر حاضر کیے صاحب قران اکبر نے پوچھا ای عدلون مجھکو اسوقت یہ حیرت ہی کہ یہ کھانا کہان سے اسقدر جلدی لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ کہین یہ کھانا تیار تھا وہان سے بتعجیل تمام لے آیا۔ عدلون نے عرض کی ای شہریار گردون وقار اسکی اصل کیفیت یہ ہی کہ یہان سے دس فرسنخ اس غلام کا گانون ہی وہان مسکن اصلی خانہ زاد ہی بعض متعلقان غلام اُس مقام مین رہتے ہین لہذا یہ کھانا وہان تیار ہوا ہی حضور اسکو نوش فرمائین اور عرض شہریار عالی وقار کی خدمت مین یہ ہی کہ غلام کو ایک مدت اسی امید و آرزو مین گذری کہ حضور ایک لمحہ کے واسطے اُس قریہ مین رونق افروز ہون کہ اور بھی خادم اور کنیزین شرف پابوسی حاصل کرین اور غلام بھی حضور کے قدم سے شرف اندوز ہو جاوے صاحبقران اکبر نے فرمایا ای عدلون ہمنے یہ التماس تمھاری بدل منظور و قبول کی بعد اسکے عدلون نے غیلان و لاقوت و قحفان اسیران طلسم کو صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر کیا اور عرض کی کہ ان محبوسون کو کیا حکم ہوتا ہی صاحب قران اکبر نے کہا او لاقوت بیحیا نمک حرام و بدکردار تو نے اپنے ابلیس کی قدرت دیکھی اور اپنی بداعمالی کا تماشا دیکھا اور یہ گوشمالی ابھی بجو با نہین ہوئی کہ جو سزا سے اعمال کو پہونچتا ای لاقوت ہمکو ملکۂ رنگ افروز تیری دختر کی اسقدر خاطر منظور رہی کہ ہم تجھے بار بار براہ دوستانہ سمجھاتے ہین اور نصیحت کرتے ہین کہ تو اب بھی اپنے اس دین باطل کو چھوڑ دے اور ابلیس پر لعنت کر تو بہر صورت تیری مددگاری کرین اور جو کچھ تیری آرزو و تمناے دلی ہوگی اُسکو ہم بخوشی دل پوری کر دینگے صاحب قران اکبر نے نہایت

خلق و مروت و سخنان محبت آمیز سے فرمایا لیکن اس سیہ قلب و تیرہ درون کے دل پر موثر نہوا۔ راوی کہتا ہی کہ لاقوت
تیرہ درون نہایت ہی احمق و بے وقوف ہی اور اُسپر طرہ یہ کہ ابلیس پلید نے ایسا اُس ملعون کو اپنے لپس مین کیا ہی کہ ہر وقت
اُسکے سر پر سوار رہتا ہی اور رات کو خواب مین بھی طرح طرح کے کرشمہ دکھاتا ہی یعنے اُسے ہر روز باغ کی سیر دکھاتا ہی اور تسلی دیتا ہی
اور یہ بھی کہتا ہی کہ ای لاقوت بندۂ خاص خداوند یاد رکھ اگر تو محبت و اطاعت مین ابلیس کے قتل بھی ہو جائیگا تو کچھ مضائقہ
نہین ہی یہان جسقدر رنج تجھکو تکلیف ہوگی خداوند سے تو ہرگز مایوس نہوگا بلکہ ہر ایک تکلیف کو عین راحت سمجھنا اے
بندۂ خاص ہمارے خبردار کبھی کسی حال مین تو خداے نادیدہ پر ایمان نہ لانا تجھ سے وعدۂ واثق کرتا ہون کہ تجھے اس
عالم مین ایسا مختار کر دونگا کہ مثل اپنے کر دونگا لپس لاقوت گیدی خوش تھا اور نازان تھا اور اعتقاد باطل سے منحرف
نہین ہوتا تھا آخر لاقوت شاہ نے صاحب قران اکبر سے کہا ای معز الدین تمھاری طلسم کشائی مین اور صاحبقرانی مین
کسی طرح کا شک نہین ہی بیشک تم طلسم کشا ہوا اور تمنے تمام مراحل طلسم فتح کیے اور جسقدر باقی ہین وہ بھی تم فتح کروگے
اور بہت جلد باطل ہونگے اور یہ بھی جانتا ہون کہ بعد انفصال مرحلات طلسمات کے تم مجھے بھی قتل کروگے زندہ نہین
چھوڑوگے لیکن مین خوب جانتا ہون اور میرا عقیدہ ہی کہ خداوند ابلیس مجھے اپنی قدرت کاملہ سے مراتب و مناصب
اعلی کو پہونچائیگا اور تمکو خداوند ابلیس میرے غلامون مین گردانیگا ای معز الدین یاد رکھ مین اپنی اقبالمندی سے
تجھکو بہ بدترین عذاب ہزار ذلت و خواری سے ہلاک کرونگا صاحب قران اکبر نے جو اسطرح کی لاقوت کا فری گفتگو
سُنی سخت ناگوار گذری چاہتے تھے کہ اُس ناپاک و مردود کو سزاے سخت دین مگر بارشاد لوح ناچار خون جگر پی کے
خاموش ہو رہے عدنون سے فرمایا کیون عدنون تم اس حرام زادے کے کلام لغو سنتے ہو یہ کیا بکتا ہی بس اب مناسب
ہی کہ اس گیدی کو یہان سے لیجاؤ اور بدستور قید رکھو یعنے اُسی مزدوری مین یہ مردک رہے بعد اسکے شہریار عالی تبار
دوسرے روز عدنون کے قعبہ مین تشریف لے گئے عدنون کے زن و فرزند صاحب قران اکبر کی خدمت سراپا برکت مین
حاضر ہوے حسب اتفاق اُسوقت تک صاحب قران اکبر کے پاس وہ سبز برنجی موجود تھا جسوقت عادن پسر عدنون
کہ نہایت خوشرو و جوان نو خاستہ تھا اور صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر تھا اُسکی نظر اُس گھوڑے پر پڑی بمجرد
دیکھنے اُس جنو کے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور اشک آنکھون سے جاری ہوے اور چہرے کا رنگ دگرگون
ہو گیا ہرچند کہ رنگ رخ اُس جوان کا زعفرانی تھا لیکن اُس گھوڑے کو دیکھ کے اور زیادہ تر متغیر ہو گیا صاحبقران اکبر
یہ حال دیکھکر متحیر ہوے اور عادن نوجوان سے اس گریۂ بے محل کا سبب پوچھا عادن نے پاس و لحاظ صاحبقرانی سے
کچھ جواب نہ دیا آخر جب صاحبقران اکبر نے عادن سے اصرار فرمایا تب عادن نے عاشقی و عشق کا دفتر کھولا اور احوال
گذشتہ بیان کیا اور کہا ای شہریار گردون وقار اس امر کی اصل حقیقت یہ ہی کہ چند روز سے یہ خانہ زاد اسی بلاے تازہ مین
گرفتار ہی جسکے صدمہ سے مضمحل ہو رہا ہون اور مفارقت مین اپنے محبوب کی اپنی زندگی سے عاری ہون۔ تفصیل اس اجمال

کی یہ ہی کہ ایک شب اس خانہ زاد نے عالم واقعہ مین ایک نازنین آفت دل وجان و برباد کن دین و ایمان کو دیکھا کہ
ایک مقام پر لب چاہ بہزار ناز و انداز و کرشمہ دلربائی کھڑی ہوئی ہی اور یہی گھڑا اُس سراپا آفت جان کے سر پر ہی مجرد دیکھنے
اس شمع رخسار کے مین مثل پروانہ کے والہ و شیدا ہوگیا جب وہ بلاے بے درمان پانی بھر چکی اور وہان سے روانہ ہوئی
خانہ زاد بھی دیوانہ وار اُسکے گھر تک ہمراہ گیا وہان جاکر مین نے اُس نازنین مہ جبین کی مادر ضعیفہ سے اپنا حال پرملال
بیان کیا اور اُس نازنین کا خواستگار ہوا اور اُس ضعیفہ سے نہایت منت و سماجت کی لیکن وہ ضعیفہ کسی طرح راضی نہوئی
آخر جب مین نے حد سے زیادہ خوشامد کی اور رویا تب اُس ضعیفہ کو میری گریہ وزاری اور بیقراری پر کچھ رحم آیا اور اُس
مشفقہ نے ترحم فرمایا اور کہا اے فرزند اس دختر کا منسوب ہونا میرے اختیار مین نہین ہی یہ امر اُس شخص با وقار عالیجاہ
کے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جسکا مرکب سواری کسی وقت خاص مین یہ سبوے برنجی منقوش ہوگا بجز اُسکے اور کسی کو اختیار
اس امر کا حاصل نہین ہی اے شہریار عالی وقار جسوقت اس خادم نے ہاتھ جوڑے اور تضرع وزاری کی تب وہ ضعیفہ مجھسے
برہم ہوئی اور بسبب خوف کے میری آنکھ کھل گئی میرا بیدار ہونا تھا کہ آفت مین گھر گیا اے صاحب قران اکبر والا شان اُسی روز
سے اس حال مین مبتلا ہون اور اُس نازنین بے نام ونشان کو ڈھونڈھ رہا ہون اور اُسکے عشق مین سیماب وار بیتاب
ہون کسی وقت اُس آفت روزگار کا خیال اس خادم کے دل بیقرار سے نہین جاتا سخت حیران ہون کہ۔ شعر

آنکھ نے دیکھا تھا اُسکو اسلیے زاری مین ہی | دل نے کیا دیکھا تھا جو دیکھے گرفتاری مین ہی

صاحب قران اکبر نے عادن کے اس کلام کو سُنکے اور تغیر حال کو دیکھکے دل مین فرمایا کہ بیشک اُسی ضعیفہ کی دختر رشک قمر
پر جو کہ سبوے طلائی سر پر رکھے تھی عاشق ہوا ہی اور اُسنے مجھسے عہدۂ محلداری لے لیا ہی لیکن اُس ضعیفہ نے یہ بھی مجھسے
کہا تھا کہ اس دختر کا اُس شخص سے عقد کر دیجیے گا کہ جو نجیب الطرفین ہو یہ سب مجھسے کہکے نوشتہ لکھا لیا مگر اے معز الدین
یہ بھی ایک اُسکی قدرت کاملہ کا تماشا ہی اور کارسازی ہی کہ من جانب اللہ یہ عقدہ از خود کس آسانی سے حل ہوگیا کہ مجھے ذرا بھی
زحمت نہوئی اور یہ تو ثابت ہوگیا کہ عادن اُسی دختر بلند اختر پہ عاشق ہی اور ہماری دانست مین تو یہ نسبت نہایت ہی مناسب
ہی آخر صاحب قران اکبر نے فرمایا اے عادن تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار باقی ہی تو اپنی محبوبہ و مطلوبہ سے
ضرور ملیگا کہ یہ امر بفضلہ میرے اختیار مین ہی اور بہت جلد ظہور اسکا ہونے والا ہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے تمام کیفیت
اسکی بیان کی عادن و عدنون دونون باپ بیٹون نے سُنکے اس سرگذشت کو صاحب قران اکبر عالی شان سے شکر پروردگار عالم
ادا کیا اور دونون نے نہایت خوش ہوکے بصدق دل پابوسی صاحب قران اکبر کی کی دوسرے روز عدنون صاحب قران اکبر
کے واسطے ایک اسپ عربی نہایت تیز رفتار و خوبصورت لایا اور عرض کی حضور سوار ہون جب صاحب قران اکبر اسپ برق وش
پر سوار ہوے عدنون صاحب قران اکبر کو شہر زرنگار کے قریب لیگیا اور عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار یہ جو سامنے ایک قلعہ
معلوم ہوتا ہی یہ قلعہ بھی زرنگار ہی اور اندر اس قلعہ کے ایک اور قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ مسکوکیہ کہتے ہین اور اس قلعہ کے

ہر چہار طرف فقط چار دیواری حصاری اور بارہ برج بنے ہوے ہین لیکن اور کسی طرح کی عمارت وغیرہ نہین ہی ہان قلعہ مین ایک دیوار
سرحدی کھنچی ہی کہ جس سے قلعہ کے دو حصہ ہوگئے ہین اور یہ سارا قلعۂ مسکوکیہ در سرخ و سفید سے مملو ہی ای شہریار عالی وقار اس
ظاہر طلسم کا نام شہر زرنگار ہی جسکو حضور نے خود بچشم ملاحظہ فرمایا اور اُسکے قلعہ کو مسکوکیہ کہتے ہین وہ باطن طلسم مشہور ہی جسطرف
سے حضور یہان تشریف لائے ہین لیکن در اصل شہر زرنگار اور قلعہ مسکوکیہ ایک ہی ہی ہان بوجہ آثار طلسمی فقط فرق اسیقدر
معلوم ہوتا ہی۔ صاحب قران اکبر نے اُسوقت اُس قلعۂ مسکوکیہ کو خوب غور سے ملاحظہ فرمایا کرتا پا اسی طرح کا دیکھا جیسا کہ پہلے
قعر دریا مین دیکھا تھا یعنے جسطرح اول مین قلعہ کو مثل چکی کے پھرتا ہوا دیکھا تھا اب بھی اسی طرح بکمال سرعت پھرتا دیکھا
صاحب قران اکبر نے فرمایا ای عدنون اس بات کا مجھے تعجب ہی کہ اس قلعہ کا دروازہ معلوم نہین ہوتا اور نہ قلعہ کبھی لحظہ بھر ساکت
رہتا ہی پھر یہ تو بتاؤ کہ اگر کوئی شخص اس قلعہ کو دیکھنا چاہیے تو کسطرح دیکھے وہان تک جانا محال ہی کیونکر جا سکتا ہی اور دور سے
اگر چاہیے کہ اس قلعہ کی ماہیت و کیفیت معلوم کرے یہ بھی ممکن نہین عدنون نے کہا ای شہریار کامگار بظاہر معلوم ہوتا ہی
کہ مراحل طلسم تمام و کمال مفتوح نہین ہوے ابھی کسیقدر آثار طلسمی باقی ضرور ہین حضور لوح طلسم بیضا کو ملاحظہ فرمائین جس طور سے
وہ ہادی طریق حکم دے اُسپر عمل فرمایئے اُسوقت اس اسرار قلعہ سے بھی بخوبی واقف ہو جائیگا صاحب قران اکبر نے دوبارہ
اُس قلعہ کو ملاحظہ فرمایا اب معلوم ہوا کہ ایک دائرۂ سنہری نہایت وسیع ہی جسطرح قوس قزح آسمان پر ایام برسگال مین نمایاں
ہوتی ہی اور اُسمین خطوط مختلف رنگ نہایت کیفیت کے معلوم ہوتے ہین اور ایک طرفہ معاملہ یہ تھا کہ دو خط طلائی و نقرئی ایسے
جھلکتے نظر آتے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی مثل برق کے چمک جاتے تھے اور دائرون کے بیچ مین وہ قلعہ بھی چکر مارتا ہی صاحبقران کبیر
اُس تماشے کو دیکھ کے نہایت حیرت مین تھے اور دلمین کہتے تھے ای معز الدین واقعی ایسا تماشا ہمنے کسی مقام طلسم مین نہین
دیکھا یہ عجب ہی کہ ہر لمحہ مین ایک حیرت تازہ پیدا ہوتی ہی آخر صاحبقران اکبر نے پھر عدنون سے پوچھا کہ ای عدنون یہ دائرہ
کسوجہ اور کس سبب سے قلعہ کا محیط ہی عدنون نے عرض کی ای صاحبقران اکبر مین حالات طلسمی سے کہ راز و اسرار ہین ہرگز
واقف نہین ہون حضور صاحب لوح بیضا ہین حضور کو معلوم ہوگا یا بعد ملاحظہ لوح کے یہ راز و اسرار حضور پر منکشف ہو جائینگے
صاحب قران اکبر نے فرمایا ہان البتہ یہ تو ہو سکتا ہی مگر تم بتاؤ کہ قلعۂ مسکوکیہ خالی ہی یا جن و انس کی قسم سے اسمین ہین
عدنون نے کہا ای شہریار ہان اسقدر تو معلوم ہی کہ بادشاہ و وزیر قلعہ مین ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اب ہمکو حیرت ہوئی
کہ ساکنان قلعہ کی بسر کیونکر ہوتی ہی کیونکہ یہ قلعہ مثل چاک کے گردش کر رہا ہی اور کوئی دروازہ قلعہ کا معلوم نہین ہوتا اس
صورت مین اہل قلعہ کی آمد و رفت اور اسباب معاش کا مہیا ہونا بھی تعجبات سے ہی عدنون نے کہا ای شہریار ساکنان قلعہ
کے اسباب معاش ممکن ہین کہ دوسری راہ سے قلعہ کی جو کہ غیر متعارف ہی آتے ہونگے اصل کیفیت اسکی یہ ہی کہ حضور چونکہ
طلسم کشا ہین لہذا حضور کی نظر الور سے تمام معاملات و کیفیات طلسم حیرت خیز معلوم ہوتے ہین ورنہ ہمیشہ قلعہ
کہین اس ترکیب سے رہ سکتا ہی الغرض بعد اس قیل و قال کے صاحبقران اکبر فلک قدر نے زیر قبہ چشمہ کے کنارے سایۂ درخت مین

وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور لوح بغضا کو بغل سے نکال کر مطالعہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار صاحب قران اکبر روزگار فاتح طلسم مضا جسوقت تم داروغۂ معاون عیوض جنی کی معرفت قلعہ زرنگار کے قریب پہونچو اور اُسکو چرخ کہاتے ہوے دیکھو بس تم قلعہ کی طرف دست چپ چلے آؤ جس وقت ایک تیر کے چلے پر پہونچو گے ایک درخت نہایت بلند اور تن آور تمکو نظر آویگا تم مجمر پر از آتش ہمراہ رکھنا اور اُس مجمر کو لیکر اُس درخت پر چڑھ جانا اور ایک شاخ پر اُس درخت کی با آرام تمام بیٹھ جانا اور اس اسم کو ہفتر دفع پڑھنا مگر جسوقت اس عمل جلیل کو شروع کرنا سواے بادام کے اور کچھ نوش نہ کرنا دو روز و شب مین یہ اسم پڑھ لوگے تیسرے روز صبح کو ایک تخت روان آسمان سے تمھارے پاس آئیگا تم بیخوف و خطر اُس تخت پر سوار ہونا اور وہ مجمر بھی رکھ لینا جب وہ تخت بطرف آسمان روانہ ہوگا اور قلعہ کے اوپر پہونچیگا اور وہان قائم ہو جائیگا تم اسی وقت جگر طاح دیو کو آگ پر رکھ دینا جسوقت وہ جگر جلیگا دھوان خوب اُٹھیگا اور اوپر قلعہ کے خوب گھر جائیگا یعنے مثل دائرے کے ہو جائیگا پھر تم تخت سے خطاب کرنا کہ اے موکلان غیب مجھے اُسی درخت کے اوپر پہونچا جہان سے مجھے لائے تھے بس وہ تخت اسی درخت کی شاخ پر جہان تم بیٹھے تھے پہونچا دیگا اور خود نظر سے غائب ہو جائیگا پھر تم اسی اسم بزرگ کو شروع کرنا ہر چند اُسوقت تاریکی اس مرتبہ ہوگی کہ کچھ نہ معلوم ہوگا اور آوازین مختلف و خوفناک چارون طرف سے کان مین آئینگی اور اشکال بھی پریشان و ہیبتناک دکھائی دینگی لیکن تم اسکا کچھ خوف و اندیشہ نہ کرنا چپکے بیٹھے رہنا بعد اسکے جسوقت وہ طوفان رفع ہو جائے اور آسمان صاف ہو جائے درخت سے اُتر کے دیکھنا وہ قلعہ خود بخود ڈھہ جائیگا اور دروازہ قلعہ کا کھلا نظر آئیگا اور ایک مرغ برنگ زرد فیلبند دروازے پر بیٹھا معلوم ہوگا بس تم اُس مرغ کو بہ تیر جان ستان نہایت ہوشیاری و قدر اندازی ہلاک کرنا بعد تھوڑی دیر کے اُس قلعہ سے ایک دیو قوی ہیکل طویل القامت نہایت جسیم غصہ مین بھرا ہوا باہر آئیگا تم اُس دیو کو بفن کشتی زیر کرنا وہ دیو تمھارا فرمانبردار ہو جائیگا اور فتاح جنی جسکا نام ہے بمجرد اس عمل کے در قلعہ کھلجائیگا اور دینار شاہ مع اپنے وزیر درہم کے تمھاری ملازمت کو حاضر ہوگا اور دونون بادل و جان تمھاری تابعداری مین حاضر رہینگے بعد اسکے اور کوئی کار مشکل و سخت نہین ہے اور یہ طلسم تمام و کمال فتح ہو جائیگا والسلام صاحبقران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور بغل مین رکھا اور دلمین کہا اے معز الدین اس طلسم کے فتوح مین ہر چند کہ نہایت ہی سہل ہے لیکن بعد صعوبات پیش آئے ہین جسکی شرح مجھسے نہین ہوسکتی اور ابھی دیکھیے کیا کیا سوانح پیش آتے ہین اور کس کس طرح کے اعمال سخت و دشوار درکار ہونگے آخر عدنون سے فرمایا اب تم جاؤ اور جو کاروبار تمسے متعلق ہین اُنکا انجام دو اور اسکا بھی خیال رکھنا کہ جسوقت دروازہ قلعہ کا کھلے تم حاضر ہو جانا عدنون آداب و تسلیمات بجا لایا اور رخصت ہوا اور اپنے اُسی مقام پر پہونچگیا صاحبقران اکبر حسب ہدایت لوح طرف دست چپ روانہ ہوے جب قریب درخت پہونچے موافق ارشاد لوح مجمر جو عدنون سے منگا رکھی تھی پاس موجود تھی اور آگ اُسمین بخوبی روشن تھی مع اُس مجمر کے درخت پر چڑھ گئے اور ایک ڈالہ درخت کا نہایت گندہ اور چوڑا تھا اُس پر بیٹھکر اُس اسم بزرگ کو شروع کیا اور تھوڑا پانی اور کچھ بادام بھی ساتھ تھے اُس سے رفع گرسنگی کی — اور دو رات دن برابر اُسی

درخت کے ڈالے پر بسر کین غرض بہزار محنت و مشقت اُس اسم بزرگ کو تمام کیا تیسرے روز ایک تخت رواں آسمان سے نازل ہوا اور معلق ہوا پر ٹھہرا ہی صاحب قران اکبر نے فوراً جگر لوح جادو کا آگ پر رکھا اُس جگر سے اسقدر دھوان پیدا ہوا اور بلند ہوا کہ زیر آسمان دوسرا آسمان ہوگیا اور اُس دھوین سے دائرے نقرئی اور طلائی اور دیگر مختلف رنگ کے پیدا ہوئے اور قلعہ کو اُس دھوین نے گھیر لیا بعد اسکے ایک ہوا ایسی آئی کہ سارا آسمان تیرہ و تار ہوگیا صاحب قران اکبر نے اسی حالت تاریکی مین فرمایا ای موکلان تخت بحق معبود مجھے پھر اُسی درخت کے ڈالے پر پہونچا دو جہان سے مجھے لائے تھے بمجرد اس کلام کے وہ تخت وہان سے اُڑا اور اُسی درخت پر پہونچا صاحبقران اکبر اُس تخت سے اُتر کے درخت پر بیٹھے اور وہ تخت نظر سے غائب ہوگیا صاحب قران اکبر نے بدستور اول اسم بزرگ کو شروع فرمایا بعد اسکے وہ دھوان تمام عالم مین محیط ہوگیا اور اُس تاریکی مین ایسی ایسی آوازین مختلف و خوفناک آتی تھین کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا دوسرے روز صبح کو وہ طوفان جاتا رہا صاحبقران اکبر موافق ہدایت لوح اُس درخت سے اُترے دیکھا تو وہ قلعہ اب گردش مین نہین ہی اور دروازہ قلعہ کا بھی صاف نظر آتا ہی اور ایک جانور پرندہ گنجشک سے چھوٹا دونون پنجے زرد یکھراج کے قلعہ پر بیٹھا کر یال کر رہا ہی صاحب قران اکبر نے ایک تیر جہان ستان چلہ کمان مین جوڑ کے اس قدر اندازی سے لگایا کہ وہ جانور تراز و ہو کے بلا توقف راہی ملک بقا ہوگیا مصرع

| فلک گفت احسنت ملک گفت زہ |

جب وہ جانور زخمی ہو کر خندق قلعہ مین گرا بعد ایک لمحہ کے ایک دیو قوی ہیکل غل و شور مچاتا خندق سے باہر آیا اور صاحبقران اکبر کے قریب پہونچتے ہی کچھ کلام بھی نہ کیا لپٹ گیا اور زور ہونے لگا صاحبقران اکبر نے اُس دیو زبردست کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور کیا پہلے ہی زور مین ہاتھ پر اُٹھا لیا اور گرد سر کے چکر دیا اور کہا او فتاح جنی دیکھ اب تو زمین پر آتا ہی - دیو بولا ای شہریار گردون وقار مین مسلمان و بندۂ فرمانبردار ہون مین تو ہمیشہ طلسم کشا کا حلقہ بگوش غائبانہ رہا اور دل مین کہتا تھا - بار الہا وہ کون سا دن ہوگا کہ ملازمت طلسم کشا سے مشرف ہونگا آج خداوند کریم نے میری آرزوے دلی کو پورا کردیا کہ حضور کا نزول اجلال ہوا اور اس وقت فقط بقصد امتحان زور و قوت صاحبقران آیا تھا الحمد للہ کہ امتحان کامل ہوگیا اب اے شہریار گردون وقار اسوقت کا قصور معاف فرمایا جاسے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے جو یہ کلام فتاح جنی سُنے اُس دیو کو رہا کر دیا بمجرد رہا کرنے دیو کے قلعہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ملک دینار و خواجہ درہم بادشاہ و وزیر مع سامان خسروی و فوج و سپاہ سلاح و یراق سے آراستہ قلعہ سے باہر آئے اور ایک تخت شاہانہ جواہر نگار بھی اپنے ساتھ لائے بعد قدمبوسی و حصول شرف ملازمت صاحب قران اکبر کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اُس تخت عالی پر شہریار گردون وقار کو سوار کیا اور خود مع فوج و سپاہ و جلوس ملوکانہ ہمراہ رکاب انتظام سواری کرتا ہوا چلا جاتا تھا ہر چند شہریار کامگار نے بنظر خلق و محبت فرمایا کہ تم بھی سوار ہو کسواسطے پیادہ روی کی تکلیف اُٹھاتے ہو یہ زحمت ہمارے اوپر شاق و دشوار ہے اُسنے قبول نکیا اور

عرض کی اے شہریار گردون وقار ہمارا حضور کی سواری مین پیادہ پا چلنا باعث افتخار ہے اسلیے کہ غلامان بارگاہ سے ہین ہماری اسمین عزت ہی اس اثنا مین عدلون داروغہ معاون بھی مع اپنے فرزند ارجمند عادن نوجوان کے صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد حصول سعادت قدمبوسی مبارکباد مرحلہ طلسم دی بعد اسکے ملک دینار صاحب قران اکبر والا مقام کو ایک قصر عالی شان مین کہ تمام اسباب و سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا لایا اور صدر کے دالان مین ایک تخت مکلف پر بٹھایا اور گرد کرسیہاے جواہرنگار پر تمام ارکین سلطنت اپنے قاعدے سے بیٹھے خواجہ دینار شاہ و وزیر درہم نے کوئی دقیقہ دعوت و مہمانی و خدمت گذاری کا اٹھا نہین رکھا اور طرح طرح کے تکلفات عجائبات دکھائے اور نعمتہائے الوف و میوہ ہاے تر و خشک مہیا کیے اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم دیا کہ ہمنے صاحب قران اکبر روزگار کی دعوت کی ہے کہ اس شاہ جم جاہ نے ہمکو سرفراز و ممتاز فرمایا لہذا جسقدر رقاصان خوش آہنگ خوش گلو و خوش رو ہون حاضر ہوکے اپنا فن و ہنر دکھائین بعد اسکے داروغہ آبدارخانہ کو بلایا اور فرمایا کہ کشتیان مینوشی کی مع صراحی و جام یاقوت نگار اور ساقی سیم تن جلد حاضر کرو جس وقت ضرورت ہو فوراً پہونچے اور کباب واسطے گزک کے ہرن اور نیل گاو کے قابون مین جدا جدا موجود رہین علی ہذا تمام اسباب خورونوش و زینت و آرایش کے مہیا کرنے کا حکم دیا صاحب قران اکبر عالیجاہ نے اُن مکانان خوش قطع اور تکلفات کو ملاحظہ فرمایا ہر ایک عمارت کو مطلا و مذہب و مینا کار با شان و شوکت پایا اور بخوبی ملاحظہ فرمایا نہایت خوش و محظوظ ہوے اور فرمایا اے خواجہ آپ نے اسقدر تکلفات کو جل دیا تکلیف شاقہ اٹھائی بیکار ما حضر کافی و وافی تھا اسواسطے کہ ہم جفاکش آدمی ہین ہمارے واسطے یہ تکلف بیکار ہے اور برادران ایمان سے کسی امر مین تکلف نہ چاہیے۔ خواجہ دینار نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار گردون وقار آپ کیا ارشاد فرماتے ہین بھلا یہ غلام حضور سے تکلف کرسکتا ہے میری یہ تاب و طاقت ہی کہ شہنشاہ سے کسی طرح کا تکلف کرونگا جس طرح سے دل چاہتا تھا خدمت آپ کی اس خادم سے نہو سکی۔ بعد اسکے عدلون وغیرہ سے حرف و حکایات مین معروف ہوے۔ اس اثنا مین کچھ نازنینان شمع رخسار و زہرہ خصال مع ساز حاضر ہوئین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا ہر ایک ماہ رو از سرتا پا حسن و ناز و کرشمہ و ادا مین بے مثل تھی اور زیور جواہرنگار دلباسہاے زرین و مرصع نگار در بر عجب دلبری سے دل عشاق پامال کرتی ہوئی

محفل مین آئین اور صاحب قران نامدار

کو بادب سلام کیا اور صف بستہ

کھڑی ہوئین

محفل عیش و نشاط واسطے دعوت صاحب قران اکبر کے دروازہ قلعہ زرنگار پر



ہجوم ماہرویان کسقدر ہے | مجھے بھی دل کے پس جانے کا ڈر ہے

صاحب قران اکبر کو اُن ماہرویان شعلہ رخسار کا حسن ملیح و ناز و کرشمۂ تمکین نہایت پسند خاطر اقدس ہوا لیکن چونکہ عالم طلسم مین شہریار فلک وقار کے دل کو محبت اسقدر ملکہ صبح روشن گہر کی ہو کہ اُسکے عشق میں دنیا و مافیہا کی خبر نہین ہے باوجودیکہ ہر ایک نازنین کا حسن سحر سامری کا نقشہ رکھتا ہو لیکن صاحب قران اکبر اصلا کسی کی طرف مخاطب نہین ہوتے اور التفات نہ فرماتے آخر صاحب قران اکبر تین شب و روز خواجۂ دینار کے مہمان رہے اور اُن پریزادون کا ناچ دیکھا کیے بعد اسکے ملک دینار سے خزانۂ طلسم کا حال دریافت فرمایا ملک دینار نے عرض کی اے شہریار کامگار تمام مال و خزانہ و دستاع طلسمی مع عجائب و تحائف طلسم حاضر ہی حضور بھی ملاحظہ فرمائین صاحب قران اکبر عالی وقار اُسی وقت ملک دینار کے ساتھ قلعہ مسکو کیطرف دروازے پر تشریف لیگئے دیکھا کہ دیوار نہایت عریض ہی اور بلندی مین قریب بیس گز کے ہوگی اور از سرتاپا نقرۂ خالص کی ہے اور طلاکاری اور نہایت منقش ہی صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک دینار سے پوچھا ای ملک یہ برج و دیوار قلعہ نقرہ و طلا سے بنی ہوئی ہے یا واقعی نقرہ و طلا ہی یا ملمع نقرہ و طلا کا کیا گیا ہی یا شاید اثر طلسم سے معلوم ہوتا ہی ملک دینار نے کہا ای شہریار والاتبار اسکی اصل حقیقت یہ ہی کہ تمام قلعہ اندر سے سنگ سرخ کا ہی لیکن بیرون دیوار و برج سے طلا و نقرہ سے مغلف ہی صاحب قران اکبر نے دروازۂ قلعہ کو ملاحظہ فرمایا کہ نہایت بلند و مرتفع ہی اور نہایت استحکام و استواری سے بنا ہوا ہی لیکن ابھی تک مقفل ہی اور وہ مقفل بھی نہایت وزنی ہی صاحب قران اکبر نے خواجۂ دینار سے پوچھا اسکی کنجی کہان ہی جس سے یہ قفل کھلتا ہی ملک دینار نے کہا ای شہریار مجھے

اس حال سے اطلاع نہین ہی یہ جانتا ہون کہ شاید اسکی کنجی طلسم کشا کے قبضۂ قدرت مین ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا مجھے تمھارے
بیان سے تعجب ہوا تم نے کیونکر جانا کہ کنجی طلسم کشا کے پاس ہی۔ دروغ گویم بر روے تو شاید تم مجھ سے خوشطبعی کرتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی
کہ تمنے بیان کیا اگر کنجی میرے پاس ہوتی تو مین تم سے کیون طلب کرتا اور علاوہ اسکے یہ اور تماشے کی بات ہی کہ تم خزانہ دار و حاکم ہوکے
کنجی سے خبردار نہین یہ کیا معاملہ ہی دینار شاہ نے کہا کیا مجال میری جو مین ایک بات خلاف عرض کرون چہ جاے کہ خوشطبعی
معاذ اللہ مگر حضور کے پاس کنجی نہین ہی تو پھر جہان مین کسی کے پاس نہین ہی صاحب قران اکبر نے آہنگر کو بلاکے حکم دیا
اس قفل کو کسی طرح کسی آلہ سے کھول دے آہنگر نے ہرچند کوشش کی لیکن کسی آلہ سے وہ قفل متحرک بھی نہوا کیونکہ وہ قفل
اسرار طلسمی سے تھا کس طرح کھلتا بعد اسکے تمام پہلوانان ہمراہی صاحب قران اکبر فلک قدر نے حسب لیاقت و طاقت
خوب زور کیا اور عقل آرائی بھی کی لیکن کچھ موثر نہوا آخر صاحب قران اکبر نے خود زور و قوت کو کام فرمایا اور طاقت صاحبقرانی
و قوت طلسم کشائی صرف کی مگر کچھ فائدہ نہوا آخر بضربات تیغ و تبر اس قفل کو توڑ ڈالنا چاہا مگر اس پر خط تک نہ آیا آخر سب حیران
ہوے صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ کیسی امانت ہی جو اسقدر کوشش ہوئی لیکن صاحب امانت کو نہین ملتی اسوجہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہان کا مال سب فرضی طور سے امانت ہی اور جسقدر روایات مشہورہ ہین وہ محض بے اصل ہین بلکہ کیا عجب ہی
کہ اسواسطے مشہور کیا گیا ہو کہ ہم بطمع مال وزران مرحلات طلسم کو فتح کرین اور اپنی تکلیف و مشقت کو کچھ خیال مین نہ لاوین
ملک دینار نے عرض کی اے شہریار گردون وقار قسم ہے مجھے اس پروردگار عالم کی کہ مجھے اس اسرار سے مطلق اطلاع نہین
ہی آپ اسقدر کوشش و سعی بیکار فرماتے ہین اور تکلیف و مشقت گوارا فرماتے ہین حضور تو خود ہی صاحب لوح و کاشف اسرار
ہین لوح کو کیون نہین ملاحظہ فرماتے کہ انکشاف امور ہو جائین اور کاربرآری کی ترکیب بھی نہایت سہل دریافت ہو جاوے یقین
ہی کہ لوح اسرار طلسم اس راز کو فوراً ظاہر کر دیگی صاحب قران اکبر کو بھی یاد آگیا فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ۔ واقعی امر یہ ہی کہ مین اسوقت ایسا از خود فراموش ہوگیا کہ مطلق خیال نہ آیا امر سہل مین اسقدر کوشش بے وجہ کی اے
عادنون و ملک دینار تم سچ کہتے ہو واقعہ مین ہی بھولا تھا یہ میری ہی غفلت کا باعث ہی پھر عادنون سے فرمایا اے عادنون
کیا اس کار خفیف کے واسطے مین لوح سے مشورہ لون اور لوح ہدایت کرے ہان اگر کوئی کام بہت دشوار ہوتا تو البتہ
لوح سے دریافت کرتا عادنون نے کہا اے شہریار گردون وقار حضور سچ فرماتے ہین لیکن ایک بار لوح کے ملاحظہ فرمانے مین
کچھ مضائقہ نہین ہی حضور ملاحظہ فرماوین دیکھین لوح کیا ہدایت کرتی ہی صاحب قران اکبر نے حسب اصرار عادنون لوح بغل
سے نکال کے ملاحظہ فرمائی لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار طلسم کشا و اے صاحب قران تمکو فتح مراحل طلسم و خزانۂ
طلسم مبارک ہو لیکن کھولنے مین قفل دروازۂ قلعہ کے جسقدر کوشش و فکر کروگے سب لا حاصل و بے سود ہوگی اور وہ
قفل کسی طرح کھل نہین سکتا کسواسطے کہ یہ قفل طلسمی ہے اسکا کھلنا سہل نہین ہی اور بے کنجی کسی طرح قفل کھل نہین سکتا
اور کنجی اس قفل طلسم کی طلسم آہن حصار مین ہی یعنی جو مرحلہ سوم کا طلسم ہی اور وہ کنجی قفل خزانہ قلعہ کسکو کیسکی شکل ایک

تلوار کے ہی جسکا نام افعی اصغر ہی اے شہریار واضح ہو کہ شمشیر مذکور حکیم اسقلینوس اور حکیم بزرگ دانش نے ترکیب دیکر
چالیس روز کی محنت شاقہ مین کمال حکمت و صنعت سے تیار کی تھی اور نہایت حفاظت سے طلسم آہن حصار مین امانت رکھی ہی
جب تم قلعۂ زرنگار کے طلسم کو فتح کرنا اور ملک دینار تمہارا جب مطیع ہو جائے تم اُس قلعہ کے مال او خزانہ کو اپنے قبضہ مین بطور
ملکیت کے سمجھنا علاوہ اسکے قفل کے کھولنے مین ہرگز کد نہ کرنا کسواسطے کہ وہ قفل بغیر افعی اصغر کسی طرح کھل نہین سکتا کہ
اس قفل کی وہی کلید ہی اے شہریار اب تم یہ تدبیر عمل مین لاؤ کہ براہ بیابان طلسم آہن حصار مین جاؤ اور کوہ معادن سے
شمال کی طرف راہ وہان کی ہی تم اُسی طرف جانا اور جو اثناے راہ مین ضرورت درپیش ہو اور تم مجبور ہو تو لوح سے مشورہ
لینا جسطرح لوح ہدایت کرے اُسی طرح تم عمل مین لانا اور خلاف اسکے کوئی کام ہرگز ہرگز کبھی بھولے سے بھی نکرنا اور یہ بھی یاد
رہے کہ بروقت روانگی کوئی سواری وغیرہ اس طلسم مفتوحہ سے اپنے ساتھ نہ لینا پیادہ یا تنہا توکل بخدا کر کے روانہ ہو جانا اور
کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لانا باقی ماندہ طلسم مفتوح ہو جائیگا اُس طلسم مین خزانہ اور مال و متاع بے حد ہی اور سوا مال و متاع
کے دو چیزین نہایت عمدہ و نادر موجود ہین چنانچہ چند اسلحہ عجیب و غریب ہین کہ اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے اور دوسرا گھوڑا
خادلس الفرس نام توسن ہزار کل مرصع تنگی نسل سے خاص تمہارے ہی واسطے امانت ہی اے شہریار یہ دونون چیزین
بہترین مال و اسباب و متاع طلسم سے ہین بعد فتح طلسم دونون اشیا ناد رزمانہ پر قابض و متصرف ہونا صاحبقران اکبر
لوح بیضا کے مضمون مسرت خیز کو دیکھ کر اسقدر خوش و محظوظ ہوے کہ وہ تمام خستگی راہ رفع و دفع ہو گئی بعد اسکے لوح کو
بوسہ دیکر گلے مین پہن لی اور اُس مرکب پری پیکر کا نام سُنکے ایسا خوش ہوے کہ قبا جسم مبارک مین تنگ ہو گئی القصہ
دروازۂ قلعہ سے بے تیل مقصود چلے آئے دوسرے روز ملک دینار وغیرہ سے رخصت ہو کے ٹکسال مین تشریف لائے
وہان طلا و نقرۂ خالص پر سکہ بنام صاحبقران اکبر پڑ رہا تھا دینار سرخ کا وزن بقدر ایک اشرفی کے تھا اور دینار سفید کا
وزن دس مثقال تھا جب صاحب قران نے اُس مجمع کفار مین لاقوت شاہ اور غیلان و قحفان اشرار دکفار کو بحال
خراب دیکھا کہ کاروبار حمالی و مزدوری مین گرفتار ہین چونکہ صاحبقران اکبر عالی شان جامع اخلاق و مروت تھے اُنکی مشقت
و محنت کو دیکھ کے دل آب ہو گیا آخر کار لاقوت شاہ راندۂ درگاہ باری کو پھر نصیحت کی مگر اُس سیہ قلب و تیرہ درون نے
کچھ خیال بھی نکیا بلکہ اور زیادہ تر افروختہ ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا بجہنم اور عدنون سے کہا کہ یہ لوگ اس زر کو یہان سے
لیجا کر کہان رکھتے ہین عدنون نے دست بستہ عرض کی ای شہریار کامگار جب یہان چاندی اور سونے پر سکہ پڑ چکتا ہی وہ دینار
و درہم سب اُٹھا کر قلعۂ مسکوکیہ مین جمع کرتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ کیونکر یہان سے لیجاتے ہین اور قلعہ مین
کسطرح پہونچاتے ہین عدنون نے کہا جو اجنہ اسکی حمالی پر مقرر ہین وہ اُس زر کو لیکر پرواز کرتے ہین اور اسی طرح بذریعہ
پرواز قلعہ مین پہونچتے ہین اور وہ زر وہان رکھ آتے ہین صاحب قران اکبر نے پوچھا ای عدنون اجنہ سے یہ بھی ہو سکتا ہی
کہ اندر قلعہ کے جا کر وہ زر اندوختے لے آوین عدنون نے کہا اے عالیجاہ زر مسکوک کا قلعہ سے نکال لانا امر دوسرا ہے

معاذ اللہ اگر بہ نیت بد سے بھی اُس زر کو دیکھیں تو فوراً سارے بدن مین اُنکے آتش غضب الٓہی پیدا ہو جائے اور آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو جائین فقط ان اجنہ کو یہ کام سپرد ہی کہ وہ ٹوکرا زر سے بھر کے بقوت پرواز قلعہ مین پہونچا دین اور اُس قلعہ کا یہ حال ہے کہ نصف قلعہ کا میدان زر سرخ سے اور نصف میدان زر سفید سے بھرا ہوا و زبیچ مین سرتا سر دیوار کھنچی ہے اسوجہ سے اُس قلعہ کے دو حصہ مساوی ہو گئے ہین اور کوئی مکان اُسمین نہین ہی جب صاحب قران اکبر نے یہ کیفیت قلعہ کی سنی اور حال سے واقف ہوے پھر دوسرے روز تخت روان پر سوار ہو کے بہ تجمل وجاہ ملوکانہ کوہ معاون کی طرف تشریف لے گئے اور بعد پہونچنے کے مردان ہمراہی کو رخصت فرمایا اور خود بدولت و اقبال پیادہ روانہ ہوے اور طرف شمال کی راہ اختیار کی۔

اب راوی روانہ ہونا صاحب قران اکبر فلک قدر کا طرف آہن حصار کے بقصد فتح طلسم حلۂ سوم اور حاصل کرنا متاع طلسمی یعنے مرکب طاؤسی اور اسلحۂ طلسمی کا معرض بیان مین لاتا ہے

نظم

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہو مین دیوانہ آج
گلشن دنیا ہی میرے واسطے ویرانہ آج

ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش لغو عیش ہے
مین کہون تو سن جمال یار کا افسانہ آج

مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہون مین بھی ہمت شیشہ و پیمانہ آج

گل ہمارا اور اُسکا امتحان ہو جائیگا
آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج

وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف
مین نہین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر نہین ہوتی مے شیشہ مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

عرش پر ہی اندنون بن اہل دنیا کا دماغ
کون سا گھر ہے نہین ہی جسمین بالاخانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

بیت

نگارندۂ نقش مانی فریب
عروس سخن را چنین داد زیب

کہ شاہزادۂ گردون فر یعنے صاحب قران اکبر بادشاہ واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم کوہ معاون سے تنہا طرف شمال روانہ ہوے اور پیادہ پا طی منازل و قطع مراحل کرتے ہوے رواں تھے حسب الحکم تمام روز صاحب قران اکبر کو بادیہ پیمائی

اور دشت نوردی مین گذرا شام کو ایک چشمہ پر پہونچے کہ جسکے کنارے ایک درخت سایہ دار تھا دیکھا ایک ٹہنی مین درخت کی دسترخوان پیچیدہ آویزان ہی اور اُس دسترخوان مین کھانا ہی صاحب قران اکبر نے وہ دسترخوان درخت سے کھول کے جو کچھ کھانا وغیرہ تھا نوش جان فرمایا اور خوب سیر ہوے اور اسی چشمہ کا آب شیرین کہ نہایت سرد تھا نوش فرماکر آرام کیا صبح کو عبادت و وظائف سے فراغت پاکر پھر روانہ ہوے اور بدستور شغل روز اول صحرا نوردی و دشت پیمائی مین وہ بھی تمام دن گذرا شب کو پھر لب چشمہ زیر درخت سایہ دار پہونچے اور بدستور شاخ درخت مین دسترخوان بندھا پایا اور پھر وہ دسترخوان درخت سے کھولا دیکھا خمیری روٹی اور قورمہ اور شیرینی تھی اُسکو بھی نوش فرمایا اور پانی اُسی چشمہ کا پیا اور شب عبادت پروردگار مین بسر کی صبح کو تیسرے روز بھی اُسی طرح بادیہ پیمائی مین بسر ہوئی چوتھے روز پھر تمام دن محنت و مشقت سفر و محنت نوردی کی مصیبت رہی شام کو پھر ایک چشمہ پر پہونچے منھ ہاتھ دھویا ایک ساعت دم لیا اور بدستور سابق درخت سے دسترخوان اُتارا کھولا کھانا نوش فرمایا پانی پیا بعد اسکے سپر فولادی سر کے نیچے رکھ کے استراحت فرمائی لیکن نیند نہین آئی اُس عالم غربت و تنہائی مین خیالات صاحب قران اکبر کے دل غمگین منزل مین طرح طرح کے گذرے آخر کار صاحب قران اکبر روزگار کو اُسوقت سوائے مسافت و صعوبت سفر اور محنت و مشقت پیادہ پائی کے اپنے محبوبان دلنواز کا خیال آیا اُنکے خیال مین اسقدر روئے اور غرق بحر فکر ہوے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی کبھی تو ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی بے اعتنائی اور سنگدلی کو یاد فرمایا اور کبھی ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کی صحبتہائے عیش کے تصور مین آنکھون سے آنسو جاری ہوتے تھے اور گاہے ملکہ صبح دلکشا کی صحبت ہم آغوشی کو یاد کرتے تھے اور کبھی ملکۂ شمسہ تاجدار عذب البیان کے عشق مین زانو پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے۔ شعر

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را +

فرط شوق ملاقات مین دل بیقرار کو اُس کشتۂ فراق کے کسی پہلو آرام و قرار نہ تھا اور کہتے تھے کہ یا الٰہا تو گواہ ہی جو میرے دل کا حال مفارقت مین محبوبان دلنواز کی ابتر و زار رہے نیری دلی خواہش ہی کہ اُن بادشاہان حسن و خوبی کے خیال وصل مین میری یہ تمام شب بسر ہو اور ہمیشہ اسی مشغلۂ مرغوب مین مشغول رہون بقولیکہ۔ ابیات

ز چشم و دل بہ تماشا تمتع اندوزیم
ز جان و دل بمدارا زبان بگردانیم

گل افگنیم و گلابے برہگذر پاشیم
مے آوریم و قدح درمیان بگردانیم

ندیم و مطرب و ساقی بانجمن رانیم
بکار و بار زنے کاروان بگردانیم

گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم
گہے بوسہ زبان در دہان بگردانیم

نہیم شرم بیکسو و باہم آویزیم +
بہ شوخیے کہ روی اختران بگردانیم

قصہ مختصر صاحب قران اکبر اُسی حالت خیال و فکر مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک جانور پرندہ اُڑتا ہوا آیا اور بالاے درخت

سامنے صاحب قران اکبر کے بیٹھ گیا اور بزبان انسانی نہایت خوش آہنگی سے حمد الٰہی مین تر زبان ہوا چونکہ شب ماہ تھی
صاحب قران اکبر نے بغور دیکھا وہ جانور ایسا بد شکل و کریہ منظر تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صاحبقران اکبر فلک قدر نہایت
مکدر ہوے اور اُس تکدر سے خیال و تصور جانان خاطر اقدس سے جاتا رہا اور ہوش مین آگئے بس بے اختیار کلمۂ
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ زبان پر جاری ہوا اور فرمایا بارالہا ہا اسوقت کس تصور و خیال مین تھا دفعۃً
اس جانور کریہ منظر کے دیکھتے ہی کیا ہو گیا ایسی شکل بد میری نظر کے سامنے موجود ہو گئی کہ خدا کی پناہ ہی کاش کوئی طائر
خوش رنگ زمزمہ پرداز ہوتا کہ طبیعت خوش ہوتی اور اُسکی خوش بیانی سے لذت حاصل ہوتی بقیہ شب بعیش بسر ہوتی
اور تکلیف تنہائی برطرف ہوتی اور ایسے امر کو مین اپنے حق مین فال نیک سمجھتا اس طائر زشت رو نے اپنی نحوست
سے مجھے بےچین کر دیا بعدہ

طائر بد ہیئت کا صاحب قران والاشان سے ہمکلام ہونا۔



صاحب قران اکبر نے اُس طائر کی طرف مخاطب ہو کر اُسی عالم تکدر مین فرمایا ای طائر مکروہ شکل مجھکو حیرت ہی کہ خداوند
عالم کو تیری پیدایش سے کیا غرض تھی اور اُس خالق عالم کو نہین معلوم کیا منظور تھا اور منشاے خاص تیری خلقت سے
کیا تھا کہ اُسکا فعل کوئی خالی از حکمت نہین تیرے عوض اور کوئی جانور خوش قطع و خوشرنگ و خوش الحان پیدا کرتا کہ اُسکو
دیکھ کے اور اُسکی آواز و ترانہ سُنکے خوش و محظوظ ہوتے شاید تیری وجہ سے ساکنان سماوات کو حظ کسی طرح کا حاصل ہوتا ہو
اس باعث سے تجھے خلق کیا ہی صاحب قران اکبر کے اس کہنے سے اور عتاب و خطاب کو سُنکے بفصاحت و رنگین بیانی

کہا اے شہریار مغرور و از خود رفتہ اسوقت کس خیال خام مین مبتلا ہو تمنے کتاب اللہ کو جو تمہارے جد اعلی پر نازل ہوئی ہے شاید نہین دیکھا خیر مجھ سے سُن لو خداوند عالم نے قرآن مجید و فرقان حمید مین فرمایا ہے کہ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا ۵ اے شہریار مست بادۂ کبر و غرور آگاہ ہو کہ اُس حکیم مطلق نے کوئی شی اس عالم کائنات مین عبث خلق نہین کی بلکہ ہر ایک فعل اُسکا حکمت سے مملو ہے اور قدرت کاملہ کا جلوہ ہر اک شی مین موجود ہے لیکن قصور اپنی عقل کا ہے کہ جسقدر وسعت فہم و ادراک بشری ہے اُسی قدر تو سمجھ مین آئیگا مخلوق کی کیا مجال کہ جو اُسکی قدرت کاملہ کو سمجھ سکے

شعر

خاکساران جہان را بحقارت منگر ۔۔ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

جب وہ طائر بفصاحت و خوش بیانی بیان کرچکا درخت پر سے پرواز کرگیا صاحب قران اکبر کے دل عبرت منزل پر اُس طائر کا قول موثر ایسا ہوا کہ جو کلمات طعن صاحب قران اکبر نے کہے تھے اُس سے کمال درجہ نادم و پشیمان ہوئے اور اُسی رنج و ملال مین جسقدر رات باقی تھی کچھ نہ معلوم ہوئی کہ کہان گئی اور کب صبح ہوئی الغرض بعد فریضۂ سحری و عبادت پروردگار وہان سے روانہ ہوئے مگر آج کی منزل مین بخلاف اور روزون کے صاحبقران اکبر پر ایسا پیاس نے غلبہ کیا کہ جسکی حد نہین تا اینکہ شدت تشنگی سے صاحب قران اکبر عالی شان کا حال متغیر ہوگیا اور جستجوے آب مین ادھر اُدھر پھرے لیکن نشان تک پانی کا نہ ملا کیونکہ اُس صحراے لق و دق مین درخت کیسا گھانس تک نہ تھی پانی کجا اور لوح طلسم کی تاکید تھی کہ بغیر چشمہ اور کہین پانی نہ پینا اور نہ دوسری جگہ قیام کرنا ورنہ تمہارے حق مین وہ پانی سراسر خلاف و ضرر رسان ہوگا اور عجب نہین کہ باعث ہلاکت کا ہو صاحب قران اکبر اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوئے اور یہ کہتے تھے کہ اسکا کیا علاج کرون ادھر تو شدت تشنگی سے جگر کباب ہوا جاتا ہے اُدھر قطرۂ آب نایاب ہے نہ طاقت رفتار نہ قیام کا اختیار بار خدایا اب یہ بندۂ ناچیز کیا فکر و تدبیر کرے کہ یہان آب عنقا اور منزل مقصود دور لمحہ بلمحہ پیاس کی شدت ہے اگر یہی حال ہے تو پھر تا کے۔ الغرض صاحب قران اکبر نہایت حیران و پریشان اُس بیابان آفت اور صحراے قیامت مین غلبۂ تشنگی و شدت سے سرگردان تھے اُس بدحواسی و بیہوشی مین لوح کا مطلق خیال نہ رہا اُسی بدحالی و تشنگی کی شدت مین قریب زوال آفتاب کے ایک چشمہ کے کنارے پہونچے اُس شہریار کامگار نے جو بعد خرابی بسیار کے وہ چشمہ پانی کا دیکھا کمال درجہ مسرت حاصل ہوئی مگر وہ پانی زمردی رنگ دکھائی دیا مگر شدت تشنگی نے ایسا بیقرار کردیا تھا کہ کچھ خیال نہ کیا اور نہ اُس بیخودی مین لوح کا ملاحظہ کرنا یاد رہا بے اختیار دونون ہاتھ پانی مین ڈالدیے اور چاہا کہ ایک چلو پانی سے حلق کو پہلے تر کرون کہ کچھ تو شدت تشنگی مین خفت ہو ہاتھ پانی مین بڑھا تھا کہ دونون ہاتھون مین ایک سوزش پیدا ہوئی اور اُس شدت کی سوزش ہوئی کہ گویا شعلۂ آتش مین ہاتھ ڈال دیا اور فوراً ہتھیلی مین آبلے پڑگئے اور اُن آبلون مین جو پانی تھا وہ بھی پکنے لگا صاحب قران اکبر سے ضبط نہو سکا بے اختیار فریاد و فغان کرنے لگے ایک تو

ایذاے پیادہ پائی دوسرے شدت تشنگی تیسرے سوزش ہاتھوں کی یہ حال ہوگیا کہ شدت کرب و بیتابی مین صاحب قران اکبر مثل ماہی بے آب اس صحرا کی زمین مین تڑپنے لگے اور لمحہ بلمحہ سوزش مین ترقی ہوتی جاتی تھی شاہزادے کے دل مین یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح کی سوزش رہی تو زندگی دشوار ہوگی ناچار چند اسماے اعظم متبرک پڑھکے اُن آبلون پر دم کیے اُن اسماے بزرگ کی برکت و تاثیر سے سوزش آبلون کی کسی قدر کم ہوئی لیکن بعد ایک لمحہ کے پھر وہی حال ہوگیا بلکہ بہ نسبت سابق کے ترقی ہوگئی آخر یہ نوبت پہونچی کہ الامان و الحفیظ اُس شدت درد سے لمحہ بلمحہ حال صاحب قران اکبر کا ابتر ہوا جاتا تھا جب اُس درد مین ترقی بہت ہوئی اور صاحب قران اکبر مین طاقت ضبط باقی نہ رہی بیتاب ہوکے بتضرع و زاری درگاہ مسبب الاسباب و کارساز حقیقی مین اسطرح سے مناجات و دعا کی۔ شعر

کجا روم چہ کنم بر درکہ رو آرم	بجز تو کیست کہ چشم کرم ازو دارم

آخر تیر دعاے صاحب قران ہدف اجابت پر پہونچا بفضل معبود حقیقی حضرت خضر علیہ السلام رہنماے گم گشتگان وادی غربت و مصیبت فوراً بحکم مالک و معبود حقیقی پہونچے اور براہ مہربانی صاحب قران اکبر سے فرمایا ای شاہزادہ عالی تبار معز الدین نامدار آگاہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالے نے تمکو تنبیہاً یہ تکلیف دی ہی کہ آیندہ پھر کبھی تم کارخانہ قدرت و حکمت مین ایسی غفلت نکرنا اور سخنان لغو و طائل سے باز رہو اُسکی مشیت و قدرت مین انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ چون و چرا کرسکے اول اپنی اصل کو بنظر غور دیکھ لے کہ کیا تھا اور اُسکی قدرت کاملہ سے کس درجہ کو پہونچا اور کیا کیا مراتب رفیع عنایت فرمائے ہین ای شاہزادۂ گردون وقار یاد کرو کہ تمنے ایک روز کسی طائر کریہ منظر سے اُسکی صورت جو مکروہ دیکھی کیسے کیسے کلمات طعن و تشنیع کہے اور بنظر حقارت اُس طائر کو دیکھ کے متبسم بھی ہوے تھے اسی کے عوض مین گرفتار ہوے علاوہ اُسکے تمنے دل کی ہدایت بھی بھلا دی اور نخوت و تکبر کے کاربند ہوے یہ نتیجہ اُسی کا ہی جو تم اس حال پر ملال مین مبتلا ہو اسے معز الدین خداوند جلیل نے اسی طائر مقبول بارگاہ صمدیت کو تمھاری صحت و شفا کا اختیار دیا ہی اب تمکو اُسی طائر سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ تم جلد اس بلاے بے درمان سے نجات پاؤ ورنہ نجات پانا غیر ممکن ہی اے شاہزادہ عالیجاہ یہ چشمہ پانی کا زہر قاتل ہے اصل کیفیت اس چشمہ کی یہ ہی کہ ایک بچھوا ور دوسرا رتیلا ہمیشہ پانی پیا کرتے ہین اور اُن دونون جانوران موذیہ کا زہر قاتل آب چشمہ مین ملجاتا ہی اور اُس زہر مین یہ اثر ہے کہ ایک قطرہ بھی اُس پانی کا حلق سے اُتر جاے تو اسی وقت انسان تو کیا دیو تک ایک آن مین پانی ہوکے بہجائے خیریت یہ ہوئی کہ تمنے اُس چشمہ سے پانی پیا نہین ورنہ ابتک کب کی روح فنا ہوجاتی۔ الغرض حضرت خضر علیہ السلام نے صاحب قران اکبر کو ایک درخت کا پتہ دیا اور چند کلمہ اور بھی تعلیم فرمائے۔ صاحب قران اکبر اُسی حالت کرب و بیقراری مین حسب ہدایت و ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے چشمہ پر آئے پہلے آب شیرین اُس چشمہ سے حسب خواہش دل نوش فرمایا جو وقت تشنگی مین خفت ہوئی اور ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک درخت نہایت سبز و شاداب جسکا حضرت خضر علیہ السلام نے نشان دیا تھا اُس چشمہ پہ سایہ کیے ہوے ہی اور وہی طائر کریہ منظر شاخ درخت پر بیٹھا بزبان عربی نہایت بلاغت و فصاحت سے ذکر الٰہی مین مشغول ہے

صاحب قران اکبر اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوے اور اُس کلمہ لغو سے توبہ و استغفار کی بعد اُسکے اُس مرغ ستودہ خصلت نے
حضرت خضر علیہ السلام کا پیغام پہونچایا اور عذرخواہ ہوا اُس طائر نے صاحب قران اکبر کے حال پر ملال پر افسوس کیا بعد اسکے
چند پر بازو سے نوچ کر زیر درخت ڈالدیے صاحب قران اکبر نے وہ پر موافق ارشاد حضرت خضر علیہ السلام اُٹھالیے اور اُن
ابلہ ہاے دست حق پر ملنے بمجرد ملنے اُن پرون کے آبلون کی سوزش فوراً رفع ہوگئی شاہزادہ عالیجاہ نے اُس طائر مقبول لم یزلی
اور برگزیدہ باری سے فرمایا اے طائر خوش نوا و پاک باطن اب یہ ارشاد فرماؤ کہ تم کس جنس سے ہو اور نام کیا ہو اُس طائر
فرشتہ خو نے بزبان انسانی کہا اے شہریار میرے جنس کا نام حمام ہوائی ہے ہمیشہ اسی صورت و شکل ہمای میں ہتے ہیں بقوت پروبال
پرواز کرتے رہتے ہین خداوند کریم نے میرے سایۂ بال و پر مین یہ تاثیر بخشی ہے کہ جس بشر کے سر پر سایہ پڑے وہ ضرور کسی بادشاہ
کا وزیر ہو جیسا کہ حق سبحانہ وتعالی نے ہما کے سایہ مین اثر بخشا ہے اے جوان عالی شان مین نے ہمیشہ سے اپنا قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ مین سال بھر مین چند مرتبہ اس درخت سے پرواز کرتا ہون اور چند سنگریزہ زمین سے حسب خواہش کھالیتا ہون
بعد اسکے بدستور معین اسی درخت پر بصورت طائر شب و روز یاد الہی مین رہتا ہون پیشتر ابتداے عمر مین البتہ مین اپنی
جنس مین اسقدر بکریہ منظر نہ تھا جیسے میری مادہ کو ایک صیاد ظالم و بے رحم بوجہ عمدگی بال و پر کے گرفتار کر لیگیا ہے اور
مجھکو تنہا کر گیا مین نے درگاہ خداوندکریم مین دعا کی کہ مین کریہ منظر ہوجاؤن تاکہ بار دگر کوئی صیاد مجھے گرفتار نہ کرے بلکہ
بسبب کراہت کے صورت کو بھی نہ دیکھے ورنہ اگر رنگین بال و پر دیکھ کے کوئی فریفتہ ہوجاوے اور مجھے بھی گرفتار کرلے مثل
میری مادہ کے تو مین پھر کیا کرون صاحب قران اکبر نے کہا اب یہ ارشاد ہو کہ تمھارا زبان انسانی مین کلام کرنا اور بفصاحت
گویا ہونا کس سبب سے ہے طائر نے کہا جس روز تمنے میری صورت کریہ دیکھ کے کلمات طعن کہے اور پروردگار عالم کی نسبت
بھی کلام خلاف تہذیب نکلے اُسوقت مین اپنے حال پر خوب رویا اور اُسی حالت گریہ وزاری مین دعا کی کہ بار الہا تو اپنی قدرت
کاملہ سے مجھے زبان انسانی اور طلاقت لسانی ایسی عطا فرما کہ جو مین بیان کرون ہر بشر سمجھ لے تاکہ مین اس انسان غفلت شعار
کو جواب ان کلمات گستاخانہ کا دون اور اُسکو خواب غفلت سے بیدار کردون کہ وہ جوان متنبہ ہو کر بار دیگر کسی مخلوق کو بنظر
حقارت نہ دیکھے اور جو اپنے معبود کی نسبت گستاخانہ پیش آتا ہے اُس سے توبہ و استغفار کرے بمجرد میری اس دعا کے مجھے
اسقدر طلاقت عطا فرمائی کہ جو تم سُن رہے ہو مگر شکر اُس پروردگار کا کہ میری نصیحت اثر پذیر ہوئی اور تمکو خیال آیا اور وہ غفلت
دور ہوگئی بس اسی طرح میری وہ دعا بھی مقبول درگاہ ایزدی ہوئی کہ میری صورت ایسی بدتر ہوئی کہ جیسے تمنے ملاحظہ فرمایا اور تمکو
میری صورت دیکھ کے نفرت ہوئی صاحب قران اکبر نے اس طائر سے اپنی عفو تقصیر چاہی اور اُسکے لطف و احسان کا شکر
ادا کیا کہ مین نے بدولت توجہ تمھاری اس تکلیف روحی سے نجات پائی لیکن اب مین حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام
تمھارے پاس آتا ہون اور تھوڑا پانی اُس چشمہ کا لیا چاہتا ہون تاکہ دو روز ایک اسم متبرک تعلیم کردہ اُس راہ نما کا پڑھکے
دم کرون اور خود پی لون اور اُسی پانی سے غسل کرون تاکہ اُس جانوران موذیہ کا زہر اثر نہ کرے اور نجات ہو قصہ مختصر وہ پانی

نوش فرمایا اُسی پانی سے غسل کرکے اُسجگہ جہان کا حضرت خضرؑ نے پتہ دیا تھا کہ وہ مسکن اُن جانوران موذیہ کا تھا تشریف لائے دیکھا تو واقعی وہ سرزمین اُن جانوران موذیہ کے زہر سے ایسی ہوگئی ہے کہ وہانکی گھانس تک جلگئی اِس اثنا مین وہ دونون جانوران مہلک جان وبلاے بے درمان بوے انسان پاکے بیتابانہ وہان آپہنچے صاحب قران اکبر نے جو بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ جانور بھی قد وقامت مین مثل شیر کلان کے تھے اور آنکھین اُنکی مثل شعلہاے آتش روشن تھین علاوہ اِسکے اُنکے زہر وسمیت کی یہ تاثیر تھی کہ جسوقت بچھو ڈنک مارتا تھا تو چٹانین پتھر کی پاش پاش ہو جاتی تھین صاحب قران اکبر اِس کیفیت کو دیکھ کے نہایت متحیر ہوے اور کہا ایسے جانور سے پرہیز کرنا چاہیے خدا اسکے زہر سے بچاے اور برکت سے اِس اسم بزرگ اور تاثیر آب چشمہ سے شاہزادۂ والا تبار ہر ایک آفات وبلیات زمانہ سے محفوظ رہے ورنہ وہ ایسا زہر قاتل تھا کہ ایک تیر کے فاصلے جسم انسان کو پانی کر دیتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے اُسوقت جرأت مردانہ کو کام فرمایا کہ نہایت ہی چستی وچالاکی سے چند تیر جان ستان رہا کیے تا اینکہ ان جانوران موذیہ کے تمام جسم کو مثل چھلنی کے مشبک کر دیا مگر اُنکے جسم کی تاثیر سے یہ خیال تھا کہ جو تیر اُنکے جسم مین غرق ہوتا تھا پیکان فولادی مع سری کے پانی ہو جاتا تھا جب وہ جانور ہلاک ہوگئے صاحب قران اکبر نے زمین کو کھود کے دونون لاشون کو دفن کر دیا تاکہ اثر زہر سے اُنکی ہوا مین سمیت پیدا نہوا ور وہ ہوا انسان کو ہلاک نہ کرے بعد اسکے وہان سے صاحب قران اکبر شکر پروردگار عالم کرتے ہوے آگے روانہ ہوے جب دو روز کامل مسافت راہ طی کر چکے تیسرے روز دور سے ایک قصر عالی شان نمایان ہوا جسکی رفعت وبلندی ہمسر فلک اول تھی منار وبرج اُس قصر کے طلائی اور جواہر نگار ایسے چمکتے تھے کہ اُسپر نظر کام نہ کرتی تھی اور قبہ اُس قصر اخضر کا مانند آفتاب کے پرضیا تھا ایک فرسخ تک اسکی روشنی سے تمام صحرا روشن ومنور ہو رہا تھا دور سے معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے اور جانوران صحرائی اُس روشنی کے متحمل نہ ہوکے سب فرار ہوگئے تھے۔ شعر

تعالے اللہ آن قصر عالی بنا	بسان بہشت برین دل کشا

عجب طرح کا قصر عالی دیکھا کہ جسکی شان وشوکت سے آنکھون کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا صاحب قران اکبر جسقدر قریب اُس قصر عالی کے ہوتے تھے نہایت محظوظ ہوکے جاتے تھے اور اِس سرزمین کی ہواے خوشگوار تازہ کن دل ودماغ اور فرحت بخش روح وجان تھی صاحب قران اکبر کی جو بعد شداید ومصائب دشت پیمائی وصحرا نوردی ایسا قصر رشک ارم دیکھنے مین آیا ایسے خوش ومحظوظ ہوے کہ جسکی انتہا نہین اور مطلق خیال نہ رہا کہ ہمپر کیا گذری گویا قالب بیجان مین جان آگئی صاحب قران اکبر اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا عجیب باغ پربہار ہے۔ ابیات

فضاے دل کشا لیش جان فزودی	ہواے جان فزائش دل کشودی
دمیدہ سبزۂ نو برلب جوے	چو خط گرد لب خوبان دلجوے

ہرچند کہ یاقوت نگار منزل خاص ملکہ صبح روشن گہر بھی لطف وپاکیزگی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا لیکن اِس باغ کی زینت

و آرایش کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اس طلسم عالی کے مراحل و منازل و مقام طبقہ مین کوئی باغ اس باغ بیمثال و بینظیر
کے مقابل مین صاحب قران اکبر کی نظر انور سے ابتک نہین گذرا صاحب قران اکبر اس باغ جنت نظیر مین داخل ہوے
اور ہر طرف سیر کرتے ہوے بطور تفریح چلے جاتے تھے جس میوہ کی طرف صاحب قران اکبر کا میلان خاطر اقدس ہوتا تھا
بے تکلف وہ شاخ درخت ثمردار خود بخود شہریار دولت مدار کے قریب آجاتی تھی اور صاحب قران اکبر گیتی ستان اس پھل کو
شاخ درخت سے توڑ کے نوش فرماتے تھے اور متحیر چلے جاتے تھے تاآنکہ اس قصر عالی مین پہونچے زینت و آرایش اسکی
دیکھ کے متعجب تھے اور کہتے تھے کہ آج تک ایسا قصر و باغ نہین دیکھا اور نہ سُنا سواے تکلفات و شوکت و شان کے
اس قصر مین چالیس کمرے عالی شان اسقدر وسیع و بلند تھے کہ قیاس کام نہ کرتا تھا اور از سرتا پا مرصع و جواہر نگار بنے ہوے
تھے اور پردہ ہاے زربفتی ہر ایک حجرے کے دروازے پر پڑے ہوے تھے اور مقام صدر اسی قصر رفیع البنیاد کا اس درجہ
اسباب زینت و آرایش سے مملو اور آراستہ تھا کہ خدا کی خدائی پیش نظر تھی اور لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا
اُس تخت پر مسند زرنگار بچھی تھی اور اُس تخت کی صندلی پر ایک کشتی مین جام و صراحی وغیرہ سامان مینوشی آراستہ تھا غرض
کہانتک طول دیا جاے ایسے ایسے اسباب ضرورت و زینت و آرایش کو مہیا پایا کہ جسکو کبھی چشم فلک نے بھی باین گردش
لیل و نہار نہ دیکھا تھا شاہزادۂ عالیجاہ نے اس سامان سے نہایت خوش ہو کے حکیم اسقلینوس وغیرہ حکما سے
عالی قدر و بانیان طلسم کی روح پر فتوح کو بسورۂ فاتحہ یاد کیا بعد اسکے بہ رغبت تمام چند جام اُس بادۂ گلفام کے نوش جان
فرمائے اور گزک بھی نوش کی اور عالم کیف مین مسرور ہوے بعد اسکے اس کیفیت کو لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ خواب غالب ہوا اور
غفلت طاری ہوئی عالم واقعہ مین دیکھا اُس حجرون سے یکبارگی پردے اُٹھے بعد اسکے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز
و ملکۂ ناطقہ روشن بیان و ملکۂ صبح روشن گہر از سرتا پا زیور جواہر نگار مین غرق بہزاران ہزار کرشمہ و ناز و بہزار ادا ہاے
معشوقانہ باہر نکلین اور اسی طرح وہ چارون شاہزادیان برابر تخت پر گرد شاہزادۂ گردون شکوہ کے بیٹھ گئین اسوقت صاحبقران اکبر
کی نظر انور مین وہ چارون غیرت بدر و رشک قمر ایسی خوش معلوم ہوئین کہ کبھی عالم ظہور مین بھی ایسی باحسن و جمال نہ معلوم ہوئی
تھین صاحب قران اکبر نے بجاے خود کہا کہ معز الدین عجب اتفاق کی بات ہے کہ ان مہ جبینون کے ہمراہ ملکۂ صبح روشن گہر بھی
آئی ہے اور ملکہ صبح دلکشا نہین آئی اور اگر صبح دلکشا یہان آتی تو البتہ ایک طرح کا فساد و قضیہ بے اصل ایسا پیدا ہوجاتا کہ زندگی دشوار
ہوجاتی کسواسطے کہ مین بسبب غلبۂ محبت و سوزش عشق صبح روشن گہر کی طرفداری ضرور کرتا اور سب سے زیادہ اسی کی صحبت و اختلاط
مین رہتا یہ امر صبح دلکشا کبھی نہ گوارا کرتی بلکہ سراسر خلاف طبع ہوتا چنانچہ اسوقت بھی اگر خیال کرتا ہون ملکۂ روشن گہر مثل جان شیرین
عزیز ہے اس صورت مین رشک و حسد کی وجہ سے آپس مین رنج و ملال کو طول ہوجاتا اس سے بہت خوب اور بہتر ہوا کہ ملکہ صبح دلکشا
یہان نہ آئی - القصہ صاحب قران اکبر نامدار چارون شاہزادیون کی صحبت عیش مین مصروف ہوے اور بشوق دل ہر ایک
نازنین ماہ جبین کے ہاتھ سے ایک ایک جام شراب ناب نوش فرمایا اور حالت شوق و نہایت ذوق مین ہر ایک ماہ پارہ کے لب نازک

کے بوسے لیے ابھی یہ صحبت بوس وکنار گرم تھی یکایک ایک تخت آسمان کی طرف سے اسی ہنگامۂ عیش مین آیا صاحب قران اکبر
نے بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا اُس تخت پر ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا
چارون نازنینین سوار ہین صاحب قران اکبر فلک قدر نے اُن نازنینون کو دیکھکر تعجب کیا اور اُن نازنینان اول کو بغور ملاحظہ
فرمایا اور پھر ان مہ جبینان تخت نشین کی صورت دیکھی سر مو فرق کسی مین نہ پایا اور زیادہ حیرت ہوئی کہا بارآلہا چار سے اب
آٹھ ہوگئین ایک سے ایک اشبہ ہی یہ طرفہ ماجرا ہی پہلے مین جانتا تھا وہ چارون نازنینین میری معشوقان پر تمکین ہین اب جو
دیکھا تو چار کی آٹھ ہوگئین یہ چار زائد کہان سے آئین ان آٹھون سے کسکو اصلی سمجھون اور کسکو نقلی جانون کس واسطے
کہ ہر ایک کی صورت و شکل ایک ہی کسی کی صورت مین فرق نہین ہے اسی حیرت و استعجاب مین تھے یکایک خواب راحت
سے بیدار ہوے اب دیکھا کوئی نہین خود ہی تنہا تخت پر ہین دل مین کہا اے معز الدین یہ طرفہ صحبت اور عجیب کیفیت ہی
اسوقت تک کبھی وہم وخیال مین بھی نہین آیا تھا جو اس وقت دیکھا یعنے ہر ایک خاتون دو کیونکر ہوگئی زیادہ تر استعجاب
یہ ہی کہ ہر ایک نازنین صورت و وضع مین ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہی بالکل فرق کسی عضو مین نہین ہی بلکہ پوشاک بھی
ایک رنگ ہی صاحب قران اکبر گیتی ستان دو ساعت کامل اسی تشویش مین رہے بعدہ اُس تخت سے اُٹھے اور اُن حجرون کی
سمت باین قصد تشریف لے گئے کہ چلین دیکھین اس پردہ مین کیا ماجرا ہی یقین ہے کہ کوئی طلسم کا نیرنگ ہوگا وہ نازنینین
بھی اُنھین حجرون سے نکلین تھین خیر ہرچہ بادا باد چلو۔ مصرعہ

شاید ز ہمین بیضہ برآید پر وبال

بہرحال ایک نظر دیکھنا ضرور ہی عجب نہین کہ میرا گمان درست ہو یہ قصد کرکے قریب حجرون کے تشریف لائے اور سب کو خوب
ملاحظہ فرمایا حجرے خالی تھے کچھ نظر نہ آیا اس سے اور زیادہ صاحب قران اکبر کو حیرت ہوئی لوح بغل سے نکال کر بوسہ دیا اور
ملاحظہ کرنے لگے لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار کامگار تم بعد ہلاک کرنے اُن دونون جانوران موذیہ کے یعنی بچھو و رتیلا کے
قصر النیرین مین پہونچوگے وہان عالم واقعہ مین ایک ایسا تماشاے حیرت افزا دیکھوگے کہ حیرت مین غرق ہوجاؤگے اور وہ
استعجاب تمھارا ہرگز دفع نہوگا لیکن تم اس قصر مین بلا تکلف چلے جانا اور پہلے قلعۂ آہن حصار کو فتح کرنا اور جب اُس طلسم
سے فارغ ہوگے تو ایک اسپ مثل طاؤس کے اُس طلسم سے تمکو دستیاب ہوگا جب وہ مرکب عجیب تمھارے قبضہ مین
آجائے تم اُس فرس پر سوار ہونا اور پھر دوبارا قصر النیرین مین جانا اور جو تمکو عالم خواب مین تماشاے حیرت افزا دکھائی دیا ہی
اُس تماشے کو تم بچشم ظاہر ملاحظہ کروگے اُسوقت البتہ یہ تمام تعجب تمھارا برطرف ہوجائیگا والسلام جب یہ ہدایت لوح سے
ہوچکی صاحب قران اکبر رستم زمان نے ایک شب و روز اُسی قصر عالی شان مین بسر کی دوسرے روز حسب الارشاد لوح بقصد
فتح آہن حصار روانہ ہوے بعد تین روز کے قطع مسافت و طی منازل کرکے چوتھے روز اثناے راہ مین دیکھا ایک دیوار
آہنی بلند و بالا سد راہ ہوئی کہ جسکی انتہا اور ابتدا معلوم نہوتی تھی اور سرتاسر اُسی دیوار مین جابجا برج بھی بنے ہوے تھے

اور ہر ایک برج دوسرے سے پانسو قدم کے فاصلے سے تھا اور قریب دیوار ایک خندق نہایت عمیق آگ سے بھری ہوئی تھی
اور شعلے اُسکے فلک اول تک پہونچتے تھے اور اُس آتش کی گرمی سے وہ دیوار ایسی گرم تھی کہ رنگ دیوار کا سُرخ مثل انگارے
کے تھا اور اُس خندق سے دو تیر کے فاصلے تک سطح کی حدت تھی کہ انسان کی مجال نہ تھی جو اُسکے قریب سے یا کچھ فاصلے
سے گذر سکے جل کے دم میں رہجاے اور پرند جانور کی یہ قدرت نہ تھی جو دیوار سے پار جا سکے وہ تمام صحرا نمونۂ محشر تھا کسی
ذی روح کی مجال نہ تھی کہ اُس سرزمین پر قدم رکھ سکے صاحب قران اکبر نے جو اُس دیوار آہن کو دیکھا - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ - پڑھتے ہوے نیچے اُس دیوار کے دور تک چلے گئے بعد زوال آفتاب ایک دروازہ نمودار ہوا
لیکن وہ دروازہ اندر سے بند تھا اور دروازے کے دونوں بازوؤں پر دو فیلان مست کی تصویرین بنی ہوئی تھین اور
اُن ہاتھیون کی سونڈین آپس مین اسقدر لپٹی ہوئی تھین کہ اگر دروازہ کُھل بھی جائے تو وہ سونڈین وارد و صادر کے اندر جانے
کی مانع ہون صاحب قران اکبر سمجھے کہ شاید آہن حصار اسی قلعہ کو کہتے ہین صاحب قران اکبر ایک درخت چنار کے سایہ
مین کہ وہ درخت اُس دروازے کے مقابل تھا بیٹھ گئے لیکن صاحب قران اکبر بوجہ خستگی پیادہ روی کے نہایت پریشان
ہو رہے تھے دوسرے تشنگی اس شدت کی تھی کہ حواس باختہ تھے ہر چند پانی تلاش کیا لیکن پانی نہ پایا مجبوراً لوح کو ملاحظہ کیا
لوح سے معلوم ہوا کہ اے صاحب قران اکبر جسوقت تم قریب دروازۂ آہن حصار کے پہونچوگے دروازہ بند نظر آئیگا اور دو
زنجیر فیلان ہیبت ناک کی تصویرین دیکھوگے اور ہر ایک فیل پر ایک ایک حبشی دیو صفت نہایت قوی ہیکل سوار ہوگا
بس اے صاحب قران اکبر یہ تم خوب یاد رکھنا کہ اس مقام پر تمکو سات مرتبہ جنگ عظیم کرنی ہوگی اور ہر جنگ بعنوان نو واقع
ہوگی اسواسطے کہ تم ہر ایک اقلیم کے طریقہ و قاعدۂ جنگ سے بخوبی واقف ہو جاؤ لیکن تم خاطر جمع رکھنا کہ تمکو ساتون ستارون
سے بھی مدد و کمک ضرور ملیگی بلکہ نظر کردۂ موکلان سبعہ سیارہ ہو جاؤگے تمکو مناسب ہے کہ ہر ایک اقلیم کے قاعدۂ جنگ
کو خوب خیال مین رکھو اور یاد رکھو کہ اب عنقریب معاملۂ جنگ روبکار ہونے والا ہے اے صاحب قران اکبر نامدار اس
طلسم مین سات قسم کی فوج ہے اور سات ہی افسر ہر ایک فوج کے ہین وہ سردار تمسے بجنگ و مقابلہ پیش آئینگے تم ہر ایک
سے جنگ مردانہ کرنا انمین سے بعض سردار مغلوب ہوکر تمھاری اطاعت قبول کرینگے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہونگے اور
بعض براہ شرارت و شیطنت معرض قتل مین آئینگے اور ہلاک ہونگے یعنے جو انمین یزدان پرست ہین وہ مطیع تمھارے ہونگے
اور جو ابلیس پرست ہین وہ بدین قتل ہونگے اور یقین ہے کہ جبتک ہنگامۂ جدال و قتال برپا رہیگا یہ درخت چنار جو کہ
سامنے دروازۂ حصار کے واقع ہے اور تم اُسکے سایہ مین بیٹھے ہو یہی تمھارا مسکن و مامن رہیگا تمکو لازم ہے کہ وہ اسم اعظم
جو صفحۂ لوح پر مرقوم ہے ایک ہزار ایک سو اکہتر بار با درود اول و آخر پڑھو اور خنجر کی باڑھ پر بھی دم کر لو ایک شکل زمین پر خنجر
کی نوک سے تین گز کی مربع کھینچو بعد اسکے تین گز عمق مین اُسے کھودو اُس زمین سے ایک چشمہ پانی کا نہایت شیرین برآمد
ہوگا پہلے اُس چشمہ سے تم غسل کرنا اور خوب سیر ہوکر نوش فرمانا یہ شدت تشنگی دفع ہو جائیگی بعد اسکے وہ سبو سے حکمت جو

تمھارے پاس موجود ہی اُس چشمہ کے پانی سے بھر لینا اور ہر ایک فیل دروازہ کی سونڈ مین تین تین گھڑے پانی کے ڈالدئے
پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی والسلام جب صاحب قران اکبر کو لوح ہدایت کر چکی اور
صاحب قران اکبر عالی شان بھی خوب سمجھ چکے اور جو کچھ احکامات سابقہ و حال لوح سے ظاہر ہوے تھے وہ ضبط کیے جسکا
حال بوقت ضرورت بیان ہوگا۔ صاحب قران اکبر نے دل مین کہا سُبحَانَ اللّٰہِ بِحَمدِہٖ اس مرتبہ لوح نے ہمکو بالکل
مزدور ہی بنایا ہی یہ مشقت خالی از دقت نہین ہی اور کام بھی یہ طرفہ ارشاد ہوا ہی کہ جو مدت العمر ہمنے کبھی نہین کیا ہی وہ کرنا
پڑا یعنے ایک چاہ کھودون اور پانی سے اُسکے تشنگی دفع کرون پھر گھڑے کو پانی سے بھرون اور ہاتھیون کی سونڈ مین ڈالون
نہین معلوم اس محنت و مشقت کا نتیجہ کیا ہونے والا ہی کہان صاحبقرانی و طلسم کشائی اور کہان چاہ کنی و آب کشی معلوم
یہ ہوتا ہی کہ اب یہ ہاتھ پانون میرے کاروبار طلسم کشائی اور کشورستانی سے بیکار ہو جائینگے مگر کیا کرون چارہ کیا ہے
اس عالم مجبوری مین کچھ بن نہین آتا اور کوئی چارہ کار نہین بجز اسکے کہ جو لوح ہدایت کرے اُسکو خواہ مخواہ قبول و
منظور کرون ناچار صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح اُس زمین کو کھودا اُس سے چشمۂ آب نمایان ہوا پہلے
چونکہ شدت تشنگی سے نہایت بیچین تھے پانی نوش فرمایا بعد اسکے غسل کیا اور سلاح جنگ جسم پاک پر آراستہ کیے
سبوے حکمت اُس چشمہ سے بھرا اور اُن ہاتھیون کی سونڈون مین ڈالا اسی طرح سے تین تین گھڑے پانی کے ہر ایک
ہاتھی کی سونڈ مین ڈالے جب اس کام سے فارغ ہوے عجیب ایک تماشا نظر سے گذرا یعنے صاحب قران اکبر کے
ملاحظہ مین گذرا کہ ایک ہاتھی پر ایک شخص دیو صورت زنگی سیہ رو مسلح سوار ہی اور دوسرے ہاتھی پر ایک شخص نہایت
قوی ہیکل ہندی صورت سپاہی پیشہ آلات حرب سے آراستہ نہایت عظمت و شان سے بیٹھا ہی جب چشمہ طلسم کا
پانی اُن ہاتھیون کے دماغ مین پہونچا بعد ایک لمحہ کے وہ پانی مانند فوارے کے دونون فیل سوارون کے سر سے بجوش و
خروش تمام نکلا اور اُس آتش خندق مین گرنا شروع ہوا صاحب قران اکبر علحدہ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور دل مین
کہتے تھے کہ واقعی یہ عجیب و غریب تماشا ہی آخر وہ پانی نہین معلوم کسقدر زیادہ ہو گیا تھا کہ نہایت زور سے خندق مین
گر رہا تھا اور خندق کی آگ بجھا رہا تھا اُسوقت صاحب قران اکبر اُسی درخت چنار کے سایہ مین کھڑے تماشا دیکھ رہے
تھے اور وہ آتش سوزان خندق کی بجھتی جاتی تھی اور دھوان اُس خندق سے ہر رنگ کا نکلتا جاتا تھا اور آسمان کی طرف
روان تھا اور عجیب و غریب آوازین ہولناک کان مین آتی تھین اُس طرف وہ تصاویر فیل بھی مع سوار از خود مٹتی جاتی
تھین تمام دن یہی ہنگامہ شور برپا رہا شام کو صاحب قران اکبر کو شدت سے بھوک معلوم ہوئی یکایک نظر طرف شاخ
درخت کے گئی دیکھا موافق قاعدۂ طلسم ایک دسترخوان مین نان خمیری اور قورمہ شاخ درخت سے بندھا ہوا ہی بس
صاحب قران اکبر نے اُس دسترخوان کو درخت سے اُتارا اور کھانا نوش فرمایا اور رات کو اُسی درخت کے سایہ مین آرام
فرمایا جب ایک ساعت رات باقی رہی صاحب قران اکبر بیدار ہوے اور وضو کر کے نماز صبح ادا کی اس اثنا مین خسرو خاور

تخت زمردین پر جلوہ گر ہوا اور شب زندہ دار راہ صومعہ مغرب مین گوشہ نشین ہوا صاحب قران اکبر نے فرائض سحری سے فارغ ہو کے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ہاتھی مع سوارون کے ندارد ہو گئے اور دروازہ حصار کا بھی کھلا ہی اس امر کو ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ دروازے سے فوج حبش و زنگبار صف بستہ نکلنا شروع ہوئی اور پیش و پس اس فوج زنگی کے ایک شخص ہاتھی پر سوار مسلح و مکمل اُسی صورت سے جو کہ اُس فیل پر سوار تھا باہر آیا بعد اسکے دوسری فوج باہر آئی اس فوج کے تمام لشکری خندق سے اس پار آئے اور دروازہ کی طرف صف باندھ کے کھڑے ہوے اس عرصہ مین آتش سوزان خندق کی بالکل بجھ گئی اور جسقدر پانی خندق مین تھا وہ سب خشک ہو گیا اور خندق خس و خاشاک سے پٹ گئی صاحب قران اکبر بادشاہ دلوح پہلے ہی سلاح حرب سے آراستہ تھے اور زیر سایہ درخت سیر دیکھ رہے تھے یکایک صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ صفوف سیاہ زنگبار تیار ہو کے آمادۂ جنگ ہوئی اور زنگی فیل سوار نے اپنے ہاتھی کو میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور بہ آواز بلند پکارا کہ منم دہلمان زنگی بہادر دوران میری ہیبت شمشیر سے اور خوف گرز گران سے رستم و اسفندیار گوشۂ قبر مین پوشیدہ ہو گئے یہ کونسا جوان کوہ پیکر فولاد جگر زندگی سے سیر طلبگار موت ہی جسنے میری اس پیکر قدیم فیل سواری کو باطل کر دیا اگر وہ جوان دعوے بہادری اور جرأت و تہوری رکھتا ہی اور مرد میدان ہی تو اسوقت آئے میرے سامنے کہ مین بھی دیکھون۔ شعر

حریفش منم در صفِ کارزار	برآرم من از روزگارش دمار

جب صاحب قران اکبر گردون وقار نے اُس غول صحرائی کی زبان نجس سے ایسے کلمات لاف و گذاف جو سنے تب تاب ضبط کہان وہ شہریار گردون وقار مثل برق کے چمک کر سایۂ درخت سے جدا ہوا اور دلیرانہ و شیرانہ اُس دیو پیکر کے مقابل ہو گیا اور ایک نعرۂ جگر شگاف اس زور سے مارا کہ وہ میدان و صحرا لرز گیا بعد اسکے فرمایا او بدبخت سیہ قلب و سیہ رو تجھے تیری حشمان کور سے اس طرف سوجھتا نہین کہ وہ جوان عالی شان رستم توان گردن شکن دیوان و کافران و عزرائیل جان ابلیس پرستان ملک لمعت زنگیان ہم ہین ہمنے تیری پیکر زشت و مکروہ کو خراب و باطل کر دیا اور اب تیرے قتل و ہلاک کرنے کو موجود ہین ای کور چشم تیرہ درون تجھکو نہین معلوم کہ مین صاحب قران اکبر فاتح طلسم بیضا تائید یافتۂ موکلان عالم امکان ہون دشمن شکار میری ذات عالی صفات ہی اب مین تجھکو ہدایت نیک کرتا ہون پنبۂ غفلت کو کان سے ہوش کے نکال اور ہمہ تن گوش ہو کر سُن اور آگاہ ہو کہ ہمارے مطیع و فرمانبردار کو سعادت دارین حاصل ہوتی ہے اور جو ہمارا دشمن ہے وہ مستوجب نار جحیم ہے او نابکار و مغرور جلد ہوشیار ہو اور اپنے ولی نعمت کو پہچان اور حلقۂ غلامی اُسکا آویزۂ گوش جان کر ورنہ اب تو کوئی آن مین راہی ملک عدم ہو کر نار جحیم مین پہونچ جائیگا وہ زنگی زبردست طویل القامت اسقدر مغرور تھا کہ صاحب قران اکبر کے کلام کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ اُس کلام کو سُنکے اُسنے ایک بلند قہقہا مارا اور کہا ای جوان مجکو افسوس ہے کہ جس وقت تجھکو خلق کیا ابلیس قرمساق کو شرم نہ آئی کہ تجھے ایسا کوتاہ قد اور ضعیف پیدا کیا کہ میرا ایک لقمہ بھی نہو گا تجھ مین گوشت بجز استخوان کے نہین ہی اور مجھ ایسے دیو قوی ہیکل کے مقابلہ کو آیا ہی مگر ہان تیری اس ہمت اور جرأت اور دلیری کی تعریف کرتا ہون کہ تجھے مطلق اپنی جان کا

خوف نہین بلا خوف و خطر آمادۂ جنگ ہوگیا نہایت فولاد جگر ہی ورنہ اور تجھ ایسا ہوتا تو اُسکو مجال کلام نہوتی زبان ہلانا دشوار ہوتا
اور میری صورت دیکھ کے دم نکلجاتا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا بس او غول صحرائی حیوان صفت دبلے و توت ابھی
تیرے کاسۂ سر مین دھوان غرور کا جو بھرا ہی نکلا جاتا ہی یہ فرما کر ہنسے اور پھر کوئی کلام نفرمایا اور ہاتھ کو بڑھایا اور اُس فیل کی
سونڈ کو پنجہ مین لیکر ایسا پیچ دیا کہ وہ ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا اور سونڈ اُسکے دماغ سے کھینچ لی فیل مثل دیوار کہنہ کے زمین پر
گرا اور فوراً ہلاک ہوگیا زنگی نے جو یہ آفت تازہ اُس فیل پر آتے دیکھی فوراً ہاتھی سے کود پڑا دیکھا ہاتھی ہلاک ہوگیا
پیادہ پا ہوا بس بشدت غضب اُس سیہ رو کا چہرہ اور جلکر سیاہ ہوگیا اور تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اُسی حالت
غیظ مین کہا او آدم زاد بلاے بے درمان تو بڑا فتنۂ زمانہ ہی ارے او ضعیف البنیان تو نے تو غضب ہی کیا کہ میرے فیل
سواری کو ہلاک کر ڈالا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای کور چشم سیہ قلب و سیہ رو مین نے تیرے ہاتھی کو اسواسطے ہلاک
کیا کہ مین بھی پیادہ ہون تو بھی پیادہ میرے مقابلہ مین آ دیکھ تجھے کیسی گوشمالی دیتا ہون زنگی بولا ای جوان فولاد جگر
شاید تو یہ جانتا ہی کہ زندہ و سلامت چلا جاؤنگا یہ تیرا گمان غلط ہی لے ہوشیار ہوجا اور دیکھ کہ مین کس سہولت سے تیرا
ایک لقمہ کرتا ہون یہ کہکر اُس بدسرشت نے ایک ہاتھ بڑھایا اور چاہتا تھا کہ صاحب قران اکبر کو اپنے منھ مین کھینچ کے رکھ لے
اور چبا ڈالے صاحب قران اکبر نے ایک قمچی اُس زور سے اُس زنگی کے دست ناپاک پر ماری کہ وہ روسیاہ بیتاب
ہوگیا اور فوراً وہ گرز گران سر کہ شتر من کا تھا کاندھے سے اُتار کے تین چار وار پے در پے کیے صاحب قران اکبر والاشان نے اُن
ضربات گرز کو بھی بآسانی رد کر دیا اُس زنگی نے جھنجھلا کر گرز کو زمین پر پھینکدیا اور شمشیر آبدار غلاف سے لی اور صاحبقران اکبر
پر حملہ آور ہوا صاحب قران نے اُس غول بیابانی کے پنجہ کو پکڑ کے جھٹکا جو دیا تلوار ہاتھ سے نکل گئی زنگی مثل مار دم بریدہ
پیچ و تاب کھاکر بشدت قہر و غضب مین دوڑا اور صاحب قران اکبر کے لپٹ گیا صاحب قران اکبر بھی شام تک
اُس حیوان سیرت کو ہلاک کرتے رہے جب شام قریب ہوئی بس اُس کوہ پیکر کو دست زبردست پر اُٹھا کر علم کر لیا اور گردش
چرخ دے کر زور سے زمین پر ٹپکا اور سر نجس اسکا موافق ارشاد لوح تن سے جدا کیا جب فوج زنگی نے اپنے سردار کو اس
ذلت سے ہلاک ہوتے دیکھا چاہا کہ یکبارگی ہر چہار طرف سے جنگ مغلوبہ کردین مگر سپہ سالار ہندی صورت نے اپنی
فوج کو جنگ مغلوبہ کرنے سے منع کیا اور کہا اے مردان فوج تم کچھ اندیشہ نہ کرنا خاطر جمع رکھو اگرچہ تمہارا سردار دہلمان زنگی
مارا گیا لیکن مین تو موجود ہون دیکھ لینا کہ کل پرسون مین اُس جوان فولاد جگر رستم توان سے دہلمان زنگی کا کیسا قصاص
لیتا ہون یہ انسان ضعیف البنیان ایک مشت استخوان ہے دیکھنا کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہون کہ مرغان ہوائی
اُسکے حال پر افسوس کرینگے اور شاید وہ جوان مجھپر بھی غالب آیا تو پھر بعد میرے ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار حاصل ہے
جیسا اپنے حق مین مناسب سمجھنا عمل مین لانا اُس عرصہ مین بالکل شام ہوگئی وہ فوج زنگی داخل قلعۂ آہن حصار ہوگئی
ادھر صاحب قران اکبر بھی معرکۂ جنگ سے مظفر و منصور درخت چنار کے سایہ مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب اُٹھے

اور شاخ درخت سے دسترخوان پُر از طعام کو کہ روز حسب معمول کھول لیا کرتے تھے اور نان خمیری و یخنی و قورمہ خوب سیر ہو کے
تناول فرمایا کرتے تھے نہ پایا آب شدت اشتہا سے بیچین ہوے کہ تمام دن تو جنگ و جدل مین گذرا اور گاؤزوری کی آب
امید تھی کہ کھانا موجود ہوگا کھائینگے لیکن یہان کھانا کیسا بلکہ اور کوئی درخت ثمردار بھی نہ تھا کہ اس سے کچھ میوہ وغیرہ نوش
فرماتے اور تسکین ہوتی فرمایا سُبحان اللہ کیا خوب بات ہی یہ طرفہ ماجرا ہی اس مہم سخت کے فتح کرنے کا کیا عوض ملا
کہ جو رزق معمولی تھا وہ بھی موقوف ہوگیا یہ امر کچھ سمجھ مین نہین آتا شاید اس طلسم کا یہی قاعدہ ہو کہ اس کارنمایان کے
صلے مین یہ حاصل ہوا تمام رات شدت گرسنگی مین کروٹین بدلتا رہون اور تمام شب اختر شماری کرون اور صبح کو پھر وہی
میدانداری اور جنگ و معرکہ ہے اور اس حالت ضعف مین کسطرح اُن غولان صحرائی سے زور آزمائی کر سکونگا بانیان طلسم
نے مجھ غریب سے بعد ایسی مشقت و محنت کے خوب عوض لیا اور اس مقام طلسم مین میرے ساتھ عجب سلوک و مدارا سے
پیش آئے یہ اُسکا عوض ہے کہ جو ہم ہر چہار بانیان طلسم کے انتظام سے نہایت خوش تھے اور اُنکی روح پاک کو بفاتحہ
و درود یاد کیا کرتے تھے شعر

عجیب واقعۂ و طرفہ ماجرائے ہست	نہ مونسے نہ انیسے نہ آشنائے ہست

ای معز الدین مجھے نہایت استعجاب ہی بزرگان پیشین سے ایسی بے اعتنائی ظہور مین نہین آئی کہ جسکو ہمیشہ عیش و آرام
مین رکھین اور کوئی سامان و اسباب راحت سے ایسا نہین کہ جو ہر طلسم مین موجود نہو بلکہ ہر مقام مین دنیا کا سامان عیش
مہیا ہو یا ایسا برعکس ظہور مین آئے کہ نوبت فاقہ کشی کی پہونچے جو سب زندگی و سرمایۂ حیات ہو وہ نہ ملے یہ کسی طرح خیال
مین نہین آتا اگر یہ کہون کہ ساکنان طلسم نے خوش طبعی کی ہے یہ بھی دل قبول نہین کرتا کہ ایسے اشخاص بزرگ و صاف باطن
ایسے حرکات عمل مین لاوین خیر اب کیا چارہ ہو قہر درویش برجان درویش بجز صبر و شکر کے اور کیا کرنا چاہیے جب
اسقدر عرصہ تک عیش مین رہے تو یہ رات بے آب و دانہ کرب و اضطراب مین بھی رہینگے بہر نوع گذر ہی جائیگی حق سبحانہ تعالے
مسبب الاسباب ہی کوئی نہ کوئی سامان کردیگا شعر

مرد باید کہ ہراسان نہ شود	مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

الغرض صاحب قران اکبر گردون فر اسی فکر و تشویش مین بیٹھے دل سے ایسے کلام کر رہے تھے کبھی دل کو تسکین دیتے تھے
گاہے انتظام طلسم کی تعریف کرتے تھے گاہ عالم بشریت سے گھبراتے کبھی قدرت و کارسازی پروردگار کے مقر ہوتے تھے
کبھی یاد دلدار مین مایوسی کے کلمات کہتے تھے ناگاہ ایک شخص کی رفتار کی آواز کان مین آئی فوراً ہوشیار ہو کے
صاحب قران اکبر چارون طرف ملاحظہ فرمانے لگے اور گھبرا کے کھڑے ہوگئے اس اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک شخص
مسن باریش سفید گھیتلا جوتا پہنے چکن سلطانی بانات کی پہنے چلا آتا ہی اور پیچھے اُس پیرمرد کے ایک جوان وجیہ عمامہ سُرخ
سر پر عصائے طلائی ہاتھ مین کمر باندھے ہی پیچھے اُسکے چند خوان کہنہ اور خوانپوش نئے کسے تورہ پوش کمخواب اور پڑے

مع چند مشعلون کے چلے آتے ہین اور آگے اُسکے ایک نفر سقہ چھڑکاو کرتا ہوا اور پیچھے اُسکے دو مزدور ایک کے سر پر فرش دوسرے کے سر پر پلنگڑی جسکے چاندی کے پائے نہایت آراستہ غالیچہ بچھا ہوا سیجبند ون سے خوب کھنچا ہوا مع دیگر اسباب ضروری و مردمان ہمراہی قریب صاحب قران اکبر کے یہ سب سامان جب پہونچا اول اُس پیر مرد نے مودب سلام کیا بعد اسکے اُس چوبدار نے مجرا کیا اور دعا و ثنا بجا لایا اور سقہ نے چھڑکاو کیا جاروب کش نے خس و خاشاک کو برطرف کیا فراش نے فرش بچھایا اُس مرد بزرگ نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار دولت مدار ترقی عمر و دولت کے ہو اقبال یاور رہے ہمارے آقا سے نامدار نے بعد آداب و کورنشات خادمانہ اور بصد اشتیاق ملازمت کے یہ عرض کیا ہو کہ شہریار گردون وقار اس سرزمین پر بسبب اتفاق تشریف لائے ہین اور اس دشت پر خار کو برکت قدم سے رشک فردوس برین فرمایا لہذا ہمپر مہمانداری حضور کی واجب و لازم ہوگئی ہر چند کہ میری یہ مجال و قابلیت کہان کہ جو حضور کا میزبان ہو سکون لہذا گستاخی کو اس خادم کی معاف فرماکر یہ نان خشک حضور نوش فرمائین تاکہ اس خادم کی عزت افزائی ہو علاوہ اسکے معاملۂ جنگ و پیکار علیحدہ ہو صاحب قران اکبر نے دل مین تصور فرمایا کہ شاید یہی وجہ ہو جو آج طعام درخت نظر نہ آیا یہ کسی شخص غیر نے مسافرنوازی کو کام فرمایا ہو ہماری مہمانی عزیز سمجھ کے کی ہے اب چونکہ یہ امر جدید پیش آیا ہے لہذا ضرور ہو کہ لوح سے مشورہ لین ایسا نہو کہ اسمین کچھ فریب ہو اور ہم کسی بلاے ناگہانی مین گرفتار ہو جائین آخر کار صاحب قران اکبر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ اے شہریار دولت مدار بہمہ وجوہ خاطر جمع فرماؤ اور اس مہمانی کو قبول و منظور کرو اور بلا تکلف و بخوف و خطر طعام دعوت نوش کرو صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دے کر گلے مین پہنا اور حکم دیا کہ ہان خاصہ آوے فراش نے نمگیرہ زردوزی مخمل سبز کا اور جھالر اسکی مقیش کی چوبین نقرئی و طلائی تھین اسی درخت کے نیچے تان دیا تھا اور پلنگ کے آگے مسند سفید پر ایک گاؤ تکیہ لگا دیا وہی پیر مرد آفتابہ لیے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے دست حق پرست دھوئے دسترخوان بچھایا اور جہین خوب غور سے دیکھ کے خوانون کو کھولا اُن خوانون مین انواع و اقسام کے کھانے پر تکلف اور خوش رنگ و ذائقہ دار تھے اُسکی خوشبو سے تمام صحرا معطر ہوگیا دسترخوان نہایت تکلف سے چنا گیا اور وہی پیر مرد عہدۂ بکاولی پر حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے مارے بھوک کی شدت مین خوب سیر ہو کے خاصہ نوش فرمایا بعدہ اسباب مینوشی حاضر ہوا ایک نازنین سیمتن بعہدۂ ساقی گری حاضر ہوئی ادھر شراب گلفام گردش مین آیا ادھر ناچ شروع ہوا طبلے پر تھاپ پڑی مبارک سلامت کا غل مچا ساقی گلفام نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار کامگار حضور نے اور مقامات مین مے ناب نوش فرمائی ہے لیکن یہ شراب ربانی ہو اسکے ذائقہ کو ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے وہ شیشۂ ارغوانی سامنے رکھدیا شہریار گردون وقار نے موافق حکم لوح وہ شراب ربانی نوش فرمائی جب صاحب قران اکبر کا دماغ بادۂ ارغوانی سے گرم ہوا وہ کسل طبع دفع ہوا رقص و نوا کی طرف متوجہ ہوے دو ساعت کامل یہ صحبت گرم رہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ اب ناچ برخاست ہو مجھے اسقدر فرصت کہان کہ باطمینان اپنی اوقات کو بسر کرون لہذا مجھکو اس شغل بیکار سے اب معاف رکھو اور بتاؤ تم سب صاحبون کے آقا سے نامدار کا

اسم گرامی کیا ہی داروغۂ ارباب نشاط نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا نام سمراج دلاور ہی کل معرکۂ رزم مین شاید حضور نے
بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہوگا اُسکی وضع خود کیتی ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر بیان کرو کہ تمھارا آقا اسی قلعہ مین رہتا ہی کہ جسمین
قفل بیگر فیل لگا تھا اور اُسکے معاش کی کیا صورت ہی اُسنے عرض کی ای شہریار نامدار اسکی کیفیت یہ ہی کہ ہمارا آقا سمراج دلاور
بلکہ اور سب اہل قلعہ اسی قلعہ مین بود و باش اختیار کئے ہین جو اشخاص اس قلعہ کے رہنے والے ہین اُنکی آمد و رفت کی اور
دوسری راہ ہی صاحب قران اکبر نے پوچھا اے شخص اسکا کیا سبب کہ تمھارا آقا ہمسے اسقدر محبت و الفت اظہار کرتا ہے
اور خاطر و تواضع سے پیش آیا اُسنے عرض کی قربانت شوم اس دنیا مین کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ باوجود اس اعزاز و اکرام دعوائے
غلامی کے اپنے ولی نعمت سے محبت نہ رکھتا ہو آج دیکھا کہ میرا آقا و ولی نعمت اس سرزمین مین تشریف لایا ہی لہذا بہزار تمنا
و آرزو مراتب خدمت و مہمانی ادا کرنا واجب تھا یہ فرض ادا کیا اور باتفاق بعض اسباب حصول شرف ملازمت کے مانع ہوئے
ورنہ بسر و چشم حاضر خدمت ہوتا اور سعادت ملازمت حاصل کرتا صاحب قران اکبر نے فرمایا اسکا کیا سبب ہی جو وہ ہماری ملازمت
کو حاضر نہو سکا کون اُسکا مانع اور سد راہ تھا۔ عصا بردار نے دست بستہ عرض کی اس امر کو کوئی نہین جان سکتا ہی کسواسطے کہ ع

امور مملکت خویش خسروان دانند

مگر ای شہریار کامگار غلام اسقدر جانتا ہی کہ جو آج ہمارا آقا حاضر نہو سکا تو کل ضرور ہی شرف قدمبوسی حاصل کریگا۔ الغرض
اسی گفت و شنید مین صاحب قران اکبر کشورستان پر غلبۂ نوم ہوا اور بے اختیار آرام فرمایا علی الصباح بہ آرام تمام
خواب راحت سے بیدار ہوے اور فریضۂ سحری ادا کیا حمام مین گئے پوشاک تبدیل فرمائی سلاح حرب سے آراستہ ہوکے
اور کرسی پر رونق افروز ہوے۔ نظم

دگر روز کین آتشین آفتاب — برانگیخت آتش ز دریاے آب
دلیران میدان نہادند روے — ہمہ لشکر از ہر یکے کینہ جوے

صبح کو بدستور روز اول دروازۂ قلعۂ حصار وا ہوا اور فوج و سپاہ جوق جوق و گروہ گروہ حصار سے باہر آئی اور رزمگاہ مین طرفہ
پرے جمائے جب صف آرائی ہو چکی سمراج دلاور میدان مصاف مین آیا اور بآواز بلند کہا ای وارد سرزمین طلسم آہن حصار
وای برہم زن کفار و اشرار و پہلوانان روزگار کل معرکۂ جنگ مین تمنے دہلمان زنگی کو کہ ایک دیو پیکر روئین تن و شیر دل
تھا مثل ایک سگ و شغال صحرائی کے خاک و خون مین ملا دیا اور آج پھر وہی معرکہ کارزار و ہنگامۂ رزم و پیکار ہی اب
آپ خود بدولت و اقبال معرکہ مین آیئے کہ زور آزمائی ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ زور صاحب قرانی کا امتحان ہو جائے
اور آپ کی جنگ رستمانہ کے دیکھنے کا دل نہایت مشتاق ہی اگر آپ مجھپر غالب آئے تو پھر جو کچھ فرمائیے گا مین بعبد دل
بجالاؤنگا صاحب قران اکبر نے دل مین کہا عجب حیرت کا مقام ہی کہ ہر دم ایک امر تازہ وقوع مین آتا ہی اب آج اس
ہندی سردار کی حرب و ضرب کا سامنا ہی کل شب کو خاطر و مدارا سے دعوت ہوئی آج اس بے اعتنائی سے پیش آیا ہے

نہین معلوم اُس تواضع وتکریم کا کیا باعث تھا اور تج بے اعتنائی کس مصلحت سے ہی یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی یا تو اُس جوان دلاور کو میری اطاعت و فرمانبرداری منظور ہو دیا اسکے نیت مین شرارت و فساد ہی آخر صاحب قران اکبر یہی خیال و تصور فرماتے ہوے مردانہ وار میدان جنگ مین تشریف لائے اور سمراج دلاور بھی ساز و یراق سے مصلح و مکمل میدان جنگ مین آکر کھڑا ہوا اور حرب و ضرب صاحب قران اکبر سے شروع ہوئی اور تمام زور و قوت اور فنون جنگ و پیکار کو اُسنے صرف کیا اور چند حملے اُسنے بڑی دلیری و کمال مردانگی سے کیے چار ساعت کامل فن و ہنر سپاہگری مین گذارے اور خوب داد مردانگی و شجاعت دی مگر چونکہ صاحب قران اکبر گردون فر تو اول ہی سے فنون و قوانین جنگ ہفت اقلیم سے واقف و آگاہ تھے سمراج کے حملات اور ضربات کو بہ آسانی رد کیا آخر اسقدر سمراج عاجز ہوا کہ تمام آلات حرب کھول کے زمین معرکہ پر پھینکدیے اور زور دست و بازو مین مشغول ہوا صاحب قران اکبر گیتی ستان فن کشتی سے بھی بخوبی ماہر تھے اور زور بھی خداداد تھا قریب عصر گاؤزدریان رہین آخر ایک بارگی صاحب قران اکبر فلک قدر گردون وقار نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا پس ایک ہی حملہ مین ہاتھون پر علم کر لیا اور گرد سر کے چکوے کر چاہتے تھے کہ زمین پر بقوت صاحبقرانی دے مارین سمراج بہادر نے دیکھا کہ اب کسی طرح مفر نہین ہی اگر اس جوان نے بقوت صاحبقرانی زمین پر دے مارا تو بے شک و شبہ ہڈیان سرمہ ہو جائینگی اب سوائے اطاعت و فرمانبرداری کے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا ناچار سمراج دلاور نے کہا اے دلاور دوران مین بجان و دل حضور کا حلقۂ غلامی آویزۂ گوش جان کرتا ہون اب غلام کو امان ملے صاحب قران اکبر نے سمراج کو بمجرد اس کلام کے آہستہ زمین پر رکھ دیا سمراج نے فوراً اُٹھ کے سر پاؤن پر رکھ دیا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا اس طرف زنگیان سیہ رو و تیرہ درون غل و شور مچاتے ہر چہار طرف سے مانند غولان بیابان تلوارین کھینچکر دوڑے اور شہریار گردون وقار چلاآور ہوے اور سمراج دلاور سے کہا او نامرد جہان آگاہ ہو کہ تو نے اس جوان ضعیف البنیان کی اطاعت قبول کر لی خیر باشد تجھکو اپنے قول و فعل کا اختیار ہی مگر ہمارے جبتک جان مین ہی ہم اس جوان مایۂ فساد سے اپنے آقاے نامدار دلمان کا بدلا نہ لینگے جنگ و جدل سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے جبتک اس بانی فساد و غارتگر طلسم کا گوشت آپس مین تقسیم نکرینگے کبھی قرار و آرام نہ آئیگا بعد اسکے پھر تیری اس نامردی کی سزا سے کامل دینگے اور ایسی گوشمالی دینگے کہ مدت العمر یاد رکھیگا شہریار نامور صاحب قران اکبر نے بھی شمشیر عدو کش نیام سے کھینچ لی اور اُن کفاران تیرہ بخت کے انبوہ مین مثل شیر نیستان در آئے آن واحد مین جسطرح ہوا سے تند سے بادل پھٹجاتے ہین تمام لشکر منتشر ہو گیا ادھر سمراج دلاور دوران مع مردان ہمراہی اس گروہ اشرار پر حملہ آور ہوا اکثر لعینان بے دین معرض ہلاکت مین آگئے اور بہت نامرد دامن جبال مین گوشہ گیر ہوے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہو گئے بعد تصفیۂ مقدمۂ جنگ سمراج دلاور نے صاحب قران اکبر سے عرض کیا کہ حضور اس فیل مست پر سوار ہون اور قلعہ مین تشریف فرما ہون صاحب قران کشورستان اس فیل مست پر سوار ہوے اور مع سمراج دلاور و فوج ظفر موج تازہ مسلمان داخل قلعہ ہوے تو نقارخانون مین سلامی سر ہوئی

اور ہر طرف دھوم ہوئی کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہوا سمراج دلاور صاحب قران اکبر کو اپنے مکان خاص مین کہ نہایت قطع دار تھا
کیونکہ صناعان چین کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا لیگیا اور ایک مسند مغرق پر بٹھایا اور خود مثل خادمان قدیم دست لبستہ سامنے
کھڑا ہوا المختصر صاحب قران اکبر گیتی ستان بنظر سرسری وہان کی آبادی اور مکانات وغیرہ

قلعۂ آہن حصار مین صاحب قران اکبر کو سمراج دلاور کا لیجانا اور مسند مغرق پر صاحب قران اکبر کو بٹھا کے خود مثل خادمان خیرخواہ کا استادہ ہونا



ملاحظہ فرما کر نہایت محظوظ ہوے اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا واقعی جیسی اس قلعہ کی تعریف سنی تھی اس سے زیادہ وسیع
وخوش قطع پایا اسی طرح سمراج دلاور کا مکان بھی عمدہ ترین عمارات سے تھا اور ایک اس مکان مین حوض بھی چھوٹا سا
سنگ مرمر کا تھا اور ایک مختصر پائین باغ بھی نہایت خوش اسلوب تھا جسمین گل ولالہ ونافرمان اور انواع واقسام کے پھول
بکثرت تھے چونکہ دہلمان زنگی مقتول کا مکان بھی سمراج دلاور کے مکان سے ملا ہوا تھا اسکو بھی سمراج دلاور نے اپنے گھر مین
ملا لیا اس سبب سے سمراج دلاور کے گھر کی اور زیادہ رونق ووسعت ہوگئی القصہ صاحب قران اکبر دو شب وروز مہمان
رہے اور سمراج دلاور نے عرض کیا اے شہریار عالی وقار اصل حال یہانکا یہ ہے کہ اس شہر وقلعہ کے گرداگرد سات میدان
وسیع الفضا ہین انھین سے ایک میدان ہی جو کہ بیرون قلعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا اور فتح کیا باقی باغ میدان اندر قلعہ کے واقع ہین
اور ایک میدان باہر دروازۂ قلعہ کے سامنے واقع ہے جب حضور ان میدانون کو فتح کرلینگے اس وقت سب کام اجرا ہو جائینگے
اگر کسی وقت جنگ مغلوبہ واقع ہوگی یہ غلام بھی بہنگام جنگ مغلوبہ حاضر ہو جائیگا صاحب قران اکبر اس حقیقت کو سنکے
خاموش ہو رہے اور لوح طلسم سے مشورہ لیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار صبح کو تم شہر کی بازارون مین
جاؤ اور بازار سے قلعہ کے باہر جب پہونچوگے تو پھر وہی دیوار آہنی سد راہ ہوگی اور دیوار پر دو برج ہم پہلو دیکھوگے اور دونون

برجون پر ایک کمان مطلح ہوگی کہ ایک سرا کمان کا اُس برج پر اور دوسرا دوسرے برج پر ہوگا اور بیچ مین تیسرا ایک مرغ بیٹھا ہوگا
تم اُس مرغ کو ضرب تیر جانستان سے ہلاک کرنا جب وہ مرغ ہلاک ہوجائیگا وہ دیوار بھی منہدم ہوجائیگی بعد اسکے ایک پتلی کہ
جسکی صورت انسان کی اور چہرہ بارہ سنگے کا ہوگا یک بیک اُس دیوار کی جڑ سے پیدا ہوگی اور وہ پتلی تمپر حملہ کریگی تم اُسکے حملہ کو دفع
کرنا اور اُس پتلی کو شمشیر عدو کش سے دو ٹکڑے کردینا بعدہ ایک طوفان عظیم برپا ہوگا جب وہ طوفان برطرف ہوجائیگا اُس دیوار
کا نشان بھی نہ ملیگا بلکہ وہان ایک میدان نہایت وسیع نظر آئیگا جس مین کہین درخت کا نام نہوگا اور جہانتک نظر کام کریگی سوا
میدان کے اور کچھ نظر نہ آئیگا اور ایک جا پر ایک درخت سیب کا ہوگا تم بلا خوف وخطر سایہ مین اُس درخت سیب کے بیٹھ جانا
زیر درخت سیب ایک چشمۂ شیرین ہوگا ایک ساعت کامل وہان ٹھہرنا بعد ایک ساعت کامل کے بدستور اول فوج کثیر رومی لباس
سے مسلح و مکمل ایک گوشۂ بیابان سے نمایان ہوگی اور سردار اُس فوج کا ہزبر سطبر گردن آگے اپنی فوج کے پرے جمائے
میدان مین پہونچ کے ایک طرف صف بستہ کھڑا ہوجائیگا اور تمکو اپنے مقابلے کو بلائیگا تم مردانہ وار نہایت تہوری و بہادری
سے مقابلہ کرنا بعد دو بدل بسیار اُس ہزبر سطبر گردن کو بقوت و زور صاحب قرانی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لینا سبب وہ بیان
تم سے مغلوب ہوجائیگا تمھاری اطاعت بدل وجان قبول و منظور کریگا بلکہ تمھاری مہمانداری نہایت تکلف سے کریگا بعد اسکے
تم طرف میدان سوم کے تشریف فرما ہونا اور لوح طلسم سے پھر مشورہ لینا جیسی ہدایت ہے عمل مین لانا والسلام - الغرض
صاحب قران اکبر حسب الارشاد لوح عمل مین لائے یہانتک کہ ہزبر سطبر گردن کو مغلوب کیا ہزبر نے بسبب یزدان پرستی
اطاعت صاحب قران اکبر بدل وجان قبول و منظور کی اور دو روز وشب صاحب قران اکبر کی دعوت و مہمانی شاہانہ بجا لایا
تیسرے روز صاحب قران اکبر نے پھر لوح طلسم بیضا سے مشورہ لیا لوح نے ہدایت حسب مناسب وقت کی صاحب قران اکبر
فلک قدر حسب ہدایت لوح میدان سوم کو روانہ ہوے اور بدستور قدیم اُس روز بھی ایک دیوار آہنی مانع ہوئی تین برج دیکھے
ہر ایک برج کے کلس پر ایک ایک طائر خورد نہایت خوبصورت سرخ رنگ بیٹھا ہوا کریال کر رہا تھا کبھی وہ تینون طائر ایک برج
مین جو کہ بیچ مین تھا جمع ہوجاتے تھے اور کبھی اپنے اپنے برج پر چلے جاتے تھے اور ارشاد لوح یہ تھا کہ جسوقت وہ جانور ایک جا جمع
ہون تم فوراً ایک تیر ایسا چابکدستی سے لگانا کہ وہ تینون جانور ترازو ہوجائین بعد ہلاک ہونے اُن طائرون کے وہ دیوار آہنی
دفعۃً غائب ہوجائیگی اور اگر خدانخواستہ اُن تینون طائرون سے ایک بھی بچ گیا تو یاد ہی رکھنا کہ اس صورت مین تمکو دو مہیب
صورتون سے جنگ کرنا ہوگی اور اُنکے ہلاک کرنے مین بڑی دقت ہوگی گویا از سر نو مقدمہ قائم ہوجائیگا اور حیرانی و پریشانی بیحد
ہوگی غرض ہر نوع خطا کرنا تیر کا سارا کارخانہ تیرہ وخراب کریگا - صاحب قران اکبر نامور نے بجاے خود کہا سبحان اللہ عجیب مشکل
درپیش ہوئی اول تو لوح یہ ارشاد کرتی ہے کہ اس طلسم مین کوئی مشکل نہین ہے نہایت سہل سے فتح ہوجائیگا اور یہان بہت ہاتھ
آئیگا جب مین یہان آیا تو اور ہی مقدمات اہم پیش آگئے ہمارے نزدیک مثل طلسم کا دستیاب ہونا نہایت مشکل ہے جس طرح
توسن طاؤس الفرس کے دستیاب ہونے مین مشکل پیش آئی تھی بہر طور ارشاد لوح گویا نوشتۂ تقدیر ہوگیا کہ بدل ہی نہین سکتا

خواہ مخواہ اُسپر عمل کرنا واجب ہی۔ مصرعہ

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

الغرض صاحبقران اکبر نے موافق ہدایت لوح تیر چلہ کمان مین رکھکر اسقدر انداز سے مارا کہ اُن مرغان برج نشین سے دو مرغ ہلاک ہوسے اور ایک مرغ غلطاک زدہ زمین پر گرا اور فوراً غائب ہوگیا بعد ایک لمحہ کے اُس دیوار کی جڑ سے دو صورتین مہیب خوک صورت بدن انسان کا ایک گرز گران سر ہاتھ مین لیے نہایت غیظ و غضب سے صاحبقران اکبر پر حملہ آور ہوئین

میدان آہن حصار مین قلعہ کا ہونا اور اُس قلعہ کے تین برج پر تین طائرون کو تیر مارنا اور دو طائر کا نشانہ ہونا اور دو خوک صورت کا حملہ کرنا



طلسم کشا نے اُس گرز کو دونون ہاتھ سے پکڑ کر اس زور سے پیچ دیا کہ وہ تاب نہ لا سکے فوراً وہ گرز اُن دونون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا صاحبقران اکبر نے نہایت چالاکی سے اُسی گرز سے اُن دونون پیکران طلسمی کو قتل و ہلاک کیا بعد ہلاک ہونے اُن دونون ملاعین بدکردار کے موافق قاعدۂ قدیم ایک طوفان عظیم آیا اور تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد دو ساعت کامل کے ایسی ہوا سے تند و تیز چلی کہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اور مطلع صاف ہوا صاحبقران اکبر حسب معمول درخت بادام کے سایہ مین کھڑے ہوگئے اس اثنا مین گوشۂ بیابان سے ایک لشکر جرار بوضع و لباس ترکان پیدا ہوا جب وہ فوج وسط میدان مین پہونچی صف آرا ہوئی اور سردار اُس فوج کا طوفان سرخ پوش از سرتاپا آلات حرب و ضرب مین آراستہ اُس فوج سے آگے بڑھا اور صاحبقران اکبر کے مقابل ہوا اور تیرون کی صاحبقران اکبر پر بوچھار کردی یہانتک کہ دم لینے کی فرصت نہ دی صاحبقران اکبر کے افضال ذوالجلال شامل حال تھا لہذا کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا اُس عالی وقار نے اُن تیرون کو بھی

کاٹ دیا بعد اسکے تلوار کھینچ کر آیا اور تا دیر صاحب قران اکبر پر حملے پر حملہ کرتا رہا صاحب قران اکبر نے اُسکے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اور کہا او شیطان دیکھ مین بخیر خواہی کہتا ہون کہ اس دین باطل کو چھوڑ ابلیس پر لعنت کر اور دین اسلام مین داخل ہو
گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا جب دیکھا کہ طوفان ملعون انکار ہی کیے جاتا ہے اور کوئی نصیحت موثر نہین ہوتی ناچار شمشیر
آبدار دشمن شکار کی ضرب سے طوفان کو قتل کیا بعد ہلاک ہونے طوفان کے فوج نے چارون طرف سے صاحبقران اکبر
پر یورش کر دی اور سب ایکبار حملہ آور ہوے شہریار گردون وقار باشمشیر خون چکان اُس افواج روسیاہ کے انبوہ مین در گئے
اُدھر سے اس ہنگامۂ دار و گیر مین سمراج دلاور اور ہزبر رومی مع فوج ظفر موج پہونچے اور چارون طرف سے گھیر لیا اور تمام
کفار و اشرار کا قرار واقعی استیصال کیا بقیۃ السیف نے صاحب قران اکبر سے امان مانگی اور دین اسلام مین داخل ہوے
جولان برادر خورد طوفان کا تھا وہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے بصدق دل مسلمان ہوا بعد فتح جنگ شہریار گردون وقار کو
جولان نامدار اپنے مکان سکونت یعنے قصر احمرین نہایت احتشام و انتظام سے لیگیا اور بتکلف تمام سے دعوت ملوکانہ
و مہمانی شاہانہ صاحب قران اکبر کی بجا لایا صاحب قران اکبر دو روز و شب جولان کے گھر مہمان رہے تیسرے دن بحکم
لوح زبرجد وہان سے روانہ ہوے جیسے ہی اُس میدان سوم مین پہونچے پھر بدستور سابق وہ دیوار آہن حائل ہوئی
اب جو صاحب قران اکبر نے بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ دیوار حائلہ جو کہ سابق مین آہنی تھی اب طلائی معلوم ہوئی اور اسقدر
طویل تھی کہ قیاس بشری کام نہ کرتا تھا یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہان سے شروع ہوئی اور کہان جا کر ختم ہوئی اور اُس دیوار طلائی
مین چار برج طلاے احمر کے نہایت خوش قطع اور خوبصورت ایسے چمکتے تھے کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی اور ہر ایک قبہ برج پر ایک
مرغ زرین نہایت خوبصورت بیٹھا ہوا تھا صاحب قران اکبر کو پہلے ہی ہدایت ہو چکی تھی کہ اُن مرغان زرین بال برج
نشین سے جسکے سر پر خال سیاہ ہون اُس مرغ کو تیر جان ستان سے ہلاک کرنا بعد ہلاک ہونے مرغ کے ایک شخص شیر سر
گرز گران سر ہاتھون مین لیے مقابلہ کو صاحب قران اکبر کے آئیگا بقوت و زور صاحبقرانی اُسے بھی ہلاک کرنا چاہیے الغرض
صاحب قران اکبر نے اول اُس مرغ زرین بال و سیاہ خال کو ہلاک کیا بعد اسکے اُس شخص شیر سر کو ضرب گرز گران سے
مار ڈالا بعد ہلاک کرنے اُس مرغ و انسان شیر سر کے وہ دیوار طلائی خود بخود غائب ہو گئی اور حسب قاعدۂ طلسم سر زمین طلسم
طوفان عظیم برپا ہوا جب وہ تاریکی دفع ہو گئی اور آسمان صاف ہوا ایک میدان نہایت وسیع نمودار ہوا کہ جہان درخت
کا نام تک نہ تھا اور خس و خاشاک سے پاک و صاف تھا مگر ایک درخت خرما اُس میدان مین واقع تھا اُس درخت کے
سایہ مین صاحب قران اکبر نے دم لیا اس اثنا مین گوشۂ بیابان سے ایک گرد تیرہ نمودار ہوئی جب دامن اُس گرد کا چاک ہوا
دیکھا ایک فوج کثیر باسامان شاہی ظاہر ہوئی اور سامنے سے پرا باندھے چلی آتی ہے اور قلب لشکر مین ایک مرد لباس شاہی
بتکلف زیب جسم کیے اور سلاح بیش قیمت سے آراستہ زیر سایۂ چتر زرین نہایت شوکت و حشمت سے چلا آتا ہے اور پیچھے اُس
بادشاہ کے ایک پہلوان عالی شان دیو پیکر رستم زمان زرین علم جسکے پھریرے پر ایک مچھلی ہے اور اُس مچھلی کے اوپر تمام کا تمغہ لگا ہوا

اور وہ پہلوان دریاے آہن مین غرق تھا یعنے سلاح حرب سے سر تا پا آراستہ علم کو ہاتھ مین لیے اُس بادشاہ کے سر پر سایۂ علم کیے چلا آتا ہو اور نام اُس پہلوان کا گردان زرین علم تھا جب وہ پہلوان قریب آیا لشکر کی صفین آراستہ کین اور گھوڑے سے کود کے تنگ وغیرہ کو دیکھا اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا بعد اسکے مردانہ و دلیرانہ نعرہ مارا کہ اے فاتح طلسم بسم اللہ میدان مین تشریف لائیے ہم بھی دیکھین حضور مین کسقدر زور و قوت صاحبقرانی ہے اور کون ایسا آپ مین جوہر شجاعت ہو کہ جسپر آپ نازان ہین آج مجھے بھی اپنا جوہر ذاتی کہ جو مین نے سالہاے دراز سے حاصل کیا ہے دکھاتا ہو صاحبقران اکبر اُس پہلوان مغرور کی نعرہ زنی سے کمال بددماغ اور افروختہ ہوے اور بمجرد طلب گردان زرین علم کے میدان مین پہونچے گردان زرین علم بھی پشت مرکب سے اُتر کے آمادۂ جنگ ہوا اول نیزہ و شمشیر کے پڑ دیے وا ہیے جب کوئی حملہ اُسکا کارگر نہوا ناچار کشتی کی نوبت پہونچی اور عرصہ تک گاؤ زوری ہوا کی صاحبقران اکبر فلک قدر نے بتائید خداوند دو جہان و بدد اقبال صاحبقرانی گردان زرین علم کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور نعرۂ اللہ اکبر مار کے زور ادل ہی مین دست حق پرست پر علم کر لیا اُسوقت خسرو شاہ بادشاہ فوج بتعجیل تمام گھوڑے سے کود کر میدان مین پہونچا اور صاحبقران اکبر قمر قدر کی رکاب کو بوسہ دیا اور اپنے پہلوان ذیشان کی رہائی کا خواستگار ہوا صاحبقران روزگار دگردون وقار نے خسرو شاہ کا عذر قبول فرمایا اور حسب درخواست اُسکے پہلوان زرین علم کو رہا کر دیا اور وہ دونون ملازم و آقا بصدق دل مسلمان و فرمانبردار ہوے بعد یکسو ہونے معاملۂ حرب و ضرب کے خسرو شاہ نے صاحبقران اکبر گیتی ستان کی تین دن مہمانی کی اور بڑی دھوم سے دعوت کی اور آداب ملازمت مثل خادمان قدیم کے بجا لایا - راوی کہتا ہو کہ سلاح خانۂ طلسم اُس مرحلہ مین امانت رکھا ہوا تھا لیکن صاحبقران اکبر کو لوح بیضا سے اسطرح ہدایت تھی کہ پہلے تم ان تینون طبقات باقیماندہ کو باطل و فتح کر لینا بعد انفصال جدال و قتال کے جب پھر اسطرف مراجعت فرماؤگے اس مال و اسباب طلسمی کو جو کہ مدت مدید سے اُس طلسم مین تمھارے واسطے امانت رکھا ہو اور وہ سب فقط تمھارا حق ہو اپنے قبضہ و تصرف مین لانا و بہ دلجمعی تمام اور بہ اطمینان تمام خرچ کرنا قصہ کوتاہ چوتھے روز صاحبقران اکبر عالی قدر خسرو شاہ سے رخصت ہوے اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ روانہ کر کے خود سوار ہوے حسب معمول اُس روز بھی اثناے راہ مین وہی دیوار حائل ہوئی دیکھا کہ ایک رخ جہانتک نظر کام کرتی تھی دیوار معلوم ہوتی تھی اور تمام راہ مسدود تھی اور اسقدر بلند وہ دیوار تھی کہ طائر کی مجال نہ تھی کہ جو بقوت پرواز اُس دیوار کو طے کر جائے اور درمیان اُس دیوار کے حسب دستور سابق برج بنے ہوے تھے لیکن بخلاف اور دیوارون کے یہان پانچ برج نہایت کلان و وسیع تھے اور ایک یہ بات طرفہ دیکھی کہ اُن برجون پر بابال و پر بلیان بیٹھی تھین صاحبقران اکبر ان پردار بلیون کو دیکھکر متحیر زیادہ ہوے اور دل مین کہا الٰہی یہ نیا تماشا دیکھا اور اُدھر اُن بلیون نے صاحبقران اکبر کو دیکھا آپس مین شور و غل مچانا شروع کیا اُسوقت صاحبقران اکبر کے کان مین عجیب و غریب آوازین آنے لگین اور اُن بلیون مین سے ایک بلی سب سے زیادہ چل مچاتی تھی اور صاحبقران اکبر کی طرف بار بار دیکھتی تھی صاحبقران اکبر نے بحکم و ہدایت لوح ایک اسم پیکان تیر پر دم کیا اور

اُس گربۂ سفید کی پیشانی پر جو کہ سب سے زیادہ شور و غوغا کر رہی تھی مارا وہ تیر بقدرت قادر حقیقی پیشانی سے دماغ کو توڑتا ہوا دُم کے
پاس سے نکل گیا بمجرد تیر سے زخمی ہونے کے اُس بلی نے نہایت شور مچایا اور کہا کہ اے بھمان آگاہ ہو کہ اس آدم زاد ضعیف البنیاد
نے میری محبوبہ آرام جان کو ناحق ہلاک کیا جلد تر تو میری فریاد کو پہونچ اور اس بلائے بے درمان سے میرا انتقام لے اے فلان ظالم دیکھ
یہ دشمن جان ابلیس پرستان ہے اور چاہتا ہی کہ مجھے خاک و خون مین ملادے اور جلا کر خاک کردے اور طلسم کو فتح کر کے صاف نکلجائے
اس کافر کش کو زندہ و سلامت ہرگز نہ جانے دینا ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص عجیب الخلقت اُس دیوار سے پیدا ہوا
جسکا چہرہ مثل گربۂ صحرائی کے تھا اور قد و قامت اُمل مرتبہ اسی گز سے کم نہ تھا اور دست و پا بھی عجیب و غریب ہیئت کے تھے نہایت
غیظ و غضب مین آکر صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا اور دونون پنجے اپنے سر و مُنھ پر مارے صاحب قران اکبر موافق ارشاد
لوح پہلے ہی اُس موذی اجل رسیدہ کے حال سے مطلع و آگاہ تھے حالانکہ سب جانتے تھے تاہم اُس بلائے بد کے حملات سے
نہایت خوفناک و متردد ہوسے اور اسی حالت سراسیمگی مین اُس موذی کے حملہ کو رد کیا اور بفضل خدائے قادر و توانا اُسکے پنجے
سے جسکو پنجۂ قضا کہنا چاہیے محفوظ رہے اور جسم مبارک پر کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا ورنہ زخم سخت سے اسکے ناخن کے محفوظ رہنا
نہایت دشوار تھا اسواسطے کہ ناخن اُسکے دندان افعی سیاہ کا خواص رکھتے تھے غرض صاحب قران اکبر نے اُس موذی کے
دونون پنجون کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ وہ نابکار مُنھ کے بھل زمین پر آر ہا بس جیسے ہی وہ زمین کی طرف جھکا ادھر سے ایک ہی
وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ دو ٹکڑے کر دیا بمجرد قتل ہونے اُس موذی کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہو
اور ایسی آوازین ہولناک آتی تھین کہ جسکو سُننے انسان کا زہرہ آب ہوا جاتا تھا غرض تین ساعت کامل ایسی ہی قیامت برپا رہی
بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی کل دفع ہوئی او ماثر طوفان مطلق باقی نہ رہا اور دیوار بھی غائب ہو گئی دیکھا ایک میدان ہے
بیچ مین اُسکے ایک درخت شفتالو نہایت ہی عظیم الشان و سبز تر ہے صاحب قران اکبر سایہ مین اُس درخت شفتالو کے کھڑے
ہو رہے بعد ایک ساعت کامل کے ازہر نام ایک سردار با فوج و لشکر جرار کہ ہر ایک پہلوان اُس لشکر کا بوضع و لباس اقلیم پنجم تھا
اور سلاح و یراق سے آراستہ ایک گوشۂ بیابان سے نمایان ہوا اور اُس میدان مین پہونچکر مع ازہر سردار اپنی فوج کے پرے جمائے
مردانہ و دلیرانہ میدان رزم مین پہونچا ادھر سے صاحبقران اکبر بھی بقصد جنگ ازہر سردار کے قریب تشریف لائے اور آپس مین دونون
جوانون سے جنگ و پیکار ہونا شروع ہوئی اور ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا داد جوانمردی و مردانگی دونون نے دی آخر ازہر سردار
مغلوب ہوا اور حلقۂ اطاعت صاحب قران اکبر آویزۂ گوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کو وہ جوان پہلوان اپنے مکان پر
لیگیا اور دو شب و روز نہایت دھوم سے دعوت و مہمانی کی اور رقص و نوا و شراب و کباب کی صحبت گرم رہی صاحب قران اکبر
نہایت محظوظ ہوے تیسرے روز وہان سے رخصت ہو کر دیوار ششم کی جانب قصد فرمایا جب اُس دیوار کے قریب پہونچے دیکھا
کہ چھ برج طلائی نہایت پُر ضیا وسیع اُس دیوار مین ہین اور ایک افعی کبود رنگ ایسا پُر زہر ہے کہ اللہ کی پناہ اور اسقدر وہ فربہ و طویل
تھا کہ ہر ایک برج مین لپٹا ہوا تھا صاحب قران اکبر نے بحکم لوح اُس افعی کو تیر سے ہلاک کیا جب پیکان تیر اُس افعی کے جسم نحس مین

غرق ہوا معلوم ہوا کہ بارود مین آگ دیدی ایک آواز بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی بعد اسکے شعلے آگ کے بلند ہوئے اور ایک آن مین وہ افعی جلکر خاک سیاہ ہو گیا بعد ہلاک ہونے اُس افعی کے ایک شخص خوک صورت دیوار سے پیدا ہوا اور صاحب قران اکبر سے بجنگ و حرب پیش آیا اُس شہریار عالی تبار نے اسکو بھی شمشیر خارا شگاف دو نیم کرکے قتل کیا بمجرد ہلاک ہونے اُس شخص خوک صورت کے ایسی آواز خوفناک آئی کہ زمین کو تہلکہ ہوا اور آسمان ہلگیا اور ایسا تیرہ و تار وہ دشت ہو گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر اُس طوفان کا تماشا دیکھ رہے تھے تین ساعت کامل وہ طوفان رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ طوفان ہے نہ دیوار نہ بلیان ہین فقط ایک میدان ہے صاحب قران اکبر عالی گہر حسب معمول اُسی درخت کے سایہ مین بیٹھے رہے بعد ایک ساعت کے تیران تیرانداز مع فوج قاہرہ و لشکر جرار اُس میدان کارزار مین آیا اور تیران تیرانداز نے صفین اپنے لشکر کی ایک طرف جما مین اور صاحب قران اکبر سے مبارز طلب ہوا صاحب قران اکبر فلک قدر نے تیران تیرانداز کو بعد جنگ و پیکار کے مغلوب کیا اور وہ بھی مانند اور پہلوانون کے حلقہ بگوشی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوا اس جوان تازہ مسلمان نے بھی دو دن دعوت و مہمانداری صاحب قران اکبر کی بڑے کر و فر سے کی تیسرے روز شہریار عالی وقار یعنے صاحبقران اکبر نامدار وہان سے روانہ ہوئے اور دروازہ دوم آہنی حصار پر پہونچے دیکھا کہ یہ دروازہ بھی مثل دروازہ اول کے بند ہے اور ایک سگ آبی مانند سرطان بزرگ کے سامنے دروازہ کے ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور چارون پائے کرسی کے زمین مین دھنسے ہوے اسقدر ہین کہ کرسی کو جنبش نہین ہو سکتی صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم اس کتے کی تصویر کو مع کرسی بقوت صاحبقرانی زمین سے جدا کرکے دور پھینکا پاسی مقام پر ایک دہانہ سرداب نمایان ہوا اور اُس تہخانہ سے ایک شخص نہایت ہی کریہ منظر اور مہیب صورت جسکا چہرہ کتے کا اور جسم سرطان کا تھا اُس نقب سے نکلا اور صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا صاحب قران اکبر نے اُس جانور عجیب الخلقت کو شمشیر صاعقہ کردار سے پارہ پارہ کر ڈالا بعد اسکے ایک طوفان شدید زمین سے اُٹھا کہ زمین و آسمان دونون سیاہ ہو گئے کوئی شے نظر نہ آتی تھی دو ساعت کامل یہی حال رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور وہ سیاہی دفع ہوئی آسمان صاف ہوا بمجرد دفع ہونے طوفان کے وہ دروازہ خود بخود کھلا پایا صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ ایک خندق نہایت عمیق ہے اور پانی اُس خندق مین بھرا ہے شہریار یعنے صاحب قران عالیجاہ براہ تختہ پل گذر کر اُس پار تشریف لیگئے دیکھا کہ ابکی مرتبہ میدان تو نہین ہے لیکن صحرا ہے پر بہار و سبزہ زار ہے اور اُس سبزہ زار مین جا بجا چشمہاے شیرین و صاف جاری ہین صاحبقران اکبر حسب معمول سابق اپنی جا یعنے زیر سایہ درخت شگفتا ہو کر وہ درخت نہایت سرسبز و باردار تھا کھڑے ہو رہے بعد ایک ساعت کامل کے ایک طرف گوشہ صحرا سے ایک سردار مع فوج و لشکر جرار کہ نام اسکا ماہیار تھا نہایت عظمت و حشمت سے میدان کارزار مین پہونچکر صف آرا ہوا اور خیمہ و خرگاہ کو برپا کرایا اور انواع و اقسام کے کھانے تیار کروا کے

اور سامان روشنی و فرش و دیگر اسباب ضروری طلائی و نقرئی صاحب قران اکبر گردون شکوہ کے واسطے نہایت اہتمام و اہتمام سے بھیجا داروغہ باورچیخانہ نے صاحب قران اکبر کو آداب و تسلیمات عرض کی اور دست لبستہ عرض کیا کہ ہمارے سردار ماہیار نے حضور کو آداب و تسلیمات بصد آرزوے قدمبوسی عرض کی ہے اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ ای شہریار دولت مدار انشاء اللہ المستعان یہ خادم بھی کل صبح کو میدان رزم مین واسطے جنگ و مقابلہ کے حاضر ہوگا اور یہ خاصہ وغیرہ ارسال خدمت کیا ہے کہ حضور براہ پرورش و بندہ نوازی اس نان و نمک و ماحضر کو قبول فرماوین کہ باعث افتخار اس بیمقدار کا ہوگا صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم بغیر اُس کھانے کو بخوشی دل منظور و قبول فرماکر نوش فرمایا۔ بعد اسکے سامان مے نوشی آیا صاحب قران اکبر نے چند جام شراب ریحانی مفرح قلب و دماغ نوش کیے اور آرام فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ ماہیار کا ایک شاطر چالاک و تیزدم سبک رفتار ماہان عیار نام اس قصد سے بالا دوی کو روانہ ہوا کہ صاحب قران اکبر کو خواب راحت مین غافل پاکر بفن عیاری بیہوش کرکے اپنے لشکر مین لے آنا چاہیے تاکہ یہ مقدمہ جنگ بسہولت جلد فیصل ہوجاوے اتفاقاً صاحب قران اکبر فلک قدر پر کچھ غنودگی طاری ہوئی اور دیدۂ ظاہر بند ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ مین مطالعہ لوح کا کر رہا ہون لوح سے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ اے معزالدین خبردار و ہوشیار ہوجاؤ کہ ایک عیار طرار ماہان نام تمھاری فکر گرفتاری مین سر پر پاؤن رکھے آن پہونچا اور اُسکی نیت مین فساد نہایت بھرا ہوا ہے اور اب چاہتا ہے کہ تمکو باندھکر یہان سے لیجاوے اور سب سامان درست کر چکا ہے اب کچھ دیر نہین کہ تو غفلت مین وہ عیار قابو پاکر تمکو اُٹھا لیجائیگا جلد تر تم ہوشیار ہوجاؤ اور اُس عیار کو کہ بلاے روزگار ہے جبتک قابو پائے پاسنے تم ہی گرفتار کرو صاحب قران اکبر اُس خواب صادقہ کو دیکھکر فوراً بیدار ہوگئے اور وہ [illegible] بچشم ظاہر ملاحظہ فرمایا کہ فی الحقیقت سرہانے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ کسی طرح داروے بیہوشی سے غافل کرے اور جادر عیاری مین باندھکر اُٹھا لیجاوے صاحب قران اکبر نے اس حال کو دیکھکے دانستہ غفلت اختیار کی بس اب جو اُس عیار نے صاحب قران اکبر کو غافل پایا ہاتھ کو آگے بڑھایا صاحبقران اکبر نے قابو پاکر ماہیان عیار کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ لیا اور دست و پا بستہ درخت مین لٹکا دیا تھوڑی دیر مین صبح ہوئی اور خبر ماہیار سردار کو پہونچی کہ ماہان عیار کو طلسم کشا نے اسیر و دستگیر کرلیا ماہیار نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار عالی وقار اس خادم نے بصفاے نیت دل مین یہ امر قرار دیا تھا اور عہد کیا تھا کہ اول ان دونون امرون کا امتحان کرونگا اگر مین اس اپنے امتحان مین کامیاب ہوا تو خیر ورنہ جو میرا مقصد دلی ہے وہ ہوگا یعنے اول یہ کہ رات کو مین اس عیار چست و چالاک کو بفن عیاری بھیجونگا تاکہ وہ عیار اپنی فطرت و ہوشیاری سے شہریار کو لے آئے اگر شہریار واقعی طلسم کشا ہین تو اُس عیار کا مکر و فریب فاتح طلسم پر ہرگز موثر نہوگا تمام عیاری بے سود ہوگی ورنہ وہ عیار ضرور ہی کامیاب ہوگا۔ الحمد للہ امتحان مین نے کرلیا کہ عیاری اُس عیار کی کارگر نہوئی اب مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ حضور طلسم کشا ہین آپ کی طلسم کشائی مین کسی طرح کا فرق نہین ہے دوسرا امر یہ تھا کہ مین اُس صاحب قران روزگار سے بجنگ و حرب پیش آؤنگا

اور زور و قوت صاحبقرانی کا قرار واقعی امتحان لونگا یہ امر ابھی باقی ہی بسم اللہ حضور میدان جنگ مین تشریف فرما ہون
یہ خادم بھی واسطے مقابلہ کے حاضر ہوتا ہی جب صاحب قران اکبر نے اس پیغام کو ماہیار کے سُنا ماہیار عیار کو اُسی وقت
چھوڑ دیا اور خود بدولت واقبال حسب طلب ماہیار کے میدان مین تشریف لائے ماہیار نے بطور مردان اقلیم ہفتم
کے جنگ شروع کی صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ مین ماہیار کو حسب دستور اسیر و دستگیر کر لیا ماہیار بھی فرمانبردار ہو گیا
اور تخت جواہر نگار لیکر خود حاضر ہوا اور بجلوس شاہانہ صاحب قران اکبر کو سوار کر کے اپنے مکان مین لیجا کر اُتارا
اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت و مہمانداری کی اور خود بھی ہمہ تن خدمتگذاری مین حاضر رہا
صاحب قران اکبر فلک قدر دو روز ماہیار کے مہمان رہے تیسرے روز ماہیار سے رخصت ہو کر تیران تیر انداز کے مکان
پر تشریف لیگئے تیران سعادت نشان پہلے صاحب قران اکبر کے قدمبوس ہوا اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا صاحبقران اکبر
بدولت واقبال وہان سے مراجعت فرما کر ہر ایک دلاور کے مکان پر تشریف لیگئے اور ہر ایک جوان والا شان بعد حصول
سعادت قدمبوسی مع فوج و لشکر ہمراہ رکاب ہوا اور شہر یار کشور گیر خسرو شاہ بادشاہ کے مکان خاص مین تشریف لائے
یہان سمراج و ہزبر ہردمی اور جولان برادر طوفان مقتول کو بھی موجود پایا یہ تمام سرداران عالی وقار صاحب قران اکبر
روانگاہ کا استقبال بجا لائے اور شرف ملازمت سے بھی مشرف ہوئے اُدھر پھر صاحب قران اکبر فلک قدر حسب ارشاد
لوح بیضا سات روز اُس مکان عالی شان مین رونق افروز رہے اور ہر روز تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا اور رات
دن رقص و سرود وغیرہ کی محفل گرم رہی اور خوب محظوظ ہوئے بعد اسکے موافق ہدایت لوح بیضا ایک حاطہ مین تشریف
لیگئے اُسمین چالیس حجرے نہایت وسیع تھے بعض حجرے مین سلاح و آلات حرب ہر اقلیم کے بھرے تھے اور ایک
حجرے مین زین گھوڑے کے متعدد بھرے تھے اور ہر ایک زین ایک پارچہ الماس و یاقوت کا ترشا ہوا تھا ملک
خسرو شاہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار دولت مدار یہ زین ایک ایسے سمند صبا رفتار کی پشت پر کسا جائیگا کہ جو
عالم مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی صاحب قران اکبر گردون فر نے فرمایا بخدا مجھکو نہین معلوم وہ کون اسپ ہی کہ جسکا
نشان دیتے ہو مفصل کہو خسرو شاہ نے کہا قبلۂ عالم یہ زین اُس اسپ لاجواب کا ہی جو سمند ہزار گل توسن صاحب قران اصغر
کی نسل سے ہی اور اُس اسپ پریزاد کا نام طاوس الفرس مشہور ہی صاحب قران اکبر نے پوچھا ای خسرو شاہ تمکو معلوم
ہی کہ وہ اسپ پریزاد کس مقام مین ہی خسرو شاہ نے کہا مجھے اسقدر معلوم ہی کہ وہ اسپ خوش لجام اسی صحرا کے پہاڑ
مین کسی جا پر رہتا ہے لیکن مجھکو یہ نہین معلوم کہ اُس مرکب عجیب الخلقت کا مسکن اصلی کس مقام پر ہی صاحب قران اکبر نے
اُسوقت دل مین کہا کہ اب اس امر کو لوح کاشف اسرار سے دریافت کرنا چاہیے تو البتہ کچھ سراغ اسکا ملیگا اُسی وقت لوح
بیضا کو گلے سے اُتارا اور ملاحظہ فرمایا لوح واقف اسرار نے یہ ہدایت کی کہ اے شہریار گردون وقار اس صحرا کے پہاڑ مین ایک
قطعۂ سبزہ زار نہایت خوش گوار رشک چمن فردوس ہے جسکو کہ مرغزار صد برگ کہتے ہین اور لالہ زار کے نام سے بھی مشہور ہے وہین

اُسی مرغزار مین ایک تختہ گل صد برگ نہایت وسیع و پُر بہار ہی جسکے دیکھنے سے دل کو فرحت اور روح کو تازگی ہوتی ہے
جب صاحب قران اکبر بدولت و اقبال اُس صحرائے پر بہار مین تشریف لیجائینگے اور یہ زین یاقوت نگار بھی ہمراہ ہوگا تو وہ
اسپ پریزاد یعنے توسن طاؤس الفرس اُس زین متبرک کی خوشبو پاکر اُس مرغزار سے خود چلا آئیگا تم لوح بیضا اُس توسن
کو دکھانا اور اپنا حال مع حسب و نسب مفصل اُس گھوڑے کے سامنے بیان کردینا بمجرد سُننے تمھارے حال کے وہ اسپ
عجیب الخلقت رام ہوجائیگا اور تمھاری فرمانبرداری بدل قبول و منظور کریگا جب تم اُس اسپ مطلق العنان کو اپنا مطیع
دیکھنا دست شفقت اُسکی یال پر پھیرنا اور اسپ مذکور کو گرفتار کرلینا والسلام جب صاحب قران اکبر نے لوح سے یہ
ہدایت پائی بے اختیار ہنسے اور دلمین کہا سبحان اللہ عجیب و غریب اوصاف کا گھوڑا ہی کہ جسکی تعریف محال ہی یعنے اول اپنے
سوار کا مزاج اور اُسکے حسب و نسب سے آگاہ ہولیتا ہی اُسوقت مطیع ہوتا ہی ایسا کوئی گھوڑا نہوگا اور نیز ایسا سوار یا مالک
کون ہوگا جو اپنے پشت نامہ سے جانور کو آگاہ کرے اُسوقت جانور بھی اطاعت اختیار کرے اور قابو مین آوے اسواسطے
مجھے ضرور ہوا کہ مین اُس اسپ کو اپنے خاندان سے بالتصریح آگاہ کرون الغرض صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح بیضا
اُس صحرائے لالہ زار مین تشریف لیجا کے ملاحظہ فرمایا کہ واقعی وہ اسپ خوش خرام اُس مرغزار مین مصروف چرا ہی اور خوش فعلیاں
کررہا ہی صاحب قران اکبر اُس گھوڑے کو دیکھ کے نہایت خوش ہوے اور اُس گھوڑے کے سراپا کی کمال تعریف کی اور
کہا درحقیقت اِس شان کا گھوڑا پردۂ دنیا پر دوسرا نہوگا اب جو صاحب قران اکبر نے بچشم غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکے
جسم پر مثل طاؤس گلہائے زرین تھے اور گل اُس گھوڑے کے جسم پر چمکتے تھے اور عکس دیتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر سے
پا تک ایک تصویر جواہر نگار ہی صاحب قران اکبر اُس اسپ زرین یال کو دیکھ کے نہایت خوش ہوے اور از فراط خوشی سے
قبا جسم مبارک مین تنگ ہوگئی اُس اسپ طاؤس الفرس نے بھی صاحب قران اکبر کو دیکھ لیا اور اُس زین متبرک کی بو
خوش اُسکے دماغ مین پہونچتی بس بیتاب ہوگیا اور اسی بیقراری مین اُڑتا ہوا اُس زین کے قریب آیا اور گرد اُس زین
کے پھرنے لگا صاحب قران اکبر نے پہلے لوح بیضا اُس گھوڑے کو دکھائی اور مسکرا کر اپنا نام و نسب بیان فرمایا پس
وہ اسپ طلسم بمجرد لوح دیکھنے کے اُسی جا سکوت مین کھڑا ہوگیا صاحب قران اکبر نے اُس گھوڑے کی پیشانی پر بوسہ
دیا اور دست حق پرست یال و گردن پر پھیرا اور اُس زین کو اُسکی پشت پر رکھا اور تنگ کو کھینچا اور سجدۂ شکر یہ
پروردگار بجالائے اور بہزار شوق و تمنا ے دلی اُس اسپ برق رفتار پر سوار ہوے پس صاحب قران اکبر کا
اُس گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ ایک شور و غل مبارک باد کا اُس مرغزار سے بلند ہوا صاحب قران اکبر فلک قدر بخوشی
تمام اُس مرکب فلک سیر و جہان پیما کو مہمیز کرتے ہوے اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے حاضرین بارگاہ معلے نے جو اُس
مرکب سبک رفتار و برق وش کو دیکھا بے اختیار خوش ہوکر پاے صاحب قران اکبر کو بوسہ دیا اور مراتب دعا و ثنا
بجالائے صاحب قران اکبر کشور گیر بھی پشت زین سے اُترے اور ماہان عیار اُسوقت حاضر تھا اُسنے عرض کی اے

صاحب قران اکبر گیتی ستان اب اس خانہ زاد کی آرزوے دلی او رتمناے قلبی بر آئی اب حضور سے یہ التماس بعد شوق وتمناے دلی کرتا ہون کہ اس اسپ خوشخرام و فرخندہ قدم کی جلوداری و سائیسی کی خدمت اس غلام کے پاسے نام فرمائی جاوے۔ صاحب قران اکبر نے ماہان کا یہ التماس بدل وجان قبول ومنظور فرمایا اور طاؤس الفرس کو ماہان عیار کے حوالہ کیا اور واقعی یہی تھا کہ سواے ماہان عیار کے اور اس خدمت کے کوئی شخص لیاقت نہ رکھتا تھا ماہان عیار جب اس خدمت سے سرفراز وممتاز ہوا نہایت خوش ہوا اور اسپ طاؤس الفرس کو نہایت شائستگی سے ایک جاے عمدہ اور تحفہ مین کھڑا کیا اور خدمت چاکری مین اُسکی مصروف ہوا جس وقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے فراغت پائی حسب الارشاد لوح سلاح خانۂ طلسم مین تشریف لائے اور صندوقون کو ملاحظہ فرما کر بند کروا دیا اور حکم دیا کہ اس تمام اسباب کو حجرون سے باہر لاؤ اور شمشیر افعی کو زیب کمر کیا بعد اسکے قلعہ سے باہر تشریف لائے اُسی وقت ملک متین آہن پوش بھی موافق بشارت مع فوج وسپاہ واسطے ملازمت شہریار گردون وقار کے حاضر ہوا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا شہریار گردون وقار نے ملک متین پر نوازش شاہانہ فرمائی اور فرمایا کہ اے ملک طلسم یہان تمھارا آنا کسطرح ہوا اور ہمارے حال سے کیونکر تمھین اطلاع ہوئی کہ ہم یہان موجود ہین ملک متین نے عرض کی ای شہریار گردون وقار غلام کو عالم واقعہ مین جناب حکیم اقلینوس الٰہی نے مطلع فرمایا کہ جلد تو صاحب قران اکبر کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو جب مین حیران ہوا کس مقام پر صاحب قران اکبر کی ملازمت ہوگی بمجرد اس خیال کے جناب حکیم صاحب نے خود ہی فرمایا کہ صاحب قران اکبر فلان مقام مین تشریف رکھتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ تمھارا شہر یہان سے کسقدر فاصلہ پر ہے ملک متین نے عرض کیا اے شہریار دولت مدار غلام کا وطن اس مقام سے دس فرسنگ کامل ہے چنانچہ مین قریب نصف شب کے اپنے یہان سے روانہ ہوا تھا اور نہایت سرعت سے طے مسافت کرکے یہان پہونچا ہون اور ملازمت حاصل کی۔ الغرض صاحب قران اکبر نے لوح واقف الاسرار کو دیکھا لوح نے یہ ہدایت کی کہ ای شہریار گردون وقار اب تم یہان سے شہر متانت حصار کی سیر کو جاؤ لیکن اول تین چار روز ملک متین کی مہمانداری و دعوت کو قبول فرماؤ تخت فرمان جلالی پر اجلاس فرما کر سکہ وخطبہ اپنے نام جاری فرماؤ اور اسی ذیل مین شہر متانت حصار کی سیر بھی بخوبی ہو جائیگی پھر اس مال و متاع طلسمی کو مع سلاح ویراق وغیرہ ملک متین کے سپرد فرمانا اور ملک متین کو حکم دینا کہ جس وقت مین طلب کرون تمام اشیا کو حاضر کردے لیکن بالفعل ملک متین کو شہر عسکریہ کی طرف روانہ فرماؤ اور جسقدر سردار و افسر و پہلوان قلعۂ آہن حصار مین ہین اُن سب کو ملک متین کے ہمراہ روانہ کردینا اور یہ تاکید کرنا کہ یہ سب شہر عسکریہ مین پہونچکر ہماری تشریف آوری کے منتظر رہین صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے احکامات لوح کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہن لیا اور ملک متین سے فرمایا ای ملک اب تمھارے کیا قصد ہین ملک متین نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اب غلام کا یہ قصد ہے کہ حضور کو شہر مین لیجاؤن اور جہان تک مجھ سے ہو سکے حضور کی خدمت مین بدل وجان بجا لاؤن کس واسطے کہ مدت العمر

غلام اسی روز کی امیدواری مین رہا کرتا تھا وہ کونسا دن ہوگا کہ حضور میرے خانۂ تاریک کو اپنے نور قدم سے منور فرمائینگے
صاحب قران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہی ہمکو بھی تمھاری مہمانی و دعوت بدل قبول و منظور ہے قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر
کشورستان حسب الہدایت لوح بیضا شمشیر افعی زیب کمر فرماکر اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوے اور منزل خنا کھ
خسرو شاہ سے جو آہن حصار مشہور مقام ہے روانہ ہوے اور کل سردار اور افسران طلسم ہمراہ رکاب پیادہ تھے شہریار
گردون وقار نے سردارون کو باصرار تمام گھوڑون پر سوار کرایا اور بجلوس شاہانہ و تجمل ملوکانہ شہر متانت حصار مین
داخل ہوے اثنا سے راہ مین سیر عمارات و دکان و بازار شہر کو بھی بخوبی ملاحظہ فرمایا اور لطافت شہر و صفائی و آبادی کو
نہایت پسند فرمایا اور ساکنان شہر بھی بنی نوع انسان کی صورت نہایت باوضع اور خوش پوشاک و خوبصورت دیکھے
صاحب قران اکبر فلک قدر سیر شہر ملاحظہ فرماتے ہوے اور ساکنان شہر کو دیکھتے ہوے ایوان شاہی مین داخل
ہوے اور چار روز بخوشی دل تخت جہانبانی پر اجلاس فرمایا بعد اسکے پانچوین روز ملک متین آہن پوش سے
ارشاد فرمایا اے ملک اب ہماری یہ راے ہی کہ تم سلاح خانہ طلسم کو لیکر مع سرداران طلسم شہر عسکریہ کو جلد روانہ
ہو جاؤ اور ہماری تشریف آوری کے منتظر رہو ملک متین نے عرض کیا فدوی تابع فرمان ہی جو حکم ہو بدل و جان بجالاوے
اور فوراً بجمعیت سرداران طلسم روانہ شہر عسکریہ کو ہوگیا صاحب قران اکبر بھی بعد جانے ملک متین کے پھر آہن حصار
مین تشریف لاے حسب الارشاد لوح واقف الاسرار ایک روز خسرو شاہ کے گھر مہمان رہے اور دوسرے روز توسن طاؤس الفرس
پر سوار ہو کے تنہا دروازۂ دوم قلعہ آہن حصار سے نکلے اور اُس وقت سواے ماہان عیار کے اور کوئی شخص دوسرا جلو
مین حاضر نہ تھا شہریار دولت مدار صاحب قران اکبر روزگار جس راہ سے کہ پہلے تشریف لائے تھے اُسی راہ سے روانہ ہوے
اس مرتبہ قطع مسافت مین کوئی تکلیف پیش نہین آئی بلکہ بخلاف سابق کے ہر منزل پر ایک عمارت مختصر ملتی جاتی تھی اور
ہر ایک جگہ پر آب و طعام و دیگر سامان ضروری مہیا تھا صاحب قران اکبر گیتی ستان بحیرت و استعجاب طی منازل و
قطع مراحل کرتے ہوے چوتھے روز اُسی قصر عالی مین پہونچے واقع ہو کہ سرزمین طلسم بیضا مین یہ قصر عالی شان بھی بجاے
خود ایک طلسم سرور بخش و حیرت افزا حکماے با فرہنگ کا ساختہ و پرداختہ تھا اور بانیان طلسم باد انش و فہم کی حکمت
و صنعت کا ایک نمونہ تھا یعنے عالی شان طلسم ہند نے اس قصر بے عدیل و بے نظیر کو درمیان بیابان طلسم مرحلہ دوم و سوم
کے بزور علم و حکمت تعمیر کیا تھا یہ وجہ ہے کہ جو اس قصر کا نام بھی قصر النیرین رکھا گیا ہی کہ درمیان دو بیابان طلسم کے
واقع ہوا ہی اور اصل منشا حکماے پیشین کا اس قصر کے بنانے سے یہ تھا کہ صاحب قران اکبر فاتح طلسم کا عقد اسی
قصر رفیع الشان مین ہو چنانچہ اسی حال مین یہ بیان بھی گذارش کیا جائیگا

تشریف آوری صاحب قران اکبر شہنشاہ بحر و بر کی قصر النیرین مین اور عیش و عشرت مین

مصروف ہونا اور شراب ناب طلسم سے مدہوش ہونا اور پہونچنا خواتین عالی وقار کا اتفاقات زمانہ سے اُس قصر عالی میں اور ملاقی ہونا صاحب قران اکبر فلک قدر سے اور تمامی واقعات گذشتہ کا بیان کرنا معرض ہوتا ہے

گلدستہ بندان گلستان خیال و گل آرایان چمنستان مقال اِس داستان فرحت عنوان سراپا مسرت ونشاط کو اس طرح نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ کرتے ہین کہ جسوقت صاحب قران اکبر نامدار و شاہزادۂ عالی وقار بار دیگر باغ قصر النیرین مین تشریف لائے اس مرتبہ اُس باغ کو ایک طرح کی رونق و آرایش مین ہزار درجہ اول سے بہتر پایا یعنے ایک امر تو فقط یہی تھا کہ اول مین باغ سُن سان تھا نہ آدمی نہ حیوان نہ پری زاد نہ انسان اور اب جو دیکھا تو تمام باغ پریزادان شعلہ رخسار و ماہ جبینان طرار سنبل مو و عنبر بو سے مملو ہے ابھی صاحب قران اکبر نے اندر دروازۂ باغ کے قدم نہ رکھا تھا کہ یکایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا یعنے دیکھا باغ مین ہر روش پر چمن کی کچھ کنیزان ترکیہ و حبشیہ و خواجہ سرا دونون طرف صف بستہ کھڑے ہین اُنکے بشرے سے ظاہر تھا کہ یہ سب صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار مین ہین اور دروازۂ باغ پر بھی سامان جلوس سواری وغیرہ موجود تھا جب شاہزادۂ فلک قدر نے باغ جنت آئین مین قدم رکھا ہر طرف سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی اور فتح طلسم کا شور از زمین تا آسمان ہو رہا تھا جب صاحب قران اکبر قریب اُن حاضرین باغ کے پہونچے سب نے دست بستہ نہایت ادب سے سلام کیا اور ہر ایک زن و مرد نے قدمبوسی حاصل کی اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور ہمراہ رکاب ہوے ہرچند کہ صاحب قران اکبر گردون حشم اُن نازنینان ماہرو سے صورت آشنا بھی نہ تھے لیکن ہر ایک زن و مرد کے حال پر الطاف و عنایات خسروانہ فرمائی اور ہر ایک کی حال پرسی و مزاج پرسی نہایت خندہ پیشانی سے حسب لیاقت کی اور آہستہ آہستہ اُس باغ جنت نظیر کا تماشا دیکھتے ہوے اور اُن پریزادان شوخ و شنگ سے برمز و کنایہ باتین کرتے ہوے اُس قصر مین پہونچے گھوڑے سے اُترے اسپ طاؤس الفرس کو ماہان عیار کو دیا ماہان جلودار نے گھوڑے کو ٹہلانا شروع کیا بعد پسینہ خشک ہونے کے ایک گوشۂ باغ مین ایک تنۂ درخت مین باندھ دیا صاحب قران اکبر نامدار نے باغ کے کنارے کھڑے ہو کر لوح طلسم کو گلے سے اُتار کے ملاحظہ فرمایا کہ اب ایسی جائے مسرت انگیز مین کیا کرنا چاہیے اور کسطرح اسنے پیش آنا چاہیے کیونکہ بعد ایک مدت دراز کے یہ ہنگامۂ لطف افزا دیکھنے مین آیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار نامور و صاحب قران اکبر تم اب خاطر جمع رکھو اور اس مقام دل آرام مین کہ نمونۂ جنت اور رشک فردوس برین ہی ہرگز یہان سحر و افسون کا دخل نہین ہے اور نہ کسی طرح کا مکر و فریب ہی شوق سے بلا خوف و خطر باطمینان تمام رہو اور سیر و تماشا خوب ملاحظہ فرماؤ بلکہ چندروز بعیش و سرور یہین بسر کرو کلفت سفر و کسل راہ جب بخوبی رفع و دفع ہوجاوے پھر اختیار ہے لیکن یہان صانع کی صناعی کو دیکھو کہ کیا تماشائے حیرت افزا وقوع مین آتا ہی اے شہریار دولت مدار تمھاری محبوبہ سیمتن عذار و شمع رخسار

کبھی اسی باغ جنت نشان مین موجود ہین تم اُنکے جلوۂ حُسن و جمال جہان آرا سے مسرور ہوگے اور اس رنج سفر کے ثمرے بھی
نجاپُنگے و السلام جب صاحب قران اکبر نے یہ مژدہ لوح طلسم سے پایا کہ چارون خواتین یعنے ملکہ فصیح دلکشا و ملکۂ
ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ نوبہار و ملکۂ شمسۂ تاجدار وغیرہ دلربا ے صادق و محب واثق کی ملاقات میسر آئیگی جناب قران اکبر
اسقدر خوش ہوے کہ قبا جسم مبارک مین تنگ ہوگئی اور چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا لوح کو بوسہ دے کر گلے مین ڈال لیا
اور سجدۂ شکر درگاہ چارہ ساز و مجیب الدعوات مین بجالائے اور بانیان طلسم کے حق مین دعاے خیر و مغفرت کی قصہ کوتاہ
جب صاحب قران اکبر نے اُس صحن مین قدم مبارک رکھا بس اُسی وقت اُس شہریار گردون وقار کے گرد وپیش نازنینان
ماہ لقا و زہرہ جبینان دلربا نازک اندام و سیاہ خرام جمع ہوگئین صاحب قران اکبر خرامان خرامان اُسی ایوان عالی شان مین
تشریف لائے جہان پہلے تشریف لائے تھے ہزار ہا نازنینان سنبل مو ہر طرف ایوان مین انتظار کر رہی تھین فوراً واسطے
استقبال صاحب قران اکبر کے کھڑی ہوگئین جسوقت وہ شہریار گردون وقار قریب ان ماہ پیکر زہرہ مثال کے پہونچا
سب نے فتح طلسم کی مبارکباد دی اور کہا کہ مصرعہ

اے آمدنت باعث آبادی ما +

صاحب قران اکبر فلک قدر اُن پریزادان خورشید مثال کی اداے دلبری و شیرین بیانی سے نہایت ہی خوش ہوے
اور ایک نازنین سے کہ اُن سب مین شوخ و سنگ و تیز و چالاک تھی پوچھا کہ اے فلان ہمکو اس حال سے مطلع کرو کہ تم کون لوگ
ہو اور کس باغ و قصہ مین کس تقریب سے آئے ہو اور اصل مالک اس مکان و باغ جنت نشان کا کون شخص ہے اور حاکم یہاں کا
کون ہے اُس نازنین نے بناز و انداز یہ جواب مسکرا کر دیا کہ اے شہریار گردون وقار یہ باغ رشک فردوس جناب حکمت مآب
حکیم اسقلینوس الٰہی اور حکیم بزرگ دانش کا بنایا ہوا ہے اور مالک اس باغ و مکان کی ہماری ملکۂ معظمہ و مکرمہ ملکہ طلسم اور اُسکا
مہمان گرامی قدر و عالی منزلت ہے اور ہم حاضران قصر اپنی اپنی خاتونون کی خدمت گذار ہین اور اسوقت ہم سب حکم سے اپنی
اپنی خاتونون کے حضور کے استقبال کو آئے ہین کہ حضور کو باعزاز و احترام ایوان عالی مین لیجاوین الحمد للہ ہماری مراد دلی
بر آئی کہ حضور نے اس قصر کو بوز قدم سے منور فرمایا صاحب قران اکبر نے فرمایا تمھاری خاتون کون ہے اور نام اُنکا کیا ہے
قوم آتشی سے ہے یا انسان سے اور تمھارے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکۂ باغ و ایوان کوئی نازنین ہے اور خاتون اصلی اور اُسکی
مفصل بیان کرو کہ اس جملہ کو ہم سمجھین اُس نازنین شوخ دیدہ نے عرض کیا اے صاحب قران اکبر اس امر کے استفسار مین حضور
عجلت نہ فرمائین انشاء اللہ تعالےٰ جو کچھ ہوگا حال ظاہر ہوجائیگا صاحب قران اکبر اس جواب سے نہایت متعجب ہوے
اور خاموش اس ایوان عالی شان مین اسی مقام عشرت فزا مین تشریف لائے جہان پہلے تشریف لائے تھے اور عالم خواب مین
اپنی معشوقان نازک اندام و گلفام کو دیکھا تھا و متحیر ہوے تھے پہلے یہ حال قلم بند ہوچکا ہے یقین ہے کہ ناظرین والا کی
نظر سے گذرا ہوگا - الغرض شہریار گردون وقار صاحب قران اکبر نامدار اُس قصر کے ایوان مین تشریف لائے اور تخت عقر

براجلاس فرمایا اور اُدھر وہ جملہ پریزاد اپنے اپنے کاروبار مین مصروف و مستعد ہوگئین کوئی آب گرم لیکر حاضر ہوئی کوئی
اُس آب گرم سے پاؤن دھلانے لگی کوئی کمسرائی کرنے لگی کوئی خاصدان و دستمال لیے ہوے سامنے دست بستہ
کھڑی ہوئی کسی کے ہاتھ مین سلفچی آفتابہ تھا اور اکثر فقط عمدہ عمدہ پوشاکین اور طرح طرح کے زیور پہنے استادہ تھین جب
صاحب قران اکبر گرد و غبار سے ہاتھ پاؤن کو پاک و صاف فرما چکے اُن نازنین سے ایک پری نازک اندام نزاکت پری نام
مع اور دو نازنینان حسین و مہ جبین کے کہ ان سب مین ذی لیاقت تھین صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت مین حاضر
ہوئی اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار گردون وقار سامان مئے نوشی یہان موجود ہے اور ہر ایک طرح کی شراب ناب و مے گلفام حاضر ہے
حکم ہو تو مع کشتی و جام و صراحی و ساقی حاضر ہو اور ناچ حضور ملاحظہ فرمائین تو شروع کیا جائے صاحب قران اکبر نے فرمایا
اس تواضع و تکریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھین مالک قصر دباغ ہو اور کوئی نہین جو ہماری تواضع کرے ہم مہمان شاید تمھارے ہی
ہین تمھین ہماری خاطر داری و مہمانداری کروگی آؤ تمھاری ہی صحبت گرم کرین ہم تمھارے مصاحب ہین اور تمھین سے ہنگامہ
بوس و کنار بھی گرم کرین سبحان اللہ اس طلسم مین عجیب و غریب رواسم پیش نظر ہین نہین معلوم بانیان طلسم نے
اس مقام حیرت افزا مین کس مصلحت سے یہ قرینہ مقرر کیا نزاکت پری نے عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار ہم بیچاری کنیزین
کس قطار و شمار مین ہین کہ خدمت ساقی گری حضور کی ادا کرین اور اپنے ہاتھ سے حضور کو شراب پلا دین معاذ اللہ اگر ہم
سے کوئی کنیز اس فعل کو اختیار کرنے کا قصد کرے فوراً عذاب سخت مین مبتلا ہو جاوے حضور ایسا خیال نہ فرمائین مگر ہان
حضور کچھ دیر صبر فرمائین گے تو نتیجہ صبر کا اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ خداوند عالم صورت مراد ظہور مین لائے اے شہریار
صاحب قران اکبر آپ خاطر جمع فرمائین بقدرت خداوند جہان بہت جلد ساقیان سیم ساق و نازنینان شہرہ آفاق حضور مین حاضر
ہوا چاہتی ہین وہی ملکہ آفاق حضور کو جام شراب ناب دینگی ہم کنیزان خدمتگذار معذور ہین تا آنکہ ان خاتونان سیمبر راہ پکڑ کے
حضور ارشاد فرمائین تو یہ کنیزان خاص شراب رمانی حاضر کرین حضور خود دست حق پرست سے نوش فرمادین کہ کسل راہ و کلفت
سفر دور ہو ہم کنیز و پرستار کی یہ لیاقت کہان کہ ہم مثل محبوبان جہان کے حضور کی صحبت کو گرم کرین صاحب قران اکبر نے
فرمایا خیر یہ امر دوسرا ہے لیکن اے نزاکت پری تیری شیرین زبانی اور رنگین بیانی سے ہم بہت خوش ہوے اور تیرے عذر
معقول کو تسلیم کیا مگر ہم تجھسے یہ پوچھتے ہین کہ اگر ہم شغل مے کشی شروع بھی کردین اور تیری خاتونان تغافل شعار نہ آئین تو کیا ہوگا۔
اور کسقدر ہمکو ملال ہوگا دیگر یہ کہ جب ہم نشۂ شراب سے سرشار و بیخود ہوگئے اور وہ آئین تو ہمکو اُنکے آنے سے کیا لطف
ملیگا بقول کسی کے مصرعہ

بس ازانکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

نزاکت پری نے عرض کیا حضور خاطر جمع فرمائین ہماری خاتون عالی قدر اب آیا ہی چاہتی ہین حضور بادہ عشرت افزا کا شغل
فرمائین صاحب قران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھاری خاطر سے تمھاری التجا کو قبول و منظور کیا جلد جاؤ اور سامان مے نوشی

لاؤ ہمنے بخوشی خدمت ساقی گری تمکو دی جب تک تمھاری خاقان معظم نہ آوینگی ہم تمھارے ہی ہاتھ سے دو چار جام نوش کرینگے نزاکت پری چند شیشہ شراب ارغوانی و رمانی مع جام و صراحی کشتی مین لائی اور کباب واسطے گزک کے بھی لائی اور خود نزاکت پری نے جام بلورین مے ارغوانی سے لبریز کیا اور دست حنائی مین لیکے بکمال نزاکت مسکرا کر صاحب قران اکبر کو دیا صاحب قران اکبر نے وہ جام فرحت افزا نزاکت پری کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور حرف و حکایات با مزہ نزاکت سے نقل کرتے جاتے تھے اور جام مے خوشگوار نوش فرماتے جاتے تھے اور وہ جام پر جام دیتی جاتی تھی۔

اب راوی رنگین خیال صاحب قران اکبر فلک قدر کو یہان شغل بادہ نوشی مین مشغول رکھتا ہے اور دو کلمہ اس قصر کی حقیقت مین گذارش کرتا ہے

نظم

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو — گریبان پھاڑنے پر باندھوانے اپنے دامان کو

نہ اٹھ کر دربدر ہو کنج عزلت مین جو بیٹھا ہے — دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو

دو روزہ نوجوانی ہی دو روزہ تاجداری ہے — مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

کبھی دل کھول کر شوق شہادت مین جو رویا ہون — کیا ہی حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی انسان کو رہتی ہی — لحد مین پاس رکھ دیتے ہین ور افتادہ دندان کو

نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلے و ادنے کی — سکندر تشنہ رہجائے پیئے خضر آب حیوان کو

زبس ہے اقبال سیم و زر زہے عز و شرف آتش — تمام آرائشون مین سے چُنا اس رخ نے افشان کو

رہ نوردان شاہراہ صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین و طریقت آشنایان حقیقت گزین جنکی نظرون مین عطاے عقل فعال سے بے کشف عطامشرقستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہے اور صفاے باطن سے مثل مرات تجلی بجز بغیر احتیاج زنگ زدا ہر ایک روشنضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے اس تصدیق نظری کو لباس تصور بدیہی یون پہناتے ہین پہلے اس جملہ کو بھی گذارش کرنا ضرور ہے تا کہ ناظرین والاتمکین بناے قصر کی اصل کیفیت سے بخوبی واقف ہو جائین اور کوئی دقیقہ مبہم نہ رہجائے یعنے جسوقت حکیم اقلینوس الٰہی و حکیم بزرگ دانش بانیان طلسم بزدو نے علم نجوم زائچہ کرکے حال کلی و جزوی سے واقف ہوگئے کہ فاتح طلسم یعنے شاہزادہ عالیجاہ معز الدین والا بارگاہ صاحبقران اکبر پہلے طلسم اجرام و اجسام عجائبات حکیم ارسطو مین داخل ہونگے اور معرفت داروغہ عجائبات حکیم قسطاس الحکمت کے اُس طلسم عالی کی سیر فرمائینگے اور اُس طلسم عالی مین شاہزادیان کہ ہر ایک اپنے وقت کی سرخیل حسینان جہان ہوگی عقد نکاح

مین شاہزادۂ گردون وقار کے آئینگی اُنمین سے دو شاہزادیان نوع پریزاد آتشین نہاد ہونگی اور ایک انسان کی نوع سے ہوگی یعنے ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ صبح دلکشا و ملکۂ ناطقۂ روشن بیان اور شاہزادۂ عالی تبار بھی اُن خواتین ماہ جبین کی شورش عشق و سودائے محبت و مصائب مین مبتلا ہوگا اور اکثر صحبت عیش و عشرت بھی وہ شاہ عالیجاہ ان خواتین سے گرم کریگا بعد اسکے ہمارے طلسمات اور منزل خاص ملکۂ شمسۂ تاجدار عذب البیان کیطرف تشریف فرما ہوگا۔ ہرچند کہ شاہزادۂ آفاق کا تخت فرماندہی کو ترک کرنا اور ملک و دیار کو چھوڑنا اور مان باپ سے منھ موڑنا غلبۂ شوق و ولولۂ عشق ملکۂ شمسۂ تاجدار عذب البیان سے تھا لیکن چونکہ نوشتۂ تقدیر تھا لہذا اُسکا پیش آنا ضرور تھا جب حکماے عالی منزلت کو اس حال سے اطلاع ہوئی مایوس ہوگئے۔ الغرض جب بانیان طلسم کو احکام نجوم سے یہ حال معلوم ہوا اور کل امور آئندہ دریافت ہوے دونون حکماے عالی منزلت کی خاطر نازک پر بوجہ بشریت کے نہایت شاق گذرا اور بوجہ رشک و حسد کے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارا مہمان عزیز جسکو ہم بمنزلۂ جان کے بلکہ بہتر از جان سمجھتے ہین وہ پہلے طلسم ارسطو مین جائے اور وہان کی سیر اور تماشے کے بعد منزل اصلی کی طرف توجہ فرمائے یہ امر از سرتاپا خلاف آئین محبت ہے پس یہ خیال گذرا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ شاہزادہ معز الدین کہ اصل مین وہ ہمارا مہمان عزیز ہے سیر و تماشاے جاے غیر سے باز رہے اور اول اُس طرف کے قصد و ارادہ سے احتراز کرے چونکہ دونون حکیم اپنے وقت کے ارسطوے ثانی تھے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہوے اور بروقت بناے طلسم انتہاے علم و حکمت کو کام مین لائے اور کوئی دقیقہ تسخیر وغیرہ سے فروگذاشت نہ کیا اور رات دن اسی کی فکر و جستجو مین رہے چنانچہ جلدہاے سابق مین بھی اس حال و واقعات طلسم بیضا کو مفصل و مشرح بیان کیا ہے غالباً ناظرین قصۂ ہذا کو یاد ہوگا الغرض دونون حکماے عالی وقار نے بجد و جہد تمام یہ تدبیر کی کہ چار نازنینان پریزاد و بنی الجان کو بزور علم تسخیر و علم حکمت و اعمال طلسمی قبل از ولادت صورت سے اُن چارون خواتین طلسم اجرام و اجسام کے مشابہ کیا اور اس طلسم عالی یعنے طلسم بیضا مین پرورش و پرداخت عمل مین لائے اور وہ نازنینان مصنوعی خاتونان اصلی یعنے نوبہار و ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ صبح دلکشا و شمسۂ تاجدار سے ایسی مشابہ کین کہ سرمو فرق اصلی و نقلی مین باقی نہ رہا اور اس امر سے ان حکماے با فرہنگ یعنی حکیم سقلینوس و حکیم بزرگ دانش کا یہ منشا تھا کہ جسوقت شاہزادۂ معز الدین اس سرزمین مین وارد ہوگا اور سیر و تماشا دیکھیگا پس ان نازنینان مصنوعی پر ایسا فریفتہ و مفتون ہو جائیگا اور انکے سوداے عشق مین ایسا از خود رفتہ ہوگا کہ محبوبان اصلی کی طرف ہرگز توجہ نہ کریگا اور صورت ان پریزادان اصلی کی اُسکی لوح دل سے بالکل سہو اور محو ہو جائیگی چنانچہ اسواسطے اُن حکماے عالی منزلت نے بزور علم چار دختران خورشید رخسار نہایت حسین و خوبصورت و نہایت شوخ و شنگ بنائین دو اُنمین پریزاد اور دو آدم زاد تھین لیکن آدم زاد بھی ایسی کہ اُنکے آگے پریون کی کیا اصل تھی ان چارون کو طلسم بیضا سے انتخاب کیا اُنمین ایک دختر ملک اذفر شاہ بادشاہ طلسم کی تھی جو کہ صورت اور قیافہ اور وضع و شکل مین ملکۂ صبح دلکشا سے بالکل مشابہ تھی

نام اُسکا ملکۂ صبح روشن گہر تجویز کیا اور دوسری ملک افلاک مینائی کی دختر بلند اختر ہمشکل ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے تھی
اُسکو بھی پسند کیا اسی طرح دو دختریں بنی الجان ایک ملک زر دھنگ کی دختر کو جو ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی ہمشکل و وضع اور
اعضا سے مناسبت رکھتی تھی قرار دیا اب رہا معاملہ ملکۂ شمسئہ تاجدار کا کہ وہ بذات خاص کل کائنات طلسم مین بادشاہ و مالک
طلسم و ساکنان طلسم ہی بلکہ سب طرح سے زیادہ وہی عالی منزلت ہی اور فرزندان حکماے عالی منزلت مین شمار کیجاتی تہے
اس صورت مین بانیان طلسم کو ملکۂ شمسئہ تاجدار کی شکل سے مشابہ کرنے کی ضرورت نہوئی لیکن فقط واسطے رفع اعتراض کے
ایک نازنین اور بھی انتخاب کی کہ مبادا کوئی شخص حکماے کے علم و عمل پر معترض ہو اسوجہ سے حکماے عالی قدر نے دختر ملک
متین آہن پوشں کو ملکۂ شمسئہ تاجدار کی ہمشکل و ہم وضع کیا اور اس عمل کی ابتداے بناے طلسم سے بنیاد ڈالی تا یہ چارون دختران مصنوعی
اُن دختران اصلی کی ہمشکل و ہمصورت ہون اور ابتداے پیدایش سے تا روز موعود ایک ہی ترکیب اور وضع پر پرورش و پرداخت
انکی کی گئی گو کہ حکماے یا فرہنگ کے نزدیک ترتیب اس عمل کی نیرنگ و شعبدہ کے طور پر نہ تھی کہ جو حرکات دلبری اور دلربائی و نا
و رعنائی و رفتار و گفتار اُن نازنینان و خاتونان اصلی کے تھے اسباب و علامات شاہدی و انداز محبوبی ان بیچاری نازنینان
مصنوعی کو کہان اور کس طرح نصیب ہونگے مگر ملکۂ صبح دلکشا کا چہرہ بہ نہایت ہی صحیح و درست تھا باین وجہ کہ حکیم مطلق صورت گر ازلی
نے صبح روشن گہر بنت ملک اذفر شاہ کو از سرتا پا شکل و صورت اور ناز و انداز و حرکات و سکنات محبوبیت و دلربائی مین صبح دلکشا
کے ایسا مشابہ کر دیا کہ دونون مین مطلق فرق نہ تھا اس سبب سے عمل حکماے عالی منزلت کا نسبت صبح روشن گہر کے کامل ہوا
اور اُن تینون نازنینان و خاتونان اصلی کی صورت سے تفاوت تھا تاہم تاثیر عمل طلسم سے حسن و صورت و صفائی رنگ مین اسطرح
مشابہ اور ہم صورت ہوگئی تھین کہ اصلی کو چھپاؤ اور نقلی دکھاؤ تو مطلق تمیز نہو کہ وہ کون ہی اور یہ کون ہی علاوہ اسکے بانیان طلسم
نے ایک نسخہ شراب ربانی کا باعمال حکمت مخصوص اسی کام کے واسطے سرزمین طلسم مین ترتیب دیا تھا کہ وقت موعود وہ شراب بھی
فاتح طلسم کے کام آئے اور وہی نتیجہ ظاہر کر دے کسواسطے کہ حکماے بانیان طلسم اس حال سے خوف واقف و ماہر ہو چکے تھے
کہ طلسم کشا طلسم ارسطو کی سیر سے فارغ ہو کے ضرور اس طرف تشریف لائینگے اور واسطے فتح طلسم بغیا سرزمین طلسم مین داخل
ہونگے اور فتح مراحل طلسم کر کے ضرور قصر عالی مین پہونچینگے اور تھوڑے روز اسی قصر مین بعیش و عشرت رہینگے چنانچہ اسی واسطے
نسخۂ شراب ربانی ایجاد کیا اور یہ خاصیت اس شراب مین حکماے نے رکھی ہی کہ جسوقت طلسم کشا ان چارون نازنینان طلسم سے
کسی نازنین کے ہاتھ سے تین جام شراب نوش فرمائینگے بادۂ طلسم سے اسقدر مست و سرشار ہونگے کہ نازنینان باحسن و
جمال حسن نازنینان اصل سے زیادہ بہتر و خوشتر نظر انور مین معلوم ہونگی اور محبت و دل بستگی معشوقان اصلی سے کہین زیادہ
ہو جائیگی اور اگر طلسم مین تین جام سے روز زیادہ نوش فرمائین یعنے چھ جام تو طلسم کشا نو روز کامل اسی محویت و بیخودی مین
رہینگے اور انتیس روز غلبۂ عشق عارضی طلسم کشا کے دل عشق منزل مین رہیگا اور اگر بارہ جام شراب طلسمی کسی محبوبۂ مصنوعی
کے دست حنائی سے طلسم کشا نوش فرمائین تو نو برس اور نو مہینے اثر طلسم دل سے طلسم کشا کے زائل نہوگا اور محبت اُن

نازنینان اصلی سے نازنینان مصنوعی کی حد سے زیادہ قائم ایسی ہوجائیگی کہ نازنینان اصلی کیطرف اصلا رغبت نہوگی بلکہ نوبت
سودا ے عشق اُن محبوبان مصنوعی کی اس درجہ پہونچیگی کہ کبھی دلمین طلسم کشا کے اُن ماہ وشان اصلی کا خیال تک نہ آئیگا
ہمہ تن اُنھین نازنینان طلسمی کے اشتیاق دیدار جمال عالم افروز مین مبتلا اور نشۂ الفت مین سرشار ومدہوش رہیگا دفعۃً کو تاہ
وہ دونون حکیم عالی منزلت وصاحب فطرت بوجہ رشک وحسد کے اس عمل کے فکر وتدبیر کی تیاری مین مصروف وسرگرم
ہوگئے جب حسب دلخواہ یہ عمل تیار ہوچکا اور انجام کو بھی بخوبی پہونچگیا اُسوقت اُن چارون دختران دلبہ جبینان مصنوعی کو
اہالیان طلسم سے انتخاب کرکے اُنکی ابتدا ے ولادت سے ایک ایک رشک قمر وماہ پارہ کے واسطے ایک ایک باغ
رشک فردوس اور قصر عالی منزل علیحدہ علیحدہ سرزمین طلسم مین تیار کرا دیا کہ اسی باغ وقصر مین بود وباش اُنکی ہوا اور وہ باغ
بجاے خود اثر طلسمی سے تھا اور اُن ماہ وشون کے والدین کو یہ حکم دیا کہ تم اپنی دختران ماہ پیکر کو روز ولادت سے انھین
باغہاے دلکشا وقصرہاے فرحت افزا مین رکھو ہر ایک پری پیکر رات دن اپنے اپنے باغ وقصر مین پرورش پائے تا وقت
موعود حسب وصیت اسی باغ مین اُن دختران عالی قدر کی سکونت رہے جسطرح قصر مین ملکہ شمشہ تاجدار کا نشوونما یا نا مقرر
ہے اسی صورت سے ان دختران مصنوعی کی بھی پرورش ہوتی رہی اور کسی پر ظاہر نہوا پوشیدہ سب سے یہ کام ہوا چنانچہ
موافق ارشاد ووصیت حکماے عالی قدر کے روز پیدایش سے اسوقت تک چارون دختران طلسم نے باغہاے مذکور
مین پرورش پائی اور ہر ایک جداگانہ اپنے اپنے باغ مین رہتی تھی اور پرورش پاتی تھی مگر تھوڑے دنون بعد اتفاقات زمانہ
سے ایک طرح کی خرابی پیش آئی یعنے ملکۂ صبح روشن گہر کہ ایک عمائدین سے ہے اور مرتبہ بھی انکا اول ہے ان تینون نازنینان
سے اور اُنکے احوال مین کچھ فتور واقع ہوے ہین چنانچہ جلد ہفتم کے عنوان مین نوک ریز قلم عجائب رقم ہوچکا ہے یعنے جسوقت
ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم پدر ملکہ روشن گہر پر لاقوت شاہ کے وزیر نے دست ستم وجور دراز کیا اور اذفرشاہ کا
تخت وتاج تاراج ہوگیا اور وہ نمک حرام دغا در بخطا خود مسند ریاست پر بیٹھا اور حاکم شہر عسکریہ ہوا اور بے خوف وخطر
فرمانروائی کرنے لگا اس سبب سے ملکہ صبح روشن گہر بخوف پردہ دری وبیعزتی بحکم بشارت بزرگان دین قلعہ یاقوتیہ کو
چلی گئی اور اُسی قلعہ طلسم مین پناہ لی اور اپنے باغ سکونت کو چھوڑ دیا قصر مین نہین رہی علاوہ اسکے ملکہ صبح روشن گہر سردفتر
محبوبان جہان تھی اور ان تینون پریزادون اور آدم زادون سے کہین خوشتر وبہتر تھی اور شاہزادہ والا قدر معز الدین الاکبر
کے زمرۂ خاتونان خاص سے تھی اور یہ تینون نازنینین کنیزان شہریار سے تھین اور ملکۂ روشن گہر باسباب علو مرتبہ
سرداری اور محبوبی مین افضل اور قائم مقام صبح دلکشا کے ہے کسواسطے کہ ایک بادشاہ عالی جاہ کی دختر بلند اختر کو برج
شہریاری ہے ہر چند نازنینان سہ گانہ سے درۃ التاج دختر ملک متین ہم قیافۂ شمشہ تاجدار اور رشک قمر پری پیکر دختر
ملک زر دھنگ جنی ہمشکل وہمصورت ملکہ روشن سخن دختر ملک افلاک وہمصورت ملکۂ ناطقہ دختران حاکمان مراحل طلسم
ہین مگر صبح روشن گہر کے رتبہ کو کسی طرح پہونچ نہین سکتین چند وجوہ سے ملکۂ روشن گہر ان تینون نازنینون پر فوق رکھتی ہے

قصہ کوتاہ حکماے واقفان اسرار و دقائق و حقائق آگاہ بانیان طلسم نے بروقت بنانے طلسم چارون نازنینون کو ایک ایک لوح بھی مرحمت فرمائی تھی اور بطور وصیت نامہ کے ایک کتاب لکھکے علیحدہ علیحدہ حسب لیاقت و موافق اوضاع و مزاج کے صندوقچہ مین اُنکے والدین کے حوالہ کی اور کہا ہر ایک نازنین سے بتاکید کہدینا کہ خبردار اس وصیت نامہ کو تم اپنا نوشتہ تقدیر سمجھنا اور کوئی کام خلاف اسکے ہرگز نہ کرنا ہمیشہ اسی کی کاربند رہنا چنانچہ نازنینان مذکور ہمیشہ حسب الاحکام لوح کاروبار کیا کرتی تھین اور اپنے اپنے باغ سکونت مین شب و روز بفراغت و اطمینان خاطر بسر اوقات کرتی تھین چنانچہ صاحبان طلسم نے اس قصر جنت نشان کو بعد ترتیب عمل خاص اسی کام کے لیے تجویز کیا تھا کہ اسمین یہ چارون نازنین صاحب قران اکبر کو اپنے صحبت و اختلاط سے مست و سرشار کردینگی اور کرشمہ و ادا سے دام مکر و تذویر مین ایسا گرفتار کرینگی کہ رہا ہونا دشوار ہو جائیگا اور اس شراب طلسم و بادۂ ہوش ربا سے ایسا بیہوش کردینگی کہ وہ شخص بالکل ازخود رفتہ و بیہوش ہو جائیگا دوسرا امر یہ ہے کہ اس شہریار گردون وقار کے دل عشق منزلت مین ان خاتونان اصلی کی محبت مطلق باقی نہ رہیگی بلکہ خیال بھی نہ آئیگا اور انھین نازنینان مہر تمثال غارتگر کشور دل و ایمان کو یہانتک اختیارات دیے گئے ہین کہ جبتک چاہین اُس نونہال چمن حسن و جمال اور سرو بستان جاہ و جلال کو مست بادۂ عیش و عشرت رکھین اور ہر وقت صورت دیکھا کرین لیکن ایک نازنین ملکہ درۃ البیضا جو کہ ملکہ شمسہ تاجدار کی شکل سے خوب مشابہ تھی اُسکی لوح و وصیت نامہ مین یہ عبارت جداگانہ لکھی ہوئی تھی کہ درۃ البیضا شاہزادہ عالی صفات و مبتلاے محبت محبوبان جہان کو تین جام شراب طلسمی سے زیادہ اپنے دست حنائی سے نہ دے اگر احیاناً تین جام سے زیادہ پلادیگی تو اُسکے حق مین اچھا نہوگا اور دوسرے یہ شرط وصیت نامہ مین مندرج تھی کہ یہ ہنگامۂ صحبت عیش و عشرت خاص ایکہی دن اور ایک ہی جلسہ مین اور ایکہی وقت واقع ہو اور ہر ایک نازنین اپنے اپنے دستہاے رنگین سے صاحب قران اکبر فلک قدر کو متواتر جامہاے شراب دیتی رہین ـ الغرض آمدم بر سر مطلب جب وہ وقت موعود اور زمانۂ مسعود قریب آیا اور ہر ایک نازنین کو از روے لوح و وصیت نامہ معلوم ہوا کہ صاحب قران اکبر طلسم کشا عنقریب قصر النیرین مین تشریف لانے والا ہے ہر ایک نازنین ماہ جبین اپنی اپنی آرایش مین مصروف ہوئی اور اُس شراب ناب محبت افزا و ہوش ربا کو حسب الحکم لوح و وصیت نامہ کے ترکیب دے کے شیشہ ہاے بلورین مین بھر کے رکھا ہر چند کہ شراب رمانی وہی شراب ہے کہ جسکا ذکر صاحب قران اکبر کے تذکرہ مین ہو چکا ہے بعد اسکے بعض بعض اشیاے طلسم بھی بمصلحت خاص سے اس شراب مین اضافہ کی گئی ہین چنانچہ بعد تیار کرنے شراب مذکور کے تینون پریزادان طلسم یعنے درۃ البیضا و بہار افروز و روشن سخن باغ مین قصر النیرین کے آئی ہوئی تھین اور منازل مقررہ مین اپنے اپنے مقیم رہین لیکن نازنین چہارم یعنے ملکہ صبح روشن گہر ایک سبب خاص سے نہین آئی وہ وجہ بروقت موقع و محل بیان کیجائیگی

اب راوی اُن نازنینان طلسم کو اپنی اپنی آرایش و زیبایش مین مصروف و مشغول رکھتا ہے

اور کچھ حال ملکۂ روشن گہر کا معرض بیان مین لاتا ہے

ساقی نامہ

بلا مجھکو ساقی شراب سخن	کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن	سخن کی مجھے فکر دن رات ہی
سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی	سخن کا سدا اگرم بازار ہی	سخن سنج اسکا خریدار ہی

راویان اخبار وناقلان آثار اسطرح نوک ریزِ خامہ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ ملکۂ صبح روشن گہر کے نہ آنے کا سبب خاص اور قصر النیرین مین شریک صحبت نہونے کی وجہ خاص یہ ہی کہ ملکۂ صبح روشن گہر بنت ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم سیفیا صاحب قران اکبر والا گوہر شاہزادۂ معز الدین ناموری جدائی اور مفارقت مین اسقدر بیقرار وبیتاب تھی کہ خواب وخور اُسکو حرام ہوگیا تھا اور گریہ وزاری وسکوت مین اُسکی اوقات بسر ہوئی تھی جب فرط غم والم سے اس حال کو پہونچی کہ تاب صدمۂ جانکاہ کی نہ رہی ناچار ملکۂ صبح روشن گہر نے ایک روز اس اضطراب دل کا حال اپنی انیس ومحرم راز دردانۂ رازدار بنت یاقوت جنی کے سامنے اظہار کیا اور کہا ای خواہر محترم اب میری یہ حالت پہونچی ہی کہ اس بیتابی دل نے میرے طائرِ روح کو قفس تن مین مثل طائر تازہ گرفتار کے پھڑکا رکھا ہی یقین ہے کہ اب اس تار نفس کو توڑ کر پرواز کر جائے اور حالت کرب وبیقراری دل یہی چاہتی ہی کہ گریبان کو چاک کرکے سر بصحرا کسی طرف کو نکل جاؤن ای خواہر تمھارے سر عزیز کی قسم اور اُسی خدائے پاک کی قسم اب مجھ مین اُس آدم زاد تغافل شعار کے آلام مفارقت ومہاجرت اُٹھانے کی طاقت نہین ہی روز بروز بلکہ ساعت بساعت میری روح تحلیل ہوتی جاتی ہے برائے خدا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اس دل بیتاب وناصبور کو قرار وآرام آئے ورنہ ایک روز مین اسی غم والم مین ہلاک ہوجاؤنگی ای خواہر عزیز القدر اگر تمکو میری جان عزیز بچانا منظور ہو تو تم جسطرح ہوسکے قصر اخضر کی طرف جاؤ اور اُس آدم زاد کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ دشمن جان وایمان آج کل کس شغل مین ہی اور ایسا کونسا کاروبار اہم ہی کہ جس سے اُس جفا کار کو فرصت نہین ہی جب ملکۂ صبح روشن گہر نے دردانۂ رازدار سے اسطرح سے کہا اور قصر اخضر کے جانے مین اصرار کیا کہ وہان جاکر شاہزادہ کا رنگ صحبت دریافت کر بلکہ بچشم خود دیکھ اور بے کم وکاست مجھ سے بیان کر کہ کسوجہ سے ابتک طلسم سے نہین آیا دردانہ نے جو یہ حال دل ملکۂ روشن گہر خود ملکہ کی زبان سے سُنا اور صورت پر آثار مرض عشق کے ظاہر دیکھے کمال صدمہ ہوا دردانۂ رازدار اُٹھی اور ملکۂ صبح روشن گہر کی بلائین لیکے کہا قربانت شوم تم خاطر جمع رکھو جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا مین دریغ نہ کرونگی اگر جان بھی کام آویگی تو مین حاضر ہون اُٹھو ہاتھ منھ دھو خاصہ نوش فرماؤ ابھی یہ کنیز جاتی ہے اور تمھارے حق رفاقت سے ادا ہوتی ہی یہ کہکے اُٹھی اور مردانہ لباس پہن کے روانہ ہوئی لیکن پہلے اپنے والد یاقوت جنی کی خدمت مین حاضر ہوئی اور ملکۂ صبح روشن گہر کا حال سوز وگداز بیان کیا یاقوت جنی نے بہت مناسب کہکے اپنی دختر کو گلے سے لگایا اور کہا جاؤ تمکو خدائے کریم کو سونپا لیکن جلد پھر آنا دیر نکرنا

کہ بیمار عشق کو صبر نہین ہوتا الغرض وہ دلسوز روانہ قصر اخضر ہوئی دردانہ راز دار اُسوقت جاص قصر اخضر مین پہونچی کہ شاہزادہ عالی وقار مکان تخلیہ مین خواتین شمع رخسار و ماہرویان آفت روزگار سے بخوشی خاطر عیش و عشرت مین مشغول تھا ہر ایک نازنین مہ جبین اپنے دست حنائی سے جامہاے شراب ناب پلا رہی ہی اور شاہزادہ عالیجاہ نشہ شراب مین بیخود و مدہوش تھا دنیا و مافیہا کی خبر نہین تھی اور ایک نازنین خورشید رخسار با صد ناز و انداز دھانی پشواز پہنے زیور جواہر نگار مین از سر تا پا آراستہ مسند زرنگار پر سامنے شہزادہ عالی وقار کے بیٹھی زمزمہ سنجی و خوش آہنگی مین مصروف ہی۔

قصر التیرین مین صاحبقران اکبر کا نازنینون کے ہاتھ سے بادہ نوش فرمانا اور ہر ایک ماہ جبین کا سامنے مسند زرین پر با ناز و ادا بیٹھے ہونا اور دردانہ جلیس و انیس ملکہ صبح روشنگہر کا ہنگام عیش و نشاط تلاش صاحبقران اکبر مین پہونچنا



دردانہ راز دار اس صحبت اختلاط اور محفل عیش و عشرت کو دیکھ کے دنگ ہوگئی اور نہایت درجہ درہم و برہم ہوئی تا اینکہ تمام عالم اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اور حال زار ملکہ صبح روشن گہر پہ خوب روئی کہا افسوس ملکہ یون اپنی جان شیرین کھوئے سا ایزمانہ اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہے اور یہان شاہزادے عیش و عشرت مین مصروف ہین اُس عاشق زار کا مطلق خیال نہین آخر مجبور و ناچار حکمت عملی اور فن عیاری کو کام مین لائی اور اُس صحبت عیش و عشرت بے تکلف مین داخل ہوئی اور خود خدمت ساقی گری بجا لائی تمام کی چند شیشہ شراب مرکب اپنے ساتھ لائی تھی اُسکے چند جام لبریز کیے اور شاہزادہ کو

بلا لے اور قصر البیرین سے چلی آئی اور یہان آکر ملکہ صبح روشن گہر سے تمام دکمال کیفیت شہزادے کی صحبت عیش و عشرت کی بیان کی ملکہ روشن گہر شہزادہ کا یہ حال سُنکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا۔ دردانہ راز دار سے کہا اے خواہر عالی قدر مین سخت حیران ہون کہ اُس تغافل شعار کو میرا خیال مطلق نہین ہے اور میرا حال اُسکی مفارقت مین جیسا ہے ظاہر ہے پھر دل کی طرف اپنے مخاطب ہوئی اور کہا۔ **اشعار**

کیون دلا ہم ہوے پابند غم یار کہ تو — اب اذیت مین بھلا ہم ہین گرفتار کہ تو
ہاتھ کیون عشق بتان سے نہ اُٹھایا تو نے — کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو
بے جگہ اپنا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار — طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو
وحشت عشق بڑی ہوتی ہے دیکھو تو نے — ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو

اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اس زور سے کھینچی کہ بیہوش ہوکے گر پڑی دردانہ راز دار نے دوڑ کے دونون ہاتھون سے ملکہ صبح روشن گہر کو سنبھالا اور کہا اے ملکہ دوران یہ کیا کرتی ہو جی ہے تو جہان ہے۔ **شعر**

نہین پروا ہمارے قتل سے گر آنکھ کو نفرت ہے — بہت ملجائینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہے

وہ عیش و عشرت مین مصروف ہین اور تم اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہو یہ بڑی نادانی ہے ملکہ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر مجبور ہون کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا اس عرصہ مین سنا کہ صاحب قران اکبر فلک قدر بدولت و اقبال فلان روز داخل طلسم ہوے اور خندق و چتر وغیرہ کو فتح کیا اور ملک اذفرشاہ کو قید طلسم سے رہا کیا اور تخت سلطنت شہر عسکریہ پر اذفرشاہ کو بٹھا دیا اور امورات حکومت کی بھی فہمایش کردی اب اور مراحل باقی ماندہ فتح کر کے مظفر و منصور یہان تشریف لائینگے جس مقام طلسم مین صحبت عیش ہوگی اور قیام ہوگا تجھے ضرور بلائینگے اس مژدۂ جان بخش و روح افزا سے ملکہ صبح روشن گہر کے قالب مین گویا جان تازہ آگئی اور خوشی سے رنگ چہرہ کا سُرخ ہوگیا اور انتظار مین شہزادہ کے گردون چشم کے بسر کرنے لگی واضح ہو کہ ملک اذفرشاہ ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار ہین اور اذفرشاہ بادشاہ طلسم کو بانیان طلسم نے ایک لوح دی تھی اور کہا تھا کہ یہ لوح وقت پیدایش سے ہر روز ملکہ صبح روشن گہر کے گلے مین پہنائی جلائے اور تھوڑی دیر کے بعد اُتار کے بحفاظت تمام صندوقچہ مین رکھدی جلائے لہذا ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم نے حسب الحکم بانیان طلسم اُس لوح کو سپرد دایہ اور کنیزان خاص ملکہ کے کیا اور تاکید شدید کی کہ خبردار یہ لوح ایک بار ضرور واسطے ایک ساعت کے گلے مین ملکۂ روشن گہر کے پہنائی جائے بعدہ صندوقچہ مین نہایت حفاظت سے رکھی جائے چنانچہ اس قاعدہ کے موافق ہر روز وہ لوح گلے مین ملکہ کے پہنائی جاتی تھی اور ملکۂ صبح روشن گہر لوح کو بغور دیکھ لیا کرتی تھی اور اگر اسی طرح کی کوئی عبارت تازہ اُس لوح مین نظر سے گذرتی تھی تو اُسکے موافق عمل کیا جاتا تھا سالہا سال یہی قاعدہ اور دستور جاری رہا نرگس خاتون دایہ لوح کو صندوقچہ سے نکالتی تھی اور اسم بزرگ اُس لوح مین کندہ تھے وہ پڑھ کے

ملکہ پر از سر تا بادم گرتی تھی اسسال فاتح طلسم شہر یار گردون وقار صاحب قران اکبر عالی شان شہر عسکریہ مین پہونچے اور وہان سے
مرحلۂ دوم کی طرف قصد فرمایا یہ زمانہ ملکہ صبح روشن گہر کے جشن سالگرہ کا تھا ملکہ کی گرہ سولھوین برس کی ختم ہو کر سترھوین
سال کی لگی اور سترھوان برس بخیریت سے شروع ہوا اتفاقات سے اس مرتبہ نرگس خاتون دایہ ملکہ نے جو لوح کو دیکھا تو
یہ عبارت نظر آئی بسم اللہ مفتح الابواب یعنی جب سترھوان سال ملکہ کو شروع ہو ملکہ صبح روشن گہر کو چاہیے کہ فلان روز
اور تاریخ حسب الاحکام لوح و وصیت مع شیشہ ہاے شراب ربانی قصر النیرین مین جاوین کہ اسی باغ رشک ارم مین شاہزادہ
عالی وقار فاتح طلسم تشریف لاوینگے اور ملکہ صبح روشن گہر اُس عالی قدر کی صحبت و وصل سے مسرور ہوگی الغرض اس
تحریر کو دیکھ کے دایہ اور خواتین محل متحیر ہوئین کہ آج تک لوح مین کبھی یہ عبارت نظر سے نہین گذری اس مرتبہ یہ کیا سانحہ ہی
کہ اسطرح کی عبارت دیکھنے مین آئی چنانچہ ملکہ صبح روشن گہر نے بھی اُس عبارت کو پڑھا پہلے تو محو حیرت ہوگئی لیکن مژدۂ
وصل سنکے اسقدر خوش و شادان ہوئی کہ جسکی انتہا نہین وہ رنج و ملال مطلق نہ رہا اور رنگ چہرہ کا افراط مسرت سے سُرخ
ہوگیا ایک ملازم کو حکم دیا جلد جاؤ یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو ہماری طرف سے سلام کہو اور کہنا کہ ایک کام نہایت
ضروری ہی ملکہ نے آپکو یاد کیا ہے اسی وقت جلد چلیے وہ ملازم ملکہ بتعجیل تمام یاقوت جنی کے پاس گیا اور پیغام ملکہ کا پہونچایا
یاقوت جنی یہ پیغام ملکہ سُنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور فوراً تبدیل پوشاک کے بعد ہمراہ ملازم ملکہ ملکہ کے پاس حاضر ہوا ملکہ نے بعد
مزاج پرسی وغیرہ لوح یاقوت کو دکھائی یاقوت جنی نے بعد دیکھنے اُس عبارت لوح کے ملکہ سے کہا ای ملکہ آفاق بانیان طلسم
حکماے متاخرین نے اسی واسطے یہ لوح تیار کی ہے کہ جو امر ہونے والا ہو اس لوح سے اول معلوم ہو جائے پس تم اس حکم
لوح کو مقدم جانو ضرور قصر النیرین مین شہزادۂ عالیجاہ تشریف لائیگا اور ملکہ صبح روشن گہر بھی اُس صحبت عیش و عشرت
مین شریک ہونگی پس جسقدر مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا آیندہ خدا جانے کیا ہوگا یعنے بزور علم نجوم اسقدر ضرور معلوم
ہوا ہی کہ جب طلسم کشا قلعۂ یاقوت نگار سے مراجعت فرمائیگا اور پھر داخل طلسم ہوگا اُس وقت قصر النیرین مین طلسم کشا سے
تمھاری ملاقات ہوگی اور چند روز صحبت عیش بھی گرم رہیگی اور کیا عجب ہی کہ نوبت وصال بھی آجاوے ملکہ روشن گہر نے
پوچھا ای عم بزرگوار یہ تو بتاؤ کہ اب طلسم کشا کے تشریف لانے مین کسقدر عرصہ باقی ہی یاقوت جنی نے کہا ای ملکہ عالم
میرے گمان سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس امر کے وقوع مین قریب ایک ماہ کے عرصہ ہی ملکہ نے فرمایا ای شیخ الابرار و گنجینہ اسرار
طلسم یہ آپکا ارشاد صحیح ہے لیکن مین اس صحبت عیش مین لائق شرکت نہین مگر حکم بانیان طلسم سے بھی انحراف غیر ممکن ہے کہ
یہ وصیت ہی ہان ایک امر مین میری عقل کام نہین کرتی سخت متحیر ہون کہ مین خواہ مخواہ طلسم کشا صاحب قران اکبر کی زوجیت
مین داخل ہونگی یا اُسکی کنیزون مین شمار کیجاؤنگی اسی فکر و تردد مین شب و روز مبتلا ہون کس لیے کہ شعر

	چہ نسبت خاک را با عالم پاک	کہان مین اور کہان وہ اہل ادراک	

ای ہادی طریق و دستگیر درماندگان اگر مثل ملکہ نوبہار اور ملکہ شمسہ تاجدار و عذب البیان وغیرہ کے میرا عقد و نکاح شرعی

طلسم کشا صاحب قران اکبر سے ہوا اور مین بلفظ خاتونی خطاب کی گئی تو شاید میری زندگی ساتھ خوشی اور شادمانی کے گذرے ورنہ در صورت دیگر حیات مستعار کے جو چند نفس باقی ہین وہ بھی بہ جراز مرگ ہو جائینگے اب اس مقام پر انصاف شرط ہی کہ اگر مین بھی مثل اور کنیزان مفلوک کے ذلت وخواری مین رہی تو پھر میرے لیے تو کوئی لطف زندگی نہین بلکہ ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہی اب یہی مرہبترا ور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین رجان شیرین کو پہلے ہی ضایع کردون تو خوب ہی تاکہ اس کاہش جان اور الام دنیا سے نجات پا جاؤن کیونکہ اگر خدانخواستہ حلقہ مین کنیزون کے داخل ہوگئی تو پھر جان کے دینے سے بھی وہ دھبا نہ جائیگا کہ آبرو پہلے ہی جاتی رہیگی پھر جان بھی دی تو کیا حاصل ہوا

ملکہ صبح روشن گہر کا یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو اپنی لوح وصیت نامہ یعنی بانیان طلسم کا نوشتہ دکھانا اور مشورہ لینا



یاقوت جنی ملکہ روشن گہر کی یہ تقریر سنکے متحیر ہوگیا اور خاموش با چشم پر آب وہان سے اٹھا اور چاہا رخصت ہون ملکہ یاقوت کے جواب نہ دینے سے نہایت مضطر ہوئی اور بے اختیار رونے لگی اور یاقوت جنی کا دامن پکڑ لیا اور اسی حیرت دیاس مین کہا اے یاقوت جنی تمنے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا نہ کوئی میرے درد کی دوا بتائی یاقوت جنی نے کہا اے ملکہ تم خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اسس تمھارے مرض خاص کے بارہ مین فکر کرتا ہون جیسا مناسب مجھے معلوم ہوگا تم سے بیان کرونگا تم گھبراؤ نہین تمنے اپنا حال پر ملال بیان کرکے مجھکو پریشان کردیا اسوقت میرے ہوش وحواس درست نہین رہے یہ کہکے یاقوت جنی اپنے مکان پر چلا آیا ادھر ملکہ روشن گہر کے دل نازک پر کوہ غم ٹوٹ پڑا مثل ماہی بے آب بیتاب ہوگئی اور صبر وقرار ایک لخت جاتا رہا ع

نوشتہ تقدیر سے کیا چارہ ہی جہان تک میرا اختیار چلے گا یہ ننگ ہرگز گوارا نکرونگی جان رہے یا جائے آبرو تو باقی رہیگی آبرو کا صدقہ جان ہی اسمین بھی نام ہی آپکی شفقت کی امیدوار ہون جو حضور ارشاد فرماوین عمل مین لاؤن حضور کوئی تدبیر ایسی فرمائین کہ یہ خادمہ اپنے مقصود اصلی کو پہونچے اور اس کاہش روزانہ سے نجات پائے حکیم عبقر طوس نے فرمایا اے ملکہ روشن گہر ہم کو بھی تمہارا رنجیدہ ہونا کمال شاق و دشوار ہے ہم اس بارہ مین فکر کرتے ہین خداوند کریم فضل کریگا گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو یہ کہکے حکیم صاحب تھوڑی دیر تک سر کو زانو پر رکھ کے مراقبہ مین گئے بعدہ فرمایا اے ملکہ روشن گہر تمنے جو کچھ کہ اپنا حال زار و واقعہ پُرسوز بیان کیا مین نے وہ سب بگوش دل سنا مگر کیا جائے کہ عالم مجبوری و بیچارگی مین کچھ علاج و درمان ممکن نہین ہی ای ملکہ بروقت بنائے طلسم جناب حکیم اسقلینوس و دیگر حکماے عالی منزلت نے طلسم بندی مین ایک مدت صرف کی اور ایسے مقدمات مین غور و لحاظ فرمایا تا اینکہ علم و عمل مین کوئی درجہ باقی نہین رکھا لیکن نوشتہ تقدیر اور مقدرات ازلی و قدرت قادر حقیقی سے ہر طرح مجبور رہا اور جسقدر فکر کی سب بے سود ہوئی اعمال طلسم وغیرہ کو ایک شعبدہ خیال کیا اور لعبض لغو ولاطائل سمجھے الغرض جناب حکیم الجن نے ملکہ روشن گہر سے تمام و کمال وقایع و ضائع طلسمی بانیان طلسم کی فکر و تدابیر کے بیان کیے یعنے پرورش کرنا درۃ البیضا و بہار افروز و فصیحہ روشن سخن وغیرہ چارون نازنینون کا جسطرح کے اول تحریر ہوچکا ہی مفصل و مشرح بیان کیا ملکہ روشن گہر اور یاقوت جبینی دونون نے بگوش ہوش تمام سرگذشت سنی اور غرق دریاے حیرت ہوے اور کچھ جواب نہ دیا راوی کہتا ہی کہ اُسوقت تک یہ چارون نازنینین ایک دوسرے کے حال سے واقف نہ تھین اور حقیقت سے اُنکی مطلق آگاہ نہ تھین کہ ہمکو خاص اسی کام کے لیے حکما نے پرورش کیا ہی مگر ہان اب حسب ہدایت لوح نازنینان مذکور جسوقت قصر النیرین مین ایکجا جمع ہوئین اور باہم ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئین چنانچہ ملکہ روشن گہر کی لوح ہدایت وصیت نامہ مین بھی مثل اُن تینون نازنینون کے یہی عبارت مرقوم تھی لیعنے جس وقت تک وہ چاہے صاحب قران اکبر کو بزور جام شراب بانی اپنے پاس اپنے عشق و محبت مین گرفتار رکھے لیعنے پر دری جام شراب ربانی پلائے جاوے صاحب قران اکبر اثر شراب طلسمی سے کہین نہ جائینگے جب حکیم صاحب سے ملکہ روشن گہر نے جواب صاف سنا اور وہ تحریر وصیت کہ جو خیال مین آئی تھی اب بخوبی سمجھین اور اثر کو بھی اُس شراب کے خوب کامل و صحیح جانا اُسوقت وہ نشہ ہرن ہوگیا اور آنکھین کھل گئین ملکہ روشن گہر تے بھی حسب وصیت وہی شراب ربانی طلسمی تیار کی مگر قصر النیرین مین بوجوہات چند در چند نہ گئی چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو اتبک ملکہ روشن گہر قصر النیرین مین نہین آئی اور شریک صحبت بھی نہین ہوئی قصہ کوتاہ جب ملکہ صبیح روشن گہر اور یاقوت جبینی نے اُس بیان کو جناب حکیم الجن کی زبان مبارک سے سنا اور اس معاملہ سے اطلاع پائی ملکہ روشن گہر کو خود بخود شوق ملاقات اُن نازنینان طلسمی کا پیدا ہوا اور چاہا کہ ہم بھی اُس صحبت مین جائین اور اُن نازنینون سے ملین لیکن اول یہ مشورہ کیا کہ اے روشن گہر قصر النیرین مین تماشاے غریب قابل دید ہی ابھی چشم فلک کو بھی دیکھنا نصیب ہوگا لیکن افسوس تو ہی اُس کیفیت کے دیکھنے سے محروم رہی جاتی ہی اب جسطرح سے ممکن ہو چل کر اس صحبت کو دیکھنا

ضرور بلکہ واجب ہی کوئی بات اُس صحبت کی خالی از لطف نہوگی چونکہ صاحب قران اکبر فلک قدر بھی اُس صحبت مین ہونگے لہذا وہان تیرا ہونا بھی ضرور ہی اور کوئی بات اسمین قباحت کی بظاہر معلوم نہین ہوتی بفضل ایزد پاک تو بھی اُن نازنینون سے مرتبہ مین کم نہین ہی بلکہ اُن پر ترجیح ہی ہرچند کہ موافق آئین رسم طلسم مین ملکہ غمسشہ تاجدار کی کنیزون مین شمار کیجاتی ہون وہ بھی رئیس زادی عالی خاندان کل طلسم کی بادشاہ ہی اور بہ اسباب ظاہر مین بھی ہمنام وہم مرتبہ صبح دلکشا کی ہون اس اعتبار سے بھی اُس صحبت مین شریک ہونا کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی غرضکہ ملکہ روشن گہر ایسے ایسے خیالات دلمین کرکے اپنے دل کو تسلی دیتی تھی بعد اسکے پھر یاقوت جنی نے حال پر ملال ملکہ روشن گہر مفصل و مشرح حکیم عبقرطوس جنی کی خدمت مین بیان کیا اور کہا ای رازدار طلسم اب ملکہ صبح روشن گہر حضور سے امیدوار ہی حضور اُسکے واسطے کوئی فکر کرین آپ کو خداوند قدیر نے ایسا ہی رتبہ عنایت فرمایا ہی کہ جسکے حق مین جو کچھ چاہین وہ ہوسکتا ہی حکیم عبقرطوس نے پھر ایک لمحہ فکر کی بعد اسکے فرمایا ای یاقوت رازدار طلسم ملکہ کو مناسب ہی کہ وہ زاہدہ خاتون کی قبر پر جاوے اور وہان جاکر دو چار روز عبادت پروردگار کرے اور اُس خاتون کی رُوح کو درود کا ثواب بخشے اور اپنے مقصود کو طلب کرے غالب ہی کہ ملکہ روشن گہر کی مراد دلی اور مطالب اصلی بر آئین اور جس کام کی طالب ہی وہ کام بوجہ احسن ہو جائے جسوقت حکیم صاحب نے یاقوت جنی سے یہ روایت بیان کی اور ملکہ روشن گہر نے بھی حکیم کا بیان سُنا نہایت متحیر ہوئی اسواسطے کہ یاقوت و ملکہ روشن گہر نے آجتک زاہدہ خاتون کا نام تک نہین سنا تھا قبر و مزار کا کیا ذکر ہے آخر حکیم صاحب سے زاہدہ خاتون کو پوچھا کہ اے حضرت ہمنے تو کبھی اُن معظمہ کا نام بھی نہین سُنا اُنکے حال سے ہمکو بھی مطلع فرمائیے حکیم عبقرطوس نے نہایت صفت و ثنا زاہدہ خاتون کی فرمائی بعد ازان جو کچھ حال مقبرہ کا تھا بیان کیا یاقوت جنی نے کہا زاہدہ مرحومہ کا مقبرہ کہان ہی اور ہم کس طرح وہان پہونچین حکیم صاحب نے یاقوت جنی سے فرمایا کہ نشان قبر اُس صاف باطن کا نہین ہی حسب وصیت اُس مرحومہ کی قبر کا نشان مٹا دیا تاکہ کسی شخص کو معلوم نہو الغرض بعد نشان دینے کے حکیم عبقرطوس ملکہ سے رخصت ہو کر تشریف لیگئے یاقوت جنی بھی حکیم صاحب کے ساتھ ہوا ملکہ روشن گہر نے اُسی قبر پہ ایک خیمہ برپا کرایا اور حسب الاحکام حکیم عبقرطوس تین روز عبادت ایزد پاک بجالائے اور نہایت تضرع و زاری کی اور اُسی حالت گریہ و زاری مین درود پڑھ کے ثواب اُس خاتون مرحومہ کی روح کو بخشا اور اپنے مدعاے دلی کی استدعا کی غرض تیسرے روز شب کو عالم خواب مین دیکھا وہ قبر شق ہوئی اور اُس قبر سے ایک خاتون نقابدار نہایت صاحب جمال نکلی کہ کوئی شخص ایک کرسی لیے ہوے حاضر ہوا اُسنے کرسی بچھادی وہ مقدسہ کرسی پر جلوہ گر ہوئی ملکہ روشن گہر سامنے اُس مقدسہ کے دست بستہ کھڑی ہوئی اُس خاتون مرحومہ نے براہ لطف و مہربانی نہایت شفقت سے فرمایا ای دختر تو کون ہی اور کسواسطے یہان تکلیف کی بیان کر ملکہ روشن گہر نے اُس نیک نہاد کے قدم مبارک پر سر کو جھکا دیا اُس خاتون معظمہ نے ملکہ کا سر اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگا لیا اور دلاسا دیا اور کہا ای دختر بادشاہ طلسم تیرا مطلب اصلی کیا ہی بیان کر ملکہ روشن گہر نے باچشم پر آب کمال شرم و حیا سے گردن نیچی کی اور تمام حال زار کو بیان کیا اُس خاتون بزرگ نے فرمایا ای

دختر ملکہ روشن گہر مین تمھاری سرگذشت اور معاملہ اصلی سے کماحقہ واقف ہون کوئی ضرورت بیان کی نہین ہے مگر عالم مجبوری کا ہی کہ کوئی چارہ کار بن نہین آتا کسواسطے کہ مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہی اور نوشتہ تقدیر ضرور پیش آتا ہی حکماے طلسم نے پہلے ہی اس باب مین بہت بڑی کوشش اور سعی کی لیکن کوئی نتیجہ اُسکا پیدا نہوا اور تمام کوشش و سعی بے سود ہوگئی ناچار حکمت عملی کو کام مین لائے مگر ہان اُنمین ایک صورت بہتر معلوم ہوتی ہی لیکن شرط یہ ہی کہ تو ہماری نصیحت کو بگوش دل متوجہ ہوکر سُن اور اُسپر عمل کر ملکہ نے عرض کیا اے حضرت میری مجال ہی کہ مین ارشاد حضور بجا نہ لاؤن اور خلاف راے حضور کے عمل کرون حضور ارشاد فرماوین۔



عالم خواب مین ایک خاتون مقدسہ کا قبر سے باہر آنا اور ملکہ کو فہمائش کرنا

اُس عابدہ نے فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ سواے نکاح دائمی کے ایک اور نکاح بھی ہی جسکو شریعت مین متعہ کہتے ہین اور متعہ عہد حضرت خاتم الانبیا جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری ہوا ہی بلکہ یہ سنت نبوی مین داخل ہی اور ثواب بھی از حد ہی لہذا تم اس ذریعہ سے ازواج معز الدین مین داخل ہوگی بہرحال خاطر جمع رکھنا چاہیے خدا نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا اور سواے اسکے اور کوئی تدبیر تمھارے عقد کی ممکن نہین اور یاد رہے کہ جس وقت تم عقد مین شاہزادہ عالی جاہ کے داخل ہوگی اُس تاریخ سے تین برس کے بعد پھر دوبارہ عقد دائمی بھی ہو سکتا ہی کسواسطے کہ اس تین سال مین ملکہ صبح دلکشا انتقال کر جائیگی اور اُسکی جا پر تم ہو جاؤگی جو روز تمھارے قصر النیرین مین جانے کا مقرر ہو اُس روز ہرگز قصر النیرین جانے کا قصد نکرنا بلکہ تین روز اُس جگہ سے حرکت نکرنا دیکھنا پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی ہان جسوقت بزرگان خدا شناس و حق آگاہ تمکو یاد فرمائین بے تکلف چلی جانا اور دل مین کسی طرح کا شبہ و شک نہ لانا دیگر یہ کہ جسوقت قصر النیرین مین پہونچو اور شاہزادہ معز الدین سے نوبت ملاقات کی آوے میری طرف سے شاہزادہ عالیجاہ کو سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ ای شاہزادہ گردونگ

کبھی کبھی اس غریب و مسکین کے لوح مزار کو اپنے نور جمال سے روشن و منور فرمایا کیجیے اور ثواب فاتحہ سے یاد و شاد فرمایئے
یہ امر یقین ہے کہ آئین سلاطین سے خلاف نہو بلکہ حضور کو بھی ثواب ہوگا کہ ایک روز وہ تھا کہ مین عبادت اپنے پروردگار کی کرتی
تھی یا اب ایک سورہ فاتحہ کو محتاج ہون یہ عاجزی ہے الغرض جو کلمات نصیحت زاہدہ خاتون نے فرمائے ملکۂ روشن گہر
سکوت مین بخوبی سُنا کی لیکن رعب زاہدہ خاتون ایسا ملکہ پر غالب ہوا کہ ملکہ گردن خم کیے کھڑی رہی اور کسی بات کے جواب
کی جرأت نہوئی زاہدہ خاتون نے پھر ملکۂ روشن گہر کو سینہ سے لگایا اور کہا اے فرزند کسی طرح کا خیال دلمین نہلانا اور
نہ آشفتہ خاطر ہونا بخاطر جمعی اپنے گھر مین بیٹھی رہنا وہ چارہ ساز عالم سب کام عنقریب درست کردیگا اپنے مدعاے دلی
سے جلد کامیاب ہوگی اور کہا اے فرزند اب مین رخصت ہوتی ہون اور کوئی بات اگر قابل دریافت ہو دریافت کرلو ملکہ
روشنگہر نے جو اس خاتون کو اپنے حال پر نہایت مہربان دیکھا عرض کیا اے خاتون بزرگ اگر اجازت ہو اور کسی طرح
مضائقہ نہو تو مین یہان ایک گنبد سنگی بنوا دون تاکہ یہ نشان مزار باقی رہے خاتون بزرگ نے بپاس خاطر ملکہ کے التماس
کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو خیر کیا مضائقہ ہے بنوا دو ملکہ روشن گہر اور کچھ پوچھا چاہتی تھی کہ وہ
خاتون نظروں سے غائب ہوگئی اور آنکھ کھُل گئی مگر وہ خواب تمام و کمال یاد رہا صبح کو ہنستی ہوئی پلنگ سے اٹھی اور یہ
خواب دردانہ کے روبرو بیان کیا دردانہ نے اپنے پدر یاقوت جنی سے بیان کیا کہ ملکہ نے یہ کیفیت بہ برکت اسم فرمودہ حکیم
عبقرطوس عالم رویا مین دیکھی اور خاتون بزرگ نے ملکہ کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی فرمائی اور اس اس طرح سے ہدایت
بھی کی یاقوت جنی بھی اس حال کو سُنکے نہایت خوش و مسرور ہوا اور کیفیت ملکہ کی حکیم الجن سے بیان کی حکیم عبقرطوس نے فرمایا
اے یاقوت اس خواب واقعی کو خواب و خیال ہرگز تصور نکرنا بلکہ رویاے صادق اور بشارت سمجھنا چاہیے جو کچھ کہ اُنھون نے خلد آرامگاہ نے
نے ملکہ روشن گہر سے ارشاد فرمایا ہے اُسمین سر مو فرق نہوگا اور اُس پر عمل کرنا ضرور ہے اسکے خلاف نکرنا ورنہ بقول اُس
مقدسہ کے پشیمان ضرور ہوگی ہماری راے یہی ہے کہ ملکہ روشن گہر روز مقررۂ صحبت قصر النیرین سے تین روز کے بعد جائین قبل
اسکے ہرگز نہ جائین کہ اس تدبیر سے ملکہ کی محبت طلسم کشا کے دل مین زیادہ ہوگی اور ملکہ کی قدر و منزلت بھی اُن نازنینون سے
زیادہ ہوگی بعد اس گفتگو کے حکیم عبقرطوس یاقوت جنی سے رخصت ہوکے تشریف لے گئے اور فرما گئے کہ انشاءاللہ العزیز
جس روز شاہزادہ معزالدین صاحب قران اکبر فلک قدر قلعہ یاقوتیہ مین بقصد جشن عروسی تشریف لائینگے اُسوقت
ہم بھی ضرور آئینگے اور تم سے بھی ملاقات کرینگے مگر اب بالفعل ملکۂ روشن گہر کو چاہیے کہ تا روز موعود بخاطر جمعی تمام و استقلال مزاج
اپنے مکان مسکونہ مین بیٹھی رہے دیکھیے غیب سے اُسکے واسطے کیا سامان پیدا ہوتا ہے کسی طرح کی فکر و تردد کو اپنے دل مین
دخل دینا نہ چاہیے۔

ابرادی عنان ادہم قلم مشکین رقم کو حال فرخ فال شہریار عالی مکان کشورستان صاحبقران اکبر

خسرو واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابوتمیم کی طرف منعطف کرتا ہی اور ملکہ صبح روشن گہر والا قدر کو اسی حال پر ملال مین رکھہ کے دو کلمہ قصر النیرین کی صحبت کے معرض بیان مین لاتا ہی

نظم

ہی نظر مین کس گل رعنا کا لب عناب سا — بہ رہا ہے آج آنکھون سے مری خون آب سا
روتے روتے کیا جگر مین نم نہین باقی رہا — دل تڑپتا ہی پڑا جو ماہی بے آب سا
عشق مین اُس مہروش کے یہ بھی ہی کیا بقرار — ماہ آتا ہی نظر کچھ پارۂ سیماب سا
عہد پیری مین جوانی کے کہان وہ ولولے — رہگیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا
صبر کا جامہ نہو مثل کتان کیون چاک چاک — جب عیان ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا
باغ جنت مین ہر اک شی پا ئینگے بے جستجو — عالم عقبیٰ نہین ہے عالم اسباب سا
دلو مہر و مہ کبھی پنہان کبھی ہے آشکار — چرخ مین ہی رات دن یہ آسمان دولاب سا
خاک سی جھڑنے لگی چرخ کہن کہنہ ہوا — تھا جو قد مثل ستون وہ ہوگیا محراب سا

سخن سنجان نکتہ پرور و عالی خیالان ہنرور سطح قلم فرسا ہوے ہین کہ جسوقت شہنشاہ گردون فر صاحب قران اکبر نے نزاکت پری کے ہاتھ سے چند جام لبریز بادۂ ارغوانی کے علے التواتر نوش فرمائے اور نشۂ شراب طلسمی سے دماغ تر ہوا عالم کیف و لطف مین صاحب قران اکبر تماشاے قصر و باغ و ایوان مین مصروف ہوے نزاکت پری بھی بہزار ناز و انداز صاحب قران اکبر کے ہمراہ خرامان تھی اثناے سیر باغ مین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری تجھے قسم ہی اپنی جان کی سچ بتا اس قصر رشک ارم مین کسی ماہ پارہ راحت بخش دل وجان سے ہم بھی صحبت علیش و عشرت گرم کرینگے یا نہین اگر کوئی نازنین ہمکو مہمان رکھیگی اور سامان دعوت مہیا کریگی تو وہ کونسی ساعت ہوگی جو ہمکو یہ سامان نصیب ہوگا اور وہ صاحب خانہ معلوم نہین کب جلوہ افروز ہونگی

مصرعہ

طاقت مہمان ندشت خانہ مہمان گذاشت

یا شاید بانیان طلسم نے یہ مذاق مجھ سرگشتہ و آوارہ سے فرمایا کہ فقط شراب بے لطف سے دعوت ہماری مقرر کی ہی کہ خود ہی شراب بھی پیین اور خود دل سے باتین بھی کرین اور زیادہ برین چند کنیزان و مکان دار سے کہ جنکا نام بھی نہین معلوم صحبت گرم کرین اور باختلاط بیش آئین اپنے اوقات کو خواہ مخواہ ضائع کرین اگر زیادہ دل گھبراوے سیر چمن اور تماشاے باغ و گل و ریاحین دیکھین اور کوئی سامان مجھکو بظاہر نظر نہین آتا اے نزاکت پری اس قصر و باغ مین مین اسوجہ سے اور اس نیت سے آیا تھا کہ صحبت اختلاط سے نازنینان پری تمثال و زہرہ جبینان خورشید جمال کی لطف و حظ زندگی حاصل کرونگا

اور بزم عیش و عشرت گرم کرونگا اور اپنا دل بہلاؤنگا - اشعار

زچشم دل بہ تماشائے تمتع اندوزیم +	زجان و دہن بہدا را زبان بگردانیم
گل افگنیم و گلابے برنگ زر پاشیم	مے آوریم و قدح درمیان بگردانیم
گہے بلابہ سخن بادا بیامیزیم	گہے بہ بوسہ زبان در دہان بگردانیم
نہیم شرم بیک سو دیا ہم آوازیم	بشوخی کہ روی آخر آن بگردانیم

مین اسواسطے نہین آیا تھا کہ تم نازمحبوبانہ سے پیش آؤ اور مین دیوانہ وار تمھارے گرد رہون اے نازنین اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا تو ہرگز ہرگز ادھر کا رخ بھی نہ کرتا بخدائے عزوجل میرے اس دل مشتاق و آرزومند وصال یار مین اسقدر طاقت ضبط و صبر کہان کہ اشتیاق مین مجبور و عاجز پڑا رہون نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی اے شہریار گردون وقار ہرایک کام کا ایک قرینہ ہوتا ہے علے الخصوص ایسے امورات مین عنان صبر کو دست اختیار مین رکھنا چاہیے اور استقلال طبع ضرور ہے لہذا حضور خاطر مبارک کو جمع فرمائین اور لاغرضی اور استغنا کو کام فرمائین انشاء اللہ تعالے عنقریب انھین حجرہاے ایوان سے ماہ طلعتان خوش جمال و زہرہ جبینان حور تمثال باہر نکلا چاہتی ہین حضور خود دیکھ لینگے کہ انمین سے ہرایک آفت جان عاشقان ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ایک خواب مین مےنے دیکھا ہے یقین ہے کہ اس خواب کی تعبیر بہت جلد ظاہر ہو بلکہ ایک مرتبہ اسی قصر مین تماشاے حیرت افزا عالم واقع مین مین نے دیکھا تھا یقین ہے کہ بموجب اسی خواب کے وہ نازنینان و زہرہ جبینان شمع رخسار اس سرشاری نشہ مین اور جوش مستی مین یہان تشریف لائین اور میری چشم مشتاق کو اپنے نور جمال خورشید مثال سے روشن و منور کرین - راوی کہتا ہے کہ اس قصر عالی مین ہرچند کہ حجرے بہت وسیع و بیشمار ہین لیکن چار حجرے اس قصر کے اُن چارون نازنینون کے مکان سے اسقدر قریب واقع ہوے ہین کہ ہرایک نازنین اپنے مکان سے بے تکلف اور بہ آسانی حجرہ ہاے قصر مین چلی آئے بلکہ آن واحد مین چارون نازنین یعنے ملکہ درۃ البیضا اور ملکہ فصیحہ روشن سخن اور ملکہ رشک بہار وغیرہ موافق نصیحت و وصیت اپنے اپنے حجرۂ معینہ مین داخل ہوئین اور ایک ساعت تک ملکہ صبح روشن گہر آئی ناچار یہ تینون نازنینین شیشہ و شراب رمانی لیکر حجرون سے برآمد ہوئین اور پرتو حسن و جمال سے صحن و ایوان قصر و تمام باغ روشن ہوگیا - صاحب قران اکبر اسوقت حالت اندوہ و ملال معشوقان دل نواز مین سرنگون بیٹھے تھے اور فکر و تشویش مین گرفتار اور نشہ شراب طلسم سے سرشار جھوم رہے تھے اور نزاکت پری سے ہمکلام تھے یکایک صاحب قران اکبر کے کان مین آواز پازیب کی آئی صاحب قران اکبر نے حیران ہوکر حجرہ ہاے قصر کی طرف ملاحظہ فرمایا دیکھا پردہ ہاے زرنگاری حجرے کے بلند ہوے اور ہرایک حجرے سے ایک ایک نازنین از سرتا پا زیور جواہرات سے آراستہ پوشاک پر تکلف زیب جسم کیے عجب ناز و انداز سے باہر آئی اور صحن قصر مین اپنے اپنے مسند زرنگار پر بصد کرشمہ و ادا بیٹھ گئی جسوقت صاحب قران اکبر کی نگاہ

پری اور آنکھ سے آنکھ لڑی اسی وقت ہوش و حواس جاتے رہے شعر

نظرے یار می آید بآیئنے کہ می دانی | ترا دیدار را رزانی کہ من از خویشتن رفتم

جب ہوش و حواس بجا ہوئے اور نازنینان خورشید رخسار کو دیکھا بس یہ معلوم ہوا کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن گہر یہاں اپنی اپنی مسندہائے زرنگار پر جلوہ افروز ہیں شاہزادہ گردون شکوہ نے جو یہ سامان دیکھا عنان صبر دست اختیار سے چھوٹ گئی اور دل بیقرار آرزومند وصال یار مثل ماہی بے آب سینہ مین تڑپنے لگا اور حد زیادہ بیتاب ہوگیا اسواسطے کہ بعد مدت مدید کے محبوبان گلعذار کا نظارہ میسر آیا فوراً افراط مسرت سے یکایک مضطربانہ تخت رفعت سے اٹھ کھڑے ہوئے نظم

اے دل بخود ببال کہ از اوج طالعت | خورشید و ماہ و زہرہ بہم ہرسہ آمدند
این ہرسہ سیر و ہرسہ گل و ہرسہ ماہرو | یکجا بہ بزم دیدۂ عاشق قدم زدند

قصہ کوتاہ یہ اشعار پڑھتا ہوا پروانہ وار اُن شمع رخسار کے قریب پہونچا ملکہ درۃ البیضا کو کہ شکل و شمائل مین ملکہ شمسہ تاجدار کے مشابہ تھی اور وہی سب نازنینون کے چند قدم آگے تھی صاحب قران اکبر نے حالت محویت و بیہوشی مین ملکہ شمسہ تاجدار کے تصور و خیال مین بے اختیار آغوش مین اٹھالیا اور چند بوسہ بھی اُس لب شکر بار کے لیے بعد اسکے ملکہ رشک بہار کو بخیال ملکہ نوبہار کلس افروز آغوش مین لیا اور اسی طرح ملکہ فصیحہ کو باشتباہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سینہ سے لگایا خلاصہ یہ کہ پے در پے اُن مہ جبینان خورشید رخسار کے لب جان بخش و رخسار دلکش کے بوسے لیے نزاکت پری سے مخاطب ہوکے فرمایا اے زن از خود رفتہ تجھے کچھ خوف خدا یا کسی کی مروت بھی ہے یا نہیں تو کس خواب خرگوش مین ہے تیری ذات سے افسوس ایسی امید نہین تھی کہ جب یہان کچھ نہ تھا فضول باتین کر رہی تھی اور جب موقع و محل بات کا آیا خاموشی اختیار کی حیف اگر بے اعتنائی منظور تھی کسواسطے اصرار کرکے زبردستی خدمت ساقی گری اختیار کرائی اب وہ بادۂ ربانی وہ ارغوانی کہاں ہے جلد لا اور اس مے خوشگوار سے ایک جام لبالب مجھے پلادے شعر

ساقی خبرت نیست کہ ایام بہار است | این بے خبری مژدۂ صد بوس و کنار است

نزاکت پری نے کہا اے شہریار گردون وقار مین اسوقت نہایت حیرت و استعجاب مین دیکھ رہی ہون ماشاء اللہ حضور اسوقت عالم سرور مین ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر جو کچھ تمنے کہا سب تمھاری عنایات و مہربانی ہے بس اب دیر نہ کرو اور اپنے دست حنائی سے سامان مے نوشی و عشرت لاؤ اور اس مبتلائے آلام کو دو ایک ساغر روح افزا پلاؤ کہ گونہ سرور و مسرت حاصل ہو نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو یہ کنیز خاص بسر و چشم بجالائے اور فوراً ایک ساغر مے لالہ فام بھر کے صاحب قران اکبر کو دیا اور کہا۔ شعر

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند | چنین نماند چنان نیز ہم نخواہد ماند

صاحبقران اکبر عالی شان وہ جام راحت بخش دل وجان نزاکت پری سے لیکے بلا خوف وخطر پی گئے اُس شراب طلسمی سے ولولۂ شوق ایسا پیدا ہوا کہ اُس جوش مستی مین پہلے درۃ البیضا کو آغوش مین لیکر اختلاط مین مشغول ہوگئے اسی عرصہ مین نزاکت پری نے دوسرا جام لبریز کیا اور صاحب قران اکبر کو دیا صاحب قران اکبر نے وہ جام ہوش ربا بھی بلا تکلف نوشجان فرمایا اور ایسا غلبۂ شوق ہوا کہ ملکۂ فصیحہ روشن سخن و ملکۂ رشک بہار کو بھی گلے سے لگا لیا اور لب ورخسار کے بوسے اسقدر لیے کہ عارض گلفام کو رشک نیلم کردیا جب وہ عارض گلگون نیلگون ہوگئے پھر وہ دونون نازنینین پہلوے صاحب قران اکبر سے ہٹ گئین بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ایک ایک جام لبریز ہر ایک نازنین کو اپنے ہاتھ سے پلایا اور پھر سرگرم اختلاط ہوے پھر کبھی درۃ البیضا کو سینہ سے لگا کر لطف وصل حاصل کیا اور کبھی فصیحہ روشن سخن اور رشک بہار سے ہم آغوش ہوکے کہا کہ - **نظم**

سزد کہ فخر کند بر سپہر طالع من | کہ شادمان شدہ ام از وصال سیمبران
سہ ماہ سیمتن لالہ روے و غنچہ دہن | بباغ دہر قد ہر یک است سرو روان
نمود جا بکنارم چو سرو بر لب جو | روان ز گریۂ شادیست آب تا دامان

قصہ کوتاہ بعد اس عیش وعشرت کے اُس شہریار عالی وقار نے اُن نازنینون سے رمز وکنایہ کی باتین شروع کین پہلے یہی ذکر آیا کہ اے معشوقان دلنواز ومحبوبان سرمایۂ ناز اس صحبت عیش مین ملکہ صبح دلکشا نے تمھاری شرکت کیون نہ کی اسکا کیا سبب ہے اور تمھارے ساتھ اسکے نہ آنے کا کیا باعث ہے آخر قصر اخضر مین بھی تو تم سب ایک جا جمع تھین اور وہان کیسی کیسی صحبتین عیش ونشاط کی شب وروز برپا رہتی تھین اب نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ اُس نازنین نے تم سے کنارہ کیا اور جدا ہوگئی اور یہان صحبت مین نہ آئی یہ تو بتاؤ کہ اُسکے دشمن کچھ علیل تو نہین ہوگئے یا خدا نخواستہ آپس مین سوے مزاجی ہوگئی کہ اُسنے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا آخر کیا وجہ ہے کوئی سبب ایسا ہوا ہے کہ جو یہانتک نوبت پہونچی اسکا بھید ہمکو بھی معلوم ہونا چاہیے اُس ہرزہ نگار نے پہلے بیان کردیا ہے کہ یہ چارون نازنینین مع روشن گہر ایک دوسری کے حال سے خبر نہین رکھتین اور نہ اپنی خیلیت سے کسی کی کوئی واقف ہے انقطاب بوجہ وصیت لوح کے البتہ قصر مین پہونچکر ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئی ہین اور یہ معلوم ہوا ہے کہ ہم چارون عورتین ایک طرح کی ہین اور ہم چارون ایک مرتبہ ضرور طلسم کشا سے ملاقات کرینگی اور حجرہ طلسمی سے ساتھ ہی آوینگی چنانچہ اسی واسطے ان تینون نازنینون نے ملکۂ صبح روشن گہر کا قصر مین انتظار کیا تھا قصہ مختصر اُن تینون نازنینون نے صاحب قران اکبر کا سوال سُنا اور جواب دیا کہ اے شہریار نامدار ہمکو کسی کے دل کا کیا حال معلوم ہے ہان البتہ ہم جانتے ہین کہ بظاہر اسباب ہم مین کسی نازنین سے کوئی ایسا امر سرزد نہین ہوا کہ جو اُنکے تکدر وملال کا باعث ہوا ہو اور اُنکے نہ آنے کے حال سے ہمکو خبر نہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بفضل خدا صحت سے ہین ایک عرصہ ہوا ہے کہ ہم اُنکی صورت سے واقف نہین کہ وہ اپنے کوئی حال نیک وبد دریافت کرتے اور نہ اُنکے یہان ہم مین سے کسیکی آمد ورفت ہے صاحب قران اکبر ان نازنینون کے جواب

سنکے یہ سمجھے کہ شاید ملکہ صبح روشن گہر کو کوئی کام ضروری ایسا لاحق ہوا ہی کہ وہ نہین آئی عجب نہین کہ وہ اپنے مکان پر ہو کہین
مہمان گئی ہو یا پردۂ قاف کو چلی گئی ہو بہر طور قصر اخضر مین نہین ہی ورنہ ضرور یہان آتی اور شریک صحبت ضرور ہوتی آخر بوجہ
بیخود ہو نسکے تاثیر طلسمی سے صاحب قران اکبر نے کہا اچھا ہوا مین بھی ملکہ صبح روشن گہر کے نہ آنے سے نہایت خوش
ہوا کہ اُسکے شریک صحبت ہونے سے میرا عیش تلخ ہو جاتا ملکۂ صبح روشن گہر نے اسوقت مجھپر یہ بھی کمال احسان کیا کہ یہان
تشریف نہ لائین ورنہ مجھکو نہایت ہی ناگوار و شاق گذرتا اے ملکہ اصل حال یہ ہی کہ اس سرزمین مین دوسری صبح مجھے ایسی ملی ہی
کہ مجھ سے اُسکی تعریف نہین ہو سکتی اور اگر ابھی جو مین ایک کرشمہ اُسکی صورت دلفریب و حسن و جمال کا حال بیان کرون تو تمھارا
مزاج درہم و برہم ہو جائے اور تمھارے مزاج کی برہمی و افسردہ خاطری میری پراگندگی ہوش و حواس کا اور تکلیف و زحمت کا
سبب ہی پھر مین ناحق اپنا لطف کیون کھودون آخر تم بھی تو اپنے اپنے حسن و جمال اور شکل و شمائل مین لاثانی و بے مثل ہو
تمھارا دنیا مین مثل و نظیر نہین ہی وہ نازنین تمھارے کف پائی برابری نہین کر سکتی البتہ ملکہ صبح دلکشا کی صورت و سیرت سے
ہم پایہ ہی بلکہ مشابہت و مناسبت بھی رکھتی ہے بلکہ صبح دلکشا کو صفائی مین اور ملاحت وغیرہ مین اُنیس درجہ اور اس دوسری
صبح کو بیس درجہ تصور کرنا چاہیئے بس اتنا فرق ضرور ہی یہ گفتگو سے زائد سراسر بے لطف ہی کسواسطے کہ تمھارے خلاف ہی
ایک نوع کا از حد ملال تمھارے دل عشق منزل پر گذریگا تینون نازنینین اس گفتگوے دل خراش صاحب قران اکبر سے
دیوانہ وار خوب ہنسین اور آپس مین اشارہ بھی کرتی گئین اور صاحب قران اکبر اُسی عالم بیخودی مین اس ہنسی کو بھی ایک
غمزۂ معشوقانہ سمجھے بے اختیار حالت مستی مین بار دیگر ایک نازنین سے لپٹ گئے اور غلبۂ شوق سے اُسکے لب شیرین و رخسار رنگین
کے بوسے اسطرح لیے کہ زنان حاضرین کی زبان پر ذائقہ آگیا اور دیکھنے والونکے منھ مین پانی بھر آیا پھر اسی طرح اُس مدہوشی و بیخودی
مین درۃ البیضا کی طرف مخاطب ہوے اور بوس و کنار کی صحبت گرم کی یہ نازنین ہمشکل ملکہ شمشہ تاجدار ہی اور پوچھا اے ملکۂ آفاق
وای سرمایۂ دل مشتاق برلے خدا سچ کہہ تو اسوقت کس سبب سے خاموش بیٹھی ہی تجھکو اسطرح مثل تصویر خاموش دیکھ کے میرا دل
گداختہ ہوا جاتا ہی بلکہ کلیجہ منھ کو آتا ہی خدا نخواستہ آئینۂ دل پر کسی طرح کا غبار ملال تو نہین آگیا ہر چند کہ مین یہ بھی جانتا ہون
کہ تو نہایت مہذب و باوقار ہی اور نہایت مستغنی المزاج بھی ہے لیکن شاید یاد ہو کہ اگلی صحبتون مین زبان کہربار سے کلمہ و
کلام کرتی تھین اور سرگرم عیش و عشرت رہا کرتی تھین اسطرح سے کبھی تمکو ہمنے سکوت مین نہین دیکھا اور یہان کوئی محل صحبت
بھی نہین ہی پھر ایسی شرم و حیا بیجا کسواسطے ہی خدا کے واسطے کچھ منھ سے بولو اپنی کہو اور میری سنو پہلے یہ کہو کہ تمھارا مشیر
پر تدبیر ہادی طریق مربی و شفیق یا دری ابد روس خیر و عافیت سے ہی اور مدت دراز اور عرصۂ کثیر سے کبھی اُسکو روز نامچۂ بزرگ
کے بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا یا کوئی خبر تازہ بھی آپ کو معلوم ہوئی دوسرے تمھارے والد بزرگوار والا تبار ابو عامر نامدار
بادشاہ فردوسیہ آج کل کس شغل مین مصروف ہین تیسرے تمھارا چچا ابو حاکم نابکار کہ وہ سرگروہ اشرار و کفار ہی اور بانی فتنہ و فساد
فی الحال کیا کیا فسادات برپا کر رہا ہی اور اب کسکا طرفدار و مددگار ہی تمکو تو ضرور بوجہ سکونت قصر اخضر اخبارات تازہ و حقیقت

وکیفیت لشکر کفار کی معلوم ہوا کرتی ہوگی اُن حالات کے سُننے کا مین بھی مشتاق تھا اپنی توجہ وعنایات سے کچھ مجھے بھی سُنا دو ملکہ درۃ البیضا شاہزادۂ عالیجاہ کی گفتگو وتقریر کو سنکے متحیر ہوئی اور غرق بحر فکر ہوئی کچھ جواب نہ دیا اسواسطے کہ ملکہ نے کبھی ایسا قصہ کاہے کو سُنا تھا وہ کیا جانے ایدروس کون ہی اور ابو عامر وابو حاکم کون شخص ہین متحیر ہوئی کہ یہ شاہزادہ کیا کہتا ہی خواب کی باتین کرتا ہی بلکہ مجنون سا معلوم ہوتا ہی اب مین اس مجنون کی بات کا کیا جواب دُون مین کیا جانون مین نے اس طلسم سے باہر قدم نہین رکھا زمانے کے گرم وسرد کا مزا نہین چکھا اور واقعی یہ ناواقف محض کیا جانے ہان اگر ملکہ شمسہ تاجدار ہوتی تو جواب دیتی آخرکار درۃ البیضا اسی سکوت مین بیٹھی رہی اور عوض جواب کے ایک جام پر از شراب رمانی دیا صاحب قران اکبر نے اُس جام ہوش ربا کو اپنے دست حق پرست مین لیا اور یہ شعر پڑھ کے نوش فرمایا۔ شعر

ماشیخ و وعظ کمتر شناسیم	یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ

اس عرصہ مین ملکۂ درۃ البیضا نے دوسرا جام مے رمانی لبریز کرکے پھر شاہزادۂ عالی جاہ کو دیا اور کہا۔ شعر

بنوش جام مے وچہرہ ارغوانی کن	بہار آمدہ سامان شادمانی کن

بعد اسکے ملکہ حیرت زدہ دل مین کہتی تھی۔ شعر

بہ بینیم کہ تا کردگار جہان	درین آشکارا چہ دارد نہان

صاحب قران اکبر کو اُس عالم سرور مین اُس محبوبۂ عالم یعنے درۃ البیضا کے اشعار خوب معلوم ہوے اور بہت ہی محظوظ ہوے فرمایا اے ملکۂ آفاق ہمکو اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا لقب اسی وجہ سے عذب البیان قرار دیا ہی کہ تم ماشاء اللہ سے نہایت ہی شیرین بیان ہوا ور فصاحت بیانی مین یکتا بلکہ شہرۂ آفاق ہو اب مین سمجھا کہ تمکو مین نے نہایت ہی نقصان پہونچایا کہ ایسی گفتگوے بے موقع وبے محل کی تمھاری محض بیجا خراشی ہوئی اب تم مجھے معاف فرماؤ الغرض صاحب قران اکبر اسی محویت وبیخودی مین ملکۂ درۃ البیضا سے جدا ہوگیا اور ملکہ رشک بہار سے مخاطب ہوکے اُسے سینہ سے لگایا اور چند بوسے لیے اور کہا اے ملکۂ نو بہار تمکو وہ بھی زمانہ یاد ہی کہ طلسم اجرام واجسام مین مجھ خستہ وپریشان آوارہ وسرگشتہ پر کیسا کیسا ظلم وستم ناحق کیا اور اس غلبۂ عشق وسوداے محبت مین مجھ آشفتہ حال پر کس کس طرح کی آفتین نازل ہوئین اور تمنے اکثر مقامات طلسم مین کس کس تغافل شعاری کو کام فرمایا ہی اور کیسی کیسی بدسلوکی سے پیش آئی ہو یہ تمکو کاہیکو یاد ہوگا کہ تمنے میری ایذا دہی اور دل آزاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور سا امتحان تو کامل ہوا اور ایسا ہوا کہ کاہیکو کسی کا ہوا ہوگا مگر شکر ہے اُس پروردگار عالم کا کہ باوجود اس پریشان خاطری ومدہوشی کے ثابت قدم ہی رہا خیر وہ تو جو کچھ تھا گذر گیا اب آپ یہ فرمایئے کہ طلسم اجرام واجسام اسی طرح باقی ہی یا کوئی امر جدید اور ہوا ہی اور ہمارے استاد والا نبیاد جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس حکمت مدظلہ العالی تو

خیرت سے ہین اور تمکو کسقدر عرصہ ہوا جناب حکیم صاحب سے جدا ہوے ایک مدت ہوئی کہ حکیم صاحب کی زیارت جمال باکمال سے محروم ہون نہایت مشتاق سعادت قدمبوسی ہون خیر اب آنکے حال سے مطلع کرو ملکہ رشک بہار بھی مانند ملکۂ درۃ البیضا شہزادے کی یہ باتین سُنکے غریق بحر حیرت ہوئی اور کمال متحیر ہو کے دل مین کہا بارآلہا

قصر الثیرین مین صاحب قران اکبر کا سیر و تماشا دیکھنا اور نازنینان چمن کے ساتھ بیٹھنا اور ہمین نازنینان بشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ صبح رونگہر و ملکہ ناطقہ وغیرہ کا ہمراہ شاہزادۂ گردون وقار کے ہونا



یہ کیا ماجرا ہی سمجھ مین نہین آتا حکیم قسطاس الحکمت کون ہین اور صحبت کیسی یہ شاید خواب کا ذکر کر رہا ہی اب مین اسکی بات کا کیا جواب دون طلسم اجرام و اجسام کہان ملکہ نوبہار کون اور دل اور دل آزاری کیسی ہین بیچاری اس گوشہ مین بیٹھی ہون مجھے ایسے امورات کی کیا خبر مین نے تو کبھی ایسے نام بھی نہین سنے دیکھنا کیسا پھر اسکا جواب مین کیا دون آخر کار اسنے ایک جام شراب ربانی سے لبریز کرکے صاحب قران اکبر کو دیا اور شہزادہ نے بلا تکلف نوش فرمایا اور یہ شعر زبان حال سے پڑھا

شعر

بنوش بادہ و از حال کس سوال مکن	کہ وقت بادہ کشی ہا ز خلق بے خبر یست

صاحب قران اکبر اس جام شراب ربانی کے نوش فرماتے ہی ایسے بیخود اور مدہوش ہوے کہ عقل سے بالکل خارج ہوگئے اور پھر وہی سوال کیا اور اُسکے ہاتھ سے ایک اور جام شراب لیکر نوش فرمایا اب کسیقدر طبع عالی اور خاطر اقدس پر اُن نازنینون کا جواب نہ دینا ناگوار گذرا کہ ہمنے ان نازنینون سے جو سوال کیا کسی نے ہماری بات کا جواب نہ دیا اور ہمارے کہنے کو خیال مین نہ لائین ہماری باتون کو انھون نے محض لغو تصور کیا اور عوض مین جواب کے ایک جام گلگون دے دیا اور

زیادہ برین ایک شعر پڑھ دیا مجھکو یہ نہین معلوم کہ آخر یہ سمجھین کیا ہین اور اس تجاہل عارفانہ سے فائدہ ہی کیا ہی اور ان نازنینون نے بخلاف اول اب یہ غمزہ بیجا وکرشمہ بیجل وعشوہ بے نمک کب سے اختیار کیا ہی کبھی ایسی نخوت وبے اعتنائی نہین دیکھی نہین معلوم ان معشوقان عاشق کش پر کیسی بلاے ناگہانی نازل ہوئی ہی کہ دفعتہً سب کی قلب ماہیت ہوگئی اور یہ عورتین آدمیت سے خارج ہوگئین یا یہ شرارت ونفسانیت کا باعث ہی کہ ہر ایک طرح سے دل آزاری وخاطر شکنی کرتی ہین آپس مین اتفاق کرکے شیوۂ تغافل شعاری اختیار کیا ہی قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر نے اُس ملال واندوہ مین ملکۂ رشک بہار کیطرف سے مُنھ پھیرا اور ملکہ فصیحۂ روشن سخن کیطرف مخاطب ہوے یعنے اپنی دانست مین ملکۂ ناطقہ روشن بیان کی طرف توجہ فرمائی اور ہاتھ بڑھاکر ملکہ کو گود مین اپنی بٹھالیا اور بیتابانہ لب ورخسار کے بوسے لیے اور پھر چین بجبین ہوکے فرمایا اے ملکۂ ناطقہ روشن بیان یہ نہایت تعجب کا مقام ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم مجھی کو شراب پلائے چلی جاتی ہو اور مانند تصویر خاموش سکوت مین بیٹھی رہتی ہو اور لطف یہ ہی کہ نہ اپنی کہو اور نہ کسی کی سنو اور کیا قیامت ہی کہ تم میری بات کا بھی اصلا جواب نہین دیتین اس سبب سے مین غریق بحر حیرت ہون تعجب ہی کہ اسطرح کی کم خلقی وبے اعتنائی کیون کرتی ہو مجھے صدمۂ عظیم ہوتا ہی کیا میری بات کا جواب دینا منع ہی اے ملکۂ عالم سچ کہدو تمھارے جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہی اور تم اسقدر چپ کیون ہو اس تمھاری خاموشی نے تم سے مجھکو ناامید کردیا جب تک تم جواب باصواب نہ دوگی رفع تردد نہوگا اول یہ بتاؤ کہ تمھاری بجلدار آمارہ خاتون کہان ہی اور کیسی ہی اور غمزۂ شیرین بیان کا کیا حال ہی وہ تو بڑی شوخ وتندمزاج اور بڑی دمساز ومحرم راز تھی ایکدم تمسے جدا نہ ہوتی تھی سایہ وار ہر وقت تمھارے ہمراہ رہا کرتی تھی اب کیا ایسا غضب ہوگیا کہ ایسی رفیق وغمگسار تم سے جدا ہوگئی جسکا جدا ہونا وہم وگمان مین نہین آتا نہین معلوم وہ کس کام مین مشغول ہے کہ ایسی صحبت عیش مین نہین آسکتی فصیحۂ روشن سخن نے یہ جو سُنا وہ بھی حیران ہوئی اور مثل درۃ البیضا اور رشک بہار کے یہ بھی سکوت مین ہنسکے چپ ہو رہی اور حیرت کے عالم مین صاحب قران اکبر کی صورت تادیر دیکھا کی اور کچھ جواب نہ دے سکی پھر اُسی طرح ایک جام شراب ہوش رُبا شہزادے کو دیا اور کہا۔

اشعار

ای بادشاہ بخت جوان بادہ نوش کن		پیر فلک مطیع تو اقبال شد غلام
لیکن زحال ہیچکس از ما مکن سوال		این بزم خاص بادہ بود نہ بذکر عام

صاحب قران اکبر نے بمجبوری تمام مئے ہوش ربا کا جام اُس ماہ جبین وگل اندام کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور کہا بار آلہا یہ کیا معاملہ ہی کہ ہر دم ایک نیا معاملہ پیش آتا ہی یہ خواتین جواب مطلق نہین دیتی ہین بات نہین کرتین عجب بات ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ہمکو ان نازنینون کی وضع اور قطع سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ نازنینین آپس مین اتفاق کرکے یہان آئی ہین ایک حرف زبان سے نہ نکالینگی اور بصورت تصویر سکوت مین بیٹھی رہینگی اور مجھکو آئینہ وار حیران کرینگی یہ امر خالی از علت نہین قصہ کوتاہ شاہزادۂ عالیجاہ اسی فکر وتشویش مین بار دگر درۃ البیضا کی طرف متوجہ ہوا اور درۃ البیضا نے

فوراً جام شراب ہوش ربا لبریز کیا شاہزادۂ والا جاہ وہ جام درۃ البیضا کے ہاتھ سے لیکر نوش فرما گئے اور بجائے گزک چند بوسے لب و رخسار کے لیے اور اسی حالت مین ملکۂ درۃ البیضا کے کان مین کہا اے ملکۂ عالم تمھارے اس اخلاق و محبت سے نہایت بعید ہی کہ تم میری بات کا جواب نہ دو اور چپکی بیٹھی رہو اگر تمکو جواب دینا شاق ہی یہی کہدو کہ ہم نہین جانتے یا ہمسے اس وقت نہ پوچھو ہمارا مزاج درست نہین ہی آخر کچھ جواب تو دو۔ شعر

تو از تمکین من از حیرت نیاید نہ تقریرے
بدان ماند کہ ہم بزم ست تصویرے بتصویرے

جب درۃ البیضا نے شہزادے کا حال دگرگون دیکھا دل مین کہا اب سخت مشکل درپیش ہی اگر مین حال اپنا واقعی بیان کرتی ہون راز افشا ہوا جاتا ہی مبادا اور کسی طرح کی آفت برپا ہو جائے پھر اُسکا علاج غیر ممکن ہوگا لوح بیضا کا بھی یہی حکم ہے کہ طلسم کشا کی صحبت مین جا تک ہو صبر کرنا چاہیے بجز سکوت کے اور کوئی علاج نہین اور جب مجبور زیادہ ہون اور دیکھون کہ اب بدون جواب کے چارہ نہین اور شاہزادہ مجبور کرے ناچار جواب دینا پڑیگا اور طرفہ یہ کہ جو حال کہون وہ بجز سچ کے ایک شمہ جھوٹ نہ کہون اور یہ بھی صحیح ہی کہ بعد تین جام شراب طلسمی کے ہر ایک نازنین کو اپنا حال مجبوری صاحب قران اکبر سے بیان کرنے کا اختیار ہی پھر کچھ مضائقہ نہین ہی بلکہ اُسکے حق مین وہ بیان کرنا نہایت مفید و بہتر ہوگا اے درۃ البیضا یہ بھی مقدمہ کسقدر سخت و دشوار پیش آیا ہی کہ ابھی صاحب قران اکبر گردون وقار نے کُل دو ہی جام شراب ہوش ربا نوش فرمائے ہین ہنوز تیسرے جام کی نوبت نہین آئی ہے اور اصرار شاہزادے کا بڑھتا جاتا ہی اور بار بار کہتا ہی کہ جواب دو اب مین حیران ہون۔ گویم مشکل و لے نہ گویم مشکل اگر جواب نہین دیتی ہون صاحب قران اکبر کی آزردگی کا خیال ہی اگر حال واقعی بیان کرون لوح کے خلاف ہوتا ہی سخت حیران ہون کیا کرون ناچار بحالت انتشار درۃ البیضا نے کان مین صاحب قران اکبر کے کہا اے شہریار گردون وقار اصل حال اس کنیز کا یہ ہی کہ مین ملک متین آہن پوش کی دختر بد اختر ہون اور درۃ البیضا میرا نام ہی حسن اتفاق سے میری ولادت اسی سرزمین طلسم مین بحکمت حکما سے عالی منزلت بانیان طلسم ہوئی ہے اور مین مشابہ صورت و شکل ملکہ شمسہ تاجدار کے ہون اور خدا وند ذو الجلال والاکرام مین ہرگز ملکہ شمسہ تاجدار نہین ہون بلکہ اسقدر قدرت و مجال بھی نہین رکھتی کہ اُس ملکۂ آفاق کی کنیزون سے بھی ہمسری کر سکون ہان اگر اُس ملکۂ تاجدار دولت مدار کی کنیزون مین داخل ہوجاؤن تو جائے فخر و مباہات ہی علاوہ اسکے بانیان طلسم نے روز ولادت سے زائچہ کرکے طالع میرا دیکھا اور نام شمسۂ تاجدار کی کنیزان خدمتی مین لکھ دیا مین کسی طرح خاتون اصلی نہین ہو سکتی الغرض جب صاحب قران اکبر نے درۃ البیضا کی زبان سے یہ سُنا درۃ البیضا کو از سرِ نو بنظر خریداری ملاحظہ فرمایا لیکن شہریار عالی وقار نے چونکہ شراب طلسمی کے دو جام نوش فرمائے تھے اُسکی تاثیر شہزادہ کے دماغ مین کام کرگئی تھی اسوجہ سے مطلق نیک و بد مین تمیز نہ کر سکتے تھے اُس سرشاری شراب طلسمی مین درۃ البیضا کی شکل بعینہٖ شمسۂ تاجدار کی معلوم ہوئی آخر دست خواہش سے اپنی طرف کھینچا اور بے اختیار لب و رخسار کے بوسہ لیے اور کہا اے جان جہان و سرمایۂ آرام جان

یہ تو بتا کہ ملکہ شمسہ تاجدار مین کیا ہی کہ تم مین نہین ہے تم بھی ملکہ شمسہ تاجدار سے کسی طرح کم نہین اتنا فرق ضرور ہے کہ وہ صاحب قران اعظم سلطان المعظم خورشید تاج بخش کی اولاد خاص سے ہی اور بانیان طلسم نے اس کائنات طلسم کی تمام دولت ومتاع اُسکے جہیز کے لیے امانت رکھی ہے اس امر مین البتہ ملکہ شمسہ تاجدار ممتاز ہی یہ حصہ فقط اُسی کا ہے اور سب سے زیادہ ہی اگر سچ پوچھو تو اس عز و وقار عارضی مین ایک بہت بڑی شق ہی یعنے موافق مقدرات ازلی اس دولت وحشمت کا فاتح طلسم شریک ہی فاتح طلسم نے بہزار جانکاہی ومحنت ومشقت شاقہ طلسم ومراحل طلسم کو فتح کرکے تمام مال واسباب نفیسہ طلسم پر قبضہ کیا اور تحت وتصرف مین لایا کل کائنات طلسم مع دولت ومال حق اسی کا ہی اور پریزاد ودیوزاد کا بھی مالک ومختار ہی یہ سب کنیز وغلام اُسکے ہین اگرچہ اُسکا جی چاہے متصرف ہو قطع نظر اسکے ملکہ شمسہ تاجدار باعتبار عالی نسبی البتہ بالاتر ہے تم بھی حسن وجمال واداے دلربائی مین ہر طرح سے شمسہ تاجدار پر ترجیح رکھتی ہو اور واقعی امر یہ ہی کہ میری نظر مین اسوقت سب سے ہزار درجہ بہتر وبرتر ہو ملکہ شمسہ تاجدار کیا چیز اور کس شمار مین ہین لیلی را بچشم مجنون باید دید- اب تم اصلی ہو یا نقلی اس بحث سے مجھے کیا حاصل ہی شعر

صفاے عارضت را او ندارد	ز مشکین سنبل تو بو نہ دارد

قصہ کوتاہ درۃ البیضا- صاحب قران اکبر عالی قدر کے التفات وخود رفتگی سے نہایت خوفناک ہوئی اور ہر ایک عضو مین لرزہ پیدا ہو گیا زیادہ تر خوف کی یہ بات تھی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے مزاج سے بخوبی واقف تھی کہ وہ نہایت تنک مزاج ہی ادنی سی بات مین بہت جلد بگڑ جاتی ہے سمجھی کہ مبادا ملکہ شمسہ تاجدار کے گوش زد ہو جائے کہ شہزادہ یہان عیش کرتا ہی تو ناحق اُنکے ملال خاطر سے مجھے بھی ندامت اور انفعال حاصل ہو بالآخر صاحب قران اکبر سے کہا ای شہریار جوہم ہو صاف صاف اس کنیز سے ارشاد فرماوین تاکہ یہ خادمہ خاص بدل وجان بجالاوے اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب درست اور بجا ہی لیکن یہ کنیز تو کسی طرح لائق تعریف نہین ہی محض یہ حضور کی پرورش اور حسن ظن ہی جو حضور ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہین حضور اپنی تعریف فرماتے ہین اور علاوہ اسکے مین اپنی خاتون عالی منزلت سے ہمسری کی لیاقت نہین رکھتی میری کیا مجال بلکہ اُنکی کنیزی بھی میرے واسطے باعث فخر ہی اور علاوہ اسکے جب کاتبان تقدیر نے میرے دفتر اعمال مین لفظ کنیزی کو رقم کردیا تو پھر کہین مٹ سکتا ہی بہرحال مین کنیز ہون اور وہ ملکہ خاتون میری ہے مصرعہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

الغرض صاحب قران اکبر نے اسی حالت بیخودی ومحویت مین فرمایا- ای راحت جان مضطربان ومشتاقان اصل حال تو یہ ہے کہ- شعر

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

یہ قیل وقال عبث ہی اب مجھ مین تاب ضبط نہین

نظم

بیا ساقی اے زندگی بخش جان ۔ بیا اے سرور دل دوستان
بدہ زان مے لالہ گون در نشاط ۔ بگردون برآرم سرا انبساط
کہ در پیش دارم یکے داستان ۔ زہر سطر چون شمع روشن بیان
عجب داستانے مسرت فزاے ۔ دل افروز جان بخش وخاطر کشاے
کہ سرگشتگان بیابان عشق ۔ نہ خود رفتہ جمع پریشان عشق
بفضل الٰہی پس از مدتے ۔ کہ نے صبر شان ماندہ نے طاقتے
بوصل نگاران خود میرسند ۔ کہ یاران بیاران خود میرسند

اَستَغفِرُ اللہَ مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّاَتُوبُ اِلَیہِ۔ ملکہ شمسہ تاجدار بیچاری کجا اور تم کجا تمھارے حسن سے اُسکو کیا نسبت ہان اے ملکہ عالم اب بتاؤ کہ تم دونون دصل کون ہو درۃ البیضا نے کہا سبحان اللہ ایک نہ شد دو شد پہلے تمنے نہایت اصرار کرکے تمام حال مجھ سے دریافت فرمایا اب اورون کی کیفیت مجھی سے پوچھا چاہتے ہو آپ نے مجھے دلالہ بنایا ہی مین ہر ایک کی داستان بشرح بیان کردن جسکا جو معاملہ ہو اُسی سے حضور کیون نہ دریافت فرمائین کہ ناحق مین اپنا دماغ پریشان کرون اور ہر ایک کا افشاے راز کردن کیا اور کسی کے منھ مین زبان نہین ہے یا وہ خدا نخواستہ بہرے ہین وہ خود اپنا قصہ اپنی زبان سے جسطرح سے مناسب ہوگا بیان کرینگی جب درۃ البیضا یہ جواب شہزادے کو دے چکی بہانۂ حوائج ضروری اُس مقام سے اُٹھ گئی۔ واضح ہو کہ یہ جملہ ملکہ درۃ البیضا نے جو بیان کیا اور اُن دونون کے حال سے صاحب قران اکبر کو آگاہ نہ کیا یہ بھی کتاب وصیت نامہ مین داخل تھا بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ جہانتک ہوسکے بجز سکوت کے کوئی حال بیان نکرنا اور سواے لوح وصیت نامہ کے اور چند کاغذ بھی ایسے تھے کہ جن مین کل حال بتصریح لکھا تھا کہ نازنینان طلسم ملکہ شمسہ تاجدار بنت ابو عامر فردوسی کی کنیزین ہین اور نکاح مین صاحب قران اکبر کے ممکن نہین کہ آسکین بلکہ ہمبستر بھی صاحبقران اکبر سے نہین ہوسکتین ہان خود ہی ملکہ شمسہ تاجدار اجازت دین تو ممکن ہر کہ صاحب قران اکبر کے تصرف مین آوین اسی واسطے یہ شراب عجیب وغریب ایجاد کی گئی ہے اور خاص ان نازنینون کے حوالہ کی گئی ہے کہ اُسکی خاصیت سے شاہزادہ عالیجاہ زوج ملکہ شمسہ تاجدار قصر النیرین ہین ان نازنینون پر عاشق ومفتون ہوجاوے اب اگر انکا طالع زبردست ہی تو صاحبقران اکبر اُنکے حسن صورت دلفریب پر آشفتہ وفریفتہ ہوجائیگا اور خود بخواہش نفس ہر ایک نازنین کے ہاتھ سے وہ جام شراب عجیب الخاصیت نوش فرمائیگا اور جو امر شدنی ہے وہ ضرور پیش آئیگا لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ بہر صورت اُنکی محبت کا غلبہ اور سوداے عشق اُن خواتین اصلی کی محبت سے کہین زیادہ تر صاحبقران اکبر کے دل پر ہوگا رہا امر کنیزی یہ تو نوشتہ تقدیری ہی جو ہوگا ہو **شعر**

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ۔ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

یہ امر کسی طرح بدل نہین ہو سکتا جملہ ساکنان طلسم ادنی و اعلی اُس ملکۂ آفاق کی کنیزی اور غلامی کو باعث عزت جانتے ہین قصہ مختصر ملکۂ درۃ البیضا نے جسوقت اس کاغذ کو بچشم خود دیکھا اور عبارت کو بخوبی پڑھا ان سب امور کو خیال کر کے نہایت افسوس کنان اور نالان ہوئی کہ ایسا نہ ہو ملکۂ شمسہ تاجدار کو کسی طرح کا خیال و ملال ہو لہذا صاحب قران اکبر کے پہلو سے اُٹھ گئی اور بعد جانے ملکۂ درۃ البیضا کے صاحب قران اکبر نے اسی حالت سرور مین دوبارہ رشک بہار کو جو بصورت ملکۂ نوبہار تھی سینہ سے لگا لیا اور لب جان بخش کے بوسے لیے ادھر رشک بہار نے بھی بہ تیز دستی شہریار گردون وقار کو ایک جام دیا اور اُس شہریار نے بھی بلا خوف و اصرار نوش فرمایا اور پھر دوسرا جام بھی فوراً دیا یہ عالی وقار وہ بھی نوش فرما گئے تاثیر طلسمی نے غلبہ کیا صاحب قران اکبر کو بدستور رشک بہار کی محبت بے حد ہو گئی اور غلبہ محبت کے ساتھ ہی خواہش کے توسن نے سرکشی شروع کی حالت بیخودی مین رشک بہار کو بغل مین دبا لیا وہ نازنین بھی بے اختیار ہو کر زانو پر لیٹ گئی پھر تو صاحبقران اکبر کو دنیا و ما فیہا کی خبر نہ رہی ہمہ تن بوس و کنار مین مشغول ہو گئے تا اینکہ دست گستاخ کمر تک پہونچے تھے کہ ملکہ رشک بہار احتیاطاً علیحدہ ہو گئی اور کہا کیا حضور مجھے ملکۂ شمسہ تاجدار سے شرمندہ کرینگے مجھے ایسی ذلت اپنی گوارا نہین ہی آخر صاحب قران اکبر نے اُسے سینہ سے لگا لیا اور کہا اے نازنین و آرام دل حزین یہ تمھاری جفا کاری و ستم شعاری کہانتک ہر ایک بات کی انتہا ہے ہر چند کہ مین تمھاری تندخوئی سے بخوبی آگاہ ہون لیکن یہ تنک مزاجی کبھی آپ کے نہین دیکھنے مین آئی تھی جو آج دیکھتا ہون اے ملکۂ عالم یہ بے انصافی کہ ہم تو کلام کرتے ہین اور تم جواب نہین دیتین ہان جام شراب پر دیتی ہو لو دو اور کوئی شعر حسب حال پڑھ کے سناؤ اِس بے لطفی و دل آزاری سے تمکو کیا حاصل ہوتا ہی عوض محبت و الفت کا تمھارے یہان یہی ہے کہ ہم تو کس منت سے کہتے ہین اور تم جواب نہین دیتین آخر رشک بہار کو جب کوئی صورت مفر کی نہ دکھلائی دی اور کچھ بن نہ آیا ناچار اس کلام کو شہزادہ عالیجاہ کے سنکے کہا ای شہریار گردون وقار مجھے قسم ہی اُس خالق اکبر کی حضور کا ارشاد مین ہرگز نہ سمجھی اور نہ میرے فہم ناقص مین کچھ آیا اس بیان کا ماحصل کیا ہی مین ملکۂ نوبہار کو نہین جانتی اُسکی صورت سے بھی نہین واقف ملکۂ نوبہار کجا اور مین کجا مین بیچاری خانہ نشین ناچیز بدترین زمانہ مگر ہان اسقدر البتہ سنا ہی اور تحقیق جانتی ہون کہ آپ فاتح طلسم ہین اور زوج ملکۂ شمسہ تاجدار ہین اور مین تو اس ملکۂ عالم کے کنیز خاص ہون کیونکہ وہ سلطان البیضا صاحب قران اعظم کی فرزند ارجمند طلسم بیضا کی حاکم و مالک ہی علاوہ اسکے اور کسی امر سے مین واقف و آگاہ نہین ہون کیونکہ مین اس طلسم سے باہر نہ کہین گئی ہون اور نہ کسی سے ملتی ہون اور والد ماجد اس خاکسار کا ملک زرد ھنگ جنی ہی جو تازہ داخل حلقۂ غلامی مین ہوا ہی یہ ارشاد حضور تصور فرما دین کہ اس خادمۂ خاص کو لوگ رشک بہار کہتے ہین ملکۂ نوبہار کو حضور نے اور کسی چمنستان بہار افزا مین ملاحظہ فرمایا ہوگا یا اس سرو چمن حسن و خوبی کو کسی لالہ زار مین دیکھا ہو مین تو اسی گلستان ہمیشہ بہار کی رہنے والی ہون مین دل آزاری و دلداری سے آگاہ نہین ہون مگر حضور یہ فرما دین کہ خواب مین ہین یا بیدار جو ایسی بہکی بہکی باتین اور سخنان بے اصل ارشاد فرماتے ہین اس کنیز کی

گستاخی معاف فرمائی جاوے مین نے اسوقت کلمات بے ادبانہ حضور کی خدمت مین عرض کیے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکہ شکر ہے خداوند قادر حقیقی کا کہ خیر تمنے اپنی زبان سے یہ تو کہا ہمکو اسی قدر تمھارا بولنا غنیمت ہے کہ تم نے جواب تو دیا اب تم بہر کیف کوئی ہو اس صحبت عشرت منزل مین تمسا دوسرا نہین دیکھتا علاوہ اسکے جسوقت تمکو بنظر خریداری دیکھتا ہون تو ناز و ادا وجمال وحسن مین ہزار درجہ ملکۂ نوبہار گلشن افروز سے بہتر وبرتر معلوم ہوتی ہو اور مین جسقدر نوبہار گلشن افروز کو چاہتا تھا اُس سے زیادہ تر تمکو چاہتا ہون اگرچہ تم ملکۂ نوبہار گلشن افروز درحقیقت نہین ہو لیکن مین تمکو نوبہار سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور واقعی امر یہی ہے کہ اگر اس محفل عشرت منزل و بزم عیش ونشاط مین ملکۂ نوبہار اصلی بھی اسجگہ موجود ہوتی تو تمھارے بر تو حسن وجمال عالم افروز وصورت دل سوز کے روبرو کنیز تصویر کیجاتی مگر آفرین ہے صنعت وحکمت حکماے عالی منزلت پر کہ بزور علم ایسا طلسم بنایا اور تمکو اس شکل وشمائل سے تیار کیا نوبہار ثانی کیا بلکہ بالکل نوبہار ہی کردیا اے ملکہ مین اب تمھارے بیان کرنے سے اس کیفیت وحقیقت حال سے مطلع ہوا اصل امر یہ ہے کہ اگر اور کوئی کہتا تو ہرگز یقین نہ آتا اور جو تم بھی بالقسم شدیدنہ بیان کرتین تو مین جانتا کہ خوش طبعی ہے اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز ہی ہین مجھے بہکاتی ہین القصہ رشک بہار بھی پہلوے صاحب قران اکبر سے جدا ہوکر اُٹھ گئی اور شاہزادۂ عالی مقام کو نہایت رنج ہوا اور کہا۔

شعر

اُٹھتے ہی یار کے ہوئی کسدرجہ بیکلی		کیا گیا گھمنڈ تھا ہمین صبر و قرار پہ	

اور اُسی ملکدری وسحر دونی مین فصیحۂ روشن سخن کے پاس آئے اور آتے ہی لپیٹ کے لب جان بخش اور رخسارۂ انور کے بوسے لیے اور کہا اے ملکہ کشور حسن وجمال مجھے خوب یاد ہے کہ شاید تمکو مین نے مرحلۂ دوم مین کہین دیکھا ہے فصیحہ روشن سخن نے کہا اے شہریار فلک وقار مین تو اول ہی عرض کرچکی ہون کہ مین ملکہ شمسہ تاجدار اور اُسکے شوہر عالی گوہر کی کنیز ہون اور مجھے فصیحۂ روشن سخن بنت ملک افلاک مینائی نام سے مشہور کرتے ہین اور شاید جسطرح سے آپ ارشاد فرماتے ہین حسب اتفاق میری پیدائش اسی نہج پر واقع ہوئی ہو کہ مین کسی دوسری صورت سے مشابہ پیدا ہوئی ہون کسلیے کہ اکثر معاملات عالم کائنات ممکنات مین واقع ہوجاتے ہین ورنہ مین اصل مین ناطقۂ روشن بیان نہین ہون اور آج تک سواے حضور کی زبان کے اور کسی سے کبھی یہ نام بھی نہین سُنا دیکھنا کیسا مین کیا جانون کہ اس نام کے لوگ کس شہر مین رہتے ہین مجھے بھی سُنکے حیرت ہوئی کہ ایسے نام بھی دنیا مین ہوتے ہین صاحب قران اکبر نے فصیحہ کی گفتگو کو خوب بنظر غور سُنا ہرچند کہ شاہزادہ بھی اسوقت تک اُسی حالت بیخودی مین تھا لیکن فصیحہ کا یہ بیان سُنکے سمجھ گئے کہ یہ تینون عورتین اصلی نہین ہین طلسم کا ایک یہ بھی شعبدہ ہے جو حکماے عالی منزلت نے بزور علم نیرنجات ایجاد کیا ہے بانیان طلسم چونکہ کامل الفن تھے اپنی صنعت وقابلیت ظاہر فرمائی علی الخصوص جناب فیضمآب حکیم اسقلینوس الٰہی کے علم ودانش پر ہزار ہزار آفرین ہے کہ اسقدر اپنے کمال کو زینت ورونق دی خالق کون ومکان کی قدرت

کاملہ ہی کہ اُسنے ایک ایک ایسے بندے صاحب عقل وفہم پیدا کیے ہین اور اُنکو وہ قدرت وطاقت مرحمت فرمائی ہی کہ مجاز کو حقیقت کر دکھائین اور بجاے خود کہا ای معزالدین تمکو کیا کام ان قصون سے یہ نازنینین اصلی ہون یا نقلی تمھین اس سے کیا بحث تمھارے دل کو جو مرغوب ہی اُسکو اپنا معشوق جانو اور اس عشرت کو غنیمت جانو اگر وہی خواتین اصلی ہوتین تو کیا انمین کیا یسی شاخ زعفران ہی جو انمین نہین ہے بہر طور وبہر صورت میرے نزدیک یہ نازنینان پری تمثال اُنسے ہزار درجہ اسوقت بہتر وخوشتر ہین بلکہ اب اس زمانہ اور وقت مین تو یہ اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتین اسوقت تو صورت مین مشابہ اُنکے ہین اگر ہماری دلربا اور معشوقہ ومحبوبہ بھی آجائین اور یہ بالفرض ان نازنینون کی کنیزین بھی ہوئین تو وہ بھی متعجب ہو جائینگی کہ یہ تو گویا وہی ہین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر مست مے طلسم اسی خیالات مین ہر ایک نازنین وزہرہ جبین کی صحبت اور اختلاط وبوس وکنار مین سرگرم ومشغول ہو گئے اور پھر وہی شراب طلسمی کے جام چلنے لگے اور صحبت شراب وکباب گرم ہوئی اور پھر ہر ایک نازنین سے ملکہ صبح روشن گہر کا احوال پوچھا اسواسطے کہ ایک مدت دراز سے صاحب قران اکبر کا دل عشق منزل ملکہ روشن گہر کے دام محبت مین گرفتار تھا چنانچہ اسوقت بھی ملکہ روشن گہر کی الفت ومحبت مین مبتلا تھے یہ خفیا اُن نازنینان پری چہرہ سے حال ملکہ روشن گہر کا دریافت کیا اُن سب نے باتفاق عرض کیا ای شہریار نامدار ہم اسیقدر جانتے ہین کہ ملکہ روشن گہر ضرور یہان آئینگی لیکن وجہ تاخیر ہمکو نہین معلوم واللہ اعلم کیا باعث ہوا کہ اسقدر دیر ہوئی اور وہ کس کام مین ہین کہ جو اُنھین ابھی تک اُس کار ضروری سے فرصت حاصل نہین ہوئی ورنہ اتبک ضرور آتین

اب راوی رنگین بیان اس داستان سحر نشان کو موقوف رکھتا ہی یعنے صاحب قران اکبر کو اس صحبت عشرت مین مشغول رکھکے کچھ حال حکیم عالی منزلت والا مرتبت یعنی حکیم قسطاس الحکمت ادام اللہ برکاتہ کا معرض بیان مین لاتا ہی

ساقی نامہ

بلا مجھکو ساقی شراب طہور
یہی تو زمانے کی سوغات ہے
سخن کے ہین طالب جو ہین عقلمند
اب اُنکا فسانہ ہی جون نقل خواب
سخن کا اگر گرم بازار ہے +

کہ مفتوح ہو جس سے باب سرور
سوا اسکے دنیا مین ہی اک سخن
سخنور کا ہوتا ہے رتبہ بلند
سخن کا صلہ کوئی دیتا ہے کب
سخن سنج اسکا خریدار ہے
الٰہی رہین قدردان سخن

اسی کی مجھے فکر دن رات ہے
کہ ہون جس سے خوش سارے اہل زمن
کہان رستم گرد و افراسیاب
جواہر کوئی مول لیتا ہے کب
رہے جبتلک داستان سخن

محرران افسانہ حیرت افزا و راویان روایت غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ حکیم عالی منزلت و والا مرتبت یعنی حکیم قسطاس الحکمت پہلے اس سے کہ صاحب قران اکبر ان مراحل سہ گانہ طلسم بیضا مین تشریف لائین بعد فراغ اکل و شرب کے یاد الٰہی مین مشغول ہوے اور اسی حالت مین آرام فرمایا عالم واقعہ مین جناب حکیم ارسطو کی زیارت جمال باکمال سے مشرف ہوے اُس جناب کو نہایت درجہ مضطرب الحال دیکھا فرمایا اے فرزند ارجمند واے لخت جگر قسطاس تو ایسا بیخبر پنبہ بگوش بیٹھا ہے کہ تجھکو اپنے حال و مآل کی مطلق خبر نہین دیکھتا ہے کہ زمانہ کا کیا رنگ ہے اب بھی خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہو اور خرابی کاروبار کی جلد تر خبر لے۔ بیت

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہا کردند و رفتند

یعنے حکیم اسقلینوس اور حکیم بزرگ دانش دونون یگانہ آفاق اپنے مطالب و مقصود سے کامیاب ہوگئے اور بازی لیگئے اور تو معطل رہگیا افسوس تجھکو اصلا خبر نہین ایسا بیخبر ہوگیا حکیم قسطاس اس کلام سے اس جناب کے دم بخود ہوگیا بعد اسکے اُس مخزن اسرار ربانی نے حکیم قسطاس کی طرف مخاطب ہوکے تمام کیفیت و حقیقت طلسم بیضا اور حکماے با دانش و فرہنگ کے تدابیر نیرنجات کو مفصل و مشرح اسطرح بیان فرمایا کہ کما حقہ حالی ہوگیا اور نہایت تسکین دیکر یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ اُن حکماے با فطرت کا عمل حکمت صبح روشن گہر کے معاملہ مین ابھی بخوبی تکمیل کو نہین پہونچا ہے مثل ایک شعلے کے ہے اگر اُسکا تدارک بتعجیل نہ کیا جائیگا اور تساہل ہوگا تو وہ بھی حد کمال کو پہونچ جائیگا پھر استحکام قرار واقعی ہو جائیگا اور مشکل سخت پیش آئیگی اور یہ جو کام درست ہوگئے ہین سب خراب و ابتر ہو جائینگے پھر خرابی اُسکی نہ جائیگی اور یہ خواتین عالی منزلت و والا مرتبت یعنے ملکۂ نوبہار اور ملکۂ شمسہ تاجدار و ملکۂ ناطقہ روشن بیان و ملکۂ صبح دلکشا اپنے حقوق وغیرہ سے محروم رہجائینگی اور پھر کوئی تدبیر وغیرہ بن نہ آئیگی اور کوئی تجویز کارگر نہوگی اے قسطاس اب تمھارا اسطرح پنبہ بگوش و بیخبر بیٹھنا اچھا نہین ہے ایسے وقت مین یہ قرین مصلحت ہے کہ تم قریۂ فردوس اور جبل اعلے مین پہونچا ب شاہنامہ خورشیدی اختتام کو پہونچا چاہتا ہے تمام ہونے پائے اور شاہزادہ معز الدین نے طلسم بیضا کو تمام و کمال باطل کر دیا ہے اور فتح کر لیا ہے اب فقط ایک ہنگامۂ جشن کتخدائی معز الدین اور اُنکے رفقا کا نہین ہوا ہے ابھی وہ باقی ہے اُس جشن مین تمھارا شریک ہونا بھی ضرور بلکہ واجب ہے علاوہ اسکے بعض امورات ضروری کہ جو مناسب اور قرین مصلحت تھے وہ بھی اپنے شاگرد رشید قسطاس الحکمت کو سمجھا دیے چنانچہ حکیم عالی وقار بھی حسب ہدایت اپنے استاد والا نژاد کے اُن امورات ضروری کے انصرام و انتظام مین ہمہ تن مصروف ہوے محنت و ریاضت پر کمر ہمت کو چست کیا اور کوشش و سعی پر مستعد و تیار ہوے اور بزور حکمت ایک نسخۂ شراب ربانی کا ایسا مرتب کیا اور ایسی ترکیب سے تیار کیا کہ شراب ربانی کا اثر طلسمی اور نشا و سرور ساختہ حکیم اسقلینوس ایسا خوب ہوگا کہ اُسکے استعمال سے صاحب استعمال کیسا ہی مست و مدہوش ہوا اور بیخود ہو جائے فوراً بیخودی اسکی اور بیہوشی رفع و دفع ہو جائے اور پھر کسی طرح سے وہ اثر طلسم پایا نہ جائیگا اور مزاج کا حال اصلیت پر

آجائیگا حکیم قسطاس الحکمت نے جبکہ وہ نسخہ درست وتیار کرلیا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو شہر فرو شیدہ سے بلایا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بھی کہلا بھیجا کہ بمجرد پہونچنے ہمارے پیغام کے ہمارے پاس چلی آؤ ایک آن توقف نکرو جب یہ دونوں نازنینان عالی شان خدمت مین جناب حکیم صاحب کی حاضر ہوئین حکیم صاحب اُن دونون خواتین کو تخت روان پر بٹھا کر اپنے ساتھ لیگئے اور قصر اخضر مین داخل ہوے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ملاقات کی اور اس تمام وکمال کیفیت و واقعات سے مطلع کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار کو مع خلدانہ وسمن بانو و بعض کنیزان خاص کے جو کہ محرم راز ملکہ کی تھین ساتھ لیے ہوے جانب صاحب قران اکبر و طلسم بیضا روانہ ہوے

اب راوی ان خواتین کو طلسم بیضا کی طرف روان رکھتا ہے اور بار دیگر اشہب کلک تیزگام کو میدان حال شاہزادہ عالی شان بلند مکان کی جانب منعطف کرتا ہے

راویان اخبار نمکین و ناقلان آثار نوآئین اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران عالی قدر وقت چاشت سے ظہر تک انھین تینون نازنینون کی صحبت اختلاط و عیش و نشاط مین مشغول رہتے ہین اور جسوقت گرسنگی غلبہ کرتی ہے تو کچھ میوہ نوش فرماتے ہین اور بعد فراغ اکل و شرب بستر خواب پر استراحت فرماتے ہین جسوقت شاہزادہ عالیجاہ خوابگاہ مین رونق افروز ہوتے ہین یہ تینون نازنینین بھی اپنی اپنی خوابگاہ مین چلی جاتی ہین چنانچہ اُس روز بھی اُسی طرح بعد آرام فرمانے صاحب قران اکبر عالی جاہ کے ہر ایک نازنین اپنے بستر خواب پر جاکے سوگئی ہر ایک نازنین نے عالم خواب مین ایک آواز غیبی سُنی کہ گویا کوئی شخص نہایت تاکید و تہدید سے ہدایت کرتا ہو کہ اے فلان بنت فلان خبردار آگاہ ہوجاؤ کہ تمھاری خاتون معظمہ و مکرمہ عالی منزلت سرفتر نسوان باشوکت ملکہ شمسہ تاجدار والا رتبت مع خواتین کہ وہ بھی حسن و جمال و منزلت وجاہ مین کسیقدر پایہ کمی ملکہ شمسہ تاجدار سے نہین رکھتی ہین اس طلسم عالی مین تشریف لاتی ہین تمکو چاہیے کہ جلد اُس سرو چمن عز و وقار کے استقبال کو جاؤ اور ملازمت سے مشرف ہو چنانچہ درۃ البیضا اس بشارت غیبی سے سراسیمہ ہوکر فوراً اٹھ بیٹھی اور پریشان خاطر ہوگئی اُسی وقت رشک بہار کی خوابگاہ مین آئی یہان دیکھا رشک بہار بھی اسی کیفیت مین مبتلا ہے یعنے اُسی آواز غیبی کو سُنکے خواب سے چونکی ہوئی عالم فکر و تحیر مین سر زانوے اندوہ پر رکھے ہوے پریشان خاطر بیٹھی ہے ناگاہ ایک طرف سے درۃ البیضا اور دوسری سمت سے فصیحہ روشن سخن نہایت مضطر و وا س باختہ موجود ہوئین رشک بہار ان دونون نازنینون کو دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جگہ خالی کردی بعدہ پوچھا اے خواہر یہ کیا حال ہے خیر تو ہے درۃ البیضا و فصیحہ روشن سخن نے باتفاق رشک بہار سے آواز غیب کی کیفیت بیان کی رشک بہار نے کہا اے خواہر عالی قدر بخدا مین نے بھی اسی آواز غیب کو سُنا اور اسی تردد مین ابھی خواب سے چونکی تھی اور بجاے خود کہتی تھی کہ بارالہا یہ کیا اسرار ہے جلد اس رمز کو مجھپر ظاہر کر کہ مین نہایت ہی پریشان خاطر ہون کوئی امر قیاس مین نہین آتا اس خواب کی تعبیر کس سے پوچھون یکایک آپ دونون بہنا

تشریف لائیں اب جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن اور اس پریشانی خاطر کو رفع کرون درۃ البیضا ان نازنینون مین زیادہ تر عاقل و دانا تھی
و ادراک بھی کہا اے خواہر عزیز تم اس خواب کو محض خیال نہ سمجھنا قسم ہی خدا ے عزوجل کی یہ خواب بشارت ہی یقین کامل ہی کہ ہماری خاتون
معظمہ یعنے ملکۂ عالم اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگی کسی طرح فرق نہوگا کسواسطے کہ صاحبقران اکبر کا مربی و سرپرست حکیم قسطاس الحکمت
سا عالی منزلت کہ جو آج اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا زندہ و سلامت موجود ہی وہی تو شاہزادہ کا ہر ایک حال مین ناصر و مددگار و پشت پناہ ہی
وہ بزرگ ہر لحظہ و ہر وقت اسی فکر مین بسر کرتا ہی اور تمام و کمال کیفیت طلسمی اس عالی منزلت پر ظاہر ہی بلکہ کل واقعات گذشتہ طلسم
ملکہ کے سامنے بیان کر دیے اسطرح کہ گویا وہان پر موجود تھے اور یہ بھی یقین واثق ہی کہ ملکہ بھی اس کیفیت کو سنکے آتش رشک و حسد سے
جلکر کباب ہوگی بلکہ اس حال سراپا ملال کو سنکے ضبط کی تاب نہ رہیگی ضرور ہی کہ اس طرف کا قصد فرمائیگی اور صاحبقران اکبر نے
تو بارہا میرے سامنے حکیم قسطاس الحکمت کی نہایت تعریف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ حکیم صاحب ممدوح کسی وقت اور
کسی حال مین غافل نہین ہین اور نہ ہونگے پس اے خواہر عزیز القدر اسمین کسیطرح کا شک و شبہ نہین یقین سمجھ کہ حکیم عالی جناب
ملکۂ آفاق کو ساتھ لیکر واسطے اصلاح مزاج شاہزادۂ عالیجاہ کے یہان ضرور تشریف لائینگے کبھی اسمین فرق نہوگا بہنے یہ بھی سنا ہی
کہ حکیم صاحب ملکۂ نوبہار کو بھی بہت عزیز رکھتے ہین بلکہ محبت دلی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اکثر اسکی طرفداری کی ہے اور حامی و مددگار
بھی ملکۂ نوبہار کے ہین اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز بھی حکیم صاحب کو اپنا قبلہ گاہ جانتی ہی اور مثل کنیزون کے مطیع ہی لیکن یہ معلوم
نہین ہی کہ ملکۂ نوبہار باشندہ کس ملک کی ہے اور کس خاندان سے ہی الا اسکی شوکت سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین کی شاہزادی ہی
اور نازک مزاج از حد ہی بگڑ گئی ہو تو حکیم صاحب کی بھی خدمت مین دو چار کلمات گستاخانہ کہہ اٹھتی ہے اور حکیم صاحب بھی الفت سے
طرح دے جاتے ہین اور اکثر مسکرا کے اٹھ جاتے ہین مگر اس امر مین البتہ عقل حیران ہی کہ صاحبقران اکبر سے ملکۂ نوبہار گلشن افروز
کو کس طرح کا تعلق ہے خواہر درۃ البیضا تمکو تو بخوبی یاد ہوگا کہ اس صحبت اختلاط مین اسی وجہ سے مین شاہزادہ کے پہلو سے
اٹھ گئی تھی کہ ایسا نہو شاہزادہ کوئی حرکت خلاف کر بیٹھے پھر سواے انفعال کے اور کچھ بن نہ آویگا اور انجام اسکا ندامت و
پشیمانی ہی اور انصاف بھی مقتضی اس امر کا ہی کہ مین لیاقت ہمبستری شاہزادہ کسی طرح نہین رکھتی یہ منصب انھین خواتین کا ہی
اور یہی وجہ ہی کہ جو ملکۂ روشن گہر بھی یہان تشریف نہین لائیں ورنہ اور کوئی سبب انکے یہان نہ آنے کا نہین ہی پھر مین نہ جانے
کیون کسی کی باعث ملال کا ہوون اور تم نہین جانتین کہ ملکۂ نوبہار گلشن افروز کا باپ یاقوت جنی رازدار طلسم ہی اسنے تمام و کمال
حال طلسم سے اور کیفیت صحبت و اختلاط اور اثر شراب ربانی اور نشیب و فراز معاملات طلسم سے بخوبی آگاہ کر دیا ہوگا اور فہمایش
کی ہوگی بلکہ عجب نہین ہی کہ جو یاقوت جنی رازدار طلسم نے ملکۂ روشن گہر کو اس قصر مین آنے اور شریک صحبت ہونے سے منع
کر دیا ہو اسواسطے کہ جب تک یاقوت جنی ملکۂ روشن گہر کو اجازت نہ دیگا وہ کبھی یہان نہ آویگی اب موافق احکام آواز غیبی اور
بشارت صریحی کے استقبال کرنا اپنی خواتین معظمہ و مکرمہ اور مالک و مختار اپنی کا ضرور بلکہ واجب ہی لیکن ایک یہ البتہ مشکل ہے کہ
ملکۂ عالم یعنے ملکۂ شمشہ تاجدار عذب البیان کی تشریف آوری سے مجھکو یہ آگاہی نہین ہی کہ وہ معظمہ و مکرمہ کس جانب اور کس سمت سے

تشریف لاوینگی اور کس مقام پر اجلاس والا فرماوینگی یہ فکر البتہ اسوقت زیادہ ہی کہ اب ہم کس طرف کو جاوین اور کہان شرائط استقبال بجالاوین میری راے ناقص مین یہ مناسب ہی کہ ہم سب در باغ پر جاکر ابنی خاتون گردون حشم کی تشریف آوری کے منتظر رہین دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اور کس طرح سے زیارت جمال جہان افروز سے اپنی معظم کے مشرف ہوتے ہین - الغرض یہ تینون نازنین یعنے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن اور رشک بہار باتفاق مع اپنی اپنی کنیزون کے باغ کے دروازہ پر آکر ٹھہرین ہنوز ایک لمحہ کامل نگذرا تھا دیکھا ایک گوشۂ صحرا سے نشان وغیرہ ظاہر ہوے اور سواری نہایت تزک اور شان سے قریب پہونچی معلوم ہوا کہ چار محافہاے زرنگار نہایت زرق برق پریزادون کے دوش پر کچھ پری زاد پیادہ پا محافہ کے ہمراہ چلے آتے ہین اور اُن محافون کے آگے ایک تخت روان جواہرنگار پر تین شخص باریش سفید نہایت مقدس و مشخص سوار ہین راوی کہتا ہی کہ جسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت داروغہ عجائبات حکیم صاحب اُسکے قصر اخضر مین تشریف لے گئے اور چار دن خواتین عالی منزلت یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا کو مع کنیزان خاص محافہاے زرین و مرصع نگار مین سوار کرکے حمالان پریزاد کو حکم دیا کہ نہایت تیزی اور چالاکی سے قصر النسرین مین پہونچا دو اور خود اپنے تخت سواری پر سوار ہوکے آگے آگے اُن خواتین کے طلسم بیضا کی طرف روانہ ہوے جسوقت یہ تخت اور محافے دہنہ طلسم پر پہونچے حکیم صاحب موصوف نے وہان قیام فرمایا اور ایک پریزاد سبک رو تیز رفتار کو اردوے معلے مین پہونچاکر جلد تر سلطان ابو الحسن جوہر اور حکیم اخشی جان کو ساتھ اپنے لے آئے چنانچہ ویسا ہی ہوا یعنے یہ تینون شخص حسب الطلب دہنہ طلسم پر آئے اور حکیم صاحب کے قدمبوس ہوے جب ابو الحسن جوہر اور یہ حکماے عالی قدر وہان پہونچے حکیم صاحب اپنے تخت روان پر سوار ہوکے مع شاگردان رشید قبل زنانی سواری کے روانہ ہوے اور ابو الحسن جوہر بھی ایک تخت روان پر سوار ہوکے ہمراہ سواریون کے روانہ ہوے تھوڑی ہی دیر مین اہتمام سواری کرتے ہوے سرحد قصر النیرین مین پہونچے کہ جہان سے قصر النیرین ایک فرسخ باقی رہگیا تھا حکیم صاحب نے اسی مقام پر قیام فرمایا اور سواری کو باجلوس و شوکت مع ابو الحسن جوہر روانہ کیا اور خود بدولت مع شاگردان رشید آگے آگے چلے چنانچہ اسی شوکت و شان سے وہ سواریان قصر النیرین کے دروازہ پر پہونچین لیکن حکیم صاحب پہلے سواری سے پہونچ گئے تھے جس وقت درۃ البیضا وغیرہ نازنینان قصر نے سواری کو اس زینت و رونق سے آتے دیکھا انکو یقین کامل ہوا کہ یہی سواری ملکہ عالم کی ہے اور قبل سواری آنے کے ان تینون نازنینون کا یہ حال تھا کہ سواری کے انتظار مین کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھین اور گاہ صحرا کو بار بار دیکھتی تھین اور کہتی تھین کہ شاید ہماری ملکہ آفاق اوج ہوا پر سے تشریف لائینگی یا منزل بمنزل مسافت راہ طے کرکے نزول اجلال ہوگا کس واسطے کہ ان لوگون کو یہی خیال تھا کہ ملکہ عالم حاکم و بادشاہ کارخانہ طلسم ہین اور پریزادان تیز پر تابع حکم ملکہ ہین کیا عجب ہی کہ ملکہ عالم تخت روان پر بجاے پریزادان تیز سوار ہون اور اوج ہوا سے تشریف لائین اب جو اس جاہ و حشمت سے سواری کو آتے

دیکھا فوراً سمجھ گئین کہ ہماری ملکہ عالم کی یہی سواری ہے



چنانچہ رشک بہار نے بھی یہی کہا کہ اے خواہر عزیز القدر ہمکو بھی یقین ہے اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ ہماری خاتون
کی سواری ہے رشک بہار نے کہا یہ سب کچھ ہمنے قبول کیا مگر ایک اندیشہ میرے دل مین پیدا ہوا ہے اُسکا کیا علاج کیا جائے
یہ تو آپ خوب جانتی ہین کہ ہم طلسم کشا کو بیہوشی کی حالت مین تنہا چھوڑکر یہان آئے ہین پھر خبر نہین کہ وہان کیا کیفیت گذری
ہوگی مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ مبادا شاہزادہ عالیجاہ بیدار ہوا ور ہر طرف ہمکو تلاش کرے اور ہمکو وہان موجود نہ پائے
تو کیسا ملال خاطر اقدس پر گذریگا اور کسقدر بد دماغ ہونگے یقین ہے کہ اُس عالم سرشاری مین ہماری طرف سے وہ شہریار
بہت بدگمان ہوگا اس امر کو مین اچھا کسی طرح نہین جانتی درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار بات تو سچ کہی ہے
لیکن ہمکو شاہزادہ کی سوے مزاجی کا اسقدر خیال نہین ہے کس لیے کہ صاحب قران اکبر تین جام شراب ارمانی ہمارے
ہاتھ سے نوش فرما چکے ہین لہذا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہے ہان اندیشہ کی جا یہ ہے کہ ایسا نہو ہماری خاتون عالیجاہ کے
کان اس خبر وحشت اثر سے آشنا ہون اور ہم لوگون کو سب سے زیادہ اپنی خاتون کا خیال ہے جہانتک ہوسکے اپنی خاتون
کو رضامند ہی رکھنا ضرور ہے شاہزادہ کا رنج و ملال دفع ہونا کچھ امر دشوار نہین ہے ہم ہر طرح رفع کرسکتے ہین اور ملکہ آفاق کی آزردگی
ہمارے حق مین زہر ہے الغرض جسطرح سے ہوسکے خوشنودی ملکہ سے غرض رکھنا چاہیے اسمین کچھ بہتری ہے واضح ہو کہ ان تینون
نازنینان ماہ جبین کو ملکہ عالم کا ایسا اعزاز و احترام کا کرنا فقط اسوجہ سے ہے کہ بانیان طلسم نے لوح وصایا مین نہایت تاکید
سے لکھا ہے کہ لوح کو دھو کے ہر ایک کو بلا یا کرین چنانچہ اُسی اعمال طلسم کے تاثیر سے نازنینان مذکور بصدق دل اپنے کو ملکہ
شمسہ تاجدار کی ہر حال مین کنیز و پرستار سمجھتی رہین اور روشن گہر کی طرح سے اپنی شاہزادگی کا غرور نہین اور نہایت خوشدلی

ان تینون نازنینون کو ملکہ شمسہ تاجدار کی کنیزی کا فخر ہی کسواسطے کہ یہ ابتدا سے اُس ملکہ عالم کے تابع فرمان رہین اور یہ تینون نازنین
اپنے اعزاز و شاہزادگی کے وقار پر نازان نہین ہوتین اس رتبہ سے زیادہ اس کنیزی مین شرف ہی قصہ کوتاہ یہ تینون نازنین
ملکہ عالم کے انتظار مین باہم بیٹھی ہوئی یہی گفتگو آپس مین کر رہی تھین ناگاہ ایک جانب صحرا سے تتق گرد اُٹھا جسوقت دامن
غبار کا پھٹا علم لشکر ظفر پیکر کے نظر آئے بعدہ سواران جرار و پیادگان آتشبار کے جلوس سواری بھی معلوم ہوا جب سب نے
بغور دیکھا معلوم ہوا کہ بعد جلوس سواری کے ایک تخت روان پر کوئی شخص مقدس سوار چلا آتا ہی چنانچہ پھر درۃ البیضا وغیرہ
نے خوب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ اُس تخت مرصع کار پر تین شخص نہایت صاحب حسن و جمال پیچھے تخت کے اہتمام جلوس
سواری کرتے چلے آتے ہین جسوقت وہ سواری اور قریب دروازہ باغ کے پہونچی درۃ البیضا نے کہا ای خواہر عزیز از جان
دیکھو وہ شخص بزرگ فرشتہ خو ملک صورت جو کہ اس جاہ و حشمت اور شان و شوکت سے تخت روان پر رونق افروز ہی وہ
میرے گمان ناقص مین شخص بزرگ مجمع خوبی و کمالات صاحب قران اکبر کا اُستاد و مربی و رہنما ہی اور وہ جو مثل ستارہ صبح
چمک دے رہے ہین وہ محملون کی کاسیان ہین اُن محافون مین ہماری ملکہ عالم ضرور ہونگی ایسی سواری با حشمت و شوکت
کس کی ہوگی ہزار درجہ تو ہماری ہی خاتون کی سواری ہے اور دیکھو جسکی آب و تاب مثل آفتاب جہان تاب کے ہی صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ بلا شک و شبہہ وہ محافہ ہماری خاتون کا ہی وہی تشریف اس شان و تزک سے لاتی ہین یہ وہی ہین جنکی خبر دو روز پیشتر
موکلان غیب نے ہمکو دی ہی آخر جناب حکیم قسطاس الحکمت اول باغ مین تشریف لائے اور صحن باغ مین ایک صفہ پر کہ نہایت
پاک و پاکیزہ تھا قیام فرمایا اور اپنے شاگردان خاص کو مثل حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشی جان کے ایک گوشہ باغ مین علیحدہ قیام
کا حکم دیا اور خود تنہا اُسی صفہ پر بیٹھے رہے درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار اسوقت دل چاہتا ہی کہ مین پہلے اس
بزرگ صفات فرشتہ خصال کی خدمت باسعادت مین حاضر ہون اور سعادت قدمبوسی حاصل کرون میرا دل گواہی دیتا ہے کہ
یہ بزرگوار اسی وجہ سے تنہا اس صفہ پر بیٹھا ہی اور ہمارے حاضر ہونے کا انتظار کر رہا ہی کہ قبل تشریف آوری ملکہ کے ہمکو کچھ اسرار
جو کہ ملکہ عالم اور ہمارے واسطے مناسب و بہتر ہون ہدایت فرما دے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی کہ خاصان خدا راز ہائے دلی
سے ضرور آگہی رکھتے ہین جب تو یہ بزرگ ہمارا انتظار فرما رہا ہی اسکے اسطرح بیٹھنے پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ گویا وہ ہمارے ارادہ دلی
سے ماہر و واقف ہی رشک بہار نے کہا ای خواہر درۃ البیضا ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب ہی بسم اللہ چلو ہم بھی موجود ہین جو
رائے تمھاری ہی بخوشی دل ہمکو قبول و منظور ہے غرض درۃ البیضا نے پہلے اپنی ایک کنیز خاص کو حکم دیا کہ اس بزرگ کی خدمت مین جا
اور بعد سلام کے ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کر چنانچہ وہ کنیز بمجرد حکم ملکہ درۃ البیضا فوراً حکیم صاحب کی خدمت مین گئی اور پیام
اپنے خاتون کا پہونچایا حکیم صاحب نے مسکرا کر فرمایا تو جا کے اپنی خاتون سے کہہ کہ اب جلد تشریف لیچلیے ہم دیر سے انتظار مین ہین
اور اس سبب سے اور کہین نہین گئے یہان بیٹھے ہین بسم اللہ اب جلد آپ قدم رنجہ فرمائیے اس کنیز نے بھی ملکہ کو جلد جا کر پیام
حکیم صاحب کا پہونچایا ملکہ درۃ البیضا اور رشک بہار و فصیحہ روشن سخن حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کے ملازمت سے

مشرف ہوئین حکیم صاحب نے یکسان ہرایک کے حال پر نوازش فرمائی اور کیفیت حال دریافت کی یعنے اُس صحبت کے منعقد ہونے کا
حال اور شاہزادہ کی بیہوشی کا تمام قصہ اول سے آخر تک جسقدر کہ انکو معلوم تھا دریافت فرمایا درۃ البیضا وغیرہ نے بسبیل اختصار
اپنی سرگذشت مع احکام لوح وصیت نامہ اور تدابیر حکماے طلسم بند جسطرح سے پہلے تحریر ہوچکا ہی حکیم صاحب کے روبرو بیان کی
حکیم صاحب نے فرمایا اے نازنینان طلسم تم بہر نوع خاطر جمع رکھو کہ ہر ایک نازنین علے قدر مراتب اپنے اپنے مراتب و مناصب کو
پہونچیگی یعنے تم جس جس نازنین کی شکل سے متشکل وہم صورت ہو بعد مراتب اُسی خاتون کے تمہارا مرتبہ خاتونی مقرر کیا جائیگا اور یہ امر
کہ جو تم بنام کنیزی موسوم ہوا اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ یہ عہدہ کنیزی محض تمہارے واسطے بسبب اثر طلسمی کے بانیان طلسم نے
نہایت مجبوری اور ناچاری سے مقرر کیا ہی ورنہ تم ہر ایک اپنے اپنے ملک و دیار کی شاہزادی اور اپنے گھر کی خاتون ہو چونکہ کل کائنات
طلسم کی ملکہ شمسہ تاجدار بادشاہ ہی اس صورت مین تمام مال و متاع جسقدر اس طلسم مین موجود ہی ملکہ شمسہ تاجدار کی ملکیت مین
داخل ہے اور تمام ساکنان طلسم اُس ملکہ آفاق کی کنیز و غلام ہین اور کل مطیع و فرمان بردار ہین دوسرا امر یہ بھی ہی کہ جو عورتین
بندی مین آتی ہین ہرچند کہ وہ وزیرزادیان اور شاہزادیان ہوتی ہین لیکن کنیزین تصور کیجاتی ہین بس اسی طرح سے تم بھی ہو
الغرض حکیم صاحب نے ابھی اس گفتگو کو ختم نہ کیا تھا ناگاہ سواری ملکہ عالی وقار کی باغ مین داخل ہوئی اُن تینون نازنینون نے
جسوقت سواری قریب پہونچی بہ آئین شائستہ کمال ادب سے اپنے خاتون عالی گہر کے سامنے کھڑی ہوئین اور آداب بجالائین
جسوقت کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے درۃ البیضا اور رشک بہار و فصیحہ روشن سخن کو اپنی
ہمصورت سے مشابہ دیکھا غرق بحر تحیر ہوئین اور نہایت استعجاب ہوا کہ بار آلہا یہ ہماری ہمصورت وہم شکل کہان سے پیدا ہوئین
کہ از سرتاپا کسی اعضا و قد و قامت مین فرق نہین ہی پھر دوبارہ ہر ایک کو ملکہ عالی قدر و والا منزلت نے بچشم غور و امتیاز ملاحظہ فرمایا
اور تادیر سر سے پانون تک دیکھا کین اور آپس مین ایک دوسرے کو دیکھ کے خوب ہنسین یہ تینون نازنین یعنے درۃ البیضا وغیرہ
پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے ہوے تھین اور زیور جواہر پہنے ہوے تھین ان شاہزادیون نے بھی یہی خیال کیا کہ یہ بھی نازنین ضرور
کسی خاندان عالی سے ہین بلکہ عجب نہین کہ جو خاندان شاہی سے یہ بھی شاہزادیان ہون انکے بشرہ اور قیافہ سے صاف
نجابت و شرافت بلکہ شاہزادگی کے آثار پائے جاتے ہین ملکہ نوبہار نے کہا اے خواہر شمسہ تاجدار تمنے ملاحظہ فرمایا کہ ان حکماے
معظم بانیان طلسم نے کس خوبصورتی سے تضحیک ہماری کی خوب اختراع کیا کہ ہر وقت ہم انکی صورتون کو دیکھ کے آتش رشک و
حسد مین جلا کرین خوب ہمسے سلوک کر گئے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے جناب قبلہ و کعبہ انھین عورتون کا تماشا دکھانے کو یہان
لائے - الغرض ملکہ نوبہار تو اس صنعت حکماے عالی منزلت کو دیکھ کے حکما کی طرف عتاب و خطاب کرتی تھی اور اُن تینون ہمشکل
کو بار بار دیکھتی جاتی تھی اور ہنسی کے مارے غش ہوئی جاتی تھی لیکن ملکہ شمسہ تاجدار نے جسوقت یہ واقعہ دیکھا کہ وہ نازنینان
طلسم مثل کنیز و پرستار ہمارے جلو مین چلی آتی ہین اُس جامع خلق و معدن مروت و سخاوت کو یہ وضع اُنکی اچھی معلوم ہوئی
نہایت ناخوش ہوئی کہ باوجود شاہزادگی یہ مثل کنیزون کے ہمارے جلو مین چلی آتی ہین یہ امر خلاف شان خسروی ہے غرض کہ

ملکہ شمسہ تاجدار اس امر سے بجاے خود نہایت شرمسار و منفعل ہوئی آخر بمقتضاے ریاست و لیاقت ذاتی اُسکنے دریافت فرمایا کہ ای مہیک بختون تم کس خاندان سے ہو اور ہمارے جلو مین کسواسطے تم ہو تمھین کیا فائدہ اس سے ہی براے خدا تم جاؤ اور ہمین زیادہ شرمندہ نکرو بس تمھاری اسی قدر تکلیف کفایت کرتی ہی کہ تم یہان تک آئین آیندہ ایسے تو ضع سے ہمین معاف رکھو درۃ البیضا اور رشک بہار اور فصیحہ نے اپنی خاتون کے الطاف و نوازش کو دیکھ کے کہا ای ملکہ عالم و ای سرتاج نسوان بنی آدم جس حالت مین کہ آپ طلسم کی مالک و مختار ہین پس ایسی حالت مین جتنے ساکنان طلسم ہین سب اپنے بادشاہ و ولی نعمت کے مطیع و فرمانبردار ہین چنانچہ کنیزی کے زمرہ مین ہم بھی داخل ہین اور جب ہم کنیزین ہین تو لامحالہ ہمکو حضور کی خدمت مین رہنا ضرور بلکہ واجب ہوا پس ہم آپ کے جلو مین چلنا باعث افتخار سمجھتے ہین کسواسطے کہ ہم تو حضور کے بندہ بے زر ہین اور آپ ہماری خاتون و مالک ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا ای خواہر عزیز ہم تمکو بخداے عز و جل ہرگز کنیز نہین جانتے تم سب ہماری بمنزلہ ہمشیر عزیز کے ہو اور یہ خطاب کنیزی بانیان طلسم نے تمکو دیا ہی اس امر مین ہمارا کیا قصور اسکا گلہ اور شکوہ بانیان طلسم سے کرو مجھ سے کچھ سروکار نہین ہی مین تمکو بجاے اپنی خواہری کے جانتی ہون آخر وہ تینون نازنینین ملکہ آفاق کی مروت و محبت دیکھ کے کمال خوش ہوئین اور دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ عالم ہم کنیزون کو اس امر کی عین تمنا اور آرزو ہی کہ ہم ہر وقت اپنی خاتون عالی منزلت کی خدمت مین مثل کنیزون اور پرستارون کے حاضر رہین کسی وقت جدا نہون بعد اسکے یہ تینون شاہزادیان یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقہ روشن بیان محافون سے اُتر کے قصر مین داخل ہوئین بعد ایک ساعت کامل کے جناب حکیم صاحب بھی تشریف لائے ملکہ نوبہار کہ ہمیشہ سے نازک مزاج و تند خو تھی اور کسیقدر گستاخ و حاضر جواب بھی تھی حکیم صاحب کے سامنے آئی اور آداب و تسلیمات بجالا کے کچھ کلام شکوہ کے شروع کیے پہلے تو صاحب قران اکبر کو سخت و سست کہا بعد اسکے نہایت افروختہ ہو کے حکماے عالی منزلت یعنی بانیان طلسم کی نسبت کچھ سخنان خلاف تہذیب کہے بعدہ حکیم صاحب کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا حضور ہم لوگون کو یہان اسی غرض سے لائے ہین کہ یہان پریزادان شوخ و شنگ ہماری نقل کرین اور مسخرگی کر کے ہماری تضحیک کرین واہ کیا خوب بانیان طلسم نے ہماری پاسداری اور رعایت فرمائی ہے اور جناب قبلہ و کعبہ کی بھی ہمپر نظر مرحمت و عنایت ہی اور اسقدر پرورش و نوازش کو کام فرمایا کہ جسکی حد نہین مہمان نوازی کے یہی معنی ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا ای خواہر عالیقدر ملکہ نوبہار تمکو ان کلمات زائدہ بیفائدہ سے کیا حاصل ہی اس سے تو خاموش ہی رہنا بہتر ہی اور انسانیت بھی یہی چاہتی ہی کہ ایسے حکماے ذیشان اور عالی منزلت کی شان مین کلمات ناروا زبان پر نہ لائے جائین ای خواہر والاقدر یہ بھی سمجھنا اور خیال کرنا چاہیے کہ اگر کارخانہ طلسم مین علم و حکمت کو دخل ہوتا اور وہ حکماے با دانش و فرہنگ و راے مددگار اور پشت پناہ نہوتے تو ہم سب اس مرتبہ اعلی کو کسطرح پہونچتے نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خواہر گرامی قدر یہ تو ہمنے مانا کہ یہ مرتبہ ہمکو نصیب نہوتا یعنے ہم ازواج شاہزادہ مین داخل نہوتے خیر نہوتے بجہنم یہ صدمہ جانکاہ تو نہوتا ایسا کہان سے مین جگر لاؤن کہ متحمل اس کوہ الم کی ہون علاوہ برین اس شاہزادہ ہر دل عزیز کو یہ منصب صاحبقرانی اور رتبہ طلسم کشائی

کب ملتا اور نہ ہمکو اُسکی بیوفائی و بے اعتنائی سے یہ روز بد نصیب ہوتا اور نہ پریزادان طلسم ہماری نقل کرتین اور نہ ذلت ہماری ہوتی اور نہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے بلکہ ہم خود اُنکی مہمانداری و خاطرداری بتواضع و تکریم کرتے طرہ یہ کہ وہ ہماری تابعداری کا دم بھی بھرتی ہین اور ہماری نقل بھی کرتی ہین ان باتون کی تمھین متحمل ہو خدانے تمھارا رتبہ ہم سب سے عالی کیا ہی اور عالی ظرف ہو ہمکو یہ بات کہان ہمسے تو یہ ذلت نہ اُٹھ سکے گی ہر وقت صدمۂ جانکاہ و جگر خراش اُٹھاوین ہم ایسی خاتونی اور عشق و محبت سے باز آئے۔ اشعار

کیمیا سیم تنون کو کبھی سمجھے نہ بشر کشتۂ عشق کو سونا نہین ملتا دم بھر	دلپہ آنچ آتی ہی جھک جاتا ہی اس آگ مین پر نقد جان تن مین بچا رکھنے کی تدبیر یہ ہی	دھیان مین رنگ طلائی کے دہکتا ہی جگر خاک ڈالے رُخ محبوب پہ اکسیر یہ ہی

جب ہمین نہونگے تو رتبہ کسکا اور زوجیت مین کون داخل ہوگا الغرض ملکہ نوبہار حکما کی طرف یہ عتاب و خطاب کرتی تھی اور ان زنان نقالہ کو دیکھ کے افراط خندہ سے لوٹ جاتی تھی لیکن سر دفتر خاتونان بنی آدم ملکہ شمسۂ تاجدار سراپا خلق و کرم مجسم نے جسوقت یہ کیفیت دیکھی کہ وہ نازنینان طلسم مثل کنیزون کے ہمارے جلو مین چلی آتی ہین نہایت ناگوار گذرا اور ملکہ نوبہار نے جب بار دگر اُن نازنینان طلسم کو دیکھا ہر چند ضبط کیا ہنسی نہ رکی اور بے اختیار قہقہہ مارا ملکہ نوبہار کی بے اختیار ہنسی سے ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ اسقدر ہنسین کہ بیتاب ہوگئین اور بعض ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین جب ہنسی سے ملکہ کو فرصت ہوئی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہی کلمات شکایت کے کہنا شروع کیے ملکہ شمسۂ تاجدار نے فرمایا ای خواہر واسطے خدا کے اب خاموش ہو اسقدر زبان آوری اور تندخوئی اچھی نہین ای خواہر ملکہ نوبہار یہ تم خوب ملحوظ خاطر رکھو کہ ہمکو ہر حال مین شاہزادہ عالیجاہ کا حفظ مراتب واجب و لازم ہی اور بے تہذیبی کسی طرح مناسب نہین ہی کسواسطے کہ وہ عالی خاندان والا دودمان پیغمبر اولو العظم کی اولاد سے ہی ایسی صورت مین ہمکو اُس خدائے یگانہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اُس مسبب الاسباب نے ہمکو ایسے عالی خاندان کی زوجیت سے سرفراز فرمایا اسکی وجہ سے ہمکو سعادت دارین حاصل ہوئی اور ہم فخر کرتے ہین ای ملکہ نوبہار اس شرف و اعزاز کا شکر درگاہ جناب باری مین ادا کرنا چاہیے آج ایسا امتیاز و اعزاز ہمین حاصل ہی کہ شاہزادۂ معز الدین کی زوجیت مین تم داخل ہوئین یہ افتخار دارین حاصل ہوا ای نوبہار اس مرتبہ کو تم کیا کم جانتی ہو واللہ اس امر کی لوگ آرزو رکھتے ہین



قصہ مختصر حکیم قسطاس الحکمت نے ملکۂ شمسہ تاجدار کی فہم و فراست پر ہزار ہزار آفرین وتحسین فرمائی اور ملکہ نوبہار کو زبان درازی سے منع فرمایا۔ سلطان ابو الحسن جوہر نے کہا ای ملکہ باوجودیکہ تم سردستان حیرانی مین پریشان ہو جبکی اور ذلت اٹھا چکی ہو لیکن تم اپنی عادت تندخوئی اور زبان آوری سے باز نہین آتین یہ تمھاری شوخی اور خوشطبعی خلقی ہے یہ کب جاتی ہے حالانکہ تم قوم بنی جان سے ہو اور شاہزادہ بنی نوع انسان سے ہی اور یہ بھی خوب جانتی ہو کہ انسان اشرف مخلوقات ہی اور یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ انسان و پریزاد مین کچھ مناسبت نہین ہو بلکہ مغائرت کلی ہے اور ایسی صورت مین تمکو شاہزادۂ عالی منزلت کا شرف صحبت حاصل ہوا اُسکو غنیمت نہین سمجھتی ہو اور زیادہ برآن رشک وحسد سے اپنی طبع نازک کو پریشان کرتی ہو ملکۂ نوبہار یہ کلمات سنکے بے اختیار ہنسی اور کہا کہ ای ابو الحسن شاباش مردان وفا شعار ایسے ہی ہوتے ہین جیسے تمنے اسوقت کلمات ہوا خواہی اور خیراندیشی کے ارشاد فرمائے اور شاہزادہ کی جانبداری اور سراسر رعایت کو کام فرمایا اور انصاف قطعاً چھوڑ دیا اس امر سے مجھے تمھاری ذات بابرکات سے امید قوی ہوئی اور دل کو طاقت ہوئی کہ شاید کسی وقت مین اسیطرح ہمارے ساتھ رعایت ضرور کروگے کیون بھائی صاحب تم ہمارے اس کلام ندامیہ و خوشطبعی سے ناخوش ہوے تمکو نہایت ناگوار گذرا مجھے قسم ہی تمھاری جان کی مین نے کوئی کلمہ تشنیع کا نہین کہا بلکہ میری زبان ہنسی مین نکلگیا مین خود ہی اپنی زبان آوری سے نہایت پشیمان ومنفعل ہوئی ای برادر مین کیا کرون کہ جو زبان سے نکل جاتا ہی پھر واپس نہین ہوسکتا مین خوب اپنے نوشتۂ تقدیر سے آگاہ وماہر ہون اور بہر نوع اپنے مقدر اور اُسکی رضا پر راضی اور شاکر ہون الحاصل یہ سب شاہزادیان ہنستی ہوئی بصد ناز وادا ایوان عالی مین تشریف لائین اور سرگرم صحبت ہوکے آپس مین باتین کرنے لگین اس عرصہ مین ان خواتین عالی کی نظر درۃ البیضا وغیرہ پر جا پڑی انکی سرگذشت سے تو مطلع ہوگئین تھین تینون شاہزادیان نہایت مہربانی وشفقت سے پیش آئین بعد اسکے جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ اے نازنینان طلسم ہرچند تمنے تین تین جام شراب ربانی طلسم جو کہ حکیم اسقلینوس کی ساختہ ہی صاحب قران اکبر کو پلائے مگر تم اُس شراب ہوش ربا کی کیفیت سے آگاہ وواقف نہین اسواسطے مین تمکو اُس شراب کے حال سے مطلع کرتا ہون تم بھی بگوش سنو اور جسطرح مین کہون موافق اُسکے عمل مین لاؤ ای درۃ البیضا وغیرہ اُس شراب طلسمی ہوش ربا کی یہ کیفیت ہی کہ جسوقت وہ شراب طلسمی ہوش ربا شاہزادہ نوش فرمائیگا بمجرد نوش کرنے کے شاہزادہ اسقدر نشہ مین مبتلا ہوگا کہ از خود رفتہ ہو جائیگا سر و پا کی مطلق خبر نہ رہیگی اور تمھارا عشق اُسکے دل پر ایسا غالب ہوگا کہ کسی کی خبر نہ رہیگی بس تمھین کو وہ اپنا معشوق جانیگا اور صورت اپنے معشوق اصلی کی سمجھیگا لیکن اُس محبت وعشق کو ثبات نہوگا صرف اثر اسکا نو روز رہیگا جب نو روز مین وہ شراب ہضم ہوجائیگی اُسکی تاثیر بھی زائل ہو جائیگی شاہزادہ اپنے ہوش مین آئیگا ہر ایک نازنین وخاتون کو پہچانیگا اور حسب مراتب ولیاقت سبکو سمجھیگا اُسوقت تمھارا رتبہ تمھارے مرتبہ کے موافق ہوگا اور جو اصل خواتین ہین انکا منصب بدستور بلند تر ہوگا لہذا تمھارے واسطے ہماری راے مین یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ تم جسطرح مین کہون عمل مین لاؤ تمھارے حق مین بہتر ہوگا تم مین سے ہر ایک نازنین

بدستور اول تین تین جام شراب ربانی شاہزادے کو اسی حالت مدہوشی مین پلا دو کہ ہوش نہ آنے پاوے اور اس شراب کے اثر اور کیفیت کو دیکھو کہ یہ شراب میری ترکیب دی ہوئی ہے اس شراب کے پینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ اُس شراب ربانی طلسمی کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا اور اس شراب نادر الوجود کا اثر شاہزادہ کی طبع ہمایون پر غالب ہوگا اور شاہزادہ جو مست بادۂ بیخودی ہے وہ کیفیت حال و مال سے باخبر ہو جائیگا اور ہر ایک حقدار اپنے اپنے حقوق اصلی سے کامیاب ہو جائیگا اے نازنینان طلسم اس تمھاری خدمت اور فرمانبرداری سے تمھاری خاتون عالیجاہ ملکہ شمسہ تاجدار نہایت خوش ہونگی اور اُنکی خوشنودی مزاج تمھارے حق مین باعث ازدیاد جاہ و حشمت ہوگا اور تمھارا جو علاوہ اسکے مقصود ہے وہ بھی نہایت آسانی سے حاصل ہوگا ورنہ یہ خوب یاد رکھو کہ بعد اس ہنگامۂ صحبت جشن کے تمکو نہایت ہی پشیمانی ہوگی اور مآل کار نہ حاصل ہوگا اگر اسمین تمنے تامل کیا البتہ اور خرابی واقع ہوگی آیندہ تمھین اختیار ہے الغرض اُن نازنینان طلسمی نے جو اس بات کو حکیم صاحب سے بغور سُنا اور دل مین سمجھیں تینون نازنینین متفق اللفظ عرض کرنے لگین کہ اے جناب ہم تابع فرمان حضور کے ہین کنیزون کو آپکے تعمیل احکام مین کیا عذر ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے باطمینان تمام ایک ایک شیشہ اس شراب کا جو کہ طلسم حکمت سے بنا کر اپنے ہمراہ لائے تھے ہر ایک نازنین کو دیا اور فرمایا ہان اب تم صاحب قران اکبر گردون شکوہ کی صحبت مین جاؤ ہم آتے ہین وہان جسطرح ہم حکم دین تم عمل مین لاؤ تینون نازنین وہ شیشے لیے ہوے شگفتہ دل صاحب قران اکبر کی حضوری مین حاضر ہوئین ادھر سے ابو الحسن جوہر بھی اُنکے عقب مین جانے کو تھا کہ حکیم صاحب نے منع فرمایا اور کہا اے فرزند ابو الحسن تم اسوقت ان نازنینان طلسم کے ساتھ نہ جاؤ اور نہ شریک صحبت صاحبقران اکبر ہونا مگر کسی گوشہ مین پوشیدہ کھڑے رہنا اور تماشا دیکھنا کہ کیا اُسکی قدرت کا تماشا دکھائی دیتا ہے تم دیکھتے رہنا جسوقت تک یہ نازنین تین تین جام شراب کے نہ پلالین ہرگز ظاہر نہونا بعد اسکے اختیار ہے اگر منظور ہو تو ظاہر ہو جانا کچھ مضائقہ نہین ہے ورنہ جسطرح تمھاری راے مین آوے ویسا کرنا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جسوقت تم صاحب قران اکبر کی خدمت بابرکت مین پہونچنا ہمکو ضرور اطلاع دینا کہ ہم اُس صحبت کی کیفیت ضرور دیکھینگے جوہر نے کہا بہت خوب جو حضور نے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا اور پھر اُن نازنینون کے عقب مین روانہ ہوا آخر کار وہ نازنینان گل اندام بصد جلوہ و ناز صاحب قران اکبر کی خوابگاہ مین پہونچین اس عرصہ مین شہریار کامگار بھی بیدار ہوے اور وضو کرکے عبادت پروردگار مین مصروف ہوے بعد اداے فریضہ جب تخت عشرت پر جلوہ آرا ہوے اُن تینون نازنینون مین سے ایک پریجبین جسکا نام نزاکت پری تھا خدمت مین صاحبقران اکبر کے حاضر ہوئی اور آداب و مجرا بجالائی صاحب قران اکبر نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا اے عورت آج اس صحبت عیش کو مین نہایت پریشان دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے وہ تینون ماہ رخسار تیری خاتونین کہان ہین اور کس خواب غفلت مین ہین شاید تمھارے یہان یہ بھی قاعدہ ہے کہ مہمان کو تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہین واہ مصرعہ

طاقت مہمان نہ داشت خانہ بمہمان گذاشت

اس حرکت خلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی امر ایسا ہی درپیش ہوا ہے کہ جس امر مین وہ مشغول ہین اے نزاکت پری تو ہی انصاف سے

کہ کہ اپنے عاشق و مہمان کو نیمجان بستر تنہائی پر پریشانی مین چھوڑ کر چلی گئین اور ہمارا مطلق کچھ پاس و لحاظ نہین کیا یہ کونسی آدمیت ہی نزاکت پری
نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اس کنیز کو بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ہماری خاتون اپنے حجرے مین تبدیل پوشاک کرتی ہین اور لباس
و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی ہین بعد اسکے جب فارغ ہونگی حاضر ہونگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری
ہم تیرے نہایت ممنون ہونگے اگر تو اپنی خاتون کو کہ وہ تسکین بخش خاطر پریشان و دوا ے دل زار و ناتوان ہی جلد جا کر بلا لا بلکہ جسطرح
سے ہو اپنے ساتھ ہی لا کیونکہ مجھے ایک ساعت اب یہان برابر ایک سال کے انکی مفارقت مین ہی جبتک ایک ایک جام شراب
راحت فزا اپنے دست نگارین سے مجھے نہ دینگی یہ بیچینی و اعضا شکنی نہ جائیگی بلکہ روح تحلیل ہو جائیگی اور کیا عجب ہے اگر
مرغ روح گھبرا کر قفس تن سے پرواز کر جاے اے نزاکت پری بس اب تو زیادہ تساہل و تغافل نہ کر کہ حال زار میرا بغیر جلوہ دلدار ساعت
بساعت دگرگون ہوتا جاتا ہی کچھ خیال مین نہین آتا کہ کیا اسرار ہی ابھی صاحب قران اکبر اسی گفتگوے بیخودی مین مصروف تھے
اور سلسلۂ کلام قطع نہوا تھا یکایک وہ تینون نازنینان خورشید لقا یعنے رشک بہار و فصیحۂ روشن سخن و درۃ البیضا از سرتا پا
زیور و لباس سے پیراستہ باندازِ معشوقانہ اپنے اپنے حجرون سے مع سامان مے نوشی باہر آئین جب اُن ماہرویان پری پیکر کا پرتو
عارض و رخسارۂ آتشین شاہزادۂ عالیجاہ کی آنکھون مین اُسی عالم محویت و بیخودی مین جلوہ افروز ہوا اور از فراط
مسرت سے از خود رفتہ ہوگئے اور بیتابانہ بجالا کی تمام ایک نازنین کو گود مین اُٹھا لیا اور اسی حالت بیخودی مین نہایت ذوق و
شوق سے لب جان بخش و رخسارۂ مہر تمثال کے بوسے لیے اور اسقدر متواتر بوسے لیے کہ ملکۂ نوبہار وغیرہ کہ یہ دونون
پس پردہ تھین آواز بوسون کی سُنکے آتش حسد سے افروختہ ہوگئین دیکھا کہ شاہزادہ رشک بہار کو گلے سے لپٹائے لب بلب
و سینہ بسینہ تخت پر بیٹھا ہی اسطرف ابوالحسن جوہر بھی ایک حجرے مین پردے کے پیچھے کھڑے تھے اور بچشم غور پردے
سے یہ تماشاے عجیب دیکھ کے ہنستے ہنستے لوٹے جاتے تھے لیکن شاہزادہ والا جاہ کو کچھ پروا ابھی نہ تھی اُسی طرح ان مہوشان
گل اندام سے عیش و عشرت مین سرگرم اختلاط رہے صاحب قران اکبر کے اس بیباکانہ اختلاط و بوس و کنار سے وہ نازنینان
آئینہ رخسار شرم و حیا سے نیچی گردن کیے سکوت مین بیٹھی تھین اور شرم کی اُن نازنینون کی یہ وجہ تھی کہ وہ جانتی تھین کہ ابوالحسن جوہر
دیکھتا ہی پس صاحب قران اکبر کی اس گرم جوشی و حرکات بیباکانہ سے بحر شرم و حیا مین غرق ہوئی جاتی تھین اور انکار بھی
کرتی جاتی تھین مگر شاہزادہ شراب رمانی طلسمی سے ایسا از خود رفتہ تھا کہ اُسے دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی شرم کیسی اور لحاظ کیسا
از خود فراموش تھا جسقدر نازنینین انکار کرتی تھین شاہزادہ اور زیادہ مختلط ہوتا تھا کبھی ملکۂ درۃ البیضا کو بخیال ملکۂ
شمسہ تاجدار گلے سے لگاتا تھا اور دل خوش کرتا تھا اور کبھی رشک بہار سے لپٹ جاتا تھا اور ہوس دل نکالتا تھا اور
گاہ فصیحۂ روشن سخن کے لب و رخسار کے بوسے لیتا تھا اور منھ سے منھ ملتا تھا اور وہ شاہزادیان بیچاریان شرم زدہ
سکوت مین تھین اور شاہزادہ عالیجاہ اُسی طرح بوس و کنار و اختلاط مین مشغول و مصروف تھا اُدھر جوہر یہ حرکتین
صاحب قران اکبر کی دیکھتا تھا اور بے اختیار ہنستا تھا اور قہقہے لگاتا تھا اور بیتاب ہوا جاتا تھا اُدھر یہ نازنینین جوہر

کے سینے سے نظر برپشت پا دوختہ ہوئی جاتی تھیں آخر پھر از سر نو صحبت کیفوشی گرم ہوئی۔ درۃ البیضا نے ایک جام مے گلفام لبریز اپنے دست نگارین سے بعد ناز و کرشمہ شہزادۂ عالی وقار کو دیا۔ شہزادہ نے فوراً وہ جام معشوقہ کے ہاتھ سے لیکے نوش کیا اور اس ماہ وش گل اندام کو سینہ سے لپٹالیا اور اسقدر بوسہ لیے کہ وہ غنچہ لب گھبراگئی آخر پریشان ہوکے اسنے کہا اے شہریار بس کہانتک پریشان کیجیے گا بھلا یہ بھی کوئی موقع ہے ایسے حرکات خلاف وضع خوش نہیں آتی ہیں بس بے تکلفانہ وبیباکانہ اختلاط وگرموشی سے باز آیئے اور یہ کرم و لطف اور کسی پر فرمایئے بقول کسیکے۔

نظم

پیار اسطرح کا ہمنے کہیں دیکھا ہی نہیں
کس مصیبت میں پڑی ہائے غضب جان حزین

کب تلک صورت تصویر رہوں جیب میں حزین
میں بھی تو آدمی کی جان ہوں حیوان نہیں

بوسہ بازی کی بھی کچھ حد ہے نیا طور ہے یہ
دم مرا گھٹ گیا اس پیار سے کیا طور ہے یہ

اے شہریار عالی وقار آپ نے نہایت شرمندہ فرمایا پیار و اخلاص بیباکانہ سے ہمیشہ سے مجھے نفرت ہے میں بیجا اختلاط بے موقع ہرگز اچھا نہیں جانتی اے شہریار نامدار اگر آپ کی مرضی مبارک میں آوے تو دو جام شراب اس ناچیز کے ہاتھ سے نوش فرمایئے ورنہ خفقان ہے کہ ہم آغوشی و بوس و کنار کے لیے بہت وقت ہے جلدی کیا ہے کیا میں کہیں چلی جاتی ہوں جو آپ کو اسقدر اضطراب و بیتابی ہے کسواسطے کہ سامان عیش و عشرت سب موجود ہے ایسے وقت میں اضطراب و اضطرار کیا ضرور ہے ہاں اگر آپ کو اور کسی طرح کی خواہش ہو اور ایسی ہی بیکلی ہو تو مجبوری ہے حضور بے تکلف ارشاد فرمائیں کنیز اپنی کسی خواص خاص نا کتخدا کو حاضر کرے حضور بلا تامل اس سے دفع الوقتی فرمائیں اور لطف شباب حاصل کریں اور جبتک حسب دلخواہ سیری نہو شب و روز ہم بغل و ہمبستر رہیں اپنی اور اسکی جان ایک کریں اختیار ہے ہاں فقط ایک شرم و حجاب البتہ مانع ہوتا ہے اس سے آپکو کچھ کام نہیں پھر کیا ہے قصہ کوتاہ جب ملکہ درۃ البیضا نے ایسے کلام کیے کہ شاہزادۂ والاتبار درۃ البیضا کے آزردہ ہونے سے نہایت منفعل و شرمسار ہوئے اس عرصہ میں ملکہ درۃ البیضا نے فرصت پا کے بجا بکدستی تمام دو چار جام شراب بقیہ بھی صاحبقران اکبر کو پلا دیے اور خود چین بجبین ہوکے بلطائف الحیل اٹھ گئی بعد اسکے شہریار سرشار بادۂ الفت و محبت ملکہ رشک بہار و فصیحہ روشن سخن کیطرف مخاطب ہوگیا اور اسی طرح شوق و ذوق میں ان پریزادیوں کو سینہ سے لگا لیا اور پھر بوس و کنار میں مصروف و مشغول ہوگئے لیکن یہ دونوں نازنینیں ناز و ادائے معشوقانہ سے پیش آتی تھیں و ر انکار بھی بطرف ظاہر کرتی جاتی تھیں کام سے غافل نہ تھیں یعنے دونوں پریزادیوں نے تین تین جام شراب رمانی طلسمی شہزادہ کو اپنے دست رنگین سے بلا خوف و خطر پلا دیے اور طرفہ یہ کہ پہلوے صاحبقران اکبر سے علیحدہ بھی ہوگئیں اس عرصہ میں سلطان ابوالحسن جوہر بھی پردہ اٹھا کر دالان سے باہر آیا اور شاہزادۂ گردون سریر کو مودب سلام کیا اور کہا

نظم

السلام اے بادشاہ تخت شوکت السلام
السلام اے آفتاب اوج دولت السلام

السلام اے بادہ نوش محفل عیش ونشاط		السلام اے خسرو اقلیم عشرت السلام
السلام اے آنکہ ہر دم در بغل گیری یکے		زین نگاران از سر جوشش محبت السلام
السلام اے حق فراموش قدیم اے بیوفا		السلام اے چمچۂ ہر دیگ وصلت السلام

جسوقت صاحب قران اکبر گیتی ستان وکشور گیر نے اپنے برادر بجان برابر ابوالحسن جوہر کو ملاحظہ فرمایا مثل گل شگفتہ ہوگئے اور فرط الفت وجوش محبت سے بے اختیار جوہر کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور جوہر بھی اسوقت بلحاظ وپاس شہریاری گردن خم کیے کھڑا رہا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابوالحسن اسوقت تمھارے یہان آنے سے مجھکو نہایت حیرت ہوئی سچ بتاؤ تم کسطرح یہان پہونچے اور خاص اس مقام مین کیونکر آگئے مجھے سخت استعجاب ہی جوہر نے عرض کیا ای شہریار فلک اقتدار مین کیا عرض کرون مسبب الاسباب نے یہان پہونچا دیا بحسب اتفاق زمانہ اور خوش قسمتی سے اپنی یہان آگیا اور خاص جس وجہ سے مین یہان آیا ہون وہ وجہ بھی حضور پر خالی ہوجاویگی حضور کس عالم بیخودی مین یہان مبتلا ہین اور اس وضع خلاف کا جو حضور نے اختیار فرمائی ہی کیا سبب ہی ہر چند کہ یہ نازنینین ساکنان طلسم سے ہین اور اپنی صورت ووضع مین بھی حسین وجمیل ہین مگر نہ اسقدر کہ جیسی ملکۂ نوبہار وملکہ شمسۂ تاجدار رشک خورشید وغیرت بدر ہین انکے مشابہ ہونا بھی عجب کا مقام ہی وہمرتبہ وہم پلہ ہونا شئ دیگر ہے اور صورت انکی تو ایک شعبدۂ ظاہری معلوم ہوتا ہے مصرعہ

	آخر کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا	

ای شہریار عالی وقار مجھکو خود ہی حیرت ہی کہ حضور کا ان خواتین کی طرف میلان طبع کیونکر ہوا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ یہ بیچاریان اُن خواتین عالی وقار کے مقابلہ مین کوئی حقیقت نہین رکھتین صاحب قران اکبر نے جب ابوالحسن جوہر کی زبان سے اس گفتگوے خلاف طبع کو سُنا حالانکہ بوجہ طغیانی نشہ کے شراب رمانی سے از خود رفتہ ہو رہے تھے اسی حالت بیخودی مین دل نے پیچ وتاب کھایا اور نہایت برہم ہوکر فرمایا ای شخص ہمارے سامنے یہ کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور اسقدر زبان درازی کرتا ہی اُن نازنینون کی نسبت کلمات ناسزا کہنا کمال ناانصافی ہے تیرے فحواے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تو اُن خواتین اصلی کی جانب داری کرتا ہی جو ایسے کلمات نازیبا ان نازنینون کے حق مین کہتا ہی اور اُنکی سفارش دربردہ کرتا ہی ہم پوچھتے ہین کہ ملکہ شمسۂ تاجدار وغیرہ خواتین اصلی کے کیا شاخ زعفران لگی ہوئی ہے کہ یہ زہرہ جبینین نہین رکھتین ای بے وقوف یہ نہین جانتا کہ اُس خالق مطلق نے اس عالم اسباب مین ہر فرد بشر کو موافق اُسکی قدر ومنزلت کے دولت حسن وجمال عنایت فرمائی ہے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے۔ فَضَّلْنَا بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا۔ ایک سے ایک کو بزرگ وبرتر پیدا کیا ہی اسی طرح حسب لیاقت ہر ایک کو مرتبہ بھی عنایت فرمایا ہی اسی طرح ملکہ شمسۂ تاجدار وملکۂ گلشن نوبہار بھی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صاحب حسن وجمال ہین اور یہ نازنینین بھی بجاے خود صفات ذاتی مین بیمثل

ونظیر ہین اے ابو الحسن بچشم غور و انصاف قدرت اُس قادر حقیقی اور صنعت اُس صانع کی دیکھنا چاہیے کہ یہ تینون شاہزادیان کیسا حُسن وجمال عالم افروز رکھتی ہین اور صورت مین بھی ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ گلشن نوبہار کے ہین کسی طرح کا فرق نہین ہی بلکہ اصل مین ترجیح انھین کو ہی ہر حال مین - **ابیات**

رُخے چو ماہ بخوبی گذشتہ از خورشید ۔ نقاب رفتہ سرکلہ با سحاب زدہ
ہزار برق ستم پائمال توسن او ۔ ہزار سیل بلا بوسہ بر رکاب زدہ

تعجب ہی اے ابو الحسن تم ایسی چاندسی صورتون کو بُرا کہتے ہو تمھین کیا ہو گیا ہی انصاف کو بالکل ہاتھ سے دیے دیتے ہو آخر اسمین کوئی سبب ہی کہ جو تم ایسے عقلمند و اہل فہم ہو کے یہ کلمہ ایسے لوگون کی شان مین جو کہ اپنا نظیر نہین رکھتی ہین کہتے ہو گے ابو الحسن نے کہا ای شہریار والا منزلت شرط انصاف یہی ہی صاحب وضع ایسے ہی ہوتے ہین بھلا حضور کے قول و فعل کا بھی کچھ اعتبار ہی آپ ہر دل عزیز ہین جہان گئے وہین کے ہوے انصاف کوئی چیز نہین ہی آپ جو چاہین کرین وہ کچھ نہین دوسرے کو نا انصاف ٹھہرائین واقعی یون ہی ہی انصاف کے یہی معنے ہین وفاداری و وضعداری بھی اسی کو کہتے ہین کہ کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز و شمسہ تاجدار عذب البیان کے سودائے عشق مین مجنون و سرشار ایسے ہین کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین جب اُنسے الگ ہوے تو پھر جانتے بھی نہین کہ شمسہ تاجدار کون پری ہی اور نوبہار گلشن افروز کس شی کا نام ہی پہلے حضور ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ خواتین عالی وقار و محبوب روزگار کو بچشم حق بین و نظر انصاف ملاحظہ فرمائین اور ہر ایک نازنین عالی منزلت کا ان نازنینان طلسمی سے مقابلہ فرمائین کہ کون حسن و جمال و ادا و کرشمۂ دلربائی مین بہتر و برتر ہے قصہ کوتاہ اس گفتگو مین صاحب قران اکبر گردون قمر کے معدہ مین وہ شراب ہضم ہوئی اور اثر طلسمی زائل ہوا اور شاہزادہ کی مدہوشی و بیخودی دفع ہوئی ہوش مین آئے اُسوقت اُن نازنینان طلسمی کا وہ خیال جو عالم سرشاری مین اور بیخودی مین تھا کم ہوا اب جو جوہر کی باتین سنین چپ ہوے اور دل مین بھی معقول ہوے اور کہا جوہر سچ کہتا ہی مین نے بڑی غلطی کی اب بنظر خوبیاری اُن تینون نازنینون کو ملاحظہ کیا اور سمجھے کہ اصل اصلی ہے اور نقل نقلی ہے نقل اصل کو کب پہونچ سکتا ہی اُسوقت جو مین نے کہا وہ سب بیجا اور لغو تھا اسمین کچھ شک نہین ہے اور مین اپنے اختیار سے باہر تھا کسی بات کی تمیز نہ تھی اور دل مین کہا ای معزالدین حقیقت مین تو نے بڑی غلطی کی کہ اُن خواتین باتمکین کو ایسا بھول گیا کہ گویا دیکھا ہی نہ تھا اور اُنکو ایسے کلمات ناسزا منھ سے کہے الغرض شاہزادے کو اپنے حرکات لغو اور لاطائل یاد آئے اور دل مین نہایت معقول ہوے اور جوہر سے فرمایا اے برادر والا قدر تمکو قسم ہی میری جان عزیز کی تمنے جو حرکات و افعال مجنونانہ میرے دیکھے ہین اسواسطے خدا و رسول کے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کے سامنے کہین ذکر نہ کر بیٹھنا کہ وہ شہزادیان نہایت ہی نازک طبع و شوخ مزاج ہین مجھکو اپنے از حد ندامت ہوگی اے برادر مجھکو خود اسوقت اپنی اُن حرکتون کا خیال آتا ہی اور متعجب ہوتا ہون کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کس آفت و بلاے ناگہانی مین پھنسگیا تھا شراب رمانی کا پینا گیا تھا کہ گویا گرفتار بلا ہو گیا دفعۃً اُس شراب طلسمی سے قلب ماہیت ہو گئی

ایسا بے عقل وبیخود ہوگیا کہ بجز اُن نازنینون کے اور کوئی خوبصورت معشوقہ معلوم ہی نہوتی تھی بس جو کچھ تھین وہی تینون نازنینین تھین ابو الحسن جوہر شاہزادہ کی یہ گفتگو سُنکے خوب ہنسا اور کہا حضور اب کیا ہوتا ہی حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہی باعلان فرمایا ہی اور مین نے کیا ایک عالم نے سُنا اب حضور تو اس سے انکار کسی طرح سے ممکن نہین حضور کی طرح نا انصاف وناقدر ہو جاؤن اور غفلت شعاری کو کام مین لاؤن حق کو چھوڑدون ہمت وانسانیت سے باہر ہو جاؤن تو شاید آپکا رازدار ہون یہ امر مجھ سے ہونا معلوم کسواسطے کہ مین کسی کا محرم راز تو ہون نہین اس سے اب معاف رکھا جاؤن حضور تو شراب ربانی طلسمی نوش فرماکر بری الذمہ ہوگئے جو جسکو چاہا ارشاد فرمایا کچھ پروا نہین فدوی کسطرح محفوظ رہ سکتا ہی مین تو مدہوش نہین ہون کہ ناحق جھوٹ سچ بولون اور آپ کی خوشامد کرون اور آپکا رازدار ہون مجھ سے خداوند نعمت یہ نہوگا حضور اس خادم سے یہ توقع ہرگز نہ رکھین کسواسطے کہ حضور پر بخوبی روشن ہی فدوی ایک مرد عیار پیشہ ظریف مزاج ہی اگر بزم عشرت مین کہ وہ مقام بے تکلفی ہے بر سبیل تذکرہ مذاقاً کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو تعجب بھی نہین اور علی الخصوص ایسے امورات بیان کرنے مین کوئی قباحت ظاہر اسباب معلوم نہین ہوتی بلکہ خالی از فائدہ نہین ہی لہذا غلام تمام واقعہ بالتصریح ضرور بیان کریگا بلکہ اُن ذاتین عالی وقار سے تاکیداً عہد کرالونگا کہ ایسے مرد بے وفا اور ناآشنا کی صحبت سے اجتناب چاہیے اور کبھی اپنی صحبت مین شریک ہونے دے جسکو نہ اپنی بات کا لحاظ ہی نہ قول وقرار کا پاس ہو ایسے شخص کا کبھی ساتھ نہ دینا چاہیئے صاحبقران اکبر نے یہ سُنکے جوہر کو سینہ سے لگالیا اور بہزار منت وسماجت فرمایا کہ بس اب مجھکو ذلیل نہ کرو یہ باتین تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہین اور مین نہایت خجل ہوتا ہون مگر جوہر ایک بات بھی شہزادے کی نہین سنتا تھا اور سخنان پند ونصایح سے شرمندہ کیے جاتا تھا شاہزادہ ہردم نادم ومنفعل ہوکر عرق عرق ہوا جاتا تھا اور بار بار ابو الحسن کو بخوشامد یاد کیے جاتا تھا اُس وقت صاحب قران اکبر اور جوہر مین عجیب رمز وکنایہ کی باتین ہو رہی تھین آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ صاحبقران اکبر نے انتہاے ندامت وانفعال سے ٹوپی پاؤن پر ابو الحسن جوہر کے رکھدی اور کہا کہ اے برادر دس ہزار تومان دونگا اب تم اس ملامت کرنے سے باز آؤ کہین میرا پیچھا چھوڑدو ابھی یہ بحث وتکرار ہو ہی رہی تھی ناگاہ حجرہ سے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز وناطقۂ روشن بیان تینون شاہزادیان بسم اللہ بسم اللہ کہتی ہوئی اسی عشرتگاہ مین بہزار ناز وانداز پہونچین شاہزادہ عالیجاہ سکوت کے عالم مین بیٹھے ہوے تھے یہ تینون شاہزادیان ہنستی ہوئی صاحبقران اکبر کے قریب پہونچین بس جیسے ہی اُن نازنینون کو صاحب قران اکبر نے سر اُٹھاکر دیکھا گویا ایک ہنگامہ قائم تھا اُس وقت صاحب قران اکبر نے یہ بند حسب مناسب پڑھا

نظم

سحر وصل کو غل ہے کہ سواری آئی	ہوگیا دل کو یقین موت ہماری آئی
ساعت مشغلۂ گریہ وزاری آئی +	قیس و فرہاد موے اب مری باری آئی

دل دھڑکنے لگا سینہ مین جگر پھٹنے لگا

دمبدم بڑھنے لگی یاس لہو گھٹنے لگا ؎

صاحب قران اکبر پر کچھ ایسا خوف و رعب غالب ہوا کہ ازسرتا پا وہ عالی جاہ مثل بید لرزنے لگا ہر چند رفع ندامت کے لیے فکر کی لیکن کوئی صورت کار برآری ظہور مین نہ آئی آخر کار ابو الحسن جوہری طرف نظر یاس وحسرت سے دیکھا ابو الحسن جوہری کو بے اختیار شاہزادۂ عالی وقار کے حال زار پر رحم آگیا اور اشارہ سے کہا حضور خاطر شریف کو جمع فرمائین کیا مجال غلام کی کہ کوئی حرف ایسا زبان سے نکالون کہ جو خلاف رائے حضور ہو حضور غلام کی طرف سے بہرنوع مطمئن رہین اور کسی طرح کا اندیشہ نہ فرمائین الغرض صاحب قران اکبر ناچار نادم وسرشار با چشم اشکبار بیچرد تھے اُن شاہزادیون کے استقبال کو اُٹھے اور چند قدم تعظیماً بڑھے اور ہر ایک ملکہ کشور حسن وخوبی کو استقبال کر کے بخوشی تمام ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی طرف لائے اور اُن شاہزادیون نے بھی اول مراتب آداب وتسلیمات کے ادا کیے بعدہ صاحب قران اکبر کے ہمراہ ہولین صاحبقران اکبر نے نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ ہر ایک شاہزادی کا سلام لیا لیکن ساتھ ہی اُسکے صاحب قران اکبر چونکہ ندامت کا صدمہ اُٹھائے ہوئے تھے اور ان خواتین عالی منزلت نے سلام ومجرے مین ایک نوع کی شوخی ظاہر کی بس صاحب قران اکبر کے دل مین صاف خیال اس بات کا پیدا ہوا کہ یہ سلام انھون نے نہین کیا گویا مجھکو نادم وخفیف کیا یعنے شکایت اس حیلہ سے ہوتی ہی اسے سعد الدین اب کیا کرین بڑا غضب ہوا مین کسطرح اس اپنی ندامت وشرمندگی کو دفع کرون آخر اسی فکر کی وجہ سے آنکھ اُٹھا کر ان خواتین جہان کی طرف نہ دیکھ سکا اور اب زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ جون جون اثر شراب زائل ہوتا جاتا ہی اُسی قدر انفعال وشرمندگی بڑھتی جاتی ہے آخر شاہزادۂ عالیجاہ نے اسی شرمساری مین مسند زرنگار پر اُن شاہزادیون کو ہاتھ پکڑکے بٹھایا اور بیچ مین آپ بیٹھے اور درۃ البیضا اور رشک بہار اور فصیحۂ روشن سخن ہر ایک جا پر قرینہ سے کھڑی ہوئین یعنے درۃ البیضا چنور لیے ہوئے پیچھے ملکہ شمسہ تاجدار کے کھڑے ہو کر مگس رانی کرنے لگی اور رشک بہار وفصیحہ روشن سخن دونون چپ و راست اپنی اپنی خاتون عالی منزلت کے دست پاک لے کے کھڑی ہوئین اسوقت صاحب قران اکبر نے جو آنکھ اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا اور بچشم غور دیکھا انصاف کو کام فرمایا دل مین نہایت معقول ہوے اور کہا واقعی یہ امر ہی کہ یہ رنگ مصنوعی ہی اور وہ حسن وملیح وجہان افروز اور ہی چیز ہی ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

واقعی ملکہ شمسہ تاجدار وملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان عجیب حسن وجمال خورشید مثال رکھتی ہین کہ جسکی تعریف ممکن نہین قصہ مختصر صاحب قران اکبر خاموش بیٹھے تھے ابھی نوبت مکالمہ کی بھی نہین آئی تھی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنی شوخی مزاج سے خود ہی سبقت کی اور تیوری چڑھا کے پوچھا کہ اے شہریار خیر ہی کیونکہ نصیب اعدا آج حضور کا مزاج کیسا ہی اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہے اسکا کیا باعث ہی ایسا سکوت تو کبھی نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ حضور کو ہمارا یہان آنا ناگوار ہوا ہم لوگ مخل صحبت ہوے اور ہم تو حضور کے تابع فرمان ہین ہمین حکم ہو ہم یہان سے چلے جاوین کچھ مشکل امر نہین ہی

ہمکو تو حضور کی ہر طور خوشی منظور رہے حضور اسقدر ناحق فرمندہ کیون ہین اپنے خدمتی سے شرمندگی کیسی ثابت ہوتا ہی کہ حضور نے ان نازنینان نوخاستہ سے کسی امر کا وعدہ کیا ہوگا اُسکا ایفا نہونے پایا کہ ہم چلے آئے اُنکے دلون مین حسرت رہگئی اور آپکو اپنی وعدہ خلافی سے شرمندگی حاصل ہوئی یہ باعث اُسکے انفعال کا ہے ورنہ اور کوئی امر زیادہ اس سے بظاہر پریشانی کا خیال مین نہین آتا اگر یہی امر حضور کی پریشانی کا سبب ہی تو بیجا ہی کسواسطے کہ اگر بوجہ نشۂ شراب وزیادتی سرور حصول مطلب نہوا ہو تو پھر ہو سکتا ہی کہ صحبت عیش از سرنو گرم فرمایئے گا اور حسرت دل نکال لیجیے گا شب و روز سب حاضر ہین بلکہ ہر وقت سب دست بستہ موجود ہین حضور خود بھی خاطر جمع فرمائین اور جنسے وعدہ ہوا اُنکی بھی تسکین خاطر فرماوین کہ ہم دوسرے وقت آپ کی آرزو سے دل نکالدینگے یہ کوئی بات ایسی مشکل نہین ہے اور جو ہمارا لحاظ و پاس ہی یہ حضور کی فقط ریاست ہی ورنہ ہمارا لحاظ کیا ان باتون کا حضور خیال نہ فرمائین ملکہ نو بہار شاہزادے کو انواع و اقسام کے سخنان طعن سے خفیف کرتی تھی اور شاہزادہ بھی جو بحر ندامت مین غرق ہوا جاتا تھا اس اثنا مین ابو الحسن جوہر نے حسب نشاے شاہزادۂ نامور کہا اے ملکۂ عالم یہ آپ اس وقت کیسے سخنان جگر خراش فرما رہی ہین ہماری سمجھ مین نہین آتے صاف صاف فرمایئے آپ کو شاہزادۂ عالی وقار کے دل کی کیا خبر ہے نہین معلوم کہ اسوقت کسکا خیال آیا ہوا اور کیا فکر کر رہے ہون بقول کسی شاعر کے ۔ مصرعہ

امور مملکت خویش خسروان دانند

آپکو اپنے ہی مطلب سے کام ہی کہ یہ محل مذاق کا نہین ہی ہر وقت کے واسطے ایک محل ہوا کرتا ہی ہر وقت انسان کا دل یکطرح نہین رہتا ہی آپ دیکھتی ہین کہ صاحب قران اکبر کے ابھی بخوبی ہوش و حواس درست نہین ہوے صبر کیجیے ہوش و حواس جمع ہونے دیجیے دیکھتی ہو کہ شاہزادے کے بشرے سے آثار رنج و ملال صاف ظاہر ہین اور انفعال سے غرق غرق ہوے جاتے ہین ابھی تغیر طبع عالی سے کیا نہین جب ہوش و حواس درست ہون اور مزاج عالی اصلاح پر آئے پھر شکوہ و شکایت کا مضائقہ نہین اس بات کی خبر رفتہ رفتہ جناب حکیم قسطاس الحکمت کے بھی گوش زد ہوئی۔ حکیم صاحب فوراً صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے چونکہ صاحب قران اکبر بعد مدت مدید کے زیارت جمال باکمال حکیم صاحب سے مشرف ہوے لہذا اس مدہوشی اور خود رفتگی پر بھی ایسے خوش ہوے کہ گویا جان تازہ قالب بیجان مین آگئی اور وہ کیفیت بالکل برفع و دفع ہوئی نہایت شوق سے اپنے استاد والانژاد کے دست و پا کو بوسہ دیا اور حکیم صاحب نے بھی نہایت شفقت و مہربانی سے سر صاحب قران اکبر کا سینہ سے لگایا اور پیشانی انور پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند ارجمند ایسی تعظیم و تکریم کی ضرورت نہین ہی کیون مجھے شرمسار اور گنہگار کرتے ہو صاحب قران اکبر نے کہا قبلہ و کعبہ مین تو آپکا شاگرد ہون اور شاگرد بجاے فرزند کے ہوتا ہی اور حضور میرے راہ نما ہین اور شاگرد کو استاد کا پاس واجب ہی آپ کیونکر خدانخواستہ گنہگار ہونگے آپ کی قدمبوسی ہماری عزت کا سبب ہی اب ارشاد ہو کہ حضور نے جو اس خاکسار

کو اسوقت سرفراز فرمایا اسکا کیا سبب ہی اور یہ تینون نازنینین یہان کسوجہ سے آئی ہین بالفعل عجیب مخمصون مین گرفتار ہون
بعض امور ناگفتہ بہ ہین دوسرا استعجاب اس امر مین ہی کہ کہان طلسم ارسطو اور کہان طلسم بیضا فاصلہ بُشرقین ہی اسقدر دورودراز سے
جناب کا تشریف لانا خالی از علت معلوم نہین ہوتا خدا جانے اسمین کیا راز و حکمت ہی ہرچند فدوی زیارت سے بھی مشرف ہوا اسکی
اس خوشی کے جسقدر تردد تھا فوراً دفع ہوا لیکن یہ تعجب دل سے دور نہین ہوا حضور میرے تردد کو دل سے دفع فرمائین تاکہ میرے دل مضطر کو
قرار و آرام ہو حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار عالیوقار آگاہ ہو کہ مین خاص تمھارے واسطے حکیم ارسطو کا بھیجا ہوا آیا ہون تخلیہ ہو تو مین بیان
کرون غرض صاحبقران اکبر حکیم صاحب کو تخلیہ مین لیگئے حکیم صاحب نے شراب رمانی کی تمام کیفیت از اول تا آخر مفصل بیان کی جوقت صاحبقران
اکبر نے کیفیت شراب رمانی کو سنا جسقدر شرمندگی تھی رفع دفع ہوگئی اُسوقت خیال آیا کہ یہ دیوانگی و محویت تاثیر طلسم و ترکیب شراب رمانی سے
تھی آخر آپ خوب ہنسے آخر جناب حکیم صاحب بعد اظہار اس سرگذشت کے اپنے حجرے مین تشریف لیگئے اور صاحبقران اکبر بھی
بار دیگر اُن محبوبان گل رخسار کی صحبت مین تشریف لیگئے اور نہایت شگفتگی سے فرمایا ای خواتین وفاشعار مین خوب جانتا ہون
کہ تمھارے آئینۂ دل پر ضرور میری طرف سے زنگ ملال آگیا ہی واسطے خدا کے اپنی خاطر نازک سے رنج و ملال کو دور کرو اور
گمان فاسد کو دل مین راہ نہ دو اسواسطے کہ مین شراب رمانی طلسم سے ایسا بیخود و مدہوش ہو رہا تھا کہ جسکی انتہا نہین بالکل
سرشار ہوگیا تھا دنیا و مافیہا کی اصلا خبر نہ تھی اُس حالت بیخودی مین جو کچھ افعال و حرکات نالائق و نازیبا مجھ سے ظہور مین آئے
وہ سب بجا و درست ہین یقین ہی کہ تمنے بھی یہ سارا حال سُنا ہوگا اور اُن حرکات نازیبا پر اعتبار کیا ہوگا ان سب حرکات
نالائق پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیے معاملات طلسمی سب ایسے ہوتے ہین اور قیاس بشری و فہم انسانی سے اکثر خارج ہوتے
ہین بھلا بشر کی کیا تاب و طاقت ہی جو اپنے حواس و ہوش کو بجا رکھ سکے اور یقین تو ہی کہ تمنے کوئی دقیقہ میری سرگذشت
دیوانگی کا ایسا نہوگا کہ جو سُنا نہو پھر مین مفصل بیان کرتا ہون اے خواتین عالیشان سوائے اُن افعال و حرکات
خلاف وضع کے بعض باتین ایسی نالائق و رکیک تمھاری شان مین میری زبان سے نکلین کہ جب مجھے خیال آتا ہی بحر ندامت
مین غرق ہوجاتا ہون جب ایسے کلمات تمھارے گوش زد ہوتے ہونگے تم اپنے دل مین کیا کہتے ہوگی مگر بخدا دندلم یزل مین
محض بے اختیار تھا بوجہ تاثیر شراب رمانی طلسمی کے ایسا سرشار تھا کہ نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی جو کچھ ہوا وہ حرکت میری تھی
مین مجبور تھا غور کرو کہ معاملات طلسم سے انسان ضعیف البنیان کا کیا زور چل سکتا ہی سوائے مجبوری و ناچاری کے کوئی چارہ
نہین ہی کسی طرح سے کوئی بشر ایسا نہین کہ جو طلسم مین داخل ہوا اور جامہ سے اپنے باہر نہوا و راپنی حالت اصلی پر قائم رہے اسواسطے
کہ کائنات طلسم مین عجیب و غریب مقدمات روبکار رہتے ہین اور ہر ایک کام اختیار قدرت سے باہر ہوتا ہی وائے برحال
اُسکے جسکو بانیان طلسم اور حکمائے عالی منزلت دیدہ و دانستہ طلسم مین گرفتار کرین وہ کیونکر اختیار مین رہ سکتا ہی سوائے
اسکے میرا اس طلسم مین گرفتار ہوجانا ایک وجہ خاص سے ہی کسواسطے کہ بانیان طلسم نے اپنی فطانت سے زنان حور لقا کو تمھاری
صورت و شمائل سے ایسا مشابہ کیا کہ تم مین اور اُنمین بالکل فرق نہ تھا اُنکو جو بعد مدت مدید دیکھا تو ایسا جوش طبیعت مین پیدا ہوا

کردہ افسون وسحر کام کرگیا بس اس بیخودی اور مدہوشی مین ہرگز اصل ونقل مین تمیز نہوئی اور مین توگویا تمھارے ہی سودائے
عشق مین گرفتار ہون اور تمھارے ہی صورت وجمال کا عاشق وشیدا تھا ہرچند مین تاثیر شراب طلسمی سے ازخود فراموش تھا
لیکن تاہم تمھارا خیال دل سے نہین گیا اور تمھارے خیال سے دام مکر مین گرفتار رہا میرا اسمین کچھ قصور نہین ہی ہان اتنا قصور
البتہ ہوا کہ اس سرشاری کی حالت مین اصلی ونقلی کو پہچان نہ سکا ورنہ مین ایسے فعل کا ہرگز مرتکب نہوتا ای ملکۂ عالم مین تمھارے
حسن عالم افروز کو دیکھ کے اپنے جامہ سے باہر ہوگیا اور اس فریفتگی کی نوبت یہ پہونچی ملکۂ نوبہار نے کہا ای شہریار نامدار
جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب بجا اور درست ہی مگر مین تمکو قسم دیتی ہون کہ اُنھین محبوبان دلنواز وراحت بخش دل وجان
کی جنسے چند روز سرگرم عیش رہے ہو اور جنکے واسطے دنیا ومافیہا سے بیخبر ہوگئے ایک نظر اُنکو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ وہ
حضور کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہین پھر جو آپ فرمائینگے ہم بھی اُسے تسلیم کرینگے ای شہریار والاتبار یہ کس آئین مین ہی
کہ جس سے رات دن گرم صحبت رہے اُسی سے اس بے اعتنائی سے پیش آیئے کہ گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے ہمارے نزدیک یہ
امر خلاف مروت وانسانیت ہی آخر وہ زمانہ کون تھا کہ جو اُنسے کس جوش وخروش سے ہم بغل ہوتے تھے اب کیا ہوگیا یہ وہی تو
ہین کہ جنکے دست حنائی سے بصد شوق وذوق جام شراب نوش فرمائے تھے اور بجائے گزک کے لب رخسار ودہان کے بوسے
لیتے تھے اب کچھ تو اُنکا پاس ولحاظ مرعی رکھنا چاہیے علاوہ اُنکے پاس ولحاظ کے اپنی بھی حفظ وضع کا خیال ہونا لازم ہے
قول مردان جان دارد۔ یہ شرط آدمیت سے نہایت خلاف ہی کسی شخص کی آبرو مین رخنہ ڈالنا نہ چاہیے آپکو کچھ خوف خدا بھی ہی
اُن بیچاریون کو دفعتاً بلا قصور دل سے فراموش کردیا اور زیادہ بران ہمسے اپنی دیوانگی کا عذر بیجا کیا اب اسکا آپکو کیا جواب دیا جائے
بس اب جو کچھ حضور ارشاد فرمادین وہ بجا ہی اور جو کچھ حضور نے کیا بہت خوب کیا اب ہمسے عذر کی کیا احتیاج ہی ہم بیچارے
کس حساب اور کس شمار مین ہین جو ہم کسی کے حال سے معترض ہون علاوہ اسکے خسروان ذیجاہ وسلاطین باعز وجاہ اپنے فعل
جائز وناجائز ایک جانتے ہین کیونکہ کوئی اُنکا خوردہ گیر ومانع تو ہو ہی نہین سکتا پھر کیا بقول سعدی شیرازی کے مصرع

ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

حضور کو ہم بھی خوب جانتے ہین اور حکماے سابق بانیان طلسم نے بھی خود بدولت کو خوب جانکے اور مزاج کو دریافت کرکے ہر ایک
عمل وتاثیرات ونیرنگ اور اسباب عیش وعشرت کو مہیا کیا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ملکۂ عالم اب گذشتہ باتونکو
پھر از سر نو زبان پر لانا کیا ضرور ہی بلکہ محض بے سود ہی میری خطا کو معاف کرو درانحالیکہ خاطی اپنی خطا کا مقر ہوا اور عذر
کیا پھر کیا باقی رہا تکرار کرنے سے کیا حاصل ہین تو خود اپنے قصور پر نادم وپشیمان ہون ناطقۂ روشن بیان نے کہا ای شہریار عالیجاہ
آپ نے پہلے بھی ہمکو اطلاع دی تھی کہ ہم فلان کام کرتے ہین جو آپ اس سے عذر کرتے ہین ہمکو کسی فعل سے کیا کام تم جانو
تمھارا کام جانے جو عاشق پیشہ ہین اور عیش طلب ہین خداوند کریم نے اُنھین کو جوہر مردانگی عنایت فرمایا ہی کہ وہ جب کسی
زن خوب رو کو دیکھینگے مفتون وشیدا ہو جائین اور اپنی وضع وشان کا بھی لحاظ نہ کرین ننگ وناموس کو بالاے طاق

رکھدین اور جب خوب محظوظ ہو جائین بعدہ عذر کرین ایسی صورت مین کسکو غرض ہے کہ اُنکے عذر کو سُنے اور خطا و قصور کو معاف
کرے ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کی پشت پر دست محبت رکھا اور مسکرا کر کہا اے خواہر گرامی قدر آفرین
صد آفرین اسوقت تمنے بڑا کام کیا خوب میری حامی و مددگار ہو گئین کیا معقول جواب دیا ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر والا قدر
بس ختم کرو اس تقریر بے فائدہ سے کیا حاصل یہ بھی نوشتۂ تقدیر تھا پیش آیا اب بہرطور رضاے الٰہی پر راضی رہو کسی کے
اطوار و کردار سے کیا سروکار تم نہین جانتی ہو کہ بجز اپنے مطلب کے اور کوئی کسی کا رفیق و غمخوار نہین ہان یہ ایک عذر واقعی قابل
تسلیم ہے کہ جو فعل صاحب قران اکبر سے ظہور مین آئے وہ سب عالم بیخودی مین اثر شراب طلسمی سے تھے لہذا اُنکا گناہ بھی
بانیان طلسم کی طرف عائد ہو سکتا ہے نہ صاحب قران اکبر کے ذمہ قطع نظر اسکے وہ شہریار کامگار صاحب قران روزگار ہے
اُس عالی مناصب والا مناقب سے جو افعال حسب خواہش نفس سرزد ہون وہ شایان ہین ۔ مصرعہ

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست

اب دوسرا مقدمہ بندگی و بیچارگی کا ہے اس نظر سے ہم تم سب مجبور ہین کیونکہ اس شہریار عالی وقار کے محکوم کیے گئے ہین سوا
اطاعت و فرمانبرداری کے چارہ کیا ہے بہرنوع رضاجوئی ہر امر مین انکی ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہے ۔ شعر

خلاف راے سلطان راے جستن بخون خویش باشد دست شستن

کچھ ضرورت نہین ہے کہ ہم لفظ شکوہ زبان پر لاوین بلکہ جہانتک ہو سکے صبر کرین ۔ قہر درویش برجان درویش جوہر نے کہا کہ
ملکۂ آفاق مین جانتا ہون کہ آپ دنیا اور اسباب دنیا کو نہین جانتین دنیا ایسی ہی واقعی بری چیز ہے اسکا برتاؤ نہایت مشکل ہے
مگر ہان اس دنیا کو ہماری خواہر محترم ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خوب جانا ہے باوجود اس ناز و نعمت اور عز و نخوت کے جسقدر
حالات دنیا سے آگاہی حاصل کی کبھی کسی اہل دنیا نے حاصل نہ کی ہوگی یعنے ملکۂ عالیجاہ نے اپنے عاشق صادق کو کس کس طرح
کے آلام و صدمات مین مبتلا رکھا تا اینکہ اپنے کو سفاک عالم کے خطاب سے مشہور کر دیا اور اسقدر ظلم و ستم کیا کہ اُن عاشقان
مظلوم و ستم رسیدہ کے مظلمہ مین گرفتار و اسیر ہون تو عجب نہین آخرکار اُس روز اور تمام شب اسی طرح کی حیص بیص رہی اور
باہم شکایتین رہین صاحب قران اکبر کا یہ حال تھا کہ کبھی ان خواتین عالی منزلت کی صحبت مین اور گاہ حکماے عالی مرتبت
کی خدمت مین جاتے تھے دوسرے روز جناب حکیم عبقرطوس جنی کا آنا خاص اسی وجہ سے ہوا کہ حکیم قسطاس الحکمت کو اسرار
طلسم اور اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرے جو کچھ سرگذشت ہے وہ بھی سنادے تاکہ اور کار ضروری کو وہ بخوبی دریافت کرلین
اور سمجھ جاوین ہرچند کہ حکیم قسطاس الحکمت پہلے ہی سے بزور علم نجوم و مکاشفہ کل راز طلسمی و احوال گذشتہ سے بخوبی واقف و
آگاہ ہو گئے تھے انھین اطلاع حال کی ضرورت نہ تھی اور یہ بھی خوب معلوم تھا کہ طلسم مبفیا مین فلان بزرگ عبقرطوس جنی نام
اجنہ طبقۂ اعلے سے مقیم ہے اور ایک عرصۂ بعیدہ سے وہ بزرگ بطور داروغہ کے رازدار طلسم ہے باینہمہ عبقرطوس جنی داروغہ
طلسم مبفیا نے ایک رقعہ اشتیاقیہ دربارۂ ملاقات حکیم قسطاس کی خدمت مین روانہ کر دیا تھا اور اپنے آنے سے بھی مطلع کیا

چنانچہ حکیم صاحب ممدوح نے رقعہ کو ملاحظہ فرمایا اور خود مع حکیم ابو المحاسن اور حکیم اشجیان عبقرطوس کے استقبال کو آئے اور ملاقات ہوئی چند ساعت تک ان حکماے معظم کے باہم راز و اسرار کی باتین رہین لیکن صاحب قران اکبر کو اس امر کی مطلق خبر نہ کی اور بمجرد دیکھنے رقعہ کے بے اجازت پوشیدہ تشریف لیگئے چونکہ عبقرطوس جنی نے اپنے نشان اور پتہ سے آگاہ کردیا تھا کہ مین فلان کوہ کے دامنہ مین لب چشمہ مقیم ہون اور مین آپ ہی کی ملاقات کو یہان آیا تھا اور مجھے چند مطالب ضروری بھی آپ سے گذارش کرنے ہین انشاءاللہ بروقت ملاقات عرض کیے جائینگے لہذا اس حقیر کو قدمبوسی سے مشرف فرمائیے چنانچہ بمجرد سننے اس مضمون کے حکیم قسطاس الحکمت مع ہر دو شاگرد یعنے حکیم الجن اور عبقرطوس کے دامنہ کوہ مین تشریف لے گئے اس طرف اس مقام مذکور مین حکیم الجن منتظر تشریف آوری حکیم عالی منزلت تھے چند قدم حکیم صاحب کا استقبال کر کے نہایت اعزاز و احترام سے اپنے قیامگاہ مین لائے بعد مصافحہ و معانقہ چارون حکیم عالی منزلت برلب چشمہ ایک قالین بچھا کر بیٹھے اول تو باہم مزاج پرسی ہوئی بعدہ نوبت حرف مطلب کی اسطرح پہونچی کہ حکیم قسطاس الحکمت نے حکیم اسقلینوس الٰہی کی نہایت تعریف کی اور فرمایا اے رہنماے قوم بنی جان اب ملکہ صبح روشن گہر کے حالات سے بھی کچھ واقف ہین اس بارے مین جسطرح ارشاد ہو عمل مین آوے انجام اسکا کیا ہوگا اور اب کیا فکر کرنی چاہیے اس نیازمند کو از روے بشارت معلوم ہوتا ہی نیز میرے مرشد حکیم ارسطو نے ارشاد فرمایا ہی کہ عمل طلسم حکیم اسقلینوس الٰہی کا صبح روشن گہر پر کارگر ہوگیا لہذا جلدتر اس معاملہ مین کوئی تدبیر کرنی چاہیے اسواسطے کہ آپ کو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہے کہ صبح روشن گہر کو ان خواتین عالی وقار یعنے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ناطقۂ روشن بیان کے عالی درجات و مراتب سے کچھ مناسبت نہین ہی اور یہ بھی آپ پر بخوبی روشن و ہویدا ہی کہ شاہزادہ معز الدین والاگہر صاحب قران اکبر تاثیر طلسم و خاصیت شراب رمانی طلسم سے صبح روشن گہر کے عشق و محبت مین ایسا محو و از خود رفتہ ہو رہا ہی کہ نوبت جنون کی پہونچی ہے تا اینکہ اب نیک و بد مین بھی تمیز مطلق نہین ہی مین حیران ہون کہ اس بارے مین کیا فکر و تدبیر کرون حکیم الجن نے جواب مین عرض کیا اے عالی منزلت و معدن علم و حکمت یہ سب آپکی ذات ستودہ صفات پر منحصر ہے اور خاص تمھاری ذات خجستہ صفات سے یہ مقدمہ وابستہ کیا گیا ہی پس حضرت ہی کوئی ایسی تدبیر فرمائین کہ آپس مین دونون صبح کے کوئی صورت بحث و مناقشہ کی پیدا نہو کہ رنج و ملال کو طول کھینچے اور بسہولت و آسانی ہر ایک امر طے ہو حکیم صاحب بزرگ نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ دو خواتین مین کوئی صورت ملال کی پیدا نہو اب چونکہ دونون خواتین سے کوئی اس قصر عالی مین موجود نہین ہے لہذا جلدتر کوئی صورت نیک و سودمند اس بارۂ خاص مین ہونا چاہیے اور انکی موجودگی مین کوئی کام بن نہ پڑیگا حکیم الجن نے کہا قبلہ و کعبہ فدوی نے پہلے ہی سے روشن گہر کو منع کردیا کہ جبتک مین طلب نکرون تم ہرگز قصر مین آنے کا قصد نکرنا اور اب مین خدمت فیضدرجت مین حکیم بزرگ کے جاتا ہون یہ تمام قصہ تمھارے حال پر ملال کا بیان کرونگا جو مصلحت ہوگی اور حکیم بزرگ کی بھی راے عالی ہوگی مین تم سے کہلا بھیجونگا اور جہانتک ممکن ہوگا مین خود تمھین کو بلا دونگا

اس بات سے بہر نہج حضور خاطر جمع رکھین کہ صبح روشن گہر کو طلب نہ کرونگا وہ یہان قصر مین نہ آئینگی اب آپ باطمینان اس مقدمۂ خاص مین جیسا کہ مناسب ہو اور نیک ہو دونون صاحبون کے حق مین تجویز فرمائیے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے محرم اسرار طلسم مین بھی اسی مصلحت سے ملکۂ صبح دلکشا کو اپنے ساتھ نہین لایا کہ پہلے یہ مرحلہ طے ہو لے جب تک صلاح و مشورہ آپس مین باہم قرار پالے اور مقدمہ یکسو ہو لے تب تک اُن خواتین کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہے بعدہ دیکھا جائیگا اُسوقت مضائقہ نہین ہے الحاصل بعد اس قیل وقال کے حکماے عالی منزلت کی راے عالی اسپر قرار پائی کہ ایک شربت طلسمی تیار کیا جائے اور ایک ایک پیالہ اس شربت طلسمی سے دونون شخصون کو پلا دیا جاے کہ اس شربت کی تاثیر سے آپس مین ایسی اُلفت و محبت فی مابین پیدا ہو کہ دونون آپس مین حقیقی معلوم ہون اور غبار حسد آئینۂ دل سے دور ہو جاے اور تا زیست پھر کسی طرح کا ملال نہ پیدا ہو آخر یہ سب امور تجویز فرما کر ان حکماے عالی منزلت نے اُس عمل کے اسباب اور سامان شربت مہیا کیے اور بتعجیل تمام تین روز کے عرصہ مین وہ شربت طلسمی حسب مراد تیار کر لیا جناب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے حکیم الجن اب تو سب طرح سے ہماری خاطر جمع ہو گئی اور بفضل معبود برحق مراد بھی بر آئی اب تم بلا دسواس و بخاطر جمعی تمام ملکۂ صبح روشن گہر کو بلا بھیجو اور مین بھی ملکۂ صبح دلکشا کو بلائے بھیجتا ہون بفضل رب یزل کسی طرح کا تردد باقی نہین رہا حکیم عبقر طوس نے حسب الارشاد حکیم بزرگ نہاد صبح روشن گہر کو بلا بھیجا اور حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے ملکۂ صبح دلکشا کو بلا لیا اور بعد فراغ اس کار اہم کے ایک جاے معقول پر فرش نہایت تکلف سے بچھوایا اور حکماے با فرہنگ گفت و شنید مین مشغول ہوے

اب ان حضرات کو اس قیل وقال مین سرگرم رکھنا چاہیے اور دو کلمۂ حال فرخ فال شاہزادۂ عالیجاہ و عالم پناہ صاحب قران اکبر یعنے معز الدین نامور کے معرض سماعت مین لانا چاہیے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ یہ تین چار روز صاحب قران اکبر کو اس سرور و شادمانی مین گذرے یعنے کبھی صحبت خواتین عالی وقار مین شراب و کباب کا مشغلہ ہے اور کبھی ملکۂ شمسۂ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقۂ روشن بیان سے وقتاً فوقتاً بوس و کنار و لطف ہم آغوشی کا شغل رہتا ہے اور وہ تینون زنان طلسمی یعنے درۃ البیضا اور فصیحۂ روشن سخن اور رشک پری بیچاریان ناشاد و نامراد با دل محزون اپنی خاتون عالی وقار یعنے ملکۂ شمسۂ تاجدار کی خدمت مین دست بستہ کھڑی رہتی ہین اور دمبدم آہ جانگداز کرتی ہین اور بنظر حسرت اُس صحبت بوس و کنار کا تماشا دیکھتی ہین گویا زندہ درگور ہین اور غم جانکاہ و غصہ سے اپنا خون جگر پیتی ہین طاقت دم زدن نہین اور مجال سخن نہین آخر ایک روز ملکۂ شمسۂ تاجدار نے بسبب اپنے

خلق و مروت جبلی کے تینون پریزادون کو سینہ سے لگایا اور ہر ایک کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای خواہران عزیز القدر
بس اب تم لوگ تکلف کو موقوف رکھو بزرگان طلسم کا حکم بس اسیقدر تھا کہ جو کچھ گذر گیا اور تم بھی بجان و دل اُنکا
حکم بجالاؤ برائے خدا مجھے زیادہ حد سے شرمندہ و منفعل نہ کرو اب میری خوشی یہی ہی کہ تم ذیل خواتین مین داخل ہو جاؤ
یہ کہا اور اُن خواتین کو خود اُس جامع اخلاق و کرم نے خلدانہ ماہرو اور نادرۂ رازدار کے پہلو مین بٹھا دیا ہر چند کہ اُس
محفل مین نادرۂ رازدار و خلدانہ سے رتبہ مین زیادہ تر کوئی عالیجاہ نہ تھا لیکن بپاس خاطر صاحب قران اکبر اور نیز بخیال
اس امر کے کہ ہر ایک نازنین دشاہزادی ہے لہذا اُنکا اعزاز بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہی بعد اسکے یہ بھی فرمایا کہ ای خواہرو
تمھین قسم ہے ہماری جان کی تم بھی یکے بعد دیگرے صاحب قران اکبر کو اپنے دست حنائی سے شراب پلاؤ جسطرح پہلے
صحبت شراب و کباب کی تم گرم کیا کرتی تھین اُسی طرح اب بھی عمل مین لاؤ اور عیش و عشرت مین شاہزادۂ عالی وقار کے
ساتھ بسر کرو اور اُسی طرح سے جام شراب دو اور محظوظ رہو وہ نازنینین بوجہ شرم وحیا اور آداب شاہی کے کچھ نہ کہ سکین
الا یہ کہا کہ ہم لوگون کی کیا مجال ہے کہ حضور کی موجودگی مین کسی طرح سے دعوائے برابری کر سکین ملکہ آفاق نے فرمایا اب تم
ہماری خاطر سے اُسی طرح سے بے تکلفانہ شراب شاہزادے کو پلاؤ ہم مین سے کسی کے رنج و ملال کا خیال بھی دل مین نہ لاؤ اور
بخدائے لایزال مین ہرگز تم سے ناخوش نہین ہون اور نہ ہونگی بلاخوف و خطر صحبت عیش منعقد کرو ہر چند ملکہ شمسۂ تاجدار
نے اس بات مین اصرار کیا مگر اُن تینون نازنینون نے شرم وحجاب سے کچھ جواب نہ دیا اور سرنگون بیٹھی رہین شاہزادۂ
عالیجاہ نے جب ایسا خلق ملکہ شمسۂ تاجدار کا دیکھا آفرین و تحسین کی اور فرمایا کہ ای ملکہ سراپا مروت واخلاق مین اسوقت
تمھاری اس مہربانی سے نہایت خوش ہوا واقعی امر یہ ہی کہ تم سے جسقدر مہر و وفا ظہور مین آئے کم از کم ہی اس وجہ سے
کہ تم کس شاہنشاہ ہفت اقلیم کی اولاد سے ہو اور اُس ملکۂ خوبان کی اولاد سے ہو کہ جو سرتاج نسوان بنی آدم تھی اُس
ملکہ روزگار کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ ایسے سنے ہین کہ جو حد تحریر و تقریر سے باہر ہین قصہ کوتاہ وہ شہریار نامور
صاحب قران اکبر صحبت مین اُس گل گلزار محبوبی کے ہمہ تن محو عشرت تھے کبھی ملکہ شمسۂ تاجدار کے شمیم گیسوے پرخم سے
مست و سرشار تھے اور گاہ ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی ہم آغوشی کا لطف اُٹھاتے تھے اور کبھی ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کے
لب جان بخش اور کسی وقت اُن ماہرویان پری پیکر یعنے درۃ البیضا و فصیحہ درشک بہار و ملاحت پری وغیرہ کے دست
حنائی سے جام ہائے مے ارغوانی نوش فرماکر عارض گلرنگ کے بوسہ لیتے تھے اسی طرح سلطان ابو الحسن جوہر بھی ایک طرف
نادرۂ رازدار و خلدانہ ماہرو شمع رخسار وغیرہ محبوبان آرام جان سے سرگرم صحبت عیش و عشرت تھا اور بوس و کنار مین ہمہ تن
مصروف تھا الغرض ہر ایک اہل انجمن عیش و نشاط مین محو بیخودی تھا کہ جسے دین و دنیا کا ہوش نہ تھا تین شبانہ روز اسیطرح
ہنگامہ عیش و طرب و جوش و خروش نہایت ذوق و شوق سے برپا رہا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی چوتھے روز صاحب قران
اکبر والا قدر اس صحبت عیش و سرور سے فراغت پاکر باہر تشریف لائے اور حکیم صاحب عالی منزلت کی خدمت فیضدرجت

مین رونق افروز ہوے وہان آکر دیکھا مکان خالی ہے حکیم صاحب تشریف نہین رکھتے آخر بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ جناب
حکیم عالی وقار مع شاگردان نامدار جناب حکیم عبقرطوس جنی کی ملاقات کو تشریف لے گئے ہین اور ہنوز وہین رونق افروز ہین
صاحب قران اکبر گیتی ستان اس حال کو سنکے نہایت ملول و غمگین ہوے اور نہایت افسوس سے فرمایا کہ کیا تعجب ہے
حکیم صاحب نے مجھے مطلق اطلاع نہ فرمائی اور بلا استفسار و اطلاع تشریف لے گئے اگر مجھے خبر ہوتی یا حکیم صاحب فرماتے تو مین بھی
ضرور ہی ہمراہ اُنکے جاتا بعد اسکے سلطان ابوالحسن جوہر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ای ابوالحسن تم طاؤس الفرس کو تیار
کراکے حاضر کرو کہ ہم اپنے حکیم صاحب کے پاس جائینگے ابوالحسن جوہر نے ہامان جنی کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور طاؤس الفرس کو
تیار کرالاؤ ہامان جنی حسب الحکم فوراً گیا اور اُس توسن برق وش و تیز خرام کو تیار کراکے لایا اور عرض کی کہ گھوڑا حاضر ہے
صاحب قران اکبر اُس مرکب پری پیکر پر سوار ہوے اور ابوالحسن جوہر کو ساتھ لیے اسی دامنہ کوہ کی سمت روانہ ہوے
جسوقت قریب قیامگاہ حکیم صاحب عالی منزلت پہونچے اور حکماے عالی قدر و والامرتبت کو آمد شاہزادۂ گیتی ستان کی
خبر ہوئی فوراً چارون حکماے عرش احتشام و فلک مقام شاہزادۂ گردون مقام کے استقبال کو آئے اور نہایت تعظیم و تکریم
سے اُس شہریار عالم کو لائے اور اُسی قالین پر جہان کہ آپ رونق افروز تھے شاہزادۂ آسمان جاہ کو بٹھایا اور ایک طرف آپ
بیٹھے دوسری جانب شاگردان بلندمکان کو اجازت بیٹھنے کی دی صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب سے شکایت بے اطلاع
تشریف لیجانے کی کی اور فرمایا کہ جناب عالی اگر مجھے اپنی تشریف بری سے اول اطلاع فرماتے تو مین بھی ہمراہ رکاب فیض انتساب
چلتا اور جناب حکیم الجن کے فیضان زیارت جمال باکمال سے بہرہ ور ہوتا مگر افسوس مجھ مشتاق زیارت جمال کو حضور نے
اپنے تشریف لیجانے کی خبر نہ کی حکیم بزرگ نے فرمایا ای فرزند دلبند لخت جگر و نور بصر تمھاری یہ شکایت بجا و درست ہے
لیکن مجھکو یہ خیال گذرا کہ تمکو اپنی محبوبان گل اندام کی صحبت عیش و عشرت سے کنارہ کرنا ہوگا اور تمھارے عیش مین تلخکامی
واقع ہوگی اور یہ مجھے کسی طرح منظور نہین ہے اسواسطے مین بلا استفسار و بے اطلاع چلا آیا اور مجھے اگر معلوم ہوتا کہ
تمھارا یہ قصد ہے اور تم میرے ساتھ آؤگے تو مین ضرور تمکو اطلاع دیتا بلکہ بغیر تمھارے آئے مین ہرگز روانہ نہوتا آخر وہ تمام
روز شاہزادۂ گیتی پناہ کو حکماے عالیجاہ کی خدمت و صحبت مین گذرا شام کے وقت وہان سے مع اُن حکماے عالی مقام
کے روانہ ہوا اور قصر فردوس منزل مین رونق افروز ہوا اور حکماے عالی منزلت بھی اپنے اپنے منازل خاص مین فروکش
ہوے جناب حکیم صاحب بزرگ اور حکیم الجن یعنے حکیم عبقرطوس جنی نے صاحب قران اکبر گیتی ستان سے فرمایا کہ ای فرزند
ارجمند ہماری رائے اور صلاح یہ ہے کہ اب تم اس قصر عالی مین معطل و بیکار نہ بیٹھو بلکہ تمکو جو کارہاے ضروری درپیش ہون اُنکو
بحسن و خوبی و بدلجمعی تمام اہتمام کو پہونچاؤ کہ اُنکا سرانجام تمھاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہے لامحالہ تمکو اُنکا انجام دینا بھی
واجب و لازم ہے چنانچہ بالفعل ایک نہایت ضروری یہ کام درپیش ہے کہ تم اس مرکب طاؤس الفرس پر سوار ہو اور شمشیر آبدار
افعی اخضر زیب کمر کرو اور پھر دوبارہ طلسم مرحلہ چہارم مفتوحہ مین جاؤ اور اُس شمشیر آبدار یعنے شمشیر افعی اخضر سے قفل

خزانۂ طلسم کو کھولو کہ اس زمانہ مین تمنے ہر چند چاہا اور کوشش کی لیکن وہ قفل نہ کھلا اسوقت اسکا کھلنا مصلحت نہ تھا اب اسکے کھلنے کی ساعت آگئی لہذا بعد وا ہونے قفل مذکور کے خزانہ طلسم کو اپنے تحت و تصرف مین لاؤ بالفعل کائنات طلسم مین ایک ہی مرحلہ باقی ہے جب قفل خزانہ کھلجائیگا اور مال و متاع طلسم ہاتھ آجائیگا بعد اسکے پھر بالکلیہ طلسم خود ہی باطل ہوجائیگا اور ملک زرد ھنگ اور ملک آفلاک وغیرہ سلاطین طلسم تمھاری خدمت و ملازمت مین خود ہی حاضر ہونگے بعد ازان جس شخص پر تمھارا اعتماد کلی ہو اور جسے اپنا معتمد و خیر خواہ سمجھو اس خزانہ داری کا عہدہ مرحمت فرماؤ اور سب مال و اسباب اسکے حوالے کرو اور ملک زرد ھنگ وغیرہ سرداران مراحل کو حکم دو کہ وہ مع فوج ظفر موج و خزانہ شہر عسکریہ کی طرف کوچ کرجائے اور جبتک تم وہان نہ جاؤ یہ خیمہ زن رہین اور تمھارا انتظار کرین اور لاقوت جنی وغیرہ اسیران طلسم کو بھی اگر کھلنے ہمراہ کردو تو اور مناسب ہے کسواسطے کہ لاقوت کے مقدمات کا بھی انفصال ضرور ہے اور وہ مقدمہ اُسی سرزمین عسکریہ پر طے ہوا چاہیے کیونکہ اُن مقدمات کا طے ہونا مقدر ہوچکا ہے بعد اس کام کے خود بدولت و اقبال اس باغ و قصر عشرت مین نہضت فرمائین اور پھر جو کچھ ہمین کہنا ہوگا وہ بھی کہدیا جائیگا صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب کے ارشاد عالی کو بدل قبول کیا اور اُسی وقت اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوے اور ابوالحسن جوہر کو ہمراہ رکاب فیض انتساب لیا اور نیز دیگر مردمان مقرب کو ہمراہیان ملکۂ نوبہار نگاشن افروز سے اپنی جلو مین لیکر روانہ ہوگئے بعد طے مراحل و قطع منازل تیسرے روز زرین حصار اور قلعۂ مسکو کیہ مین پہونچے ملک دینار و خواجہ درہم عیار وزیرا اور عدلوق و عادون جنی صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کی خبر سُنکے اُسی کوہ معادن کے دامنہ مین خدمت شاہزادۂ عالی مین حاضر ہوے اور بعد حصول شرف ملازمت اپنے اپنے قرینہ سے مقیم رہے صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو واقعی اب طلا و نقرہ کوہ معادن سے نکلنا مطلق موقوف ہوگیا اور تمام کانہاے طلا و نقرہ معدوم ہین بلکہ اُن مقامات پر انبار پتھرون کا ہوگیا ہے آخر شہریار گردون وقار مع ملک دینار وغیرہ اور ابوالحسن جوہر شہر زرین حصار مین داخل ہوے صاحب قران اکبر نے ملک دینار سے فرمایا اے ملک یہ شخص عیار وضع جو ہمارے ساتھ ہے یہ ہمارا برادر عزیز القدر ہے اور نام اس عالی مقام کا سلطان جوہر مشہور ہے بمجرد سُننے اس کلام صاحبقران اکبر گردون مقام کے جوہر سے معانقہ کیا اور موافق معمول ابوالحسن جوہر کے ہاتھ چومے اور نذر گذرانی بعد اسکے اپنے نہ پہچاننے سے عذر خواہ ہوے کہ ہمنے بوجہ لاعلمی نذر وغیرہ نہین گذرانی بعد اسکے شہریار گردون وقار زرین حصار کی سیر کرتے ہوے ایوان و حرم سرا مین داخل ہوے اور ایک شب وہان قیام فرمایا اور مطربان خوش آواز و نازنینان سراپا ناز کے نغمات دلکش سے تمام شب خاطر ہمایون کو عجب طرح کا سرور رہا شب عیش و سرور مین بسر ہوئی دوسرے روز صاحبقران اکبر قلعۂ مسکو کیہ مین تشریف لائے اور موافق ارشاد حکماے عالی منزلت بسم اللہ کہکر شمشیر افعی اخضر غلاف سے نکال کر اُس قفل طلسمی پر بزور و قوت تمام ایک ضرب اس ترکیب سے لگائی کہ بفضل الٰہی ضرب اول ہی مین قفل طلسمی دو ٹکڑے ہوا اور مع حلقۂ در زمین پر گرا اُدھر قفل طلسم کا مفتوح ہونا تھا کہ دونون دروازہ جو مدت مدید سے بند تھے خود بخود کھل گئے صاحب قران اکبر نے بنظر اجمال تمامی

قلعہ کو ملاحظہ فرمایا جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصل مین وہ قلعہ نہین ہی بلکہ ایک احاطہ بغیر سقف ہی اور اُس احاطہ مین انبار زر سرخ اور زر سفید کا لگا ہو ایک طرف اُس احاطہ کے ایک حجرہ تھا اُس حجرہ مین بعض بعض اشیاے نفیس طلسم جیسے تکدۂ آصفی جو کہ ظرُن درخت طلا وغیرہ سے عبارت ہی موجود ہی صاحب قران اکبر نے اس درخت جواہر بار و نادر روزگار کو بچشم غور ملاحظہ فرمایا اور نہایت خوش و مسرور ہوے ابو الحسن جوہر نے کہا ای شہریار گردون وقار مین حیران ہون کہ یہ خزانہ اور یہ اسباب گرانبہا سر حلقۂ سرہنگان عالم مہتر توفیق ذات شریف کی دست برد سے کسطرح سلامت بچا جو اس طلسم مین رکھنے کی نوبت آئی عدنون وغیرہ نے کہا ای سلطان ابو الحسن جوہر یہ اشیاے طلسمی اُن اشیا مین نہین ہین جو بے محنت و بلا مشقت و تکلیف سے کسی کے ہاتھ آجاتی ہین اور مہتر توفیق کی کیا قدرت و مجال تھی کہ ادھر دیکھ سکتا علاوہ اسکے ان اشیاے طلسم کو بحفاظت تمام محصور کر دیا ہی تا دست برد سے ہر ایک کے محفوظ رہے ورنہ مہتر توفیق اپنی زنبیل حکمت مین ضرور داخل کر لیتے شاہزادۂ نامور صاحب قران اکبر اُس متاع لازوال اور دولت بیقیاس کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ قبا جسم مین تنگ ہو گئی جوہر سے کہا ای برادر عزیز القدر دیکھو اُس قادر حقیقی کے لطف و کرم کو کہ اس اپنے بندۂ حقیر و ضعیف کو اسقدر دولت بیقیاس عطا کی کہ آج تک کسی بادشاہ باشوکت کو تمام عمر مین نصیب نہوئی ہوگی اس کمترین کو جو ایک جگہ سے دستیاب ہوئی ہی حق یہ ہی کہ اگر ہر موے بدن زبان ہو جائے تو بھی اس معبود مطلق کا ادا شکر نہ ہو سکے۔ شعر

شکر کردن کے توانم در خور آلاے تو	شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

ای برادر والا گوہر اسقدر یہ دولت ہی کہ اگر اپنی تمام عمر بخوبی صرف کردن تو ہرگز کم نہو مین حیران تھا کہ اس مال و متاع کو کیونکر صرف کرون آخر میرے دلمین خود ہی یہ خیال آیا کہ اس دولت لازوال کے خرچ کرنے کا یہ طریقہ تجویز کیا ہی اور عہد واثق بھی کر لیا ہے کہ تا زمان سلطنت اور عہد حکومت یہ قاعدہ مقرر کرون کہ ہر روز صبح سے تا زوال آفتاب دیوان عام مین اجلاس کرون اور اس دولت لازوال کو اپنے راست و چپ رکھون اور تخت رفعت پر جلوس کرکے حکم عام دون کہ غربا و مساکین شہر حسب خواہش اپنی بلا قید لین اور صرف کرین اور تا دوام حیات اپنی یہی دستور العمل اور فیض عام جاری رہے کہ جملہ غربا و مساکین اس خزانہ سے فیضیاب ہون اور علاوہ اسکے فقراے متوکل اور عارف حق آگاہ و قانع کامل کا بھی علوفۂ کامل یہین سے جایا کرے اور باشندگان بیت المقدس کے واسطے بھی ایک جائزہ معقول یہان سے ایسی مقرر کیجائے کہ ہر ایک شیخ و شاب کو حسب لیاقت اُسکے پہونچا کرے تاکہ وہ لوگ فکر معاش سے اپنی مستغنی رہین اور اس بدترین خلائق کے واسطے دعاے آمرزش پروردگار عالم کیا کرین اور اپنے پروردگار کی عبادت بدل جمعی تمام ہر طرح کی بے فکری سے بجالاوین الغرض صاحب قران اکبر نے بعد اس انتظام و نظم و نسق کے اُس خزانۂ عامرہ کو جوہر کے سپرد کیا اور خود بدولت دیوان عام مین تشریف لاکر اورنگ خسروانی پر رونق افروز ہوے اور تمام امرا و سلاطین و اراکین سلطنت سلام و مجرا گاہ سے مراتب تعظیم و تکریم بجالائے اور تمام حاضرین دربار نے شہریار گردون وقار کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور نذرین گذرانین لیکن ملک زرد ھنگ و ملکات افلاک مینائی و سیمگون و سیفان

د مخلان و البشار وغیرہ جوکہ غلامان خیرخواہ و خیر اندیش بارگاہ فلک اشتباہ صاحب قران اکبر تھے اور تمام جن و انس اسوقت
سرزمین ظاہر مرحلہ چہارم مین صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار مین چشم براہ و نہایت مشتاق ملازمت تھے
اُنھون نے دیکھا ایکبارگی زمین صحرا سے اسقدر گرد و غبار عظیم اُٹھا کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ و تار ہوگیا اور زمین و آسمان
نظر نہ آتا تھا وہ ظلمت اور ہوائے تند و تیز ایک روز و شب کامل قائم رہی دوسرے روز جب خسرو خاور تخت زمردی پر بافوج
شعاع جلوہ گر ہوا وہ طوفان ہوا ہوگیا اور ہوائے خوشگوار چلی ایک گوشۂ بیابان سے کوہ معادن اور برج قلعہ زرین حصار
صاف نظر آنے لگے جملہ سلاطین طلسم پر یہ حال حالی ہوگیا کہ اب طلسم مفتوح ہوگیا اور کوئی مقام ایسا باقی نہین رہا کہ جو لائق
فتح ہو اُسی وقت ملک زردھنگ مع جملہ سلاطین و امرائے عالی شان جو اُسوقت وہان موجود تھے کمال فرحناکی و خوشدلی
سے صاحب قران اکبر کی ملازمت کو روانہ ہوئے دوسرے روز صاحب قران اکبر کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی کہ شاہان
ظاہر مرحلۂ چہارم طلسم ملک زردھنگ جنی وغیرہ چند سلاطین طلسم ملازمت عالی کو حاضر ہوئے ہین اور تمنائے زیارت
شہریار عالی وقار رکھتے ہین بمجرد سننے اس خبر کے اُس شہریار گیتی ستان نے حکم دیا کہ بارگاہ معلے مین آنے دو بمجرد اجازت
باریابی دربار دُربار ملک زردھنگ مع سلاطین نامدار بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہوا سب مجرا گاہ سے آداب مجرا بجالائے
اور شہریار گردون وقار کی دست بوسی کی اور پاؤن پر سر نیاز کو جھکایا اور سعادت قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے صاحبقران
اکبر کو مبارکباد فتح طلسم دی صاحب قران اکبر شہنشاہ نامور نے ہر ایک سلاطین عالی شان کے شان پر موافق ہر ایک
کی قدر و منزلت کے عنایات و مرحمت ملوکانہ فرمائی اس عرصہ مین ابوالحسن جوہری نے اُس نقد و جنس کو پیش نظر کیمیا اثر کیا
صاحب قران اکبر نے اس خزانۂ خداداد کا عہدۂ خزانہ داری سیمگون دلاور کو تفویض فرمایا اور ملک دینار کو مددگار سیمگون
خزانہ دار کا مقرر کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ملک زردھنگ اور جملہ سلاطین کو حکم دیا کہ تم سب سرداران ذیوقار
اس خزانہ عنایت کردۂ پروردگار کے ساتھ واسطے محافظت کے نہایت ہوشیاری و سرگرمی سے رہو اور پیادگان ہمراہی
ماتحت اپنے سے پاسبانی وغیرہ کا کام لو اور دارالملک شہر عسکریہ کی طرف کوچ کر جاؤ وہان پہونچکر اپنے بادشاہ کی ملازمت
بجالاؤ اور جب تک کہ ما بدولت و اقبال وہان وارد ہون بیرون شہر خیمہ زن رہو چنانچہ اُسی وقت حسب الحکم شہریار گردون وقار
رخصت ہوکر تمام سرداران نامدار مع سلاطین ذوالاقتدار روانہ شہر عسکریہ ہوئے ادھر صاحب قران اکبر و شاہنشاہ نامور
پانچ چار روز شہر زرین حصار مین تخت حکومت و فرمانروائی پر جلوس فرما رہے متاع و دولت طلسمی کو سیمگون دلاور کے سپرد کیا
اور لاقوت شاہ وغیرہ ساکنان طلسم کو سیفان جنی کے حوالے کیا اور حکم محکم دیا کہ ان نابکارون کو جبتک ما بدولت و اقبال
یہان رونق افروز ہون اپنی حراست و محافظت مین رکھو لیکن کھانے پانی وغیرہ کی انکو تکلیف نہو ہم شہر عسکریہ مین پہونچکر
ملک اذفر شاہ کے سامنے انکے اعمال کی سزائے کامل دینگے غرضکہ جب صاحب قران اکبر اس انتظام وغیرہ سے فارغ ہوئے
طاؤس الفرس پر سوار ہوئے اور ملک افلاک شاہ کو حکم دیا کہ مع اپنے جواہر خانہ کے شہر عسکریہ کو جلد روانہ ہو اور ایک رقعہ

مُہری بدستخط خاص ملک افلاک شاہ کو مرحمت ہوا کہ یہ رقعہ ترصیع جبنی کو دینا اور تاکیداً کہنا کہ تم بھی بمجرد دیکھنے اس تحریر کے مع جواہر خانہ متاع طلسمی وزمرد وزیر کے دار الملک عسکریہ کو روانہ ہو جاؤ ایک آن توقف نہ کرو اور تا ورود ما بدولت و اقبال ملک اذفر شاہ بادشاہ طلسم کی سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہو ملک افلاک شاہ زمین خدمت کو بوسہ دے کر اول اپنے ملک کو روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر ترصیع جبنی کو وہ رقعہ دیا اور زبانی بھی حکم شاہی کو سُنا دیا بعد اسکے تمام جواہر خانہ اور درختان جواہرات و اثمار طلسمی جسقدر کہ اس قلعہ میں اس قسم کا اسباب موجود تھا ہمراہ لے کے روانہ ہوے اور اُسی طرح ترصیع وزمرد وزیر بھی جواہرات متعلقہ جواہر خانہ و آلات حرب مرصعکار ساتھ لیکر ملک افلاک شاہ کے ہمراہ ہوے بعض اخبار میں یون وارد ہوا ہے کہ جواہر خانہ بزرگ شہر عسکریہ ہے غرض بہمہ وجوہ ملک افلاک اور ترصیع وزمرد جملہ اشیاء سے ہمراہی لیکر عسکریہ کو راہی ہو گئے اور بعد رخصت کرنے اُن سرداران مذکور کے شاہزادۂ آسمان جاہ زرین حصار سے سوار ہوے اور ملک آبشار و ملک نفیرون مع اپنے خدم و حشم کے ہمراہ رکاب دولت انتساب رہے صاحبقران اکبر گردون سریر جمعیت قلیل کے ساتھ قصر النیرین کو روانہ ہوے۔

اب صاحب قران اکبر والاشان کو طرف قصر النیرین کے روان رکھا جاتا ہے اور حال صحبتہائے خواتین کا گذارش ہوتا ہے



بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن و زمزمہ سرایان محفل ہنروفن مفتون خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ دلدار طرفگی بنیان گلزار جہان راز شناسان بلبل ہزار داستان اس قصۂ حیرت افزا اور فسانۂ غمزدہ کو عشرت کدۂ بیان مین لا کر زیور عروسانہ سخن سے اسطرح آراستہ کرتے ہین کہ بعد تشریف لیجانے صاحب قران اکبر نامور کے ملکہ صبیح روشن گہر اور ملکہ صبیح دلکشا دونون

شاہزادیان حسب الطلب حکماے عالی منزلت لباس پر تکلف زیب جسم کرکے اور زیور جواہرات گوناگون سے آراستہ ہوکر بجاہ و تجمل خسروانہ تخت مرصع کار پر مع چند خواصان و مسازکے روانہ ہوئین اور نہایت سرعت اور تیز روی سے قطع مراحل وطی منازل کرتی ہوئی خرم و خندان قصر النیرین مین پہونچین یعنے ملکۂ صبح روشن گہر قلعۂ یاقوت نگار سے روانہ ہوئی تھین اور ملکۂ صبح دلکشا طلسم اجرام و اجسام سے چلین اور دونون شاہزادیون کا حسب اتفاق ایک ہی وقت و ایک ہی ساعت خاص مین داخلہ ہوا پہلے خدمت باسعادت جناب فضیلت مآب مین حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئین بعد اسکے اسی جلسۂ خواتین مین رونق افروز ہوئین جسوقت دونون صبح مطلع انوار نے ایک ہی وقت مین طلوع کیا اور قران السعدین کی نوبت پہونچی ایک نے دوسری کو دیکھا وہ چشمیان نرگسی دوچار ہوئین چونکہ بعض وقت اگر کسی موقع و محل مین ایک دوسری کے سامنے ذکر آگیا تو مزاج ہاتھ سے جاتا رہا اور تیور بدل گئے اور کلمات سخت و سست زبان سے جاری ہوتے تھے اب کہ دونون شاہزادیان ایک ہی جا جمع ہوگئین اور مقابلہ ہوا ہر اس سبب سے آتش رشک و حسد اور زیادہ تر بھڑکی دماغ پریشان ہوا تاب ضبط نہین رہی لیس برہمی طبع اور اضطرار قلب سے بیتاب ہوگئین اور رشک و حسد نے ایسا بے اختیار کردیا کہ ایک نے دوسری کو سخنان ناملائم بطور شکایت کہنے شروع کیے اور آپس مین ایسا طول کلام ہوا کہ نوبت فساد کی پہونچی اور طرفین سے ہنگامہ برپا ہوگیا ہرچند کہ ملکۂ شمسۂ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان بھی اسی عارضہ مین تھین لیکن اُنھون نے ہرچند چاہا کہ کسی طرح یہ آتش فتنہ و فساد و رنج و ملال فرو ہوجائے اور حتی الامکان اس معاملہ مین نہایت کوشش کی اور سمجھایا لیکن کون سنتا ہے کسی کا کہنا اثر پذیر نہوا مگر ملکۂ نوبہار کی تاکید و تہدید سے اتنا ہوا کہ ملکۂ صبح دلکشا خاموش ہوگئی بعد اسکے ملکۂ شمسۂ تاجدار ملکہ صبح روشن گہر پر بہت خفا ہوئی وہ بھی بپاس خاطر ملکہ چپ ہوئی لیکن سامنا اسقدر ناگوار تھا کہ ملکۂ صبح دلکشا نے ملکہ صبح روشن گہر کی طرف سے منھ پھیر لیا اس عرصہ مین ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ روشن بیان نے ملکہ روشن گہر کے حسن دلفریب کو نہایت غور سے ملاحظہ فرمایا واقعی نہایت حسینہ و جمیلہ پایا ملکۂ شمسۂ تاجدار نے کہا ای خواہر عزیز القدر ہمارے نزدیک کلمۂ حق یہ ہے کہ ملکہ روشن گہر بھی عجیب رخ باصفا اور جمال جہان آرا رکھتی ہے اُسکی صورت زیبا دیکھ کے دل کھنچتا ہے ای خواہر تمنے یہ بھی بغور دیکھا کہ اس نازنین کی شکل و شمائل اور صبح دل کشا کی صورت ایکہی ہے سرمو فرق نہین ہے ملکہ نوبہار نے کہا ای خواہر عالی قدر ہرچند کہ ملکۂ صبح دل کشا میری خالہ زاد بہن ہے مگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دونگی جو کلمۂ حق ہوگا وہی کہونگی تمھارے سر عزیز کی قسم ہے ملکہ صبح روشن گہر بھی بعض بعض ادا ے دلربائی و حرکات معشوقانہ و محبوبانہ مین دل کشا سے نہایت درجہ بڑھی ہوئی ہے اور حسن و جمال ماہ مثال مین اپنا عالم جدا گانہ رکھتی ہے مگر افسوس ہزار افسوس رشک و حسد خانہ خراب نے باہم مخاصمت کو دخیل کردیا ہے اُسکا رفع ہونا معلوم اور کوئی صورت چاہیے کہ موانست و اتحاد کی آپس مین پیدا ہو ممکن نہین اور طرفہ تر یہ کہ دونون نازنین لفظ کنیزی کو اپنی نسبت سُنکے ایسی افروختہ ہوتی ہین کہ ہوش بجا نہین رہتے

گویا جامہ سے اپنے باہر ہو جاتی ہین اور ہرگز اس رشک کو گوارا نہین کرتین اور بجاے خود یہ فہم مین نہین آتا کہ بیت

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم ۔ بندہ بارگاہ سلطانیم +

ہرچند کہ دونون کے کاغذ عقد مین لفظ کنیزی موجود ہے زوجیت و خاتونی کا کہین ذکر بھی نہین ہے اسیر صبح دلکشا یہ کہتی ہے کہ صاحب قران اکبر نے پہلے مجھے دیکھا ہے اور اس زمانہ مین کہ جب شاہزادہ سوداے عشق نوبہار مین از خود رفتہ ہو رہا تھا میرے حسن صورت پر عاشق ہوا اور ایسا مبتلا و فریفتہ ہوا کہ جسکی وجہ سے ملکہ نوبہار شاہزادے سے آزردہ ہو کر چلی گئی تھی اُسی آزردگی سے شاہزادہ عالی قدر کو ایک مدت تک مفارقت و مہاجرت مین گرفتار کر رکھا تھا علاوہ اسکے بانیان طلسم نے صاحب قران اکبر معز الدین نامور کی زوجہ چہارم مجھی کو قرار دیا اور بلشوق تمام مجھے زمرۂ ازواج مین داخل کیا مجھکو حیرت ہے کہ اس صورت مین دوسری عورت کو وصلہ کس بات پر ہے پہلے اپنی قدرت اور جمال کو ترقی دے اور اپنا مرتبہ بلند کرے تاہم میری طرف تو بھلا کیا طاقت ہے جو کوئی نظر کج سے دیکھ سکے آنکھین اُسکی نکلوا ڈالون صورت بگاڑ دون شعر

اچھا کیا ہے اُسنے باندھا ہے مجھ سے بیر ۔ جیتی رہی تو سمجھونگی اور مر گئی تو خیر

ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر نوبہار اس معاملہ مین ہرگز جاے دم زدن نہین کاتب تقدیر نے ہر ایک کے نامہ اعمال مین جو لکھا ہے وہ ضرور ہوگا دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے کسواسطے کہ صبح روشن گہر کا یہ قول ہے کہ مین تو شاہزادہ معز الدین گردون وقار مالک طلسم ہفت بلا کی زوجیت کا منصب رکھتی ہون شاہزادہ والا گوہر ایسا مجھپر ایسا شیدا ہوا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہی آخر وہی مین ہون یا اب بدل گئی ملکہ شمسہ تاجدار کے بھی عشق و محبت کو بھول گئے تھے اس صورت مین سواے ملکہ شمسہ تاجدار کے پھر منصب زوجیت و خاتونی میرے سوا اور کسکو پہونچ سکتا ہے صبح روشن گہر یہ سُنکے برافروختہ ہو گئی اور کہا صاحبو تم سب صحیح کہتے ہو مین جھوٹی ہون جھوٹے کا بیان کیا جو کچھ آپ صاحبون نے فرمایا وہ سب بجا اور درست لیکن مین اپنے مزاج سے مجبور ہون مجھے کسی حال مین یہ ننگ گوارا نہین کہ لفظ کنیزی سے منسوب ہون اے ملکۂ عالم تم خوب جانتی ہو کہ طبائع مختلف ہوتے ہین خداوند عالم نے مجھ کمبخت کی طبیعت اسی قسم کی خلق کی مین کیا کرون مجھے اپنا مرنا قبول لیکن کنیزی اور پرستاری سے نامزد ہونا منظور نہین یہ امر میرے حق مین اچھا ہو یا بُرا مجھکو اس لفظ کے سننے کی تاب نہین مین کیا کرون آیندہ نوشتۂ تقدیر سے کیا چارہ ہے سب ہی مجبور ہین نوبت باینجا رسید کہ ملکہ صبح روشن گہر نہایت ہی درہم اور برہم ہوئی اور اُس صحبت سے اُٹھ گئی اور بجاے خود یہ عزم بالجزم کر لیا کہ ایک نظر صاحب قران اکبر نامور کو دیکھ لون کہ میری آرزو اور تمنا بر آئے بعد اسکے پھر اپنا ہلاک کر ڈالنا کتنی بڑی بات ہے ہر روز کی جان کنی سے اور ہمیشہ بے غم و اندوہ سے تو نجات پا جاؤنگی یہ کہکے سودۂ الماس اپنے پاس رکھ لیا اور دل مین کہا جسوقت مین تنگ زیادہ ہونگی اور کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا اُسوقت دیکھا جائیگا اور اس روز کے صدمۂ جانکاہ سے نجات ہو جائیگی آخر اسی غم و غصہ مین چپکی جا بیٹھی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور یہ کہتی جاتی تھی

کہ ابھی زاہدہ خاتون نے عالم رویا مین مجھ سے کہا کہ تو رنجیدہ و محزون کیون ہوئی ہے خدا سے امیدوار لطف وکرم کی رہ انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوگی خاطر جمع رکھ تیرے باب مین ضرور فکر کیجاویگی اسوقت یہ معاملہ عجیب دیکھتی ہون ہلیں معلوم انجام کیا ہوتا ہے بظاہر تو کوئی صورت نیک معلوم نہین ہوتی بلکہ ہزار درجہ تامل کا رہی نظر آتا ہے اسی بحث وتکرار مین صاحبقران اکبر عالی شان و شاہزادۂ رفیع المکان بھی داخل قصر ہوئے اور پہلے حکماے عالی منزلت سے ملاقات کی اور بعد اُسکے کل واقعات گذشتہ وسوانح حکیم بزرگ کی خدمت سراپا برکت مین بیان کیے بعد اسکے وہان سے فراغت حاصل کرکے خواتین عالی قدر کی صحبت مین تشریف لے گئے دیکھا کہ ملکۂ صبح دلکشا بھی اُس جلسۂ خواتین مین ملکۂ نوبہار کے عقب مین بیٹھی ہے اُسکی طرف سے پشت کرلی ملکۂ صبح دلکشا نے صاحبقران اکبر کو ہنسکر سلام کیا شاہزادۂ عالیجاہ نے جمال جہان آراے ملکہ کو مدت کے بعد دیکھا تھا بمجرد دیکھنے اُس صورت دلفریب کے بیتاب وبیقرار ہوگئے ایکبارگی بیتابانہ دوڑکر صبح دلکشا کو آغوش مین اُٹھالیا اور لب ورخسارۂ گلفام کے بوسے لیے اور پھر محبت ملکۂ صبح دلکشا کی دل عرش منزل شاہزادہ ذی وقار مین ازسرنو پیدا ہوگئی ملکۂ صبح دلکشا نے صاحبقران اکبر سے ملکۂ صبح روشن گہر کی شکایت کی اور کہا اے شہریار گردون وقار آپ نے کچھ یہ بھی سُنا کہ ملکۂ صبح روشن گہر میرے منصب خاتونی کو مجھ سے لے لینا چاہتی ہین اور اپنا مرتبۂ کنیزی مجھ ناچیز کو مرحمت وعنایت ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اسپر دلیل یہ لائی ہین کہ صاحبقران اکبر نے مجھ سے اقرار کرلیا ہے کہ تجھے مین مرتبۂ خاتونی سے سرفراز وممتاز کرونگا بلکہ ملکۂ صبح دلکشا کا مرتبۂ خاتونی تجھے دونگا ابھی تھوڑی دیر کا ذکر ہے کہ حضور کی غیبت مین یہی بحث اور گفتگو کررہی تھین آخر اُس بحث وتکرار مین یہانتک نوبت پہونچی کہ قریب تھا کہ روشن گہر اپنے فرد مطلب پر مجھ سے دستخط کرالیتین مگر بوجہ بعض امور کے یہ امر ملتوی رہگیا اے شہریار عالی وقار لیس یہ جان نثار حضور سے بمنت عرض کرتی ہے کہ اگر اُنکا قول صحیح ہے اور حضور نے واقعی وعدہ واثق کیا ہو اور یہ امر شدنی ہو تو حضور اسی وقت مجھے آزاد فرمائین کہ مین اس روز کے غم وملال سے نجات پاؤن اب مجھے ایک لمحہ کی زندگی بدتر از مرگ معلوم ہوتی ہے پہلے سے مجھے معلوم نہ تھا کہ جناب فضیلت مآب حکیم استقلینوس مغفور نے یہ میرے حال پر توجہ فرمائی ہے اور طرفہ شعبدہ بازی میرے ساتھ خرچ کی ہے شاید حضرت کا یہ منشاء تھا کہ شاہزادہ معز الدین کے چارون منکوحہ اول کے سر پر اور چار عورتین طلسم خارج القسمت کی بزدر وظلم مسلط کردین مگر ملکۂ شمسۂ تاجدار و ناطقۂ روشن بیان اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کا اقبال تھا اور طالع زبردست تھا کہ اُنپر عمل طلسم نہ چلا باطل ہوگیا لیکن بادۂ عمل حکمت بناہی سے میرا جام حیات لبریز ہوگیا اور ہماری شامت اعمال نے یہ رنگ دکھایا کہ ہماری تقدیر نے نیرنگ طلسم کو قائم رکھا اور یہ بھی خوبی تقدیر و قدرت ربانی ہے جو وہ یکتاے زمان ملکۂ دوران خاتون جہان رشک قمر ملکۂ صبح روشن گہر میری حیات مین میرے سامنے دعواے خاتونی کرین اور طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ حکیم الجن عبقرطوس صاحب بھی روشن گہر کے حامی ومددگار ہین اور اسی معاملہ بلے اُس مین روشن گہر کی سرپرستی کرتے ہین اور قوت دیتے ہین

قصئہ مختصر صاحب قران اکبر عالی وقار صبح دلکشا کی گفتگو سے غضب آمیز بغور سنا کیے اور بکمال تشویش و فکر مین باہر چلے آئے اُسوقت اپنے دل مین خیال کرتے تھے کہ کیا کیا صحبتین عالم طلسم مین میسر آئین اور کسیقدر ملکۂ روشنگہر کے سوداے عشق مین گرفتار ہو رہے تھے کہ بجز روشن گہر کے اور کسی دوسرے کا خیال تک دل مین نہ لاتے تھے نہ جانتے تھے کہ کوئی دوسری معشوق دنیا مین ہی یا نہین مگر اب وہ خیال فریفتگی و مغتونی نازنینان سنبل مو جو بسبب آثار طلسم کے تھے مطلقًا سہو و محو ہو گئے بلکہ اب اس مرتبہ ہوش و حواس درست و صحیح ہو گئے تھے کہ نیک و بد کو بخوبی سمجھتے تھے اور یہ بھی سمجھے کہ سوزش عشق و سوداے محبت مین جو مبتلا ہو گیا تھا بوجہ آثار شراب طلسم کے تھا ہر چند کہ وہ آثار محبت و عشق کم ہو گیا ہی لیکن تیر عشق ملکۂ روشن گہر ایسا درست و کاری دلپر لگا ہی کہ ملکۂ صبح دلکشا و روشن گہر رتبہ مین ایکسان نظر آتی ہین دونون مین سر مو فرق نہین معلوم ہوتا شہزادے کو محبت یکسان ہی کسی کی نہ کم ہے نہ زیادہ چنانچہ اس وقت شاہزادہ نہ ملکہ صبح دلکشا کے بارے مین کچھ بول سکتا ہی اور نہ صبح روشن گہر کے معاملہ مین دخل دے سکتا ہی کسواسطے کہ دونون کو برابر دل سے چاہتا ہی اور حیران و پریشان ہی کہ اب کیا کرون کوئی چارہ کار ایسا معلوم نہین ہوتا کہ جس سے یہ دونون ناجنبنین اس قصہ کو طول نہ دین اور اتفاق سے رہین الغرض صاحب قران اکبر گردون وقار اسی تردد مین غمگین و محزون وہان سے اُٹھا اور اُنھین خواتین کی صحبت مین تشریف لیگیا ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے جو شاہزادہ عالی وقار کی صورت زیبا دیکھی پھر وہی حسب عادت دفتر شکایت کھولا اور نوبت گفت و شنید کی بھی آگئی اور بسبب تندمزاجی کے اول حکماے عالی منزلت بانیان طلسم کے حق مین کلمات طعن و تشنیع شروع کیے اور اُسی ذیل مین صاحب قران اکبر کو بھی کچھ کلمات سخت و سست کہے شاہزادہ گردون حشم از حد محزون ہوا اور اُسی ملال مین مجلس سے اُٹھ کے ایک حجرے مین جہان ملکہ صبح روشن گہر تھی تشریف لائے ملکۂ روشن گہر غصہ مین بھری بیٹھی تھی صاحب قران اکبر کو دیکھ کے فورًا اُٹھ کھڑی ہوئی سلام کیا۔ صاحب قران اکبر نے صبح روشن گہر کا اول سلام لیا بعدہ کہا اے صبح روشن گہر اسوقت کی تمھاری اس ناخوشی نے مجھے نہایت غمگین کر دیا اور علاوہ اسکے مجھے رنج و الم بھی حد سے زیادہ ہوا کیونکہ مین نے کبھی ایسا تمکو ملول و محزون نہین دیکھا تھا ابھی ملکہ صبح روشن گہر ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالنے پائی تھی کہ فقط صورت صاحب قران اکبر نامدار دیکھ کے بے اختیار صبح روشن گہر کی چشم نرگسین سے قطرات اشک ٹپک پڑے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیا بات ہی بس یہ کہنا صاحب قران اکبر کا گویا اور معین ہو گیا بے اختیار اس شدت سے روئی کہ تمام دامن و آستین تر ہو گئے اور اس درد کی آواز سے روئی کہ صاحب قران اکبر کی بھی آنکھون سے اشک رواں ہو گئے آخرکار ملکۂ رنگ افروز ادر دردانہ اور گرمایہ خاتون وغیرہ نے میانجی ہو کر عرض کیا اے شہریار عالی وقار ہم آگے سنتے تھے کہ قول مردان جان دارد۔ مرد اپنے قول و قرار سے انحراف نہین کرتے حضور کو کچھ یاد ہی کہ زبان مبارک سے کیا ارشاد فرمایا تھا یعنے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم صبح دلکشا کا مرتبہ خاتونی و زوجیت کا

منصب ملکۂ روشن گہر کو بخشدینگے اور بجاے صبح اول صبح دوم کو منصب خاتونی سے سرفراز وممتاز کرینگے لہذا اے شہریار آپکو اپنی بات کا پاس ضرور ہے اور ایفاے وعدہ کرنا چاہیے تاکہ یہ ناکام بھی اپنے مقصود قلبی سے کامیاب ہوجاے نظم

یاد کن آن عہد را اے شہریار | مردمی را زین نشان روشن ست
مرد دائم حرف خود سے پرورد | از سخن گشتن بنا مردان سزد

قصہ مختصر نازنینان مذکور نے یک زبان ایسی ایسی باتین شیرین ورنگین چرب زبانی کے ساتھ کین کہ صاحب قران اکبر کو انفعال اُنکے کہنے سے ہوا اور دریاے ندامت مین غرق ہوگئے اور پریشانی مین پہلے ہی سے مبتلا وحیران ہوگئے تھے اس گفتگوے سراپا ندامت کو سُنکے اور زیادہ حیران ہوے بجاے خود فکر کرتے تھے کہ اُس گفتگوے واقعی کا کیا جواب دون کچھ بن نہ آتا تھا آخر بمقتضاے وقت ومناسب حال سمجھ کے ملکۂ روشن گہر کو فہمایش کی اور بکمال اندوہ وغم ورنج مین وہان سے روانہ ہوے اور اپنے اُستاد والا نژاد حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر تمام سرگذشت از اول تا آخر بیان کی اور عرض کیا امیر واقف اسرار خفی وجلی بخدا اے لم یزل اس قصہ وفساد روزمرہ نے میری زندگی تلخ کردی ہی جبتک حضور کوئی تدبیر نفرمائینگے اس نیازمند کی زندگی نہوگی اور اگر مین زندہ بھی رہا تو ایک روز یہ ضرور ہوگا کہ مین اپنا گریبان پھاڑکر سر بصحرا نکل جاؤنگا اسمین کسی طرح کا فرق نہوگا میری ہر وقت وہر لحظہ یہی دعا ہے کہ دونون نازنینان سرکش وتندمزاج آپس مین بموافقت بسر کرین کوئی حرف شکایت کا درمیان مین نہ آوے اِن دونون کا رنج وملال بہر نوع میرے لیے باعث کاہش جان ہے ہرچند مین اسی فکر مین رات دن غلطان وپیچان رہتا ہون لیکن بظاہر کوئی صورت ایسی نظر نہین آتی کہ یہ قصہ وفساد آپس کا رفع ہو بلکہ اور ہر روز آتش رشک وحسد زیادہ بھڑکتی جاتی ہے سمجھ مین نہین آتا کہ کیا علاج اسکا کرون یہ البتہ ہوسکتا ہی کہ جسکی طرف سے زیادتی ہو اُسکی جانب داری کرون مگر یہ بھی محال ہے کسواسطے کہ میرے حق وناحق مین لحاظ کرنے سے اور جانب داری کرنے سے ایک کو دوسرے کی بہ نسبت خیال ہوگا اور یہ امر زیادہ تر سبب مخاصمت کا ہوگا انجام کار یہ مخاصمت بغیر ایک کے ہلاک ہوے ممکن نہین کہ دفع ہو اور مجھکو دونون سے دست بردار ہونا لازم ہوگا مگر عشق کے ہاتھ سے بالکل ازخود رفتہ ہورہا ہون دست برداری بھی غیر ممکن ہی کہ یہ امر اختیاری نہین ہی اے عالی جناب عجیب کشمکش مین ہون مجھے اب کچھ بن نہین آتا کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون حکیم ابو المحاسن نے مذاقاً کہا اے شہریار گردون وقار ہان یہ آپ نے درست فرمایا اس رشک وحسد نے اکثر تفرقے ڈالے ہین اور بڑے بڑے نقصان کیے ہین اس مرحلے کو طے کرنا نہایت دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہی کہ ان دونون نازنینون مین جسے اچھا جانو اور تمھاری راے کے موافق ہو بشرطیکہ دل بھی مائل وراغب ہو ایک کو گوارا فرماؤ اور دوسری کو ترک فرمایئے نہین واقعی امر یہ ہی کہ اس برہمی مزاج طرفین سے آپ کی جان عذاب مین پڑجائیگی اور آیندہ دونون کو ترک کرنا پڑیگا اور آپ کو بھی رنج وملال حد سے زیادہ ہوگا ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ان دونون نازنینون کا مزاج ایسا تند واقع ہوا ہے کہ اُسکی اصلاح نہایت ہی دشوار ہے علاوہ برین آپکو پروا کیا ہے کسواسطے کہ
آپ کو فقط وہی تینون نازنینین کافی ہین یعنے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان و ملکہ شمسہ تاجدار اس
ہین اسپر بھی اگر خواہش نفس باقی رہیگی تو اور کنیزان خوب رو و سنبل مو بھی تصرف کے لیے موجود ہین صاحب قران اکبر نے
کہا اے حکیم والا منزلت حضور بجا ارشاد فرماتے ہین واقعی مجھ ضعیف و ناتوان کو فقط ایک نازنین گل رخسار و گل اندام
ہی کفایت کرتی ہے اور ایک مشکل یہ ہے کہ ایک ہی کی خدمت گذاری سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے قطع نظر اسکے مین
پہلے ایک ہی نازنین کے سودائے عشق مین اپنے وطن مالوف سے نکل کے آوارہ و سرگردان پھرا کیا اور کوئی شکل
خاطر جمعی کی نظر نہ آئی اور یہ شکل و صورت وہم و گمان مین بھی نہین تھی کہ مین اسطرح مجبور ہو کر دام تزویر مین پھنسجاؤنگا
لیکن اپنے بزرگون کے سبب سے مجھکو اسقدر عیش و عشرت نصیب ہوئی ہے اور کچھ اندیشہ امروز و فردا کا نہین ورنہ
مین اور ایسا عیش کہ جو بادشاہان ہفت کشور کو بھی شاید اس بے فکری اور اطمینان خاطر سے ممکن نہوا ہوگا انصاف
شرط ہے حضور ہی فرمائین کہ مین اب کسکو ان نازنینان عشق پیشہ سے جدا کردون آخر کچھ تقاضاے غیرت و حمیت بھی ہے
یا محض خود غرضی ہی ہے کہ حق دار کو دیدہ و دانستہ حق سے محروم کردون یہ امر خلاف وضع مجھ سے تو نہین ہوسکتا آیندہ جس امر
مین اختیار نہین ہے مجبوری ہے جہانتک میرا اختیار ہوگا مین تو ہر ذی حق کو ناخوش کبھی نہ کرونگا حکیم صاحب یہ سُنکے مسکرائے
اور فرمایا اے فرزند ارجمند شاباش یہی چاہیے مردان خدا شناس و حق آگاہ ایسا ہی کرتے ہین ہم اسوقت تمھارے اس
کلمۂ حق شناسی سے بہت خوش ہوے جب تو تمھاری سرنوشت مین کاتب تقدیر نے عیش و عشرت لکھا ہے اسمین ترا
کیا اختیار ہے دولت و حشمت و جاہ و نعمت تمھارے پروردگار نے تمکو عنایت فرمائی تمکو اُس خالق ارض و سما کا شکریہ ادا کرنا
چاہیے اور غربا پروری و دادرسی کو شعار اپنا کرو اور اُسی شکریۂ الٰہی مین ہم ایسے عاجز ترین بندگان خدا کو کہ گنہگار ہین دعاے
خیر یاد کیا کرو صاحب قران اکبر نے فرمایا قبلہ و کعبہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین یہ جو کچھ ہے حضور ہی کی بدولت ہے مین کس زبان سے
حضور کا شکریہ احسان ادا کرون اگر ہر موے تن زبان ہو حضور کی شفقت بزرگانہ اور محبت و عنایت کا شکریہ ادا نہین کرسکتا
اب حضور یہ فرمائین کہ فدوی اس دردلا علاج کا کیا علاج کرے کہ باعث سوہان روح ہے اور مجھکو اس رشک و حسد کا
دفع ہونا بظاہر کسی صورت سے معلوم نہین ہوتا اور بے اسکے میری زندگی دشوار معلوم ہوتی ہے واسطے خدا کے جلد اسکی
فکر فرمائیے اور اس بندۂ مجبور کو اس کاہش جان سے نجات دلوائیے الغرض حکیم قسطاس الحکمت کا دل بیچین ہوگیا
فرمایا اے فرزند دلبند تم کیون اسقدر پریشان و متردد ہوتے ہو خاطر جمع رکھو خداوند کریم چاہتا ہے تو تمھارے حسب دلخواہ
جو امر ہوگا انجام پا جائیگا وہ کارساز ایسا ہی ہے کوئی اُسکی درگاہ سے بے نیل مرام نہین پھرتا بندہ کو چاہیے کہ اُسکی ذات
سے مایوس و نا امید نہو بعد اس کہنے کے حکیم صاحب نے وہ شربت خانہ ساز جو کہ اعمال طلسم سے باتفاق حکیم عبقرطوس
جنّی تیار کیا تھا صاحب قران اکبر کے حوالے کیا اور فرمایا اے شہریار گردون وقار تم اس شربت کو لیجاؤ اور نہایت حفاظت

سے رکھو اور بروقت موقع و محل اُن خواتین کو پلاؤ اور اپنے صحبت گرم کرو دیکھو کہ خداوند کریم پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی انشاء اللہ تعالے ایک ہی جام شربت نوش کرنے مین یہ قصہ یقین تو ہی کہ بفضل خدا رفع ہو جائے دوسرے جام کی نوبت نہ آئے اور کام تمھارا درست ہو جائے اگر شاید اسکے پلانے سے کوئی صورت ظہور مین آئی تو اور ایک شراب عملی بھی جناب حکیم صاحب عالی منزلت نے تیار کی ہے وہ تم لیجا کر پلانا خدا چاہیگا تو اُس سے بہت جلد تمھارا کام نکلجائیگا اور وہ شراب بھی منگوا کر صاحب قران اکبر کو مرحمت فرمائی اور دونون کی ترکیب پلانے کی بیان کی اور تاثیر سے بھی آگاہ کر دیا پس شراب و شربت عنایتی جناب حکیم فضیلت مآب سے صاحبقران اکبر شاد ہوگئے اور دست حق پرست جناب حکیم آنکھون سے لگائے اور بوسہ دیا اور حکیم صاحب کی صفت و ثنا فرمائی اور وہ دونون چیزین نایاب زنانہ خدمتگارون کے ہاتھ بھیجین اور خود نہایت خرم و شادکام ہنستے ہوے دیوان عام و قصر عالیشان مین داخل ہوے اور خلوتخانے مین تشریف لیگئے اور ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا کہ جا اور ملکۂ دلکشا کو ہمارے پاس جلد بلا لا اور اپنی ملکۂ عالم سے کہدینا کہ اب دیر نہ فرمایئے شہزادے نے فرمایا ہی کہ جل جسطرح سے بیٹھی ہون فوراً چلی آوین دیکھو تو مین تیری ملکہ تنک مزاج کو کیسا معقول کرتا ہون اور دوسری کنیز کو پکار کے فرمایا تو جلد جا اور ملکۂ صبح روشن گہر سے کہ کہ جلد چلو تمکو بلایا ہی خبردار دوڑتی ہوئی جانا اور جس طرح سے بیٹھی ہون اُسی طرح یہان لانا اور کہنا کہ جو کچھ مین نے تمسے وعدہ کیا ہے وہ مین تمھارے مدعی کے سامنے بالمشافہہ بیان کر دونگا بلکہ اُسکی تعمیل بھی کر دونگا کہ ہر روز کا قصہ و فساد جائے اور جو تمھاری تمنا ہو اُسے مین پورا کر دونگا اور ملکۂ صبح دلکشا کو بھی تمھارے حسب دلخواہ راضی کرا دونگا کہ تمھارے اور اُنکے دلون سے یہ فساد رفع و دفع ہو جاوے - الغرض اس عرصہ مین ملکۂ صبح دلکشا مغرب کی طرف سے اور ملکۂ صبح روشن گہر مشرق سے طالع ہوئین اور مکان خلوت مین داخل ہوئین صاحب قران اکبر نے دونون خواتین عالی قدر کو بکمال خوش مزاجی و خاطرداری چپ و راست اپنے پہلو مین جگہ دی اور دونون ماہ رخسارون نے نہایت ادب سے مسکرا کر بناز معشوقانہ سلام کیا صاحب قران اکبر نے بخندہ پیشانی جواب سلام دیا حال پرسی فرمائی بعد اسکے وہ دونون زہرہ لقا چین بجبین راست و چپ بیٹھین اور گوشہاے چشم سے ایک دوسرے کو دیکھتی تھی اور دل مین پیچ و تاب کھائی تھی اور چہرہ کا یہ حال تھا کہ کبھی غصہ سے سُرخ ہو جاتے تھے اور گاہے صدمۂ جانکاہ سے زرد تھے مگر لحاظ سے چپ تھین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکۂ دوران تمھارا یہ سکوت بھی ہمکو خوش نہین معلوم ہوتا کچھ تو بات کرو ہان کہو اسوقت تم کس شغل مین تھین ہمارا اس وقت بلوانا ناگوار خاطر تو نہین ہوا بعد اسکے دوسری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہو تم کب سے اپنے وطن نہین گئین اور سب طرح خیریت تو ہی اب تمھارا مزاج تو اچھا رہتا ہی ملکۂ روشن گہر نے کہا اے شاہزادہ صاحب یہ آپ کی دنیا سازی کی باتین کرنے سے کچھ ہمارا دل ہی خوب مزے اُٹھا رہا ہی مگر کیا کرین مجبور ہین

شعر

ہم تمکو اپنے پیرو اع پہ گروا کے چھوڑتے		پر کیا کرین کہ آہ مین اپنی اثر نہین	

صاحب قران اکبر نے فرمایا جو کچھ تم کہتی ہو سب بجا اور درست ہی اے ملکۂ عالم اگر نظر انصاف دیکھو تو کچھ بھی نہین یہ دنیا ایک سرا ہی شام کو آئے اور صبح کو چلے گئے اور تھوڑے سے وقت کے لیے بدنامی کا ایک بار عظیم سر پر لینا اور ناحق کسی کا دل دکھانا ہمارے نزدیک تو اچھا نہین ہے چند نفس حیات مستعار کو غنیمت سمجھے اور جہانتک ممکن ہو نیکی سے درگذر نہ کرے شعر

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست	با دوستان تلطف با دشمنان مدا را

یہ سنکے ملکہ دلکشا نہایت منغض ہوئی اور بولی اے شہریار آپ جب بیٹھے رہین ہمارا تو خیر جو حال ہے وہ ہی لیکن آپ کے دشمنون کو کہین ناحق رنج تھو بعضی بات ناگفتہ بہ ہوتی ہے صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ دونون کا مزاج بگڑا ہوا ہی خدا خیر کرے فرمایا کوئی حاضر ہے جلد جاؤ اور سامان مینوشی لاؤ غرض ملکۂ صبح روشن گہر نے کہا اے شہریار عالی وقار یہ کون موقع ہے مینوشی کا مصرع

پیتے ہین خون دل نہین حاجت شراب کی

صاحب قران اکبر نے فرمایا تم سچ کہتی ہو کسواسطے کہ جب کسی طرح کا صدمہ ہوتا ہی تو کسی چیز کو دل نہین چاہتا ہی شراب کیسی اور کباب کیسا لیکن اسوقت ہمارا ہی دل چاہتا ہی خوشی سے نہ سہی خیر ہماری خاطر ہی سہی ملکہ صبح دلکشا نے کہا بہت بہتر ہے منگوائیے ہمکو آپ کی خوشی سے غرض ہے الغرض اس عرصہ مین سامان مینوشی آیا شہزادہ نے خود اپنے دست حق پرست سے ایک جام شراب لبریز ملکۂ صبح دلکشا کو دیا دوسرا جام ملکۂ صبح روشن گہر کو دیا بعد اسکے ایک جام اُس شربت خانہ ساز سے ملکہ کو دیا اور دوسرا جام شراب دوسری ملکہ کو مرحمت فرمایا اور کہا اے ملکۂ آفاق یہ شربت پرتکلف جناب حکیم قسطاس الحکمت نے نہایت لذیذ و مرغوب تیار کیا ہی دیکھین اسکے نوش فرمانے سے کسی طرح کا رنج و ملال پیدا ہو تو یہ بالکلیہ دفع کر دیتا ہی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے اور دل کو ایک طرح کا سرور پیدا ہوتا ہی اب دیکھنا کہ کیا قدرت ایزدباری کا جلوہ دکھائی دیتا ہی ملکہ صبح دلکشا نے بخوشی دل وہ جام شربت نوش کیا بعد ایک لحظہ کے واقعی ایک طرح کا سرور پیدا ہوا خود بخود مسکرانے لگی ادھر دونون خواتین کو پلانے کے بعد ایک جام شربت صاحبقران اکبر عالی وقار نے خود نوش فرمایا بعد اسکے پھر دوسرے دور مین ان دونون خواتینون کو اُس شربت عملی کا جام دیا اور اُنھون نے بخوشی دل وہ جام بھی نوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان مین چاہتا ہون کہ اب تم دونون آپس مین ملجاؤ اور قصہ و فساد کو تم دونون اپنے اپنے دلون سے نکال ڈالو اور خوشی و خرمی و عشرت و عائش و آرام سے بسر کرو اس رنج و ملال بیفائدہ سے کچھ حاصل نہین اپنے کو ہلاک کرنا ہی ہر چند کہ یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انجام کار تم دونون ملکہ چار دن مین باہم یکجان و دل شریک حال ہوگی لیکن اسوقت تم ہماری خاطر سے ملجاؤ اور اس رنج و ملال کو دفع کرو ہماری

خوشی اسوقت یہی ہی بس اُٹھو اور تم دونون آپس مین ملجاؤ۔ شعر

ناخوشی کی ہوچکی بس انتہا	آؤ ملجاؤ لڑائی ہوچکی

آیندہ خبردار ہرگز لفظ شکوہ وشکایت زبان پر نہ آوے اور ہمیشہ خوشی سے اوقات بسر کرو قصہ کوتاہ وہ دونون خواتین عالی منزلت حسب الارشاد صاحب قران اکبر بدل وجان رضامند ہوکے اُٹھین اور باہم خوب گرمجوشی سے بغلگیر ہوئین اور کہا اے شہریار عالی وقار ہمکو بجز اطاعت حضور کے اور چارہ کیا ہی جب دو تین جام شراب خانہ ساز اُن خواتین ماہ جبین نے نوش کیے اور خوب سرور و پرکیف ہوئین دونون نازنینون نے کہا ای شہریار باوقار اگر ارشاد ہو تو ہم خدمت ساقی گری حضور کی بجالاوین اور اپنے دست نگارین سے جام شراب حضور کو پلائین صاحب قران اکبر عالی وقار نے فرمایا ای خاتونان باوقار ابھی تمھاری ساقی گری کا وقت نہین آیا جو مین تمکو خدمت ساقی گری کی تکلیف دون اور تمھارے ہاتھ سے شراب نوشجان کردن مگر ہان ابھی صبر کرو اب وہ وقت بھی بہت جلد آیا جاتا ہی اُسوقت انشاءاللہ تعالے ہم تمکو اپنا ساقی قرار دینگے پھر تم خوب شوق سے شراب پلانا مگر اسوقت خاص مین نے تمھاری ہی خوشی خاطر سے اس عہدہ کو اختیار کیا اب اسوقت تم ہمارے ہی ہاتھ سے شراب نوش فرماؤ اور جناب حکیم صاحب کو بھی بدعاے خیر یاد کرو کہ یہ سارا لطف و مزا اُنھین کی ذات بابرکات سے ہی۔

هر دو صبح کا بفہمایش صاحب قران اکبر والاشان بغلگیر ہونا اور خود اپنے دست حق پرست سے اُس شہریار گردون وقار کا اُن خواتین پرتمکین کو جام شربت خانہ ساز کا پلانا۔ + +



الغرض جسوقت وہ شربت خانہ ساز اور شراب مرکب طلسمی معدہ مین پہونچی اُسنے اپنا عمل کیا تاثیر طلسم نے بھی اپنی کیفیت دکھائی

دونون ماہ لقا کے دل و دماغ مین ایسی فرحت پیدا ہوئی کہ وہ رشک و حسد تمام و کمال نیست و نابود ہوگیا اور آئینہ دل گرد غم و الم سے
بالکل صاف و پاک ہوگیا اور اُلفت و محبت نے دل مین عود کیا پھر تو دونون ایک دل و ایک زبان ہوگئین اور پھر تو آپس مین
ایسی اُلفت پیدا ہوئی کہ ایک کے بغیر دوسرے کو قرار نہ تھا اُسی وقت سے ایک دوسرے مین ہنسی و خوش مذاقی شروع ہوئی
اور ایک ایک کو دیکھکر نہایت شادمان ہوتی تھی یہ دیکھکر صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوے اور شکر پروردگار عالم بجالائے
اور دونون ماہرویان رشک قمر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواتین عالی وقار مین اسی وقت کا منتظر تھا اب ہماری
ساقی گری اختیار کرو اور ہمین اپنے دست نازک سے جام شراب ناب پلاؤ اور اپنی صحبت سے ہمکو خوش و محظوظ کرو ملکہ
صبح دلکشا نے باخاطر فرحناک جام شراب ناب سے لبریز کیا اور باندازِ معشوقانہ دیا صاحب قران اکبر نے بھی بخوشی خرمی
وہ جام نوش فرمایا بعد اسکے دوسرا جام گلفام ملکہ صبح روشن گہر باندازِ محبوبی صاحب قران اکبر کے سامنے لیکر گئی
صاحب قران اکبر نے بخوشی و خندہ پیشانی بنگاہ محبت ملاحظہ فرماکے وہ جام بصد شوق و آرزو نوش فرمایا بعد اسکے پھر دوسرا
جام شراب بھرا اور ملکہ صبح دلکشا کو دیا ملکہ صبح دلکشا نے بھی دوسرے دَور مین پہلے صاحب قران اکبر کو ایک جام
دیا بعد اسکے ملکہ صبح روشن گہر کو دیا سب کے بعد ایک جام خود پیا اور صاحب قران اکبر سے عرض کی اے شہریار
والا تبار واقعی بزم عیش و صحبت عشرت دمی نوعی کا جبتک احباب و دمساز ایک جا نہون لطف نہین کسواسطے کہ لوازمات
عیش و عشرت مین احباب و نازنینان ماہرو و نغمہ سرایان خوش گلو و رقاصان عنبر مو داخل ہین کیونکہ ہر کام مین اُسکے لوازم
ضرور ہین صاحب قران اکبر اس تقریر دلپذیر کو سُنکے نہایت خوش ہوے اور شکر مسبب الاسباب کا بدل و جان بجالائے
ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شہریار گردون وقار ہر چند کہ ایک عرصہ سے مین تمھارے خدمت مین تھی اور اختلاط و ہم آغوشی
سب ہی کچھ ہوا اور بعنایت ایزد پاک منصب خاتونی بھی حاصل ہی باوجود ان مراتب و مدارج کے کبھی مغرور نہوئی اور کبھی
رشک و عناد کو اپنے مین دخل نہ دیا اور اب تک ایسا ہی ہے اگر آپ میرے سامنے صدہا محبوبان حور تمثال سے ہم آغوش
ہون تاہم مجھے ناگوار کبھی نہو بلکہ جہانتک ممکن ہوگا مین خود تواضع و مدارات محبوبان حضور کی بدل و جان کرونگی کیونکہ مجھے
حضور کی ہر طور رضامندی و خوشی سے کام ہے تابع فرمان کو رشک و حسد سے کیا کام بلکہ یہ عین نافرمانی ہے اور نافرمانی شوہر
کی گناہ عظیم ہے لہذا مین تو اتنا سمجھتی ہون بلکہ اپنا منصب خاتونی اس خواہر عزیز کو کہ حضور کے دام الفت مین گرفتار ہوئی ہی
اور حضور کی بھی مطبوع خاص ہے دیدون وہ بھی کیا یاد کریگی کہ صاحب قران اکبر ذی حشم کی ایسی ایسی عالی خیال خواتین معظم
ہین جو کوئی دنیا مین نہین کرتا وہ کرتی ہین یہ کلمات میرے خوشامدی نہین ہین کہ حضور کے روبرو دنیا سازی سے کہتی
قسم ہے اپنی خواتینی کی اب مین نے بجاے خود یہ عہد واثق کر لیا ہی انشاء اللہ تعالے جبتک میرے دم مین دم ہی مین
اس اپنے قول و قرار سے کبھی نہ پھرونگی بلکہ روز بروز اسکا حفظ کرونگی اور رشک و حسد کو کبھی پاس نہ آنے دونگی زبان
کاٹ کے رکھدون کہ جو رشک و حسد کا نام زبان پر آجائے جب ملکہ صبح دل کشا کے یہ کلام محبت بمقابلہ صاحبقران اکبر

کے ملکۂ صبح روشن گہر نے سُنے بس ملکۂ صبح روشن گہر کے دل مین ایک جوش محبت پیدا ہوا بیقرار ہوگئی اور دونون ہاتھ پھیلائے
گلے سے ملکۂ صبح دل کشا کے لپٹ گئی اور کہا اے خاتون معظم مین تمھاری کنیز ہون یہ کہکے فوراً شیشۂ مے ملکۂ صبح دل کشا کے
سامنے سے اُٹھالیا اور ایک جام اُس مے گلفام سے بھر کے پہلے صاحب قران اکبر کو دیا اور دوسرا جام ملکۂ صبح دلکشا کے
لب جان بخش کے پاس لے گئی اور مسکرا کر کہا حضور اس کنیز کی اگر خطا معاف ہوئی ہو تو اس ساغر کو نوش فرماوین اور اپنی تونے
معظم قسم ہے اُس پروردگار عالم کی کہ یہ کنیز حضور سے زیادہ معاملۂ الفت و محبت مین پابند تسلیم و رضا ہی کیا مجال جو میرے
دل مین حضور کی طرف سے کبھی کسی طرح کا خیال رشک و حسد آئے ملکہ مجھے ہر وقت و ہر لحظہ تمھارے مراتب و اعزاز خاتونی کا
پاس و لحاظ رہتا ہی کسواسطے کہ اول میرے معشوق کی معشوق دوسرے مہمان عزیز ہو تیسرے شاہزادی پھر کسطرح واجب التعظیم
نہو جو تمھارے مراتب کا لحاظ نہ رکھون اور خلاف تہذیب تم سے پیش آؤن جو ذلیل و کم اصل ہے وہ ایسا کرے حالانکہ
کی ہر مذہب مین خاطر و تواضع واجب ہی آپ نے مجھ غریب کو سرفراز فرمایا ہی تو مجھپر ہر طرح آپ کی خاطرداری و تواضع
واجب ہی اے خواہر والا قدر مین بلئے بجائے خود یہی عہد کیا ہی کہ کبھی رشک و حسد کو اپنے قریب نہ آنے دون گی اور
شہریار گردون وقار کی خوشی کو اپنی خوشی اور رنج کو اپنا رنج سمجھونگی اگر تمکو یقین ہو تو مین اب پھر تمھارے سامنے دوبارہ
عہد کرتی ہون کہ فقط ایک نظر شہریار عالی وقار کے نور جمال ماہ تمثال کو دیکھ کے دل کو روشن اور آنکھون کو منور کرونگی
باقی جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہوگا وہ بہر طور ہوگا مین قانع اور راضی برضا رہونگی۔ شعر

ما غریبان را تماشائے چمن در کار نیست	کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست

اے خواہر گرامی قدر و عالی گہر آپکا منصب خاتونی آپ کو مبارک رہے مجھکو ہرگز تمھاری خاطر شکنی گوارا نہین فقط تمھاری
خدمتگذاری مین رہونگی تمھارے کسی کام مین عذر نہ کرونگی اور جو کچھ خطا مجھ سے آپ کی حضور مین ہوئی ہو اُسکو بہر خدا
و رسول معاف فرماؤ کیونکہ عذاب آخرت سے یہ بہتر ہے مجھے یہان جو آپ چاہین سزا دین بدل قبول و منظور ہے بعد
اس گفت و شنید کے دونون نازنینین آپس مین بغلگیر ہوئین اور صیغۂ اخوت پڑھ لیا اور مثل ہمشیرگان حقیقی
کے ہوگئین مگر نہ ایسی کہ جو ایک شہزادۂ عالم کے نکاح مین نہ آسکین کیونکہ شریعت مین عقد بین الاختین جائز
نہین ہی جب ان امورات سے فارغ ہوئین ملکۂ صبح دلکشا نے ملکۂ صبح روشن گہر سے کہا اے ملکۂ روشن گہر تمکو
مبارک ہو صاحب قران اکبر کی صحبت و مواصلت مین بخوشی دل کہتی ہون ملکۂ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر گرامی قدر
ملکۂ صبح دلکشا مین بھی بخوشی دلی کہتی ہون کہ آپ کو صاحب قران اکبر کشورستان کی زوجیت و خاتونی بعد عیش و عشرت
مبارک ہو اور ہم تم دونون صاحبون کی خدمتگذاری مین اپنی عمر کو بسر کرینگے کسواسطے کہ ہمکو اُس نہال چمن حسن کی اور تمھاری
خدمتگذاری سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر ہے آخرکار ان دونون خواتین کی عذر کرتے کرتے یہ نوبت پہونچی کہ ایک
دوسری کی بخوشی کنیزی و پرستاری قبول و منظور کرتی تھی اور ہر ایک بقسم شدید کہتی تھی کہ ہم دونون فقط شاہزادۂ عالیجاہ کے

نظارہ جمال خورشید تمثال کے خواستگار ہین اور ہمکو اُنسے کسی طرح کا سروکار نہین ہے اور نہ اس شہریار گردون وقار سے
کسی فعل سے سروکار ہی صبح دلکشا نے کہا ای خواہر ملکۂ صبح روشنگہر اگر صاحب قران اکبر کامگار میری صحبت اور وصلت پر
راضی نہون تو پھر تم شوق سے صاحب قران اکبر کی زوجیت اور صحبت مواصلت مین داخل ہوجانا مین راضی اور میرا
خدا راضی بلکہ مین تمھاری کنیزی و پرستاری مین حاضر رہونگی اور ہر طور مین تمکو اپنی خاتون و سرتاج سمجھونگی قصۂ مختصر
دونون خواتین یعنے ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر آپس مین یہی باتین کرتی تھین اور باہمدگر ایسے ہی ایسے جواب و
سوال مین مصروف رہین اور صاحب قران اکبر یہ کلام آرام جان سُنکے حکماے عالی منزلت کی تعریف فرماتے تھے اور کبھی ان
دونون خواتین کی یہ گفتگوے محبت خیز و سرور انگیز باہمدگر سُنکے ہنستے تھے اور شکر درگاہ پروردگار عالم مین ادا کرتے جاتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب خاطر جمع ہماری ہوگئی بعدہ ہر دو خواتین کو رخصت فرمایا اور خود بدولت بخرمی و خوشی تمام ملکۂ نوبہار اور
ملکۂ شمسہ تاجدار وغیرہ کی صحبت مین تشریف لیگئے اور تمام کیفیت اُس صحبت اور اتحاد اور محبت کی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ
صبح روشنگہر کے روبرو بیان کی ملکۂ شمسہ تاجدار نے کہا شکر ہے اُس پروردگار کا کہ یہ مرحلۂ عظیم طے ہوا ہر روز کا مخمصہ تھا
ای شہریار گردون وقار تمھاری تمناے دلی بر آئی کہ حسب منشاے دلی یہ امر طے ہوا ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خواہر گرامی
مجھے تو اس معاملہ مین نہایت حیرت و استعجاب ہے اللہ اکبر اُن حکماے عالی منزلت کو اسقدر شہزادۂ عالی قدر کا پاس و لحاظ
مد نظر ہے یہ کہکے کچھ اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کہا چاہتی تھی کہ سامنے سے ملکۂ صبح دلکشا آتی معلوم ہوئین اور آکر داخل صحبت
ہوگئین ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خواہر عزیز القدر ملکۂ صبح دلکشا ہمنے خبر سنا ہے کہ تمھارے اور ملکۂ صبح روشنگہر
کی جو ایک طرح کی سوے مزاجی تھی وہ الحمد للہ رفع دفع ہوگئی بلکہ تمھارے اور اُنکے باہم صورت محبت و اتحاد کی پیدا ہوگئی آیا یہ
سچ ہے یا نہین کیونکہ تمھارے حسب دلخواہ یہ امر ہونا بظاہر نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا اگر واقعی یہ امر سچ ہے تو نہایت ہی
خوب ہوا مگر عقل کام نہین کرتی تم بیان کرو ہم بھی سنین ملکۂ صبح دلکشا نے کہا ای ملکۂ آفاق مین بجز اسکے اور کیا کہون کہ دفعۃً
بیٹھے بیٹھے دل مین میرے محبت ملکۂ صبح روشن گہر کی پیدا ہوگئی اور ایسی محبت نے جوش مارا کہ مین بیچین ہوگئی بس اتنا صبر
نہوسکا کہ مین بیٹھی رہتی جب مجھ سے ضبط نہوسکا آخر مجبور ہوکر مین گلے سے ملکۂ صبح روشنگہر سے لپٹ گئی اور اس بے اختیاری
مین وہ وہ کلمہ میری زبان سے نکل گئے کہ جنسے ہمیشہ مجھے انکار رہا کرتا تھا میری خود عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا ہوگیا یہ وہی
معاملہ پیش ہوا کہ

شعر

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون پیا کرتے ہین ۔۔ بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تیمہ مرتے ہین

ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر وہ عالم تو بے اختیاری کا تھا اور بے اختیاری مین سب ہی مجبور ہوتے ہین جو کچھ ہوا سو ہوا
اب تو بے اختیاری نہین ہے اب بتاؤ کہ وہ قول و اقرار جو تمنے کیا وہ محض بپاس خاطر شہزادہ کے کیا یا اب بھی تم اُس قول و اقرار
پر ثابت قدم ہو ملکۂ صبح دلکشا نے کہا اے ملکۂ طلسم بخدا اسے پاک ہر چند کہ اُسوقت عالم سرشاری اور بسبب سرور تھا اور نشہ

شراب طلسمی کی وجہ سے بے اختیاری مین میری زبان سے وہ کلمے نکل گئے اُسوقت مجھے اپنے حال ومال کا مطلق ہوش نہ تھا مگر مین بقسم شرعی کہتی ہون کہ وہ جو مین نے قول وقرار کیا ہی وہ سب میرا صحیح ودرست ہی اور مین اسوقت تک اپنے قول پر قائم ہون اسواسطے کہ مجھے تو بہر صورت اطاعت وخوشی صاحب قران اکبر کشورستان کی منظور ہی ہین فرمانبردار کو کسی طرح کا عذر باقی نہین رہتا جو مالک کی خوشی ہو اور اب بجاے خود عہد کرلیا ہی کہ تاحیات مین عہدشکنی نہ کرونگی اور جب مین اپنے عہد پر قائم ہی ہونگی تو صاحب قران اکبر کسطرح خلاف اپنے عہد کے کرینگے بس صاحب قران اکبر نے ملکۂ صبح روشن گہر سے عہد کر لیا ہی وہ ضرور ہوگا اُسکے ایفا نہ کرنے مین باعث ندامت وبدنامی کا ہی اور اگر شہریار عالی وقار کے دل مین میری جانب سے ملال آگیا تو قیامت برپا ہو جائیگی ایسی حالت مین میرا ٹھکانا کہان ہے اور ہمیشہ میرے واسطے بدنامی رہیگی اے ملکۂ عالم مین صاحب قران اکبر کی ملحوظ خاطر رکھتی ہون مجھے رشک وحسد سے کیا علاقہ اگر صاحب قران اکبر ہزار عورتین اپنے عقد مین لائین میری عین خوشی ہے اور واقعی میرا نقصان ہی کیا ہی مجھے تو صاحب قران اکبر کی کنیزی وپرستاری ہی کافی ہے بلکہ باعث فخر ومباہات ہی اور اگر صاحب قران اکبر مجھے اپنی کنیزی مین بھی رکھنا منظور نہ فرمائین کسی وجہ سے تو مین فقط تمھاری ہی خدمت واطاعت مین عمر کو گذار دونگی کہ مجھے تمھاری کنیزی مین بھی کسی طرح کا ننگ وعار نہین ہی ملکۂ نوبہار گلشن افروز بولی اے بہن یہ کیا کہتی ہو ہم خود تمھاری خدمت گذار ہین ہمکو کیون گنہگار کرتی ہو۔ یہ تو کہا لیکن ملکۂ صبح دلکشا کی زبان سے سنکر نہایت متعجب ہوئی اور حکماے عالی منزلت کامل الفن کے علم وحکمت کی تعریف کی اور دل مین کہتی تھی سبحان اللہ کیا خوب پرتاثیر حکمت کا چشمہ ہی کہ جسنے آن واحد مین ملکۂ صبح دلکشا کے آئینۂ دل کو گرد ملال وحسد سے پاک کردیا اور اُسکے برعکس صورت محبت والفت کی نمایان ہوئی دفعتاً قلب ماہیت ہوگئی طرفہ یہ کہ اُسکے فحواے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ رنج وملال دلی بھی ایک لخت دفع ہوگیا رشک وحسد کا ذکر تک زبان پر نہین آتا کیا خوب پرتاثیر ترکیب ہی اسکو سراسر اعجاز جانتا ہی جو صاحب فہم وتمیز ہی سحر اسکے سامنے کونسی چیز ہے۔

اب راوی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کو اس محبت واخلاص کی باتون مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال صاحب قران اکبر فلاک قدر کا معرض بیان مین لاتا ہی

بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن وزمزمہ سرایان محفل ہنر وفن مقتول خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ دلدار طرفگی بنیان گلزار جنان رازشناسان ہزار در ہزار داستان رس افسانۂ عشرت خیز وحکایت نشاط انگیز کو اس عنوان سے معرض تحریر مین لاتے ہین کہ جب اُس شہریار گردون وقار کو اس امر اہم ودشوار سے فراغ حاصل ہوا کہ جسکا اصلاح پر آنا قیاس مین بھی نہ آتا تھا اور پھر ایسی خوبی سے واقعی امر یہ ہی کہ اس رنج ونفاق کا درمیان سے ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کے دفع ہونا اور باہم اُلفت ومحبت کا ہونا سہل نہ تھا بس وہ عالی منزلت اپنے اُستاد کی خدمت سراپا برکت مین تشریف لایا اور نہایت

خوشی و مسرت سے آداب و تسلیمات بجا لایا اور دست حق پرست پر استاد عالی نہاد کے بوسہ دے کر ادا ے شکریہ کیا اور تمام و کمال کیفیت گذشتہ کو مشرح بیان کیا جناب حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے مسکرا کر فرمایا ای صاحبقران اکبر عالی شان شکر اُس پروردگار و کارساز حقیقی کی درگاہ عالی مین ادا کرنا چاہیے کہ اُس کریم و رحیم نے اپنا بہت بڑا فضل کیا کہ ایسے معاملہ سخت و دشوار کو کسطرح آسانی سے سہل کر دیا کہ جسکی کسی طرح امید نہ تھی بھلا ان دونون خواتین سرکش و آفت روزگار کے مزاج کا اصلاح پر آنا اور اسطرح متفق ہونا کبھی خیال مین نہ آتا تھا للہ الحمد کہ دونون نازنینون کے دل سے وہ رشک و حسد جاتا رہا اور باہم محبت دلی پیدا ہوگئی اور اُسکی عنایت سے محبت بھی ایسی کہ دونون خاتونین اپنا اپنا حق اور منصب خاتونی برضا و رغبت بلا فہمایش کسی دوسرے کے ایک دوسری کو تواضع کرتی ہین بلکہ منصب کیا جان تک عزیز نہین کرتین یہ بات فقط اُسی کے افضال سے ہی بشر کی مجال نہین کہ اسطرح قلب کو کسی کے پھیر سکے ہان اب اسکا جواب صاف صاف بلا رو و رعایت مجھے دو کہ اب تمکو کیا منظور ہی اے شہریار کامگار مین اسواسطے یہ امر تم سے دریافت کرتا ہون کہ مجھے بھی تو آپکا منشاے طبیعت بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ میلان خاطر اقدس دونون صبح کی نسبت کیسا ہی اور کسطرف التفات زیادہ رکھتے ہو اور صبح دلکشا اور صبح روشن گہر دونون مین کسکو کنیزی مین رکھو گے اور کسکو مرتبہ زوجیت مرحمت ہوگا اس راز دلی سے آپ کے مین آگاہ ہو جاؤن کہ پھر اُسکی تدبیر کیجاوے یہ کام کچھ ایسا سہل نہین ہے نہایت ہی مشکل ہے جب ایسی ہی تدبیر و فکر معقول کیجایئگی تب درست ہوگا تاکہ پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہے اور رشک و حسد کا ذکر زبان پر نہ آوے بلکہ خدا نے چاہا تو ایک دوسرے پر اپنی جان کو تصدق کریگی منصب و مال کیا چیز ہی صاحبقران اکبر اس کلمہ کو حکیم صاحب سے سُنکے چپ ہوگئے اور دل مین فکر کرنے لگے کہ اب مین اسکا کیا جواب دون اور اس عقدۂ لاحل و دشوار کی شرح کیا بیان کرون گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل۔ اور سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب نے بھی تو اس کار اہم کا فیصلہ مجھی پر موقوف رکھا ہی اب مین سخت حیران ہون اور عجب کشمکش مین مبتلا ہون کہ کسکا حق تلف کرون اور کسکا منصب و حق چھینکے کسے دے دون جسوقت تصور کرتا ہون تو دونون خاتونین مجھے عزیز ہین کسی میں بھی فرق نہین ہی الغرض شہزادۂ عالی وقار تا دیر اسی فکر مین بیٹھے رہے اور کچھ ہست و نیست کا جواب نہ دیا اور طبیعت کو بھی انتشار رہا اس عرصہ مین حکیم عبقرطوس جنہی نے حکیم بزرگ کے کان مین تمام سرگذشت اُس واقعہ کی جو زاہرہ خاتون نے ملکہ روشن گہر سے بطریق ہدایت ارشاد فرمائی تھی مفصل و مشرح بیان کی اور یہ بھی کہا کہ اے یگانۂ آفاق اب تمکو چاہیے کہ تم خود بخوشی دل شاہزادۂ گردون شکوہ و ملکۂ صبح دلکشا کا عقد کر کے ازدواج صاحبقران اکبر مین داخل کر دو کہ مناسب اور صلاح وقت یہی ہی اور ملکۂ روشن گہر سے متعہ ہو جائے اس سے بہتر کوئی امر نہین ہی کسواسطے کہ متعہ بھی داخل شریعت نبوی ہے اور کتب امامیہ کی بنا پر اسمین بہت بڑی فضیلت ہی اور یہ حسب کتاب اہل سنت و جماعت پہلے خلیفہ صاحب کے وقت تک جاری رہا ہی لیکن دوسرے خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت سے اس طریقہ کو موقوف کر دیا

بلکہ حرام فرمایا بارک اللہ اب قابل غور یہ مقام ہی کہ جو امر سنت نبوی ہی اور خلیفہ جانشین رسول مقبول ہی بس جس امر کو رسول مباح و سنت فرماتے اُسکو اُسکا نائب کہ مطیع اسی کا ہی کب ترک کرسکتا ہی یہ امر خیال مین نہین آتا خیر مصرع

امور مملکت خویش خسروان دانند

اسمین بجاے خود کوئی وجہ ہوگی الغرض اس شاہزادہ والا گہر کے واسطے مباح و جائز کردیا جائے تو کچھ مضائقہ نہوگا اور نہ کوئی قباحت لازم آئیگی اسواسطے کہ شاہزادۂ عالی گہر اسوقت حالت یاس و ہراس مین حیران و پریشان ہی اور قطع نظر اسکے شاہزادہ فلک جاہ دودمان نبوی سے ہی اُسکے واسطے یہ طریقہ جو حضرت خلیفہ صاحب کا منسوخ کیا ہوا ہی جاری کیا جائے تو کچھ قباحت نہین ہی ہر چند کہ متعہ فی زمانہ جائز نہین ہی لیکن ایسی ضرورت سخت و اہم مین اگر ایسا امر کہ جو منسوخ کردہ کسی نائب نبی کا ہی کیا جاوے تو کچھ گناہ لازم نہین آئیگا اور شاہزادہ معزالدین کہ وہ خود ہی عالی نسب ہی اور ملکہ روشن گہر کی پیدائش بزرگان با فرہنگ بانیان طلسم کے سبب سے واقع ہوئی ہے اور انھین بانیان طلسم نے اُن نازنینان طلسم کا پیوند شاہزادۂ عالی جاہ کو خاص باعمال طلسم مقرر کیا ہی پھر کیا اندلیشہ کی بات ہی اگر صیغۂ متعہ بمصلحت وقت جائز کردیا جائے کوئی فتور وقصور عائد نہین ہوگا حکیم بزرگ نے ارشاد فرمایا ای حکیم با دانش و رازدار طلسم جو کچھ تم کہتے ہو یہ سب درست اور مسلم اور کسی طرح کا اسمین خلل نہین ہے مگر انصاف سے نظر کیجاوے تو وہی بنا بر حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ہم تو کسی طرح کی مخالفت نہین کرسکتے گو خلیفۂ دوم امام زادہ نہین تھے لیکن خلیفہ تو ہین تمام اہل اسلام علے الخصوص فرقہ اہل سنت وجماعت نفرین کرینگے ہمکو جان بچانی مشکل ہوجائیگی گو کہ عذاب اخروی نہین ہے اور اگر ہو بھی تو شعر

عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گذرتی ہے

لہذا ہرگز ہرگز مین ایسی صلاح نہ دونگا کہ خواہ مخواہ مین تو وہ ملامت ہوجاؤن یہ نہوگا ہان یہ ایک امر البتہ ہی اگر شاہزادہ گردون حشم خود خلیفۂ ثانی سے ملتجی ہون اور خلیفہ کی روح طاہرہ سے اپنی حاجت روائی چاہین تو یقین ہی کہ بپاس خاطر شاہزادہ معزالدین اپنے کرم و رحم و اخلاق سے شاہزادہ کی استدعا قبول فرماکر اجازت متعہ دے دین کسواسطے کہ خلیفہ ثانی کی ذات والاصفات سراپا الطاف ہی کیا عجب ہی اگر وہان سے اجازت ملجاے اس معاملۂ خاص کے لیے جب اجازت ملگئی تو پھر کوئی خلل باقی نہ رہیگا حکیم دانشور نے کہا حضور کے کلام کو مین رد نہین کرسکتا لیکن میری گستاخی معاف ہو مین معترض نہین الا مصلحتاً عرض کرتا ہون کہ اگر روح خلیفہ عالم واقعہ مین متعہ کی اجازت دے تو بھی حضرات اہل سنت آپکو نفرین کرینگے اسواسطے کہ اول یہ آپ تصدیق خواب کہان سے لائیگا دوسرے احکام مردہ جائز کب ہین اگر آپ کو اعتقاد ہی ہوا کرے ہر شخص یونہین کہیگا کہ ہمکو روح خلیفہ صاحب نے متعہ کی اجازت دے دی پھر اسکا کیا علاج ہی مگر ہان بالفعل یہ کام اسطرح انصرام کو بخوبی پہونچ جائیگا حکیم عقرطوس کو حکیم بزرگ کی راے

پسند آئی حکیم نے ایک اسم جلیل شاہزادۂ والاجاہ صاحب قران اکبر عالم پناہ کو تعلیم فرمایا تاکہ اول صفائی قلب حاصل ہولے بعدہ شاہزادۂ نامور خلیفۂ ثانی کی جناب مین بدل متوجہ ہوکر اپنے کار مرجوعہ کی استدعا فرماوین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر حسب الارشاد حکیم بزرگ عمل مین لائے یعنے اس نقش جلیل کو حکیم بزرگ سے معلوم کرکے یاد فرماکر تمام شب عبادت الٰہی مین مشغول رہے اور دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور اپنے پروردگار سے بالتجا اپنے مطلب کی استدعا کی بقدرت کاملۂ قادر حقیقی اُسی رات کو حالت سجود مین شاہزادہ پر نوم غالب ہوا عالم خواب مین جناب علی ابن ابیطالب تشریف لائے اور بکمال الطاف وکرم ارشاد فرمایا کہ ای شاہزادہ عالی مرتبت والا منزلت آگاہ ہو کہ استدعا تمھاری قبول ہوئی اور ہمنے تیرے کار اہم وسخت و عقدۂ لاحل کو حل کردیا اور تجھے اس کشمکش روحی سے نجات دی ای شہریار کامگار خداوند عالم نے صیغۂ متعہ کو جاری کردیا ہی منسوخ نہین کیا اور یونہین ہمیشہ جاری رہیگا جبتک اس کائنات مین دین محمدی جاری رہیگا یہ بھی جاری رہیگا بہرحال خاطر جمع رکھو کہ تمھارے تمام کار اہم حسن وخوبی سے انجام پاوینگے اور انجام سب کا بخیر ہوگا اور سوا اسکے حق سبحانہ وتعالےٰ ہر طرح سے مددگار ہی مگر ای شاہزادۂ عالی جاہ اب تمکو چاہیے کہ تم ہر حال مین کس بکیسان و دادرس دادخواہان ہو اور غربا پروری و دادگستری اپنا شعار رکھو اور بزرگان دین و صاحب یقین کے حق مین دعاے خیر کرتے رہو تا زیست ساتھ عیش وعشرت واقبالمندی کے بسر کروگے جب صاحب قران اکبر کشورستان نے یہ خواب بشارت دیکھا فرط شادمانی سے فوراً آنکھ کھلگئی اور اُسی حالت خوشی مین صاحب قران اکبر نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور حکیم بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت خواب بیان کی دونون حکماے عالی منزلت نے اُس واقعہ شب کو سُنا اور نہایت خوش ہوے اور صاحب قران اکبر گیتی ستان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ای شہریار کامگار تمھارا مقصود دلی حاصل ہوا تمکو مبارک ہوا ور اُدھر یہ خبر فرحت اثر محلسرا مین پہونچی تمام خواتین محل نے ملکۂ صبح روشنگہر اور ملکہ صبح دلکشا کو حصول مراد کی مبارکبادی دونون خواتین عالی منزلت بھی حد سے زیادہ خوش ہوئین اور سجدۂ شکر پروردگار کی درگاہ مین بجالائین جب شاہزادۂ عالی شان اس قصہ وفساد سے فارغ ہوے اور سب طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا حکیم عبقرطوس جنی نے زاہدہ خاتون کا جو ارشاد تھا اُس سے صاحبقران اکبر کو آگاہ کردیا اور کہا کہ ای شہریار نامدار اب آپ کو خاتون بزرگ کی قبر شریف پر مع دونون خاتونون کے جانا چاہیے کیونکہ واسطے خاتون بزرگ کا ارشاد اسی طرح ہے صاحب قران اکبر حسب الارشاد جناب حکیم عبقرطوس جنی اُسی وقت مع دونون خواتین عالی وقار یعنے ملکہ صبح دل آشا اور ملکہ صبح روشن گہر کے زاہدہ خاتون کی قبر پر تشریف شریف لیگئے اور تین چار دن اس قبر شریف پر فاتحہ خوان وعبادت پروردگار کرتے رہے تیسرے روز شب کو عالم خواب مین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم اور دونون خاتون ایک باغ پر تکلف رشک فردوس مین گئے ہین اور وہان ایک محلسراے عالی شان مین زاہدہ خاتون نہایت عزو وقار سے ایک کرسی زرنگار پر تشریف رکھتی ہے اور سامنے اُن خاتون معظم کے اکثر خواتین صاحب عصمت کا

ہجوم ہی وہ سب دست بستہ کھڑی ہین جب صاحب قران اکبر اس محلسرای شاہی مین پہونچے اور زیارت سے اُس خاتون معظم کی مشرف ہوے زاہدہ خاتون کرسی سے اُٹھین اور بکمال محبت و لطف سے اُن دونون خاتون یعنے ملکۂ صبح دل کشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کو سینہ سے لگا لیا اور شاہزادۂ کامگار کو گلے لگایا اور دست شفقت اپنا پشت پر شاہزادے اور دونون خاتون کے رکھا اور نہایت مہربانی سے پیش آئین اور فرمایا ای صبح دل کشا و صبح روشن گہر ہم تم سے نہایت خوش ہوے تم سے تمھارا خدا و رسول بھی راضی ہوا کہ جو امر پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ سے جاری تھا اُسکو پھر از سر نو تمنے زندہ کیا لہذا تمکو محض بپاس خاطر تمھارے بشارت دی گئی اس صورت مین تم دونون دختران بلند اختر کو چاہیے کہ احکام پیشوایان شریعت پر راضی رہو اور تم دونون کے عقد دائمی مین کوئی لفظ حجت و تکرار درمیان مین نہ آوے بلکہ ہمیشہ باہم اگر کوئی صورت رنج و ملال کی پیدا ہو اور آپس مین اتفاق و سلوک و مدارا سے بسر کرو کہ یہ امر نیک انجام تمھارے واسطے نہایت بہتر و سود مند ہوگا اور اگر تمنے اسکے خلاف کیا تو تمام عمر پشیمانی اور افسوس مین رہوگی اور پھر کسی صورت نیک کا پیدا ہونا غیر ممکن ہوگا بعد اسکے تینون صاحبون کو ایک ایک گل تازہ مرحمت فرمایا اور شاہزادۂ فلک جاہ کو تھوڑا سا حلواے خوشگوار بھی عنایت ہوا اور فرمایا ای شہریار عالی وقار اس حلواے بامزہ سے تھوڑا آپ نوش فرمائیے اور باقی دونون خواتین کو کھلا دیجیے چنانچہ شاہزادۂ تاجدار نے اُسی عالم خواب مین وہ حلواے متبرک و مفرح القلب و جگر دونون خاتونون کو کھلایا اور خود بھی نوش فرمایا غرض جب شہزادۂ عالم اُس خواب سے بیدار ہوے ہر ایک بجاے خود مسرور و دل شاد تھی اور طرفہ یہ معاملہ تھا کہ اس بیداری مین تینون زن و مرد کی زبان پر ذائقہ حلواے خوشگوار کا موجود تھا اور دونون ہاتھون مین خوشبو پھولون کی ایسی راحت افزا آتی تھی کہ جس سے روح تازی ہوئی جاتی تھی جب شاہزادۂ کامگار کو شب کا معرکہ یاد آتا ہی روح کو تازگی ہوتی ہی اور وہ سب سمان آنکھون مین پھر جاتا ہی اور اس سے خود بخود دل باغ باغ ہوا جاتا ہی غرض صاحب قران اکبر نے اُس خواب فرحت سے بیدار ہوکے اُن خواتینون سے یہ کیفیت خواب بیان کی دونون خواتینون نے بھی یہ کیفیت عالم خواب مین مشاہدہ کی تھی من و عن شہزادۂ فلک قدر سے بیان کی اور زیادہ تر متعجب ہوکے دونون خواتینون نے اپنی پوشاک کو صاحب قران اکبر گردون حشم کو سنگھایا اور کہا ملاحظہ فرمائیے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی پھول اس لباس سے جدا کیے ہین اور پھولون مین اسقدر خوشبو قائم کب رہ سکتی ہے صاحب قران اکبر نے اُسی وقت بالین قبر شریف کھڑے ہوکر ثواب فاتحہ روح زاہدہ خاتون کو بخشا اور اگر سوز مین عنبر و عود روشن کیا اور زیارت پڑھ کے تخت روان پر سوار ہوے اور مع خواتین عالی گہر قصر النیریا مین تشریف فرما ہوے اور یہ واقعات عالم واقع کے حکماے عالی منزلت کے روبرو بیان کیے بعد اسکے محلسرا مین تشریف فرما ہوے اور خواتین والا تبار اور سلطان ابو الحسن جوہر کو اس حال سے واقف و آگاہ کیا ملکۂ شمشہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان نے بالاتفاق کہا ای شہریار بلند مرتبت و الا منزلت للہ الحمد و المنہ رشک و حسد درمیان سے اُٹھا اور رابطہ و اتحاد نے باہم دل مین جگہ کی بہت مسرت و شادمانی حاصل ہوئی کہ شہریار

فلک اقتدار کو سب طرح سے اطمینان ہوگیا اسکا ہمکو بھی سجدۂ شکر درگاہ کارساز حقیقی مین بجالانا چاہیے کہ ایزد پاک نے ہماری روح و جان یعنے صاحب قران اکبر ذیشان کو تمام مقاصد دلی سے حسب دلخواہ کامیاب فرمایا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ایک جلسہ قرار دیا اور فرمایا کہ فلان تاریخ بزم طرب و نشاط آراستہ ہوا اور خواتین عالی قدر صحبت عیش و عشرت مین مشغول ہون اور سامان مے نوشی مع جام یاقوت نگار و صراحی جواہر نگار و مرصع کار و ساقیان ماہوش و سیمین ساق و نغمہ سرایان خوش گلو و خوش آواز حاضر ہوا اور ماہرویان شعلہ رو و خورشید رخان عنبر بو بالباس پر تکلف و زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ اس محفل جشن مین حاضر ہوکر اپنے اپنے مرتبے اور قرینے سے کرسیہا جواہر نگار پر جلوہ افروز ہون

اب راوی رنگین خیال و ہنرور و ناقل شیرین مقال و نکتہ پرور شہزادۂ عالی گہر کو محبوبان گلعذار و معشوقان طرحدار کی صحبت عیش و عشرت مین مشغول و مصروف رکھتا ہے اور چند کلمہ آرایش و سامان عقد و متعہ کے بیان کرتا ہے یعنے ملاحظہ فرمانا حکیم قسطاس الحکمت کا عالم واقعہ مین جناب حکیم اسقلینوس الٰہی کو اور ارشاد فرمانا حکیم بزرگ کا حکیم قسطاس الحکمت سے واسطے انعقاد جلسۂ عروسی صاحب قران اکبر کشورستان کے اور آراستہ ہونا قصر النیرین کا مع ساز و سامان نشاط باہتمام جناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت و حکیم عبقر طوس وغیرہ حکماے با فرہنگ اور منعقد ہونا جشن عروسی صغرا و کبرا کا اور مہیا ہونا اُسکے تمام لوازمات ضروری و مطلوبی کا۔

نظم

واہ کیا رتبہ ہے فکر طبع حق آگاہ کا
کھینچ لے قشقہ جبین پر بسم اللہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹانے سے بھی کامل کا کمال
مین نہین محتاج ہون ہے پیار کمال و جاہ کا
تیرے صدقے امتحان کر کچھ تو او پردہ نشین
خوب دیکھا ہار ہے انجام اُلٹی راہ کا

سایہ ہے بالاے مطلع حیتر بسم اللہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہے عاشقون کی آہ کا
بے الف معنی سے کب خالی ہے لفظ اللہ کا
سب مین او سب سے الگ ہے یکدانی تری
حوصلہ دیکھ اپنے مشتاق اجازت خواہ کا
دل کسی صورت تو پہلے کیون تم آزردہ ہوے

خوب ہے آزاد رہنا مرد حق آگاہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہے اللہ کا
چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
بعد ملنے کے جدا ہے لفظ جیسے راہ کا
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
شور بیتابی نہین ہے زمزمہ ہے آہ کا

مین تو اُسکے روے روشن کا ہون پروانہ نسیم
تنگ ہے جسکو نقابِ حسن جلوہ ماہ کا

سرود سرایان بزم سخن و نغمہ پردازان محفل ہنر و فن یون زمزمہ سنج ہوے ہین کہ جب شہنشاہ ہفت اقلیم واجب التعظیم شاہزادہ معزالدین ابو تمیم کہ بہمہ وجوہ خواتین شوخ مزاج و سرکش کے رشک و حسد سے اطمینان ہوگیا اور اس شہریار گردون وقار پر کماحقہ ظاہر و منکشف ہوگیا کہ یہ تمام صناعی حکیم اسقلینوس الٰہی و حکیم بزرگ دانش حکماے عالی منزلت و بانیان کائنات طلسم کی ہی کہ نازنینان سہ گانہ طلسم کو ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقۂ روشن بیان کی فنون حکمت صرف کرکے بنایا اور مجھے اثر بادۂ طلسم سے نازنینان طلسم کی شورش عشق و محبت مین چند روز مبتلاے آلام و سرگردان و حیران رکھا اور اسطرف ملکۂ صبح دل کشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کے دل عشق منزل مین رشک و حسد پیدا ہوگیا تھا لہذا ان دونون خواتین کو اس ترتیب و حکمت سے قصر مین بلواکے جسطرح سے ممکن ہوا بعنوان مستحسن برضامند کردیا اور طرفہ یہ امر ہوا کہ جسقدر انمین رنج و حسد اور نفاق و رشک تھا اُس سے زیادہ آپس مین ایسی محبت ہوگئی کہ جس طرح حقیقی دو بہنین ہوتی ہین بلکہ عاشق و معشوق کو بھی گرد کردیا یعنے ملکۂ صبح روشن گہر کو بدون دیکھے ملکۂ صبح دلکشا کے قرار و آرام نہین اور نہ ملکۂ صبح دلکشا کو بے ملکۂ صبح روشن گہر کے سکون و آرام ہی اگر فضل خداے کریم شامل حال نہوتا تو ہرگز ایک کام کا بھی انصرام نہوتا اور یہ امر واقعی ایسا سخت و دشوار تھا کہ تا قیامت طی نہوتا فقط بعنایت خداوند تعالیٰ ایسے مراتب سخت تمام و کمال مع مراحل طلسم طی ہوے ہین مگر ایک معاملۂ جنگ و پیکار باقی ہے وہ بھی اُسی قادر حقیقی کے کرم و فضل سے طی ہوا جاتا ہی شعر

مشکلی نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

الغرض شاہزادۂ گیتی ستان بخاطر جمعی تمام نازنینان ماہ رخسار و زہرہ جبینان گلعذار سے صحبت عیش و عشرت مین سرگرم ہین اور جناب حکیم حکمت مآب یعنی حکیم قسطاس الحکمت جو شاہزادۂ گردون حشم کے بڑے سرپرست و نیز استاد ہین ہمہ تن اس فکر و تدبیر مین غلطان و پیچان ہین کہ فی الحال بفضل رب ذوالجلال تمام کارہاے مرجوعہ کا انصرام ہوجاے اور کل مراحل طلسم ہاتھ سے شاہزادۂ عالی جاہ کے مفتوح و باطل ہوجاوین تاکہ پھر کوئی خدشہ باقی نہ رہے اور کتاب شاہنامۂ خورشیدی کو بھی ابتدا سے انتہا تک سن چکے ہین اب بجز ہنگامہ آرائی کفار و دفع شرارت اشرار اور کوئی قصہ و فساد باقی نہین ہی وہ بھی بعنایت ایزدی بہت جلد طی ہوجائیگا بس اس صورت مین شہریار عالی وقار صاحب قران اکبر گیتی ستان شہزادۂ نصرت قرین معزالدین عالی گہر مع رفیقات نامور بشدوق سے جشن عروسی اور بزم عیش و نشاط برپا کرین اور دن عید و رات شب برات ہو اور تا انفصال اس ہنگامۂ جنگ و جدل کے سامان جشن جمع ہوا اور کوئی مقام و محل واسطے انعقاد جلسہ کے جو میدان وسیع و ہموار ہو تجویز کرنا چاہیے چنانچہ جناب حکیم صاحب ممدوح اسی فکر و تردد مین ہر وقت مبتلا رہتے ہین کہ کیا تدبیر ہو اور کون مقام اس جشن عالی کے واسطے تجویز کیا جاے اور کبھی یہ راے ہوتی ہے کہ ایسی صحبت بزم عالی کے لیے کون باغ عشرتگاہ قرار دیا جاے کہ جو طلسم اجرام و اجسام کا جلوخانہ ہوا اور گاہ یہ تجویز کرتے تھے کہ جبل الاعلیٰ اور قصر اخضر کے دامن مین

یہ صحبت جشن قرار دیجائے ابھی کوئی تجویز قرار نہ پائی تھی اور حکیم صاحب اسی فکر مین مبتلا تھے کہ ایک شب کو عالم واقع مین
جناب حکیم اسقلبنوس نے ارشاد فرمایا کہ ای واقف حقائق کائنات طلسم میرے نزدیک آج کل آرائش جشن عروسی شاہزادہ
معز الدین نصرت قرین کے لیے تعین روز و مقام و مکان مین زیادہ تر فکر نہ کرو کہ تمھاری فکر کرنا بیکار محض ہوگی اور کوئی مقام تمھارے
خیال مین نہ آویگا لہذا اسقدر متفکر و پریشان نہو مین تم سے اطلاعاً کہتا ہون اور آگاہ کرتا ہون کہ اس جشن عالی کے واسطے ایک عرصہ بعید
ہوا کہ محل و مقام تجویز ہوچکا ہی لیکن ابھی اعلان اسکا عام طور پر نہین ہوا اور طرفہ یہ امر ہی کہ حسب راے صاحبقران اعظم وہ مقام جشن اور
مکان جلسہ باغ قصر النیرین خاص قرار دیا گیا ہی اور ساز و سامان عشرت اس روز مبارک کیواسطے تیار کیا گیا ہی ای حکیم عالی منزلت آگاہ ہو کہ یہ
باغ فردوس منزل اسقدر وسیع و رفیع اور ہموار و صاف ہی کہ باید و شاید بلکہ قیاس سے باہر ہی تمنے چونکہ ہنوز اُس باغ و قصر کو اچھی طرح سے نہین
دیکھا کیونکہ منازل و ایوان و باغ بسبب آثار طلسم کے اسوقت تک نظرون سے پوشیدہ ہین لیکن اب تم مفصل اُس باغ کو بغور ملاحظہ فرماؤ کہ کسقدر
عمدہ وہ قصر و ایوان بکثرت خاص جشن عروسی کیواسطے بنائے گئے ہین علاوہ اسکے ایک طرف اس باغ کے شہر فردوسیہ و قصر اخضر بھی
واقع ہوا ہے اور دوسری طرف طلسم سبع سباع کے منازل و مقام سرحد باغ سے ملے ہوے ہین اور ان مقامات و منازل
مین اموال و اجناس طلسم بقیاس امانت ہین اور طرف سوم قصر النیرین کے منازلات طلسم بیضا واقع ہوے ہین اور
سمت چہارم طلسم اجرام و اجسام کا دروازہ ہی اور قصر بزرگ چار منزلہ درمیان مین واقع ہوا ہی ای حکیم عالی منزلت ملکہ صبح روشنگہر
اور ملکہ فتیح دل کشا کا متعہ نہایت خوبی اور حسن سے انشاءاللہ المستعان ہوگا اور جب یہ مقدمہ طی ہوجائیگا تو پھر کوئی مرحلہ
سخت و دشوار ایسا باقی نہ رہجائیگا کہ جسکے واسطے تمکو کسی طرح کا تردد یا فکر ہو بس اب کچھ فکر نہ کرو اٹھو اور اول انھین دونون
نازنینان مراد مند کے کار خیر مین مصروف بدل ہو کر سر انجام اُسکا کردو کہ وہ آرزومندان وصال ستم رسیدہ و جفا کشیدہ حصول
مقصود سے اپنے شادان و فرحان ہون اور جلد اُنکا نخل مراد سرسبز و شاداب ہو کر بارور ہو باقی معاملہ جشن عروسی و مقدمہ عقد
ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان چونکہ یہ بھی ایک امر عظیم ہی طی ہونے پر
ہنگامہ کارزار و محاربہ کفار کے موقوف و منحصر ہی اسے یونہین رہنے دو بعد ایکسو ہونے ان مقدمات مرقومہ کے یعنی جنگ
وغیرہ کے قابل توجہ ہوگا اب تم اس جشن عالی کا سامان کرو اور مال و متاع یعنے جواہرات و اشجار جواہر و اثمار طلسم و جمیل چراغ سلیمانی
وغیرہ اشیاے نفیسہ امانتی طلسم حیرت کدہ آصفی جو کہ اس طلسم عالی مین موجود ہی اُسکو جا بجا سے لیکر جا لبجا موقع و محل
جہان دیکھو وہان حکمت کے ساتھ قصر مین نصب کردو اور قصر کو اسباب و آرائش و زینت سے اسطرح آراستہ و پیراستہ کرو
کہ جیسا چاہیے بلکہ دیدہ فلک نے کبھی ایسی آرائش و زینت نہ دیکھی ہو جب یہ معاملہ جنگ و پیکار ایکسو ہوجائیگا تو شوکت
صاحبقران اکبر کشورستان شوکت و حشمت شاہنشاہی سے اُس قصر دل کشا و فرحت افزا مین یعنے قصر اخضر مین تشریف
فرما ہون اور ملکہ شمسہ تاجدار سے عقد کیا جائے اور ملکہ نوبہار کا عقد شہر عرشیہ و علیین مین مقرر و مقدر کیا گیا ہی اور ملکہ
ناطقہ روشن بیان کا نکاح شہر ظہورستان مین واقع ہوگا آیندہ تم خود اپنے مقامات طلسم سے واقف و ماہر ہو ہر ایک

بمقام طلسم کو بوجہ احسن آراستہ کرنا اور دروازۂ طلسم عجائبات کو جو قصر النیرین کی طرف واقع ہوا ہے کھول دینا چاہیے اور
اُس دریاے ناپیداکنار کو جو مابین جزائر واقع ہوا ہے اُسے چراغ و فانوس سے ایسا مزین و آراستہ کرنا کہ آج تک کبھی ایسی
روشنی دنیا مین نہوئی ہو اور کنارہ دریا کا دورویہ فرش اور شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہو اور ہر طرف پری رویان
خوش آہنگ رقص کنان ہون اور ہر ایک زر و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو اور پوشاک بھی نہایت پر زر و پر تکلف و
عمدہ ہو علاوہ اسکے تمکو تعلیم کرنا اس بارۂ خاص مین گویا حکمت لقمان کو سکھانا ہے کسواسطے کہ تمکو آراستگی جشن کی دنیا
صاحب قران اعظم اور صاحب قران اصغر کے قصہ مین ازروے شاہنامۂ خورشیدی تمام و کمال دریافت ہو گئی
ہوگی میری نمائش کی کچھ حاجت نہین ہے تم خدا کی عنایت سے خود فہمیدہ و صاحب فراست ہو اب تم چندروز اس قصر مین
تشریف رکھو اور اسی کے انصرام مین مشغول رہو الغرض حکیم اسقلینوس الٰہی نے تمام حقائق و معارف جو کہ مناسب وقت
تھے حکیم قسطاس الحکمت کو اُسی عالم خواب مین بخوبی سمجھا دیے حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت جب اُس خواب
خوش و خورم سے بیدار ہوے تمام و کمال حال حکیم عفقرطوس جنی کے سامنے ارشاد کیا حکیم الجن نے کہا ہے حکمت مآب
آپ کو حکیم بزرگ نے عالم خواب مین تمام و کمال مدارج تعلیم فرمائے اور مجھ سے پہلے ہی عالم ظہور مین خود ارشاد فرمایا
لیکن ساتھی اسکے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ ایک وقت مین جب ہم عالم رویا مین ارشاد کرینگے جب تم بھی ہمارے اس
راز سے آگاہ کرنا لہذا تا ہنوز مین بھی خاموش تھا اور انتظار مین اس خواب کے تھا کہ جسوقت آپ کو بشارت و
ہدایت جناب فیضمآب سے ہوگی مین بھی اپنا اظہار حال فرخندہ مآل کرونگا۔ الحمد للہ کہ آج وہ معاملہ ظہور پذیر ہوا
اور عقدۂ سربستہ حل ہوا کہ جو آپ کو بشارت صادقہ ہوئی حکیم قسطاس الحکمت نے روزنامچۂ بناے طلسم اجرام
و اجسام کو نکالا اور اُسکو خوب غور سے دیکھا تو واقعی وہ تمام حالات حکیم بزرگ کے جو عالم خواب مین ارشاد فرمائے
تھے مع حالات دیگر کے مندرجۂ کتب تھے اور ہنگام معائنہ کتاب روزنامچہ دروازۂ دوم طلسم کا حال بھی نظر آگیا
فی الحقیقت جناب حکیم عالی منزلت کی خاطر عاطر سے سہو ہوگیا تھا وہ اب مطالعہ روزنامچہ سے تمام و کمال یاد آگیا اور
معلوم ہوگیا اور وہ جو حکیم اسقلینوس نے عالم خواب مین فرمایا تھا قرار واقعی وہ سب تصدیق ہوگیا قصہ کوتاہ بعد مطالعہ
روزنامچۂ تاریخ طلسم حکیم موصوف صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے اُس وقت صاحبقران اکبر فلک قدر کی صحبت
مین ملکۂ صبح دل کشا اور ملکۂ صبح روشنگہر بھی حاضر تھین اور صاحب قران اکبر نہایت خوش و خورم ملکۂ شمسیۂ تاجدار اور
ملکۂ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان سے حرف و حکایات مین مصروف تھے یکایک حکیم قسطاس الحکمت والا منزلت
تشریف لائے صاحب قران اکبر فوراً اُستاد والانژاد کی تعظیم و تکریم کو اُٹھ کھڑے ہوے اور نہایت ادب سے تسلیم بجا لائے
اور مسند کو چھوڑ دیا اور اُستاد کو بجاے اپنے مسند پر بٹھایا اور جناب حکیم قسطاس الحکمت نے تمام حالات اپنے واقعات
اور ہدایت حکیم بزرگ کے بیان فرمائے ابو الحسن جوہر نے کہا پیرو مرشد حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ حکیم اسقلینوس نے

آپ ایسے حکمت مآب کو ہدایت کی حالانکہ آپ بجائے خود واقف راز و اسرار ہین کسی کے افہام و تفہیم کی کیا ضرورت ہی ہان ہدایت و تعلیم اُسکے واسطے مقدم ہی جو جاہل و نادان ہو حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای سلطان ابو الحسن جوہر فی الواقع یہ معاملہ ایسا ہی ہی بعض اسرار طلسم ایسے بھی ہین کہ مین اُسکو نہین جانتا اور مین لاعلم محض ہون اور بعض امور ایسے ہین کہ جسے مین جانتا ہولیکن اور وہ میری خاطر سے سہو ہو گئے اب حکیم عالی مرتبت نے وہ سب بالکل تازہ کر دیے اور جو جو راز و اسرار طلسم مخفی تھے انسے مجھے آگاہ کر دیا اور بعض امور مین نے روزنامچۂ خورشیدی سے معلوم کیے کہ جو بناے طلسم تھے انھین دیکھکے میری خاطر جمع ہوگئی اب مین ہمہ وجہ مطمئن ہو گیا ورنہ دو روز سے اسی فکر و تشویش مین غلطان و پیچان تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہی وجہ ہوئی کہ جناب حکیم صاحب نے بمحبت دلی خواب مین تشریف لاکر مجھے آگاہ کر دیا پھر گیا تھا اور طرفہ یہ کہ روزنامچہ کا بھی مجھے مطلق ہوش نہ رہا تھا نہین تو مین روزنامچہ کو دیکھکے واقف ہو جاتا بلکہ اور جو سہو ہو گیا تھا وہ بھی یاد آجاتا مگر کچھ خیال آیا ظاہر ہے کہ زیادہ تردد آدمی کو پریشان کر دیتا ہی قصۂ مختصر اب حسب الارشاد جناب حکیم بزرگ اور از روے روزنامچۂ طلسم یہ امر قرار پایا ہی کہ پہلے عقد صغرا و کبرا یعنے نکاح و متعہ ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کا مقامات طلسم سفیا مین ہو بعدہ ملکۂ شمسہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان کا عقد وقوع مین آئے بعد اظہار مراتب و مراسم سامان عروسی ان خواتین کے حکیم والا منزلت نے ملکہ صبح روشنگہر کو قلعۂ یاقوت نگار مین روانہ کیا اور ملک اذفرشاہ والد ماجد ملکۂ روشن گہر کو واسطے تیار کرنے سامان عروسی کے پیغام بھیجا اور ملکۂ صبح دلکشا سے فرمایا کہ اب تم بھی اپنے شہر مین جاؤ اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور نہایت تاکید سے ارشاد ہوا کہ شہر عشرت مین پہونچکر جلد سب سامان عروسی کو جمع اور مہیا کرو جب اسباب عروسی فراہم ہو جاوے تم یہان چلی آؤ بعدہ ملکۂ ناطقہ روشن بیان نے واسطے چندروز کے رخصت وطن طلب کی اور بعد حصول رخصت شہر ظہورستان اپنے وطن کو روانہ ہوگئی اور ملکۂ شمسۂ تاجدار نے جب سب کو اپنے اپنے وطن جاتے دیکھا بس آپ بھی مصلحتاً رخصت لے کے قصر اخضر کو روانہ ہوگئی اور اپنی کنیزان خاص یعنے خلدرانہ ماہ رخسار وغیرہ کو حکم دیا کہ تم لوگ صاحب قران اکبر کی حضوری مین حاضر رہو لیکن خبردار کوئی امر خلاف طبع شہریار گردون وقار کے ہونے پائے نہایت ہوشیاری اور جانبازی سے خوب سمجھکے کام کرنا اور انشاء اللہ المستعان عروسی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن تک اپنا سامان عروسی تیار کرکے لیتی آؤنگی خلاصہ یہ تمام خواتین اجازت و رخصت جناب حکیم عالی منزلت سے لیکر واسطے تیاری سامان عروسی کے اپنے اپنے شہر و وطن کو ہوگئین بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اکبر کو ہمراہ لیکر اُس قصر عالی مین تشریف لائے اور تمام کیفیت اندرونی و بیرونی ملاحظہ فرمائی واقعی اسقدر وسیع و رفیع الشان ہی کہ جسکا نظیر آج تک ہماری نظر سے نہین گذرا ہر چند کہ طلسم اجرام و اجسام مین بڑے بڑے عالی شان اکثر قصر ہین کہ مشکوے فلک سے جنکو نسبت دیجاے تو بجا ہے اسواسطے کہ اس قصر عالی شان کے متعلق ہزار قصر و منازل ہین کہ جنمین ہر ایک بجاے خود قصر عالی شان معلوم ہوتا ہی

اسواسطے کہ اسکے ہرایک قصر و منزل کے ساتھ نشوونما ایوان رفیع و وسیع ہین اور اکثر قصور و خانہ و باغ و پائین باغ اور چمن پربہار والی قصور مین تعمیر کیے گئے اور ہر ایک قصر مین نقش و نگار مینا کار اور مطلا و مذہب ایسے ہین کہ عقل کام نہین کرتی اور یاقوت و زمرد کی وہ پچی کاری ہے کہ گویا قلم سے لکھا ہوا ہے اور بوٹیان اور پتیان اور نگین ایسی بھری ہوئی ہین کہ جیسے قدرتی ہوتی ہین۔

قصر عالی شان کا ملاحظہ کرنا حکیم قسطاس الحکمت اور صاحب قران اکبر کا مع اپنے تابعین کے



الغرض بعد ملاحظہ فرمانے قصور و ایوان کے جناب حکیم فیضمآب نے اپنے شاگرد خاص یعنے حکیم ابو المحاسن کو شاہزادۂ فلک قدر کے ساتھ کردیا اور فرمایا کہ اب باقبال و دولت شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مین تشریف لیجاؤ اور تمام جواہر و اشجار جواہر و اثمار وغیرہ مال و متاع طلسم ساتھ لیکر جلد تر یہان تشریف لاؤ اور بعد جانے صاحبقران اکبر کے خود بنفس نفیس دروازۂ طلسم عجائبات کی طرف متوجہ ہوے کہ دروازۂ دوم عجائبات کو اس جانب سے کھولدیں اسلیے کہ دروازۂ طلسم کا کھلنا اعمال طلسم پر منحصر و موقوف تھا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر مع ابو المحسن جو ہمراہ حکیم ابو المحاسن شہر عسکریہ کو روانہ ہوے اور خلدانہ وغیرہ جو کہ کنیزان خاص ملکہ شمسہ تاجدار کے تھین بنی آدم و بنی الجان قصر النیرین مین رہین اور انتظار مین اپنی اپنی خاتون عالی منزلت کے چشم براہ تھین تاکہ جسوقت ہماری خواتین معاودت

کرین بس ہم بھی آنکے ساتھ شہر عسکریہ کو چلینگے جب صاحب قران اکبر شہر عسکریہ کے قریب پہونچے اور شہر عسکریہ مین خبر آمد آمد شہریار گردون وقار کی مشہور نزدیک و دور ہوئی ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم بیضا یعنے ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار مع بشیر ویہ دلاور و ملک افلاک مینائی و ملک معین و ملک زردھنگ وغیرہ بادشاہان طلسم باجاہ وحشم وخدم استقبال کو آئے اور بعد بجا آوری مجرا و آداب شہزادۂ عالیجناب کی رکاب کو بوسہ دیا بعد اسکے ملک اذفرشاہ نے اعیان مملکت وارکین سلطنت کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور مزاج پوچھا بعدہ کہا۔ نظم

که ای شهریار سعادت قرین ۔ معین تو بادا جهان آفرین
بعالم قشون تو منصور باد ۔ بود دشمنت هرکه مقهور باد
جهان را شهنشاه اعظم توئی ۔ نظر کردهٔ نور عالم توئی
طلسم جهان را بدستت کشاد ۔ نگهدار ذات تو رب العباد

اسی طرح بشیرویۂ دلاور نے دعا و ثنائے شہریاری ادا کی اور کہا۔ اشعار

تا درخشد ماهتاب و تا برآید آفتاب ۔ تا برافروزد شهاب و تا فروتابد شهبا
باد وجاهت بیکران و باد دولت بیقیاس ۔ حال نکبت بے زوال و سال عمرت بے فنا

بعد ازان ملک اذفرشاہ نے التماس کیا کہ ای شہریار گیتی ستان حضور غریب خانۂ فقیر کو اپنے نور قدم سے منور فرمایئے کہ باعث فخر اس خاکسار وخیرخواہ کا ہو صاحب قران اکبر نے ملک اذفرشاہ سے معانقہ و مصافحہ کیا اور مزاج پرسی فرمائی اور شہر عسکریہ مین نہایت جاہ وحشم سے مع ملک اذفرشاہ داخل ہوئے ہنوز وہ شہریار در شہر پناہ تک پہونچے تھے کہ ایک بار چار طرف سے غلغلۂ تحسین و آفرین و مبارک باد اٹھا شہریار عالم گیر نے ہر چہار طرف ملاحظہ فرمایا لیکن کسی بشر کی صورت نظر نہ آئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر در و دیوار سے مبارک باد کی صدا آتی ہی شہزادۂ عالی وقار آہستہ آہستہ سیر کرتے سرائے شاہی مین تشریف لائے اور تخت رفعت وجہانبانی پر رونق افروز ہوئے ملک افرشاہ نے شاہزادۂ کامگار کی دعوت و مہمانی کا سامان ملوکانہ کیا اور جلسۂ رقص و سرود قرار دیا گیا شاہزادۂ گردون حشم نے بعد ماحضر تناول فرمانے کے تمام شب ناچ ملاحظہ فرمایا آواز نغمہ و سرود سے محظوظ ہوئے اور اُن پریزادان زہرہ جبین نے ناچنے اور گانے مین کمال اپنا دکھایا اور نہایت عمدگی سے رقص کیا۔ صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوئے دوسرے روز صاحب قران اکبر گیتی ستان نے حکم دربار عام دیا کہ جملہ سرداران ذی وقار و سلاطین عالی مقدار و اُمرا و ارکین و مدبران ممالک و رؤسائے نامدار شہر کے دربار مین حاضر ہون اور اسی وقت اُس گردون وقار نے لاقوت شاہ و قحفان و غیلان وغیرہ تینون جفا شعار کو جو کہ مقید تھے دربار مین طلب فرمایا اور اس جلسہ عام مین نصیحت فرمائی لیکن اُنکو کچھ اثر نہوا گو کہ بہت نصیحت اور فہمائش فرمائی لیکن کسی طرح راہ راست پر نہ آئے ملک اذفرشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار ان نصائح وپند سے کیا فائدہ۔

شعر

باسیہ دل چہ شود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ

شہزادۂ عالی وقار نے ملکہ رنگ افروز دختر لاقوت شاہ جنی سے فرمایا ای ملکۂ پریزادان تم اپنے پدر بد گہر کے حق مین کیا کہتی ہو جلد تر یہ مردود راہی دار البوار ہوا چاہتا ہی ہمنے جو حق سمجھانے کا تہا سمجھا یا لیکن ان نالایقون کے خیال و فہم مین نہ آیا یہ راندۂ درگاہ ایزدی اپنی شقاوت قلبی سے باز نہین آتے ہم ناچار ہین ملکۂ رنگ افروز نے عرض کیا ای شہر یار گردون وقار یہ کنیز خاص جب داخل اسلام ہوئی تو ان کافران غدار وستم شعار سے مجھے کیا سروکار جو جیسا کریگا ویسا پائیگا جب حضور کی فہمایش انپر موثر نہوئی تو مین کیا چیز ہون یہ جہنمی کا ہیکو سمجھینگے آپ کو ہر طور اختیار ہی حد شرع اس بدین پر جاری کرنا واجب ولازم ہی صاحب قران اکبر نے لاقوت وغیرہ بیس نفر ابلیس پرست اسیرون کو اذفر شاہ کے حوالے کرکے حکم دیا کہ ای بادشاہ طلسم تمکو اختیار دیا جاتا ہی جسطرح سے تمہارا دل چاہے ان اشرار کفار کو قتل کرو اور اپنا عوض قرار واقعی لو ملک اذفر شاہ نے اسی وقت لاقوت کو نہایت ذلت سے ہلاک کیا اور لحفان وغیلان وغیرہ نوجوانون کو تیر باران کرایا اور انکی لاشین سر چوک لٹکوا دین تا آیندگان وروندگان دیکھکے عبرت کرین اور ایسے جرم کے مرتکب نہون بعد دربار عام کے صاحب قران اکبر جواہر خانۂ بزرگ طلسم مین تشریف لائے درخت طلا وجواہر طلسم حیر تکدۂ آصفی اور اثمار جواہر طلسم اور چہل چراغ سلیمانی وغیرہ اشیاے نفیسۂ طلسم مع دیگر اسباب وسامان حکیم ابو المحاسن کو تفویض کر دیا حکیم صاحب موصوف اسی دن اس مال ومتاع طلسمی کو ساتھ لیکر قصر النیرین کو روانہ ہو گئے اور شہر یار گردون وقار شہر عسکریہ مین مقیم رہے اور ملک اذفر شاہ کو تیاری سامان عروسی کا حکم دیا اذفر شاہ نے حسب الحکم عالی ہر ایک مقام مین اسباب آرایش وغیرہ کو جمع کر دیا اور پریزادان چابک دست کو نہایت حسن تدبیر سے آراستگی سامان کتخدائی پر مامور فرمایا اور تاکید حکم دیا کہ اشیاے زینت مین کسی طرح کا فرق نہین شہر وقلعہ وغیرہ آراستہ ہو کہ پہلے سامان عقد صبح دل کشا ہوگا بعد اسکے ملکۂ صبح روشن گہر کا متعہ قلعہ یاقوت نگار مین واقع ہوگا بعد اس جشن صغرا کے جشن کبرا کا انتظام کیا جائیگا مگر فی الحال دونون عقد مین یہ امر قرار پایا ہی کہ شاہزادۂ فلک جاہ با شکوہ ملوکانہ شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم بیضا سے سوار ہو کر قلعۂ یاقوت نگار مین تشریف لیجائین اور تیس فرسنگ راہ جو کہ مابین شہر عسکریہ اور قلعہ یاقوت نگار کے واقع ہوئی ہے منزل بمنزل بہ آرام تمام طی کرین اسطرح سے کہ تمام رات بعیش وآرام مین بسر کرکے اور صبح کو کوچ کرکے ایک پہر مین وہ مسافت طی ہو تا کہ کسی کو ناگوار نہو سب اپنے اپنے کام بخوبی انجام دیسکین بعد عقد ومتعہ کے دونون ماہ جبینون کو موافق رسم ورواج قدیم شہر عسکریہ مین لے آنا چاہیے اور نکاح ومتعہ کے واسطے حکماے عالی وقار نے ایک روز سعید مقرر فرمایا ہی اس روز نوبت خانۂ جشن کتخدائی رکھنا چاہیے اور شیر دیہ دلاور کو حکم ہوا کہ تمام شہر عسکریہ آئینہ بند کیا جاے اور شہر عسکریہ سے تا بہ قلعۂ یاقوت نگار دونون طرف روشنی چراغان وغیرہ تمام رات کیجائے اور آتشبازی ہر قسم کی

عمدہ چار طرف قلعہ کے نصب کیجاے اس عرصہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز مع صبح دل کشا با سامان عروسی قہرع شبیہ سے
قلعۂ یاقوت نگار مین داخل ہوئی اور ملکہ شمسۂ تاجدار عذب البیان بھی شہر عسکریہ مین پہونچین یعنے ملکہ شمسۂ تاجدار اور
ملکۂ ناطقۂ روشن بیان وخلدانہ ماہرو و دختر ملک افلاک شاہ و دختر ملک متین وغیرہ نازنینان آدم زاد صاحب قران اکبر
کشورستان کی طرف سے ساز وسامان عروسی مین شریک رہین اور نازنینان پری پیکر مع نوبہار گلشن افروز دونوعی عروس
کی زینت و تزئین و آراستگی مین مقرر و معین ہوئین اور دوسرے کاربرداران چالاک و بے باک و منتظمان واقف آئین
سلاطین و وزرا و وابستگان دامن دولت و خیرخواہان چابکدست نے شہر عسکریہ کو تا قلعۂ یاقوت نگار کثرت روشنی سے
رشک وہ آتشخانۂ بلخ کر دیا بعد اس سامان تزئین و آرایش کے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو اردوے معلی
کی طرف روانہ فرمایا اور کہا اے برادر بجان برابر تم فوراً لشکر ظفر پیکر مین جاؤ اور سرداران و افسران لشکر اور سلاطین ذی وقار
کو اول فتح طلسم کی خوشخبری دینا بعد اسکے یہ انتظام کرنا کہ تم امیر مجاہد الدین دلاور کو لشکر کا سپہ سالار کرنا اور اختیار
کل دینا اور امیر محمدؐ دلاور کو سالاری لشکر سے سرفراز کرنا اور کل دلاوران و سلاطین ذی وقار کو اس امر کی اطلاع
دینا کہ صاحب قران اکبر کشورستان چالیس روز تک زمین طلسم مین پرونق افروز رہینگے بعد مدت مذکورہ کے انشاء اللہ
تعالے جشن صغر اسے فرصت پاکر مظفر و منصور داخل اردوے معلے ہونگے تم کسی طرح کا اندیشہ نکرنا کسواسطے کہ بالفعل
معاملات جنگ بافضال پروردگار عالم یکسو ہین اور ہر طرح خاطر جمع ہے بفضل ایزد باری کسیطرح کا اندیشہ و فکر نہین ہی
اگر سلاطین کفار سے کوئی صورت جنگ وپیکار کی پیدا ہوگی تو بقدرت قادر حقیقی ہمارے لشکر مین اکثر پہلوانان تہمتن
و دلاوران گردن شکن مثل امیر مجاہد الدین دلاور اور امیر محمد و امیرزادہ سیف الدین تہور شعار کے موجود ہین فوراً
قرار واقعی اُس لشکر اشرار و کفار کو گوشمالی دینگے اور بخوبی لشکر کفار کا استیصال کر دیا جائیگا ہان ایک جمشید خود پرست
کا البتہ کچھ خیال و اندیشہ ہی کہ وہ ایک ہی نطفۂ شیطان و بلاے بد ہی مکر و فریب مین اپنا مثل نہین رکھتا اور صاحب قوت
و زور بھی ہی اور ساحر ہونا تو سب ہی جانتے ہین ایسا نہو کہ کوئی فتنہ تازہ برپا کرے لیکن بہرصورت فضل الٰہی شامل حال ہی
تو کیا غم ہی وہ مادر بخطا کیا قدرت رکھتا ہی کہ نظر بد سے لشکر اسلام کو دیکھ سکے اور شاید ایسا اتفاق ہوا تو امیرزادہ امیر محمد
عالی وقار اور امیرزادہ سیف الدین نامدار اُسکی آنکھین نکال لینگے اور خاطر خواہ اُسکی گوشمال کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا تو ہر ایک پہلوان لشکر فیروزی اثر اُس حرامزادے کی سرکوبی کو کافی و وافی ہوگا اور وہ دونوں لاور دوران شیر دیہ
شجاعت و نہنگ بحر جرأت یعنے امیرزادہ امیر محمد و امیرزادہ امیر سیف الدین فنون سپہ گری اور زور و قوت دست و
بازو مین جمشید خود پرست ملعون سے کہین زیادہ ہین کسی طرح کم نہین ہین اور بارہا معرکہ جنگ مین جمشید کو زک دی
ہی اور جنگ مغلوبہ کا تو کسی طرح یقین نہین ہے کہ ہو سکے اسکا وہم و گمان بھی نہین ہی اگر کوئی موقع جنگ مغلوبہ کا
ہوا بھی تو اگر ہزار برس یہ فلک کجرفتار چرخ مارے تو بھی لشکر اسلام کا روبان سیلا نہین ہو سکتا اور مقابلہ کرنا تو

ایک امر جداگانہ ہی ہمارا لشکر فتح پیکر بفضل رب اکبر دریاے قہار ہی جسکا شمار قیاس سے باہر ہی اس حال مین اگر کفار مقابلہ کرینگے تو کیا کر سکتے ہین حدیث نبوی سے ثابت ہی کہ جب کفر و اسلام سے مقابلہ ہوگا تو اسلام ہی قوی نکلیگا الغرض ہمکو کسی طرح کا اندیشہ و فکر نہین ہے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو سب مدارج و مراتب سمجھا دیے اور آپ دوسرے محلے کو فود بدولت روانہ ہوے ادھر سلطان ابو الحسن جوہر بتعجیل تمام لشکر ظفر پیکر مین آیا اور امیر مجاہد الدین بن بدر الدین و امیر زادہ امیر محمد و امیر زادہ سیف الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل و امیر سلطان وغیرہ دلاوران نامدار و تہور شعار و مقربان بارگاہ صاحب قران اکبر سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور حالات حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی صاحب قران اکبر گردون حشم اُن امراے عالی وقار سے تخلیہ مین بیان کیے اور ہر ایک امیر سے بتاکید کہا کہ فی الحال چند روز اس امر کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ صاحبقران اکبر کشور ستان نے حکم قطعی یہ دیا ہی کہ تا تشریف آوری بابدولت اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ایسا نہو کہ لشکر کفار سے کسی طرح کی شورش پیدا ہو اور بیکار فتنہ و فساد تازہ قائم ہو جاے اُسوقت ہمکو ایک طرح کا تردد لاحق حال ہوگا بعد اسکے پھر حسب الحکم صاحب قرانی امیر مجاہد الدین دلاور کو اختیار لشکر فتح پیکر دیا اور یعقوب حرانی کو اپنا منصب نگہبانی تفویض کیا اور بتاکید یہ بھی کہا کہ شب و روز لشکر کی محافظت و نگرانی مین ہمہ تن مصروف رہنا اور اسی طرح سے امیر محمد دلاور کو عہدۂ سپہ سالاری لشکر فتح پیکر سے ممتاز کیا بعد اس گفت و شنید کے سلطان ابو الحسن جوہر پادری ایدروس کی خدمت مین آیا اور پہلے صاحب قران اکبر گردون فر کا سلام شوق پہونچایا بعد اسکے تمام سرگذشت پادری سے بیان کی اور اس حال کو بھی بیان کیا کہ جناب حکیم اسقلینوس الٰہی نے عالم واقعہ مین حکیم قسطاس الحکمت کو جشن عروسی صاحب قران اکبر کے بارۂ خاص مین یہ بشارت دی ہے کہ پہلے عقد صغرا ملکہ صبح دلکشا و ملکۂ صبح روشن گہر کا شاہزادۂ والاقدر سے ہوگا اور ان دونون کا عقد سرزمین طلسم بیضا مین قرار پایا ہے لہذا جشن عروسی ملکۂ شمسہ تاجدارا اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان کو بھی جلد آراستہ کرنا چاہیے کہ اب تھوڑے عرصہ مین مقدمات جنگ و پیکار بھی تمام و کمال بفضل خدا فیصل ہو جائینگے پادری ایدروس نے یہ سنکے اُسی وقت روزنامچہ کو منگوا کر معاینہ کیا واقعی جو کچھ سلطان ابو الحسن جوہر کا بیان تھا وہی روزنامچہ مین بھی تھا جب روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ چکا ابو الحسن جوہر سے کہا اے گرامی قدر و عالیجاہ

تم بھی ایک نظر اس روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ لو کہ کس قدر مطابق تمھارے
بیان سے ہے۔ سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی بمجرد
کہنے پادری ایدروس صاحب کے
روزنامچۂ بزرگ کو دیکھا

سلطان ابو الحسن جوہر اور پادری ایدروس کا روزنامچہ کو دیکھنا



اسمین یہ عبارت تحریر تھی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ حسب الحکم صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر اس جشن عروسی
کے بارہ مین یہ تجویز ہونا چاہیے کہ قبل از عقد ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقۂ روشن بیان
دو عقد صغرا پریزادان طلسم کے شاہزادہ معز الدین سے اسی سرزمین طلسم بیضا مین واقع ہونگے اور ملکہ شمسہ تاجدار
باستر ضاے خود شاہزادۂ عالی جاہ کے ساتھ طلسم مین جا کر اُن دونون پریزادون کا نکاح کرینگی اور بعد عقد کے دونون کو
اپنے ساتھی لیے ہوے آئینگی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقۂ روشن بیان اس عقد مین شریک ہونگی اور عقد
کے بعد شاہزادہ خورشید منزلت اُردوے معلے مین جا کر معاملات جنگ فیصل کریگا اور کفار و اشرار کو تہ تیغ کریگا بغیر یکسو ہونے
معاملہ جنگ کے مانع جشن عروسی کبرا کا ہوگا بعد طے ہونے مہم جنگ کے جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
و ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کا نہایت اہتمام سے آراستہ و پیراستہ کیا جائیگا جب ابو الحسن جوہر نے روزنامچۂ بزرگ کی عبارت
دیکھی نہایت تعجب کیا اور بانیان طلسم کی پیشین گوئی کی نہایت تعریف کی بعد اسکے پادری ایدروس سے رخصت ہو کر
صاحب قران اکبر کے حضور مین حاضر ہوا اور تمام احوال خیریت مآل لشکر ظفر پیکر کا گوش گذار کیا صاحب قران اکبر
گردون حشم نے بعد آنے سلطان ابو الحسن جوہر کے دو جلسۂ عیش و طرب جشن کے مقرر فرمائے اس تفصیل سے کہ پہلا
جشن قبل عقد صغرا شہر عسکریہ مین مقرر ہوا اور جشن دویم عقد قلعۂ یاقوت نگار مین مقرر ہوا اور اسی جشن اول مین شاہزادۂ
کامگار گردون وقار باشوکت و جاہ تخت عشرت پر جلوہ افروز ہوے اور فقرا و مساکین کو داد و دہش سے غنی کر دیا۔ واضح ہو کہ
شہر یاقوت نگار مین ایک شراب خانہ نہایت سال خوردہ تھا جسمین ایک عرصہ سے شراب کہنہ رکھی تھی اور اُس شراب خانہ مین

بانیان طلسم نے ایسی زبردست طلسم بندی کی تھی کہ آج تک کوئی متنفس اُسکے حال سے وقوف نہ رکھتا تھا ایک شخص قوم جن سے جسکا نام ذو الخمار جنی تھا موکل اس شراب خانہ کا تھا اور وہ اسی خدمت پر مامور تھا کہ جب تک فصل انار ہے افشردۂ انار طلسم سے شراب تیار کرے اور اسی شراب خانہ مین جمع کرتا جائے چنانچہ پشت بہ پشت سے ذو الخمار جنی کی نسل مین ایک کے بعد ایک اپنے اپنے زمانہ مین عہدۂ داروغگی خمخانہ پر مقرر و معین ہوتا چلا آتا ہے اور یہ ذو الخمار جنی اب اخیر زمانہ مین داروغہ شراب خانہ کا ہے الغرض بانیان طلسم نے اس شراب کو خاص اس غرض سے ترتیب دیا کہ جسوقت ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ نازنینان شمع رخسار و پریزادان گلعذار وغیرہ پریزاد و آدم زاد صاحب قران اکبر کے عقد و نکاح مین تشریف لاوین بلکہ اور جملہ نازنینان طلسم جو بعقد نکاح صغرا یا بنکاح کبرا یا بعنوان کنیزی شاہزادہ عالی قدر کے شرف زوجیت و مواصلت سے سرفراز ہون اس شراب عجیب سے نوش کرین اور اس شراب مین یہ خاصیت ہے کہ بمجرد نوش فرمانے جام شراب مذکور کے رشک و حسد و رنج و ملال آپس مین کسی طرح کا باقی نہ رہے اور ایک طرح کا جوش محبت خود بخود دل مین پیدا ہو الغرض روز اول جشن عروسی ذو الخمار جنی صاحب قران اکبر کی خدمت مین موافق ہدایت و بشارت کے حاضر ہوا اور بعد سلام مبارکباد فتح طلسم کی دی اور چند شیشہ بلورین مع جام یاقوت نگار اس شراب عجیب الفعل و نادر الخواص کے نذر شاہزادہ گردون حشم کیے اور حال شراب سے مع خواص آگاہ کر دیا اور عرض کی کہ بانیان طلسم نے یہ شراب نادر الخواص محض اسی روز جشن مسعود کے واسطے تیار کی تھی کہ ایام جشن عروسی مین کام آویگی ادنی اور اعلے کوئی اس شراب راحت بخش و فرحت دہ قلب و جگر کے ذائقہ سے محروم نہ رہے اے شہریار کامگار اس شراب کا پینے والا کسطرح کا کوئی شخص ہو وہ ظاہر و باطن مین کسی اپنے دشمن جانی و قاتل سے کبھی ملال دلی نہ رکھیگا بلکہ جسقدر لوگ کہ حاضرین محفل ہونگے اُنمین ایک طرح کا آپس مین اتحاد و محبت دلی کا دخل ہوگا کہ بےدن دیکھے ایک کے دوسرے کو قرار و آرام نہوگا علاوہ اسکے یہ شراب طلسمی ایام جشن تک حاضرین جشن کے واسطے کافی و وافی ہوگی اسقدر متعدد شیشہ و قرابے تیار ہین صاحب قران اکبر اس حال عجیب کو سنکر نہایت خوش و مسرور ہوے اور بانیان طلسم کی مکرمت و عنایت کا شکریہ ادا کیا اور بدعاے خیر یاد کیا اور ذو الخمار جنی کو بعطیۂ خسروانہ و شاہانہ سرفراز فرمایا اور خلعت گرانبہا مرحمت فرماکر رخصت فرمایا

اب راوی ہنرور صاحب قران اکبر کو جشن عیش و عشرت مین مشغول رکھتا ہے اور چند کلمہ بیرون طلسم یعنی لشکر کفار و اشرار کی بدباطنی و بدافعالی کے بیان کرتا ہے اور نیز فتنہ پردازی جمشید خود پرست راندۂ درگاہ الٰہی کی لشکر اسلام سے اور جنگ و پیکار کرنا اُس لعین و بدکردار کا دلاوران لشکر فیروزی اثر سے اور دعواے صاحبقرانی بلکہ ادعاے خدائی اُس

نابکار کا باعانت ساحران مردود و مقہور مع واقعات و حالات دیگر کے - نظم

سُنلے یہ اضطراب مرادو ستانہ ہے
ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے

کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے

دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و استربا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے

ای عندلیب جان چمن جسم پرنہ پھول
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے

انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست
اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے

یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہر زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے

رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار سے
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے

کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے
کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

کہنا تھا جو نسیم نے تجھے سب سُنا چکے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

بیت

بکے تازہ تر داستان آورم
بپیش سامعان ارمغان آورم

سخنسنجان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس قصۂ حیرت افزا کو یون زیب قرطاس رنگین اساس کرتے ہین کہ جب یہ خبر تحقیق اُس نطفۂ ناتحقیق پلید جمشید پلید خود پرست کو صحیح پہونچی اور کئی مردمان معتمد کی زبانی یہ سُنا کہ عرصۂ بعید سے ملکہ شمشہ تاجدار قصر اخضر مین ہلین ہی اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان سلطان ابو الحسن جوہر اُردوے معلے سے کسی طرف کو بلا اطلاع حال خود چلے گئے ہین اور نہین معلوم کس طرف چلے گئے ضمار منکوس منحوس سے پوچھا ای اُستاد یہ تدبیر کچھ تغیر حال کھلا کہ یہ لوگ بہیئت مجموعی کس مقام مین گئے طبعی بولا غالب ہی کہ معز الدین نے طلسم فتح کیا انھین تماشاے قصور و خزائن موفور کے لیے جو کہ طلسم سے دستیاب ہوے ہین گئے ہون جمشید قرمساق ہنسا اور کہا او گیدی مسخرے کاش تجھے تھوڑی سی عقل کہین سے خیرات ملگئی ہوتی تو ہمارا کام رونق پذیر ہو جاتا - نظم

قرمساق کیا دخل اس بات کا
ہمین کیون نہ یہ سب دکھائے گئے

کہ اسکے لیے سب بلائے گئے
گدھے مسخرے تیری داڑھی پہ تھوک

خزانون کو دیکھین مکانون کو بھی
نشان تجھ مین الو کے پائے گئے

ضمار منکوس دیوث طبعی بولا ارے مادر بخطا حبشی بچہ روسیاہ نطفۂ ناتحقیق جیسا تو نے مجھ سے سوال کیا ویسا جو کچھ خیال مین آیا جواب دیا آخر تیرے خیال ناپاک مین کیا آتا ہی جمشید بولا یہ تو نے کسطرح جانا کہ معز الدین نے طلسم بیضا فتح کر لیا اور جشن بھی ٹھہر گیا اور ایسا جلدی اطمینان بھی ہو گیا کہ جو تماشا دیکھنے کو بلایا ایسی خوشی ہوئی

ارے حرامزادے یہ کیون نہین کہتا کہ معز الدین کے سر پر کوئی آفت ارضی و سماوی ایسی آئی ہو کہ جس سے یہ لوگ گھبرائے
ہوے گئے ہین تاکہ کوئی تدبیر کرکے معز الدین کو اُس آفت سے نجات دلائین اور ملکۂ شمسۂ تاجدار عذب البیان بیقرار
ہوگئی ہوگی کہ وہ محفل ماتم اپنے طلسم مین قرار دے اور خود معز الدین کے ماتم مین بیٹھے روئے پیٹے اور جتنے لوگ
خیرخواہ و ہواخواہ معز الدین ہون وہ سب ملکۂ شمسۂ تاجدار کو پرسا دین کہ یہان بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے معز الدین کا
کوئی وارث جائز نہین ہو ضار منکوس منحوس بولا او غلام بچے لعنت ہو تیری اس عقل پر جو تجھے نصیب ہوئی ہے تجھے
خیال نہین ہو کہ ملکہ شمسہ تاجدار ابھی ناکتخدا ہو اُسے کیا ضرور ہو کہ وہ ماتم داری معز الدین کو جائے یہ بات بھلا کیسی
کبھی عقل مین آتی ہے جمشید اپنے اُستاد سے یہ سُنکے خوب ہنسا اور اُستاد کی داڑھی کو پکڑکر خوب ہلایا اور ہاتھون کو چوما
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا واہ اُستاد خوب پہنچے کیا خوب تجویز کیا سچ تو یہ ہو کہ تو نے بھی جھک مارا اور مین بھی لغو بکا -
اب تو کتاب نجوم کھول اور زائچہ کرکے بزور علم نجوم دریافت کر کہ معز الدین پر کیا آفت گذری اور یہ لوگ کسواسطے مضطراً
یہان سے بھاگے ہوے بدحواس گئے ہین اور شمسہ تاجدار کے جانے کی کیا وجہ ہوئی جلد مجھ سے اس حال کو بیان کر
لیکن اُستاد صحیح صحیح حال ہو اگرچہ ایک بھی یہ بات نہوئی ہو یا غلط ہو تو اُستاد خطا معاف جوتے سے خبر لونگا اسمین
فرق نہوگا ضار منکوس بولا یہ تو نے بڑا جھگڑا بیان کیا اسکو ایک مدت چاہیے اور بڑی محنت و مشقت سے ہوگا
کیا تو یہ امر سہل سمجھا ہو مجھکو اسقدر فرصت کہان اور آپ سے کیا غرض ہو کہ مین بے فائدہ اسقدر مشقت کرون اپنی
جان کو مفت عذاب مین ڈالون جمشید بولا ارے گیدی اس تیرے کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ معز الدین کسی بلا مین مبتلا ہوگیا
اب مین اُسکے لشکر کا بھی خاتمہ کیے دیتا ہون ایک متنفس کو زندہ و سلامت نہ رکھونگا ضار منکوس منحوس بولا اُسکا لشکر ایسا
نہین ہو کہ تو یکایک اُسکو قتل و غارت کرے جمشید بولا آخر تیرا سحر و جادو کس روز کام آئیگا کچھ تو کار برآری ہونا چاہیے
ضار منکوس نے کہا ارے حرامزادے مجھے ساحر سمجھا ہو مین نے سحر کا کب دعوے کیا ہو مین سحر کو کیا جانون ہان علم
سحر کچھ معلوم ہو اور عمل سے سحر کے مجھکو ازحد کراہت ہو کسواسطے کہ سحر مین نجاست کو دخل ہو ایسا گندہ دماغ کہان سے
لاؤن جمشید پلید بولا اس نازک دماغی سے معلوم ہوتا ہو کہ تو فرقۂ حکماے عالی دماغ سے ہو یہ بھی غلط ہو حکیمون کی تو بو تک
بھی نہین ہو دیکھو چشم کور کیسے حکیم لشکر معز الدین مین ہین جنکا شہرۂ حکمت قاف سے قاف تک ہو ضار منکوس بولا
او مادر بخطا آج تجھے خوش طبعی سوجھی ہے تجھے نیا خبط ہوا ہو یہ تو بیان کر کہ تیرے دل مین کیا ہو جمشید نے کہا مجھے یہی منظور
ہو کہ معز الدین کے آنے تک اُسکے لشکر کو غارت کردون ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑون اور نام لشکر کا صفحۂ ہستی سے مٹادون
ضار منکوس بولا یہ امر نہایت دشوار ہو امیرزادہ امیر محمد سا دلاور اور یعقوب حرانی سا بہادر ایسے جوان معز الدین کے
لشکر مین موجود ہین کیا تو انھین نہین جانتا کہ وہ کیسے دونون شیر میدان رزم ہین جمشید بولا یعقوب حرانی بیچارہ یہودی بچہ
ہو تو ہی اُس سے ڈرتا ہوگا مین اُسکا وجود نہین جانتا ہان امیر محمد البتہ ایک جوان جرار و صف شکن ہے پس جب مین اُسکے

قتل کا عزم بالجزم کیے ہون تو اور کیا وجود رکھتا ہی اور کون ایسا پر جگر ہے جو مجھ سے مقابلہ کر سکے اور امیر مجاہد الدین ایک مرد پیر و ضعیف ہی اُسکے ہاتھ سے کچھ ہو سکے یہ معلوم ہی وہ بڈھا کیا کر سکتا ہے اب رہے اور دو چار نوجوان وہ بھی کچھ ایسے ویسے ہی ہین وہ بھلا میرے حملے کی تاب لا سکین گے شاید کچھ میرے مقابلہ مین قیام کر سکین تاہم مین اُنکو کیا سمجھتا ہون کہ وہ کیا مال ہین اُنکو بھی تم ہلاک ہی جانو ضار منکوس بے ناموس نے جو اس نابکار و پلید کو اسقدر مستعد و سرگرم پایا اور یہ تقریر سنی خوب ہنسا اور کہا اگر تیرا قصد ایسا ہی ہی تو خیر تیری خاطر ہے تین دن تو صبر کر مین کچھ سحر پڑھونگا اور تیرے واسطے اپنے اوپر مشقت شاقہ گوارا کرونگا پھر دیکھ تو کیسا عمل زبردست تیار کرتا ہون کہ جسکا ثانی پردۂ دنیا پر نہوا ہی اور نہوگا جمشید نے یہ جو عبارت ضار منکوس منحوس کی زبان سے سنی خوش ہوا اور کہا ای اُستاد بدنہاد۔ شعر

دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست		در پریشان حالی و درماندگی	*

القصہ ضار منکوس دیوث اپنے خیمۂ منحوس مین چلا گیا اور خلوتخانہ مین جا کے وہ کتاب جو کہ چاہ بابل سے لایا تھا صندوق سے نکال کے دیکھنا شروع کی اور ہر ایک عمل سحر کو اپنے سمجھتا گیا اور منتخب کرتا گیا اور خوب بغور و تامل ہر ایک عمل کی ترکیب اور عقل کو زور دے رہا تھا کہ ایک ایک دربان نے آکر عرض کی کہ ایک غلام حبشی سرخ چشم بدہیئت طویل القامت کہتا ہی کہ طبیعی سے ایک کار ضروری ہی جلد اطلاع کرو ضار منکوس نے کہا پوچھو نام تیرا کیا ہی اُسنے کہا نام میرا فیروز ہی ضار منکوس یہ خبر سُنکے خوش ہوا اور کہا جلد بلا لا اس عرصہ مین وہ غلام سامنے آیا بغیر سلام اُس بے ادب نے ایک رقعہ بغل سے نکال کے ضار منکوس کے آگے ڈالدیا اور بیٹھ گیا گیدی نے نامہ اُٹھا لیا اور پڑھنے لگا اُس نامہ مین یہ مضمون تھا کہ ای ضار منکوس منحوس تجھ کو غدار جادو بن خنزیر جادو کی طرف سے معلوم ہو کہ بمجرد دیکھنے رقعہ ہذا کے تن تنہا میرے پاس جلد چلا آ تیری اور جمشید کی مین دستگیری کو آیا ہون اور جو امر مین نے جمشید کے واسطے تجویز کیا ہی بیان اُسکا ملاقات پر موقوف ہی بعد یہان آنے کے سب تجھپر حالی اور روشن ہوجائیگا فقط ضار منکوس نے جو عبارت رقعہ کو دیکھا خوشی سے مثل خرمردہ کے پھول گیا اُسی وقت حکم دیا کہ جلد میری سواری کا شتر تیار ہو جو نہین وہ اونٹ جو تیار ہو کر آیا یہ گدھا فوراً غلام کو ساتھ لیے شتر پر سوار ہوا اور روانہ ہوا تین فرسخ جب راہ کوہستان طی کی ایک غار کوہ معلوم ہوا فیروز غلام حبشی ضار منکوس کو اُس غار مین لیگیا ایک فرسخ کی مسافت قطع کی تھی کہ دور سے ضار منکوس نے ایک دروازۂ باغ کو دیکھا جسکی چارون دیوارین طلاے خالص کی تھین اور فیروزۂ خوشرنگ سے مرصع اس کیفیت کو دیکھ کے ضار منکوس نہایت حیران ہوا اور اُس غلام سے کہا کہ ہم اکثر اس راہ سے آئے لیکن آج تک کبھی اِس سرزمین پر ایسا باغ رشک ارم دیکھنے مین کیا سننے مین نہین آیا الغرض طبیعی اسی حیرت و استعجاب مین داخل باغ ہوا فیروز غلام اُس ولد الحرام کو ایک ایوان قصر مین لیگیا اس ایوان عالی شان کے چبوترے پر ایک حوض پر از آب خوش گوار تھا اُس حوض مین مچھلیان سرخ و سبز تھین فوارے نقرئی و طلائی جاری تھے لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا اُسپر ایک مکار و بدکار ساحر باریش دراز بیٹھا دیکھا فیروز غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ

ضار منکوس منحوس حاضر ہی وہ ساحر بولا کیون او ضار منکوس تونے سلام کیون نہ کیا ضار منکوس حیران ہوا کہ یہ تو طرفہ ماجرا ہی اب تک اس شخص کو کیا جواب دون آخر واسطے سلام کے جھکا خناز جادو تجربھی ہوا مگر تھوڑی دیر کے بعد اشارہ کرسی پر بیٹھنے کا کیا۔ ضار منکوس سلام کرکے کرسی پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے پھر طبعی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا او ضار منکوس تو کس حال مین گرفتار ہے ضار منکوس نے کہا مین آپکے جمال جہان آرا کو دیکھ کے بہت خوش و مسرور ہوا خناز جادو نے کہا او قرمساق بھلا تونے میرا کیا کرشمہ دیکھا کہ جسکے سبب بہت خوش ہوا ضار منکوس اس گفتگو سے خناز جادو سے بہت حیران ہوا مگر اس کافر کا رعب ایسا اسکے دل پر اثر کر گیا کہ دم نہ مار سکا لب بند بیٹھا ہوا ایک ایک کا منھ بحیرت دیکھا کیا پھر خناز جادو نے کہا مین جھوٹ نہین کہتا بہت صحیح و درست کہتا ہون تونے او گیدی جمشید کو صاحب قران بنایا اُسکی تربیت و تعلیم پر کمر ہمت باندھی اور اُس غریب کے واسطے کچھ نہ کیا کہ ایک ایک معز الدین کا ادنی ملازم ہمیشہ جمشید کے سیخ مار کیا کچھ سے پشم کندہ ہوئی نہ وہ مادر بخطا کچھ کر سکا اور واقعی یہ امر ہی کہ جمشید مادر بخطا کچھ مال نہین ہے اور بالفرض اُس گیدی مین کچھ زور و قوت بھی ہی تو اُس معجون ساحران قدیم کی بدولت ہی کہ وہ معجون حکماے کامل الفن کی بنائی ہوئی تھی آخر تو جو ایک نیم حکیم خطرۂ جان بنا ہوا ہی تو کیا جھک مارتا ہی واقعی تو بڑا گدھا ہی تو اس فن سحر کی تحصیل کو بکمال شوق چاہ بابل گیا وہان سے بھی خاک حاصل نہوا بیوقوف ہی رہا سچ ہی ضار منکوس یہ سنکے نہایت شرمندہ ہوا اور سرنگون تا دیر بیٹھا رہا آخر بولا معز الدین کے سامنے کسی کا سحر چل نہین سکتا اسلیے کہ اُسکا مربی حکیم قسطاس الحکمت ایسا صاحب کمال ہی جسکے حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان ایسے عالم باعمل شاگرد ہین وہ سحر کی کیا حقیقت سمجھتے ہین اور اگر ایک مین فن سحر مین ناقص ہون جنگم افسون گر تو کامل تھا اُسکو اُس کمال پر کس خرابی سے مارا ہی کہ بیان نہین کیا جاتا خناز جادو بولا وہ کیا قرمساق تھا اگرچہ وہ گیدی ساحر زبردست تھا لیکن علبش دوست تھا ایسا کہ جان گئی تاہم جنگم کس کیفیت سے لوح معز الدین کی چُرا لے گیا مگر بعنایت اہل طلسم ہفتم پیکر لوح صاحب لوح کو پہونچ گئی او قرمساق تو اصل راز سے بھی واقف ہی اپنی عیب پوشی اسی پردہ مین کرتا ہی شعر

جاننے والون سے کب چھپتا ہی غیب ‖ مجھکو سب معلوم ہین اسرار غیب

ضار منکوس سمجھا بولا کیا آپ نے مجھے اسی سبب سے بلایا تھا کہ دشنام مغلظ دین سواے اسکے اور کوئی کام بھی ہوگا خناز جادو بولا او قرمساق اگر مجھے کام مدنظر نہوتا تو مین تجھے کیون بلاتا آگاہ ہو مجھے خناز جادو خونخوار بن خمریز جادو کہتے ہین اور میرا مقام سکونت جبغۂ کبرے مین کوہ فیروزہ پر ہی ایک روز حسب اتفاق ایک کتاب بزرگون کی نکل آئی اُسمین چند سطرین بطور وصیت آبائی مندرج دیکھین لکھے ہمارے دادا کا جنگم دوست جانی ہے وہ بوجہ کثرت حبس دم کے بہت دنون زندہ رہیگا لہذا ہم اپنے خاندان مین یہ وصیت تاکیدی کرتے ہین کہ جب کسی کا ہمارے فرزندون مین سے سحر ناقص ہو وہ جنگم سے رجوع کرے اور علم سحر سیکھے ہرچند کہ ہمنے اس فن سحر کو حد کمال کو پہونچا دیا ہی کسی کو احتیاج پوچھنے کی

کسی سے نہ رہیگی مگر مبادا الشہر کوئی ناقص ہی رہجاوے تو وہ جنگم سے دریافت کرلے عبارت کتاب کو دیکھکے شوق ملاقات
جنگم پیدا ہوا اور مین نے اُسی وقت اپنے غلام کو واسطے بلانے جنگم کے روانہ کیا اُس غلام نے دریافت حال جنگم کیا معلوم
ہوا کہ جنگم قتل ہوگیا چونکہ وہ غلام بھی سحر مین بیمثل تھا اپنے زور جادو کے سے داخل طلسم بیضا ہوگیا اور مفصل قتل جنگم سے
مجھے اطلاع دی اسوجہ خاص سے کہ جنگم میرے بزرگون کا دوست قدیم تھا قصاص جنگم کا دو اپنے ذمہ واجب گردانا اُن جملہ
عطا کی کیفیت سے مین واقف تھا جب خوب غور و تامل سے دیکھا معلوم ہوا کہ اس کام کے واسطے بجز جمشید کے لیاقت
کسی مین نہین ہے پس یہ سمجھ کے یہان آیا اور تجھکو بلایا کہ تو اور جمشید دونون جسطرح مین بتاؤن اور تعلیم کرون عمل مین لاؤ
کہ سر افتخار تمہارا افلاک ہفتمی سے تجاوز کرجائیگا آیندہ وہ جانے اور تم۔ ضار منکوس منحوس یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا
ای عالی جناب آپکی کیا بات ہی اس لیاقت علمی پر اگر ضار منکوس کے سر مجس پر دو تسمہ پاپوش لگائے تو سزاوار ہی بلکہ سر ترا
ہمرتبہ فلک اول سے ہوجاوے اب غلام کو اجازت ہو تو جمشید کو حاضر کردے خناز جادو بولا مین تجھے جانے نہین دونگا
تو غلام کو بھیج کے بلوالے ضار منکوس نے خولک غلام کو جمشید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ای صاحب قران اکبر
خودپرستان خداوند طبیعت مجردہ تجھپر مہربان ہوگیا کہ ایک دولت بیقیاس ولازوال تیرے واسطے بھیجی ہی یہ آدمی واسطے
دفع تکدر خاطر کے بھیجا ہی تو کسی کا اندیشہ نہ کرنا ہم بھی دو ہی دن مین آتے ہین بر وقت ملاقات کے یہان کا حال مفصل بیان
کرینگے خولک جمشید کے پاس پہونچا اور ضار منکوس کا پیغام کہا جمشید نے اور حال خولک سے پوچھا خولک نے
جو دیکھا بیان کیا جمشید سُنکے شادی مرگ ہوگیا ہوتا لیکن بچگیا اور انتظار مین ضار منکوس کے وہ تین دن گویا تین برس
ہوگئے خناز جادو نے رات دن ضار منکوس کے ساتھ شراب خواری کرنا شروع کی اور تمام روز و شب باہم صحبت شراب کباب
گرم رہی دوسرے روز صبح کو جو ضار منکوس سو کے اُٹھا دیکھا ایک پتھر پر بیٹھا ہون اور خناز جادو ایک پتھر پر علیحدہ
بیٹھا ہی اور کئی غلام دست بستہ حاضر ہین طبیعی حیران ہوا اور کہا ای شاہ جادوگران یہان تم کب آئے اور کیا کام ہی کہ ایسا باغ
بے مثل چھوڑ کے اس صحرای ویران مین تشریف لائے اور اسطرح سے آئے کہ مجھے مطلق خبر نہ ہوئی خناز جادو بولا گیدی
تجھے ان باتون سے کیا کام تو چپکا بیٹھا رہ اسی عرصہ مین ایک غلام کھانا لایا ان دونون حرامزادون نے زہر مار کیا لیکن
ضار منکوس بحر حیرت مین غرق ہوگیا اس کیفیت مین وہ روز گذرا اور رات آئی پھر باتین آپس مین رہین کھانا کھایا شراب
پی پھر اُسی کوہستان مین زیر درخت سو رہے اب صبح کو ضار منکوس بیدار ہوا دیکھا سامنے قلعہ ہی اور بازار قلعہ مین لوگ خرید و فروخت
کر رہے ہین خناز جادو مردود تخت حکومت پر بیٹھا حکمرانی کر رہا ہی اور ہزارون امرا و وزرا مجرا کرتے ہین اور مودب کھڑے
ہو جاتے ہین ضار منکوس کے یہ سامان دیکھکے حواس باختہ ہوگئے دل مین کہا یہ قلعہ اور وہ باغ کہان سے پیدا ہوگیا آخر
دم بخود ہوگیا تاہم ضبط نہو سکا خناز جادو سے پوچھا ای شاہ جادوگران یہ کیا اسرار ہے کہ کبھی باغ مین اور کبھی قلعہ مین سریر
سلطنت پر تمکو دیکھا خناز جادو بولا تجھ سے بلکہ سب دوستون سے وقت فرصت کہدیا جائیگا کوئی امر قابل اخفا نہین ہے

آگاہ ہو کہ یہ وہی مکان ہے لیکن بزور سحر ہر روز دیکھنے والون کی آنکھون مین دوسری صورت نظر آتی ہے اب تو جا اور جمشید کو اپنے ہمراہ لے آتا کہ کل تدبیرین بتا دون اور یہ راز سربستہ مفصل تجھ سے بیان کر دون سب کے سامنے ضار منکوس منحوس نے سر تخبر اپنا اسکے پاے نجس پر رکھا اور آنکھین کف پا سے ملکے کہا پیر و مرشد ضار منکوس نے بنے ہوے تو بہت سے عاقل دیکھے ہین لیکن تجھ سا عاقل زبردست نہ دیکھا اور نہ سُنا ہے اور تمھارے دروازے کی دہلیز بلکہ تمھارے پائیخانہ کو اسی داڑھی سے پاک کرونگا آپ مجھ سے نالائق کو اپنی غلامی سے سرفراز فرمایئے کہ یہ چند نفس حیات مستعار تمھارے آستانہ بوسی اور غلامی مین صرف ہون خناز جادو نے کہا تو صبر کر تیرے دشمنون کو تیرے شاگردون کے ہاتھ سے ملک عدم مین پہونچائے دیتا ہون اور اُسی وقت پھر تجھکو مین اپنا شاگرد بھی کرونگا بلکہ خلیفہ درجۂ سوم اپنا کرونگا

خناز جادو اور ضار منکوس منحوس کے باہم گفتگو ہونا



الغرض ضار منکوس نہایت خوش اور شاد وہان سے رخصت ہوا اور راہ قطع کرتا ہوا داخل خیمۂ نکبت افزا ہو فوراً آدمی ہاتھ جمشید سے کہلا بھیجا کہ جلد کوئی جا تخلیہ کی تجویز کرین تجھ سے ملاقات کرونگا اور جو کچھ کہنا ہے وہ بھی کہونگا جمشید واسطے استقبال کے تا بہ دروازہ بارگاہ آیا اور نہایت اعزاز سے وہ ملعون دست راست خلوت سرا مین آیا طبیعی خوش ہوا اور خوش طبیعی سے منڈے سر پر کہ جہان بالکل بال نہ تھے ایک چپت لگائی اور گلے سے لگا کے منھ چوما اُسنے بھی اُسی گرمی اختلاط مین کئی بال داڑھی کے اکھیڑ ڈالے آپس مین یہی شوخیان ہوئین بعدہ طبیعی نے کہا ای جمشید جبدن سے مین نے مکتب مین تیرے در دولت کو کھولا ہے آج تک تیرا اقبال بڑھتا چلا جاتا ہے اگر دو تین دن مین ملال ہو بھی گیا بجہنم مگر اب ایک مربی الساتیرے لیے خداوند طبیعت مجردہ نے بھیجا ہے کہ مین اُسکا حلقہ بگوش ہو گیا ہون یہ تمام حقیقت خناز خونخوار کی

بیان کی جمشید خوشی سے اُچھل پڑا دونون ناچنے لگے ضار منکوس نے جمشید سے کہا او مادر قحبہ یہ کیا بات ہی اس سے
کیا حاصل آخر یہ دونون مردک پوشیدہ رات کے وقت ضار منکوس اور جمشید ملعون بحیلہ سیر باتین کرتے ہوے لشکر سے
باہر نکلے کسی کو ساتھ نہ لیا اور بدستور اُس باغ بے مثل ولاجواب مین پہونچے دیکھا جادوگر مردود تخت پر بیٹھا ہی اور اسباب
شراب وغیرہ سب موجود ہی جمشید اور ضار منکوس نے بادب تمام سلام کیا وہ ساحر حرام زادہ اُسوقت وہ کافر ازلی
علت ابنہ مین گرفتار تھا جمشید کو پسند کیا معکوس دراز ہوگیا یہ سمجھا بھی مستعد ہوگیا طبیعی کے سامنے خاک ذلت
سر پر ڈالی پھر جمشید سے بولا کچھ جانتا ہی طالع بلند نے تیری طرف رخ کیا ہی کہ مجھ سے ساحر زبردست نے تیری مدد پر
کمر ہمت کو چست باندھا ہی اب کئی چیزین اور مین ساتھ لایا ہون جنکی پناہ کسی چیز سے ممکن نہین ہی چونکہ تیرا مذہب
الحاد اور طبیعت پرستی ہی خدائی دعوے کرنا اور کہنا مجھے خداوند طبیعت مجردہ نے اپنا نائب کیا ہی اور لوگون کو سجدہ
کرنے کو مقرر کیا ہی بعد اسکے ایک مہر نکالی اُس مہر پر نقش کندہ تھے آگ مین ڈال دی جب سرخ ہوگئی ماتھے پر جہان سے
بال نکلتے ہین چپکا دیا جس سے آواز آئی گوشت جلگیا نقش ابھر آیا پھر دوا ملی اسکے سبب زمین نقش کی سفید اور حرف سیاہ
نکل آئے حرفون مین آفتاب کا چہرہ شیر پر سوار نظر آیا شیر کی پیشانی پر بھی پانچ چار حرف تھے لیکن وہ حرف ایسے تھے کہ
کسی سے پڑھے نہ جا سکتے تھے غرض ساری رات یہی صحبت رہی پر یزدان ابلیس پرست کا ناچ ہوا کیا جب صبح ہوئی
تمام طلسم غائب ہوگیا اُس قرساق ولد الحرام کو غار کوہ مین ایک پتھر پر بیٹھا دیکھا اُس غار مین بہت بڑی وسعت تھی اور کئی
اور قصر سنگی تھے اور سامنے اُنکے نہایت وسیع میدان و صحن تھا اور اسقدر درختان میوہ دار صحرائی تھے کہ جسکی انتہا نہین
اور اکثر جا پر چشمۂ شیرین نہایت پاک و صاف جاری تھے خناز جادو نے جمشید پلید و ضار منکوس دیوث سے کہا آگاہ ہو
یہ سب کارخانۂ سحر ہی اے ضار منکوس وای جمشید تم طبیعت کی پرستش کرتے ہو مین تمھین خداوند جانتا ہون بعد اسکے
خناز جادو نے کہا ای جمشید یہ نقش جو تیری پیشانی پر کیا گیا ہی اسکو چاہیے کہ ہمیشہ عمامے کے نیچے پوشیدہ رہے پہلے تو
طمع زر دیکے لوگون کو اپنا ایسا مطیع کر کہ وہ سجدہ کرین بعد اسکے بزور شمشیر آبدار لوگون کو سجدے کی تکلیف دے اور جو اگر
بھی کسی کو گوارا نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی پیشانی کا داغ دکھا دینا بس وہ بے اختیار سجدہ کریگا اور مین فلان غار کوہ مین جو کہ
تیرے لشکر سے قریب ہی بہشت اور دوزخ خاص تیرے لیے بزور عمل سحر بناتا ہون جسپر تو مہربان ہونا اُسکو بہشت مین
بھیجنا کہ ایک لمحہ دیکھ کے پھر آئے اور جسپر غضب ہوتا اُسکو جہنم کو روانہ کرنا کہ اُسکا جہنم کو دیکھ کے زہرہ آب ہو جائیگا
اور جو میدان جنگ قرار دیا ہی اُس میدان مین بزور سحر چالیس گز کے مربع مین طلسم بناؤنگا بوقت جنگ جب تیغ و نیزہ ہونگی
کی نوبت آئیگی اور حریف کو اپنے اوپر غالب اور فتحمند دیکھنا تو اپنا رخ طرف اُس زمین طلسم کے کرنا جب تو داخل طلسم
تیرا زور دس حصہ حریف سے زیادہ ہو جائیگا اور اُسپر ظفریاب ہوگا بعد اسکے ایک تلوار دی کہ جسکے قبضے کے نیچے مہر سحر
تھی اور کہا کیسی ہی زرہ زبردست ہوگی یہ شمشیر سحر مثل برگ درخت کاٹ ڈالیگی لیکن یہ اور جسکے لیے ہی معز الدین

کے لیے کچھ بھی نہین کیونکہ معزالدین پر کسی طرح سحر اثر نہین کر سکتا وہ ایسے امور سے ہر نوع مطمئن ہی اور صاحب قران ہے
اور صاحب فنون و علوم ہی ابطال سحر کا تو بادشاہ ہی اسکے بزرگ بھی مثل ہمارے صاحب کمال ہین جمشید نے جو کلام خناز
جادو سے سنا بہت رویا۔ کہا اے شاہ جادوگران مجھکو تو اُسی کا اندیشہ ہی اور تو کسی کو مین برابر ایک پشہ کے بھی نہین خیال
مین لاتا ہان معزالدین کی کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ اُسکے نام سے میرے تمام جسم مین لرزہ پڑجاتا ہی اگر یہ بند و بست نہوا تو گویا
کوئی کام نہوا اور زار زار رونا شروع کیا جب خناز جادو نے دیکھا کہ جمشید حد سے زیادہ فریاد و زاری کر رہا ہی مکار
جادوگر ہنسا اور کہا اے جمشید تو کیون اسقدر رو رو کے دماغ پریشان کر رہا ہی لے اُٹھ اور غلام کو پکار رہے جمشید
نے حشیر غلام کو پکارا غلام حاضر ہوا دیکھا نہایت بدشکل ایک مرد سیاہ ہی۔ جادوگر نے کہا اے حشیر چالیس روز محنت
مین نے اس بدبخت کیواسطے کی تھی تو جا اور وہ شی لے آ حشیر گیا اور ایک گرز آہنی لے آیا جسپر از سر تا پا کچھ نقوش سحر
کندہ تھے۔ جادوگر بولا اے جمشید لے یہ گرز کہ گرز قدرت اور اجل طاعیان اسکا نام ہی آگاہ ہو کہ معزالدین ہو یا کوئی
اور شخص ہو اس گرز سے محفوظ نہین رہسکتا اور اسقدر اسکو مستحکم سحر بند کیا ہی کہ حکیم قسطاس الحکمت اور مع اُسکے
شاگردون کے سبکا نام اُسمین مندرج کیا ہی اس عمود کا علاج ان کل لشکرون مین ایک پاس نہین ہی مگر یہ تجھکو بھی یاد رہے
کہ سواے معزالدین کے اور کسی سر پر اس عمود کا وار نہ کرنا اور جو کوئی مثل معزالدین کے ہو تو مضائقہ کی بات نہین
ہی اسپر بھی وار کرنا جمشید وہ عمود جادو لیکے بہت خوش ہوا اور سجدہ جادوان ادا کیا صنارمنکوس دیوث بھی اس
عطیۂ جادوان کا شکر کا سجدہ بجا لایا جمشید سات بار تصدق ہوا اور بولا آج مین نے اپنے خداوند کی خدائی کا جلوہ
دیکھا میرے نزدیک تو گویا آج طبیعت مجردہ مجسم و زندہ ہو جادوگر بولا خبردار میرا حال کسی پر ظاہر نہو ہمیشہ مین تیرے لیے
جادو کا ورد کرونگا کہ تابعدار رہے جبتک تیرے دشمنون کا بخوبی استیصال نہ ہولے گا مین تیرے پاس موجود رہونگا
اور جسطرح میری راے ہوگی کام کرونگا جمشید بولا معزالدین سے بڑھکر کوئی میرا دشمن نہین اُسکے لیے بند و بست ہوگیا
اب مجھے کیا پروا ہی جادوگر بولا جس دن مین نے اس عمود کو تیار کیا تھا اعمال سحر سے ایک افسون اسپر پڑھکے دم کیا اور
سوگیا خواب مین دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی جسمین کوسون تک کوئی درخت نظر نہین آتا اور اُس میدان مین ایک طرف
میرا لشکر اور دوسری جانب لشکر حریف صف آرا ہی اور تجھ سے اور معزالدین سے میدان داری ہی اس عرصہ مین تو نے
ایک گرز آہنی معزالدین کے سر پر اس زور سے مارا کہ سر معزالدین کا پارہ پارہ ہوگیا اور صدمہ سے اُس گرز بے پناہ کے
معزالدین کو غش آگیا مین نے وہان ایک سپاہی سے پوچھا کہ جہان معرکہ آرائی ہی یہ کون زمین ہی اُسنے بیان کیا کہ یہ
سرزمین طلسم ہے جسوقت مین خواب سے بیدار ہوا معلوم ہوا کہ یہ گرز میرا کامل ہوگیا غرض دوسری رات کو بھی مین نے
پھر ایک افسون پڑھا اور سو رہا پھر مین نے خواب مین بدستور اُسی طرح معرکہ مین معزالدین کو بیہوش و مجروح گرز بے پناہ
دیکھا تیسری رات پھر وہی عمل کیا اور سویا پھر اسی طرح معزالدین کو بیہوش پایا غرض اسی طرح چار راتین متواتر عمل مین مصروف رہا

اور معز الدین کو جب دیکھا مجروح و بے ہوش ہی دیکھا پھر مجھکو نہین معلوم کہ معز الدین بیمار ہی یا فوت ہوا اُسکے حالات سے تا ایندم خبر نہین۔ نہین معلوم کیا ہوا۔ تعبیر خواب سے معلوم ہوا ہی کہ معز الدین چار روز تک روز و شب اس عمود زخمی ہونے پر بھی زندہ رہیگا مگر بیہوش رہیگا اور مغلوب ہونے کی یہ دلیل قوی ہی اور طرفہ ایک یہ امر ہوگا کہ معز الدین پر بیہوشی ایسی طاری ہوگئی کہ رفیق و ہوا خواہ اُسکے شوربا حلق مین ٹپکاوینگے اور شوربا تک حلق سے نہ اُتریگا کہ جس سے زندگی ہو بس یہ تصور کرنا چاہیے کہ جو شخص مجروح چار روز بیہوش رہے اور دانہ پانی سے محروم رہے کیونکر اُسکی زندگی ہو ضامنکو منحوس بولا مین نے اپنے علم سے بخوبی دریافت کیا جمشید پلید کے اقبال کا ستارہ ایسا بلند ہوگا کہ سلطنت ہفت اقلیم اُسکے قبضۂ تصرف مین آجائیگی جمشید بولا او قرمساق تو عبث کیون بیہودہ بکتا ہی علم سے تو ایک پشم برابر بھی بہرہ نہین رکھتا ہے۔ جادوگر بولا ای جمشید یہ تو نہ کہہ وہ بھی تیرا اُستاد و مربی ہے اسی کی بدولت تو اس رتبہ کو پہونچا وہ تیرا ہر نہج محسن ہی احسان فراموشی نکر جمشید نے کہا ای جادو تم اس معاملہ مین دخل نہ دو تمکو نہین معلوم واقعی یہ میرا اُستاد بدنہاد ہی اور اکثر کار نمایان اس سے ظہور مین آئے مگر مین اُس سے شوخی کرتا ہون خناز جادو بولا تو جانتا ہی کہ جو شفقت وہ تیرے حق مین کرتا ہی اور جو جو کام تیرے اسنے کیے ہین اسکا کیا باعث ہی آگاہ ہو اسکے چند سبب ہین ایک تو سبب عظیم قصاص جنگلم ساحر کا ہی کہ وہ جد خناز کا برادر خواندہ تھا دوسرے یہ تیرے ذریعہ سے قصاص اس سبب سے لیناہی کہ خداوند آتش نے تیرے ہاتھ سے اُسکا قصاص مقدر کیا ہی کہ مادۂ شرارت اور فساد در اصل تیری ہی ذات مین ہے تیسرے یہ کہ مابدولت نے تجھے واسطے دفع مرض اور حصول لذت جسمانی کے پسند کیا ہی بعد اسکے ایک نقشہ جمشید کو تخت کا دیا کہ ایسا تخت تیار کیا جائے اور جب وہ تخت تیار ہو میرے پاس بھیجدے مین اُس تخت کو طلسم بند کر دونگا جب تو اُس تخت پر اجلاس کریگا تمام خلق دل سے بے اختیار تیری اطاعت کریگی اور تجھکو نہایت سچا جانیگی تیرا قول کبھی رد نہین کریگی اور تجھکو اپنا خداوند حقیقی جانیگی اور ایک اسپ ابلق تازی جلد خرید کے ہمارے پاس بھیجدے اُس گھوڑے کو بھی بزور اعمال سحر روئین تن کر دونگا اور جہانگرد بھی کر دیا جائیگا بعد اسکے جب تجھے فرصت ہوگی اپنے شیاطین اور غلامان خاص کو حکم دونگا کہ اُس تخت طلسم کو فلان پہاڑ پر لیجاکے پوشیدہ رکھ آوین اور وہان ایک باغ رشک ارم عمل سحر سے بنواکر آراستہ کرونگا جسکا عالم مین نظیر نہوگا ای جمشید جب یہ سامان درست ہو جائیگا اور سحر میرا خوب پختہ ہو جائیگا اُسوقت تو کوہ مذکور پر جانا اور ایک لحظہ توقف کرنا جسوقت شیاطین تجھے دیکھینگے فوراً وہ تخت طلسمی تجھے حوالے کر دینگے تو اُس تخت پر اجلاس کرنا اور نام اُس تخت کا تخت قدرت رکھنا اسی طرح گھوڑے کو بھی سمند جہان پیما مشہور کرنا اور قبل ان سب امور کے جملہ سلاطین و امرا و وزرا و رؤسائے قدیم کو اپنے پاس بلا کر جمع کرنا اور اُنسے کہنا کہ ای صاحبان اقبال ہمدم و ہم نفس تم جانتے ہو کہ خداوند طبیعت مجردہ عالم ظہور مین نہین ہی لہذا اُسی صورت پر اُسکا ایک نائب ضرور ہونا چاہیے تاکہ عالم ظاہر مین بندگان خداوند ہر وقت پرتو نور جمال خداوندی سے مشرف ہوتے رہا

اسواسطے خداوند طبیعت مجردہ نے ابدولت اقبال کو براہ الطاف و عنایات خداوندی اپنی نیابت خاص سے لائق
اس عہدۂ جلیل کے تصور فرما کے سرفراز فرمایا ہی تامین احکامات خداوندی کو وقتاً فوقتاً جاری کیا کرون اور بندگان خداوند
طبیعت مجردہ کو فہمایش کردن اوران لوگون کے گناہ عدول حکمی کو اپنی سفارش سے خداوندکی درگاہ سے بخشوا دیا کرون
لیکن ای یاردمین اس وقت سے تمھاری عاقبت بخیر ہونے کے واسطے اور تقرب بارگاہ خداوندکے واسطے کہتا ہون
کہ تم سب مجھے بصدق دل سجدہ کرو تاکہ مین تم لوگون کو موافق فرماتے خداوندکے اور اپنی نوازش وکرم گستری کے اس
بہشت عنبرسرشت مین جو کہ تمھارے پیش نظر ہی مقام عمدہ دون اور جس شخص کو اپنی عنایت سے مین مقام عمدہ بہشت مین
دونگا وہ بعد مرگ بھی اسی مقام بہشت مین سیر کرتا رہیگا اور جو بندہ میرے سجدہ سے انحراف کریگا اور ہماری اطاعت
قبول نکریگا وہ زندہ جہنم مین جاویگا اور تا قیامت وہ عذاب سخت مین گرفتار رہیگا اور مثل ہمیمۂ سوختنی جلا کریگا پھر کبھی
اُسکو اس عذاب سے نجات نہوگی ای جمشید جسوقت تو اس عبارت کو بیان کریگا اور دوزخ وجنت کو دکھائیگا اور ہماری
شان جبروتی اُنپر ظاہر کریگا تو یقین ہی جان کہ جسقدر حاضرین وقت ہونگے فوراً ایمان لائینگے اور تیرے قدمون پر سر
رکھینگے اور تجھکو نائب خداوند طبیعت جانینگے اور وہ تیرے معتقد ہونگے جب تو اس عبارت کو ختم کریگا شیاطین عالم غیب
سے تخت ومرکب تیرے قریب پہونچا دینگے اُسوقت تیرے کرشمہ اور قدرت ظاہر کو دیکھ کے جو لوگ منحرف تجھ سے ہونگے
وہ بھی تیری شان ومنزلت خداوندی کے معقول ہو جائینگے اور جو مطیع ہین اُنکا کیا ذکر ہے جسوقت تو اس کام سے فرصت
پا چکے تو پھر جو لوگ سخت دل اور مضبوط عقیدہ رکھتے ہین اُنکو بزور شمشیر جہانگیر اپنا مطیع و فرمان بردار کر لینا کسواسطے
کہ

شعر

کارے کہ ز صلح بر نیاید	دیوانگی در د نباید

اسکے سوا بخشش وسخاوت وہ چیز ہے کہ جس سے عالم مطیع ہو جاتا ہی پس تو اپنا دست وکرم دراز کرنا اکثر لوگ زر ومال
کی حرص وطمع سے تیری اطاعت کر لینگے بعد اسکے تو بے خوف وخطر فرمان روائی کرنا اور کوس لمن الملک بجانا اور اے
جمشید تو اس حال سے بھی آگاہ ہو کہ شاہزادۂ معز الدین ابھی طلسم مین موجود ہی اور اُسنے کل طبقات طلسم کو فتح کر لیا ہی
حصار طلسم فقط باقی ہے اور وہ ایک سہل بند طلسم سے وابستہ ہی وہ بھی عنقریب باطل ہوا چاہتا ہی ہان اسقدر عرصہ
البتہ ہی کہ معز الدین ابھی چند روز طلسم بیضا سے نہین آئیگا کسواسطے کہ اُسے انصرام کار کتخدائی درپیش ہے بلکہ یہ بھی
مفصل سنا گیا ہی کہ شاہزادۂ معز الدین اور قسطاس الحکمت و دیگر حکماے عالی منزلت اور ملکہ شمسہ تاجدار سرانجام
جشن عروسی اور تیاری اور آراستگی مقامات طلسم کی فکر مین ہمہ تن سرگرم ومصروف ہین اور ابو المحسن جو ہر بھی
معز الدین کا شریک ہی احتمال یہ ہی کہ شاہزادۂ معز الدین ابھی چالیس روز تک طلسم مین رہینگے اور لشکر مین نہ آئینگے
ای جمشید تجھے چاہیے کہ اس فرصت کو غنیمت جانکر تمام وکمال کام بخوبی درست کرلے اور ایک لمحہ اس کار کے سرانجام

مین غفلت و تساہل کو جائز نہ رکھ ورنہ آیندہ بہت افسوس کریگا اور بجز ندامت و ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اسکو خوب بگوش ہوش سن لے خبردار ایسا نہو کہ غفلت اختیار کرے جب خناز جادو جمشید پلید کو یہ پند و نصایح کر چکا جمشید نے بجان و دل اسکی ہدایت و تلقین کو قبول و منظور کر لیا اُسوقت نولاک غلام نے کہا ای شاہ جادوان چند روز ہوئے کہ مین نے ایک عربی گھوڑا کنارہ دریا کے فلان سوداگر کو چراتے دیکھا وہ گھوڑا البتہ لائق بادشاہان عالی شان کی سواری کے ہی صاحب قران خود پرستان اگر اُس گھوڑے کو سوداگر سے منگوا لین تو نہایت ہی مناسب ہوگا یہ سن کے جمشید نولاک غلام پر از حد غضبناک ہوا اور کہا او غلام بے ادب کیا بکتا ہی مجھکو صاحب قران کہتا ہی او کور چشم نمکحرام تو نہین جانتا کہ مجھے اب مرتبہ خداوندی ملا اب مین صاحب قران کیون ہون صاحب قران میرے مطیع و تابع ہین خبردار آیندہ پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور ہمیشہ مجھے خداوند جمشید کہا کرنا اب تو جلد دینار سرخ خزانہ خداوندی سے لیکر اُس مرکب عربی کو خرید لا اور شاہ جادوان کی خدمت مین پہونچا دے لیکن خبردار کوئی آدمی لشکری یا دوسرا اس حال سے خبردار نہو نولاک غلام اُسی وقت روانہ ہوا بعد اسکے جمشید نے مہتر سمنک عیار سے کہا ای مہتر تو جلد جا اور کسی سنار کو بلا لا اُس سے موافق اس نقشہ کے ایک تخت تیار کروا میرے پاس خلوتخانہ مین لے آنا جسوقت وہ سنار وہ تخت تیار کر چکے اُسے فوراً قتل کر ڈالنا کہ اس راز سے اور کوئی آگاہ نہو خناز جادو نے کہا ای مہتر سنار کا ہلاک کرنا کچھ ضرور نہین ہی تو اُسے میرے پاس لے آنا مین ایسا بند و بست معقول کر دونگا کہ پھر اُسے افشاے راز کی مجال و قدرت نہین رہیگی الغرض جب تمام کام جمشید کے درست ہو گئے اُس گیدی پلید نے خناز جادو سے کل اشیاء سحری حاصل کین ہر طرح سے اُسکی خاطر جمع ہو گئی اُسوقت ضار منکوس راندۂ درگاہ الٰہی خناز جادو سے رخصت ہو کر اپنے لشکر نکبت اثر مین آیا بعد جانے جمشید کے خناز جادو نے یہ امر اختیار کیا کہ ہر روز تاریکی شب مین اہل لشکر کی نظرون سے پوشیدہ جمشید کے خیمہ مین آتا ہی اور سحر ضار منکوس منحوس کے اور کسی بشر کو اُسکے حال سے اطلاع نہین اور وہ ملعون ہر روز جمشید سے خیمہ کے اندر بدفعلی کراتا ہی اور اپنا لطف دلی حاصل کرتا ہی جب چار گھڑی رات باقی رہتی ہی اُسوقت وہ ادبار دارین اپنی جاے سکونت پر چلا جاتا تھا اور خوابگاہ مین سویا کرتا تھا اب راوی واقعہ نگار اس داستان کو اسطرح قلمبند کرتا ہی کہ خناز جادو مکار اپنا مقام و مسکن انھین مغارات کوہ و جبل مین اختیار کیے ہوے ہی کہ جنکا ذکر اول گوش گذار ہو چکا یقین ہے کہ سامعین والا تمکین کو یاد ہوگا - الغرض خناز جادو نے چارون طرف سے اُس کوہ و جبل کو زور اعمال سحر سے ایسا محفوظ کیا ہی کہ کوئی شخص مسافر وغیرہ سے بھی گذر سکے کیا ممکن ہی اور اگر شاید کوئی راہگیر اُسطرف جا بھی نکلا تو اُسکو ایسی ایسی صورتین مہیب و خوفناک دکھلائی دیتی ہین کہ اُسکا زہرہ آب ہو جاتا ہی راہ سے کیا جان سے گذر جاتا ہی علاوہ اسکے اس کافر نے اس دشت و کوہ کو از سرتا پا خلائق کی نظر سے ایسا معدوم کر دیا ہی کہ اسطرف مطلق راستہ معلوم نہین ہوتا اور وہ لعین زشت رو شب کو بزور سحر جمشید کے پاس خلوت مین آتا ہی اور اپنا کام دل حاصل کرتا ہی اور بعد فراغ وہان سے میدان کارزار کی طرف آتا ہی اور اُس زمین آرامگاہ کو طلسم بند کرتا ہی یعنی اول چالیس گز مربع قطع زمین ناپ کر اشکال مثلث کھینچکر اعمال سحر و طلسم کھینچکر خوب بند کیا اور چلا آیا اسی طرح ہر شب میدان جنگ مین

جاکر عمل سحر کی تجدید کرتا ہی اور خوب استحکام کرکے چلا آتا ہی تاکہ جمشید جسوقت زور آزمائے بسبب اثر سحر حریف پر غالب آئے بعد ازان بدستور روزمرہ چار گھڑی رات رہے اپنے مقام پر چلا آتا ہی غرض اس کافر شریر النفس نے سات روز کامل اعمال سحر کا ورد کیا اور ایک ہفتہ کی محنت وسعی مین اُس قطع زمین کو حسب دلخواہ طلسم بند کیا اور ہر شب اس عمل کو ایسا پوشیدہ کیا تھا کہ بجز جمشید وطبیعی اور غلامان چند مثل خوانک و تونک وغیرہ کے دوسرا واقف وآگاہ نہین ہوتا تھا اور نہ اُس سطح زمین کی شان وہیئت مین کسی طرح کا فرق آیا تھا کہ کچھ نشان معلوم ہوے جو کسی پر یہ راز ظاہر ہوتا غرض اُس بے دین نطفہ ابلیس لعین یعنے خناز جادو نے اس کام سے فرصت پاکر سرداران لشکر جمشید کی طرف توجہ کی اور چند سرداران نامی وگرامی کو مثل ارجاسپ مردار خوار وتلخاس مردار خوار ونفوس بدقیافہ فیل زور وتلخوم بن النجوم مصری وشلحشور مصری وپیل تن بن نیلکن دمشقی وبہرام دمشقی وخسغول ومعغول وغیرہ پہلوانان تہمتن کے اپنے ہمراہ لیا اور پہلوانان رستم توان کے نام لکھے اور ہر ایک سردار کے نام پر سحر کیا اور سیمرغ کے پر منگاکر ایک ایک پر ہر ایک سردار کے نام بنام اعمال سحر سے تیار کیا اور دوسرے روز جمشید کی خلوت مین جاکر وہ پر سیمرغ کے کہ افسون کئے تھے جمشید کو دیے اور کہا جسوقت کوئی سردار تیرے لشکر کا حریف کے مقابلہ ومقاتلے کو جاوے تو ایک پر اسکی پگڑی مین رکھہ دینا کہ حریف کی نظر سے پوشیدہ رہے اور اے جمشید وقت مقابلہ ومجادلہ اس سردار کا زور حریف سے چار درجہ زیادہ ہوجائیگا اور رعب وداب ایسا ہوگا کہ حریف اُسکے مقابلے مین بات نکر سکیگا لڑنا کیسا مین نے تجھے اختیار دیا ہی کہ جسوقت تو چاہے جس سردار کو پر حوالہ کردے اور خواہ اُسکو مستعار دے ہمیشہ کے واسطے تجھے اختیار رہی جمشید خناز جادو کے اس عطیہ ومہربانی سے اسقدر خوش ہوا کہ بے اختیار ناچنے لگا اسی حالت وجد مین ضار منکوس دیوث کے سر پر ایک دھول ایسی لگائی کہ عمامۂ حکمت اُسکا دور جاکر گرا بعد ازان ڈاڑھی پکڑکے پہلے ضار منکوس کے لب ورخسار کے بوسے لیے پھر استاد بدنہاد کو اپنے سجدہ کیا ضار منکوس جمشید کے سجدہ کرنے سے اسقدر خوش ہوا مثل خرمردہ کے پھول گیا اور اُس دھول کو حرکت معشوقانہ سمجھ کے چپ ہو رہا اور دل مین کہا اگر جمشید اسوقت اس دھول کے عوض سو پاپوشین بھی لگاتا تو بجا تھا مین اور زیادہ خوش ہوتا بلکہ ہر ایک ضرب کو عطاے خداوندی سمجھتا کسواسطے کہ اب جمشید کا مرتبہ بسبب خناز جادو کے اسقدر بلند تر ہوگیا ہی کہ ہر ایک حرکت اُسکی فضائل مین داخل ہی کیونکہ منصب خداوندی پر پہونچگیا ہی ہر چند کہ جب سے جمشید کو یہ مرتبہ عالی ملا ہی وہ مجھے اپنی پشم سے بھی کمتر جانتا ہی مگر ہان جسوقت جمشید نے مجھے سجدہ کیا اور استاد بھی کہا مجھے اب اُس سے کسی طرح کی شکایت باقی نہین رہی بلکہ اس اعزاز واکرام پر اُسنے اگر ایک دھول لگائی تو کچھ مضائقہ نہین اے خناز میرے اور جمشید کے ایک مدت سے دوستی ہی اور خوش طبعی ہوتی ہی ایسے اتحاد دیکھتی مین جو اُسنے ایک دھول لگائی تو کیا قہر ہوگیا معشوق لوگ تو عاشقون کو جان سے ہلاک کرڈالتے ہین اور عاشق دم نہین مارتے ہر طرح اُسکی کفشکاری سے بدل ہوتا

ہرگز نہ چاہیے بلکہ اپنا فخر تصور کرون تو میری سعادت مندی ہی اور بُرا ماننا عین حماقت ہی الغرض ضار منکوس اُس
دھول کو اپنا اعزاز سمجھ کر خوش ہوا جمشید نے کہا ای اُستاد سچ بیان کرنا کہ اسوقت میرا طالع اقبال یاور ہی یا معزالدین
کا اقبال اور مجھ مین اور معزالدین مین کسقدر فرق ہی ضار منکوس نے کہا ای جمشید تو بھی بڑا احمق ہی تجھ سے اور
معزالدین سے کیا مناسبت کجا تو نظر کردہ خداوند بلکہ عین خداوند معزالدین اگر ہی بھی تو شاہزادہ ہی لیس یہ سمجھ لے
کہ تو خورشید جاہ و جلال ہی اور وہ ذرہ بے مقدار تجھ مین اور اُس مین زمین آسمان کا فرق ہی یہ امر تو ظاہر ہی کسی سے
کہنے کی کیا ضرورت ہی غرض کہ جب یہ صحبت ختم ہوئی خناز جادو نے کہا کہ اب تخلیہ ہونا چاہیے بمجرد جمشید خناز جادو کو
تخلیہ مین لیگیا اور بدل جمعی تمام اپنا مُنھ کالا کرایا جب فارغ ہوا اپنے مقام پر چلا گیا اس عرصہ مین نو لاک غلام بھی
وہان پہونچا اور مرکب مذکور بھی خناز جادو کو دکھایا خناز جادو نے اس گھوڑے کو نہایت پسند کیا اور اسی وقت اُس
ساحر نے کچھ افسون اس گھوڑے پر پڑھا اور از سرتا پا دم کیا بمجرد پڑھنے اُس افسون کے ایسا وہ گھوڑا رویئن تن ہو گیا کہ
اُسکے سر پر کوئی حربا کارگر نہوتا تھا اور طرہ یہ کہ اُس گھوڑے کو اعمال سحر سے طاؤس زرین بال و مرصع نگار خناز جادو نے
بنا دیا بعد اسکے بہمنک عیار اُس تخت طلائی کو تیار کر کے لایا اور عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہی خناز جادو نے اول اُس زرگر پر
افسون دم کیے وہ بیچارہ بالکل گونگا ہو گیا بعد اسکے خناز جادو نے اُس تخت طلائی پر اپنے ہاتھ سے کچھ نقوش کندہ کیے اور سحر
سے آراستہ کیا بعد درست ہو جانے تخت کے کل اسباب کو اپنے شیاطین تابع اور غلامان ساحر کو حوالہ کر دیا اور سمجھا دیا کہ تم اس
تخت سحر کو فلان کوہ کے غار مین لیجا کر پوشیدہ رکھو جسوقت جمشید اُس پہاڑ پر پہونچے تم فلان وقت کل چیزین جمشید کو
حوالے کر دینا لیکن خبردار اور کوئی شخص اس امر سے آگاہ نہو بعد اسکے خناز جادو خود پہاڑ پر گیا اور زمین ہموار دیکھ کے خناز جادو
بیدین نے اسماے سحر اُس زمین پر دم کیے طرفۃ العین مین ایک باغ پر فضا اور پُر بہار نہایت خوش قطع پر تکلف جہان تک
نظر کام کرتی تھی انواع اقسام کے گلہاے خوش رنگ معلوم ہوتے تھے اور ہر ایک تختہ اپنی اپنی بہار دکھاتا تھا اور گرداگرد
روشون اور کیاریون کی نالیون مین پانی رواں ہو کر ہر چشمہاے مصفا مین جاتا تھا اور دوسرے چشمہ سے بہ آتا تھا
اور تکلف سب سے زیادہ یہ تھا کہ رات کو اُن نالیون کا پانی ایسا منور دیتا تھا کہ تمام باغ چشمہ منور تھا اور دن کو ایک پہر اُن
نالیون سے شہد خالص اور بعد اسکے دو پہر تک شیر تازہ اور تیسرے پہر کو شہد خالص اور اسیطرح تا شام عرق بید مشک
بہتا تھا باقی شب کو وہی پانی نہایت صاف و سرد جاری رہتا تھا اسی کے جواب مین دوسری طرف ایک غار کوہ مین اسقدر
آتش سوزان تھی کہ جسکے شعلے تا چرخ برین جاتے تھے اور اُس آگ مین انواع و اقسام کے جانوران درندہ جنکی صورتین ایسی
خوفناک و ہیبت ناک نظر آتی تھین کہ جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا تھا جب یہ ساز و سامان درست ہو گیا خناز جادو
موافق معمول اپنا منھ کالا کروانے رات کے وقت جمشید کے پاس آیا اور کہا ای جمشید اب تو بخوبی آگاہ ہو کہ اب قدرت
خداوندی سے سب سامان حسب دلخواہ مہیا و موجود رکھا ہی اب تو شوق سے بفراغ خاطر تخت قدرت پر جلوہ گر ہو اور لطائف

خداوندی اپنی کو بلند کرا ور اپنی قدرت و نیابت خداوندی کو شہرت دے بلکہ منادی کرادے مگر ابھی خبردار کسی طرح سے لشکر اسلام سے متعرض نہونا اور ابھی حرب وضرب وجنگ وجدل کی قطعاً ممانعت رہے اور نہ کسی قسم کا اظہار خداوندی اہل اسلام سے کرنا ورنہ یاد رہے کہ بجز پشیمانی و ذلت کے کچھ حاصل نہوگا اسواسطے کہ بہر نوع غالب اہل اسلام ہین اگر تو لشکر اسلام سے کوئی صورت پرخاش وخصومت کی پیدا کریگا تو یہ جو کچھ ساختہ پرداختہ میرا ہی تلف ہو جائیگا اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تا آنے معزالدین کے لشکر اسلام اور اہل اسلام کو کسی طرح کی تکلیف نہو خبردار یہ خوب یاد رکھنا اور نہ کسی طرح کی غفلت کو کام مین لانا ورنہ نقصان اٹھائیگا تیرے ساتھ مین بھی بدنام ہونگا فی الحال شاہان مختلف المذاہب کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنا اور اس عمود سحری بجز جنگ معزالدین کے کسی پہلوان کے مقابلہ مین آزمایش نہ کرنا وہ عمود مسعود خاص معزالدین کی جنگ و پیکار کے لیے تیار کیا ہی اور معزالدین ہی کے نام سے سحر کیا ہی اے جمشید یہ یاد رہے کہ اس گرز آہنی پر معزالدین کی ہلاکت و مرگ و زیست کو مین نے مقدر کیا ہی لہذا معزالدین کے کسی دلاور جنگ گذار و تہور شعار کے مقابلہ مین امتحان نہ کرنا نہین تو سزا پائیگا ای جمشید آج کی رات تو بہ آرام تمام بسر کر کل صبح کو ایک بارگاہ عالم پناہ آراستہ و پیراستہ کرنا تو اسی بارگاہ مین تخت نیابت خداوندی پر اجلاس کرنا جسوقت بارگاہ مین سرداران لشکر اور افسران فوج اور ارکین سلطنت و خیر خواہان دولت جمع ہو جائین تو ہر ایک کو حسب لیاقت خلعت گران بہا سے ایسا ممتاز و سرفراز کرنا کہ وہ لوگ خوش ہو جاوین اور تیری بخشش و کرم کا جہان مین شہرہ ہو جاوے جو مین نے امور سمجھا دیے ہین اور جو باتین تعلیم کی ہین انکو عمل مین لانا ورنہ نہایت اندیشہ ہی اب مین جاتا ہون اپنے وقت پر آؤنگا غرض بعد پند و نصائح خناز جادو چلا گیا بعد اسکے جمشید خواب مرگ مین گیا صبح کو اٹھا توشہ خانہ کے داروغہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جلد ایک بارگاہ عالی ایسی تیار کرو کہ نظر سے سلاطین نامی کے نہ گذری ہو اور اسکا مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہو کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے آج شب کو عالم ظہور مین اپنا نائب خاص مقرر کیا جب وہ بارگاہ معلّے تیار ہوگئی مین اُس تخت قدرت پر اجلاس فرماؤنگا جو آج شب کو میرے خداوند نے خاص میرے واسطے اپنی قدرت کاملہ سے تیار کر کے بھیجا ہی اُسکو مین بھی کل سلاطین و ارکین سلطنت کے آگے ظاہر کرونگا کہ وہ سب بھی اسکی زیارت بزرگ سے فیضیاب ہون داروغہ توشہخانہ نے جب یہ خبر حیرت افزا سنی نہایت متحیر ہوکر دربار سے چلا آیا اور حسب الحکم جمشید کے ایک بارگاہ عالی جاہ نہایت زیب و زینت کی وسیع اور ایک بارگاہ مختصر اُس بارگاہ کے شامل نہایت خوبصورت اور خوش قطع تیار کی اور اُن دونون بارگاہون کو فرش اور شیشہ آلات و قندیل و قمقمۂ طلائی و نقرئی اور آئینہ ہاے حلبی اور قالین ریشمی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا جب وہ بارگاہین تیار ہوگئین تمام لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوگئی کہ آج خداوند طبیعت مجردہ نے جمشید کو نیابت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہی چنانچہ اُسی خوشی مین جمشید نے جشن جمشیدی نہایت اہتمام و انتظام سے انھین بارگاہون مین کیا قصہ کوتاہ بعد آراستہ ہونے بارگاہون کے جمشید پلید نے تخت نیابت خداوندی پر جسے تخت قدرت کہتے ہین جلوس فرمایا اور لشکر نکبت اثر مین نقارہاے شادمانی کے بجانے کا حکم دیا ہر طرف مبارکباد کے نعرے

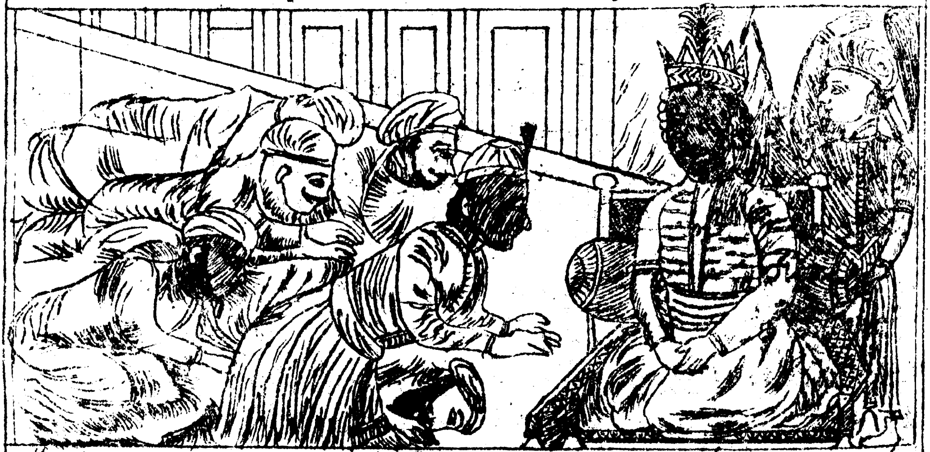
بلند ہوئے اور جمشید لعین بھی لباس و پوشاک پر زر پر تکلف زیب جسم کرکے اور جواہرات بیش بہا سے خوب آراستہ ہوکر نہایت جاہ و تجمل سے تخت قدرت پر بیٹھا سرداران لشکر و افسران فوج اس خبر فرحت افزا کو سُنکے حاضر بارگاہ عالی ہوئے نجاشی لعین سقطی وغیرہ سرداران و رفیق و یار قدیم جمشید کی خدمت مین مجرہ گاہ سے آداب شاہانہ بجالائے اور دیکھا کہ آج جمشید لباس جواہر نگار زیب جسم کیے عجب شوکت و شان و نہایت غرور و نخوت سے تخت قدرت پر بیٹھا ہوا ہی وہ سرداران لشکر اس تماشائے عجیب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کہ یہ آج عجیب و غریب معاملہ دکھائی دیتا ہی لیکن اسکا کچھ سبب معلوم نہین ہوا بجائے خود کہا کبھی ایسی نخوت و غرور سے اس پلید کو نہین دیکھا آج یہ نیا معاملہ دیکھنے مین آیا ہی کہ جو جمشید ایسی آراستگی کو کام مین لایا ہی یقین واثق ہی کہ کوئی امر تازہ پیش آیا ہی الغرض جسوقت سرداران لشکر مجرہ و سلام سے فارغ ہوئے اور نذرین گذران چکے جمشید پلید نے کل حاضرین دربار کی طرف مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہا اے یاران و مساز قدیم ہمارے و اے بندگان خداوند طبیعت مجردہ تم اسوقت کیا بنظر استعجاب دیکھ رہے ہو اب تم میری طرف متوجہ ہو اور خوب بنظر غور دیکھو اور جو مین کہون اُسکو بگوش ہوش سنو اول سوال یہ میرا تم سب صاحبون سے ہی کہ تم سب حاضرین بارگاہ راست راست بلا رو و رعایت کہو کہ مین تم سب صاحبون کے ساتھ آج تک ہر طرح کی رعایات و مرحمت سے پیش آیا ہون اور ہر ایک امرمین تمھارے مدارج و مراتب کو ملحوظ خاطر رکھا ہی یا کوئی امر خلاف مجھ سے تمھاری نسبت سرزد ہوا ہی جب یہ کلمات جمشید پلید نے سب حاضرین بارگاہ سے بیان کیے سب نے باتفاق کہا کہ آپنے ہم سب سے سراسر سلوک نیک کیا اور ہم آپ کی بخشش و کرم کا کہا تک شکریہ ادا کرین آپکے بندۂ احسان ہین اور جب تک ہمارے تن مین جان ہی ہم جان و مال سے حاضر ہین کسی امر مین عذر نہ کرینگے اور بے حد اس سگ خارشتی کی تعریف و توصیف کی پھر جمشید نے نجاشی سے پوچھا کہ ای ملک حلبشہ تم میرے رفیق قدیم ہو تمکو بخوبی یاد ہوگا کہ ہمیشہ مذہب و ملت کے بارے مین کیا کہا تھا نجاشی نے کہا تمنے اکثر کہا کہ صانع حقیقی کل کائنات کا خداوند طبیعت مجردہ ہی اور ہر شی طبیعت سے خلق ہوتی ہی پس ہر ایک شی کو مخلوق اور ہر ایک کی طبیعت کو خالق تصور کرنا چاہیے اور جسقدر طبائع مختلف مخلوق ہین وہ سب طبیعت مجردہ کی ذات و کرشمۂ قدرت سے ہین جمشید بولا آفرین ای بندۂ خاص خداوند تونے نہایت درست اور سچ کہا اور اس عبارت کو نہایت فصاحت سے ادا کیا اور میرے مطلب کو خوب سمجھ گیا بندۂ عاقل و صاحب فہم و ادراک اسی کو کہتے ہین ای بندۂ خاص توخوب جانتا ہی کہ خداوند طبیعت مجردہ بسبب لطافت ذات اور صفائی جوہر خداوندی کو اپنے بندون کی نظر مین جلوہ گر بظاہر نہین کر سکتا تھا اور آج تک بندگان خداوند طبیعت مجردہ و مقلدان ملت خداوند صفت خداوند نادیدہ بیان کرتے تھے کسی بندہ کی نظر مین جمال خداوندی جلوہ گر نہین ہو سکتا تھا لہذا خداوند نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذات لطیف کے واسطے جلوہ گری بھی ضرور ہی اور عالم ظاہری مین بھی ایک نائب مثل خداوند رہنا ضرور چاہیے اور خداوند ہمیشہ اپنے نائب کے جسم ناپاک مین حلول کیا کرین کہ بندگان خداوند بنظر ظاہر جلوۂ خداوندی کو معائنہ کرین ہر چند اصل ذات خاص خداوند پوشیدہ ہی رہیگی لیکن

پھر بھی کسیقدر پرتو افگن ہوگی اور شان خداوندی ضرور نظر آئیگی چنانچہ کل شب کو بعد گذرنے نصف شب کے مجھپر یہ سانحہ
گذرا کہ ایکبار ذات خداوندی نے میرے جسم ناپاک مین حلول فرمایا اور الہامات ہوئے کہ مین سب کو بیان نہین کر سکتا
اسواسطے کہ وہ امور قیاس بشری سے خارج ہین اور نہ اُنکے سمجھنے مین عقل کو دخل ہے اسوقت میرے قلب و جگر دونون
یہی گواہی دیتے ہین کہ جوہر ذات خداوندی ہون یعنے طبقات زمین و آسمان سب میری نظرون مین آئینہ ہوگئے ہین
اور کل حیوانات بری و بحری پیش نظر ہین اور تمام نباتات و جمادات کا حال مجھپر آئینہ ہے بلکہ یہ سب مجھسے گویا ہوے
بس اے حاضرین دربار مین عالم خواب مین یہ دیکھتا تھا ناگاہ ایک شی مثل ضیاے الشمس الیسی مجھپر ظاہر ہوئی کہ
اُسکی ضیا سے آنکھین میری خیرہ ہوگئین بعد اسکے ایک آواز غیب سے آئی گویا کوئی کہتا ہے اے جمشید فرزند خاص
خداوند بچشم غور دیکھ یہ روشنی جمال جوہر ذات خداوندی ہے جسکو تو خداوند طبیعت مجردہ کہتا ہے اور واقعی وہی تیرا خالق
ہے جسوقت مین نے یہ آواز سنی اور اس کرشمۂ خداوندی کو دیکھا میرے حواس خمسہ بجا نہ رہے اور محویت طاری ہوئی اُسی
عالم مین سجدہ کو جھکا اس عرصہ مین پھر وہی آواز میرے کان مین آئی پھر مین نے سر نیاز اپنا اُسکے آستانۂ بارگاہ پر
جھکایا غرض اسیطرح سات بار وہی آواز میرے کان مین پے درپے آئی اور مین ہر بار ہر آواز پر سجدہ کو جھکا بعد اسکے پھر
آواز آئی کہ اے جمشید پلید تجھے مبارک ہو یہ مژدۂ جان بخش کہ آج ہمارے جوہر ذاتی نے تیرے قلب کو اپنے نور قدم
سے روشن و منور کیا اور اس جسم خاکی مین جوہر ذاتی ہمارا حلول کر آیا اور تجھکو ہمنے اپنے تفضلات خداوندی سے عہدہ نیابت
مرحمت فرمایا اب تجھے چاہیے کہ مثل ہمارے عالم ظہور مین خلائق کو ہدایت نیک کر اور ہمارے بندگان خاص جو کہ بصدق
دل تجھے سجدہ کیا کرین اور تیرے فرمان برداری سے کبھی کسی حال مین باہر نہون اور تجھے بہیئت خاص خداوند سمجھین انکو
بہشت عنبر سرشت عطا کرنا اور جو کہ ہمسے منحرف اور تجھ سے خلاف ہو اسکو داخل جہنم کرنا اور بعذاب سخت ہلاک کرنا جبکہ
وہ اپنا اعتقاد درست کرکے درگاہ خداوندی مین توبہ کرین اور تجھکو اپنا خداوند سمجھ کے پاک دل سے سجدہ کرین سب
گناہ اُنکے بخشدینا اور اُنکو فوراً جہنم سے نکال کر داخل بہشت کردینا اے فرزند تو اپنے یاران دمساز و آشنایان جانباز
و تابعان قدیم سے کہدینا اور تاکید کردینا کہ وہ بجاے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند طبیعت مجردہ سمجھین اور جسطرح
مجھے سجدہ کرتے ہین اُسی طرح تجھے وہ سجدہ کیا کرین بس اے حاضرین دربار خوب غور کرو اور خوب اس بات کو سمجھو کہ
طبیعت مجردہ نے میرے معرفت کے واسطے سے اپنے بندگان خاص و مطیعان قدیم کو تاکید کی اور نہایت مصر ہوکر کہا
کہ وہ بجاے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند سمجھین اور اب بجاے خداوند سجدہ بھی تجھی کو کرین اور کہا
کہ یہ ہمارے لیے باعث خوشی کا ہوگا اور جو شخص ہمارے بندگان خاص سے اس ہمارے فرمان کو بخوشی بجا نہ لائیگا
یا کسی طرح کی حجت کو دخل دیگا اُسے ہم بلا پرستش اعمال فوراً داخل جہنم کرینگے اسواسطے اے حاضرین بارگاہ تمکو آگاہ کرتا ہون
کہ طبیعت مجردہ نے میری معرفت سے اپنے بندگان خاص کو پیام دیا ہے تمکو چاہیے مجھے مظہر ذات خداوند بصدق دل

تصور کرو اور خاص نائب و رسول خداوند طلبیعت مجردہ سمجھو اور جو مین کہون اُسکو صحیح جانو اور جو کچھ تمکو لینے خداوند سے
کہنا ہو وہ ہم سے کہو اور ہمکو سجدہ کرو کبھی خداوند کی کسی طرح نافرمانی نہ کرو تاکہ تم اپنے اعمال و کردار کے مکافات سے رستگار
ہوا ی بندگان خاص و مقربان با اختصاص مژدہ باد کہ خداوند نے تمھارے لیے مرتبۂ اعلی اور مناصب برتر و بلند مقرر کیے ہین
اور بہت جلد وہ مراتب جلیل ظہور مین آنے والے ہین تم دو ہی چار دن مین اپنی آنکھون سے خود مشاہدہ کرو گے کہ خداوند
نے کیسے کیسے اپنے کرشمے ظاہر کیے خداوند طلبیعت مجردہ ہمارے لشکر کے گرد و نواح مین ایک باغ بہشت نظیر اور ایک حفرت
قہر مثل دوزخ واسطے اپنے بندون کے ظاہر کریگا کہ جو جیسا بندہ ہمارا کرے اُسکی جزا اور سزا اول یہین ہو جاے اور مجھے حکم
خداوند کا یہ صادر ہوا ہی کہ تو ہمارے بندون کو کرشمۂ قدرت خداوندی اور مقدرات ہر ایک خاص و عام کے جو جسکی تقدیرات
مین مندرج ہو چکے ہین دکھلا دے اور جو مطیعان و پیروان ملت و مذہب ہمارے ہین وہ بعد مرگ بھی باغ بہشت عنبر سرشت
مین مقیم رہینگے اور جو نافرمانی کرنے والے ہین وہ طبقات جہنم مین بھیجے جائینگے اور انواع و اقسام کے عذاب سخت انپر ہونگے
چنانچہ اسی واسطے مین بھی اپنے بندون کی تکلیف کو روا نہین رکھتا کہ خوب مین اپنی قدرت سے سمجھے ہوے ہون کہ میرے بندون
سے اسقدر محنت شاقہ نہو سکیگی وہ لائق تحمل اسقدر بار کے نہین ہین لہذا مین نے اپنے بندون کو ہر طرح کی آزادی دی ہی اور
کل افعال نیک و بد کو اُنپر حلال و مباح کر دیا ہی جس فعل کو وہ چاہین اختیار کرین اور موافق خواہش عمل مین لائین یہانتک
کہ شراب و کباب کا استعمال اور زنا و لواطہ عورتون سے کہ حرام مطلق ہین جائز ہی لیکن اتنا خیال رہے کہ رضامندی شرط ہی ای
بندگان عقیدت مند یاد رہے کہ مین ایسا خداوند نہین ہون کہ اپنے بندون کو کسی فعل و آئین کا پابند رکھون اور لذت دنیا
دون سے بھی وہ بیچارے محروم رہین جیسا کہ خداے نادیدہ مسلمانون کا ہی مین بھی حکم و احکام سخت جاری کر دون یہ مجھ سے
نہو گا مجھ مین سواے کرم و بخشش کے سختی و بیرحمی تو ہی ہی نہین اے بندگان خاص دیکھو خداوند نے مجھے بظاہر اپنا نائب
و جانشین کر دیا ہی اور عہدہ نیابت مقرر فرمایا مجھے اسقدر اعزاز عنایت فرمایا ہی کہ ایک تخت قدرت اور اسپ قدرت اور
ایک شمشیر قدرت و گرز قدرت اور سامان و جلوس بھی مع عزت اور منزلت کے عطا فرمایا ایک روز وعدہ بھی کیا ہی یقین ہی
کہ دو ہی چار روز کے عرصے مین اُسکا ظہور تم سب کے روبرو ہو گا اور اشیاے قدرت پردۂ غیب سے تم سب بندون کے
سامنے مجھکو عطا ہونگے اور روبرو سب کے پاینگے اور تمکو بھی اُسکی خداوندی و قدرت کا حال بخوبی معلوم ہو جائیگا اُسوقت مین بقدرت
خداوندی دوستون کو نہال اور دشمنون کو پامال و ذلیل کرونگا یعنے جنپر میرا قہر بسبب نافرمانی اور سجدہ نہ کرنے کے نازل ہو گا
اُسے آتش دوزخ مین جلنا ہو گا اور جو لوگ میری اطاعت کرینگے وہ مستحق مراحم و الطاف خداوندی ہو کر بہشت عنبر سرشت مین
منازل اعلی پائینگے ای بندگان راسخ الاعتقاد و کامل الایمان خداوند کا وہ دوست دینی ہی کہ خداوند کو سجدہ کرے اور اُسکی
اطاعت کو بدل و جان قبول کرے اور بندگی بجالائے اور دشمن وہی ہی جو خداوند کی نافرمانی کرے اور سجدہ کرنے سے انکار
کرے پس تم سب بخوشی دل اپنے خداوند کی اطاعت کرو اور اُسکے سجدہ کرنے مین غفلت نہ کرو پھر تم بیخوف و خطر آرام کرو طرح طرح

کے لطف اٹھاؤ اور بخشش و انعام کے امیدوار رہو وہ ایسا خداوند ہو کہ تم سب دوستون کو اپنے کرم سے سرفراز فرماکر مناصب و مراتب اعلیٰ سے ممتاز فرمائیگا اور بعد مرگ بھی اپنے بندون کو گناہان گذشتہ سے نجات دیگا مین وعدہ کرتا ہون اسی طرح بندگان منافق و غیر طریقت کو خواہ وہ کسی مرتبہ و منزلت کے ہون اور کیسی ہی قدرت و اختیار رکھتے ہون اور با شوکت و جاہ ہون لیکن اُنپر ہمیشہ اپنا قہر و غضب نازل کریگا اور سرانجام کار بدترین عذاب سے ہلاک کریگا بس احکامات مین بیان کرچکا اب تم بتاؤ کہ تمھاری فہم مین آیا یا نہین اور خوب سمجھ گئے یا ابھی کچھ باقی ہے اور جسکو کسی طرح کا شک اسمین ہو وہ ابھی بیان کرے کہ ابھی مین جواب دے سکتا ہون اور بخوبی سمجھا بھی سکتا ہون ابھی ایسی گستاخی لائق سماعت نہین ہی بعد اسکے جو کوئی منحرف ہوگا تو وہ مورد عتاب خداوندی ہوگا۔ اب تم مجھے سجدہ کرو اور اپنے خداوند کو بخوبی پہچانو اور ایمان لاؤ۔

دربار عام مین جمشید خود پرست کا ہر ایک بادشاہ بدکیش کو ترغیب سجدہ و طاعت دینا اور نصائح و پند جمشید سنکر ہر شخص کا محو حیرت ہونا اور بکمال استعجاب جمشید کو دیکھنا



قصہ کوتاہ جسوقت سرداران لشکر نے یہ عبارت طویل اور روایت حیرت افزا جمشید لعین کی زبان سے سُنی ہر ایک محو حیرت ہوگیا اور عالم سکوت مین ہر شخص جمشید کی صورت بحیرت دیکھنے لگا اور ہر شخص دل مین سمجھا کہ اب بجز بجا آوری احکام جمشید کے کوئی چارہ نہین ہی اور نہ کوئی صورت انکار یا مفر کی دکھلائی دیتی ہی ناچار و مجبوراً تمام پہلوانان و افسران لشکر نے مع متعلقین اس لعین بے دین و بد آئین کو سجدہ کیا اور دیر تک سجدے مین رہے بعد اسکے جمشید لعین نے ... ی ... کہا

راسخ الاعتقاد تمھارا سجدہ درگاہ خداوند میں قبول ہوا اب سب اپنا سر نیاز اٹھاؤ دیکھو کہ جو ہماری طرف سے نزول رحمت ہی جسوقت نجاشی و بے دین مستقطی و آرجاس مردار خوار وغیرہ سلاطین و امرا نے سر سجدۂ ابلیس پلید سے اُٹھایا بس عجیب طرح کی مفرح قلب کو خوش اُنکے دماغوں مین آئی ہر ایک کا لباس جسم معطر ہوگیا اور اُس بوے خوش سے ہر شخص کو حیرت ہوئی کہ خلاف معمول آج جمشید کو یہ قدرت کسطرح حاصل ہوگئی کہ جو ہماری فہم و عقل مین نہین آتی اسقدر عرصہ ہوا کہ ہم لوگ روز دربار مین آتے لیکن کبھی ہمنے ایسی بوے خوش نہین سونگھی اور نہ ایسے کلمات حیرت انگیز سنے اس معاملہ مین ہماری عقل حیران ہی یہ کیا اسرار ہی راوی کہتا ہی کہ غلامان خناد جادو سے ایک غلام ساحر اُس صحبت مین حاضر تھا اُس غلام نے بزور علم سحر اُس بوے خوش سے تمام بارہ دری کو معطر کر دیا تھا تاکہ جمشید کا کرشمۂ خداوندی تصدیق ہوجاوے اور سب حاضرین دربار معتقد ہون قصّہ مختصر جمشید نے ضار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہوکے کہا اے ضار منکوس منحوس ہر چند کہ تو میرا استاد و معلم قدیم ہی اور مجھے ہر طرح سے تیری خاطر و مدارات اور اعانت بدل منظور ہے لیکن مراتب و مناصب جو اسوقت مجھے تجھ سے حاصل ہوے ہین یہ سبب خداوند طبیعت مجردہ کی خاص عنایت و مرحمت سمجھنا چاہیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے اپنا فرزند و نائب مقرر فرمایا اور تم سب بندون کو میری طاعت اور سجود کے واسطے معین و مامور کیا ہی اے ضار منکوس منحوس تجھے کیا تحیر و استعجاب ہی کہ تو خاموش بیٹھا ہی اور ہر ایک کا منھ تک رہا ہی تجھے چاہیے کہ جلد سجدہ کر اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو میرے خداوند سے بیزار ہی یا شاید تجھکو کسی طرح کا میری خداوندی مین شک ہی جو تجھے شبہ ہو اُسے جلد نکال ڈال مجھے خوف ہی کہ تو کہین محو رد عتاب و عذاب نہو جائے ضار منکوس نے کہا اے جمشید مجھکو تعجب ہی قبل مین کبھی ایسے کلمات کہ جس سے حیرت ہو نہین سنے یہ نہین معلوم کیا راز ہی کہ تو آج بخلاف اپنی عادات سابق کے کیا کیا سخنان حیرت انگیز کہتا ہی کہ جو قیاس مین نہین آتے یہ کیا واقعہ ہوا اے جمشید میری راے مین یہ امر دو حال سے خالی نہین یا تو تجھکو مرض مالیخولیا دفعتًا عارض ہوگیا کہ جسکے سبب سے تو اس نوبت کو پہونچا ہی کہ بے اختیاری مین سخنان فضول و بے موقع بکتا ہی یا واقعی خداوند طبیعت مجردہ نے بذات خاص تجھ مین حلول کیا اور ولی عہد کے عہدے سے تجھکو سرفراز و ممتاز فرمایا اور جو تو بیان کرتا ہی سب درست اور بجا ہی کہ خداوند نے اسپ قدرت و تخت قدرت و گرز قدرت و شمشیر قدرت سے بھی سرفراز و ممتاز فرمایا اور بہشت و دوزخ تجھکو دینے کا وعدہ کیا اور انتظام عالم کو تیرے اختیار مین دیا اب یقین ہے کہ موافق تیرے قول کے ظہور مین آوے قدرت خداوند کو سب طرح کی ہی جو چاہے وہ کر سکتا ہی کیا عجب ہی کہ وہ ایسا ہی کر دے اُسکو اسی طرح منظور رہا ہو قدرت خداوندی سے بعید نہین ہی جسکے واسطے جو کچھ چاہے چشم زدن مین کر دے تو تو ایک بادشاہ ہی یہ حال تیرا پوشیدہ نہین رہیگا بہت جلد ظاہر ہوجائیگا اُسوقت تیرا جھوٹ سچ معلوم ہوجائیگا لیکن واہ کیا مرحمت و عنایات خداوند طبیعت مجردہ ہی کہ خداوند نے تجھکو اتنا بڑا عہدہ جلیل بخشا کہ نائب کر دیا اس سے زیادہ اور کوئی عہدہ میرے خیال مین نہین آتا مگر ہان ایک کمی البتہ پڑیگی کہ ہر عہدہ کے واسطے علامت کا ہونا بھی ضرور ہی اُس علامت کو لوگ خود ہی دیکھ کے تجھکو سجدہ کرین گے اور میرے کہنے کو یقین

جانینگے پھر کچھ تاکید کرنے کی احتیاج نہین بندگان خاص خود ہی تجھکو خداوند اپنا سمجھین گے بلکہ تمام عالم تجھکو سجدہ کریگا اور
مجھے بھی سجدہ کرنے مین عذر نہوگا - الغرض یہ دونون بے ایمانون نے باہم بیٹھکے مشورہ کیا بس ضار منکوس منحوس نے
جمشید سے کہا تھا کہ تو اول اس طرح کی باتین کرنا اور مین اُسکے جواب مین رد و قدح کرونگا جب میرے اور تیرے یہ سب
گفتگو ہو چکے تو حاضرین دربار سے کہنا ایہا الناس آج کی شب مین تمھارے سامنے اپنی ذات کی طرف رجوع کرونگا تم
میری خداوندی کا کرشمہ دیکھ لینا بعدہ تم کو اختیار ہے الغصہ جمشید نے اُسی رات کو ایک محفل بطور جلسۂ عام مقرر کی اور
اُسکو خوب آراستہ و پیراستہ کیا اور حاضرین محفل کے سامنے کچھ ایسی حالت بنائی کہ جس سے سراسر محویت ثابت
ہوتی تھی اور پھر اُسی محویت مین کھڑا ہوگیا اور عجیب و غریب حرکات عمل مین لایا منھ مین کف آنے لگا آنکھین سُرخ
ہوگئین اور کہا اے فرزند رشید اے ولیعہد خداوند آگاہ ہو کہ خالق کل اشیا میری ذات خاص ہے اور فی الحال مین نے
بقدرت جاودانی تیرے جسم خاکی مین حلول کیا ہے اور تجھکو بجاے خود مسجود خلائق کر دیا ہے کہ اس عالم ظاہری مین بھی مخلوق
میری قدرت خداوندی کا جلوہ دیکھ کے بہرہ مند ہوا ہے فرزند جو شخص بندگان خاص سے ہماری بصدق دل سجدہ کرے
اور تیرا دل و جان سے فرمانبردار رہے اُس بندہ نیک ذات کو بہشت برین مین جگہ ملیگی اور یہ میرا نائب خاص بھی وعدہ
بہشت دینے کا کریگا اور ہمیشہ نظر الطاف و مراحم خداوندی اور عطایاے دولت و حشمت بندگان خاص نیک عقیدہ
و مطیعان دولت پر رکھیگا اور دشمنان و انحراف کنندگان خداوند سے ایسا بیزار ہوگا کہ بلا پرسش اعمال داخل جہنم
کریگا اور طرح طرح کے عذاب و عقاب مین گرفتار کریگا اور بدترین عذاب سے ہلاک کریگا چنانچہ اسی واسطے خداوند طبیعت
مجردہ نے طبقات دوزخ اور بہشت عنبر سرشت کو بھی اسی عالم ظاہر مین مقرر کیا ہے تاکہ دشمنان خداوند کو نار جہنم مین
ڈالین اور دوستان نیک عقیدت و بندگان خاص کو بے حساب داخل جنت کر دیا جائے اور اے فرزند تیرا اُستاد
بدنہاد و بد اعتقاد و بانی فساد ابھی تک تیری خداوندی کا معتقد نہین ہوا اور نہ ایمان لایا شاید وہ کوئی نشانی و علامت
خاص کرشمۂ خداوندی کے دیکھنے کا مشتاق ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تیرہ درون و سیہ قلب ہے کیا مضائقہ ہے خیر کچھ پروا
نہیں مگر تو اُس بد اعتقاد کو کسی طرح بُرا نہ کہنا اسواسطے وہ مستحق ملامت نہین ہوسکتا کہ وہ بھی تو ہمارے فرزند ولیعہد خاص
کا اُستاد ہے اور ذات اُستاد بھی برابر خدا کے ہے سجدہ کرنا اُستاد کو واجب ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے فرزند کا گوشت
اُسکے گوشت کے اندر جاتا ہے اور تمام جسم جسم سے مس ہوتا ہے اور اُس فرزند خداوندی کے گوشت سے نزول آب رحمت
الٰہی ہوتا ہے پس وہ بھی لائق اعزاز و احترام ہے اور جو کچھ کہ وہ براہ نصائح کہتا ہے خالی از مصلحت نہین ہے بس ضرور ہوا کہ
اُسکے بیان کو بدگمانی و بے اعتقادی پر محمول نہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ اُسکے فحواے کلام سے یہ امر مترشح ہے کہ کوئی کرشمۂ
ظاہری اور جلوۂ خداوندی کی علامت کا ہونا بھی واجب و لازم ہے اور یہ بھی وہ سچ کہتا ہے کہ جب اُس علامت خداوندی
کو خلائق دیکھیگی ضرور اعتقاد لائیگی کچھ اُس سے تاکید اور تنبیہ کرنے کی ضرورت نہ رہیگی کیسا ہی کوئی بد اعتقاد ہو مجرد

دیکھنے اس علامت خداوندی کے معتقد ہو جائیگا کچھ حاجت فہمایش و تاکید کی نہ رہیگی از خود ایمان لائیگا یہ وجہ ہے کہ جو ہم بھی
تیرے استاد بد نہاد کو جانتے ہین مگر ہم بھی موافق تیرے اُستاد کے کہنے کے ایک داغ نحوست اور سیاہی سے فرزندی و
ولیعہدی اپنی قدرت کاملۂ خاص سے اسی وقت تیری پیشانی ظلمانی پر ظاہر کیے دیتے ہین بمجرد دیکھنے اُس داغ خداوندی
کے تمام مخلوق ہماری خود بخود تجھے سجدہ کریگی لیکن یہ تجھے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اُس داغ کو بغیر کسی کار ضروری یا ذو مشکل صنعت
کے ظاہر نہ کرنا اور نہ کسی کو دکھلانا بلکہ ہمیشہ عمامہ کے نیچے پوشیدہ رکھنا یہ بھی واضح رہے کہ خسار جاودانہ کار لے جمشید لعین و
بے دین کو اس معاملہ خاص مین یہ ہدایت کی تھی کہ جس شخص کو تو ایکبار داغ پیشانی دکھانا بعد ایک ہفتہ کے اُس شخص کو مکرر
داغ دکھانا اسواسطے کہ اثر اس داغ کا اُسکے دل پر بحال و قائم رہے اور جو خلاف اسکے کریگا تو بجز عمل سحر مین نقص پیدا
ہو جائیگا اس باعث سے جمشید پلید ہر کس و ناکس کو اپنا داغ پیشانی کبھی دکھلاتا نہین تھا اور زبانی ہی مردمان لشکر کو
اطاعت کی ترغیب دیتا تھا اور سمجھاتا تھا بعد اس مکر و تزویر کے جمشید پلید مکار و دغاباز اس حالت و حیرانی و بدحالی
مین عجب طرح کے کلام واہی و بے انتظام تا دیر بکتا رہا اور انواع و اقسام کے حرکات کرتا رہا اور حاضرین جلسہ عالم سکوت
مین حیرت زدہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے لیکن کسی کو مجال سخن نہ تھی مجبور جو وہ کافر کہتا تھا سنتے تھے اور جمشید ملعون کی یہ حالت
تھی کہ گاہ سکوت مین اور کبھی بیہوش تھا لیکن دانستہ یہ سب حرکتین کر رہا تھا کبھی اُٹھ کر ضار منکوس کے سراپا کو بنظر
غور دیکھتا تھا اور کبھی از خود قہقہے مارتا تھا اور کف پاے ضار منکوس کو آنکھون سے ملتا تھا اور کبھی از خود ضار منکوس
منحوس کی زور سے پکڑ کے تمام صحن بارگاہ مین کھینچتا پھرتا تھا اور ایسے جھٹکے دیتا تھا کہ طبیعی کا حال غیر ہوا جاتا تھا اور بشدت درد
سے روح نکلی جاتی تھی جب زیادہ حالت اُس ملعون کی غیر ہوئی تھی تو اُسے چھوڑ کے اپنا پشت دست کاٹتا تھا اور
انگشت بدندان بصورت تصویر ایک طرف کھڑا ہو رہتا تھا گاہ نجاشی وغیرہ سلاطین و دیگر حاضرین دربار کو بنظر قہر سے
دیکھتا تھا وہ بیچارے خوف سے کانپنے لگتے تھے اور آنکھین بند کر کے سر جھکا لیتے تھے الغرض جمشید لعین اسی طرح کی حرکات
مین مصروف تھا یکایک نجاشی سے پوچھا اے شاہ حبش کبھی اور بھی صاحبقران خود پرست کی ایسی حالت دیکھی تھی جسطرح آج
دیکھ رہے ہو اسواسطے کہ تم نہایت عقیل و صاحب فہم و فراست و ادراک ہو سچ کہو اور تم صاحبقران خود پرست کی خدمت مین
بہت رہتے ہو اور ہر ایک طرح کی صحبت خلوت و جلوت مین بھی شریک رہے ہو تم سے زیادہ کون ان حالات سے ماہر ہوگا اور
طرفہ یہ کہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب بھی ہو جو کچھ تم جانتے ہو دوسرا نہین جان سکتا نجاشی نے دل مین کہا اور غضب ہوا
اسوقت اس قرم ساق نے ایسی بات پوچھی ہی کہ جسکا جواب نہین دے سکتا اگر مین اس لعین سے خلاف کوئی بات
کہتا ہون تو یہ مردود اور زیادہ برخاستہ ہوگا اور اسوقت اُسکا بدمزاج ہونا ستم ہے اور لطف یہ کہ منشاے طبیعت سے
بھی تو آگاہ نہین ہون خیر ہر چہ باداباد لیکن اب چاہیے کہ ہم اُسکے مزاج کے موافق کہدین چنانچہ ایک بار ایسا ہو بھی چکا ہی
اُسی کی سزا مین آج تک گرفتار ہون اور ابھی تک اُس مردک کے دل سے وہ بات نہین گئی ہر وقت ملال موجود رہتا ہے

ابطال زنگی اور زنگاؤہ زنگاری پوشش اسی وجہ سے مجھ سے جدا ہوگئے اب آج پھر وہی معاملہ ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے کس طرح
اس ملعون کے ہاتھ سے جان بچیگی سخت حیران ہون کیا جواب دون۔ گویم مشکل ونگویم مشکل یہ سوچ کر ضارسنکوس
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کیون جناب حکمت مآب آپنے بھی بخوبی بچشم غور ملاحظہ فرمایا واقعی امر تو یہ ہے کہ ہمنے تو کبھی
ایسا واقعہ صاحب قران ہود پرست سے واقع ہوتے نہین دیکھا اور نہ کبھی ایسی حالت کسی سے سنی آج قلب ماہیت
ہوگئی یہ معاملہ تو ہمکو خالی از اسرار معلوم نہین ہوتا بلکہ عجب نہین کہ آج کل مین کوئی کرشمۂ خداوندی ظہور مین آجاوے
بلاشبہ وشک کوئی نہ کوئی اسمین راز ہے اور یہ بھی عجب نہین کہ صاحب قران مین کسی شی نے حلول کیا ہو اس عرصہ مین جمشید
نے آنکھین کھول دین اور کہا اے بندگان خاص خداوند سجدہ کرو اور ای گمراہان نابکار سجدہ کرو بس اس کلام جمشید
لعین کے سنتے ہی سب اہل دربار سجدہ کو جھکے ادھر جمشید نے عمامہ کو اونچا کیا اور اس داغ پیشانی ظلمانی کو حاضرین
جلسہ کو دکھایا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ داغ پیشانی جمشید بوجہ مالش روغن سحر کے اسقدر سفید ہوکر چمکتا تھا کہ جسطرح
تارہ چمکتا ہو جیسے ہی سب حاضرین دربار کی اسپر نظر پڑی آنکھین خیرگی کرنے لگین یہ دیکھ کے تمام حاضرین دوبارہ سجدہ
کو جھکے اور سبھون نے کہا ای خداوند برحق تمھین خداوند ہو اور تمھارا کرشمہ خداوندی اور نیابت خداوندی برحق ہے
ضارسنکوس مکار نے سب سے پہلے سجدہ کیا اور کہا الحق یہ جلوہ خداوندی ہے جو مین اسوقت جمشید کی پیشانی مین دیکھتا
ہون اور تمام کرشمہاے خداوندی ظاہر ہین اب مجھکو جمشید کے خداوند ہونے مین کسی طرح کا شبہ نہین ہے ای بخاشی تو بھی
جلوۂ خداوندی کو دیکھ کہ کیا تماشا ے قدرت نظر آتا ہے بخاشی نے دوبارہ اس داغ کو بچشم غور دیکھا اور خود بھی اثر سحر
مین گرفتار ہوگیا پھر تو تمام حاضرین جلسہ کو یقین ہو گیا کہ جمشید نائب خداوند ہوگیا اور کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا بعد اسکے
تمام تابعین و ملازمین نے جمشید کو بصدق دل مکرر وسہ کرر سجدے کیے ارجاس مردارخوار و ملجاس وغیرہ پہلوانان
لشکر کہ کل ستّو نفر تھے وہ بھی شریک سجدہ تھے یہ خبر شدہ شدہ تمام لشکر مین منتشر ہوگئی کہ آج جمشید کو خداوند طبیعت مجرد
نے اپنا نائب و فرزند مقرر کیا اور جوہر ذات خداوندی نے جمشید کے جسم مین حلول کیا چنانچہ یہ خبر اسقدر طشت از بام
ہوگئی اور ہر ایک مقام مین ایسی مشہور ہوئی کہ اسی بات کا چرچا ہونے لگا ہر اعلی وادنے کہتا تھا کہ جمشید نے آج
عجیب وغریب حالت وجدانی بہم پہونچائی ہے یعنے اب وہ خداوند ہوگیا قصہ کوتاہ جمشید راندۂ درگاہ لم یزلی نے
دوسرے روز پھر اپنی بارگاہ مین تخت فرمان روائی پر اجلاس کیا اور دربار کا حکم دیا اور بارگاہ کے پردے وغیرہ اٹھوادیے
کہ ہر خاص وعام کو بخوبی تماشا دکھائی دے تاکہ وہ سجدہ کرین غرض جب منادی ہوگئی تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ
تماشا جمشید کی حرکتون کا دیکھنے کو آئی جمشید پلید نے پانچ روز کا جشن کیا اور کل حاضرین جشن کو سجدے کی ترغیب
دی خوب اغوا کیا اور بہکایا یہانتک کہ تین ہزار آدمی لشکر کے گمراہ وبے دین ہوے اور اس مرتد کو سجدہ کیا اسی طرح
جمشید نے متواتر پانچ روز جشن کامل کیا اور اہل لشکر سے سجدہ کرایا بعد اسکے ایک روز تمام لشکر کی دعوت ومہمانی کی

اور طرح طرح کے کھانے سب کو کھلائے اور ہر ایک کو زر و جواہر علی قدر مراتب تقسیم کیا لوگون کو انعام و خلعت ایسے دیے کہ غرباء مساکین دولتمند ہوگئے کوئی محتاج نہ رہا لیکن اکثر لوگ لشکر جمشید مین ایسے بھی تھے کہ جنھون نے جمشید کو سجدہ نہ کیا اور بعض لوگ ایسے تھے کہ جو جشن مین نہ آئے اور نہ اس سجدے وغیرہ مین جمشید کے شریک ہوے بلکہ خیمہ سے باہر تک نہ آئے حالانکہ وہ سب ملازم جمشید تھے اور شہرہ جمشید کی خداوندی کا بخوبی سنتے تھے لیکن کچھ خیال نہ کیا اور بہ آرام تمام اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے رہے اس جماعت مین اکثر لوگ مسلمان ہین وہ اول بھی اس مذہب الحاد کے شریک نہین ہوے وجہ خاص اسکی یہ ہو کہ یہ لوگ علم و فہم و عقل سے بہرہ مطلق نہین رکھتے بالکل جاہل مطلق ہین یہانتک کہ نیک و بد مین بھی انکو تمیز نہین ہو یہ سب مسلمان تو ہین مگر وحشی ہین محمد آخشید کے ساتھ بغداد سے آئے تھے اور اسی وقت سے اُن لوگون کی بود و باش ملک مصر مین ہوئی تھی اور بہت سے آخشیدی بھی تھے یعنے محمد آخشید کی اولاد سے غرض اس جماعت نے اپنے خیمہ سے حرکت نہ کی جسطرح بیٹھے تھے بیٹھے رہے اور ان شعبدون کو جمشید کے کچھ خیال مین بھی نہ لائے محض لغو اور بیہودہ سمجھا کیے قصہ کوتاہ چھٹے روز جمشید پلید باشارۂ خنازجادو و ضارسنکوس و نجاشی و نیز دیگر سرداران خاص سوار ہو کر اُس کوہ پر پہونچا جہان اُس ساحرہ ملعونہ نے وہ اسپ و تخت قدرت وغیرہ پوشیدہ تیار کر رکھے تھے جسوقت جمشید بے دین مع مردان ہمراہی قلعہ کوہ پر پہونچا اور ایک مقام پر کھڑا ہوا ہمراہیان جمشید نے چارون طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر کچھ فاصلہ سے ایک باغ نہایت پر تھا تھا اور نہایت آراستہ تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی بجز صحراے پر بہار و مرغزار کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور چشمہاے شیرین خوشگوار روان تھے جا بجا نہرین شہد و شیر کی جاری تھین خس و خاشاک کا کہین ذکر نہ تھا اس تماشے کو دیکھ کے وہ سب متحیر ہوے اور دل مین کہتے تھے کہ اس مقام کو ہمنے بارہا دیکھا لیکن یہان کوئی درخت تک نہین دیکھا تھا باغ کیسا اور گلشن کیسا ہان ڈھیر مٹی کا البتہ تھا تھوڑے دنون مین ایسا باغ پر بہار کسطرح تیار ہو گیا معلوم ہوتا ہو برسون کا بنا ہوا ہو غالباً اسرار الٰہی کچھ سمجھ مین نہین آتا لیس ہر ایک کو یہ تماشاے تازہ دیکھکر حیرت ہوئی مگر دم بخود رہے اس عرصہ مین یکایک چند مردان عجیب الخلقت بشکلہاے مہیب قعر کوہ سے نمایان ہوے اور ایک تخت نہایت پر تکلف جواہر نگار اور ایک شمشیر آبدار اور ایک اسپ سبکرو اور ایک گرز سنگی ہمراہی مین تھا پہلے ان مردان ہمراہی نے جمشید کو سجدہ کیا بعد اسکے کہا اے فرزند خاص خداوند تیری ذات خداوندی سے جو اشیا پیدا ہوئین حسب الحکم خداوند طبیعت مجردہ ہم بندگان درگاہ خداوند ساتھ لیے ہوے حاضر ہوے جمشید نے اُس تلوار قدرت کو کمر سے لگایا اور گرز قدرت کو کاندھے پر رکھا اور اُس اسپ قدرت پر سوار ہوا اور نہایت غرور و تکبر سے اُس پہاڑ سے نیچے اُترا اور نہایت شوکت و احتشام سے اپنے بارگاہ مین آیا جسقدر لشکری سلاطین غیرہ کے وہان موجود تھے اس تماشاے عجیب و غریب و بعید القیاس کو دیکھکر اپنے اپنے لشکر دل مین چلے گئے اور سلاطین کو اس واقعہ سے آگاہ کیا حسب اتفاق اُسی روز نصرون ربیعی بکران شاہ خارجی کی ملاقات کے واسطے اُسکے خیمہ مین گیا تھا اور ابوحاکم بندۂ غرض بھی مع پہلوانان رستم توان اُسوقت بکران شاہ خارجی کے خیمہ مین بیٹھا ہوا ادھر اُدھر کا قصہ کر رہا تھا

غرضکہ یہ تینوں ولدالزنا باہم صحبت مین بیٹھے ہوے باہم گفتگو کر رہے تھے ایک جاسوس نے یہ خبر تازہ بیان کی بکران شاہ خارجی نے نصرون ربیعی کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے ملک نصرون تم جانتے ہو کہ اس لشکر مین کس قسم کے آدمی ہین اسواسطے کہ تم اور معزالدین دونون پیغمبرزادے ہونے کا دعوے کرتے ہو ہرچند کہ تمھارا جداعلے نزدیک اہل اسلام کے کاذب تھا خیر کاذب صحیح تاہم باعتبار خاندان نسبت تو ایک ہی رکھتے ہو اور بکران شاہ اگرچہ براے نام مسلمان ہین لیکن دشمنان خاندان پیغمبر سے ہین اب رہا اشبوط دیلمی وہ تو خود ہی دعواے پیغمبری کرتا ہے اور پیغمبر بنا ہی ہوا ہے لیکن باوجودان تمام کے کسی نے ان سلاطین سے دعواے علویت نہین کیا ہان اب جمشید کو البتہ ایسی جرات ہوئی اور اسقدر رسوخ پیدا کیا کہ وہ دعواے خدائی کرنے لگا اس بات سے اسکی صاف ظاہر ہے کہ جمشید ہمکو ضرور ایذا پہونچائیگا نصرون ربیعی نے کہا اے ملک فی الحال زمانہ کا رنگ جیسا ہے ظاہر ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور کیسے کیسے معاملات تازہ پیش آتے ہین لیکن اے بکران شاہ مجھے تو یہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جمشید کو آجکل کچھ خلل دماغ ہوگیا ہے جو اُسنے ایسے خیالات واہی دل مین پیدا کیے ہین یعنے دعواے لغو بےسبب و بلاوجہ کرتا ہے اس سے کیا فائدہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ہے خالی از علت نہین ہے مگر ابھی ظاہر نہین ہوتا پوشیدہ ہے بکران شاہ نے جواب دیا کہ اے نصرون ربیعی مین نے بھی سُنا ہے کہ نجاشی وغیرہ سلاطین لشکر جمشید جمشید کو سجدہ کرتے ہین اسمین کوئی تو سبب تازہ ضرور ہی ہوا ہوگا کس واسطے کہ مصرعہ

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

تعجب نہین کہ ضارمنکوس نے بزور سحر کوئی شعبدہ تازہ تیار کرکے نیرنگ دکھلایا ہو اور جمشید بھی اسوقت کو غنیمت سمجھا ہو کسواسطے کہ بالفعل میدان خالی ہے کوئی پوچھنے والا نہین ہے جو چاہین کرین ورنہ یہ دعواے بےسروپا کیا کرتے ابوحاکم نے کہا ہان یہ آپکا کہنا درست و بجا ہے لیکن ماراچہ ازین قصہ ہم سے کوئی کسی طرح کی مزاحمت نہین کرسکتا اگر جمشید ہمسے سجدہ کرنے کو کہیگا تو ہم یہی عذر کرینگے کہ ہمارا سجدہ معزالدین کے قتل و ہلاک پر منحصر ہے جسوقت تو اُس فساد عظیم کی بنیاد مٹادیگا اور معزالدین کو مغلوب یا ہلاک کریگا جسکی ذات سے تمام جہان مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہے ہم بلاعذر موجود ہین جو حکم کریگا اُسکو بسروچشم ہم بجالائینگے اور تیری خداوندی کو بتصدیق دل قبول کرینگے اور ایک سجدہ نہین باون سجدے کرینگے بلکہ رات دن تیرے ہی سجدون مین اور طاعت مین بسر کرینگے لیکن جبتک معزالدین مغلوب نہین ہوتا اور یہ فتنہ و فساد برطرف نہین ہوتا ہم بھی بیٹھے ہین یہ ہمکو کیا ضرور ہے کہ ہم ابھی سے بتصدیق دل و صفائی نیت جمشید کی اطاعت قبول کرلین اور حلقہ بگوش ہوجائین ہان جو ہمارا عذر ہے جب وہ جاتا رہیگا ہم بھی جو وعدہ کرتے ہین اُسکو پورا کرینگے اور جمشید کی خدائی کو بظاہر منظور کرینگے اشبوط دیلمی کو جسوقت یہ خبر پہونچی اُس احمق نے اس خبر کو سُنکے اپنے غلام و رفیقان خاص سے کہا کہ اے بندگان دیلم آج رات کو مجھپر وحی نازل ہوئی ہے خداوند دیلم نے مجھے بخوبی سمجھا دیا ہے اور آگاہ کردیا ہے

کہ اب جمشید دعواے خدائی کیا چاہتا ہی سرداران لشکر جو کہ عقل و فہم نہین رکھتے بالکل بے وقوف ہین وہ سجدہ کرینگے اور
اُنکو اُنھین کو وہ بھی ترغیب سجدہ کرنے کی دیگا لیکن آخرکو اُسپر خداوندکا ایسا قہر و غضب نازل ہوگا کہ وہ خود بخود بلا واسطہ پیغمبر
خداوند دیلم کا مطیع و فرمان بردار ہو جائیگا تم لوگ کسی طرح اپنے دل مین اُسکے اس دعوے سے اندیشہ نکرنا کوئی بات اندیشہ
اور فکر کی نہین ہی تم بخاطر جمعی تمام بیٹھے رہو نجدا سکے یہ خبر سلطان شاہ و آذرشاہ و ملک النوبہ نے بھی سنی یہ تینون سلاطین
بھی اس خبر وحشت اثر کو سُنکے نہایت فکرمند ہوے اور موافق اپنی اپنی عقل و فہم کے باتین کرتے رہے چنانچہ سلطان شاہ
نے کہا کہ یارو تم کچھ سنتے بھی ہو کہ جمشید خود پرست کیا کرشمہ کر رہا ہی اب اسکو ایسا مرتبہ ہوگیا کہ بادشاہ سے صاحبقران
ہوا اور اب تو صاحب قرانی کیسی خدائی کرنے لگا کوئی ایسا نہین کہ جو اُس بیحیا سے پوچھے کہ ابھی تجھے رتبہ شاہی بھی تو
پورا حاصل نہین ہوا ہی مرتبہ خدائی کس طرح سے ملگیا۔ شعر

کہ با آسمان نیز بر داختی		تو کارے زمین را نکو ساختی

مگر ای آذرشاہ خدا خیر کرے مجھے آثار اچھے نہین معلوم ہوتے دیکھیے کیا معاملہ پیش آنے والا ہی تم کیا اس معاملہ کو کم
سمجھے ہو دیکھنا یہ فتنہ کیا قیامت برپا کرائیگا اور دیکھوگے کہ کیا کیا فساد برپا ہوتا ہی اُدھر لشکر فتح پیکر اسلام مین عیاران
طرار نے اس خبر بے اصل کے امیر مجاہدالدین نامدار کو مع اس واقعہ کے اطلاع دی امیر مجاہدالدین نامدار نے سرداران
لشکر سے مخاطب ہوکر کہا لو صاحب این گل دیگر شگفت اُس راندہ درگاہ ایزدی یعنے جمشید مردود ازلی نے یہ نیا
مضحکہ کیا کیا شان خدا کی ہے کہ وہ کندہ ناتراش حبشی بچہ نطفۂ حرام لواے علوییت بلند کرے اور خداوند شیطان خود بنجاے
اور شمشیر و اسپ و تخت و گرز کو بیان کرے کہ یہ غیب سے میرے واسطے آیا ہی اور لطف یہ ہی کہ اُس شیطان کی مسخرگی
کو سب بیحیائی واقعی سمجھین اور سجدہ کرین اس امر کو یعقوب حرانی نے سُنکے عرض کیا ای امیر عالی وقار مجھے تو ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ ضنار منکوس نطفۂ بے وقت کی شعبدہ بازی ہی اُسنے کوئی عمل سحر سے تازہ شگوفہ کھلایا ہو یا فسون تیار کیا ہو کہ
جمشید ملعون گیدی کو اُن کرشمون کو دیکھ کے اسطرح کا حوصلہ پیدا ہوا ہی اور اسی پردہ مغرور و نازان ہے اور اس دولہ مین
ایسا از خود رفتہ ہوگیا ہی کہ جو زبان پر آتا ہی بیکار و فضول بکتا ہی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پیمانۂ عمر اُس نابکار کا لبریز ہوچکا ہے
اب شاید کوئی دن مین داخل جہنم ہوا چاہتا ہی یعنے ابھی اُس بیحیا کو رتبہ شاہی نصیب ہوا نہین اور مرتبہ خدائی کو پہونچ گیا بس وہ
حرامزادہ جو کچھ بکتا ہی گوہ کھاتا ہی آج کل مین اُسطرف اگر حضور کے اس بندۂ ناچیز کا گذر ہوگیا تو پھر اُسکی خداوندی ملاحظہ
فرمائیےگا کہ کیسی قلعی کھولی ہوگی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ ساتھی اسکے اس امر مین کوئی بھید ضرور ہی لیکن کب تک وہ مردود چھپائیگا
کھل ہی جائیگا حضور خاطر جمع فرمائین بہت جلد اپنی شامت اعمال کو پہونچیگا قصہ مختصر یہ خبر وحشت اثر ایسی منتشر ہوئی کہ
لشکر شاہی مین ہر فرد بشر کی زبان زد یہی کلمات تھے کوئی کہتا تھا ہمنے سُنا ہی ضنار منکوس منحوس نے ایک مہرۂ سحر تیار کیا ہی
اور جمشید کو دیا ہی اور جمشید نے پوشیدہ اُس مہرہ کو اپنے مقام اسفل مین رکھ لیا ہی یہ سب اُسی کی کرامات ہی کوئی کہتا تھا

کہ طبیعی مردود جمشید سے اعلام کرتا ہی اور حالت حظ مین افسون اسکے عقل مین پھونکتا ہی اسوجہ سے جمشید رویین تن
ہوگیا خدائی کا دعوے کرتا ہی غرض ہر شخص ایک روایات تو بیان کرتا ہی اور جو جسکی عقل مین آتا ہی کہتا ہی جمشید بلند بارگاہ
مین نہایت خوشی اور خرمی سے تخت پر بیٹھا جشن کر رہا ہی اور ایسی اُس بیمیا نے اپنی شکل بنائی کہ جو شخص جمشید کو
دیکھتا تھا اسکا رعب دیکھنے والے کے دل مین ایسا غالب ہوتا تھا کہ وہ شخص بے اختیار سجدہ کو جھک جاتا تھا الغرض
لشکر جمشید مین دو چار شخصون کے علاوہ کوئی ایسا نہ تھا کہ جو جمشید کو نائب خداوند طبیعت مجردہ نہین سمجھتا اور سجدہ
نہین کیا اور جنھون نے سجدہ نہین کیا وہ ایک جماعت مسلمانان جاہل اور وحشی خصائل اور نہ ادنی و اعلے جمشید
کے دام سحر مین گرفتار ہوے ازانجملہ ایک نجاشی بادشاہ حبش بھی تھا کہ وہ بدل وجان جمشید کا مقلد و مطیع ہوگیا
تھا اور جمشید کو خداوند خاص جانتا تھا اور کسی طرح کا اُسکو شک باقی نہ تھا غرض جمشید رانندۂ درگاہ ایزدی اپنے
لشکر اور اہل لشکر سے مطمئن جب ہوچکا اپنا دبدبۂ خداوندی سب پر ظاہر کرنے کا قصد کیا تھا پہلے سب سے اشبوط دیلمی کو
پیغام بھیجا اس مضمون کا کہ ای ملک دیار دیلم آگاہ ہو جب تک کہ مین بندہ طبیعت مجردہ تھا اُس وقت تک مین بھی عوام کے
بندگی کرتا رہا اور اب تو نے بخوبی سُنا ہوگا کہ مجھکو خداوند طبیعت مجردہ نے لیاقت و قابلیت دیکھکے اپنا نائب
اور فرزند خاص مقرر کر دیا ہی بلکہ مثل اپنی ذات خاص کے مجھے مرتبۂ خداوندی مرحمت فرمایا ہی اور جوہر خداوندی میری
ہر رگ و پی مین داخل کر دیا ہی مختصر یہ ہی کہ خود خداوند نے بذات خاص مجھ مین حلول کیا اب مجھکو حکم محکم خداوند ہی کہ جو شخص
مجھے سجدہ کرے اور تیری خداوندی کو حق سمجھے اُسکو ہر ایک طرح کی بخشش و مرحمت سے سرفراز کرو اور بخشش و کرم کی نگاہ
اُسپر دائم رہے اور جو بندہ ہمارا ہماری نا فرمانی کرے یا ہماری خداوندی کا قائل نہو اور سجدہ نہ کرے اسکا سر تن سے بقدرت
تیغ بے دریغ جدا کرو اور اُسکی نعش کو طبقات جہنم مین ڈالدے اور روح نجس اُسکی ہمیشہ عذاب علیم مین جلتی رہے تاکہ وہ اپنے
گناہ کے اعمال کی سزا کو پہونچے ای اشبوط مین تجھے بھی بپاس خاطر حقوق دوستی آگاہ کرتا ہون کہ وقت مصلحت و مناسب یہی
کہ تو مجھے اپنا معبود برحق و خالق کل اشیا سمجھ اور بصدق دل و صاف باطن سجدہ کر کہ تیرے حق مین بہتر اور انسب یہی ہی پھر تو
بخاطر جمعی تمام اور بآسائش و آرام بسر کر اور امیدوار الطاف و مرحمت خداوندی کا رہ پھر مین کسی طرح کی تجھے تکلیف نہین دونگا
اور نہ تیرے دولت و سلطنت سے مین متعرض ہونگا اور نہ کسی کو تجھ سے مزاحمت کرنے دونگا ہر حال مین تیرا شریک رہونگا
چاہتا ہون کہ تو مجھے اپنا معبود سمجھ اور تمام سلاطین کے سامنے میرے آستانۂ خداوندی کو آنکھون سے لگا اور ہمیشہ آستانہ بوسی
اپنا شعار کر دوسرا کام تیرا تجھ سے یہ ہی کہ اگر شاید تیرا ارادہ نا فرمانی کرنے کا ہو تو اسکا ہمکو جواب دے اور جنگ کی تیاری کر ہمکو
موجود سمجھ ہم ایک لمحہ دیر نہ کرینگے سب سے اول خدمت گذاری کرینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ تجھے سزاے سخت ایسی دونگا کہ
تو بھی تا قیامت یاد کریگا ای اشبوط تو اس بیان کو میرے ہرگز غلط نہ سمجھنا اور اس سلسلہ کو جاری ہوا جاننا یہ نہ سمجھنا کہ یہ فقط
تیرے ہی واسطے ہی بلکہ ایسی سب کو تکلیف دیجاویگی فقط تیرے اوپر قناعت ہرگز نہین کرونگا تو دیکھ لینا کہ بعد تیرے اسیطرح

پیغام اور احکامات خداوندی تمام لشکروں اور سلاطین مین جاری کرونگا ہر ایک شاہ و گدا کو تکلیف سجدہ کرنے کی بجا دیگا جسطرح وہ قبول کرینگے خواہ با آشتی یا بغیر آشتی جہانتک قدرت خداوندی ہی اسی بارے مین صرف کیجائیگی جسطرح سے ممکن ہوگا جملہ سلاطین کو اپنا مطیع و فرمان بردار کرونگا فی زمانہ مجھے بھی ایک کار ضروری در پیش ہی مجھے یقین ہے کہ یہ بھی معلوم ہوگا کہ لشکر اسلام اور افسران و سرداران معزالدین کے ساتھ مجھکو عداوت قلبی ہی اور مین بیشک اُسکا اور اُسکے رفقا کا دشمن جانی ہون لہذا مجھکو پہلے اسی سے مجادلہ و مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا تھا اور اپنا جلوۂ خدائی اُسکو دکھاتا لیکن فی الحال عداوت و دشمنی یکلخت مین نے دل سے اپنے نکال ڈالی لطف و کرم خداوندی عام کر دیا اسکا باعث یہ ہی کہ شان خداوندی سے اپنے بندون سے امورات دنیوی مین عداوت و دشمنی کرنا نہایت بعید ہی خداوند کو بہر حال بندون پر کرم و مہربانی کرنا چاہیے کہ شایان خداوندی یہی ہی اور جہانتک قصور بندون سے ہون درگذر کرنا چاہیے یہ عین خداوندی ہی مگر جسوقت غریب مجہول الاحوال یعنے معزالدین طلسم سے باہر آئیگا اسوقت اس بندۂ مغرور و منکر خداوندی کو بھی طلب کرکے احکامات خداوندی سنائے جائینگے اگر وہ راہ راست کو شاید منظور کریگا اور آیا تو خیر اُسکے حق مین بہتر ہوگا اور اگر معزالدین نے حکم خداوندی کو منظور نہ کیا اور ایک ادنے بھی عذر کیا یا اس آستانۂ قدرت کو بصدق دل سجدہ نہ کیا تو البتہ بوجہ نافرمانی کے تم سب کے سامنے گرز قدرت خداوندی سے اس بندۂ مغرور و متکبر کا سر نرم کیا جائیگا بعدہ اُسکو خیال ہوگا کہ افسوس مین نے کیون نافرمانی کی جو مجھپر اسقدر عذاب سخت ہوا حالانکہ مین بندۂ خاص اور مقرب درگاہ بلکہ نظر کردۂ خداوند مشہور ہوگیا تھا اور مجھکو خداوند نے ہزارون بندون سے مستغنے کرکے صاحب قران زمان اور زور آور دوران کر دیا تھا اور منصب طلسم کشائی سے بھی ممتاز فرمایا تھا اگر مین نائب خداوند کو سجدہ کرتا تو وہ بھی مجھے ضرور صاحبقران اور پہلوان جہان خطاب مرحمت فرماتا افسوس مین نے کیا قصور کیا بلکہ یقین ہی کہ اس عذاب خداوندی سے اپنا منھ چھپا کے بھاگ جائیگا۔ الغرض جب اسطرح کا سخت پیغام اشپوط دیلم نے سنا دود غضب اُسکے دماغ سے نکلنے لگا اور تمام زمین و آسمان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اور تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعد اسکے سرداران لشکر کو مثل دشخوار و نشخوار حبار قامت و شمشال فیل گردن و گرہ گیر گرد پیشانی وغیرہ کے کہ ہر ایک اُنمین سے اپنی بہادری اور دلاوری کے سامنے سام و نریمان کو طفل جانتا تھا بلوایا جب یہ سب پہلوانان نامی و گرامی آکر جمع ہوے اشپوط دیلم نے کہا کہ ای مقلدان طریق دیلم و ای پیروان ملت پیغمبر دیلم و پہلوانان رستم توان تمکو اسواسطے اسوقت طلب کیا ہی کہ آگاہ ہو شب کو مجھپر وحی نازل ہوئی کہ کل جمشید مجھکو ایسا پیغام سخت بھیجیگا تو سب افسران صف شکن و پہلوانان شمشیر زن کو بلوا کر اُنسے اس بارے مین مشورہ لے دیکھ وہ لوگ کیا مشورہ تجھکو دیتے ہین پھر دیکھا جائیگا لہذا تم سب سے یہ سوال کیا جاتا ہی کہ تم اس بارے مین کیا کہتے ہو اور تمکو مین قسم خداوند دیلم کی دیکر پوچھتا ہون کہ پیغمبر دیلم اس ذلت و رسوائی کو کس طرح سے گوارا کریگا میرے نزدیک تو کسی طرح شایان خداوند دیلمی نہین ہی کہ جو بذات خود پیغمبر ہو وہ ایک بیدین و بے ایمان کو سجدہ کرے اور حق و ناحق اُسکا مطیع و فرمان بردار ہو جائے اور یہ خوب تم سب جانتے ہو اور سب پہ بخوبی روشن ہی کہ جمشید بیچیارہ بزور دولت و قوت سحر اسقدر مغرور و متکبر ہوگیا کہ وہ مردک

دعواے خدائی کرنے لگا اُسکی اطاعت کسطرح گوارا کیجاوے جب اشبوط سے یہ جملہ سب نے سنا پہلوانان لشکر نے اُسکے جواب مین
کہا ای پیغمبر دیلم ہم حیران ہین کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو تم تو یہان فقط واسطے تماشاے جشن عروسی کے اور کتاب سننے
آئے ہو نہ واسطے جنگ وپیکار کے اب اگر یہ معاملہ اتفاقی درپیش ہوگیا اور صورت فساد پیدا ہوگئی بدون میدان داری
وجنگ وپیکار نجات نہین ہی اور جمشید اصرار ومجبور کرتا ہی اور جنگ پر آمادہ ہی پھر عالم مجبوری ہی اور بوقت مجبوری و
ناچاری جو کچھ ہو ہم سب جان نثار موجود وحاضر ہین اور اُسی دن کیواسطے ہین آپ خاطر جمع رکھین ہم ہر طور جنگ وپیکار
کو موجود ہین جمشید بیچارہ کس شمار وقطار مین ہے ایک سگ خارشتی مزبلہ ہی کیا کرسکتا ہی اگر فرشتۂ آسمانی بھی ہوتا
تو ہمین کچھ خوف نہ تھا اسمین ہراس کی کیا بات ہی ہم اسی لیے ہین مصرع

جہان ڈر ہی وہین مردون کا گھر ہی

دیکھ لیا جائیگا بالفرض اگر جمشید پلید فولاد کا ہی تو ہم بھی کلہ بکلہ جواب دندان شکن ایسے دینگے کہ دیکھ لیجیے گا ای پیغمبر دیلم
ہم کسی طرح آپ کو یہ صلاح نہ دینگے کہ آپ اُس ملحد کو سجدہ کرین ای پیغمبر دیلم کسی طرح ہمکو گوارا نہو گا کہ ہمارا پیغمبر ایک سگ خارشتی
کا تابع فرمان ہو اشبوط دیلم یہ بیان وگفتگو اپنے مطیعان شجاعت شعار سے سنکے بہت خوش ہوا اور سب کی رفاقت اور
جوانمردی کی بہت تعریف کی اور حسب لیاقت ومراتب سب کو خلعت وانعام مرحمت فرمایا اور ہر ایک کے منصب کو ترقی
دی اور حکم دیا کہ اگر کچھ لوگ موافق تمھارے کام کے ملجائین تو اُنکو بھی نوکر رکھ لو ہم بخوشی اجازت دیتے ہین بعد اسکے
جمشید کے پیام کا جواب یہ لکھا کہ اے جمشید خود پرست فی الحال پیغمبر دیلم بوجوہات چند در چند اپنے مقام سے حرکت
نہین کرسکتا ہے لیکن ایسی مجبوری اور ناچاری بھی نہین ہے کہ ایک بے دین کی خواہ مخواہ اطاعت کرے اور سر نیاز اُس
نالائق کے سامنے جھکائے اور ایک سگ خارشتی مجہول النسب کو اپنا معبود وخداوند سمجھے ای جمشید آگاہ ہو کہ دین
آبائی مین کسی طرح سے ترک نہین کرسکتا مین اپنے دین ومذہب کو سب سے بہتر اور انسب جانتا ہون پھر کسطرح اُسکو ترک
کرون ہرگز ہرگز مین خلاف احکام اپنے مذہب کے کسی امر کو گوارا نہین کرونگا علاوہ اسکے مجھے پابندی وحی کی بھی لازم ہی
ہان اگر مجھے وحی اسی بارے خاص مین آگئی پھر تجھے کبھی اس ترغیب دینے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہی مین خود ہی تعمیل
احکام وحی بسر وچشم بجا لاؤنگا اور جو کوئی کام ہو اُسکو کہلا بھیج البتہ مین اُسکی تعمیل کرونگا ہنوز کوئی وحی خداوند دیلم
نے اس معاملہ مین نازل نہین کی کہ جس سے تیرا حال مجھپر تمام وکمال ظاہر ہو جاتا کہ خداوند دیلم نے تیرے حق مین کیا
ارشاد فرمایا ہی بہر طور مجھکو اس تکلیف بے فائدہ سے معاف رکھنا الغرض جسوقت یہ جواب اشبوط دیلم کا جمشید
کو پہونچا اور جمشید ملحد نے بچشم کور اُس جواب کو دیکھا قہر وغضب سے مثل مار دم بریدہ کے پیچ وتاب کھایا اور
ایسا بیتاب ہوگیا کہ اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور رضار منکوس منحوس سے کہا ای استاد بدنہاد تو نے کان کھولکے
سُنا کہ اشبوط بے وقوف نے کیا جواب نامعقول لکھا اصل یہ ہی کہ کوتہ اندیش کو کبھی خیال نہین ہوتا جب تک وہ

برش شمشیر آبدار کو نہ دیکھے خدا وندی کی طرف اُنکا رجوع ہونا نہایت مشکل ہوا اور جب تک اُنپر زد و کوب ہوتی ہی اُسوقت روبا صلاح ہوتے ہین لہذا جب تک اُن نابکارون پر قہر و غضب خدا وندی نازل ہوگا وہ میری خدا وندی کو خیال مین نہ لاوینگے غرض جب جمشید کے لشکر سے صداے طبل جنگ و کوس حرب بلند ہوئی تمام عساکر سلاطین مین بھی طبل جنگی و کوس حربی بجنے لگے اور معرکہ کارزار از سرنو گرم ہوگیا تمام سامان و لوازم جنگ کا بند و بست ہوگیا دوسرے روز جب خسرو فلک جارمی تخت نیلگون پر سوار ہوکر مع افواج سیارگان و سپاہ شعاع جانب غرب روان ہوا ہر طرف واسطے جنگ و پیکار کے اسطرف عساکر نصرت مآثر سلاح و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اپنے خیام و جاے قیام سے باہر آئے اور میدان جنگ مین بترکیب و ترتیب صف آرا ہوے پہلے بکران شاہ خارجی و ملک نصیر دین ربیعی کا لشکر میدان کارزار مین پہونچا کہ یہ دونون لشکر بظاہر لشکر اہل اسلام سے شمار کیے جاتے ہین دوسری مرتبہ لشکر اقلیموس زنگی و اقلیموس فرنگی و ابو حاکم فردوسی کہ یہ شاہان ذوی الاقتدار جدا گانہ ہین ایک طرف میدان جنگ مین بالاتفاق کھڑے ہوے تیسری مرتبہ لشکر ملک الکتوبہ و آذر شاہ و سلطان شاہ کے ایک سمت صف آرا ہوے اسی طرح ملک اشبوط دیلمی نے اپنے کو رزمگاہ مین لاکر صف آرا کرایا واضح ہو کہ اب باعتبار تعداد یہ لشکر نوان تھا اور دسوان لشکر جمشید کا نہایت زور آور سب لشکرون سے زیادہ شہزور ہی وہ لشکر اشبوط دیلمی کے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور گیارھوین فوج قاہرہ صاحب قران اکبر یعنے معز الدین دلاور کی ایک جانب اپنے قیامگاہ پر نہایت شکوہ و دستان سے مسلح و مکمل بالباسہاے نو ایک سمت صف آرا تھی اور سامنے لشکر سلطانی کے جملہ پہلوانان نامور و سرداران دلاور مستعد و ہوشیار تماشاے جنگ دیکھ رہے تھے غرض جب تمام لشکر صف آرا ہو چکے بازار قتال و جدال گرم ہوا اور جنگ شروع ہوئی۔

نظم

دو لشکر بگو ہم کہ دو کوہ قاف ❊ رسیدند در جلوہ گاہ مصاف
رسیدند لشکر بجاے مصاف ❊ دو پرکالہ استند چون کوہ قاف
خنک بر گذرگاہ کین ریختند ❊ نہیبان خرد شندہ انگیختند
دو لشکر دگر بارہ برخاستند ❊ دگر گونہ صفہا براراستند
دو ابر از دو سر در خروش آمدند ❊ دو دریاے آتش بجوش آمدند

الغرض لشکر ملک اشبوط دیلمی سے ایک پہلوان کہ نام جسکا فولاج دیلمی عمود باز تھا اور پہلوان زبردست و جنگ آزما و بہادر تھا میدان جنگ مین آیا اور ایک نعرہ مردانہ و دلیرانہ مارا کہ تمام میدان رزم گونج اُٹھا اور کہا او جمشید خود پرست ملحد زیرہ دغل و مکار اول جو دعواے باطل الہی دکا رکھتا تھا وہ کون سا دعواے لغو و لاطائل تھا کہ جواب اُسکو چھوڑکر دوسرا دعواے علویت کا کرتا ہی او گیدی تجھے شرم نہین آتی کہ تجھ سے پہلے کون سا ایسا کار نمایان ہوا کہ جو تو

اب کسی دلاور و بہادر کی بشم کندہ کر لیگا اے ملحد یاد رکھ کہ اس نافرمانی وملعون کی تلافی مین خداوند دیلم تجھپر اپنا قہر وغضب نازل کیا چاہتا ہے اے بیحیا ضعف لشکر مین چھپا ہوا کیا تماشا دیکھتا ہے تجھے چشم کور سے معلوم نہین ہوتا ہے کہ تیرے سامنے غضب خداوندی موجود ہے اگر تجھے حوصلہ مردانگی ہے تو میدان جنگ مین آ اور آتش قہر خداوندی کے مقابل ہو ہم بھی دیکھین کہ تو کسقدر زور و قدرت خدائی رکھتا ہے اور کیا ہوتا ہے

میدان وسیع مین لشکرہاے سلاطین کفار واہل اسلام کا جمع ہونا اور ہنگامۂ حرب وضرب گرم ہونا



جمشید پلید نے جسوقت اُس گبر مغرور کے کلمات سخت ودرشت سنے بیتاب وبیقرار ہوگیا اور شدت غضب و غیظ سے قریب تھا کہ تخت قدرت سے گر پڑے اور اسپ قدرت پر سوار ہو کر اُس گبر لاف زن کو بزبان شمشیر قدرت جواب دے اس عرصہ مین تلنجاس مردارخوار ایک پہلوان نامی اور سردار گرامی کہ نہایت ہی کمین تھا پشت مرکب سے کودا اور جمشید کے پاس پہونچا اور اُسنے پاے تخت کو بوسہ دیا اور سجدہ کر کے دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند مری یہ شان ومنزلت نہین ہے کہ تو اُس ایک بے حقیقت ومفلوک کے مقابلے کو جاوے اور اُس ادنٰی ترین پہلوان سے جنگ وپیکار گوارا فرماے اور ایسے ناچیز کے خون سے ید قدرت کو رنگین کرے ہم نہین چاہتے کہ خداوند بذات خود قتلگاہ مین جاوے اور آپ قصہ جنگ کر لیا یہ بندگان خداوند وجان نثاران ہوشمند کسواسطے ہین بس

خداوند کا ایما و اشارہ کافی ہی تو اپنی قدرت سے اُسکو شکست دے اور اپنے بندگان خاص کو فتح بخش چنانچہ اسوقت اس کمترین اپنے بندے کو اجازت دے کہ میدان مین جاکر تیری حقیقت قدرت کو ظاہر کردن اور اُسکو تیری قدرت خداوندی کا مزا چکھاؤن اسوقت جملہ سلاطین و سرداران لشکر وغیرہ موجود ہین تیری خداوندی کا کرشمہ دیکھین اسکے بوط دیلمی بھی جانے کہ ہان خداوند نے اپنی قدرت سے ایک پہلوان رستم توان کو ایک آن مین زیر کیا بس جمشید نے یہ کلام تلخاس سُنکے وہ یکہ مسحور کہ جو خاص تلخاس کے نام سے مسحور تھا اُسے اُتار کے حوالہ کیا تلخاس نے اُس یکہ سحر کو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور پھر دوبارہ سجدہ کرکے روانہ ہوا جمشید نے تلخاس کو ایک جام شراب دے کر رخصت کیا تلخاس مردار خوار وہ جام شراب زہر مار کرکے نہایت خوش و خرم میدان جنگ مین آیا اور حریف سے مقابل ہوا فولاج عمود باز پہلوان ایک ساعت تک میدان جنگ مین کھڑا رہا اور موچھون پر تاب دیتا رہا اور گاہ داڑھی پر ہاتھ پھیر اکیا جو نہین حریف سامنے آیا یہ بھی اُدھر سے چلا آخر دونون دلاور اپنے اپنے مذہب کی تعریف کرتے رہے اور بعد ہمزبانی نیزہ بازی مین مشغول ہوگئے ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ دوست و دشمن دونون کی زبان پر تحسین و آفرین بے اختیار جاری ہوئی بعد اسکے تلخاس نے حملہ نہم مین فولاج کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا فولاج دلاور کہ گرز بازی مین بے مثل تھا غضبناک ہوکے گرز گران سر سنگین ہاتھ مین لیا اور تلخاس سے پیکار کی کہا او نابکار گبر نادان ہوشیار ہو اگرچہ تو میرے نیزہ خونخوار سے بچگیا خیر کیا مضائقہ ہی مگر یاد ہی رہے کہ اس گرز بے پناہ کی ضرب سخت سے تیرا زندہ و سلامت رہنا محال ہی مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو اس دین باطل سے توبہ کر اور خداوند دیلم کو اپنا معبود برحق سمجھ اور بتصدیق دل خداوند کو سجدہ کر تاکہ مین تیرے قتل سے دست بردار ہون ورنہ تجھے اختیار ہے تلخاس مردار خوار نے کہا او قرمساق بے وقوف تو سمجھا کیا ہی - نظم

تو جنگ دلیران کجا دیدہ ۔ ہمین خویشتن را پسندیدہ
بیار انچہ داری ز مردی نشان ۔ کہ در رزم گہ نیست جای زنان

او نابکار سراپا مغرور زبان بہ بند و بازو بکشا اگر تجھے کچھ حوصلہ ہی تو ہنر سپہ گری دکھلا نیزہ تو چھنوا چکا اب شاید گرز بھی چھنوائیگا اگر قصد ہی تو آ دیر نہ کر ورنہ اگر عزت رکھتا ہو تو سامنے سے چلا جا اب اور دوسرے پہلوان اجل گرفتہ کو میدان مین آنے دے ای پرغرور تو کس خیال مین ہی مین ایک تیرے تمام پہلوانان لشکر کو کافی ہون فولاج عمود باز یہ طعن و تشنیع تلخاس مردار خوار کی سُنکے شدت غضب سے بیتاب ہوگیا اور ایک ضرب عمود ایسی تلخاس کے سر بجبس پر بقوت تمام لگائی کہ اگر بجائے تلخاس پارۂ کوہ بھی ہوتا تو پاش پاش ہوجاتا مگر تلخاس نے اُس ضرب کوہ شکن کو اسطرح بہ آسانی سپر فولادی پر روک لیا کہ تماشائیان لشکر کو حیرت ہوگئی ہر ایک اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہرچند یہ پہلوان زبردست ہو لیکن فولاج کا مقابلہ کرسکے اور اس پہلوان دیو پیکر کا ہم پلہ ہو یہ غیر ممکن ہی اور نہایت تعجب کی بات ہی کہ ہر لحظہ تلخاس کو غلبہ ہوتا جاتا ہی اسامر مین کوئی رمز ضرور ہی یہ خالی از علت نہین ہی کیون یارو تم سب دیکھتے ہو کہ تلخاس نے اس آسانی سے فولاج کی ضرب روکی اُسکا

ضرب بے پناہ کا متحمل ہونا ایسا سہل نہ تھا اس معاملہ مین ضرور کوئی فریب ہے غرض فولاج نے پھر دوبارہ جھنجھلا کے ایک ضرب اور تلنخاس پر لگائی لیکن تلنخاس مردار خوار نے بکمال آسانی اور بخاطر جمعی اُن ضربات کو دفع کیا فولاج نے آخر غصہ مین اُس گرز کو زمین معرکہ پر پھینک دیا تلنخاس موقع پا کر حریف سے لپٹ گیا اور باہم زور آزمائی شروع ہوگئی اس عرصہ مین زنجیر کمر فولاج پہلوان کی تلنخاس مردار خوار کے ہاتھ مین آگئی بس زنجیر کمر مین تلنخاس نے ہاتھ ڈال کر فولاج پہلوان کو صدر زین سے اُٹھالیا اور گرد سر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ فولاج کے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے بعد اسکے بولاج برادر فولاج وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اشبوط دیلمی کے یکے بعد دیگرے میدان مین آئے جنمین سے تلنخاس مردار خوار پہلوان کے ہاتھ سے تین جان سے مارے گئے اور دو زخمی ہوکر اپنے لشکر مین واپس چلے گئے اُس طرف جمشید نرم نعرہ ہاے خوشی مار رہا تھا اور تلنخاس مردار خوار حرامزادہ ہر مرتبہ مظفر و منصور جمشید کے پاس آتا تھا اور سجدہ کرتا تھا آخرکار قریب شام لشکر مین طبل بازگشت بجا جمشید اپنے تخت سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان رزم مین کھڑے ہوکر بہ آواز بلند و جگر خراش چلایا چونکہ اُس حرام خور کی آواز بسبب اعمال سحر اور استعمال معجون سحر وغیرہ کے اسقدر بلند اور خوفناک تھی کہ مثل بادل کے گرجتی تھی پہلوانان رستم توان اس آواز سے دہل گئے اور جسم اُن پہلوانون کے کانپنے لگے اور تمام میدان رزم مین زلزلہ پڑگیا الغرض اُس لعین نے کہا اے شاہان و سلاطین تم اگر نہ جانتے ہو تو اب جانو کہ مین خداوند طبیعت مجردہ کا نظر کردہ ہوگیا ہون اور میرا پیغمبر خاص ضار منکوس دیوث میرا اُستاد بد بنیاد ہے پس مین تم سب کو نصیحت و ہدایت کرتا ہون کہ تم سب عقائد باطل کو چھوڑ دو اور راہ راست اختیار کرو اور مجھے خداوند خالق کل اشیا سمجھو اور سجدہ کرو اے حاضرین معرکہ و اے اہل لشکر گبر و مسلمان تم اپنے دل مین یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ مین فقط اشبوط دیلمی سے عداوت و پرخاش رکھتا ہون بلکہ مجھے تمام سلاطین و شاہان عالم سے وہی غرض خاص ہے جبتک تمام شاہان روے زمین کو اپنے خداوندی کا اقرار نہ کرا لونگا اور اُنکو اپنا مطیع و فرمان بردار نہ کر لونگا مجھکو قرار و آرام نہو گا اور ایک لحہ خاموش نہ رہونگا اور نہ کسی کی عداوت و پرخاش سے باز آؤنگا لیکن اسوقت میری قدرت خداوندی اسی امر کی مقتضی ہے کہ پہلے اشبوط دیلمی کی گوشمالی پر توجہ مین کرون اگر میرے قہر و غضب سے میرے مخالف متنبہ ہوے تو فہو المراد ورنہ بعد قتل اشبوط دیلمی دوسرے ملک کی طرف توجہ ہوگی اور لشکر اسلام سے مجھے ایک عداوت قلبی ہے باوجود اس عداوت قلبی کے اسواسطے تکلیف نہین دیتا کہ سالار لشکر موجود نہین اور غیبت مین کسی کے کوئی کام کرنا خداوندی سے بعید ہے جسوقت معز الدین لشکر مین اپنے آیا پھر تم دیکھ لینا کہ مین کیسی گوشمالی دیتا ہون ایسی سزا قرار واقعی دونگا کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے ابھی مین اُنکے لشکر سے بالکل خبر بھی نہین ہونگا تم دیکھنا یہی میدان ہوگا اور معز الدین ہوگا اور ہم ہونگے اور تم سب تماشا دیکھنے والے ہوگے اب فقط تمھین دو چار سلاطین سے غرض و ربط کا ہے اور اسی وجہ سے مین آگاہ کیے دیتا ہون کہ تم اگر امان و خیریت جان و ملک و مال کی چاہتے ہو تو جلد مجھکو سجدہ کرو اور میرے شریک حال ہو ورنہ اپنا اپنا کفن سر پر باندھو اور مستعد جنگ رہو مین تم سب کو روانۂ ملک بقا کرتا ہون اور نار جہنم مین جلاکے

اور طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہو گے یہ کہا اور روانہ ہو گیا یہ کلام سخت جمشید نے بے خوف و خطر سب کے سامنے بیان
کیے سب سُنکے چپ ہو رہے کسی نے جواب نہ دیا اور سب پر خوف غالب ہوا اور ہر ایک کو فکر پیدا ہوئی اور جمشید نے یہ بھی
بیان کر دیا کہ مین نے ضارمنکوس اپنے اُستاد پر بنیاد کو اسی واسطے اپنا پیغمبر مقرر کر دیا ہی کہ وہ ہر ایک لشکر مین جا کر کار رسالت
کو بخوبی انجام دیا کرے اور پیغام خدا وندی کو بآئین خوش ادا کرتا رہے اس رات کو معرکہ آرائی کو موقوف کیا اور تمام شب
جمشید نے بزم نشاط کو گرم رکھا اور سرداران لشکر و رفقاے عالی شان کے ساتھ شراب و کباب مین مشغول رہا

شعر

رقص دیدند و بادہ مے خوردند	مے بآواز چنگ و نے خوردند

دوسرے روز پھر جمشید پلید نے دربار آراستہ کیا اور ضارمنکوس منحوس کو اشبوط دیلمی کے پاس بھیجا اور کہا کہ
تم جا کر میری طرف سے پیام تہدید دینا اور اپنی طرف سے خوب نشیب و فراز بزبان آوری تمام سمجھا دینا اور ہر نوع راضی کر
غرض ضارمنکوس خیمہ مین اشبوط دیلمی کے آیا اشبوط اُسکی خبر آمد سُنکے استقبال کو گیا اور تا بہ دربارگاہ استقبال کر کے
نہایت اعزاز و اکرام سے ضارمنکوس کو بارگاہ مین لیجا کر ایک جاے پرتکلف پر بٹھایا اور بعد مزاج پرسی کے اشبوط نے
پوچھا کہ اے جناب حکمت مآب آج حضور کس غرض سے تشریف لائے اور کیا امر تھا کہ جو اس ناچیز کو سرفراز و ممتاز فرمایا
ضارمنکوس نے کہا اے ملک اشبوط تو نہین جانتا کہ مین فرزند خدا وند طبیعت مجردہ کا پیغمبر ہون مجھے عہدہ رسالت
سے سرفراز کیا ہے یہی کام میرا ہی کہ ہر ایک بندہ خدا وند منکر کو فہمایش کر دون اور جہانتک ہو سکے اُسکے جرائم و گناہ کو
خدا وند اور نائب خدا وند سے معاف کرا دون اور جو وہ میرے کہنے کو مانے تو اُسے بہشت مین جگہ دون ورنہ دوزخ تو
منکر کے واسطے ضرور رہی ہی چنانچہ اسوقت بھی مین اُسی نائب و فرزند خدا وند کا بھیجا آیا ہون کہ تجھکو خدا وند کا پیغام
پہونچا دون اور اعمال نیک کی ہدایت کرون بعد اسکے ضارمنکوس نے چند کلمات اور بھی بطور نصیحت کے اشبوط
کے سامنے بیان کیے اور جمشید کی اطاعت اور سجدہ کرنے کی ترغیب دی اشبوط نے کہا اے ضارمنکوس جبکہ مین خود
پیغمبر ہون پھر کسطرح خدا وند دیلم کے سوا اور کسی کو اپنا معبود گردانون ایسے امر کا مجھ سے آپ ذکر نہ فرمائین اور مجھے اس
تکلیف سے معذور رکھین اور جو ارشاد ہو وہ مین بدل و جان قبول و منظور کرون مین بجز ذات خدا وند دیلم کے اور کسی کو خدا
نہین جانتا اور سجدہ کرنا تو شے دیگر ہے ضارمنکوس نے کہا اے اشبوط دیلم ہمارا خدا وند تخت قدرت اور اسپ قدرت بھی
رکھتا ہی اور شمشیر قدرت کو تو ابھی اُسنے باہر بھی نہین نکالا ہی غلاف ہی مین ہی ورنہ تو اُسکا کرشمہ قدرت دیکھتا علاوہ اسکے
طبیعت مجردہ نے ہمارے پہلوانان لشکر کو اسقدر زور مرحمت فرمایا ہی کہ تیرے دس پہلوانون کے برابر ہمارا ایک پہلوان ہی
چنانچہ کل کے معرکے مین تجھکو معلوم ہو گیا ہو گا دوسرے ہمارے خدا وند بہشت و دوزخ کے بھی مالک ہین اب تو بیان
کر کہ تیرا خدا وند دیلم کونسی صفت و قدرت رکھتا ہی اور کیا دلیل اُسکی خدا وندی کی ہی اور کونسا کرشمہ خدا وندی کا اُس سے

ظہور مین آجتک آیا ہی کہ جو اُس خداوند پر ناز کرتا ہی اشبوط دیلمی نے کہا ہان یہ جو آپ نے فرمایا درست ہی مگر مین تیرے خداوند کے تمام کرشمون کو ہیچ و پوچ جانتا ہون اسوجہ سے کہ تیرا سب کارخانہ سحر و افسون و جادو ہی یہ عمل تازہ بھی سحر سے تیار کیا گیا ہی ضارمنکوس نے کہا اے اشبوط دیلمی قسم ہی قدرت خداوندی اور اپنی پیغمبری کی کہ مین نے ایک مدت دراز سے سحر وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا ہی اور اسوقت تک کوئی امر سحر و افسون کا درمیان مین نہین آیا اشبوط دیلمی یہ سنکر چپ ہوا لیکن پہلوانان اشبوط دیلمی نے کہا اے حکیم طبیعی ابھی معاملہ جنگ ر دیکار ہی ختم نہین ہوا جب معاملہ جنگ و پیکار ختم و یکسو ہو جاے پھر تم کہنا یہ وقت پند و نصیحت کا نہین ہی ضارمنکوس نے کہا یہ مین ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی بادشاہ بے گناہ تباہ و برباد ہو جاے لیکن عالم مجبوری مین کیا کیا جاوے کہ تم سب کو خود اپنی بربادی منظور ہی تم جانو اور تمھارا کام بہت خوب تمکو اس میدان داری مین قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی- قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید- یہ کہکر ضارمنکوس جمشید کے پاس آیا اور اشبوط سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی دوسرے روز پھر دونون لشکرون مین سامان جنگ کی تیاری ہوئی اور صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے

نظم

دگر روز کین آتشین آفتاب
برانگیخت آتش ز دریاے آب

در اندیشہ گردن کشان یک بیک
کرا اکنون بکاسے کہ گردد فلک

کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا تخت تابوت بر در نہند

زمانہ کرا کارسازی کند
ستارہ بجاسے کہ بازی کند

ز گردی کہ بر چرخ دوار شد
یکے برج خاکی نمودار شد

ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر
رہ رفتن خویش گم کرد مہر

الغرض بعد آراستگی میدان میمنہ و میسرہ اول اشبوط دیلمی کے لشکر سے طوفان دیلمی نام ایک پہلوان کہ نہایت زبردست و نامی تھا میدان جنگ مین آیا اور چند دلاوران لشکر جمشید کو کہ وہ تکیہ پر سحر رکھتے تھے اور پر سحر بھی تھے اور مسحور بھی تھے زخمی و مجروح کیا مگر تلخاس مردارخوار نے پھر دوسری بار میدان مین جاکر بقوت دست و بازو طوفان پہلوان کو زین سے اٹھا کر زمین معرکہ پر دے مارا اور خاک سیاہ کر دیا پس جسوقت تلخاس مردارخوار کا یہ زور دیکھا جملہ ناظرین لشکر بحر تفکر و حیرت مین ڈوب گئے اور ہر ایک انگشت بدندان تھا بعد اسکے دس نفر پہلوانان نامی گرامی لشکر اشبوط دیلمی سے آئے اور پے در پے تلخاس کے ہاتھ سے مارے گئے اور مجروح بھی ہوے غرض شام ہوئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرامگاہ مین گئے اُس رات کو خناز جادو مرد و دازلی حسب معمول جمشید کے پاس آیا جمشید نے پہلے اُس لعین کو سجدہ کیا بعد اسکے ان دونون کے باہم کار فاعلی و مفعولی عمل مین آیا جب دونون اس روسیاہی سے فارغ ہوے جمشید نے خناز جادو سے کہا اے شاہ دوان عالم اگر اسی طرح پر افسون تیار کرکے ایک تلوار کر دیجیے

تو البتہ اور زیادہ تر پہلوانان لشکر کے کام آوینگے اور سب کام بسہولت تمام درست ہو جاوینگے خناز جادو نے کہا اے جمشید اس کام کے واسطے ایک مدت مدید و عرصہ بعید چاہیے اگر مین نہایت محنت و مشقت اور جانفشانی کرون تو بعد عرصے چند یکہ یہ سحر تیار ہون مگر ایک چیز تحفہ تیرے واسطے تیار کر کے لایا ہون عالم مین اُسکا ثانی نہین ہی اور سا لہا سال کی محنت و مشقت شاقہ مین نہایت مشکل سے تیار ہوئی ہی مگر وہ چیز تیری ہی قسمت کی ہی اسوجہ سے کہ اُسکا سب سامان جسکو انسان مدتون مین جمع نہ کرسکے وہ نہایت جلد موجود و مہیا ہوگیا یہ فقط خوبی تقدیر کی ہی کہ جو کل سامان فراہم ہوگیا ورنہ یہ سامان ممکن نہین کہ جو فراہم ہو سکے جمشید پلید اس ساحر کی تقریر سُنکے نہایت خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا اور رات بھر اس مردود ازلی کی صحبت اختلاط مین مشغول رہا اسوجہ سے معرکہ آرائی بھی اُس روز موقوف رہی

اب راوی جمشید پلید راندۂ درگاہ ایزدی کو خناز جادو کے ہاتھ روسیاہی مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال پر اختلال اشبوط دیلم کا معرض بیان مین لاتا ہی۔ نظم

بمن استاد وقتِ درس دادن سخن بسیار دان واندکے گوے	چنین گفتی بعقل ورای روشن یکے را صد نگو صد را یکے گوے

الغرض ایک شب اشبوط دیلمی جمشید کی فتنہ پردازی و فساد اور اُس مردود ازلی کے ظلم و بیداد سے عاجز ہوا اور القیموس زنگی کے خیمہ مین گیا حسب اتفاق اسوقت اقلیموس فرنگی بھی خیمہ مین موجود تھا جبوقت اشبوط دیلم سراسیمہ و بدحواس القیموس کی بارگاہ مین پہونچا القیموس نے نہایت تعظیم و تکریم سے اشبوط دیلمی کو اپنے پاس بٹھا لیا بعد مزاج پرسی کے یہ ملعون تھوڑی دیر آپس مین ہمکلام ہوے اُسی مکالمہ مین اشبوط نے جمشید کی شکایت شروع کی اور کہنے لگا اے القیموس تمنے بھی کچھ ملاحظہ کیا کہ اس نابکار زنگی بچہ نے یہ کیسا ہنگامہ قیامت برپا کر رکھا ہی معلوم نہین کہ ضار منکوس منحوس کے اعمال سحر کا سبب ہی یا اور کوئی اسرار ہی کہ جسکے سبب جمشید کو اسقدر غرور اور نخوت ہی کہ کسی کو خیال مین نہین لاتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید ضار منکوس منحوس نے کوئی اعمال سحر وغیرہ سے کوئی چیز ایسی بنادی ہے کہ جس سے جمشید حبشی بچہ کا اسقدر غرور و تکبر بڑھگیا کہ انتہا نہین یا شاید شاہزادہ معز الدین چونکہ یہان نہین ہین بس اس مردود نے خالی میدان پاکر زمین و آسمان کو سر پر اٹھا لیا ایسی مفسدہ پردازی پر کمر باندھی اور سب سے پہلے سنے مجھی پر ہاتھ صاف کیا ہی یہی روز بعد میرے سب کے واسطے ہی بلکہ وہ خود ہی اس معرکے مین بلاخوف و خطر بآواز بلند کہ گیا ہی کہ مین سب سلاطین سے سجدہ کراؤن گا مگر اس بارہ مین میری عقل حیران ہی کہ میرے لشکر مین چند دلاوران نامی وگرامی ایسے معرض قتل مین آئے کہ جنکا نظیر نہ تھا اگر سحر سے کام نہ لیا جاتا تو ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ اس آسانی سے قتل ہو جاتے کیا معنے کہ ہمارے پہلوانون کا کوئی حربہ اُسکے پہلوان پر اثر نہ کرتا تھا اور اسکا اوسنے لشکری ہمارے پہلوان

دیو پیکر پر غالب اسطرح سے آتا ہی کہ جیسے شاہین گنجشک پر یہ خالی از اسرار نہین ہی لیکن اب اُس ملحد و مردود کا منشا یہ ہی کہ اُسکی طاقت و قوت اور ظلم و جور دیکھ کے کل سلاطین اطاعت قبول کرین اور لشکر اسلام کے دل پر بھی خوف و دہشت غالب ہوجاے ہر چند کہ اُس نابکار زنگی بچے کو یہ خوب معلوم ہی اور اسکے دل پر کالنقش الحجر ہے کہ شاہزادہ معز الدین کی شمشیر آبدار و حربۂ بے پناہ سے کسی طرح مین زندہ و سلامت نہین رہ سکتا چنانچہ اسی واسطے اُسنے یہ شعبدہ بازی کی اور دعوے باطل خدائی کا کرنے لگا کہ اور کچھ زور سلطنت و حکومت کی تا کہ حسرت دل مین باقی نہ رہے آخر تو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ضرور ہوگا اور مجھکو کمر ردحی آچکی ہے کہ جمشید لعین کا ستارۂ اقبال کو نہایت ہی جلد زوال ہوا جاہتا ہی انجام کار معز الدین کے دست زبردست سے نہایت ہی ذلت و خواری سے فی النار و السقر ہوگا ای القیموس و ای اقلیموس مین اسوقت تمھارے پاس اسواسطے آیا ہون کہ آیا تمنے بھی اُس روز کے معرکے مین جمشید لعین کے قول و ہدایت کو سُنا کہ اُس گیدی نے کیسے کیسے سخت کلمات کہے غالباً وہ تمکو بھی یاد ہونگے وہ کلمات سرزنش صرف میرے ہی واسطے تھے یا اور لوگون کی طرف بھی اُسکا اشارہ تھا ہر چند ای القیموس مجھکو اور سلاطین سے کیا مطلب ہی مگر ہان تم دونون صاحبون سے البتہ ایک نوع کی دوستی و اتحاد قدیمانہ چلا آتا ہی معہذا فقط بپاس دوستی دیرینہ مین تم سے کہتا ہون کہ اگر ہم تم تینون سلاطین اس ہنگامۂ قیامت اور فتنہ و فساد کو جمشید کے باہم دیگر باتفاق دفع کرین تو نہایت ہی بہتر ہوگا اور یہی قاعدہ سلف سے چلا آتا ہی کہ ایک دوسرے کے شریک حال وقت بد مین ہوجاتا ہی اور ہر حال مین اتفاق سے بہتر کوئی امر نہین اور یہ بھی سب کو بخوبی معلوم ہی کہ تم لوگ فقط واسطے دیکھنے جشن اور سننے کتاب کے آئے تھے نہ واسطے جنگ و پیکار کے اور یہان اس جمشید ملعون نے ناحق کا فساد برپا کر رکھا ہے اور ہمارے دین و مذہب کا دشمن ہو رہا ہی ہم کسطرح سے اپنا مذہب قدیم ترک کرین اور اس مردک کی اطاعت قبول کرین اس بارے مین اگر آپ لوگ ہمکو مدد دین تو خیر ہم جہانتک ممکن ہوگا اُس سے مقابلہ کرینگے ورنہ بعد ہمارے تم سب کا یہی حال ہونا ہی اور یہ میری غرض اسواسطے ہی کہ جب جمشید دیکھیگا کہ یہ تینون سلاطین ایک دل ہوگئے ہین تو اُسکے بھی دل مین کچھ خوف و اندیشہ ضرور ہی پیدا ہوگا ہمکو یقین ہے کہ اس تدبیر سے ہر طرح اس موذی و بانی فساد پر غالب ہونگے اور اُس فساد عظیم کو جمشید پلید کی رفع و دفع کر دینگے اور ہم سب اسکی اس فتنہ پردازی سے محفوظ رہینگے بہر حال اسوقت مین ہمارا اتفاق و ایک دل ہوجانا عین مصلحت و مقتضاے عقل ہے

شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

ایک امر اور بھی ہی کہ جسوقت معرکۂ جنگ مین میرے پہلوانون سے کوئی کام مردانہ ہوگا اُسوقت تمھارے پہلوان جنگ آزما ضرور ہی کہ حریف کی دغا وغیرہ سے آگاہ ہوکر محفوظ رہینگے اور دوسری طرح یہ ہے اُسکا جواب دیکر حریف پر غالب ہونگے اور نا اتفاقی مین اگر جمشید تم پر غالب ہوا تو پھر تمھارا بھی محفوظ رہنا نہایت ہی مشکل ہوگا اور پھر تم ہر چند چاہو گے لیکن

ایسا وقت قیامت تک ہاتھ نہ آئیگا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد - پھر بجز پشیمان ہونے کے کچھ حاصل نہین لہذا
اے القیموس و اقلیموس ایسے وقت مین اتفاق ہی قرین مصلحت ہو اسکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر نہین ہو کہ ہم تم تینون ایکدل
و یک زبان خوب مستعد و آمادہ ہوکر نہایت ہوشیاری سے جمشید کی شرارت و فساد کو دفع کر دین پھر دیکھین کہ کسقدر جمشید
مردود قدرت خداوندی رکھتا ہو اور عجب نہین ہے کہ ضار منکوس کی بھی سحر و جادو کی کیفیت ظاہر ہو جاوے آیندہ جو رائے
ہم دونون صاحبون کی ہو بیان کرو مجھکو جو کچھ کہنا تھا وہ کہچکا غرض القیموس اور اقلیموس نے اشبوط دیلمی کی رائے کو پسند
کیا اور بجاے خود سمجھے کہ جو کچھ اشبوط نے بیان کیا وہ سب واقعی ہو اور یہ امر ضرور ہوتا ہو کہ جمشید حرامزادہ سب پر علٰحدہ علٰحدہ
جنگ و مقابلہ کرکے غالب ہو جائیگا پھر کچھ نہو سکیگا اس سے بہتر یہی ہو کہ ہم سب باتفاق جنگ کرین ہم تنہا اس فیل پیکر
سے مقابلہ کسی طرح نہین کر سکتے چنانچہ ان تینون سلاطین نے اُسی وقت اس معاملہ مین باہم دیگر عہد و پیمان کیا اور تینون سلاطین
نے باتفاق رائے طبل جنگ بجوا دیا دوسرے روز یہ تینون لشکر متفق ہو کر جنگ کے میدان مین آئے اور بعد صف آرائی پہلے
جمشید کے لشکر نکبت اثر سے اخراش مردار خوار میدان رزم مین آیا اور لشکر اشبوط دیلمی سے میعاد دیلمی مانند فیل مست
اخراش کے مقابلے مین آیا اور بعد حملات چند در چند ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ سے اخراش مردار خوار پہلوان کا کام
تمام کیا بعد اُسکے حرلیس و اخرس مردار خوار دونون بھائی آگے پیچھے میدان جنگ مین آئے اور وہ بھی میعاد پہلوان دیلمی کے
ہاتھ سے قتل و ہلاک ہو کر داخل جہنم ہوے جمشید پلید نے جو یہ واقعہ دیکھا نہایت ہی بد دماغ ہوا اور چاہتا تھا کہ کسی
پہلوان صاحب یکہ پر سحر کو میعاد کے مقابلہ کو بھیجے اس اثنا مین طبل بازگشت کی آواز بلند ہوگئی اور جمشید ناچار نہایت ہی
ملول اور محزون اپنے خیمہ مین آیا اور اشبوط دیلمی نے اس روز اسی قدر لڑائی کو غنیمت جانا اور بخوشی اپنے خیمہ مین داخل ہوا
اُس شب کو یہ تینون سلاطین باہم خرم و مسرور شراب خواری مین مصروف ہوے اور ایک دوسرے کی رائے پر آفرین و تحسین
کرنے لگا ادھر رات کو خناز جادو حسب دستور جمشید کے پاس آیا جمشید نے خناز جادو سے اس جنگ کا حال بیان کیا
اور نہایت ہی شکوہ کیا خناز جادو نے کہا اے جمشید تو کمال احمق اور نادان ہو یہ نہین جانتا کہ مین نے تجھکو وہ یکہ مسحور
اسی واسطے دیے ہین کہ تو ہر ایک پہلوان کو بر وقت جنگ و مقابلہ یکہ پر دے دیا کر اور اسی واسطے متعدد یکہ پر تیار کر کے حوالے
کیے تھے کہ جس پہلوان لشکر کے پاس وہ یکہ پر ہوگا وہ نہایت ہی قوی ہو جائیگا اور دوسرا امر یہ ہو کہ کوئی حربہ اس پہلوان صاحب یکہ
پر اثر نہ کریگا معلوم ہوتا ہو کہ تو نے وہ یکہ سب پہلوانون کو نہین دیا یا تو نے جو پہلوان زبردست اور شہ زور تھے اُنکو وہ یکہ
دیدیے اور جو پہلوان کم زور ہین اُنکو نہین دیے بیچارے کم زور اُس یکہ پر سے محروم رہگئے اب مجھ سے نہین ہو سکتا کہ مین
اُن پہلوانون کو بھی زور آور و رویین تن کر دون کہ وہ پہلوان تمام عالم پر غالب و فتحیاب ہو جائین اگرچہ اخراش مردار خوار
پہلوان تمہارا باوجود موجود ہونے یکہ پر سحر کے بھی قتل ہو گیا ہو جاسے کچھ مضائقہ نہین کسواسطے کہ یہ معاملہ جنگ ہی جنگ و
پیکار مین اکثر معاملہ ایسا ہوتا ہو کہ حریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہو اور کبھی یہ اتفاق ہو جاتا ہو کہ حریف نظر مین بالکل بے حقیقت معلوم

ہوتا ہی مگر انجام کار حریف کو ہزیمت ضرور ہوتی ہے اسمین کسی طرح کا شبہ و شک نہین ہی تجھکو فکر و ملال کرتا نہ چاہیے محض
بیجا ہی ای جمشید کم اصل تو یہ نہین جانتا اور اپنے دل مین معقول نہین ہوتا کہ میرے اعمال سحر و جادو کی بدولت کس مرتبہ کو
پہونچ گیا ہی اور مین نے تیرے واسطے کسقدر محنت اور مشقت کی ہی اور کیسے کیسے اسباب مہیا کر دیے جنکا آج بروۂ دنیا پر
مثل و نظیر نہین ہی اور اس معاملہ مین کس قدر حکمت کو صرف کیا ہی تجھکو انھین اسباب کے سبب یہ رتبہ ملا ہی اور یہی اسباب
تجھکو تمام عالم پر غالب اور فتحیاب کرینگے ای فرزند دلبند تو کسی طرح فکرمند نہو اور کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لا انجام کار
میدان تیرے ہی ہاتھ رہیگا مدعی تیرے تیرے مطیع اور فرمانبردار ہو جائینگے شاہزادۂ معز الدین کے سوا کسی کی مجال نہین ہی
کہ جو تجھے بنگاہ کج دیکھ سکے جمشید نے ناچار خناز جادو نابکار کو سجدہ کیا جب خناز جادو کے کیڑون نے زور کیا بے اختیار
جمشید کو اپنی آغوش مین لے لیا اور لب و دہان کے بوسے لینے لگا اور جمشید پلید کا بھی حوصلہ بڑھا اور مشغول فعل
کریہ ہوا اور اپنی اور اُسکی جان ایک کی غرض جب وہ دونون روسیاہ فارغ البال ہوے خناز جادو اپنے مقام فرجام
کو روانہ ہوا اور جمشید ولد الحرام نے طبل جنگ بجوا کے حکم دیا کل صبح کو پھر معرکہ آرائی ہو الغرض جب صبح ہوئی تمام لشکر
آراستہ ہوکر رزمگاہ مین پہونچا بعد صف آرائی اس روز پھر میعاد پہلوان دیلمی میدان جنگ مین آیا اور جمشید کی طرف سے
تلخاس مردارخوار کہ وہ صاحب یکہ پر سحر تھا اُس پیل دمان کے مقابلے کو آیا باہم پہلوانون مین رد و بدل ہوئی تلخاس
مردارخوار مجروح و ذلیل ہوکر واپس آیا بعد اسکے کیلاس مصری پہلوان کہ یہ بھی صاحب یکہ پر تھا میعاد پہلوان دیلمی سے
مقابل ہوا میعاد پہلوان دیلمی نے کیلاس پہلوان کو قتل کیا بعد اسکے ہیلوم مصری کہ یہ پہلوان نہایت تن و مند و شہزور
تھا میدان مین آیا اُسنے میعاد دیلمی کو زخمی کیا بعد اسکے لشکر اقلیموس سے ایک پہلوان زنگی کہ نام اس پہلوان کا میقات
زنگی تھا اور نہایت پر زور و تہمتن پہلوان تھا قدم برداشتہ مردانہ و دلیرانہ ہیلوم مصری سے مقابل ہوا اور ضرب اول ہی
مین ہیلوم مصری پہلوان کو دو حصہ کر دیا بعد اسکے سوسق مصری نیزہ باز پہلوان حریف سے ہمنبرد ہوا اور تا دیر نیزہ بازی
آپس مین رہی ہیلوم مصری نے حریف کو دم نہ لینے دیا اور ایک نیزہ سینۂ سوسق مصری مین ایسا مارا کہ نوک نیزہ پشت سے
باہر ہو گئی اور سوسق پہلوان راہی دار البوار ہو گیا بعد ہلاک ہونے سوسق پہلوان کے کانوس فرنگی کہ شجاع عان روزگار
سے تھا لشکر اقلیموس سے میدان مصاف مین آیا اور بضربات شمشیر خارہ شگاف وعمود کوہ شکن ہیلوم پہلوان مصری
کو خاک مذلت مین ملا دیا اشبوط دیلمی نے طبل بازگشت بجوا دیا جمشید پلید دوبارہ میدان جنگ مین اپنے لشکر سے جدا
ہوکر آیا اور درمیان رزمگاہ کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند کہا کہ ای حاضرین معرکۂ رزم و پیکار اب تم پر اور واقعی ظاہر و ہویدا ہو گیا
اور تم نے بچشم خود دیکھ بھی لیا کہ اس معرکۂ جنگ مین سحر و افسون کا نام بھی نہین ہے لیکن ابتک بعض مردان کج فہم
دکوتہ اندیش یہی جانتے ہین کہ ضارمنکوس نے کوئی عمل سحر جدید و تازہ ایسا تیار کیا ہی کہ اس سحر سے خداوند طبیعت مجردہ
کے لشکر کو ترقی ہی لیکن آج بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور تمام شاہان و سلاطین پر روشن ہو گیا ہی کہ اس جنگ و پیکار مین

ہرگز سحر و افسون کو دخل نہین ہی اگر بزور سحر معاملۂ جنگ روبکار ہوتا تو یہ پہلوانان پیل تن میرے لشکر کے کہ ہر ایک بجاے خود رستم و اسفندیار تھے اسطرح سے بہ آسانی قتل و ہلاک نہو جاتے بس اب مین اسواسطے تم سب شاہان و سلاطین کو آگاہ کرتا ہون کہ جو زور و طاقت ہمارے پہلوانان لشکر کو حاصل ہی خاص عطا کی ہوئی خداوند طبیعت مجردہ کی ہی اور میرے خداوندی کا کرشمہ ہی کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ کا مین خاص فرزند ہون اور عہدۂ نیابت بھی مجھی کو سرکار خداوند سے مرحمت ہوا ہی اور مجھکو یہ طاقت و قدرت خداوند نے مرحمت فرمائی کہ مین ایک لمحہ مین ہزارہا ساحران بدبخت کو ابھی تم سب کے سامنے خلق کرسکتا ہون اگر مین بنظر قہر اور غضب خداوندی سے دیکھون تمام عالم کو فنا کردون اور عدم و وجود سب کا برابر ہو جاوے مگر یہ امر شان خداوندی سے نہایت بعید ہی اور مقتضاے انصاف بھی نہین ہی ہان بنظر ترحم و اخلاق خداوندی اپنے بندون کو نصیحت و ہدایت البتہ کرتا ہون کہ بندگان خداوند راہ جہالت کو چھوڑین اور راہ راست پر آئین اور اپنے خداوند خاص کو کہ جو اس وقت مثل آدمی میدان رزم مین کھڑا ہی پہچانین اور بصدق دل سجدہ کرین نہ یاد رکھین کہ بسبب غضب و قہر خداوندی کے بدترین عذاب اور سخت ترین عقوبت سے ہلاک کیے جائینگے اور ہر ایک بندہ بدکردار کو اسکی زشتی اعمال و کردار کی سزا دیجائیگی اے بندگان سرکش یہ بھی تم یاد رکھو کہ جمشید پلید ایسا خداوند ہی کہ جسکو مادۂ سگ خارشتی نے مزبلہ پر جنا ہی اور خاص ابلیس لعین کے براز سے بنا ہی اگر میری ہدایت کو نہ مانو گے پشیمان ہوگے آتش غضب خداوندی سے جلکر خاک ہو جاؤ گے دیکھو مین عین قدرت خداوندی سے کام لیتا ہون اور کسی اپنے بندہ کو باعمال سحر اپنا مطیع نہین کرتا اور نہ ترغیب و ہدایت کرتا ہون مین نے بڑی کوشش اور محنت سے ایک مدت مدید اور زمانۂ دراز تک خداوند طبیعت مجردہ کی بندگی و اطاعت کی ہی اور عرصہ تک واسطے مراتب اعلی و مناصب جلیلہ کے خداوند سے التجا کی تب خداوند نے اس میری بندگی اور اطاعت کا ثمرہ مجھے عطا فرمایا اور منصب خلافت خاص اپنا عنایت کیا بلکہ بجاے خود مجھے خداوندی مقرر کردیا قصہ کوتاہ جب جمشید حالات اپنے خداوندی کے بیان کرچکا میدان سے چلا گیا اور اپنے خیمۂ نکبت آثر مین داخل ہوا رات کو پھر خنار جادو لعین آیا اور اُسنے تمام رات خوب حسب دلخواہ اپنا منھ کالا کروایا وہ رات تو اُسی روسیاہی مین گذری دوسرے روز پھر طبل جنگ بجایا اور صبح کو بعد آراستگی صفوف لشکر اقلیموس سے پھر وہی پہلوان تہور شعار کانوس فرنگی نعرہ مارتا ہوا معرکۂ رزم مین آیا اور لشکر جمشید پلید سے ارجاس مردار خوار پہلوان یکہ پر لیکر روانہ ہوا اور میدان مصاف مین پہونچا دونون پہلوانون مین زور ہونے لگے پہلے نیزہ و شمشیر وغیرہ سے خوب حرب و ضرب کی جبکہ ان آلات سے کچھ مقصود حاصل نہوا کشتی کی نوبت پہونچی ارجاس نے ایک ساعت کی کوشش و تگاوری مین کانوس فرنگی پہلوان کو ہاتھ پر علم کرلیا اور زمین پر دے مارا اور سینہ پر سوار ہوکے بقوت دست و بازو کانوس فرنگی کو دو حصہ کردیا حاضرین معرکہ اس واقعۂ سخت و دشوار گذار کو دیکھکے نہایت متعجب ہوے کہ ارجاس مین اسقدر زور و قوت ہونا تعجب ہی جو اُسنے کار نمایان کیا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ساری کرامات خنار منکوس زنپوش کے سحر و جادو کی ہی خنار منکوس ہنگام جنگ و پیکار ضرور سحر و افسون کی مزاولت کرتا ہی

یا کوئی اور امر تازہ تیار کیا ہی الغرض کانوس فرنگی پہلوان کے قتل ہونے کے بعد یاقوت دیلمی کہ یہ بھی پہلوان نہایت زبردست
و قوی ہیکل تھا میدان مین آیا اور اُسکو بھی ارجاس مردار خوار نے قتل کیا اسکے بعد شنقاش زنگی سپہ سالار یقیموس کہ یہ بھی زور
و قوت مین اور ہنر و فن سپہ گری مین بے نظیر اور نہایت اشجع اور بہادر روزگار تھا میدان جنگ مین حریف کے مقابل ہوا اور
کہا او ارجاس ملعون و نابکار ہوشیار ہو کہ تیری قضائے مبرم تیرے سر پر آ پہونچی اگر کچھ حوصلہ تیرے دل مین باقی ہو اُسکو جلد
نکال لے ورنہ پھر فرصت نہ ملیگی تو اپنے مقر اصلی کو پہونچا دیا جائیگا ارجاس نے وہی شمشیر خون آشام شنقاش کے سر پر
ماری اگر داستانہ فولادی نہوتے تو وہ ضرب سخت دفع نہوتی آخر شنقاش پہلوان نے اُس ضرب کو دفع کیا اور بعد
رد و بدل کے ایک ضرب شمشیر بے پناہ اس قوت و زور سے ارجاس کے سر نجس پر لگائی کہ خود فولادی کو کاٹ کر چار
انگشت کا نشہ سر مین در آئی اور فوارہ خون جاری ہوا ارجاس پشت مرکب سے زمین پر گرا اُدھر وہ یکہ پر بھی دستار سے
دور نکل کے گرا قلیموس کے ایک ملازم نے دوڑ کر وہ یکہ پر سحر اُٹھا لیا اور اپنی پگڑی مین رکھ لیا جسوقت جمشید نے اپنی سپہ
اور برادر نسبتی کا یہ حال بد دیکھا غصہ کی تاب نہ لا سکا مرکب جہانگرد مہمیز کر کے میدان معرکہ مین آیا اور کہا ای تقدیر خداوند
اس کبر مغرور و ستم شعار سے ارجاس کا انتقام لے اور اس بندۂ بے ادب و بد نصیب کو جلد ہلاک و برباد کر یہ کہا اور اس
سپہ سالار دلاور سے مخاطب ہوا اور کہا ای بندۂ سرکش جلد تر تو رکاب خداوندی کو بوسہ دے اور فوراً سجدہ کر ورنہ خداوند
تجھپر ابھی اپنا قہر و غضب نازل کیا چاہتا ہی شنقاش سپہ سالار نے کہا ای جمشید مین اپنے خداوند قدیم کے سوا اور کسی
خداوند کو نہین جانتا جسے سجدہ کرتا ہون کرونگا مین تجھکو کیا جانون کہ تو کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی مجھکو تیرا خداوند دم دار
معلوم ہوتا ہی کیونکر سجدہ کرون او جمشید سگ ناپاک مین تجھکو براہ نصیحت کہتا ہون کہ جو تجھے اپنی جان کی خیریت منظور ہے
تو میرے خداوند کو سجدہ کر ورنہ تو آگاہ ہو کہ بہت پشیمان ہوگا جمشید نے کہا او مادر قحبہ ولد الحرام کیا گوہ کھاتا ہی خداوند
کی شان مین ایسے کلمات گستاخانہ زبان پر لاتا ہی تجھکو نہین معلوم کہ مرتبۂ خداوندی مین رکھتا ہون بس زبان بہ بند و باد و
بکنا دیکھون تو کسقدر طاقت رکھتا ہی اور کہانتک نافرمانی خداوند کرتا ہی تیری یہ مجال و قدرت ہی کہ تو خداوند سے کلہ بکلہ مقابلہ
اور گفتگو کرے الغرض شنقاش پہلوان دلاور نہایت غضبناک ہوا اور ایک گرز گران سر دونون ہاتھون سے اُٹھا کر
جمشید کے سر پر اس زور سے مارا کہ اگر بجائے جمشید اور کوئی ہوتا تو خاک سیاہ ہو جاتا لیکن جمشید نے ہرچند اس
گرز کی ضرب کو اپنے گرز سے دفع کیا لیکن پھر بھی وہ گرز گران جمشید کے گرز سے ضرب کھا کر جمشید کے شانہ پر گرا جمشید ملعون
اُسکے صدمہ سے ایسا بیتاب ہو گیا کہ ہوش بجا نہ رہے تاہم اس بیحیا نے شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر اسطرح شنقاش
کے سر پر لگائی کہ خود کاٹ کے سینہ سے گذر گئی اور تنگ مرکب کو کاٹتی ہوئی زمین مین در آئی امیر مجاہد الدین دلاور نے
اس نابکار کی یہ قوت دست دیکھ کے کہا ای دلاوران اسلام تمنے کبھی پہلے بھی ایسی صفائی اس ابلیس پرست کے
ہاتھ سے دیکھی تھی یا میری ہی نظر مین اسوقت معلوم ہوئی ہے دلاوران لشکر اسلام نے متفق اللفظ کہا نہین

اُس کافر کا زور ایسا کبھی نہین دیکھا یہ ملعون بہ نسبت قبل کے دہ چند زور رکھتا ہی بس معلوم ہوا یہی وجہ ہی کہ جو یہ ملعون اپنی
خداوندی کا اظہار کرتا ہی اور اپنی قوت وطاقت پر نازان ہی غرض جمشید پلید بعد قتل کرنے شنقاش پہلوان دیلمی کے پھر
میدان مین آیا اور دوسرے حریف کو خود طلب کیا لشکر اشبوط سے لیکن کسی دلاور نے جواب تک نہین دیا آخر جمشید نے
طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ شنقاش پہلوان بندۂ نافرمان کی نعش کو کھینچ لاؤ اور نار دوزخ مین ڈال دو
بمجرد اس حکم کے انصار لشکر جمع ہوے اور شنقاش کی نعش کو لیجانے کا قصد کیا جب اس حال کو اشبوط دیلم اور القیموس اور
اقلیموس کے دلاوران لشکر نے سنا بتعجیل تمام میدان مین پہونچ گئے اور قریب تھا کہ بضربات پاپوش جمشید کو ہلاک کرین
لیکن جمشید اس انبوہ کثیر کو دیکھ کے بے تحاشا میدان سے بھاگ گیا اور اپنے لشکر مین داخل ہوگیا مردان اشبوط شنقاش
کی نعش کو کاندھون پر اٹھا کرلے گئے قصہ کوتاہ چند روز کی معرکہ آرائی مین جمشید نے بذات خود اور اُسکے پہلوانان لشکر نے
اشبوط دیلم و القیموس و اقلیموس کے پہلوانان نامی وگرامی اسقدر قتل و مجروح کیے کہ تینون سلاطین عاجز آگئے اور نہایت
منتشر ہوگئے آپس مین مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے تاکہ اس مردود کے ہاتھ سے نجات ملے آخر یہ راے قرار پائی کہ ایک
شب ہم تینون سلاطین باتفاق ہمہ گر جمشید کے پاس چلین اور اُس سے کہین کہ او ظالم وجفا شعار تجھکو ہمسے کیا عداوت ہی
کہ تو ہماری بربادی ناحق چاہتا ہی اسواسطے کہ بکثرت تو نے ہمارے پہلوانان نامی وگرامی کو کہ جو شجاعان روزگار سے تھے تہ تیغ
کیا اور جسقدر کہ مجروح و زخمی ہوے اُنکا حساب نہین وہ بیچارے خستہ و نیمجان ہین زندہ بچین بھی یا نہ بچین بس اب تو اس بیداد
وجفا سے باز آ اور ہمارے عوض اور کسی بادشاہ زبردست کو زیر کر اُس سے مقابلہ کرکے کچھ لطف حاصل ہوگیا تیرا مقابلہ کرین
مجبوری سے اپنی جان بچاتے ہین اور ہم سے اس بات کا اقرار نامہ لکھوا لے کہ جب تمام سلاطین و اہل اسلام تیرے مطیع
ہونگے پھر ہمکو کیا عذر ہوگا ہم بدولت تیرے کہے تجھکو سجدہ کرینگے اور تیرے ہر حال مین شریک رہینگے اور دین و آئین تیرا قبول
و منظور کرینگے لیکن فی الحال ہمین چند روز کی مہلت دیجاوے کہ ہم اس معاملہ مین بجاے خود غور و فکر کرلین پھر تیرے سجدہ
کرنے مین اور اطاعت کرنے مین کسی طرح کا عذر نہوگا الغرض ان تینون سلاطین نے باہم یہ صلاح و مشورہ کیا اشبوط دیلمی اور
القیموس و اقلیموس بالاتفاق جمشید کے لشکر مین گئے اور اُسوقت اُسکی بارگاہ مین پہونچے کہ جمشید پلید نہایت غرور
و نخوت سے تخت قدرت پر بیٹھا تھا اور ضارمنکوس اور نجاشی باتین کر رہے تھے اس عرصہ مین جمشید کو درگہ سالار نے
خبر دی کہ اشبوط دیلم اور القیموس و اقلیموس وغیرہ سلاطین حاضر ہین جمشید نے ضارمنکوس اور نجاشی کو اُنکے استقبال
کے لیے بھیجا اور ایک تخت نجاشی کے پہلو مین بچھوا دیا ضارمنکوس تینون بادشاہون کو نہایت اعزاز و احترام سے بارگاہ
مین لایا اور سب حاضرین بارگاہ نے تعظیم اور صاحب سلامت مین بھی پیش قدمی کی لیکن اُس مغرور بے دین نے مطلق مراسم
تعظیم و تکریم کو ترک کیا اول ہی کل مراسم ترک کرچکا تھا ناچار ان تینون سلاطین نے بسبب غرض کے خود ہی سلام مین سبقت
کی جمشید نے کہا اے بندگان خداوند ہم تمھارے اس سلام معمولی سے ہرگز خوش نہین ہوے اسواسطے کہ یہ رسم شاہ و سلاطین

کے واسطے زیبا ہی اور مین مرتبۂ خداوندی رکھتا ہون مجھے سجدہ کرنا چاہیے کہ یہی شان خداوندی ہی یہ تینون سلاطین گفتگوے جمشید
سُنکے خاموش ہوگئے اور تخت پر جو کہ نجاشی کے پہلو مین بچھوایا گیا تھا بیٹھ گئے ضار منکوس منحوس نے کہا ای اشبوط و اقلیموس و
اقلیموس تم سب آگاہ ہو کہ جمشید نے فی الحال منصب خداوندی پایا ہی علاوہ اسکے اور مراتب و مناصب خاص خداوند طبیعت مجردہ
نے جمشید کو عنایت فرمائے ہین جسطرح کسی زمانہ مین نمرود و شداد و فرعون اور جمشید کو مرتبۂ خداوندی خداوند نے دیا
اور انھین سے ہر ایک نے بسبب امتیاز خاص کے مرتبۂ مسلوبیت پانا عجب نہین کہ جو تمنے بھی کتب تواریخ مین اس واقعہ کو دیکھا
ہو لیکن انجام مین بوجہ تمردی و نافرمانی خداوند طبیعت مجردہ نے وہ منصب چھین لیا اور وہ مرتبہ جاتا رہا اور بقہر و غضب خداوندی
ہلاک ہوے بعد اُنکے ضحاک کو وہی مرتبہ و اعزاز خداوند نے مرحمت فرمایا ای اشبوط اسی طرح اب خداوند طبیعت مجردہ کو اب
جمشید کے حال پر اس درجہ شفقت و عنایت ہوئی ہی کہ جمشید کو اپنا فرزند قرار دیا ہی اور عہدۂ نیابت خاص بھی عطا فرمایا
اور خاص اپنی مسند خداوندی پر بٹھا دیا جو شخص کرامت یافتہ اور نظر کردۂ خداوند ہی اُسکا اعزاز کل بندگان خداوند پر فرض
ہی کسواسطے کہ بندگی و بیچارگی کا منشا یہی ہے چنانچہ اسی باعث سے آج جمشید خداوند نے تمھاری تعظیم و تکریم ملحوظ خاطر
نہین رکھی کہ تم ابھی زمرۂ بندگان درگاہ مین ہو اور جمشید تمھارا خداوند ہی اشبوط دیلم یہ کلمات ضار منکوس کے
سُنکے غیظ و غضب مین گرفتار ہوگیا اور ہر وقت یہی چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دے مگر اقلیموس اشبوط دیلم کو مانع رہا اور کان
مین کہا ای اشبوط دم بخود بیٹھے رہو کچھ جواب نہ دو کہ یہ وقت ایسا ہی ہی یہان مصلحت یہی ہی غیظ و غضب کا وقت نہین ہے
اگر یہان کوئی تجھ سے حرکت ناجائز سرزد ہوئی تو یہ یاد رہے کہ پھر یہ تمام کام خراب ہو جائیگا اور راہ چارہ بھی مسدود ہوگی پھر
بے جان دئے نجات نہوگی اشبوط یہ سُنکے چپ ہوگیا بعد اسکے ضار منکوس نے اشبوط دیلم وغیرہ کے واسطے سامان شراب
طلب کیا اور ان سلاطین کی تواضع کی اور پاسداری اور مدارا نجوبی کی جب دو دو چار چار جام شراب ناب کے زہر مار کیے اور
نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا ضار منکوس نے اشبوط دیلم سے یہان آنے کا سبب پوچھا اس عرصہ مین جمشید پلید بھی
کمال اخلاق و مہربانی سے سرگرم سخن ہوا اور کہا ای اشبوط آگاہ ہو کہ شاہزادۂ معز الدین کے مرگ و زیست خاص میرے دست
قدرت پر مقدر ہوئی ہی کسواسطے کہ اصل خداوند طبیعت مجردہ نے اسکا قتل روز ازل سے میرے ہی ہاتھ پر موقوف رکھا ہی
اور نہایت ہی قریب اُسکا ظہور ہونے والا ہی جسوقت معز الدین طلسم بیضا سے باہر نکلا اور مین نے اُسکا کام تمام کیا پھر
ایک لمحہ کی دیر جائز نہین رکھونگا قصہ کوتاہ اشبوط دیلم وغیرہ سلاطین نے جو بجاے خود مشورہ کیا تھا وہ جمشید پر
ظاہر کر دیا جمشید نے کہا ای بندگان خاص مین تمھارا خداوند خالق ہون مین نے تمھارے التماس کو قبول کیا اگر تم
اول ہی یہ عذر معقول اپنا خداوند کے روبرو پیش کر لیتے تمھارے مردمان لشکر پر قہر خداوندی نازل نہوتا اور نہ وہ بے گناہ
بیچارے قتل کیے جاتے اشبوط دیلمی نے کہا ای جمشید جب تو خداوند اور خالق ہی تو یہ کیا بڑی بات ہی تیرے قبضۂ قدرت
اور حیز امکان سے سب کچھ ممکن ہی تو اگر چاہے تو تمام مقتولون کو خلعت حیات عطا فرماوے اور وہ سب زندہ ہو جاوین

جمشید دل مین سمجھ گیا کہ یہ مردک ہماری خداوندی پر طعن کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ ای اشبوط یہ امر میری حیز امکان مین نہین
بلکہ میری قدرت خداوندی سے باہر ہی یہ کسی کو قدرت نہین کہ مردے کو زندہ کر دے اور نہ کوئی خداوند اپنے کارخانہ قدرت
اور مقدرات کو بدل سکتا ہی اس امر مین جو کوئی کچھ بیان کرے سب غلط اور جھوٹ ہی ہرگز ہرگز قرین قیاس نہین اور نہ عقل اس
امر کو گوارا کرتی ہی ایسی روایات کو ایک قصہ مصنوعی تصور کرنا چاہیئے ای اشبوط خداوند طبیعت بجز دہ بھی کسی بندۂ مردہ کو
جلا دے یہ ممکن نہین جس حال مین کہ خداوند کو خود مقدور بندے کو جلا دینے کا نہین تو فرزند یا نائب خداوند کو یہ قدرت کہان
کہ جو مردہ کو زندہ کرے ای اشبوط اب تو بتا کہ تیرا خداوند دیلم قرم ساق جسکا تو پیر داور پیغمبر ہے کیا بلا ہی آج تک کوئی کام
ظہور مین نہین آیا اگر وہ شان خداوندی رکھتا ہی تو کوئی کرشمۂ قدرت ظاہر کرے اور ہمکو دکھلائے اور وہ اگر معدوم ہی تو پرستش
کسکی کیجا دے اور اگر وہ خداوند قدرت ہی تو اُسنے اپنے پہلوانون کو مرنے کیون دیا اور جو وہ مر گئے تو پھر زندہ کیون نہین
کرتا اور ای اشبوط دیلم جو مین نے تیری نسبت اعتراض کیا ہی وہی اعتراض القیموس و اقلیموس کی نسبت بھی میرا ہی کہ یہ دیون
سلاطین شب پرست ہین آخر یہ کس قدرت وکمال پر پرستش کرتے ہین ای اشبوط ہر چند کہ مین مردہ کو زندہ نہین کر سکتا لیکن
قتل وہلاک کی تو قدرت خاطر خواہ رکھتا ہون بہرکیف تمھارے خداوند خفتہ سے بدرجہا بہتر و برتر ہون تمھارا خداوند فرضی
ہمارے مرگ وہلاک پر قدرت نہین رکھتا اور مین تمھارا خداوند ظاہر تمھارے قتل وہلاک پر قدرت بخوبی رکھتا ہون اور تم پر
قہر وغضب اپنا نازل کر سکتا ہون الغرض اسی بحث مین جمشید پلید نے اپنے عمامہ کو سر سے اونچا کیا اور پیشانی ظلمانی کو
دکھلایا ان خران بے دم کی نظر جو نہین اُس داغ پیشانی پر پڑی اثر سحر سے وہ تمام قیل وقال بھول گئے اور ساعت
بساعت محبت جمشید بوجہ تاثیر سحر بڑھتی جاتی تھی تا اینکہ جمشید کا قول اُنکے دل پر نقش کالحجر ہوگیا بعد ایک ساعت
کے یہ تینون احمق بے اختیار جمشید کے آگے سجدہ کو جھکے اور کہا ای جمشید اب ہمکو یقین وثابت ہوگیا کہ تو برحق خداوند
ہی اور ہم تیرے بندے ہین اور آج تک ہم خواب غفلت مین تھے اور اپنے خداوند کو بھولے ہوئے تھے

شعر

ہمہ عمر خود بیہودہ باختیم	دریغا کہ قدر تو نشناختیم

جمشید اُسوقت اسقدر خوش ہوا کہ جامہ اُسکے جسم نجس پر تنگ ہوگیا اور اُن تینون بادشاہون پر نہایت مہربانی فرمائی اور کہا
ای اشبوط خداوند نے تیرا منصب پیغمبری بدستور قائم وبحال رکھا یعنے جسطرح تو پہلے پیغمبر تھا ہمنے بھی تجھے ویسا ہی منصب پیغمبری
عطا فرمایا ضرار منکوس منحوس کو پیغمبر دست راست کیا تجھکو عہدہ پیغمبری دست چپ کا دیا اشبوط گیدی اثر سحر سے ایسا خود غلط
ہوگیا کہ اپنے حال ومال سے ہوش نہ رہا اور اس مہربانی جمشید کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کئی سجدے پدر پے جمشید کو کیے
اور راتون رات ان تینون احمقون نے اپنے لشکرون کو بلوا لیا اور لشکر جمشید کے شریک ہوگئے۔ راوی کہتا ہی کہ جمشید کی
رفعت وشان اسقدر بڑھی کہ دماغ اس مردود کا آسمان ہفتم پر پہونچ گیا اور دود نخوت وغرور دماغ مین ایسا سما گیا کہ وہ نابکار

بجز خناز جادو کے اور کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور نہ کسی کا وجود جانتا تھا حتی کہ ضار منکوس دیوث کو بھی کچھ نہین سمجھتا تھا لیکن خناز جادو کو بغرض و خوشامد بلا عذر سجدے پیہم کیے جاتا تھا اور بہزار شوق دل اُس کافر ساحر کی خواہش کو روز بروز پورا کیے جاتا تھا قصہ کوتاہ ایک روز جمشید نے نہایت غرور و تکبر سے فخریہ ضار منکوس منحوس سے کہا ای استاد بدبنیاد دیکھا تو نے چشم کور سے اعمال سحر اسکو کہتے ہین کہ جو شاہ جادوان یعنے خناز جادو عمل مین لایا کیسے کیسے کارہاے لائق و عمدہ قابل تحسین و آفرین ظہور مین آئے ہین نہ ایسے اعمال لغو ولاطائل جسکا تو دعواے باطل کیا کرتا ہی سچ تو یہ ہی کہ تو نے ایسا اس فن سحر کو حاصل کر کے غارت کیا ہی کہ جسکی حد نہین ہی تا اینکہ آجتک تجھ سے پشم کندہ نہوئی ای استاد میری تو اب صلاح یہ ہی کہ تو شاہ جادوان کی چندے خدمت کر اور اُس کا شاگرد ہوجا اور خوب محنت کر کے اُس سے سحر سیکھ لے یقین ہی کہ چند روز مین تو بھی فن سحر مین کامل ہوجائیگا اور تیرا بھی کمال مشہور ہوجائیگا ضار منکوس نے کہا ای جمشید یہ تو کیا کہتا ہی مین شاہ جادوان کا شاگرد کیسا بلکہ شاہ جادوان کا بندۂ بے زر ہون اور شاہ جادوان کا الطاف کریمانہ مجھپر ایسا ہی کہ جسکی حد نہین اُس کریم النفس نے خود مجھے اپنی شاگردی سے سرفراز و ممتاز فرمانے کا وعدہ فرمایا ہی لیکن مجھے افسوس یہی ہی کہ تو میرے سلوک اور احسانات کو خیال مین نہین لاتا کہ مین نے کس کس جانفشانی اور جان کاہی سے تیرے جاہ و اقبال کو بڑھایا ہی اور کوئی وقت ایسا نہین کہ مجھے تیری فکر نہو یا تجھ سے غافل رہون مگر تجھکو مطلق پروا نہین افسوس میری ہی تعلیم و تربیت اور محنت و مشقت سے تو اس مرتبہ کو پہونچا کہ تمام سلاطین عالم مین تو ایک ہی لیکن تو نے میری کچھ قدر و منزلت نہین کی اور اگر مین ذرا سی بھی غفلت کرتا تو اس قدر و منزلت کو پہونچنا ممکن نہ تھا اور خناز جادو تجھے ایک موے پشم بھی نہ سمجھتا بہرصورت اگر تو بچشم انصاف دیکھے تو یہ جسقدر تیرا جاہ و جلال اور ترقی اقبال ہی میری ہی کوشش کا باعث ہی جمشید نے کہا ای استاد بدنہاد تو آزردہ خاطر نہو مین نے یہ تجھ سے مذاقاً کہا ہی ورنہ تو جانتا ہی کہ اب مجھے کیسی قدرت حاصل ہی تیری مرگ و زیست میرے ہی قبضۂ قدرت مین ہی لیکن اس اختیار پر تجھے مین مثل جان کے عزیز رکھتا ہون اور تیرا ادب ملحوظ خاطر رہتا ہی الغرض جب اشبوط دیلم اور اقلیموس و القیموس تینون سلاطین کے لشکر جمشید کے لشکر نکبت اثر مین شریک ہوگئے پھر تو اور بھی دماغ جمشید کا عالم بالا پر پہونچا اور غرور و تکبر اسقدر بڑھا کہ اب وہ باجی اپنے مقابلے مین کسیکی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور یہ حالت بہم پہونچی کہ اب جب وہ ملحد سوار ہوتا ہی سر راہ جو شخص ملتا ہی وہ عوض سلام کے سجدہ کرتا ہی اور اس ملعون کو خداوند جمشید کہتے ہین ضار منکوس منحوس نے جمشید کے لیے بیچ مین لشکر کے ایک جاے بلند مثل دمدمہ کے بنائی تھی اور اس بلندی پر ایک برج نہایت بلند اور وسیع بنوا دیا تھا اور اُس برج مین چارون طرف کھڑکیان بنوائی تھین اور ہر ایک کھڑکی مین پچی کاری جواہرات کی تھی اسواسطے کہ جمشید مسند خلافت پر اُس برج مین اجلاس کرے اور اپنا جلوۂ منحوس مردمان لشکر کو دکھایا کرے اور نام اس برج کا جہان نما رکھا تھا غرض دوسرے روز جمشید نے اشبوط دیلم کو بارگاہ مین بلوا کر حکم دیا کہ ای پیغمبر دست راست میرے تو بلد جا اور بکران شاہ خارجی اور

نصرون ربیعی کو ہماری طرف سے سجدہ کی ہدایت کر بلکہ اُنھین نہایت عمدہ طور سے تلقین وہدایت کرکے دونون کو اپنے ساتھ ہمارے پاس لے آ اگر وہ سلاطین ہمارے پاس آنے مین کسی طرح کا عذر پیش کرین اُسوقت ہماری شمشیر آبدار سے کہ جو شمشیر قدرت سے موسوم ہی اور خاص خداوندگی ہی اُنکو خائف کرنا اینکہ وہ غضب الٰہی سے ڈر جائین اور بلا عذر دنگار چلے آئین نجاشی نے کہا ای خداوند اس بندۂ ناچیز کی یہ صلاح ہی کہ ابو حاکم کو بھی یہی پیام زبانی کہلا بھیجا چاہیے یقین ہی کہ مناسب ہوگا جمشید نے کہا اُس گیدی کو کچھ ضرورت نہین ہی بھی اُسکو پیام دینے کی چندان احتیاج نہین ہی یہ مین خوب جانتا ہون کہ وہ بندۂ غرض ہی تم دیکھنا کہ وہ خود بخود حاضر ہو جائیگا کسلیے کہ ابو حاکم ہمیشہ پہلوانان زور آور کی خوشامد کرتا رہا ہی بالآخر گمان وقیاس اُسکا نہایت ہی درست نکلا کہ اُسی روز ابو حاکم بلا طلب و بے معرفت نجاشی کے جمشید کے پاس پہونچا اور کہا ای جمشید خداوند یہ کمترین بھی واسطے سجدہ کے حاضر ہوا ہی لیکن میرا سجدہ کرنا ایک شرط پر منحصر ہی وہ شرط یہ ہی کہ معز الدین طلسم کشا بانی فتنہ وفساد کو نیست ونابود کردے اور ابو عامر وشمسۂ تاجدار کی آرزوے دلی پوری نہوا اگر تجھے ایسی قدرت حاصل ہی تو اپنی قدرت خداوندی کا مجھے یہ کرشمہ دکھادے پھر مین ایسا سجدہ تجھکو کرون کہ تو مجھ سے نہایت ہی خوش ہو جمشید نے کہا ای ابو حاکم تھوڑا اور صبر کر پھر مین تجھے اپنی خداوندی کا کرشمہ دکھاؤنگا کہ خداوند نے کیا کیا امورات مقدر کیے خداوند تیرا اب فقط معز الدین کے طلسم سے باہر آنے کا منتظر ہی جسوقت وہ طلسم سے باہر آجائے اُسوقت تو میری قدرت خداوندی کا تماشا دیکھنا کہ کیسے کیسے اور کیا کیا کرشمے نظر آتے ہین اور معز الدین کو طرح طرح کی عقوبت وعذاب مین گرفتار کرونگا اور نہایت ذلت وخواری سے معز الدین اور اسکے رفیقون اور سرداران لشکر کو کارزار مین ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی اور ماہیان دریائی اُسکی حال پر تاسف کرینگے ابو حاکم نے اُس راندۂ درگاہ ایزدی سے جسوقت اس افسانہ کو سنا بے اختیار سجدے کو جھک گیا اور تین چار سجدے متواتر کیے اور اُسی روز مع اپنے لشکر کے آکے لشکر جمشیدی مین داخل ہوا بعد اسکے اشبوط دیلمی حسب الحکم جمشید پلید سوار ہوکر بکران شاہ خارجی ونصرون ربیعی کی بارگاہ مین آیا بکران شاہ خارجی خبر اشبوط دیلم کے آنے کی سنکے تا در بارگاہ واسطے استقبال کے آیا اور اپنے ساتھ لاکر تخت پر بٹھایا جب اشبوط دیلم بارگاہ مین پہونچا بہ آواز بلند کہا میرا سلام اُس شخص پر جو جمشید کو صاحب قران اور خداوند کا قران اور خداوند کا فرزند ونائب خاص سمجھے اور میری پیغمبری کا اقرار کرے جب اشبوط دیلم نے یہ جملہ سر دربار بیان کیا اور حاضرین دربار نے بخوبی سنا بکران شاہ خارجی ونصرون شاہ ربیعی اور نجدون بن انجد جہان پہلوان بلکہ اور حاضرین بارگاہ نے خوب قہقہے لگائے

بارگاہ بکران شاہ خارجی مین ملک نصیرون ربیعی اور انجد بن نجدون وغیرہ

کا مجتمع ہونا



بعد اسکے بکران شاہ خارجی نے کہا ای شاہ دیلم تجھے ایسے کلمات اپنی زبان سے کہتے شرم نہین آتی تو نے اپنی عمر مرتبۂ پیغمبری مین گذاری اور تمام مردمان دیار دیلم تجھکو اپنا شاہ اور پیغمبر دیلم سمجھتے رہے اور اب آج تو بلا وجہ اور بلا سبب ایک ملحد خود پرست مردود خلائق حابشی بچے کی اطاعت اختیار کرتا ہی اور خداوند کہتا ہی اور طرہ یہ کہ خود بھی گمراہ ہوا ہے اور سب کو ہدایت راہ ضلالت کرتا ہی او بے حیا تجھے اپنے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہین ہی ای اشبوط دیلم تو خارج از عقل پہلے تو نہ تھا مگر جمشید کے داغ مسحور کو دیکھ کے اثر سحر مین گرفتار ہو گیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ بالکل از خود رفتہ ہو گیا اصلا نیک و بد مین تمیز نہین رہی اشبوط دیلم نے جواب دیا کہ ای بکران شاہ ولنصرون شاہ اصل حال یہ ہی کہ آج تک مین تمھاری ہی طرح جمشید کے مرتبۂ خداوندی سے خبردار نہ تھا اور نہ معلوم تھا جب میرے پاس وحی پہونچی اور خداوند دیلم نے مجھے اس راز و اسرار سے آگاہ کیا اور کہا کہ جمشید بیشک و شبہ خداوند ہی اور تو بھی اسے سجدہ کر اور اپنا معبود برحق جان اور تجھکو جمشید اپنا پیغمبر دست جب کریگا کہ اسنے یہ عہدۂ خاص تیرے لیے رکھا ہی ای بکران شاہ اسوقت مجھے جمشید کی جاہ و حشمت و جلال کا حال معلوم ہوا کہ جمشید کو بیشک مرتبۂ خداوندی حاصل ہی آخر احکام وحی کے موافق مین کاربند ہوا کہ جمشید کو خداوند سمجھکر سجدہ کیا غرض اشبوط دیلم گبدی کی حماقت

سُنکے پھر اہل دربار دوبارہ خوب ہنسے لیکن اشبوط دیلم کو کچھ بھی خیال نہوا وہ اپنی ہی کہا کیا آخر بکران شاہ خارجی نے پھر کہا
ای اشبوط دیار دیلم اب تم یہ ارشاد فرماؤ کہ تمھارے پاس وحی کس قرمساق کی آتی ہی اور کون گدھا وحی بھیجتا ہی اشبوط بولا
شاید تجھکو نہین معلوم ہمیشہ کون وحی بھیجا کرتا ہی ای بے وقوف بجز خداوند دیلم کے اور دوسرا کون ہی جو وحی نازل کرے
نصرون ربیعی نے کہا شاید تیرے زعم باطل اور عقیدۂ بد مین دیلم گیدی خداوند ہی پھر جمشید کو تونے کسواسطے خداوند جانا
اور سجدہ کیا او قرم ساق ہر ملت و مذہب مین ایک معبود ہوتا ہی تیرا عجیب مذہب ہی کہ دو خداوند رکھتا ہی یہ ہمنے کہین نہین سنا
کہ ایک شخص دو خداوندکی بندگی کرے اور دونون کو اپنا معبود سمجھ کے سجدہ کرے اشبوط دیلم نے کہا ای نصرون خدا وند دیلم ہی
نے وحی مین یہ ارشاد فرمایا ہی کہ ہمنے تھوڑے روز کے واسطے اپنی خداوندی جمشید کے حوالے کر دی ہی اور اُسی کو خلق کی
پرستش کے لیے کافی کر دیا ہی تو بھی اُسے سجدہ کر اور اپنا معبود سمجھ بس مین نے بمجرد پہونچنے وحی کے جمشید کو سجدہ کیا اور
اپنا معبود جانا مین نے اپنے خداوند دیلم کے حکم کی تعمیل کی جب سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جمشید بیشک لائق سجود خلائق ہی
بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم تیری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عقائد تیرے راسخ نہین ہین خیر اب اس قصہ کو موقوف کر
اور یہ کہو کہ تمنے یہان کیون تکلیف کی اور کس غرض سے یہان آنا ہوا اشبوط دیلم نے کہا ای ملک نصرون و بکران شاہ تم نہین
جانتے کہ جمشید کا وزیر زبردست اور پیغمبر دست چپ مین ہون اور مجھے کار ہدایت خلائق مرحمت ہوا ہی معہذا خداوند
کے حکم سے خاص واسطے ہدایت و تلقین کے یہان آیا ہون کہ تمکو خداوند جمشید کے سجدے کی ہدایت کرون اور راہ ضلالت
سے نکالون ای نصرون و ای بکران شاہ اگر تم بچشم بصیرت دیکھو اور انصاف سے غور کرو تو جمشید پلید کا کرشمۂ خداوندی
و قدرت ظاہر ہی کچھ پوشیدہ نہین ہی کوئی تیغ قدرت سے امان نہین پا سکتا مگر وہ شخص جو کہ بندۂ خاص اُسکا ہوا اور یاد رکھو
کہ بوجہ اس نافرمانی کے عذاب مین ایسے گرفتار ہوگے کہ تا قیامت کسی طرح سے نجات نہ پاؤگے بلکہ طرح طرح کا قہر و غضب
خداوند کا تم پر نازل ہوگا بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم معلوم ہوا کہ سرتاپا تم خبط مین گرفتار ہو کسی طرح تم اپنے ہوش و حواس
مین نہین ہو اور یہ بھی تمھاری حماقت ہی کہ جو تم چار پہلوانون کے مارے جانے سے ایسے پریشان ہوے کہ از خود رفتہ ہو گئے
اور بے دست و پاے محض اپنے کو جانتے ہو اور بے وجہ اور بلا سبب جمشید کو سجدہ کرنے لگے ہم ایسے تمھاری طرح
نادان نہین ہین کہ ناحق اپنا مذہب قدیمانہ ترک کر دین اور ایک بے دین کو خداوند بنا گردانین اور اُسکو سجدہ کرین اور
اُسکی خواہ نخواہ خوشامد کرین ابھی تو ہمارا پشت و پناہ اور قوت بازو انجد بن نجدون جہان پہلوان جرار و بہادر جمشید کا
سرکوب موجود ہی جمشید مردود کا کیا خوف ہی ہم اُس سگ خارشتی کو کیا سمجھتے ہین جسوقت وہ مردود و پلید ذرا بھی سر
اُٹھا دیگا یا ہماری طرف نگاہ کج سے دیکھیگا ہم اُسکو اور اُسکے خداوندی کو مثل حرف غلط کے دفتر عالم سے مٹا دینگے
اُسکا دعواے باطل ہمارے آگے کب فروغ پا سکتا ہی جمشید ولد الحرام کی خداوندی کا حال ظاہر کرینگے ای اشبوط
دیلم ہم جمشید کی اور جمشیدیون کی کچھ حقیقت نہین جانتے بلکہ ایک موے پشم سے بھی کم تر اور بدتر جانتے ہین ہم کیا جانین

کہ جمشید کون سگ مزبلہ وبازاری ہی اشبوط دیلم گیدی یہ کلمات سخت سنکر خاموش ہوگیا اور جسطرح آیا تھا خاموش واپس گیا اور جمشید سے جاکر تمام وکمال اس گفتگو کو مفصل بیان کیا جمشید رسالت سے اشبوط دیلم کی اس گفتگو سے نہایت خوش ہوا اور ایک خلعت پر زر نہایت گران بہا عنایت کیا بعد اسکے جمشید نے لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوادیا جب صداے طبل بلند ہوئی اور بکران شاہ کے کان مین پہونچی بکران شاہ نے ملک نصرون ربیعی سے کہا تم بھی اپنے لشکر مین حکم دو کہ کوس حربی بجے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کل کی گفتگو ہماری اشبوط دیلم قرمساق نے جمشید نابکار سے بیان کی ہی اسواسطے اس مردود ازلی نے آج طبل جنگ بجوایا ہی خیر جو کچھ ہو دیکھ لیا جائیگا شعر

سپہ بیشم گر ابخت یارے دہد	گر از جمبندی و خوارے دہد

اسوقت اکثر پہلوانان شجاعت شعار و سرداران تہور آثار بکران شاہ کی بارگاہ مین حاضر تھے مثل نصرون شاہ اور شیشان بن شیلث کے جو نجاسے شدید الشداد کے عہدۂ سپہ سالاری پر ممتاز ہی اور دوسرا پہلوان جہان انجد بن نجدون جسکی معرکہ آرائی کا حال گوش گذار سامعین عالی منزلت ہو چکا ہی اور بکران شاہ کی حشمت وشوکت کا مدار بھی اسی پہلوان یگانۂ روزگار پر منحصر ہی بکران شاہ کے لشکر مین کوئی پہلوان و سردار مثل انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نہین ہی حالانکہ انجد بذات خاص ایک پہلوان فیل پیکر ہی اور اُسکا زور و طاقت بسبب مہرۂ سحر کے زیادہ زحد ہی لیکن فی الحال بباعث گم ہو جانے مہرۂ سحر کے انجد پہلوان کا زور جاتا رہا جسکی وجہ سے انجد جہان پہلوان مشہور رہا اب انجد بن نجدون مین فقط زور اصلی باقی رہگیا ہی چنانچہ یہ داستان ندرت بیان بشرح وبسط جلد ہاے اولی مین بیان ہو چکی ہے ابھی اُس مہرۂ سحر کا اثر بالکل زائل نہین ہوا کسی قدر باقی ہی کیا معنے کہ اُس ساحر جہنم نصیب یعنے میرے اُستاد نے یہ کہا تھا کہ جو انجد اس مہرہ کو اپنے شکم مین رہنے دیگا تو کوئی پہلوان روزگار بلکہ کل عالم کے پہلوان بزور تجھپر غالب نہین ہونگے مگر ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ مہرۂ سحر تیرے شکم سے نکل کے گم ہو جائیگا بعد گم ہونے مہرہ سحر کے بھی سالہا سال مہرہ کا اثر تیرے جسم مین باقی رہیگا اور ہاتھ پانون سے قوت سحر زائل نہو گی چنانچہ انجد اس حال سے اپنے بخوبی ماہر و واقف تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی اثر مہرۂ سحر بالکل جاتا نہین رہا اور میرے دست و بازو مین قوت و توانائی بھی دو چند پائی جاتی ہی غرض دونون پہلوانان قوی ہیکل و دیو پیکر بارگاہ مین موجود تھے طبل جنگ کی آواز سنتے ہی دلاوران شجاعت آثار و تہور شعار لاف زنی کرنے لگے بکران شاہ نے بھی دونون پہلوان رستم زمان کے بھروسے پر اپنے لشکر مین طبل بجوادیا اور دوسرے روز حسب معمول وہ گیارہ لشکر جنگاہ مین صف آرا ہوے اور بعد آراستگی صفوف عساکر پہلے جمشید کے لشکر سے تلخوم مصری ایک پہلوان وارد معرکۂ رزم مین پہونچا اور بعد رجز خوانی ہم نبرد طلب کیا ادہر لشکر بکران شاہ خارجی سے بلقاس ایک جام شراب ارغوانی نوش کرکے تلخوم کے مقابلے کو چلا تلخوم پہلوان نے تلقاس کو بعد رد وبدل بسیار قتل کیا بعد اسکے قتل ہونے کے شیشان سپہ سالار نے میدان رزم کا قصد کیا اور اس بہادر

دوران نے تلخوم کو مجروح کیا اور میلان مصری وغیرہ چار پہلوانان نامی گرامی کو لشکر جمشید سے بضرب شمشیر آبدار قتل و ہلاک کیا اس عرصہ مین شام ہوگئی ملک نصرون وبکران شاہ نے اسی قدر غلبہ کو غنیمت جانا میدان اپنے ہاتھ رکھکر طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے روز پھر معرکہ کارزار آراستہ ہوا اسدن اقواس وتلواس زنگی وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اقلیموس سے پے درپے میدان جنگ مین آئے اور شیثان دلاور میدان کی نہنگ شمشیر کے طعمہ ہوگئے اسی طرح دوسرے روز میدان کارزار مین بھی شاموں وخرتول وغیرہ دس پہلوان جمشیدی شیثان پہلوان تہور شعار کی ضرب شمشیر سے جہنم واصل ہوئے جمشید نے شیثان دلاور دوران کی دلاوری اور بہادری دیکھکے دل مین تعریف کی اور کہا واقعی ہر ایک پہلوان اس جوان بہادر سے تاب مقابلہ نہین لاسکتا اسوقت برجاس مردار خوار جمشید کے برابر کھڑا تھا اور نشۂ مردانگی سے جھوم رہا تھا جمشید پلید نے برجاس پہلوان سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ ای برجاس دلاور دیکھتا ہے کہ شیثان بہادر کیا کارنمایان کر رہا ہی برجاس اس تعریف سے چین بجبین ہوا اور کہا ای خداوند تیری تعریف سے ظاہر ہوتا ہی کہ خداوند بھی شجاعان زمان اور بہادران دوران کی ضرب بے پناہ سے خائف ہوتے ہین خیر کل صبح کو یہ بندۂ خاص آپکا رزمگاہ مین جاکر اس پہلوان روزگار کا مزاج پوچھیگا جب اس ضرب دست قدرت کا حال معلوم ہوگا اور بہادری کا اطراف حاصل ہوگا مگر ای خداوند مین امیدوار ہون کہ حضور بخوشی دل مجھے رخصت فرمادین اور نقارۂ رزمی بھی میرے ہی نام پر بجوایا جائے پھر مین اس پہلوان پسندیدۂ خداوند کے مقابلہ کو جاونگا اور ابھی خداوند کے سامنے اس گبر متکبر و مغرور کو مانند بزو گوسفند کے ذبح کر دونگا۔ الغرض دوسرے روز صبح کو بعد آراستگی صف عساکر طرفین برجاس دار خوار پہلوان جمشید نے جمشید پلید سے رخصت لی اور ایک جام شراب زہر مار کیا اور گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان رزم مین آیا پہلے چار پہلوانان لشکر بکران شاہ خارجی د ملک نصرون ربیعی سے خاک وخون مین ملائے بعد اس ہنگامۂ شور افزا یعنے قتل پہلوانان لشکر شاہان مذکور کے نعرہ مارا اور آواز دی کہ اے ششیثان پہلوان زمان۔ شعر

کل کے میدان مین کیا خوب لگائین ضربین		آج کیا مر گئے تلوار اٹھانے والے	

آج ہمکو تمھاری ہی حرب وضرب کا تماشا دیکھنا منظور تھا اور اسی لیے آئے تھے معلوم نہین کہ تم اجل رسیدہ کس گوشہ مین بخوف میرے مقابلے کے گوشہ گیر ہوے اگر کچھ حیا ہو اور جرأت وجوانمردی رکھتے ہو آؤ ہم نہایت مشتاق ہین اور اجل بھی تمھین تلاش کر رہی ہے ہم بھی دیکھین کہ کسقدر زور ومردانگی رکھتے ہو جلد آؤ میرے دو چار حربون کا تماشا دیکھو ششیثان پہلوان کو حریف کے طعن وتشنیع کی تاب کہان بمجرد اس آواز کے مانند برق جولان گھوڑے کو چمکاتا اور نیزہ کو تکان دیتا رزمگاہ مین پہونچا اور کہا

ششیثان پہلوان کا میدان رزم مین بغرض جنگ وپیکار مسلح اور مکمل ہوکر آنا اور

جنگ مردانہ کرکے برجاس کو قتل کرنا



باش او ولد الزنا اُن چار مردمان ضعیف کے قتل ہونے سے ایسا از خود رفتہ ہوگیا دیکھ تو اب کیسا غرور و تکبر تیری ناک کی
راہ سے نکالتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا ارے تجھکو بھی اسقدر جرأت ہوئی کہ تو مردان شمشیر زن کے مقابلے کی ہوس
رکھے بچشم کور دیکھ کہ تیری قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہی برجاس مردار خوار بھی ایک پہلوان قوی الجثہ تھا پہلے ہی
شمشیر خون آشام نیام سے لی اور ایک ساعت کامل رد و بدل رہی اور جوہر مردانگی اپنا دونون نے خوب دکھایا
بعد ان حملات کے شیشان نے ایک ضرب قہرنا لیطر اس قوت سے برجاس کے سر پر لگائی کہ خود آہنی کو کاٹتی ہوئی
کاسہ سر مین در آئی اور مغز سر نابکار کو منتشر کرتی ہوئی اور دل و جگر کی خبر لیتی ہوئی زین اسپ پر پہونچی یکایک طبل
بازگشت لشکرون مین بج گئے سب اپنے اپنے آرامگاہ کو روانہ ہوئے جمشید پلید کمال بد دماغی اور غم و غصہ سے مثل
مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اسپ جہان گرد کو چمکاتا ہوا شیشان پہلوان کے مقابلے کو آیا اور بہ آواز مہیب کہا
ای بندہ پر غرور اب تیرا ظلم و جور اسقدر بڑھگیا کہ تیری جفا و بیداد خداوند کو سخت ناگوار گذری آخر کار خداوند نے یہ امر
مقدر فرمایا ہی کہ خداوند بذات خاص اس بندۂ ظلم شعار کو اسیر و دستگیر کرلے تا بعذاب سخت داخل جہنم کرے بعد اس
قیل و قال کے نوبت حرب و ضرب کی دوبارہ پہونچی جمشید نے بعد رد حملات وہی شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر

شیشان کے سر پر ماری شیشان نے بفن سپہ گری اس ضرب کو دستۂ فولادی سے رد کیا ورنہ شمشیر بے پناہ تنگ کب تک اُتر کر مع راکب و مرکب چار پر کالہ کر دیتی تاہم چار انگشت کا نشۂ سر مین شیشان پہلوان کے در آئی عیاران لشکر نہایت سرعت و تعجیل سے شیشان پہلوان کو اپنے لشکر مین میدان جنگ سے لیگئے نضرون شاہ ربیعی اپنے سپہ سالار لشکر کے زخمی و مجروح ہونے سے زار زار رونے لگا اور نہایت محزون و مغموم ہو گیا کسواسطے کہ اُسکے لشکر مین بلکہ کل سلطنت مین بس ایک وہی پہلوان نامی و گرامی تھا اور کوئی دوسرا اُسکا جواب دینے والا نہ تھا اور واقعی جمشید کا ایسا وار تھا کہ اور کوئی پہلوان اُسکی شمشیر قدرت کا متحمل ہو سکتا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے نضرون شاہ کی نہایت تشفی کی اور خوب سمجھایا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے کل میدان مین دیکھ لینا کہ جمشید پلید سے شیشان پہلوان کا کیسا انتقام لیتا ہون کہ جمشید بھی ہمیشہ یاد رکھیگا۔ الغرض اُس رات کو انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نام طبل جنگ بجا اور صبح کو بعد صف آرائی انجد بن نجدون جہان پہلوان کرد فر سے مثل فیل مست گھوڑے کو جمکارتا ہوا رزمگاہ مین پہونچا اور پہلوانان نامی کو لشکر جمشید سے خاک و خون مین ملا دیا چنانچہ پانچ روز کی میدانداری مین چالیس پہلوانان جمشیدی اور اشنوط دیلمی و اقلیموسی و اقلیموسی کو کہ ہر ایک پہلوان بے مثل تھا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے خستہ و مجروح کیا بعض تو راہی دار البوار ہوئے اور بعض زندگی کے دن پورے کرنے لگے اور بعض اُنمین سے صاحب یکہ سحر تھے مثل ارجاس و نرجاس و تلنخاس و فلنخاس وغیرہ کے وہ بھی اس بہادر دوران و پہلوان جہان یعنے انجد بن نجدون عالی شان کے ہاتھ سے خستہ و دست و پا شکستہ جنگ و پیکار سے محض بیکار ہو گئے اور بیس پہلوانان زبردست و قوی ہیکل گرفتار ہوئے جمشید ملعون اس واقعہ کو دیکھ کے ایسا گھبرایا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شب کو ہنگام ملاقات و خدمتگذاری خناز جادو سے سرگذشت اس معرکہ کی اور شکایت ظلم و جور انجد بن نجدون جہان پہلوان کی بیان کی اور نہایت آبدیدہ ہوا خناز جادو ساحرہ نے کہا ای جمشید تو اس بات کا شکر ادا نہین کرتا کہ انجد بن نجدون کے شکم سے وہ مہرہ سحر نکل گیا اور عمل سحر مین کامل نہین رہا ورنہ وہ پہلوان قیامت برپا کر دیتا یہ کیا ممکن تھا کہ کوئی اس پہلوان سے مقابلہ کر سکتا ہرگز نہین انجد بن نجدون پہلوان ایک عالم کے پہلوانون سے قیامت تک مغلوب نہوتا اور تو بھی کبھی اُسکی قوت و شہزوری کا مقابلہ نہ کر سکتا خیر با این ہمہ کل تو خود انجد بن نجدون کے مقابلہ کو جانا اور بزور و قوت خداوندی انجد بن نجدون پہلوان جہان کو گرفتار کر لانا مگر اے جمشید یہ یاد رہے کہ انجد بھی ایک پہلوان زبردست ہی دیکھنا کہ بروقت جدال و قتال اہل اسلام کے اس انجد بن نجدون پہلوان سے ایسے ایسے کار نمایان ظہور مین آئینگے کہ تیری شان خداوندی کو رونق از حد ہو جائیگی اور تجھکو اس جوان ذی شان سے مدد اور کمک ملے گی قصہ مختصر جب جمشید کو خناز جادو نے بدل جمعی تمام سمجھا دیا اور حال آیندہ بھی سب بیان کر دیا جمشید یہ واقعہ سُنکے سمجھا اور یقین ہو گیا کہ انجد بن نجدون پہلوان نہایت زبردست ہی واقعی میرے لشکر کا کوئی پہلوان بجز میرے حریف نبرد نہین ہو سکتا خناز جادو نے

بھی واسطے میداننداری کے حکم دیا تھا ناچار جمشید نے خود انجد کے مقابلہ کا قصد کیا اور طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو انجد بن نجدون میدان جنگ مین آیا اور نہایت فصاحت سے رجز پڑھ کے طالب حریف ہوا نجاشی بادشاہ حبش جمشید پلید سے اجازت حرب لیکر میدان مین آیا اور انجد بن نجدون سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار چیطرح سے اور پہلوانان لشکر زخمی و مجروح ہوئے تھے نجاشی بھی زخمی ہوکر لشکر کو واپس گیا اسکے بعد جمشید ملعون نے نقیبان لشکر کو حکم دیا کہ معرکہ میدان مین آواز لگاؤ اور اس عبارت کو بلند آواز سے بیان کرو ای گبر و مسلمان و ای بندگان خداوند خاص آج تم سب جلوۂ جمال خداوندی کے انتظار مین چشم براہ رہو دیکھو بہت قریب خداوند معرکہ رزم و پیکار مین آیا چاہتا ہے اور اپنا قہر و غضب اور کرشمۂ قدرت تم سب کو دکھایا چاہتا ہے تم لوگ خوب بچشم غور دیکھنا کہ خداوند اس بندۂ مغرور و متکبر یعنے انجد بن نجدون پہلوان کو کس آسانی سے اسیر و دستگیر کرتا ہے ورنہ اب بھی توبہ کرکے خداوند کو سجدہ کرے تاکہ وہ اپنی بخشش و کرم خداوندی سے معاف فرمائے نقیبان لشکر جمشید نے بموجب حکم جمشیدی یہی کلمات ادا کیے تمام اہل لشکر نے سنکے خوب قہقہے لگائے جمشید اس خندۂ بے محل سے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا کیا بعد اسکے جمشید نے اسپ جہانگرد کو زین مرصع و زرنگار سے آراستہ کیا اور خود برج جہان نما کی مسند حماقت سے اترا اور سوار ہوا بر وقت سواری کے شبوط دیلمی و القیموس و اقلیموس اور نجاشی بھی باوجود زخمداری کے اور نیز ابو حاکم فردوسی وغیرہ سلاطین و امرا برج جہان نما مین حاضر تھے جمشید پلید سوار ہوا ادھر تمام اعلے اور ادنی نے اُس کا فرکو سجدہ کیا جمشید نابکار اُسی اسپ قدرت پر سوار ہوکر میدان معرکہ مین آیا اور انجد بن نجدون بھی صف جنگاہ مین مثل شیر نر و پیل دمان جھوم رہا تھا اور انتظار مین حریف کے تھا کہ جمشید بھی بکر و فر تمام میدان جنگاہ مین پہونچا انجد بن نجدون نے دل مین کہا اے یزید و مروان اگر آج مین اس جمشید ملعون پر غالب ہوا اور فتح مجھے حاصل ہوگئی تو مین تمھاری بخلوص عقیدت خدمت کرون گا اور اعتقاد بھی میرا اکمل ہو جائیگا ورنہ تمھارے نام پر ہزار ہزار پاپوشین لگاؤنگا اور اسقدر دشنام ہاے مغلظ دونگا اور نفرین کرونگا کہ جسکے لائق تم ہرگز نہو گے الغرض جمشید نے پہلے تنگ کو مرکب کے تنگ کیا اور خوب لنگر دے کر دیکھ لیا بعدہ جوشن و بکتر اور چار آئینون کو سنبھالا اور میدان مین آکر کھڑا ہوا تمام سلاطین و امرا ہمراہ رکاب سجدہ کرتے جلو مین چلے آتے تھے ہر ایک کو رخصت کیا اور کہا اے بندۂ خاص تم پر رحمت اپنی نازل کرونگا آج تم ہماری خداوندی کا کرشمہ قدرت دیکھنا اور جو جلوۂ قدرت تمکو دکھائی دے اُسکو بخوبی یاد رکھنا کہ تمکو آج عجیب عجیب جلوۂ قدرت خداوندی نظر آئینگے تمام ہمراہیان حاضر رکاب اُس ملعون کو سجدہ کرکے رخصت ہوئے اور علیحدہ آکر ادب سے کھڑے ہوئے اور

انجد بن نجدون اور جمشید ملعون کے باہم زور

دست و بازو ہونا



ادھر لشکر اہل اسلام نے سرداران عالی مقام و دلاوران نیک انجام جمشید کی اس حرکت ناشائستہ کو دیکھتے تھے اور متحیر
ہوتے تھے کہ یہ مردک کیا کریگا جو اسطرح کے کلمات بیہودہ زبان سے نکال رہا ہی کسقدر بیحیا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہوا در طرفہ تر
تماشہ یہ ہی کہ اُسکے مقلدین بھی آمنا و صدقنا کہے جاتے ہین بار الٰہا یہ مردود اس رتبہ کو کس طرح پہونچا اور لطف یہ کہ آج تک
اس مردود ازلی کا مکر و فریب ظاہر نہین ہوا ہر ایک سردار کو اس امر سے نہایت تعجب تھا بعض لوگون کا یہ قول تھا
کہ اس مرتبہ ضار منکوس منحوس نے یہ مکر کیا ہی معلوم نہین کہ کونسا نسخہ اس قرمساق نے اعمال سحر سے اختراع کیا ہی کہ
جسکی وجہ سے اس جمشید پلید کو اسقدر زور حاصل ہوگیا اور بعض کا یہ قول تھا کہ ضار منکوس قرمساق مین اسقدر
اعمال سحر سے قدرت کہان کہ وہ مردود اسقدر جمشید کو شہزور و صاحب دولت و جاہ و حشمت کردیگا اس بیحیا کو سحر مین
کچھ دخل ایسا نہین ہے مگر بات کوئی رمز اسمین ضرور ہی اسی طرح یعقوب حرانی بھی ہر روز جمشید نابکار کے حرکات
و سکنات دیکھکر کہا کرتا تھا اور سب سے زیادہ تر مشوش و متفکر تھا کوئی لحظہ اس فکر سے اُسکو فراغ نہ تھا بلکہ اسقدر اس
جوان عالی شان کو حیرت و تعجب نے گھیر لیا تھا کہ راتون کی نیند اُڑ گئی تھی امیر محمد عالی منزلت نے یعقوب حرانی سے پوچھا
ای برادر تمکو اس عرصہ مین مین نے کبھی بالا دوی بھی کرتے نہین دیکھا یہ تو کہو کہ تمہارا مزاج کیسا ہی معلوم ہوتا ہی شاید تمکو

جمشید ملعون نے دھوکا دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا وہ مردک کیا شی ہی اور اُسکا وہ خداوند کیا سگ بازاری ہی کہ وہ مجھکو
دھوکا دیگا مگر اسے امیر نامدار آپ نے خوب ارشاد فرمایا واقعی چند روز سے میرے مزاج مین کسل اور سستی نے ایسا دخل پایا ہی
کہ جمشید ملعون پر کیا موقوف کہین جانے کا اتفاق نہین ہوا مگر ہان مین نے برادر نہنگ مصری عالی جاہ سے اسقدر سنا ہی
کہ جمشید پلید کی پیشانی پر ایک نشان سفید ایسا ہی کہ جو شخص ایک نظر اُسکو دیکھ لیتا ہی وہ بے اختیار اُسکو سجدہ کرتا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ اس صورت مین کوئی اعمال سحر سے ضرور نسخہ تیار ہوا ہی جو کچھ مادہ فساد ہی اُس مردود کی پیشانی ظلمانی مین ہی بظاہر
مجھکو بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضار منکوس ہو یا اور کوئی ساحر تازہ وارد ہو اُسکے عمل سحر سے اس ملحد کی پیشانی مین یہ
اثر پیدا کرادیا ہی کہ جسکی وجہ سے اس راندۂ درگاہ لم یزلی کا کام درست ہو گیا آپ خاطر جمع رکھین خدا نے چاہا تو دو ایک روز
مین یہ سب حال ظاہر ہو جائیگا مین بھی وقت و موقع کا منتظر ہون القصہ جمشید پلید مغرور بہ احتشام میدان رزم مین آیا
اور ایک نعرہ ایسا مارا کہ تمام معرکہ جنگ گونج گیا ایک ساعت کامل اس مردود نے اپنے خداوندکی تعریف و صفت بیان کی جب
اس تعریف و توصیف سے فرصت پائی انجد بن نجدون پہلوان جہان کے مقابل مین کھڑا ہوا اور کہا ای جفا شعار و مغرور
آگاہ ہو کہ یہ زور و قوت تجھے خداوند نے خاص اپنی قدرت کاملہ سے مرحمت فرمائی ہی ورنہ تو اپنی اصل کو دیکھ کہ کیا ہی اس پہ
غرور کرنا اور کسی کی قدر و منزلت کو نہ دیکھنا اور خداوند کی نافرمانی کرنا تجھ سے نہایت بعید ہی اب بھی اگر تو اپنی خیر و عافیت
چاہتا ہی تو خداوند کی قدرت کو دیکھ اور جلد بصدق دل خداوند کو سجدہ کر کہ خداوند تیرا مرتبہ دوبالا کر دیگا اور منصب
اعلے سے جلد تر تجھے سرفراز و ممتاز کریگا - انجد بن نجدون پہلوان جہان نے کہا ای جمشید مین سخت حیران ہون کہ تو وہی
تو جمشید ہی کہ جو بارہا میرے مقابلہ سے بھاگ گیا یا شاید وہ اور کوئی جمشید تھا اب تیرے کلام واہی اور بیہودہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ تو دیوانہ ہو گیا جو تو ایسے کلام کرتا ہی او نابکار مین تجھے خوب جانتا ہون اور یقین ہی تجھے بھی یاد ہوگا کہ
اکثر صحبت مے کشی مین مذاق و خوش طبعی تجھ سے ہوا کرتی تھی اور کبھی کبھی زدر بھی ہوتے تھے ہم تجھے کلہ بکلہ جواب دیتے
تھے اور کئی بار تجھے معرکہ جنگ مین بھی ذلت فاش دی اب اسوقت تو میرے سامنے اسطرح کی اپنی شان و شوکت بیان
کرتا ہی اور عجیب و غریب صورت بنا کر آیا ہی اور دعوی بیجا ایسا تیرے دماغ مین سمایا ہی کہ جو مطلق سمجھ ہی مین نہین آیا
مجھپر بخوبی واضح ہی کہ یہ تمام فساد برپا کیا ہوا ضار منکوس کا ہی کہ یہ سب سحر و افسون کا کارخانہ اور اسی کی قدرت کا کرشمہ
ہی اور تو کیا مال ہی جمشید نے کہا ای انجد بن نجدون پہلوان آگاہ ہو کہ اول مین طبیعت مجردہ کا ایک ادنی غلام و
خانہ زاد تھا اور اب اُسی خداوند نے مجھے اپنا نائب خاص بلکہ اپنا فرزند قرار دیا ہی اور گاہ بگاہ خود خداوند مجھ مین
حلول کرتے ہین ای شوم بخت تو ایک ادنے آدمی خداوند کی شان مین ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور کسی کی نسبت زبان پر
لاتا تو زبان کاٹ ڈالی جاتی مگر خداوند ایسا ہی رحیم دل ہی کہ اپنے بندہ کی خطا کو خیال مین نہین لاتا ورنہ تیرا کہین اب تک
نشان بھی نہ معلوم ہوتا مین تجھکو ہدایت کرتا ہون اور سمجھائے دیتا ہون کہ تو اپنی اس خطا کو معاف کروا اور خداوند کو

سجدہ کرو ورنہ نہایت پشیمان ہوگا انجد بن نجدون نے کہا او ولدالزنا چپ رہ اسطرح کے وعظ و پند کسی اپنے معشوق کی نسبت کر یہ معرکہ جنگ ہی اگر کچھ جرأت جوانمردی ہی تو میرے سامنے آ اور اپنا جوہر ذاتی اور مردانگی دکھلا ہم بھی دیکھین تو کیسا سپاہی ہی اور کیسا زور پہلوانی رکھتا ہی جمشید یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور غیظ مین آکر بولا او نابکار تو بھی ایسا ہی کہ ہمارے خداوند کا کرشمہ دیکھیگا او مادر بخطا زبان بند کر اور تلوار میان سے لے دیکھ اب بہت جلد تیرے اوپر قہر و غضب خداوندی نازل ہوا چاہتا ہی انجد بن نجدون پہلوان جہان بولا او قرمساق دیکھ مین کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہون اور نہایت ہی غیظ و غضب مین اپنا گرز ہشتادمنی بزور و قوت تمام جمشید کے سر پر مارا وہ گرز کوہ شکن اس زور سے جمشید کے سر پر آیا کہ وہ ملعون باوجود روئین تنی اس گرز کے خوف سے لرز گیا حالانکہ جمشید نے اس ضرب کو سپر فولادی پر روکا مگر اسکی ضرب سے دل و جگر پر اسقدر صدمہ پہونچا کہ بیتاب و بیقرار ہوگیا اور زمین پر بیٹھ گیا یقین تھا کہ اسی صدمۂ سخت مین وہان سے لشکر کو چلا جا مگر بمقتضاے شجاعت موجود رہا اور نہ گیا انجد بن نجدون نے دیکھا کہ جمشید پلید میری ضرب سے زندہ و سلامت رہا بس یہ دیکھ کے اس گرز کو زمین پر پھینکدیا اور شمشیر صدمنی غلاف سے کھینچی اور اس زور سے ایک ضرب جمشید کے سر پر لگائی کہ سپر فولادی کو چاک کر ڈالا لیکن بسبب روئین تنی کے جمشید کے کاسۂ سر تک پہونچکر رہگئی لیکن جمشید نے اسی حالت گیرودار مین انجد پہلوان کا بند دست اس زور سے پکڑا کہ انجد کو بار دگر ضرب لگانے کی مجال و قدرت نہ رہی اسوقت جمشید کے اس زور و طاقت پر انجد بن نجدون نے ہزار ہزار آفرین اور تحسین کی اور کہا ای جمشید میرا ہاتھ چھوڑدے اب مین تجھی سے اپنے زور و قوت کی آزمائش کرتا ہون جمشید نے انجد کا ہاتھ چھوڑدیا انجد پہلوان نے وہ شمشیر صدمنی بھی میدان رزم مین پھینک دی اور دونون دلاور زور دست و بازو مین مصروف ہوئے وہ دن اسیطرح کی گاو زوری مین گذرا خوب زور آزمائی ہوا کی لیکن نہ این را خطر نہ او را ظفر۔ دونون پہلوانون مین کسی کو غلبہ نہوا غلبہ نہونے کی وجہ یہ تھی کہ انجد بن نجدون پہلوان بھی ایک جوان نہایت ہی زبردست ہی اور قد و قامت مین ایک دیو زبردست ہی علاوہ اسکے ورزش وغیرہ بھی خوب کیے ہوے تھا اور اثر مہرۂ سحر کا بھی بالکل زائل نہوا تھا مہرہ بھی موجود تھا اس سبب سے انجد بن نجدون پہلوان جہان جمشید پلید سے مغلوب نہین ہوا ورنہ انجد بن نجدون پہلوان جمشید پر غالب ہوا کیا معنے کہ جمشید پلید بھی بسبب اعمال اور معجون وغیرہ کے زور آور از حد ہی انجد پہلوان سے دس حصہ زور اصلی جمشید رکھتا ہی پھر کسطرح انجد سے مغلوب ہوتا بلکہ انجد جمشید سے مغلوب ہوجاتا تو عجب نہ تھا دونون شیطان مجسم ابلیس صورت تمام دن باخاطر جمعی آزمائش زور کرتے رہے جب رات ہوئی جمشید ملعون گرسنگی سے بیقرار ہوگیا آخر بیتاب ہوکر انجد بن نجدون سے کہا ای بندۂ خداوند اب دو گھڑی صبر کر تو بہتر ہی کہ خداوند مارے بھوک کے نہایت ہی بیچین ہی خوب سیر ہولے تو پھر جنگ و پیکار شوق سے ہو۔ ادھر چونکہ انجد بن نجدون پہلوان جہان بھی دن بھر کی زور آوری اور گاو زوری مین شل ہوگیا تھا کہا کیا مضائقہ ہی خداوند جسقدر جی چاہے گہ کھالے مین اپنے لشکر مین جاتا ہون کل یہی گو ہی یہی میدان تم دیکھو کہ مین خداوند کی ساری خداوندی کس

نکالے دیتا ہون یہ کہکے انجد پہلوان اپنے لشکر مین چلا گیا ہر چند جمشید نے کہا کہان جاتا ہی خداوند کو یہ منظور ہے کہ جس وقت تک مقدمۂ جنگ یکسو نہ ہولے میدان سے باہر قدم نہ رکھا جائے انجد بن نجدون کب سنتا ہی بلا تکلف قدم بڑھائے چلا گیا اور اپنے لشکر مین پہونچ گیا اس عرصہ مین یعقوب حرانی میدان رزم مین پہونچا اور کہا او جمشید بس اسی زور اور قوت پر تو کرشمۂ خداوندی دکھاتا تھا تف ہی تیری خداوندی پر کہ ایک ادنی پہلوان زیر نہو سکا اور تجھ سے کیا ہو سکیگا۔ حواس جاتے رہے حریف کو چھوڑ دیا وہ تیری خداوندی کیا ہو گئی اسی خداوندی کے بھروسے پر لاف زنی کرتا تھا او مردک ہزار لعنت تیرے اوپر اور تیرے اُس خداوند مردک پر سچ ہی تجھ سا بے غیرت شاید کوئی اور پردۂ دنیا پر پیدا ہوا ہو جمشید نے جواب مین کہا ای یہودی بچے صبر کر کیون گھبراتا ہی کل کی میدانداری مین کرشمہ خداوندی اپنی چشم کور سے دیکھ لینا اور پنبۂ غفلت گوش بہوش سے نکال۔ یہ کہکر جمشید بھی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے سب لشکر اپنے اپنے مقام مین چلے آئے اور وہ تمام رات سامان جنگ و پیکار مین گذری صبح کو لشکر مین کوس حرب بجا تمام لشکر موافق قاعدہ کے میدان جنگ مین پہونچ گئے اور انجد بن نجدون پہلوان جہان مسلح و مکمل رزم گاہ مین آیا اور پکارا او جمشید خود پرست مین تیرا قابض روح موجود ہون اور اب بگوش ہوش سُن لے کہ جب تک مقدمہ جنگ نہوگا ہرگز مین جنگ سے دست بردار نہونگا میدان سے باہر جانا کیسا بس اب تاخیر کا موقع نہین ہی جلد آنا چاہیئے الغرض جمشید پلید بھی بمجرد سُننے آواز نجدون پہلوان کے فوراً میدان رزم مین موجود ہو گیا اور کہا ای انجد پہلوان یہ یاد رہے کہ مین تجھ کو دستگیر ضرور کرونگا اور پھر جسطرح سے ہو گا تجھ سے سجدہ خداوند کرا اونگا بہمہ جہت تجھے سجدہ کرنا ہو گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اب بلا عذر دو تکرار سجدہ کر لے کہ سب اہل لشکر بھی تجھے سجدہ کرتے دیکھ لین تاکہ میری خداوندی کی شان و قدرت معلوم ہو جائے اور پھر سب یہ کہین کہ انجد پہلوان نے بصدق و صفا سجدہ کیا اور بہ اعتقاد صحیح خداوندی خدائی کا قایل ہو گیا ورنہ یاد رکھ کہ بعد مغلوب کرنے کے بجبر تجھ سے کہونگا کہ مجھے سجدہ کر۔ یہ ساری آبرو اور عزت خاک مین ملجائیگی اور بجز پشیمانی اور ذلت کے کچھ حاصل نہوگا آیندہ تجھے اختیار ہی انجد پہلوان نے کہا او جمشید پلید کیا تو مجھے بالکل بے حقیقت سمجھا ہی ابھی تو اس رتبہ کو کب پہونچا ہی کہ جو مین تیری پند و نصیحت کو خیال مین لاؤن ہان اگر تو مجھپر غالب ہو اُسوقت جیسا موقع ہو گا دیکھا جائے گا اور جو تو کہے گا مین بغور قبول و منظور کر لونگا جمشید نے کہا ای انجد بن نجدون تجھے قسم ہی خداوند طبیعت مجردہ کی اگر مین کچھ بھی ظلم و ستم کی طرف توجہ کرون تو ابھی تجھ سے سجدہ کرا سکتا ہون لیکن خداوند ہرگز ظلم و ستم کسی طرح اپنے بندون پر کرنا جائز نہین رکھتا بلکہ خداوند چاہتا ہی کہ پہلے بقوت دست و بازو اپنا کرشمہ خداوندی تجھے دکھائے بعد اسکے دستگیر و اسیر کر کے پھر سجدہ کی تکلیف دیوے کہ بندہ کے دل مین کسی طرح کا حوصلہ باقی نہ رہجائے انجد بن نجدون نے کہا بس اب تقریر ختم ہو یہ رزمگاہ ہی زبان پہ بند و بازو بکشا ہم خوب جانتے ہین خداوند قمساق مین اسقدر قدرت نہین ہی کہ ہمارے دل کو اپنی طرف مائل کر لے یہ کہا اور جمشید پلید کا ہاتھ پکڑ کے گھوڑے سے اُتار لیا جمشید بھی اُسی حالت مین لپٹ گیا دونون حرامزادون مین خوب گاؤ زوریان ہونے لگین اور کوشش و کشش طرفین سے ہونے لگی غرض ایک

شب و روز کامل خوب گاؤ زوریان ہوئین اور دونون مین کوئی مغلوب نہوا آخر کار تیسرے روز بعد دوپہر کے جمشید پلید پر آثار
کاہلی ایسے ظاہر ہوے کہ نہایت سراسیمہ ہوا اُس طرف انجد بن نجدون کا یہ حال ہوا کہ جمشید سے بھی زیادہ تر خستہ ہوگیا
اُسوقت جمشید پلید کو وہ قطعہ زمین جسکو خناز جادو نے مسحور کر دیا تھا یاد آگیا پس وہ مکار دغاباز انجد کو فریب دیکر اُسی قطعہ
زمین مسحور پر لے آیا انجد کا اُس زمین پر قدم رکھنا تھا یکبارگی اسکے دست و پا بے حس ہوگئے اور طاقت بھی جسم کی زائل
ہوگئی انجد یہ رنگ اپنے جسم کا دیکھکر حد سے زیادہ مضطر و سراسیمہ ہوا اور چاہا کہ اب کسی طرح سے جنگ و پیکار سے دست بردار
ہو مگر جمشید شیطان کب چھوڑتا ہی اس ملعون نے بعجلت تمام اُس انجد نطفہ حرام کے بند کمر کو خوب مضبوط پکڑ کے چاہا
کہ زمین سے اُٹھا لے اس طرف انجد نے بھی بجالانے کی تمام وجا بکدستی بالا کلام جمشید ملعون کے زنجیر کمر کو جھٹکے تھا بنا
اور عواس کو قائم کرکے اسقدر زور کیا کہ انجد کی اسفل سے ایک آواز ایسی زور سے آئی کہ جمشید اُچک پڑا لیکن جمشید
کا لنگر زمین سے جدا نہوا اس عرصہ مین جمشید پلید نے جو زور کیا حملہ اول ہی مین انجد بن نجدون پہلوان کو زمین سے
اونچا کر لیا اور اسی حالت بد عواسی مین اپنا داغ شقاوت اثر پیشانی ظلمانی انجد کو دکھا کر اپنا کام کر گیا یعنے جیسے ہی
انجد کی نظر اُس داغ پیشانی پر پڑی سحر کام کر گیا انجد پہلوان مسحور ہوگیا اور بے اختیار اُسکی زبان پر جاری ہوا کہ ای جمشید
خداوند مجھے رہائی مرحمت ہو کہ مین بصدق دل تیری خداوندی کا قائل ہوا اور کرشمہ خداوندی مجھپر ظاہر ہوا اب کسی طرح کا
شک باقی نہین رہا۔ **ابیات**

غافل از حال تو بودم تا حال ۔ گر ترا سجدہ کنم جا دارد
این زبان قدر ترا دانستم ۔ برہ بندگیت دل بستم

پس نجدون کو آہستہ زمین پر رکھ دیا جس وقت انجد نے رہائی پائی فوراً جمشید کو سجدہ کیا اور دست بستہ بہ آواز بلند
کہا ای جمشید واقعی تو خداوند ہی تیری خداوندی مین کچھ شک نہین جسوقت یہ واقعہ سر میدان سب نے دیکھا حواس باختہ
ہوگئے اور نہایت تشویش مین مبتلا ہوے ہر شخص حیران و ششدر جمشید کے روایات مختلف بیان کرنے لگا اور نصرون
و بکران شاہ خارجی اس واقعہ ہوش ربا سے ایسے پریشان ہوے کہ جسکی انتہا نہین چہرون کا رنگ زرد ہوگیا اور دونون
بادشاہون کی ہمت پست ہوگئی اسواسطے کہ انجد ان سلاطین کا باعث قوت تھا اسی پہلوان کے بھروسے یہ دونون بادشاہت
کرتے تھے کوئی شخص مقابلہ نہ کر سکتا تھا الغرض جمشید پلید انجد پہلوان کے مطیع ہونے سے نہایت خوش ہوا اور انجد
بن نجدون کو بھی ساتھ لیا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا راہ مین انجد جمشید کی رکاب کو بوسہ دیتا جاتا تھا جمشید ملعون
غرور نخوت کے ساتھ افسران لشکر سے سجدہ کراتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اشبوط دیلمی وغیرہ سلاطین خیرخواہ نے خوان
زر سفید اس پلید پر سے نثار کیے انجد بن نجدون پہلوان پھر میدان معرکہ مین آیا اور بہ آواز بلند کہا ای بکران شاہ خارجی
و نصرون ربیعی آگاہ ہو کہ اب تک مین اپنے خداوند سے مطلق آگاہ نہ تھا اور بوجہ زشتی اعمال کے بیخبر تھا تمام عمر اپنی

تم لوگون مین مفت ضائع کردی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا اور زمانہ رفاقت مین مفت برباد کردیا اب مین نے اس دین مہمل کو ترک کیا اور اپنے
خداوند خاص یعنے جمشید پلید کے مذہب کو بدل پسند کیا پس اے بکران شاہ خارجی و نصروان شاہ ربیعی اب تم بھی
راہ ضلالت کو چھوڑو اور اس مذہب حق کو اختیار کرو جمشید خداوند خاص کو سجدہ بخوشی دل کرو اور اسکے سایۂ عاطفت کو
باعث عافیت سمجھو اور اسکو اپنا معبود برحق جانو ورنہ اب یقین ہی کہ بہت جلد تم اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے آیندہ تم اپنے
فعل کے مالک و مختار ہو تم سے نہ کوئی واسطہ ہی اور نہ کسی طرح کی غرض ہی مین فقط تمھاری خیرخواہی سے کہتا ہون جب
مین تمام دنیا مین خراب و خستہ پھرا تب جلوۂ خداوند صاحب کمال و کرشمہ میسر آیا اور خداوند کو صاحب کرامات بخوبی دیکھ لیا
تو مین ایمان لایا اور سجدہ کیا مین فقط بنظر خیرخواہی کہتا ہون ورنہ مجھکو تم سے کسی طرح کا سروکار نہین تم جانو اور تمھارا کام یہ کہا
اور جمشید ملعون لشکر نکبت اثر مین چلا گیا جب جمشید لعین بارگاہ مین تخت قدرت پر بیٹھا اہل لشکر بھی بارگاہ جمشیدی
مین حاضر ہوکے ہر ایک نے جمشید کو سجدہ کیا اور جمشید بھی ہر ایک سردار سے بہ نہایت الطاف و مہربانی پیش آیا
بعد اسکے ضرار منکوس نے اشبوط و بلیجی کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے بندۂ خاص خداوند تم کو حکم ہوتا ہی کہ تم اس بندۂ
جدید انجد بن نجد دن پہلوان جہان کی نہایت درجہ خاطر داری اور تواضع و تکریم کرنا اب ایک جلسہ عیش آراستہ کرو اور
سامان میخواری بھی تیار رہے اور اس اپنے مہمان کی بہت بڑی خاطر سے دعوت کرو اسکی کسی طرح سے دل شکنی نہونے پاوے
تاکہ اپنے خداوند کا یہ بندہ شکرگذار ہو۔ قصہ کوتاہ موافق حکم جمشید ملعون کے سامان بزم عیش مہیا ہوا رقاصان ماہرو
و پریزادان خوش گلو حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا اور ساقیان سیمین ساق جام یاقوت نگار و صراحی لیکر حاضر ہوئے اور
دور ساغر شروع ہوا سرداران لشکر گرد و پیش انجد پہلوان کے جمع ہوئے انجد پہلوان نابکار خوب مست و لایعقل ہوگیا اپنی
جگہ سے اُٹھا اور حالت وجد مین مثل میمون ناچنے لگا جب تھکا کہا اے خداوند اب حکم ہو تو بندہ اپنے لشکر مین جاے اور
بکران شاہ و نصروان شاہ دونون بندگان سرکش کو ہدایت کرکے لے آوے کس واسطے کہ اُن دونون بندون کی اس
خیراندیش و ناچیز پر حقوق کرم و لطف بہت ہین اس سبب سے عجب نہین کہ وہ بندگان منحرف اپنی خطا کو معاف کرائین
اور راہ راست اختیار کرین اور مجھے بھی اُنکی مفارقت گوارا نہین ہے یہ محفل عیش تنہا میرے دل کو خوش نہین آتی اور دوسری
وجہ یہ ہی کہ بکران شاہ کی دختر بلند اختر سے ایک مدت تک ہمصحبت رہا ہون اسوجہ سے چاہتا ہون کہ بکران شاہ راہ
ضلالت و گمراہی کو چھوڑ دے تاکہ غضب خداوندی مین مبتلا نہو اور اسی طرح نصروان شاہ کو نصیحت و ہدایت کرکے اپنے
ساتھ لاؤن کہ وہ بھی میرا دوست قدیم ہی اور میرے اُسکے نہایت دوستی و اتحاد ہی بہتر ہوگا اگر وہ دونون سلاطین اس
دولت ایمانی و نعمت خداوندی سے سرفراز و ممتاز ہون جمشید نے ابو حاکم سے کہا اے بندۂ ابن الغرض تو بھی سنتا ہی
کہ انجد جہان پہلوان بندہ جدید میرا کیا کہتا ہی خداوند کو اس بندۂ مقبول کی ایسی باتین نہایت پسند ہین۔ تجھکو بھی چاہیے
کہ تو بھی انجد پہلوان جہان کے ساتھ جا اور اس کار نیک مین شریک ہوکر انجام دے کہ باعث خوشنودی خداوند ہوگا

اور وہ دونون بندگان گمراہ یعنے بکران شاہ و نصرون شاہ تم دونون کی ہدایت اور فہمائش سے اطاعت خداوند کی بدل قبول کرلینگے کیونکہ انجد پہلوان اپنے حق یاری و محبت کو بیان کرتا ہی اس صورت پر دونون کی نصیحت اور فہمائش کارگر ہوجائیگی پھر انجد سے کہا ای بندۂ خاص آج خداوند تجھ سے نہایت خوش ہی جلد سجدہ کر کہ خداوند نے خوش ہوکر تجھکو عہدۂ پیغمبری مرحمت فرمایا جسطرح سے کہ ضارمنکوس کو پیغمبر دست راست اور اشبوط کو پیغمبر دست چپ مقرر فرمایا ہی اسی طرح تجھکو پیغمبری خدا کے سامنے کی عنایت ہوئی ہی اور خطاب تیرا صاحب السیف جہان پہلوان مقرر کیا انجد بن نجدون یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور جمشید کے گرد سات بار پھرا اور پانچ چھ سجدہ پر در پے کیئے اور پابوسی کی بعد اُسکے ابو حاکم کو ساتھ لیکے روانہ ہوا اور بکران شاہ خارجی کی بارگاہ مین پہونچا اُس وقت یہ مردود پہونچے کہ بکران شاہ و نصرون شاہ دونون آپس مین بیٹھے ہوے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور نہایت حیران و پریشان خاطر تھے اور اسی مقدمہ مین گفتگو کر رہے تھے کہ انجد اور ابو حاکم دونون بلا اجازت بارگاہ مین چلے گئے اور جمشید کے نام سے سلام کیا بکران شاہ بولا ای انجد سچ بتا تو نے مذہب جمشیدی کو کسطرح اختیار کیا آیا بظاہر اسباب کسی وجہ سے اس طریقہ کو قبول و منظور کر لیا یا براہ خوش طبعی انجد نے بکران شاہ کے سامنے جمشید پلید کی خداوندی کی نہایت ثنا و صفت اور شان و شوکت شاہنشاہی بیان کی اور کہا ای بکران شاہ بہتر ہے کہ اب تو جلد میرے ساتھ چل اور خداوند کی اطاعت و فرمان برداری اختیار کر مین تجھکو جمشید نائب خداوند کی شرف ملازمت سے سرفراز و ممتاز کرادونگا اور خطاے نافرمانی بھی معاف کرادونگا کہ اب باقی ماندہ زندگی براحت و آرام بسر ہوا ور ہمیشہ جلوۂ خداوندی سے خوش و مسرور رہے ای بکران مین تجھے نصیحت اس وجہ سے کرتا ہون کہ مجھپر تیرا ایک طرح کا احسان ہی کہ مدت دراز تک تیری بیٹی سے مین ہمصحبت و ہمکنار رہا ہون چنانچہ یقین ہی کہ تو بھی اس امر سے بخوبی واقف ہوگا مین چاہتا ہون کہ تیرے حق سے ادا ہوجاؤن اور جہان تک مجھ سے ہوسکے مین حق دامادی بسر و چشم ادا کرون اور اگر تو نے میرے کہے کو نہ مانا اور نصیحت کو خیال مین نہ لایا تو پھر مین تجھکو بزور لیجاؤنگا اور پھر مین کچھ پاس و لحاظ تیرا ہرگز نہ کرونگا جسطرح سے تو جاویگا مین لیجاؤنگا تو خوش ہو یا ناخوش مین ایک نہ سنونگا بکران شاہ و نصرون شاہ نے جو یہ جملہ ہوش ربا سنا بکران نے نصرون کی صورت دیکھی اور کہا ای برادر اب اسمین تمھاری کیا صلاح ہی سُنا تمنے انجد کیا کہتا ہی ہرچند کہ یہ معاملہ بھی خالی از علت نہین ہی لیکن اب اسوقت تو مکر و دغا کا کچھ خیال نہین کیا جاسکتا علاوہ اسکے چارۂ کار ہمکو نظر نہین آتا کہ ہم انجد کے ساتھ نہ جائین پس اسوقت مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہم سب بے عذر انجد کے ساتھ چلے جائین اور جو کچھ یہ کافر کہے اُسکو بجبر قبول کرین - قہر درویش بجان درویش - اور ایک یہ بھی غضب ہی کہ یہ شریر النفس نشۂ شراب سے بدمست ہو رہا ہی ظاہر ہی اگر ہم کسی طرح کا عذر کرینگے تو یہ کافر بھی درگذر نکریگا - بلکہ آزار ضرور پہونچاویگا اسکا خیال بھی ضرور کرنا چاہیے اب ہمارے نزدیک صلاح وقت یہی ہی کہ ایسے موقع و محل مین دم نہ مارین اور جسطرح سے ہوسکے بظاہر جمشید کی اطاعت کرین اور دیکھین کہ اس ہنگامہ کا انجام کیا ہوتا ہی مگر یہ تو یقین ہی کہ بعد ہم لوگون کے شاہزادہ معزالدین سے بھی ضرور جمشید مزاحمت کریگا اگر یہ شاہزادۂ معزالدین پر بھی غالب آیا تو پھر دو امر سے خالی نہوگا یا تو معزالدین

قتل ہوجائیگا یا اُسکا دین اختیار کریگا پس یہ ہمکو یقین کامل ہے کہ وہ شاہزادہ عالیجاہ جان کا دینا قبول کریگا لیکن دین اس نابکار کا
کبھی اختیار نہ کرے گا اور جو شاید شاہزادہ معز الدین مغلوب ہوگیا تو پھر ہمکو کیا عذر ہوگا بہرطور ہم اطاعت کرینگے اور اسکا
طریقہ اور آئین بدل وجان منظور و قبول ہے ورنہ جو اُسوقت مناسب مصلحت وقت ہوگا کیا جائیگا جس حال مین کہ ہمارے
ہاتھ پانون جمشید کے مطیع و فرمانبردار ہوگئے پھر ہم بے دست و پا سے کیا ہوسکتا ہے کوئی لشکر پھر مین ایسا ہی کہ جو انجد پہلوان
اور جمشید کو جواب دیسکے ایک پہلوان شبستان البتہ ہے وہ ابھی تک زخمی پڑا ہے اس زخمداری کی حالت مین کیا کرسکتا ہے اور بالفرض
اُسنے صحت بھی پائی تو ایک اکیلا کہان تک سینہ سپر ہوگا اور ان دو فیل مست سے کہ جنکا آج قوت و طاقت مین نظیر نہین ہے کسطرح
سربر ہوگا بہرطور اسوقت انجد کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور خواہ بظاہر یا بدل اُس ملعون کی اطاعت قبول و منظور کرو کہ انجد ملعون
کے اطوار شرارت کو دیکھ کے یہی امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے آیندہ جو تمھاری راے اور صلاح ہو نصرون شاہ نے کہا ای بکران شاہ
تم سچ کہتے ہو واقعی تمھاری راے بہت درست ہے یہ جو تم فرما رہے ہو بیشک یہی ہوگا کسواسطے کہ جب تم مین طاقت جواب
دینے کی نہ رہی تو پھر اُسکو اختیار ہے جسطرح چاہے پیش آئے ہم کیا کرسکتے ہین پس ہماری بھی راے یہی ہے کہ اب بلا عذر انجد
کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور اُس ملحد کو سجدہ کرو سجدہ کرنے مین ہمارا کچھ نقصان نہین ہے پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
وقت پر جو کچھ مناسب ہوگا کر گذرینگے قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ ربیعی دونون نے ابو حاکم سے پوچھا کہ ای شاہ
فردوسیہ ابن الغرض تم نے جمشید کی خداوندی کا کرشمہ ابتک کوئی نہین دیکھا زبردستی اُسکے مطیع و بندہ رہو ابو حاکم نے کہا
ای بکران شاہ مین ایک غریب و بیچارہ کس شمار اور کس قطار مین ہون اس دنیا مین بجز خاصان خدا کے اور کوئی بھی بے غرض
ہے سب موافق اپنے اپنے مرتبہ و حوصلہ کے بندۂ غرض ہین اس سے خالی کوئی بشر نہین ہے اور خود جمشید کہ جسکو خداوند کہتے
ہین اور سجدہ کرتے ہین کیا وہ اہل غرض سے نہین ہے ہمارے نزدیک وہ سب سے زیادہ غرض مند ہے بس دنیا ہے اور غرض ہے
اور جو تم حال خداوندی جمشید پوچھتے ہو تو اکثر کرشمہ خداوندی جمشید کی ہمنے دیکھی اور روز بروز کوئی نہ کوئی کرشمہ قدرت اُسکا
ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ یہ بھی ایک کرشمہ قدرت جمشید ہے کہ انجد ایسا پہلوان کہ کسقدر جمشید سے لڑا اور کلمات سخت و بیہودہ
زبان سے کہے لیکن پھر آخر کیسی اطاعت کرنے لگا بدون کرشمہ قدرت ہوسکتا ہے اور آپ کو کیا سجدہ کرنے مین کچھ عذر ہے یہ تاثیر
ترغیب انجد پہلوان جہان ہے اگر تم کچھ بھی عقل و شعور رکھتے ہو تو خود ہی سمجھ لو کسی کے بیان کی کیا احتیاج ہے مگر ہان صاحبان
عقل و فہم انجام کو سمجھ کے کچھ زبان سے نکالتے ہین ع

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ربیعی دونون مجبور و ناچار انجد پہلوان جہان کے ساتھ جمشید کی طرف روانہ
ہوے جمشید نے دونون سلاطین کے آمد کی خبر سنکے اشبوط دیلمی و القیموس کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور یہ دونون
بکران شاہ و نصرون شاہ کو نہایت عزت و حرمت سے بارگاہ جمشید مین لے گئے جس وقت بکران شاہ اور نصرون شاہ

بارگاہ مین داخل ہوے دونون بادشاہون نے موافق اپنے قاعدہ کے جمشید کو سلام کیا انجذر پہلوان جہان نے کہا اے
بکران شاہ و نصرون شاہ سلام خداوند جمشید کی شان و منزلت کے خلاف ہی تمکو چاہیئے کہ تم سجدہ خداوند کو کرو اور خود دست بستہ
امیدوار مراحم و اعزاز رہو جمشید نے بھی کہا ہی پیغمبر جمشید تم کو خداوند کے سامنے ایک لمحہ توقف کرنا چاہیئے کہ خداوند نے
تمھارے مقدر کو بدل دیا اب تمھارے مقدر سے تازگی قبول کی لہذا تم بچشم وہی مراتب دیکھہ لو یہ دونون سلاطین بندگان
جدید جمشیدی خود بلا عذر سجدہ کرینگے انکو کسی کے سمجھانے اور کہنے کی حاجت نہین غرض یہ دونون سلاطین بعد سلام کے
کرسیون پر بیٹھ گئے جمشید پلید نے ایک ایک جام شراب مرکب دونون شاہزادون کو دیا جب نشۂ شراب سے خوب یہ دونون مست و سرشار
ہوے اُس وقت جمشید نے چالاکی سے وہ داغ پیشانی ظلمانی اپنا ان دونون کو دکھا دیا بس دیکھتے ہی اُس داغ کی تاثیر
سحر سے دونون مسجود ہو گئے اور خود بخود فوراً سجدہ کو جھکے اور کہا اے خداوند جمشید قسم ہی ہمکو تمھاری قدرت خداوندی کی
کہ ہم ابتک ضلالت و گمراہی مین پھنسے رہے مگر اب تمھاری توجہ خاص سے ہم اس گرداب ضلالت سے نکلے اور اپنے خداوند معبود
حقیقی کی خدمت مین پہونچے اب امیدوار تفضلات خداوندی سے ہین کہ ہماری نافرمانیون کی خطا و قصور کو معاف کرو اور نظر خداوندی
ہمپر رکھو کہ ہم ابتک ناواقف و لاعلم تھے جمشید نے کہا اے بکران شاہ و نصرون شاہ اُٹھو اور اپنے معبود کو پھر بعد ادب
سجدہ کرو کہ خداوند نے تمپر اپنا رحم و کرم نازل فرمایا اور تمام گناہ و خطا تمھارے معاف فرمائے بمجرد اس علم کے بکران شاہ
و نصرون فوراً اُٹھ کھڑے ہوے اور تاثیر سحر سے اسقدر از خود رفتہ تھے کہ کچھ اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا اور سجدہ کو جھکے
بعد اسکے جمشید سے رخصت ہو کے اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران لشکر و افسران عساکر کو بلایا جب سب افسر و ارکین سلطنت
جمع ہوے سبکو اپنے مذہب سے آگاہ کیا اور مذہب الحاد مین سب کو داخل کر کے حکم دیا کہ اسی وقت ہمارا لشکر ہمارے
خداوند معبود کے لشکر مین ملجا سے بمجرد حکم سلاطین لشکر اُن دونون سلاطین کے جمشید کے لشکر مین ملحق ہو گئے



راویان رطب اللسان وحاکیان حکایات مسرت عنوان اسطرح بیان کرتے ہین کہ سات بادشاہ مع نجاشی بادشاہ حبشہ جمشید
ملعون کے زیر حکومت آکر مطیع و فرمان بردار ہوگئے اور جمشید پلید کا جاہ وجلال بکمال ترقی پذیر ہوا اور وہ ملعون نہایت
مغرور ومتکبر ہوا تا اینکہ نمرود کو پرپشہ کے برابر سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ نمرود وشداد کے کچھ لوگ معتقد تھے اور اُسکی خدائی مین
کوئی کرشمۂ خداوندی بظاہر نہ تھا اور میرے تو بادشاہان عالی شان معتقد ومطیع فرمان ہین اور کرشمۂ خداوندی میرے صبح سے
شام تک ہزارہا ظاہر ہوتے ہین شداد نے اپنی عمر مین ایک بہشت بنایا لیکن وہ بھی اُسکو دیکھنا نصیب نہ ہوا اور مین نے
بہشت و دوزخ دونون بنائے اور جسکو چاہا دوزخ مین کھینچ دیا اور جس بندے کو چاہا اُسے داخل بہشت کیا یہ مرتبہ کب نمرود
وشداد کو حاصل ہوا تھا جو آج مجھکو حاصل ہے چنانچہ ایک روز جمشید نے مقتولون کی لاشین جمع کرکے حکم دیا کہ ان لاشون
کو بہشت مین لیجاؤ اور فلان مقام خوش اسلوب مین کہ وہانکی آب وہوا نہایت مفرح اور خوب ہو دفن کردو چنانچہ بعض
ملازم جو کہ محرم راز تھے اور وہ قریب تیس نفر کے تھے اور اُس باغ مین مقرر تھے حسب الحکم جمشید اُن لاشون کو لیگئے
بعدہ جمشید خود بھی سوار ہوکر اُس پہاڑ پر گیا غار کوہ مین جہان خنازجادو نے اعمال سحر سے ایک نہایت فرحت فزا وعمارات
دلکش قطع وجاہ بلسے خوش نماکو تیار کیا تھا اسمین ایک منجنیق تھی اور ایک ستون چوبی نصب تھا جمشید کی ہمراہی مین
اشبوط دیلمی والعیموس واقلیموس فرنگی وابو حاکم فردوسی وافضرون شاہ ربیعی وبکران شاہ خارجی وانجد بن نجی وزن
جہان پہلوان ونجاشی بادشاہ حبشہ وغیرہ سلاطین بھی اُس پہاڑ پر گئے تھے پس جمشید ملعون سب سلاطین ہمراہی سے
مخاطب ہوا اور کہا کہ بندگان خاص خداوند تم خوب جانتے ہو کہ ایک مدت مدید وعرصۂ بعید سے ہمارا اور تم سلاطین کا لشکر اس
نواحی کوہ مین خیمہ زن ہو اور مقیم ہے اور اکثر سلاطین اس راہ سے واسطے صید وشکار کے آئے لیکن آج تک کسی نے اس مقام پر
ایسا باغ سرسبز وشاداب توکیا چار درخت بھی میوے کے نہ دیکھے ہونگے اور یہ باغ رشک فردوس برین کبھی چشم فلک سے
نگذرا ہوگا ابھی تھوڑے روز ہوے کہ خداوند نے اپنی قدرت خداوندی سے اس باغ فرحت افزا کو ظاہر کرکے اپنا کرشمہ
قدرت ظاہر کر دیا اور جلوۂ خداوندی کو اپنے بندون پر ظاہر کیا یہ دیکھ کے اُس ملحد لعین کو سب نے سجدہ کیا اور متفق اللفظ
کہا قسم ہے خداوند کی قدرت کاملہ کی کسی نے اس باغ کو نہین دیکھا بلکہ آج تک ہمنے سنا بھی نہین کہ اس پہاڑ پر ایسا باغ
پر فضا ہو واقعی یہ فقط خداوند کی قدرت کاملہ کا جلوہ ہو کہ اپنے بندگان خاص کے واسطے باغ ظاہر کر دیا بعد اسکے جمشید
پلید نے حکم دیا کہ ان لاشون کو بذریعہ اس گوپھن کے اُس بوستان بہشت مین پھینکدو انکے دفن کی کچھ حاجت نہین
ہی ملازمان متعینۂ باغ نے بموجب حکم جمشید کے اُن لاشون کو فلاخن مین رکھ کے ایک چرخ دیا اور زور سے پھینکا
وہ لاشین اُسی غار کوہ مین جاکر گرین پس اسکے جمشید نابکار نے تمام ہمراہیون کو حکم تاکیدی واسطے سجدے کے دیا
اور ہر ایک نے متواتر اس پلید کو سجدے کیے مگر بکران شاہ خارجی اور نجاشی بادشاہ حبشہ نے ہرگز سجدہ نہین کیا اور
ایک طرف علیحدہ کھڑے تماشا دیکھا کیے اور جمشید بھی انکو گوشۂ چشم سے دیکھا کیا بعدہ اُن ملازمون کو قریب اپنے

بلایا اور نہایت قہر وغضب سے کہا کہ ان سب کو باندھکر فلان پہاڑ کے طبقات مین جہنم کے قریب لیجاؤ اور خداوند بھی وہان آتا ہی آخر اُن بے گناہون کو وہان بھیجدیا اور خود بھی اُسی مقام پر گیا وہان دو پہاڑ مقابل واقع تھے اور بیچ مین اُن پہاڑون کے ایک غار نہایت گہرا تھا اور اُس غار سے شعلہاے آتش اسقدر بلند تھے کہ تا بہ فلک ایک پہاڑ آگ کا معلوم ہوتا تھا اُس غار آتشین وشعلہ فشان کو خناز جادو نے اعمال سحر سے طلسم بندکر دیا تھا تا اینکہ نمونہ دوزخ ہوگیا تھا اور ہزارہا جانور موذیہ مانند سانپ اور بچھوا ور گھڑیال اور سوسمار وغیرہ سب بزور سحر اُس آگ مین پیدا کردیے تھے جمشید پلید نے اُن سب بے گناہون کو اُسی منجنیق کے ذریعہ سے آتش مشتعل مین پھنکوادیا جمشید کا یہ قہر وغضب دیکھکر ہر شخص بسبب خوف کے مثل بید کانپنے لگا الغرض جمشید ملعون نے اپنا جاہ وحشم خداوندی اظہار کرنے کو یہ حرکت کی کہ اُن بیچارون کو ناحق اُس غار آتش فشان مین ڈلواکر جلوادیا بعد اسکے وہ لوگ جوکہ خناز جادو مردود کے شاگرد وغیرہ تھے اُنکو اپنی جانب سے جابجا بر مقامات دوزخ وبہشت مین مقرر کیا اور نام اُنکا موکلان دوزخ وخازنان بہشت رکھا اور ایک شخص کو افسری بہشت اور دوسرے کو مالک دوزخ قرار دیکے حکم دیا کہ کوئی بندہ ہمارا بے اجازت ہماری سیر وتماشے کو نہ آنے پائے اور جو نافرمانی کرے اُسکو بلا تکلف جہنم مین ڈالدینا کچھ پوچھنے کی ضرورت نہین ہی خبردار اس حکم مین ہمارے فرق نہو تم مین سے کسی شخص نے اگر خلاف کیا تو جو سزا اُس شخص کے واسطے مقرر ہوگی اُسکی دوچند تعمیل حکم نہ کرنے والے کو دیجائیگی اور جو شخص ایسی خبر کو ہم سے پوشیدہ کریگا اور خداوند کو اُس مجرم کے گناہ سے اطلاع نہ دیگا وہ بھی مستوجب اُسی سزا کا ہوگا غرض اب جمشید پلید کی اوقات نہایت عیش وعشرت سے بسر ہوتی ہے جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی کوئی عذر کرے کیا مجال رکھتا ہی ہرچند وہ نابکار اپنے دل مین خود ہی سمجھ کے معقول ہوتا ہی کس واسطے کہ اس مردود سے تو ایک پشم بھی کندہ نہین ہوسکتی باقی یہ کارخانہ سحر خناز جادو کی بدولت ہی اور وہ بھی چند روزہ ہی اسکو کسی طرح استقلال ممکن نہین آخر نابود ہونا ضروری ہی لیکن یہ کیدی اپنی حماقت سے واقعی اپنے کو خداوند ونائب وفرزند خداوند طبیعت مجردہ جانتا ہی طرفہ یہ کہ اُس گیدی کو یہ خیال ہی کہ خناز جادو خاص خداوند طبیعت مجردہ کے حکم سے یہان آیا ہی اور میرا معین ومددگار ہی اور مجھے یہ مرتبہ صاحبقرانی ومراتب نائبی وفرزندی خود ہی خداوند نے مرحمت فرمائے ہین اب آج اس عالم مین کوئی بشر یا جن وپریزاد ایسا پردہ دنیا پر نہین ہی کہ جو میرے جاہ وحشم اور شوکت وشان خداوندی سے آگاہ نہین اور بالفعل عساکر اور سلاطین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ جسنے میرے زور وبازو کو نہین دیکھا کسی کی یہ جرأت وحوصلہ نہین کہ جو نافرمانی کرے اب جسوقت معز الدین طلسم سے باہر آئیگا اُسی وقت مین موجود ہوجاؤنگا دم لینے کی فرصت نہین دونگا ہان اگر اُسنے مجھے سجدہ کیا اور میری اطاعت کی اور نافرمانی کا عذر کیا تو البتہ مین اُسکو بہت بڑا عہدہ دونگا اور اپنا وزیر ومشیر کرونگا ورنہ ایک دم مین سارا نشہ طلسم کشائی وصاحبقرانی نکالدونگا بلکہ عجب نہین ہی کہ خود ہی میرے اس جاہ وجلال اور دبدبۂ خداوندی کو دیکھ کے مطیع ہوجائے کہ وہ نہایت عقلمند ہی اور عقل سے نہایت بعید ہی کہ جو اپنی بربادی حال ومال کو گوارا کرے۔ الغرض جمشید مردود اپنے حکمرانی سے ایسا مغرور تھا کہ کسی کی حقیقت نہ جانتا تھا اکثرات کو خناز جادو اہل لشکر

سے پوشیدہ جمشید کے پاس خلوت مین آیا کرتا تھا اور صحبت عیش مین بدستور اپنی آتش ہوس کو آب وصال ناجائز سے
بجھایا کرتا تھا ایک روز جمشید پلید نے خناز جادو سے کہا کہ ان خدا پرستون سے کسطرح جنگ وجہاد کرین تمھاری کیا رائے
ہے اور تم مجھے کسقدر مدد دو گے خناز جادو نے کہا اے جمشید آگاہ ہو کہ کتاب سحر جو میرے بزرگون سے چلی آئی ہے اسمین
صاف یہ لکھا ہے کہ سواے شاہزادہ معز الدین کے اور کل پہلوانان یزدان پرست کا خون اس شمشیر سحر سے جو شمشیر
قدرت مشہور ہے ہوگا اور وہ مین نے تجھکو دیدی ہے وہی کافی ہے اس تلوار سے کوئی بچ نہین سکتا الا شاہزادہ
معز الدین کی مرگ خاص اسی گرز قدرت پر مقدر ومنحصر ہے اے مرد و ازلی تو ابھی تھوڑے روز صبر کر تاکہ تمامی مردمان عالم تیرے
حلقۂ اطاعت مین آجاوین پس جب فقط ایک دین یزدان پرست باقی رہجائے پھر اس ایک فریق کا قتل وغارت کرنا
یا گرفتار کرلینا کتنی بڑی بات ہے جمشید سنتے اس کلام کے فرط خوشی سے از خود رفتہ ہوگیا اور خوش ہو کے فوراً سجدہ کیا اور
کہا اے مرشدا ور اے خداوند جمشید مجھے اب کسواسطے اجازت رزم وپیکار نہین آپ دیتے کہ مین آن واحد مین مثل حرف
غلط انکا نام مٹادون تاکہ بضرب شمشیر قدرت یہ قصہ ایک ہی مرتبہ فیصل ہو جاوے اور مین بے خوف وخطر حکمرانی کرون
خناز جادو نے کہا او احمق یہ شمشیر قدرت مسحور شاہزادۂ معز الدین پر ہرگز کارگر نہوگی اور وہ گرز قدرت جو مین نے بڑی
مشکل سے خاص شاہزادہ معز الدین کے نام سے تیار کیا ہے اس گرز سنگی کی تاثیر خاص معز الدین کے نام سے
خصوصیت رکھتی ہے اس عمود سنگی کی ضرب کسی طرح معز الدین دفع نہین کر سکتا کیا قدرت رکھتا ہے کہ جو اس ضرب کا متحمل ہو سکے
اگرچہ از سرتا پا فولاد کا بھی ہو جائیگا تو اس عمود کوہ شکن سے جانبر نہوگا اور شاید اس عمود سنگی کی حکیم قسطاس الحکمت
کو بھی خبر نہوئی ہو حالانکہ اس علم وحکمت مین وہ اپنا مثل ونظیر نہین رکھتے لیکن اس عمود اجل کی ضرب چاہین کہ کسی تدبیر سے
رد کر سکین ممکن نہین کسواسطے کہ مین نے پہلے ہی حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم اخشیجان اور حکیم ابو المحاسن کے نام طلسم بندی
کردی ہے ان حکماے عالی منزلت کو اول تو اس معاملہ کی خبر ہی نہوا ور شاید خبر بھی ہو جاویگی تو وہانتک انکی فکر وتدبیر نہ پہونچ سکیگی
بہرنہج یہ عمود قدرت خاص معز الدین کی جنگ وحرب کے وقت کام آویگا کہ معز الدین کی مرگ وہلاکت اسی گرز قدرت
سے مقدر ہو چکی ہے اور جسقدر اہل اسلام ہین انکے واسطے شمشیر قدرت کافی ووافی ہے اسی شمشیر قدرت سے تمام لشکر معز الدین
قتل ومجروح ہوگا جمشید اس بیان خناز جادو سے نہایت خوش ہوا اور اسی خوشی مین اس کافر نے خناز جادو کو پانچ جا
سجدے پے در پے کیے جب وہ ملعون اپنے مقام کو روانہ ہوگیا دوسرے روز جمشید پلید نے اشبوط دیلمی گیدی کو بلایا اور
کہا اے پیغمبر دست چپ اب تو ملک آذر شاہ اور ملک النوبہ وسلطان شاہ کے پاس جا اور انکو بھی میری خداوندی سے
آگاہ کر اور ہدایت کر تاکہ مجھے سجدہ کرین اور ہو سکے تو انکو میرے پاس اپنے ہمراہ لیتا آ اور بلکہ انجد جہان پہلوان کو بھی ساتھ
لے لے تو نہایت بہتر ہوگا اور شاید تیری ہدایت کو وہ سلاطین خیال مین نلاوین تو انجد جہان پہلوان کے خوف ورعب سے
تیری ہدایت ونصایح کو فوراً قبول ومنظور کرلین انجد پہلوان کا خوف انپر ایسا غالب ہوگا کہ انکو سواے اقبال کے چارہ

نہوگا اور بالفرض وہ کسی طرح کی حجت وتکرار کرین تو انکو جسطرح سے ہو زبردستی گرفتار کرلانا پھر مین قرار واقعی اُنکی سرتابی اور
نافرمانی کی سزا ایسی دونگا کہ وہ بھی یاد کرینگے اشبوط دیلمی نے کہا ای خداوند جمشید پہلے مقدمات ہدایت وپندم ہمیں
بندۂ خاص کے سپرد ہوا کرتے تھے یعنے خاص اس بارے مین میرے پیلے وحی نازل ہوا کرتی تھی کہ مین خداوند قدرت کا پیغمبر
ہون عہدۂ رسالت خداوندکی سرکار سے مجھے مرحمت ہوا ہی مین جب احکام شریعت خداوندی تعمیل کرونگا کہ پیغمبر خداوند کا
کوئی کام خلاف حکم شایع کرنا نہ چاہیے جمشید ملعون نے کہا ای اشبوط تو بجاے خود سمجھ لے کہ مین نے اسوقت تجھپر وحی
نازل کی بلکہ اول ہی احکامات ہدایتی مقدر کرچکا ہون پھر وحی ظاہری کی کچھ حاجت نہین ہی - الغرض اشبوط دیلم مسخرہ اور
انجد جہان پہلوان دونون مادر قحبہ شریر النفس سلطان شاہ کے لشکر مین گئے اور اتفاق سے اُسوقت پہونچے کہ وہ
تینون سلاطین مذکورہ یعنے آذرشاہ وملک النوبہ وسلطان شاہ دلنصرون شاہ رہبی اور بکران شاہ خارجی کے مرتد ہوجانے
کا حال سُنکے نہایت مشوش وبدحواس ہورہے تھے اور افسوس مین بیٹھے تھے اور کہتے تھے اب اسکی کیا تدبیر کرنا چاہیے
کہ جو جمشید ملعون کے شر وفساد سے نجات ملے آخرکار ان تینون سلاطین مذکورہ نے باہم یہ مشورہ کیا کہ بدون کسی تدبیر
معقول کے جمشید سے چاہیے کہ آرام ملے یہ غیر ممکن ہی بہتر یہ ہی کہ سلطان شاہ کہ عقیل وفہیم وجہاندیدہ وکار آزمودہ ہی
جو وہ تجویز کرے یقین ہی کہ نہایت مفید ہوگا آخر سلطان شاہ نے کہا ای آذرشاہ آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین
سلطان شاہ نے کہا ای آذرشاہ جو کہتے ہو وہ سب درست ہی اسمین شک نہین یونہین ہوگا کہ یہ جمشید پلید جسوقت
فارغ ہوا پھر ہمین تمھین سب کو تکلیف مذہبی ضرور ہی دیگا کسواسطے کہ اب بجز ہمارے اور کوئی بادشاہون مین منحرف یہان
باقی نہین ہی یا لشکر اسلام ہی وہ لشکر ظفر پیکر ایسا نہین ہی کہ جو جمشید ملعون کیا یک نگاہ کج سے دیکھ سکے کیا تاب وقدرت
رکھتا ہی ہم لوگ کیا ہمارا لشکر کیا بلکہ کل سلطنت مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہی کہ جو جمشید سے مقابلہ کرسکے جب انجد
جہان پہلوان ایسے دیو پیکر کو جمشید نے بزور قوت وفن پہلوانی مغلوب کرکے اپنا مطیع کرلیا اور مطیع بھی کیسا کہ
جمشید کو خداوند جانتا ہی اور اسکو سجدہ کرتا ہی اور جمشید کی طرف سے دعوت مذہبی کرتا ہی اور جو نہین مانتا اُسکو
بزور وقوت گرفتار کرلیجاتا ہی پھر کون ایسا فولاد جگر اور روئین تن ہی کہ جو جمشید مردود کی ہمسری کرے اور سر بر ہو اور
اسکے بھروسے پر ہم معرکہ آرائی کرین جمشید سے لہذا اب ہماری راے مین تو مصلحت وقت اور مناسب یہ ہی کہ ہم ابھی قبل
تکلیف دہی جمشید کے لشکر اسلام سے جا کے ملجاوین اس صورت مین البتہ راحت متصور ہی ورنہ جمشید ملعون
کی فتنہ پردازی اور شرارت نفسی سے محفوظ رہنا غیر ممکن بالفرض والتقدیر اس معاملہ کو طول کھنچا اور خدا نخواستہ اور
کوئی صورت ظہور مین آئی تو اُسوقت مرگ انبوہ جشنے دارد جو حال لشکر اسلام کا ہوگا وہی ہمارا بھی ہوگا الغرض آذرشاہ
وملک النوبہ دونون نے یہ راے سلطان شاہ کی پسند کی اور اُسی وقت باتفاق راے آذرشاہ وملک النوبہ اور
سلطان شاہ نے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ ای امیر عالی منزلت آپ کو یقیناً بخوبی معلوم ہوگا کہ جمشید لعین نے

قیامت برپا کر رکھی ہی ہمکو اس ملعون کے اس معاملے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ پلید کوئی فتنۂ تازہ برپا کیا چاہتا ہی بلکہ اب وہ لعین بد باطن ہماری تکلیف دہی پر آمادہ ہوا ہی لہذا ہمکو نہایت اندیشہ اور خدشہ ہی بلکہ رات دن اسی فکر و تردد مین غلطان و پیچان رہتے ہین اور کہتے ہین کہ اس موذی کے ہاتھ سے کیونکر جان بچیگی کیا تدبیر کرین کوئی صورت اپنی جان اور ایمان بچانے کی بظاہر معلوم نہین ہوتی کسواسطے کہ ہم اُس کافر سے کسی طرح مقابلہ نہین کرسکتے اور یہ بھی ہمکو منظور نہین کہ ہم اس کافر کی اطاعت قبول کرین پس اس صورت اضطراب و انتشار مین نہایت حیران و پریشان ہین حضور سے الطاف و کرم کے امیدوار ہین اگر حضور کی راے عالی ہو تو ہم حضور والا کے لشکر ظفر پیکر مین جا کے پناہ لین کہ اور کہین امن و عافیت کی صورت نظر نہین آتی آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین اپنی اوقات بعافیت گذارین اور تا معاودت صاحبقران اکبر فلک قدر دعاے ازدیاد دولت و اقبال و جاہ مین مشغول رہین جب صاحب قران اکبر کشور گیر اُردوے معلے مین تشریف لائینگے ہم لوگ بھی شریک جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار ہونگے اور شرف ملازمت سے بھی کامیاب ہونگے بعد اسکے جسطرح ہم لوگون کے واسطے صلاح و مصلحت وقت ہوگا اسکو بدل و جان عمل مین لا دینگے یقین ہی کہ ہمارا خلوص دل صاحب قران اکبر گردون فر پر بخوبی ظاہر و منکشف ہوگا پوشیدہ نہین ہی بلکہ اور سب دلاوران نامدار و بہادران تہور شعار بھی ان بندگان عقیدت نشان کے حال سے بخوبی ماہر و واقف ہین کہ ہم لوگ باوجود مغایرت خیر خواہی و خیر اندیشی سے حضوری مین حاضر رہتے ہین اور اسوقت بھی ہم صاحب قران اکبر کشورستان کے جان نثاری مین بجان و دل حاضر و موجود ہین زیادہ ادب پس نامہ کو تمام کرکے ہر سہ سلاطین نے اپنی مہر خاتمہ پر کرکے لفافہ بند کیا اور مفردات نامے عیار آذر شاہ کو کہ نہایت ہوشیار و چالاک تھا دیا اور کہا تو جلد جا اور اس رقعہ کو امیر مجاہد الدین فیروز مہی کی خدمت مین جو کہ سپہ سالار لشکر اسلام ہی پہونچا اور جلد تر اسکا جواب باصواب لیکے آ۔ الغرض اس عیار طرار نے حسب الحکم اپنے آقا کے اُس نامہ کو اپنے سر سے باندھا اور آداب بجا لاکے روانہ ہوا اور دربارگاہ فلک اشتباہ صاحبقرانی پر پہنچا درگہ سالار نے امیر مجاہد الدین نامدار کی خدمت مین عرض کی کہ ایک عیار ملازمان ملک آذر شاہ سے حاضر ہے اور اجازت باریابی چاہتا ہی امیر نامدار نے حکم دیا آنے دو جب وہ عیار طرار خدمت مین امیر مجاہد الدین نامدار کے پہونچا اول حجرہ گاہ سے آداب و تسلیمات شاہانہ بجا لایا بعد اسکے دعا و ثنا ادا کی اور وہ نامہ خدمت عالی مین پیش کیا امیر عالی وقار نے بعد ملاحظۂ نامہ بادشاہان عالی شان یہ جواب پشت نامہ پر لکھدیا۔ ع

کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

اور نامہ عیار کو حوالے کردیا عیار نے اُس نامہ کو لیکر مراجعت کی اور ملک آذر شاہ کی خدمت مین اُس نامہ کو پہونچا دیا سلطان شاہ و ملک النوبہ و آذر شاہ اس جواب کو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور جسقدر فکر و تشویش لاحق حال تھی دفع ہوگئی اور مطمئن ہوگئے۔ راوی کہتا ہی کہ ان سلاطین عالی شان نے فقط واسطے رفع شک اور استمزاج کے

امیر مجاہد الدین نامدار کو نامہ لکھا تھا ورنہ ان سلاطین پر امیر مجاہد الدین عالی منزلت بلکہ جملہ سرداران تہور شعار کے
اخلاق و مروت کا حال روشن تھا اور یقین کامل بھی یہی تھا کہ امیر خوش تدبیر ہمارے التماس کو ضرور قبول و منظور فرمائینگے
یہ ممکن نہین کہ انکار فرمائین چنانچہ اسیوجہ سے سلطان شاہ نے قبل آنے جواب نامہ کے اپنا تمام مال و اسباب و جواہر خانہ
وغیرہ لشکر فتح پیکر اہل اسلام مین بھیجدیا تھا اور خود بیک بینی و دوگوشس بارگاہ مین باطمینان خاطر و جمعی تمام منتظر تھا
اور باہم حرف و حکایات مین معروف تھا یکایک عیاران لشکر نے خبر دی کہ انجد جہان پہلوان اور اشبوط دیلمی دونون ملعون
آتے ہین ناچار وہ بادشاہان عالی شان ان ملحدان و مردودان ازلی کو استقبال کر کے بارگاہ مین لے آئے اور ایک کرسی
زرنگار پر انجد اور دوسرے نیم تخت پر اشبوط دیلم کو بٹھایا اور جملہ سامان مہمانی مہیا کیا جب دو چار مرتبہ جام شراب ناب
گردش مین آیا اور ان ملعونون کا نشۂ شراب ناب سے دماغ گرم ہوا انھون نے اپنے مطلب کو جسکے واسطے آئے تھے اظہار
کیا پہلے وہ جمشید ملعون کی حد سے زیادہ تعریف کی بعد اسکے سلطان شاہ اور ملک النوبہ سے حکم جمشیدی کو بیان
کیا یعنے فقط طاعت اور سجدے کی ہدایت کی جب ان سلاطین نے سنا تا مقدور عذر و انکار کیا اور انجد پہلوان کی طرف
مخاطب ہوکر کہا اے پہلوان تجھکو بھی یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ ہم سب سلاطین موجودہ جبل اجلے سے شاہزادہ معز الدین
صاحب قران اکبر فلک قدر زیادہ تر بلند مرتبہ ہین اُس عالی جاہ کے رتبہ کو کوئی بادشاہ عالی وقار نہین پہونچ سکتا اور
حق یہ ہے کہ اُسی کی ذات بابرکات کے واسطے یہ ساری ہنگامہ آرائی ہورہی ہے جسوقت جمشید و شاہزادہ معز الدین کا
معاملۂ جنگ و پیکار یکسو ہو جائیگا اور جمشید معز الدین پر غالب آئیگا اُس وقت ہم لوگ بلا عذر دنگرار خود ہی جمشید کے
حلقۂ اطاعت و فرمانبرداری مین موجود ہو جائینگے اور جو حکم سرکار جمشیدی سے صادر ہوگا بسر و چشم قبول و منظور کرینگے انجد
پہلوان نے کہا مین اس تمھاری گفتگو کو نہین سنتا کہ یہ کلام محض نامعقول ہین جنگ و پیکار کیسی اور مقدمہ اور معاملہ کیسا مجھے
فقط جمشید خداوند کی تعمیل حکم سے غرض ہے مین تمھارے اِس حیلہ و حوالے کو نہین سنتا اگر خوشی سے چلوگے تو لیجاؤنگا
اگر خوشی سے نہ چلے تو بجبر لیجاؤنگا مجھے تمکو خدمت مین جمشید خداوند کی بہرطور پہونچا دینا ہے پھر تم جانو خداوند جانے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تم بخوشی میرے ساتھ چلو اور اگر تم کسی طرح کی چون و چرا کروگے تو پھر مین تمکو دوسری شکل سے لیجاؤنگا
سلطان شاہ کو اس کلام سخت انجد سے نہایت ملال ہوا اور اسقدر ناگوار خاطر ہوا کہ نزدیک تھا جواب ترکی بہ ترکی دے
مگر چونکہ فہمیدہ و عاقل تھا ضبط کیا اور انجام بینی کو کام فرمایا کہ جواب ہست و نیست کچھ نہ دیا اور مفردات عیار سے
اشارہ کیا کہ تھوڑی بیہوشی شراب مین ملا کر جلد حاضر کرے مفردات عیار بمجرد سننے اس حکم کے برق ہوگیا فوراً ایک شیشہ
شراب ارغوانی کا کہ وہ در اصل نہایت تیز و تند تھا لایا اُسمین داروے بیہوشی آمیز تھی جب وہ شیشہ سلطان شاہ کے پاس
آیا سلطان شاہ نے چند جام اُس شراب ہوش ربا کے لبریز کیے اور اُن دونون کافرون کو پلائے اُس شراب کا حلق سے
اترنا تھا کہ وہ شراب کامل اپنا عمل کر گئی اِس اثنا مین انجد پہلوان بولا کہ اب تمکو کسکا انتظار ہے جلد تیار ہو اور چلو اور

جمشید خداوند کو سجدہ کرو ورنہ مجھکو جواب صاف دو کہ مین پھر تمھاری دوسری ترکیب کرون یعنے تمکو مثل غلامون کے بستہ و گرفتہ لیجاؤن کہ جمشید پلید میرے انتظار مین ہوگا سلطان شاہ ان دونون کافرون کے فتنہ و فساد سے تو بخوبی مطمئن ہو ہی چکا تھا یہ آواز بلند کہا باش او مادر بخطا تو کیا جمشید لعین راندۂ درگاہ کے مذہب مین داخل ہوگیا اور راہ ضلالت و گمراہی کمین روسیاہی اختیار کرلی کہ اب ہمکو بھی خراب کرنے آیا ہی او نابکار تجھپر اور تیرے نابکار خداوند باطل پر لعنت ہی او ولدالزنا جمشید تیرا خداوند کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی اُس مردود کی بھی یہ لیاقت ہی کہ جو ہم بادشاہان ذیجاہ اس ملعون کی اطاعت کو قبول و منظور کرین انجار نے جو سلطان شاہ کے یہ کلمات سخت سنے مانند مار دم بریدہ پیچ و تاب کھانے لگا اور شدت غیظ و غضب سے عالم اُسکی چشم کو زمین تیرہ و تاریک ہوگیا اور جیسے ہی غصہ مین اس قصد و ارادے سے اُٹھا کہ سلطان شاہ کو ضرب شمشیر آبدار سے جواب دے بس کھڑا ہوتا تھا کہ چرخ کھا کر مثل دیوار کہنہ کے گرا اور فوراً بیہوش ہوگیا بعد اسکے اشبوط نابکار نے جو یہ حال دیکھا اُسنے بھی غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اپنی جگہ سے حرکت کی کہ انجار کی خبر لے بس وہ بھی اُسی صورت سے بشت بزمین ہوگیا اور اپنے ہوش و حواس سے گذر گیا سلطان شاہ نے دونون لعینون کے دست و پا خوب باندھ کر ڈالدیا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جسقدر مردمان ہمراہی ان کافران بدخو کے موجود ہون اُن سب کو قتل کرو خبردار ایک متنفس زندہ و سلامت یہان سے نہ جانے پائے بمجرد حکم بادشاہی مردمان سلطانی نے اُن جملہ ہمراہیان اشبوط و انجہ پہلوان کو قتل کر ڈالا اور بعض کی ناکین کاٹ کر لشکر سے نکلوا دیا اُنھین ایک شخص جو کہ پہلے القیموس کا ملازم تھا وہ بھی اشبوط دیلمی کے ہمراہ آیا تھا یہ وہ شخص تھا کہ جسنے ہنگامۂ جدال و قتال مین ارجاس مردار خوار کا تکیہ بر سر بیخبری مین پایا تھا اس شخص نے سلطان شاہ کی اطاعت بدل منظور و قبول کی اسوجہ سے وہ قتل سے بچگیا بعد اسکے سلطان شاہ نے اشبوط دیلمی اور انجہ پہلوان کا منھ کالا کیا اور داڑھی مونچھین اور ابرو کا صفایا کرکے دونون کو عریان کیا اور مضراب عیار طرار کے سپرد کیا اور کہا ان دونون نامعقولون کو براہ غیر متعارف لیجا کر جمشید کے لشکر مین پہونچا دے اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ کر انجار پہلوان کی گردن مین باندھ دیا کہ اے جمشید پلید خود پرست آگاہ ہو کہ ہم سلاطین عالیجاہ ایسے نادان نہین ہین کہ تیرے دام مکر مین آجائین اور تجھ ایسے مکار و دغاباز کو معبود اپنا سمجھکر سجدہ کرین اور راہ ضلالت مین دیدہ و دانستہ چلے جائین ہمکو ہمارے معبود حقیقی نے ابھی تک تیرے شر و فساد سے بچایا ہی بہرحال اُسکی ذات سے ہمکو یقین ہے کہ ہر بلاے ارضی و سماوی سے تاحیات محفوظ رکھیگا اور ہم شکر اپنے پروردگار کی درگاہ مین بجالاتے ہین کہ ہمکو بعافیت تمام لشکر اسلام مین پہونچا دیا اب ہم بخوبی آرام سے رہینگے اور تیرا ستم و جور کسی طرح سے ہم تک نہ پہونچیگا۔ ع

گر باد شوی تا بسر زلفم نرسی

اے جمشید تو نہین جانتا کہ ہم اس قریۂ فردوس و جبل اعلے مین خاص واسطے سننے تاریخ اعظم اور جشن عروسی ملک

شمسۂ تاجدار عذب البیان کے آئے ہین جیسے ہمنے اس جشن کی خبر سنی ہر کمال اشتیاق دید جشن مین خیانچہ اسیوجہ سے انتظار مین
اسی محفل جشن کے مقیم ہین بفضل ایزدی ایک آرزو سے دلی ہماری برآئی یعنے تاریخ اعظم سُن چکے اب فقط شوق دید جلسۂ
کدخدائی صاحب قران اکبر گردون وقار باقی ہی وہ بھی عنقریب انشاء اللہ تعالے بخیریت تمام دیکھا چاہتے ہین ای جمشید
ملعون ہم اپنا دین ومذہب کبھی ترک نہ کرینگے اور اگر شاید ایسا کوئی امر سخت درپیش آیا کہ بدون ترک کیے دین وآئین اپنے
کے چارہ نہو گا پس ہم دین اسلام مین داخل ہونگے کبھی ایسا ویسا دین اختیار نہ کرینگے اور تیرے دین باطل کو کبھی حق نہ سمجھینگے
کسواسطے کہ دین اسلام بہترین ادیان عالم سے شمار کیا جاتا ہی اس دین متین کی حقیقت وخوبی بخوبی ہمارے دل پر منقش ہی
او ولدالحرام تجھکو آجکل خبط ہوگیا ہی اب مین تجھ سے براہ خیرخواہی کہے دیتا ہون کہ یہ خیالات خداوندی وغیرہ جو کہ تیرے
دماغ مین سما گئے ہین اُن سب خیال سے توبہ کر اور سلامتی جان ومال کو غنیمت سمجھ کے شاہزادۂ معزالدین فلک جاہ کے
غلامون مین داخل ہو جا ورنہ بہت جلد تجھکو اور تیرے ہوا خواہون کو سزاے سخت ملیگی الغرض اس مضمون کا رقعہ لکھا
انجد پہلوان بن نجدون کی گردن مین بندھوا کر مضراب عیار کو سپرد کیا اور حکم دیا کہ ان دونون ملعونون کو شتاب
جمشید کے لشکر نکبت اثر مین پہونچا کے جلد چلا آ بعد اسکے آذرشاہ وملک سلطان شاہ وملک النوبہ یہ تینون سلاطین
مع اپنے مال واسباب وحشم وخدم کے شباشب لشکر اسلام مین چلے گئے امیر مجاہدالدین دلاور کو خبر ہوئی کہ ملک
آذرشاہ اور ملک النوبہ وسلطان شاہ مع اپنے حشم وخدم کے آتے ہین بمجرد سننے اس خبر کے امیر مجاہدالدین
تا دربارگاہ واسطے استقبال کے آئے اور اُن سلاطین کو نہایت اعزاز واحترام سے پس پشت لشکر ظفر پیکر
کہ وہ جا نہایت پر فضا تھی اُترادیا اور خاطرداری اور تواضع مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جب ان سلاطین نے
امیر مجاہدالدین دلاور سے ملاقات کی اسی صحبت مین اپنی کیفیت اور جمشید ملعون کی شرارت اور انجد بن نجدان
پہلوان کی زبردستی اور اشبوط دیلمی کی کیفیت اور جو کچھ کہ ان ملاعین بدخو کی سرگذشت تھی مفصل بیان کی جسقدر
افسران وسرداران لشکر فتح پیکر کہ حاضر دربار فیض آثار اہل اسلام تھے اس واقعات عجیب وغریب کو سنکر
اسقدر ہنسے کہ بےخود ہوگئے اور سلطان شاہ کی فہم وفراست پر ہزار ہزار آفرین وتحسین کی اور کہا کہ ایسے
ملعونون کے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیے ورنہ اُن تینون بے دینون سے عقب گذاری نہایت دشوار وسخت
مشکل تھی اور جنگ وجدل کا بھی موقع ومحل نہ تھا بڑی دانائی کو کام فرمایا ہے

اب راوی کو اُن دونون ملعونان شقاوت آثار وکافران سیاہ قلب وبدکردار کا حال زار بھی گذارش کرنا ضرور ہی

راویان اخبار وناقلان آثار اس داستان حیرت عنوان کو یون بیان کرتے ہین کہ مضراب عیار اُن دونون نابکارون

کو مع عرابہ کے ایک میدان مین چھوڑ کر بخیریت اپنے لشکر مین پہونچا اور خدمت مین ملک سلطان شاہ کے اطلاع کی اور صبح کو انجد بن نجدون پہلوان اور اشبوط دیلمی دونون ملحدون کے دماغ سے اُس بیہوشی کا اثر زائل ہوا اور ہوش مین آئے دیکھا عجب حال تباہ مین پھنسے ہین لیعنے ہاتھ پانون دونون خوب مضبوط بندھے عرابہ پر پڑے ہین اور عرابہ ایک میدان خراب و پرخار مین کھڑا ہے اشبوط دیلم یہ حال اپنا دیکھ کے نہایت غضبناک ہوا اور انجد بن نجدون پہلوان کو بنگاہ قہر دیکھا اور کہا او قرمساق مادر قحبہ جلد بتا تو کون ہے اور تجھکو کس قرمساق ولد الحرام نے عہدۂ پیغمبری دست جیب دیا اور تو کیون ایسے مرتبہ جلیل سے منسوب ہوا انجد بن نجدون بولا کچھ خیر ہے او مادر بخطا تو دیوانہ ہے کہ جہان پہلوان پیغمبر کے سامنے خداوند کی شان مین کلمات گستاخی کہہ رہا ہے صاف صاف گالیان دے رہا ہے تجھکو نہین معلوم کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا آدمی ہون اے ولد الحرام تجھے چشم کور سے نہین معلوم دیتا کہ مین انجد بن نجدون جہان پہلوان جمشید پلید کا پیغمبر ہون اشبوط نے جھنجھلا کے کہا پہلے تو نے کس واسطے نہ کہا مین تو سمجھا تھا کہ تو کوئی بلائے آسمانی اس جنگل مین نازل ہوئی ہے اور وہ میرے پہلو تک پہونچ گئی انجد پہلوان نے کہا او مادر قحبہ قسم ہے خداوند باطل کی کہ مین بھی اسی تشویش مین بیٹھا تھا کہ یہ کون بلا عجب صورت میرے برابر بیٹھا ہے اشبوط دیلم نے کہا اے انجد پہلوان قسم ہے مجھے اپنے خداوند کے فرزند کی کہ مین نے کبھی پیغمبری دیلم کے عہد سے آج تک ایسی ذلت نہین پائی جیسی اب اس جمشید پلید کی خداوندی و رسالت مین اس نوبت کو پہونچے نہین معلوم یہ کیسی تقدیر خداوند جمشید نے واسطے اپنے خلق کی ہے کہ ہم اس عذاب سخت مین مبتلا ہو گئے انجد پہلوان نے کہا خاموش رہو دم مارنے کی جا نہین ہے یہ سلوک ہم سے بے مرضی خداوند کیا گیا ہے یہ انھین تینون سلاطین کا کام ہے جنکے واسطے ہم مبعوث ہوئے او گیدی پیغمبران اہل اسلام نے بھی کیا کیا ایذائین اُٹھائی ہین ہمنے اگر ایذا اُٹھائی تو کیا غضب ہو گیا اس عرصہ مین کچھ لوگ جمع ہو گئے اور رشدہ شدہ جمشید کو خبر ہوئی وہ حرام زادہ بولا جاؤ اُنسے کہو کہ تم اسی صورت سے ہمارے پاس چلے آؤ ہم اُس قوم پر غضب نازل کرینگے کہ جسنے مرسلان خداوند سے ایسی بے ادبی و گستاخی کی۔ راوی کہتا ہے کہ جمشید پلید و بدبخت کسی سے صاف نہ تھا ان قرمساقون کا رسوا کرنا اور اُنکی وضع پر ہنسنا منظور تھا اسلیے کہ اس ولد الحرام و مادر بخطا کو کسی سے اطمینان دہی تھا خصوصاً انجد و اشبوط کا کینۂ دل شقاوت منزل مین بیحد بھرا تھا۔

داخل دربار ہونا اشبوط دیلم اور انجد بن نجدون پہلوان کا بحال خراب وصورت زبون بصفائی چار ابرو



القصہ اُنھین اُسی صورت سراپا فضیحت سے بارگاہ مین طلب کیا حاضرین دربار اُنھین دیکھ کے خوب ہنسے جمشید بولا
کہ ای اشبوط تو آزردہ نہو مجھسے خداوند کو تجھسا پیغمبر ضرور چاہیے ہر ان اذیتون کا متحمل ہو اور خاطر جمع رکھ تیرا انتقام
سلطان شاہ وغیرہ سے بہت جلد لیا جائیگا اے انجد تیرا رتبہ تو اشبوط سے بہت بڑھا ہوا ہی کہ وہ پیغمبر روبرو ہے
اور جہان پہلوان تیرا خطاب بمثل سابق مقرر ہی تو کل میدان کارزار مین ضرور بدلا لینا انجد بولا ای خداوند وہ تو اہل اسلام
کے لشکر کی پناہ مین گئے ہین جمشید حرامزادہ بولا کیا ہوا آخر اُس لشکر کو بھی تو شکست دیجائیگی پھر ہر ایک کو ایک ایک
خلعت گران بہا اور ملبوس خاص تقسیم کیا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا جب رات ہوئی خناز جادو بھی حسب معمول
آیا جمشید نے اُن سلاطین کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میرے پیغمبر کو ان سلاطین نے ایسی ذلت دی کہ جسکو بیان نہین
کرسکتا اور خود جاکر اہل اسلام کے لشکر مین داخل ہوگئے اب مین کب تک معز الدین کا انتظار کرون کل مین پیام
جنگ بھیجونگا اور سامان رزم درست کرکے جنگ شروع کرتا ہون خناز جادو نے بھی اجازت حرب دے دی ہر

اب راوی جمشید خود پرست و بدمست کو لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کے بندوبست مین مبتلا اور غلطان و
پیچان لکھتا ہی اور عساکر کفر و اسلام کے باہم نامہ و پیام کا حال معرض بیان مین لاتا ہے

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح نوک ریز قلم عجائب ہوتے ہین کہ جب سلطان شاہ و آذر شاہ و

ملک النوبہ و اشبوط دیلمی و اشجد جہان پہلوان کو ایسی ذلت سے بھیج چکے اور اب حمایت و پناہ لشکر مین آئے جمشید ملعون
زہر غضب سے بر افروختہ ہوا اور خسانہ دیو ملعون سے اجازت حرب بھی حاصل کر لی دوسرے روز لشکر اسلام مین امیر مجاہد الدین
کے پیام بھیجا کہ فی الحقیقت جو طبیعت کے فضل و کرم سے سرفرازی مجھے حاصل ہوئی ہر مخفی و محتجب نہوگی مین اب تک
تمہارے بادشاہ معز الدین بن اسمعیل کا انتظار کرتا رہا کہ وہ طلسم سے باہر آئے تو مین مقدمہ جنگ یکسو کرون اور مثل سلاطین
کے میری خداوندی کو قبول کرے مین اپنے بندون کو کس لیے زحمت جنگ دون اور نہین تو جو مصلحت وقت ہو اُسپر عمل
کردن وہ تو اب تک نہ آیا اب ملک النوبہ اور آذر شاہ و سلطان شاہ نے میرے پیغمبرون کو بے حرمت کیا اور تمہارے
لشکر سے لاحق ہوے اس صورت مین اگر تم اُنھین بستہ و گرفتہ خداوند خاص کی خدمت مین بھیجدو تو مین اُسی اپنے
عہد و قرار داد پر قائم رہون اور آنے تک تمہارے بادشاہ کے صبر کرون اور اگر تمنے اُنکے بھیجنے مین تامل کیا تو تمہارا
خون تمہاری گردنون پر ہوگا آگاہ ہو اور خوب تصور کر لو کہ یہان اب کارخانہ خدائی ہی مثل سابق کے تصور نکرنا وہ زمانہ
شاہی کا تھا اب شمشیر قدرت سے تم سب کو روانہ دار العدم کرونگا موکلان دوزخ تمکو لیجا کر آتش جہنم مین داخل کرینگے
اور قیامت تک جاوے گے بہشت مین ہرگز تمھین نہ بھیجونگا آئندہ تم جانو اور تمہارا کام جسوقت نامہ جمشید ملعون کا خدمت
مین امیر کبیر مجاہد الدین صاحب توقیر کے پہونچا اور امیر مختار وغیرہ دلاور و بہادرون نے بھی اُس نامہ کے مضمون کو ملاحظہ
فرمایا خوب ہنسے اور غائبانہ اُس ملعون کے خیال پر تمسخر ہوا یعقوب حرانی نے کہا اے میر با توقیر اس احمق کے نامے کا
جواب دینا اس خادم کا کام ہے اگر حکم ہو تو غلام جائے اور جواب نامہ زبانی ایسا دے کہ وہ بھی خوب یاد کرے اور حسب
مناسب وقت اُنکی خدمت بھی کی جائے گی امیر نے فرمایا اے برادر والا قدر لشکر مین اُس حرامزادہ کے اشرار و کفار بہت
جمع ہین مجھے یہ خیال ہے کہ شاید کوئی حرام زادہ کسی طرح کی برائی تمہارے ساتھ کرے اور نوبت بفساد پہونچے اور خدانخواستہ
تمھین کوئی ضرر پہونچے اُسوقت ہم اُسکا کیا انسداد کر سکتے ہین یعقوب حرانی نے کہا اے امیر بندے کو سپرد خدا کے فرمایئے
اور آپ کچھ اندیشہ نفرمایئے فضل رب قدیر شامل حال ہے ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا کار ہاے نمایان کرتا ہون حضور جسطرح
ہو ضرور فدوی کو اجازت عنایت فرمائین میرا دل یہی چاہتا ہے کہ دو کلمے اُس ملحد سے جسطرح کہ میرے دل مین ہین
بالمشافہ روبرو حضور کے کہون قصہ کوتاہ بمشکل تمام امیر مجاہد الدین نامدار نے یعقوب حرانی کو اجازت مرحمت فرمائی
یعقوب حرانی بمجرد پانے اجازت کے اپنا سامان سرہنگی لے کے لشکر جمشیدی مین داخل ہوا ایلچی جمشید جو کہ نامہ آور
تھا وہ یعقوب سے آگے روانہ ہوا جمشید بدبخت کو خبر آمد یعقوب پہونچا دی حسب الاتفاق جمشید گمبدی اُسوقت
برج جہان نما مین بیٹھا تھا آمد یعقوب حرانی نامدار کی سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ پناہ بذات ایزد ایلچی نے دست بستہ
جمشید سے عرض کیا کہ امیر لشکر اسلام نے حضور کے نامہ کا جواب کچھ نہ لکھا اور یعقوب حرانی کی زبانی پیغام بھیجا ہے کہ
جمشید ملحد نے یعقوب حرانی سے کہلا بھیجا کہ حیف امراے اسلام اپنے دل مین کیا سمجھے ہوے ہین کہ میرے نامہ کا

جواب نہ لکھا زبانی پیام بھیجدیا یعقوب حرانی نے جو یہ اُس بوم شوم کا کلام سُنا کہلا بھیجا ع برین عقل و دانش بباید گریست
باوجودیکہ دعواے خداوندی کرتا ہی گرتنا نہین سمجھتا کہ امیر مجاہد الدین وغیرہ امراے عالی وقار اسلام نے تیری عزت بنسبت
قبل کے زیادہ کی کہ مجھ ایسے اپنے خادم خاص کو بھیجا ورنہ ایک پرچہ کاغذ پر دو حرف لکھکر روانہ کردیتا مگر افسوس تو ان مراتب
اعلی کی قدر نہین جانتا پھر اتنا بڑا دعواے الوہیت جو تو کرتا ہی اُسکو کوئی کیونکر قبول کرے جمشید ملعون کو یہ جواب
دندان شکن سُنکے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی اور کہلا بھیجا کہ امیر مجاہد الدین نامدار نے جو میرے پیغام کا جواب دیا ہی وہ بھی
اس ملازم کی زبانی کہلا بھیج وہ مجھ سے کہدیگا یعقوب حرانی نے کہا جمشید نے جبتک کہ دعواے خداوندی نکیا تھا جبھی
اچھا تھا کہ کسی سے ڈرتا تو نہ تھا بے خوف وخطر رہتا تھا اب اس دعواے بلند پر اسقدر خوف بڑھ گیا کہ مجھے اپنے سامنے
بلاتے ڈرتا ہی اور اپنے دیدار بخش سے بھی محروم رکھتا ہی مین بھی تو دیکھون کہ اب تجھمین کونسی خصوصیت پیدا ہوگئی کہ جسکے سبب سے
اتنا بڑا دعوا کیا ہی جب جمشید نے یعقوب حرانی کے ایسے کلام سُنے لاچار ہوا اور کہا خیر بلاؤ جسوقت یعقوب حرانی نے
جمشید ملحد کے پاس جانے کا قصد کیا نہایت رجوع قلب سے درگاہ مستجیب الدعوات مین بتضرع وزاری دعا کی اور پیغمبر
خدا اور اہلبیت طاہرین علیہم التحیۃ والثنا سے شفاعت چاہی ادھر جمشید پلید نے اپنے دل مین یہ تجویز کی کہ جسوقت
یعقوب آئیگا جواب وسوال کے وقت داغ شقاوت افزا اپنی پیشانی ظلمانی کا دکھا دونگا پس اُسکو اپنا مفتون وشیفتہ
بناؤنگا بعدہ اُسکو قتل کرڈالونگا اسوجہ سے کہ وہ حرامزادہ یعقوب حرانی سے عداوت دلی اور کینہ دیرینہ رکھتا تھا قصہ کوتاہ
یعقوب حرانی داخل برج جہان نما ہوا جمشید مردود ازلی مسند پر بعزور ونخوت بیٹھا تھا ضار منکوس منحوس اُسوقت موجود
نہ تھا اشبوط دیلم وانجد پہلوان جہان یہ دونون ملحد سامنے بیٹھے تھے یعقوب حرانی سامنے گیا اور کہا ہمارا اسلام
اس محفل مین اُس شخص پر کہ جو خداے لاشریک لہ کو معبود برحق جانتا ہی جمشید پلید بولا ای یعقوب مجھے سجدہ کر منصب
خداوندی پر مین فائز ہون یعقوب نے کہا ابھی تک مین تجھے اُسی نظر سے دیکھتا ہون کونسی ایسی بات ہی کہ جسکی وجہ سے
اس دعوی کا مستحق ہوا کہدی بولا دیکھ اشبوط وانجد وغیرہ سلاطین روزگار نے ہمیشہ مجھ سے خصومت ودشمنی رکھی آخر
مجھے سجدہ کیا کوئی بات تو مجھ مین دیکھی کہ تکبر وغیرہ چھوڑ کر میری طاعت مین سرگرم ہوے یعقوب حرانی بولا
میرے گمان مین اثر سحر ضار منکوس کی وجہ ہے کہ یہ سب بیچارے مسحور بیٹھے ہین جمشید نے قسم
کھائی کہ جو تو سمجھا ہے وہ نہین ہے مین ابھی اپنی خداوندی تجھپر ثابت کیے دیتا ہون اور ایسی علامت دکھاتا ہون
کہ جس سے تو بے اختیار سجدہ کریگا یعقوب سُن چکا تھا کہ جو کوئی اُسکی پیشانی ظلمانی دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ
کرتا ہے سحر سے کوئی نشانی اس لعین نے پیشانی پر ظاہر کی ہے اس سبب سے یعقوب حرانی نیچی آنکھین کیے
باتین کررہا تھا لیکن کنکھیون سے دیکھتا جاتا تھا جمشید بولا پہلے یہ کہہ کہ امیر مجاہد الدین نے میرے
نامہ کا کیا جواب دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا امیر باتوقیر نے فرمایا ہی کہ یہ ممنون سلاطین سلطان شاہ وغیرہ ہماری پناہ

آئے ہین یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ انھین تجھکو حوالہ کر دین زیادہ برین نیست کہ لڑائی ہو ہم مقدمۂ جنگ و جدل مین ترک فلک سے
بھی نہین ڈرتے آدمی کیا چیز ہی اور تو ہمیشہ ہمارے ہاتھ سے ذلیل ہوا کیا ہی اب کیا ہو گیا آخر وہی تو ہی اور وہی ہم ہین -
جمشید نے اس پیام سے سر جھکا لیا فکر کرنے لگا کہ اس جواب لاجواب کا کیا جواب دینا چاہیے یعقوب حرانی بولا اے
جمشید یہ تو امراے اسلام کا پیام تھا جو مین نے گذارش کیا لیکن دو کلمے مین اپنی طرف سے کہا چاہتا ہون اگر
حکم ہو عرض کرون جمشید نے کہا کون مانع ہی تو شوق سے کہہ یعقوب نے کہا تیری بہن طرۂ مشکین خال نے دعا کہی ہی
اور کہا ہی کہ اب دعوی باطل خدائی کا کرتا ہی اور اپنے زعم ناقص و اعتقاد باطل مین رتبہ بلند پر پہونچا ہی میرا حق بھی پہچان
کہ مین تیری بہن ہون اور میرے شوہر کا حق جان اس کلام سے یعقوب حرانی کو خفیف و ذلیل کرنا جمشید کا منظور تھا
چنانچہ حد سے زیادہ جمشید ذلیل و خفیف ہوا اور داغ شقاوت کا دکھانا بھی بھول گیا غصے سے کانپنے لگا تمام عالم نظر مین
تیرہ و تار ہو گیا مگر یعقوب حرانی نے بات کرنا موقوف نکی کہا کہ تیری بہن طرہ مشکین خال مجھ سے جفت ہونے کے سبب
حاملہ بھی ہی اگر دعواے خدائی کرتا ہی تو کہو اسکے شکم مین لڑکا ہی یا لڑکی - راوی کہتا ہی کہ یعقوب حرانی نے ذلت دینے کو
فقط یہ جملہ بنا کے بیان کیا تھا اسواسطے کہ یعقوب حرانی نے بھی تو اپنی عروسی صاحب قران اکبر کی عروسی پر موقوف
رکھی تھی جس طرح امیر محمد نامدار نے عہد کیا تھا غرض جمشید دفعتًا چلا اٹھا اور کہا اس یہودی بچے کو خبردار زندہ نہ جانے دینا
مگر یعقوب حرانی یہ سنتے کے ساتھہی ایک جست کر کے جمشید کے برابر آیا اور سات کنگرون کا تاج جو کہ نیا تیار کیا گیا تھا
اسکے سر سے لیا اور بغل مین دبا کے خنجر کو میان سے لیا اشبوط دیلمی نے دامن یعقوب حرانی پکڑا تھا کہ یعقوب حرانی نے
ایک دھپ اس زور سے گیدی کے سر پر دی کہ دس قدم کے فاصلہ پر تاج سر ناپاک اسکا جا کر گر پڑا انجد پہلوان جہان دونون
ہاتھ پھیلا کر دوڑا چاہتا تھا کہ یعقوب حرانی نے اسکی ہتھیلی پر نوک خنجر اس زور سے ماری کہ پشت دست سے پار نکل گئی اشبوط
دیلمی کا بھی تاج اٹھا لیا پھر ایک جست کر کے بارگاہ سے باہر نکلا ادھر دربار مین ہنگامہ برپا تھا ہزارون حرامزادے ہر چہار
طرف سے دوڑے جمشید پلید بھی گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہ رہا تھا کہ اگر یعقوب نکل گیا تو ایک ایک کو جہنم مین
پہونچا دونگا اور جو شخص پکڑ لاویگا اسکو مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا اور آخرت مین بہشت بھی دونگا مگر یعقوب بفضل
حافظ حقیقی اور تائید ربانی خنجر سے مارتا ہوا زینہ سے اترنے لگا لیکن ستم یہ ہوا کہ نیچے والے ادھر آتے تھے راہ دونون
طرف سے آمد و رفت کی مسدود ہو گئی یعقوب سراسیمہ ہوا کہ اب بجز گرفتار ہو جانے و یا قتل ہونے کے کچھ نہو گا جب تک
کہ دست و پا مین قوت رہی ان کافرون کو مارتا رہا اور جست و خیز کر کے اپنی محافظت کرتا تھا آخر خدا پر تکیہ کیا اور مینارے
روشندان سے کودا ہرچند کہ مینار بہت بلند تھا یعقوب سمجھا کہ اب زمین پر گرونگا تو استخوان سرمہ ہو جائینگے اتفاق
سے زیر برج فراش خانہ کا شامیانہ استادہ تھا اور اسکے نیچے بیچون بیچ مین دریان اور چاندنیان بندھی ہوئی رکھی تھین
یعقوب اس شامیانہ پر گرا اور صدمہ سے محفوظ رہا دوسری جھت کے لوگون کے سرون پر پاؤن رکھ کے نیچے اترا دین کو

زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا اور نیمچہ سلیمانی کھینچے ہوئے مثل برق کے غول مین اُن نامردون کے در آیا ادھر نہنگ مصری بھی دو قارورے لیے ہوئے بہ تبدیل ہیئت موجود تھا جیسے ہی نہنگ مصری نے دیکھا کہ یعقوب حرانی آ تا ہے فوراً موقع پا کر دو قارورون مین آگ دیدی پس آگ کا دینا تھا کہ قیامت برپا ہوگئی تاریکی نے اُس سارے میدان کو گھیر لیا اُسی ظلمت و تاریکی مین دونون عیار طرار پچاس ساٹھ ملحدون کو داخل جہنم کرکے سب صحیح و سالم خوشی و خورم نکلے چلے آئے اور لشکر ظفر پیکر مین پہونچکر امیر کی خدمت عالی مین حاضر ہوے اور ساری سرگذشت اپنی بیان کی امیر نے از حد تعریف کی اور شکریۂ احسان درگاہ حافظ حقیقی مین ادا کیا امیر نے یعقوب حرانی و نہنگ مصری پر نہایت نوازش فرمائی اور کہا عجب کام کیا بعد اسکے خلعت و انعام سے مالامال کر دیا۔ اب دو کلمہ اُن کافران غدار کے گذارش کیے جاتے ہین کہ جب دود ظلمت وہان کا برطرف ہوا جمشید بلید نے اس حال جان گزا کو سُنا فرط غضب سے دھوان دماغ سے نکل گیا اور کہا عجیب بندگان شوخ و شنگ مین نے پیدا کیے ہین اب خود بچھتاتا ہون کہ کیا کیا نہایت مشکل دربیش ہوئی ان خدا پرستون کے ہاتھ سے میری خدائی دیکھیے باقی رہتی ہے یا نہین اشبوط دیلم جگر سوختہ ذلت زدہ بیٹھا تھا بے اختیار بول اُٹھا اے خداوند مجھے ابھی وحی آئی ہے کہ یہ لوگ نہایت متمرد ہین یہ کب کسی سے دبتے ہین انکا مغلوب ہونا سہل نہین ہے جمشید مردود بولا ای قرمساق آخر وحی بھیجنے والا مین ہی تو ہون مین نے ہرگز وحی نہین بھیجی دوسرا کون ہے جسنے ایسی واہی تباہی وحی تجھے بھیج دی اشبوط دیلم شرمندہ ہو کے خاموش ہو رہا جمشید بلید نے حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجادو آج مین خود انھین میدان رزم مین دیکھ لونگا رات کو خناس جادو حسب معمول آیا اور جمشید ملعون نے اُس مردود کے سامنے یعقوب حرانی کا ذلت دینا اور صاف نکل جانا سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ اُسی کا کام تھا اور کسی سے کچھ نہو سکا وہ بڑی ذلت و خفت مجھے دے کے نکل گیا اور طرفہ کام یہ کر گیا کہ میرا تاج سر پر سے اُڑا لے گیا اور کسی کے روکے نہ رکا مجھے اُس تاج یاقوت نگار کا بڑا افسوس ہوا کہ اُس تاج کے بنوانے مین زر کثیر خرچ ہوا تھا اور عرصہ دراز مین یہ تاج نہایت شوق سے زر کثیر صرف کر کے بنوایا تھا اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ مین نے تاج کو آج کے سوا کبھی پہنا بھی نہ تھا خناس جادو بولا خیر کیا مضائقہ ہے اُسکا حق بھی تجھپر ہے کیونکہ تیری بہن اُسکے گھر مین ہے پھر وہ اپنا حصہ ضرور ہی لینا چاہیگا مین جو ایسے جزئیات کی طرف متوجہ ہون کہ اُس سے تاج چھین کے تجھے دیدون تو فی الواقع حکیم قطاس الحکمت بھی ایک مرد مشخص ہین اور عالم مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے اُنکو خواہ مخواہ ناگوار گذرے گا پھر وہ میری ساری قلعی کھول دینگے اور جب میرا راز کھل گیا اور مسلمانون پر حقیقت ظاہر ہوگئی تو بے شبہہ میرے دفع کرنے کی فکر مین معروف ہونگے معز الدین اور حکماء دیگر کو خبر پہونچیگی وہ بھی انھین کے شریک حال ہو کے ایسی امر کی طرف متوجہ ہونگے وہ بھی ایسے ویسے نہین ہر ایک علامۂ دہر و فلاطون زمانہ ہے میرا وجود کیا اُنکے آگے چاہیے کہ مین اُنسے مقابلہ کر سکون کیا مجال ہے بے شک مین اُنکے ہاتھ سے ذلیل ہونگا اور مارا بھی جاؤنگا تو عجب نہین اس صورت مین میرا پوشیدہ ہی رہنا مصلحت ہے جہان تک میرے حال سے کوئی آگاہ نہو بہتر ہے جو لوگ گمان سحر کرتے ہین ضار منکوس منحوس پر کرتے ہین مجھے نہین جانتے مجھسے غافل ہین ایسی غفلت مین تیرا کام درست ہو جائیگا

ورنہ پھر بڑی مشکل درپیش ہوجائیگی یہ کارخانہ ایک لمحہ مین فوراً نیست و نابود ہوجائیگا پھر میرے بنائے کچھ نہ بنے گا بلکہ مجھے اپنی ہی
جان کی پڑجائے گی کام کیسا بس جس طرح ہی اسی طرح سے رہنے دے اسکو غنیمت نہین جانتا سارا عالم تو تیرا مطیع و فرمانبردار
ہی اگر ایک فرقہ نہین مانتا نہ مانے اس مین کیا نقصان ہی جمشید یار گیا۔ یہ سمجھا کہ واقعی سچ کہتا ہی پس دم بخود ہوا ایک لمحہ کے بعد
خناز جادو کو جمشید نے سجدہ کیا اور کہا کہ اے مرشد اتنا تو کرو کہ خواہر جمشید مسماۃ طرۂ مشکین خال اور محبوبۂ جمشید سرو سہی کو
خانہ یعقوب و امیر محمد سے مجھے بلا دو کہ مین ایک کو قتل کرون اور دوسری کو پہلو مین بٹھاؤن پھر دونون کا قصہ ابتدا سے انتہا تک
خناز جادو کے سامنے بیان کیا اور اشتیاق سرو سہی حد سے زیادہ بیان کیا اور منت وزاری انتہا سے زیادہ کی خناز جادو
بولا اچھا کیا مضائقہ ہی پہلے کسی عیار طرار کو لشکر اسلام مین بھیج اور ان دونون نازنینون کے رہنے کا مقام تحقیق کرکے مجھ سے
بیان کر پھر مین دونون کو بلا دونگا جمشید ملعون یہ سنکے شادی مرگ ہوگیا اور اسی وقت ارژنگ برادر نہنگ مصری کو کہ یہ
عیار بیاشی دست راست تھا خاص اسی کام پر مامور و مقرر کیا ارژنگ تبدیل ہیئت کرکے لشکر اسلام مین گیا اور خود
ملکہ سرو سہی اور طرۂ مشکین خال کا حال تحقیق کرکے واپس آیا جمشید سراپا مکر و کید کو آکے خبر دی کہ جب صاحبقران نے
دوسری بار فتح بقیۂ طلسم بیضا کا قصد کیا یہ دونون قصر اخضر مین ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس گئین اور اب وہین ہتی ہین
جمشید نے خناز جادو سے کہا وہ بدبخت ہنسا اور کہا کہ جب تیرا بخت یاوری نکرے تو اسمین کیا کرون جادوگر کی
کیا مجال کہ جو قصر اخضر مین جا سکین اسلئے کہ حکماے عالی منزلت نے بڑی محنت اسکے ترتیب مین کی ہی اور علوم غریبہ
وفنون عجیبہ کو صرف کیا ہی عالم مین کسی کی محنت ضائع نہین ہوتی مگر مین بھی محنت مین بند نہین ہون محنت کرنے کو موجود
ہون لیکن اس کام مین مدت چاہیے ابھی صبر کر معز الدین کا جھگڑا تمام ہولے اسوقت خود بخود تیری مراد دلی
حاصل ہو جائیگی جمشید یہ سنکے خوب رویا اور کہا حیف اس دعوئ خداوندی پر بھی احتیاج باقی ہے بر سبیل تذکرہ ایک
حکایت یاد آگئی۔ واضح ہو کہ ایک زمانے مین محمد حسین نامی ایرانی نے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آکے ایک مذہب
تازہ اختراع کیا بہت مرید کیے ہزارہا دعوی باطل کرتا تھا اور کہتا تھا میرے کان مین غیب سے آواز آتی ہی اور الہام ہوتا ہی
چنانچہ اپنا خطاب عبد اللہ مقرر کیا ہر مرید کو اسی قبیل سے خطاب دیا اور شعر بھی کہتا تھا ایک مطلع یاد تھا بحسب مناسبت
لکھا گیا۔ شعر

خدا شدیم پیمبر شدیم و بود نبود	علاج مرگ نکردیم و احتیاج چہ سود

مرید اسے خفتان نمود کہتے تھے اور حسب ہدایت اسکے نماز شش رکعتی جسمین سجدہ نہ ارد ادا کرتے تھے نام اس
نماز کا دیا رکھا تھا اور اقوال و افعال اس سراپا ضلال کے اسی قبیل سے بکثرت ہین بخیال طوالت بیجا انکو بالتوی
رکھ کے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ القصہ جمشید نے جب یہ کلام سنے طبل جنگ بجوایا صدا سے طبل لشکر کفار اہل اسلام
کے کان مین پہونچی امیر کبیر یعنے امیر مجاہد الدین نامور نے فرمایا۔ ہان غازیان دین ہمارے یہان بھی کوس حربی پر

چوب پڑے چنانچہ شعر

زنقارہ آواز آمد برون	کہ دون ست دون کست گردون دون

جمشید پلید اسپ قدرت پر سوار ہوکر میدان کین مین آیا۔ اشبوط دیلمی بکران خارجی القیموس زنگی افنیموس فرنگی نعمرون ربیعی ابو حاکم فردوسی سنجانشی مسقطی وغیرہ سرداران لشکر نکبت اثر وغیرہ جمشید خود پرست کے ساتھ تھے اور ادھر سے امیر مجاہد الدین و امیر غضنفر نامدار اور امیر دلاور و امیر ناصر الدین پہلوان و طیفو نیزہ باز و سمعاج اژدر در وسیاری مسعود و سیدی سالم اور الواح بن التوم و ابطال زنگی بہادران روزگار دلیران تہور شعار معرکہ کارزار مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین بعد تسویہ صفوف اول اشتون بن اشتان دمشقی نے جمشید سے رخصت لی اور میدان رزم مین آیا ہر چند یہ ملعون بحسب ظاہر نہایت زور آور قوی ہیکل تھا لیکن وہ گیدی صاحب یکہ بر سحر نہ تھا کیونکہ یکہ بر سحر جنکے نام سے مسحور ہوا تھا اُنھین کے پاس رہنے سے موثر ہوتا تھا مگر جمشید پلید کے گمان مین یہ تھا کہ یکہ بر سحر جسکو دیا جائیگا اپنا اثر دکھائیگا چنانچہ ایک اشتون کو بھی دیا وہ گیدی تکبر و غرور سے پڑا اور عقل سے خالی رزمگاہ مین پہونچا اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کے ایک نعرہ مارا کہ اے لشکر اہل اسلام و دوستداران آل محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس پر کیون ظلم و ستم کرتے ہو اور اپنے دشمن ہو رہے ہو جمشید کی قدر نہین جانتے اور اُسکی معرفت کی راہ نہین پہچانتے حالانکہ اشبوط دیلمی کہ دو لاکھ سوار جرار کا بادشاہ ہے اور القیموس زنگی ڈیڑھ لاکھ سوار کا فرمان روا ہے اور بکران شاہ خارجی ایک لاکھ سوار کا مالک ہو ایسے ایسے سردار ہزار ہا اُسکے دائرۂ اطاعت مین آ گئے ہین اور سر عجز سجدے مین جھکائے ہین یہ سب بغیر قدرت خداوندی دیکھے مطیع ہوے ہین دلاوران اہل اسلام نے جو یہ اُسکے سخنان لغو و لاطائل سنے خوب ہنسے اور آپس مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ دیکھیے ان قرمساقون نے جمشید پلید کو خداوند مقرر کرکے اطاعت اختیار کی ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ایسے مقامات مین کیا کیا جائے۔ القصہ لشکر ظفر پیکر سے شیدی سالم برادر شیدی اسلم نوجوان جو کہ خطاب بدری سے سرفراز ہوا تھا مقابلہ کو اُسکے آیا۔ اشتون بہادر نے نصیحت کی گالیان کھائین نیزہ مارا شیدی سالم نے پانچوین تان مین وہ نیزہ ہوائی کر دیا اور وہی نیزہ اُٹھا کے سینہ کافر پر اس زور سے بجا بکدستی تمام مارا کہ نوک نیزہ پشت کو توڑ کے باہر نکل آئی۔ پھر نیزہ کو نکال دی اور صدر زین سے اُٹھا لیا اور بقوت تمام زمین پر دے مارا اور اوپر سے گھوڑا دوڑا کے خاک و خون مین ملا دیا اور کہا مین جانتا تھا کہ تو مسلمان نہو گا اسیلئے تجھے قتل کیا۔ اشتون دمشقی چھوٹا پہلوان نہ تھا دمشقیون مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا بڑا نامی اور بہادر تھا جمشید ملعون کو اُسکے قتل ہونے سے نہایت ملال ہوا اور کہا یہ طرفہ تقدیرین مقدر ہو گئی ہین کہ جنکی اصلا مجھے خبر نہین زرتنگ بولا اے بادشاہ پہلے کیا کمی تھی کہ جو دعوائے خدائی

میدان کارزار مین جنگ وجدال کا پہلوانان رستم توان سے ہونا-



اسپر بڑھایا گیا- بولا مین نائب طبیعت مجردہ ہون اُسنے مجھ سے فرمایا کہ اب دعواے خدائی کر مین نے وہی کیا آخر خلوت مین زرتنگ نے چونکہ راز سے آگاہ تھا کہا جب عاقبت کھو دے پھر آدمی جسقدر چاہے زندگی عیش مین بسر کرے دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر صف آرا ہوے قحطان مصری شیطان مصری شیطان دمشقی طیفور نیزہ باز کے ہاتھ سے جہنم مین پہونچے ارجاس مردار خوار آخر روز آیا طیفور کو زخمی کیا دوسرے دن تلحوم مصری نکلا الواح بن النوم نے زخمی کیا انجام بدبخت کا دست نجس وشوم جو کہ ضرب شمشیر آبدار یعقوب سے مجروح ہوا تھا ابھی اچھا نہوا تھا کہ میدان جنگ مین آیا اور الواح کو زخمی کیا اور رشیدی سلیم شہید ہوا طبل بازگشت بجا جمشید نے انجد کو اپنے پاس بلایا اور بڑی نوازش و توقیر کی اور کہا اے انجد مین نے تجھے پیغمبری روبرو مرحمت فرمائی ہے لیکن اب تو اس رتبہ سے بھی زیادہ مرتبہ کا امیدوار ہو زرتنگ ہنسا اور کہا پیغمبری سے بڑھ کے آگے پھر خدائی کا مرتبہ ہے نہ تم کر لیتے ہو پھر مین کس مرتبہ کا امیدوار رہون جمشید بولا محمدی بہت مرتبے بیان کرتے ہین مثل ابدال و اقطاب وغیرہ کے انہین سے ایک انجد کو دونگا اور ایک تجھکو مہتر زرتنگ بولا خداوند نے اکثر مراتب مقرر کیے ہین اور اپنے بندون کو مرحمت فرمائے ہین

چنانچہ بالفعل عہدۂ لیس لشیت خداوند خالی ہے جمشید پلید اپنی بے وقوفی سے نہایت برہم ہوا بولا ای عیار تجھے کیا ہم
خداوند ہین جو مراتب چاہین زرتنگ کیا جسپر مہربان ہون اُسسے عطا کرین زرتنگ چُپ ہو رہا - راوی کہتا ہی کہ زرتنگ
نے داغ شقاوت پیشانی پر بارہا دیکھا تھا لیکن چونکہ وہ اُسکی اصل سے واقف تھا لہذا اُسکو اعتقاد مثل اورون کے
نہین تھا اسی طرح جو شخص راز سحر سے آگاہ تھے وہ داغ شقاوت کے دیکھنے سے مسحور نہین ہوتے تھے قصہ کوتاہ
دوسرے روز پھر جمشید پلید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا یکایک صدائے طبل جنگی بلند ہوئی لشکر خدا مین بھی
کوس حربی بجا تمام رات سامان جنگ کی درستی مین گذری صبح کو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین مختال
معصری نے سمند شقاوت کو میدان رزم مین جولان کیا اور بعد رجز خوانی طالب حریف ہوا - امیر عزیز الدین دلاور
امیر مجاہد الدین نامدار سے اجازت حرب لیکے میدان مین آیا اور بعد حملات اُس بے ایمان کو شمشیر جان ستان سے
دو حصہ کیا ارجاس حرامزادہ گیا اور امیر باتوقیر مذکور کو زخمی و مجروح کیا - امیر شجاع الدین بن عرب شجاع گیا اور اُس کافر
کے سرخس کو زخمی کیا بعد اسکے انجد بن نجدون مرتد نے مرکب کی باگ لی اور مقابل ہوا آخر اس حرب و ضرب مین امیر کے
سر مین شمشیر آبدار خود کو کاٹ کے چار انگشت اُتر گئی فوراً ہر ایک رگ سے فوارے خون کے جاری ہوئے جمشید
پلید نے انجد جہان پہلوان کے سر پر زر کثیر نثار کیا اور کہا اپنی خداوندی کی قسم ہی کہ مین نے کوئی بندہ تجھ سے بہتر نہین
پیدا کیا مین تجھے اپنا نائب کرونگا لیکن خطاب خداوندی دینے مین البتہ تردد ہی ابو حاکم چونکہ مذہب عیسائی رکھتا تھا
بولا کچھ مضائقہ نہین اگر تینون خداوند رہینگے تم اور انجد اور طبیعت مجردہ تینون خدائی قبول کرو ہم سب کی بندگی بجا لائینگے
بشرطیکہ معز الدین تمھارے ہاتھ سے مارا جائے - راوی کہتا ہی کہ ابو حاکم ملعون کو ہر وقت یہی فکر تھی کہ کسی طرح دشمنان
معز الدین قتل کیے جائین الغرض خناز جادو لعین نے ایک مرہم بناکے جمشید کے پاس بھیجدیا گیدی نے اپنے ہاتھ
سے پھاہا بنایا دست انجد مین لگایا ایک رات مین زخم رو بصحت ہوا پھر صفین جمین اور خونخوار دمشقی نکلا امیر معظم نے
علاوہ پانچ ملعونون کے اُسسے روانہ دار العدم کیا مگر مکر و فریب مین آکے انجد ملحد کے ہاتھ سے زخم کھایا راوی کہتا ہی
کہ ایک شمشیر سحر خناز جادو نے جمشید کو دی تھی جمشید نے اب وہ تلوار انجد کو دے دی اور کہا اس تلوار کو مین نے
مادۂ قدرت سے بنایا ہی یہی وجہ تھی کہ اُس کافر نے سبکو زخمی کیا تھا اور آیندہ زخمی و ہلاک کرنے کی جرأت رکھتا تھا دوسرے
دن امیر غضنفر دلاور بھی زخمی ہوا کہ وہ بھی بہادران روزگار اور دلاوران تہور شعار سے تھا دوسرے روز امیر شجاع الدین
ثانی بن امیر بہاء الدین معصری میدان کارزار مین انجد کے مقابلہ کو گیا اول نیزہ بازی ہوئی ہنر و فن نیزہ بازی مین حق تعالے
نے اُس بندۂ موحد کو ملحد پر غالب کیا پھر شمشیر زنی کی نوبت آئی یکایک تلوار امیر کی اُس پلید سحر پر پڑی کہ پیچ پگڑی کے
کاٹ کے کاسۂ سر مین درآئی ایک فوارۂ خون سر سے جاری ہوا جمشید نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا انجد نے اپنا زخم
پگڑی سے خوب مضبوط باندھا ادھر اُس ملحد جمشید نے پھر غضب آلود ہو کے طبل جنگ بجوایا اور سلحشور معصری نام پہلوان

میدان جنگ مین آیا لشکر اسلام سے نصرت قرین امیر ناصر الدین نامدار رزمگاہ مین آیا سلحشور بولا خوب ہوا کہ تو آیا تیری بہادری
اور دلاوری کی بڑی دھوم ہے مین بھی اُس دلاوری کو دیکھا چاہتا ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ زبان بہ بند وباد و بکشا قصہ کوتاہ نیزہ بازی
ہوئی امیر نے نیزہ اُس پر غرور کا ہوائی کر دیا اب شمشیر زنی کی نوبت آئی امیر خوش تدبیر نے ایک ہی ضرب بے پناہ سے اُس
شوم بخت کو جہنم واصل کر دیا ملحشور برادر سلحشور میدان مین آیا امیر نامور نے اُس کافر کو بھی جہنم واصل کیا الغرض شام تک
دس پہلوان نامی اس امیر عالی وقار کے ہاتھ سے داخل نار جہنم ہوے دو چار امین صاحب یکہ پر بھی تھے بمقولہ اِذَا جَاءَ
اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ بضرب تیغ بے دریغ یکہ سحر بھی کٹتا تھا اور مارے جاتے تھے جمشید نے
بے اختیار آہ جگر خراش کی اور بہ آواز بلند رو کے کہا مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی اور نیابت خداوند کی کل خود میدان جنگ
مین جاؤنگا اور کسی کو نجانے دونگا کہ ان خدا پرستون نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھون یہ میرا کیا کرتے ہین خناز جادو نے
بھی وقت روسیاہی اجازت دے دی ہے الغرض جمشید نابکار نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور دوسرے روز بوصف آرائی
کے جمشید میدان مین آیا اور رجز خوانی کی بعدہ قسم دی کہ بندگان مسلمان سے غیر امیر ناصر الدین نہ لڑونگا اگر وہ میرا سنکر ہے
تو اُسے اپنے دین کی قسم ہے مجھ سے لڑنے آئے امیر ناصر الدین امیر مجاہد الدین نامور کے پاس گیا اور رخصت چاہی لبس کلمہ
رخصت زبان پر آتا تھا کہ امیر مجاہد الدین کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوے راوی کہتا ہے کہ امیر ناصر الدین خالو
امیر زادہ سیف الدین کا تھا غرض یہ سب سے بخوشی مرخص ہو کے روانہ ہوا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ امیر کو اپنے شہید ہونے کا
یقین ہو گیا تھا اسوجہ سے ہر ایک سے رخصت ہوتا تھا تا اینکہ میدان مین گیا بعد قیل وقال بسیار کے نیزہ بازی شروع ہوئی
دو ساعت برابر نیزہ بازی رہی آخر جمشید نے ہاتھ سے نیزہ پھینکدیا اور ایک ضرب گرز امیر کے سر پر لگائی اس دلاور دوران
نے بفضل ایزدی اُس ضرب عمود کو روکا اور ایک ہی ضرب گرز جمشید پلید کے سر نجس پر لگائی وہ گرز خود سے پھسل کے گردن
پر پہونچا۔ حالانکہ روغن وغیرہ وہ شریر اپنے جسم پر ملتا تھا تاہم ضرب گرز سے بے حال ہو گیا ذرا دم نہ لیا اور پھر تلوار کھینچ کے
وار کیا امیر نے شربت شہادت نوش فرمایا عیاران لشکر اہل اسلام دوڑے اور اُس شہید کا لاشہ اپنے لشکر ظفر پیکر مین
لے گئے۔ اُس دن جمشید پلید نے پانچ آدمی اور شہید کیے دوسرے روز اگرچہ صفوف جدال وقتال پھر آراستہ ہوئین
لیکن بوجہ درد گردن کے وہ گیدی خود نہ آیا دمشقی و البطالی وغیرہ دس نفر پہلوانان نامی وگرامی یکے بعد دیگرے آئے
لیکن امیر سیف الدین بہادر نے تاشام سب واصل جہنم کیے دوسرے دن لشکر اشبوط دیلمی سے بارہ نفر
پہلوان بڑے دریل آئے اور اُنکو امیر بہار الملک نے جہنم واصل کیا جمشید پلید نے کہا دو چار روز لڑائی کو
موقوف رکھنا چاہیے کہ پہلوانان مجروح وخستہ صحت پائین سب حاضرین دربار نے اس راے کو پسند کیا اور جنگ و
جدال موقوف رہی

جمشید پلید کا شمشیر پرصحر سے معین الملت والدین امیر ناصر الدین بہادر و

دلاور کو شہید کرنا۔



اب راوی حسب ایمائے جمشید پلید واسطے صحت پہلوانان مجروح شدہ کے جنگ وجدل موقوف رکھتا ہے اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی عشق و عاشقی کا حال معرض بیان مین لاتا ہے

مشاطگان عرائس ہنر و فن و حلاوت بخشان طعام سخن اس داستان مین یون قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ ابراہیم بن حیدر خدمت عالی منزلت صاحب قران اکبر فلک قدر سے رخصت ہوکر زنگادہ زنگاری پوش اور اسلم بن سالم کو قید مطبقۂ جادو سے چھڑانے کو بحر اعظم کی طرف روانہ ہوئے تین منزلین خشکی کی طے کی ہونگی کہ ایک دریائے ناپیدا کنار ملا جو نہین کنارے اُس دریائے ذخار کے پہونچے دیکھا صدہا کشتیان موجود ہین ایک کشتی مین مع ہزار سوار جرار کے وہ فلک اقتدار سوار ہوا اور ایک درویش عارف باللہ نے ایک اسم جلیل اسمائے الٰہی سے سنگ مقصود پر کندہ کر دیا تھا اور شاہزادۂ عالیوقار اُس نقش معظم کو اپنے بازو پر باندھے تھا اور شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ نقش جلیل واسطے حفاظت سحر کے ہے کہ تمکو سحر و ساحری سے محفوظ و امان مین رکھیگا جس وقت تک کہ یہ نقش تمھارے بازو پر رہیگا کسی کا

جادو تمپر موثر نہوگا۔ شاہزادہ اُس تعویذکے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس مہم جادو کو اسی نقش رد سحر کے خیال سے قبول کیا تھا۔

اب دو کلمہ حال مین مطبقۂ ساحرۂ غدارہ کے بھی راوی کو واجب العرض ہین

جب اُس مطبقۂ ساحرہ نے سیدی سالم کو مقید کیا اور یہ بھی اُس نابکار کو بعلم کہانت معلوم ہوا کہ سیدی سالم غلامان صاحب قران اکبر شاہزادۂ معزالدین ناموری سے ہی اور صاحب قران والاشان سے منجملہ تمام ساحران زبردست کے یہ بھی خوب واقف تھی وہ ساحرۂ ملعونہ ڈرتی کہ مبادا وہ دشمن ساحران اسطرف کا قصد فرمائے تو قیامت برپا ہو جائیگی اسلیے اکفر جادو کو کہ اس مکارہ کا اُستاد تھا بلایا اور چارسی لفر ساحر ظلمات سے بھی طلب کیے جزیرۃ الجبل مین سکونت اختیار کی ایک قلعۂ کوچک مع عمارات وسیع بھی اُسی جزیرۂ مذکور مین بنایا اور اس کوہ کے گرد طلسم بندی کی تاکہ نظر خلائق سے بھی پوشیدہ رہے اور صاحب قران اکبر سے بھی محفوظ رہے اب اُسی جزیرہ الجبل مین کفر جادو اور مطبقۂ جادو دونون منزل گزین ہین لیکن ہر ایک کا مقام و مسکن علیحدہ علیحدہ ہی لیکن یہ اکثر باہم دونون منھ بھی اپنا کالا کرتے ہین وہ قطامہ ہمیشہ زنگادہ و اسلم سے طالب وصال ہوتی ہی لیکن اسلم و زنگادہ قبول و منظور نہین کرتے اور اپنے مرگ و زیست پر راضی ہین چونکہ اُنکا رشتۂ حیات قطع نہین ہوا تھا بدین وجہ ساحرہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ اب میرے دام سحر سے کہان جا سکتے ہین آخر کبھی نہ کبھی راضی ہو جائینگے اسلیے کبھی منت و سماجت کرتی تھی اور کبھی ڈراتی اور دھمکاتی تھی اور طلسم کی یہ صورت تھی کہ اُس جزیرۃ الجبل کے قریب ایک پہاڑ پانی مین غرق تھا تھوڑا حصہ پانی کے اوپر اُبھرا ہوا مثل جزیرۂ کے نمودار تھا اور اُس کوہ پر ایک میل نہایت بلند بنایا تھا اُس میل پر ایک حد سکندری نصب کی تھی کہ اُس طرف کے جانے والون کو اشارے سے ممانعت کرتی تھی اگر کوئی جہاز زیر میل اتفاق سے آجاتا تھا وہ میل مین چرخ مارا کرتا تھا جسوقت تک غلہ اُس جہاز مین رہتا تھا اہل جہاز زندہ رہتے تھے آخر کار ہلاک ہو جایا کرتے تھے اسکے بعد وہ مردمان ساحر مال و اسباب اُس جہاز پر سے لوٹ لیا کرتے تھے جبتک اُس جہاز مین ایک بھی زندہ رہتا تھا اُنکے حال سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا اسلیے کہ یہان کی حقیقت حال کا کوئی سراغ نپاوے اور کسی کو یہان کی کیفیت معلوم نہو۔ صاحب قران اکبر کو بھی خبر نہ پہونچے کہ وہ دشمنان جان ساحران ہمارے حالات سے مطلع ہو کے قیامت برپا کریگا اکفر جادو اُس شہریار کے نام سے کانپتا تھا اور از روے علم کہانت یقین کیے ہوے تھا کہ میری موت اہل اسلام کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہے اور صاحب قران اکبر تمام ساحرون کو جہنم مین پہونچا دینگے اس صورت مین اسی امر کو خوب جانتے تھے کہ اس قلعہ سے باہر نہ جائیے کہ اس قلعہ سے نکلنا اور دیکھ لیا کسی کو اور کچھ نہ یاد تھا آخر صاحب قران اکبر کو یہ خبر پہونچ گئی کہ فلان قلعہ مین ساحران بے دین رہتے ہین اور

سالم کو قید مین رکھا ہی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کا جہاز بھی ملاحون نے وہانتک پہونچایا جہان سے وہ میل نظر آتا تھا
شاہزادہ ابراہیم نے غور سے دیکھا پتلی کی صورت معلوم ہوئی میل پر سے اشارہ ہاتھ سے کر رہی تھی کہ پھر جاؤ شاہزادہ
ابراہیم بن حیدر نے ملاحون سے پوچھا یہ کیا سامنے میل سکندری دکھائی دیتا ہی وہ بولے اے شہریار نامدار ہمنے
یہ میل سابق مین یہان کبھی نہین دیکھا تھا غالب ہی کہ یہ میل ساحرون نے بنایا ہی فرمایا اُن ملاعین کا مقام کہان ہی
ملاحون نے کہا حضور ہم بھی حیران ہین کہ اول اس جگہ کوہ جزیرۃ الجبل نظر آتا تھا شاید اب وہ غائب ہوگیا اور یہ
کیفیت نئی معلوم ہوتی ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ انھین ملعونون کا سحر ہوگا شاہزادہ ابراہیم بن حیدر اُسی
نقش کے بھروسے پر آتا تھا آخر نہایت حیران ہوا بڑی دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کیجائے آخر الامر فرمایا کہ اب جو ہو
سو ہو جہاز زیر میل لیچلو جو قسمت کا لکھا ہی وہ تو ضرور ہی ہوگا۔ مصرعہ

آنچہ نصیب ست بہم میرسد

مین بھی دیکھتا ہون کہ ہمین کیا مشیت ایزدی ہے۔

دریا مین میل سحر کا ہونا اور اُسپر ایک پتلی کا مثل سد سکندری کے نصب ہونا اور ہاتھون سے
ہر ایک جہاز پر اسطرف آنیوالے کو منع کرنا



القصہ جہاز کو ملاحون نے بمجبوری حد میل تک پہونچایا کچھ ہی آگے جہاز بڑھا تھا کہ جہاز کا رُخ پھر گیا ہرچند سکانیون نے

اپنا ہنر وفن صرف کیا اور لاکھ لاکھ کوششین کین لیکن کچھ فائدہ نہوا اور جہاز چکر مین آکے میل کے گرد پھرنے لگا تب شاہزادے نے فرمایا یہ کیا ہوا کہ جہاز کو قرار نہین ہی ملاحون نے کہا ای شہریار دولت مدار عنان مرکب آبی دست اختیار سے باہر ہوگئی اب ہمارا دست رس نہین ہی محض مجبور ہین لیکن یہ ہم بخوبی جانتے ہین کہ یہ سارا کارخانۂ سحر ہی اور فی الحال مرتب ہوا ہی کہ جہاز گرد چکر مارتا ہی اب چرخ سے نکلنا نہایت دشوار ہی ہرگز اس دورے سے جہاز نکل نہین سکتا شاہزادہ نہایت مضطرب ہوا اس عرصہ مین جہاز جہان سے گیا تھا خود بخود بقدرت خداوند تعالے پھر اُسی جگہ پر آپہونچا اور پھر اُسی دائرہ پر روان ہوا یکایک تین چار جہاز دکھلائی دیے جب بغور دیکھا معلوم ہوا کہ اُنمین مال واسباب وغیرہ بار نہین ہی آدمیون کے مردے بہت تھے قضا و قدر نے صاحبان جہاز کی اجل اسی طرح مقدر کی تھی شاہزادہ نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کرنا شروع کی ملاح بولے ای شہریار ہم دریا سے سحر مین ایسے پھنسگئے کہ بجز پروردگار کے اور کوئی نجات دہندہ نظر نہین آتا ہی یقین کامل ہے کہ جیسا ان تینون جہازون کا حال ہوا ہی ہمارا بھی ہونے والا ہی شاہزادے نے فرمایا جو مرضی پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہی لیکن تم ان جہازون پر جاؤ اور جسقدر مردے اُنمین ہین ان سب کو دریا مین ڈالدو اور جہاز کو خالی کردو اپنے جہاز کو دیکھا تو اسی طرح گرد میل کے گشت کر رہا تھا ہرچند شاہزادہ ابراہیم نے کوشش کی لیکن کچھ نہوا قصہ کوتاہ تین شب و روز متواتر مناجات وگریہ وزاری مین مصروف رہے اور اہل کشتی قریب مرگ ہوے اور زندگی سے مایوس تھے چوتھی شب شاہ حق آگاہ کو عالم واقعہ مین شاہزادہ کی کیفیت معلوم ہوئی اور وہ عارف باللہ شاہزادے کے خواب مین تشریف لائے شاہزادے نے اپنی ساری مصیبت و پریشانی بیان کی اُس باخدا نے فرمایا ای فرزند خدا کو یاد کرو جسکے اوپر نظر کر کے تم آئے ہو وہی مشکل تمھاری آسان فرمائیگا اس طلسم کی فتح تمھارے دست حق پرست پر اُس خالق ارض و سما نے مقدر فرمائی ہی ای فرزند تمکو چاہیے کہ تم اس اسم معظم کو خوب حفظ کر و کل بقدرت ایزدی میل سحر مین ایک زنجیر آویزان نظر آئیگی تم تیر و کمان لیکر الا اللہ کہکے حبست کرنا تا اسکا زنجیر تک پہونچو اور سرا اُسکا تمھارے ہاتھ مین آجاوے بس تم اُس زنجیر کو خوب مضبوط پکڑکے اوپر میل کے جانا وہان جو صورت بالاے میل بنی ہی اُسے توڑ ڈالنا اور اس اسم جلیل کو ایک سو دس بار پڑھ کے اُسپر دم کرنا کہ اُسی طرف اُن ساحران بدکردار کا مسکن ہی اس اسم معظم کے پڑھنے سے اُن ساحرون پر ایسی غفلت طاری ہوگی کہ مطلق ہوش نہ رہیگا پھر تم اُسی تصویر شکستہ کو دریا مین ڈالدینا خبردار اسمین فرق نہو خوب یاد رہے اور دو رکعت نماز حاجت ادا کرنا اور پھر اسی اسم جلیل و معظم کو بار دیگر ایک سو بیس مرتبہ پڑھنا طرف آسمان کے دم کرنا بمجرد پڑھنے اس اسم با ترکیب کے ایک جانور بشکل زغن اوج آسمان سے میل کے نیچے آئیگا جونہین اس جانور کا سایہ میل پر پڑے تم نہایت چستی سے ایک تیر جان ستان اُسپر رہا کرنا لیکن اس کام کو نہایت سرعت سے کرنا کہ وہ جانور اول پیشاب کرنے کا قصد کریگا

بس چاہیے کہ قبل پیشاب کرنے کے اُسکا لہو تیرے تبر سے بہجاے اور اگر خدا نکردہ ایک بھی قطرہ اُس جانور کے پیشاب کا
تمپر گریگا فوراً تم عارضۂ جزام مین گرفتار ہو جاؤ گے اور دوسرا امر یہ ہی کہ جب اُس جانور کو تیر مار چکنا فوراً اُس بیل سے جست
کرکے اپنے جہاز پر چلے آنا بعد اسکے ایک طوفان شدید آئیگا بعد دفع ہونے طوفان کے وہ کوہ جزیزۃ الجبل نظر آئیگا اور
آب دریا حالت اصلی پر اپنے آجائیگا اور وہ گرداب بالکل کالعدم ہو جائیگا جہاز زیر کوہ لیجانا وہان سے سیدھی روانہ ہوگا
زیر کوہ ایک درخت ہوگا اور اُس کوہ کی جڑ سے تنہ اُس درخت کا ملا ہوگا بس وہین لنگر کر دینا جہاز کو درخت سے باندھنا
اور یہ دوسرا اسم معظم و مکرم مین بتاتا ہون یاد کرلو اسکو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور جہاز کے گرد مثل حصار کے دم کر دینا
پھر برکت سے اس اسم کے تمھارا جہاز مع اہل جہاز بلاے سحر سے محفوظ رہیگا پھر تم جہاز سے سو قدم شمالی طرف دست راست
چلے جانا وہان ایک غار کوہ دکھائی دیگا تم اُس درۂ کوہ مین بلا تامل بے خوف و خطر داخل ہو جانا جسوقت تم وہان پہونچوگے
جہان چار درخت انار کے ہین اور بیچ مین اُن درختون کے ایک چشمۂ شیرین نہایت مصفا ہوگا اُسوقت تمھارے لوگ
ظروف آب لیے حاضر ہونگے تیسری بار پھر اسم پڑھ کے سبوچون پر دم کرنا بس وہ نگینۂ سنگ عقیق جسپر اسم مبطل السحر
کندہ ہی اور تمھارے بازو پر بندھا ہی ہر سبوچہ مین ڈال لنا اور اُس پانی کو واسطے مردمان جہاز کے بھیجدینا کہ وہ سب
اس پانی کو نوش فرما کے مکر و کید و سحر ساحران نابکار سے محفوظ رہینگے لیکن تمکو لازم ہی کہ تم اُس چشمہ پر کوئی دوسرا نہو تنہا
عبادت معبود برحق مین مشغول رہنا سواے پائخانہ اور پیشاب کے کہین نہ جانا اور نہ کسی سے بات کرنا بلکہ کھانا پانی
اپنا وہین رکھ لینا اور بعد فریضہ معمولی کے دو رکعت نماز حاجت بھی ادا کرنا بعد نماز کے یہ اسم جلیلہ دوسری نماز کے
وقت تک ادا کرنا جب تین دن اس وضع سے گذر جائینگے تو ایک شخص ظاہر ہوگا اور طریق فتح طلسم اور قتل استیصال
ساحران تمکو تعلیم کریگا جو کچھ وہ ارشاد فرمائے اُسکو بدل و جان قبول کرنا اور عمل مین لانا لیکن شاہزادے نے شاہ
حق آگاہ کے پہلو مین ایک مرد چہل سالہ نہایت نورانی شکل کو دیکھا کہ آثار ریاضت و تقوے و طہارت اُسکی پیشانی انور
سے ظاہر و ہویدا تھے شاہزادے نے اُسی عالم خواب مین شاہ حق آگاہ سے اُس جوان کو پوچھا شاہ حق آگاہ نے
فرمایا یہ ایک بندۂ خاصان خدا سے ہی تم سے اس بکھیڑے سے کیا تعلق ہی تم بروقت ملاقات کے اپنا مطلب بیان
کرنا جو کام کہ حسب مشیت ایزدی ہوگا وہ اُس بزرگ سے ظاہر ہوگا اور تم پر وہ سب حال کھلجائیگا اب ہم تم سے
رخصت ہوتے ہین ہمارے بعد اسی جوان کو تم اپنا کفیل سمجھنا یہ فرمایا اور غائب ہوگئے شاہزادے کی آنکھ کھل گئی
خواب راحت سے بیدار ہوے جو مرشد نے فرمایا تھا مع اسم پاک کے وہ سب یاد رہا نہایت خوش ہوے شکر ایزد پاک
بجالائے رفقاے شاہزادہ سے ایک سردار تھا کریم الدین نجفی نام نہایت صاحب فہم و ادراک اور بہت قوی ہیکل اُس
صاحب فہم سے حال خواب اپنا بیان کیا اُس جوان نے کہا یہ بشارت فتح طلسم اور قتل ساحران بے دین اور مقہوری اعداے
دین کی معلوم ہوتی ہی آپ کو فتح کفارون پر مبارک ہو الغرض شاہزادۂ عالی وقار تیر و کمان لیے ہوے بالاے سیل الشرف

لائے اور پتلی کو توڑا اور اسم پڑھا پتلی کو پانی مین پھینکدیا جانور کو مار کے خود جہاز مین آگئے طوفان اس شدت سے
اُٹھا کہ خدا کی پناہ زمین اور آسمان تیرہ و تار ہوگیا بعد اسکے جب طوفان برطرف ہوگیا جزیرۃ الجبل نظر آیا شاہزادے
نے جہاز درخت سے بندھوا دیا اور سبو چے چشمہ کے پانی سے بھر لیے اور اسم پڑھا اور عقیق کندہ پانی مین پھینکوا
لوگون کو رخصت کیا اور عبادت مین معروف ہوا تین روز کے بعد ایک شخص باجاہ و جلال نورانی شکل چہرے پر
نقاب ڈالے ظاہر ہوا اور سامنے آ کے کہا

میل طلسم دریاے ناپیداکنار کا مع پتلی کے ٹوٹنا اور چشمہ شیرین پر ایک شخص نورانی صورت کا اور شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر سے ملاقی ہونا



سلام علیکم۔ شاہزادے نے جواب سلام دیا۔ تعظیم کے لیے اُٹھا مصافحہ کیا اور ہم پہلو بٹھایا فرمایا کہ اے سید
ابراہیم کیا مطلب ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ حال دل آرزومندان بزرگان روشنضمیر پر واضح ہی اُس جوان نے فرمایا ہان بس
اسی قدر معلوم ہوتا ہی کہ نجات اسلم و زنگادہ پیش نہاد خاطر عالی ہمت ہی اُسی ضمن مین فتح طلسم و قتل جادوگران و اشرار و
کفار بھی ملحوظ خاطر اقدس ہی آگاہ ہو کہ حق تعالے نے فتح طلسم تمھارے نام پر مقدر فرمائی ہی لیکن بالفعل اس غار سے
نکل کے بالاے کوہ تشریف لیجاؤ آگے بڑھ کے ایک نہر ملیگی پانی اُسکا نیچے پہاڑ کے آتا ہی اور اس زور سے
گرتا ہی کہ راہ کو مسدود کیے ہوے ہی تم اس اسم بزرگ کو پڑھ کے اُس نہر کے پانی پر دم کرنا بمجرد اس اسم پڑھنے کے ایک

نہنگ کلان پانی سے سر نکالیگا اُسکی پیشانی پر ایک آنکھ ہوگی تم ایک تیر مارنا کہ اُس آنکھ پر پڑے اور ہرگز نہ ڈرنا بس وہ نہنگ تیر کھا کر پانی مین غوطہ لگا جائیگا بعد اسکے ایک سانپ اُسی جا سے نکلیگا تم یہ اسم جلیل پڑھ کے پیکان تیر پر دم کرنا اور اُسکی پیشانی پر مارنا وہ سانپ نہایت شور و غل مچاتا پانی مین چلا جائیگا اور پھر وہین سے ایک حیوان کہ جسکا نصف بدن آدمی کا اور نصف بدن مچھلی کا ہوگا سر نکالیگا تم اُسکو بھی تیر مارنا بس بمجرد تیر کھانے کے طوفان آئیگا تمام آسمان و زمین تیرہ و تار ہو جائیگا بعد بر طرف ہو جانے طوفان وغیرہ کے ایک قلعہ ساحرون کا دکھائی دیگا پھر وہ ساحر میدان رزم آراستہ کرینگے سحر ساحران بے ایمان آپ پر اثر نہ کریگا مردانہ وار اُنسے جنگ کرنا بعد اسکے وہ اکفر جادو مقابلہ کو تم سے آئیگا جب تم سے مغلوب ہوگا تو بھاگ کے قلعہ مین داخل ہو جائیگا پھر بوقت ضرورت مین بھی تمھارے پاس آکے فتح قلعہ کا طریقہ بتاؤنگا شاہزادے نے فرمایا خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ وقت پر ہر ایک اہل غرض کے کام آتے ہین ضرور موافق آپ کے فرمانے کے عمل مین لاؤنگا۔ الغرض شاہزادہ نے تینون حیوان مارے اور قتل کیا اور زیر قلعہ پہونچے دیکھا تو قلعۂ سنگ سیاہ سے بنا ہوا تھا اور اُس قلعہ کے کئی برج تھے اور ایک ایک اژدہا سر نکالے ہر برج مین بیٹھا تھا اُس اژدہے کی شکل ایسی مہیب و ہیبت ناک تھی کہ آدمی کا دیکھ کے زہرہ آب ہو جاتا تھا شاہزادہ متعجب ہوا دروازہ بند پایا اس عرصہ مین وہ جوان نقابدار آ پہونچا اور کہا ای شاہزادۂ والا تبار تم سامنے دروازے کے بیٹھ کے اس اسم پاک کو ستر مرتبہ پڑھنا اور برج قلعہ کی طرف دم کرنا پس دیکھنا بقدرت ایزدی کیا ظاہر ہوتا ہے شاہزادۂ عالیجاہ نے حسب الارشاد جوان عمل کیا بمجرد اسم پڑھنے کے سب اژدہون نے سر اندر برج کے کر لیے اور غائب ہو گئے پھر معلوم ہنوے کہ کہان ہین

اب راوی اُن ساحران بدکردار و ناہنجار کا حال معرض بیان مین لاتا ہے

کہ اسم بزرگ کے پڑھنے کے بعد برکت سے اُس اسم کے وہ ساحر ایسے غافل ہوے کہ ہوش نہ رہا اور شاہزادہ نامدار زیر قلعہ پہونچے اور اسم پڑھا اژدہے غائب ہو گئے اور وہ ساحر دفعتاً آگاہ ہو گئے یعنے اکفر و مطبقہ دونون بیٹھے اختلاط کر رہے تھے اور شراب زہر مار کرتے جاتے تھے یکایک قلعہ کا رنگ دگرگون ہو گیا اور نوکر چاکر آنا شروع ہوے ایثم جادو کہ سب مین زیادہ ممتاز تھا وہ بھی آیا اکفر جادو سے کہا تو بیٹھا کیا کرتا ہے ارے گیدی غضب ہو گیا بولا کیا ہوا مین کچھ نہین جانتا ایثم نے کہا آگاہ ہو حریف آن پہونچا اور وہان پر آ گیا کہ جہان انسان تو کیا پرندہ پر نہین مار سکتا دیو و پری کی مجال و قدرت نہ تھی کہ جو قدم آگے بڑھا سکتے اب دیکھ کہ اژدہاے برج سب باطل ہو گئے اکفر جادو اور مطبقہ یہ خبر سُنکے ہوش مین آئے اور ایثم جادو سے کہا وہ کون ایسا زبردست ہے جو یہان آ گیا کہا طلسم میل بھی ٹوٹ گیا اور نہر بھی برطرف ہو گئی اور طلسم قلعہ بھی ٹوٹا چاہتا ہے اور اژدہے بھی نابود ہو گئے ایک جوان

سامنے دروازے کے بیٹھا ہوا ہی اکفر جادو بولا کہ ہان میری مرگ مسلمانون کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہی مین خوب جانتا ہون
وہ مسلمان وہ ہوگا جسکا نام معز الدین ہی اور دوسرے مسلمان کی یہ طاقت اور قدرت نہین ہی علاوہ معز الدین کے کوئی
ابطال سحر بھی نہین جانتا اور صاحب قران روزگار بھی نہین ہی کہ صاحب قران روزگار ابھی طلسم ہی سے فارغ نہین ہوا
مین خوب جانتا ہون کہ وہ طلسم بیضا سے باہر نہین آیا پھر یہ کون شخص ہی کہ جو قتل کو آیا ہی عجب نہین کہ کوئی جادوگر ہو اور طمع
مال دامنگیر ہوئی ہی و اہل طمع کی تدبیر بہت سہل ہے بعد اسکے اُسی وقت سوار ہوکے باہر قلعہ کے آیا سو نفر جادوگر اُس شوم
بخت کے ہمراہ تھے پس سب جادوگرون نے صف آرائی کی اور آثیم جادوگر کو میدان مین بھیجا اُسنے بہت لاف زنی کی اور کہا
کہ ای جوان جادوگر میرے مقابلہ کو آ جب تک ہم غافل تھے تو نے ہماری غفلت مین جو چاہا کیا اب دیکھون تجھ سے کیا ہو سکتا
ہی شاہزادہ پاپیادہ میدان مین تشریف لیگیا وہ مرکب سوار تھا آثیم جادو ہنسا اور شاہزادہ کو نظر حقارت سے دیکھا اور کہا
تجھے گھوڑا بھی نہین میسر کہ تو سوار ہوکے آتا پیادہ آیا ہی اور حوصلۂ جنگ ہی شہزادہ نے فرمایا خاموش ہو اور ای ملعون
مقابل ہوکے کوئی حملہ کر آثیم جادو نے کہا پہلے تو ہمین اپنا سحر دکھا کہ ہم بھی دیکھین کیسا تو جادوگر ہی شاہزادہ نے کہا
ہم جادو کرنے والون پر لعنت کرتے ہین آثیم جادو بولا یہ طرفہ ساحر ہی کہ سب ساحرون پر لعنت کرتا ہی اپنی ساحری
پوشیدہ کرتا ہی یہ کہکے سحر پڑھا کوئی افسون نہ چلا ناچار ہوا ایک وار نیزے کا کیا شاہزادہ نے نیزہ چھین لیا اور وہی
نیزہ گھوڑے کے شکم مین مارا دوسرے پہلو کے پار نکل گیا آثیم جادو کا جب گھوڑا بیکار ہوا وہ ملعون بھی پیادہ ہوگیا
اور تلوار میان سے لی شاہزادہ نے وہ تلوار بھی چھین لی اور اُسی تلوار سے اُس ساحر کو جہنم واصل کیا بعد اسکے القم جادو
آیا شاہزادے نے اُسے بھی قتل کیا القصہ تا وقت نماز ظہر اٹھارہ ساحران بے دین آئے اور سبکو شاہزادہ عالیوقار
نے قتل کیا۔ القصہ ظہر کے بعد اکفر جادو لعین واسطے جنگ کے ایک اسپ برق رفتار پر سوار نہایت کر و فر سے میدان
مین آیا۔ راوی کہتا ہی کہ نقابدار نے شہزادہ سے کہدیا تھا کہ اکفر جادو کی سواری کا گھوڑا اخطرج ہو اپنی سواری کا گھوڑا
بنانا چاہیے کہ وہ گھوڑا نہایت عمدہ و تحفہ ہی شاہزادہ ابراہیم عالی مقام کو بمشاہدۂ اسپ سواری اکفر قول نقابدار یاد آگیا
دل مین فرمایا واقعی یہ گھوڑا قابل سواری ہی ضرور لونگا آخر اُس ساحر ملعون سے مقابل ہوے اکفر جادو نے سحر کرنا
شروع کیا بڑ بڑایا ہونٹ ہلائے ہاتھ پر ہاتھ مارے لیکن کچھ اثر نہوا حیران ہوا اور چاہا کہ مثل پہلوانان تہمتن جنگ
کرون کہ سوائے سحر و ساحری کے وہ کافر قوت بھی بہت رکھتا تھا گرز پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ اُسکے پہلو مین آگیا اور بچالاکی
پنجہ رکاب مین ڈال کے جو بزور و قوت تمام کھینچا پانون اس ملعون کا رکاب سے نکلگیا شاہزادہ نے زور سے
ایک جھٹکا دیا وہ ملعون گھوڑے پر سنبھل نہ سکا اور پشت سے بر زمین رسید ہوا۔ پس شاہزادۂ عالیجاہ ایک جست
کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور فرمایا ای کافر جلد تر تو اور گھوڑا منگوا کہ اب ہمارے اور تیرے برابر کی لڑائی ہو یہ کیا کہ ہم
پیادہ اور تو سوار ہو گیدی نہایت حیران ہوا اور بنظر حیرت شاہزادۂ نامدار کو دیکھ رہا تھا اکفر جادو نے کہا ای جوان تو نے

عجیب کام کیا نئی ترکیب سے گھوڑا لیا میرے ملازموں سے کیوں نہ کہا آلیم جادو وغیرہ کے گھوڑوں میں سے کوئی گھوڑا لیا
شاہزادہ بولا وہ یا جی بھی اس لائق تھے کہ انکے مرکب میری سواری کے لائق ہوتے تو سزاوار ہی تیرا گھوڑا البتہ لائق ہماری
سواری کے ہی اور ہمکو پسند بھی ہی اکفر جادو نے کہا میں تیرے لیے اس گھوڑے سے بہتر گھوڑا طلب کرتا ہوں لیکن
اس گھوڑے کو مجھے دیدے۔ شاہزادے نے فرمایا اس گھوڑے کو بجوان مردی میں نے تجھ سے لیا ہی اگر تو زبردست
ہی تو مجھ سے بزور لے لے غرض اکفر جادو نے ہر چند شاہزادہ سے کہا لیکن شاہزادے نے گھوڑا نہ دیا اکفر جادو
ناچار و مجبور ہوگیا اور دوسرا گھوڑا منگوایا سوار ہوا اور کہا ای جوان دلاور اس گھوڑے کو میں نے خنگ جہان پر خطاب
دیا ہی تو نے مفت مجھ سے لے لیا خیر کیا مضائقہ ہی سحر میں میں تجھپر غالب نہو سکا اسکا کیا سبب ہی تو کوئی زبردست ساحر
ہی یا شاید معز الدین ہی کہ بہ تبدیل صورت وہیئت آیا ہی شاہزادہ اُسکے سخنان لغو پر مسکرایا وہ اکفر جادو ملعون بھی نہایت
خجل ہوا بولا جانتا ہی کہ میں پہلوان زمانہ اور فن دلاوری اور سپہ گری میں یگانہ ہوں شاہزادہ کامگار نے فرمایا میں بھی تو
دیکھوں تو کیسا پہلوان زمانہ ہی اور کیا صفت رکھتا ہی

جدال اکفر جادو اور شاہزادہ ابراہیم والا تبار بن حیدر



القصہ نیزہ بازی شروع ہوئی تیسری تان میں شاہزادے نے نیزہ اکفر جادو کے ہاتھ سے نکالدیا اکفر نے جھنجھلا

تلوار میان سے لی اور ایک ضرب سخت شاہزادے پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب شمشیر رد کی آخر وہ کافر آمادہ کشتی ہوا
اور ہونے لگے شاہزادے نے ایک ساعت مین اُس ملعون بے دین کی کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا پہلے ہی زور مین اُسے
اٹھالیا اور ہاتھ پر علم کیا اتفاق سے وہ زنجیر کمر اُس کافر کی ٹوٹ گئی اور وہ ملعون اوندھا مُنھ کے بھل زمین پر گرا پھر فوراً اُٹھ کے
بھاگا اور قلعہ مین داخل ہو کے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لیکن دروازہ قلعہ کا معلوم ہوتا تھا اسوجہ سے کہ ایک طلسم اور باقی تھا
شاہزادۂ عالی جاہ نے فرمایا یہ کافر میرے پنجہ سے مفت نکل گیا بڑا تردد ہوا اُدھر اور جادوگر بھی بھاگ کے قلعہ مین چلے گئے
شاہزادہ پھر دروازے کے سامنے بیٹھ گیا اور اسم خوانی شروع کی شب کو پھر وہ نقابدار آ پہونچا اور کہا ای شاہزادۂ اکرم
حضور کا کیسا مزاج مبارک ہے اور حال جنگ وجدل کیا ہے شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ شکر ہے اور حال جنگ جو پوچھتے ہو کیا
بیان کیا جائے اتنو شدت گرسنگی ہے نقابدار نے کہا آج کی رات آپ کو فقط میوہ نوش فرمانا چاہیے لیکن میوہ بھی صحرائی ہو
پھر شاہزادہ نے سارا ماجرا بیان کیا اور نقابدار سے پھر حال میوۂ صحرائی پوچھا کہ یہان میوہ کا درخت تو معلوم ہی نہین ہوتا میوہ
کہان ملیگا نقابدار نے کہا سامنے تشریف لیجایئے ایک کوہ ملیگا آپ بالائے کوہ جایئے پھر جانب راست تین سو قدم
شماری پر درخت انار ملیگا ای شاہزادۂ عالی تبار جسقدر حضور کو اشتہا ہو انار نوش فرمایئے گا اور اُسی درخت انار کے
قریب ایک چشمہ ہے آب شیرین اُسمین ہوگا اس چشمہ سے پانی نوش فرمایئے گا اور وضو کر کے تمام شب عبادت پروردگار
مین بسر کرنا صبح کو بعد فراغ فریضۂ سحری استراحت فرمایئے گا جس وقت خواب راحت سے بیدار حضور ہون گے
ایک طرف سے ایک گوسفند پیدا ہوگا اور ایسا وہ گوسفند پر زور و قوت ہوگا کہ ہاتھی بھی اُسکی طاقت و قوت کو نہین
پہونچ سکتا ای شاہزادۂ والا تبار خداوند کریم کو یاد فرما کر اُس گوسفند کو بزور بازو گرفتار کر لیجیے گا اور بعد گرفتاری اُس
گوسفند کے ایک کدوے خشک بھی اسی کوہ مین تلاش ملجائیگا اُس کدو کو اندر سے خالی کر کے بطور کاسہ کے بنایئے گا
اور اُس کاسہ پوست کدو کو اُس گوسفند مادہ کے دودھ سے پر کر کے طرف دست چپ مع اس گوسفند اسیر کے روانہ ہوجائیگا
ایک مقام پر جب پہونچیے گا وہان درخت بکثرت ہونگے اُن درختون کے سایہ مین ایک چبوترہ نہایت صاف بنا ہوا ہوگا
اُس گوسفند کے چارون ہاتھ پانون باندھ کے اُسی چبوترہ پر رکھنا اور وہ کاسۂ شیر بھی ساتھی رکھ دینا اور آپ اُنھین
درختون مین پوشیدہ ہوجانا اور اس اسم جلیل کو پڑھنا بعد ایک ساعت کے ایک شیر سیہ رنگ بائین طرف سے غراتا ہوا
آئیگا اور اُس گوسفند کو کھا جائیگا جب اُس گوسفند کو کھا چکیگا تو سات مرتبہ متواتر خمیازہ لیگا خمیازۂ ہفتم مین ایک مار سرخ
نہایت جسیم اور طویل دہان شیر سے نکلیگا اور وہ کاسہ شیر کا نوشجان کرنے مین مصروف ہوگا اسدم ایک تیر بجان ستان
کمر مار پر مارنا خون مار اس دودھ مین ملجائیگا اور سانپ بھی مرجائیگا اور وہ سانپ جان شیر ہے سانپ کے مرتے ہی شیر بھی
خودبخود مرجائیگا اور طوفان شدید سے سارا زمانہ تیرہ و تار ہوجائیگا جب وہ طوفان برطرف ہوگا تو شیر و مار دونون کا نشان
نملیگا مگر اُس شیر خون آمیز کے واسطے ایک جانور کہ شکل اُسکی مثل کوّے کے ہوگی نظر آئیگا اور فوراً جسطرح سے

کبوتر گنبد سے جوڑ کر گرتا ہی مضطربانہ اُس کانسئہ شیر پر آئیگا اور دودھ پینے لگیگا بس آپ بجلدی تمام پیچھے اُس جانور کے جاکے
مثل کبوتر بازون کے ایک ہاتھ مارنا تاکہ وہ ہاتھ مین آجاوے اور اُسی کانسئہ شیر مین غوطہ دینا تا اینکہ تمام پر و بال سے آتا اور وہ
دروازہ مسدود قلعہ کے سامنے بیٹھ کے اس اسم جلیل کو تین بار پڑھنا اور اُس جانور پر دم کرنا بمجرد اسم پڑھنے کے وہ جانور
پرواز کر کے دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھیگا بمجرد بیٹھنے اُس جانور کے وہ دروازۂ قلعہ کھلجائیگا اور دیوار قلعہ بھی گر پڑیگی اور
طلسم بالکل باطل ہو جائیگا ہوائے تند چلیگی ایسا گرد و غبار ہو گا کہ از زمین تا چرخ برین بالکل گرد آباد ہو گا بعد ایک
ساعت کے وہ ہوا برطرف ہوگی اور میدان صاف ہو جائیگا اکفر جادو کا فرمع ساحران غدار و آتش بار و مطلقہ جادو کے
ایکبارگی تلوار کھینچ کے حملہ آور ہو گا اور سحر بھی کریگا لیکن ببرکت نقش نگینہ بازو کوئی حربہ آپ پر اثر نہ کریگا پھر خود بھی تلوارین
سے لیکر حملہ آور ہونا اور بمدد غیبی و عنایت ایزدی تم موقع پا کر لڑائی کو چھوڑ کر قلعہ مین داخل ہو جانا وہان طرف دست چپ
ایک قصر ملیگا اُس قصر کے اندر بلا تامل چلے جانا وہان لطیفہ جادو بیٹھی سحر خوانی کرتی ہو گی تم ایک تیر جان ستان چلہ کمان
مین جوڑ کے اس اسم کو پیکان تیر پر دم کرنا اور قریب پہونچ کے اُس ملعونہ کو دیکھنا کہ اُسکی پیشانی ظلمانی پر ایک خال سیاہ
نمایان ہو گا تم اسی خال پیشانی ملعونہ پر اُس تیر کو مارنا کہ وہ جہنم واصل ہو جائے اسیلم وزنگاوہ قید سے نجات پائینگے
بس تم اُس حجرۂ آہنی سنے کہ جس حجرہ مین وہ قید ہین قفل توڑ کر سب کو باہر حجرہ کے لانا بعد اسکے متوجہ حرب و ضرب ہو کر
اُن کفارون کو ہلاک و غارت کرنا لیکن اکفر جادو بھاگ جائیگا اُس کافر سے متعرض نہونا کہ اُسکی اجل اور ایک جا پر مقدر
ہوئی ہی اور وہ ملعون اور طرح مارا جائیگا مگر اور سب ساحران بے ایمان زہر فنا سے داخل جہنم ہونگے اور جو نہین سحر
جانتے انہین مسلمان بھی ہونگے اور کافر بھی ہونگے انمین سے کافرون کو مسلمان کرنا اور سب کو اختیار دینا چاہیے جہان
چاہے چلے جائین اپنے اپنے مکان کو اور اس فتح کے بعد سجدۂ شکر درگاہ خدائے حقیقی مین ادا کرنا شاہزادۂ ابراہیم نے
فرمایا ای مشفق پھر بھی کبھی تشریف لائیے گا نقابدار نے کہا اگر خدا نے چاہا تو حاضر ہونگا شاہزادے نے فرمایا ہم تو
جمال انور کے دیدار کے نہایت مشتاق ہین نقابدار نے شاہزادے کے فرمانے سے نقاب چہرے سے دور
کردی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی شاہزادے کی نظر انور جب عارض پر اُس پری پیکر کے پڑی وہی جوان عالی شان نورانی
شکل دیکھا جسکو عالم خواب مین شاہ حق آگاہ کے ساتھ دیکھا تھا پہچانا فرمایا ای حق آگاہ آپ ہی کی ہدایت سے مخلص
یہانتک پہونچا اول تمھین اُس عالم خواب مین کہ تم اپنے مرشد شاہ حق آگاہ کے ساتھ تھے دیکھا تھا الحمد للہ اب
بالمشافہہ ملاقات ہوئی نقابدار نے کہا خیر جو کچھ آپ نے دیکھا وہ دیکھا اور جو کچھ کہ اب ہو گا وہ اب ملاحظہ کیجیے گا
کہا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے شاہزادہ اُس نقابدار کے کلام سے حیران رہگیا پھر بموجب ہدایت اُس بزرگ
خدا شناس کے کمر باندھ کے کوہ پر تشریف لائے اور انار نوش فرمائے اور پانی چشمہ کا پیا اور عبادت الٰہی مین مصروف
ہوئے جب صبح ہوئی ایک گوسفند دیکھا کہ مثل گاؤ کے بلند تھی شاہزادہ اُس سے لپٹ گیا چار گھڑی خوب کشتی رہی

آخر غالب ہوا کا نسہ پوست کدو کا بنا کے اسمین بمشکل تمام دودھ دوہا اور چارون ہاتھ اور پاؤن اُسکے گوسفند کے باندھ کے
اسی چبوترے پر رکھ دیا ناگاہ اُس شیر سیاہ کو دیکھا کہ پیدا ہوا اور گوسفند کو کھا گیا اور جمیازے لینے لگا کہ مار سرخ نکلا
شاہزادے نے تیر سے اُس سانپ کو مارا خون تازہ دودھ مین گرا مار و شیر دونون مرے طوفان آیا اور ہوا چلنے لگی
جانور پہونچا اور دودھ پینے لگا شاہزادۂ نامدار کمینگاہ سے نکلا اور اُس جانور کو گرفتار کرکے اُسی کا نسۂ شیر مین غوطہ دیا دروازۂ
قلعہ کے سامنے آیا تین مرتبہ اسم پڑھا دم کیا اور جانور کو چھوڑ دیا وہ طائر آلودۂ شیر وخون دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھا سامنے
کی دیوار قلعہ مع دروازہ اس زور سے گری کہ زمین ہلگئی اور سارا قلعہ لرزگیا گویا بنیاد کفر و سحر منہدم ہوگئی ان ساحرون
مین ایک شور وغل ہوا۔ اکفر جادو ملعون کو خبر ہوئی گیدی نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پرکینہ سے کھینچی اور سارے
لشکر کو آواز دی سب ساحر جمع ہوے بجمعیت تمام تلوارین کھینچے ہوے شاہزادے پر مثل بلاے آسمانی آگرے
شاہزادۂ دلاور نامدار نے بھی تلوار دشمن شکار کو علم کیا اور خنگ جہان سیر پر سوار ہوکے گردہ کفار مین آیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے

میدان داری شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کی اور تنہا قتل کرنا ہزارون ساحران بدکردار کو شمشیر آبدار سے



اُس دشت مین لاشون کا ڈھیر لگا دیا سو جادوگرون کو طرفۃ العین مین واصل جہنم کیا تھا کہ کریم الدین دلاور بہادران
اسلام کو لیے آن پہونچا اور لشکر کفار مین داخل ہوا جنگ مغلوبہ خوب واقع ہوئی شاہزادہ شکر الہی بجالایا اور اپنے عیار
کو کہ وہ اولاد مہتر شاباب سے تھا اور نام اُسکا امرع جلد قدم تھا ساتھ لے کے اُس مغلوبہ سے نکلا اور داخل قلعہ ہوا

لطیفہ جادو سحر خوانی مین مشغول تھی ناگاہ پیک اجل کو سر پر کھڑا دیکھا جبتک وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے شاہزادے نے
خال پیشانی پر اُسکی ایسا تیر مارا کہ پشت سر سے نکلگیا وہ ساحرۂ ملعونہ چلائی کہ ای جوان مرد افسوس تونے مجھے مار ڈالا تو نہین
جانتا کہ میرا نام لطیفہ جادو ہی اور دوسی ساٹھ برس کا میرا سن ہی ابھی پورے تین سو برس کا بھی سن نہین ہوا اگر تحصیل
ثواب منظور ہے تو اسی حال زخمداری مین تبرکاً مجھ سے ہمبستر ہو کہ مین دنیا سے ناشاد و نامراد نہ جاؤن اور تو بھی داخل
حسنات ہو جا۔ شاہزادہ نے کہا لعنت ہی تیرے ارادے پر اور تھوڑی خاک اُسکے دہن ناپاک مین ڈالدی ایکدم
کے بعد وہ ملعونہ جہنم واصل ہوئی شاہزادے نے دروازے حجرے کے کھولے اسلم اور اُسکے ہمراہیون کو نجات
دی اسلم نے قید سے نجات پائی زنگادہ نے فوراً شاہزادے کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا اگر ہر سر موے بدن
میرا زبان ہو تو بھی مین حضور کے اس شکریۂ احسان سے ادا نہین ہو سکتی اور شاہزادے کا مزاج پوچھا شاہزادے
نے فرمایا الحمد للہ شکر ہی اور احسان اُس پروردگار کا کہ جسنے ہر آفت ارضی و سماوی سے محفوظ رکھا اور اُس حقیر کو یہ رتبۂ
عالی مرحمت فرمایا اب بالفعل جنگ ساحران فقط باقی ہی انشاء اللہ تعالے بعد فتح جو کچھ حال گذشتہ ہی بیان کرونگا اسلم
مع دلاوران اسلام شاہزادے کے ہمراہ جنگ مغلوبہ مین پہونچا اور شام تک خوب تلوار چلی بازار اجل گرم رہا شاہزادے
نے ستر جادوگر اپنے دست حق پرست سے قتل و ہلاک فرمائے اور برکت سے اُس نقش معظم و مکرم کے سحر مردمان شاہزادے
پر بھی موثر نہوا سپ مسلمان بقدرت ایزدی آسیب ساحران سے محفوظ رہے اکفر جادو نے دیکھا کہ اب کام تمام ہو چکا
اور سحر و افسون کچھ کام نہین کرتا بلکہ یقیناً مین بھی گرفتار و ہلاک ہو جاؤنگا ناچار بزور سحر ایک جانور پرند کی صورت ہو کے
ایسا غائب ہوا کہ کسی کو خبر نہوئی۔ القصہ چار سو نفر جادوگر قتل ہوے اور بقیۃ السیف جو کہ سحر سے ناواقف تھے اور اکفر
ملعون و مطلبقہ جادو بزور سحر اُنھین لائے تھے اور اُنھین مسلمان و کافر دونون تھے اُنھون نے امان مانگی شاہزادے
نے اُنھین امان دی اور جو کافر تھے اُنھین دولت اسلام سے سرفراز و ممتاز فرمایا یہ قریب سات سو نفر کے تھے انہین
اکثر اہل حرفہ وغیرہ بھی تھے یہ سب شاہزادہ کو دعائین دیتے تھے اُس شہریار کامگار نے قلعہ و قصر کے انہدام و خرابی کا حکم دیا
اور جواہرات وغیرہ کے علاوہ تمام اسباب و تحائف صاحب قران کے اُن لوگون کو بطور انعام مرحمت فرمائے اور اسلم
اور زنگادہ کو بھی زر و جواہر کثیر عنایت فرمایا اور کہا کہ یہ تمہارے مصارف عروسی مین کام آویگا اور کشتیون پر سوار ہو کے بفتح
و فیروزی مع اسلم و زنگادہ شاہزادہ ابراہیم نے کوچ فرمایا۔ شعر

بفیروزی و فتح آن نامدار	روان شد بتائید پروردگار

اثنائے راہ مین اسلم نے زنگادہ کو مسلمان کیا اور زنگادہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ شاہزادہ عالیجاہ صاحبقران والا مقام کے
اعزائے قریب سے مین دوبارہ بشوق تمام و آرزوے مالا کلام قدم ہمایون پر شاہزادہ والا جاہ کے سر نیاز جھکایا اور حلقۂ
غلامی آویزۂ گوش جان کیا چونکہ ہوا موافق تھی لہذا سفائن شاہزادۂ عالی منزلت یعنے ابراہیم بن حیدر کنارۂ دریا پہونچ گئین

کل ہمراہیون کو یاد فرمایا اور کہا اب ہمنے بخوشی ورضا تمکو اختیار دیا چاہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور چاہو ہمارے ہمراہ چلو
الغرض جب شاہزادہ والا تبار نے سبکو خود مختار کردیا اُنمین سے تین شخص کہ نشۂ شجاعت ومردانگی سے مست وسرشار
تھے شاہزادے کے رفیق ودمساز ہوے اور باقی سب اپنے اپنے مسکن ووطن کو روانہ ہوے شاہزادہ مع اسلم
وزنگادہ جانب جبل اعلے نہضت فرما ہوے۔

اب راوی اس قصۂ شاہزادہ ابراہیم واجب التکریم کو موقوف رکھتا ہی اور چند کلمۂ حال جمشید پلید کے معرض تحریر مین لاتا ہی

راویان حکایت عجیبہ وحاکیان روایات غریبہ اسطرح نوک ریزخامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب بسبب زخمداری دلاوران
طرفین کے چند روز جنگ موقوف رہی بعد صحت پانے جوانان تہمتن ودلاوران صف شکن کے جمشید نے حکم طبل جنگ
دیا اور صدائے طبل لشکر کفار اہل اسلام کے کان مین پہونچی پھر تاب ضبط کہان ادھر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا اور وہ رات درستی سامان جنگ مین گذری علے الصباح صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین لشکر
جمشیدی سے سومان دمشقی کہ وہ ملعون چشم وچراغ لشکر دمشق تھا اور زادل مین خارجی تھا اب دین جمشیدی
رکھتا ہی میدان مین آیا اور ادھر لشکر اسلام سے طیفور بن سیفور نیزہ باز واسطے مقابلے کے گیا بعد نیزہ بازی وغیرہ کے
نوبت تلوار کی پہونچی اُس مومن پاک دین نے سومان کافر لعین کے دست نجس سے شربت شہادت نوش کیا سیفور
بھی زخمی تھا اس بہادر کے زخم وجراحت اندمال کو ابھی نہ پہونچے تھے کہ شہادت پسر نیک سیر کی خبر سنی خون دل سے جوش
کھاکے زخمون سے بہا اور طاقت ضبط باقی نہ رہی امیر مجاہدالدین دلاور سے باصرار تمام رخصت میدان حاصل کی اور
کرہمت انتقام خون فرزند پر خوب چست کی اور زندگی سے ہاتھ اُٹھا گھوڑے پر سوار ہو میدان رزم مین مثل شیر غضبناک
کے پہونچا اور داد مردی اور مردانگی دی مگر قضا وقدر سے مجبور ہوکر پھر دوبارہ زخمی ہوا اُس دلاور کے بعد امیر عبداللہ کہ
یہ بہادر بھی شجاعان روزگار سے تھا میدان مین آیا اور اُس کافر نے اس امیر کو بھی شہید کیا اس جری کی شہادت سے
امیر مجاہدالدین کو کمال صدمہ ہوا آہ جگرخراش کی فرمایا یارو امیر ناصرالدین اور امیر عبداللہ کے شہید ہونے نے مجھے ایسا
بیتاب کردیا کہ اب قرار نہین آتا مین صاحب قران اکبر عالیشان سے کیونکر آنکھین چار کرونگا اور اُنکو کیونکر منھ دکھاؤنگا
یہ بڑی بے شرمی وخجالت کی بات ہی امیر خلیل نے عرض کی ای امیر کبیر خداوند کریم ایسا نکرے کہ انکو خجالت ہو خجالت کیسی
شہادت کا درجہ نہایت بلند وبرتر ہی خوشا نصیب اُنکے جنکو یہ مرتبہ ملے اور اس امر مین آپکا کیا قصور ہی یہ کہا اور رخصت
طلب ہوا امیر کبیر نے اجازت میدان امیر خلیل دلاور کو مرحمت فرمائی اور دعاے حرز بازو پڑھ کے دم کی اور فرمایا جاؤ
خداے کریم کو سونپا خداوند تعالے تمکو دشمنان دین پر ظفریاب فرمائے امیر خلیل بہادر میدان کارزار مین آیا اور ہویان

بے ایمان سے اول نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ ہویان کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور بعد نیزہ بازی کے نوبت تلوار کی آئی امیر نے تلوار کی ضربین بھی نہایت سبکی سے دفع کین اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی اس زور سے اُس کافر کے سر پر لگائی کہ وہ تلوار تا بہ کمر اُس شقی کے اُتر گئی اور وہ مردود جہنم کو روانہ ہوا جمشید نے ایک ہاے کا نعرہ مارا اور کہا حیف کہ ہویان ہمارے لشکر کا چراغ گل ہو گیا اب ایسا بہادر دلاور مشکل سے دستیاب ہوگا ابو حاکم نے کہا خداوند طبیعت مجردہ کو بھی قدرت نہین کہ جو اُسکا مثل خلق کر سکے جمشید نے کہا او گیدی خاموش ہو یہ وقت مسخرگی نہین ہے ہویان کے رنج و الم مین نہایت ملول ہون اور تجھکو خوشطبعی سوجھی ہے الغرض بعد اسکے ملمان ہویان کا برادر میدان مین آیا امیر خلیل دلاور نے اُسے بھی واصل جہنم کیا غرض کہ اسی طرح پانچ پہلوان لشکر کفار کے معرض ہلاکت مین آئے آخر انجد بن نجدون پہلوان جہان میدان مین آیا اور اُس ملعون کے ہاتھ سے امیر خلیل زخمی ہوے بعد اسکے کفار مین طبل شادمانی بجا اور رکیقال مصری لشکر نکبت اثر جمشید سے آیا اور ادھر لشکر اسلام سے امیر سلطان برادر امیر خلیل دلاور کا میدان جنگ مین تشریف لایا اور رکیقال بد آل کو روانہ ملک عدم کیا بعد اسکے اور تین پہلوان لشکر جمشیدی کے جہنم واصل ہوے بعد اسکے انجد پہلوان نے اُس نوجوان دلاور کو بھی زخمی کیا اور امیر قمقام عالی مقام میدان رزم مین تشریف فرما ہوا بعد جنگ جبل کے شہید ہوا دوسرے روز انجد پہلوان اول ہی مرتبہ میدان مین گیا امیر محمد بہادر کو انجد سے لڑنے کی نہایت تمنا تھی یہ امیر با توقیر بھی امیر مجاہد الدین سے رخصت میدان لے کے روانہ ہوا اور فوراً انجد پہلوان سے نیزہ بازی شروع ہو گئی امیر محمد بہادر نے دو ہی چار تاؤن کے بعد نیزہ انجد کا ہوائی کر دیا بعد اسکے گرز بازی ہونے لگی امیر دلاور نے عین گرمی رد و بدل مین ایک چوب آہنی اس زور سے بند دست انجد پر ماری کہ صدمۂ دست سے اُس نابکار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی عیاران لشکر نے انجد کی تلوار اُٹھا لی قصہ کوتاہ آخر نوبت کشتی کی پہونچی شام تک گاؤزوری ہوا کی لیکن ایک کو غالبی و مغلوبی کی تمیز نہوئی اور وہ رات بھی کشتی ہی مین تمام ہوئی دوسرے روز جمشید نے کہا کہ اگر انجد امیر محمد دلاور پر غالب ہوا تو خداوند کو چاپ مین خطاب اسکو دونگا ابو حاکم نے کہا یہ تو معلوم نہین ہوتا ہے کہ امیر محمد دلاور کی جنگ ایسی ویسی نہین ہے امیر با توقیر نہایت بادہ اُس لڑ رہا ہے آخر بوقت ظہر امیر محمد بہادر نے انجد پہلوان کو دونوں ہاتھوں پر علم کر لیا یکا یک زنجیر کمر اُس گبر کی ٹوٹ گئی اور وہ گیدی بیجا زمین پر گرا اور امیر کے گھوڑے کو ڈکر ڈالا امیر دلاور نے چاہا کہ پھر زور کرون جمشید پلید نے بتعجیل طبل بازگشت بجوا دیا لشکر طرفین میدان سے پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے انجد پہلوان نے جمشید ملعون سے کہا تو کیسا خداوند ہے کہ میرے زور کو امیر محمد کے زور سے زیادہ نکر دیا جمشید حرامزادہ بولا ابھی تک میری حکومت لشکر اسلام پر جیسی چاہیے جاری نہین ہوئی اب پھر بھی اثر خداوندی پہونچ جائیگا ابو حاکم نے کہا اے انجد تو بڑا کمبخت و بدبخت ہے ورنہ آج امیر محمد بہادر پر غالب ہو کر خداوند کو چاپ خطاب پاتا القصہ اُس روز جمشید پلید کو نہایت رنج و غم رہا آخر رات کو حسب معمول خناز جادو سیہ درون آیا جمشید نے حال اُس لڑائی کا اُس کا ہے

بیان کیا وہ ملعون بولا مین کچھ تمام عالم کا ذمہ دار نہین ہون کہ مین ہر ایک تیرے پہلوان کے لیے محنت و مشقت شاقہ گوارا کرون اور اُسکو صاحب قران بنا دون جو کچھ چاہیے وہ رتبہ مین نے تجھے دیا تو خود انصاف سے دیکھ کہ جسقدر لوگ جلسۂ اعلا مین حاضر ہین سب سے تیرا زور دہ چند ہی یہانتک کہ معز الدین جسکا نام ہی آج دنیا مین کوئی مثل اُسکا شوکت و شان و شجاعت و بہادری و جرأت و قوت مین نہین ہی بلکہ تجھے بھی رتبہ اُسکا مثل آفتاب کے روشن ہی وہ بھی مغلوب ہوگا تجھکو وہ گرز بے پناہ دیا ہی کہ اُس گرز کی ضرب سے وہ حواس باختہ ہو جائیگا آئندہ پھر اُسکی تقدیر اور تیرے نصیب اور تو کیا چاہتا ہی جمشید ملعون نے کہا اے شاہ جادوان تیرے پانؤن کی خاک آنکھون سے لگاتا ہون اور نہایت منت و سماجت سے سجدہ کیا اور تا دیر دست بستہ کھڑا رہا خناز جادو نے کہا تو کیا چاہتا ہی اور کیا قصد ہی جمشید ملحد نے کہا اب کل سے خود میدان مین جایا کرونگا اور کسی کو تکلیف و زحمت نہ دونگا لوگ ہمارے لشکر کے ہرچند کہ مسلمانون پر غالب ہین لیکن بعض مغلوب بھی ہو جاتے ہین اور طرفہ یہ معاملہ ہی کہ حالت غلبہ مین امراے اسلام کو زخمی کرتے ہین اور حالت مغلوبیت مین مارے جاتے ہین خناز جادو نے کہا یہ امور اتفاقیہ ہین اور ایسے امور اتفاقی اکثر اوقات ہوا کرتے ہین اسیلیے کہ تیرے پہلوانون نے بھی تو پہلوانان لشکر اسلام کو قتل کیا ہی جمشید ملعون نے کہا ہان یہ تو سچ کہتا ہی ضرار منکوس منحوس لعل گوہر ہان ایسا ہی اتفاق ہوا ہی قصہ کوتاہ جمشید نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خود میدان مین آیا امیر محمد دلاور کو طلب کیا وہ شیر بیشۂ تہور شعار بھی نہایت کر و فر سے قدم جرأت و جلادت کو بڑھاتا ہوا امیر مجاہد الدین کی خدمت مین پہونچا اور امیر باتوقیر سے رخصت لے کے میدان مین آیا اور جمشید مغرور کے سامنے کھڑا ہوا جمشید کی نظر جو نہین جمال باکمال امیر محمد پر پڑی اور اگلے حملے اُنکے یاد آئے نہایت غضبناک ہو کے کانپنے لگا کہا اے امیر محمد یاد ہی کہ تو نے مجھ سے کیا کیا سلوک کیے ہین اور مین نے تیرے ہاتھ سے کیسی کیسی ایذائین اُٹھائی ہین امیر باتوقیر نے کہا او ملعون مین نے مجبور اسکے کہ ملکہ سردبہی کو تجھ سے لیا چونکہ وہ اہل اسلام سے تھی اور مین اُس سے ہمبستر ہوا اور تیری خواہر طرۂ مشکین خال کو تجھ سے لے کے اپنے عیار یعقوب حرانی کے ساتھ نامزد کر دیا اور مین نے کیا کیا جمشید پلید یہ کلام سُنکے زرد ہو گیا اور مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا اور ایک نیزہ امیر کے سینۂ بے کینہ پر مارا امیر نے اگرچہ اُس لعین کا نیزہ بفضل دلاوری و بہادری ہوائی کر دیا لیکن وہ تلوار کہ جو آب سحر سے بجھی ہوئی تھی زخم اُسکا سر پر کھایا یعقوب حرانی میدان سے لیگیا ہرچند وہ نامرد چاہتا تھا کہ دوسری ضرب مین کام امیر کا تمام کر دے یعقوب حرانی نے کہا او جمشید باوجود دعواے خدائی ایسی نامردی کرتا ہی اپنی خدائی کو خاک مین ملائے دیتا ہی یہ کہانکا قاعدہ ہی کہ حریف مجروح کو زخمی کرے اور ایک تیغ فولاد جوہر مین رکھ کے اس زور سے جمشید کے مارا کہ سر اُس پلید کا شق ہو گیا اور اُسی جگہ بیٹھ گیا یعقوب حرانی امیر محمد کو لیگیا جمشید نے دوسرا حریف طلب کیا لشکر اسلام سے امیر سیف الدین بن امیر مجاہد الدین جو کہ ہمسر امیر محمد تھا اپنے والد سے اجازت حرب لیکے میدان مین آیا اور جمشید ملعون سے لڑنے لگا اور قدرت خداوند قہار سے فن نیزہ مین غالب آیا آخر کو وہ

شاہزادہ بھی زخمی ہوا پھر امیر سلطان اور امیر خلیل دونون جمشید کے ہاتھ سے زخمی ہوے اس عرصہ مین شام ہوگئی
طبل بازگشت بجا امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین نے ایسی ایک آہ جگر سوز کی کہ صاحبان اولاد کے دل ہل گئے مہر سپہر
نے فرمایا ای برادر یہ جمشید حرامزادہ پہلے تو ایسا زور آور نہ تھا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ضار منکوس کی کرامات ہی کہ جسکے سبب سے
تلوار خطا نہین کرتی امیر جلال الدین نے کہا ہم ضار منکوس قرمساق کو ایسا نہین جانتے تھے ہرگز وہ ملعون اس لیاقت کا
نہین تھا ایسا ساحر یہ ملعون کیونکر ہوگیا قیاس مین نہین آتا اور عجیب وقت مین سحر اس ملعون کا کارگر ہوا ہی کہ جس وقت
مین صاحب قران اکبر عالی وقار لشکر مین نہین ہین اور نہ کوئی ان حکماے عالی منزلت مین سے یہان تشریف رکھتا ہی
سلطان ابو الحسن جوہر نے کہا اس مادر بخطا کا راز ظاہر نہین ہوتا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اس جمشید ملعون کا حال معلوم
ہو کہ اس نابکار نے یہ سحر کہان سے بہم پہونچایا ہی القصہ ان امراے عالی وقار نے ملول و مکدر مراجعت فرمائی ادہر جمشید
پلید کمال سرور مین زر نثار کرتا ہوا پھرا اور کافرون نے اُس نابکار کو سجدے کیے اور اُس غدار ناہنجار کی تعریفین کین
وہ گیدی بہت خوش ہوا اور برج جہان نما مین جاکے عیش مین مشغول ہوا۔ راوی کہتا ہی کہ ایک روز ابو حاکم نے بنحو شامد
جمشید پلید سے کہا ای خداوند تمنے کچھ حال زمرد شاہ باختری کا سنا ہی جمشید نے کہا بیان کرکیا ہوا ابو حاکم نے کہا زمانہ
قدیم مین ایک گمراہ کہ نام اُسکا زمرد شاہ تھا وہ دعواے خدائی کرتا تھا اُسکی داڑھی نہایت لنبی تھی اور ہر بال مین اُسکی
داڑھی کے موتی پروئے ہوے تھے مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنی ریش مبارک مین موتی پرو دو کہ بندون کی نظر مین نہایت
زیب و زینت معلوم ہوگی جمشید پلید یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور اگرچہ داڑھی اُس مردود کی بہت لنبی نہ تھی لیکن مونچھین
بہت دراز تھین مروارید گرانبہا جواہر خانہ سے منگائے اور اپنی داڑھی مونچھون مین پروئے اشبوط دیلم نے کئی جوڑیان
موتی کی براہ خوش جمشید کے پیش کین غرض سب داڑھی اور مونچھون مین ہزار در غلطان صرف ہوے یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی کہ آج جمشید نے زمرد شاہ کا قصہ سُنکے اُسکی نقل کی یعنے اپنی داڑھی مونچھون کے بال مین موتی پروئے ہین
یعقوب حرانی نے کہا تف ہی اُس داڑھی پر وہ مردود مسخرگی کو حد سے زیادہ عمل مین لایا یعقوب حرانی اور نہنگ
مصری مین مشورہ ہوا اور دونون کی راے اس امر پہ قرار پائی کہ اگر یہان لفظ عیاری کوئی کام کیجیے اور عیاری چل جائے تو
کیا خوب بات ہی پہلے نہنگ مصری کہ اول سے عیار باشی جمشید پلید کا تھا اب براہ ہدایت داخل اسلام ہوگیا تھا یہاندر
کمال ہمت کو کام مین لایا اور یعقوب سے یہ صلاح کرکے جمشید ملعون کے پاس گیا اور کہا ای امیر کل عالم خواب سے
طبیعت بحرد ہ لصورت مجسم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا او نہنگ تو کیون گمراہ ہوا ہی تیری عقل زائل ہوگئی ارے
جلد اٹھ اور ہمارے فرزند و نائب خاص کے پاس کیون نہین جاتا اور بھی کچھ کلمات مناسب کہے اور چاپلوسی بہت کی
اور پھر سجدے بھی مکرر کیے دل مین لعنت بھی جمشید مرتد پر کی آخر ایسی خوشامد کی کہ جمشید گیدی دام مکر مین نہنگ
کے آگیا اور تقصیر نہنگ کی معاف کرکے اپنے ہاتھ سے کھولے اور باتین ملامت آمیز کہتا رہا نہنگ

باتین اُسکی سنتا جاتا تھا اور عذر کیے جاتا تھا الغرض دو تین دن مین جمشید کے دل کو بدگمانیون سے ایسا پاک و صاف
کیا کہ جمشید کو کسی طرح کا گمان بد باقی نہ رہا پھر ایک شاگرد یعقوب حرانی کو کہ خوش خاستہ تھا اور یعقوب حرانی سے مانگ
لایا تھا اُس شاگرد کو حسینہ و جمیلہ بنایا پھر اُس صورت پر وہ روغن ملا کہ جسکا نسخہ یعقوب حرانی کے پاس تھا اور یعقوب
حرانی نے ابو الحسن جوہر سے اور سلطان ابو الحسن جوہر نے مہتر توفیق سے حاصل کیا تھا اور جو اسکے روغن کی ساعت
معین تھی اس ساعت مین اُس زن مصنوعی کے چہرۂ زیبا پر خوب ملا تا اینکہ ہیئت اُسکی بالکل مبدل ہوگئی اور اُس
زن مصنوعی کو کلام حسب دلخواہ خوب تعلیم کیے لیکن جب تک یہ شعبدہ بنے بنے دو تین روز اور معرکہ آرائی رہی جمشید
ملعون نے اکثر دلاوران لشکر اسلام کو قتل کیا قریب تیس امراے نامی و گرامی لشکر ظفر پیکر اسلام کے مثل امیر معظم الدین
اور امیر نجم الدین اور امیر نجم الحق اور امیر شہاب الدین وغیرہ کے زخمی کیے امیر مجاہد الدین نامور ہر روز اُس کافر
بدکیش خناز جادو کے ہاتھ سے تنگ ہوکر خون روتے تھے اور جمشید ملحد جب جنگ سے تھکتا تھا دو چار روز
لڑائی موقوف کردیتا تھا اور ہر روز رات کو اُس جادوگر ملعون سے اختلاط کرتا تھا اور افعال شنیع سے تنگ آکے
خاموش ہو جاتا تھا ناگاہ نہنگ عیار بھی اس راز سربستہ سے آگاہ ہوا کہ جمشید ہر روز نصف شب کو ایک خیمہ مین
جاتا ہی اور وہان کسی کا دخل نہین وہ مکان تخلیہ ہے اور کوئی اُس راز سے آگاہ نہین ہی نہنگ نے ہر چند چاہا کہ اُس خیمہ
مین جائے لیکن نہ جا سکا اسوجہ سے کہ اُس ساحر حرامزادہ نے اُس خیمہ کو طلسم بند کردیا تھا اور اُس طلسم کی تاثیر یہ تھی
کہ جو وہان چلا بھی گیا تو نیند ایسی غالب ہوتی تھی کہ ہوش نہ رہتا تھا بس فقط ایک خناز منحوس کے علاوہ کوئی نہ جا
سکتا تھا نہنگ عیار نامدار نے اپنی تیزی عقل و فراست سے معلوم کیا کہ جسقدر فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اس مکان سے
ہوتا ہی لیکن اور کوئی امر معلوم نہو سکا اصل معاملے کا پتہ نہ پایا ایک شب خناز جادو نے جمشید لعین سے کہا
مین نے اپنے طالع سے دریافت کیا ہی ایسا قران سخت ہی کہ جسکی حد نہین اس سبب سے مین چالیس روز تک خلوت
مین تنہا رہونگا اور اعمال سحر پڑھونگا بعد فراغ اس چلے کے تجھ سے ملاقات کرونگا اور تیرے طالع کو مسلمانان پر مع
معز الدین کے نہایت قوی دیکھا ہی اور سب اسباب تقویت و قوت کے مہیا کردیے ہین لڑے تو ہرگز خوف نہ کرنا سب
دلاوران اسلام کو اُسی تیغ بے دریغ سے جسکا نام خونریز رکھا ہی قتل و مجروح کرنا اور جب معز الدین سے سامنا ہو تو اُسی گرز سے
جو کہ مین نے خاص تیری خوشی کے واسطے فقط معز الدین کے نام سے تیار کیا ہی جنگ و مقابلہ کرنا غرض یہ سب مدارج نیک و
بد خناز جادو نے جمشید کو تعلیم کیے جمشید نے بھی خوب ذہن نشین کرکے منظور و قبول کیے اور جدائی خناز جادو سے نہایت
خوش ہوا کہ جتنے وقت تک جان بچی وہی غنیمت ہی کہ اُسکے اختلاط سے از حد تنگ تھا غرض بعد فراغ اس صحبت کے جادوگر
سے رخصت ہوکر جمشید برج جہان نما مین آیا اور پھر عیش و عشرت مین بدستور مشغول ہوگیا اور جنگ بھی اس عرصہ مین
موقوف تھی ایک روز یہ گیدی حرامزادہ غرفۂ جہان نما سے بیٹھا ہوا سیر صحراے پر فضا دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک عورت

زیر غرفہ چلائی کہ ای جمشید اگر تو خداوند ہی تو مجھے اوپر بلالے اور میرا دردِ دل سُن اور فریادرسی کر جمشید نے یہ سُنکے اس زن فریادی
کو بلالیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا کیا مطلب ہی بیان کر اُس عورت نے کہا ای خداوند صریحۂ قانون نواز میرا نام ہی اور مین
اُستاد عصفور کی بیٹی ہون باپ میرا مر گیا ہی اور خالہ چاہتی ہی کہ اپنے بیٹے کے ساتھ نسبت کرے اور وہ مرد احمق بے ہنر ہی
اور مین ہنرمند ہون پھر مین کیونکر اُس بے وقوف سے راضی ہون جمشید ملعون کہ اغلام سے عاجز ہوگیا تھا اور نازنینون
کی صحبت کا شوق تھا چاہتا تھا کہ کسی نازنین زہرہ جبین سے ہمصحبت ہو مگر خوف خناز جادو سے ظاہر نہ کر سکتا تھا کہ اُسکو
قطعاً منع کیا تھا غرض جمشید کو محل مین جانے سے منع کیا تھا اب وہ جادوگر چالیس روز کو گیا اُس ملعون نے فکر کی کہ اب
چالیس روز جو چاہونگا کرونگا کچھ خوف نہین ہی جب وہ ملعون آئیگا دیکھا جائیگا جمشید نے فرصت غنیمت جانکے اس
زن فریادی سے کہا ای نازنین خداوند سے تو کسواسطے پردہ کرتی ہی اُس عورت نے جواب دیا کہ تیری خداوندی مجھپر ثابت نہین
ہی جمشید بولا کہ تو کسطرح کی ثبوت خداوندی چاہتی ہے اُس عورت نے کہا مین چاہتی ہون کہ اپنی مرادِ دلی پر فائز ہون جمشید
نے کہا یہ تو بہت آسان ہی تیری خالہ کی کیا مجال ہی کہ جو وہ بے رضامندی تیری اپنے بیٹے سے منسوب کرے مگر اسکے سوا
اور جو مرادِ دلی ہو وہ بیان کر اُس عورت نے کہا مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ ایک بلندی پر بیٹھی ہوئی قانون بجا رہی ہون
اور تمام خلقت عالم مجھے سجدہ کرتی ہی اس خواب کے دیکھنے سے مین حیران ہوئی کہ مین کجا اور سجدۂ خلائق کجا مجھے
اسکی تعبیر بتا دیجیے کیا ہی جمشید نے دل مین خیال کیا کہ اس خواب کی تعبیر اسطرح سے ٹھہرانا چاہیے کہ یہ نازنین صاحبِ حسن
وجمال ہی مین اسے اپنی محبوبہ قرار دون اور اسکو سرفراز کرون اس صورت مین اگر مجھے سجدہ کیا گویا اسے سجدہ کیا یہ دل سے
مشورہ کرکے اُس عورت سے کہا ای نازنین پہلے تو اپنے حسن وجمال اور صورت زیبا کو دکھا پھر مین تعبیر خواب تجھے دون
اُس عورت نے کہا صورت دکھانے مین مضائقہ کیا نہنگ مصری آگے آیا اور اُسکے مُنھ سے برقع ہٹا دیا اور کہا
محفل خداوند مین مُنھ چھپانا کیا اُسوقت جمشید کے پاس اور کوئی موجود نہ تھا فقط چند ملازم خاص تھے تعمہ کوتاہ
نظر جمشید پلید جو نہین اسکی صورت زیبا اور شکل رعنا پر پڑی اُس دخترماہ پیکر چاردہ سالہ کو دیکھکے فریفتہ ہوگیا قریب
اپنے بلایا اور کہا قسم ہی مجھے اپنی تقدیر کی اور مین سچ کہتا ہون کہ تعبیر تیرے خواب کی یہی ہے کہ تو میرے پہلو مین جلوہ گر
ہوگی اور میری محبوبہ گردانی جائیگی ایسی حالت مین جو کوئی مجھے سجدہ کرے گویا تجھے سجدہ کیا ہی صریحہ قانون بجا مین چاہتا
ہون کہ اپنا پہلو تجھ سے گرم کرون ضمار منکوس منحوس اور بکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ ربیعی اور ابوحاکم فردوسی
اور اشبوط دیلمی اور القیموس دنجاشی کو بھی طلب کیا ضمار منکوس نہین آیا اور سب حاضر ہوئے اُس ملحد نے کہلا بھیجا
کہ آج میری طبیعت بدمزہ ہی مین نہین آسکتا بعد اسکے وہ عیار بچہ جو عورت کی شکل سے آراستہ ہوا تھا اور صریحہ نام اپنا
رکھا تھا اُسنے قانون لے کے بجانا شروع کیا تمام محفل محو ہوگئی جمشید پلید ہر دم بیتاب وبیقرار ہوا جاتا تھا اُسوقت
صحبت مین مہتر نہنگ بھی شریک تھا جمشید نے حکم دیا کہ سامان میخوشی جلد آوے شراب مع اسباب ضروری مثل

مثل کباب وگزک وغیرہ کے حاضر ہوا نہنگ عیار نے بعیاری اُس شراب مین داروے بیہوشی ملادی اور جام گردش مین
آیا وقت شب کا تھا آہستہ آہستہ محفل گرم ہونے لگی جب حاضرین جلسہ مع جمشید پلید مست ہوے نہنگ نے اشارہ
کیا وہ عیار بحیظریف وچالاک ساقی بنا اور ہنر وفن عیاران چالاک طبع صرف کرنے لگا جامہاے لبریز شراب بیہوشی آمیز لیسے
ہرایک اہل محفل کو پلانا شروع کیے تا اینکہ وہ شراب قاتل ہرایک کے حلق سے اُتری اور معدے تک پہونچکر اثر اپنا ظاہر کرنے
لگی ہرایک بدانجام بیخود ہوکے حرکات بے انتظام عمل مین لانے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ بیہوش ہوگئے جب مہتر
نہنگ مطمئن ہوگیا دروازے بند کرکے زمینہ کو بھی خوب خاطرخواہ بندکردیا اُسوقت یعقوب حرانی بھی ایک طرف سے
پیدا ہوکے شریک کار نہنگ ہوا کیونکہ عرصہ سے بہ تبدیل ہیئت وہان موجود رہتا تھا نہنگ نے اول چاہا کہ جمشید کو
پشتارۂ عیاری مین باندھ کے لیجائے اور قید کرے جبتک کہ صاحب قران اکبر تشریف نہ لائین یہ مردود بھی قید رہے
اسواسطے کہ شمشیر سحر سے اس پلید نے اہل اسلام کو زخمی کیا ہی اور اکثر سلاطین کو قتل کیا ہوا خواہون کے داغ ہو رہے
تھے تسکین ہوگی گولہ بار کو ہر چند چاہا کہ اُٹھاوے ممکن نہوا دونون نے مل کے زور کیا لیکن جنبش نہوئی اسوجہ سے
کہ وہ کافر سحر کے روغن روز بدن پر ملتا تھا جسم اس پلید کا آہنی ہو رہا تھا نہنگ جب نہایت تنگ ہوا یعقوب
حرانی سے کہا اے برادر عالی قدر حالت غفلت مین ہم لوگ صاحب قران اکبر کو اُٹھا لیتے ہین اور اس ملحد کی سنگینی کہین
زیادہ ہی بڑی حیرت کی بات ہی کہ اب اسے کیا ہوگیا ایک نے کہا یہ اثر سحر ہی اسلیے کہ اسکے حالات اکثر متغیر ہوگئے ہین
سبب تبدل وتغیر سواے جادو کے معلوم نہین ہوتا نہنگ نے کہا سچ کہتے ہو یہی وجہ ہے ناچار اس ارادے سے
درگذرے داڑھی مونڈی اور مُنھ کالا کیا پائجامہ اُتارا پیفنون کو تاد سے باندھا اور سرا اُس تار کا اشبوط دیلم کے پیفنون مین
باندھ دیا اور زنگولہ ہاے برنجی کو اُسکی کمر مین باندھا نجاشی اور نصرون وغیرہ کا حال بھی ایسا ہی بدتر کیا کسی کا نصف
چہرہ کالا اور نصف لال کسی کا زرد کیا برج جہان نما کے بالاخانہ پر لے گئے اور ہرایک کو ایک کنگرہ سے خوب باندھا اور
ناف عیان سب کی صاف کین یعقوب حرانی نے کیسۂ عیاری سے روغن نکالا اور چہرون پر ملا نہنگ نے کہا اے استاد یہ
روغن کیسا ہی یعقوب حرانی نے کہا یہ روغن خارشت پیدا کریگا جب ہوش مین یہ قرمساق آوینگے افراط خارشت سے
بیقرار ہوجائینگے نہنگ نے دست اُستاد پر بوسہ دیا اور کہا حق امر یہ ہی کہ جلائے اُستاد طالی۔ القصہ جب ان کامون سے فارغ
ہوے ملازم وغلام کی طرف توجہ ہوئی ہرایک ملازم کو بحال خراب برابر لٹایا اور حجام لنگوٹے کا پانی ہرایک کے حلق مین اُتارا
کہ حالت بیہوشی مین تمام فرش کو خراب ونجس کرین اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ کے مونچھ مین لٹکا دیا کہ اے جمشید ہمنے سنا
تھا کہ ابوحاکم نے نقل زمرد شاہ کی تھی یعنے اس احمق نے اپنی ریش نجس مین موتی لگائے تھے لیکن یہ نہ کہا کہ عیار عمر نام
نے اُسکی داڑھی لطبع مروارید خوب مونڈی اور مروارید لیگیا تو نے جو اُس مردک کی نقل کی اور داڑھی مین موتی پروئے ہم بھی
عمر عیار کی شکل بن کے داڑھی مونڈ لے گئے اسواسطے کہ بدون اسکے نقل پوری نہوتی ناقص رہتی اب وہ نقل پوری ہوگئی

بعد اسکے اسباب طلا ونقرہ چادر عیاری مین باندھا اور کاندھے پر رکھا دروازہ کھول کے نیچے اُترے چوکیدار دوڑے
کہا خداوند نے تمھارے لیے مجھے حکم دیا ہے کہ شراب ہر ایک کو خوب آج پلا دو یہ سُنکے سب نے سجدہ کیا ظریف نے ہر ایک
چوکیدار کو ایک ایک جام شراب بیہوشی آمیز نہایت تیز وتند پلا یا ایک ہی جام مین ایسے بیہوش ہوے کہ سر و پا کا کسی کو ہوش
نہ رہا دونون عیار نیچے اُترے اور صحیح و سالم روانہ ہوگئے لشکر سے ایک فرسخ راہ طے کی ہوگی کہ قرساق دمشقی طلایہ کو نکلے
تھے اور اُدھر سے پھرے ہوے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ تین شخص پشتارہ کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین یہ
دیکھتے اس حال کے قرساق بولا تم لوگ کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤگے اور یہ تمھارے کاندھون
پر کیا ہے یعقوب حرانی اور نہنگ نے اپنے پشتارے ظریف کو دیدیے اور کہا تو لیچل کہ مال تلف نہو اور آپ تیغ کھینچ
کھینچ کے آگے بڑھے اور کہا تمھارے داماد ہین یہ کہکے مانند برق کے اُنپر جا پڑے ۔ ؎

	یکے را باز و یکے را بہ بر		یکے را بگردن یکے را بسر	

طرفۃ العین مین دو سو نفر کو واصل جہنم کردیا قرساق و فرساق دمشقی قریب ان دونون کے پہونچ گئے یعقوب حرانی
نے ایک تیغ قرساق قرم ساق کو مارا اور نہنگ نے فرساق دمشقی کو داخل نار کیا اُدھر اور جو باقی پیادے رہے تھے انھون
نے یعقوب حرانی پر ہجوم کیا یہ دونون کب ٹلتے تھے مارکے پیٹتے صاف زندہ و سلامت چلے گئے اسطرح زندہ و سلامت
نکل جانا فقط تاثیر دعاے امیر باتوقیر امیر مجاہدالدین نامدار سے تھا کہ وہ امیر نہایت پرہیزگار تھا ۔ القصہ راہ صحرا کی
ملعونون کے تعاقب کو کچھ خیال مین نہ لائے آخر اُن لوگون نے بھی راہ غلط کی اور کوچۂ احمد مین پہونچ گئے پھر کیا تھا
یہ تینون عیار طرار لشکر اسلام مین داخل ہوگئے امیر محمد اور امیر مجاہدالدین نامور کی خدمت مین حاضر ہوے اور جو عیاری
کی تھی مفصل بیان کی امیر باتوقیر اور سب جوانان اہل اسلام نہایت خوش ہوے اور آفرین و تحسین سبھون نے کی
لیکن امیر مجاہدالدین نے کہا یہ مین خوب جانتا ہون کہ جمشید مردود اس ذلت و خواری پر بھی اپنی وضع سے دست بردار
نہو گا کہ نہایت بیحیا اور حرامزادہ ہے ۔

اب دو کلمے حال جمشید پلید کے گوش گذار ہوتے ہین

کہ جب صبح ہوئی اور مردان لشکر برج جہان نما کے نیچے آئے یہ تماشا نیا دیکھا کہ وہ صورتہاے عجیب و اشکال غریب
کنگرون پر دیکھین بے اختیار ہنسے اور نہایت حیران ہوے بعضون نے کہا یہ کیسی تقدیر خداوند نے مقدر فرمائی
نئی قسم کی صورتین خداوند نے پیدا کی ہین طرفہ محفل روسیاہ ہونگی برج پر معلوم ہوتی ہے کسی نے کہا شاید نگہبانان قدرت
ہون کہ محافظت مخلوق کے سبب آئے ہون غرض ہر شخص اپنے اپنے خیال ظاہر کرتا تھا لیکن ان لوگون کے چہرون پر ایسا
روغن عیاری ملا ہوا تھا کہ کسی کی شکل کوئی پہچان نہ سکتا تھا جب اُن ملاعین کی بیہوشی برطرف ہوئی اور خارش

زور کیا بے اختیار ہاتھ اُٹھائے اور جوتیون کے تلے جو ہاتھ مین عیارون نے باندھ دیے تھے وہ منھ پر پڑنے لگے جس جس جگہ کھجلی ہوئی وہین جوتا پڑا ایسی پاپوشکاری ہوئی کہ جسکا حساب سائین عجیب لطف تھا بیچ مین اشبوط دلیم بیٹھا تھا اور منھ پر جوتیان لگا رہا تھا اب جمشید پلید ہوش مین آیا کہ اسکی کھجلی سب سے زیادہ تھی اُسلیے بھی اپنے منھ پر جوتیان مارین عیارون نے شمعین بجھا دین تھین اور شعبیل اُس گیدی کا منھ کالا کیا گیا تھا اسوجہ سے وہ داغ شقاوت عیاران اہل اسلام پر ظاہر نہین ہوا ورنہ نظر آیا ورنہ بڑی قباحت لازم آتی یہ تاثیر دعاے امیر مجاہد الدین کا سبب تھا مردمان معتقدان جمشید پریشان ہوے اور ہنستے تھے اور یہ ناپاک اپنے حال مین سرگردان جوتیان مارتا ہوا اُٹھا ادھر غلام وغیرہ بھی ہوش مین آئے اُنھون نے بھی اپنا عجیب حال دیکھا اور لطف یہ تھا کہ جو کوئی نیچے اُترتا تھا جمشید پلید کو برج کے اندر یا ور اشبوط وغیرہ کو باہر کنگورون پر دیکھتا تھا متحیر خاموش ہو جاتا تھا آخر ضار منکوس کو یہ خبر پہونچی وہ بتعجلت تمام پہونچا یہان آکر یہ حال عجیب دیکھا حیران رہگیا جمشید کی مونچھ سے وہ رقعہ کھولا اور پڑھا جمشید ملعون کو سنایا جمشید بیحیا سُنکے ہنسا بولا زمرد شاہ بڑا بادشاہ تھا کہ اُسنے دعواے خدائی کیا تھا خوب ہوا بہت چیزون مین مجھے اُسکی پیروی حاصل ہوئی اور یہ بھی تقدیر خداوند تھی جو خداوند طبیعت مجردہ نے ظاہر کی اور میری خداوندی کو اس دلیل سے خوب ثابت کیا کا قران کنگرہ سوار کو بھی اُتارا اور علت خارشت پوچھی پھر اُس روغن کو دھویا دو تین روز مین وہ کھجلی برطرف ہوئی وہ سب ایک ہفتہ تک بیحال رہے لیکن اس عرصہ مین جمشید نے ہرچند چاہا کہ خنازر چاد سے ملاقات ہو وہ نابکار بخوف جان ایسا پوشیدہ ہوا کہ ضار منکوس تک کو اُسکا مقام نہ ملا لیکن جمشید نے اُسی غصہ مین طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر اسلام مین صداے طبل جنگ پہونچی امیر مجاہد الدین نے فرمایا ہماری طرف بھی کوس حربی بجے انشاءاللہ تعالیٰ فتح پائینگے

اب راوی اُس جمشید ملعون کو ذلت وخواری مین آمادۂ جنگ وجدل رکھتا ہے اور کچھ احوال فرخ اشتمال فلک قدر یعنی صاحب قران اکبر معز الدین نامور کا معرض بیان مین لاتا ہے

راویان اخبار وناقلان آثار اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ شہریار کامگار صاحب قران اکبر روزگار گل بستان سیادت میوۂ باغ نبوت سلطان واجب التعظیم معز الدین ابو تمیم کا قصد نکاح صغراے ملکہ صبیح روشن گہر اور ملکۂ صبیح دلکشا سے ہے اور ملکہ صبیح دلکشا اور ملکۂ ماہ سیما کے باہم ہرچند کہ تکدر خاطر وغبار ملال راہ پائے ہوے تھا لیکن شراب حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم عبقرطوس کے پینے سے وہ ملال دفع ہوا اور باہم ارتباط اخلاق اسقدر ہوا کہ جسکی حد ونہایت نہین اور علاوہ برین زاہدہ خاتون نے بھی آپس مین ملکۂ صبیح دلکشا اور ماہ سیما اور صبیح روشن گہر کے مصالحہ کرا دیا تھا اور حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم آخشیجان قصر النیرین مین سامان عروسی صاحب قران اکبر گردون حشم مین مشغول ہین اور

اس مکان رفیع الشان کو مانند باغ زاہدہ خاتون کے جشن کتخدائی صاحب قران اعظم مین آراستہ کیا تھا اور نہایت زیب و زینت دے رہے ہین پہلے تسطیر ہوچکا ہی کہ جو باغ قصر النہرین دروازہ دوم طلسم اجرام و اجسام ہی اور ہنوز نظر سے اہالیان طلسم کی مخفی ہی حکیم قسطاس الحکمت نے اسکو کھول دیا صاحب قران اکبر نامور اسی دروازے سے عجائبات طلسم ارسطو مین داخل ہو کے ملکۂ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو لائینگے اور ملکۂ شمسہ تاجدار کو جبل اعلے سے لیجائینگے اسی واسطے سب مقام آراستہ ہو رہے ہین اور امیر مجاہد الدین وغیرہ اپنی اپنی محبوبان پریزاد کو بھی لیجائینگے لیکن صاحب قران اکبر کا عقد صغرا کہ ہر دو صبح سے مقرر ہوا ہی اس طلسم مین جو مفتوح ہوچکا ہی قرار پایا ہی مقام شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک کہ بیس فرسخ کی مسافت ہی دو رویہ آئینہ بندی ہوئی ہی اور قندیلین طلائی و نقرئی مرصع کار ہر رنگ کی آویزان ہین اور ملکۂ صبح روشنگہر اور ملکۂ صبح دلکشا دونون قصر یاقوت نگار مین رہین اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان و خلدانہ اور سرو سہی اور طرۂ مشکین خال صاحب قران اکبر کے سامان عروسی مین بصد آرزو مصروف ہوئین ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان اور ملکۂ شمسہ تاجدار اگرچہ ایکبار اپنے مقام مین گئی تھین پھر تاریخ مقررہ مین موافق وعدہ کے حاضر ہوئین ملاحت پری بنت علیدون عابد نوبہار گلشن افروز کی طرف اور گوہر بزم افروز جانب شمسہ تاجدار تھی یہ دونون کنیزون کی طرح مطیع حکم تھین القصہ جب کل سامان مرتب ہوچکا صاحب قران اکبر فلک قدر شہر عسکریہ سے سوار ہوے اور مع ملک اذفرشاہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف فرما ہوے اسواسطے کہ والدہ مکرم ملکہ صبح روشنگہر کے اور سرخ پوش والدہ ملکہ صبح دلکشا کے بھی مع افواج پریزادان حاضر تھے اور ابوالحسن جوہر صاحب قران اکبر کے ساتھ حاضر تھے صاحب قران اکبر نے بیس فرسخ زمین کی مسافت کو دو روز مین طی کیا تھا اس طریق سے کہ شب کو سوار ہوتے تھے اور دن کو آرام فرماتے تھے اور شکار بھی کھیلتے تھے سب سرداران بنی الجان ہمراہ رکاب فیض انتساب شاہزادہ تھے غرضکہ آتشبازی کی سیر کرتے ہوے بساعت سعد داخل قلعۂ یاقوت نگار ہوے۔ سلطان سرخ پوش ملک اذفرشاہ سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوے تیسرے روز حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم ابوالمحاسن اور حکیم آخشیجان اور حکیم عبقر طوس جنی بھی پہونچے قلعۂ یاقوت نگار کو آئینہ بندی و چراغان وغیرہ کسے ایسا آراستہ کیا تھا کہ فلک پیر نے بھی باین گردش لیل و نہار نہ دیکھا ہوگا اور واقعی ایسی آرایش و زینت تھی کہ باید و شاید خیمہ شاہی سے ایوان قصر خاص تک فرش اطلس چین و دیبا کا بچھا ہوا تھا اور صبح دلکشا کے لیے علیحدہ ایک مکان عالی شان آراستہ کیا تھا ملکۂ نوبہار گلشن افروز مع متعلقین وہان موجود تھین چنانچہ اسی طور سے چند روز گذرے یہان تک کہ روز عقد آیا اول ملکۂ شمسہ تاجدار وغیرہ نازنینان بنی آدم سوار ہو کے مکان ملکہ صبح دلکشا مین گئیں اور آپس مین نہایت محبت و اتحاد سے پیش آئین اور خوب خرم و دلشاد ہوئین پھر صاحبقران اکبر روزنگار سوار ہوے اور سلاطین جن و انس بہ تجمل شاہنشاہی دکر و فر تا قلعہ شاہی چلے۔ نظم

سلاطین جن و پری آدمی	بصد انبساط و بصد خرمی	ہمہ در رکاب شہ مہ لقا

رسیدند در خانۂ دل کشا | یکے بزم چون خلد آراستند | می و عود رامشگران خواستند
بداماں آن مہر اوج وقار | نمودند داماں صبح استوار | بایوان صبح دوم بردراہ
بخوش خرمی چہرۂ ہمچو ماہ | کہ اورا لقب بود روشن گہر | عروس بعقد زینت و کروفر
بان شاہ ہم عقد ہا خواستند | طبقہاے گوہر برافشاندند

الغرض پہلے صبح دل کشا کا عقد پڑھا گیا پھر اُسے ساتھ لیے باغ صبح روشن گہر مین گئے اور اُس نازنین کا عقد نہایت انتظام سے ہوا لیکن مقدمۂ زفاف مین ہر چند ملکہ شمسہ تاجدار و ملکۂ نو بہار گلشن افروز نے صریحًا کہا لیکن صاحبقران اکبر نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ حرکت بعد عقد کبریٰ کے عمل مین آئیگی قصہ کوتاہ دوسری نازنینون کے ساتھ گرم صحبت رہے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت فرمایا کہ ای اُستاد عالی نژاد اب کیا حکم ہوتا ہی لشکر کی طرف سے خاطر پریشان ہی جب جمشید ساد غمن سر پر موجود ہو پھر کسطرح اطمینان خاطر ہو اگرچہ میرے یہان بھی دلاوران تہور شعار و صف شکن موجود ہین لیکن احتیاط شرط ہی چاہتا ہون کہ جلد رزم و بزم کا مقدمہ فیصل کر دون اور سعادت قدمبوسی والدین جلد حاصل کرون اب دل مشتاق دیدار والدین کی تاب نہین رہی حکیم صاحب نے فرمایا مبارک ہو اب اِس طلسم مین کچھ کام باقی نہین رہا ہی اگر ہے تو بہت سہل ہی لوح بیضا سے دریافت کرنا چاہیے صاحبقران اکبر بموجب ارشاد حکیم صاحب والا تبار مطالعۂ لوح مین مصروف ہوے لوح سے یہ مضمون ظاہر ہوا کہ ای سید عالی تبار و ای شاہزادۂ کامگار ای زوج ملکۂ شمسہ تاجدار الحمد للہ کہ کام حسب دلخواہ دوستان سرانجام پذیر ہوا چارون مرحلۂ طلسم بیضا تمام و کمال شکست ہوے جتر یاقوت خزائن بیشمار اشجار جواہر جبل چراغ سلیمانی شجرۃ الذہب طلسم حیرت کدۂ آصفی مع دختر فرمان فرماے عصر سب مال تمھارا اور عروس کا جہیز ہی جب عقد دختر بلند اختر ملک اذفرشاہ سے فراغت ہو جائے حصار طلسم کو بھی برطرف کردو اور بعافیت تمام باہر تشریف لیجاؤ دشمنان دین جو اس زمانے مین زیر جبل اعلےٰ جمع ہین اور تمھارے لشکر ظفر پیکر پر ظلم و تعدی کرتے ہین ظالم انکا استیصال ضرور ہی بلکہ واجب ہی پھر سامان جشن محبوبۂ اصلی مین مشغول ہو کر شکر پروردگار عالم بجالاؤ لیکن شکست حصار کا طریقہ یہ ہی کہ مابین قلعۂ یاقوت نگار اور قلعہ عسکریہ دست راست جانا اینکا احاطہ مختصر ملیگا اور اُس چہار دیواری مین چار دروازے دکھائی دینگے ہر دروازے پر ایک عفریت مہیب بیٹھا ہوگا تمکو چاہیے کہ زاغ مہرے سے کام لو کہ یہ اُسکا عمل آخری ہی پھر اُسکا باطل ہونا کچھ مشکل نہین یہی ترکیب کافی ہی جب وہ طلسم باطل ہو جائیگا پھر جس دروازے سے جی چاہے داخل ہو جانا قدرت قادر حقیقی مشاہدہ کرنا بعدہ باہر آنا اور دروازۂ مشرقی سے شروع کرنا اُسکے بعد اُسکے عفریت موکل کو بزور بازو سے صاحبقرانی مغلوب کرنا جب وہ عفریت آگاہ ہوگا کہ تم صاحب لوح ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ہو تب وہ تم سے اپنا اظہار اسلام کریگا اور از سر نو مسلمان ہونا چاہیگا تم قبول نہ کرنا کہ وہ مردک فریبی و دروغ گو ہی اُسکو زندہ نہ چھوڑنا مار ہی ڈالنا پھر دروازۂ شمالی کی طرف تشریف لیجانا

موکل عفریت لبشان وشوکت سامنے آئیگا اور طرح طرح سے خائف کریگا ہرگز اسکی باتون پر التفات نکرنا اور طالب جنگ ہونا
اور جسقدر وہ نابکار حربے کرے تم اُن حربون کو بدرستی حواس ردکرنا آخرالامر نوبت کشتی کی آئیگی تم بھی کشتی مین آمادہ ہوجانا
اور اُس گبر مغرور کو بقوت تمام اس زور سے زمین پر گرانا کہ چارون شانے چت ہوجائے پھر اسکے سینہ پر کینہ پر سوار ہوکر ہلاک
کرنا اور اگر وہ اسلام قبول کرے اور مطیع ہو تو امان دینا اور طرف دروازۂ غربی کے جانا عفریت موکل دروازہ کو خوب زور
سے للکارنا تمھاری صدا سے نہیب سُنکے آئیگا بعد مغلوب ہونے کے تمھارا مطیع ہوجائیگا پھر باب الجنوب کی طرف تشریف
لیجانا ہس عفریت موکل دروازۂ جنوب کو بھی قتل کرنا کہ قتل آخر اسی گبر سے مراد ہی پھر حصار طلسم بھی برطرف ہوجائیگا جبل اعلے اور
قصر یاقوت نگار ایک ہوجائینگے مگر طلسم جبل اعلے اور قصر اخضر بعد عروسی ملکہ شمسہ تاجدار برطرف ہوجائیگا صاحبقران اکبر
نے لوح کو ملاحظہ فرماکر بوسہ دیا اور بغل مین رکھ لیا اور اس عبارت لوح کو مفصل جناب حکیم صاحب سے بیان کیا حکیم صاحب
نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجائیے اور حسب الارشاد لوح عمل مین لائیے صاحبقران اکبر حکیم صاحب سے اجازت
پاکے روانہ ہوے دقت ظہر وہ احاطہ دکھائی دیا زاغ مہرہ بازو سے چپ مین باندھا غائب ہوے اور باب المشرق پر پہونچے
وہان طرفہ موکل دکھائی دیا کہ سر تو سانپ کا اور جسم آدمی کا نہایت غیظ وغضب آلود گرز ہاتھون مین لیے کرسی آہنی پر
بیٹھا ہی اور دبساوم جماہیان لے رہا ہی جب منھ مثل درہ کوہ کے کھولتا ہی دہن ناپاک سے شعلہاے آتش نکالتا ہی
اُس شہریار نامدار نے اُس شکل مہیب کو دیکھ کے کہا کہ اس ہیئت کا دیو کم دیکھنے مین آیا معاذاللہ بخدا اور آگے بڑھے
باب الشمال پر پہونچے وہان دیکھا کہ ایک عفریت کہ چہرہ اُسکا آدمی کا اور جسم سارا شیر کا کرسی آہنی پر بیٹھا ہی اور آگے بڑھے
باب الغرب مین تشریف لے گئے وہان ایک شخص ملاحظہ مین آیا کہ سر شیر کا اور دہن آدمی کا تھا - آگے بڑھے باب الجنوب
پر پہونچے وہان ایک اور بلاے روزگار دیکھی کہ جسم سانپ کی صورت اور چہرہ سور کا لیکن انتہا کی ہیبت اُس موکل
کی صورت سے پیدا تھی قصہ کوتاہ وہ شہریار عالی وقار بعد اس سیر وتماشے کے کہ جو عجیب وغریب تھا اندر داخل ہونے کا
قصد کرنے لگا اور باب الشمال سے داخل حصار ہوا وہان ایک دریا یہ دیکھا کہ تمام حصار اُس سے بھرا ہوا ہی اور کوئی
چیز اُس مین نظر نہین آتی صاحبقران اکبر نے بجاے خود خیال کیا کہ اگر ایسا ہی تماشاے قدرت مشاہدہ کرتا ہی
تو کوئی بحرالنجور کیون نہ دیکھین بیفائدہ حیران وپریشان کیون پھرین ناگاہ جو آسمان پر نظر کی فی الواقع طرفہ تماشا
نظر آیا کہ کبھی نہ دیکھا تھا نہایت حیرت ہوئی اول تو وہ مقام جہان چتر یاقوت نصب تھا وہان ایک خندق دیکھی اور
کنارے اُسکے اپنے کو استادہ دیکھا پھر چشمہ مائیل دکھائی دیا پھر دیکھا مائیل سے لڑ رہا ہون اور سگین بھی وہان
موجود ہی اور کوہ زاغان نظر آتا ہی غرق بحر حیرت ہوے پھر جا بجا طبقات طلسم باطل ہو رہے تھے شلیہ جنگم جادو اور
افواج لاقوت شاہ بدرشن وشمرانہ ملعونہ غاشیہ زنگ افروز کو بھی دیکھا کہانتک بیان کیا جائے قصہ کوتاہ ابتدا سے
انتہا تک جو دیکھا تھا اور کام کیے تھے یا دیوؤن کو مارا تھا اور فریب مین گرفتار ہوے تھے حمام زنان اور قلعہ یاقوت کا

گنبد ہیکل حکیم طلیقوس مراحل ثلثہ باقیہ سب پھر دوبارہ پانی مین دیکھے شام تک یہ تماشا دیکھا کیے دل مین سبحان اللہ فرمایا اور علم و ہنر اور رائے حکماے متقدمین پر آفرین و تحسین کی الغرض مغرب کے وقت تک یہ تماشاے عجائبات ملاحظہ فرماکر وہان سے برآمد ہوے دل مین خیال فرمایا کہ رات ہوگئی ہی اس شب تاریک مین ان عفریتون سے جنگ و جدال کرنا نہایت بے لطفی کی بات ہی کل صبح کو انشاء اللہ تعالے جنگ و جدل کر لینگے اور بعد اسکے لشکر ظفر پیکر مین بھی جانا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ توقف کیجیے غرض سامنے ایک کوہ بلند تھا اس کوہ کی طرف روانہ ہوے اور دل مین کہتے تھے کہ اس کوہ پر جہان کہین درخت میوہ دار ہوگا اور چشمۂ آب شیرین بھی ملیگا وہین تمام رات بسر کرونگا غرض بالاے کوہ گئے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے اُس پہاڑ پر تاریکی بہت نہ تھی درخت میوہ دار اور آب خوشگوار کی تلاش تھی ناگاہ ایک مقام ملا کہ وہان حجرۂ سنگین بنا ہوا تھا اُسکے آگے ایک چبوترہ نہایت خوش قطع اور مصفا تھا اُس چبوترہ پر فرش نہایت پاکیزہ بچھا ہوا تھا اور دو فانوس اُسمین دو شمعین کافوری روشن تھین اور شمعدان اُنکے طلائی تھے اور ایک مسند مغرق بجواہر آراستہ تھی اور دیکھا کہ ایک جوان کہ سن اُسکا بیس برس کا ہوگا وہ مسند سے علیحدہ بیٹھا ہی ہر ساعت کھڑا ہوتا ہی اور مسند کو سلام کرتا ہی اور کہتا ہے اے صاحب قران اکبر روزگار اے شاہزادۂ عالی وقار کیا ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ تو بدولت اقبال اس مسند کو قدم فیض توام سے زیب و زینت بخشے اور مجھ بیچارے مرادمند کو منزل مقصود تک پہونچا دے حضور ہی کے قدم شریف کا امید وار بیٹھا ہون جسقدر جلد رونق افزا ہوگا عین لطف و کرم ہی یہ کہتا تھا اور زار زار مثل مانند ابر نوبہار روتا تھا صاحب قران اکبر نظر سے غائب تھے اس تماشاے حیرت فزا کو ملاحظہ فرماکر حیران ہوے دل مین کہا اے معز الدین طلسم مفتوح ہوگیا مگر عجائبات حیرت افزا ابھی تک باقی ہین اس بیچارے سے حال دل پوچھا چاہیے کہ اسکے چہرے اور بشرے سے آثار شرافت ظاہر ہین اور کچھ بوے محبت بھی آتی ہے غالب ہی یہ جوان کسی پری کا عاشق زار ہی اور اُسی کی اُلفت و محبت سے سرشار ہی القصہ مہرے کو پلے راست مین باندھ لیا اور ظاہر ہوے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اے جوان ذیشان وہ جوان بمجرد سننے اس آواز کے بے اختیار فوراً اُچھل پڑا اور عرض کیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ اے شاہزادۂ عالی جاہ والا بارگاہ اور فوراً قدمون پر سر رکھ دیا اور بوسے دینے لگا اور آنکھون کو پاے مبارک پر ملنے لگا اور پھر اُٹھا گرد پھرا اور کبھی خوشی سے ناچتا تھا اور اپنے بخت کی رسائی اور بلندی طالع سے خوش ہوکر تعریفین کرتا تھا صاحب قران اکبر عالی شان نے فرمایا بس اے جوان ان حرکتون کو موقوف کر اور اپنا حال ہمسے بیان کر کہ تو کیون اسقدر رویا اور پھر باعث شادی کا تیری کیا ہوا۔ اُس جوان نے صاحب قران اکبر کے ہاتھون کو آنکھون سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا حضور اس مسند پر رونق افروز ہون تو مین حال زار اپنا عرض کرون الغرض صاحبقران اکبر نامدار مسند پر رونق افروز ہوے اور فرمایا حال بیان کر اُس جوان نے عرض کی اے شہریار گردون وقار ایک ذرہ حضور آرام

فرمالین اور خستگی راہ دفع ہولے تو پھر حال عرض کرون گا وہان سے اُٹھا اور ایک حجرے مین گیا اور شربت نہایت سرد و لطیف ایک ظرف جواہر نگار مین لایا اور صاحب قران اکبر کو وہ شربت پلایا بعد اسکے قہوہ تیار کرنے لگا حال اس جوان کا یہ تھا کہ بار بار گرد پھرتا تھا اور خوشی کے مارے تالیان بجاتا تھا صاحب قران اکبر اسکی حرکات سے حیران تھے دل مین کہتے تھے یہ کون شخص ہی پھر یہ جوان گیا مرغ ذبح کیا چانول نہایت تحفہ لایا اور مصالحہ حجرے سے لایا تین چار چاندی کی انگیٹھیان اور دیگچیان لایا نہایت سلیقہ سے پلاؤ پکایا قہوہ جب تیار ہو چکا صاحب قران اکبر کو پلایا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای جوان قہوہ اور شربت پیا اور پلاؤ بھی تیار ہے اب تو خاطر جمعی سے بیٹھ حال اپنا بیان کر اور مفصل ہمسے کہہ کہ تو کون ہی کہان کا رہنے والا ہی اور نام تیرا کیا ہی اور اس طلسم مین کیونکر گرفتار ہوا ہی یہین کی تیری پیدائش ہی مگر ایسا تو ضرور ہی معلوم ہوتا ہے وہ جوان صاحبقران اکبر عالیشان سے یہ سنکے کہنے لگا بہت خوب اور پھر حجرے مین گیا اور یہ کابی لوزبادام کی لایا کہ نہایت عمدہ طور سے تیار کی ہوئی تھی صاحب قران اکبر کے آگے رکھدی اور عرض کی اے شہریار جبتک پلاؤ تیار ہو تھوڑا تھوڑا اس لوز سے تناول فرمادین صاحب قران اکبر نے ایک لوزبادام اُٹھائی اور نوش فرمائی۔ فرمایا لے اب حال اپنا بیان کر لیکن صاحبقران اکبر کو

صاحب قران اکبر فلک قدر کی بہزاد سے ملاقات کرنا اور بہزاد کا بجوش آمد پیش آنا اور جو کچھ ماحضر تھا پیشکش کرنا اور صاحب قران کا نوش فرمانا اور حال پوچھنا



ولیکن کچھ شک واقع ہوا لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ مبادا کوئی اس مٹھائی مین یا کھانے مین فریب ہو لوح صاف معلوم ہوئی نسبت سمجھے

ہر بوے صدق بھی اُسکے کلام سے پائی گئی پھر اُس جوان نے آداب عرض کیا اور سامنے صاحب قران اکبر فلک قدر کے آکر مودب بیٹھا اور احوال اپنا عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ عالم پناہ یہ غلام اصل مین وزیرزادہ ملک متین آہن پوش ہے اور نام اس بندہ کا بہزاد نوجوان ہے اور نام میرے باپ کا خواجہ خسرو ملک ہے اس سے پہلے جناب عالی اِس طلسم مین تشریف فرما ہون لاقوت شاہ جنی اگرچہ کافر اور جن ہے اور ملک متین آہن پوش خدا پرست اور بنی آدم ہے لیکن بسبب مشارکت حکومت و سلطنت مراحل طلسم کے باہم بظاہر اتحاد و یکجہتی چار ملک رکھتے تھے لاقوت شاہ جنی نے اپنے وزیر فرتوت کو بھیجا اور پیغام محبت آمیز دیا ملک متین نے اُسکا جواب قلمی کیا اور میرے باپ خسرو ملک کے ہاتھ بھیجا غلام سیر شہر عساکر یہ کے ارادے سے اپنے والد کے ساتھ گیا میرا باپ ایک مہینے لاقوت شاہ جنی کا مہمان رہا مین بھی وہان رہا بنی آدم اور بنی الجان دونون باہم مختلط تھے مین شکار کا نہایت شوق رکھتا تھا ایک روز اپنے باپ سے اور لاقوت جنی سے اجازت لیکر شکار کو گیا وقت مراجعت ایک باغ مین گیا وہان آرام کیا میرے ساتھ دو غلام اور ایک گھوڑا تھا ایک غلام گھوڑا لیے باہر کھڑا رہا اور دوسرا غلام بھی بضرورت چند در چند دروازے سے باہر نکل گیا اُس روز اتفاقاً زادان ساحر شاگرد فرتوت وزیر کی دختر سیر کو آئی تھی باغ کو خالی سمجھ کے اندر باغ کے چلی آئی کئی کنیزین بھی ساتھ تھین وہ سیر کرتی ہوئی جہان مین سوتا تھا وہان پہونچی میری آنکھ اُسکی آواز سے کھلی اور اُسکے جمال جہان آرا پر نظر پڑی بے اختیار دل اُسکے دام زلف مین اسیر ہوگیا اگرچہ اول اُسکو توحش زیادہ ہوا لیکن بمقتضا۔ مصرعہ

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

اُسکا دل بھی مائل ہوا اُسنے میرا حال پوچھا مین نے اپنا اظہار حال عشق کیا اور اپنی خواہش دل سے بھی آگاہ کیا پھر وہ نازنین میرے ساتھ نہایت دلجوئی اور گرمجوشی سے پیش آئی اور بعد زوال آفتاب باغ سے اپنے گھر گئی لیکن مجھ سے وعدہ کر گئی کہ فلان روز مین آؤنگی اور رات کو اسی باغ مین رہونگی اگر تجھ سے ہوسکے تو تو بھی آنا مین نے قبول کیا روز موعود باپ سے شب باشی کی اجازت لے کے ایک اور باغ مین جو کہ اُس باغ سے قریب تھا گیا اور اپنے ساتھیون اور دو ملازمون کو بحیلہ و بہانہ اُس باغ مین چھوڑ دیا اور مین مقام موعود مین گیا اُس نازنین کا گلچہرہ پری نام تھا وہ میرا انتظار کر رہی تھی جب مین وہان پہونچا بعد اقوال و افعال راز و نیاز کے ہم دونون باہم بیٹھے شراب نوشی ہوئی رات بھر خوب بوس و کنار کی صحبت گرم رہی صبح کے وقت اُس نازنین سے رخصت ہوکے مین اپنے گھر آیا اور وہ بھی اپنے گھر گئی قصہ کوتاہ جبتک اُس شہر مین رہا ہفتہ مین دو تین راتین ضرور اُس نازنین سے سرگرم صحبت ہوتا تھا یہانتک کہ لاقوت شاہ جنی نے میرے باپ کو رخصت کیا آخر مین بھی ناچار با دیدۂ اشکبار ہمراہ والد ماجد کے روانہ ہوا اُس نازنین کو بھی اپنے فراق مین نالان و گریان چھوڑا ای شہریار فلک اقتدار اب کیا عرض کرون کہ اُسکے فراق مین میرے دل پر کیا صدمہ گذرا غرض مین اپنے ملک مین آیا غلام نے گلچہرہ پری کو مسلمان کیا تھا اسوجہ سے میرا دل اور بھی اُسکی آتش فراق مین زیادہ

چلتا تھا۔ زادان وزیر بدبخت و بدمذہب سحر خوب جانتا تھا یقین ہوا کہ بسبب اُس ملعون کے اُسکا دستیاب ہونا زندگی مین بہت محال ہے ناچار صبر کیا۔ مصرعہ

صبر کب عاشقون سے ہوتا ہی

طرفہ احوال تھا آخر جب غلبۂ عشق ہوا بحیلۂ شکار جنگل کو نکلگیا ملازمون کو ایک طرف چھوڑا اسب سے پوشیدہ ایک جانب ایک آہو کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا پھر مرکب کو بھی ایک مقام پر درخت سے باندھ دیا اور خود پیادہ جانب عسکر یہ روانہ ہوا اور اُسی جا باغ مین ٹھہرا کسی تقریب سے دایہ گلچہرہ سے ملاقات ہوئی دایہ سے اپنا حال بیان کیا دایہ راز سے آگاہ تھی اُسنے جاکر دختر ماہ پیکر کو خبر کی وہ بھی میرے فراق مین تباہ حال تھی یہ خبر سنتے ہی خوش ہوئی اور اُسی باغ مین آئی جسے ملاقات کی اور گلے مل کے بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی گلچہرہ بولی ہمنے سنا تھا آدمی زاد بیوفا ہوتے ہین مگر غلط ہی تجھے طریق وفا مین نہایت ثابت قدم پایا آفرین تیرے خاندان پر کہ جہان تو نے ہوش سنبھالا ہی اب مین تیری بندۂ احسان ہون لیکن وصل حقیقی کی راہ نکلتی معلوم نہین ہوتی دیکھنا چاہیے کہ مآل کار اسکا کیا ہوتا ہی یہ کہا اور میری محبت کے جوش مین خوب روئی۔ نظم

اُسکے رونے نے لگائی جو ادھر منھ کی جھڑی	بے قراری نے ادھر میری گرائی بجلی	یون تو سو مرتبہ رقت ہوئی اور مبتلا بی
پر ندامت ہو گئی اُنکی نہ گئی پیر نہ گئی	قتل کرتا ہی وہ گردن کا جھکانا اُن کا	تیغ ابرو کی طرح سر نہ اٹھا اُنکا

جب چندان گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اُس نے کہا افسوس میرے تمھارے مواصلت کی صورت نہین معلوم ہوتی کیونکہ تم بنی جان تم بنی آدم دوسرے میرا باپ ابلیس پرست و ساحر ہی تم خدا پرست ہو نہین معلوم میرا باپ اس امر کو سنکے کیا قیامت برپا کریگا ای شہریار کیا عرض کرون آخر مین نے اُسی باغ مین رہنا اختیار کیا لوگون سے اس امر کو ہمیشہ چھپاتا تھا باغبانون وغیرہ کو گلچہرہ نے انعام کثیر دیکر اپنا شریک کیا بدستور ہفتہ مین چار بار ملاقات ہوتی تھی کبھی گلچہرہ شب کو بھی باغ مین رہجاتی تھی آخر کئی مہینے کے بعد یہ راز اُسکے پدر بے ایمان سے مخفی نہ رہا ایک کنیز رعنا نام نے کہدیا وہ ملعون سراغ لگا کے آیا ہماری صحبت جو اُسنے بچشم خود دیکھی نہایت غضبناک ہوا مجھے اس مقام سے لایا اور ایک حجرے مین قید کرکے سحر بند کردیا اور کہا تیرا باپ چونکہ میرا دوست قدیم ہی اسلیے مین تجھے قتل نکرونگا اور تیرے باپ کو تیرے حال کی بھی خبر نہین بھیجونگا تاحیات قید یہ بدتر از مرگ تیرے واسطے ہی اور لبنی ہر گلچہرہ کو بھی قید کیا یہ بھی مجھ سے کہا کہ اس سبب سے اور تجھے قتل نہین کرتا کہ ناموس گلچہرہ مین تو رخنہ انداز نہین ہوا یعنے ابھی تک وہ سربمہر ہی ای شہریار نامدار دو شیاطین جو کہ بزور سحر اس ساحر مردود کے تابع تھے مجھپر مقرر کیے کہ ہر روز ایک گردۂ نان اور کوزۂ آب وہ دے جایا کرتے تھے دو برس یونہین مجھے قید سحر مین گذرے ایک رات اس مصیبت اور صدمۂ مفارقت دلدار سے تنگ آکے حق تعالے سے آرزوے مرگ کی اُسی شب کو میری محبوبہ گلچہرہ خواب مین آئی اور کہا ای بہزاد نوجوان تو کم نہ کھا فرتوت مارا گیا اور تیری نجات اور مجھ سے مواصلت کا

زمانہ قریب آیا ہی کہ طلسم کشا بدولت و اقبال داخل طلسم ہوا مرحلہ اول کے طبقہ شکست کر چکا ہی عنقریب خدا پرستون کا دور
ہوا چاہتا ہی اور مین بھی تجھ تک ضرور آیا چاہتی ہون تو خاطر جمع رکھ۔ الغرض چند روز اسی طرح اور گذرے پھر ایک شب
مین جفاے روزگار سے آہ و بکا کرتا تھا کہ پھر محبوبہ خواب مین آئی اور مجھ سے کہا تو کیون اسقدر بے قرار و بے تاب ہوتا ہی
خوش ہو کہ لاقوست کافر مارا گیا اور عسکریہ مین عملداری اسلام ہو گئی نام بھی اُسکا اسلام آباد رکھا گیا ہی مین تیرے انتظار
مین بیٹھی ہون ای شہریار عالی وقار مین ان خوابون سے حیران تھا ایک روز خود بخود بند سحر مجھ سے جدا ہو گئے اور شیاطین
بھی دونون غائب ہوے اُس رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہین ای بہزاد اُٹھ اور خوش ہو
کہ طلسم کشا اسی مکان مین تشریف لاتے ہین تو ضیافت کا سامان کر اور اسباب دعوت طلسم کشا مہیا کر لیکن اس امر کو بھی
کسی پر ظاہر نکرنا جب وہ شہریار یہان آئیگا اپنا حال زار اُس سے عرض کرنا وہ بھی تجھے تیرے مطلوب سے ملا دیگا اے
شہریار دولت مدار اسی وجہ سے مین نے اسقدر اسباب جنس و نقد جہان تک ہو سکا مہیا کیا اور انتظار مقدم ہمایون مین
بیٹھا رہا الحمد للہ کہ جو خواب مین نے دیکھے تھے تعبیر اُن خوابون کی ظاہر ہو گئی اور مقاصد دلی میرے حاصل ہو گئے صاحب قران
ذیشان نے فرمایا کہ خداوند کریم سب کے مطالب دلی بر لاتا ہی بے شک تیرا مقصود بھی بر آئیگا القصہ اُس شب کو وہین ضیافت
بہزاد مین صاحب قران اکبر نے بسر کی اور شکر پروردگار بجا لائے کہ اس محتاجی مین کہ تلاش میوہ صحرائی مین سرگردان تھے
اُس رزاق مطلق نے اپنے فضل و کرم سے ایسے مقام مین پہونچایا کہ جہان مرغ بریان وغیرہ و نعمت دنیا موجود پائی۔
انت خیر الرازقین۔ جب صبح ہوئی صاحب قران اکبر نے بہزاد سے فرمایا اب عفریت کشی کے لیے جاتا ہون تو یہین رہ
بعد فراغ تجھے بھی ساتھ لیچلونگا۔ بہزاد نے کہا بندہ بھی سایہ دار ہمراہ رکاب فیض انتساب ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا
مبادا ان عفریتون سے تمھین اذیت پہونچے یہ فرما کے اُس کوہ سے نیچے تشریف لائے اور بہزاد بھی عقب مین صاحب قران
کے نیچے پہاڑ کے اُترا اور ایک گوشے مین دور جا کے کھڑا ہو رہا صاحب قران اکبر قریب حصار تشریف لے گئے اور نظر سے
غائب ہوے پھر اندر حصار کے تشریف لائے ملاحظہ کیا واقعی جو کل دریا سے ملاحظہ فرمایا تھا آج نہ پایا چند مقام باقی تھے مثل
عسکریہ و یاقوت نگار گنبد ہیکل حمام زنان قلعہ نصرون کوہ قہقار باغ جو کوہ زاغان یہ سب مقام اصلی تھے اور وہ سب
بر طرف ہو گئے تھے اپنی شبیہ اور شکل کی کام بھی نہ دیکھے مگر گرد قلعہ حصار سر بفلک کشیدہ و مستحکم دیکھا معلوم ہوا کہ حصار طلسم جو
ظاہر مین دکھائی نہین دیتا یہی ہی شاید بعد قتل کرنے عفریتون کے باطل ہو پھر باب المشرق پر آئے اور ظاہر ہوے عفریت
کی نظر جو جمال انور پر پڑی حیران رہگیا سر و دہان مثل سانپ کے رکھتا تھا پہلے غضب و قہر کی نگاہ سے صاحب قران اکبر کو
دیکھا اور دو زبانین منھ سے لپ لپ نکالتا تھا جسطرح سانپ کی زبان کو حرکت ہوتی ہی صاحب قران بھی بغور دیکھا کیے
ایک ساعت اسی طرح نظر بازی مین گذری اسکے بعد عفریت بولا ای آدمی زاد برگشتہ روزگار کیا قیامت تجھ پر نازل ہوئی جو تو یہان
آیا شاید تجھکو طلسم مین کہین جگہ نہین ملی کہ جو تو ایسے مقام مین پہونچ گیا صاحب قران نے فرمایا ای نابکار تو خوب سمجھا طلسم مین

واقعی قیامت آئی ہے اب تمام وکمال شکست کو نصیب ہوگی بمدد الٰہی اُسے بھی مفتوح کرتا ہون کہ راہ جبل اعلے کھل جائے عروس ملکہ شمسۂ تاجدار درپیش ہے عفریت نے کہا کیا تم طلسم کشا ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ماہ لقا ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا بفضل ایزد غفار بیشک ہمین ہین اُس دیو نے کہا کہ اگر تم طلسم کشا ہو تو لوح دکھاؤ صاحب قران نے لوح دکھائی عفریت نے دیکھا قاہ قاہ ہنسا اور کہا اے آدم زاد بالفرض تم سچ کہتے ہو لیکن فتح حصار سے دست بردار رہو اسواسطے کہ جب تک مین زندہ ہون یکام تم سے نہوسکیگا دروازے پر ایک دیو زبردست مقرر ہے مجال نہین کہ پرندہ پر مارسکے صاحب قران نے فرمایا پہلے تجھے قتل کردونگا اور جب تو قتل ہوگا بس یہی باعث شکست حصار اور سبب عبور نہر ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ سامنے حصار کے ایک نہر آب روان تھی لوح نے حکم دیا تھا کہ ان چارون عفریتون مین جو کوئی مارا جائیگا اسکا خون نہر مین داخل ہوگا اور جو اطاعت کریگا خود عبور کرجائیگا پھر طوفان عظیم آئیگا اور حصار برطرف ہوجائیگا اسوجہ سے صاحب قران اکبر نے فرمایا تھا کہ تیرا قتل موجب فتح حصار ہے وہ دیو بولا مین خوب جانتا ہون کہ لوح نے تم سے کہا ہے لیکن کیا ضرور ہے کہ جو تم میرے اور اُن تینون دیوون کی جنگ مین اپنے جسم نازنین کو زحمت مین ڈالو اس سے بہتر یہ ہے کہ فتح حصار سے ہاتھ اُٹھاؤ اور آمد و رفت جس طرح سے تم چاہو گے ہوسکتی ہے صاحب قران نے فرمایا مین اپنی طلسم کشائی کو ناقص کسواسطے کردون کہ لوح کی اجازت نہین ہے عفریت یہ سن کے نہایت غضبناک ہوگیا ایک گرز اُسکے ہاتھ مین تھا بڑے زور سے سر مبارک صاحب قران اکبر پر مارا لیکن بفضل و تائید ایزد پاک صاحبقران نے وہ ضرب گرز کی روکی پھر اُس نابکار نے دوسرا حملہ کیا ابکی مرتبہ اُس موید من اللہ نے گرز دیو کے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُس دیو مردود نے پتھر اُٹھائے اور مارنا شروع کیے اور لکڑیان مارتا تھا غرض جو ہاتھ مین اُسکے آیا وہ اُسنے مارا مگر بفضل خدا سے صاحب قران اکبر نے ایک بھی اُسکی چوٹ نہ کھائی عفریت نے کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تو بے شک طلسم کشا ہے مین اب اطاعت قبول کرتا ہون اور دین اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا لوح نے مجھے اُسکے خلاف خبر دی ہے دیو ہنسا اور کہا اے آدمی زاد ہزار جانین عفریت کی ایک موے پشم ابلیس پر قربان ہین لے ایک حربہ اور کرتا ہون ابکی دفعہ بھی صاحب قران اکبر نے اُسکی ضرب ردکی اور پھر وہی گرز اُس دیو کے ہاتھ سے چھین کے اُس کبدی کے سر پر مارا اسکے بدن سے ایک شرارہ نکلا اور جلنے لگا طوفان آیا اور سب اسکے برطرف ہونے کے بعد دیکھا کہ خاک کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور وہ دروازہ شرقی نامعلوم ہوگیا مگر حصار قائم تھا اور بجاے دروازہ دیوار ہوگئی وہان سے تعجب کرتے ہوے دروازۂ شمال پر پہونچے اُس دیو کا نام ببریت تھا اسکا سر جسم شیر کا اور صورت آدمی کی تھی جب صاحب قران کو اُس نابکار نے دیکھا بہ آئین مردانہ سخت کلامی کرنے لگا آخر جنگ کی نوبت آئی بعد رد و بدل بسیار ؏

	بکشتی گرفتن نہادند سر		گرفتند ہر یک دوال کمر	

صاحب قران اکبر نے دو ساعتون مین اُس دیو کو اٹھا کر زمین پر مارا اور دعوت اسلام فرمائی بعد اسکے یہان بھی

دروازہ پوشیدہ ہوگیا اور ایک دیوار پیدا ہوئی صاحب قران اکبر نے اُسکو مسلمان کیا پھر نہر سے عبور کیا کھڑے ہو رہے
پانی سے دھوان اُٹھا طوفان برپا ہوا جب ہوا برطرف ہوئی یہان بھی بجاے دروازہ دیوار نظر آئی شہریار کامگار باب المحبوب
پر تشریف لائے موکلان باب المحبوب نے کہ انکا سر سور کا اور جسم سانپ کا تھا جو یہین صاحب قران اکبر کو دیکھا مودب
آداب بجالائے اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا صاحب قران اکبر کو باعتبار شریعت اسلام باوجودیکہ
لوح نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا تاہم تردد ہوا حیران تھے کہ کیا کرون آخر پھر لوح کو دیکھا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اُس موکل
عفریت سے کہو کہ اگر تو میری اطاعت کو قبول کرتا ہے اور خدا پرست ہے تو جا ببریت و شبرنگ کے برابر کھڑا ہو صاحب قران اکبر
نے یہی کہا وہ عفریت بدبخت غضبناک ہوگیا اور ربانی طلسم کو گالیان دین بعد اسکے تا وقت عصر خوب لڑا آخر اُس شہریار نے
شمشیر دیوکش سے اُسے قتل کیا طوفان عظیم اُٹھا اور آوازین ہولناک آئین جب ہوا برطرف ہوئی اور دروازے کا نشان
معدوم ہوگیا اور حصار کی علامت پیدا تھی چونکہ تالاب اصلی تھا لیکن آج اُس مین کوئی چیز نظر نہ آتی تھی شبرنگ و ببریت
بھی بصورت مبدل موجود تھے ابھی تک اسی مین مقید رہے القصہ صاحب قران اکبر بہزاد نوجوان اور ببریت و شبرنگ
کے ساتھ روانہ اردوے معلے ہوئے مابین یاقوت نگار اور عسکریہ لشکر مقیم تھا حکیم عبقر طوس نے اُس شہریار کی
تشریف لانے کی سب کو خبر دی سب استقبال کو نکلے اُس معدن جود و احسان کو تخت روان پر سوار کیا لشکر مین لائے
صاحب قران نے چارون حکماے عالی وقار سے ملاقات کی اور حال اپنا بیان کیا عبقر طوس نے مبارکباد فتح طلسم دی
اورون نے بھی مبارکباد دی صاحب قران اکبر نے بہزاد کا حال بیان کیا اور کہا ہماری اسنے ضیافت کی تھی اُس حالت
مین کہ ہم محض درماندہ تھے اور چارۂ کار نظر نہ آتا تھا لہذا اُسکو اُسکے مطلب پر فائز کرنا بھی ہمارے ذمہ واجب ہے
ملک اذفرشاہ نے عرض کی اے شہریار کامگار اُسکی محبوبہ گلچہرہ پری بھی حاضر ہے اکثر غلام کے گھر مین آئی ہے مسلمان پاک
اعتقاد ہے اور آثار عشق اُسکے بشرے سے ظاہر ہین جب اُس سے پوچھتے ہین کہ تیرا دل کسکے دام زلف مین اسیر ہے
کہتی ہے میرا مطلوب خود بخود اُسکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب آئیگا جس سے تمام طلسم مین کوئی شخص بہتر و برتر نہین ہے
مردان محل حیران ہوتے تھے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہتی تھی صاحب قران نے فرمایا ضرور اُسنے اپنے مطلوب
کی طرف بشارت پائی ہے پس یہ باتین کہتے ہی شبرنگ اور ببریت انسان کی شکل بنائے حاضر تھے صاحب قران اکبر نے
بتجویز حکیم سے انھین عمدہ لباس ولی عنایت کیا وہان سے باشان و شوکت پہلے شہر عسکریہ مین آئے سات دن کا جشن
فتح برپا کیا اور اُس جشن مین گلچہرہ پری بنت زادان کو طلب فرمایا وہ نازنین ملازمت مین حاضر ہوئی فرمایا حق بجانب
بہزاد ہے

شعر

دل باین زلف رسا گر ندہد پس چہ کند
بچنین ماہ لقا گر ندہد پس چہ کند

اُس سے پوچھا اے گلچہرہ تو اور رنگ اور ذرا ایک طالع رکھتی ہے سچ کہ وہ باتین جو لوگون سے کہتی تھی کس دلیل سے

بیان کرتی تھی اُس نے عرض کی ای شہریار ایک شخص بصورت بہزاد اکثر میرے خواب مین آتا تھا اور بشارت حصول مقصود دیتا تھا چنانچہ چند روز پیشتر بعد قتل پدر آیا مجھے سمجھایا کہ تیرا باپ کافر تھا اُسکے مرنے سے مغموم ہو اور خاطر جمع رکھ تیرا مطلوب عنقریب ہمراہ رکاب طلسم کشا پہونچتا ہی اور تیرا مقصد حاصل ہوا چاہتا ہی صاحب قران نے تعجب کیا اور حضرت اُستاد سے پوچھا کہ جناب عالی خواب بہزاد مین اُسکی مطلوبہ کی صورت سے اور خواب گلچہرہ مین اُسکے محبوب کی شکل سے کون آتا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جہان دار جان آفرین اُنکے ہمزادون کو حکم کرتا ہی کہ انھین مطمئن کرے اسکے بعد صاحب قران اکبر نے اپنے جشن مین شہر کو آئین بند کیا کوچہ و بازار مین بڑی دھوم تھی اور بڑی بہار تھی بہزاد کی عروسی گلچہرہ پری سے کی خدمت شہر سے ایک خدمت اُسے بخشی یار دگر مرخص ہو گئی باغ قصر النیرین مین تیاری سامان کے لیے جو مکرر تحریر کیا گیا ہے صاحب قران نے بھی اُسکے رخصت ہو کے عزم لشکر فتح پیکر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادون نے بھی رخصت ہو کے عزم لشکر فتح اثر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادین بھی رخصت ہوئین سلطان سرخ پوش بدر ملکہ صبح دلکشا حاضر تھا وہ بھی مرخص ہوا صبح روشن گہر قلعہ یاقوت پر شکار کو آئی مگر لشکر اس طلسم مین ہی آدم اور بنی جان کا جو جمع ہوا تھا وہ سب حاضر رکاب ظفر انتساب تھا ملک افرشاہ اور ملک مبین ملک افلاک و ملک زرد ہنگ وغیرہ بھی اب بشکل انسان ہو گئے جابجا اسباب آرائش مہیا ہوا۔ علاوہ اسپ کے کہ جسکا نام خنگ جہان پیما تھا اور چتر یاقوت کے سب مال و اسباب باغ قصر النیرین مین بھیجدیا کہ ایک دفعہ سب طلبیدہ ہوگا صاحب قران اکبر اس شوکت و سطوت سے متوجہ طرف اُردوے معلے ہوے سلطان ابوالحسن جوہر صاحب قران اکبر سے پہلے واسطے خبر لشکر ظفر پیکر کے روانہ ہوا۔

اب راوی صاحب قران گیتی ستان شاہزادہ معز الدین نصرت قرین کو اثناے راہ مین رکھکر کچھ حال جمشید پلید کا قلمبند کرتا ہے۔ نظم

بیا ای سخن گوئی چابک سری	نشاط سخن را یکایک بجای	سخن را ازان نامور خفتگان	فزونی فزودم با شفتگان

راوی بیان کرتا ہی کہ جمشید پلید نے اُس ذلت و خفت سے جو عیاران اسلام یعنی یعقوب حرانی اور نہنگ مصری کے ہاتھ سے حاصل ہوئی تھی طبل جنگ کا حکم دیا دوسرے روز صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جمشید خود میدان مین آیا اور بعد رجز خوانی بآواز بلند پکارا ای امیر بچا ہمدالدین و ای نمازیان نصرت قرین تم اپنے اعتقاد مین عیارون کو بھیجکے ہمین ذلت دلواتے ہو یہ خیال خام تمھارا ہی خداوند کو ہرگز ذلت نہین ہوتی بندگان عاصی ہزار گالیان اگر خداوند کو دین تو اُسکی خداوندی مین فرق نہین آتا زمرد شاہ باختری جسکا قصہ خاص و عام مین مشہور ہی عمر عیار اُسکی ڈاڑھی ہمیشہ مونڈ لیا مین خوش ہون کہ زمرد شاہ کی پیروی مجھے حاصل ہوئی وہ بھی خداوند طبیعت مجردہ کا محبوب تھا اور خداوند

جمیع کائنات سے اُسے بھی مرتبہ خداوندی عنایت ہوا تھا چنانچہ مین نے بھی اُسی کی پیروی کی اور یہ ذلت تمھارے
عیارون کے سبب سے پائی ہین ہرگز آزردہ نہین ہوا بلکہ بہت خوش ہون یعقوب آگے بڑھا اور پکارا ای جمشید اگر
خوش ہوا ہی تو ریش علی مین موتی پرو رہم پھرا کے اُسے لین اِس صورت مین تیرا رتبہ زمرد شاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا
جمشید نے حماقت سے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا لیکن دل مین کلام یعقوب حراتی سے بہت خفیف ہوا اور بولا ای
یعقوب ایک نظر مین تجھکو خاک مین ملا دونگا یعقوب نے کہا میری خاطر جمع ہی تجھ سے ایک پشم بھی گندہ نہوگی
نہنگ مصری عیار نے کہا ای جمشید ایسا نکرنا تیری ہمن طرۂ مشکین خال رانڈ ہو جاویگی جمشید کلام نہنگ سے
اور آزردہ ہوا اور حریف طلب کیا امیر خلیل الدین کہ نہایت شجاع و بہادر اور رفیق قدیم صاحب قران اکبر تھا
اجازت لے کے میدان مین گیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی دونون برابر رہے لیکن تیغ بازی مین امیر زخمی ہوا
اسی طرح امیر وحید الدین بھی بدستور زخمی ہو کے پھرا اور امیر یمین الدین و امیر نمیر الدین درجہ شہادت پر فائز ہوے
امیر مجاہد الدین امیر نمیر الدین کے واسطے آبدیدہ ہوا القصہ تین دن مین بجز امیر جلال الدین کے اُمراے باتوقیر
زخمی ہوگئے ہر روز جمشید علم تکبر و تجبر کو بلند کرتا تھا اور بے انتہا لاف زنی کرتا تھا اس کا فر اکفر کی شمشیر مسحور سے
جو جوان زخمی ہوتا تھا بسبب سحر و جادو کے تباہ حال ہو جاتا تھا اور مرہم بھی زخم پہ کارگر نہوتا تھا شدت درد اور
سوزش زخم زیادہ ہوتی جاتی تھی اس سبب سے دلیران تہور شعار کو زخمہاے بدن سے انتہا کی بے قراری تھی مگر
ایک شب جمشید کو کسل مندی ایسے عارض ہوئی کہ انجد پہلوان جہان ولد الزنا نے جام بھرا اور سامنے جمشید کے
لیگیا اور کہا کہ یہ جام مراد ہی جمشید نے کہا مراد تیری کیا ہی انجد حرام زادے نے کہا اب تو خداوند نے اپنی قدرت
سے لشکر اسلام مین حالت باقی نہین رکھی اب مین امیدوار ہون کہ شکست غلام کے ذمہ کر دیجئے امیر محمد دلاور اور
امیر سیف الدین نامدار میرے حریف تھے اور کاوتین وجود نہین جانتا وہ کچھ مالی نہین اُنسے کیا ضرور ہی کہ خداوند
بنفس نفیس متوجہ حرب ہو غلام کس لیے ہی جمشید پلید نے جام زہر مار کیا اور انجد کی استدعا کو قبول کیا اور کہا
کہ مین تیری تلوار کو اپنی قدرت سے آب دیتا ہون ضرور جا اور کل سے میدان داری تجھی کو بخشی کہ مین آج کل سلمند
بھی ہون اس سبب سے نہین جا سکتا دو چار روز مین مین بھی اپنی قدرت اور طبیعت بجردہ کے لطف سے چیاق
ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ دوسرے روز صفوف عساکر طرفین آراستہ ہوئین اور انجد پہلوان جہان بدبخت میدان مین آیا
اور حریف کا طالب ہوا۔ غازی خان مغربی دلاوران روزگار اور رفیق قدیم سلطان اسمعیل نامدار سے تھا امیر مجاہد الدین
نامدار سے رخصت حرب لیکر معرکہ مین گیا اور انجد سے مقابل ہو کے کہا باش او بدبخت نابکار پہلے خارجی تھا اب ملحد
ہوگیا انجد ملعون اور جمشید پلید نے خان موصوف کو ہدایت بت پرستی کی کی خان مذکور نے گالیان دین انجد نے ایک
وار نیزہ کا کیا اُس بہادر نے نوک نیزہ پر وار کو انجد کے روکا انجد حرام زادے نے شمشیر سحر میان سے لی اور اُس

مومن پاک دین کے سر پر لگائی کہ سینے تک اتر آئی وہ مومن پاک شہید ہوا امیر نے آہ کی تین نفر لشکر آذر شاہ ملک التوبہ نکلے سب کو قتل کیا اسی طرح دو تین میدانون مین تینون لشکر کے نامی گرامی مارے گئے امیر با توقیر نے اُسنے فرمایا تم ہمارے یہان پناہ لائے ہو تو مہمان ہو کس واسطے اپنے پہلوانون کو مفت ضائع کرتے ہو وہ بولے ای امیر جب دلاوران اسلام زخمی ہو چلے تب ہمنے اپنے پہلوان بھیجے چاہیے تھا پہلے ہم اپنے دلاورون کو غازیان اسلام پر تصدق کرتے اب کیونکر تامل کرین یہ باتین تھین یکایک آمد آمد سلطان ابو الحسن جوہر ہوئی اور یکایک داخل لشکر ہو گیا ایک غلغلہ عظیم ہوا کہ ابھی تک ہنگامۂ رزم گرم تھا کہ ذردھن آذر شاہ کا پہلوان انجد پہلوان سے کشتی کر رہا تھا اور یہ بحث ہو رہی تھی کہ اُسنے کہا میرے گمان مین تیری تلوار سحر آلود ہے مین تجھ سے کشتی لڑونگا انجد مادر بخطا کشتی مین کسی کو موجود نہ جانتا تھا کہ قوت جوہر سحر ابتک باقی تھی الغرض دونون اسی بات پر لڑ رہے تھے اس عرصہ مین دوپہر ہو گئی اور آفتاب وسط آسمان پر آیا کہ سلطان ابو الحسن جوہر پہونچا اور امیر بہاء الدین دلاور سے ملاقات کی عیارون کی طرح پیادہ آیا تھا یہ بھی پیادہ پا ہوا معانقہ کیا سب دلاوران اسلام گھوڑون سے اُترے رسم سلام بجالائے اور قدم بوس ہوئے ابو الحسن جوہر نے سب کو گلے سے لگایا اور نہایت الطاف و عنایات سے پیش آیا امیر کو سوار ہونے کو کہا امیر نے فرمایا میرا پیادہ رہنا مناسب ہے تم اور سب دلاوران غازی سوار ہون امیر نے فرمایا یہ نہین ہو سکتا کہ تم پیادہ رہو آخر ایک گھوڑے پر سلطان ابو الحسن سوار ہوئے اور سیر کشتی انجد و آذرون کو ملاحظہ کرنے لگے آخر انجد بدبخت نے آذرون پہلوان بیچارے کو زمین پر دے مارا اور سینے پر اُسکے بیٹھ گیا اور اُسکے سر کو دھڑ سے کھینچ لیا جوہر نہایت آزردہ ہوا اور اُسی وقت مراجعت کی اور صاحب قران گردون حشم کی خدمت مین پہونچا۔ وہ شہریار نامدار بھی اسی طرف تشریف لایا تھا بلکہ قریب آ گیا تھا کہ ابو الحسن نے سلام کیا صاحب قران والاشان نے بعد سلام فرمایا کیون برادر والا قدر خیر تو ہے کیون تم اسقدر جلدی سے پھر آئے ابو الحسن جوہر نے کہا ای شہریار نامدار کیا عرض کرون اسوقت مجھے ایسا صدمہ ہوا کہ مجھ سے لشکر مین ٹھہرا نہ گیا چلا آیا بعد اسکے جمشید پلید کا دعواے الوہیت کرنا اور دلاوران لشکر اسلام کو زخمی کرنا اور کفار کا اُس لعین سے ساز کرنا مفصل بیان کیا صاحب قران نے فرمایا اللہ اکبر ہمارے ہونے مین یہان عجیب عجیب واقعے پیش آئے مسلمانون نے کافرون سے اذیتین اُٹھائین ہمنے بڑی غفلت کی عیش و عشرت مین ایسے محو ہوئے کہ کچھ خبر نہ رہی خیر اب اُسکی تلافی ہو جائیگی الحاصل وہان سے روانہ ہوئے اب اسقدر قریب پہونچے کہ کل لشکر مین داخل ہون گے اس جمشید پلید نے چند خوان زر و جواہر انجد پہلوان ملحد و مرتد کے سر پر نثار کیے اور کلغی انجد پہلوان کے سر نجس پر اپنے دست نجس سے لگا دی اور قدرت جمشیدی خطاب دیا انجد نے عرض کی آج خبر آئی ہے کہ مسلمانون کا بادشاہ کل داخل لشکر ہوگا مین ہمیشہ اُس سے جنگ کرنے کا مشتاق ہون امیدوار ہون کہ اجازت حرب معز الدین بندے کو عنایت ہو جمشید نے قبول کیا اور شراب سحر جو کہ خناز جادو نے جمشید پلید کیلیے

تیار کی تھی اُسکے تین جام اُس مردود نے زہر مار کیے اور طبل جنگ بجوا دیا اور اُس رات کو گیدی برج جہان نما مین گیا
اپنی بارگاہ مین محفل آراستہ کرکے بیٹھا اور صاحب قران کا ذکر کرتا رہا جمشید نے کہا ہم جانتے تھے کہ معز الدین
کبھی بار طلسم مین گرفتار نہو گا اسلیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے اُسکی موت میرے ہاتھون سے مقدر کی تھی پھر طلسم مین
کیونکر مرتا ابو حاکم نے کہا وہ کونسا دن ہوگا کہ معز الدین خداوند کے ہاتھ سے مارا جائیگا مین نے عہد کیا ہی کہ اپنے خون کو
ترا کے ساتھ سات دفعہ تصدق ہونگا جب خداوند اس کا جشن کریگا مین اسی جشن مین خداوند قدرت کے سامنے
ناچونگا جمشید بولا تو ناچنا جانتا ہی ابو حاکم نے کہا اگر ناچنا نہین جانتا تو کیا حرج بھی رنگا نا نہین جانتا اس بات پر
جمشید پلید اور اہل محفل خوب ہنسے انجد پہلوان بولا ای ابو حاکم کل مین معرکہ آرا ہونگا اور جب تک کہ معز الدین نہین
آویگا اسوقت تک مین معز الدین کے لشکر کے مسلمان قتل کرونگا اور عجب نہین کہ معز الدین بھی میرے ہی ضرب شمشیر آبدار سے
مارا جائے اسلیے کہ قدرت جمشیدی خطاب پاچکا جمشید بولا ہان ہم مقدر کر چکے ہین کہ تو قتل کریگا بعد اسکے جو شراب سحر کہ جمشید
خود پیتا تھا اس شراب کے کئی جام انجد کو دیے اور روغن جو آپ روز ملتا تھا وہ بھی اُسکے بدن پر ملا اور رخصت کیا۔ کہا
کل تجھے جنگ کرنا ہوگی اب جلد جا اور ہر نوع خاطر جمع رکھہ کہ شراب قدرت پی اور روغن قدرت ملا گیا ہی انجد پہلوان داب بجا لایا
اور رخصت ہوا لیکن ایک محرم راز نے نجد کے خناز جادو کے آنے کی خبر جمشید کو کی یہ گیدی بہت خوش ہوا اور سب سے رخصت
ہو کے خیمہ خلوت مین گیا خناز منکوس منحوس بھی تھا جمشید ملعون خناز جادو کے پانوان پر گر پڑا اور بدستور اُس کافر کو سجدہ کیا اور
صاحبقران کے آنے کا حال کہا خناز جادو نے پہلے اپنی محفل خوب سجوائی جب رو سیاہی سے فارغ ہوا جادو مردود بولا ای جمشید
سہان بھی مین نے تجھ سے کہا تھا کہ مین اپنے طالع مین چالیس دن کا قران دیکھتا ہون اُن چالیس دن مین سے آٹھ روز بہت
سخت ہین اس مدت مین مین نے اسقدر محنت کی ہی کہ اور جادوگر آٹھ پہلون مین نہین کر سکینگے چارون حکیمون کی راہ آمد بند کر دی کوئی
یا نہین جا سکتا اور جمشید کو ایک شیشہ دکھایا اور کہا اسی مین مین نے حکیمون کے لیے طلسم سحر بندی کیا ہی چارون حکیم اب
معز الدین سے غافل رہینگے انکو معز الدین کی طرف سے اندیشہ نہو گا اور زیر کوہ رہنے والون کو خوف نہ ہوگا کچھ خیال
انشاء اللہ اُن کے دل مین نگذریگا اور جس قدر دن مجھپر سخت ہین اُس سے دو روز کم معز الدین پر بھی بھاری ہین بلکہ مجھسے
زیادہ معز الدین کے دن سخت ہین انھین ایام مین اگر معز الدین اپنے طالع کی مدد سے بحال ہوگیا تو مشکل سخت در پیش
ہوگی اگر یہ ایام مذکورہ منقضی ہوگئے پھر مجھپر کوئی آفت نہین آئیگی اور معز الدین بھی کسی طرح جان بر نہو گا کہ اُسکے سر داب
شمشیر سحر سے زخمی ہین اُنکی امید نجات نہین ہی جس صورت مین معز الدین ہلاک ہوگیا پھر اُنکو بھی ہلاک ہی سمجھو کہ یہ بے مارے
مر جائینگے تو خاطر جمع رکھہ اُس سے بے دہشت جنگ کرتا اور وہی عمرو کہ جسے مین نے مسحور کر دیا ہی بے شک اُسکو ہلاک
ہوا آگے اُس کے نصیب یاور ہو سکے تو کیا کوئی کر سکتا ہی جمشید نے کہا کل سے میرا ارادہ ہی کہ انجد پہلوان جہان
پہلے میدان رزم مین بھیجون خناز جادو مردود نے کہا بہتر کیا مضائقہ ہی وہ بھی تیرے بعد صاحب قران ہی جمشید نے کہا

اُسکے طالع معز الدین کے برابر کسطرح سے ہوسکتے ہین خنازجادو نے کہا ہان مجھے تجھ سے کام ہی لیکن انجد بھی شہزدہ
اب مین جانتا ہون کہ اپنے کو چھپا دون فقط بضرورت یہان آیا تھا ورنہ میرا دم اُلٹا جاتا ہی موت کا پیغام آتا ہی یہ کہ
اور روانہ ہوگیا جمشید یابحد سو رہا ۵

دم صبح کین آتشین آفتاب		برانگیخت آتش ز دریای آب		رسیده دو لشکر بمیدان کین
		ہم از کافران و ہم از اہل دین		

جمشید جانتا تھا کہ آج صاحب قران آئینگے بڑے کر و فر سے میدان کا عازم ہوا از زینت تمام و حشمت مالاکلام سو
ہوا اور شبوط دیلمی و ابو حاکم فردوسی بکران خارجی نصر دون ربیعی العیموس فرنگی نجاشی بیدین مسقطی یہ سب
پہلوانان تہمتن جلو مین پیادہ تھے حکم ہوا کہ آج میرے سامنے کھڑے ہون اور جبکہ پاؤن تھک جائین وہ سوار ہو
میرے تخت قدرت کے نیچے پھرے فوراً تازہ دم ہو جائیگا پھر سامنے آئے اور پیادہ کھڑا رہے میرا مطلب یہ ہے
معز الدین کو مین اپنے زور و قدرت کا تماشا دکھاؤن ابو حاکم اور نجاشی نے کہا ہم لوگ شام تک کھڑے رہین سے
بیدین مسقطی نے کہا ہم بھی کھڑے رہینگے قصہ کوتاہ معرکۂ جلال و قتال آراستہ ہوا و رانجد پہلوان بدبخت میدان مین
اور رجز طولانی لشکر اسلام کو سنا کے حریف طلب کیا امیر مجاہد الدین نامدار نے مجاہد خان نام سردار دلاور کو انجد پہلو
کے مقابلہ کو بھیجا وہ دلاور انجد سے خوب لڑا آخر اُس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا یعنے اُس انجد ملحد نے اس جوان
نیزہ پر اُٹھالیا اور زمین پر گرا کر چاہتا تھا کہ گھوڑا دوڑا دے یعقوب حرانی نے بچالاکی ایک پتھر فلاخن مین رکھ
اس مردود کے سینہ نجس پر اس زور سے مارا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور یعقوب لاش اُس شہید کی میدان
لیگیا بعد اسکے سالار خان بن مسلم میدان مین گیا اور انجد پہلوان مردود نے بضرب تیغ بیدریغ اُس جوان کو بھی شہید
بعد اسکے سردار خان جوان دلاور دوران رزمگاہ مین گیا وہ گرز سے شہید ہوا اب اہل اسلام ایسے خائف ہوئے کہ
مناجات کی پہونچی امیر مجاہد الدین نامدار باوجود خوشی تشریف آوری صاحب قران گردون حشم چشم پر آب ہو
اور سکوت مین بیٹھے تھے اس عرصہ مین گوشہ بیابان سے تق گرد نمایان ہوا اور اسا سہ صاحب قرانی نظر آئے بشع

	بصد شوکت و قدر صاحبقران		سوارہ در آمد بہ تخت روان

لیکن میر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین اور امیر غطفر اور امیر دلیر اور امیر حامد سید حمید یہ سب امرا و وزرا و
استقبال صاحب قران کے روانہ ہوئے باقی جسقدر زخمی تھے جب صاحب قران تشریف لائے قدمبوس ہو
اور ملازمت بجالائے اُس شہریار نامدار نے حال لشکر دیکھ کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور حال زخمداری امرا
و دلیران نامور پر نہایت افسوس کیا اور تادیر اسی افسوس مین سرنگون رہے اور اسقدر ملال و رنج ہوا کہ آنسو آنکھو
سے بے اختیار جاری ہوئے

اب سامان سواری و ہمراہیان صاحب قران اکبر گردون فر کا نوک ریز قلم عجلت رقم ہوتا ہے

ردس بادشاہ ہمراہ رکاب فیض انتساب صاحب قران عالیجاہ ہوئے تھے لشکر انسان کی قریب لاکھ سوار جرّار آتش بار
کی جمعیت تھی باقی افواج جنات بھی ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی مگر لباسہاے رنگین و نو آئین سے سب آراستہ تھے اور باجے
طرح طرح کے بج رہے تھے تخت روان پر صاحب قران اکبر سوار تھے چتر یاقوت کا سایہ خیر دہندہ جنکی سر مبارک شہریار عالیجاہ
پر کیے تھا کہ جسکی شعاع سے تمام میدان روشن تھا جب آفتاب عالمتاب کا عکس اُس چتر یاقوت پر پڑتا تھا آنکھیں خیرہ ہو
جاتی تھیں جمشید پلید نے یہ جاہ و حشم صاحب قران والا ہمم دیکھ کے آہ سرد کی اور کہا باوجود خداوندی ابھی تک ایسی
کوئی چیز ہمیں نہ ملی ابو حاکم و نجاشی دونون نے کہا یہ سب تمھارے لیے ہی جب معزالدین کو قتل کرینگے تو یہ سب اسباب
تمھارے قبض و تصرف میں آئیگا جمشید یہ کلمہ سُن کے ہنسا اور کہا سچ کہتے ہو مجھے زحمت طلسم کشائی کی نہ ہوگی یہ چیزیں
مفت ملجائینگی قصہ کوتاہ اب ادھر کا معاملہ یہ ہی کہ انجد پہلوان ملعون میدان رزم میں طالب حریف تھا قاعدہ جنگ ہی کہ
جب طرف ثانی کا کوئی پہلوان میدان میں آتا ہی اور حریف طلب کرتا ہی تو لشکر طرف ثانی سے بمجرد آواز کے مقابل موجود
ہوتا ہی درصورت تاخیر سبب توہین ہوتا ہی بدین وجہ عصفور نیزہ باز اور طیفور نیزہ باز واسطے رخصت کے آیا اور انجد
سے مقابل ہوا چونکہ فن نیزہ بازی میں یہ جوان دلاور کامل تھا غالب رہا انجد نہایت خفیف ہوا اور خجلت زدہ ہاتھ
بڑھا کے کمربند میں عصفور دلاور کے ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارا عیاران لشکر اسلام لاش
شہید کی اُٹھا لے گئے بس یونہیں صاحب قران گردون حشم نے یہ ملاحظہ فرمایا اسقدر صدمہ ہوا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
تمام عالم تیرہ و تار معلوم ہوا اور اُس دیندار کے حال پر آبدیدہ ہوے اور غضبناک ہو کے فوراً جنگ جہان پیما پر سوار ہو
اور مانند برق چمک کے انجد کی طرف آئے فرمایا باغی او ملعون بدبخت مردان میدان کو اس نامردی سے مارتا ہی یہ کمال
نامردی کی بات ہی او مردود ملعون جہان اب جو جرأت رکھتا ہی اُس سے کام لے انجد بولا ای شاہزادہ معزالدین وہ میرا
حریف تھا جسطرح چاہا مارا اور قتل کیا اب اپنی فکر کیجیے کہ میں اب وہ پہلوان نہیں ہون مجھے خداوند جمشید ملعون نے
اپنی قدرت خطاب دیا ہی اور اُسی خداوند نے میدان میں بھیجا ہی جو کار نمایان مجھسے ہوے ہین وہ تمنے سُنے ہونگے
صاحب قران نے فرمایا ای حرام زادے نابکار تیری کیا حقیقت اور اُس تیرے خداوند جمشید پلید کی کیا ہستی ہی
مجھے تمام کیفیت معلوم ہی انجد پہلوان بولا اگر تم بھی اطاعت جمشید کی کرو تو تمھاری دنیا و آخرت دونون بہتر ہون گی
صاحب قران نے فرمایا تیرا کلام اُن ملعونون سے مشابہ ہی کہ حضرت خامس آل عبا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ و الثنا
سے مدینہ منورہ میں کہا تھا کہ اگر اطاعت یزید کیجیئے گا تو آپ کی عاقبت بخیر ہوگی تجھ سے نالائق سے ہم کلام ہونا باعث
کسر شان ہمارے لیے ہی انجد نے جھنجھلا کے سینۂ بے کینہ صاحب قران عالیشان پر ایک وار نیزہ کا کیا اُس
شہریار نامدار نے دو انگلیون سے نیزہ اُس مردود کا پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ نیزہ فوراً ہاتھ میں آگیا اور پھینک دیا

انجد پہلوان نے تلوار میان سے لی اور صاحب قران پر وار کیا اس شہریار شیر افگن نے سپر پر وار روکا جیسے سر پر وہ تلوار ناہنجار کے پڑی کہ سپر کو اُس دلاور میدان نے چرخ دیا فوراً چھن سے آواز آئی اور وہ تلوار ٹوٹ گئی انجد ملحد نے بہ آواز بلند ایک آہ کی اور کہا ای خداوند جمشید وقت مدد ہو اب تیرے خداوند نے بُرا کیا آفت پڑ گئی طبیعت بحر دہ بسطر رجوع کر جمشید گھبرا گیا کہ ہان یہی وقت زور ہے ہمیشہ وزیر غش کی شراب قدرت مین اثر جو ہر بھی موجود ہے پھر کیون جی چھوڑے دیتا ہے اور شراب بھیجتا ہون اُسے بھی پی لے خانہ زور مین در آ اور ایک شیشہ خاص بھیجا انجد نے اُس شیشہ شراب قدرت کو پی لیا اور اُس شراب کے نشہ مین صاحب قران عالیجاہ سے دست و گریبان ہو گیا آخر اس ورزگاہ زور کی ہو گئی جب رات ہو گئی انجد بولا کل پھر جنگ کرنا اب رات کو موقوف رکھو صاحب قران نے فرمایا میرا ضابطہ نہین ہے کہ مین اولا دغیر فرار سے ہون وہ گیدی کو یہ بخوبی جانتا تھا کہا اب آپ وطعام زہر مار کرنے کی مجھے اجازت فرما صاحب قران عالی شان نے اُن ملعونون کو اجازت کھانے کی دی اور خود بھی کچھ تناول فرمایا نماز پڑھی پھر جنگ شروع ہوئی صبح تک خوب زور رہا کیے پھر انجد نے کھانا کھا کے پانی پیا اور شراب زہر مار کی اور پھر جنگ پر مستعد ہوا صاحب قران نے فقط نماز ہی پڑھی القصہ اسی طرح دو دن اور دو راتین کشتی اور گاہ زور ہی رہی تیسرے روز ظہر کے وقت انجد نے کمر بند صاحب قران گرفت مین لا کے تین زور متواتر کیے کہ بار صاحب قرانی اُٹھا نہ سکا جب صاحبقران نے انجد ملحد کی کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ واکبر مارا پہلے ہی زور مین اُس قامت وجسامت پر انجد کو ہاتھون پر علم کر لیا اور بالاسے سر چرخ دیا تمام ہتھیار کمر سے کھل کے گر پڑے پھر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ چارون شانے چت ہو گیا اور فوراً اُچک کے سینہ پر جا بیٹھے ایک گھٹنے سے دبایا اور اسلام کی دعوت کی فرمایا ای حرامزادے باوجودیکہ تجھ سے اکثر شرارتین ظہور مین آئی ہین تاہم اگر مسلمان ہو گا سب گناہ معاف کر دونگا اُس جہنم نصیب کو یہ توفیق کہان تھی کلام نامناسب جواب مین کہے مگر جمشید مردود نے کہلا بھیجا کہ لاکھ اشرفیان مین دیتا ہون اگر آپ انجد کو زندہ و سلامت چھوڑ دین صاحب قران نے اُس لعین کے اوپر لعنت ملامت کی اور پھر اسلام کی ہدایت فرمائی جب دیکھا کہ اب کسی طرح میری نصیحت موثر نہین ہوتی اور اس حرامزادے کے رگ وپے مین شیطنت بھری ہے ناچار کھڑے ہو گئے اور ایک پانون اُس نابکار کا اپنے پانون سے دبایا اور دوسرا پانون پکڑ کے بقوت صاحبقرانی دو حصے کر ڈالا اور دونون حصون کو اُسکے جمشید پلید کی طرف پھینک دیا

نظم

یکے نعرہ آمد ز حلقش بدر　　در آورد یک پاے در زیر پا
کہ آہن دلا نرا درید جگر　　بپائے دگر برد دست رسا
یکے نعرہ زد آن یل اندر مصاف　　پس انگہ بہ بازوے کشور کشا
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف　　بدرید تا سینہ آن گبر را

راوی کہتا ہے کہ صاحب قران نامدار نے اُس کافر بے ایمان کو کاندھے تک چیر ڈالا گوشت ہڈیون سے اس زور سے

جدا ہوا کہ آواز دونون لشکرون نے سنی ادہر دوستون نے بے اختیار تکبیرین کہین دشمنون کے سینہ آتش زدہ ہوے بلکہ اکثر دہشت سے مرگئے اور جمشید باوجود دعواے خدائی اور اطمینان عمود سحرا اور تقویت خنازجادو کے مارے ڈرکے کانپنے لگا اور کہتا تھا یہ زور سحر ہو صاحب قران عالی نشان کا دل اس امر عجیب سے نہایت شگفتہ اور خوش ہوا اور گونہ بجاے خود مغرور ہوے یہ غرور وتکبر درگاہ خداوند تعالے مین پسند نہوا چنانچہ اسی سبب سے کوئی نتیجہ نیک حاصل نہوا الغرض جمشید نے اسی صدمۂ سخت وملال مین جھنجھلا کے طبل جنگ بجوادیا اور خود خیمۂ نکبت مین گیا اور ماتم انجد مین سیہ پوش ہوا بکران خارجی نے بھی گریبان چاک کیا زمین پر لوٹتا پھرتا تھا

قتل ہونا انجد بن نجدون پہلوان کا



جمشید نے کہا خاطر جمع رکھو پہلے مجھے انجد کی محبت نہ تھی لیکن بہادری کی ہمیشہ تعریف کرتا تھا جب اسنے میری اطاعت قبول کی مجھے ایسی اسکی محبت ہوگئی کہ جسکا بیان ممکن نہین اب بعد فراغت ماتم کے اپنی قدرت کا قصاص معزالدین سے ضرور لونگا اور ایک دم قرار وآرام نہ لینے دونگا ورنہ مجھکو یقین ہوگا اشبوط دیلم اور لنصرون اور ابوحاکم سب بکران شاہ خارجی کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ چپ رہو تم تماشا دیکھنا کہ خداوند اپنی قدرت کاملہ سے کیسا معزالدین سے اس پہلوان کا قصاص لیتا ہو کہ معزالدین بھی خوب یاد کرے غرض کہ دوسرے روز طبل جنگ جمشید لعین نے بجوایا اور ایک نامہ شاہزادہ بلند قدر کو اس مضمون سے لکھا کہ اے معزالدین صاحب اقبال ہمیشہ

رہتا جب تک انجد پہلوان تمھارے ہاتھ سے قتل ہوا تھا تمھارا اقبال ترقی پر تھا اب جو تمنے ایسے بندۂ خاص خداوند کو قتل کیا اقبال بھی تمھارا خداوند نے مبدل بادبار کردیا ہی صورت مین چتر یاقوت اور اسپ سواری کا اپنے مجھے بھیجدو اور میری اطاعت اختیار کردو اور اپنے گناہ کا عذر کرو مین بوجہ خداوندی تمپر اپنی رحمت نازل کرونگا اور اپنا ہمشید دست کرونگا ورنہ یاد رہے کہ جب جنگ شروع ہوگی بیں ایک دسنونگا منتظر جواب کا ہون اگر میری اطاعت منظور رہو فلان روز میدان رزم مین آؤ جسوقت یہ نامہ صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت مین پہونچا جواب لکھا کہ او ملعون

شعر

تو کار زمین را نکو ساختی | کہ با آسمان نیز پرداختی

تونے دعواے صاحبقرانی انتہا کو پہونچا دیا اب دعواے خدائی کرتا ہی لعنت ہی تیری اس خدائی پر جب معرکۂ جدال و قتال بہادران نامی و دلاوران گرامی سے گرم ہوگا تیرا حال انجد نابکار سے بھی زیادہ بدتر ہوگا او گیدی بیحیا ولد الحرام کس دعوے سے تو چتر یاقوت وغیرہ اسباب طلسمی مجھ سے مانگتا ہی بزور سحر چند قرمساقون نے تیری اطاعت قبول کرلی ہے اسی پر تو مغرور رہی لعنت ہی تیری اوقات پر جواب نامہ ایلچی کے ہاتھ روانہ کیا جمشید نابکار نے اس جواب نامہ کو دیکھکے کہا مین نے نصیحت کی تھی اسکی اجل آئی ہی کہ اسنے میرے کہنے کو نہ سنا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صاحب قران اکبر بعد قتل انجد ملعون داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے امرانے ملازمت حاصل کی پھر اس شہریار گردون وقار نے جنون کو رخصت کیا بنی آدم فقط رہگئے پھر تخت صاحبقرانی پر جلوس فرمایا جمشید ملعون نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور صاحبقران اکبر بلند مکان سے جنگ وجدال کا ارادہ کیا صداے طبل لشکر اسلام مین پہونچی صاحب قران اکبر والاشان نے بھی حکم دیا کہ کوس حربی بجے امیر محمد وغیرہ مجروحین اپنے آقا کی تشریف آوری سے نہایت شادمان ہوے اور شدت سوزش و درد جراحت کی شکایت کی اور کہا نہین معلوم زخم تیغ جمشید مین شدت درد کیون ہی جہان پناہ نے زخمیون کو عدم حرکت کے لیے تاکید کی اور سبکو تسلی دے کے اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوایا تمام شب دلیرون کو کارسازی جنگ مین گذری

نظم

دم صبح کین چرخ عالی مقام | برآورد درخشندہ تیغ از نیام
دلیران ہمہ سوے میدان شدند | سوے یکدگر کینہ جویان شدند

اسطرف سے جمشید مردود نہایت زیب وزینت سے بکران خارجی داشبوط دیلمی وغیرہ جمیع سلاطین کو پیادہ جلو مین لیے میدان مین آیا اسطرف سے صاحب قران اکبر والاشان بہادران نامدار وسرداران تہور شعار کو ہمراہ لیے معرکۂ رزم مین رونق بخش ہوے

نظم

خسک بر گذرگاہ کین ریختند | نقیبان خروشیدن انگیختند
بزرگ بریزک سو لبسو در شتاب | نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

القصہ بعد ترصیف صفوف جدال پہلے جمشید پلید تھا تخت روان سے اُترا اور مرکب پر سوار ہوا جسکا نام کہ اسپ قدرت رکھا تھا تنگ کھینچ کے ضارمنکوس کے پاس آیا اور کہا اے اُستاد ابا اجازت میدان عنایت ہو اور میرا خلق ملاحظہ ہو کہ باوجود خداوندی حق اُستاد نہین بھولتا اور تیار سبیت نہ بھولونگا طبعی گیدی بولا جا طبیعت تیری یاور رہے اور تجھکو مژدہ پہونچے کہ آج تیرے اور معز الدین کے طالع میزان نجوم مین تولے ہین تیرے طالع کو غالب دیکھا ہی خاطرجمعی سے اُسکو زیر و زبر کر جمشید ملحد اس کلمہ کو ضارمنکوس سے سُنکے مثل خرمردہ کے خوشی سے پھول گیا اور نہایت شوکت و شان سے میدان رزم مین آیا اور اس طرح رجز خوان ہوا۔ نظم

منم آن خداوند گیتی پناہ
بتقدیر خود در جہان بادشاہ
سلاطین مرا سجدہا میکنند

ہمیشہ بجانم دعا میکنند
ز شاہان یکے ہست شبوط شاہ
کہ دارد ز پیغمبرے او گواہ

بہ پیغمبری گردنش سرفراز
دگر نہ شہے بود بے امتیاز

صاحب قران اکبر عالی شان اور دلاوران اسلام اس رجز پوچ سے خوب ہنسے الغرض صاحب قران اکبر خنگ جہان پیما پر سوار ہوئے دلیران نامدار و سلاطین ذوی الاقتدار اُس شہریار کی رکاب مین کسب سعادت کرتے چلے بعد چند قدم ہر ایک کو باصرار بلیغ رخصت کیا جمشید پلید نے اُن قرم ساقون کو کہ گرد اسپ کھڑے تھے رخصت نکیا دھوپ مین جل رہے تھے پھر بولا اے اشبوط دیلم اور اے ابوحاکم و اے بکران شاہ خارجی تم کچھ سمجھے کہ ابھی تک مین نے تمکو اجازت مراجعت کسواسطے نہ دی اور معز الدین نے سبکو رخصت کر دیا سب نے کہا ہم بندگان مطیع ہین خداوند جو ارشاد فرمائینگے ہم عین مصلحت جانینگے اسلیے کہ خداوند و غیر خداوند مین فرق چاہیے آخر وہ شخص دعواے خدائی کرتا ہی جبھی ظریف نے داغ پیشانی نہ دیکھا تھا بولا بلے اگر دروغ ہو ایک راوی کے قول سے وہ ظریف زرتنگ برادر نہنگ تھا جو اصل راز جمشید جانتا تھا لیکن جمشید نے جملہ سلاطین سے کہا آج میرے گرد کھڑے رہو تماشاے خنگ جہان پیما دیکھو اپنے گھوڑے طلب کرو جہاں جاتا تو سوار ہو کے پیچھے کھڑے رہنا سب نے کہا بجان و دل قبول ہی کہ سحر مین گرفتار تھے ادھر صاحب قران اکبر نے نعرہ مارا اور رجز پڑھا بطور سابق اور مقابل جمشید پلید کے کھڑے ہوئے جمشید گیدی بولا اے پسر سلطان اسمعیل مجھکو توقع تھی کہ تم مجھے سجدہ کرو گے سجدہ نہ کیا خیر سلام کرنا چاہیے صاحب قران اکبر نے فرمایا او قرم ساق سچ ہی اگر ایسی حماقت نہوتی باوجود عبدیت معبودیت کا دعوے کیون کرتا تجھ سے پہلے فرعون و نمرود نے بھی دعواے خدائی کیا تھا حد کی حماقت کی تھی لیکن تجھ سے وہ ہر طرح سے بہتر تھا تو اُسنے کہین بدتر اور پیچیا ہی اسواسطے کہ عدالت اور کرم تجھ مین نہین ہی تو خاص دعواے خدائی یعنے دعواے باطل ربوبیت کرتا ہی جمشید نے ہر چند چاہا کہ داغ شقاوت پیشانی ظلمانی دکھا دے مگر اُس وقت ختاز جادو کی نصیحت یاد آئی اُس مردود نے کہدیا تھا کہ معز الدین کو ہرگز یہ داغ شقاوت

نہ دکھاتا کہ وہ بڑا باطل السحر ہی تیرے اس داغ شقاوت کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا مین اور تو دونون عالم مین بدنام ہو جائیگا
یہ سوچ کے جب ہو رہا اور نیزہ لیا ادھر صاحب قران اکبر نے بھی نیزہ پر ہاتھ ڈالا آخر باہم نیزہ بازی ہونے لگی جمشید بھی فن
نیزہ بازی مین بلاے روزگار تھا پچاس طعن کے بعد صاحب قران اکبر عالی قدر نے نیزہ جمشید کا ہوائی کر دیا اُس ملحد کا
چہرہ بحسب حقیقت سے زرد ہو گیا کہا ای شاہزادے تم واقعی عرب ہو کہ نیزہ بازی اہل عرب پر موقوف ہی بعدہٗ شمشیر قدرت اُس
ملعون نے میان سے لی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ اسی شمشیر مسحور سے پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہوے اور
جراحت مین سوزش ہی اسی سبب سے صاعقۂ سکندری جو کہ صاحبقران اکبر کو طلسم مین ہاتھ آئی تھی غلاف سے کھینچی اور
پشت تیغ گاہ بدے تیغ سے جمشید پر وار کیا اگر وہ مسحور تھی تو یہ تلوار طلسمی تھی اس تلوار کی جھنکار چرخ نیلی رنگ تک
پہونچی شام تک خوب تیغبازی ہوئی آخر ملعون نے دیکھا کہ تلوار سے کام نہ نکلیگا صاحب قران اکبر کے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دوسرے روز کشتی مین اس مکار نے پیچھے ایکبارگی ہٹنا شروع کیا اور صاحبقران اکبر کو
اُسی زمین مسحور پر ہٹا لیگیا کہ جس زمین کو خناز جادو نے سحر بند کیا تھا اور صاحب قران اکبر کو اُس زمین کی مطلق
اطلاع نہ تھی جمشید مردود ایک ساعت کامل اُسی زمین پر کشتی لڑا بعدہ دست بردار ہوا صاحب قران اکبر نے پوچھا اے
جمشید تیرا کیا قصد ہی اُس مردود نے کہا ای شہریار دولت مدار جنگ نیزہ و شمشیر تم سے کر ہی چکا ہون لیکن ابھی جنگ
گرز نہین کی وہ مین بھول گیا تھا اب مجھکو یاد آیا لہذا مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ گرز بازی بھی تم سے مین کرون کہ یہ بھی ارمان
دل مین نہ رہے اگر عمود سے کار برآری نہو گی تو پھر کشتی لڑونگا مین بدون اس مقدمہ کو یکسو کیے نہ رہونگا صاحبقران اکبر
گردون حشم نے فرمایا تجھے اختیار ہی مین سب طرح موجود ہون جمشید نابکار نے عمود ساختہ ساحر اُٹھایا صاحبقران اکبر
عالی شان نے دیکھا کہ کاغذ زرد پر کچھ نقوش لکھے ہوے گرز پر چسپان ہین اور روغن سے خوب وصل ہین اور کچھ
خطوط سحر کندہ ہین اور بظاہر وہ گرز سونے کا معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر عالی شان نے اُس گرز کو دیکھ کے
حیران ہو گئے اور دل مین کہا تعجب کی بات یہ ہی کہ اُس گیدی نے سب حربون سے دست بردار ہو کے اس عمود طلائی پر
حصر کیا ہی یہ گرز اسکو نہایت عزیز ہی یہ امر خالی از علت نہین ہی بہر حال حفظ و حمایت اُس پروردگار عالم کی چاہیے کہ
اُسکے سوا کون پشت و پناہ ہی جمشید نے کہا ای معز الدین مین نے یہ گرز نیا تیار کرایا ہی اور گرز قدرت اسکا نام رکھا ہی
یہ حربہ بظاہر اچھوٹا ہی الا باعتبار قدرت بڑا ہی صاحب قران اکبر گردون سریر نے فرمایا باعتبار قیمت کے بھی یہ زیادہ ہی خیر
حافظ حقیقی میرا ہر ایک حال ہے اور مین اُسی سے امیدوار ہون کہ مآل کار مجھ بندۂ گنہگار کا بخیر ہو جمشید گیدی نے کہا
آپ اپنا گرز اُٹھایئے اور وار کیجیے بعدہ اس عمود قدرت کی ضرب کو دیکھیے صاحب قران اکبر نے فرمایا ای بدبخت اہل اسلام
کا طریقہ نہین کہ پہلے وار کرین تو پہلے وار کر یہ فرمایا اور عمود بے پناہ اپنا اُٹھایا جمشید پلید نے کہا تم جانو پھر نہ کہنا کہ خبردار
نہ کیا اُسکے بعد اُس بدبخت روسیاہ نے اسب خر صورت کو گرم کیا اور دونون پائون رکاب مین قائم کرکے وہی گرز سحر

اپنے گرد سر پھرایا اور باخداوند طبیعت مجردہ لہکے صاحب قران اکبر کے سر مبارک پر مارا ہر چند کہ دست حق پرست صاحبقران اکبر نے جنبش نہ کی لیکن قدس اُس عمود کی ضرب اُس عالی جاہ کے سینۂ بے کینہ پر پہونچی اُس ضرب سے ایک درد مثل درد ذات الصدر بشارت تمام اُٹھا اور ایسا اُس درد نے بیچین کیا کہ حال اُس بندۂ برگزیدۂ ایزد متعال کا دگرگون ہوگیا اور عالم نظر مین تیرہ و تار ہوگیا ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون کھڑے اس حال کو دیکھ رہے تھے بس ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی ادھر دوسری بار دست نحس کو جمشید پلید نے بلند کیا کہ حربہ دوسرا کرے اور کام صاحبقران اکبر گردون نشان کا تمام کردے جوہر نے فلاخن مین پتھر رکھ کے جو مارنا شروع کیا کئی پتھر جمشید پلید کے سر و سینۂ نحس پر پڑے اور گھوڑے پر بھی لگے اگرچہ بسبب سحر کے دونون حیوان سخت جان تھے تاہم صدمۂ سخت دونون کو پہونچا اور سراسیمہ و پریشان ہوے عیاران طرار صاحب قران اکبر کو لے گئے اور لشکر مین پہونچا دیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور نہایت خوش ہوا وہان سے مراجعت کر کے کہا اے ابو الحسن افسوس معز الدین کو میرے چنگل سے بچا لیگیا نہین تو وہی ایک ضرب گرز قدرت اُسکو کافی و وافی تھی ساری تعلی کھلگئی ہوتی خیر کیا مضائقہ ہے کہان جاتا ہے اب تم لوگ معز الدین کی زندگی سے ہاتھ دھوا ور اُس سے بہتر کوئی اپنا سردار ڈھونڈھو اب اس ضرب عمود سے ہرگز معز الدین جانبر نہین ہوگا صاحب قران اکبر نے صدمۂ ضرب گرز سے منھہ سے لہو ڈالا اور بیہوش ہوگئے ابو الحسن نے بادیدۂ گریان و سینۂ بریان تخت روان پر سوار کیا اور خیمہ مین لے گئے دلیران زخمی نے گرد ہجوم کیا اور وہ شہریار دولت مدار اسی طرح بیہوش تھے- امیر مجاہد الدین و امیر جلال الدین خون کے آنسوؤن سے روئے غازیان اسلام مین ماتم برپا ہوگیا ایسا عالم بیخودی مین غازیان وفا شعار سینہ و سر پیٹتے تھے کہ دیکھا نہ جاتا تھا-

نظم

نعرۂ ہائے وا ویلا | آسمان تک زمین سے پہونچا
اسقدر تھا ملال وغم کا ورود | ہوئی چشم فلک بھی نم آلود

یہ خبر ابو عامر فردوسی کو پہونچی وہ بھی بارگاہ گردون اساس مین آئے اور اس شہریار دولت مدار کا یہ حال زار دیکھ کے گریبان چاک کیا اور خاک سر پر اڑائی اطبائے لشکر نے نبضین اُس صاحب اقبال کی ملاحظہ کین دیکھا کسی عضو مین سوائے نبض کے حرکت نہ تھی پادری ایڈروس اور ابو عامر دونون سکوت مین تھے کہ شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر قصر اخضر مین پہونچی اور ملکہ شمسہ تاجدار اور خلدانہ اور گوہرافروز وغیرہ خواتین محل نے قصر اخضر مین سر و سینہ پیٹنا شروع کیا اور سیل اشک آنکھون سے جاری تھے گویا قیامت برپا تھی علے الخصوص ملکہ نے تو اپنا حال ایسا بنایا تھا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اور شمشاد نوجوان کو دمبدم پادری ایڈروس کے پاس بھیجتی تھی اور کہلا بھیجتی تھی اے والا قدر خدا کے واسطے جلد کہو اب کیا ہوگا یہ کیا ہوگیا پادری ایڈروس نے کہلا بھیجا آپ خاطر جمع رکھیے خداوند کریم شافی مطلق ہے دعا کیجیے صحت کا دینے والا وہی ہے لیکن کون سنتا تھا کسی کے ہوش بجا نہ تھے ترجمہ نگار بیہودہ گفتار

بہادران اسلام و دوستان نیک انجام و خواتین ذوالاحترام کی گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری کا اگر کل حال لکھے تو ایک دفتر
طویل ہو بس مجملاً یہ تصور کرنا چاہیے کہ لشکر ظفر اثر مین آثار حشر آشکار تھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جس سے اشک خونین
نہ ٹپکتے ہون آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ و سمعاج ازور و ابطال زنگی وغیرہ جسقدر رفیقان و مطیعان اسلام
تھے اور محبت دلی صاحب قران اکبر عالی شان سے رکھتے تھے افراط قلق سے از خود رفتہ ہو رہے تھے یعقوب حرامی
نے سلطان ابو الحسن جوہر سے کہا ای برادر والا قدر ایسا نہو کہ یہ کافر آج رات کو طبل جنگ بجوا دے ہم تو ابھی اپنے حال مین
مبتلا ہین اس سے مقابلہ کو کون جائیگا لہذا اب مین جاتا ہون اور اس امر کی حتی الامکان تدبیر کرتا ہون جب مین اسکی فکر
سے فارغ ہونگا تو آپ کو ضرور اطلاع کرونگا ابو الحسن جوہر خود ہی بدحواس بیٹھا ہوا تھا جواب کون دیتا لیکن یعقوب حرامی
تبدیل وضع و صورت کر کے روانہ ہوا اور نقارخانہ جمشیدی مین پہونچا داروے بیہوشی سب کو پلا کے بیہوش کیا تمام
نقارہ ہاے خورد و کلان شق کر دیے نفیری و کرنا وغیرہ کو توڑ کے پھینکدیا نقارچیون کا حال خراب بنایا جمشید مردود
کمال غرور مین بیٹھا تھا ابو حاکم وغیرہ خوشامد کرتے تھے اور بالاتفاق کہتے تھے کہ اب غالباً صاحب قران اکبر جانبر نہوگا
اور ہر دم جمشید کے تصدق ہوتے تھے اور اسکی خداوندی کے معرف تھے جمشید پلید مارے خوشی کے مثل
خرمردہ کے پھول گیا اور غرور و نخوت سے بھرا ہوا تھا اور اپنے آگے کسی کا وجود نہ جانتا تھا جب سواری نکلتی تھی جولاہے
نان بائی کنجڑے دھنیے حلوائی کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور سجدے کرتے تھے وہ حرامزادہ ایک ایک کو دیکھتا تھا
اور جو سجدہ نہ کرتا تھا اسے اسی وقت گرفتار کر کے دوزخ مین جو کہ خناز جادو کا بنایا تھا پھنکوا دیتا تھا اس حرکت سے
جمشید پلید کی لوگ خائف تھے اور بخوف جان اس صورت نجس کو دیکھ کے ناچار سجدہ کرنے لگتے تھے جسدن سے
وہ ذلت اٹھائی یہ ملعون برج جہان نما مین نہین گیا۔ الغرض جب ان کافران بے ایمان کے دماغ بادۂ ناب سے گرم
ہوئے جمشید نے کہا یارو مقدمہ جنگ مین آج کی شب کیا صلاح دیتے ہو۔ ابو حاکم فردوسی و بکران شاہ خارجی نے
کہ یہ لوگ بغض و عداوت معز الدین اور اہلبیت طاہرین سے رکھتے تھے کہا ای خداوند تقدیر اب طبل جنگ ضرور بجے
انھین مہلت دینا اچھا نہین ہی بکران شاہ خارجی نے ایک نعرۂ آہ کا مارا اور کہا افسوس انجد جہان پہلوان کسوقت مین ہمسے جدا ہو گیا
مجھ ایسے دوست کو اکیلا چھوڑ گیا ای خداوند جمشید اگر اب مجھے اجازت دین تو مین اسیوقت اپنا لشکر خرار و آتشبار ہمراہ لیکے لشکر
اسلام پر شب خون مارون اور قصاص انجد پہلوان کے خون کا لون ایسے مین سب سردار پہلوان مجروح و خستہ حال اپنی آفت مین
ایسے گرفتار ہین کہ ہوش و حواس بجا نہین مین ایک آن مین سب کو نیست و نابود کر دونگا ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا
بدون خداوند کو سجدہ کیے مفر نہ دونگا جمشید پلید بولا ای بکران شاہ خارجی لشکر دشمن پر وہ شخص شب خون مارے جو مقابلے سے
عاجز ہو ہم کسواسطے اس ننگ کو گوارا کرین ہم کیا مجبور ہین سب خوشآمد کے مارے چپ ہو رہے جمشید نے کہا بکران شاہ خارجی کی
خاطر سے طبل جنگ بجواؤ کہ ہم خود بدولت و اقبال میدان رزم مین جائینگے کہ اب اس لشکر مین امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین وغیرہ

پانچ چار جوان ضعیف و ناتوان پکڑے گئے ہین انکو مار لینا کتنی بڑی بات ہی دیکھو اب مین فیصلہ کئے دیتا ہون اور یہ جو سالک مصری و عامر مصری
و سمعاج و الطال وغیرہ ہین انکا اسلام قبول کرنا مشروط ہی یقین ہی کہ وہ مسلمانون کیطرف سے ہرگز نہ لڑینگے ارجاس مردار خوار
کہ وہ بھی بھجون کھائے تھا اس سبب سے وہ ملعون رستم و اسفندیار کی حقیقت نہ جانتا تھا اُٹھا اور کہا ای خداوند مین امیدوار
ہون کہ مجھے بھی اجازت حرب مرحمت ہو تاکہ ان مسلمانون کو ہلاک کردون القیموس زنگی بھی پہلوان زبردست تھا عرض رسا
ہوا کہ خداوند بندہ بھی ہاتھ پاؤن ہلانا چاہتا ہی اور اپنے خداوند کو تھوڑا سا تماشا دکھانا چاہتا ہی نجاشی نے کہا مین بھی مدت
سے میدان مین نہین گیا ہون بیٹھے بیٹھے دم گھبرا گیا ہی بکران شاہ خارجی نے کہا مین بھی فقط بادشاہ نہین ہون بلکہ دعوائے
پہلوانی بھی رکھتا ہون اور ایسا ویسا پہلوان بھی نہین ہون مجھ سا زور آور تہمتن روے زمین پر دوسرا نہین ہی اسی طرح
ہر ایک پہلوان نے لاف زنی کی اور لڑنے کو آمادہ ہوے جمشید ملعون بھی سنا کیا اور سب کی لاف زنی و مستعدی سے
نہایت خوش ہوا آخر بولا مین سب کی جنگ کا تماشا دیکھونگا اور ہر ایک کو موافق مرتبہ کے منصب عنایت کرونگا بکران شاہ
خارجی بولا طبل بجایا جائے جمشید ملعون نے حکم دیا کہ یساول و نقیب جائین اور نقارچی سے طبل جنگ بجوائین بمجرد
اس حکم کے یساول آیا اور عرض کی خداوند نقارخانہ مین تقدیر تازہ حادثہ ہوئی ہی کہ نقارے سب پھٹے ہوے ہین اور
نفیریان وغیرہ ٹوٹی ہوئی پڑی ہوئی ہین اور نقارچی ایسے بیہوش پڑے ہین کہ گویا مردہ صد سالہ ہین جمشید ملعون یہ حال
سنکے مار دم بریدہ کے مانند پیچ و تاب کھا کر ضار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای اُستاد بدنژاد تمنے سنا یہ کیا
ماجرا ہوا ضار منکوس مردک چپکے سے بولا کہ بجز عیاران لشکر اسلام کے یہ کام اور کسی کا نہین ہی آخر ایک نقارچی کی ٹانگ
پکڑ کے کھینچتے ہوے لائے طبیعی نے اثر بیہوشی کو خوب دریافت کرکے زرتنگ سے کہا اسے جلد ہوش مین لا زرتنگ نے
فتیلہ عیاری دیا جب اثر دارو ے بیہوشی زائل ہوا نقارچی کے ہوش و حواس درست ہوے اُس سے استفسار حال کیا
اسنے کہا ایک شخص ناچتا تالیان بجاتا آیا اور تمھاری فتح کی بہت خوشی کی ہم بھی اُسکی خوشی سے نہایت خوش ہوے کہ ہمارے
آقا اور خداوند کی فتح ہوئی تھی پھر اُسنے مٹھائی بازار سے منگوائی اور کہا مین نے نذر مانی تھی کہ اس فتح کی مٹھائی تقسیم کرونگا۔
بس سب عملہ و فعلہ کو اُسنے اپنے ہاتھ سے وہ مٹھائی تقسیم کی ہم لوگون نے مٹھائی کھائی تھی ہمکو خبر نہین کہ کیا ہوا ضار منکوس
بولا مجھے یقین کامل ہی کہ تیری بہن کا شوہر تیرا بہنوئی ہوگا یہ کام ضرور یعقوب حرانی کا ہی وہی تیرے پیچھے لگا گیا۔ الغرض
اُس روز بمجبوری طبل جنگ بجنا موقوف رہا مگر جمشید نے اپنی بیحیائی نہ چھوڑی کہا یہ میری آمد پر ہی اسواسطے کہ آخر وہ بھی
میرے ہی بندہ ہین آج مین نے نہ چاہا کہ طبل بجوا کے انھین پریشان خاطر کردن بکران شاہ خارجی و ابو حاکم کی خاطر سے
کہدیا تھا کہ طبل بجے چونکہ اصل مین میری مرضی نہ تھی لہذا یہ امر واقع ہوا ای بندگان من خوش ہوا اور مجھے سجدہ کرو غرضکہ سب
سجدہ کو جھکے جمشید بولا کل جلد نقارے تیار ہون اور نفیر و کرنا وغیرہ بنوا دیے جاوین باقی سامان سرکار کے گودام سے
لیجاؤ یہ حکم دیکے خود محل مین چلا گیا اور خواہر ارجاس مردار خوار سے روسیاہی مین مشغول ہوا دربار متفرق ہوکے اپنے اپنے

مقام کو روانہ ہوگئے اطراف صاحبقران اکبر بدستور بیہوش تھے نبض مین بھی طرفہ اضطراب پایا جاتا تھا اطباے لشکر ظفر پیکر ہرچند علاج کرتے تھے فائدہ مترتب نہ ہوتا تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ جو گریان و نالان نہو خواب و خور حرام مطلق تھا جب صبح ہوئی یا دری امید روس کو خیال آیا کہ روزنامچۂ بزرگ وخورد دونون ملاحظہ فرمایئے شاید کچھ آئین بزرگان پیشین نے تحریر فرمایا ہو کیونکہ بشر کے واسطے غلطی و سہو لازم ہی ممکن نہین کہ بشر سے خطا نہو مقتضاے بشریت یہ ہی آخر کمان یا دری صحیح اور روزنامچۂ بزرگ مین اس عبارت کو نہایت شرح و بسط سے پایا کہ تاریخ ال بیضا اور فتح طلسم بیضا کے بعد صاحبقران اکبر معز الدین دلاور مروج دین پیغمبر رونق بخش اسلام الملقب با بوتمیم عالی مقام کو دشمن قوی کے ہاتھ سے صدمۂ عظیم ضرور ہے کہ پہونچے کہ اس شہریار کا حال پر ملال بوجہ عارض ہونے عارضۂ غشی کے دگرگون ہوجائیگا اور زمانۂ غشی چندروز رہیگا مگر کچھ محل خوف نہان ہی بفضل خداوند کارساز شامل حال ہی آخر صحت کلی حاصل ہوگی تامل کار بقدرت پروردگار بخیر و خوبی مشتمل ہی یادری عصر کو لازم ہی کہ جسجگہ محفل شاہنامہ منعقد ہوئی تھی اس شہریار مریض کو لیجائے اور سب دوست و رفیق مرحمت حکیم مطلق کے منتظر رہین والسلام یادری اس عبارت کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اس عبارت مبارک کو فوراً ابو عامر کو معائنہ کرایا اور اسکو ایسی تسلی و تشفی دی کہ ابو عامر مطمئن ہوگیا پھر دونون باتفاق امراے عالی مقام پاس آئے ابوالحسن جوہر اور امیر مجاہد الدین وغیرہ کو دکھایا اس مژدۂ جان بخش سے تن مردہ مین گویا جان آئی جب سب کے ہوش درست ہوے خیال آیا اور تدابیرین شروع ہوگئین تا اینکہ بدر عالم منجم کو تلاش کیا اتفاق سے منجم موصوف بھی آگیا اور اس داستان جگرخراش و سوانح غم و الم کو سنا جسطرح دفتر سوم بہار دوم مین مذکور ہوچکا اب دوبارہ حاجت شرح نہین یہ حال صاحبقران اکبر کا دیکھ کے اشک خون چشم دل سے جاری ہوے بعد فراغ زائچہ کیا اور موافق قاعدۂ نجوم کے طالع دیکھے یاتو غمگین بیٹھا تھا یا ایکبارگی چہرے پر رونق آگئی اور خوش ہوکے کہا ای حضرت قسم ہی اس خالق کائنات و بخشندۂ حیات کی کہ خانۂ حیات صاحبقران رفیع الدرجات کا بہت قوی پاتا ہون اور مطلوب اسکا دمبدم مقصود مین دیکھتا ہون ابھی سے اور زیادتی قوت متصور ہوتی ہی انشاءاللہ المستعان اب جلد یہ حالت غشی وغیرہ برطرف ہوئی جاتی ہی خدا نے چاہا تو اسی ہفتہ مین صحت کامل ہوگی لیکن کچھ سونے کی قسم سے اور جواہرات زرد رنگ دلیاس جسم بار مع غلہ مگر وہ بھی زرد رنگ ہو بطور صدقہ کسی غریب و محتاج کو دینا چاہیے اور حبس دوامی سے پانچ قیدی بھی رہا کیے جاوین باقی خیریت ہی الغرض ان باتون سے بدر عالم منجم کی سبکو تسکین ہوئی اہل اسلام کو اطمینان خاطر حاصل ہوا ابوالحسن جوہر اس کتاب روزنامچۂ بزرگ کو لیکے قصر اخضر مین گیا اور ملکۂ شمسہ تاجدار کو دکھایا یہان سب خواتین محل کا یہ حال تھا کہ روتے روتے بینائی مین فرق آگیا تھا ابوالحسن جوہر نے پکار کے کہا ای ملکہ ہوش مین آؤ دیکھو مین ایک خوشخبری سناتا ہون جیسے ہی جوہر کی آواز سنی آنکھ کھولی جوہر نے وہ کاغذ دکھایا کچھ بحال ہوئی اور کہا ای برادر جوہر آب و دانہ ہر ذی حیات کا باعث بقاے جان ہی اگر وہ غذا نہ پائے تو کیونکر جیے گا اسکی

زندگی کیونکر ہوگی جوہر اس کلام سے خوب رویا اور کہا مین بھی اس فکر مین ہون یہ جو آپ نے ارشاد فرمایا بجا ہو آپکی
اس بات سے مجھے سخت تردد ہوا یہ باتین ہو رہی تھین کہ خبر آئی پادری صاحب آتے ہین ملکہ پادری سے پردہ
نکرتی تھی تعظیم کو اُٹھی اور پادری کا ہاتھ آنکھون سے لگایا کرسی جواہر نگار پہ بٹھایا پادری نے ملکہ سے کہا اے فرزند تمھارا
یہ حال دیکھکر مجھے اسوقت نہایت رنج ہوا اسقدر تم مضمحل ہو کہ جسکی کچھ حد نہین اے فرزند خاطر جمع رکھو مین نے
روزنامچۂ بزرگ وخرد دونون دیکھے بلکہ مین لیئے ابھی آیا ہون دیکھیے روزنامچہ کو جیب مین کیا لکھا ہو آپ کی تشویش
بہت کم ہو جائیگی اسمین لکھا ہی کہ جب صاحب قران اکبر کی یہ حالت ہو جاوے کہ چند روز غذا کچھ نہو تو انھین ایام
مین باغچۂ قصر اخضر مین ایک درخت سیب از خود پیدا ہوگا اور اسمین قدرت خدا سے سیب بھی پیدا ہونگے پس
اس درخت سے سیب توڑ کر قریب دماغ صاحب قران اکبر کے رکھا جائے کہ بوے سیب دماغ مین جائے اُسکی
بو سے اسقدر قوت دل و دماغ کو حاصل ہوگی کہ جسم شریف تحلیل نہوگا اور نہ قوت مین کسی طرح کا خلل آئیگا آپ
فلان گوشۂ باغ مین تلاش کرائین وہ درخت سیب ملے تو سیب منگوائیے ایک ہی سیب اُسمین ہوگا ملکہ نے کنیزون
سے فرمایا دیکھو پادری صاحب کیا فرماتے ہین کنیزون نے عرض کیا حضور ہم اُسطرف جہان کا پادری صاحب
نشان دیتے ہین ہزار بار سے کم نہ گئے ہونگے لیکن ہمنے وہان کوئی درخت سیب نہین دیکھا القصہ ملکہ خود مع
پادری صاحب و ابو الحسن جوہر اُسطرف روانہ ہوئی دور سے درخت سیب نظر آیا لیکن کوئی ثمر نہ دیکھا پادری
نے کہا اے ملکہ عالم دیکھا آپ نے یہ درخت سرسبز و شاداب وہی درخت سیب ہو ملکہ نے فرمایا بجا ارشاد ہوا لیکن
کوئی سیب معلوم نہین ہوتا پادری نے کہا ممکن نہین کہ سیب نہو قریب سے ملاحظہ فرمائیے جب قریب درخت سیب
پہونچے دیکھا واقعی ایک سیب سرخ نہایت خوشرنگ اسقدر بار بزرگ آویزان ہو اور اُس سیب کی بو سے دماغ معطر
ہوا جاتا ہو اُس ثمر مراد کو دیکھکے ملکہ کو بے اختیار ہنسی آگئی اور زہرہ ان کے چہرے بشاش ہو گئے سب نے کہا خداوندا
انجام بخیر ہونے کی تیری ہی ذات سے امید ہو اب امید قوی معلوم ہوتی ہو کہ تیرا فضل شامل حال ہوگا الغرض اُس سیب
کو توڑ کر ابو الحسن جوہر نیچے اُترے اور صاحب قران اکبر کے خیام مرفوعات مین پہونچے اور تخت پر رکھ دیا امیر محمد وغیرہ
زخمیون کو بھی وہین بلوایا اور جراح معالجہ مین مصروف ہوئے ان زخمیون کے زخم بھی جواب دیکھے کہین پیپ نہ تھی
مگر سوزش از حد تھی اور غذا وغیرہ بھی بخوبی کھائی جاتی تھی اور صاحب قران اکبر اُسی طرح بیہوش پڑے تھے مگر جیسے ہی
وہ سیب دماغ کے پاس رکھا بعد ایک ساعت کے اب جو نبض دیکھی قوت پائی سب دیکھکے نہایت خوش ہوئے
مسیح الملک حکیم شب و روز سرہانے صاحب قران اکبر کے کرسی پہ بیٹھے رہتے تھے ادھر ابو الحسن جوہر کے جو کچھ ہوش
درست ہوئے اور حواس آئے خیال آیا کہ حکیم قسطاس الحکمت سے بھی حال صاحب قران اکبر کو بیان کرنا چاہیے کہ بجز اس
حکیم عالم و رازدار غیب کے اور کوئی علاج نہین کر سکتا اپنے قصد کو سب احباب سے بیان کیا اور کہا اس باب مین آپ

صاحبون کی کیا رائے ہے سب باتفاق بولے سبحان اللہ آپ یہ خوب سوچے نہایت انسب ہے اب تک یہ خیال کسی کو نہ آیا ایسا بد حواس اور دست پاچہ اس صدمۂ جانکاہ نے کر دیا تھا اگر اب آپ سب کا موں پر اس امر کو مقدم جانئیے اور جلد روانہ ہوجیے جو ہر اُسی وقت با سلحہ جنگی آراستہ ہوا تا شام حیران و سرگردان پھرا لیکن منزل مقصود کا اصلا نشان نہ پایا از بسکہ پریشان واپس آیا سب سے یہ سانحہ بیان کیا سب حیران ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہے یعقوب حرانی نے کہا مین نہین جانتا یہ سب کارخانۂ سحر ہے آپ تصور فرمائیے کہ زخم سے اور اس طرح کی بیہوشی سے کیا علاقہ علے ہذا کسی ساحر ملعون نے سحر سے راہ مسدود کر دی اب اور طرفہ حال سُنیے کہ ادھر تو لشکر اسلام مین یہ ہنگامہ برپا تھا اور اُسی رات کو جمشید پلید نے طبل جنگ بجوا دیا اور اہل لشکر اسلام مین صدائے طبل پہونچی ناچار اس طرف سے بھی لشکرون سے صدائے کوس حربی بلند ہوئی

روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر
ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر

سپاہ عساکر میدان مین آئی اور بعد تسویہ صفوف اول جس بہادر نے قصد میدان کیا وہ ارجاس سردار خوارج حرامزادہ تھا اور اُس مردود نے جمشید کے ہاتھ سے جام شراب زہرمار کیا تھا اور خوب نشہ مین سرور نعرے مارتا ہوا آیا اور بہ آواز بلند کہا کہ دلاوران لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمھارے طالع نے بلندی سے پستی کی طرف تنزل کی ہے اب خداوند جمشید کو سجدہ کرو اور اپنے بادشاہ کی حیات سے نا امید ہو کہ وہ ضرب قدرت ہے اُسے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگی دو تین دن نبض ملیگی پھر نہ نبض کا پتہ ہوگا نہ صاحب نبض کا رشیدی حمید کو یہ کلام اُس مردود نافرجام کا نہایت ناگوار گذرا تاب ضبط باقی نہ رہی فقط ایک چوب دست اُسوقت ہاتھ مین تھی بے رخصت میدان مین پہونچا اور جاتے ہی کہا باش او ما در قحبہ جمشید پلید فنا ہوگا صاحب قران اکبر گردون مقام کا خالق مطلق حافظ ہے اور اُنکے جداعلے پشت و پناہ ہیں یہ کیا بکتا ہے یہ کہکر وہی چوب دستی اُسکے سر نحس پر ماری اُس کافر نے بناہ سپر کی ڈھال سے وہ چوب گیہری کے شانے پر آئی ضرب معقول اُسکے پہونچی لیکن وہ ولدالزنا ایک ہی نطفہ شیطان تھا اُس شیاری پاک دین کو شہید کیا رشیدی سالم کے اعزا سے تھا رشیدی سالم نہایت غمگین ہوا اور کہا افسوس بڑی حمید سے خطا ہوئی کہ مفت جان گنوائی دو سلاح مردی نہ نکالا غرض بعد حمید کے تمہید الدین دلاور میدان رزم مین گیا اور مجروح ہوا لیکن دو شخص اور گئے وہ بھی زخمی پھرے اس عرصہ مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرام مین گئے دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی لشکر بکران شاہ خارجی سے بکر بن عمر خارجی کہ عداوت اہلبیت رسالت علیہم السلام مین اشعث کندی پر بھی سبقت لیگیا تھا میدان مین آیا سید حسین بن عبد اللہ دلاور کہ اجل سادات عظام اور اشجع دلاوران والامقام سے تھا مرتبۂ شہادت پر فائز ہوا امیر مجاہد الدین فیروز یمنی کو تاب نہ رہی امیر کبیر سے اجازت حرب لے کے میدان مین گیا اور اُس گبر سے کہا او بدبخت ملعون عداوت سابقہ سے اس سید جلیل القدر کو راہ بہشت دکھائی اب تو بھی آمادہ سفر ہو حرام زادہ نے تلوار کا امیر کبیر پر

وار کیا اُس بہادر نے اُس نابکار کی تلوار جھیلنی اور اپنی تلوار کو بھی زحمت نہ دی اسی کی تیغ بیدریغ سے اُس کا فرا کفر کو
دو پر کالہ کیا شمر بن بکر نے غم بدر مین گریبان پھاڑ ڈالا اور میدان مین آکے امیر پر نیزہ کا وار کیا امیر نے نیزہ چھین لیا اور اُسی
نیزہ پر صدر زمین سے اُٹھا کے علم کیا اور زمین پر پٹکا اور مرکب اُس کا فر کی لاش پر دوڑا دیا بعد اُسکے گند ابن اخرج آیا
امیر پر اُسنے گرز مارا امیر جلیل القدر نے پھر اُسی کا فر کا گرز چھینکر ایسا سر گبر پر مارا کہ خون کا دریا بہا دیا الغرض شام تک
تیرہ خارجی جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید ہنسا اور کہا ای بکران شاہ تیرے دلاور مسلمانون کے حریف
نہین ہوسکتے وہ بلاے روزگار ہین۔ بکران شاہ خوب رویا بولا تمھارے لشکر مین بھی میرے گمان مین کوئی امیر جلال الدین
کا مرد مقابل نہین ہی بس ارجاس مردار خوار کو بُرا معلوم ہوا بولا ای بکران شاہ سبکو جیسا تو ہی تصور کرتا ہی یہ نہ چاہیے
کل دیکھنا کہ امیر کے سر پر وہ بلا نازل کرونگا کہ مدت العمر یاد کریگا بکران شاہ خارجی بولا دیدہ می باید القصہ پھر طبل جنگ
بجا دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی۔

جنگ ارجاس مردار خوار پہلوان لشکر جمشید کی امیر جلال الدین سے اور ارجاس کا قتل ہونا



ارجاس مردار خوار بڑے طمطراق سے میدان مین نعرے مارتا ہوا آیا اور رجز طولانی پڑھے اپنی اور جمشید کی حد سے
زیادہ تعریف کی بعد اُسکے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ ای جلال الدین مین تمھین یاد کرتا ہون امیر نے باگ
گھوڑے کی لی اور چمکاتا ہوا میدان مین آیا امیر مجاہد الدین نے پھر دعا کے لیئے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور کہا
خداوندا امیر جلال الدین کی شرم تیرے ہاتھ ہی کہ وہ ایک غول صحرائی مست سے لڑنے جاتا ہی امیر کو یقین تھا کہ ارجاس مردار خوار

جمشید سے زور و قوت مین کہین زیادہ ہے القصہ امیر رجز خوان ہوکے اُس ولدالزنا کے مقابل ہوا ارجاس مردار خوار نے
کہا اے امیر جلال الدین تم پیر تو ہو گئے لیکن ابتک ہوس جنگ ہے جواب دیا او نادان مرد جسقدر پیر ہوتا ہے شوق جنگ
کافرون سے بڑھتا جاتا ہے ارجاس مردار خوار نے کہا اگر شوق جنگ زیادہ ہوگیا ہے تو لو یہ کہکے گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر وہ ضرب روکی اور باہم گرز بازی ہونے لگی بعد گرز بازی کے تلوار چلی جب تلوار سے بھی قصہ فیصل نہوا گریبانون
مین ہاتھ پڑ گئے اور کشتی مین مشغول ہوے دوسرے دن وقت ظہر ارجاس ملعون کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے
صدر زین سے اُٹھا لیا تین بار چکر گرد سر کے دیا اور زمین پر دے مارا اور مرکب سے امیر والا قدر کود کے سینہ کافر
پر بیٹھا اور دعوت اسلام کی وہ کافر زبان پر لفظ اسلام نہ لایا قبول کرنا تو شئے دیگر ہے بس امیر نے ایک ہاتھ زیر زنخدان
رکھا اور دوسرا ہاتھ سر کے پیچھے دیا اور تین پیچ دیے اور ایک نعرہ اللہ اکبر مار کے اُس سر نجس کو اُسکے تن سے کھینچ کے
پھینکدیا جمشید نے ایک آہ دردناک کی اور بے اختیار دوہتھڑ اپنے سر پر مارا اور خوب دونون ہاتھون سے داڑھی
نوچی اور طمانچے لگائے اور اسی صدمہ سے تخت سے کودا اور گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا کہ باغی او خدا پرست جفاشعار
تو نے غضب کیا کہ جمشید کی جان تن سے نکال لی یہ کہا اور ایک وار تلوار کا امیر پر تو قہر کیا امیر کو پناہ کی فرصت نہ ملی
چار انگشت وہ شمشیر سحر سر امیر مین در آئی دستانے پارے تلوار نکل گئی خون کی چادر چہرے پر گرنے لگی نامرد چاہتا تھا
کہ دوسری ضرب لگائے کہ عیاران لشکر اسلام امیر کو لے گئے امیر مجاہد الدین نے نہایت تعریف کی اور کہا اے برادر عزیز القدر
اگرچہ تمھارے زخمی ہونے سے مغموم ہون لیکن تمھارے کام سے مین نہایت مسرور ہون بڑے کافر کو مارا کسی طرح
انجد پہلوان سے اسکا زور و حملہ کم نہ تھا سبحان اللہ شیران دلاور ایسے ہی ہوتے ہین امیر جلال الدین آداب بجالایا ہم
امیر کبیر نے طبق جواہر سر امیر پر نثار کیے مگر جمشید ملعون نے امیر کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور خود پھر اپنے سالے
کے ماتم مین بیٹھا اُسکی بہن یعنی جمشید کی زوجہ نے جو اپنے بھائی کا حال سُنا چوٹی کاٹ ڈالی اسطرف ابو المحسن جوہر
تین دن سرگردان رہا لیکن کہین راہ کا نشان نہ ملا اور اصلا مقام حکیم صاحب کا سراغ نہ پایا تمام زمین طلسم اُسکی نظرون
سے ایسی پوشیدہ سحر سے کردی تھی جسطرح بہشت شداد نظر خلائق سے مخفی ہے جوہر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور پھر بادری ایدروس کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا بادری نے پھر دونون روزنامچون کو ملاحظہ کیا لیکن
اس بات مین کوئی عبارت نہ پائی سبکو حیرت ہوئی اور دست بہ پیچ ہوے غرض پھر مایوسی کے عالم مین بدرعالم منجم
کے پاس آئے اور کہا آپ اس بارے مین زائچہ کھینچیے یہ کیا اسرار ہے مین روز جاتا ہون اور چارون طرف پھرتا ہون لیکن
عجیب کا مقام ہے کہ راستہ نہین پاتا کئی روز سے حیران و سرگردان پھرتا ہون ناچار ہوکے پھر آتا ہون بدرعالم منجم
نے زائچہ کیا اور اس امر کو دریافت کیا کہ صاحب قران اکبر کے روز مین صحت پائینگے اسکے بعد مسئلہ طریق دیکھا اور
زائچہ کھینچا اتنا معلوم ہوا کہ حد بندی کی ہے اور کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ دیوار کس طرح ہے اور کسنے بنائی ہے وہ امر اسباب پریشانی

ہوے اور صاحب قران اکبر اسی طرح بیہوش محض تھے جسم مبارک مین کہین مطلق حس و حرکت نہ تھی مگر بوے سیب سے اتنا فائدہ ہوا کہ نبض مین قوت آئی اور آمد و رفت نفس برقرار رہی اور زخمون کو تیغ سحر جمشید کے مطلق آرام دیتھا جراح علاج مین بڑی کوشش کر رہے ہین چونکہ مقام سحر تھا اسمین کیا علاج کارگر ہوتا یہ بیچارے کیا کرتے اب وقت پر موقوف رہا اُدھر جمشید پلید دو روز ارجاس کے ماتم مین مشغول رہا اُدھر اس عرصہ مین خبر آمد تلواس فیل زور مردار خوار برادر حقیقی ارجاس مردار خوار جمشید کو پہونچی گیدی اس خبر سے نہایت خوش ہوا کہ وہ ملعون بھی آن پہونچا اور اُسنے ملازمت جمشید حاصل کی جمشید نے اُس کافر کو ڈیڑھ برس کے بعد دیکھا تھا وہ طرفہ پہلوان جسیم و تنومند نظر آیا حیران ہوا اور کہا اے تلواس کیا تو نے کہا کہ اس مدت قلیل مین تیری ہیئت ہی بدل گئی تو تو پہچانا نہین جاتا ہے تلواس بولا اے امیر جس گنبد مین تمنے وہ معجون قوت کھائی تھی مین وہین ہمیشہ جاکر ورزش کرتا تھا ناگاہ ایک روز ایک شخص آیا کہ وہ نہایت کریہ منظر و بدصورت زرد ریش و کبود چشم مہیب شکل تھا اُسکو دیکھ کے ہیبت طاری ہوئی اور مین ورزش چھوڑ کے اُسکو دیکھنے لگا اُسنے پہلے گنبد کا طواف کیا بعد اسکے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے مین نے کہا صاحب قران خود پرست کا مین خویش ہون اور تمھارا حال سارا اُسکے سامنے بیان کیا اُس ذکر مین زہر مار کرنا تمھارا معجون کا بھی ذکر کیا اُسنے یہ کہا کہ اے مرد عجیب الخلقت جب صاحب قران خود پرست ان کو یہان سے یہ نعمت معجون وغیرہ نصیب ہوئی تو اس مکان عالی شان مین ورزش کرنا بھی خالی برکت سے نہوگا اسی لیے گھر سے مین یہان آیا ہون اور ورزش کرتا ہون یہ سُنکے وہ شخص ہنسا اور کہا ہان یہ گنبد فلان جادوگر کا بنایا ہوا ہے فی الواقع معجون ایسی ہی اُسنے تیار کی تھی اب تجھے معلوم ہوا کہ وہ معجون تیری خواہر کے شوہر کی قسمت کی تھی خوب ہوا کہ حق حقدار کو پہونچا اب آگاہ ہو کہ میرا نام اکفر جادو ہے طلسمات کا باشندہ ہون اور مین حسب الطلب اپنی آشنا اور شاگرد مطبقہ جادو کے جاتا ہون کہ وہ جزیرۃ الجبل مین رہتی ہے تیری وضع مجھے اچھی اسوقت معلوم ہوئی ہر وقت مراجعت بھی تیرے پاس آونگا اور تجھکو بھی دولت سحر دونگا ایسی مدت قلیل مین تعلیم سحر تجھکو کرونگا کہ عالم مین تیرا کوئی حریف نہو سکیگا اور سواے باطل السحر کے کوئی تجھپر غالب نہوگا مین نے کہا سحر سیکھنے سے مجھے کچھ شوق نہین ہے کہ دلیران جوان کو جادو سے ننگ ہے بلکہ ہمارے صاحب قران نے بھی اسی وجہ سے سحر نہین سیکھا ہان اگر آپکی ایسی مہر ہے تو اس معجون کی طرح جو کہ ہمارے صاحب قران نے نوش فرمائی ہے میرے لیے کوئی چیز ایسی بنا کہ مین بھی کہا کر صاحب قوت ہوجاؤن یہ سُنکے وہ مرد پلید متقابل ہوا اور کہا بہت خوب مین ایسی چیز تیار کر دونگا تو بھی یاد کریگا لیکن تین روز تو اسی گنبد مین رہ اور وہ چار ملازم جو تیرے معتمد خاص اور محرم راز ہون اُنھین بھی رکھ لے اور باقی کو رخصت کردے جب جمشید نے اس داستان کو سُنا اُٹھا خلوت مین اُسے بھی لیتا گیا کہا یہ راز کی باتین ہین سب کے سامنے بیان کرنا اچھا نہین ہے اسواسطے تجھے مین خلوت مین لے آیا اب توشوق سے سب حال مفصل بیان کر بعد اسکے کیا ہوا اور یہ بھی تاکید کی کہ

اب مجھے شہریار نہ کہ خداوند کہا کہ اگلی بار تونے بوجہ ناواقفیت کے کہا تھا لہذا ہمنے تیری خطا معاف کی تلواس اس کلمہ کو
جمشید پلید کے مُنہ سے سنکے حیران ہوا کہا گیدی یہ کیا گو دکھاتا ہی بولا اکفر جادو نے جو کہا وہ مین نے قبول کیا گھر مین کہلا بھیجا کہ
مین گنبد مین رہونگا خلاصہ یہ کہ رات کو اکفر جادو نے اپنے ڈبّے سے کچھ دوائین نکالین اور کچھ جنگل سے پتی لایا اور رات بھر
اُسپر سحر خوانی کی پھر صبح کو اُن دواؤن کو دودھ مین جوش کیا اور افسون پڑھتا گیا اور پھونکتا گیا یکایک ایک کالا سانپ
نہایت زہرآلود پیدا ہوا اکفر جادو نے اُس سانپ کو پکڑا اور سر کو کاٹ ڈالا اور اسکو بھی دودھ مین ڈال دیا اور خوب
پکا کر معجون مار تیار کی مجھ سے کہا کہ چالیس روز کھا اور یہ کہا کہ مین مجبور ہون کیا کرون مجھے فرصت نہین ورنہ مین سر
اور دم سانپ کی بھی داخل معجون کرتا تاکہ قوت معجون چوگنی ہو جاتی مگر خیر اب بھی بہت ہی مین نے پوچھا کہ سر و دم کو داخل
کیون نہین کیا اُسنے کہا سر و دم مین زہر ہوتا ہی اور سمیات پر ایک مدت تک محنت کیجاتی ہی جب صورت اصلاح دکھائی
دیتی ہی لیکن تیرے لیے یہ ہی کافی ہی تیری قوت اصلی آٹھ حصہ زیادہ بڑھ جائیگی اب مین پھر بھی تیرے پاس آؤنگا کہ
مین تجھے اپنا فرزند جانتا ہون یہ کہا اور جو عمل ضار منکوس کرتا ہی وہی اُس اکفر جادو نے کیا یعنے فعل بد جو اشرار و کفار
مین معیوب نہین ہی القصہ تلواس مردار خوار نے کہا تین روز معجون کھایا کیا یہانتک کہ چلّہ تمام ہوا واقعی مجھ مین زور و
قوت نے بہت ترقی کی کہ درخت کلان کو جڑ سے اُکھاڑ لیتا ہون اور فیل مست زبردست کو ایک گھونسے سے مارتا ہون
اور نیزہ بازی و تیغ بازی و گرزبازی مین بھی کمال بہم پہونچایا ہی لیکن اکثر اُسی گنبد مین رہتا ہون غرض بعد چھ ماہ کے وہ
جادوگر رات کو آیا مین گنبد مین موجود تھا اُسے دیکھتے ہی خوش ہوا اور ہاتھون پر بوسہ دیا حال پوچھا اُسنے کہا مطبقہ اپنی
شاگرد کے پاس جزیرۃ الجبل مین تھا وہ ایک خداپرست مطبقہ کی قید مین اسیر تھے اُسکے چھڑانے کو ایک خداپرست تائید
غیبی سے آیا اور وہ بزرگ لعلم باطل السحر ہمپر غالب آیا اور مطبقہ کو قتل کیا مین وہان سے بھاگ کر آیا ہون کہ تجھکو
صاحبقران بناؤن اور زیر جبل اعلےٰ تو چل اور مین بھی تیرے ساتھ نقابدار بنکے چلون اور لشکر خداپرست کو غارت کرکے
دل شاد ہون بعد اسکے وہ شب اکفر جادو اُسی گنبد مین رہا قضارا جس سانپ کو اُسنے مارا تھا اُسکی مادہ اُسکے انتظار مین
تھی رات کو بعد فراغ امورات ضروری جادوگر سویا مین بھی لیٹا تھا مگر ہنوز جاگتا تھا ناگاہ وہی ناگن آئی اور جادوگر کے
کاٹا فوراً وہ کافر جہنم واصل ہوا دوسرے دن مین نے اُس پلید کو گنبد مین دفن کیا اور نہایت افسوس کرتا رہا آخر مین نے
لشکر آراستہ کیا پانچہزار سواران جرار کی جمعیت سے تمہاری خدمت مین حاضر ہوا یہان آکر سُنا کہ ارجاس مردارخوار مارا گیا
جمشید بولا یہ میری قدرت تھی کہ بجائے ارجاس مردارخوار تو آگیا پھر تلواس سے خود جمشید نے پنجہ کیا واقعی تلواس
کو زور تاور پایا نہایت خوش ہوا انجد کا منصب تلواس کو بخشا اور اُسی کے ہتھیار بھی دیدیے اس حرامزادہ نے کمان
انجد کو کھینچ کے دیکھا اور عمود کو بھی گرد سر چکر دیا جمشید نے ارجاس کا ماتم تمام کیا اور جشن کا حکم دیا تمام کفار کو تلواس کے
آنے کی عید ہوگئی ادھر جمشید گیدی بولا دیکھا میری قدرت کو پھر سب نے جمشید کو سجدہ کیا جاسوسان خبررسان کے

یہ خبر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی شائع کی کہ ایسا حرامزادہ خوک صحرائی آیا ہی اور منصب انجد پہلوان اُس حرامزادہ نے جمشید سے پایا ہی اور تلواس مردار خوار ارجاس مردار خوار کا برادر بزرگ ہی اور زور و قوت مین مثل فیل مست کے ہی امرائے لشکر اسلام نے کہا خداے ما بزرگ ہست تلواس مردار خوار نابکار نے جمشید پلید سے پوچھا میرے بھائی ارجاس مردار خوار کو کسنے مارا اُس مردود نے کہا امیر جلال الدین نے تلواس مردار خوار نے کہا امیر جلال الدین اب کہان مین سب نے کہا وہ بھی شمشیر قدرت سے زخمی ہوگئے یقین ہی کہ اب جلد تمام ہوجاوین کہ امید قطع حیات ہوگئی تلواس بولا مین چاہتا ہون کہ اپنے بھائی کے قاتل سے انتقام لون اُسے تمنے زخمی کردیا اب مین کیا کرون جمشید پلید بولا وہ اگر نہین ہی تو خیر اور تو ہین اُنسے سمجھ لے تلواس بولا اور بھی شجاعت و بہادری مین مثل امیر کے ہین جمشید نے کہا مثل اُسکے تو کوئی نہین ہی مگر ایک شخص جسکا نام امیر مجاہد الدین ہی وہ البتہ جرار و شجاع ہی اور کوئی نہین ہی اور وہ امرائے قدیم معز الدین سے ہی اُسکے مرتبہ کو کوئی نہین پہونچتا تلواس مردار خوار نے کہا مجھے اسی سے کام ہی جسطرح سے کہ امیر جلال الدین نے میرے بھائی کو مارا ہی اسی طرح مین بھی امیر مجاہد الدین کو قتل کرونگا جمشید پلید یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور اس حرامزادے کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا تو میری قدرت ہی شاباش ایسا ہی بہادرون کو چاہیے جو کہ مر ہین وہ عوض خون عزیز لیتے ہین الغرض تلیل جنگ بجنے کا حکم دیا صداے طبل لشکر اسلام مین پہونچی اُدھر سے بھی صداے بوق بلند ہوئی تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو طرفین سے صف کشتی ہوئی تلواس حرامزادہ گھوڑے کو چمکاتا ہوا میدان حرب مین پہونچا اور طالب مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے سالک مصری دلاور دوران جرخوان جنگاہ مین آیا اور دو ہاتھ

میدان داری تلواس برادر ارجاس کی لشکریان اہل اسلام سے اور زخمی ہونا پہلوانان اہل اسلام کا



خوب لڑا آخر قریب شام کو وہ دلیر زخمی پھرا جمشید ملعون نے زر نثار کیا دوسرے روز یعقوب حرانی صورت بدل کے
میدان مین آیا اور کھڑا ہوا تلواس مردار خوار طالب حریف ہوا عامر مصری برادر سالک مصری گیا اور نیزہ و شمشیر کے
بعد کشتی ہونے لگی ہنگام غروب آفتاب تلواس مردار خوار نے عامر مصری کو صدر زین سے اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر دیمارے
یعقوب حرانی نے ایک پتھر فلاخن مین رکھ کے ایسا بدست پرتاگ کے مارا کہ عامر مصری اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا
تلواس مردار خوار غصہ مین ایک ہاتھ تلوار کا چاہتا تھا کہ لگائے یکا یک طبل بازگشت بج گیا اور لشکر طرفین پھرے
عامر مصری کو زخم خفیف پہونچا جمشید پلید بولا اب تجھے اجازت دیجاتی ہی دوسرے روز صفین آراستہ ہوئین
تلواس مردار خوار حرام زادہ نے بآواز بلند کہا اسے امیر مجاہد الدین مین رجاس مردار خوار کا بھائی ہون اور
بقصد انتقام خون برادر آیا ہون مگر اُسکا قاتل شمشیر قدرت سے مجروح ہی وہ تو زندہ نہ رہیگا تم سپہ سالار دست
راست لشکر ہوا ور بظاہر ہم حشم امیر جلال الدین بھی ہو جو تمکو حوصلۂ جنگ ہو میدان مین آؤ اور مجھے جواب دو

جنگ کرنا امیر مجاہد الدین دلاور کا تلواس برادر رجاس مردار خوار سے اور تلواس کا قتل ہونا امیر باتوقیر کے ہاتھ سے



امیر مجاہد الدین نے یہ کلام اس بدانجام کے سُنکے ناچار قصد جنگ کیا ہر چند سب مانع ہوے مگر امیر باتوقیر نے نہ مانا کہ

اُس گبر کا سامنا کیا اور نیزہ گیدی کے ہاتھ سے نکال دیا ضربین شمشیر کی بھی خوب روکین آخر روز کشتی شروع ہوئی دو روز برابر گاؤ زوریان رہین لیکن دونون مین کوئی غالب و مغلوب نہوا تیسرے دن بفضل ایزد غفار اور بتائید پروردگار اُس پلید کو صدر زین سے اُٹھا کر دست حق پرست پر علم کر لیا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ تمام اعضاے بدن اُس کافر کے ریزہ ریزہ ہو گئے اور سینے پر اُس کافر کے امیر با توقیر نے قرار فرمایا اور تکلیف قبول اسلام اُس بد انجام کو دی وہ سیہ درون کب قبول اسلام کی قابلیت رکھتا تھا محض انکار کیا امیر نے اسکا سر دھڑ سے کھینچ کے پھینک دیا دور جا کر گرا جمشید پلید کی آنکھون مین جہان تاریک ہو گیا اور گریبان اپنا تا بہ دامن چاک کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے امیر کے مقابل ہوا آخر الامر امیر نے اسے بھی زخمی کیا سب امیر کی تعریفین کرتے تھے امیر جلال الدین نے کہا تمھارے دست و بازو کی طاقت کے کیا اوصاف بیان ہون واقعی مجھ سے بھی زیادہ آپ نے کار نمایان کیا سب زخمی گرد صاحب قران اکبر کے حلقہ کیے تھے اور وہ شہریار اسی طرح بیہوش تھا اور وہ سیب قریب دماغ رکھا تھا چھٹا روز تھا کہ سیب کی بو دماغ مین پہونچ رہی تھی اب پریشانی لشکر اسلام کی اسقدر ترقی پذیر تھی کہ جسکا بیان غیر ممکن ہے القصہ جمشید نے ایک دن اُس کافر کا ماتم کیا آخر بولا اب عوض مین اُس ستم کے میدان اری کرونگا اور طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا دوسرے روز بعد آراستگی صفوف لشکر میدان مین آیا اور حریف طلب کیا ادھر سے الطال زنگی حرب کو میدان مین گیا اور ظہر تک خوب ہی لڑا آخر گرفتار ہو گیا - راوی کہتا ہو کہ الطال ایسا بھی نہ تھا کہ اُسکو جمشید ایسا جلد گرفتار کر لیتا لیکن وہ حرامزادہ بفریب لڑتا ہوا اُس زمین مسحور پر لیگیا بس پھر کیا تھا دام سحر مین مجبور کر کے گرفتار کر لیا ان دنون مین یہ ولد الزنا دماغ جنگ نہین رکھتا تھا اس تکبر و نخوت سے عیش مین مصروف تھا اسی وجہ سے زمین مسحور مین الطال کو لیگیا تھا نہین تو کم سے کم تین چار دن مین غالب ہوتا اب اسقدر جلد گرفتار کیا سنجاشی کی خاطر سے نہ مارا دربار کیا اور الطال کو بلایا اور اپنی خداوندی کے دلائل پیش کیے الطال نے اُس مجمع مین لعنت کی گیدی نے غصہ سے داغ نہ دکھایا اور دل مین کہا قتل کرونگا سنجاشی نے کہا مجھے اس محبوس کو حوالے کر دے کہ مین اسکو نصیحت کرون جمشید نے کہا اچھا لیجا سنجاشی الطال زنگی کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین آیا اور ہر چند نصیحت کی مگر الطال نے ایک نہ سُنا اور لعن کرتا رہا بلکہ اور گالیان بھی اضافہ کین آخر سنجاشی ناچار مقید ہوا یعقوب حرامی شب کو پہونچا اور پاسبانون کے سر کاٹ کے الطال کو لیگیا صبح جمشید کو خبر ہوئی سنجاشی پر حد سے زیادہ جمشید خفا ہوا کلمات سخت کہے سنجاشی نے کہا خداوند غصہ نہون مین اُسے سر میدان قتل کرتا ہون یا باندھ لاتا ہون جب وہ دن گذرا سنجاشی نے الطال کو طلب کیا الطال کسی بات سے غصہ ہوا آپس مین خوب جنگ ہوئی سنجاشی زخم کھا گیا جمشید پلید نے الطال کو زخمی کیا سمعاج اژدر در آیا وہ بھی زخمی ہوا اب لشکر اسلام مین ایک سردار باقی نہ رہا جو مقابل حریف ہوتا

سب بہادر مجروح ہوگئے ہان ابوالحسن جوہر اور یعقوب حرانی وغیرہ باقی رہے تھے کہ سرداری و عیاری دونون عہدے اُنکے متعلق تھے جو ایک جماعت زیرکان باقی تھی اُنھون نے جوہر سے کہا اور نمک صاحبقران اکبر کی قسم دی اور سرکو بھی پاؤن پر رکھا کہ آپ میدان مین نہ تشریف لیجائین آپ بجاے صاحبقران اکبر ہین آپ کو چاہیے کہ قلب لشکر مین تشریف رکھین اگر اس کافر نے پھر معرکہ آرائی کی اور خدا نخواستہ دشمن آپ کے زخمی ہوگئے اور قلب مین لشکر کے کوئی نہ رہا تو یہ جماعت متفرق ہوجائیگی پھر بڑی مشکل ہوگی اور چارۂ کار دشوار ہوجائیگا ابوالحسن جوہر کو یہ راے ان لوگون کی نہایت خوب معلوم ہوئی اور قبول و منظور کی دروازہ بارگاہ فلک اشتباہ صاحبقران کے واسطے حکم دیا کہ ہر وقت بند رہے اور بغیر ہمارے حکم کے ہرگز نہ کھولا جائے فقط دروازہ کوچک بارگاہ معلے کا کھلا رہے جب ابوالحسن جوہر عہدۂ حکومت پر جلوہ گر ہوتے ہین یہ سردار اور مہتران دیوانی مثل شیخ احمد عرب اور بعض علما اور سلاطین آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ و بکران شاہ بن جمشید کے آتے ہین اور بیٹھتے ہین جوہر فرمان احکام جاری کرتا ہی جب ان امور ملکی و مالی سے فرصت پاتا ہی صاحبقران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے اور عامر بھی اکثر اوقات واسطے اعادت صاحبقران اکبر کے آتے ہین اور یا دری ایدروس اور بدر عالم منجم اور حکیم مسیح الملک اور دیاقوس طبیب عیسائی کوئی وقت بالین صاحبقران اکبر سے جدا نہین ہوتے تھے ہر وقت موجود رہتے ہین اور اُسی خیمہ مین ایک طرف سب مجروحین لشکر بھی تھے اور لشکر قریب کوہ تھا لیکن جمشید نہایت درجہ خوش ہوتا تھا اور ہر ایک سے بمنت سجدہ کراتا تھا اور لاف زنی کرتا تھا ابو حاکم وغیرہ تعریفین ایسی کرتے تھے کہ اسکی خوشامد جمشید کے دماغ کو خراب کیے دیتی تھی آرام طلبی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اب اس کیفیت کو پہونچگیا کہ جنگ و جدل مین جانا بالکل چھوڑ دیا اور عیش و عشرت مین ہر وقت پڑا رہتا ہی اسوجہ سے بارگاہ مین اپنے پہلوانون سے کہتا ہی کہ یارو لشکر معز الدین مین جسقدر پہلوان تھے وہ سب شمشیر قدرت سے زخمی ہوچکے اب چند گمنام باقی ہین وہ کچھ مال نہین تمکو چاہیے کہ تم انھین زیر و زبر کرکے دو چار حملون مین کام اُنکا تمام کردو جب جمشید نے یہ کہا سب پہلوان سنکے لاف زن ہوے اور طبل جنگ بجوایا لشکر القیموس زنگی سے جو مطیعان جمشید سے تھے انھین میقاس زنگی ایک جوان نکلا اور بعد صف آرائی لشکر طرفین میدان جنگ مین پہونچا اور مقابل طلب ہوا ادھر سے ساموس دلاور لشکر آذر شاہ سے اجازت حرب لے کے آیا اور مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار میقاس کو جہنم واصل کیا بعد اسکے ہلاق دیلمی میدان مین گیا ساموس دلاور کو زخمی کیا اور بکران شاہ نے ہلاق کو قتل کیا حراق فرنگی ادھر سے آیا اُسنے بکران شاہ کو زخمی کیا پھر جہلوس نوبی ایک جوان نے حراق کو زخمی کیا وہ دن اسی جنگ و پیکار مین گذرا بلکہ ہر روز یہی معرکہ رہا کہ ایک لشکر نکبت اثر کفار سے آتا تھا اور مقابل طلب کرتا تھا ادھر لشکر اسلام سے کوئی جوان میدان مین جاتا تھا اور دونون مین لڑائی ہوتی تھی جو کوئی قتل یا زخمی ہوتا تھا اُسکے بعد دوسرا جاتا تھا اسی طرح

انتظام رہا۔ کیا جنگ و جدل ہوئی

اب اس قصہ کو یہین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمے ضابط بن اشبوط دیلم اور علقمہ بن القیموس زنگی کے حال مین گذارش کیے جاتے ہین۔

معرکہ آرایان میدان لطف سخن و یکہ تازان عرصۂ ہنر و فن اس داستان حیرت بنیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ ضابط بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگادہ زنگاری پوش بنت نجاشی کی تلاش مین بسواری کشتی متوجہ البطالیہ ہوے اثناے راہ مین شدت طوفان سے کشتی شکستہ ہوئی اور ہر ایک ہمراہی لطمۂ بحر فنا سے روان و دوان ہوا مگر یہ دونون ایک ایک تختۂ شکستہ پر رہگئے مستغرق ہوے وہ داخل نار جحیم ہوے اور جو باقی بچے وہ ایک جزیرہ مین پہونچے دیلمی و زنگی اُترے آپس مین مشورہ ہوا آخر یہ راے قرار پائی کہ چندے یہین قیام کرین اپنے اپنے مالکون کی راہ دیکھین شاید اُنکے تختے بھی بہتے ہوے اس طرف آنکلین اگر چھ ماہ کی مدت تک ہم اپنی مراد کو پہونچے یعنے ہمارے مالک بھی پہونچ گئے تو خیر ورنہ بعد مدت چھ ماہ کے ہم لوگ متفرق ہوکے جطرف آپ و دانہ لیجائیگا روانہ ہو جائینگے ادہر اُدہر کارخانہ قضا و قدر کو ملاحظہ فرمائیے کہ ضابط بن اشبوط دیلمی ملک زنگبار مین پہونچا جو کہ وطن علقمہ کا تھا تن تنہا چلا جاتا تھا دل مین کہتا تھا کہ کیا فکر کرون کسطرح اپنے منزل مقصود کو پہونچون ناگاہ شہر القیموس نمودار ہوا جب شہر مین داخل ہوا اُس شہر کو القیمیت کہتے تھے وہان ایک باغ قریب شہر نہایت خوش قطع دیکھا اندر باغ کے گیا بھوکا از حد تھا ارادہ کیا کہ میوہ اس باغ کا کھائے چنانچہ کچھ میوہ توڑا اور کھایا نہر سے پانی پیا کچھ سیری ہوئی غفلت و کاہلی معلوم ہوئی ایک گوشۂ باغ مین سنگ مرمر کی پٹڑی پر لیٹا سو گیا القیموس کی ایک دختر بلند اختر علقمہ کی خواہر نہایت حسین و پری پیکر تھی اتفاق زمانہ ناہنجار و گردش فلک کجرفتار سے وہ ماہ پارہ عالم چہاردہ سالگی مین بیوہ ہوگئی تھی بہلاس زنگی اُسکے شوہر کا نام تھا اور بہلاس زنگی کو ایک شیر صحرائی نے پھاڑ ڈالا تھا اور اُس نازنین بہلاس زنگی کی زوجہ کو زنگہ بانو کہتے ہین دو برس ہوے ہین اسے رانڈ ہوے جب اس پری پیکر پر خواہش نفس غالب ہوتی ہی تو یہ دیوانہ وار گھبرا کر باغ مین آتی ہی اور باغبانون وغیرہ سے جسے خوش قطع اور فربہ دیکھتی ہے اُس سے اپنی خواہش کو پورا کرواتی ہی جب خوب سیر ہوتی ہی چلی جاتی ہی اُسی خواہش نفس سے مست و مجنون ہوکے آج بھی حسب معمول وہ حور تمثال باغ مین آئی اور سیر کرتی ہوئی بالین ضابط پہونچی دیکھا کہ ایک جوان ذیشان بے خبر سو رہا ہی بس دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی اور ولولۂ شوق و اشتیاق وصال مین عنان صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹ گئی اسی بے اختیاری مین کہ ضابط تصور زنگادہ مین سو گیا تھا آواز پا کان مین پہونچی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک نازنین حبشیہ گو سیہ فام ہی لیکن مثل روغن تلخ کے زمین

چمک ہو اور چہرے مین نہایت ملاحت اور شوخی پائی جاتی ہو اپنے نوع مین وہ نازنین کسی طرح پری نہین ہو القصہ ضابط
کا بھی عالم شباب تھا ولولۂ ذوق و شوق اور نشۂ جوانی سے سرشار ہو رہا تھا عورت کو تنہائی مین دیکھکے بیچین ہو گیا
خواہش نفس غالب ہوئی دلمین کہا اب تو یہ حسینان جہان سے کہین بڑھکر بہتر و افضل ہو شعر

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ		شنیدہ کے بود مانند دیدہ

قصہ کوتاہ ضابط اُٹھ بیٹھا اور اُس نازنین کو بھی پاس بٹھا لیا اول کچھ راز و نیاز کی باتین ہوئین باہم اختلاط ہوا اور
نوبت بوس و کنار کی آ گئی دونون آپس مین نہایت خورم و شاد تھے زنگہ بانو نے ضابط سے حال پوچھا اسنے اپنی سرگذشت
بیان کی اور حسب و نسب بھی اپنا ظاہر کر دیا زنگہ بانو نے کہا خاطر جمع رکھ مین تجھ سے نکاح کرونگی ضابط نے کہا مجھے قبول
و بدل منظور ہے کہ یہ خداوند دیلم کا میرے لیے عطیہ ہو زنگہ بانو نے کہا دیلم نہین بلکہ خداوند سواع کی طرف سے جان اس امر
مین تھوڑی دیر بحث رہی یعنے دیلم کو وہ خداوند کہتا تھا اور یہ سواع کو آخر جب معلوم ہوا کہ دونون پتھر کے بت ہین برائے نام
فرق ہو زنگہ بانو کہ عاقلہ ہو بولی تمھاری زبان مین اس ملک کے لوگ دیلم کہتے ہین اُسی کو ہم اپنی زبان مین سواع کہتے ہین
پھر زنگہ نے باغبان سے ضابط کی سفارش کی اور ضابط سے کہا فلان روز آئیو کہ وہ ہین جو کہ اس باغ سے تین فرسنگ کے
فاصلہ پر ہو تو جانا اور زیر درخت چنار ایک چشمہ ہو اُس چشمہ پر بیٹھنا مین تجھے بلا لونگی ضابط نے کہا بہت خوب بعد اسکے
زنگہ بانو شہر مین آئی ایک رات بتخانے کی زیارت کو گئی وہین سو رہی صبح کو وہان سے اپنی مان اور صفقال غلام کو جو کہ نائب
القیموس تھا بلایا اور کہا خداوند سواع نے مجھے بدکاری و ہرزہ کاری سے منع فرمایا ہو اور میری نسبت بادشاہ دیار دیلم
کے بیٹے سے ٹھہرائی ہو اور فرمایا ہو کہ داماد کو اسی ملک مین بھیجونگا فلان کوہ پر آئیگا مادر زنگہ بانو بہت خوش ہوئی اور کہا
حکم خداوند سواع بسر و چشم بجا لاؤنگی زنگہ نے مان سے کہا اُس پہاڑ پر جاؤ اور دیکھو اگر داماد آیا ہو تو بہتر ورنہ دو چار روز کے بعد پھر جاؤ اگر
وہ نہ آیا ہو تو تیسری بار پھر جاؤ اور جو تیسری بار بھی نہ آوے تو میرا خواب دروغ تصور کرو صفقال نے ضابط کو اسی چشمہ پر بیٹھا
دیکھا اور پانون پر گر پڑا ضابط نے سر اُسکا اُٹھا لیا اور سینہ سے لگایا پھر صفقال نے حال پوچھا ضابط نے اپنا نام و
ملک کا بیان کیا صفقال نے پوچھا کس تقریب سے یہان آنا ہوا بولا خداوند نے بھیجا ہو صفقال نے اُسکے بیان کو
واقعی جانا اور نہایت خوش ہوا بڑی عزت و تکریم سے لیگیا زنگہ بانو نے کہا اب جلد شہر کو آئینہ بند کرو اور سامان عروسی جلد
تیار ہو مادر زنگہ بانو نے کہا جان مادر صبر کر تیرے باپ سے بھی اجازت منگوا لون کہ یہ بھی امر ضرور ہو زنگہ بانو نہایت منغص
ہوئی اور کہا کہ حکم خداوند کو حکم پدر سے کیا مناسبت خداوند کے آگے باپ کیا چیز ہو القصہ بڑے دھوم سے شادی ضابط
کی زنگہ بانو کے ساتھ ہوئی اور دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوے بعد چند روز کے زنگہ نے ضابط سے کہا ہم
تم چلین کوہ کی سیر کرین ضابط بولا بہت خوب الغرض آپس مین مصلحت کرکے روانہ ہوے راہ مین ایک جزیرہ ملا
ضابط نے اپنے ہمراہیون کو پہچانا اور سب سے ملاقی ہوا اور مال و اسباب بھی ہاتھ آیا آخر باہم یہ رائے قرار پائی کہ

دونون نقاب چہرے پر ڈالین زنگہ بھی دعواے پہلوانی کرتی تھی اور ضابط بھی جوان زبردست تھا اعوان اُسکے دونو
بہت خوش ہوے اور زیر جبل اعلے روانہ ہوے

اب کچھ حال علقمہ بن القیموس کا گذارش کیا جاتا ہی

شعر

زر او یان سخن پرور آئین مرویست	که اختصار سخن بہتر از زیادہ روی ست

شناوران دریاے سخن وغواصان بحر ہنر وفن اس داستان نادرت بیان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ علقمہ بن القیموس کا تختہ بہتا ہوا دریاے دیلم مین پہونچا اشبوط دیلمی کا ایک بھائی مشبوط نام ہی اور قلعہ مشبوط علیہ مین وہ رہتا ہی اور بزم ساق حرامزادہ نے اپنے نام سے اُس قلعہ کو مشہور کیا ہی اور پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے یہ نابکار گبر اُس قلعہ مین حکمرانی کرتا ہی اس پلید کی عملداری مین محصول از قسم جواہرات آتا ہی اشبوط دیلمی بھی اُسے کچھ بطور خراج کے دیتا ہی اور سلطان اپنا نام اُس نحس وشوم نے مشہور کیا ہی اور بھائی کو اپنے پیغمبر بیان کرتا ہی اور اکثر کہتا ہی کہ مین پیغمبر ہون اور اشبوط بادشاہ ہی اور مشبوط کی ایک بیٹی ہی ضابطہ بانو نام اور باہر قلعہ کے ایک باغ لب دریا واقع ہی ایک روز ضابطہ بانو حسب عادت بارہ دری باغ کے بالا خانے پر کرسی زرنگار پر بیٹھی سیر باغ و دریا کر رہی تھی اور شست دریا مین ڈالے شکار مین مشغول تھی اور ماہی گیر وملاح بھی حاضر تھے ایک ماہی گیر سے ملکہ نے فرمایا کہ جال ڈال اُسنے جال ڈالا قضا وقدر کے کارخانہ عجیب وغریب ہوتے ہین بکایک تختہ علقمہ بھی آ پہونچا اور علقمہ بیہوشی مین اُس تختہ پر سے دریا مین گرا اور غوطہ کھا کر دام ماہی گیر مین پھنسگیا ماہی گیر اُس دام کو مع شکار کے حضور مین ملکہ کے لایا جب نظر ملکہ کی علقمہ پر پڑی ملکہ کو صورت زیبا علقمہ کی نہایت پسند طبع ہوئی ماہی گیر سے فرمایا خداوند دیلم نے خواب مین مجھے بشارت دی کہ کل ایک آدمی کو ماہی گیر بجاے ماہی کے دام مین اسیر کر لائیگا وہ تیری ہی کہا پھر حضور کو یہ مبارک ہو خواب حضور کا سچا ہی ضابطہ نے دوائین اُسکے بدن پر ملوائین اور علقمہ کو ہوش آیا اُن نے آنکھ کھولی طرفہ تماشا دیکھا یعنے ایک نازنین ماہ جبین برسر بالین کرسی زرنگار پر رونق افروز ہی اُس نابکار کو عشق زنگادہ زنگاری پوش محض خام تھا یہان اس نازنین سے پختہ ہو گیا ضابطہ بانو نے ماہی گیر کو انعام واکرام دیکر رخصت کیا اور فرمایا خبردار تو اسکا کہین ذکر نہ کرنا اور خود وہان سے اُٹھی علقمہ کا ہاتھ مین ہاتھ لیکے بارہ دری پر آئی اور مسند زرنگار پر جلوہ آرا ہوئی اور اپنے پہلو مین علقمہ کو بٹھا کے باہم گرم صحبت ہوئی اور تحفہ نوروز [illegible] آپس مین راز ونیاز کی باتین ہونے لگین علقمہ ضابطہ کا عاشق ہوا اور ضابطہ علقمہ کے عشق مین محو ہو گئی ضابطہ علقمہ کو کنیزان حبشیہ مین داخل کر کے قلعہ مین لیگئی وہان تین روز پورے نہ گذرے تھے کہ مشبوط کو علقمہ

کے طالع سے درد قولنج عارض ہوا اور تمام رات رہا اور اسی درد مین تمام ہوگیا ضابطہ موافق ضابطہ اس ملک کے تخت پر بیٹھی علقمہ کو زر کثیر دیا اور کہا تو ساتھ تجمل اور شکوہ کے آ اور میری خواستگاری کر علقمہ بمجرد سننے اس سخن کے اور جزیرے مین گیا ایک گھوڑا مول لیا کئی ملازم نوکر رکھے کچھ فوج بھی جمع کی اور زیر قلعہ آیا اور موافق تعلیم ضابطہ پیام دیا کہ خداوند عالم نے مجھے خواستگاری دختر مشبوط کے لیے بھیجا ہے دختر مشبوط نے پہلے بمصلحت کچھ جنگ زرگری کی علقمہ غالب آیا اور سب قلعہ بند ہو گئے آخر دوسرے روز ملکہ نے ایک ملازم سے رات کو دروازہ کھلوا دیا اور اس حیلہ سے دونون قلعہ علقمہ کے تصرف مین آ گئے ضابطہ سے عقد کیا فوج کو ہمراہ لے کے نقاب منہ پر ڈالا جانب جبل اعلی مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا

اب علقمہ اور ضابطہ بانو کو سرگرم قطع منازل و طی مراحل رکھا جاتا ہے اور کچھ حال بدمآل شدید بن شداد پہلوان کے سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہونے کا گذارش کیا جاتا ہے

نظم

کم گو سخن که خاطر دلدار نازک ست	بارگہ نیک شد این تار نازک ست
ساقی مئے بجام بلورین چه میدهی	گل را پیاله کن که لب یار نازک ست
بسیار گفتگو نه کنم پیش چشم یار	دانم که طبع مردم بیمار نازک ست
با شیشه خاطریم تو سنگین دل ای نگار	صحبت میان ما و تو بسیار نازک ست
یکے تازه تر داستان آورم	پئے سامعان ارمغان آورم

منشیان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس داستان صداقت بیان کو یون زیب صفحۂ قرطاس رنگین آساس کرتے ہین کہ پہلوان زمان شدید بن شداد پہلوان سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہو کے متوجہ جزیرہ آفاقیہ ہوا کہ عارضہ منورہ بانو کی دوا اس جزیرہ سے حاصل کرے یہ داستان دفتر دوم گلستان سوم کتاب بوستان خیال مین بتفصیل مرقوم قلم بلاغت رقم ہوئی تھی مگر بطریق اجمال مکرر مذکور ہوتی ہے سمعاج اژدر کو جب شدید بن شداد نے گرفتار کیا اور مسلمان ہونے کو سمعاج نے کہا کہ مین تمنا سے دلی رکھتا ہون لہذا میرا اسلام قبول کرنا اسی شرط پر موقوف ہے میری بھانجی منورہ بانو کو مرض فالج عارض ہوا ہے اگر وہ صحیح ہو تو مین اسلام کو حق جانون اور دین اسلام کو بدل منظور و قبول کرون حکیم خشیجان نے فرمایا اس عارضہ کو فالج طبری کہتے ہین اور اصل اس عارضہ کی یہ ہے کہ جزیرۂ آفاقیہ مین ایک جانور رات کو آتا ہے جسکے سر پر سایہ اس جانور کا پڑتا ہے وہ شخص نصف سیاہ اور بے حس ہو جاتا ہے اور اسی جزیرے مین ایک درخت ہے کہ اسکی پتی کا عرق اس مرض کو دفع کرتا ہے شدید نے جب یہ حکیم کی

زبان سے سُنا پچیس ہزار سوار کی جمعیت اپنے ہمراہ لیے جانب جزیرۂ آفاقیہ روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا جہاز پر سوار ہوا
چند روز مین داخل جزیرۂ آفاقیہ ہوا جب آفاق شاہ نے خبر آمد فوج بیگانہ سُنی اُسنے بھی فوراً سامان جنگ درست کیا اور
بیغ خیمہ شہر سے باہر آیا دونون لشکر مقابل ہوے شدید نے خیال کیا کہ اس معاملۂ جنگ کو طول کیون ہو لہذا مثل سکندر
جو نوشابہ کے سامنے بے خوف و خطر چلا گیا تھا بصورت ایلچی لباس تبدیل کیے نامہ لیکے روانہ ہوا آفاق شاہ نے سُنا
کہ سردار لشکر بشکل ایلچی پوشاک تبدیل کیے نامہ لیے آتا ہی نہایت خوش ہوا اور کہا وہ چاہتا ہی مجھے دغا دے یقین ہے
کہ وہ دغا اُٹھالے مین ہی اُسسے دغا کیون نہ دون بارگاہ کو نہایت زیب و زینت سے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ ایلچی کو
کوئی نہ روکے آنے دے شدید نے وضع اور لباس کو تغیر دیا تھا نامہ گذرانا آفاق شاہ نے اُس نامہ کی بڑی عزت اور
حرمت کی اور بہ آواز بلند فرمایا کہ نامہ پڑھا جائے چونکہ اول ہی مین دعوت دین اسلام کی بابت مضمون مندرج تھا
بعد اسکے دو شیشہ عرق درخت فلان کی خواہش تھی آفاق شاہ نے فرمایا کہ قبول دین اسلام سے تو معذور ہون لیکن عرق
کا مضائقہ نہین جب حاجتمند اسقدر مسافت سخت اُٹھا کر آوے تو ہم کیونکر اُس سے ایسی چیز کہ جسکے دینے مین سواے
فائدہ کے نقصان نہین ہی دریغ کرین شدید اس امر سے شاہ کے نہایت خوش ہوا یہ نہ سمجھا کہ شعر

بر تو ضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را

بجاے خود مشورہ کیا کہ اگر مسلمان ہوتا اُسکی عاقبت بخیر ہوتی عرق آئیگا میرا مقصود تو یہی ہی یعنے ذریعۂ وصل منورہ بانو
حاصل اسی سے ہوگا غرض اُسکے قریب آگیا آفاق شاہ نے ایلچی سے تملق کی باتین کین اور تواضع بے حد کی آخر
شربت و طعام مین داروے بیہوشی دیدی جب یہ بیہوش ہوگیا مسلسل کرکے قید کرلیا اور فوراً قلعہ انوسیہ مین ملک
انوس شیر میشانی کے پاس بھیجدیا کہ وہ آفاق شاہ کے عزیزون مین تھا اور نہایت ہوشیاری و حفاظت کی اور تاکید
کی کہ اس قیدی کو بہت خبرداری سے رکھنا اور دوسرے روز لشکر اسلام پہ حملہ آور ہوا بعض دلاوران شجاعت شعار
شربت شہادت نوش فرماکے روانۂ ملک عدم ہوے اور باقی نے شکست کھائی غارہاے کوہ و مقامات جزائر مین
گوشہ گیر ہوے پھر تو لشکر کفار غالب آیا اور سبھون کو محصور کرلیا اُدھر زوجۂ ملک انوس کے درد قولنج عارض ہوگیا اپنے
کہا بندیون کو کھانا کھلاؤنگی تو میرا درد جاتا رہیگا کہ اُس قوم کے اعتقاد مین اسیرون کو کھانا کھلانا بہترین اعمال سے
ایک عمل تھا بلکہ جانتے تھے کہ اس عمل نیک سے قضاے مبرم پھر جاتی ہی الحاصل جب قید خانہ مین وہ شاہزادی
تشریف لائی شدید کے چہرۂ پر نور کو دیکھتے ہی دالہ و شیدا ہوگئی کنیزون کو ہٹا دیا اور کہا اے جوان دلاور تو اگر مجھے قبول
کرے تو مین تیری نجات کی فکر کرون شدید نے اپنے دل مین کہا یہ تو بڑی بلاے بد ہی مگر ناچار و مجبور قبول کرنا پڑا اُسدن
وہ تو وہان سے باہر آئی اور مرض اُسکا دفع ہوگیا تیسرے روز پھر حیلہ درد کا کیا اور زندان مین پہونچی تیز و تند سوہن ساتھ
لیتی گئی اور کنیزان محرم راز سے فرمایا ایک ہاتھ اس جوان کا قید سے چھوڑا دو اور دروازہ قید خانہ کا بند کردو شدید نے

دو روز مین حلقہ دست سوہن سے دیت کے جدا کیا اور طوق گردن بھی رہا اور باقی بند چھوٹے چھوٹے زور سے مروڑ کے توڑ ڈالے
کہ کسی کو اصلا معلوم ہوا دوسرے روز جو نگہبانان محبس سے شدید کے لیے آب و طعام لایا جیسے ہی قفل زندان کھولا اور
در زندان وا ہوا شدید جوان دلاور کو خلاص پایا چاہتا تھا کہ غل مچائے شدید نے وہی زنجیر صد منی اٹھا کے اس زور سے
ماری کہ اس کافر نے سانس بھی نہ لی سیدھا راہی سقر ہوا اور یہ دلاور دروازۂ محبس کھول کے باہر آیا اور برجوع قلب سے
زوجہ ملک انوس کو دعائے خیر دی اور دل مین کہا خدایا اس سے مین نے بضرورت وعدہ بحر کیا لیکن اسنے تو مجھ سے
نیکی کی ہر چند کہ اسنے بغرض یہ حرکت کی لیکن مین اسکی غرض کو نہین نکال سکتا کسواسطے کہ اس سے کسی طرح کی حرکت کرنا
عین عقدہ ہزین خیانت کرنا ہی قابل تعزیر ہو جاونگا اور مین نے وعدہ اس سے کیا ہی اب مجھے کچھ بن نہین آتا کہ مین کیا کرون
صفت حیرت مین گم تھا یہان جب دربانون کو خبر ہوئی کہ قیدی نکلا جاتا ہی سب نے آکے شدید بہادر پر یورش کی اس بہادر
دوران [illegible] دو کی گردنین پکڑ کے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے سو آدمی اسطرح سے قتل کیے سامنے سے سب بھاگے
[illegible] کہ آدمی ہو تو اس سے لڑین دیو سے کیونکر لڑین اسی اثنا مین ملک انوس کو خبر پہونچی وہ بھی نکلا شدید سے
مقابل ہوا تلوار چلی شدید نے تلوار ملک انوس کی چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا انوس کے دل صفا پر
پرتو آفتاب حقیقت دین اسلام پر توافگن ہوا از سر صدق مسلمان ہوا شدید بوسے صدق و صفا ملک انوس سے
پاکر اسکی ہلاکت سے دست بردار ہوا ملک انوس نے شدید پہلوان کی دعوت بڑی دھوم سے کی باہم کھانا کھایا شب کو
وہین آرام کیا زوجہ ملک انوس بفضل ایزد غفار اور توفیق پروردگار اپنی نیت و ارادے سے دل مین نہایت پشیمان
و شرمسار ہوئی اور تمام رات توبہ و استغفار مین مصروف رہی آخر شب ایک آواز غیب سے آئی کہ اے خاتون توبہ تیری
قبول ہوئی تو ایک رقعہ شدید کو لکھ اور اپنے حال سے مطلع کر غرض زوجہ ملک انوس اس آواز غیب سے نہایت خوش
ہوئی اور سجدہ درگاہ خدا مین بجا لائی اور ایک رقعہ مین اپنا حال لکھ کے شدید پہلوان کی خدمت مین روانہ کیا شدید
نے جو وہ رقعہ دیکھا نہایت خوش ہوا اور اس نے بھی دو رکعت نماز شکریہ درگاہ مسبب الاسباب مین ادا کی بعد اسکے
ملک انوس نے شدید پہلوان کے ساتھ پانچ ہزار سوار جرار برائے حفاظت مقرر کر کے پشت کوہ سے چوتھے دن روانہ
کر دیا شدید پہلوان اسوقت اپنی فوج مین پہونچا کہ مردان فوج مفارقت شدید مین نہایت پریشان تھے اور ہر ایک مناجات
درگاہ قاضی الحاجات مین کر رہا تھا اور لشکر آفاق شاہ ان بیچارون پر طرح طرح کے شدائد کر رہا تھا وہ لوگ اپنی جان سے
تنگ آگئے تھے شدید پہونچا دیکھا لشکر ملک انوس کل فوج کو ہماری محاصرہ کیے ہی بس مانند شیر ژیان گرگ گوسفند پر گرا اور کشتون
کے پشتے لگا دیے آخر اس فوج گمراہ کو شکست ہوئی آفاق شاہ نے سنا پہلے تو حیران ہوا جب بہ تحقیق معلوم ہوا کہ یہ شدید
پہلوان کی بہادری ہی اور یہ ساری کارسازی اسی کی ہی تب ملک انوس نے فرمایا کہ عجب وقت مین نمک حرامی کی ہے
مینقال بہر شوکت اور صیقال بہر شوکت سپہ سالاران زبردست و قوی ہیکل تھے کوئی اس ملک مین انکے برابر نہ تھا

کہ جو مقابلہ کرتا بعد اُسکے پھر اُنھون نے لاف زنی کی آفاق شاہ نے ناچاران پہلوانان نامدار سے دوبار مقابلہ کیا شدید پہلوان نے صف آرائی کی بعد تسویہ صفوف کے اول جسنے عزم میدان کیا وہ بہرام شیرزور خواہرزادۂ میقال بہر شوکت تھا بادشاہ اور اپنے ماموں سے رخصت میدان لے کے رزمگاہ مین پہونچا اور طالب حریف ہوا ملک انوس جدید الاسلام مقابلے کو اس کافر بدکار کے پہونچا

جنگ وجدال بہرام شیرزور سے اور ملک انوس شاہ جدید الاسلام سے



بہرام شیرزور نے کہا ای ملک انوس اس سن مین تیری عقل کو کیا ہوگیا ہی اپنے ہوش درست کر پاس نمک شاہ ضرور ہی تو دشمن بادشاہ سے ملگیا ملک نے فرمایا ای بہرام تو ابھی بچہ ہی بات سمجھ کے نہین کہتا عاقل وہ ہی جو اپنے نیک و بد کو خوب دریافت کرے اور سمجھے اور خانۂ دنیا و آخرت کو معمور و آباد رکھے بلکہ اول عاقبت کا کام درست کرے بعدہ دنیا کا خیال کرے مجھپر حقیقت دین اسلام کی مانند آفتاب جہانتاب کے روشن ہوگئی ہی اسوجہ سے اس بہادر کی مین نے اطاعت کی اور یہ امر قبول و منظور رہوا کہ مشرف باسلام ہوا اور اگر بادشاہ میرے اختیار مین ہوتا تو مین شرط نمک حلالی بجالاتا اور دین حق کیطرف دلالت کرتا پھر جو اُسکا دشمن ہوتا اُسکا مین دشمن و تشنہ خون ہوتا بہرام نے کہا یہ حربہ میرے ہاتھ سے لے کہ تیری عقل معلوم ہوگئی یہ کہکے ایک ضرب تلوار ملک انوس پر لگائی ملک نے وہ ضرب ردکی اور اُس ملعون کو زخمی کیا میقال آیا اُسنے ملک کو زخمی کیا پھر پہلوان عالی نژاد والا نمیاد یعنے شدید بن شداد جسکا لقب صاحب قران اکبر کی سرکار سے جہان پہلوان ہی میدان رزم مین آیا اور میقال اور صیقال دونون کو دست حق پرست پر علم کرلیا۔

میدان جنگ مین شدید بن شداد جہان پہلوان صاحبقرانی کا دو پہلوانون کو دونون ہاتھون پر بلند کرنا



اور باندھ لیا تا اینکہ ایک روز مین مبین پہلوان نامی دگرامی زخمی کیے بادشاہ کے ہوش وحواس باختہ ہوگئے از
مجبور ناچار پیغام بھیجا کہ اب حال مجھ مین نہین ہے مدعا آپ کا کیا ہو۔ شدید پہلوان جہان نے فرمایا وہی جو
نامہ مین مندرج تھا پھر آفاق شاہ نے پیام دیا کہ یہان سے وہی جواب ہی جو کہ اسوقت جہان پہلوان نے سنا تھا
فرق اتنا ہی کہ اسوقت ہمکو کہا تھا اب بصدق دل کہتا ہون پہلوان جہان نے پھر جواب مین اسکے کہا کہ درست ہو پہلے
بادشاہ کا جواب نہ تھا کہ عرق کے شیشے دیتا تھا اور دین اسلام قبول نہ کرتا تھا اگرچہ مین اسوقت بھی راضی نہ تھا
اور نہوتا اسلیے کہ مطلب اہم ہمارے آقا اور تابعین کا ترویج دین اسلام ہی چاہتا ہون کہ تمام عالم مین یہ دین رائج ہو
لیکن اب بادشاہ خود جانتا ہی کہ کیا عمل سرزد ہوا ہی اب کیونکر فقط عرق لینے پر راضی ہون بس اس زمانے مین پہلے
قبول دین اسلام ہو بعدہ دوسرا کام ہو یعنے عرق درخت کا طالب ہونگا جب آفاق شاہ نے یہ جواب سنا اور دیکھا
کہ کسی طرح پہلوان جہان کی رضامندی نہین ہوتی خود اٹھا اور جہان پہلوان کے دیکھنے کو گیا پہلوان شدید بن شداد نے
جب آمد آفاق شاہ سنی خود استقبال کو تا لب فرش گیا اور بڑے اعزاز و احترام سے بارگاہ مین لایا اور شربت وغیرہ
حاضر کیا جب دماغ نشۂ شراب سے گرم ہوا اور خوب سرور ہوا آفاق شاہ نے جو کہلا بھیجا تھا وہی زبانی خود بھی بیان کیا

جہان پہلوان نے بھی وہی جواب ترکی بترکی دیا آفاق شاہ نے کہا ای پہلوان اگر فی الواقع تمہارا دین اور تمہارے
صاحبقران کا مذہب برحق ہی تو اپنے خدا و رسول سے درخواست کرو کہ اس جانور کی اذیت جو کہ ہر سال ایک جماعت کو
اس مرض مہلک مین گرفتار و ہلاک کرتا ہی برطرف و دفع کر دین اور اپنے معتقد کو اس مرض سے نجات بخشین تو پھر سب
صغیر و کبیر و برنا و پیر اس جزیرے کے صدق دل سے مسلمان ہون ورنہ اگر ہم بجبر مسلمان ہوے تو کیا جبر مین کچھ لطف
نہین بلکہ ہمارے نزدیک یہ اُسی طرح کا معاملہ ہی کہ جو تمہارے پیغمبر اور اُنکی آل پر بعد پیغمبر گذرا جو لوگ بجبر مسلمان ہوئے تھے
جب اُنکو موقع ملا اُنھون نے عوض اُنکی اولاد سے لیا اور ایسا سلوک اُنکے زن و فرزندسے کیا کہ کسی پیغمبر کی امت نے اپنے
پیغمبر کے اہلبیت سے نہین کیا معرکۂ کربلا مین ہزارہا حافظ فرقان حمید و قران مجید موجود تھے اور حال یہ تھا کہ جب فرزند
پیغمبر کو شہید کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اسکا مطلب یہ تھا کہ جسطرح اہل اسلام نے اُنکے جد و پدر کو قتل کیا اور تکبیر کہی اسیطرح
اُنھون نے بھی پیغمبر زادے کو قتل کیا اور تکبیر کہی شدید بن شداد جہان پہلوان نے جو یہ تقریر آفاق شاہ بادشاہ کی سُنی
چپ ہو رہا کچھ جواب نہ دیا بعد تامل بسیار کہا اسکا جواب مین کل دونگا آفاق شاہ نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی کل سہی لیکن اس
بات کا جواب جو کہ مین نے مثالاً کہی ہی آپ کیا دے سکتے ہین کسواسطے کہ ایسے بھی بہت مسلمان تھے کہ جو پیغمبر کے پیچھے
نماز بلکہ پڑھتے تھے اور وہ سجدہ خدا کو نہ کرتے تھے بلکہ بتون کو آستینون مین پوشیدہ رکھتے تھے اور ہنگام سجدہ اُن بتون
کو سجدہ کرتے تھے چنانچہ عین نماز مین جب وحی نازل ہوئی اور حکم آیا کہ ہاتھون کو کھولدو اُسوقت بت آستینون سے گرے
جہان پہلوان نے کہا خیر مین شب کو فکر کرونگا دیکھون کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہی آفاق شاہ نے کہا بہت خوب
یہ کہکے رخصت ہوا اور اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پہلوان جہان کی ازحد تعریف کی کہا جو مرد میدان و با ایمان ہین اُنمین خلق و
مروت ازحد ہوتا ہی کہ یہ بھی شاید رکن اسلام ہی ہر چند کہ مین بھی بڑی جرأت سے اور نہایت جوانمردی صرف کرکے پہلوان جہان
کی خدمت مین گیا مگر پہلوان جہان نے بھی بہت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا حق یہ ہی کہ عجیب دلاور و بہادر ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ اُس جوان بہادر کا دین بھی حق ہی مگر مین نے بھی ایسی گفتگو کی کہ اُس منصف مزاج و عالی منزلت کو جواب نہ بن پڑا
چپ ہو رہا اور دوسری یہ تکلیف شاقہ ایسی دی کہ دیکھیے اسکا کیا علاج کیا جاتا ہی اور کیا صورت ظہور پذیر ہوتی ہے
آفاق شاہ کے بعد پہلوان جہان نے خیمۂ عبادت برپا کرایا اور تین روز روزہ رکھا کچھ کھایا اور نہ پیا اور برجوع قلب
عبادت بجالایا حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کو شفیع گردانا تھا اور بتعصب سپہ گری سے قسم بھی کھائی عہد کیا کہ خدا و ندا
جب تک اپنے مطلب دلی پر فائز نہونگا ہرگز نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا تین روز بوجہ افطار روزے کے کہ شرط افطار ضرور
ہی تھوڑا پانی پیا ورنہ کچھ نہ کھایا۔ چوتھی شب کو بوقت سحر جو اُس پہلوان کی آنکھ بند ہوئی عالم واقعہ مین چشم بصیرت وا ہوئی
دیکھا کہ ایک شخص بزرگ ظاہر ہوے اور اُسکا ہاتھ پکڑکے ایک باغ دل کشا و فرحت افزا مین لیگئے وہ باغ درحقیقت قابل دید
تھا اُسکی تعریف مین زبان بیان لال ہی اور ایک حرف زبان سے نکلنا محال ہی اور طبیعت بیحال ہی ایسی قطع دلچسپ جس

باغ کی تھی کہ شبہہ اسکی ذہن مین نہین آتی - دربان پس پردہ لایا اور کہا یہان کھڑا رہ اور اپنا مطلب عرض کر تاکہ جواب
باصواب تجھے حاصل ہو شدید نے کہا غلام کا ارادہ ترویج دین اسلام کا ہی اس ملک کو چاہتا ہون کہ اسلام آباد ہو
بادشاہ نے ایک درخواست کی ہی اس سے نہایت مضطر وحیران ہون کہ مین کیا جواب دون ارشاد ہوا کہ اس مقام سے
بسواری کرگدن دست راست کی طرف تین دن برابر جاؤ اور سو نفر دلاوران قدر انداز تمھارے ساتھ ہون ایک جگہ
پہونچوگے کہ جہان کوہ گردون شکوہ ہوگا ایک طرف اُس پہاڑ پر جانے کی راہ ہی تم اُدھر جاؤ سوار تیر کمان مین جوڑے
رہین کہ راست وچپ سے شیر ہجوم کرینگے اُنھین مارنا پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جانا وہان ایک گنبد نظر آئیگا اُس گنبد مین ایک
درویش خدا رسیدہ رہتا ہی اسکی خدمت مین مطلب دلی اپنا اظہار کرنا خداوند کریم کے فضل وکرم سے مقاصد دلی تمھارے
بر آئینگے پہلوان جہان خواب سے بیدار ہوا اور اپنے مکان کو روشن ومنور پایا بوے خوش آتی تھی یہ دیکھ کے شکر خداوند
جہان آفرین بجالایا لشکر کو وہین چھوڑا سو نفر سواران شجاع وجرار ہمراہ لیے کرگدن پر سوار ہوا اور چلا چوتھے دن اُس جزیرہ مین
پہونچا کوہ پر چڑھا لشکر اپنا ملک انوس کے سپرد کیا مگر میقال وصیقال نے جب یہ حال دیکھا از سر صدق مسلمان ہوے
ساتھ چلے گھوڑون کو بھی زیر کوہ چھوڑا اور آگے روانہ ہوا اب دیکھا کہ شیر راست وچپ چلے آتے ہین کس ادھر سے بھی کمانین
کڑکین اور تیر جان ستان چلے اُن شیرون کا شکار ہوا قصہ مختصر جہان پہلوان نے پانچ شیر بضرب مشت ولگد مارے اور
بارہ شیر تیرون سے قتل کیے اُدھر یاران دلاور نے بھی دو دو شیر ایک ایک حملہ مین مارے اور پہاڑ پر چڑھ گئے تلاش کی
ایک گنبد نظر آیا کہ نہایت خوش قطع سنگ رخام کا بنا ہوا تھا عظمت وشوکت اُس گنبد سے پیدا تھی اور باغیچہ نہایت پرفضا
وسرسبز وشجر میوہ دار خوب پھلے ہوے شاخین جھوم رہی تھین ہر بار ہوا کے ساتھ زمین پر بوسہ دیتی تھین اور سربسجود تختہ گلاب
لائق درود اور جوانان باغ آب شبنم سے وضو کیے تسبیح خوان قمریان ذکر حق سے تر زبان اب جہان پہلوان گنبد مین داخل ہوا
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی شکل سفید ریش کرسی زرنگار پر بصد جاہ وتجمل بیٹھا ہی اور یاد الٰہی مین مشغول ہی جہان پہلوان
نے رسم سلام ادا کی دست بوس ہوا وہ بزرگ بھی تعظیم کو اٹھا سب قدمبوس ہوے آخر معلوم ہوا کہ فقیر صاحب اولاد سے
شدید بن شداد کو اور حیرت ہوئی فقیر بھی ہمکلام ہوا مزاج پرسی ہوئی پھر سبب تشریف آوری پوچھا شدید نے اپنا قصہ بیان کیا
فقیر گھر مین گیا اور پانچ بکریان ذبح کین خوب کھانا پکوایا دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا چنا گیا پہلوان جہان نے خاصہ نوش فرمایا
اور وہین آرام کیا درویش عبادت پروردگار مین مشغول ہوا جہان پہلوان بھی عبادت کرتا تھا درویش نے وقت صبح شدید کو بلایا اور
حال پوچھا یہ بولا شاید خواب مین غیب نے تمھاری طرف رہنمونی کی مین حاضر ہوا - درویش نے کہا درست ہی مجھ سے بھی فرمایا ہی
شدید حیران ہوا پوچھا تمسے کسنے فرمایا درویش بولا میرے مرشد محبوب الحق جو تمام عمر منھ پر نقاب ڈالے رہے اور برقع پہنے رہے
نماز کے سوا کسی وقت برقع نہ جدا کرتے تھے انکی قبر اسی پہاڑ پر ہی اور مین مجاور اُسکا ہون تمکو جسنے پس پردہ اسطرف ہدایت
کی تھی وہی حضرت تھے جہان پہلوان نے دوبارہ اُس بزرگ کے ہاتھ چومے اُسکے ساتھ قبر مرشد پر گیا فاتحہ پڑھا نذر گذرانی

پھر اپنے مقام مین آیا اس درویش کا نام حبیب تھا گنبد مین گیا ایک تھیلی کہ اسمین بیج بھرے ہوے تھے لایا جہان پہلوان کو دیے اور کہا یہ تخم لیجا کے ملک آفاق شاہ کو دینا کہ اپنے اور رعایا کے گھر مین وہ بو آئے جس گھر مین یہ درخت لگا ہوگا وہ طائر نہ آئیگا اور جو شاید آیا بھی تو وہ خاصیت جو کہ اسمین ہی برطرف ہو جائیگی ریحان اصغر اسکا نام ہی جہان پہلوان نے اسکے ہاتھون پر بوسے دیے بولا ای بزرگ عالم مین سنے تو یہ باور کیا لیکن اور لوگون کو کیونکر یقین ہوگا ہان بعد ایک سال کے جب یہ درخت بڑے ہو جائین اور گل و ثمر لائین اور طائر کے آنے کا موسم گذر جائے اور کسی کو آسیب نہ پہونچے اسوقت وہ مسلمان ہونگے کم سے کم ایک برس چاہیے اور مجھے ایک دن کی فرصت نہین بلکہ اب بھی گمان ہی کہ تاریخ الاعظم باقی رہی ہو یا نہو غالب کہ تمام ہو چکی ہوگی خیر مین مضمون کتاب تو اورون کی زبانی بھی سن سکتا ہون لیکن جانا مجھے ضرور ہی کیا مضائقہ ہی تو نہین سہی جو توجہ چاہیے تھی صاحب نے کی میری اور تمام اہل جزیرے کی دوا سے درد عنایت فرمائی درویش حبیب مسکرایا اور ایک اسم پڑھا ہوا پر دم کیا چار ساعت کے بعد طیران طائر بزرگ کی آواز سب کے کان مین آئی ناگاہ دو جانور عجیب الخلقت آئے درویش کے آگے ایک پتھر پر بیٹھے شدید بن شداد جہان پہلوان نے دیکھا کہ وہ جانور برابر کرگس کے قد دار ہین اور شباہت مین مثل چیل کے ہین اور مانند مرغ کے سر پر تاج ہی اور نقطہ سیاہ و سفید وسط دماغ سے تا دم برابر نصف سیاہ اور نصف سفید ہین اور آنکھین ایسی کہ دیکھ کے خوف معلوم ہوتا تھا جہان پہلوان نے پوچھا ای مرشد یہ کیسے جانور ہین درویش نے فرمایا یہ وہی جانور ہین جنکے سایہ سے مرض فالج ہوتا ہی انھین جانورون نے زن و مرد جزیرہ وغیرہ کو غمگین و بدتر از مرگ کر دیا ہی انھین کے سایہ سے شب مہتاب مین وہی حالت ہو جاتی ہی شدید نے آہستہ کہا اگر حکم ہو تیر سے بیجان کرون درویش نے فرمایا کیا تمھارا تیر کھائینگے اور جو شاید لگا بھی تو کارگر نہوگا کہ یہ انھین مین ہین بزور دعوت مسخر ہو کے آئے ہین ورنہ انھین کوئی دیکھ نہین سکتا جس پر غضب الٰہی نازل ہوتا ہی اسپر انکا سایہ پڑتا ہی اس جزیرے مین نافرمانی مالک حقیقی بہت پھیلی ہوئی ہی یہی وجہ ہی جو ان طائرون کو اسپر مسلط فرمایا ہی کہ ہر سال یہ جانور دونون جاتے مین بلکہ اسی جزیرے کے حوالی مین رہتے ہین مگر اب چونکہ اہل جزیرہ مسلمان ہوے اور ترک فسق و فجور کیا حق تعالےٰ نے اس بلا کو انسے دفع کیا شدید یہ سنکے خاموش ہو رہا درویش نے اور ایک اسم پڑھا ان پر دم کیا کہا ای ابلق الطیر اب وہ وقت آیا ہی کہ اسباب سفر مہیا کرو اور اب اپنا مسکن و ماوے دوسری جگہ جہان حکم الٰہی ہو مقرر کرو اور جو کچھ مادۂ شفا خداوند برحق نے تمکو عنایت فرمایا ہی ہمکو دو بعدہ ایک خادم سے کہا کہ ایک ظرف کلان پُر از آب انکے آگے لا کے رکھ دو چنانچہ حسب الحکم ایک ظرف پر از آب دونون جانورون کے آگے رکھ دیا دونون جانور اس ظرف پر آئے اور خوب پانی پیا اور پرواز سوے آسمان کی۔ درویش نے فرمایا وہ ظرف لاؤ جب سامنے ظرف آیا دیکھا تو اس ظرف کا پانی مانند سنگ کے بستہ ہوگیا تھا اور رنگ بھی پانی کا ابلق تھا اسطرح کہ بال برابر کم و زیادہ نہ تھا جہان پہلوان کو حیرت ہوئی اور پوچھا ای واقف اسرار

خفی و جلی یہ اسرار کیا ہی فرمایا اسے بھی تم لے لو اور خوب احتیاط سے رکھو جس درخت کے عرق سے لوگ شفا پاتے ہین
وہان جاؤ اور گرد درخت مذکور کے حوض پختہ بنواؤ بیچ درخت کے قریب سوراخ کروا ور یہ پتھر انگیٹھی مین رکھ کے اُس سوراخ مین
رکھدو اور مٹی سے بند کردو بعد چند ساعت کے درخت سے عرق جاری ہوگا اس کثرت سے کہ ہر شاخ و برگ سے پانی ٹپکے گا
اور اسقدر پانی آئیگا کہ سب حوض بھر جائینگے پس حاجتمند لوگ ٹھلیان اور گھڑے لیکے کھڑے رہینگے اور پانی ان حوضون سے
بھر لینگے بر وقت ضرورت کام مین لائینگے اور بدستور صرف کرینگے تین دن تک عرق درخت مینہ کی طرح برسیگا بعدہ اسی حوض مین
سب لوگ نہائین غالب ہی کہ تمام اہل جزیرہ کو کافی ہوگا اور سب صحت پائینگے اور وہ تخم آفاق شاہ کو دینا وہ سب لوگون کو
تقسیم کردین تھوڑے تم بھی ساتھ رکھنا اور جسقدر عرق مطلوب ہو لیجانا انشاء اللہ تعالے مرض برطرف ہوگا تمام عمر امن مین
رہیگا اور آفاق شاہ مع متعلقین بصدق دل مسلمان ہوگا اہل جزیرہ بھی اسلام قبول کرینگے مگر ای شدید پہلوان جہان
جب تم اُردوے معلے مین پہونچوگے صاحب قران اکبر کو ایک بلا مین گرفتار دیکھوگے لیکن کچھ اندیشہ کی بات نہین ہی
پھر انھین روزون مین وہ بلا دفع ہوجائیگی اور اُس بلا سے لفضل و کرم ایزد پاک نجات ملجائیگی ایک بزرگ کا قدم
مبارک آئیگا برکت سے اُس قدم ہمایون کی وہ صدمہ و ملال دفع ہوجائینگے تم میرا سلام صاحب قران کی خدمت مین ضرور
پہونچا دینا میقال اور پہلوان جہان نے کہا بسر وچشم ہم حضور کا سلام پہونچائینگے بعد اسکے اس درویش بزرگ سے
رخصت ہوکر روانہ ہوے اب کوئی شیر وغیرہ نظر نہ آیا اور آفاقیہ مین پہونچا۔ میقال آگے بڑھ گیا پہلوان جہان کی بادشاہ سے
اطلاع کی اور جو کچھ حال دیکھا تھا وہ بھی بیان کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور جہان پہلوان کا
استقبال کرکے عزت و تکریم سے لایا اور بعد مزاج پرسی کے کہا ای مروج دین حق میرے طالع کی خوبی اور بلندی بخت ہی کہ
آپکے قدم مبارک آئے اور شہریار دولت مدار کی بدولت راہ راست دیکھی اور عاقبت بخیر ہوئی تاریکی ضلالت سے نکلا اور
غائبانہ حلقۂ غلامی صاحب قران اکبر کا زیب گوش جان کیا اب آپ میرا قصور معاف فرمائین اور ارکان اسلام تعلیم
کیجیے کہ جس سے میرا قلب روشن و منور ہو اور مین دونون جہان مین رستگار رہون جہان پہلوان نے کلمۂ شہادت و توحید
خالق یزدان تلقین کیا اور فرمایا کہ خداوند کریم تیرا یار و مددگار اور لواے سرور کائنات سایہ گستر ہو آفاق شاہ اور جمیع
اُمرا و وزرا اور ارکین سلطنت و مدبران مملکت جسقدر در دولت پر حاضر تھے بخلوص نیت و عقیدت دل مسلمان ہوے
اور سب نے بزبان صدق اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا۔ بعد اسکے شدید بن شداد جہان پہلوان
کی بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئینہ بند کیا خزانون کا منھ کھلوا دیا تین روز تک جلسہ ہا چوتھے روز وہ تخم تقسیم کرنے
سب لوگ بھیجے آپ سوار ہوے وہ درخت دار الملک سے دس فرسخ پر تھا اعلے و ادنے ساتھ ہوے وہان
پہونچے تنہ مین سوراخ کیا اور موافق حکم درویش بزرگ عمل مین لائے تا شام سب حوض لبریز ہوگئے ارباب حاجت بقدر
ضرورت لیگئے بعد اسکے سب نے غسل کیا اور تین دن تک چشمۂ فیض جاری رہا مریض جسقدر تھے سب نے صحت پائی

عارضہ دفع ہوا۔ راوی کہتا ہی کہ چالیس روز کامل جہان پہلوان اُس جزیرے مین قیام پذیر رہے بعد اسکے قرابلے عرق کے اور تخم لیکے راہی اُردوے معلی ہوے اثناے راہ مین قلعۂ سمعاجیہ متعلقۂ دیار دیلم راہ مین تھا وہان گئے عرق بھیجا منورہ بانو کو شفاے کلی حاصل ہوئی غائبانہ محبت شدید نے اُسکے دل مین ایسی جا کی کہ جسکی انتہا نہین لوگون سے کہتی تھی کہ مجھے اس مرض سے زندگی کی امید نہ تھی اس جوان نے مجھے اپنی کنیز بنالیا اور جان بخشی کی۔ پھر اپنے مامون سمعاج اژدر کے دیکھنے کا ارادہ کیا جہان پہلوان نے نائب سمعاج سے کہا مین آگے جاتا ہون تم عقب سے منورہ بانو کی سواری روانہ کرنا اُسنے قبول کیا شدید کی خواہش تھی کہ ایکدفعہ جسطرح ہو محبوبہ کے جمال خورشید مثال کی زیارت کرون جسکے لیے کیسی کیسی آفتین اور مصیبتین گوارا کین مگر حکم شرع سے مجبور ہوا اس امر سے درگذر کیا اور جانب جبل اعلے نہضت فرما ہوا

کوچ کرنا شدید بن شداد جہان پہلوان کا بعد صحت منورہ بانو کے جبل اعلےٰ کی طرف



اب شدید بن شداد جہان کو راہ مین رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل جمشید پلید و ملحد علیہ اللعن کا گذارش کیا جاتا ہی نظم

سائل نجات کا ہون خداے کریم سے — رحمت بزرگ تر ہی گناہ عظیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے — یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین
اللہ سے بھی انکو زیادہ عناد ہی — دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

آئی تھی کسکی سنبل عنبر شمیم سے
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
غال جبین ستارہ تو ہی ...

رُخ چودھوین کا چاند دہن صاف میم سے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما و خازنان گنجینۂ گفتار و صیرفیان نقود اخبار اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ جمشید پلید جب حد اعتدال سے گذر گیا ظلم پیشہ ہوا الحاد سے الوہیت کا دعوے کیا۔ بمقتضاے آیہ کریمہ۔ فقد حقت علیہ کلمۃ العذاب۔ جیسا کہ معرض تحریر و تسطیر مین آیا۔ آمدم بر سر تسلسل داستان جمشید بدبخت ہر روز طبل جنگ بجواتا ہے اور دو تین کو زخمی کرتا ہے یہانتک کہ جملہ پہلوانان عالی شان لشکر ظفر پیکر صاحبقران رفیع المکان کے مع امیر باتوقیر امیر مجاہد الدین و امیر جلال تہور شعار آتش کا فر مرتد کی تیغ مسحور سے زخمی و مجروح ہوگئے اور اُن مجروحون کا حال یہ تھا کہ بسبب تاثیر سحر کے بے حد و نہایت شکایت سوزش و درد کرتے تھے وہ اُسوقت کہ جب چندان غش سے افاقہ ہوتا تھا ورنہ تمام روز اور تمام شب بیہوش رہتے تھے اب جمشید بھی خود متوجہ میدان داری نہین ہوتا تلمخاس مصری القوم مصری میدان مین جاتے ہین اور مسلمانون کو زخمی کرتے ہین غرض اہل اسلام پر یہ وقت بہت تنگ آگیا ہے مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کرتے ہین مجبور تھے بیچارے کیا کرتے کہ نہ کوئی سعی مفید ہوتی تھی اور نہ کوشش کارگر ہوتی تھی صاحب قران اکبر فلک قدر کا حال بھی ویسا ہی تھا۔ شعر

تا در نہ رسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر کار کہ ہست

اور دوسرا غضب یہ ہے کہ جو شخص حکیم صاحب کے پاس واسطے بیان حال صاحب قران اکبر کے جاتا ہے وہ دن بھر خراب و خستہ پھرتا ہے اور شام کو پھر آتا ہے راہ نہین ملتی ہے ہمراہیون سے بعض اشخاص جو چندان علم ہیئت و علم نجوم سے بہرہ رکھتے ہین ہر چند اُنھون نے قواعد نجوم سے دریافت کیا اتنا معلوم ہوا کہ مآل کار اسوقت کا بخیر ہوگا اور مدت کو ہر چند چاہا معلوم ہو کچھ نہ معلوم ہوا حساب کیا غلط ہوگیا یا سہو واقع ہوا الحاصل ایک روز جمشید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اور دوسرے روز سمکال زنگی لشکر کفار القیموس سے میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا یہان سے سیدی حسن دلاور برادر سیدی سالم مقابلے کو گیا اور زخمی ہو کے واپس آیا سمکال نے دوسرا حریف طلب کیا اس عرصہ مین ایک گوشۂ بیابان سے دامن گرد چاک ہوا نقابدار زرد پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا اور میدان مین آکے وہ فوج صف آرا ہوئی اور سمکال سے کہا باش او نابکار و غدار کیا غرور کرتا ہے ناحق لاف زنی کر رہا ہے زنگی نے کہا اے برقع پوش تو کون ہے جو مسلمانون کی حمایت کرتا ہے نقابدار نے کہا مین مسلمانون کا حامی نہین بلکہ اُنھین بھی اپنا دشمن جانتا ہون مگر ملک القیموس سے البتہ عداوت ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ تو اُسکے لشکر کا ہے تو مین لڑنے آیا سمکال بولا تیرا نام کیا ہے تو کیون عورتون کی طرح منھ چھپائے ہے نقابدار بولا او قرمساق تجھے اس تحقیق سے کیا کام ہے اگر تو دعواے مردی رکھتا ہے آ مقابل ہو سمکال کو یہ کلمہ نقابدار کا برا معلوم ہوا ایک گرز نقابدار پر مارا اُسکی ضرب نقابدار نے ردکی اور ضرب شمشیر آبدار سے اُس ملعون کو جہنم واصل کیا اور دوسرا حریف طلب کیا لشکر القیموس سے پھر دوسرا ہمکال زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا سوفال زنگی بھی قتل ہوا جمشید حیران ہوا اور کہا اے القیموس نقابدار

کو تم سے کیا عداوت ہے وہ بولا ای شہریار مین نہین جانتا کہ یہ کون ہے اور مجھ سے کیا عداوت رکھتا ہے القصہ اس رات کو
بھی طبل جنگی بجا اور تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار نے پھر میدان مین لاف زنی نہایت درجہ کی کی
لشکر القیموس سے طالب حریف ہوا ناگاہ پھر گرد میدان سے اُٹھی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اور اُس تیرگی مین علم و
نشان کی علامات سے معلوم ہوا کہ یہ تیرہ ہزار سوار جرار کی جمعیت ہے اور پیشا پیش اُسکے ایک نقابدار سیہ پوش ہے
جب وہ نقابدار سیہ پوش قریب پہونچا اور اسنے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ نقابدار زرد پوش
لشکر القیموس سے حریف طلب کرتا ہے یہ سُنکے نقابدار سیہ پوش نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور زرد پوش کے مقابل ہوا اور
کہا ای اوباش او بدبخت مفلوک تو کون ہے کہ جو لشکر زنگبار سے طالب حریف ہے نہین جانتا کہ مین اُسکے مخلصون سے ہون زرد پوش
نے کہا ای سیاہ پوش و سیاہ قلب و روسیاہ تو کون ہے کہ مجھ سے چار آنکھین کرتا ہے نقاب سے روے نجس اپنا
چھپا کے میدان مین آیا ہے شاید لشکر القیموس کا کوئی گیدی ہوگا سیہ پوش نے کہا او مردک اب خاموش ہو اور بازو
کھول یہ کہکے نیزہ حوالہ سیہ پوش کیا زرد پوش نے اُسکا وار رد کیا اور اپنا نیزہ مارا زرد پوش نے بھی وار نیزہ کا رد کا —
قصہ کوتاہ تا شام بڑی کوشش و سعی کی لیکن آئینہ مراد مین روے مقصود جلوہ نما نہوا آخر زرد پوش نے کہا اب شام
ہوئی لڑائی موقوف کر پھر کل لڑونگا سیاہ پوش نے کہا کیا مضائقہ ہے تیری خاطر مجھے عزیز ہے فی الواقع وقت رات کا آرام کے
واسطے ہے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور لشکر بھی دو نون وہین خیمہ زن ہوے جمشید پلید نے کہا افسوس ان دونون نابکارون
نے ہمارے کام مین خلل ڈالا ورنہ انھین دو تین دن مین ہمارے دلاور پہلوان اُنکے دلاورون کو نیست و نابود کر دیتے
اُنکا اسلام کا کہین نشان بھی نہ معلوم ہوتا اور جب کوئی پہلوان مقابلہ کو نہ نکلتا تو پھر مین حکم جنگ مغلوبہ کر دیتا سب کا ایکبارگی
استیصال ہو جاتا ابو حاکم بولا ای خداوند تیری تقدیر کے قربان جلدی بہتر ہے اب تاخیر کرنی خوب نہین جمشید بدنہاد
بولا اب خوش ہو کہ حیات معزالدین مین چند روز باقی ہین ابو حاکم بہت خوش ہوا اور خوش طبعی کرنے لگا جمشید نے
پھر طبل جنگ کا حکم دیا اور صبح کو لشکر آراستہ ہوا اور خود میدان مین آیا اُسدن نقابدار زرد پوش کچھ کسلمند تھا معرکے مین
نہ آیا مگر حسب ضابطہ لشکر کو اپنے بھیجدیا نقابدار سیہ پوش پھر رزمگاہ مین آیا اور لاف زنی بیحد و نہایت کی اشبوط دیلمی کے
لشکر سے حریف طلب کیا اور بہ آواز بلند کہا ای لشکریو آگاہ ہو کہ مین لشکر اسلام کا بھی عدو سے جانی ہون اور اشبوطیون کے
بھی خون کا تشنہ ہون صعفوق دیلمی جمشید و اشبوط سے رخصت لیکے میدان مین گیا اور نقابدار سیہ پوش سے
لڑنے لگا آخر نقابدار نے اُسکو زخمی کیا جمشید بولا اپنی تقدیر کی قسم کھاتا ہون کہ یہ معاملہ تازہ مشاہدہ کرتا ہون مین جا[illegible]
مسلمانون کا جلد استیصال ہو لیکن یہ دونون گمنام آکے مانع ہوے ہین دیکھنا انکو کس حال سے [illegible] ہلاک کرتا ہون القصہ
اُسدن بھی شام ہو گئی طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے رات کے [illegible] سب نے شب سامان جنگ
مین مصروف ہوے صبح کو صف کشی ہوئی دو نون [illegible] پھر طبل جنگ کی صدا [illegible] سیہ پوش نے کل اشبوطیو[illegible]
[illegible] زرد پوش نے سنا کہ [illegible] مقابلہ [illegible] میدان مین آئے زرد پوش

بولا دیا تھا میدان مین آکے سبزپوش کو للکارا بولا او گیدی تونے کل کیون شبلوطیون کو مارا جانتا نہ تھا کہ مین مخلص اشبوط دیلم
تیر بھی سرکوبی کو موجود ہون سبزپوش نے کہا او مردک تونے بھی تو القیموس مارے مین بھی القیموس کا خیرخواہ ہون قصہ کوتاہ
پھر جنگ شروع ہوئی ظہر تک باہم کشتی رہی خوب گاؤزوریان ہوئین جمشید یہ سنکے جل گیا فی الفور تخت سے اترا اور گھوڑے
پر سوار ہوکے میدان مین آیا اور پکارا ارے ملعونان بدخو تم دونون ہم پلہ ہو کوئی ایک دوسرے پر غالب و مغلوب نہوگا مین
خداوند ہون آیا ہون کہ تم دونون مین صلح کرادون مجھے تم دونون سجدہ کرو تاکہ باعث تمھاری ترقی کا ہو اور عالی درجے
دستیاب ہون تمھارے واسطے ہماری سرکار مین نہایت اعزاز مرعی رکھا جائیگا دونون نقابداروں نے یہ بھی نہ جانا
کہ کیا بکتا ہے اس مردود ازلی کی بات کا جواب کیسا خیال بھی نہ کیا جمشید نے آزردہ ہوکے کہا کہ یہ مردود یون نہ
مانینگے اور ہاتھ بڑھا کے دونون کے کمربند مین ہاتھ ڈالا اور زور کرکے دونون کو صدر زین سے اٹھا لیا اور زمین پر
دے مارا عیار مصری سے کہا جلد انکی مشکین کس لے زرتاگ نے خوب زور سے دونون کو باندھا انکو بات کرنیکی
قدرت نہوئی جمشید نے حکم دیا کہ نقاب انکے منھ سے اٹھا تو جب نقاب چہرے سے دور ہوئی معلوم ہوا ضابط
بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگی ہین جمشید بولا گیدیو تمھین کیا خبط نے گھیرا کہ آپس مین لڑے تمھارے
باپ نے مجھے سجدہ کیا اور ہم انھین بندگان مخلص سے سمجھے تم ایسے خاموش رہے کہ ہمین جواب تک نہ دیا آخر
طبل بازگشت بجا اسدن جمشید میدان سے پھر کے بارگاہ مین آیا اور اشبوط و القیموس کو خبر دی کہ تمھارے
فرزندان ارجمند کی آمد کا مژدہ دیتا ہون وہ دونون کافر نہایت خوش ہوئے جمشید نے مدت سے انھین داغ شقاوت
نہ دکھایا تھا ہر ایک کے دل مین شک آیا اشبوط نے کہا ای جمشید مین نے نہ کہا تھا کہ خداوند دیلم کو اپنے پیغمبر کی خاطر
نہایت عزیز ہے اور وہ بیٹا اسکا پھر پیدا کریگا دیکھا تونے القیموس نے کہا خداوند سواع نے اپنے بیٹے کو بھیجا جمشید پلید
ان باتون سے نہایت بد دماغ ہوا اور کہا ای قرمساقو تم پھر گئے اور اپنے اپنے بتون کی پاسداری کرتے ہو اشبوط بولا ای
جمشید یو خداوند دیلم تمکو سنگ سیاہ کردیگا القیموس نے کہا ای جمشید تیرا حق صحبت میرے ذمہ ہے ورنہ مین بھی گالیان دیتا
جمشید پلید نے کہا ارے مادر قحبہ خاموش کیا گوہ کھاتا ہے بک بک نہ کر مین تیرا خداوند ہون اور قدرت رکھتا ہون
کہ ابھی تجھے قتل کرون وہ بولا تیری کیا قدرت خداوند دیلم اور سواع کی قدرت برحق ہے جمشید غضب ہوا بولا ای زرتاگ
ان دونون قرمساقون کو لا کہ پہلے ان حرامزادون کی سامنے ان نابکارون کے گردنین مارون تاکہ وہ میری قدرت کے
قائل ہون زرتاگ نے اسی دم انھین حاضر کیا اشبوط و القیموس کی محبت پدری جوش مین آئی مگر حیران تھا کہ کیا تدبیر کرون
وقت معین پر داغ شقاوت کے نہ دیکھنے سے اگرچہ کچھ فرق و فساد اعتقاد مین آگیا تھا لیکن جانتے تھے کہ جمشید سے
کسی طرح سر بر نہین ہوسکین گے اور نہ اسکی پہلوانی کے سامنے ہماری پہلوانی ہے اور نہ انکے پہلوانان لشکر کی پہلوانی کو ہمارے
پہلوان پہونچ سکتے ہین اور نہ بحسب کثرت لشکر و خزائن اوسپر کسی طرح فوق رکھتے ہین بہرحال فکر کرتے تھے اور یہ باتین دل سے

کرتے تھے نصرون ربعی کہ جو پہلے سے عداوت اشبوط و القیموس سے رکھتا تھا اور بالفعل غرض بھی متعلق نہ تھی لہذا وہ بھی جمشید کا طرفدار تھا اور اُسکے کلام کی تصدیق کرتا تھا۔ القصہ جب یہ قصۂ مہمل طول کو پہونچا خولاک غلام نے حقیقت کل وجز مفصل اپنے آقا ضار منکوس منحوس سے بیان کی ضار منکوس گیدی یہ حال سنکے خبر بھی نہ ہوا کہ وہ مردک ان ایام مین علیش و عشرت مین مصروف تھا جو دن کہ خناز جادو نے ہلاکت صاحبقران اکبر کے لیے کہے تھے ابھی تک وہ دن منقضی نہین ہوسکے ساعت ساعت شمار کرتا ہو دل سے کہتا ہو اے ضار منکوس اگر معز الدین اس صدمہ سے مرگیا تو تمام دولت کا مالک جمشید ہی کبھی اس فرو مین طلبش کھاتا ہو اور سکوت ہی غرض جب خولاک غلام نے یہ ماجرا اُس سے بیان کیا حرامزادہ سمجھا کہ داغ شقاوت کے نہ دیکھنے کا باعث ہی سوار ہوا دربارگاہ نحوست پناہ مین آیا ضابط و علقمہ کو قطع سنگ پر بیٹھے دیکھا اشبوط دیلمی و القیموس کو برگشتہ پایا جمشید کو گالیان دیتے سُنا بار سے جمشید محفل مین طبعی کی تعظیم نہین کرتا خلوت مین پاؤن چومتا ہو اُسنے پہونچتے ہی سجدہ کیا جمشید خوش ہوا اور کہا ای خلیفۂ خداوند طبیعت مجردہ اور میرے خلیفہ خوش آمدی ضار منکوس منحوس جمشید کے پاس آیا اور کان مین کہا ارے او مادر بخطا حرام زادے احمق ناحق تو کیون لوگون کو اپنے سے بے اعتقاد کرتا ہی بہت دن ہوے ہین کہ تو نے داغ شقاوت نہین دکھایا خناز جادو نے کہدیا تھا اب جمشید کو خیال آیا کہا افسوس مجھ سے بڑی خطا ہوئی ضار منکوس نے کہا جلد جا اور داغ شقاوت دکھا جمشید نے دل مین سمجھ کے جلاد کو اشارے سے منع کیا پھر شراب و گزک منگوا کے پہلے آب شراب ناب زہر مار کی پھر اُستاد بدنہاد کو دی اور حکم دیا کہ تمام سلاطین کو یہان بلاؤ اور شراب پلاؤ ساقی خوش رو نے اول بکران شاہ خارجی و نصرون ربعی کو دو دو جام دیے اور آپس کی خصومت اور حسد سے ساقی نے اشبوط و القیموس کے دینے مین تامل کیا۔ ضار منکوس نے کہا او ساقی حرامزادے پیغمبر جمشید کو پہلے شراب کیون نہ دی پھر اپنے ہاتھ سے جام پھر اشبوط کو دیا اُس ہیبلا نے پی لیا دم نہ مارا پھر القیموس کو دیا اُسنے بھی نوش جان کیا پھر ضابط و علقمہ کیطرف دیکھ کے کہا کیا ضابط و علقمہ نہین بندۂ خداوند کے انھین اس قطع پر کیون بٹھایا خداوند اپنے بندون کو بیجا و بیجا مغضوب فرماتا ہی کوئی کون ہی غرض شفاعت کی کرسیون پر بٹھایا جب جمشید نے دیکھا سکو اثر مستی نے گھیر لیا اور خوب سرشار ہوے کسی بہانے سے تاج اونچا کر لیا داغ شقاوت اُن اشقیا کو دکھا دیا بس دیکھتے ہی اُس داغ کے اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا اُسی دم اُٹھے اور سب نے سجدے کیے دونون قرم ساق عذر کرنے لگے ضابط و علقمہ بھی مانند پدران ناہنجار کے ایک ضلالت سے نکلے دوسری ضلالت اور نجاست کے دریا مین گرے جمشید خوش ہوا ہر ایک کو خلعت گران بہا مرحمت کیا اور خلعت رحمت نام رکھا نقارخانہ مین نوبت بجی پھر جمشید نے ضابط و علقمہ سے اُنکی سرگذشت پوچھی اب تو اور ہی عقائد ہو گئے تھے اپنا ماجرا راست راست بیان کیا جمشید ہنسا بولا اے اشبوط و القیموس ہماری قدرت کے کارخانے دیکھے تمنے جو مجھے سجدے کیے تمہارے بیٹون کو کامیاب کیا تمہارے پاس پہونچا دیا دونون مین خویش و قرابت ہمنے موقوف کی کہ ضابط دختر القیموس سے ہم آغوش

ہوا اور علقمہ اشبوط کی بھتیجی سے مؤانست کرنے لگا اب اُٹھو اپنے فرزندون کو گلے لگاؤ اور ہر ایک اپنے اپنے داماد کو خلعت
دامادی دو اور از سر نو شادی کر دو اگر تم دین سابق پر ہوتے تو اچھا ہوتا یہ خاموش ہو رہے بلکہ تصدیق کی لیکن یہ مادر بخطا
زنگادۂ زنگاری پوش کی بھی ہوس دل خیانت منزل مین رکھتے ہین کہا خداوند مقدمۂ زنگاوہ مین کیا فرماتے ہین کہ ہم موافق
مسئلہ ہنود باہم راضی ہوکے تلاش کو نکلے تھے اتفاق ایسا ہوگیا جمشید بولا ابھی اس معاملے مین مین نے تقاریر نہین کی
تم بھی چپ ہو رہو جبتک مین تقدیر کرون دونون خاموش ہو رہے محفل عیش گرم ہوئی وقت شب ضابطہ و علقمہ حالت مستی
مین اُٹھے عرض رسا ہوے کہ ای خداوند ہر ایک میدان مین گیا خدا پرستون سے لڑا بحکم خداوند مجروح و بے روح کیا اور خداوند
نے اپنے دست قدرت سے سبکو غرق بحر ناکامی کر دیا اب ہماری باری ہی امیدوار ہون کہ کل جنگ باقی ماندہ ہمارے نام پر
مرقوم ہو اور ہم دونون باہم زنگاوہ پر عاشق ہوے اور ساتھ ہی نکلے سرگذشت بھی ایک سی ہی ایک جا باتفاق سے رہے
دو ایک دن کا فرق ہی کچھ ایسا زیادہ نہین ہی اسلیے چاہتے ہین کہ میدان مین ساتھ ہی جائین اور دو دو کو بلائین ملک
عدم مین پہونچائین ایک دم مین شکست دین فوج اسلام کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سبکو گھیر کر مار لین فتح ہمارے نام پر
لکھی جائے جمشید یہ سُنکے شاد ہوا اور ہر ایک کو مروارید کے مالے عنایت فرمائے اور وعدہ کیا کہ تم دونون عہدۂ
پیغمبری کے امیدوار رہو ابو حاکم نے کہا ای فرزندان دلاور تم خوب آئے آفرین ہزار آفرین اچھے ایسے ہی ہوتے ہین
اشبوط یہ سنکے خوش ہوا الفیموس کا بھی دماغ غرور و تکبر سے پر ہوگیا ابو حاکم خوش وقتی مین سُنکے ناچنے لگا اسی سبب سے
شیطان درگاہ کا خطاب ملا القصہ رات کو طبل جنگ بجا صبح کو صفین آراستہ ہوئین علقمہ و ضابطہ میدان کے
اجازت خواہ ہوے جمشید پلید نے شراب سحر پلائی اور رخصت کیا شراب سحر کا یہ خواص ہی کہ نشہ مین زور دونا کرتی
ہی جب یہ دونون میدان رزم مین آئے نعرے مارے جمشید پلید اور اپنی تعریفین بہت کین اور پکار کر کہا ای خدا پرستو
جسے آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آئے خداوند نے یہ مہم ہمارے سپرد کی ہی تاکہ اس مہم کو ہم جلد فیصل کر دین اور
تم مین سے دو شخص ہمارے مقابلہ کو آوین بعدہ ان حرامزادون نے مسلمانون کے حق مین سخنان نالایق و ناسزا
کہے رشید بیگ خراسانی و فتح الدین مغربی جو کہ سرداران ممتاز سے تھے میدان مین آئے بعد رجز خوانی کے
جنگ شروع ہوئی پہلے نیزہ بازی ہوئی مسلمانون نے کافرون کے نیزے ہوائی کر دیے تلوار کی نوبت آئی دونون کافر
زخمی ہوگئے سردار سالم و سردار غانم و سردار حمید الدین اور سردار عزیز الدین درجۂ شہادت پر فائز ہوے جمشید پلید
نہایت خوش ہوا دونون کو اپنے اردو کی بازار کا پیغمبر مقرر کیا چند خوان زر سرخ اُنکے فرق نامبارک پر نثار کیے اور حالت
مستی مین بولا ای بندگان مین تم سب کی ایسی تقدیرین کر دونگا کہ تم نہایت خوش ہوگے یہ سُنکے سب نے جمشید کو
سجدہ کیا اب اس رات کو ان دونون کافرون کے نام طبل جنگ بجا اور وہ رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو لشکر طرفین رزمگاہ مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین ان حرامزادون نے میدان کارزار مین تین چار پہلوانون کو

زخمی کیا اور ایک درجہ شہادت پر فائز ہوا اشبوط دیلمی نے جمشید سے کہا ای خداوند اب اگر دیلم خود بھی آئیگا اور مجھے
پیغمبری کی تکلیف دیگا ہرگز قبول نہ کرونگا اُسے گالیان سناؤنگا کیدی تو حد کا بدخو ہی القیموس زنگی نے کہا مین سواع
پر لعنت کرتا ہون پتھر کو بوسہ دینا اُسکے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا یعنے چہ لیکن اُس معرکے مین تیسرے روز ضابط نے
بھی لاف زنی شروع کی اور حریف طلب کیا ابوالحسن فکر مین غلطان و پیچان تھا چیکا دروازے پر کھڑا تھا کس پہلوان کو واسطے
مقابلے کے بھیجتا کہ سب پہلوانان صف شکن و دلاوران تہمتن زخمی ہو چکے تھے اور ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ بالاے
قصر اخضر دوربین سے دیکھتی تھین اور مناجات قاضی الحاجات مین کر رہی تھین آخر غازی الدین و عماد الدین دو سوار
ابوالحسن جوہر سے رخصت لیکے میدان رزم مین گئے اور شربت شہادت نوش فرمایا یہ دونون مادر بخطا بآواز بلند
چلاتے تھے کہ ہم شام تک مسلمانون کے قتل سے باز نہ آئینگے جلدی آؤ اور دار العدم مین سیدھے چلے جاؤ لشکر اسلام
کے دلون مین اضطراب راہ پائے ہوئے تھا مرد و نامرد ہر لشکر مین ہوتے ہین نامرد باہم حرف و حکایات مین مشغول
تھے اور مرد مناجات مین مشغول تھے ابوالحسن جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا ای برادر نا چار مین خود جاؤنگا یعقوب
نے سر مبارک صاحبقران اکبر کی قسم دی کہ ایسا ارادہ نہ کرنا اور کہا ای شہریار یہ دونون حرامزادے تیرے سامنے کیا حقیقت
رکھتے ہین جمشید مردود ثانی نمرود کو کہ بیشک بانی ضلالت و شرارت ہی خوب جانتے ہو مجھے خوف یہی ہی کہ اُسکی تلوار سے
جو آب سحر مین بجھائی گئی ہی مبادا ذات عالی کو آسیب پہونچے اُسوقت لشکر بے دل کیا کریگا یقیناً متفرق ہوجاویگا جوہر
نے دیکھا کہ یعقوب معقول کہتا ہی اور آذر شاہ وغیرہ نے بھی یہی کہا لیکن وہ دونون نطفہ بے وقت ویسیا کلمات سخت
اور ناسزا ایسے کہ رہے تھے کہ کسی کو تاب سماعت نہ تھی مگر مجبور تھے کیا کرتے کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا ناگاہ گرد جانب
جنوب سے نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا دو نقابدار پیدا ہوے کہ ایک جماعت قلیل اُنکے ساتھ تھی لیکن کمال
سرعت و تیزی سے گھوڑے اُڑاتے ہوے سر میدان کین پہونچے اُنمین ایک سبز پوش دوسرا سفید پوش تھا ایک
ضابط سے مقابل ہوا دوسرا علقمہ کے سامنے آیا دونون نے دونون کو آواز دی کہ او حرامزادو مغرور آتش جہنم سے
قریب رحمت خدا سے دور یہ کلام لغو بیہودہ کیا کہ رہے ہو کیا گوہ کھاتے ہو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہی لعنت خدا تمپر اور
تمھارے مادر و پدر بیغیرت پر اور اُس جمشید ولد الزنا پر یہ حرامی حیران ہوے کہ یہ کون گالیان دینے لگا کہا تم کون ہو کہ
اس مجہولیت پر پیغمبرون سے لڑنے آئے شاید تمکو خبر نہین کہ خداوند جمشید نے ہمین اُردوے معلے کی پیغمبری سے
سرفراز فرمایا ہی وہ بولے اُس بازاری نے تمھین بازاری سمجھ کے مسخرہ بنایا ہی القصہ علقمہ نے سفید پوش کو نیزہ مارا سفید پوش
نے وہ وار نیزہ کا رد کیا اور ضرب شمشیر بھی خالی گئی اور عوض مین اُسکے ایسی ایک شمشیر آبدار کی ضرب سر نحس علقمہ پر ماری
کہ تا کمر اُتر آئی اُدھر نقابدار سبز پوش نے حملے پے در پے کرنا شروع کیے تا اینکہ ایک ضرب تیغ بید ریغ مین راکب و مرکب دونون کا
چار پر کالے کیا القیموس نے گریبان تا بدامن چاک کیا اور تلوار کھینچ کے سفید پوش پر جھپٹا نہ کچھ کہا نہ سنا غفلت مین

ایک ضرب شمشیر سفید پوش کے لگائی کہ چار انگل کاسہ سر مین اُسکے درآئی پھر یہ دونون لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوے
عیاران لشکر اسلام انھین لیے داخل لشکر ظفر پیکر ہوے سبز پوش تو زخمی نہ تھا اسلیے کہ اُس بہادر سے کوئی نہین لڑا
ابو الحسن جوہر کے سامنے دونون گئے سفید پوش نے نقاب چہرے سے دور کی معلوم ہوا اسلم بن سالم دلاور ہے
جوہر نہایت خوش ہوا شکر پروردگار عالم بجالایا وہ دوسرا جوان زنگاوہ زنگاری پوش تھا ابو الحسن جوہر نے انھین
خیمہ مین مقیم کرایا اشبوط دیلمی نے سر پیٹنا شروع کیا گریبان پھاڑ ڈالا عمامہ سر سے پھینکدیا خاک سر پر ڈالی زمین پر اپنے
کو گرا دیا القیموس نے اپنا برا حال کیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجوا دیا بارگاہ مین اُن دونون کو لے گیا اور
ہر ایک کو تسلی دیتا تھا یہ دونون کہتے تھے خداوند ہماری تسلی کسی طرح سے نہین ہوتی اور نہ ہوگی جبتک کہ یہ
دونون جوان از سر نو زندہ نہونگے جمشید نے کہا اے احمقو کبھی دیلم قرم ساق یا سواع بد ذات نے بھی مردہ زندہ
کیا ہے کہ جو تو مجھ سے توقع رکھتا ہے آخر ضار منکوس منحوس کے اشارے سے جمشید نے کہا تمھاری خاطر داری مجھکو
ہمیشہ مد نظر رہتی ہے کیا مضائقہ ہے لیکن بالفعل انھین دفن کردو بعد انفصال مہم ہم انھین زندہ کردینگے ادھر ابو الحسن
جوہر رات کو اسلم کی عیادت کو آیا احوال شاہزادہ صفدر یا براہیم بن حیدر کا پوچھا بولا شکار مین مشغول ہے شاید کل
یا پرسون وہ بھی تشریف فرما ہوگا پھر تمام قصہ مطبقہ کے قتل کا اور شکست کرنا طلسم کا ابتدا سے انتہا تک مفصل بیان کیا
سیدی سالم بھی زخمیون مین داخل تھا اُسکو نور چشم کے آنے کی خبر دی بلکہ سامنے لیگئے بیٹے نے سلام کیا باوجود زخمداری
کے بیٹے کو دیکھ کے بہت خوش ہوا البطال زنگی بھی زخمی تھا اپنے خیمہ مین آیا بھتیجے کے آنے سے بہت خوش ہوا از صدق
کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا ابو الحسن جوہر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کے آنے سے بہت فرحناک ہوا ادھر اشبوط
اپنے خیمہ مین گیا جمشید کو پیام دیا کہ اگر میرا فرزند زندہ ہوگیا ہو تو اُسکے ماتم مین نہ بیٹھون اور اگر دیر ہو تو تھوڑی دیر اُنکے
ماتم مین مصروف رہون جب یہ پیام جمشید نطفۂ حرام کو پہونچا ضار منکوس منحوس خلوت مین اُس قرم ساق کی ابلہی حماقت
پر خوب ہنسا ضار منکوس نے کہلا بھیجا کہ تم بالفعل اُن ناپاکون کا ماتم کرو جسدن وہ بیچیا زندہ ہونگے پھر اُنکی شادی کرنا قصہ
کوتاہ دونون بڑے طمطراق سے اس امید پر کہ جمشید وغیرہ آئینگے ماتم مین بیٹھے جمشید مردود نے کلام تسلی بخش کہے
اُدھر بدستور القیموس بھی ماتم نوجوان پسر مین بیٹھا دونون کے خیمہ برابر تھے دو دن جنگ اس ماتم وگریہ مین موقوف رہی تیسرے
روز شب کو پھر صدائے طبل جنگ بلند ہوئی اور ادھر سے بھی آواز کوس حربی بلند ہوئی بعد صف آرائی اُس دن
سرداران کفار جمشید نابکار کے حکم سے دس نفر ایک دفعہ میدان رزم مین گئے اور ان حرام زادون نے دس حریف طلب
کیے علیم الدین وغیرہ دس شخص لشکر اسلام سے بھی میدان مین پہونچے پانچ نے اپنے حریف مارے اور پانچ شہید ہوے
دوسرے دن سو کافر آئے ادھر سے بھی سو مسلمان گئے مگر بفضل رب اکرم اہل اسلام غالب رہے جمشید پلید نے سو نفر
اور اُنکی کمک کو بھیجے اُدھر سے بھی کمک پہونچی رفتہ رفتہ جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی لیکن جنگ حربی تھی مغلوبۂ کلی نہ تھی

دس ہزار جوان جرار دونون طرف کے تھے مگر پھر غلبہ اسلام ہی کا رہا آخر الامر طبل مراجعت بجا سب اپنے اپنے خیمہ مین گئے دوسرے روز جمشید پلید نے اور سردار ملک کے واسطے بھیجے لشکر اسلام مین اور جوان نہ تھے اسوجہ سے کچھ اہل اسلام مغلوب معلوم ہوے تیسرے روز جمشید پلید نے ارادہ کیا کہ لشکر اسلام کو شکست دینا چاہیے تلوار کھینچ کے داخل جنگ مغلوبہ ہو بھی ہو گیا ادھر سے ابو الحسن جوہر اور یعقوب سحرانی وغیرہ بھی شریک جنگ تھے ہر چند کہ جنگ خیری رہی بیس ہزار سوار طرفین کے تھے قریب تھا کہ اسلام مین شکست ہو جائے ناگاہ تتق گرد گوشہ صحرا سے نمودار ہوا جب دامن گرد چاک ہوا شاہزادہ ابراہیم بن حیدر ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچا اور حال لشکر معلوم کر کے مانند شیر غضبناک گلۂ گوسفند پر جا پڑا اور کشتون کے پشتے لگا دیے شام تک جنگ مغلوبہ رہی آخر کو آپس سے جدا ہوے جمشید کو شاہزادہ ابراہیم کے آنے کی اطلاع ہوئی نجاشی نے عرض کی یا خداوند بڑا تعجب ہی آخر بن خدا پرستون کا کام درست ہوا جاتا ہی جیسا کہ اب یہ علوی یعنے ابراہیم بن حیدر آیا جادوگر کو مارا طلسم توڑا زنگادہ و اسلم کو چھڑایا اشبوط نے کہا ای نجاشی مجھے وحی پہونچی کہ میرے بیٹے کو تیری بیٹی نے مارا ہی وہ نقابدار سبزپوش تیری بیٹی زنگادہ تھی نجاشی بولا ای احمق اسے وحی کہا چاہیے جاسوس سنکے خبرین لائے ہین ہر ایک سے اُنھون نے کہا کہ دونون نقابدار اسلم و زنگادہ تھے اور جو اُنھون نے میدان مین کیا سب نے دیکھا نجاشی نے جب کہا اشبوط بولا ای حبشی بچے ایک تو تیری دختر ابتر نے میرے پسر کو مارا دوسرے پھر تو مجھے احمق بناتا ہی نجاشی بولا تو کیون احمقون کی سی باتین کرتا ہی جو خبر سُنی اُسے وحی کی طرف منسوب کرتا ہی اشبوط بولا وحی یہ ہی کہ جب خداوند جمشید میرے بیٹے کو زندہ کریگا زنگادہ پھر آسے مین دونگا القیموس بولا ای اشبوط دیلم کی سیغمبری مین بھی شک ہی تو بڑا احمق تھا اور اب بھی تو بڑا احمق ہی دختر برادر تیری بیوہ ہوئی میرا بیٹا مارا گیا وہ زندہ ہو ونگا تو زنگادہ اُسکے حق کی ہی مین نے سُنا ہی کہ وہ تیری دختر برادر سے راضی نہ تھی بولا او روسیاہ تیری بیٹی نے میرے بیٹے کو قتل کروایا جمشید پلید اُنکی بیہودہ باتین سُنکے چین بجبین ہوا اور کہا ای اشبوط دیلم بیٹی زنگادہ اسلم کو بخشی اور ہرگز ایسی نامعقول دوا ہی وحی مین کسی کو نہین بھیجتا معلوم ہوا کہ دیلم پہ ستی کے وقت مین بھی تیری وحیان جھوٹ ہوئی تھین اشبوط شرمندہ ہوا اُدھر شاہزادہ ابراہیم نے ابو الحسن جوہر وغیرہ سے ملاقات کی صاحبقران اکبر کے سرہانے آیا اُس شہریار کامگار کا حال دیکھ کے خوب رویا امراے زخمی سے بھی ملاقات کی جمشید پلید پر لعن کی اور فرمایا یہ خبر تین روز ہوے کہ شکار مین مجھے پہونچی مین نے اسلم کو آگے روانہ کیا وہان شکار مین بہت تھا مین مشغول ہوا دوسرے روز یہ خبر پہونچی مین پریشان و مضطر روانہ ہوا اب دیکھنا جمشید پلید کو کس عذاب سے جہنم واصل کرتا ہون ابو الحسن جوہر نے کہا ای شاہزادہ ابراہیم والا گہر جمشید حرامزادہ سحر کی مدد سے یہ کام کرتا ہی نہین کیا اُسکی مجال اور قدرت تھی جو نگاہ کج سے اسطرف دیکھہ سکتا تنہا فقط ایک امیر محمد نے کیا کیا ذلیل کیا ہی اب لوگ ضار منکوس پر گمان کرتے ہین مگر میرے نزدیک کسی ساحر زبردست کا یہ کارخانہ ہی گیدی طبعی سے ابتک کیا ہوا تھا جواب ہوگا ای شاہزادے مین تمھین ہرگز صلاح جنگ اُس مردود سے نہ دونگا کہ شمشیر و گرز و اسپ اُس حرامزادہ کے

سحر بند ہین اور نہین معلوم کہ یہ کس ساحر ملعون نے سحر کیا ہی شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا تعویذ باطل السحر میرے پاس
حضرت حق آگاہ کا عنایت کیا ہوا موجود ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ای شاہزادہ عالی گہر صاحبقران اکبر نامدار خود اسم اعظم
باطل السحر جانتے ہین مگر کچھ مفید نہین مین نے سنا ہی کہ یہ چیزین سحر عوانی کے وقت کام آتی ہین اگر کوئی ساحر محنت کرے
اور کوئی کارخانہ مرتب کرے تو وہ کارخانہ طلسم کا حکم رکھتا ہی اُسکا شکست ہونا محال ہی بلکہ اعمال سے متعلق ہے جو
اُسکے مقابلے مین ہون یا ساحر کے مرجانے سے وہ برطرف ہوتا ہی اور اگر سحر کے ساتھ اعمال حکمت سے ترکیب دیے ہون
تو وہ عمل بعد مرنے کے بھی قائم رہتا ہی جیساکہ حال شاہزادہ مشتری اور صاحبقران اعظم کا سننے مین آیا ہی اور طلسم ساحران مسقط
کا قصہ بیان ہوچکا ہی مین اسوجہ سے کہتا ہون کہ تمکو جمشید پلید سے لڑنا کسی طرح مناسب نہین ہی تم بجاے صاحبقران اکبر
قلب لشکر ظفر پیکر مین رہو کہ اہل اسلام کی تقویت کا باعث ہو اگر خدانخواستہ تم بھی مثل اورون کے زخمی ہوگئے تو قیامت
برپا ہوجائیگی سب نے یہ تقریر سُنکے کہا سچ ہی بلکہ پادری ایدروین نے بھی تصدیق جوہر کے قول کی کی شاہزادہ ابراہیم ناچار
خاموش ہو رہا آخر بولا کہ کچھ خوف نہین خدا سے بازگشت مین دیکھونگا جو کچھ ہوگا۔ اتنے مین آواز طبل جنگ لشکر کفار سے
بلند ہوئی اور دوسرے روز صف آرائی کے بعد محروق داغستانی ایک گبر میدان رزم مین آیا اور طالب حریف ہوا دو مین شخص
لشکر اسلام سے اُس گبر کے مقابلے کو گئے لیکن زخمی ہوے بعض شہید ہوے شاہزادہ ابراہیم نے کہا اگرچہ ان مسلمانون کی
اجل آگئی تھی لیکن اب مجھ سے نہین ہوسکتا کہ مین موجود ہون اور یہ ہنگامہ دیکھون اور خاموش رہون یہ کہکے مرکب کی باگ
لی اور میدان مین پہونچا اور جاتے ہی محروق داغستانی کو بعد رد و بدل بسیار قتل کیا بعد اسکے مخذول دمشقی آیا اُسے بھی
زمین پر دے مارا اور سر کو اُس گبر کے دھڑ سے کھینچ لیا۔ القصہ دس پہلوان کافر لشکر نکبت اثر جمشید ملحد سے شاہزادہ ابراہیم
نے جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید پلید بارگاہ مین اپنی آیا بیٹھا بولا معلوم ہوتا ہی یہ علوی بھی آب شمشیر قدرت کا تشنہ
ہی بیشک یہ بہادر زبردست ہی بعض پہلوان لشکر اشبوطالاف زنان ہوے جمشید نے دوسرے روز انھین بھیجا دس اشبوطی اور
پانچ بکرانی تیغ ابراہیم سے واصل جہنم ہوے اور تا شام دو نفر القیموسی دس نفر نصرونی بھی مارے گئے دوسرے دن ہامان بن کج
شیر نیستانی کو جمشید نے میدان مین بھیجا اُسپر بڑا اعتماد تھا لیکن اُسے بھی شاہزادے نے چورنگ کیا جمشید کو غصہ آیا
اور اُسی غضب مین تخت سے کودکے گھوڑے پر سوار ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک تقدیر مین آرام نہین ہی ہرچند
چاہتا ہون کہ آسائش و آرام کرون مگر میسر نہین ہوتا القصہ مقابل ہوا بولا ای علوی تیرہ روزگار و شوم بخت اپنے خدا زندکو
پہچان اور سجدہ کر شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا اے بدبخت شقی ازلی مین نے اپنے پروردگار کو خوب پہچانا ہی دن مین سو بار ہم اُسکی
درگاہ مین سجدہ کرتے ہین تو اپنے حال بدمآل پر اشک حسرت بہا کہ بندہ مفلوک دعوے الوہیت کرتا ہی جمشید شاہزادہ
عالی منزلت کی فصاحت تقریر سے متحیر ہوا اور کہا فصاحت بنی ہاشم مشہور ہی ناچار تجھے بھی دیکھ مین تیرے لوگون مین ملاے
دیتا ہون کوئی حربہ تو نہ کیا لیکن گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ دو روز ایسے زور ہوے کہ آواز تحسین و

آفرین جانبین سے بلند ہوئی دونون برابر ہے جمشید کو باوجود قوت اصلی اور عارضی کے یہ قدرت نہ رہی کہ شاہزادۂ عالیجاہ
پر غالب ہوتا آخر جمشید تنگ آیا اور جھنجھلا جھنجھلا کے زور کرتا تھا تا اینکہ شاہزادہ کو حیلہ و حوالہ اُس زمین مسحور پر لے آیا اور کہا کہ اب
حربے سے لڑونگا معلوم ہوا تم بھی مغرور رہو آخر وہی عمود طلسم مارا شاہزادے کے شانے مین ضرب شدید پہونچی کثرت
درد سے بیہوش ہوگیا عیاران لشکر اسلام حاضر تھے اُن کفار کو سنگ فلاخن سے ایسا مارا کہ وہ سب بھاگ گئے اور ابراہیم
کو اپنے لشکر مین لے گئے جمشید نے طبل بازگشت بجوادیا پھر گیدی کا حال بھی صدمۂ زور شاہزادے سے بدتر ہوگیا
بارگاہ مین جاتے ہی بیہوش ہوگیا دو پہر کے بعد کچھ بحال ہوا شراب سحر کے دو ہی شیشے باقی تھے ضمار منکوس منحوس نے
چند جام متواتر دیے گیدی اُٹھ بیٹھا بولا ای اُستاد بہ علوی کہی بلاے روزگار ہی اگر تیری مدد نہوتی تو کبھی برابر مقابلہ مین
نہ رہتا اور سخت مشکل پیش آتی ضمار منکوس بولا شاہ عالم پناہ حیدر کرار غیر فرار کا نام شاید تو نے سنا نہین یہ اسی خاندان
سے ہی اور طبیعت مجردہ بنے روز ازل سے بعضون کو حسب استعداد و مراتب فضیلت بخشی ہی جمشید نے کہا جو کچھ ہو لیکن
یہ یقین کامل ہی کہ میرے گرز قدرت سے ممکن نہین کہ جانبر ہو کوئی جائے اور خبر لائے کہ جوان علوی کا کیا حال ہوا زندہ ہی یا
راہی ملک عدم ہوا ایک جاسوس حاضر تھا اُسنے کہا شاہزادہ ابراہیم اگرچہ مثل معز الدین کے بیہوش نہین ہی لیکن شدت
درد سے نہایت بیچین ہی جراح علاج کر رہے ہین ضمار منکوس نے کہا یہ عمود فقط ذات معز الدین سے خصوصیت رکھتا ہے
چنانچہ اُسکو اسی گرز نے اس حال کو پہونچایا اورون سے کیا کام ہی جمشید پلید نے کہا اپنی خداوندی کی قسم کہا اورون کے لیے
بھی بُرا نہین ابراہیم کا دل ہی جانتا ہوگا ای اُستاد بہ نہاد آج کی رات مہلت دے دو کہ سب خوب آرام کر لین میرا حال
بھی اچھا نہین ہوا اب مین نے یہ تجویز کیا ہی کہ دو ایک روز مین جنگ مغلوبہ کردونگا اور اہل اسلام کو شکست دیکر دل شاد
کرونگا۔ اُس طرف کا حال سنیے کہ ابراہیم کا حال درد سے اچھا نہین ہی ابوالحسن جوہر بھی زار زار روتا ہی کوئی چارۂ کار نظر
نہین آتا یادری ایدروس ابو عامر کے بھی ہوش و حواس بجا نہین صاحبقران اکبر کے حال مین کچھ فرق نہین ہی بلکہ آگے
سے اب نبض مین کچھ ضعف زیادہ پایا جاتا ہی چودہ روز ہوے ہین کہ غذا کیا پانی تک نوش نہین کیا اب حکماے عالی منزلت
یعنے حکیم مسیح الملک وغیرہ اطبا شب و روز بالین سر معز الدین ہر وقت حاضر رہتے ہین اور دمبدم نبض دیکھتے ہین وہ بھی نبض
کے غیر منتظم ہونے سے نہایت مشوش ہین اُنکی پریشانی و تشویش سے سب پر عالم یاس و حراس طاری ہی کسی کے ہوش
بجا نہین ہین زنگادۂ زنگاری پوش ملکہ شمسہ تاجدار کی خدمت مین گئی اور حال صاحبقران اکبر پر خوب روئی اور ملکہ
سے حال نبض بیان کیا ملکہ نے حال صاحبقران اکبر سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا دیکھیے یہ شومی بخت
ہماری ہمکو کیا دکھاتی ہی نہین معلوم کیا ہوتا ہی ادھر خلدانہ وغیرہ کنیزان محل نالان و گریان ہین تمام قصر اخضر ماتمکدہ ہوگیا
یادری ایدروس و ابو عامر تھے جو صداے گریہ و زاری سنی نہایت منتشر ہوے خود تو نہ گیا مگر نادرہ کو محل مین بھیجا نادرہ
محل مین گئی دیکھا سب رو رہے ہین ایک حشر بپا ہی کسی کے حواس بجا نہین ہین یادری نے ملکہ سے کہا ای فرزند تم عاقل

ودانا ہوا سقدر مضطر نہو خدا کو یاد کرو کہ وہ کارساز و مجیب الدعوات ہی جب تم ایسا حال اپنا کروگی تو اور سب کا کیا حال ہوگا
تم خود سب کو سمجھاؤ تمنے تو خود عبارت روزنامچہ ملاحظہ کی ہے تم کیا اُس عبارت کو غلط سمجھی ہوئی ہو اور کچھ مطلق خیال
دل مین نہ لانا جو کچھ حکماے قدیم لکھ گئے ہین ممکن نہین اُسمین سر مو فرق ہو اگرچہ صاحبقران اکبر کی نبض کیسی ہی ضعیف
ہو جائے لیکن اُنکی جان کی خیر ہے یہ تم خوب یاد رکھو بفضل الٰہی و لعنایات و کرم نامتناہی وہ صحیح و سالم ہو جاینگے
ابھی تو بڑے بڑے کام اُنھین انجام دینا ہین اور تمام دشمنان دین و اسلام کو مستاصل کرنا ہی اور جمیع مطالب دین
و دنیا اُنکے بر آینگے اور وہ اپنے اعوا اور رفقا کی حاجت بر آری کرینگے بزرگان دین و حکماے باعلم و یقین کا حکم لغو نہین ہوتا
کبھی ایسا ہوا ہی جواب ہوگا سب کچھ کہتے تھے لیکن آنکھون مین آنسو بھی بھرے تھے اسلیے کہ علم غیب بالطریق یقین مخصوص
علام الغیوب کو ہی یہ بات بھی ضرور ہی کہ جس سے محبت دلی ہوتی ہی اُسکی نسبت اکثر گمان بد ہوتے ہین یا دری سبکو تسلی
و دلاسا دیکے صاحبقران اکبر کی خدمت مین گیا دیکھا تو شام کو نبض مین دن سے دونا ضعف پایا گیا دلون مین اور زیادہ
ہراس پیدا ہوا کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جسمین اشک بھرے نہون اور دمبدم سیب کو دماغ کے پاس صاحبقران اکبر نامدار
کے رکھتے تھے کہ بجز اسکے اور کوئی علاج اور چارہ کیا نہ تھا مگر غضب یہ تھا کہ ضعف مین ترقی ہوتی جاتی تھی اور حکما اور اطبا کو
اضطراب زیادہ ہوتا جاتا تھا بعض بندگان خاص و محب با اختصاص روتے اور پیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے نصیب
مین دیکھیے کیا لکھا ہی بار الٰہا وہ مروج دین اسلام ہی اور محبوب خلائق ہی اور تیرا بندۂ خاص ہی واسطہ اپنے حبیب کا
اسے صحت عطا فرما اپنے حفظ و حمایت مین رکھ اور ہمکو ایسا روز سیاہ نہ دکھا کہ ہم اپنی آنکھون سے اُسکا حال بد دیکھین
اور جو تجھکو ایسا ہی منظور ہے تو اول تو ہمکو اس دار فانی سے اُٹھا لے ؏

بعد از سر من کن فیکون شدہ باشد

قصہ کوتاہ وہ رات مسلمانون پر بہت سخت گذری جمشید کے مخبر دمبدم خبرین جمشید پلید کو پہونچاتے تھے جب وہ پلید حال
صاحبقران اکبر سنتا تھا خوش ہوتا تھا ابو حاکم مردود سے کہتا تھا دیکھا تمنے میری قدرت کا تماشا اب سب صاحبقرانی
بھول گئے زمین و آسمان آنکھون مین اندھیر ہے ابو حاکم نے کہا واقعی سچ ہی تیری خداوندی مین کیا شک ہی لیکن اب
آنکھون سے مسلمانون کا استیصال دیکھونگا کہ اُنمین اب حال باقی نہین رہا ہی زندگی سے تنگ ہین بعض نے کہا ایسے وقت
مین خوف کرنا چاہیے اور جان دینے والے سے ڈرنا ضرور ہی کسواسطے کہ جو جان سے اپنی تنگ ہوگا وہ ایسا لڑیگا کہ ایک
ہزارون پر بھاری ہوگا یہ تم خوب یاد رکھنا ضار منکوس منحوس نے کہا تو سچ کہتا ہی جمشید شدت کسل و اعضا شکنی سے کہتا ہے
مجھکو دماغ جنگ نہین جب صحیح و سالم ہونگا سمجھ لونگا۔ آگاہ ہو کہ یہ بھی ایک مشیت الٰہی تھی جو ایسے دشمن قوی کا یہ حال بنا
اور اس خیال کو اُسکے دل مین پیدا کر دیا ورنہ ایک دن مین لشکر اسلام کا حال ابتر کر دیتا کہین پتا بھی نہ لگتا بڑی خرابی متصور تھی ادھر
صبح کہ جو صاحبقران اکبر کی نبض دیکھی کل سے زیادہ ضعیف پایا ابو الحسن جوہر وغیرہ کے چہرے متغیر ہو گئے ہوش گم تھے

شیخ احمد عرب کہ مرد صالح و متقی و پرہیزگار تھا صاحبقران اکبر کے پاس بیٹھا دعائین پڑھین بعضے اعمال واسطے دفع سحر کیے حصول شفائے مرض کا جو طریقہ تھا ہر ایک کو تعلیم کیا سب نے سجادے بچھائے دعائین پڑھنے لگے اور عمل مین اسی طریق سے جسطرح بتایا تھا مشغول ہوے پھر شیخ عرب نے فرمایا مین نے عالم واقع مین ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے ای احمد اہل اسلام نے جبل علے جمیع عزیز مجھبن مژدۂ شفائے صاحبقران اکبر دو یہ سنتے ہی مین بیدار ہوا دعا کرنے لگا یہانتک کہ گریبان سحر چاک ہوا صبح صادق ہوئی فریضہ واجب ادا کیا سب نے متفق اللفظ کہا بیشک یہ خواب نہین ہے بشارت ہے اور تم بھی بزرگ ہو اور یہ وقت بھی خوب ہے بلاشبہ و شک یہ خواب واقعی ہے نہ خیالی ۔ الغرض یہان کا حال یہین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال صحت تام صاحب قران بیان ہوتا ہے۔

اب سلسلہ بند داستان کمیت خامہ کو عرصۂ جشن صحت صاحب قران اکبر فرخندہ فال شاہزادۂ کامگار شہنشاہ تاج بخش فلک رخش جہاندار گردون لوا شکنندۂ طلسم بیضا برہم زن ہنگامۂ رزم و پیکار گردن شکن اشرار و کفار بادشاہ واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم مین اسطرح جولانی دیتا ہے یعنے بقدرت قادر حقیقی پہونچنا اسرار اللہ شاہ حق آگاہ کا جبل اعلےٰ مین اور معالجہ کرنا صاحب قران اکبر کا برکت آیات مبارکۂ قرآنی و نقوش جلیلہ اور صحت پانا صاحب قران اکبر کا اُس بلاے سحر سے اور قتل ہونا خنازجادو کا سلطان ابو الحسن جوہر کی سعی و کوشش سے اور مستاصل ہونا لشکر کفار کا اور حالات جشن کتخدائی صاحب قران اکبر والاشان مین جھمز کرتا ہے۔

معرکہ آرایان میدان فصاحت و یکہ تازان عرصۂ بلاغت اس داستان نو عنوان کو اسطرح تسطیر کرتے ہین کہ جب اضطرار و اضطراب ابو الحسن جوہر وغیرہ ہوا خواہان نامور کا حد سے درگذرا بفحواے ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ مجیب الدعوات نے دعا کو اُن صاحبان اضطرار کی قبول فرمایا اور دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ہنوز شیخ احمد عرب اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ اُسی وقت خبر مسرت نمط پہونچی کہ آج خواجہ جنید مغربی نام ایک تاجر زمین حجاز سے جہاز پر سوار آیا اور آب جہاز سے اُترکے شہر فردوسیہ مین داخل اُردوے معلے ہوا اور امیدوار ملازمت صاحب قران اکبر اور امراے نامور ہے اور امیر شجاع الدین کی خدمت مین زیادہ اظہار خلوص کرتا ہے تمام دلاور مع شاہزادہ ابراہیم اگرچہ شدت درد و سوزش زخم سے نہایت بیچین تھے لیکن یہ سنتے ہی اپنے اپنے بستر سے اُٹھ بیٹھے امیر شجاع الدین وغیرہ بولے ہرچند اس جا پر ہر ایک کا

آنا مناسب نہین لیکن خواجہ ان لوگون مین نہین ہین کہ جنسے کسی طرح کا ضرر پہونچے لہذا اُنکا منع کرنا بھی مصلحت نہین ہی وہ مرد نیک سیرت تمام عمر تجارت مین بسر کرتا رہا ہی موافق شرع کے نفع لیتا ہی اور جو پیدا کرتا ہی اُسمین سے بھی دو حصہ راہ خدا مین دیتا ہی اور چار مرتبہ حج سے مشرف ہوا ہی زیارات عتبات عالیات بھی بجا لایا ہی صائم النہار قائم اللیل بھی ہے ایسے شخص کو کسطرح منع کر سکتے ہین جوہر نے کہا قسم ہو سر مبارک صاحبقران اکبر کی ایسے شخصون سے دعا کروانا باعث برکت ہی صاحبقران اکبر اور ہم بیچارون کے حق مین جو ایسا بندۂ خاص دعا کریگا حق تعالے اُسکی دعا کی برکت سے یقین کامل ہی کہ صحت کامل کرامت فرمائیگا میرے دل مین کچھ آج نہین معلوم کیا ہی کہ آثار مسرت و انبساط پائے جاتے ہین تم جلد جاؤ اور اُس بزرگ سے کہو کہ آپ بخط مستقیم نہین تشریف لائیے ہم آپ کی زیارت کے مشتاق ہین یہ سُنکے بہت لوگ دوڑے اور خواجہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلے آئے بعد تھوڑی دیر کے ایک اور خبر آئی کہ ایک بزرگ کہ چالیس برس کے سن مین آثار بزرگی و صلاحیت و زہد و تقوی جبین نورانی سے ظاہر ہین وہ بھی ساتھ ہی جب خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کا حال جوہر اور امراے عالی قدر نے سُنا تا دیدہ حلقۂ اطاعت آویزۂ گوش جان کیا اور خود بخود غنچۂ دل شگفتہ ہوے ابو الحسن جوہر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور سلطان شاہ اور باقی سلاطین کو ساتھ لیے واسطے استقبال کے چلے راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی عقلاً معلوم ہوا کہ خواجہ کا آنا فقط بہانا تھا مطلب اُسی بزرگ سے تھا اسی طرح خواجہ کو بھی جانیے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر کی نظر اس عالی منزلت کے جمال انور پر پڑی ایسا دبدبہ اور رعب پیدا تھا کہ جسکی حد نہین اُس درویش عالی قدر نے جوہر سے معانقہ کیا اور کہا بسم اللہ صاحبقران اکبر کو ایک نظر مجھے بھی دکھاؤ پھر کسی نے بیچارہ خواجہ سے بات تک نہ کی ابو الحسن جوہر مثل ادنے ملازمون کے پیشاپیش آگے ہو کے محل کو مع درویش کے روانہ ہوا اور آذر شاہ و سلطان شاہ سے کہا ای برادر والا قدر ملاحظہ ہو اہل دین متین مین ایسے ایسے روشن ضمیر ہوتے ہین اُسنے کہا الحق تو سچ کہتا ہی ملک الذہب نے کہا مین تو اس ملت کو ضرور ہی اختیار کرونگا آذر شاہ نے کہا حق سبحانہٗ و تعالے نے اسی واسطے ہمارے دلون مین محبت صاحبقران اکبر کی ڈالدی ہی کہ ہمارا مآل کار اچھا ہو اسلام مین داخل ہونا قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا چاہیے قصہ کوتاہ ابو الحسن اُس شمع انجمن کو لیے ہوے داخل بارگاہ عرش پناہ ہوا ابو عامر کے دل مین بھی نور یقین روشن ہوا کہ اب شاہزادہ معز الدین ضرور ہی کہ صحت پائے یہ درویش نہین ہی بلکہ خداوند کریم نے کسی موکل کو درویش کے حیلہ سے واسطے معز الدین کی صحت کے بھیجا ہی یہ برکت بجز دین اسلام کے اور کسی مذہب و ملت مین نہین ہی اب مین بھی دین عیسائی ترک کرتا ہون اور مسلمان ہونگا کہ عیسائی مذہب مین کچھ لطف نہین ہی قصہ کوتاہ اب سنیے شان معبود کی اسطرح نمود ہوئی کہ جو جو زخمی تھے اُنکے دل خود بخود قوی ہو گئے وہ بیچارے اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے درویش کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوے اور سعادت ملازمت حاصل کی اور درویش پاک نیت نے اگرچہ مصافحہ و معانقہ سب سے کیا لیکن کسی سے بات کی نوبت ابتک نہین آئی الغرض وہ عالی مقام براہ راست بالین صاحبقران اکبر گردون حشم پر پہونچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُس حال

بیہوشی کو صاحب قران اکبر والا شان کی ملاحظہ فرمایا تین مرتبہ کہا۔ سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَر۔ اور فرمایا
عجب لوگ ہین کہ ہنوز کوئی ابتک اُسکے حال سے واقف ہوا اور ادب و تعظیم مین اُس با خدا کی نہایت مبالغہ کیا اسقدر
مرتبۂ ادب کو دخل دیا کہ ما فوق متصور نہ تھا جوہر نے بجائے خود کہا۔ **بیت**

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

مگر جب شاہزادہ ابراہیم کی نظر جمال انور درویش پر پڑی بے اختیار قصد کیا کہ اُٹھ کے گرد اس بزرگ کے پھرے لیکن
اُس مرد بزرگ نے منع فرمایا جوہر نے جب اطاعت شاہزادۂ ابراہیم کی اوروں سے زیادہ دیکھی آہستہ پوچھا ای شہریار کامگار
مجھے اس تمھارے اعتقاد سے ثابت ہوتا ہی کہ تم اس بزرگ سے شناسائی رکھتے ہو کہین تمنے دیکھا ضرور ہی ابراہیم نے
کہا ہان لیکن اس عالم مین نہین دیکھا جوہر نے کہا پھر کس عالم مین اُنسے ملاقات ہوئی ابراہیم مسکرائے اور کہا عالم طلسم
الفرد مطلقہ کے مرحلہ اول مین ہمنے عالم خواب مین جمال خورشید مثال جناب شاہ صاحب سے دیدہ باطن کو روشن و منور
کیا تھا بعد انکے پھر ایک لقا پرار کو دیکھا اور میری رہنمائی کی تھی اس عرصہ مین وہ بزرگ بھی وظیفہ سے فارغ ہوا اور سر اٹھا کے
فرمایا ای ابو الحسن جوہر ظاہرا تمکو اور ان حاضرین انجمن کو فقیر کے حال مین حیرت ہی یہ فقیر پہلے اپنے حال سے آپ صاحبون
کو آگاہ کرتا ہی پھر جو کام مجھ سے متعلق ہے اُسکو بجالاؤنگا ای فرزند ابو الحسن جوہر مین تمھارا اور صاحبقران اکبر کا ماموں
رشتہ مین ہون اور فرزند شاہ حق آگاہ راز دان ہون یہ سُنکے تمام محفل مین ایک شور ہوا سب قدمبوس ہوے
پھر فرمایا کہ اس فقیر کا نام اسرار اللہ سر حق ہی پانچ برس کے سن مین مین مدینہ منورہ مین تھا کہ والد بزرگوار نے سیاحی
کو فرمایا جب خاطر مبارک مین آتا تھا وہ بزرگوار میرے دیکھنے کو آتے تھے جس زمانے مین مین مدینہ منورہ مین کسب علم کرتا
تھا اور والدہ بھی میرے پاس تھین علم زائچہ استادون سے حاصل کیا علم سینہ والد بزرگوار نے تعلیم فرمایا پھر والدہ
نے انتقال فرمایا والد ماجد کے ظل عاطفت مین آیا والدہ صاحبہ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہوا بعد اسکے جناب والد بزرگوار
نے مجھے کچھ تھوڑا سا پڑھایا اور اپنے ہمراہ نجف اشرف و کربلاے معلے لیگئے وہان سے مشہد مقدس گیا بعد زیارت
بغداد مین آیا اور دونون اماموں کی زیارت سے مشرف ہوا پھر وہان سے بار دیگر کربلاے معلے اور نجف اشرف پہونچا
وہان سے مکۂ معظمہ سے پھر مدینہ منورہ مین آیا اور دس برس وہین رہا بعد اسکے سیر مغرب بھی کی جب مین چالیس
برس کا ہوا ایک روز صبح کو جناب والد ماجد نے فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ عالیہ خاتون جسکو مین نے مثل اپنے
فرزندون کے جانا اُسکا فرزند دلبند غریب الوطن ہوکے جبل اعلے مین پہونچا مین ابراہیم بن حیدر کو رخصت کر آیا ہون
اور تاکید کی ہی کہ تم بھی اپنے برادر زادے کی خدمت مین جاؤ اور دو تعویذ باطل السحر اُسکے بازو پر باندھ دیے ہین
صاحب قران اکبر روزگار ہوا ہی وہ کام کہ جو طاقت بشری سے باہر ہی اُس سے ظہور مین آئے ہین مگر افسوس یہ ہی
کہ اسکا دیدار نور الابصار میری قسمت مین نہین ہی اُس مروج دین اسلام کو فلان ایام اور فلان مقام مین ایک فر

اکفر کے ہاتھ سے بسحر صدمۂ عظیم پہونچیگا وہ ساحران نابکار راہ معالجات کو بھی ایسا مسدود بسبب سحر کے کردینگے کہ اہل
لشکر اسلام عاجز و مضطر ہوجائینگے دانایان لشکر ظفر پیکر اُسوقت حاضر نہونگے وہ حرامزادے ایسا بند سحر باندھینگے کہ حکماے
عالیشان کی خدمت مین ابو الحسن جوہر تک نہ جاسکیگا حسب مشیت ایزدی و تقدیر ربانی اس بندہ حقیر و ضعیف و ناچیز پر
علاج منحصر فرمایا گیا ہی لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ فقیر اُسوقت اس عالم مین نہوگا لہذا مین تین لوحین تیار کرتا ہون تجھے چاہیے
کہ اُنھین ایام مین داخل لشکر ظفر پیکر ہوکر اپنے خواہرزادے کا مع رفقاے نامدار و امراے عالی وقار علاج کرنا پھر ایک
تکسیر حروف معوذتین کی دوسری لوح آیتون کی تیسری اسم اعظم کی بمشقت عظیم سے تیار کی اور ہر سہ الواح اسماے جلیلہ
باطل السحر سے مکمل کر کے میرے سپرد کین اور لوازم ضروری اُسکے مجھکو تعلیم کیے اور اس عالم فانی سے دار جاودانی کو رحلت
فرمائی قبر مطہر اُنکی مدینۂ منورہ مین ہی جب ایام موعود پہونچے مین بارادۂ سفر جبل اعلے چلا پہلے مغرب گیا دریا کے کنارے
اس تاجر کو دیکھا کہ یہ بھی اسی طرف کا عازم ہی اُسی کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا بارے حق سبحانہ و تعالے نے منزل مقصود پر
پہونچایا دوستون کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوا تمام تقریر ایسی زبان مین بیان کی کہ بجز جوہر کے اور کوئی نہ سمجھا حالانکہ اور
اکثر صاحبان علوم و فنون جمع تھے اور غرض اس سے یہ تھی کہ کوئی جاسوس کفار نہ سمجھے اور جمشید کو خبر نہ ہو فی الواقع ایسا ہی ہوا
کہ جمشید پلید نے یہ تو سُنا کہ ایک درویش لطمع مال و زر آیا ہی اور سب نے اُسکی بہت بڑی تعظیم و تکریم بھی کی اور بکمال اعزاز
و اکرام سے لیگئے گمان کرتے ہین کہ اُسکی دعا و تعویذ سے صاحب قران اکبر صحت پاوینگے جمشید ہنسا اور کہا مقدمۂ معز الدین تو
ایسا ہوگیا ہی جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی اور وہ پھر کے نہین آتا عمو قدرت کا مارا بھی کہین اچھا ہوا ہی اب اُسکی زندگی
ممکن نہین اُس امر مین تدبیر کرنا بیکار ہی اب چند نفس اور باقی ہین وہ امروز فردا مین پورے ہوجائینگے لیکن طبیعت اُس
حرامزادے کی بھی ابھی تک نادرست ہی ہاتھ پاؤن مین درد ہی ضرار منکوس منحوس اپنے خیمہ مین عیش و عشرت کر رہا ہی ادھر
شاہ اسرار اللہ ملقب بسر الحق مکان خاص مین تشریف فرما ہوا اور جوہر وغیرہ جو کہ محرم راز تھے وہ بھی موجود تھے کہ شاہ صاحب
نے ایک لوح نکالی صاحب قران اکبر کے سینہ بے کینہ پر رکھی اور دو انار شیرین طلب کیے ان انارون پر کچھ پڑھا اور دم کیا پھر کچھ
لکھا اور بعد ایک لمحہ کے جب وہ نوشتہ خشک ہوگیا اُن انارون کو توڑا اور عرق لے کے شربت تیار کیا اور موچھون کو اُس شربت
مین غوطہ دیا پھر گلاب و بید مشک سے دھویا اور رکھ دیا بعد ایک ساعت کے صاحب قران اکبر نے جماہی لی بس اُسی وقت وہ
شربت حلق مین چھوڑ دیا اُس شربت کا معدے مین پہونچنا تھا کہ دو ساعتون مین اُس شہریار دولت مدار نے آنکھین کھولدین
سب حاضرین دربار کو خوشی حاصل ہوئی گویا بہار چمن خزان دیدہ مین آئی یا جان تازہ تن بیجان مین سمائی فرع اکبر بدلول اعظم
سعد اصغر سے مبدل ہوے بس یکبارگی سب نے سر سجدہ معبود حقیقی مین جھکایا اور شکریہ احسان اُس داور دادرس کی جناب
مین ادا کیا اور حمد و ثناے الٰہی مین زبان ترکی ابو الحسن جوہر نے چاہا خبر صحت صاحب قران اکبر کو شہرت دے اور خوشی کی نوبت
بجے شاہ سر الحق نے منع فرمایا اور کہا ابھی وقت شہرت نہین آیا صاحب قران اکبر انشاء اللہ تعالے بعد ایک ہفتہ کے حالت

اصلی پر آوینگے دو دن اور دو ساعتین گذرینگی تو بات کرینگے جب تک مزاج صاحبقران اکبر کا درست ہو اس مدت مین جو مین کہون اُسپر عمل کرو یعنے اُس ساحر نابکار کا عمل خاک مین ملا دو اور اُس حرام زادے کو پکڑ لاؤ کہ یہ کام تمھارا ہی اور تمھارے ہی نام پر فتح مقرر ہوئی ہی ابو الحسن جوہر نہایت خوش ہوا اور شاہ صاحب کے پاے مبارک پر بوسہ دیا کہا مین تابع فرمان ہون جو ارشاد ہو بجا لایا جاوے لیکن صاحب قران اکبر نے جب چشم مبارک وا کی ایک پیالہ فربت رمانی اُس درویش کے ہاتھ سے نوش فرمایا سہ پہر کو ہوش آیا اب جو کوئی کچھ کہتا تھا صاحب قران اکبر بھی سمجھتے تھے لیکن ابھی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی شاہ سر الحق نے ایک اور دوائی اپنے پاس سے نکال کے تیار کی اور اُس دوا مین بھی لوح کو دھویا اور فرمایا اُس پانی سے اون سب مجروحین کی آنکھین دھوئی جاوین اور کہا مرہم مین بھی یہی پانی لگایا جاوے پھر اُسی پانی سے اور ایک دوا تیار کی اور شاہزادۂ ابراہیم کے بازو پر باندھی تا اینکہ سوزش جراحت اور شدت درد مین افاقہ ہوا اور صحت کی نوبت آئی پھر شاہ صاحب نے ایک لوح جوہر کو دی اور جو کچھ چاہیے تھا کہا یعقوب حرانی کو بھی ساتھ کر دیا اور خناز جادو کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا اور جو کچھ تعلیم کیا اُن لوگون کو بروقت موقع و محل عرض کیا جائیگا مگر ابھی جوہر کو رخصت نہ کیا تھا کہ ایک مرد باجمال لباس سفید زیب جسم کیے ہوے اور عمامہ سر پر دونون طرف شملے کے بیچ چھوٹے ہوے ایک جانب سے ظاہر ہوا سر الحق کو سلام کیا سر الحق اُس مرد بزرگ کو لیے ہوے مکان خلوت مین گیا اور دو ساعت کامل مقیم رہا پھر وہ شخص برآمد ہو کے غائب ہو گیا کسی نے یہ بھی نجانا کہ وہ کون تھا۔ ابو الحسن جوہر کو اس کیفیت سے کمال حیرت ہوئی پھر شاہ صاحب نے جوہر کو رخصت فرمایا۔

اب ان دونون عیاران طرار کو اثناے راہ مین رکھا جاتا ہی اور کچھ حال خناز جادو کی ساحری السوء بد اعمالی کا مسطور ہوتا ہے

راویان شیرین مقال و ناقلان رنگین خیال اس داستان ندرت توامان کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ دوسرے دن وقت صبح سلطان ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی شاہ سر الحق صاحب کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے شاہ صاحب نے گوش حق نیوش جوہر کو درر گرانمایہ سخنان بکار آمد سے گرانبار فرمایا پروردگار عالم کے حفظ و حمایت مین سپرد کر کے مرخص کیا ابو الحسن جوہر نے عرض کی جناب فیضماب سے امیدوار ہون کہ اس شخص کا حال معلوم ہو کہ جس سے حضرت نے خلوت مین ملاقات کی فرمایا یہ ایک طبقہ اعلیٰ کا موکل تھا اُسنے خناز جادو اور اُسکے غلامان نابکار کی خبر واقعی مجھ بیان کر دی خزائیل اسکا نام تھا اور جو حال اُس سراپا اضلال کا مین نے سنا تھا وہ تم سے بیان کر دیا ورنہ کیا مجھے علم غیب ہی اسی طرح جو حال معلوم ہوتا ہی اُسکو ظاہر کر دیتا ہون پھر ایک کاغذ اپنے جیب سے نکال کے مرحمت کیا اور کہا کہ جو امر تمکو سہو ہو جائے اس کاغذ مین دیکھ لینا تمکو فوراً یاد آ جائیگا ابو الحسن جوہر نے شاہ سر الحق کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور کچھ رات باقی تھی اسی تاریکی مین مع یعقوب حرانی کے روانہ ہوا اور قبل روانہ ہونے کے افسران لشکر ظفر پیکر

سے کہا ان حضرت کو اختیار ہی جو فرمائین بلا تامل عمل مین لاتا ہر ایک نے کہا - سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا - الغرض جوہر پہلے کوہستان مین داخل ہوا یعقوب حرانی کی شمشیر آبدار اور خنجر پر اسم جلیل دم کیا تاکہ ساحرون کے قتل وغارت مین کام آوے کسی طرح کمی نہ کرے اور سحر اسپر اثر نہ کرے اور دوسرا اسم بزرگ یعقوب کو تعلیم کیا اور کہا پڑھے جانا تیر سحر کسی طرح کارگر نہوگا جو کچھ آپ سیکھا تھا اُسمین سے تھوڑا یعقوب کو سکھایا - شاہ سرالحق نے ایک تعویذ بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کے یعقوب حرانی کے بازو پہ باندھ دیا تھا ابو الحسن جوہر کے پاس لوح تھی اور کاغذ تھا کہ اُسمین کے جو کام مذکور ہونگے تعلیم درویش واجب التعظیم ہین قصہ کوتاہ حسب الارشاد شاہ سرالحق جوہر و یعقوب حرانی داخل درۂ کوہ ہوے

اب راوی ابو الحسن جوہر او ریعقوب حرانی کو طے مراحل و قطع منازل مین کوہستان کے بالفعل مصروف و مشغول رکھتا ہی اور دو کلمہ حال خناز جادو نابکار کے مذکور کرتا ہے ❊

کہ خناز جادو نے ہر ایک کو تابعین سے اپنے ساحر بنایا اور ایک طلسم دربند تیار کیا ہی اور ہر دربند پر پانچ شخص مقرر کیے ہین کہ وہ بصورت مہیب نگہبانی کرتے ہین ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دلاور ایک فرسخ گئے تھے کہ ایک ثعبان آتش فشان دور سے نمایان ہوا کہ عین راہ مین بیٹھا تھا یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد عالی نژاد دیکھیے یہ اژدہا راہ بند کیے بیٹھا ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ڈرو نہین چلے چلو یہ اُس ساحر نابکار کا دروازۂ طلسم ہی آپ آگے بڑھا اژدہے کے مُنھ مین چلا گیا یعقوب حرانی بھی داخل دہن ثعبان ہوا ہر چند کہ مطلق گزند نہ پہونچی مگر تاریکی از حد تھی دونون نے فتیلہ عیاری روشن کیا اور روانہ ہوے تھوڑی دیر کے بعد روشنی ملی ایک گنبد دیکھا اُسکے سامنے پانچ زنگی بچے نہایت قوی ہیکل بیٹھے شراب زہر مار کر رہے تھے جب اُنکی نظر یعقوب حرانی و ابو الحسن جوہر پر پڑی غل مچاتے اُٹھے شمشیر لیے سامنے آئے ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی نے بھی تلوارین علم کین دو نون ایک ہی ضرب مین دو نون نے مارے اور اُن دونون مردودون کی تلوارین بسبب لوح و تعویذ کے کچھ کام نہ کر سکین کر آب سحر مین بجھائی ہوئی تھین تین زنگی بھاگ کے گنبد مین چلے بعد ایک لمحہ کے وہ ناری اژدہے بنکے مُنھ کھولے ہوے اور شعلے نکالتے ہوے آنکھین سُرخ کیے ہوے اندر سے گنبد کے نکلے جوہر نے اُن دونون کی پیشانی ظلمانی پر ایک تیر سہ پہلو ایسا مارا کہ ترازو ہوگیا یعقوب حرانی نے بھی ایک تیر جان ستان مارا پھر جوہر نے اسم باطل السحر پڑھا اور اسپر دم کیا بمجرد پڑھتے اسم جلیل کے جسم اس ساحر نحس کا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور طوفان برپا ہوگیا جب وہ طوفان برطرف ہوا ایک جلا سوختہ پڑا ہوا تھا پھر گنبد سے دوسرا گیدی شیر پر سوار ہو کے غصہ مین بھبکتا ہوا برآمد ہوا اور ڈرانے لگا جب یہ دونون دلاور نہ ڈرے اُس نابکار نے گرز کا وار جوہر پر کیا جوہر نے وہ گرز دونون ہاتھون سے پکڑ کے چھین لیا اور اسم پڑھا بس وہ گیدی شیر پر سے کودا اور جوہر پر آیا شیر نے بھی یعقوب حرانی پر حملہ کیا جوہر نے اُس گرز سے اُس گیدی کا سر توڑ ڈالا اور بھیجا گرا دیا اُدھر یعقوب حرانی نے شیر کو شکار کر لیا طوفان آیا جب برطرف ہوا دیکھا تو پانچ نعشین

برہنہ پڑی تھین جوہر نے اُن نعشون کو ایک جا جمع کر کے آگ دیدی وہ جلکر خاک سیاہ ہو گئے بعدہ حسب ہدایت شاہ صاحب ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی داخل گنبد ہوے دیکھا اُس گنبد مین ایک نقب ہی جب اُس نقب مین اُترے ایک صحرائے پرخار مین نکلے اور اسقدر ماران سیاہ سے وہ صحرا پُر تھا کہ کہین پاؤن رکھنے کی جگہ نہ تھی یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد یہان تو سانپ اسقدر ہین کہ راہ چلنا دشوار ہی دوسری طرف سے چلو ابو الحسن جوہر نے کہا دیکھتے ہو کہین راہ بھی ہی یعقوب حرانی نے کہا معاذ اللہ یہ کیسی راہ پرخطر ہی ابو الحسن جوہر نے کہا اُس ملعون نے سحر سے طلسم ناقص بنا کے سات دربند رکھتے ہین ہمنے بمدد الٰہی ایک کو توڑا اب دوسرا یہ ہی یعقوب حرانی نے کہا اس میدان آفت خیز مین قدم کیونکر رکھا جائیگا جوہر نے کہا ہر ایک راہ ایک راہ وار کے متعلق ہے یہ بھی مرحلہ آسان ہو جائیگا یہ کہکے دست راست کی طرف چلا ایک جگہ پہونچا دیکھا ہزارہا چھوٹے چھوٹے پتھر بالوان مختلف پڑے ہین اُنمین سے سات پتھر لیے چار خود رکھے اور تین پتھر یعقوب حرانی کو دیے اور اسم سات مرتبہ پڑھا اور اُن پتھرون پر دم کیا اور یعقوب حرانی سے کہا اب نہ ڈرنا خبردار باطمینان تمام چلے آؤ یہ سب ہیچ ہین سب رسیان اور تنکے ہین فقط ایک کالا سانپ ہی زرد خال اُسکے بدن پر ہین پیشانی پر سُرخ دھبے ہین اُسکو پھر تم پتھر سے مارنا وہ صورت اصلی پر آکے بہ حرب و ضرب پیش آئیگا لیکن کوئی سحر اُس بدبخت ساحر کا تجھپر مؤثر نہوگا تو مطلق خائف نہونا گو کہ وہ تمکو بہت سا خوف دلائیگا اپنے دل کو مضبوط رکھنا اس دربند مین اُس ولد الحرام خنار جادوے بد انجام کے چھ غلام ہین سیاہ فام یعقوب حرانی نے کہا آپ خاطر جمع فرمائین فقط مجھے ہر نیک و بد سے آگاہ فرماتے جائین الغرض جوہر ایک طرف اور یعقوب حرانی دوسری طرف چلے اور دونون اسم پاک تعلیمی شاہ صاحب پڑھتے جاتے تھے ہر چند کہ صورت مہیب اُن سانپون کی تھی لیکن جب اُنپر پاؤن رکھا رسی اور تنکے تھے اور کچھ نہین تا اینکہ زرد خال سانپ کے پاس پہونچے وہ نہایت سرعت سے انکی طرف دوڑا جب قابو پر آیا ہر ایک نے پتھرون کا وار کیا پھر دیکھا کہ وہ تمام ماران مذکور بصورت زنگیان نہایت قوی ہیکل مسلح و مکمل سامنے سے آتے ہین یہ دونون بہادر بھی ان غلامان نا در قحبہ کی طرف مخاطب ہوے پھر تو جنگ شروع ہوئی پہلے سحر بازی ہوئی جب سحر سے کچھ کام نہ نکلا گا و زوری شروع کردی لیکن بمدد ایزد غفار ہر ایک بہادر غالب ہوا ابو الحسن جوہر نے حریف کو بضرب خنجر ہلاک کیا یعقوب حرانی نے شمشیر آبدار سے سرخس اشد ادنا بکار کے قلم کیے جدال و قتال مابین درختان خیار واقع ہوئی سانپ اُس مقام مین خس و خاشاک ہو گئے جوہر نے سب کو جمع کیا اور جلا دیا اور آگے بڑھے قصہ کوتاہ اسی طرح ان زنگیون سے حرب کر کے قتل و زخمی کرتے اور مقاتلہ کرتے ہوے متوجہ دربند سوم ہوے یہ دربند کنارۂ دریا ایک میل کے فاصلے پر واقع تھا پانچ گدھ ایک میل آہنی پر بیٹھے تھے اور آوازین ہولناک دے رہے تھے کبھی دریا مین غوطہ مار کے مثل نہنگان آتش فشان و مانند بلاے بے درمان پانی سے سر نکالتے کبھی بشکل عجیب و غریب بنتے کبھی زنگی ہو جاتے تلوارین کھینچ کھینچ کے آپس مین لڑتے پھر گدھ بنکے میل پر جا بیٹھتے یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد آپ ملاحظہ فرماتے ہین یہ مردک

کیسے شعبدے کر رہے ہین ابو الحسن جوہر نے کہا بظاہر تیسرا دربند یہی ہی اب کاغذ مطالعہ کرنا چاہیے کہ کشود کار سے خاطر جمع ہو جاوے ایک دائرہ کھینچا آپ اور یعقوب حرانی دونون دائرہ مین بیٹھے اسم شروع کیا جب ایک ساعت گذری یکایک طوفان اٹھا اور ہوا چلی اور آسمان سے سانپ اور بچھو برسنا شروع ہوے لیکن بافضال ایزد متعال ان دونون بہادرون کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے ایک دیو قوی ہیکل نہایت طویل القامت پیدا ہوا اور سارہ پشت وغیرہ سے ڈرانے لگا بعدہ حیوان درندہ کی مثل شیر و گرگ و خوک و خرس کے ہزارہا صورتین دکھائین دین پھر ہوا سے تند چلی جوہر نے یعقوب کو اشارہ کیا کہ اب تم آنکھ بند کر لو اور خود بھی آنکھین بند کر لین بعد ایک ساعت کے آنکھ کھولی دریا معدوم پایا بجاے مناره پارچہ سنگ مثل قلہ کوہ معلوم ہوا اُسپر سے پانچ شخص نہایت طویل القامت خوک پر سوار آئے اور قریب آکر خوک پر سے اترے اور حرب مین مشغول ہوے پھر ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی بھی دائرہ سے باہر آئے خنجر و شمشیر سے مقابلہ ہوا پہلے اسم پڑھ کے اُنپر دم کیا اب صورتین اصلی انکی نمایان ہوئین جو جانور بسبب سحر کے رام ہوے تھے اور مرکبون کا کام دیتے تھے اب جو اثر سحر برطرف ہوا وہ اُنکو زمین پر پٹاک کے روانہ ہوے جب وہ گبدی حیران و پریشان ہوے ایک دفعہ پانچون حملہ آور ہوے اُن عیاران بے نظیر دھتران عدو گیر کے مقابلے مین اُن گبدیون کی کیا حقیقت اور اصل تھی لاکھ آدمی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے آخر بضرب خنجر و تیغ بے دریغ آتش جہنم مین پہونچے یہ تین دربند تین دن مین مفتوح ہوے انکی خوراک بالفعل کلیجے اور نقل و میوہ ہی رات کو دائرہ کھینچ لیتے ہین اور چین سے استراحت کرتے تھے القصہ چوتھے دربند کی طرف چلے ایک احاطہ مین پہونچے شام ہو گئی تھی دروازہ حاطہ کا بند تھا ابو الحسن جوہر نے دائرہ کھینچا غذا نوش کی یعقوب نے بھی کھائی نمازین پڑھین جوہر نے اسم جلیل جو کہ کاغذ شاہ سر الحق سے ارشاد ہوا تھا بتعداد معین یعقوب حرانی کو بھی تعلیم کیا کہا جب فارغ ہونا مجھے اطلاع دینا بعد اسکے آپ بھی پڑھنے لگا لیکن زبان جوہر دان زیادہ تھی قبل یعقوب کے اسم تمام کیا طبیعت پر کسل زیادہ تھا سو گئے ہر چند چاہا نہ سوؤن مگر ممکن نہوا کچھ پڑھنا رہگیا تھا کہ یعقوب بھی سو گیا ایک ساعت کے بعد جو بیدار ہوا دیکھا چاندنی چھٹکی ہی اسم باقی ماندہ کو ختم کیا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ دروازہ حاطہ کا کھلا تین شخص نکلے ایک زن جمیلہ ہے دوسرا غلام قرم ساق ہی تیسرا آقا مرکب پر سوار ہی عورت سے کہا قحبہ تیرے مذہب و ملت پر ہزار ہزار لعنت اسی جگہ چولھا بنا اور آگ سلگا مین اسی دم گوشت شکار کر کے غلام کے ہاتھ بھیجتا ہون بہت اچھا قورما پکا اور ہزارہا دشنامہاے مغلظہ دیکے چلا گیا اُس عورت نے دیگچہ صاف کیا اور چولھے مین آگ روشن کی یعقوب حرانی اس تماشے کو دیکھا کیا بعد ایک لمحہ کے غلام ایک آہو ذبح کیا ہوا لایا دونون نے گوشت اچھا تھا صاف کر کے دیگچے مین رکھ کے چولھے پر چڑھا دیا آنچ تو ہوتی ہی تھی پکنے لگا غلام بھی چلا گیا عورت نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگی خداوند تعالے ان ساحرون کو جہنم واصل کرے ایک بھی حرامزادہ زندہ نہ رہے تاکہ بیچارے غریب و ضعیف مسلمان اُنکے ہاتھ سے ہلاک نہون یہ کیا غضب ہی کہ دشمن خدا تو خوش ہون اور خداپرست

غمگین بیٹھی تھی اور زار زار مثل ابر نو بہار روتی تھی یعقوب حرانی کو اُس عورت پر رحم آیا دل مین کہا معلوم ہوا کہ یہ بیچاری
عورت مسلمان ان کافرون کی قید مین گرفتار ہی اور روشنی آتش مین اُسکی صورت زیبا دیکھی تو نہایت حسین و رضا جمال
پایا پھر اُس سے پوچھا ای زن مصیبت زدہ تو کون ہی اور کس طرح ان کفارون کے فریب مین پھنسگئی وہ بولی کہ مسلمان
ہون ان حرامزادون نے اسیر کرلیا ہی انکا سردار و افسر خنا زجادو ہی یعقوب حرانی تو اُس جادوگر ملعون کے نام سے
واقف ہی تھا کیونکہ شاہ سر الحق نے فرما دیا تھا کہا تو خاطر جمع رکھہ ہم اب اُسکو قتل کرتے ہین چنانچہ تین در بند تو شکست
کرچکے اب عنقریب تجھے بھی نجات ہوجائیگی وہ بولی خدایا دعا میری قبول فرما بعدہ قورمہ نہایت لذیذ تیار تھا اور یعقوب
حرانی نے تین چار روز ہوے تھے کہ گوشت آنکھون سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا توشہ دیگر ہو دل طرف گوشت کے مائل
ہوا اُس عورت نے بھی کہا ای جوان بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسی لطیف خوراک تو یہ حرامزادے ساحر کھائین اور
مسلمان صاحب ایمان نہ کھائین اگر جی چاہے تھوڑا سا نوش جان فرما یعقوب حرانی نے دلمین کہا کہ اسم تو پڑھ چکا ہین اب
کیا ڈر ہی کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس محبوبہ سے اختلاط بھی کرونگا اب مناسب وقت یہی ہی قصہ کوتاہ اس غدارہ و مکارہ کے دم
مین یعقوب حرانی آگیا دائرہ سے نکل کے دیگچے پاس جا بیٹھا اُس مکارہ حرافہ نے نہایت خاطر و مدارا کی روٹیان تیار تھین
سامنے رکھدین اور قورمہ بھی نکالدیا اور کہا حضور نوش فرمائین یعقوب حرانی نے جیسے ہی لقمہ اُٹھایا اور منھہ مین کھا ایسا تلخ تھا کہ
پناہ بذات کبریا یعقوب نے کہا ای نازنین یہ طعام ایسا خوشگوار کڑوا کیون ہی اُس مکارہ نے کہا شاید نونک زیادہ ہوگئی ہی یا
ہوالی مین مرچ آگئی ہی دوسرا لقمہ نوش فرمائیے دوسرا لقمہ جو یعقوب نے منھہ مین رکھا وہ اُس سے زیادہ کڑوا تھا یعقوب نے وہ سب کھانا
اُٹھاکے پھینکدیا اور کہا بہت خراب پکایا ہی اب تو وے بد ایسی پھیلی کہ یعقوب کا دماغ پریشان ہوگیا وہ عورت بھی دانستہ بخوبا باتین کرنے
لگی یعقوب حرانی کو غصہ آگیا کہا او قحبہ مردار یہ تونے کیا مکر کیا بس اُسی وقت پیچھے سے دو تین مرد پیدا ہوے اور یعقوب پر بیخبری مین حملہ آور ہو
اور فوراً اسیر کرلیا یعقوب چلایا ای استاد ملاحظہ فرمائیے یہ مردود مجھے گرفتار کیے لیے جاتے ہین صبح تو ہو ہی چلی تھی ابوالحسن جوہر بیدار ہوا
جب اس حال کو سُنا نہایت آزردہ خاطر ہوا یعقوب حرانی کے لیے نہایت پریشان ہوا لیکن اب کیا ہوتا ہی وہ ملعون نابکار
یعقوب حرانی کو لیے داخل حاطہ ہوگئے اور دروازہ حاطہ کا بندکرلیا آخر جوہر نے کمال اضطرار مین فریضہ سحری ادا کیا اور کاغذ
شاہ صاحب کو معائنہ کیا وہ کاغذ گویا اس طلسم کی لوح تھا بقدر ضرورت عبارت کاغذ مین پڑھی جاتی تھی زیادہ نہ معلوم ہوتا تھا
الغرض یہ لکھا پایا کہ جب در بند چہارم مین پہونچو تو تمھارے ساتھ مکر و فریب ہوگا تمکو چاہیے ہی کہ فریب مین نہ آؤ اور اپنے
رفیق سے بھی تاکیداً کہدینا کہ بغیر اسم تمام کیے سونا نہین ہر چند کہ غلبہ نیند کا ہوگا مگر اصلا نہ سوئے اور محافظت کرے اور
اگر احیاناً قبل ختم اسم کے سوجاوے کہ مقتضاے بشریت ہی تو جلد بیدار ہوجاوے ورنہ جادوگرون کے فریب مین گرفتار
ہوجاؤگے اور اغلب ہی کہ وہ لعین مکر و فریب ضرور پیش آئینگے بالفرض اگر گرفتار نہین ہوے تو خاطر جمع رکھو وہ تمھین قتل
کرسکینگے جب تک کہ لوح تمھارے پاس ہی اسوقت لازم ہی کہ تم دست جیب کی طرف چلے جانا وہان جاکے ایک چشمہ ملیگا بجاے

آب خون جوش مارتا ہوگا تم ایک پارچہ روئی کا رکھنا اور اسم کو پڑھنا اور دم کرنا پھر کمند مین باندھ کے شل شست کے پانی مین ڈالنا ایک ماہی سرخ رنگ روئی کا ٹکڑا منھ مین لے کے کھاتی ہوئی نکلیگی اس ماہی کو کھانے دینا اور بتعجیل دروازۂ حاطہ تک جانا پھر جست کرکے مچھلی کو بیچ دروازہ مین لٹکا دینا اور خود بلندی پر بیٹھ کے یہ اسم پڑھنا جو صورتین پیش آئینگی ان پر دم کرنا بس وہ نابود ہو جائینگی پھر ایک ساعت کے بعد دروازہ کھلیگا اور ایک فوج عظیم بارادۂ حرب وضرب برآمد ہوگی اور ہر ایک کے ہاتھ مین طرح طرح کے حربے ہونگے مگر وہ نمود بے بود ہوگی جس سے نہ نفع و نہ ضرر حاصل ہوگا تم ہرگز نہ ڈرنا اور اسم پڑھے جانا جب قریب آئین ایک پھونک مارنا وہ ہوا ہو جائینگے مگر انمین سے ایک شخص عمامۂ سیاہ سر پر باندھے ہوگا اسکو تیر سے مارنا یا اور کوئی حربے سے قتل کرنا پھر اور فوج نکلیگی فوج اول سے زیادہ تم اسم پڑھے جانا وہ فوج بھی ہوا ہو جائیگی انمین سے بھی ایک شخص فقط باقی رہیگا اُسے بھی قتل کرنا قصہ مختصر اسی طرح چھٹے کو بھی تیر باران کرنا وہ بھاگ کے دروازۂ حاطہ مین داخل ہو جائیگا لیکن راہ مین قطرہاے خون ٹپکتے جائینگے اور طوفان آئیگا جب طوفان برطرف ہوگا معلوم کرنا کہ دربند چہارم فتح ہوا پھر آگے روانہ ہونا اور کاغذ سے غافل نہونا جب ضرورت ہو کاغذ دیکھنا اور موافق تحریر کے عمل کرنا ابوالحسن جوہر نے موافق تحریر کے عمل کیا دربند پنجم کی طرف روانہ ہوا مگر یعقوب حرانی کے واسطے پریشان تھا چلتے چلتے ایک ایسے مقام مین پہونچا کہ جہان ایک خندق پراز آتش سوزان سد راہ تھا اور خندق کے اسطرف پانچ شخص بیٹھے ایک آدمی کو ذبح کر رہے تھے اور آگ پر کباب لگاتے تھے جب کباب کھا کے فارغ ہوے ایک جوہر کو دیکھ اٹھا اور درخت کے نیچے جا کے یعقوب حرانی کو لایا اور ارادہ کیا کہ اُسے بھی ذبح کرے اور کھا جائے جوہر کو تاب کہان تھی عنان صبر دست اختیار سے جاتی رہی بس ایک آواز جگرخراش دی کہ اے حرام زادو تمھارا حریف مین ہون اس سے کیا مطلب وہ بولے تو کون ہے بیان کر ابوالحسن جوہر نے کہا ہم ساحرکش اور طلسم کشا ہین اُنھون نے کہا تم کس دلیل سے کہتے ہو ہمکو کس طرح یقین ہو جوہر نے چونکہ یعقوب کے لیے مضطر تھا لوح باطل السحر انھین دکھائی وہ بولے پھر کیون کھڑا ہے خندق سے پار ہو دیکھین کہ کیسا طلسم کشا اور ساحرکش ہے جوہر غصہ مین چاہتا تھا کہ جست کرکے نہر کے پار ہو کہ خوش طالعی سے کاغذ کا خیال آگیا فوراً کاغذ دیکھا اس عرصہ مین اُن بدبختون نے یعقوب کو زمین پر چت لٹایا اور حلقوم پر چھری رکھی یعقوب چلایا کہ اے کشندۂ جادوان دیکھو یہ مجھے ذبح کیے ڈالتے ہین اب کاغذ دیکھنے کا کون موقع ہے جلد میری امداد کو پہونچو اور مجھے پہلے جلد چھڑاؤ بعدہ کاغذ دیکھنا جب مجھے مار ڈالینگے تو پھر کیا فائدہ ہوگا کاغذ دیکھنا بیکار ہے مرگ سہراب یاد ہے کہ بعد مرگ کے نوشدارو اگر ملی بھی تو کچھ نہ ہوسکا اے طلسم کشا مصرعہ

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

حاطہ کے اندر خندق مین آتش سوزان کا مشتعل ہونا اس طرف جادوگرون کا مجمع اور



یعقوب حرانی کے گلے پر چھری رکھنا

القصہ وہ ہر چند بکتا رہا اور خوب بہکاتا رہا لیکن جوہر نے ایک نہ سنا کاغذ کو دیکھا کیا یہانتک کہ کاغذ کو دیکھ کے سر اٹھایا
اور تیر جلیہ کمان مین جوڑ کے اول اُسی ملحد کو مارا کہ جو یعقوب حرانی کی صورت بنکے غل مچا رہا تھا وہ تیر پیشانی پر پڑا اُلٹ گیا دوسرا
تیر زمین دوز پھر اس زور سے اُس بلیہ کے مارا کہ بیکار کر دیا ہوا ے تند چلی تاریکی پھیلی اُس تاریکی مین برق صفت تلوار
چمکتی دیکھی نیمچہ غلاف سے نکال کے گرد سر پھرانے لگا اس سبب سے جہاں پاس نہ آسکتی تھی یکایک روشنی ہوئی دیکھا
چار شخص تلوارین کھینچے پینترے بدل رہے ہین ابو الحسن جوہر کہ عیار چابکدست تھا شمشیر برق وش سے ایک کا سر
دوسرے کی گردن تیسرے کا دوش چوتھے کا سینہ ایک ہی ضرب مین کاٹا اور چارون کو فی النار کیا پھر طوفان شدید
آیا اور ایسی گرد و غبار سے تاریکی پھیلی کہ آنکھین بند ہوگئین جب وہ طوفان موقوف ہوا دیکھا نہ وہ خندق ہے اور نہ
آتش مشتعل لاشین سوختہ پڑی تھین ان چارون لاشون کو حسب الارشاد ایک جا کر کے آگ دیدی کو وہ سب راکھ
ہوگئین اور در بند ششم کی طرف متوجہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک درخت عظیم الشان نظر آیا اُسکی شاخ مین سر
لٹکتا تھا اُس درخت کے سایہ مین ایک ساعت توقف کیا جب بغور دیکھا وہ سر یعقوب کا معلوم ہوا اور ساتھ اُس
سر کے ایک لوح بھی لٹک رہی تھی ابو الحسن جوہر نے جب سر یعقوب دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بیقراری
دل کو ضبط کر کے کاغذ دیکھا۔ کاغذ مین یہ مضمون تھا کہ اے ابو الحسن جوہر دای طلسم کشا و جادو کش تم اس لوح کو خوب

غور سے دیکھنا اور کچھ خیال نکرنا جوہر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا اے طلسم کشا خناز جادو کی طرف سے تجھے معلوم ہو مین
جانتا ہون کہ یہ معرکہ دو حال سے خالی نہین یا تو میری اجل تیرے ہاتھ ہے یا بالعکس اسکے ہے لیکن اسے یقین جاننا کہ اپنے
شاگرد یعقوب حرانی کو ساحرون کے گمان مین تو نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا بڑی غلطی تجھ سے ہوئی لیکن ہمارے لیے خوب
ہوا اگر تو نہ مارتا ہمارے آدمی مار ڈالتے اور تو نے آخر کو اسے قتل کیا وہ بیچارہ کاغذ دیکھنے کے وقت فریاد کرتا رہا لیکن تو نے
نہ سُنا آخر سبب یعقوب تمام ہوگیا تب اُسکی وصیت اُسکے کہنے کے موجب مین نے لوح پر لکھ کے سر راہ لٹکوا دی تاکہ
مین مشغول الذمہ نہ رہون اور تمکو معلوم ہوجاوے آیندہ تعمیل کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے مضمون وصیت یعقوب یہ ہے کہ اے
اُستاد میری اجل اسطرح تمھارے ہاتھ سے مقدر تھی تمھاری خطا نہین ہے لیکن اگر مشکین خال کو میری طرف سے بہت تسلی
دینا اور لینا کہ مجھے ثواب دی تم سے شفیع لانا اور شاید طرف حران کے جانا ہو تو وہان وطن مین میری ایک بہن ہے اُسے
تسکین دینا اور نام اُسکا عمرانہ خاتون ہے اور میرے سر کو غسل دے کے کفن دفن کردینا کہ خناز جادو کی بھی اجازت ہے
اور اگر اس وصیت پر عمل نہ کروگے تو محشر مین تمھارا دامنگیر ہونگا آیندہ تمکو اختیار ہے ابوالحسن جوہر نے جو اس نوشتہ کو
پڑھا تحریر افسون کام کرگئی جوہر بے حس ہوگیا اور خیال کیا کہ مین نے تو جو کچھ کیا بموجب کاغذ کے کیا یہ کیا معاملہ ہے کہ مین نے
یعقوب کو مارا پھر سوچا کہ شاید مجھی سے خطا ہوئی ہو یا یہ مکر و فریب کی باتین ہین ایسی فکر مین غلطان و پیچان تھا کہ سامنے
سے ایک شیر غراتا ہوا آیا اور دست راست سے ایک دیو اور دست چپ سے غول اور پشت کی طرف سے آدمی مسلح و
کمل تلوارین ہاتھون مین لیے غل مچاتے آپہونچے ابوالحسن جوہر یہ آفت دیکھ کے دست پاچہ ہوا اسم پڑھنا شروع کیا اور
دائرہ اپنے گرد کھینچا اور کاغذ کو دیکھا بارے کوئی دائرے مین نہ آسکا جوہر نے لکھا دیکھا کہ جب تم درخت کے قریب
پہونچنا اور اپنے رفیق کے سر کو ملاحظہ کرنا وہ سب دغا و فریب تصور کرنا کچھ دل مین خیال نہ لانا تمھارا رفیق برکت تعویذ سے
حفظ و حمایت الٰہی مین ہے لیکن چار غلام اُس خناز جادو کے چوکیدار ہین وہ کا فرصورت مہیب و اشکال غریب تمھارے سامنے
آئینگے اور ضرب و حرب کرینگے تم دائرہ کھینچ کے اس اسم مقدس کو پڑھو بعد اسکے جو آگے ہون اُنھین تیر جان ستان سے
اور پیچھے والے دیو کو تلوار سے جہنم واصل کرنا اور دائرہ سے نکل کے اُس آدمی کو زمین پر دے مارنا اور سر نجس اُسکا
دھڑ سے کھینچ لینا کہ در بند ششم بھی فتح ہوجائیگا ابوالحسن جوہر نے موافق نوشتہ شاہ سرالحق کے عمل کیا اور طوفان بر طرف
ہونے کے بعد اُس درخت کو دیکھا کہ وہ بیری کا درخت ہوگیا اور وہ چارون غلام مردہ پڑے ہین اُنکو بھی بدستور جوہر نے
جلا دیا اور در بند ہفتم کی راہ لی اس عرصہ مین شام ہوگئی ابوالحسن جوہر نے دائرہ حصار کھینچ کے اُسی مین آرام فرمایا صبح کو
بعد فریضہ سحری کاغذ کو ملاحظہ فرمایا ہدایت ہوئی کہ اے جوہر والا گوہر جب تم در بند ششم کو بافضال الٰہی فتح کرچکنا تو در بند ہفتم
مین جانا خناز جادو نابکار باقی غلامون کے ہمراہ اُس مقام مین ہوگا لیکن تم مخفی ہونا کہ کوئی ملعون تمکو نہ دیکھے بلکہ
سراغ بھی نہ پائے اُسوقت اس چیز کی ضرورت ہوگی جس سے تم غائب ہوجاؤ ورنہ مشکل پیش آئیگی اور بڑی محنت کرنا پڑیگی

لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے بفضل باری وہ چیز وہین سے پیدا ہو جائیگی اب تم داہنے ہاتھ کی طرف جاؤ دو فرسنگ راہ طے کرنے
کے بعد تمکو ایک غار ملیگا اُس غار مین ایک مار سیاہ صاحب الفقرات نام رہتا ہی تم اُس سانپ کو کسی طرح مار ڈالنا وہان ایک
چشمہ پیدا ہوگا تم اُس چشمہ کے پانی سے مُنھ ہاتھ دھونا اور کھال اُس سانپ کی جدا کرنا اُسکی پشت مین سات ہڈیان ہونگی
آئینہ جو تمھارے پاس ہی اُسکو سامنے رکھنا اور ایک ہڈی پیشانی پر ملنا جس سے صورت نظر نہ آئیگی بلکہ سر مین باندھ لینا
ساحرون کو تم معلوم نہوگے پھر غار سے نکل کے جنوب کی طرف جاؤ وہان ایک چاہ بزرگ ملیگا چار دیو قوی ہیکل اُس ہدارے
کے کنارے بیٹھے ہونگے وہ بھی تمکو نہ دیکھینگے تم کھڑے رہنا جو وہ کہین سننا بعد ایک ساعت کے کنوین کا پانی اوپر تک
اُبل آئیگا اور ایک نہنگ مہیب صورت سر نکالیگا اُسی دم ایک جانور کو چک پرواز کرتا ہوا آئیگا وہ مُنھ کھولیگا وہ طائر
مُنھ کے اندر چلا جائیگا تم بھی اُس جانور کے ساتھ دہن نہنگ مین داخل ہو جانا پھر جہان پہونچیگا تم جاننا کہ خناز جادو کا دہی
مقام ہی پھر تم موافق نوشتہ کاغذ کے عمل مین لانا ابو الحسن جوہر نے اُسی طرح کیا کہ اول سانپ کو مارا اور وہ ہڈی سر پر
باندھی نظرون سے پوشیدہ ہوا پھر لب چاہ پہونچا چار دیو دیکھے آپس مین بزبان انسانی باتین کر رہے تھے ایکنے کہا
افسوس چھ دربند دشمن جان نے فتح کیے دیکھیے حال اُستاد کا خوف سے دمبدم تباہ ہوتا جاتا ہی اپنی جگہ سے ہلتا نہین
نہین معلوم مآل کار کیا ہونا ہی چالیس آدمی ہمارے ہمجنس مارے گئے اب ہم کل پانچ چھ باقی رہگئے ہین دوسرے نے
کہا اُستاد بھاگ کیون نہین جاتا جمشید ملعون کے عشق مین تباہ و برباد ہو رہا ہی اکثرون کو قتل کروایا اب جو باقی ہین اُنکو
بھی قتل کروائیگا تیسرے دیو نے جواب دیا کہ یہ بھی تو سُنا ہی کہ راہ فرار مسدود ہی طلسم شکن کے موکل گھیرے ہوئے ہین
کیونکر بھاگ جائے یہ باتین کرتے تھے کہ آب چاہ جوش زن ہوا اور لب تک پہونچا اور نہنگ پانی سے اُبھرا اور مُنھ مثل
درۂ کوہ کھولا جانور سیاہ پرواز کرتا ہوا بسرعت تمام آیا اور آتے ہی دہن نہنگ مین چلا گیا ابو الحسن جوہر بھی اُسکے ساتھ ہی
کودا جب آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی میوون کے بار سے شاخین جُھکی ہوئی ہین روشین
بنی ہوئی نہر جاری فوارے چھوٹ رہے ہین پھولون کی بوے خوش سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا قلب کو فرحت ہوتی تھی
سبزے کی طرفہ بہار جانوران خوش الحان ہزار در ہزار ہر شجر پر چہچہا رہے تھے ایک گنبد وسط باغ مین نہایت عمدہ تھا ابو الحسن
جوہر سیر کرتا ہوا ایوان باغ مین پہونچا دیکھا خناز جادو اپنے غلامون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی اور زار زار رو رہا ہی غلامون سے
کہتا ہی اے میرے خیرخواہو مین نہین جانتا کہ کون دشمن جان میرے درپے آزار ہی افسوس جس طلسم کو مین نے نظر عالم سے پوشیدہ
و پنہان کیا تھا اُسنے سب وہ ظاہر کر دیا اور خود داخل ہوا چھئون دربند شکست کیے جنکو مثل فرزندون کے پالا تھا جادو سکھا کے
اُستاد کر دیا اس صفاک نے سبکو قتل کیا میری تلاش مین آتا ہی حکیم قسطاس الحکمت اور اُسکے شاگردون کے نام پر
طلسم بندی کر دی ہی لشکر ظفر پیکر اسلام کے بیچ مین دیوار سحر اُٹھا دی ہی اسلیے کہ مسلمانون سے کوئی شخص حکیمون تک
نہ جاسکے حکیمون کے خیال کو بھی باندھ دیا ہی کہ معز الدین کی یاد بھی نہ آئے پھر گرز بنایا اور معز الدین کی موت اُسپر مقرر کی ہی

یہانتک تبرلی کہ معزالدین کو بیہوش کردیا یقین ہی کہ چند روز مین اُسکے قالب سے روح نکلجائیگی اور ایک تلوار بھی سحر بند جمشید کو
دی ہی جس نے تمام دلاوران معزالدین کو بیحال کردیا ہی اُنکے زخم ہرگز اچھے نہونگے یقین ہی کہ مسلمان نیست ونابود ہوجا ئینگے
اور فلک ساحرون کے موافق گردش کریگا اور انتقام خون جنگم جادو قرار واقعی لیاجائیگا لیکن چار پانچ دن سے مقدمہ برعکس
نظر آتا ہی اب تو یہ نوبت پہونچی کہ میرا طلسم شکست ہوگیا ای ارفا اے گوپال ای ازفال آیا کوئی دہنہ چاہ پر ہی یا نہین ایسا نہو کہ
دشمن اس دربند مین بھی آئے اپنا کام کرجائے وہ بولے کچھ سودا ہوا ہی سوداق بن بوراق غلام بشکل اژدہا چاہ کو گھیرے
بیٹھا ہی آتش کے قلابے ایسے چھوڑیگا کہ عالم کو جلاکر خاک کردیگا کیا قدرت جو کوئی قدم یہان رکھ سکے چونٹی ہی جو کسی سوراخ
سے چلا آئیگا خناز جادو بولا میرے تو اُسوقت حواس باختہ ہین اب کسقدر میرے معین ویاور باقی ہین اور کسقدر کام آئے مجھکو
یہ بھی نہین معلوم ای زردشت وای سامری وای ابلیس لعنت تمپر تینون مین سے ایک نے مدد نہ کی گویا میری طرف سے اندھے
ہوگئے نہین معلوم مین نے انکی کیا تقصیر کی ہی کہ یہ مجھپر نامہربان ہین یہ کہتا تھا اور روتا تھا ورقا غلام نے کہا ای اُستاد ہمین
لیکے بھاگ کیون نہین جاتے اب بھی ہم کہتے ہین خیر جو ہوا سو ہوا یہان سے بھاگنے کی راہ کیلیے نہ نکالین وہ تو ہماری بات کو
خیال مین نہین لاتا مادر جمشید کو لے بیٹھا ہی کیا ہمکو خلعت بخشیگا خناز جادو قرم ساق بولا اسے مجھے اپنی جان کی پڑی ہے
جمشید کیسا اور اُسکی مادر قحبہ کیسی مجھے اُسکی فکر ہوگی اگرچہ اپنے علم سے مجھے اتنا معلوم ہوا ہی کہ جمشید کی زندگی میری زندگی
پر منحصر ہے چاہیے تو ایک ہی دن مین دونون فی النار ہون اور مقدمۂ گریز مین جو کہتے ہو مین نے مکرر قصد کیا تھا بھاگنے کی راہ
مشرق ومغرب جنوب وشمال فوق وتحت سے بالکل مسدود پائی گئی گویا اپنے طلسم کا آپ مقید ہوگیا ہون ہر چہار طرف سے
لوہے کے سینخچے موکل مارتے ہین اسجگہ مجھے آرام ہی یہ دشمن جو میرے پیچھے پڑا ہی اغلب ہی کہ اور کوئی مربی زبردست رکھتا ہی
اُسنے سب راہین بند کین ہین ایک غلام نے کہا اُستاد آقا اُسکا رفیق اُسی جگہ فلان برج مین مقید ہی تو حکم دے تو اُسے مار ڈالین
یقین ہی کہ دشمن ڈر جائیگا خناز جادو بولا اُسکے قتل ہونے سے دشمن ہمارا کبھی دست بردار نہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ مجھے ایک دن
کیا بہر ہی بھر مین قتل کرے اُسکے قتل کی خبر محض دروغ مکرر دی اور ڈرایا لیکن مطلق نہ ڈرا اور قدم آگے بڑھایا یہ بولا ای اُستاد
اُس رفیق کی معرفت دشمن سے ملاقات کرین صلح کرلین خناز جادو نے کہا وہ دشمن بلاقبول دین اسلام اور ترک کرنے اپنے
دین کے ہمسے راضی نہوگا اسلیے کہ بندگان خناز جادو سب دین ابلیسی مین مرے ہین لیکن رفیق دشمن کو آب ونان نہ دینا تاکہ
شدت گرسنگی وتشنگی سے خود ہلاک ہوجائے پھر ایک غلام نے پوچھا کہ ای اُستاد دشمن کون ہی اور نام دشمن کا کیا ہی خناز جادو
بولا ابو الحسن جوہر برادر خواندہ وعیار معزالدین ہی اُسکا مربی نہین معلوم ہوتا کون ہی کہ جسکی مدد سے ایسے کام کرتا ہی میرے
شیاطین مجھسے اتنا ہی کہگئے ہین کہ ابو الحسن جوہرا ور یعقوب سحرانی تیرے درپے خرابی کے ہین لیکن ہرچند پوچھا کہ مربی
انکا کون ہی کچھ نہ بتایا کہا ہم نہین جانتے بعضون نے کہا کہ جب ایسے شخص کے تفحص حال مین مشغول ہوتے ہین تو خود بخود بدن
مین آگ لگتی ہے معلوم ہوتا ہی کہ مربی انکا بڑا زبردست ہی کہ تصور اُسکا جلائے دیتا ہی حق یہ ہی کہ خداپرستون نے عالم کو زیر

کر ڈالا ہی اور جو کچھ وہ کرین عجب نہین ہی دوسرے نے کہا کاش ہم بھی خدا پرست ہوتے خناز جادو نے کہا خدا پرست بزرگون کے مرتبے تک نہین پہونچے یہ امر نہایت دشوار ہی اور متابعت ابلیس و سحر خوانی مین لذت نفسانی اسقدر میسر ہی کہ جسکی حد نہین اور یہ اُسمین نہین ہے کہ وہ اپنے درجات عالی آخرت مین چاہتے ہین اور ہم لوگ لذت نقد کے طلبگار ہین جو ہر ایک گوشے مین سُن رہا تھا اور اُنکے اعتقاد پر لعنت کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ دانستہ حق کو یہ مردود چھپاتے ہین لذت نفسانی کے خواستگار ہین نہین معلوم کیا سمجھتے ہین بعد اسکے یعقوب کا خیال آیا کہ مبادا بھوک اور پیاس سے وہ ہلاک ہو جاوے استنے مین جادوگر نے شراب مانگی اور زہر مار کی اُسکے نشہ مین اپنے نصیب کو خوب رویا اور بآواز بلند کہا ای غلامان باوفا اسوقت میرا اضطراب زیادہ ہوتا جاتا ہی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ شاید دشمن اسی باغ مین آپہونچا تم لوگ تلاش کرو دو تین غلام ادھر اُدھر گئے پھر چلے آئے اور کہا یہان ہم کسی کو نہین دیکھتے ہین بو راق اژدہا بنا ہوا دہنہ چاہ پر موجود ہی تم ناحق اضطراب کو اپنے مین راہ دیتے ہو یہان کون آسکتا ہی جادوگر بولا ای بدبختو بشدت اضطراب اور کثرت قلق سے ثابت ہوتا ہی کہ قریب ہی کسواسطے کہ جان خناز کی ہوا ہوئی جاتی ہے اور تم کہتے ہو کوئی نہین اچھا تم چھ نفر ہو اسمین سے تین نفر باہر جاؤ اور دہنہ چاہ پر باشکال مهیبہ بیٹھو اور نگہبانی کرو کہ اگر دشمن نہین آیا تو اب نہ آسکے شعر

مار و عقرب شوید و شیر و پلنگ		تا عدو پی باین مکان نہ برد	

مگر قضا و قدر نے خناز جادو کو یہ جواب دیا اور بجاے خود خیال کیا شعر

چون رسیدہ است وعدۂ خناز		با چنین احتیاط جان نبرد	

الغرض تین نفر اُن چھ نفر سے باہر گئے اور تین اندر رہے لیکن جادوگر کا توحش وقتاً فوقتاً بڑھتا جاتا تھا تا اینکہ گھبرا کے حوض مین کود پڑا اور غوطہ کھانے لگا اژدہا بنا منھ سے آگ کے شعلہ نکالتا ہوا چلا ایسا مہیب شکل بنا کہ ورقا وغیرہ باوجود جاننے کے خوف سے کانپنے لگے پھر غوطہ مارا نہنگ بنکے نکلا اور بولا ای ورقا اس شکل کو اگر دشمن دیکھے تو کیا ہو گیدی خوش آمد سے بولا خوف سے جگر شق ہو جائے پھر غوطہ لگایا ایک فیل دراز دندان بن کے نکلا ورقا بولا اُستاد جب ہم ڈر گئے ہین تو دشمن تو دیکھ کے مر ہی جائیگا کبھی جانبر نہو گا گیدی بولا ہر چند یہ صورتین بنا کے نکلا ہون لیکن دل کو اصلا اطمینان نہین بلکہ اور دو چند قلق بڑھتا جاتا ہی قصہ کوتاہ اور بہت سی شکلین بنائین لیکن اضطراب دل ساحر زیادہ ہی ہوتا گیا۔ نظم

ز بیم وحشت آن کافر پر دغا
گہی مار گہ ماہی وگہ نہنگ
گہی زاغ گشتی وگاہی زغن
رہائی ز چنگ اجل خواستی

گہی شیر گردید گہ اژدہا
چو طبعش ازین نیز بگریختی
گہی باز گہ گشتہ مرغ چمن
ولیکن ندانستی آن بیخرد

گہی یوز گہ روبہ وگہ پلنگ
باجناس مرغان درآمیختی
بہر صورتی کان بیاراستی
کہ این صورتی غیر ممکن بود

الغرض ابو الحسن جوہر نے سب تماشا دیکھا کچھ ہنسا کچھ اُسکی بیقراری پر خوش ہوا اور کہا اسکے اعمال کی سزا ہی اس حرامزادے
نے اتنی مدت مین کیا قیامت بر پا کی خدا جانے کسقدر بندگان خدا کا خون کیا ہوگا ان مومنین پاک اعتقاد کو اسکی ذات سے
کیا ایذا پہونچی ہوگی اور ابھی تک ابلیس کا دم بھرتا ہی ابلیس پرستون پر جان دیتا ہی قصہ کوتاہ جوہر ایک گوشے مین آیا اور کاغذ
کا مطالعہ کیا دیکھا لکھا ہی اے فرزند دلبند ابو الحسن جوہر جب تو اس جانور کے پیچھے جو کہ در اصل خناز جادو ہی باغ مین
پہونچے اور صحبت غلامان و ساحران مردود دیکھے اور گفتگو سنے اُن گیدیون کا اضطراب ملاحظہ فرمائے تو چاہیے کہ شکر
ایزد متعال بجا لائے کہ ایسے بدبخت جسقدر پریشان حال ہون بہتر ہی اور تیرا رفیق و شفیق یعقوب حرانی فلان برج مین موجود
مقید ہی ہرچند کہ خناز جادو نے اس قیدی کو کھانا پانی نہین دیا مگر رازقی اُس رازق مطلق کی دیکھنا چاہیے کہ کسی روز
بھوکا نہین رہا اور اُس مقلب القلوب نے اُن کافرون کے قلب کو ایسا منقلب کیا کہ وہ ساحر حرامزادے قتل یعقوب
سے باز رہے اب تمکو چاہیے کہ یہ تماشہ دیکھ کے فلان طرف باغ کے جاؤ وہان ایک درخت گز نظر آئیگا اُسکے تنہ مین نیلا ڈورا
لپٹا ہوا ہوگا با وضو زیر درخت میٹھا شاخین اُس درخت کی کاٹ کے پہلے اُس رشتہ سے ایک رسی بٹنا اور کمند باریک
بنانا تین دن اور تین راتین پوشیدہ اس اسم کو پڑھنا جب تم یہ اعمال کروگے جسقدر شیطان بزور سحر اس ملعون کے
رفیق ہین سب چلے جائینگے پھر اسم کو پڑھ کے کمند پر دم کرنا چوتھے روز ایک پنجرہ اُسی درخت کی لکڑیون کا بنانا اور اُسی
کے ڈورے سے اُس پنجرے کو باندھنا جو ڈورا باقی رہے اُسکا حلقہ بشکل دام تیار کرنا خناز جادو نابکار اس اضطراب و
اضطرار سے پریشان ہوکر سیکڑون شکلین بزور سحر بنائیگا اور ہزارون حیلہ بھی کریگا آخر ابابیل بن کے گنبد کے اندر جائیگا
اور چھت مین ایک سوراخ ہے اُسمین چھپ جائیگا فلان وقت آب و دانے کے لیے سوراخ سے باہر آئیگا جب چار طرف
دیکھیگا اور گنبد سے باہر نکلجائیگا تھوڑی دیر کے بعد فلان وقت آئیگا تم اس مدت مین حلقہ دام کو سوراخ گنبد سے اس
ترکیب سے ملا کر رکھنا کہ جب وہ آئے اور سوراخ گنبد مین جائے تم کمند کو کھینچنا پھندا کمند کا اسکے کسی اعضاے بدن مین
کھینچکر مستحکم ہو جائیگا پھر اُس گیدی کو کمند سے رہا ہونے کی قدرت نہ رہیگی ہاتھ سے ابابیل کو پکڑ کے پنجرے مین بند
کر دینا پھر جب تک وہ جیے گا اُسی شکل مین رہیگا دوسری صورت نہ بنا سکیگا جب کشتہ ہوگا تو اپنی صورت اصلی پر
آجائیگا تم اُس کافر کو پنجرے مین لیے ہوئے فلان وقت داخل لشکر ظفر پیکر ہو جانا کسی شخص کو اس معاملے کی خبر نہو جوہر
تمام کیفیت دریافت کرکے زیر درخت گز گیا لکڑیان کاٹین کمند بنائی اسم پڑھا شور و غل بہت ہوا اور اشکال مہیب متعدد
دیکھین لیکن بفضل ایزدی اسم کو ترک نہ کیا پڑھے گیا تا اینکہ اسم کو تمام کیا پھر قفس نہایت پائدار بنایا اور حسب الارشاد
اُسی جا آگیا پھر کاغذ کو ملاحظہ کیا موافق حکم کاغذ سب درست پایا اسقدر زیادہ تھا کہ جب خناز جادو کو اسیر و دستگیر
کر چکنا تو غلامون کی جان لینے مین او یعقوب حرانی کے نجات دینے مین مختار ہی جسطرح سے جی مین آئے عمل کرے
ہر طرح مظفر و منصور ہی رہیگا ابو الحسن جوہر نہایت ہی خوش ہوا اور شکر پروردگار عالم کا بجا لایا گنبد کی طرف توجہ کی

ایک گوشۂ گنبد مین پوشیدہ ہوکے بیٹھا وقت زوال آفتاب ابابیل سوراخ گنبد سے نکلی باہر چلی گئی جوہر نے دیکھا بحساب پیمایش بلندی گنبد پندرہ گز کی ہی عیار طرار جست کرکے سقف گنبد مین چمٹگیا اور حلقۂ کمند سوراخ کے گرد لگائے اور کمند کا سرا اپنے ہاتھ مین لیے انتظار مین بیٹھا مگر جسوقت سے باغ مین آیا تھا ہنوز پوشیدہ ہی رہا تھا قصہ کوتاہ خناز جادو نابکار ابابیل بنا ہوا آیا اور چلا گیا دوسری بار ایسا ہی کیا تیسری بار سوراخ مین داخل ہوگیا پس سوراخ مین جانا تھا کہ حلقۂ کمند مین پھنسا غلام بھی داخل کمند ہوے اور پکارے آقا استاد اب حضور کا مزاج کیسا ہے کچھ منھ سے فرمایئے تو اب تو دام دشمن مین گرفتار ہوے جب غلامون نے بہت فریاد کی خناز جادو مکار اُن سے بولا۔ نظم

حال سگ حال گربہ حال شغال جوہر دشمنی عیالی کرد +	کس مبادا اسیر این احوال من گرفتار ترس و بیم و بلام
بوالحسن پے باین مکان بردہ طائر ملجم دونیم و بے ام	

پھر کہا اسے مادر قحبہ تم کیون آئے جلد جاؤ کہ ایک ساعت مجھپر اور بھاری ہی اسکے بعد آناوہ بولے ای خر بے دم اب بتا کدھر جائین جبکہ ایک ساعت مین یہ آفت تجھ سے دفع ہو جائیگی پھر ہم اسوقت حاضر کیون نہ رہین کہ ہم بھی اُس آفت کے دفع کرنے مین کوشش کرین خناز جادو نابکار بہت غصہ ہوا اور سوراخ سے سرنجس باہر نکال کے کہا او ملعونو مین نے اپنی گرفتاری بزور علم مجمع مین دیکھی ہے اسیلیے چاہتا ہون کہ اکیلا رہون تم آج جاؤ یہ کہکے چاہا کہ سراندر کرلے جوہر نے ایک جھٹکا دیا کمند کا حلقہ گردن مین پھنسگیا دوسرے جھٹکے مین زمین پر گرا اور پھر ہر چند چاہا کہ مکھی یا مچھر بنکے نکل جاؤن ممکن نہوا ابابیل ہی بنا رہا تا اینکہ قوت نطق بھی زائل ہوگئی ابوالحسن جوہر نے اُس گیدی کو مع پنجرا ہاتھ مین لیا غلامون نے دیکھا طرفہ ماجرا ہی اُستاد جانور بنا ہوا ہے ہر چند کہ وہ بھی ساحر تھے مگر منھ سے بسبب خوف کے بات نہ نکلتی تھی دونون طرف سے خنجر کھینچے ابابیل کی طرف چلے یہ سمجھے دشمن ڈر جائیگا جوہر نے دیکھا یہ دونون نابکار مع خنجر آبدار پنجرے کی طرف آئے پنجرے کو بلند کردیا اور ان دونون نے اپنا اپنا وار کیا پنجرا تو بیچ سے اونچا ہو ہی گیا تھا اسکا خنجر اُسپر اور اُسکا اِسپر پڑا دونون جہنم واصل ہوے اور گرد پنجرے کے چکر مین رہے ابوالحسن جوہر نے پھرا اپنا غائب رہنا خلاف مردی کے جانا آخر ظاہر ہوگیا دیکھا کہ یہ چار ہین ابابیل کے پنجرے کو زمین پر رکھدیا اور نیمچہ میان سے لیا اور ان نابکارون پر حملہ کیا سحر اُن کافرون کا بے اثر ہوگیا تھا جنگ بازو سے کام لیا اس صورت مین اگر دو سو ہوتے تو کیا کرسکتے تھے کیسے بہادر و جرار ہوتے مگر جوہر سے مقابلہ ممکن نہ تھا الغرض ابوالحسن جوہر نے اُنسے کہا کہ ای نابکارو تمنے اپنے اُستاد کا حال بھی دیکھا کہ قضاو قدر نے اس بیحیا کو کیونکر اسیر کردیا دین ابلیس و سامری نے کچھ کام نہ کیا اب تم بھی سحر سے توبہ کرو اور زردشت و سامری پر لعنت کرو دین اسلام بصدق دل قبول کرو تو مین تمھارے قتل سے دست بردار ہون چونکہ پیمانۂ اجل اُن نابکارون کا لبریز ہوگیا تھا انکار کیا اور بعد لاف زنی کے جوہر سے دوچار ہوگئے۔

یکے را بسر زد یکے را بگردن +	یکے را بہ خنجر زد آن شیر افگن

چہارم شد اندر کمندش اسیر	زبان ساخت جاری بشکر قدیر

قتل و اسیر کرنا جوہر کا چاروں شاگردان خناز جادو کو اپنی کمند عیاری و چالاکی سے



قصہ کوتاہ اُنمین سے دو اسیر ہوے اور دو بخوف مسلمان ہوے ابو الحسن جوہر نے اُن مردودون کے قتل سے ہاتھ اُٹھایا
اور قفس پرستک کو ہاتھ مین لیا جب بخوبی خاطر جمع ہوئی یعقوب حرانی کی فکر کی غلام گوپال سے فرمایا ای گوپال ہمارا برادر بجان
برابر کہان ہی تو جانتا ہی اُسنے کہا ای شہریار نامدار اِس برج مین ایک کنوان ہی اُس کنوین مین وہ جوان دلاور قید ہی حضرت
کچھ آرام فرمائین اور کچھ نوش کرلین تاکہ گونہ قلب کو فرحت حاصل ہو پھر مین آپ کو وہان بھی لیجاؤنگا اور مین آپ کنوین مین
اترکے اُس بہادر دوران کو نکال لاؤنگا ابو الحسن جوہر خوش ہوکے بالاے تخت جو کہ لب حوض تھا جلوہ افروز ہوا اور گوپال
سے کہا کہ دو چار انار توڑ لاؤ اور جلد شربت تیار کرو گوپال منافق نے کہا بہت خوب اور بجاے خود مشورہ کیا کہ یہی وقت ہی اب
نہ چوکنا چاہیے شربت انار تیار کر کے اسمین زہر ملانا چاہیے وہ ولد الزنا ایک تیی کی سمیت سے بھی خوب واقف تھا الغرض اُس
نابکار نے شربت بنایا اور چاہتا تھا کہ وہ تیی پیس کے ملائے ابو الحسن جوہر یعقوب کی فکر مین اور شربت کے انتظار مین بیٹھا تھا
کہ شربت پیکر زندان چاہ مین جاؤن ناگاہ دیکھا کہ یعقوب حرانی ہمراہ ایک شخص کے سامنے سے چلے آتے ہین جوہر بہت خوش
ہوا اور یعقوب حرانی کو گلے سے لگا کے حال پوچھا یعقوب نے بھی اُستاد کے ہاتھون پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین دربند چہارم مین
بسبب اسکے کہ خطاے فاش واقع ہوئی اور اُس عورت نے مجھکو فریب دیا دربند سحر مین اسیر ہوگیا تا اینکہ مجھے خناز جادو کے
سامنے لیگئے اُس حرام زادے نے دو ایک باتین پوچھین اور قتل کا حکم دیا اُس غلام ورقا نام نے کہا ای اُستاد آدمی کا مارڈالنا

آسان ہی لیکن زندہ کرنا مشکل ہے بالفعل اسے قید مین رکھیے دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی شاید اسی سے کوئی کام نکلے ورنہ دم بھر مین مار ڈالینگے بارے وہ گیدی جب ہو رہا اور کنوین مین مجھے قید کیا اور کہا کہ کھانا پانی اسے نہ دیا جائے آپ ہی مر جائیگا لیکن ورقا نے یہ کام کیا کہ میرا کھانا پانی اپنے ذمہ لیا اور اپنے آقا سے پوشیدہ میری خبرگیری کرتا تھا اور میرے کسی امر مین دریغ نہ کرتا تھا اور اب مجھے اسی نے کنوین سے نکالا اور بند سحر مجھ سے دور کیے اور میرے قدمون پر سر رکھ دیا اور اپنے مرشد کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور اپنی رغبت دین اسلام کی طرف ظاہر کرتا ہی اور غلام کو شفیع گردانا ہی ابو الحسن جوہر بہت خوش ہوا اور کہا الحمد بعد پھر کلمۂ توحید اسکو تعلیم فرمایا ورقا از سر صدق مسلمان ہوا جوہر نے اسکی پیشانی سے آثار نور اسلام معلوم کیے لیکن گوپال حرام زادہ نہین معلوم کسوقت کیا سمجھا کہ زہر کا ملانا مناسب نہ جانا شربت لایا چارون نے اُس شربت کو نوش کیا اس عرصہ مین شام ہوگئی ابو الحسن جوہر نے دونون غلامون سے خزانہ خناز جادو کو دریافت کیا ورقا نے جہان خزانہ تھا بتا دیا ابو الحسن جوہر نے کہا آج کی شب اسی باغ مین آرام کرین آخر شب کو چلینگے گوپال نے ایک قسم کے کھانے کا نام لیا اور کہا اس غلام کو خوب اسکے پکانے مین دخل ہی ورقا نے بھی گواہی دی کہ فی الحقیقت خوب مزے کا یہ کھانا پکاتا ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ضرور پکانا چاہیے اُس حرام زادے نے گوشت مرغ پکایا جب کھانا تیار ہوا ورقا کو اشارے سے بلایا اور جو کچھ اُس حرامزادے نے کارروائی کی تھی اُس سے مطلع کیا اور کہا ہم تم بعد کھائینگے ورقا کو فرط غضب سے تاب نہ رہی اور اُسی وقت اُس حرام زادے کو قتل کیا اور سلطان ابو الحسن و یعقوب حرانی سے یہ سارا ماجرا بیان کیا اور اُس کھانے کو لا کر دکھلایا یعقوب کو جب معلوم ہوا ورقا کو گلے سے لگا لیا اور سلطان نے دست شفقت ورقا کی پشت پر رکھا اور امیدوار مرحمت صاحبقرانی کیا رات نہایت خوشی مین بسر کی صبح کو کاغذ کا مطالعہ کیا معلوم ہوا کہ خناز جادو اب زبان انسانی مین کلام نہ کر سکیگا اور نہ ہیئت اصلی پر آئیگا اسواسطے کہ جو اپنے قصد سے اُسنے اپنی شکل بنائی ہو وہی صورت اُسکے لیے مقرر رہیگی مگر جسوقت حلقہاے کمند گردن سے کھولدینگے اور قفس سے باہر نکالینگے تو البتہ اپنی صورت اصلی پر آجائیگا ابو الحسن جوہر خناز نابکار کی طرف مخاطب نہ ہوا اور وہ نابکار اپنا حال زار دیکھتا تھا اور روتا تھا اور خون جگر پیتا تھا لیکن شرم سے اُس ولد الحرام کے پاس ورقا نہ جاتا تھا ایک مرتبہ آیا تو دین اسلام قبول کرنے کو کہا اور نصیحت و پند کے کلمات کہے لیکن اس بدبخت کو کب نصیحت اثر کرتی ہی بلکہ اُس نابکار نے بنگاہ قہر ورقا کو دیکھا حالانکہ زبان اختیار مین نہ تھی مگر برا کہنے پر آمادہ ہوگیا قصہ کوتاہ اُس رات کو بھی وہین رہنے کا اتفاق ہوا اور جسقدر جواہر اُٹھایا گیا اُٹھوالیا باقی وہین رہنے دیا ورقا نے بخوشی تحویلداری قبول کی اور وہین رہا اسواسطے کہ خناز مردود ازلی کا مقتول ہونا چاہتا تھا کہ میری اُس سے آنکھین چار نہونگی ابو الحسن جوہر نے پنجرا بابیل کا اُٹھالیا اور روانہ لشکر ظفر پیکر ہوا یعقوب حرانی بھی ساتھ تھا اب راہ مین نہ وہ کنوان دیکھا نہ دریا نہ ثعبان آتش فشان سب فنا ہوگیا تھا پھر دوسرے درۂ کوہ سے سر نکالا اس ایک درے سے دوسرے درہ مین داخل ہوے علی ہذا درہ بدرہ چلے جاتے تھے تا اینکہ جو درہ ار دوے معلی کے

سامنے تھا اُس درہ سے نکلے اور دوسری راہ غیر متعارف مین چلے تا اینکہ نصف شب کو ساعتِ سعد صغری مین صاحبقران اکبر کی لازمت کو لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوے حضرت شاہ سرالحق اُسوقت صاحبقران اکبر کی خدمت مین بیٹھے ہوے تھے امیر مجاہد الدین و امیر محمد و امیر سیف الدین وغیرہ امراے نامدار بفضل پروردگار صحیح و تندرست ہو چکے تھے کچھ ضعف کی نشانی باقی تھی صاحب قران اکبر کا حال بھی بافضال ایزد متعال نہایت اچھا تھا حمام فرمانے مین دو دن باقی تھے کہ ابو الحسن جوہر وہ قفس ابابیل لیے مع یعقوب حرانی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا پہلے سب سے نظر جمال صاحب قران اکبر پر پڑی کہ وہ صاحب جاہ و حشمت تخت عزت و احترام پر جلوہ فرما ہی اور مطلق آثار علالت چہرے سے نمایان نہین ابو الحسن جوہر بہت خوش ہوا اور اسی وقت صاحب قران اکبر کے سامنے دوگانہ شکر پروردگار عالم ادا کیا بعد اسکے سامنے آیا اور دعاو ثناے شہریاری اس طرح بجالایا۔ نظم

الٰہی در جہان پایندہ باشے	بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشے
ہمہ رنج و الم دور از تو بادا	بفضل ایزدے تا زندہ باشے

صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو آگے بلایا اور گلے سے لگایا اور نہایت خوش ہوے شکر پروردگار عالم بجا لائے بعد اسکے استفسار حال کیا ابو الحسن جوہر نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ واقعہ گذرا تھا سب حسب الارشاد صاحب قران اکبر بیان کیا اور قفس ابابیل صاحب قران اکبر اور شاہ سرالحق کے روبرو رکھدیا شاہ سرالحق نے اُسکو قفس سے باہر نکالا لیکن رشتۂ کمند سے بستہ رہنے دیا برکت دست پاک درویش حق پرست سے زبان اُس جادوگر کی گویا ہوگئی شاہ سرالحق وصاحب قران اکبر و ابو الحسن جوہر نے باتفاق اُسے ہدایت کی کہ دین اسلام قبول کر اور انواع و اقسام کے دلائل و براہین پیش کیے لیکن بمقتضاے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِم وَعَلٰی سَمعِہِم وَعَلٰی اَبصَارِہِم غِشَاوَۃٌ وَلَہُم عَذَابٌ اَلِیم جواب یہ سنا کہ قتل سے ڈراتے ہو تمہارا دین قبول نکرونگا جبکہ موت تقدیر ہو چکی ہے اُس سے نجات نہوگی اور جو ابلیس مہربان ہوگا تو مجھے بھی تمہاری طرح زندگی جاوید عنایت فرمائیگا ابو الحسن جوہر نے کہا اے شہریار شعر

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ

شاہ سرالحق جب بجمیع الوجوہ اُس سے ناامید ہوا پھر اُسی پنجرے مین بند کردیا اور یعقوب حرانی کے حوالے کیا فرمایا اب اِس نحس کی خوراک کرم ہی دینا۔

اب راوی مسود اوراق جمشید پلید کا حال قلمبند کرتا ہی

کہ جب خبر صحت صاحب قران اکبر جمشید پلید نے سنی حیران ہوا اضطرار منکوس کو خلوت مین بلایا اور علت صحت اُس منحوس سے پوچھی بولا البتہ یہ فقیر مجہول الاحوال صاحب کمال ہی جسنے تعویذ وغیرہ سے اثر سحر برطرف کردیا ورنہ قاعدۂ سحر ہی کہ جب ساحر

مارا جاتا ہی اثر سحر بھی اُسکا معرض زوال مین آتا ہی اور اسمین شک نہین کہ خناز جادو زندہ ہی نہین بہشت و دوزخ دونون گم ہوجاتے نہ رہتے اب خبر ان کی منگوا کوئی دیکھ آوے کہ کیا حال ہی غرض جمشید نے عیاران ہوشیار کو بھیج کے خبر منگوائی معلوم ہوا کہ واقعی بہشت و دوزخ دونون موجود ہین اثر سحر صاحب قران اکبر و امراے عالی شان سے برطرف ہوگیا شاہ سر الحق نے ان دونون معبدونکی جانب توجہ نہ فرمائی تھی اس سبب سے گل و نار کا اسی طرح سے قیام رہا جمشید اس خبر سے نہایت خوش ہوا اور کہا ای استاد بدنہاد زمین مسحور بھی بدستور ہی عمود قدرت اور شرارت سحر ابھی تک باثر موجود ہی گیا ڈر ہی معزالدین سے معرکہ آرائی کرونگا اور ایکبار اسے زمین مسحور پر لیجا کے ایسا گرز سر پر لگاؤنگا کہ فوراً ہلاک ہو گا مین بھی دیکھتا ہون کہ فقیر کہانتک دعا و تعویذ سے کام لیتا ہی شمشیر قدرت بھی میرے قبضہ مین ہی امراے معزالدین کو ایکی مرتبہ فنا کر دونگا اور جبکہ معزالدین نہ رہا تو امرا کیا کر سکتے ہین ضار منکوس نے کہا یہ تو نے نہایت خوب اور درست کہا لیکن کچھ ورزش بھی شروع کردے اور دو تین روز عیش موقوف رکھ جمشید نے کہا بہت مناسب بدل قبول و منظور ہی گر خناز جادو گرفتار ہوگیا ہی آثار سحر سب طرف سے کمزور ہوے جاتے ہین بلکہ داغ شقاوت کا بھی نصف رہگیا ہی نصردون شاہ و بکران شاہ و اشبوط و یلم وغیرہ کے بھی دل پھرنے لگے دوسرے دن جو کیدی نے دربار کیا تو ان سب نے سجدہ کرنے مین عذر کیا جمشید سمجھ گیا کہ عرصہ سے داغ شقاوت نہین دیکھا ہی یہ اُسکا باعث ہی رات کو پیشانی کو کسی حیلہ سے دکھانا چاہیے اسوقت کچھ نہ کہا اور اشبوط وغیرہ نے ہمکلام ہونے مین جو کلمات کہ سابق مین کہتے تھے انھین بدل دیا جمشید کو صاحب قران خود پرست کہا گیدی حیران ہوا انتظار مین شب کے رہا لیکن صاحب قران اکبر کو پیام بھیجا کہ ای معزالدین بن نے عمود قدرت سے تیرا غیر حال کردیا تھا پھر خداوند نے تجھے شفا عنایت کی اسلیے کہ مجھے پہچانے اور اپنا خالق جانے اور اگر نہ جانے گا تو میرا نقصان کیا ایکی دفعہ تجھے اور تیرے امرا کو میدان مین عمود اور شمشیر قدرت سے معدوم محض کردونگا صاحب قران اکبر نے کہلا بھیجا کہ تجھے اول سے پہچانتا ہون نسب مین تو زنگی بچہ آتا کش نمکحرام حسب مین قرمساق زیادہ گوہ نہ کہا میدان مین آ تو سمجھا جائیگا اشبوط وغیرہ ایک لمحہ بیٹھ کے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور باہم جمع ہوگئے کہا کہ ہمنے ابتک اس نابکار کو کیون سجدہ کیا اشبوط نے کہا مرضی خداوند یلم کی یونہین تھی مجھے وحی آئی کہ تو چندروز جمشید کی متابعت کر سابق مین بھی تو پیغمبرون نے ظالمان کی اطاعت کی ہی مسلمان اس مسئلہ کو خوب جانتے ہین القیموس نے کہا کہ بے خواہش خداوند سلع کام نجش یہ کام نہین ہوا لیکن اب نہ کرونگا جمشید کیا گیدی ہی جو مین اسے سجدہ کرون بکران خارجی بولا کہ جمشید و مردان تمسے بیزار ہین کہ تم بیہودہ گوئی کرتے ہو تمہی بیہودہ گوئی سے اپنے بیٹون کو مقتول کیا اُنکے کان مین جو یہ صدا پہونچی وہ اپنے دلبند کو یاد کر کے خوب روئے نصردون نے کہا میرے گمان مین ضار منکوس نے ہمین مسحور کیا تھا داغ سحر دکھا کے ہمکو رام کیا اور ہمارے بزرگ ہم سے غافل رہے غالباً کسی تقصیر پر یہ سزا دی اور پھر روے توجہ ہماری طرف پھیرا کہ ہم اپنے اعمال بد سے خبردار ہوے اشبوط نے دم بھر آنکھ بند کی اور بولا ابھی وحی خداوند یلم کی طرف سے مجھے پہونچی کہ نصردون شاہ سچ کہتا ہی القیموس و بکران نے بھی تصدیق کی اور انھین مصالح

ہوگیا اس امر پر کہ جو کوئی دین و آئین رکھتا ہی حق ہے کوئی کسی کے دین کو باطل نہ کہے اتنے مین ابو حاکم بھی پہونچا اُس سے نصرون
و بکران سے بڑا اخلاص تھا اُس سے احوال مذکورہ پوشیدہ نہ کہا ابو حاکم نے کہا قسم ہے خدا کی کہ مین کل سے اسی فکر مین تھا
اور ابھی تک وہ فکر ہے کہ جمشید پلید کس دلیل سے ہمارا خدا و مقابل سجود ہوا ہان سحر سے البتہ ہمارے دلون کو متغیر
کردیا مگر اب اس سے نفاق پیدا کرنا مناسب نہین ہی اسلیے کہ اگرچہ قابل سجدہ نہین لیکن دشمن معزالدین تو ہی اور میرے
اعتقاد مین جو کوئی معزالدین کا دشمن ہو یا اُسکو قتل کرے مین اُسکو بیشک خدا اپنا جانونگا اسکی وجہ یہ ہی کہ خدا سے
اُسکی ہلاکت کی دعائین مانگتے مانگتے زبان گھس گئی کچھ فائدہ نہوا خیر اب ہم ابو حاکم کو قاتل معزالدین سمجھتے ہین اور
واقعی معزالدین کا اگر قاتل ہے تو وہی ہی بکران شاہ نے کہا مقدمۂ عداوت معزالدین مین بھی تیرا شریک حال ہون میرا
دل بھی یہی چاہتا ہی کہ اسکا استیصال جلد ہو اشبوط و یلم اور نصرون نے کہا ہم بھی ایسا ہی کچھ چاہتے ہین الغرض
آپس مین یہ اقرار قرار پایا کہ اب حریف مثل جمشید کے کوئی نہین ہی کسی طرح اس سے بگاڑنا نہ چاہیے اول اُسے اُس
سحر سے سجدہ کرینگے اس امر کو بخوبی قرار دے کر اُس مقام سے متفرق ہوگئے اُسطرف کا حال سنیے کہ ابو الحسن جوہر
صاحب قران اکبر کے حکم سے پھر حکیم قسطاس کی خدمت مین گیا فضل الٰہی سے راہ ملی وہ گمراہی دور ہوئی شکر خداوند قدیم
کا بجالایا در باغ قصر النیرین مین پہونچا اور حکماے عالی منزلت کو مشغول کار صاحبقرانی دیکھا کہ از روے علم نجوم و طلسم
و حکمت دروازۂ عجائبات قسطاسی اور قصر کے بیچ مین دریا جو واقع تھا اُسکا پل بنایا ہی پہلے مرقوم ہوچکا کہ دروازۂ دوم
طلسم اجرام و اجسام قصر النیرین کے مقابل ہی اور وسط مین دریا ہی صاحب قران اکبر کی کدخدائی باغ مین مقرر ہوئی ہی
اور عروسان ماہ پیکر کا مقام قصر اخضر اور طلسم اجرام و اجسام مقرر ہی جسطرح قلعۂ یاقوت نگار مین عقد صغریٰ ملکہ صبح روشن گہر
اور ملکہ صبیح دل کشا سے ہوا قصہ مختصر سلطان ابو الحسن جوہر حکیم صاحب بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور قدمبوس ہوا اور
جفاے روزگار و ظلم ساحران بد شعار سے باشک خونی رو یا کیا اور تمام احوال صاحبقران والامقام کا اور لشکر اسلام کا اور
جمشید کی شرارت و دعوی باطل خدائی کا اور ہنگامہ خناز جادو کا اور شاہ سرالحق کا تشریف لانا اور اس طلسم کا فتح کرنا اور
خناز جادو کو گرفتار کرکے روانہ کرنا بصورت ابابیل ایک پنجرے مین اور پہلے اپنا قصد اسطرف کا کرنا اور راہ بتانا مفصل بیان
کیا حکیم قسطاس الحکمت نے جو یہ حال شاہزادہ معزالدین کا سنا رنگ چہرے کا پرواز کرگیا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچ کے اشک حسرت دیدہ عبرت سے بہائے خدا کو بعظمت و جلال یاد کیا اپنے شاگرد حکیم ابو المحاسن اور حکیم ختنی جان
کی طرف دیکھ کے فرمایا سبحان اللہ بندہ ہر طرح عاجز ہی بشر کی کیا قدرت محض مجبور ہی کسواسطے کہ باوجود علم حکمت و طلسم کے جو
اس ہیچمدان کے نام پر مقرر ہی حکم الٰہی جو نہ تھا احوال معزالدین سے بے خبر رہا میرے فرزند کا حال قریب مرگ کے پہونچا اور
مجھکو خبر نہوئی مگر شکر ہے پروردگار کا کہ جسنے چشم بصیرت عطا کی ہے بندے کو تکبر و غرور سے باز رکھا الحمد للہ و المنۃ کہ فرزند
کا صحیح و سالم بھی ہونا سنوایا اور یہ دوسری حکمت اُس حکیم مطلق کی تھی کہ ایسی مہمات کی فتح نقوش و آیات فرقانی سے

شاہ سرالحق کے نام پر ہوئی اور دیکھو کہ ہزار نقش طلسم اور تمام جہان کے علم کلام الٰہی کے سامنے لغو اور مہمل ہین پھر اصطرلاب سے ارتفاع آفتاب کو ملاحظہ فرماکے زایچہ کھینچا احوال استقبال شاہزادہ معزالدین اور لشکر ظفر پیکر اسلام کا معلوم کیا صاحبقران کو رقعہ لکھا ابوالحسن جوہر نے فرمایا ای فرزند الحمد للہ والمنۃ کہ اب کوئی آفت و محنت ارضی و سماوی و مشقت و مصیبت صاحبقران اکبر اور لشکر ظفر اثر کے واسطے متصور نہین ہی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ظاہرا دو تین دن مین جمشید بلید وغیرہ کفار عذاب شدید سے مستاصل ہونگے ایک رقعہ اشتیاقیہ شاہ سرالحق کو بھی لکھا ہی اور یہ بھی فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کوئی جن اسوقت تک لشکر صاحبقران مین موجود نہ تھا جو ہمکو اطلاع دیتا بارے تقدیر باری اور مشیت ایزدی اسی طرح جاری ہوئی کہ صاحب قران زخمی ہون اور لشکر فتح پیکر منتشر و پریشان ہو اسکے اسباب ایسے مہیا ہوتے تو اس نوبت کو یہ معرکہ کیون پہونچتا قصہ کوتاہ ابوالحسن جوہر نے تیاری پل وغیرہ کا سامان دیکھ کے کہ جو حکیم صاحب نے مہیا کیا تھا خدا کی بزرگی و عظمت کو یاد کیا اور حکمت حکما عالی منزلت دیکھ کے حیران ہو گیا صاحب قران کے طالع کی بہت تعریف کی پھر حکیم صاحب سے اجازت چاہی فرمایا خدا حافظ ای صاحب قران فن عیاری سے ہم بھی آئینگے اور تماشائے جنگ دیکھینگے الحاصل جوہر وہ دونون رقعہ لیے ہوے روانہ ہوا اور صاحب قران کی خدمت مین حاضر ہوا رقعے دیے اور زبانی بھی حال بیان کیا صاحب قران نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا اسمین یہ مضمون رقم تھا کہ ای فرزند طرفہ بیخبری تم سے واقع ہوئی کہ ایسے وقت مین غفلت کی تم دونون پر سحر کا فراثر کر گیا خیر انچہ گذشت گذشت باقی رقعہ شاہ سرالحق تعریف و تحسین و اشتیاق ملاقات پر مشتمل تھا اب راوی حال خرابی مآل جمشید بلید کی مرگ و فنا کا مع استیصال جملہ اشرار و کفار کے گذارش کرتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ جمشید بلید نے جب صحت صاحب قران اکبر و امراے نامور کی خبر سنی پہلے تو متحیر و ملکدر رہا آخر جیسا کہ مرقوم ہو چکا ضار منکوس منحوس کو بلا کے کہا کہ اب صاحب قران کے مقابلہ پر کمر جست باندھو اس معنی سے ابھی تک وہ خود رفتہ بیخبر و غافل تھا کہ ستارۂ اقبال مغرب ادبار کے قریب پہونچا عنقریب دود نخوت دماغ سے نکلا چاہتا ہی قصہ مختصر صاحبقران کو پیام بھیجا تھا جواب اسکا چونکہ سخت تھا سنکے نہایت بدماغ ہوا

بفرمود آن کافر کینہ خواہ	کنند از نو آرایش رزمگاہ
کہ فردا بمیدان کین میروم	بکین دلیران دین میروم
کنم چون برآمد بچرخ آفتاب	زمین را بخون دلیران خضاب

جمشید بلید بارگاہ مین تخت مذلت پر بیٹھا حکم دیا کہ تمام دلیران پرخشم و کین انجمن مین حاضر ہون گیدی نے اس شب کو کمال نخوت و غرور مین اپنی تعریف بیان کی اور کہا ای حاشیہ نشینان بساط خداوندی فرعون نے چارسو برس دعوائے خدائی کیا اور اسی طرح نمرود نے بھی مگر انکے پاس مال و دولت کی یہ کثرت نہ تھی میرے برابر کب ہوگی اور یہ قدر قوت و طاقت جو مجھے حاصل ہی ان لوگون کو کب میسر ہوئی اگر مجھے تم سجدے کرتے ہو بیجا نہین ہی اب تم پھر سجدہ کرو

توکل تمھارے دشمن کو ایک ہی ضرب عمود قدرت سے خاک مین ملا دونگا اور تمھارے دلون سے اِس تدغدغہ کو نکال ڈالونگا
ابو حاکم اِس کلام سے اُچھل پڑا اور کہا ای خداوند مین اوروں کی طرح تجھ سے برگشتہ نہین ہون لے دیکھ مین سجدہ کرتا ہون
جمشید نے کہا جو لوگ مجھ سے برگشتہ ہین اُنکو مجھے دکھا دے تاکہ مین اُنسے مواخذہ کرون یہ کہکے داغ شقاوت دکھادیا
ہر چند کہ کوئی اعتقاد نہ لایا اور وہ فساد رفع دفع ہوا لیکن اُس جماعت نے طمع سے سجدہ کیا جمشید تمام رات شراب و کباب
مین مشغول رہا جب ایک ساعت رات باقی رہی غلبہ خواب سے سو گیا مگر طبل جنگ کی صدا لشکر شکستا ثر سے بلند ہوئی
لشکر اسلام مین بھی صاحب قران نے فرمایا ہمارے یہان کوس حربی بجے ۵

دہل زن دہل زد بتحسین او	بہین دین او دین او دین او

نقار خانہ سلیمانی و خورشیدی نوازش مین آئے مگر حضرت شاہ سرالحق نے احوال عمود و تیغ اور زمین مسحور سے
صاحب قران کو مطلع کیا یعقوب حرانی سے فرمایا کہ اس حرامزادے کو قفس سے باہر نکال کر لاؤ جب وہ نحرہ
شاہ صاحب کے سامنے آیا شاہ صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے اس مردود کو کمند سے کھولا اور نصیحت شروع کی
جب اُس سیاہ قلب سے انکار سُنا اسی صورت سے بنا کر کے یعقوب حرانی کے سپرد کیا اور یعقوب کے
کان مین یہ بھی کہہ دیا کہ جب زبان اسکی گویا ہو فوراً تم اسکی زبان کاٹ ہی ڈالنا جب ہاتھ پاؤن کھول دوگے
یہ ملعون اپنی صورت اصلی پر ہو جائیگا پھر تم جسطرح چاہنا قتل کرنا اور عمود رستم منگوایا اور اُسپر ایک نقش لکھا
اور کہا جمشید روئین تن ہے یہ اُسکے اسپ و سلاح و طلاسم سحر پر غالب ہوگا

در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ فردا انجام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہد +	کرا تخت تابوت بردر نہد
زمانہ کرا کارسازے کند	ستارہ بجائے کہ بازی کند

جب زنگی شب نے اپنی سیاہی نظر خلائق سے ناپدید کی اور خسرو آفاق تخت فیروزہ رنگ فلک پر جلوہ گر ہوا ایک جانب
سے جمشید لعین مع کافران بے دین و مردودان بے دین مانند اشبوط دیلمی و دیگران شاہ خارجی نجاشی ابو حاکم فردوسی
نصرون شاہ ربیعی القیموس زنگی وقلیموس فرنگی شاہ بیدین سقطی کے میدان رزم مین صف آرا ہوا۔ اسطرف سے
دلاوران نامدار بہادران تہور شعار پہلوانان سر افگن تاجداران شمشیر زن ہژبران بیشہ کین و دلیران نصرت قرین مانند امیر
مجاہد الدین امیر جلال الدین علیخانی امیر شجاع الدین امیر معظم الدین امیر رفیع الدین امیر خلیل الدین امیر عظیم الدین
امیر محمد امیر سیف الدین امیر سلطان امیر یوسف امیر اسد الدین امیر یعقوب امیر کامل الدین امیر ابراہیم امیر
نور الدین امیر سراج الدین امیر عبداللہ امیر شوکت الدین امیر اسحاق امیر نصیر الدین سیدی سالم المعظم بن سالم
صیفور نیزہ باز عمران بن جنید الواح بن التوم شرفیل بن اسماعیل سمعاج اژدر ابطال زنگی ہود حبشی سلفار حبشی

عامر مصری سالک مصری ہامان دمشقی شامان شیقور مغربی کافور مغربی وغیرہ کے غازیان رزم خواہ سوار ہوئے
صاحب قران اکبر بندہ برگزیدہ حضرت داور

در آورد پا در رکاب سمند — مسیحا برآمد بچرخ بلند
ز ہر سو برآمد غریو اغریو — سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو

سرداران طلسم مبغضار کا بخطر انتساب مین سکے تحریر اسامی وار مین طول ہی اور نائب طلسم سبع سباع مانند شارق بشاہ
ملک ثاقب اثمر وغیرہ بھی آج حاضر ہوے سکتے اسی طرح بنی آدم سلاطین طلسم مبغیات تھے مثل ملک النوبہ اور آذرشاہ و
سلطان شاہ وابو عامر کی جب صفین آراستہ ہوئین اور ابھی تک کسی نے عزم محاربہ نہ کیا تھا کہ تتق گرد نمودار ہوا ہر طرف
کے جاسوس خبر کے لیے دوڑے یکایک دوسو علم سو ہزار سوار کی علامت نمودار ہوے جب تحقیق کیا تو لالان مصری مالان
مصری دو پہلوان بدست جمشید خود پرست کی مدد کو آئے تھے وہ فرستادہ اُسکے پدر قرمساق کافور زنگی کے تھے ابھی
اُس نابکار کی ملازمت سے کامیاب ہوے تھے کہ اور گرد میدان کی جانب نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا ڈیڑھ لاکھ
فوج دریا موج کے نشان نظر آئے معلوم ہوا کہ وہ فوج الماس زنگی کی ہے اُس اشرار قوی ہیکل کے ہمراہ مثل ہلاق
زنگی - نیلاق زنگی - کرمان زنگی - مرجان زنگی - لاقوس زنگی دجمال زنگی وغیرہ کے بت پرست تھے اور وہ مردود جمشید پلید
کے باپ کا خالو تھا اور سُنا گیا کہ خواہرزادہ اُس مردود کا زیر حیل لعلے محمدیون سے لڑتا ہی واسطے مدد کے آیا تھا اسی طرح
کیوان گنبد سر ساٹھ ہزار سوار جرار آتش بار کی جمعیت سے اشبوط دیلمی کی مدد کو آیا ہلوخ شیر پیشانی بھی ڈیڑھ لاکھ سوار سے
مدد کو نصرون شاہ ربیعی کی پہونچا - نجاشی القیموس زنگی بکران شاہ خارجی وغیرہ کی مدد کو سب دو لاکھ سوار آئے اور
ملازمت جمشید بجا لائے نو لاکھ کے قریب مجمع کفار تھا تمام صحرا عساکر کفار سے مملو کہنا چاہیے جمشید پلید نے ہر ایک
کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا شام ہوگئی تھی پلید نے کہا آج لڑائی موقوف رکھنا چاہیے اور اپنے اپنے مقام استراحت پر
آرام کرین اور بارگاہ دولت کا خیمہ آرام گاہ یہین برپا کیا جائے کہ آج رات ہم یہین بسر کرینگے جب اُس کافر نے یہ حکم دیا صاحبقران
اکبر نے بھی حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارا بھی یہین برپا کیا جائے ہم بھی آج شب کو یہین رہینگے الغرض جمشید کے دربار میں سب
سردار آکر جمع ہوے اُس گیدی نے کہا ای بندگان من دیکھو قدرت میری کہ ایک روز مین کسقدر فوج واسطے تمھاری امداد
کے پیدا کردی یہ کہکے داغ شقاوت دکھایا کسی نے تصدیق کلام اُس بدانجام کی نہ کی اور کوئی بخوف جان انکار بھی نہ کر سکا مگر
جو کفار و اشرار اُس ولدالزنا کے معتقدان خاص سے تھے اُنھون نے سجدہ کیا اور اکثر نے دانستہ تغافل کیا چنانچہ بکران شاہ
خارجی و نصرون شاہ ربیعی وغیرہ اہل تغافل سے - بعد اسکے شراب کی کشتیان اور خوان گزک کے آئے جمشید پلید خود
ساقی بنا اور اپنے ہاتھ سے سرداران و سلاطین کو جام مرحمت کیے اُن مردودون نے زہر مار کیے جب نشۂ شراب سے
سب مست ہوے جمشید نے کہا ای ہوا خواہان من ای دشمنان جان معزالدین و خدا پرستان آج رات کو تم سب عہد کرو

اور سب اپنے اپنے ایمان کی قسم کھاؤ اور اس جنگ کو جنگ آخری جانو میرے پاس اتنی فوج آج جمع ہے کہ مین گمان کرتا ہون عالم
مین اب فوج کا نام نہین رہا اور اُنمین ایک ایک سردار میل تنی و رویٔین تنی مین اپنا نظیر نہین رکھتا پھر آج میرا مقابل دوسرا
دنیا مین کون ہے اور نہ کوئی اِن سلاطین سے ایسا ہے کہ جو مجھے جواب دیسکے یا معزالدین سے خصومت نہ رکھتا ہو پس تم سب کو
قسم مین اپنے سر بخس کی دیتا ہون کہ کل جنگ و جدل جب شروع ہو اور جبتلک مقدمۂ جنگ یکسو نہو معرکہ سے منھ نہ پھیرنا سب
حسب مراتب ایک ایک دفعہ اوٹھے اور جمشید پلید سے عہد کیا اور قسمین کھائین اور قتل صاحب قران پر سب نے اتفاق
کیا معہذا سب نے گالیان بھی اپنے کو دین اسطرف صاحبقران نے اگرچہ کسی سے عہد نہ لیا لیکن زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری
فرمایا کہ انشاءاللہ الرحمٰن ہم بھی جبتلک کہ معاملۂ جنگ فیصل وطی نہ کرلینگے جدال و قتال سے ہرگز دست بردار نہونگے قصہ کوتاہ جب
کفار عہد و پیمان نسبت مقابلۂ صاحب قران کے اور قتل و غارت یزدان پرستون کے کرچکے اور سامان جنگ سے فارغ ہوے

	برانگیخت آتش ز دریای آب		دگر روز کین آتشین آفتاب	

جمشید پلید مع جمعیت کفار سوار ہوا اور میدان جنگ کو درمیان مین چھوڑ کے تخت روان پر سوار ہوکر کھڑا ہوا اُدھر سے
صاحب قران نامدار مع سرداران دشمن شکار زینت بخش میدان کارزار ہوے ابھی طرفین سے کوئی میدان کارزار مین نہ آیا
تھا کہ جمشید نے چاہا صاحب قران کو خود بلائے اور مقدمہ جنگ یکسو کرے کہ نالان مصری الماس مصری وغیرہ
گھوڑون سے اُترے اور آگے تخت جمشید کے آئے اور کہا ای صاحب قران خود پرستان اب تک تمھارے اور ہمارے
پہلوانون کے باہم جنگ تھی اب ہماری نوبت آئی ہے اگر تم جاکے معزالدین کو مار وگے جنگ مغلوبہ ہوجائیگی ہمارے
دلون مین ارمان جنگ کا رہجاویگا اور حوصلہ نہ نکلیگا ہرچندکہ اُس مغلوبہ مین بھی ہم صاحب قران کو قتل و غارت کرینگے
لیکن اُس ہنگامے مین کون کسی کی جانفشانی و کاردانی دیکھے گا اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ تمھین اور دیگر سلاطین کو اپنی
اپنی بہادری و دلاوری دکھائین اور انعام و اکرام پائین عزت و آبرو بڑھائین جمشید نے کہا ای دلاوران نامدار و بہادران
تہور شعار اگرچہ میرا ارادہ یہی تھا کہ مین ایک ضرب عمود قدرت سے معزالدین کو ہلاک کرون کہ یہ قصہ ہی نہ رہے لیکن اب
مجھکو تمھاری دلشکنی کسی طرح گوارا نہین ہے اچھا کیا مضائقہ ہے تم لوگ اپنے اپنے دل کا حوصلہ نکالو اور مکر و فن سپہ گری دکھاؤ
بعد اسکے جیسا ہونا ہے ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گوشہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا ساٹھ علم
ساٹھ ہزار سوار کی علامت نمایان ہوے اور لشکر طرفین اُسی گرد کی طرف نگران تھے جاسوس لشکر کے خبر لائے کہ شاہزادہ
فلک احتشام پہلوان عالی مقام مرزبان بن بہرام دریا بارگیری سے صاحب قران عالی شان کی مدد کو آیا ہے بعد اسکے
عوجان بن مرجان چالیس ہزار سوار جرار سے وارد ہوا یہ شاہزادہ دریا بار صفری کا تھا انکی داستان جلد اول جہد نامہ
مین بالتفصیل مرقوم ہے دوبارہ حاجت بیان کی نہین ہے یعقوب حرانی لشکر اسلام سے واسطے خبر کے گیا تھا حال
دریافت کرکے خدمت صاحب قران گردون حشم مین عرض رسا ہوا۔ جہان پناہ نے امیر محمد اور امیر یوسف الدین کو

اُنکے استقبال کے لیے بھیجا وہ دونون شاہزادے عالی گہر کے جتر یاقوت کو دور سے دیکھ کے گھوڑون سے اُترے جب قریب پہونچے رکاب ظفر انتساب کو بوسے دیے صاحب قران عالی مقام نے بھی دست شفقت اُنکی پشت پر رکھا اور کرم و اخلاق خاندانی کو کام فرمایا خود بھی گھوڑے سے اُترے اور معانقہ کیا بعد اُسکے حال پوچھا اُس نوجوان ذیشان نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار غلام مدت سے مشتاق ملازمت تھا لیکن مجبور رہتا تاہم حالات مزاج حضور سے واقف ہو جایا کرتا تھا ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسری جانب میدان سے گرد ایسی تیرہ و تار نمایان ہوئی کہ العظمت للہ تمام میدان کارزار تیرہ و تار ہو گیا جب دامان گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ پہلوان عالی نژاد شدید بن شداد اسی ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع ملک آفاق شاہ آیا ہو شاہزادہ امیر خلیل سمعاج اژدر ور البطال زنگی استقبال کو گئے اور نہایت عزت و حرمت سے لائے حسب دستور دور سے پیادہ ہوا اور آکر رکاب صاحبقرانی سے آنکھین ملین بوسے دیے آفاق شاہ بھی قدمبوسی سے کامیاب ہوا صاحب قران گھوڑے سے اُترے اسنے بھی معانقہ کیا اور مورد عنایت خسروانی ہوا مزاج پوچھا حال دریافت فرمایا شدید بن شداد نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت عرض کی اُس درویش کا سلام شاہ اسرار الحق کی خدمت مین پہونچایا صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوکے تحسین و آفرین کی سمعاج اژدر در کو اُسکے بھلے کی شفاے کامل و صحت کامل کا مژدہ دیا بولا وہ کنیز جناب عالی کی ہے صاحب قران نے فرمایا ہمنے شداد کو بخشی سمعاج اژدر در نے عرض کیا غلام کا فخر ہے ظہر کا وقت تھا ناگاہ نالان مصری پیادہ ہوا اور دوبارہ جمشید کے پاس واسطے رخصت کے گیا اور رخصت طلب کی جمشید نے جام شراب دیا رخصت کیا نالان مصری میدان مین آیا اول جمشید کی تعریف کی بعد اسکے اپنی صفت و ثنا کی اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکے پکارا ای دلاوران میدان رزم ایک مدت تم صاحب قران خدا پرست وغیرہ سلاطین سے لڑے ہو لیکن ہم پر تمھاری جرأت ظاہر نہین ہوئی اب راہ دور سے چند گبر مغرور تمھاری جنگ کے مشتاق آئے ہین توقع ہو کہ آج کوئی بہادر رومرد میدان میدان مین آوے شاہزادۂ عوجان بن مرجان نے سب پر سبقت کی مرکب سے کود اخدمت صاحب قران عالی شان مین آیا اور عرض کی الجدید الجدید یعنی وہ نیا آیا ہو اور امیدوار اجازت ہو ہرچند صاحب قران نے فرمایا ای شاہزادہ عالی جاہ تم ہمارے مہمان ہو تماشا دیکھو دلیران نامدار اُس کافر سے لڑنے کو بہت ہین مجھے شرمندہ نہ کرو مگر اُس بہادر نے قبول نہ کیا منت سماجت سے آخر رخصت لی اور تنگ مرکب صبا دم کو دیکھکر سوار ہوا اور میدان مین پہونچا ~

وہ چہ مرکب کہ برق یا بادے	طرفہ دیوانۂ پری زادے
برق جولان و ابر پیکر بود	سیر او با صبا برابر بود
وقت جولان او فلک حیران	کہ ندیدست این چنین جولان

قصہ مختصر شاہزادہ عوجان بن مرجان دریا باری مقابل نالان مصری آیا نالان نے کہا ای دلاور تیرا کیا نام ہے اور کہان کا

رہنے والا ہی سُنا ہی عزیزان معز الدین سے تو ہی سچ کہنا معز الدین سے کیا قرابت رکھتا ہی شاہزادے نے کہا او مغرور بدبخت ابلیس پرست تجھے قرابت وغیر قرابت معز الدین سے کیا مطلب تو حریف ہی حربہ کر یا نسبت وغیرہ کہین تجویز کی ہو کہ جو حسب و نسب کو دریافت کرتا ہی نالان مصری نے کہا مین اسواسطے پوچھتا ہون کہ اگر تجھے قتل کرون تو میرے واسطے موجب فخر ہو کہ فلان نے اعزاے معز الدین سے ایک کو قتل کیا شاہزادے نے کہا او بدبخت و کوتہ اندیش ؎

نبرد دلیران کجا دیدهٔ ۔۔۔ همین خویشتن را پسندیدهٔ
تو ای گبر دانستی این از کجا ۔۔۔ که بر من ز دست تو آید قضا
ز میدان فتد بلکه خاکت بسر ۔۔۔ ز عکس قضیه نداری خبر

نالان نے کہا ای بہادر خوب بات ہو اگر تو حقیقت سے مطلع نہین کرتا مگر اپنا نام تو بیان کر شاہزادے نے فرمایا تیرے سوال کا جواب وہ ہی کہ جو رستم نے اشکبوس کو دیا تھا اُسنے پوچھا کیا سوال تھا اور جواب کیا دیا شاہزادے نے فرمایا جب اشکبوس نے وقت جنگ نام رستم پوچھا رستم نے جواب دیا ؎

مرا نام من نام مرگ تو کرد ۔۔۔ زمانه ترا تنگ ترک تو کرد

وہ ملعون یہ سوال و جواب شاہزادے سے سُنکے چُپ ہو رہا اور غضب مین آکر جو گرز گران سر ہاتھ مین تھا شاہزادے کے سر پر مارا اس دلاور میدان نے اُس وار کو رد کا اسی طرح اُس پلید نے پے در پے تین گرز مارے اور شاہزادۂ والاجاہ نے بھی متواتر تینون وار دفع کیے اور فرمایا خبردار باش ای حرامزادے ہر چند کہ ضرب کا جواب ضرب ہی اور تو نے پے در پے ضربین لگائین اب ایک ضرب کوہ شکن مجھ سے بھی لے یہ سُنکے نالان مصری نے اُسی گرز کو پناہ سر کیا شاہزادے عالی منزلت نے اُس گرز پر گرز مار ایس وہ گرز تاب ضرب شاہزادہ نہ لا سکا ہاتھ خم کھا گیا اپنا گرز اپنے سر پر بیٹھا اور ادھر عمود شاہزادۂ دوران کا معین ہوا یس سر و گردن دونون مع گرز صندوق سینہ مین اُتر گئے اور گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی راکب و مرکب دونون خاک مین ملگئے نالان مصری کے بھائی نے ایک نعرہ ہاے کا مارا اور حماقت و خجالت سے جمشید کی طرف دیکھا اور کہا ای جمشید لعنت خدا ہی تجھپر اور تیرے مذہب پر کہ تیرے شومی بخت سے میرا بھائی ایسا جلد مارا گیا یہ کہا اور گھوڑے کی باگ لیکے فوراً میدان مین پہونچا اور شاہزادے پر شمشیر آبدار کا وار کیا اُس بہادر دوران نے وار اُس کافر کا رد کیا۔ راوی کہتا ہی کہ اُس گیدی نے اسیی پے در پے شہزادہ پر تلوارین مارین کہ شاہزادہ کو تلوار کھینچنے کی مہلت ندی آخر کار تلوار ٹوٹ گئی شاہزادہ نے فرمایا باش او نطفہ حرام سگ نجس مجھے بھی تو ضرب کی فرصت دے یہ کہکے فوراً تلوار میان سے لی اور ایسی ایک ضرب اُسکے سر نجس پر لگائی کہ سر و خود و مغفر کاٹ کر سینہ کافر مین در آئی جمشید پلید اگرچہ دل مین آزردہ ہوا مگر ظاہر مین کہا واہ کیا خوب جواب دیا کہ یہ بدبخت بد اعتقادی مین مارا گیا مین نے یہی تقدیر کی تھی کسی نے اُس کتے کے بھونکنے کو نہ سُنا پھر گیدی بولا مجھے شرم آتی ہے اس مفلوک سے کیا لڑون اور کس

ادنی پر تلوار کھینچون ہان اور کوئی بہادر نام آور نکلے تو پھر دیکھیے اسکے بدن سے جان کسطرح کھینچ لیتا ہون کہ جسم کو مطلق خبر نہو بعد اسکے پالان نالان کا بھائی واسطے انتقام خون برادر کے جوکہ مدد اشبوط کو آیا تھا میدان مین آیا اور مارا گیا بعد اسکے کیوان گند سر میدان مین آیا وہ بھی جہنم واصل ہوا اشبوط دیلمی نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا ای جمشید تیری خداوندی مین خاک پڑگئی اور خدائی اُلٹ گئی میرا بہت بڑا رفیق مارا گیا اگر یہ زندہ رہتا تو میرے لیے بہتر تھا کہ خداوند ویلم نے ہماری مدد کے لیے بھیجا تھا مگر تو بڑا کمبخت ہی کہ کیا جلدی ایسا پہلوان بہادر مارا گیا تیرا اقبال ادبار سے بدل گیا خداوند ویلم نے تجھپر اپنا غضب نازل کیا جمشید پلید نے نہایت آزردہ ہوکے کہا او قرمساق کیا گہ کہتا ہی ارے کوئی ہی مارو اس بدبخت کو۔ یہ سنکے لوگ دوڑے القیموس اشبوط کے بچانے کو آگیا خناز منکوس منحوس بھی آگیا اور کہا بندہ دل سوختہ ہے خداوند کو تحمل چاہیے اور پھر چپکے سے کان مین کہا یہ موقع نہین ہی کہ آپس مین باہم مناقشہ کرو مصلحت وقت یہی ہے کہ خاموش ہو رہو جمشید چپ ہو رہا بلکہ اور استمالت کی لیکن شاہزادہ والا ورعوجان پکارا ای کافران اشرار اور ارے ابلیس پرستان بدشعار ابھی مین تم سے اور تمھاری جنگ سے بخوبی سیر نہین ہوا جلد آؤ اور بحکم ایزد قہار سیدھے جہنم مین چلے جاؤ نیلاق زنگی آیا وہ بھی مارا گیا قصہ کوتاہ شام تک پندرہ نفر اس شاہزادہ دلاور کے دست زبردست سے روانۂ سقر ہوے جمشید ملعون حد سے زیادہ پریشان ہوا بارگاہ نکبت پناہ مین بعد میکشی کہا لازم نہین ہی کہ مین ان بیچارون کو ناحق قتل کرواؤن مین تو پہلے چاہتا تھا کہ مین معرکہ مین جاؤن مگر یہ خود بخود جہنم کو گئے اب کل معرکہ مین مین ہون اور معاذ اللہ ایسا ہنگامہ جنگ کرونگا کہ وہ بھی یاد کریگا الماس زنگی نے جوکہ خالو کا فرزنگی پدر جمشید کا تھا کہا ای جمشید مین نے سنا ہی کہ تو خدائی کرتا ہی بھلا تیری خداوندی کی کوئی دلیل ہے جمشید پلید بولا نائب طبیعت مجردہ خداوند کو چپ ہوت الماس نے کہا خیر تو خاطر جمع رکھہ کل مین میدان مین جاؤنگا اور اس غم وغصہ کا عوض لونگا آج میرے نام طبل جنگ بجے آخر طبل جنگ بجا اور تمام شب درستی سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح صف کشی ہوئی الماس میدان مین آیا طالب حریف ہوا شاہزادہ عوجان گیا زخمی ہوا پھر شاہزادہ مرزبان بن بہرام نے جسطرح ممکن ہوا صاحب قران سے رخصت حاصل کی آرام گاہ مین پہونچا دہ گیا ری چونکہ طویل القامت تھا مرزبان کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا شاہزادہ بولا روسیاہ کیا دیکھتا ہی حملہ کر وہ مردود بولا مجھے افسوس آتا ہی کہ تم سے لوگون پر تلوار کھینچون آخر تمنے دیکھا اپنے بھائی کا حال کہ ایک ہی وار مین تلوار کے زخمی ہوگیا اگر کچھ زور ہوتا تو وہ جانبر ہوسکتا شاہزادہ جہان پہلوان مرزبان بن بہرام نے فرمایا باش او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ عوجان نے کسقدر کافر قتل کیے اگر تیرے ہاتھ سے ایک زخم لگا تو کیا قباحت لازم آئی الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح ہمکلامی رہی بعد اسکے نوبت نیزہ بازی آئی ساتوین طعن مین مرزبان نے نیزہ ہوائی کردیا ضربہاے عمود مین برابر رہے لیکن تیغ زنی مین مرزبان دلاور نے اُسکی تیغ کا وار رد کرکے ایک ایسی تلوار لگائی کہ سر و خود کاٹتی ہوئی سینۂ نابکار تک اُتر آئی اور اسپ کو دوکر کے زمین پر بوسہ دیا جمشید دیکھہ رہا تھا قریب تھا پھر کتا

پھر ضبط کیا وہ زنگی دلاور پہلوانی مین اپنے سوا کسی کا وجود نہ جانتا تھا اور فی الحقیقت یہ پہلوان ایسا ہی زبردست تھا
گوپال زنگی کے مارے جانے زنگی یاقوت زنگی وغیرہ کی نظرون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب بے رخصت ایکبارگی میدان مین آکے
جمع ہوگئے تاکہ ابکی حرب و ضرب کا تماشا دیکھین وہین آپس مین مشورہ کیا دو دو آگے پیچھے چلے اور شاہزادے کو
تہنیت دی کہ ای شوم بخت تو ملک زنگبار کے غضب مین گرفتار ہوا ایک تلوار سے تو نے قیامت برپا کردی محبوب خداوند
زنگبار کا خون خاک پر گرایا شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ مبادا دوسرا حرامزادہ عقب سے آئے ہر طرف متوجہ اور ہوشیار تھا
آخر وہی پیش آیا کہ گوپال آگے اور مرجان پیچھے آیا اور ایکبار شاہزادہ نامدار پر وار کیا اُس دانا سے روزگار نے فن سپہگری
سے پہلے گوپال کے سر پہ تلوار لگائی تھی اور دست راست سے ایسی ایک تلوار مرجان نابکار پر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہوگیا پھر گوپال پر بھی ایک ہاتھ بلیٹ کے سر کا مارا کہ مع راکب و مرکب دو حصہ ہوا صاحبقران اکبر نے مسکرا کر آفرین و
تحسین فرمائی اور چار خوان زر سرخ کے نثار سر شاہزادہ کیے الغرض تا شام اُس بہادر دوران نے تیس زنگی روانہ عدم
کیے جمشید نے اگرچہ طبل بازگشت بجوا دیا لیکن ماتم الماس وغیرہ مین گریبان چاک کیا اور خوب رویا اور کہا مین نے
یہی تقدیر کی تھی کہ یہ بندے جسدن میرے حوالے ہون اُسی روز بہشت قدرت مین جائین مگر جو لوگ کہ وہان مقرر تھے
خبر لائے کہ بہشت مین وہ رونق نہین ہے سب پھول مرجھائے ہوئے ہین سبزہ پژمردہ ہوگیا ہے خاک اُڑتی ہے مُردوں کا مکان
نظر آتا ہے جمشید حیران ہوا اور خناز سنکوس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا وہ ملحد سمجھا کہ ضرور کوئی بلا خناز جادو پر نازل ہوئی
داغ شقاوت کا اثر بھی برطرف ہوگیا اور بہشت و جہنم دونون نیست و نابود ہوگئے اور صدمۂ عظیم ہوا اضطراب نے
غلبہ کیا لیکن جمشید سے اتنا ہی کہا کہ یہ وقت تحقیقات کا نہین دشمن سے معاملہ یکسو کرنا چاہیئے بہشت دوزخ پھر
بن سکتے ہین مگر جمشید کے دل مین بھی جادو کی طرف سے شک پیدا ہوا اور داغ شقاوت کا دکھانا بالکل چھوڑ دیا
کہ اب ایسی روسیاہی موجب رسوائی ہوئی۔ صورت بھی گیدی کی مضحک ہوگئی قصہ کوتاہ حرامزادے نے کہا
کل مین معرکۂ جنگ مین جاؤنگا لیکن نوواردون کی کمبختی جو قدمیون کی شامت پر مقدم تھی جہراق ازرق چشم کہراق
ازرق چشم۔ بیلاد کوہ تن سفوق دمشقی ہان دمشقی جہراق نصرانی جہلوق دیلمی وغیرہ تیس نفر قوی ہیکل
پہلوان ایکبار اُٹھے اور فریاد کی کہ جبتک ہمارے بدنون پر سر ہے آپکو میدان مین نہ جانے دینگے یا تو ہمارا حال بھی مثل
اورون کے ہوگا یا حضور مین ہم سرخروئی حاصل کرینگے جمشید نے دل مین کہا جو دم ہے غنیمت ہے اور قبول کیا ادھر
صاحبقران گیتی ستان نے مرزبان کی نہایت تعریف کی اور زر و جواہر اُسکے سر پہ نثار کیے سب جوان صحبت مین
بیٹھے تھے یکایک صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی صاحبقران اکبر نے بھی حکم دیا کہ بوق رزمی ہمارے
لشکر مین بھی بجایا جائے غرض صبح کو صفین لشکر طرفین مین آراستہ ہوئین اول کہراق لشکر مخالف سے نکلا جو اپنی
پہلوانی کو اپنے سامنے ہیچ سمجھتا تھا مذہب خوارج رکھتا تھا اصل کا زنگی تھا اور نشو و نما نصیبین مین پایا بارہا داد پہلوانی

دیکھا تھا فن کشتی مین سرآمد روزگار تھا جسقدر پہلوان تھے اس سے بہت کم قوت تھے جمشید سے اجازت حرب مانگی
اُس گیدی نے سب سے پنجہ کیا تھا ہر ایک کا زور میزان امتحان مین تولا تھا اس مقہور کو سب سے زیادہ طاقت و قوت مین
پایا تھا اور یہ مردود بھی اسی لیے اب تک نہ گیا تھا کہ پہلے اور زبردست پہلوان لڑین تاکہ میری عزت ہو اور بروایت دیگر پسر عم
بکران شاہ خارجی تھا ہمیشہ بکران اُسپر فخر کرتا تھا اور اُسکی تعریفین حد سے زیادہ جمشید سے کیا کرتا تھا جمشید نے کہا تھا
کہ احتیاج سفارش نہین مین نے جس روز پنجہ کیا تھا سب سے زیادہ اسی کا زور پایا تھا گیدی کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی
پہلوان تازہ وارد ہوتا تھا پہلی ملاقات مین اُس سے پنجہ کرتا تھا القصہ کہراق برادر خرد مہراق کا میدان مین بشوکت تمام
وحشمت مالاکلام آیا اور اسقدر لاف زنی کی کہ کسی نے نہ کی تھی راوی کہتا ہی کہ دو پہلوان قبیلہ غنم سے لشکر بکران خارجی
مین تھے انہین اور کہراق و مہراق مین باوجود اتحاد مذہب قدیم سے ایک نوع کی عداوت بھی چلی آتی تھی آج انکی لاف زنی
انھین ناگوار معلوم ہوئی باہم مشورہ کیا دونون نقاب چہرون پر ڈال کے صحرا مین گئے اور ایک گوشہ بیابان سے نمودار
ہوے وہ اپنی رجز خوانی مین مشغول تھا کہ یہ دونون نابکار اُس کافر سے آکر مقابل ہوے ہرچند اُس گیدی نے پوچھا
تم کون ہو نام کیا ہی اور باعث عداوت کا تم سے کیا ہی جواب مین یہ دونون گالیان دینے لگے اور بے تحاشا تلوارین مارنا
شروع کردین اس حرام زادے نے دونون ہاتھ بڑھا کر اُنکے بند دست تھامے اور فشار دینا شروع کیا آخر تلوارین
چھین لین اور دونون کے کمر مین ہاتھ ڈال دیے اور صدر زین سے اُٹھا کر بلند کرلیا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ جہنم
واصل ہوگئے آخر نہ معلوم ہوا کہ یہ کون تھے جمشید بھی متعجب تھا اور کہا ای بکران اس اتفاق کو کیا کہتے ہین آخر دریافت
ہوا کہ قدیم سے انہین عداوت تھی آج اُس عناد کا ظہور ہوا جمشید حرام زادہ ہنسا اور کہا یہ میرے غضب مین گرفتار ہوے
انھین میرے دوزخ مین ڈال دو لوگ انکے لاشے اُٹھا لیگئے اور آتش سحر مین ڈالدیے چونکہ وہ آتش سحر خود ہی بجھ گئی تھی
لیکن آتش اصلی ابھی موجود تھی جمشید روز لکڑیان بھیجتا تھا غرض اُن دونون کے لاشے پھونکدیے اور سب پر حال زور
کہراق ظاہر ہوگیا جمشید نے پھر اُسے پاس بلایا تاج مرصعی اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا تین جام متواتر شراب سحر کے دیے
میدان مین بھیجا گیدی نے آوازۂ لاف و گزاف ایسا مارا کہ زمین و آسمان گونج گیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا
یہان سے جہان پہلوان عالی نژاد شدید بن شداد اپنے کرگدن سے اُتر کے خدمت باسعادت صاحب قران والاشان
مین آیا اور اجازت میدان طلب کی صاحب قران عالی شان نے فرمایا ای پہلوان تمنے بڑی محنت و کوشش سے ملک کو
تسخیر کیا کسطرح تمکو فرصت ملی جو تم یہان آئے اور زحمت اُٹھائی حال بیان کرو شدید بن شداد نے عرض کیا ای شہریار
غلام سے کیا ایسی تقصیر ہوئی جو غلام کو اجازت جنگ نہین ملتی بہرحال بکوشش تمام رخصت حاصل کی میدان مین آیا
ایک نعرہ جگر خراش ایسا مارا کہ تمام صحرا زلزلہ مین آگیا جمشید نے دل مین کہا کہراق کی کمبختی آئی شدید پہلوان اسے
زندہ نہ چھوڑیگا خناز منکوس سے جمشید نے کان مین کہا ان دونون کی لڑائی مین کیا حکم لگاتے ہو خناز منکوس نے کہا

نہایت خراب کہراق اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تب بھی شدید کے ہاتھ سے کبھی زندہ و سلامت نہ بچیگا جمشید نے کہا اپنی تقدیر
کی قسم مین بھی یہی جانتا ہون خناز منکوس نے کہا اب ایسے کامون کو ترک کرو اُسکو مذہب الحاد پر رہنے دو زبان سے کچھ نہ کہو
اور اولاد مادر قحبہ اب قلعی کھل جائیگی کیونکہ جسکے بھروسے پر کودتا تھا وہ جہنم کو روانہ ہوگیا جمشید نے کہا جو کچھ ہو لذت خدا ورنہ کی
دل سے محو نہین ہوتی ادھر شدید بن شداد نے کہراق کو نہیب دی کہ باش اے حرامزادہ مغرور تو بھی اپنے کو پہلوانون مین
شمار کرتا ہے اُنکی پشم کی بھی برابری نہین کر سکتا کہراق نے بنظر غور دیکھا معلوم ہوا شدید نہایت زبردست پہلوان ہے
پریشان ہوگیا بولا اے شدید مین نے سُنا ہے کہ تو پہلے دین مسیلمہ کذاب مین تھا اُس مذہب مین کیا برائی دیکھی جو معز الدین
کا دین اختیار کیا شاید تو معز الدین پر عاشق ہوا ہے اگر دین نصرون سے تو خوش نہین ہے تو نہ سہی دین و آئین بکران خارجی
قبول کر خارجی ہو شدید نے گیدی کے منہ پر تھوک دیا اور کہا لعنت خدا کی تجھپر اور تیرے مذہب پر بلکہ بکران و نصرون پر بھی
او ملعون آگاہ ہو مین نے مذہب حق اختیار کیا ہے صاحب قران اکبر فلک قدر کا البتہ عاشق ہون کہراق کا چہرہ مارے
غصہ کے لال ہوگیا پس عمود اراب سے اُٹھا کے مارا شدید نے ساطور پر رد کیا القصہ کئی وار گرز و شمشیر و خنجر کے پے در پے
شدید پر کئے مگر اُس دلاور دوران نے سب ضربین رد کین اور بفضل ایزدی محفوظ رہے جب کہراق نے دیکھا کہ اس بہادر
نے چوٹ نہ کھائی پس گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ایک ساعت کے بعد شدید نے کمربند کہراق
پکڑ کے زمین سے اُٹھا کے ہاتھ پر علم کیا مہراق برادر کہراق کو تاب ضبط نہ رہی وہ بھی مثل برادر پہلوان زبردست تھا تلوار
کھینچی شدید پر حملہ آور ہوا اور کہا میرے بھائی کو چھوڑ دے نہین تو مین تجھے ہلاک کر دونگا شدید نے کچھ التفات نہ کیا
اور کہراق ملعون کو اُسی طرح ہاتھ پر لیے رہا مہراق دست چپ سے آیا اور ایک تلوار شدید پر ماری کہ بازوے شدید پر زخم
خفیف پہونچا شدید نے بائین ہاتھ سے مہراق پلید کی بھی زنجیر لی اور اُسے بھی چرخ دیا خناز منکوس منحوس نے کہا اے جمشید
تو نے چشم کور سے شدید کی شجاعت اور دلاوری دیکھی جمشید نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا کل مین ہون اور معز الدین اور میرا
گرز ہو ابکی ایسا عمود معز الدین کے سر پر مارونگا کہ جانبر ہونا مشکل ہوگا خناز منکوس منحوس نے کہا او حرامزادے تجھے معلوم
نہین کل تجھکو بتا دونگا مگر شدید نے دونون سے کہا اے گیدیو یزید بے ایمان پر لعنت کرو دین اہلبیت علیہ السلام کو حق جانو

	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	

اس تلقین و تعلیم کے عوض مین صاحب قران اکبر کے حق مین ناسزا کہا شدید نے غصے سے اُنھین ایسا زمین پر مارا کہ اُنھون نے
سانس نہ لی پھر اُنپر گرز دوڑا دیا دونون کا گوشت و خون ایک ہوگیا کسی عضو مین تمیز باقی نہ رہی جمشید پلید کے یہ حال
دیکھ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے مگر شدید چلایا اے جہنمیون جلد آؤ میرے ہاتھ پاؤن درد کرتے ہین جمشید نے بعض لفنہ
پہلوانان جدید سے کہا کہ اب عزت کا وقت ہے پاس مردی کرنا چاہیے یہ ہنگامہ دور ہو ورنہ نام و ننگ کو خاک مین ملاؤ سب
ایکدفعہ جاؤ شمشیر و عمود اُسپر لگاؤ اور کہو ہم جانتے ہین تمہارے ہاتھ پاؤن کا درد جلد برطرف ہو یہ سب اسی ارادے سے

روانہ ہوئے سیلاب زنگی - بہرام مصری - القوم مصری - کوسول دمشقی صادول نصیبی - عبد النیرید - عبد المردان نام تھے کمال عداوت سے شدید پر دوڑے اور بلند آواز سے کہا اگر مرد ہی تو اور کسی کو اپنی مدد کے لیے نہ بلانا ہم تیرے ہاتھ پاؤن کا درد دفع کرنے آئے ہین شدید نے یعقوب حرانی اور نہنگ مصری سے کہا تم جاؤ صاحب قران اکبر کو میری طرف سے قسم دو کہ غلام کو حافظ حقیقی کی حفاظت مین سپرد فرمایئے کسی طرح کا اندلیشہ نہ کیجیے اور کسی کو میری مدد کے لیے نہ بھیجیے یہ کہکے اُن بیسون پہلوانون کی طرف متوجہ ہوا وہ سب حرامزادے حربے ہاتھون مین لیے ہوئے اُس دلاور دوران پر چلے اُس پہلوان زمان نے کوئی حربہ ہاتھ مین نہ لیا سپر چہرے کی پناہ کی اور یا حیدر کرار کہکے کر گدن اُنکے بیچ مین ڈال دیا اور دونون ہاتھ بڑھا کے دو دو کی گردنین لین اور ضد رزمین سے اُٹھا کے دو دو کے سر ایسے ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے اُنھین پھینکا اور دو کو بھی تمام لیا انکو بھی اسیطرح مار کر ڈالدیا قصہ کوتاہ اگرچہ شدید نے انکا اعضا پر زخم بھی کھائے پانچ چار گرزون کی ضرب سے کوفتی ہوگئے لیکن بفضل تائید ربانی سب کو اسی طریق سے روانہ ملک عدم کردیا صاحبقران نے بیس خوان زر سرخ اور بیس طبق جواہر میدان مین بھیجے کہ پہلوان نامدار کے سر پر نثار کرین کافرون کے بند بند کانپ گئے کسی جسم مین گویا روح نہ تھی شدید پکارا اے جمشید پلید تو کیا جھک مارتا ہی اب میدان مین کیون نہین آتا مین اس حالت مین بھی تجھ سے جنگ کو موجود ہون جمشید نے کہا میری شان ایسی نہین ہی کہ مین تجھ ایسے سے مقابلہ کرون جا اپنے آقا سے کہ کل جو وصیت کرنا ہو کرکے میدان مین آکے عمود قدرت دوبارہ تیرا اشتیاق ہی کہتا ہی کہ میرے مہمان کی اس دن کچھ مدارات نہین ہوئی ابکی ایسی خدمت کرونگا کہ پھر دنیا مین محتاج خدمت و مدارات نہ رہیگا بلکہ کسی چیز کی خواہش نہ رہیگی یہ کہکے طبل بازگشت بجوایا صاحب قران اسکی مسخرگی پر ہنسے اور میدان سے مراجعت فرمائی اور داخل بارگاہ معلے ہوئے شدید کے لیے آراستگی محفل کا حکم دیا داروغہ ارباب نشاط پر تاکید ہوئی طائفے حاضر ہوئے ناچ شروع ہوا ساقیان پریوش مع سامان شراب وکباب حاضر ہوئے شجاعت شدید کو نظم کرکے گایا - الغرض ادھر ناچ گانا شروع ہوا دور شراب چلا اُدھر جمشید نے پانچ روز تک طبل جنگ نہ بجوایا اور ورزش شروع ہوئی غرض اس مدت مین خوب ورزش کی معجون قوت ہر بار کیا خنازمنکو سر نحوس نے سحر سے شراب تیار کی جرأت اور قوت جمشید دونی ہوگئی کیدی ہر وقت خلوت مین رہتا تھا اور ورزش کرتا تھا شراب سحر پیتا تھا یہانتک کہ اب زور اُسکو اپنا خود محسوس ہوگیا شب ہفتم کو دربار کیا امرا و سردار جمع ہوئے عہد سابق کو تازہ کیا واسطے قتل صاحبقران اور بربادی لشکر اسلام کے اقرار لیا بعدہٗ جمشید نے اس رات کو کسی سے بات نہ کی طبل جنگ کا حکم دیا لشکر اسلام مین بھی جاسوس موجود تھے خبر لائے مجرہ گاہ پر حاضر ہوئے دعاے فتح وظفر دی بعدہٗ عرض کی اے شہریار گردون وقار لشکر کفار مین طبل جنگ بجا اور بہت بڑی تیاری ہو رہی ہی صاحب قران نے فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجایا جائے ابو الحسن جوہر اُٹھا اور نقارخانۂ سلیمانی مین گیا ایک سو ایک اشرفی داروغہ نقارخانہ نے نذر گذرانی طبل پر سے غاشیہ اُٹھایا جوہر نے چوب نقارۂ رزمی پر دی پھر سب نقارے نوازش مین آئے

طبل سکندری کی آواز چولنسٹھ کوس تک جاتی تھی تمام میدان کین گونج گیا - اب راوی شیرین مقال حال جنگ و پیکار جمشید بدمآل کا معرض بیان مین لاتا ہی کہ جمشید ملعون خود لشکر اسلام کا خون بہانے پر مستعد ہوا اور کمر قتل صاحبقران اکبر پر چست کی اور یہ خبرین متواتر خدمت صاحبقران مین گذرین ؎

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہوگیا
ابتداے عشق مین جیتے رہے تحمل ہوگیا
کون ہو جو اسکی جانب کو کھنچا جاتا نہین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا
نوٹتے رکھ لئے جو کاکل ای بت بالا بلند
مومنین کا مصحف رخ سے ترے قل ہوگیا
تیرے آنے کی خوشی نے کردیا ہی رنگ رخ

مجلس جمشید برہم ہوچکی قل ہوگیا
بلبلا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا
حسن کی دولت سے وہ بے تاج گل ہوگیا
مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہوگیا
جب وہ شاہ حسن نکلا گردش ایسے کے ہے
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہوگیا
لالہ کے وہ داغ چھالے کا ترے گل ہوگیا

انتہاے شوق ہی اب صبر کی طاقت کہان
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا
نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روے یار مین
پنجۂ مژگان اسے شاہین کا چنگل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
عشق بازون سے سواری کا تحمل ہوگیا
بسکہ انگشت حنائی مین رہا تھا مدتون

رنگین خیالان نادرۂ روزگار و خوردہ بینان شیرین گفتار البطال سحر جادوان بے روزگار مین اس طرح ید بیضا دکھاتے ہین کہ اسشب وہ تیرہ درون اعنی جمشید و خیا زمنکوس ملعون سامان جنگ مین سرگرم رہے خواب کیسا پلک تک نہ جھپکی - دفع ہو

نظم

کہ چون روز دیگر بلند آفتاب
برآمد برین عالم انقلاب
بہ اہل زمین خاصہ با مومنان
کہ اے دوستان خداے جہان
شما را بود مژدہ اے اہل دین
کہ امروز گردید نصرت قرین
بجباد اجر جبریل شماست
شما را چو تحقیق حق یاور است
بہ تیغ شہنشاہ خورشید سر
نہ جمشید ماند نہ بکران نہ غر
روان سوے میدان کین آمدند
کلام نظامی عالی جناب
خرامیدن لاجوردی سپہر
ہمین گرد برگشتن ماہ و مہر
سراپردۂ این چنین سرسریست
درین پردہ یک رشتہ بیکار نیست
نہ زین رشتہ سر میتوان تافتن
و سر رشتہ را میتوان یافتن
سوے یکدگر آمدہ کینہ خواہ
خمک برگذرگاہ کین ریختند

ملک از فلک شد بشارت رسان
بریزند خونہاے این کافران
چہ ملحد چہ کافر قتیل شماست
بدست شما قتل ہر کافر است
دلیران ازین مژدہ خرم شدند
درین جا مناسب بود با کتاب
مپندار گر بہر بازی گریست
سر رشتہ بر ما پدیدار نیست
سخن مختصر چون دو فوج سپاہ
نقیبان خروشیدن انگیختند

بزن بر بزن کوس در تشاب
نہ در دل سکون نہ در دیدہ خواب

ایک جانب سے گل بوستان شجاعت چراغ دودمان شاہ ولایت صاحب قران واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم مع جمیع سلاطین ذوی الاقتدار وبہادران شجاعت شعار میدان کارزار مین آئے زیر سایہ چتر یاقوت سمند جہان پر سوار تھے بنا بر ایک روایت کے وہ اسپ سمندر صفت تن کی نسل سے تھا دوسری جانب سے کافر عنید مشرک بلید ولد الحرام جمشید مع گردان پر دغا وملعونان بیحیا قرم ساقان لعین امرا وسلاطین آیا اور حرب گاہ کو بنظر غور دیکھا گیدی نے عیار کو حکم دیا کہ لشکر دین کو جنگ جمشیدی سے آگاہ کردے یعنی ایک روایت اصح مین وارد ہوا ہو کہ ایک کلاہ جمشید تھی جسمین جواہر بے بہا نصب تھے اور آویزہاے زمرد متعدد آویزان تھے جس روز وہ مردود میدان مین جاتا تھا وہ کلاہ عیار کو دیتا تھا کہ وسط میدان مین جاکے تین بار بالاے ہوا بلند پھینکے اور پھر ہاتھ مین روکی اور جمشید کو دیدے چنانچہ ابکی بار بھی یہی عمل کیا سب نے جانا کہ جمشید خود ارادہ میدان داری رکھتا ہے لیکن دو دفعہ عیار نے ٹوپی کو اُچھالا اور ہاتھ پر روکا تیسری بار جو اُچھالا ہرچند آنکھ اُسی سے لڑی تھی مگر وہ ٹوپی اسکے ہاتھ مین نہ آئی زمین پر گری اور طرفہ تر یہ ہوا کہ بڑا موتی جو کہ پیشانی پر لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا جمشید اور زیادہ متوہم ہوا خصوصاً زمنکوس کے ہوش جاتے رہے شکست جمشید کا یقین ہوا مگر اس امر مین متردد تھا کہ زخمی ہوگا یا مارا جائیگا اور لشکری بھی آپس مین کچھ مشورہ کرنے لگے کیونکہ سب خایف تھے جمشید پلید ابتدا کچھ متردد ہوا اور پھر کچھ پروانہ کی یا خداوند طبیعت مجردہ کیلکے تخت روان سے کود اسپ فیل پیکر پر سوار ہوا **نظم**

قضا در کمین و اجل در یسار
مقابل بادبار در کارزار

ملک خندہ میکرد بر مردنش
ہان بادہ گوئی وگہ خوردنش

سلاطین کفار اندر جلو
بدل جملہ گویان بر شیش تغو

غرض چونکہ آن بیحیائے پلید
زضعف تا سر کعنف میدان رسید

یکے نعرہ زد آن سگ بد صدا
کہ شد عو عو خر ازان بر ہوا

ولیکن عقوبت بکردار دیو
شد از نعرہ اش دشت کین غریو

پس انگہ صدا زد بصاحبقران
ز راہ تکبر بصد عز و شان

کہ اے ہمسر من بمیدان خرام
کہ معلوم گردد زہر یک مقام

ہر بیم کہ از ما بلندی کراست
تنومندی و زورمندی کراست

ازین نامداران نصرت قرین
بجز تو نخواہم بمیدان کین

دگر با تو خواہم کہ یکرد کنسیم
سنان گرز و شمشیر باہم زنیم

ہمین گرز خاراشکن سینہ کوب
کہ آن گرز را می شناسی تو خوب

بدست من اینک بہ پیش بگیر
زباغ قضا خوشہ چین و بمیر

چہ استادہ اے شہ نامدار
شتابی کن و در میدان بیار

صاحبقران گیتی ستان بندہ برگزیدہ حضرت یزدان لاف زنی گبر مغرور سے آشفتہ و پریشان ہوئے مرکب سے جست کی شاہ سراالحق سے اجازت لی اور خنگ جہان پیما دست حق پرست سے درست کیا اور متوجہ میدان حرب وضرب ہوئے جمیع سلاطین نامدار وامراے عالی وقار حسب ضابطہ جلو مین چلے چند قدم کے بعد اُس معدن کرم نے باگ روک لی اور ہر ایک سے موافق مرتبہ کے عذر کرکے رخصت فرمایا اسپ جہان پیما کو مہمیز کیا وہ برق کردار گرم رفتار ہوا **نظم**

بلی مرکبے چون شہاب ستیلے
فروزان ز برج شرف کوکبے

بجستن چو برق و برفتن چو باد
ہمانا کہ از برق دارد نژاد

نسیمے رسیدے اگر بر دمش
زمین سوختی از شرار سمش

زہر سو برآمد غریو و غریو
سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو

فتح و نصرت ہمرکاب اقبال و دولت ہمعنان گرد یا پوش سے زمین آسمان صاحبقران اکبر نے حسب قاعدہ عمود رستم اور بعضے حربہاے سنگین بیشتر میدان رزم مین بھیجدیے آپ خود معرکہ کارزار مین تشریف فرما ہوے نعرہ یا اسد اللہ الغالب ایسا زور سے مارا کہ زمین کو زلزلہ ہوا اور زبان فصاحت سے رجز اسطرح ادا کیا **قطعہ**

منم گر تیغ و تیر و نیزہ و گرز و کمند من	ز درد سینہ و پشت و سر و دست و زدر دیا
چہ اسفندیار و رستم و اسکندر و دارا	شہ صاحبقران سلطان عالی شان معز الدین
بچون غلطد بخاک افتد بگرید غم خورد نالد	کہ از بیمم فتد آہن دلان را لرزہ بر اعضا

پھر ہم تگادر ہوے اسب حریف بیس قدم پیچھے دوڑ گیا جمشید نے مہمیز کی مرکب کو اپنے مقام پر لایا صاحبقران کی طرف ایک ساعت سر بسر رکھکے خاموش رہا آخر بولا ای شاہزادہ معز الدین مین جانتا تھا کہ عمود کے ڈر سے دوسری مرتبہ تو میدان کا رخ نہ کریگا لیکن تیرا بڑا دل گردہ ہی بے کلیجہ آدمی ہی مانتا ہون تیرے جگر کو کہ تو پھر میدان مین آیا اور ہرگز نہ ڈرا صاحب قران اکبر مسکرائے اور فرمایا ای زنگی بچے احمق تو کیا سگ خارشتی ہی کہ تجھ سے کوئی ڈرے او بد ذات و مکار دغا شعار تجھ مین کیا زور ہی اور کیا جوہر مردمی رکھتا ہی کہ جو شیر مردان معرکہ ہیجا سے برابری کر سکے ہمیشہ تیرے کام سحر و ساحری سے ہوا کئے جسے مرد گہ سے بدتر جانتے ہین ننگ ناموری سمجھتے ہین جمشید نے کہا کیسا سحر کون ساحر ساحرون پر لعنت کرتا ہون صاحب قران گردون سریر نے فرمایا وہ تیرا اُستاد قرمساق کون ہی جمشید نے کہا ضارمنکوس کو آپ کہتے ہین وہ تو ایک مرد حکیم پیشہ ہی وہ سحر ساحری کیا جانے صاحب قران اکبر نے فرمایا او کیدی کیا گہ کہتا ہی وہ بدبخت ہمیشہ سحر و ساحری مین غلطان و پیچان رہا ہی وہ مردک حکمت کیا جانے حکماے عالی شان کے غلامون کے پیشم کے برابر بھی نہین ہی اور وہ معجون جو تو نے زہرمار کی ہی جسکے کھانے سے تیری قوت بڑھگئی ہے وہ کیا تھی گہ کی کرم تھی جمشید نے جواب دیا وہ بھی طلسم حکیم تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا تھوک ہی تیری داڑھی اور منھ پر کیا خوب طلسم تھا او مردود حکما اگرچہ کافر بھی ہون مگر کبھی گہ کی کرم نہ کھلوائینگے اور نہ کھائینگے ایسی چیز ناپاک کا بتانا حکما کا شیوہ نہین ہی کسی اگھوری کا کام ہی جمشید یہ سُنکے منفعل ہوا پھر صاحب قران اکبر نے فرمایا بھلا یہ تو سب ایک طرف دعوی خدائی کیسا تو نے یہ کیا گہ کھایا جمشید نے کہا اسمین کچھ شک نہین ہی کہ خداوند ہر شی واقعی طبیعت مجردہ ہی اُسی نے مجھے اپنا نائب کیا ہی اور خطاب دیا ہی اور حکم دیا ہی کہ لوگون کو اپنے سجدے پر راغب کرو پہلے چونکہ اس عہدہ پر مامور نہ تھا نہ کہا یہ معنی اگرچہ ظاہر مین لفظ خداوندی سے تعبیر کئے جاتے ہین لیکن فی الحقیقت پیغمبری طبیعت مجردہ ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا وہ داغ جسکے دیکھنے سے سب سجدہ کرتے تھے کیا تھا جمشید بولا وہ ایک علامت تھی طبیعت مجردہ کی بخشی ہوئی صاحب قران اکبر نے فرمایا کیسی تمھارے خداوند مجردہ کی بخشی تھی کہ اب اثر اُسکا جاتا رہا جمشید نے کہا وہ اب پرانا ہوگیا ہی اب پھر از سر نو عنایت کریگا صاحب قران اکبر خوب ہنسے اور فرمایا او شقی وہ خانہ جادو کون تھا جسنے تیرے لیے یہ سب اسباب سحر مہیا کیے بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان فرمائی جمشید کا یہ سنکے بند بند کانپنے لگا اور کہا یہ خبر تمسے کسنے

کہی یہ تو ہمارے رازدارون نے کہا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا ان معاملات سے ہمکو مقربان بارگاہ صمدیت نے مطلع کیا
اس عرصے مین یعقوب حرانی قفس جادو لیے ہوے نمودار ہوا اور کہا او جمشید دیکھ اور پہچان یہ تیرا باپ خانزہی یا کوئی
اور ہی جمشید نے دیکھا ایک ابابیل پنجرے مین بند ہی حیران ہو کے کہا یہ کھیل کی صحبت ہی یا میدان جنگ اس
مسخرگی سے یعقوب کو کیا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا یعقوب تیرا بہنوئی ہی تم دونون سالے بہنوئی کے
درمیان مین کوئی کیا دخل دے تو جان یا اُس سے دریافت کر جمشید کی یعقوب سے جان نکلتی تھی اس معاملہ کو کیا
پوچھتا یعقوب حرانی نے کہا ای جمشید افسوس تو نے اپنے خداوند کو نہ پہچانا او نامعقول یہ وہی ہی جسے تو نے
بارہا سجدہ کیا ہی اب کیون سجدہ نہین کرتا جمشید نے یعقوب حرانی کی بات سنکے کچھ خیال بھی نہ کیا صاحبقران اکبر
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے شاہزادہ مغرب مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک مقدمہ جنگ یکسو نہ کرلونگا تم سے
دست بردار نہونگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا مین بھی جناب الٰہی سے امیدوار ہون کہ ایک دن مین مقدمات رزم
فیصل ہون جمشید نے کہا اچھا پھر کسطرح آج میدان داری ہوگی صاحبقران اکبر نے فرمایا جسطرح تجھے منظور ہو جمشید
بولا مین چاہتا ہون کہ ابتدا نیزہ بازی سے ہو بعد اسکے کشتی وغیرہ ہو جب اس سے مراد و مقصود حاصل نہو تو پھر جنگ عمود
سے ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ سب ہمنے قبول کیا جمشید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور نیزہ خطی ہاتھ مین لیلیا اور لڑائی
پر آمادہ ہوگیا شہریار فلک وقار بقوت صاحبقرانی قادر اس امر پر تھا کہ اپنے نیزے کو حرکت نہ دے اور نیزۂ حریف چھین
لے لیکن فقط اظہار فنون نیزہ بازی کے واسطے نیزہ بازی شروع کی اور نیزدون کی تانین چلنے لگین۔ نظم

هر دو درا بروان خم افگنده | نیزه در نیزه هم بر افگنده
هر دو درا آتش از سنان هیبت | هر چه آن میکشاد این می بست

آخر جب بیس تانین ردو بدل ہوئین صاحب قران اکبر نے نیزے پر نیزے کی ڈانڈ اس ہنر سے نکالی کہ مثل تیر شہاب
نیزہ دست جمشید سے ہوائی ہوگیا گیدی نہایت منفعل ہوا اور دلاوران اسلام نادانی پر اُس کافر کے خوب ہنسے اور
کہتے تھے عجب خر ناتشخص ہی جس سے حرکت فلک نیزہ بازی نہین کرسکتا اُس سے یہ نامعقول نیزہ بازی کرنے آیا ہی یعقوب
حرانی نے کہا ای جمشید ایسے خداوند پر تف ہی کہ نیزہ قائم نہ رکھ سکا بیحیا نے اسکا کچھ جواب نہ دیا لیکن بیغیرتی سے بولا
معلوم ہوا کہ یہ جانور سحر ہی کہ یعقوب حرانی کے ہاتھ مین ہی جسکی تاثیر سے ایسا جلد تو مجھپر غالب ہوا صاحب قران اکبر نے
فرمایا او نابکار اس جانور کی حقیقت عنقریب تجھپر ظاہر ہوئی جاتی ہے گیدی یہ تیرا مربی وہی افسون گر ہی میرے لیے ایسے
واہی کی کچھ ضرورت نہین ہی اسکی اب قدرت سحر و افسون قدرت قادر لم یزل سے زائل ہوگئی اب تم دونون جہنم واصل
ہوا چاہتے ہو جمشید پلید نے پھر ان باتون کی طرف توجہ نہ کی اور شمشیر آبدار مانند تختۂ دکان عطار نیام سے کھینچی صاحبقران
اکبر والاشان جانتے تھے کہ فی الجملہ اثر سحر اسمین باقی ہے سپر پر اسکی پناہ ممکن نہین ہی تیغ جہان کشا جو طلسم سبع سباع
سے ہاتھ آئی تھی غلاف سے نکالی اور اُس تلوار کی ضرب اس تلوار کی باڑھ پر روکی تلوار جمشید کی کر گئی اور صاحبقران

نامدار کو مطلق صدمہ نہ پہونچا دو ساعت تک یونہین تیغ بازی رہی صاحبقران اکبر اپنی تلوار پر ضرب روکتے تھے ہر دفعہ وہ تلوار جا بجا کر جاتی تھی یہانتک کہ تلوار اُسکی آدھی ہوگئی جمشید نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا افسوس ایسی تلوار میری نصیب مین نہ تھی قصہ کوتاہ جمشید نے یہ کہکے وہ تلوار ہاتھ سے پھینکدی دلاوران اسلام اس حرکت پر جمشید کی خوب ہنسے جمشید حیرت زدہ ہوا اُسوقت یعقوب حرانی نے ابابیل کو پنجرے سے نکالا اور ہاتھ پر بٹھایا جادو اگرچہ اُسوقت بصورت جانور تھا مگر زبان کھلی تھی جب یکہا کہ میری تلوار دی ہوئی آری ہوگئی اور جمشید نے پھینکدی گیدی نے ایک آہ کی اور اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا اور چلایا ای جمشید خوف نکر لڑے جا یہانتک کہ کشتہ ہو یا حریف پر غالب ہو آئے ابلیس اگر تجھے ہلاک کرائیگا تیرا مرتبہ اپنی خدمت مین زیادہ کریگا اور اپنا مقرب بنائیگا مین خداوند ابلیس کی خدمت مین جانا چاہتا ہون تیرا انتظار کرونگا اگر دشمن پر ظفریاب ہوا بہتر نہین یقین جان کہ تجھسے زیادہ کوئی مصاحب خاص اور مقرب ابلیس نہوگا اور ابلیس پرستی کے سوا تمام عالم مین کوئی دین اچھا نہین ہی ان باتون سے جمشید کے دل مین اثر کیا اگرچہ اُسنے نہ پہچانا تاہم گویا مردہ ہوگیا خناز منگوس کی بات کو سمجھ گیا اُسے یقین کامل ہوگیا کہ خناز جادو گرفتار ہوگیا اور اغلب ہی کہ یہی جانور ہو۔ راوی کہتا ہی کہ ابلیس ایک جوان جمیل بنکے آیا تھا خناز منگوس سے کلام کیے پھر جمشید کو بھی بہکایا اسی سبب سے اُس حرام زادے نے گریبان صاحبقران اکبر مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی لڑنے کا ارادہ کیا بقول راوی جمشید مین اسقدر قوت تھی کہ تین شبانہ روز صاحب قران گردون احتشام سے لڑا چوتھے روز اپنے دلمین سمجھ گیا کہ اب بہت جلد اسیر پنجۂ قضا ہو جاؤنگا دست بردار ہوا بولا ای شاہزادہ معز الدین آفرین وصد آفرین اُس غیرت پر جو تمنے نوش فرمایا ہی مجھے معلوم ہوا کہ تمھاری قوت لا انتہا ہی یہ فلک دوار بھی اگر تمسے کشتی لڑے تو ممکن نہین کہ بازی لیجائے بہر حال اب جنگ عمود باقی ہی لیکن ایک شرط ہی پہلے تم سات گرز مجھ پر پے در پے لگاؤ یا مین تیر لگاؤن اُس مین بھی اگر مراد حاصل نہ ہوگی تو پھر از سر نو جنگ شروع کرونگا یہ بات حرامزادے نے اسواسطے کہی تھی کہ جانتا تھا مسلمان پیشقدمی لڑائی مین نہین کرتے اس صورت مین مین سات گرز مارونگا مگر صاحب قران اکبر نے براہ کرم و نوازش جبلی اُسکے التماس کو قبول فرمایا اور کہا خیر کیا مضائقہ ہی اول تو حربہائے عمود کو تمام کر پھر مستعد سفر جہنم ہو جمشید نے کہا اس صورت مین آج کا دن اور ایک رات آرام بھی کرنا ضرور ہی کیونکہ مین شب و روز کی لڑائی مین تھک گیا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا جب عہد و پیمان ہوگیا تو مناسب نہین کہ مقدمہ بغیر یکسو کیے آرام کرون جمشید نے کہا اگر بارگاہ مین جانے کی اجازت نہو تو فرمایئے مین خیمہ مین چلا جاؤن اور آرام کرون اُس شہریار گردون وقار نے فرمایا اچھا یہ بھی تیرا کہنا منظور کیا اور آپ بھی ایک خیمہ مختصر مین ایک شب و روز عبادت پروردگار بجالائے اور سلاطین عالی وقار و اُمرا سے نامدار سے گرم صحبت رہے جمشید

ملعون نطفۂ شیطان اپنے خیمہ مین اپنی بدنفسی پر رویا

روز دیگر کین جہان پر غرور	یافت از سر چشمۂ خورشید نور	ترک روز آمد بان زرین سپر	ہندوی شب را بہ تیغ افگند سر

غرضکہ جمشید پلید و صاحب قران اکبر عمود ہاے گران سر لیے مقابل ہوے مگر خناز منکوس منحوس نے اس رات کو
ایک خواب پریشان دیکھا یعنی جمشید پلید خاک معرکہ مین غلطان ایسا ہو کہ اعضا اور خاک مین مطلق تمیز نہین ہوتی یکایک
بدن مین آگ لگ گئی ایسا ڈرا اور اسقدر کانپا کہ آنکھ کھل گئی جان بدن مین باقی نہ تھی خولاک غلام محرم راز تھا بلایا اور
کہا ای فرزند انجام بد نظر آتا ہے اگر کوئی جاے پناہ ہو تو مجھے جلد بتا کہ بروقت ضرورت مین وہان جا چھپون خدا پرست
جمشید سے زیادہ میرے دشمن ہین انکے ہاتھ سے کسی طرح رہائی ممکن نہین جمشید میرے گمان مین اب میدان رزم سے
زندہ و سلامت پھرتا معلوم نہین ہوتا خیر وہ قرمساق جہنم مین جائے مجھے اپنی زندگی غنیمت ہی عجب نہین ہی کہ عیاران اسلام
ابھی سے میری فکر و تلاش مین ہون جمشید قتل ہوا اور میری اجل آگئی لہذا تو ابھی سے کوئی گوشہ تنہائی میرے لیے تجویز
کردے کہ مین وہان جا کر پوشیدہ ہو رہون جب یہ فتنہ و فساد فرو ہو جائیگا اور عیار میری تلاش کر کے تھکینگے تو پھر مین
اس جگہ سے نکل کے مصر کی راہ لونگا کہ اب بالکل محمدیون کا زمانہ نظر آتا ہے نہین معلوم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کس طالع زبردست مین متولد ہوے تھے کہ روز بروز انکا دین ترقی کرتا جاتا ہی خولاک بولا خداوند مصر تو آپ کا چلنا
نہایت ہی مشکل ہے کہ محمدیون کی فوج نے سب راہین بند کر دی ہین کوئی راہ سے بھاگ نہین سکتا خناز منکوس
نے خولاک کا منھ چوم لیا اور کہا جسطرح سے ممکن ہو یہ کام ضرور کر کہ واجب و لازم ہی خولاک رخصت ہو کر واسطے
تجسس جاے امن کے روانہ ہوا یہان ایک اور ہدایت نامے غلام موجود تھا اور غلام و آقا کی گفتگو سن رہا تھا
اسکی توفیق اسوقت رفیق ہوئی بجاے خود یہ امر مقرر کیا کہ اگر ایسا معاملہ درپیش ہوا تو مین دین شاہزادہ معز الدین
کا ضرور اختیار کرونگا اور ابو حاکم و بکران خارجی و نصرون ربعی و اشبوط دیلمی و القیموس فرنگی کے پاس گیا
نجاشی بیدین وغیرہ کو جمع کیا اور کہا اے یارو آج کل محمدیون کا ستارہ اوج پر ہی اور انکے طالع نہایت ہی زبردست
معلوم ہوتے ہین یہ جنگ بھی اب آخری ہی اگر کوئی مقدمہ نوعدیگر ہوا تو تم کیا کروگے بکران خارجی نے کہا جب تک
جان بدن مین ہی مین سعی و کوشش سے غافل نہ رہونگا یہی عہد بیہودہ سب نے کئے اور کہا علاوہ اسکے کچھ ابھی مقرر بھی
تو نہین ہی ابو حاکم نے کہا آفرین و صد آفرین تمپر اور تمھاری مردانگی پر تم سے یہی توقع ہی مگر یہ تو کہو کہ اگر بخت جمشید واژگون
ہوا پھر کیونکر معز الدین سے پیش پاؤ گے بعض نے کہا ہم بھی لڑ کے مرجائینگے یا مارینگے ابو حاکم نے کہا یہ راے تمھاری
نہایت سست ہی ہم پسند نہین کرتے کسواسطے کہ ہر ایک پہلوان نامی و گرامی سے جمشید بہر نوع خنہ زور و قوی تر ہی
کوئی اسکی زور و قوت کو نہین پہونچ سکتا سب نے کہا بیشک اسمین کلام نہین ہے کہ جب اس مردود سے کچھ معز الدین
کے واسطے نہو سکا تو اور کسی کی کیا مجال ہے جو معز الدین سے مقابلہ کریگا اور زحمت جنگ اٹھائیگا شدید بن شداد اور
امیر محمد وغیرہ تمھاری سب کی کھال کھینچ لینگے یہ سنکے سب پر خوف غالب ہوا اور کہا خوب آپ نے فرمایا واقعی امر یہی ہی
اب نہایت سخت و دشوار معاملہ پیش ہی پھر سب بولے آخر کیا کیا جائے ابو حاکم نے کہا بجز اسکے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ جب

دیکھو جمشید تہ تیغ ہوا تم سب اتفاق کرکے ایک مرتبہ تلوارین کھینچ کھینچ کے معز الدین پر جا پڑو اور بے تحاشا مارنا شروع کردو اس تدبیر سے شاید وہ شیر میدان دلاوری زین سے زمین پر گرے ورنہ سب کی اجل غالباً دامنگیر ہے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے اور مناسب وقت یہی ہی جب اُس نطفۂ حرام نے یہ مشورہ سب کو دیا سب نے قبول کیا اور کہا ہم سب وقت کا انتظار کر رہے ہین

قتل ہونا جمشید پلید کا صاحبقران کے ہاتھ سے

اب راویان اخبار و ناقلان صداقت آثار معاملۂ رزم و پیکار مین اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب جمشید پلید صاحب قران اکبر پر جو تائید یافتۂ رب مجید تھا کسی حربے سے غالب نہوسکا اس عمود سحر کو جس سے پہلے حملہ آور ہوا تھا اُٹھایا۔ بولا ای شاہزادۂ مغرب زمین اپنے جد امجد کا کلمہ زبان پر جاری کرکے سفر آخرت پر کمر ہمت باندھو کہ یہ وہی عمود ہی اور موافق عہد کے سات بار متواتر تمھارے سر پر لگاؤنگا مجھ کو اس بات کا یقین واثق ہے کہ گاؤ زمین و ماہی تک فوراً پہونچ جاؤ گے تمھارے لیے قبر کی بھی احتیاج نہوگی اور گوشت و پوست و استخوان سب سرمہ ہو کر نیست و نابود ہو جائینگے صاحب قران اکبر نے فرمایا ای گبر مغرور بیہودہ گو ہرزہ دراز زبان بہ بند و بازو بکشا دیکھ کلمۂ طیبہ ہزار بار پڑھتا ہون کہ ہمیشہ میرے دل مین اور زبان پر ہی مگر تو جو کچھ بیان کرتا ہی وہ سب تیرا حال ہونے والا ہی القصہ جمشید پلید نے پہلے بقوت تمام عمود سحر صاحب صاحب قران اکبر کے فرق مبارک پر مارا خنازجا دو بولا ای جمشید جسقدر زور ہی سب صرف کر اور گرز کو زور سے لگا شاید ظفر یاب ہو میرا عمل سحر برطرف نہین ہوا اگرچہ بابیل بنا ہوا ہون اور دست دشمن مین اسیر ہون اور بالفعل سحر خوانی کی بھی قدرت نہین رکھتا لیکن جو کچھ کر رکھا ہی ضائع نہین ہوا جمشید کو اس کلام سے بڑی تقویت حاصل ہوئی اور وہی کیا صاحب قران اکبر نے اُسے عمود رستم دستان پر جسیر شاہ سر الحق نے دفع سحر کے لیے آیات قرانی سر تا سر منقش کیے تھے اور دست حق پرست مین تھا روکا گرز پر گرز آیا گو یا کوہ البرز کوہ بیستون پر گرا تمام کوہستان و جبل اعلےٰ مین زلزلہ پڑ گیا اگرچہ دست و بازوے صاحب قران اکبر کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا مگر مرکب کے چارون ہاتھ پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین وہی زمین مسحور تھی جو اُس کافر نے واسطے جنگ کے طلسم بندی کی تھی — صاحب قران اکبر ہر چند اُس زمین کے حال سے واقف تھے لیکن اتمام حجت کے لیے قبول فرمایا الحاصل جب مرکب جہان پیما کے دست و پا شدت ضرب سے غرق ہوے فوراً اک تتق گرد نمایان ہوا جمشید پلید نے لاف زنی شروع کی خناز جادو بھی بہت خوش ہوا مگر صاحب قران اکبر والا شان بلند مکان مرکب پر سوار پاشنہ کوب جسطرح نہنگ دریاے قہار سے اُبھرتا ہی اپنی قوت سے نکلے ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی و نہنگ مصری مشکیزے ہمراہ لیے ہوے کھڑے تھے پانی کے چھینٹے دیے وہ گرد برطرف ہوئی جمشید کو لاف زنی سے باز رکھا گیدی پہلے تو حیران ہوا بعدہ پھر دوسری بار اول سے زیادہ زور کیا

اور گرز مارا پھر گھوڑا زمین مین غرق ہوگیا اشارہ مہمیز سے دفعتہً مثل برق چابک کے ابھرا فرمایا بأش ای گبر مغرور وای مزخرف مردود کرا زدی کہ پست کردی۔ شعر

حملۂ دیگر بیار ای مردک پر مکر و زور
بس ہمین دم از سرت بیرون دد مکر و غرور

جمشید نے تب اگرز مارا ابکی دفع بھی گھوڑا محفوظ رہا اگر اسپ طلسمی نہوتا سو مرکبون کی کمر ٹوٹ جاتی مگر اب جمشید کی کمر دھچکا کھا گئی پھر تو اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہوگیا ابلیس پھر سامنے آیا اور کلمات مسرت آمیز کہے اور چلا گیا اسکے بعد چار گرز اور لگائے لیکن وہ توت کہان گیدی خود ہی تھک گیا غرض ساتون ضربین تمام ہوگئین جمشید پلید نے کہا ای معزالدین آج مجھے معاف کر کل پھر تجھ سے لڑونگا آفرین صد آفرین شیر نیون کا دودھ پیا ہے چاہتا ہون تمام عالم مین تیرے سوا کوئی میرا ہمسر نہین رہے یا رزنادہ و صحبت باقی پھر لڑینگے صاحبقران اکبر اُسکی بیحیائی پہ خوب ہنسے اور کہا او بیحیا تیری خاطر سے چار ضربین مین نے تجھ کو معاف کین فقط تین ضربین لگاؤنگا اگر ان ضربون مین تو بچگیا تو پھر اور طرح سے طریقہ جنگ وجدال مقرر کیا جائیگا۔ مصرع

زدی ضرب خود ضرب مانوش کن

آخر جمشید ناچار ہوگیا لیکن اصل امر یہ تھا کہ جان باقی نہ تھی عمود کو سر کی پناہ کیا صاحبقران اکبر نے اتمام حجت کے لیے تین بار قبول اسلام کی ہدایت کی مگر چونکہ ابلیس پر تلبیس مایۂ فتنہ و فساد دم بدم گمراہ کرتا تھا گیدی نے قبول نہ کیا اور کمال غرور سے بولا مجھے تمنے کیا تصور کیا ہی کہ ہر دفع خوف دلاتے ہو مین جو کچھ تمھین سمجھتا ہون وہ سمجھتا ہون صاحبقران اکبر کو معلوم ہوگیا کہ یہ مردود اُنھین مردودون مین سے ہی کہ جنکا حال خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِم وَعَلٰی سَمعِہِم وَعَلٰی اَبصَارِہِم غِشَاوَۃٌ وَلَہُم عَذَابٌ اَلِیمٌ سے مطابق ہی بلکہ اس ہیمۂ جہنم نے اُسوقت ابلیس کے بہکانے سے سخنان نامناسب دین اسلام اور اہل اسلام کے حق مین کہے صاحب قران اکبر پر غضب طاری ہوا عمود رستم ارابے پر سے اُٹھا یا یعقوب حرانی جو ابابیل کو ہاتھ پر لیے بیٹھا دکھا رہا تھا بولا اے جمشید مردود آخر تو دوزخ مین جاتا ہی یہ تماشا بھی دیکھتا جا یہ کہکے ابابیل کی زبان کاٹی اور وہ رشتہ جسمین بندھا تھا کھینچ لیا طوفان عظیم اُٹھا ایک ساعت کامل ابابیل کی صورت زمین پر لوٹتا رہا اور پھر صورت اصلی کی طرف رجوع کی طوفان برطرف ہوا ختاز جادو بصورت اصلی زمین پر پڑا تھا جمشید نے جو اسے اس حال خراب سے دیکھا ایک آہ دل پر درد سے کی لیکن چارہ ہی کیا تھا۔ ؎

بدست شہنشہ یکی گرز بود
کہ گو گرز آن کوہ البرز بود
ستوہیدہ آنرا بزور رکاب
بزد بر سر آن علیہ العذاب
بضربی کہ مغفر بسر شد نہان
سرش را بگردن عیان شد مکان

شد این ہر سہ را سینہ اش جائگاہ　　کمر از میان رفت صد سبل راہ
ز جان پلیدش چہ گویم سخن　　بد وزخ در آمد بر آمد ز تن

پہلی ہی ضرب مین گیدی کی ہڈیان سرمہ ہوئین خناز جادو آہ واویلا کرتا لاش جمشید پلید پر گرا آخر صاحبقران اکبر کے اشارے سے یعقوب حرانی نے اُسے بھی فی النار کیا غلغلۂ شادی زمین سے آسمان تک پہونچا سب لوگ کہتے تھے کیا خوب ہوا کہ ایسا دشمن خدا اور ایسا لعین رجیم جو کہ ہمسر بلکہ شیطان مجسم تھا دنیا سے راہی ملک عدم ہوگیا ۵

چو شہ گرز بر فرق بدخواہ زد　　فضا بوسہ بر دست آن شاہ زد
کہ باد آفرین ہا برین دست پاک　　کزان دشمن حق در آمد بخاک
بود رحمت حق بر آن شہریار　　برو باد صد لعنت کردگار

صاحب قران اکبر نے وقت قتل جمشید مردود صدائین مختلف تحسین و آفرین کی سنین کہ اوج ہوا سے آتی تھین جب فارغ ہوے اور آنکھ اُٹھائی ایک تخت ہوا پر دیکھا کہ اُسپر کئی شخص بیٹھے ہوے ہین +

میدان جنگ مین صاحب قران اکبر فلک قدر کا گرز رستم دستان سے جمشید پلید کو قتل کرنا اور خناز جادو کا زمین پر غم جمشید پلید مین تڑپنا



کہ رہے ہین آفرین ای شہریار نصرت قرین ماشاء اللہ کیا ضرب دست تھی ضربت ید اللہی آنکھون مین پھر گئی سبحان اللہ

صاحب قران اکبر نے جو نظر غور سے دیکھا اُستادِ عالی نژاد اعلم الناس حکیم قسطاس ہین اور شاگرد انکے یعنی حکیم ابو المحاسن و حکیم آخشیجان اور حکیم عبقر طوس جنی بھی خدمت مین حاضر ہین تا اینکہ وہ تخت اُترا حکیم بزرگ نے دست صاحبقران اکبر پر بوسہ دیا بعد اسکے اُسی تخت پر بیٹھے اور غائب ہو گئے مگر جب کافران لعین و ملحدان بیدین نے نعش اس سر حلقۂ اہل نار کی خاک و خون مین ملی دیکھی موافق قرار داد و مشورۂ ابو حاکم پلید سب ایکمرتبہ تیر و نیزہ و شمشیر لیے صاحبقران اکبر پر حملہ آور ہوئے اور اس شہریار کو مانند نگین انگشتر گھیر لیا۔ بکران شاہ خارجی نصرون ساہ ربیعی پہلوانی مین جو اپنے مقابلے مین کسی کا وجود نہ جانتے تھے تیغین برہنہ کیے پہونچے صاحب قران اکبر پر حربے کرنے لگے وہ شہریار نامدار سب طرف سے خبردار و ہوشیار تھا اُنکی تلوارون کو نظر مین تول کے دست حق پرست بڑھایا اور دو دو کے بند دست لیے اور تکائین دیکر تلوارین ہاتھون سے گرا دین کمربندون مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اُٹھا لیا ایک کو زمین پر پٹکا دوسرے کو امیر مار العیقوب حرانی نے نہنگ مصری کو اشارہ کیا کہ باندھ لو ان نابکارون کو اسنے دست بستہ باندھا اور سرہنگون کے حوالے کیا اس عرصہ مین سو تلوارون کے قریب جسم شریف پر پڑ گئین لیکن زرہ صد مشقالی کے سبب سے بال برابر بھی نہ کاٹا بلکہ تلوارین خود کر گئین اور صاحب قران اکبر نے شمشیر صاعقۂ سکندری نیام انتقام سے کھینچی گویا اژدہا غار سے نکلا اور مجمع کفار مین جا پڑے تیغ بے دریغ نے ہزارون کو واصل جہنم کیا کبھی تلوار میان مین کی عمود گران سنگ ہاتھ مین لیا اور دو دستی اُن لعینون کی سر گردن پر مانند آہنگر مارنا شروع کی کبھی نیزے سے دو دو تین تین کو اُٹھا یا زمین پر پٹک دیا کہ اُنمین سے کسی نے سانس نہ لی الغرض کہ

بروز نبرد آن یلِ ارجمند — بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و بست — یلان را سر و سینہ و پا و دست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد — یکے را دو کرد و دو را چار کرد
مگر تیغ او آیتِ سجدہ بود — کہ بودش سر سرکشان در سجود

دم بھر مین دو سو کافران زبردست و ملحدانِ جمشید پرست جو کہ دعواے پہلوانی رکھتے تھے خاک و خون مین ملا دیے اور ادھر دلاوران اسلام و غازیان شمشیر زن و تہمتنان شیر افگن و کوہ شکن یعنے امیر محمد و امیر سیف الدین و امیر مجاہد الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان و امیر یوسف و امیر شجاع وغیرہ کہ ہر ایک نہنگ بحر شجاعت و ہزبر بیشۂ جلادت تھا اللہ اللہ کہتے ہوے گھوڑون کو دوڑاتے ہوے اُن کافران بے ایمان کے غول مین درآئے الامان قیامت تازہ آشکار تھی موت کو مہلت نہ ملتی تھی چشم زدن مین بہ پرا خالی وہ صف ندارد محلے کے محلے اجاڑ کر دیے

نظم

نمود آغاز شمشیر یمانے — ز جسم پہلوانان سر فشانے
سنان شعلۂ آتش برافروخت — بجسم بزدلان افتادہ جان سوخت

اس طرف سے کفار نابکار بھی کوشش وکشش سے دم بھر قرار نہ لیتے تھے مانند غوکان صحرائی کے پے در پے حملے کرتے تھے۔

نظم

ہر اک کافر مست تھا فیل تر ۔ لیے ہاتھ مین تیغ و تیر و تبر
سوا حد سے اُسوقت بیداد تھی ۔ عجب شور تھا طرفہ روداد تھی
چکا چاک شمشیر و شنشاب تیر ۔ صدائے دف و چنگ و بوق و نفیر
انہی طاقت حرب دشمن مین تھی ۔ جو دیکھا جدائی سر و تن مین تھی
کہا ایک نے گیر اور اک نے ہان ۔ فلک تک رسا تھی فغان یلان
سوارون کا وہ شور وہ غلغلہ ۔ زمین و زمان مین ہوا زلزلہ +
اُٹھا یا سمند صبا تگ جدھر ۔ پرے کے پرے کردیے خون مین تر
زمین پر گرا یا ہر اک کو وہ تن + ۔ وہین اسپہ دوڑا دیا کر گدن +

القصہ زیر جبل اعلے ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ باید و شاید ایسی جنگ چشم فلک سے بھی باین گردش لیل و نہار نہ گذری ہوگی امیر محمد اشبوط دیلمی کے پاس پہونچ گیا دیکھا کہ وہ بھی مدتون کا بخار دل کا نکال رہا ہے کہ قوی ہیکل تھا تیغہ صد منی ہاتھ مین کھینچے ہوئے اہل اسلام پر بیداد کر رہا ہی امیر محمد با توقیر نے کہا یا خس او کافر بے دین خبردار مین حریف تیرا آپہونچا اشبوط دیلمی امیر محمد سے جلا ہوا تھا مطلق نہ ڈرا بولا ای محمدی آ تیرے ہی ہاتھ سے دل داغدار ہی یہ کہکے تیغا مارا امیر نے رد کیا صاحب قران اکبر کا حکم تھا کہ ان دو چار کو زندہ گرفتار کرنا چاہیے امیر نے گریبان مین اُس نابکار کے ہاتھ ڈال دیا چار ساعت کی کشش و کوشش مین صدر زین سے اُٹھا لیا اور حوالۂ عیاران لشکر کردیا اُنھون نے اُسے مقید بزنجیر و طوق آہنی کیا بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ساتھ اسیر ہوے بکران نے کہا ای اشبوط یار سے یزید و مردان نے تجھے بہت جلد ہمارے پاس پہونچا دیا کہ تجھ سے مردک کے طعنون سے نجات پائی اشبوط دیلمی نے کہا مین خداوند دیلم کا شکر کرتا ہون کہ تمھارے بعد گرفتار ہوا بکران بولا ہمین معز الدین نے زیر کیا اور تجھے اُسکے نوکر امیر محمد نے دستگیر کیا اشبوط بولا تم دونون ایکبار پکڑ گئے اور مین اکیلا تھا نگہبانان محبس اُنکی بے وقوفی اور بیہودہ گوئی پر ہنستے تھے اُدھر اسی طرح جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کلہ مینار بیشمار ترتیب دیے تھے اور لاشون سے تمام صحرا سے پر خار پر تھا اور جو سے خون کوہ ہامون مین روان تھی داخل نہر سیحون ہوگئی جبل اعلے کے گرد بہ رہی تھی شکست طلسم قصر اخضر کا سبب ہوا اسکے بعد صاحب قران اکبر کو معلوم ہوگا اس دار و گیر مین القیموس زنگی امیر سیف الدین بن امیر مجاہد الدین سے دو چار ہوا اُس نامدار نے دیکھا یہ گبر ناہنجار طرفہ بیداد کر رہا ہی ننو دلاور لشکر اسلام کے درجۂ شہادت پر فائز ہوے ہونگے امیرزادے نے آواز دی باش ای حرام زادے بیداد گر ٹھہر تیرا حریف مین ہون القیموس زنگی

نے وہی شمشیر خون چکان امیر سیف الدین پر لگائی اس بہادر نے وار اُس نا بکار کا رد کر کے اور کمر میں ہاتھ ڈال کے
صدر زین سے اُٹھا لیا اور گرد سر کے چکر دیا بعد اسکے جولان اندلسی کے حوالہ کیا امیر معظم الدین نے سلحشور مصری کو
مار کے گرفتار کیا امیر شجاع الدین نے بہرام مصری کے دو حصہ کیے۔ ضغام و سیفال کو باندھا امیر خلیل الدین
نے ہیفال مصری کو قتل کیا

صاحب قران اکبر اور شاہان جمشید پرست سے بعد قتل جمشید باہم محاربہ و مجادلہ ہونا



اور امیر خلیل الدین نے سات پہلوان مقید کیے امیر جلیل امیر سلطان نے ساقول دمشقی و اقوال دمشقی کو مارا
اور دس دس نفر اسیر کیے سبیع بن سبعان نے شدید بن شداد سے شیرانہ جنگ کی مگر شیر درندے مانند کر پارہ
پارہ کیا اور دو حصہ کر کے پھینکدیا اقلیموس فرنگی کہ یہ بزرگ قوم تھا اور ہزارہا حیلہ و مکر جانتا تھا لیکن
صاحب قران اکبر کے ہاتھ میں اسیر ہو گیا امیر ہاشم امیر حمزہ امیر عصیم الدین امیر عبداللہ نے ارجماس ترسول
نقوس سیقوغ کو جہنم داخل کیا اب صاحبقران اکبر شاہ سرالحق کے اشارے سے ایک بلندی پر بالا سے فیل کلاں

کھڑے ہوے اور اپنے شیرون کی لڑائی اور بہادری کا تماشا دیکھ رہے تھے اور ایک دوربین کے ذریعہ سے
ہر ایک لشکری و لشکر کو ملاحظہ فرما رہے تھے پہلوانان کفار کی کوششین اور اپنے دلاورون کو جراتین دکھا رہے
تھے کہ اگر کوئی کافر دلیر آگیا تو ملازمان صاحب قران اکبر قبول اسلام کو کہتے تھے اگر وہ قبول کرتا تھا امان ملتی تھی
اور اگر بمقتضاے شقاوت انکار کرتا تھا صاحبقران اکبر ایک تیر جان گیر سے اسکی مہمانی فرماتے تھے مگر کمتر قتل
ہوتے تھے اور بہت دولت اسلام سے بہرہ مند ہوتے تھے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار سوار لشکر کفار کے دائرہ اسلام
مین آئے مانند ابطال زنگی خالو زنگا وہ زنگاری پوش کا کہ تجاشی سے دوچار ہوا دیکھا بڑی جراءت کر رہا ہے قاعدہ
ہے کہ جب چراغ بجھنے لگتا ہے تو روشنی زیادہ ہوتی ہے قصہ مختصر دونون مین باہم جنگ ہوئی چند ساعت مین ابطال زنگی
نے بفضل ایزد متعال اسے باندھا زندان شاہی مین بھیجدیا اور یہ ضابطہ تھا کہ اسیر پہلے صاحبقران کی خدمت مین بھیجا
جاتا تھا بعدہ حسب الحکم قضا توام قید کیا جاتا تھا اسی دستور سے سمعاج اژدر... اور قیفاج اژدہا خوار عاشق شعلہ جو
مقابل ہوا الغرض موافق مصلحت یزدانی سپہر بہشت عنبر سرشت جنکے نصیب مین تھی وہ درجہ شہادت پر فائز ہوے
سمعاج مثل قہر الٰہی اس مردود ازلی تک پہونچ گیا اور کہا باش او پہلوان اجل گرفتہ دیکھ ملک الموت تیرے سر پر
آپہونچا بس اب ہاتھ پاؤن کو کیون تکلیف دیتا ہے یہ گیدی سمعاج کو دبستان شجاعت کا طفل ابجد خوان جانتا تھا
بولا اے سمعاج یہ کیا تیرے دل مین آیا کہ تو پیغمبر دیلم سے پھر گیا سمعاج نے کہا اسلیے کہ قضیہ جنگ کا یہ نتیجہ ہو لونے دیکھا
مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا قیفاج نہایت منفعل ہوا اور لڑنے پر آمادہ ہوگیا اکثر ضربون مین برابر رہے آخر تیغ جو روز فتح
اہل اسلام تھا سمعاج پر آفرین و تحسین کی اسلیے کہ دلاوری و زورمندی قیفاج سے واقف تھے لیکن ابو حاکم حرامزادہ
و بدبخت شقی مسطح ہو سکا ابو عامر تک پہونچگیا ابو عامر زیر جبل اعلےٰ بلندی پر بالاے تخت شاہی بیٹھا تھا وہ تین بار
پادری ایدروس نے کہلا بھیجا کہ آپ چلے آئیے صاحب قران اکبر گردون نشان کی فتح ہو چکی میدان مین رہنے سے کیا
فائدہ ابو عامر نے نہ مانا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ابو حاکم بھی آپہونچا آتے ہی تلوار کھینچ کے پیچھے گیا اور زور سے اک ار لگایا
کہ تا ابرو اتر آئی دراستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر خون کی چادر منھ پر آئی فوارہ کی طرح لہو جاری تھا ابو عامر نے ایک آہ
جگر خراش کی اور کہا حیف کہ معائنہ جشن عروسی نور چشمی شمسہ تاجدار سے آنکھین روشن نہ ہوئین اور جہان سے کوچ
کا پیغام آگیا یہ زخم چونکہ کھرا تھا بیہوش ہوگیا ابو حاکم چلتا ہوا ناگاہ ابو الحسن جوہر سے سامنا ہوگیا آواز دی کہ ہاں
او حرام زادے دغا شعار و مکار یہ کیا کیا تو نے او نامرد جلد حملہ کر ابو حاکم خوف جوہر سے کانپ گیا حیلہ کرنے لگا اور کہا کہ
ابو الحسن جوہر مین بادشاہ اور پہلوان اور تو عیار میرے اور تیرے لڑائی کیا معز الدین کے دستور سے خلاف ہے مین
کھڑا ہون تو جا کسی پہلوان کو لا آج سب برادران فوج دیکھ رہے ہین کہ مین امیر محمد سے کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون
ابو الحسن جوہر نے کہا باش او بدبخت ملعون و مردود کیا بیہودہ بکتا ہے بادشاہان عالی شان سے اپنے کو نسبت دیتا ہے

تجھ ایسے سگان خارشتی بہت دیکھے ہین مز بلو نپر پھیرا کرتے ہین اوگیدی مین تجھ ایسے سو پہلوان کو چشم زدن مین بزور پہلوانی و توفیق یزدانی باندھ سکتا ہون۔ القصہ ابو خاقم نے دیکھا کہ اب اسنے گلو خلاصی مشکل ہے اور عجب نہین کہ اسی حیلہ سے اجل قریب ہو بس یہ دل مین تصور کرکے بے اختیار دو تین تلوارین مارین مگر جوہر کے آگے کیا حقیقت تھی وہ سب دفع کین اور نیمچۂ آتش بار اس کافر کے سرنحس پر مارا کہ کمر تک شگاف ہو گیا اور اسیوقت جہنم کیطرف روانہ ہو شعر

زجان حسودان جہان پاک بہ	دہانش پر از خاک و خاشاک بہ

ابو الحسن جوہر نے اس جہنمی کا لاشہ پادری ایدروس کے پاس بھیجا کہ جس طرح آپ کی رائے ہو اسکے ساتھ پیش آیئے پادری ایدروس نے ارشاد فرمایا کہ دفن ہو جائے اور ابو عامر کے زخم پر مرہم رکھا مگر نہایت مخدوش زخم تھا ملکہ شمسۂ تاجدار احوال بد روعم سے جب خبر دار ہوئی ابو الحسن جوہر کو بلایا اور کہا جسطرح ہو سکے براے خدا ایسی کوشش کرو کہ زخم سر والد ماجد مندمل ہو جائے اور خوب روئی ابو الحسن جوہر نے کہا بہت خوب وہان سے ابو عامر کے پاس آیا یہان وہ بیچارہ زخمی بدستور بیہوش تھا شاہ سر الحق کی خدمت مین گیا شاہ صاحب نے نقش تکسیر آیۂ قران اور ایک نسخہ مرہم عنایت فرمایا نقش کے پانی سے مرہم فوراً تیار کیا اور زخم پر رکھا نقش کو باندھا فضل شافی مطلق سے اب شفا ہوئی ابو الحسن جوہر پادری کے پاس گیا نقش و مرہم عنایتی شاہ صاحب کو بیان کیا پادری نہایت خوش ہوا ابو الحسن جوہر پھر جنگ مغلوبہ کی طرف پہونچا اور جنگ کو بدستور قائم دیکھا وہ تیسرا روز تھا ناگاہ مسرور بن نجاشی نے عالم بیخبری مین ابو الحسن جوہر پر تلوار کا وار کیا مگر خیریت یہ ہوئی کہ جوہر فوراً خبر دار ہوگیا تھا تلوار زور سے سر پر پڑی چونکہ تلوار ریٹ پڑی لہذا خط تک نہ آیا جوہر نے ہاتھ بڑھا کے تلوار چھین لی اور کمر بند بین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اٹھا لیا از بسکہ معلوم تھا کہ یہ ملعون اسلام قبول نہ کریگا فلہذا نیمچہ سے صاف دو حصہ کیا بعدین مسقطی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر سے مقابل ہوا کچھ زور بازو کچھ زور جادو صرف کیا لیکن کچھ بھی اثر نہوا آخر شاہزادہ نے اُسے بھی ایک ضرب عمود سے فی النار کیا۔ اگر مسود اوراق ہذا اس جنگ و پیکار کو بتفصیل لکھے اور ہر ایک پہلوان کا محاربہ جدا جدا تحریر کرے تو ایک جلد کلان مرتب علحدہ ہو جائے اسلیے اسی قدر پر اکتفا کی اور سردست مناسب معلوم ہوا کہ جشن عروسی شاہزادہ والا گہر گردون فر معز الدین صاحب قران اکبر کا حال اب بیان ہونا چاہیے۔ القصہ سات شبانہ روز اور ایک روایت مین پانچ دن یہ جنگ مغلوبہ واقع رہی اس لڑائی مین لاکھون دلاور معرض ہلاکت مین آئے لاشون کی کثرت اس درجہ تھی کہ بعد فراغ جنگ بحکم صاحب قران اکبر جسوقت وہ سب جمع کی گئین تو جبل اعلے کے برابر ایک انبار ہوگیا جب حساب کیا تو تخمیناً نو لاکھ آدمی مقتول تھے اور دس لاکھ فیلان جنگی افتادہ و بیجان تھے اور بروایت فرض الاخبار دم شمار اٹھارہ لاکھ کافر قتل ہوئے اور بارہ لاکھ دائرۂ اسلام مین آئے اور جو بھاگے یا زخمی ہوئے اُنکا حساب نہیں الغرض طبل بازگشت بجا بعد اسکے طبل شادمانی اور نقارۂ فتح نوازش مین آیا

رباعی

چو روشن شد آن فتح بر اہل عالم — صدا داد نقارہ الفتح الفتح
بصاحبقران تہنیت داد ہر اک — لقد جاء نصر من اللہ و الفتح

قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر نے صورت فتح آئینۂ مراد مین جلوہ گر دیکھی درگاہ ایزد پاک مین شکر کا سجدہ ادا کیا اور فرحناک و شادمان داخل خیمۂ معلی ہوے سلاطین نامدار و امراے عالی وقار نے نذرین گذرانین پھر حکم عالی سے اہل اسلام کے لاشے ایک جگہ کیے دریاے بحر البحور کے کنارے مدفن مقرر کیا جنکے وارث تھے اُنکی قبرین علیحدہ بنین باقی گنج شہیدان تیار ہوا جو کافر مسلمان ہوے اُنکے برادران مقتول اُنھین کو حوالے کیے تاکہ وہ جیسا مناسب سمجھین عمل مین لائین -
باقی ماندہ کو ایک گڑھا کھدوا کے دفن کیا اور چبوترہ بنوایا-

اب حال نکبت اشتمال ضار منکوس کا معرض تحریر مین آتا ہی علاوہ بعض اشرار و کفار سے کے

منشیان مضامین اخبار و محرران جنگ و پیکار کفار اس نقل تضحیک آمیز و افسانۂ خندہ ریز کو یون نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ کرتے ہین کہ صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سب سے پہلے ضار منکوس منحوس کا حال پوچھا لیکن کچھ خبر نہ ملی ہر چند تلاش کیا مگر کہین نشان نہ ملا فرمایا ایسا نہو وہ مردود ازلی یہان سے کہین نکلجاے کسلیے کہ وہ حرام زادہ بڑا مکار ہی ایک عالم اُسکے سبب سے گمراہ ہوا اور دین الحاد مین آیا ورنہ جمشید گیا تھا اُسکو جسطرح ممکن ہو سے ڈھونڈھوا اور تلاش کر کے لاؤ ابو الحسن جوہر نے کہا جناب عالی مین نے اسی وجہ سے قبل آپ کے ارشاد والا کے چار سردار یعنے مرجان بہادر و افلاک نیزہ باز و املاک وغیرہ جنگ مغلوبہ کے پہلے متعین کر دیے تھے کہ وہ سرحدون پر کھڑے رہین اور سب طرف کی راہین بند کر دین تاکہ وہ گیدی کیا بلکہ کوئی کسی طرف سے بھاگنے نہ پائے اور ضار منکوس کو سُنتا ہی کہ عین گرمی جنگ مین غائب ہوا ہی دو روز تک جنگ مغلوبہ مین مین نے خود اُسے دیکھا کہ تماشا دیکھ رہا تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابو الحسن اگر وہ بدبخت ہاتھ نہ آیا جان لینا کہ عیش مجھپر تلخ ہے اور یہ فتح بدتر از شکست ہی جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا جلد تلاش کرنا چاہیے اس امر مین دیر کرنا خطا ہے عیاران چابک دست و طرار و چالاک ہر چہار طرف کو روانہ ہوے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر نے اس امر مین جب صاحب قران اکبر کو بجد دیکھا اور اُس شہریار نامدار کا فرمانا بھی صحیح تھا تفحص و کوشش مین کمال جستجو کی لیکن عیاران اسلام بھی تجسس مین جا بجا دوڑے اور تلاش کی لیکن اُس نطفۂ حرام کا کہین نشان نہ ملا سب حیران و پریشان ہوے کہ یہ معاملہ کیا ہی نہین معلوم وہ ملعون کہان گیا غرضکہ ایک دن ابو الحسن جوہر نہایت بد دماغ ہوا اور تردد مین بیٹھا تھا عیارون کو بھیجتا تھا اور تاکید کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص مسافر وضع

آیا اور جوہر کو نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی لیکن خلوت چاہتا ہون جوہر نے اور قریب بلایا
اور کہا کہ جو تجھے کہنا ہو میرے کان مین کہ یہ کہکے کان قریب اسکے کیے اُسنے جھک کے کان مین کہا غلام خاص ملازم
ضارمنکوس ہی اور نام میرا ہدایت آبدار ہے جس روز وہ دیوث خو تاک غلام سے کہتا تھا کہ میرے واسطے
کوئی جگہ ایسی پیدا کر کہ باطمینان بیٹھون اور کسی کو میرا نشان نہ ملے کہ ابکی بار جنگ کا طور مجھے بد معلوم ہوتا ہے
غلام بھی اُس وقت حاضر تھا خو تاک نے کئی مقامون کا نشان اُس گیدی کو دیا لیکن اُس حرام زادے نے
کسی مقام کو پسند نہ کیا اسی وجہ سے مشورہ یہان سے نکلجانے کا بھی قرار نہ پایا لیکن میرے سامنے اس روز
پھر خو تاک ڈھونڈھنے گیا قضا را جس دن اُسنے جاے پناہ تجویز کی اور اُسکو خبر دی بندہ بھی موجود تھا خو تاک
بدذات نے کان مین اُس ولد الحرام کے کچھ کہا مین نے فقط اتنا سنا کہ چاہ کا نام اُسنے لیا اور زیادہ معلوم نہوا
وہ شور بخت عین جنگ مین بعد قتل جمشید ملعون اور گرفتار ہوئے القیموس وغیرہ کے یہان سے غائب ہوگیا
اب غلام کا گمان واثق یہ ہی کہ چاہ مین وہ پوشیدہ ہوگیا ہی جب یہ فتنہ و فساد فرو ہوگا اور اُسکو یقین ہوجائیگا کہ عیار
میری تلاش سے دست بردار ہوے بس فوراً باہر نکلیگا اور کسی طرف چلا جائیگا ابو الحسن جوہر یہ سنکے نہایت خوش ہوا
اور ہدایت ملازم ضارمنکوس کو صاحب قران اکبر گردون حشم کی خدمت مین لیگیا اُسنے حضور مین جاکر کلمۂ طیبہ پڑھا
اور مسلمان ہوا مرحمت خسروانہ اُسکے حال پر مبذول ہوئی خاطر و مدارا سے اور بھی حال پوچھا مگر مطلق پتہ نہ پایا یعقوب
حرانی و نہنگ مصری و جولان اندلسی وغیرہ دلاوران فرقۂ عیار کو ارشاد کیا کہ جلد جاؤ اور جسطرح سے ممکن ہو اُس چاہ
کی تلاش کرو اُس مادر بخطا کو زندہ حاضر کرو کیونکہ صاحب قران اکبر اُسکے گم ہونے سے نہایت بیچین ہین یہانتک کہ
اُس شہریار نامدار کو عیش تلخ ہی خواب و خور اس مردک کے واسطے حرام ہی آخر تیسرے روز جولان اندلسی بالا دوی
کرتا ہوا کوہستان شرقی کی طرف ایک مقام مین پہونچا وہان کچھ درختان سرسبز و خرم تھے اور ایک چشمۂ آب شیرین بھی
جاری تھا دیکھا قریب اُن درختون کے دہنۂ چاہ ہی اور ایک اژدہاے مہیب بزرگ جثہ نہایت کلان و شعلہ فشان دور
چاہ کو حلقے مین لیے بیٹھا ہی جولان اندلسی ڈرا اسلیے کہ سر اُس اژدہے کا ہاتھی کے سر کے برابر تھا بس دور سے دیکھتا ہوا
بھاگا لشکر مین پہونچا اور خدمت مین سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حال کو بیان کیا کہ ایسا اژدہا مین نے کبھی نہین دیکھا
میرے گمان مین ضارمنکوس بس وہین ہی اور وہ چاہ ضرور اُس گمراہ کی جاے امن ہی اور وہ اژدہاے سحر ہے
ابو الحسن جوہر کو جولان اندلسی سے سنکے یقین ہوا کہ گمان جولان کا بہت درست ہی اور نہایت صحیح ہی غرض بدر عالم
منجم کو طلب کیا اور کہا آپ زائچہ کرین دیکھیے کہ جولان جسجگہ کا پتہ اور نشان دیتا ہی اور گمان کرتا ہی آیا وہ گمان جولان کا صحیح
ہی یا غلط ہی بدر عالم نے کتاب نکالی اور زائچہ کیا بعد تامل کے کہا وہ مردود زمین عمیق مین ہی اور دوائر سے ثابت ہوتا ہی
کہ وہ بیشک چاہ ہی لیکن اُسمین پانی نہین ہی ابو الحسن جوہر نے یعقوب حرانی و نہنگ کو مع چند عیاران کے اسطرف

روانہ کیا اور کہدیا کہ اطراف چاہ مین دور دور جو کوئی گوشہ پاؤ وہان پوشیدہ بیٹھو مگر ہر ایک فرق سے بیٹھے او ز دیکھو
اسکی اصل کیا ہی اگر وہ مردک وہان ہوگا تو ضرور کسی وقت باہر آئیگا یعقوب و نہنگ چھ نفر عیارون کو لیکے روانہ ہوے
اور موافق حکم ابو الحسن جوہر کے عمل مین لائے تمام دن اُنھین گذرا لیکن کچھ نہ دیکھا مایوس ہوے چار عیار حیران ہوکر
چلے آئے چار وہان موجود تھے اُنھون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ دن کو کچھ نہ معلوم ہوا عجب نہین کہ رات کو کچھ معلوم ہو
اسواسطے کہ رات پردہ پوش ہی اکثر ایسے کام رات ہی کو ہوتے ہین بہر نہج آج رات کو یہین مقام کرنا چاہیے شاید ہمارا
طالع یاوری کرے اور بخت خوابیدہ بیدار ہو اُس مردود کا پتہ ملجائے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور جائے امید تو ظاہر ہی
الغرض نہنگ عیار اور جولان اندلسی اور مہتر سرعت اور مہتر شتاب وغیرہ وہین رہگئے کہ نصف شب گذری اور کچھ آثار
نہ معلوم ہوے اب یہ چارون مایوس ہوے کہ افسوس کچھ نہوا مفت اوقات ضایع ہوئی یہ بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ نصف
شب کے بعد لب چاہ کچھ روشنی معلوم ہوئی نہنگ نے جولان سے کہا اب تو ہماری محنت کا ثمر ملتا معلوم ہوتا ہی دیکھو
ہوشیار ہو شب مہتاب ہی چاندنی خوب پھیلی ہوئی ہے ذرا خوب غور سے دیکھو تو مجھے اب وہ اژدہا معلوم نہین ہوتا۔
غائب ہوگیا جولان نے کہا ہان سچ ہی یار اب تو اژدہا نہین ہے اس عرصہ مین ضار منکوس۔ ناہید کی بیٹی زہرہ جنگ نواز
کو جو دختر جمشید تھی ساتھ لیے کنوین سے نکلا اور لب چشمہ فرش کیا شمع روشن ہوئی اور خولاک بھی ایک طرف سے
کباب مرغ اور روٹی لیے ہوے آپہونچا اسباب مے نوشی بھی مہیا ہوا ضار منکوس بولا اے فرزند کہ لشکر دشمن کی کیا خبر ہے
اُسنے کہا اب فارغ البال ہوے کمال عیش ونشاط وفرحت و انبساط مین مشغول ہین یہ سنکے گیدی کانپنے لگا اور کہا
جمشید تو جہنم واصل ہوگیا اب دیکھا چاہیے مجھپر کیا گذرتی ہی اے خولاک میرے تو حواس باختہ ہوے جاتے ہین
کیا کہون جو میرا حال ہی یہان سے بھی اب جانا چاہیے خولاک نے کہا اب رہائی بہت دشوار ہی اس جا سے راہ درہ کوہ
نہایت ہی پیچ در پیچ ہے بسبب اژدہاے جادو کے جو تمام عمر مین سحر زبردست سے تمھارے مقیم ہی یہان کسی نے
قدم نہین رکھا ورنہ کوہ درکوہ مردمان لشکر ظفر پیکر تجسس مین حیران وسرگردان ہین کیا تاب وطاقت ہی کہ جو ایک متنفس
بھی یہان آسکے اور بالفرض یہان کوئی آ بھی جائے تو ممکن نہین کہ یہان سے زندہ جاسکے ہان بزور سحر نکلجائے تو ہو سکتا ہی
ضار منکوس بولا اُس جماعت اسلام پر جو میری تلاش مین ہین سحر سے غالب ہو تو سکتا ہون لیکن ڈرتا ہون اور احتیاط
کرتا ہون کہ شاہ سر الحق اور صاحب قران اکبر نے یا حکیم قسطاس الحکمت نے تعویذ رد سحر تلاش کرنے والون کو دیا ہوگا جو ہی
میری تلاش مین ہین لامحالہ اُسکے سبب سے میرا سحر خاک مین ملجائیگا اور کچھ اثر باقی نہ رہیگا اور مین گرفتار ہوجاؤنگا خولاک
نے کہا کچھ تعجب نہین سچ کہتے ہو بعد اسکے وہ پلید دختر جمشید سے روسیاہی مین مشغول ہوا ابھی فارغ نہین ہوا تھا کہ
پھر خولاک نے کہا بس اب کنوئین مین تم چلے جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور گل پھولے یہ سنکے ضار منکوس نے کہا ابلیس و
سامری مدد کرینگے خولاک نے کہا واہ ابلیس خاک مدد کرینگے ابتک کیا جھک مارا کیے جواب کہ کھائینگے اگر ابلیس ایسے

ہوتے تو یہ نوبت کاہیکو آتی جمشید نے سب سے سجدہ کروایا اور کہا ہمین خداوند کہو اب جہنم مین پہونچ گئے یہ بیحیا کب سنتا تھا چند جام شراب زہر مار کیے اور اُس عورت کو بھی دیے پھر جب نشۂ شراب سے سرشار ہوا تو پھر روسیاہی مین مشغول ہوا نہنگ مصری یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور سب گفتگو سُن رہا تھا بس بفن عیاری اُنکے پیچھے پہونچا دیکھا کہ ایک گڑھا ہے اور اُسکے گرد درخت خاردار نہایت گنجان ہین یہ اُن درختون مین جا چھپا جب چار گھڑی رات باقی رہی شراب وکباب وزنا سے فرصت کرکے کنوین مین اُتر گیا اور پھر اژدہا نمودار ہوا جو لاکھ بھی کسی کام کو ایک جانب روانہ ہوگیا یہ چارون عیار بھی شادمان و فرحناک لشکر اسلام مین داخل ہوے نہنگ عیار نے کہا یارون ایک بڑی غلطی ہوئی یعنے دو یہان آکے خبر دیتے اور دو وہین رہتے ایسا نہو وہ حرامزادہ اس عرصہ مین فرصت پاکے نکلجاے پھر کہان ڈھونڈھتے پھرینگے بڑی مشکل سے تو اُس حرامزادے کا پتہ ونشان لگا۔ جولان عیار نامدار نے کہا خاطر جمع رکھو وہان سے اب کہین نہین جائیگا اُسکی اجل قریب ہی علاوہ برین کچھ تمھارے پتہ ونشان لگانے سے نشان اُسکا نہین ملا قدرت خدا تھی کہ وہ ملگیا۔ القصہ لشکر مین آئے معلوم ہوا کہ نقارہاے شادمانی وفتح وفیروزی ہر چہار طرف زیر چوب ہین اُستادن حکیم قطاس الحکمت وغیرہ حکماے عالی منزلت بھی مبارکباد کے لیے آئے تھے صاحبقران اکبر نے فرمایا اے اُستاد عالی نژاد جناب ضار منکوس نہ مارا جائیگا یا مسلمان نہوگا فتح کامل مین جانونگا حکیم صاحب والاقدر اور شاہ سر الحق دونون صاحبون نے فرمایا ایسا کافر مسلمان نہین ہوتا وہ ملحد ولعین بے دین نہایت سیاہ قلب ہے مگر بظاہر حسب شریعت ہدایت کرنا چاہیے حالانکہ یہ بخوبی جانتے ہین وہ راہ راست پر نہ آئیگا پھر حکیم صاحب نے اسطرلاب وطالع مسئلہ دیکھ کے فرمایا پیمانۂ عمر اُس ملعون کا لبریز معلوم ہوتا ہے غالب ہے کہ عیاران اسلام نشان پاچکے ہون خبر آیا ہی چاہتی ہے یہ باتین ابھی ختم نہوئی تھین کہ جولان اندلسی عیار ونہنگ مصری وسرعت عیار پہونچے اور سلطان ابوالحسن جوہر سے اس حال کو بیان کیا جوہر از فراط خوشی سے فوراً اُٹھا اور صاحبقران اکبر کے پاس جاکے اس خبر کو پہونچایا اور سارا حال مفصل بیان کیا صاحبقران اکبر سے پچاس عیار ساتھ لیکر روانہ دریاے کوہستان کیے راہین پر پیچ وخم بیشمار تھین اسوجہ سے وہ راہ غلط کی حالانکہ یعقوب حرانی ونہنگ جولان وغیرہ نے دن کو بھی وہ کنوان دیکھا تھا مگر اب ایسا فراموش کیا کہ گویا دیکھا ہی نہ تھا اسکا سبب یہ تھا کہ ضار منکوس ہر روز صبح کے وقت سحر وافسون پڑھ کے دریاے کوہ ونشان وعلامات راہ کو تغیر دے دیتا تھا مثلاً اگر در کے سرے پر درخت تھا اب چشمہ ہوگیا جو کہ شجر انگور تھا وہ انار ہوگیا اسی طرح اور بھی سمجھنا چاہیے اسوجہ سے عیارون کو کنوین کی راہ نہ ملی ابوالحسن جوہر نے کہا اے

یعقوب ع

معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا

یعقوب حرانی کو نہایت خفت ہوئی نہنگ وغیرہ یعقوب سے زیادہ منفعل تھے اور حیرت مین مبتلا تھے بعد سرگردانی
بسیار ایک درے مین پہونچے وہانکی عمارت بطور قلعہ بنی ہوئی تھی لیکن اب ویرانہ ہوگیا تھا فقط مکان ہی مکان تھے
غرض یہ عیار وغیرہ تھاک کے اُسی بستی مین بیٹھ رہے اور ناحضر کھولا اور ناشتہ مین مصروف ہوے ابو الحسن نے
کہا یارو بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہم بے نیل مقصود ہی رہے خالی پھر جانا تو بہت ناگوار گذریگا یہ ذکر ہو رہا تھا ناگاہ
اُس عمارت کہنہ سے کچھ اینٹین گرین اور اُنکا ایک انبار ہوگیا اُن اینٹون کے ڈھیر سے ایک سیاہ سانپ نکلا مُہرہ
منھہ مین لیے تھا پھر اُسی انبار مین غائب ہوگیا عیار ابو الحسن جوہر کے اشارے سے دوڑ پڑے اور ایکآن مین
اُس انبار کو کنارے کر دیا۔ دیکھا وہ سانپ بیٹھا ہو جب آدمی وہان پہونچے وہ سانپ ایک سوراخ مین چلا گیا
مُہرے کے واسطے اُس سوراخ کو کُھدوایا وہان ایک نقب ظاہر ہوئی دروازۂ نقب پر قفل لگا تھا مگر قفل ٹوٹا ہوا تھا
اُسکو کھولا دیکھا تو زینے بیشمار معلوم ہوے یہ سب ان زینون پر چلے اسطرح کہ آگے آگے وہ سانپ اور پیچھے پیچھے
یہ سب چلے جاتے تھے ابو الحسن جوہر حیران ہوا فتیلۂ عیاری روشن کیا اور انتہاے نقب تک پہونچے وہان
ایک پردہ پڑا تھا اُس پردہ سے آواز کان مین آئی ابو الحسن جوہر نے سب سے کہا سنو تو یہ آواز کیسی ہی اور آگے بڑھا
دیکھا ایک سوراخ ہو اُس سوراخ سے ضار منکوس منحوس زہرہ چنگ نواز سے خوش فعلیان کر رہا ہی ابو الحسن جوہر
نے دل مین کہا واہ کیا خوب ہمنے کوئی دقیقہ تلاش مین نہین رکھا تا اینکہ مجبور ہوگئے اور یہ مردود یہان بیٹھا ہوا بیخوف و
خطر علیش کر رہا ہی آخر دبے پاؤن اُس نقب سے باہر آیا اور سانپ بھی اپنا مہرہ چھوڑ کے غائب ہوگیا ابو الحسن جوہر
نے مہرہ لے لیا اور سانپ کی تعریف کی اتنے مین مہتر سرعت بھی پہونچا وہ زنگی ہمراہ نہ تھا جدا گانہ تلاش مین تھا الغرض
وہ چاہ ملا شاید علامات والی چاہ متغیر بزور سحر ہوگئے تھے ابو الحسن جوہر نے دس عیار دہنہ نقب پر مقرر کیے ابکی
بار جوہر بھی خود اُسی جا پر جہان یہ چارون عیار نہنگ و جولان وغیرہ بیٹھے تھے پوشیدہ بیٹھے وقت نصف شب چاندنی
نکلی اور ہواے خوشگوار چلنا شروع ہوئی رات کا بھیگنا سناٹے کا عالم۔ ؎

زمین نور کی آسمان نور کا		جدھر دیکھیے اک سمان نور کا	

قصہ کوتاہ خوانک غلام آیا اور اُسنے فرش بچھایا شمع روشن کی ظاہرا اژدہا روشنی شمع مین معلوم ہوتا تھا ایک نزکل
نظر آتا تھا آفتاب کی روشنی مین وہ اژدہاے شعلہ فشان دکھائی دیتا تھا عیارون پر اُس رات کو عجیب حادثہ گذرا
یعنی علم نیرنجات بھی حکم سحر رکھتا ہو غرض بعد روشنی اور فرش ہونے کے ضار منکوس زہرہ چنگ نواز کیلکے چاہ سے
نکلا اور سر چشمہ پر بیٹھا شراب آئی دور جام گردش مین آئے خوانک شیرمال کباب اور تھوڑی سی شیرینی لا یا دسترخوان بچھا
اُن تینون نمکحرامون نے بخوشی دل زہر مار کیا اور شراب کے نشہ مین از خود رفتہ ہوے ابو الحسن جوہر استخوان مار سیاہ
جسکا ذکر قبل مین ہو چکا ہی سر پر باندھ کے نظر سے پوشیدہ اُنکے قریب گیا تا کہ اُنکی صحبت کو بخوبی دیکھے اور کلام اچھی طرح

نزدیک سے سنئے ضارمنکوس جب نہایت مسرور ہوا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ای فرزند زہرہ تو جانتی ہی کہ مین زندہ ہون نہین غلط ہی مین فقط دیکھنے کو زندہ ہون اور اصل مین مردہ ہون عنقریب نیست و نابود ہوا چاہتا ہون عیاران معز الدین ہرگز مجھ سے دست بردار نہونگے یہ کہکے خوب رویا اور اُسی حالت مین زہرہ کو آغوش مین لیا اور نشۂ شراب سے از خود رفتہ تو تھا ہی اُسی عالم خود رفتگی مین اُس سے خوش فعلیان کرنے لگا جب اختلاط سے فارغ ہوا اُس عورت نے خولک غلام سے مخاطب ہوکے کہا ای خولک اگر تجھے کسی طرح کی خواہش ہو تو مین موجود ہون خولک نے کہا نہین صاحب مین اپنی زندگی سے ناامید ہون کوئی کام کرنے کو جی نہین چاہتا ضارمنکوس بولا ابے واہی ہی جو ہونا ہوگا ہوگا جو دم ہی اُسے غنیمت جان ایک ساعت کے واسطے لاکھون روپیہ صرف کرتے ہین۔ القصہ دونون روسیاہی مین مشغول ہوے جو ہرے اُنپر اور اُنکے افعال مدبر لعنت کی ضارمنکوس بولا اے خولک آج کی شب میرے دل کو نہایت اضطراب ہی دیکھ کہین اس گرد و نواح مین کوئی عیار طرار تو نہین ہی خولک نے کہا تجھے خفقان نے گھیرا ہی یہان کون ہی ضارمنکوس بولا اگرچہ کوئی نہو لیکن احتیاط ضرور ہی خولک اُٹھا اور عیارون کو دیکھنے چلا ابو الحسن جوہر نے اشارہ کیا عیار نے پیچھے جاکے اُسے گرفتار کرلیا خولک نے دیکھا کہ اب پھنس گیا کہنے لگا لعنت ہی مذہب ضارمنکوس پر اور اُسکی ذات و صفات پر مین مسلمان ہوتا ہون یعقوب حرانی نے کہا اُسے نہ مار قید کر پھر کچھ عیار چاہ کے متوکل صاحب قران اکبر کی خدمت مین آئے اور اُس بیجا کی کیفیت بیان کی الغرض وہ شہریار خوش ہوا اور شکر رب العزت بجالایا۔ حکیم قسطاس الحکمت نے صاحبقران اکبر سے فرمایا مجھے بہت کام درپیش ہین قصر النیرین مین جانا چاہیے اور تم بعد قتل ضارمنکوس وغیرہ کے جشن فتح چالیس روز تک مرتب رکھنا پھر جشن فتح کی انتہا اور جشن عروسی کی ابتدا ہو۔ صاحب قران اکبر نے کہا بہت مبارک لیکن طریقہ قتل ضارمنکوس کا کیا ہی جوہر نے عرض کی شہریار وہ قرم ساق جناب عالی کے ڈر سے گوشہ گیر ہوا ہی زیر زمین جاکے چھپا ہے اُسکا وہان سے نکالنا اور رید اکرنا مروت سے بعید ہی صاحب قران اکبر ہنسے اور فرمایا پھر اُس سے دست بردار ہون جوہر نے فرمایا یہ بھی نہین کہ سکتا پھر احوال نقب اور ہدایت ملازم اور مار مہرہ دار کو مفصل بیان کیا اور کہا میرا دل تو یہ چاہتا ہی کہ اُس نقب کو باروت سے بھرون اور ایک آدمی سے کہون کہ لب چاہ جائے اور اُسے اول ہدایت اسلام کرے اگر وہ اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ آگ دیدیجائے کہ اسی جگہ سے جہنم واصل ہو حکماے عالی منزلت کی مع شاہ سر الحق کے راے یہ قرار پائی کہ ابو الحسن جوہر کو اختیار دیا جائے لیکن حکیم قسطاس نے فرمایا اگر وہ بدبخت بخوف جان اسلام قبول کرے تو مطمئن نہ ہونا چاہیے خیال ضرور رکھنا چاہیے شاہ سر الحق نے ایک اسم ابو الحسن جوہر کو تعلیم کیا اور فرمایا کہ پہلے اسے دم کرنا پھر اسلام قبول کرنے کو کہنا اُسکی زبان بے اختیار رہی کہیگی جو دل مین ہوگا جوہر نے وہ اسم یاد کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور باروت لاکر لب چاہ جمع کرو غرض باروت سے تمام نقب

بھر دی ابو الحسن جوہر نے پہلے اسم بزرگ تعلیمیافتہ شاہ صاحب پڑھا اور خولک پر دم کیا بعد اسکے پوچھا سچ کہہ تو نے
فی الواقع اپنے آقا کی ملت کو ترک کیا اور دین اسلام پر مائل ہوا یا بمصلحت و مکر و نفاق سے خولک جوہر کے یہ کلام سنکے
خاموش ہوگیا اور یاراے جواب باقی نہ رہا مانند بید کے کانپنے لگا بعد ایک ساعت کامل کے جب ہوش و حواس
درست ہوے دست بستہ عرض کیا حضور میری جان بخشی فرمائین تو غلام راست راست بیان کردے ابو الحسن جوہر
نے کہا بیان کر ہمنے تیری خطا کو معاف کیا یہ سُنکے بے اختیار خولک کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا اور کہا اے ابو الحسن
جوہر سچ یہ ہی کہ غلام نے اُس وقت تک بیشک اسلام قبول نہ کیا تھا فقط بخوف جان بظاہر دین اسلام زبان سے
قبول و منظور کر لیا تھا مگر اے شاہ عیاران نامور اب مین اُسوقت کے مکر و دروغگوئی سے توبہ کرتا ہون اور دین ابلیسی
پر اور مذہب خود پرستی پر لعنت کرتا ہون اور بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون اور مسلمان ہوتا ہون مجھے ارکان دین
تلقین فرمائیے اور میرے کہنے کو یقین تصور کیجیے گا جو امر حق تھا وہ صاف صاف مین نے عرض کر دیا اور میرے
حق مین جو مناسب سمجھیے عمل مین لائیے شعر

ور قصد جفاداری اینک سر و طشت	اگر میل وفاداری اینک دل و جان

سلطان ابو الحسن جوہر سمجھے کہ خولک واقعی جو امر حق ہی وہ بیان کر رہا ہی اور اسکی راست بیانی و صدق مقالی سے
بوے خوش محسوس ہوتی ہی نہایت دل فکرمند کو خوشی حاصل ہوئی اور اسی ہنگام سرور مین خولک کو چھوڑ دیا بلکہ آزاد
کر دیا بعد اسکے خود جوہر با چند رفیقان ذی شعور و کارگذاران خوش تدبیر ایک درہ کوہ مین پوشیدہ ہو رہے اور خولک
سے کہا کہ جو مین کہون اُسکی تعمیل کر خولک نے دست بستہ عرض کیا غلام حاضر ہی بسر و چشم تعمیل احکامات عالی
بجا لاویگا ابو الحسن جوہر نے کہا کام یہ ہی کہ تو بدستور اپنے آقاے ملعون کے کام مین مشغول ہو یعنی شراب ضار منکوس
کے واسطے لیجا اور عمدہ ساقی گری پر موجود ہو اور دو چار جام اُس مردود ازلی کو پی در پی پلا جسوقت نشہ شراب سے دماغ
اُس بیحیا کا خوب گرم ہو اور سرشار ہو جاوے اُسوقت اُس لعین بے دین کو واسطے قبول مذہب اسلام کی ہدایت
کرنا جیسا وہ جواب دے اُس سے ہمکو آگاہ کرنا اُس حال مین جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا خولک نے عرض کیا
بہت خوب غلام جاتا ہی ابو الحسن جوہر کو سلام کرکے روانہ ہوا اور ضار منکوس منحوس کی خدمت مین پہونچا اور
ابو الحسن جوہر بھی اُسی استخوان مار سیاہ کو سر پر باندھے خولک کے عقب مین روانہ ہوا کہ دیکھین آقا اور غلام مین
سوال و جواب کیسے ہوتے ہین الغرض خولک حسب الحکم سلطان ابو الحسن جوہر سامان مینوشی وغیرہ لیے غار کوہ
مین پہونچا اور ضار منکوس منحوس کو آواز دی کہ غلام حاضر ہی ضار منکوس بھی انتظار مین خولک کے نقل و میوہ وغیرہ
زہر مار کر رہا تھا شمع روشن تھی چاے وغیرہ زہر مار کرکے فارغ ہو چکا تھا اب اُس زہرہ فحبہ اپنی مدخولہ سے صحبت
عیش و عشرت گرم کیا چاہتا تھا کہ خولک مع سامان عیش پہونچا ضار منکوس نے خولک سے پوچھا اے فرزند کل رات کو مین نے

تجھے بہت تلاش کیا مگر تجھکو نہ پایا نہایت تشویش مین وہ شب گذری اور عجیب خیال فاسد دل مین گذرتے تھے کہتا تھا کہ خولک واسطے خبرگیری حریف کے گیا ہی مبادا کسی دشمن جان سے ملاقات ہوگئی اور نوبت بجان پہونچی تو ایسا گم ہوا کہ کہین نشان نہ معلوم ہوا مین رات بھر اسی اندیشہ و فکر مین مبتلا رہا خولک نے کہا اے خداوند ابلیس پرستان تونے نہ سمجھا کہ مین جہان ہونگا تیرے ہی کام مین مشغول ہونگا چنانچہ جب مین نے نہایت بجان فشانی تجسس کر لیا تو تیرے بہر اہی سامان شراب وکباب حاضر ہوا اب آپ زہر مار فرمائیے جب ضار منکوس نے خولک سے یہ ستا اور شراب وگزک کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور خولک کو چاہتا تھا خوشی مین گلے سے لگائے اور پیشانی پر بوسہ دئے خولک پاس سے اُچک کر دور کھڑا ہوگیا اور کہا مین تو حضور کے واسطے یہ سامان جان بیچ کر لایا ہون اور آپ کو اس وقت خوشطبعی سوجھی ہی مین اس اخلاص سے باز آیا۔ الغرض ضار منکوس اور زہرۂ جنگ نواز قطامہ نے دو دو جام شراب زہر مار کئے جب وہ دونون مردود یعنے ضار منکوس اور زہرہ خوب بدمست ولا یعقل ہوگئے خولک نے کہا اے آقائے ذلیل وخوار کل شب کو اس خاکسار نے ایک ماجرائے غریب مشاہدہ کیا کچھ میری عقل کام نہین کرتی ہر چند اس کوہستان مین کسی عیار کو مردمان حریف سے مین نے نہین دیکھا لیکن ایک مرد پیر نہایت مسن بشکل نورانی باریش سفید تسبیح ہزار دانہ عقیق البحر ہاتھ مین لیے دیکھا ایک گوشہ مین کچھ پڑھ رہے ہین مین نے ہر چند خوب بغور سنا لیکن اُنکے وظیفہ کی لفظین میری سمجھ مین نہ آئین کہ کیا ذکر کر رہے ہین جب اُس بزرگ نے مجھکو نہایت حیران وپریشان دیکھا مجھے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور اشارے ہی سے پوچھا کہ ای خولک تو اسقدر حیران وپریشان کیون ہے آگاہ ہو کہ پردۂ عالم پر بجز ایک مذہب کے اور جسقدر کہ مذہب ہین وہ سب باطل ہین مین نے عرض کی ای خیابعالی آخر وہ دین مبین جسکو حضور ارشاد فرماتے ہین کونسا ہی اُس بزرگ نے فرمایا کہ تو شاہزادۂ معز الدین کے پاس جا وہان تجھکو بخوبی معلوم ہوجائیگا بعد اسکے اس بزرگ عالی منزلت نے چند دلائل و براہین ایسے مجھ سے فرمائے کہ اُسکو میرے ذہن نے قبول کر لیے اور جو کچھ وہ بزرگ فرماتا جاتا تھا میرے قلب پر کالنقش فی الحجر ہوتا جاتا تھا اور بجز قبول کرنے کے چارۂ کار نظر نہ آتا تھا مین تو معقول ہوگیا اے آقائے فاسقان آپ کیا کہتے ہین ضار منکوس منحوس نے کہا ای خولک وہ شخص تجھے معلوم ہی کہ کون تھا خولک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ بزرگ فلان شخص ہی تو کیھر دقت کیا تھی ضار منکوس نے کہا ای خولک آگاہ ہو کہ وہ شخص ضرور قسم شیاطین سے ہی کسواسطے کہ طبیعت مجردہ نے ایسے اشخاص کا نام فہرست شیاطین مین داخل کیا ہے خولک نے ضار منکوس لعین کو دل مین بہت لعن و نفرین کی اور بظاہر کہا ای خداوند اُس شخص فرشتہ خو نے بعد اس گفتگو کے شیطان پرستون پر تا دیر لعنت کی اور ایک بارگی نظر سے غائب ہوگیا ہر چند مین نے چارون طرف اُس گوشہ مین دیکھا اور تلاش کیا لیکن کہین اُسکا نشان نہ ملا یہانتک کہ مین تھک کر ایک پتھر پر کہ نہایت صاف وہموار تھا بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر مین مجھپر ایسا غلبہ

خواب ہوا کہ مین دفعتہً سوگیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگ سبز پوش نہایت وجیہ و نورانی شکل میری بالین پر تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہو کر پھر ذکر مذہبی کرنے لگے اور کچھ ایسے کلام نصیحت بیان کیے کہ مین نہایت محظوظ ہوا ضار منکوس ملحد نے کہا ای فرزند تو ہرگز ایسے کلام کو خیال مین نہ لانا ایسے امورات قابل اعتماد کے نہین اور خواب و خیال مشہور ہی ایسے امور کا خیال کرنا محض بیکار ہی اسقدر سمجھ لینا کافی ہی کہ طبیعت مجردہ خداوند کل مخلوق ہی بعد اسکے خولاک خود ضار منکوس سے بحث کرنے لگا اور بدلائل و براہین گفتگو کرنے لگا اور ایسے طرق سے تقریر شروع کی کہ اُس بیحیا کو معقول کیا تا اینکہ ضار منکوس منحوس دم بخود ہو رہا آخر جب جواب نہ دے سکا کہنے لگا ای خولاک غلام تو ایسا گستاخ ہو گیا ہی کہ مجھ سے ایسے کلام مذاقیہ کرتا ہی یا واقعی تیرا دل دین اسلام کی طرف راغب ہوا ہے خولاک نے کہا ای استاد حق امر یہ ہی کہ مجھے دین اسلام نہایت عمدہ معلوم ہوا ضار منکوس منحوس نے کہا یہ تو نے اچھا کیا کہ دین اسلام مین داخل ہو گیا بلکہ میرا بھی میلان طبع اسلام کی طرف ہی لیکن وقت کا منتظر ہون قصہ کوتاہ اُس نابکار نے اس ذکر کو قطع کر کے دوسرا ذکر شروع کر دیا بعد ایک لمحہ کے وہ مردود اپنی جگہ سے اُٹھا اور بحیلہ خولاک کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا اور خولاک کو دھوکا دے کر ایک خنجر اس زور سے اُس بیچارے کے سر پر مارا کہ سر تن سے دور جا گرا اور فوراً اپنی مدخولہ یعنے زہرہ کو ساتھ لیے اُسی کنوین مین اُتر گیا ادھر سلطان ابو الحسن جوہر اُس مقام مین پوشیدہ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا لیکن معاملۂ قضا و قدر مین کسی کو دخل نہین باوجود اسکے کہ جوہر تماشا دیکھنے کو خود موجود ہو گیا تھا لیکن کچھ غافل ہو گیا کہ اُسی غفلت مین خولاک بے گناہ قتل ہو گیا اور ابو الحسن جوہر دیکھتا رہ گیا ابو الحسن جوہر نے دیکھا کہ خولاک نو مسلم کو ضار منکوس ولد الحرام نے بے گناہ قتل کیا نہایت رنج ہوا اور چاہتا تھا کہ غصہ مین اپنی جگہ سے آگے بڑھے اس اثنا مین وہ بیدین چاہ مین داخل ہو گیا ناچار ابو الحسن جوہر لب چاہ آ کر کھڑا ہوا اور اُس اسم کو پڑھ کر چاہ کے اندر دم کیا اسواسطے کہ اُس مکار و فسون ساز کی راہ آمد و رفت مسدود کر دی تھی بعد اسکے کنوین کے اندر بغور دیکھا ایک زینہ چوبی معلوم ہوا اور ایک مکان خوشقطع اندرون چاہ معلوم ہوا اور مکان مین ضار منکوس ملعون اور زہرۂ چنگ نواز دونون بہ آرام تمام بیٹھے ہین اور سامنے ایک شمع کافوری روشن ہی اب جو ابو الحسن جوہر نے آسمان کو دیکھا تو بحساب سیارون کے کچھ تھوڑی سی رات اور باقی ہی ابو الحسن جوہر وہان سے واپس آیا اور اپنی فرودگاہ مین آ کر فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد فراغ وظائف روزمرہ پھر موافق روز اول کے کنارۂ چاہ آ کے آواز دی کہ ای ضار منکوس سچ بتا تو اسوقت اپنی مرگ پر راضی و آمادہ ہی یا اپنی نجات و گلو خلاصی چاہتا ہی ضار منکوس ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی کو خوب پہچانتا تھا بس بمجرد سننے آواز جوہر کے مانند بید کے کانپنے لگا اور سمجھ گیا کہ دونون قابض ارواح میرے اور جمشید کے سر پر آ پہونچے اب کسی طرح سے رہائی ممکن نہین ناچار جواب دیا ای شخص صاحب اقبال تو خوش ہو مین بھی بہر حال خوش ہون کہ میرا یہ سن آیا بجز عیش و آرام کے رنج و غم کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا اب ضعیفی و ناتوانی

مین جو ہلاک ہوا خیر اسکا کچھ افسوس نہین ہی کیا عجب ہی کہ جو طبیعت مجردہ مجھے دوبارہ اس پردۂ دنیا پر خلق کرے اور
ایکی مرتبہ ایسا صاحب زور و قوت و اقبال مند کر دیگا کہ مین سب دشمنان جان سے قرار واقعی قصاص لونگا اور ایسے
عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی تمھارے حال پر افسوس کرینگے ابو الحسن جوہر نے کئی مرتبہ دعوت
دین اسلام کی اور بہت سمجھایا لیکن وہ سیہ قلب و بدباطن کب سمجھتا ہی

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ		نرود میخ آہنی در سنگ	

قصہ کوتاہ اُس مادر قحبہ نے کسی طرح اسلام قبول نہ کیا اور کہا ای ابو الحسن جوہر انصاف شرط ہی جو شخص سو برس سے
اسی دین و مذہب مین بسر کرے پیرانہ سالی مین کیونکر دوسرا دین اختیار کر سکتا ہے مجھے شرم آتی ہی کہ اُس
عمر صد سالہ مین خلاف مذہب اختیار کرون اور مورد لعن ہو جاؤن یہ مجھ سے نہوگا میری وضع کے یہ امر نہایت
خلاف ہی مین جانتا ہون کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑو گے ہلاک کروگے لہذا اول ہی سے آمادۂ مرگ بیٹھا ہون اور جو
چند نفس باقی ہین اُسمین مین اپنا کام درست کیے لیتا ہون ای ابو الحسن جوہر اب تم یقین جانو کہ مجھے اپنی زیست
کی ہرگز خوشی نہین ہی کسواسطے کہ جب جمشید پلید میرا فرزند دلبند لخت جگر پردۂ دنیا پر نہ رہا پھر مین خراب حال و
سخت جان جیا تو کیا علاوہ اسکے اب عمر طبعی کو بھی مین پہونچ گیا ہون زیست کے دن آخر ہو چلے پھر توقع اب مرنا ہی
ای ابو الحسن جوہر مین بقسم کہتا ہون کہ مجھے اسلام قبول کرنے سے مرجانا بہتر ہے مجھے اس دین و آئین کی ہدایت
و تلقین نہ کرو ابو الحسن جوہر اُس ملعون ولد الزنا کی گفتگو سنکر مایوس ہوگیا اور کہنے لگا۔ مصرعہ

تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست

شعر

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ		بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	

بعد اسکے ابو الحسن جوہر نے ضار منکوس منحوس کی مدخولہ زہرہ کو آواز دی اور اُس قطامہ کو بھی ہدایت کی اُس قحبہ
نے بھی دین اسلام سے صاف انکار کیا اور کہا جو ضار منکوس دیوث کی خوشی ہی وہی میری بھی خوشی ہی بہر طور مین
رضامندی ضار منکوس مقدم جانتی ہون جسمین وہ خوش ہوگا وہ مین بدل و جان کرونگی کیا معنے کہ ضار منکوس بمنزلہ
میرے باپ کے ہی مجھ سے الفت دلی رکھتا ہی مین کس طرح آخر وقت اُسکی رفاقت سے دست بردار ہون اور ایسے
اپنے سرپرست کو چھوڑدون مجھ سے ہرگز نہوگا مجھے جہنم مین جانا بدل و جان منظور و قبول ہی مگر دین اسلام ہرگز اختیار
نہ کرونگی جب ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون نامدارون نے بخوبی فہمایش کی اور خوب سمجھایا لیکن اُن سیاہ قلبون
کو کلام ہدایت دونون نامدارون کے کچھ سفید نہوئے آخر ابو الحسن جوہر نے مایوس و ناچار ہوکر عیاران ہمراہی کو حکم دیا
کہ اب انبار مین بارود کے آگ دے دو چنانچہ دہنہ نقب پر جولان عیار و سرعت عیار دونون طرار مقرر تھے بمجرد حکم

ابوالحسن جوہر کے قار ورہاے آتش اندر نقب کے پھینکے عیار گرد وپیش دور تر اُس کنوین سے ایک گوشۂ محفوظ کی طرف کھڑے ہو رہے اور ضار منکوس بھی اب اپنی جان سے مایوس ہوگیا اور کہتا تھا دیکھیے ابوالحسن جوہر ہماری ہلاکت کی کیا تدبیر کرتے ہین اسواسطے کہ اُس ملعون نے بجاے خود ایسی وہ جاے اسن اپنے واسطے بنائی تھی کہ کسی کا کوئی افسون کارگر ہوتا وہان ضار منکوس نہایت خوش اور بے فکر بخاطر جمعی تمام عیش کرتا تھا الغرض اُس ملعون ناہنجار نے اُس حالت اندوہ و اضطرار مین زہرہ جنگ نواز قطامہ کو بغل مین خوب دبایا دو چار بوسے لیے اور کہا اے جان جہان اب تجھے کسکا انتظار ہی تو کیون چپ ہی آ ایک دفعہ اور روسیاہی مین مشغول ہولین شاید پھر موقع ملے نہ ملے کہ اب یہ وقت آخر ہی پھر ہم کہان اور تم کہان یہ کہکے اپنے کام مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آواز جگر خراش ایسی آئی کہ وہ دونون حیران و ترسان و خوفناک و سرگردان آپس مین ایک دوسرے کے لپٹ گئے اُدھر پردۂ زمین شق ہوا اور شعلہاے آتشین زمین سے بلند ہوے اور وہ دونون مردود جسطرح گولہ توپ سے نکلتا ہی اُس کنوین سے باہر نکل کے آسمان کی طرف روانہ ہوے بعد چند لمحہ کے اُسی طرح سے دونون لپٹے ہوے گرے۔ راوی کہتا ہی کہ جس وقت وہ سرنگ اُڑی ایسی آواز سخت و ہولناک پیدا ہوئی کہ از زمین تا چرخ برین تزلزل ہوگیا بعد رفع ہونے تاریکی وغیرہ کے ابوالحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون سجدۂ شکر درگاہ ایزدی مین بجالائے اور کہا

نظم

للہ الحمد کہ آن ملحد و مردود و لئیم	ہمرہ آتش دنیا شدہ در نار جحیم
آن سگ دشمن دین چون بسوے دوزخ رفت	خاطر جملہ محبان شدہ در باغ نعیم

جسوقت صاحب قران اکبر کے یہ آواز زہرہ شگاف گوش زد ہوئی فوراً سمجھ گئے کہ وہ مردود جہان ظہور آتش جہنم مین داخل ہوا فوراً سجدۂ شکر ایزد باری کیا اس اثنا مین درگہ سالار نے اُن حالات کی اطلاع کی صاحب قران اکبر مع تمام رفقاے نامور و افسران لشکر ظفر پیکر باہر بارگاہ فلک اشتباہ سے تشریف لائے دیکھا کہ دو لاشین سوختہ زن و مرد کی آپس مین لپٹی ہوئی زمین پر پڑی ہین اور آگ نے اُن دونون ناریون کو ایسا جلایا تھا کہ پہچانی نہ جاتی تھین لیکن صاحب قران اکبر نے عقلاً پہچانا کہ یہ اُنھین کافران بے دین اور اُسکی مدخولہ کی لاشین ہین پھر تو اُن لاشون کا ایک تماشا ہوگیا جو آیا اُسنے دیکھا اور خوش ہوا اور شکر کردگار کیا اور سنگسار کرنا شروع کیا چند ساعت مین وہ دونون لاشین سنگریزون مین چھپ گئین صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ ان نابکارون کی لاشین رسی سے باندھ کر کھینچ لیجاؤ اور لکڑیون کا انبار لگا کر اُس انبار مین انکو جلا دو بمجرد اس حکم کے صاحب قران اکبر کے مردان لشکر نے دونون لاشون کو جلا دیا بعد فراغ اسس کام کے صاحب قران اکبر فلک قدر تخت رفعت پر اجلاس فرما ہوے اور حکم دیا کہ آج دیوان عام مین دربار عام ہوا در سلاطین اسیر و مقید یعنی اشبوط دیلمی اور نصر دن ربیعی و بکران خارجی و نجاشی اور اقیموس زنگی و

اقلیموس فرنگی وغیرہ کو بلایا انمین سے بعض شاہان نامی وگرامی مثل ابوحاکم فردوسی و بیدین مسقطی وغیرہ کے
معرکۂ کارزار و رزمگاہ مین دلاوران اسلام کی ضربات کوہ شکن سے مجروح وزخمی ہوگئے تھے غرض ان افسران و سرداران
صف شکن کو صاحب قران اکبر گردون حشم نے دربار مین بلاکے ارشاد فرمایا اے بکران خارجی تو نے اپنی عمر ایسے
مذہب باطلہ مین صرف کی جو کہ بدترین مذاہب سے تھا انسان کو واجب ولازم ہے کہ حق و باطل مین امتیاز
کرے اور توشۂ آخرت کو مہیا کرے اور عقائد اپنے درست کرے پس تجھکو بھی چاہیے کہ تو اپنے افعال قبیحہ سے
توبہ کر اور اس مذہب باطل کو ترک کرکے بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہو کہ مین بھی تیرے قتل سے باز
آکے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کرون اور نہایت اعزاز و احترام سے اپنے پاس بارگاہ فلک اشتباہ مین جگہ
دون ورنہ تو یہ خوب جان لے کہ عنقریب تو داخل نار جحیم ہوگا کسواسطے کہ تو بوجہ کفر کے واجب القتل ہے
بکران شاہ خارجی نے کہا اے شاہزادۂ عالی جاہ اصل امر یہ ہے کہ جو طریق ابتدائے عمر سے مین نے
اختیار کیا ہے اُسے سب سے بہتر اور حق سمجھ کے اختیار کیا ہے اگر حضور مجھے اس ہدایت سے معاف
فرماوین تو عین پرورش ہے۔ صاحب قران اکبر نے یہ سُنکے حکم دیا کہ اس ملعون کو مع اسکے تابعین
کے اور ہم مذہب کے آتش شعلہ فشان مین ڈالدو بمجرد اس حکم قضا شیم شہزادۂ گردون حشم کے
بکران شاہ خارجی کو آتش سوزان و شعلہ فشان مین ڈالدیا لیکن بکران شاہ کا سپہ سالار مع اپنے
مردمان خاص کے کہ وہ جمعیت ساٹھ ہزار سوار جرار کی تھی مشرف باسلام ہوا۔ صاحب قران اکبر
نے اُس گروہ کو شدید بن شداد جہان پہلوان کی جماعت مین داخل کردیا اور ہر ایک افسر کو عہدۂ
جلیل مرحمت ہوا اور خلعت گرانبہا اور انعام وغیرہ ان جدید الاسلام کو عنایت فرمایا بعد اسکے صاحبقران
اکبر گیتی ستان نے دربار برخاست فرمایا اور اسیرون کو پھر زندان خانہ مین بھیجدیا پھر حکم دیا کہ صحبت
عیش و عشرت گرم ہو اور ساقیان ماہوش و سیمین عذار کو حکم ہوا کہ سامان مینوشی مع جام یاقوتی و مینائے
زمردی حاضر کرو آج ہم مع اپنے دلاوران تہور شعار و افسران فوج قاہرہ و لشکر جرار کے ہم صحبت ہونگے
کیونکہ خوشی و شادمانی اُن کافران بدکردار و شیاطین اشرار کے جہنم واصل ہونے کی ہے کہ اُن ملحدون
نے ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ کردیا تھا اور ہمیشہ وہ ملعون ہر ایک کو حتی الامکان راہ سفاہت مین
لیجایا کرتے تھے غرض اُس روز شاہزادۂ عالی منزلت نے اسقدر مال و زر مرحمت فرمایا کہ ہر ایک
غنی ہوگیا

دربار عام کرنا صاحب قران اکبر



القصہ دوسرے روز دربار عام مین نصرون شاہ ربیعی کو بلایا اور جہان تک ہوسکا ہدایت فرمائی اور کہا ای نصرون تو اس عقیدۂ باطل سے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر کہ پھر تمام عمر تیری عافیت سے گذرے اور عاقبت بھی بخیر ہو کہ سرمایۂ کونین ایمان ہے ورنہ بعد ایک دو لمحہ کے تم بھی بکران شاہ خارجی کے پاس اپنے مقر اصلی مین جا پہونچو گے کیون اپنی جان کو مفت برباد کرتے ہو اور ایمان تو ندارد ہی ہے نصرون نے پوچھا ای شاہزادۂ عالی جاہ میرا مقر اصلی کہان ہے اور کسطرح کا ہے مین بھی آگاہ ہون شاہزادۂ نامدار نے فرمایا تیرا مقر اصلی وہی جہنم ہے جہان تیرے بزرگان کذاب جلائے جائینگے نصرون نے کہا اگر ہمارا وہی مقر اصلی ہے تو پھر کچھ اندیشہ نہین ہے برضا و رغبت دلی وہان جاؤنگا اور بخوبی عیش سے رہونگا وہان کی عقوبت و سزا کو مین یہان کی لغمت عظیم سے ہزار درجہ بہتر جانتا ہون کیونکہ ہزارون شاہان صاحب جاہ و حشم مثل فرعون و نمرود و شداد وغیرہ کے وہان موجود ہین ہم بھی انھین طبقات جہنم کی سیر کرینگے اور رات دن انھین کی صحبت مین خرم و مسرور رہینگے اب جلد جلاد کو حکم دیجے کہ وہ مجھے طبقات جہنم مین پہونچا دے صاحب قران اکبر نے اس لعین کے عقیدۂ باطل پر ہزار لعنت کی اور ہزار ہزار نفرین کر کے حکم دیا کہ اس ملعون جہنمی کو لیجاؤ اور تیرباران کرو عیاران نامدار نصرون شاہ ربیعی کو گرفتار کر لیگئے اور ایک میدان مین نصف جسم اس ملعون کا زمین مین گاڑ دیا اور تیرباران کیا بعد ہلاک ہونے نصرون شاہ کے بی بی کو بلوایا کہ وہ منکوحہ تھی اور ایک لڑکا پانچ برس کا اسکی گود مین تھا بجمعیت مردمان بقیۃ السیف کے دربارگاہ پر حاضر ہوئی اور بوجہ شدید بن شداد

کے بصدق دل و خلوص نیت مسلمان ہوگئی ایسی ہدایت و تلقین ہوئی اور خاص اُسکے ہمراہی کہ قریب ساٹھ ہزار سوار جرار کے تھے وہ بھی دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے بعد اسکے صاحبقران اکبر والا جاہ صحبت تخلیہ مین تشریف لائے اور شب کو بعیش و عشرت بسر کی دوسرے روز بدستور گذشتہ دیوان عام مین تشریف لائے آج دوسرا قصہ پیش ہوا یعنے اشبوط دیلم سے نہایت سہولت کے ساتھ شاہزادے نے خود بنفس نفیس ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ دیلم تمنے عمر اپنی اس حماقت مین بسر کی اور اب تک تمھاری عقل کا فتور نہ گیا اور تمکو کسی طرح کا شعور حاصل نہوا آخر اس نوبت کو پہونچے اب بھی اگر تم اُس دین باطل کو ترک کرو اور توبہ کرکے پروردگار عالم کو معبود حقیقی اپنا جانو اور دائرہ اسلام مین داخل ہو تو تمھارے حق مین مناسب اور بہتر ہوگا کہ دنیا اور عقبیٰ دونون مین ثواب حاصل ہونا متصور ہے آیندہ تمھین اپنے افعال کا اختیار ہے اشبوط دیلم نے کہا اے شہریار دولت مدار ایکبار جمشید مردود کو بسبب سحر و ساحری کے یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ وہ لعین ہر ایک سے زبردستی سجدہ کرواتا تھا چنانچہ ہمنے بھی اُسے سجدہ کیا وہ عالم مجبوری و ناچاری کا تھا جو گذر گیا کیونکہ اثر سحر مین دفعتہ گرفتار ہوگیا نیک و بد کی مطلق خبر نہ رہی اور نہ اپنے بیگانے مین کچھ تمیز باقی رہی اب اس زمانے مین دوسری بار عالم ہوشیاری مین دیدہ و دانستہ کسطرح ہم خدائے نادیدہ کو اپنا معبود کردین اور سجدہ کرین اور اپنے دین قدیم کو چھوڑ دین یہ ہونا نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ ہمنے آج تک بجز خداوند دیلم کے دوسرے کو خداوند عالم نہین جانا خداوند دیلم ہمکو وہ روز بد نصیب نہ کرے کہ جو ہم اس پیغمبری دیلم کو ترک کردین اے شاہزادہ معز الدین ہم تمسے سچ کہتے ہین کہ اگر تم ہمارے درپے ایذا ہوگے تو یاد رہے خداوند دیلم تمکو بہت جلد سنگسار کریگا کسواسطے کہ خداوند دیلم نے کئی بار مجھپر وحی نازل کی ہے آیندہ تمکو اختیار ہے کیسے مجھپر کسی طرح کا الزام نہو صاحب قران اکبر نے فرمایا او گیدی خاطر جمع رکھ ابھی تو جہنم کو روانہ ہوتا ہے بعد اسکے شاہزادۂ عالی منزلت نے القیموس زنگی سے سوال کیا کہ اب تم کہو تمھارا کیا قصد ہے چنانچہ القیموس کو بھی سمجھایا اور ہدایت کی لیکن اُس تیرہ درون پر کوئی نصیحت موثر نہ ہوئی آخر اُن دونون ملعونون کو بھی مع اُنکے متعلقین کے دار پر کھینچوا دیا بعض کو تیرباران کروایا الغرض وہ سب مع تابعین و متعلقین داخل جہنم ہوئے ؎

از وجود کافران شد پاک عالم شکر حق　　پے بہ پے کردند رو سوے جہنم شکر حق
دشمنان حق مکان کردند در بئس المصیر　　بر شما اے دوستان فرض ست ہر دم شکر حق

قصہ مختصر اُن دونون ملحدون کے لشکر مین ایک لاکھ سوار و پیادگان جرار و آتش بار موجود تھے وہ سب باشد رضا و بصدق دل مسلمان ہوئے صاحبقران اکبر گردون حشم نے ریحان زنگی کو جو اُس لشکر کا سپہ سالار تھا القیموس کے ملک کا حاکم و فرمان روا کردیا مگر حکم دیا تھا کہ تا ہوشیاری فرزند القیموس کی نیابتہً حکومت کرے بعد اسکے فرزند القیموس بمنزلہ اپنے باپ کے حاکم ہوگا ابھی وہ شاہزادہ کل دس برس کا ہے اس صاحبزادے کے واسطے اُستادان ادیب

واتالیق نہایت شریف وہوشیار وکامل الفن رکھے گئے اور سب کے واسطے تعلیم کا وقت معین کیا گیا کہ اول کتابوں کا سبق دیا جائے بعد اسکے خوشنویس لکھا دیں اور جبکہ لکھنے پڑھنے سے فارغ ہوں تو فنون سپہ گری تعلیم ہوں غرض ہرفن کے استاد اپنے اپنے وقت پر حاضر رہتے تھے اور تعلیم و ترتیب پر مستعد و سرگرم تھے اسی طرح اشبوط دیلم کا ملک سمعاج اژدر کو مرحمت فرمایا گیا بعد اسکے دوسرے روز اقلیموس فرنگی شاہ ملک فرنگ اور نجاشی شاہ حبش کو قید خانہ سے بلوایا اور نہایت آہستگی سے بخندہ پیشانی ہدایت وتلقین فرمائی اقلیموس نے کہا ای شہریار اصل حال یہ ہی کہ فدوی ایک مدت سے اس دین عیسائی میں بسر کرتا چلا آیا ہی اب اس سن و سال میں نہایت خلاف ہی کہ اس مذہب قدیم کو ترک کروں اور راس حیات مستعار وزیست چند روزہ کے واسطے دین جدید کو اختیار کروں یہ آدمیت سے بعید ہی ہاں اگر شہریار کسی قدر خزانہ مجھ سے لے لیں تو بخوشی و رضا دینے کو موجود ہوں صاحب قران اکبر فلک قدر نے یہ درخواست اقلیموس کی قبول فرمائی اور اسی وقت قید سے رہا کر دیا اور اقلیموس بھی اسی روز صاحب قران اکبر سے رخصت ہوکر مع اپنی فوج اور لشکر کے اپنے ملک کو روانہ ہوگیا بعد اسکے نجاشی شاہ حبش کو بلا کر فرمایا اے شاہ حبش کہو اب تمہارا کیا قصد ہی امان طلب ہو یا جان دینے پر آمادہ ہو ابھی نجاشی شاہ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ شیدی سالم اور البطال زنگی نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار عالی وقار ہم جان نثار امیدوار ہیں کہ آج حضور نجاشی شاہ حبشہ کو اجازت فرمائیں کہ جان نثار آج انکی دعوت کرے اور عند اللہ کچھ کلمات نصیحت بطور قصص کے بیان کر دیے عجب نہیں کہ ہماری نصیحت کارگر ہو جائے اور کہنا ہمارا انکے دل پر اثر کر جائے صاحب قران اکبر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی تم نجاشی کو شوق سے لیجاؤ الغرض البطال زنگی اور شیدی سالم نجاشی کو حسب الحکم صاحب قران اکبر اپنے خیمہ میں لے گئے اور انواع انواع طرح سے نجاشی کی خاطر و مدارا کی اور زنگاوہ زنگاری پوش دختر نجاشی کو بھی اول ہی قصر اخضر سے بلوایا تھا زنگاوہ بھی اپنے باپ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور باپ سے ملی نجاشی بیٹی کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہ بعد ایک مدت دراز کے بیٹی کا دیدار نصیب ہوا۔ بعد اسکے البطال زنگی اور شیدی سالم نے نجاشی کے دل سے تیرگی کفر بدلائل و براہین زائل کی جب بفضل ایزد منان تیرگی کفر زائل ہوئی اور دل نور اسلام سے روشن ہوا اسی وقت نجاشی نے دین اسلام قبول کیا دوسرے روز جس وقت صاحب قران اکبر تخت شاہی پر رونق افروز ہوے البطال زنگی اور شیدی سالم نجاشی شاہ حبشہ کو لیے ہوے حاضر دربار ہوے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے ایک خلعت پر زر نجاشی بادشاہ حبش کو مرحمت فرمایا بعد اسکے سلطان شاہ وملک النوبہ وآذر شاہ بادشاہ نے کہ اول ہی سے طرف اسلام کے میلان طبع رکھتے تھے صاحب قران اکبر سے خود درخواست کی اور بخلوص دل وصفائی نیت مسلمان ہوے صاحبقران اکبر فلک قدر کشورستان نے ان چاروں شاہان نومسلم کو علاوہ خلعتہاے فاخرہ وگرانبہا کے تحائف طلسمی بھی عنایت فرمائے صاحب قران اکبر زمین جبل اعلے کو کفار و اشرار سے پاک وصاف کرچکے اپنی اقبال مندی اور کثرت افواج وغیرہ

کو دیکھ کے سجدہ شکر درگاہ قادر وتوانا مین بجالائے اور حکم ہوا کہ ہم اس مقام فرحت خیز مین جشن فتح وفیروزی کیا چاہتے ہین ارکین دولت اس حکم محکم کو شاہزادہ عالی جاہ سے سُنکے اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ومشغول ہوے اور بارگاہ معلی کی تیاری از سر نو ہونے لگی داروغۂ ارباب نشاط کو حکم پہونچ گیا کہ سلطان ابن سلطان وخاقان ابن خاقان صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سات روز کا جشن ظفر مقرر فرمایا ہی لہذا چاہیے کہ تم بھی مع سامان آمادہ ومستعد رہو یعنے رقاصان خوش گلو وخوش رو ومطربان سنبل مو وعنبر بو تعداد کثیر مہیا رہین اور یہ جشن ہفت روزہ اسطرح اور اس اسلوب کا قرار پایا ہے کہ سات روز مین سات رنگ کی پوشاکین اور لباس وزیور وفرش وغیرہ ہوگا ایک روز سے دوسرے روز کی صحبت جشن کو مناسبت نہوگی اور کل مصاحبین بھی ساتون روز یا لوان مختلف پوشاکین زیب جسم کرینگے اور کل کارخانجات مین اسی طرح کا حکم ہو گیا اور سب سامان درست ہو گیا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر عالی شان نے اسقدر جواہر مع سلاح جواہر نگار وغیرہ امراے عالی شان درؤساے بلند مکان وسلاطین وشاہزادگان کو عنایت فرمایا کہ کسی متنفس کو پھر تمام عمر مال دنیا کی احتیاج نہ رہی اسی طرح غربا ومساکین شہر کو بھی اُسی کثرت سے تقسیم فرمایا کہ شہر مین فقرا ومساکین کا نام باقی نہ رہا بعد اسکے وہ شاہزادۂ عالی گہر وشہنشاہ بحر وبر وشاہ قلعہ گیر وکشور کشا مع رفقاے نامور وافسران لشکر ظفر پیکر عیش وعشرت مین مصروف ہوے اور جا بجا ناچ ہونے لگا۔ قصہ مختصر ہر شخص فرط شادمانی ومسرت دلی سے مانند گل کے کھلا جاتا تھا ان ایام جشن مین کوئی خیمہ وغیرہ لشکر ظفر اثر مین ایسا نہ تھا کہ جسمین ہنگامۂ عیش ونشاط برپا نہو اور ہر ادنےٰ اور اعلےٰ اپنی اپنی جگہ پر بے فکر وبے اندیشہ نہایت فارغ البالی سے رات دن عیش وعشرت مین بسر کرتا تھا گویا دن عید اور رات شبرات تھی اور آرزوے معلاے صاحب قرانی مین ہر طرف غلغلۂ مسرت وشادمانی ہو رہا تھا

اب راوی صدق بیان صاحب قران اکبر گیتی ستان شاہزادۂ عالی شان بلند مکان کو جشن فتح ونصرت مین بانبساط وشادمانی مشغول ومصروف رکھتا ہی اور حال فرحت آمال آراستگی جشن وعقد صاحب قران اکبر فلک قدر شاہزادۂ معز الدین نامور معرض بیان مین لاتا ہی

بیت

گذارش گر دفتر خسروان ❊ چنین کرد عہد گذارش روان

بساط آرایان محفل سخندانی ونکتہ سنجان فصاحت بیانی ورطب اللسانی اسطرح تر زبان ہوتے ہین چونکہ قصصہاے نمکین وداستانہاے رنگین قریب اختتام ہین لہذا اب اسی قدر حال اور باقی ہے کہ جملہ عاشق ومعشوق آرزوے

وصال دلدار اور طالب و مطلوب باہم وصل حقیقی سے حسب خواہش دل عشق منزل کامیاب و بہرہ ور ہون اور گل مراد کو بخوبی بے خلش خار دامن شوق مین لین بعد فراغ عقد و نکاح ہر ایک اپنے وطن مالوف کی طرف بعد خورمی و شادمانی مع اپنے اپنے معشوقون کے نہضت کرے اور یہ خادم درگاہ صمدیت بھی دماغ خراشی و بیہودہ سرائی سے فارغ ہوکر بقیہ عمر مغتنمہ اپنی اور کسی کام مین صرف کرے کیونکہ طوالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے کہان تک زبان بیان کو تصدیعۂ بیفائدہ مین گرفتار کرے

داستان آرایش جشن عقد صاحب قران اکبر والا شیم و ملکۂ عالم سریر آرائے ملک فردوسیہ یعنی ملکۂ شمسہ ماہ سیما و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان و ملکۂ صبح دلکشا وغیرہ کا مع ساز و سامان مختصر و نیز عقد امرائے نامور بتوفیق رب اکبر

نظم

بیا کہ قاعدۂ آسمان بگردانیم
زجان و دل بمدارا زبان بگردانیم
ندیم و مطرب و ساقی ز انجمن برانیم
گہے بہ بوسہ زبان در دہان بگردانیم

قضا بگردش رطل گران بگردانیم
گل افگنیم و گلابے بہ رہگذر پاشیم
بکار و بار زنے کاروان بگردانیم
نہیم شرم بگیسو و باہم آویزیم

زچشم و دل بتماشا تمتع اندوزیم
می آوریم و قدح درمیان بگردانیم
گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم
بشوخی کہ روی اختران بگردانیم

ایضاً

بیا باغبان خرمی ساز کن
سر نرگس مست برکش زخواب
یکے مژدہ بر سوے بلبل فراز
کہ روشن بشستن شود لاجورد
لب نارون را مے آسودہ کن
روان کن سوے گلبن آب روان
ہوا معتدل بوستان دلکش ست
برافروختہ ہر گلے چون چراغ
سر آیندہ کن نالۂ چنگ را

گل آمد در باغ را باز کن
سہی سرو را بال برکش فراخ
کہ جہد گل آمد بہ بستان بساز
سر لنسترن را ز موے سفید
سر تپے زمین را ز راندودہ کن
بسر سبزی از عشق چون من کسان
ہواے دل دوستان راخوش ست
بمرغ زبان بستہ آواز دہ
برآور برقص این دل تنگ را

زجعد بنفشہ برانگیز تاب
بقمری خبر دہ کہ سبز ست شاخ
ز سیماے سبزہ فروشوے گرد
سیاہی دہ از سایۂ مشک بید
سمن را درودے دہ از ارغوان
سلامے بہر سبزۂ مے رسان
درختان شگفتند در طرف باغ
کہ آہنگ خوش نغمہ را ساز دہ
سر زلف معشوق کن طوق را

برافگن زگردن خود این طوق را
بیا ساقی اے مایۂ انبساط
بدہ ساغرے زان مے لالہ فام
چو صاحب قران فرّ با جناب
کہ اورا بخوبی نباشد مثال
سوم ناطقہ گز رہ دلبری
شوند از کمال شرف کامران
تو باز نیت این بزم را ساز کن
فزایم سرور دل خاص و عام

ریاحین سیراب را دستہ بند
جہان از جمال تو باغ نشاط
کہ در پیش دارم یکے داستان
بوصل سہ دلبر شود کامیاب
دوم نو بہار آن پریزاد و ماہ
بجوید بحور و پرے برترے
بلطف خدا وند جان آفرین
بدستم عنان سخن باز کن
کہ ختم کتاب ست اکنون قریب

برافشان ببالاے سرو بلند
بیاے بخوبی چو ماہ تمام
گلستان کن خاطر دوستان
یکے شمسہ آن ماہ حُسن و جمال
کہ بر عارض او بلغزد نگاہ
گرامی رفیقان صاحب قران
بر آمد مراد محبان دین
کہ سازم من این داستان را تمام
بنام شہنشاہ نصرت نصیب

بساط آرایان بزم سخن و صدر نشینان محفل ہنر و فن اس داستان مسرت عنوان کو اسطرح منظور نظر ناظرین والا تمکین کرتے ہین کہ جسوقت صاحب قران اکبر گردون حشم شاہزادہ معز الدین والا تمکین جدال و قتال کفار و اشرار نابکار سے فراغ حاصل کرکے مطمئن ہوے اور بہمہ وجوہ فارغ البال ہو گئے اسی طرح ابو الحسن جوہر دلیقوب حرانی نامور یہ دونون عیاران طرار ضار منکوس کو جہنم واصل کرکے فرصت پا چلے اور اُردوے معلی مین داخل ہوے صاحب قران اکبر کو مژدہ ضار منکوس کے مرگ کا دیا۔ صاحب قران اکبر رفیع المکان دوگانہ شکریہ بجالائے پھر بفراغ خاطر آراستگی جشن ظفر مین دلاوران نامدار و امراے عالی وقار مشغول ہوے ایک وسیع و ہموار میدان خس و خاشاک سے صاف ہوا خیمہاے مکلف استادہ ہوے اسباب راحت و سرور مہیا ہوا صاحب قران اکبر والا شان مع رفقاے والا مکان عیش و عشرت مین مصروف ہوے جشن عروسی قریب آیا۔

ابیات

حکیم خردمند عالی مقام
مبارک بوقت تو وصل حبیب
بملک طرب رہنمونی کنند
کہ اے در کمالات شلث عدیم

کہ قسطاس خوانند اورا بنام
رسید آن گزین ساعت عیش را
بفرخندہ حالی عشر و نی کنند
بہر چیز فرمان کنند بندہ ایم

بگفتہ گفت ای کامیاب نصیب
کہ بخت کند باز قلعہ کشاے
بفرمود صاحب قران با حکیم
چو خامہ بحکمت سرافگندہ ایم

تفصیل اس اجمال کی اسطرح ہے کہ جسوقت حکماے با دانش و فرہنگ یعنی جناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت دلکیم عقرطوس جنی نے روزنامچہ کتاب طلسم کو کھول کر ترتیب جشن عروسی و انعقاد بزم کتخدائی و شادی صاحبقران اعظم و صاحب قران اصغر کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا اور حکماے عالی منزلت کو دریافت ہوا کہ ترتیب صحبت جشن عروسی

صاحب قران اکبر فلک قدر بھی مثل اسی جشن باشان و شوکت کے منعقد ہوگی بلکہ اگر بنظر غور و انصاف دیکھا جائے تو اس جشن شادی صاحب قران اکبر مین فقط ایک سامان روشنی آن جشنہاے گذشتہ صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر پر کہین فوق لیگیا ہی اور جو اشیا زاید ہین اُنکا کیا ذکر کیا جاے کیا معنے کہ محل جشن عروسی صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر باغ زاہدہ خاتون مین قرار دیا گیا تھا اور نوشاہ دعروس دونون اسی باغ عالی منزلت مین جلوہ گر ہوے تھے اور بروقت عقد کے یہ راے قرار پائی تھی کہ برات دروازۂ خورد سے باغ کے بحشم و خدم قصر عروس مین جائے اسواسطے کہ دونون دروازہاے جنوبی اور شمالی کے درمیان اسقدر میدان وسیع تھا کہ وہم و گمان مین نہین آسکتا جسطرح دفتر ہشتم خورشید نامہ مین بیان ہوا ہے ناظرین عالی طبع کی بھی نظر انور سے گذرا ہی یعنے میدان جنوبی اور شمالی کے مابین ایک دشت لالہ زار و میدان پر بہار و صحراے خوشگوار تیار کیا گیا تھا جسکے حدود جزیرۂ درصد سے ملحق ہوگئے تھے اس میدان وسیع مین ہزارہا خیام و ہزارہا بارگاہین سلاطین عالی جاہ کی استادہ کی گئین تھیں اور اُنھین بارگاہون مین بادشاہان گردون سریر و سلاطین کشور گیر نے قیام فرمایا تھا جب وہ مقام جشن کے واسطے مقرر ہوگیا فوراً اسباب زینت و آرایش سے آراستہ و پیراستہ ہوگیا وہ جشن عالی اس صحراے پر بہار و باغ زاہدہ خاتون مین واقع ہوگیا تھا لیکن جشن ہمایون صاحب قران اکبر اس قصر عالی منزلت رفیع الشان یعنے قصر النیرین مین قرار پائیگا اسواسطے کہ یہ قصر عالی وسعت و رفعت مین غیرت اوج فلک اور رشک عرصۂ تصور ہے مرغ تیز پرواز نظر بقوت شہپر کوشش منتہاے اوج قصر تک ہرگز جا نہین سکتا اور پیک خیال تیز رو کسی طرح اسکے انتہاے وسعت کی خبر لا نہین سکتا و چسرخ برین باوجود اس بلندی کے رفعت اُس قصر بیمثال کی مشاہدہ کرکے حیرت سے دنگ ہی اور دامن صحرا آگے کشادگی صحن قصر کے ایک گوشۂ تنگ ہی - ہمت مردان عالم آگے اس قصر عالی منزلت کے مقر اپنی پستی کی ہوکر مدام عذر خواہ ہی - اور دامن حرص بمقابلہ فراخی صحن قصر از حد کوتاہ ہی مرغ تیر تیز پرواز کبھی گوشۂ کمان سے نکل کر سیر دیوار قصر تک بھی نہین جاتا اور میدان محشر اپنے تئین تنگ تصور کرکے روبروے صحن کشادہ قصر النیرین براے مقابلہ نہین آتا - مگر پیر فلک نے اسی قصر رفیع کو دیکھکر رشک سے زہر ایسا کھایا ہی کہ تمامی جسم فلک نیلگون نظر آتا ہی - اور شاید ہنگام گردش اسی قصر عالیشان سے ایسی ٹکرین کھائی ہین کہ ضرب شدید سے تن چرخ برین ہر صاحب بصر نیلا پاتا ہی - دروازے اسی قصر عالی بنیاد کے غیرت درہاے قصر ارم ہین - اور محرابین اسی قصر عالی منزلت کی رشک خم ابروے صنم ہین - ہر طاق اسی قصر کا طاق ایوان فریدون سے زیادہ تر خوشنما اور مشہور ہی - اور ہر ایک روشندان اسی قصر کا ایسا خوشنما ہی کہ دیدۂ حور العین کو نظارہ اُسکا منظور ہی - دیوارین اسی قصر کی ایسی صاف ہین کہ اگر کسی صورت سے ایک نظر دیکھ لے حیرت سے سکتے مین آئینہ ہو - نہین نہین بلکہ دیوارین قصر مذکور کی ایسی صاف اور روشن ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکو بعوض آئینہ دیکھے شکل تو کیا چیز ہی صورت

راز دل معائنہ ہو ستون اسی قصر کے ایسے ثابت قدم ہین کہ مردان جدال رستم خصال اُنکے ثابت قدمی مین ہمسر نہین نہین نہین بلکہ ایسے بلند اور خوشنما ہین کہ قد معشوقان سرو قامت بھی اُنسے کسی طرح خوبی مین بہتر نہین - ملائک کو اسی قصر ہمایون کی دربانی کی آرزو ہی - اور حور جنان کو اسی قصر مین مژگان سے جاروب کشی کی روز ازل سے جستجو ہی - فرش اسی قصر نادر کا اطلس گردون سے بہتر ہی اور ہر جھاڑ اسی قصر کی سقف کا عقد ثریا سے نور و ضیا مین زیادہ تر روشن اور انور ہی - اور باغ قصر النیرین بھی باغ زاہدہ خاتون سے سرسبزی و شادابی مین کچھ پایۂ کمی نہین رکھتا ہی یہ باغ گلشن دنیا مین ایسا نادر و خوب ہی کہ چمن فردوس برین بھی کثرت شرم سے محجوب ہی - ہزار در ہزار گلہاے رنگا رنگ اسی باغ پر بہار مین مدام شگفتہ رہتے ہین - اور مردم انصاف پسند اسی باغ کو رشک افزاے گلشن ارم کہتے ہین - سواے باد بہاری کے ہواے خزان اس باغ مین کبھی نہین آتی - اور کسی موسم مین فصل بہار اس باغ سے باہر نہین جاتی - نغمہ سرائی عندلیبان خوش الحان سے اس باغ کے گلون کا عجب رنگ ہی - اور صوت ہزار داستان سنکے ہر جوان گلشن دنگ ہی - اکثر نغمہ سرائی بلبل خوش نوا سے جوانان چمن مستانہ وار جھومتے ہین - اور کثرت اثمار سے روے زمین بار بار چومتے ہین - دیدۂ نرگس کو اسی باغ کے دیکھنے کی مدت سے آرزو ہی - ہر ایک گل اسی باغ پر بہار کا خوشبو مین مشکبو ہی ہر سرو اسی باغ کا قد و قامت معشوقان باغ جہان سے بہتر ہی - اور ہر گل اسی باغ کا خوشبو مین غیرت مشک و عنبر ہی اسی باغ پر بہار مین ہمیشہ نسیم عنبر شمیم مستانہ وار چلتی ہے - اور پردۂ دماغ مردم مین عطر بوئے گل مدام ملتی ہی - رضوان اسی باغ کی باغبانی کا مشتاق ہی - اور حور جنان کو اسی باغ کی جدائی نہایت شاق ہی - اگر کبھی ہواے بہار باغ جنان اس باغ مین آئے ہر غنچہ و گل اس باغ کا کثرت نزاکت سے باد خزان اُسکو تصور کرکے مرجھا جائے - اگر کبھی اس باغ کی ہواے گرم بھی گلشن ارم مین جائے - ہر اک نہال جہان شاداب ہو ہر گل تازگی پائے - الغرض اسی وجہ سے قصر النیرین اور باغ قصر النیرین قیامگاہ عروس و نوشاہ قرار دیا ہی - کیونکہ صاحب قران اکبر مع جملہ امراے نامدار و سلاطین عالی وقار بعیش و آرام تمام تشریف رکھین اور خواتین ذوی الاقتدار بھی بصد راحت و آرام مقیم ہون چونکہ صاحب قران اکبر کے ہر ایک امیر ذی وقار و سردار نامدار کی داستان عاشقی جلدہاے گذشتہ مین بخوبی تحریر ہو چکی ہے بالتفصیل مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے کہ دوبارہ جدا جدا ہر ایک نامدار و عالی وقار کا حال مندرج کیا جائے لیکن بطور اجمال و بطرز مختصر اُن امراے ذی وقار کا حال لکھنا ضرور ہی کیونکہ بوجہ درازی مدت عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کے صفحۂ دل سے وہ وقائع رنگین اور وہ داستانہاے نمکین بالکل سہو اور محو ہو گئی ہون پس اسوجہ سے بار دگر مختصر تحریر کرتا ہون اور یاد دلاتا ہون تا آگاہی بخوبی ہو جائے اور لطف وافر اور حظ بیحد ناظرین والاتمکین کو حاصل ہو اول یہ مترجم ہر ایک سردار ذی وقار کی معشوقہ اور مطلوبہ کا نام بیان کرتا ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ امیر جلیل الدین فیروز ہیئی کی معشوقہ حسینہ معصورہ بانو ہی اور امیرزادہ سیف الدین دو نازنینان بیمثال کا فریفتہ ہوا انمین سے ایک سیم اندام بنی آدم سے ہی اور دوسری محبوبہ قمر اسے حور پیکر پریزاد سے ہی اور امیر جلیل الدین

بھی دو معشوقہ مہر لقا کا عاشق ہی از انجملہ ایک جمیلہ عالم افروز ہی اور دوسری معشوقہ گوہر افروز بنت نعمان شاہ عالیجاہ ہی
اور امیر سلطان ذی وقار بھی دو معشوقان خورشید لقا اور ماہ سیما سے اُلفت اور محبت رکھتا ہی ایک زہرہ روشن بدن
ہی اور دوسری شکیلہ سیمتن ہی یہ دونون امیر مذکور کے سلک ازدواج مین آئینگی اور یہ وہ نازنینان خوبرو مین جو سرداد مسطور
کو سیر عجائبات حکیم ارسطو مین ملی تھین اور امیر مجاہد الدین کی محبوبہ خوبرو سعادت بانو ہی جو بیٹی نور الزمان شاہ کی ہی
اور جسکی حقیقت تمام و کمال طلسم سبع سباع مین گذری ہی اور امیر محمد ابن جلال الدین تین محبوبان بیمثال پر فریفتہ ہے
انمین سے ایک ملکہ سرو سہی بنت سلطان ابو المحسن مصری ہی جسکی داستان جمشید جہنم نصیب کے شمول ذکر بیان
ہوئی ہی اور محبوبہ دیگر مہر افروز پری ہی اور تیسری مطلوبہ سنبلہ ماہ پیکر ہی جو بیٹی اسبوط دیلمی کی ہے اور ہمشیرہ مہر افروز پری
امیر سیف الدین عالی وقار کی محبوبہ ہی چنانچہ امیر سیف الدین بھی تین شاہزادیون کا عاشق ہی اسی طرح امیر یوسف کی
معشوقہ شعلہ نارنجی پوشش فارسیہ ہی۔ المختصر ان امراے نامدار و سرداران ذی وقار و تہور شعار یکتاے روزگار کا حال
مفصل اس باعث سے زیب صفحۂ قرطاس نہین کیا گیا کہ ہر ایک کی داستان عشق و عاشقی جدا جدا حالات و واقعات
رنگین سے مزین ہی اور سراسر مرغوب دل ہی پس بخیال اسکے کہ بیجا طول نہو اور دل ناظر افسانہ ملول نہو اور اکثر رفقاے
صاحب قران اکبر مثل امیر مظفر و امیر شجاع الدین و امیر غضنفر و امیر معظم الدین وغیرہ ایسے ہین کہ ہر ایک کی داستان
عاشقی بطور مختصر ایک مرتبہ حوالہ قلم اعجاز رقم ہو چکی ہے ان امیران ذیقدر و ذیوقار کی معشوقان خوش جمال اور محبوبان
مہر تمثال بعض پریزاد سے ہین اور اکثر نسل آدم سے ہین ناظرین افسانہ کو یاد ہوگا کہ ان امراے والاقدر عالی منزلت
کی کیفیت اور حقیقت آخر طلسم سبع سباع مین بشمول جشن صاحب قران اکبر مرقوم ہوئی ہی اور وہ حسینان طلسم ملکہ
ماہ پیکر و حور پیکر و مہر پیکر و خورشید عذار و سرو قامت و کبک رفتار و لالہ عذار وغیرہ ہین جو مراحل طلسم سے متعلق ہین اور
ابتک انھین مقامات طلسم مین مقیم ہین یقین ہی کہ اب ہر ایک نازنین مہ جبین کا افسانہ دلچسپ اور قصۂ مرغوب ناظرین
بلند بین کے نگین دل پر نقش ہو گیا ہوگا سوا اسکے رفیق رفقاے صاحب قران گیتی ستان ساکنان طلسم عجائبات
ارسطو سے ہین جو حلقہ اطاعت صاحب قران اکبر مدام اپنے کان مین رکھتے ہین اور اپنے تئین ادنے خدام صاحبقران اکبر
سے جانتے ہین اور کبھی فرمان واجب الاذعان صاحب قران اکبر سے سرتابی نہین کرتے ہین علاوہ اسکے ہر ایک رفیق
صاحب قران اکبر صاحب دقائع عشق و عاشقی ہے انھین سے ایک بہرام سرخ کلاہ ہی جسکی محبوبہ سراپا ناز شرف افزا پری
ہی اور اسکی داستان مسرت نشان طلسم فلک مشتری مین بیان ہوئی ہی اسی طور سے خواہر شرف افزا پری یعنی گلنار پری
ابو المکارم کی محبوبہ ہی اسکی داستان بھی مندرج ہوئی ہے اسی طور سے رہنے والون عجائبات سے حفیظ قریا مکان ہے کہ
منطقۂ زرین کمر اور فرنگ سلطان پریزادون سے عشق دلی رکھتا ہی اور شاہزادہ اصفر بن طافی شاہ حمراے گلنار پوش
کا شیفتہ اور فریفتہ ہی اور شاہزادہ احمر بن عادل شاہ رمانہ دردندان کا عاشق کامل ہی اور شاہزادہ ادریس نوجوان کی

معشوقہ خوبرو رانی چندرمان ہی اور مسعود نامدار تہور شعار کی معشوقہ سوادۂ مشکین نقاب صاحب عصمت وحجاب ہی سوا اسکے صاحب قران کشور گیر گردون سریر کے رفیق عالی وقار شاہزادۂ دری مشتری طلعت اور شہاب نوجوان اور ضرغام شیر دل ہین کہ جنکی معشوقان صادق الاقرار ومحبوبان وفا شعار چیدہ روزگار گل پیرہن وگلعذار سعیدۂ قمر طلعت و سوسن جان بخش ونرگس شہلا ہین اور ہر ایک کی داستان عشق وعاشقی قبل اسکے بالتفصیل بیان ہو چکی ہے اور عالی سلطان مرشد خانقاہ کی دختر نیک اختر کا والہ وشیفتہ ہی اور پسر مرشد مسطور علیا سے بلند پرواز پری پر فریفتہ ہی اور رافع بن ارفع مرفوع جنی کی دختر خوش رو وخوش جمال کا شیفتہ ہی اور معشوقہ بدر عالم منجم خوش نواز پری ہی اسی طرح زمرۂ عاشقان بیتاب اور سوختگان آتش عشق خانہ خراب سے قنطور نوجوان ہی کہ مرجان شاہ گہرباری کی دختر سے الفت رکھتا ہی اور اسکے عشق مین دیوانہ ہی اب اس کمترین کے نزدیک بجز شمشاد نوجوان پسر دایہ ملکہ شمسۂ تاجدار جو سروچمن پری کا عاشق ہی اور ترک سخت کمان شاہزادہ سقلاب جو دختر غامر ملکہ ماہ ترکان کا دلدادہ ہی اور ابو الحسن جوہری اور یعقوب حرانی جنکی معشوقان خوبرو خلدانہ بنت عمران شاہ وغمزہ شیرین کار رعنا درہ راز دار وبستان افروز وطرۂ مشکین خال مشہور ہین نام بردگان کے احوال بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی کیونکہ یہ دونون مثل سایہ صاحبقران اکبر کے ہمراہ شام وپگاہ رہتے ہین حاصل کلام اب اُن عاشقان جویاے وصال سراپا رنج وملال غریق دریاے الفت حریق آتش مودت حامل بار فرقت سالک جادہ بادیۂ محبت ذبیح خنجر ابرو واسیر دام گیسو صاحب نالہ وفریاد در رشک قیس وغیرت فرہاد رہ نوردان صحراے سخت گذار فراق وطی کنندگان طریق مودت ووفاق گرفتاران محن فرقت معشوقان خوبرو وشیفتگان نازنینان مرغولہ مو مجروحان تیر دلدوز نظر چشم خوبرویان وکشتگان خنجر آبدار ابروے معشوقان کا زمانہ وصل حبیب عنقریب ہی خوشی وشادی سے ہر اک عاشق کی کیفیت عجیب ہی رنج دل سے دور ہی ہر دم کثرت عیش وسرور ہی رنگ رخون کا کثرت خوشی سے گلنار ہی اب درد ہجر سے کوئی مرتا ہی نہ بیمار ہی غنچۂ دل ہر اک عاشق کا باد بہار عشرت سے مانند گل خندان ہی اور کسی ہجر دیدہ انتظار کشیدہ کے لب پر نالہ ہی نہ فغان ہی اور نہ غم والم سے چشم گریان ہے کسی عاشق کا لباس جوش دست جنون سے اب چاک نہین اور کسی عاشق دیوانہ کے سر پر خس وخاشاک خاک نہین اب کسی عاشق دل سوختہ کے لب پر فریاد وآہ نہین اور کوئی عاشق بیتاب مصروف نالۂ جانکاہ نہین کسی شیفتہ کامل کا دل مانند زلف عنبرین مویان پریشان نہین کسی عاشق دیوانہ کا جوش جنون سے چاک گریبان نہین باتین دیوانہ پن کی کوئی نہین کرتا کوئی خلاف راہ دانش قدم نہین دھرتا غنچۂ دل اب ہر ایک عاشق کا کثرت مسرت سے مثل گل کھلتا ہی کوئی عاشق کسی عاشق سے خوش ہوکر گلے ملتا ہی عشاق باہمدگر مثل غنچون کے مسکراتے ہین اور شکر خدا ہر دم زبان پر لاتے ہین ادھر تو عاشقان صادق کا یہ حال ہی اُدھر معشوقان گلرخسار طرحدار گل پیرہن سیمتن مژدۂ وصل عشاق سے بباطن تو مسرور وخندان ہین لیکن بظاہر ہم جلیسون مین آثار ناخوشی چہرون پر تشکا رکھتے ہین اگر کوئی ہم جلیس کسی ملکہ خوش جمال سے ہنسکر کہتی ہی کہ ای ملکہ عالم مبارک ہو اب زمانہ عقد صاحبقران کم

قریب آگیا ہی رفقاے صاحب قران اکبر بھی اپنی اپنی مراد کو پہونچینگے یعنی ہر ایک



رفیق کا بھی عقد اُسکی مطلوبہ اور محبوبہ سے ہوگا ازانجملہ حضور کا بھی عقد آپکے عاشق صادق سے ہوگا لذت بوس و کنار سے دل حضور کا شاد ہوگا قید زندان فرقت سے دل مضطر رہا اور آزاد ہوگا عنقریب پہلوے عاشق مین بیٹھنا نصیب ہوگا اب تو حضور کے دل کا حال مسرت سے عجیب ہوگا مجھکو خدا سے امید ہی کہ اب کبھی دل نازک حضور کا آتش فرقت سے نہ جلیگا اور کوئی خیرخواہ حضور کا اب وہ کیفیت اور بیقراری حضور کی دیکھکر کف افسوس نہ ملیگا ہرچند بزرگون سے سنا ہی کہ اول شب عروس کو ایک قسم کا خوف ہوتا ہی نہین معلوم کیا ہوتا ہی جب عاشق معشوق کے پاس سوتا ہے مگر حضور کچھ میرے اس عرض کرنے سے خائف و ترسان نہون شب وصال کی سختی کا خیال کرکے ہرگز ہراسان نہون انشاء اللہ شب وصل بعیش و عشرت بسر ہو جائیگی دل بیتاب حضور کا لطف بیحد پائیگا جان تسکین پائیگی وہ ملکہ سراپا نازیہ باتین چھیر چھاڑ کی اپنی ہم جلیس سے سُنکر بظاہر ترش رو ہوکر جواب دیتی تھی کہ یہ دن جلد تر تجھی کو نصیب ہوگا تیرے ہی پہلو مین تیرا حبیب ہوگا مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہی مجھسے کسی کو نہ اُلفت ہی نہ محبت ہی یہ تیرا سراسر خیال خام ہی تہمت لگانا یہ تو تیرا ادنے سا کام ہی خبردار اب ایسا واہیات تذکرہ میرے روبرو بیان نہ کرنا ورنہ مین اپنی امی جان سے کہدونگی تیری گستاخی کا انتقام قرار واقعی لونگی وہ ہم جلیس یہ تقریر ملکہ مسطور سُنکے اور زیادہ چھیڑتی تھی اور کہتی تھی کہ ای ملکہ عالم ذرا میری طرف دیکھیے شرما کر سر کو نہ جھکائیے ہان مین ہی تو دن دن بھر کسی کی یاد مین کھانا نہین کھاتی تھی مجھی کو تو کسی کے تصور مین راتون کو نیند نہین آتی تھی مین ہی تو دیوانون کی صورت شب و روز پھرا کرتی تھی مین ہی تو شدت درد عشق سے مرتی تھی اکثر چھپ کر مین ہی تو کسی کے دیکھنے کو جایا کرتی تھی مین ہی تو کسی کا صدمۂ ہجر دلبر اُٹھایا کرتی تھی مین ہی تو اکثر اوقات سرد آہین کیا کرتی تھی مین ہی تو

کسی کی اُلفت مین جان دیا کرتی تھی مین ہی توکسی کو یاد کر کے رومال آنسوؤن سے تر کیا کرتی تھی مین ہی توکسی عاشق کے خیال مین تڑپ تڑپ کر شب بسر کیا کرتی تھی مین ہی تو اکثر شب کو جب سب سو رہتے تھے کسی بات کی خدا سے بگریہ وزاری دعا مانگا کرتی تھی مین ہی تو انکشاف راز سے بہت ڈرتی تھی مگر اب چار دن سے کچھ ایسی خبر سُنتی ہو کہ آپ سے آپ مثل گل خندان ہون مین ہی تو اب چند روز سے ازحد خرم وشاد ہون ای ملکۂ عالم بس اب منھ نہ کھلوائیے مین سب باتین جانتی ہون ہر ایک بات سے آگاہ ہون دشمن حضور مجھکو قصور نہ فرمائین مین اک سرکار کی خیر خواہ ہون یہ باتین تنہائی مین آپ سے ازراہ تہنیت کہی ہین مجھکو رازدار اپنا جانیے غصہ نہ فرمائیے کہنا مانیے خدا نے یہ دن دکھایا کہ یہ روز مسرت قریب آیا آپ کی شادی کی تو مجھکو مدت سے آرزو تھی اسی دُر مدعا کی اک زمانہ دراز سے جستجو تھی شکر ہو خدا کا کہ دعا ہم ایسی خیر خواہون کی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اب تھوڑے زمانہ مین حضور کی شادی ہو گی سر پر سہرہ بندھیگا خلعت شادی زیب تن ہوگا بزم عیش وعشرت آراستہ ہوگی مہمان جمع ہو نگے خیر خواہون کو انعام وافر ملیگا دیکھیے ذرا ملکۂ عالم ہمکو بھول نہ جائیے گا خلعت وانعام ضرور دلوائیے گا وہ ملکہ یہ گفتگو اپنی ہم جلیس و رازدار کی سُنکے اپنے دل مین بہت خوش ہوتی تھی مگر بظاہر خفا ہوکر کہتی تھی کہ مین تو مطلق نام عشق و الفت سے بھی واقف نہین نہین معلوم تجھکو اسوقت کیا ہوا ہی بیکار مجھکو بدنام کرتی ہے اگر کوئی یہ باتین تیری سُن لے تو کیسی میری ذلت اور رسوائی ہو عزیز واقارب مین کیسی توہین ہو یہ تو کوئی خیال نہ کریگا کہ یہ سب باتین جھوٹ ہین محض ہنسی ہے اور میرے چھیڑنے کو کہتی ہین بلکہ ہر ایک ان باتون کو سُنکے سچ جانیگا اور یہ یقین کریگا کہ ضرور ملکہ نے کسی سے محبت کی ہو گی کسی کے عشق مین اپنا حال پریشان کیا ہوگا اسی ہم جلیس کے ذریعہ سے نامہ وپیام بھجوایا ہوگا اکثر خود بھی اپنے عاشق کے دیکھنے کو گئی ہوگی کبھی کبھی اپنے عاشق کو بھی اپنے مکان پر بلوایا ہوگا لطف بیحد اُٹھایا ہوگا خصوصاً اگر یہ باتین والدین سن لین تو بڑا غضب ہو مجھکو سزاے سخت دین اور برا حال تو نہین معلوم کیا کرین عجیب نہین کہ تجھکو بھی ایسی سزا دین کہ کبھی کسی نے ویسی سزا کسی کو نہ دی ہو پس انسان کو لازم ہو کہ کسی سے ایسی ہنسی نہ ہنسے کہ جسمین اُسکی توہین ہو اور موجب اپنی بھی ذلت اور ہلاکت کا ہو اور خوشی کے عوض رنج وملال حاصل ہو خراب تو یہ واہیات باتین کہین مگر اب کسی کے سامنے یہ باتین نہ کرنا ورنہ میری ازحد ذلت ہو گی اور خبر رفتہ رفتہ والدین تک پہونچے گی ہم جلیس نے عرض کی کہ حضور نے کیا مجھکو نادان اور بیوقوف سمجھا ہو یہ باتین راز کی دل مین رہتی ہین کبھی کسی غیر کے روبرو زبان پر نہین آتی ہین کیا مین نہین جانتی ہون کہ یہ راز اگر افشا ہوگا تو باعث ذلت اور رسوائی کا ہوگا حضور مین وہ خیر خواہ ہون کہ اگر کوئی میرے گلے پر تلوار بھی رکھدے تو بھی حضور کا راز نہ کہون اپنا قتل ہونا راز کہنے سے بہتر جانون حضور مجھ سے بخوبی مطمئن رہین مین کسی سے کبھی یہ حال ظاہر نہ کرونگی آجتک تو راز حضور کا اپنے دل مین مثل جان کے بحفاظت رکھا ہی اور کسی غیر کے روبرو بیان نہین کیا ہی جو خبر آپ کے والدین تک پہونچتی اور انشاءاللہ اب بھی یہ خیر خواہ

تاحیات کسی سے نہ کہینگی ای ملکہ عالم وہ نمکحرام اور لوگ ہونگے جو اپنے مالک اور آقا کا راز اغیار پر ظاہر و آشکار کرتے ہونگے مین خیر خواہ حضور ہون کئی برس سے حضور کے راز سے آگاہ ہون اکثر حضور نے اپنے عاشق کے پاس مجھکو بھیجا جو کچھ حضور نے فرمایا وہ اُنسے جا کر کہدیا اور جو کچھ آپ کے عاشق صادق نے کہا وہ آپ سے آکر عرض کیا اکثر حضور خود اپنے عاشق بیمار کی مسیحائی کے واسطے تشریف لیگئین یہ خیر خواہ بھی ہمراہ رکاب ہوئی ای ملکہ عالم اُس شب کی تاریکی بجلی کا چمکنا پانی کا برسنا ابر کا آنا حضور کا تخت پر سوار ہوکر صحراے وحشت خیز و ہولناک کی راہ سے جانا دل کا خوف سے سینے مین دھڑکنا بعد قطع راہ فلان قصر مین تخت کا اُتارنا حضور کو دیکھکر اُنکا بیتابانہ دوڑنا پھر شکوہ و شکایت کرنا حضور کا ناز سے جواب نہ دینا اور اُنکا منت کرنا اور حضور کا مسکرانا اور پھر ناز و ادا سے توجہ نہ کرنا آخر اُنکا ہاتھ جوڑنا اور حضور کا بیساختہ ہنس دینا اور کلام کرنا پھر قصد اپنے گھر آنے کا کرنا اور آپ کے عاشق کا رو دینا اور رخصت نکرنا اور حضور کا یہ عذر کرنا کہ مین کسی طرح شب کو یہان رہ نہین سکتی چھپ کر والدین وغیرہ سے یہان آئی ہون سُنا تھا کہ تمھاری طبیعت ناساز ہے اسوجہ سے اس اندھیری رات مین تمھارے دیکھنے کو چلی آئی یہان بڑی دیر ہوئی ڈرتی ہون کہ کوئی بیدار ہوکر مجھکو آواز نہ دے اور قصر مین مجھکو نہ پاکر والدین سے اطلاع نہ کرے غرض میرا یہان توقف کرنا اچھا نہین آخر اپنے عاشق سے اقرار پھر تشریف لانے کا کرکے حضور کا یہان تشریف لانا درمیان راہ مین مجھسے یہ فرمانا کہ نہین معلوم بعد میرے چلے آنے کے اُنکا کیسا مزاج رہا یقین ہے کہ بہت روئے ہونگے رومال آنسوؤن سے بھگوئے ہون یہ کہکر خود بھی حضور کا ملول ہونا اور اپنے مکان پر آکے انھین کا تذکرہ مجھسے چپکے چپکے کرنا ابتک اس خیر خواہ کو یاد ہے ای ملکہ عالم پھر مین کہتی ہون کہ اب نہین ہے حضور کا عقد ہوگا دشمن حضور کے جلین گے ہر دم غمگین و ملول ہوکر اور مثل ابر بہار اشکبار ہوکر کف افسوس ملین گے اور ہم ایسے دوست اور خیر خواہ حضور کی شادی ہونگے زندان غم سے آزاد ہونگے یہ تقریر دلپذیر وہ معشوقہ خوبرو دو مرغولہ مو اپنی مصاحبۂ خاص جلیس باختصاص سے استماع کرکے بے اختیار مسکرا دیتی تھی اور شرم و حیا سے سر جھکا لیتی تھی اور ناز سے کہتی تھی کہ بھئی اب ہمارے پاس سے جاؤ بک بک کر کان کے پردے نہ اُڑاؤ ـ لو اب معلوم ہوا کہ تم میری بڑی خیر خواہ ہو طلبگار دولت و جاہ ہو اپنی بیتی بیان کرتی ہو مجھپر ناحق تہمت دھرتی ہو مین تو نہ کسی کی شیفتہ ہون نہ فریفتہ ہون نہ کسی کے واسطے حال میرا تباہ ہے خداوند علیم اس بات سے آگاہ ہے یہ تمھین ہو کہ اس سن و سال مین دنیا کی باتون سے آگاہ ہو نہین معلوم کس جوان رعنا کے عشق مین تباہ ہو مین تو ابھی عشق کے نام سے بھی آگاہ نہین میرے دشمنون کو کسی سے رسم و راہ نہین یہ گفتگو سے ملکہ وہ مصاحبہ سُن کے قہقہہ مار کر ہنستی تھی اور کہتی تھی ملکہ ذرا ادھر تو دیکھیے نیچی گردن نہ کیجیے اگر جھوٹ کہتی ہون تو سزا دیجیے واری اگر آپ ابھی بالکل نادان ہین تو میری باتون سے اس قدر کیون پریشان ہین یہ تقریر صدق آمیز وہ معشوقہ فتنہ انگیز سنکے دل مین قائل ہو جاتی تھی مگر زبان پر حرف انکار لاتی تھی آخرکار وہ معشوقہ اس مصاحبۂ راست گفتار کو اپنا رازدار اور ہواخواہ اور دوستدار خیال کرکے خاموش ہو جاتی تھی اسی طرح ہر ایک نازنین مہ جبین معشوق طناز

سراپا ناز کو انکی مصاحبین اور ہم جلیسین چھیڑا کرتی ہین یہان قصر النیرین سے سامان جشن عروسی قرار پایا ہے یعنے صاحبقران اکبر مع امراے نامدار بصد نشاط و شادمانی تشریف رکھین گے اور واسطے قیام عروسان ہوشان کے تین مقام قرار پائے ہین ایک قلعہ یاقوت نگار جو صاحب قران اکبر کے عقد صغری کے لیے آراستہ کیا گیا تھا دوسرا مقام خاص واسطے ملکہ شمسہ تاجدار کے جبل اعلےٰ اور قریۂ فردوس و قصر اخضر جو اس تخفیہ سعیدہ کا اصل الاصول ہے اور فی الحال اسی قصر عالی مین خلد آشیانہ سرو سہی و شعلۂ فارسیہ و سنبلۂ ماہ پیکر و طرۂ مشکین غال و مجرہ بھی ملکہ ذی وقار کی خدمت مین موجود ہین اور تیسرا مقام عروسی عجائبات حکیم ارسطو ہی کہ جملہ نازنینان پریزاد محروم الوصال عاشقان مضطرب الحال مانند نوبہار و ناطقہ و معشوقان رفقاے صاحبقران اکبر اسی طلسم والا منزلت مین اپنے اپنے مقام و منازل مین موجود ہین - واضح ہو کہ صاحب قران اکبر نے ہر ایک مہ جبین پریزاد کے مسکن و منزل کی سیر کی ہے اُسوقت ہر ایک مقام بوجہ اثر طلسم کے دوری و دراز رکھتا تھا مگر اب بباعث دور ہونے آثار طلسمی کے وہ بعد المشرقین نہین رہا اب ایک مقام سے دوسرے مقام تک صرف ایک ایک یا دو دو فرسخ کی دوری راہ ہوگی الحاصل اب یہ تجویز قرار پائی ہی کہ جملہ عاشقان محروم الوصال و شیفتگان مضطرب الحال صاحب قران گیتی ستان کے پاس قصر النیرین مین فراہم ہون اور روز عقد و یوم کتخدائی ہر ایک عاشق کو خود صاحب قران اکبر اپنے ہاتھ سے دولہ بنا کر بخدم و حشم و بارش و دریا پاشی قصر النیرین سے اپنے ساتھ خانۂ عروس تک لیجائین اور بعد عقد و نکاح دونون طالب و مطلوب عاشق و معشوق زن و شوہر کو بار دیگر اپنے منزل خاص قصر النیرین مین لے آئین اور نوشاہ و عروس بعد کرنے چند روز عیش و عشرت کے دوسرے طالب وصال شیفتہ دل و خستہ حال کے عقد مین شریک ہون تاکہ عروس منزل عروس نو مین جا کر عروس کے کاروبار شادی مین مصروف رہے اور پھر نوشاہ نوشاہ نو کے انصرام کار نکاح مین شریک رہین قصہ کوتاہ ایسی صورت مذکور اور ترکیب مسطور سے موافق قرار داد حکماے عالی مقام کے ہنگام کتخدائی جملہ رفیقان صاحب قران اکبر جشن اختتام کو پہونچے گا اسی طرح ایک دوسرے کا شریک رہیگا-

اب راوی خیال آفرین ساز و سامان آرایش اور آئین بندی کا ذکر باجمال بیان کرتا ہی

ناظرین افسانہ پر واضح و لائح ہو کہ حکماے والا منزلت عالی درجت حکیم قسطاس الحکمت و حکیم عبقر طوس مع حکیم بو علی و حکیم آتشیجان نے بمشقت بسیار و محنت بے حد مقامات طلسم کو اسطرح زیب و زینت سے آراستہ کیا ہی کہ ایک جانب باغ قصر النیرین سے تا قصر اخضر حد آرایش قائم ہوئی ہے اور سمت دوم شہر عشرت وغیرہ مقامات طلسم عجائبات و نوادرات حکیم ارسطو ہی اور جانب سوم شہر یاقوت نگار تک حد بندی کی ہے اور سمت چہارم تا شہر عسکریہ دور دراز ستہ میدان دشت سبزہ زار پر بہار کو ایسا سامان آتشبازی و اسباب چراغان سے مزین کیا ہی کہ جسکی تعریف بساد شوار ہی

لیکن یہ مترجم ہیچمدان کچھ تحریر کرتا ہی ایسی چرخیان کردہاے رنگین میدان دشت سبزہ زار مین گاڑی گئی ہین کہ جنکو چرخ برین ملاحظہ کرکے حیران ہوتا ہی گولے اُنکے ایسے ہیں
چکر مین ہے گونے ہزار در ہزار ایسے ہین کہ اگر آواز اُنکی گوش رستم و اسفندیار مین زیر زمین جائے عجب نہین کہ دہل کر
گڑھے پہلوانان مذکور کے پھٹ جائین اور خفتگان لحد آواز صور اسرافیل تصور کرکے اپنی اپنی قبرون سے باہر
آئین اگر شیر فلک صدا اُن گولون کی سنے کیا عجب ہی کہ خوف سے اُسکو غش آجائے اگر وہ گولے قلعۂ گردون تک
جائین کوئی اہل زمین سے پھر آسمان کا نشان بھی نہ پائے فلک مثل روئی کے گالون کے اُڑ جائے ہر گولہ قلعۂ گردون
مین درآئے مہتابین وہ کہ اگر روبرو اُنکے ماہتاب آئے چہرے پر ہوائیان اُڑین غیرت سے شرمائے ہر ایک مہتاب
ایسی پرنور ہی گویا تجلی مین روشنی شعلۂ طور ہی نور دل اہل ایمان سے ہر مہتاب کی ضیا بہتر ہی اور زیادہ ماہ دوہفتہ سے
ہر اک مہتاب منور ہی اگر پیش کور مادرزاد کوئی ان مہتابون سے ایک مہتاب چھڑائے عجب نہین کہ فی الفور روشنی
مہتاب سے اُسکی آنکھ مین نور آجائے اگر ایک مہتاب مقام چشمۂ آب بقا مین کہ جہان ظلمت بکثرت ہی چھڑائی جائے
وہ جگہ ایسی پرنور ہو کہ آب بقا صاف دیکھنے والے کو نظر آئے اگر شب ہجر کوئی عاشق بخواہش سحر زمین سے ایک
مہتاب چھڑائے تاریکی شب فرقت سحر سے مبدل ہو جائے انار ایسے پر بہار شعبدہ باز ہین کہ بالا سے ہوا عین خزان مین
گلہاے بوقلمون کھلاتے ہین اور تماشائیون کو تنہائی مین فزاے گلزار دکھاتے ہین قلعہ ہاے آتشبازی وغیرہ کا کیا ذکر کیا جائے باعث
طول سخن ہوگا لیکن اب سامان و اسباب چراغان بیان کیا جاتا ہی دورستہ اُس صحراے سبزہ زار دشت پر بہار
مین قنادیل بلورین و انواع و اقسام الآت روشنی جابجا نصب کیے گئے ہین اسی طرح قصر الذہین سے تا قصر اخضر میدان
صحرا کو سامان روشنی سے آراستہ کیا ہی یعنے دو جانب سامان چراغان و آلات روشنی اور زنگار رنگ شیشہ ہاے بلورین
و زمردین نقرئی و طلائی مینا کاری سے زیب و زینت دیگئی ہے اور اس چراغان کے پس پشت خیمہاے زربفتی و
سقرلاتی مخملی زرین کار بوقلمون برابر استادہ کیے ہین اور ہر ایک قبہ خیمہ و خرگاہ طلائی و نقرئی مانند خورشید محشر تابان
و درخشان ہی اور درمیان ہر ایک خیمہ زرتار کے ایک حوض کو آب شیرین و خوشگواری سے مملو کیا ہی اور ہر حوض شیشہ ہاے
زنگار رنگ سے بنایا ہی کہ جنکو دیکھکر صنعت صناع خالق بحر و بر یاد آتی ہے اور عقل بشر لطائف آب پر حوضہاے مذکور
مین غوطہ لگاکر حیرت سے گم ہو جاتی ہے اور ایک نہر مانند سلسبیل آب شیرین و صاف کی کہ پانی اُسکا آب بقا سے آبرو
مین کہیں بہتر ہے قصر الذہین سے تا قصر اخضر اسطرح تیار کی ہی کہ ہر ایک خیمہ و خرگاہ کے گرد رہے اور ہر وقت نہر مسطور مین آب صاف
جاری رہتا ہی اسی طرح ہر چہار جانب یعنی تا عجائب نہر حکیم ارسطو اور شہر عسکریہ و یاقوت نگار و قصر اخضر بہ لطافت و خوبی
تمام پانی نہر کا مثل فیض مینچے جاری رہتا ہی بیمار اس نہر کے پانی کو پیکر شفا پاتے ہین مردم اس نہر کا پانی پیکر دنیا مین
لطف آب کوثر کا اُٹھاتے ہین شاید آب بقا اسی نہر سے شرمندہ ہو کر ظلمت مین مقیم ہوا ہی اور آب کوثر اسی نہر کے
پانی سے خجل ہو کر سوے عالم بالا گیا ہے اسی نہر کا پانی کار مسیحائی کرتا ہی بیماران دہر کی دوائی کرتا ہی اگر مردے اسکا

نہر کے پانی کو پا جائین عجب نہین کہ حکم خدا سے پھر زندہ ہو جائین چونکہ فیما بین طلسم بیضا و طلسم ارسطو ایک دریاے
ناپیداکنار واقع ہوا ہے اسوجہ سے یہ نہر قصر النیرین سے دریاے مذکور کے کنارے تک ہی اور دوسرے کنارہ دریا سے
ایک نہر نہایت وسیع خانۂ عروسان طلسم تک بنائی گئی ہے قبل اسکے دیو اور جنون کو صاحب قران اکبر نے حکم دیا تھا کہ بڑے
بڑے تختہ ہاے سنگ اور چوب کلان پردۂ قاف و دیگر مقامات سے لاؤ اور دریاے مذکور کا پل نہایت مستحکم اور پائدار
جلد بناؤ چنانچہ حارث دیو واقلع وابو الخیر جنی سردار دیوان قاف اس خدمت پر مقرر کیے گئے تھے فی الحال دیو این
چالاک دست وہنر نے بموجب حکم صاحب قران اکبر جلد تر پل دریاے مذکور کا بنا دیا ہی اور دونوں جانب اُس پل نو تعمیر
کے سامان آرایش چراغان و اسباب آتشبازی بکمال تکلف آراستہ ہی اسی طرح شہر عرشیہ و مقام تجل و شہر خسمت نگار
و شہر صورت پرستان و ممالک حصار چار شانہ و شہر کرسی و مقامات مشکبوے حیرت اور تمامی ایوان و قصور و منازل کو
بقواعد خوب و تجمل بحد ایسا آئینہ بند کیا ہی کہ ہر ایک مقام مزین فلک ہشتم پر طعن کرتا ہی واضح ہو ناظرین افسانہ پر کہ ایک
سمت قصر اخضر اور باغ قصر النیرین کے محاذی فضاے دشت طلسم بیضا تا کنار دریا واقع ہی اسی طرح جانب دوم دشت
پر بہار عجائبات طلسم ارسطو مین تا شہر عرشیہ ہی اور درمیان سرزمین طلسم بیضا اور طلسم ارسطو کے دریاے مسطور واقع ہی
اور نیز جانب ان مقامات کے قلعہ یاقوت نگار شہر عسکریہ واقع ہوے ہین اب بسبب زینت اور آرایش چراغان کے
تمامی زمین طلسم قلعہ آتش زار نظر آتا ہی اور اسقدر جو زمین طلسم کو زینت اور رونق فی الحال ہوئی ہی کہ اگر فلک ہشتم سے
مثال دین تو بجا ہی اور زیبا ہو اسی طرح ہر ایک جادۂ راہ افراط قنادیل سے اور جلوہ گری چراغان سے خط کہکشان کو نظر
حقارت سے دیکھتا ہی اور اپنے تئین اس سے کہین بہتر اور منور پاتا ہی اور ماسوا اسکے سراسر بیابان و صحرا نکہت گلہاے
بوقلمون اور شمیم ریاحین عنبر بو سے ایسے بسے ہوے ہین کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی اور بہشت عنبر سرشت کا گمان بلکہ یقین
ہوتا ہی ساکنان باغ جنان اگر کبھی صحراہاے مذکور الصدر مین گذرین عجب نہین ہی کہ گلشن جنان سے نفرت کر کے انھین
صحرا مین اپنا مسکن کرین اور کبھی بھولے سے بھی اپنے دل مین خیال فردوس برین کا نہ لائین اگر ملائکہ مقربین لینے کو
آئین کبھی نہ جائین حکماے عالی مرتبت کے حق صنعت اور خوبی سلیقہ اور کثرت وثوق پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کرنا
چاہیے کیونکہ ان مقامات دور دراز اور بیابان و صحرا کو خس و خاشاک سے پاک کیا ہی اور پست و بلند کو ہموار کیا ہی خارستان
کو مثل آئینہ صاف کیا ہی اور کس شان و تکلف سے ہر صحرا و دشت کو آراستہ کیا ہی دل عارف بھی ایسا صاف نہین ہی کہ
صفائی صحراہاے مسطور سے مقابلہ کرے اور بیاض سحر کی یہ مجال نہین ہی کہ صفائی و روشنی بیابان مذکور سے دعوی مقاومت
کرے آفتاب عالمتاب نے شاید انھین صحرا و دشت سے خجل ہو کر منھ اُس طرف پھیر لیا ہی دل مہتاب مین بھی شاید انھین
صحراے پرنور کے رشک سے داغ پڑا ہے - باز آمدیم بر سر مطلب - جب ابو عامر فردوسی کو اُس زخم جان ستان سے
صحت کلی حاصل ہوئی اور اُس نجم سعد بخت نے غسل صحت فرمایا - اپنے خویش عالی رتبہ کی شان و شکوہ شاہنشاہی کو ملاحظہ

کرکے نہایت خرم و شادان ہوگیا اور بے اختیار ابو عامر کے آئینۂ دل مین نور اسلام نے جلوہ کیا اُسی وقت سے اُس
انجام بین نے عہد مستحکم اور عزم بالجزم کرلیا کہ اپنے دین و آئین آبائی کو چھوڑکر بخلوص نیت و صفائی قلب دین محمدی مین شامل
ہوجاے چنانچہ ابو عامر نے اپنا ارادۂ دل بادری ایدروس کے روبرو ظاہر کیا بادری ایدروس اُسکے مافی الضمیر سے مطلع
ہوکر کثرت مسرت و شادمانی سے سجدہاے شکریہ پروردگار بار بار بجالایا اور اُسی دم خدمت بابرکت صاحبقران اکبر
مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے دعا و ثناے شاہنشاہی کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور قصد ابو عامر فردوسی سے صاحبقران
اکبر کو اطلاع دی صاحب قران والاشان بھی اس خوشخبری کو سن کے بہت شادان ہوے اور شکر خدا کیا بعد اسکے متبسم ہوکر
ارشاد فرمایا کہ اے رہنماے ملت آل بیضا قسم کھاتا ہون اُس پروردگار کی کہ جسنے مجکو صاحب قدر و منزلت کیا کہ اپنی
اس شوکت جلال اور دولت و اقبال سے اسقدر خوشی و مسرت اتنی مجھکو نہ ہوئی تھی جسقدر کہ ابو عامر فردوسی کے مسلمان ہونے
سے دل کو خوشی حاصل ہوئی کیا بیان کرون کہ بیان سے باہر ہے۔ اشعار

ز قتل دشمن و فتح طلسم و وصل حبیب	هزار شکر بدرگاه کارساز کریم
بروی ما در صد فیض بر گشاد ز لطف	که هر مراد که ما داشتیم داد ز لطف

صاحب قران اکبر نے اس انبساط و نشاط مین تین شب و روز جشن عشرت فرمایا جملہ امراے نیک نام و سلاطین ذوی الاکرام
اور رفقاے عالی مقام بھی اس مژدۂ فرحت بخش سے نہایت ہی مسرور و شادان ہوے الغرض بادری ایدروس نے
بھی شہر فردوسیہ کو اسباب روشنی و چراغان سے ایسا آئین بند اور آراستہ کیا تھا کہ اُن مقامات طلسم سے جنکا قبل اسکے
ذکر کیا گیا ہے ایک درجہ بلکہ بدرجہا رونق و تکلف زینت و آرایش مین گوے سبقت لے گیا یعنی شہر فردوس بوجہ کثرت زینت
کے گویا فردوس برین معلوم ہوتا ہے۔ الغرض بعد اس آراستگی اور تیاری کے صاحب قران ذیشان مع سلاطین و امرا
شہر فردوس مین تشریف لائے اور بعد سیر شہر مع شاہان و امیران والاقدر عالی منزلت والاحشم بہزہ راست قصر النیرین مین
داخل ہوے اور جدا جدا ہر ایک شاہ اور شہریار و امیر و سردار کے واسطے جاے سکونت و قیام قصر النیرین مین مقرر فرمائی
واضح ہو کہ اس قصر عالی منزلت مین اسقدر وسعت اور گنجایش ہے کہ رفقاے صاحبقران و سرداران ذیشان و سلاطین
والاشان کی سکونت و قیام کے واسطے کافی و وافی ہے چنانچہ ہر ایک رفیق وغیرہ جدا جدا قصر و ایوان مین مقیم اور سکونت پذیر
ہوا بعد اسکے حکماے ہر چہار مسطور اور صاحبقران اکبر اور شاہ سراج الحق و قاضی احمد عنبری و ابو الحسن جوہری اور بعض بعض
امراے مخصوص باہم دگر بزم مشورہ مین فراہم اور یکجا ہوے اُسوقت حکماے عالی قدر والاشان نے کہا۔ یا صاحبقران
اب یہ ارشاد فرمائیے کہ پہلے ان عاشقان محروم الوصال و شیفتگان مضطرب الحال سے کہ جو شوق و اشتیاق وصل
مین اپنے اپنے معشوقۂ خوبرو کے تاب صبر و ضبط نہین رکھتے ہین کس خستہ حال شکستہ بال کے عقد و نکاح کا اسباب و
سامان درست کیا جاے اور اول کس شیفتہ اور فریفتہ کا نکاح اُسکے معشوق حسین مہ جبین گل اندام سے ہو اور کس سے بعد

ذی وقار شہور شعار کی بزم کتخدائی قبل جملہ رفقاے نامدار کے ظہور مین لائی جاے آپ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائین کہ اول کون سردار یا رفیق مستحق عقد و نکاح کا ہے تاکہ قبل سب کے اُسی کا عقد ہو غرضکہ تمامی صاحبان جلسۂ مشورہ نے یہ تجویز کی کہ اول ساکنان طلسم ارسطو کا نکاح ہونا لازم ہے اور قبل سب کے ساکنان طلسم مذکور کا عقد ہونا ہماری راے میں ضرور ہے چنانچہ تمامی ارباب مجلس اہل الراے نے اس تجویز معقول سے اتفاق کیا اور جملہ صاحبان انجمن مشورہ نے بکمال خوشی و شادمانی اس راے کو پسند کیا اور کسی نے اس راے باصواب سے انحراف نہ کیا اسوقت اس تجویز کی اطلاع ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ زنان پریزاد ساکنان عجائبات کو دی گئی چنانچہ بمجرد پہونچنے اس خبر مسرت اثر کے ملکہ نوبہار گلشن افروز مذکور آراستگی اور فراہمی اسباب و سامان عقد و نکاح مین مصروف و مشغول ہوگئی اور تیاری سامان عقد مین کوشش عظیم اور فکر بسیار کرتی گئی اور ادھر صاحبقران اکبر نے اول شاہزادہ حفیظ ثریا مکان کا عقد منطقہ زرین کمر بنت محفوظ اور ملکہ فرنگ سلطان سے قرار دیا اور سعید لوحدار کو پیام بھیجا کہ بہت جلد عروس کے عقد و نکاح کی تیاری تمکو کرنی چاہیے تاخیر نہ کرنا اور غفلت اور تساہل کو راہ نہ دینا فلان روز ہمایون اور فلان ساعت سعید ہمنے براے عقد قرار دی ہے جسوقت سعید لوحدار کو یہ حکم صاحب قران اکبر پہونچا خوشی سے غنچۂ دل اسکا مانند گل شگفتہ ہوگیا اور ارشاد صاحب قران اکبر کو بسر و چشم قبول کیا اور اُسی وقت سے آراستگی اور فراہمی سامان و اسباب عیش و عشرت کتخدائی مین ہمہ تن مشغول ہوا رفیع کرسی نشین نے تمام و کمال شہر کو آئین بند کیا تھا کیونکہ قبل اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حکم اُسکو پہونچ گیا تھا کہ شہر کرسی اور قصر مثمن و قصر مربع کو مانند فلک نہم نہایت کوشش سے آراستہ کرنا چنانچہ رفیع کرسی نشین نے تمام شہر کرسی کو مع قصور و ایوان سراسر آرایش اور زیبایش سے مثل عروس شب اول مزین کیا ہے موافق ابیات ؎

بہر خانہ بزمی شد آراستہ
مہیا دران گشتہ ہر خواستہ
نے و مطرب و ساقی سیم ساق
ہمین دادہ زینت بطلق رواق

ادھر محفوظ قلمدار اپنے نور نظر لخت جگر حفیظ ثریا مکان کے ہمراہ باغ قصر النیرین مین آیا اور محفل انبساط اور بزم نشاط کے مرتب کرنے مین ساعی ہوا چنانچہ جلد تر سامان عیش و سرور مہیا اور موجود کیا اور بزم کتخدائی کو آراستہ کیا صاحب قران اکبر نے بھی حفیظ کے عقد کا ایک جشن عالی بکمال تزک و تکلف سے آراستہ فرمایا اگر توصیف اس جشن کی کیجائے تو طول ہوگا اور عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کی بھی خاطر مکدر ہو لہذا بالتفصیل جشن مذکور کے وصف سے ہاتھ اُٹھا کر مدعانگار ہون اس جشن مین محفوظ قلمدار نے موافق اپنی قدر و لیاقت و شان کے امراے صاحب قران و سرداران صاحبقران ذیشان کو خلعت زر و جواہر گران بہا نذر دیا جسطرح کہ صاحب قران نامدار والا تبار بذات خاص اس جشن شادی مین میر محفل اور سردار جلسہ تھے اور سرانجام و انصرام امورات جشن مین مصروف ہمہ تن تھے اسیطرح دوسری جانب یعنی طرف عروس ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ خواتین عالی منزلت والا قدر مہتمم اور سرانجام کار

کتخدائی مین ساعی تھین چنانچہ خواتین مذکور الصدر سعید لوحدار کے مکان پر تشریف لے گئین اور دونون خواتین نے خود
اپنے ہاتھ سے عروسون کو لباس و پوشاک عروسی سے آراستگی اور زینت ایسی دی کہ حوران جنان نے غیرت سے سر جھکا لیے
اور زہرہ و مشتری لولیان سپہر نے شرمندگی سے نقاب سیاہ شب کو اپنے رخون پر ڈالا اور ایسا جواہرات بیش قیمت مع
ملبوس زرتار و لباس شاہانہ شب عروسی منطقۂ زرین کمر کو عنایت فرمایا کہ ویسا جواہر گران بہا اب معدن کو بھی دستیاب
نہین اور ویسی پوشاک نادر خواتین سلاطین اولوالعزم کو بھی شاید ممکن نہو اس طرف صاحب قران گیتی ستان مع جملہ
امیران عظام و رفیقان والامقام و سلاطین ذوی الاحترام روز مقررہ بساعت سعید حفیظ ثریا مکان کو نوشاہ بنا کر
بحزم و حشم و بشان و شوکت و بجلوس تمامتر و باتنظام کماحقہ جانب شہر کرسی برات لیکر یون روانہ ہوئے کہ حفیظ ثریا مکان
کو صاحب قران اکبر نے اپنے برابر ایک سمند تیز گام حور نژاد پر سوار کیا اور راست و چپ سواری حفیظ ثریا مکان جملہ امیران
والاشان و سلاطین عالی مکان و سرداران سعادت نشان اسپان تیز رفتار و مرکبان برق کردار پر سوار تھے اور عقب
سواری نوشاہ یعنے حفیظ ثریا مکان جملہ مردان فوج سراپا ملبوس فاخرہ پہنے ہوئے آلات حرب و ضرب تن پر سجے ہوئے
صف بستہ جلو مین تھے جو کوئی اُن مردان سلح پوش کو وقت رفتار دیکھتا تھا اُسکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریاے ذخار
ناپیدا کنار آہن روان ہے ہر ایک جوان اُس فوج ظفر موج کا غیرت رستم و اسفندیار تھا تلوارین مردان فوج کی چمک
مین غیرت برق تھین نیزے اُنکے دل کوہ کو مجروح کرتے تھے علاوہ جلوس بیحد کے باجون کے شور سے گوش ساکنان
فلک کو صدمہ پہونچتا تھا۔ خوف تھا کہ گوش کر ہو جائین۔ الغرض صاحب قران اکبر اس جلوس و سطوت و شان
سے یعنے نقارہاے شادی بجتے ہوئے دولہ پر مردم زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوئے دروازہ عجائبات مین
داخل ہوے۔ واضح ہو کہ یہ وہی در طلسم ارسطو ہے کہ صاحب قران اکبر قبۃ المثال یعنے گنبد گیتی نما کی سیر سے فارغ
ہو کر باہر تشریف لائے تھے اور جبل اعلےٰ اور قریۂ فردوس کی جانب روانہ ہوے تھے جسوقت سواری صاحبقران
ذیجاہ مع نوشاہ حفیظ ثریا مکان در مذکور مین داخل ہوئی اور صاحب قران ذیشان کا گذر اُس پل پر ہوا جسکا کہ قبل ذکر کیا
ہے عجب کارخانہ حیرت افزا دیکھا اور طرفہ تکلف و زینت کی آرایش نظر سے گذری کہ عقل دنگ تھی اور وہم و قیاس
و ادراک سے عاجز تھی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیونکر اس پل کو بنایا ہے اور کس عنوان سے اسکی آرایش کی ہے کیونکہ دونون
جانب پل مذکور کے روشنی چراغان اس قاعدہ اور تکلف سے کی گئی تھی کہ روشنی چراغان سے وہ بات بہترون سے
مفہوم ہوتی تھی آب دریا مین وہ روشنی چراغان عجب لطف دکھاتی تھی قدرت خدا نظر آتی تھی ہر شخص کا دل یہی چاہتا
تھا کہ ایسے چراغان کی سیر کیجیے اور چندے دل کو اس کیفیت عجیب سے فرحت دیجیے علاوہ اسکے ساکنان
عجائبات ہزار در ہزار زن و مرد با ملبوس زرنگار رنگ کشتیون پر سوار بہ آرایش روشنی فانوس و قندیل وغیرہ
سطح آب دریا پر ہر جانب سیر کرتے تھے



اُسوقت یہ روشنی کشتیون پر عجب طرح کا لطف دیتی تھی دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ یہ روشنی فانوس اور قندیل سطح آب پر روان نہین ہے بلکہ ماہ و مہر سطح فلک پر گردش کرتے ہین ایسا عکس روشنی سطح آب پر پڑتا تھا کہ ماہیت تہ دریا کماہی ظاہر و آشکار تھی اور جلوۂ چراغان درون آب سے ثابت کواکب کی بہار تھی الحاصل صاحب قران اکبر آرایش دریا کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہوئے شہر کرسی مین داخل ہوئے دیکھا کہ شہر کرسی نہایت لطافت اور تکلف سے ایسا آراستہ ہے بقول شخصے ؎ اگر فردوس بر روی زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است + باوجودیکہ صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو اسوقت بخوبی تمام آباد مثل سابق پایا لیکن اکثر مقامات عجائبات حیرت افزا مفقود دیکھے پس جسوقت صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو نظر غور و تامل سے دیکھا جملہ مصائب و صعوبات سابقہ جو ماین سیر گذرے تھے یاد آ گئے۔ القصہ شہریار نامور یعنے صاحب قران اکبر خانۂ عروس مین مع نوشاہ یعنی حفیظ ثریا مکان تشریف لائے اور مسند زرنگار پر اپنے برابر حفیظ ثریا مکان کو بیٹھایا۔ ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت راگ اور رقص کی ایسی مرتب ہوئی کہ آجتک چشم پیر گردون سنے نہ دیکھی ہوگی اور گوش شنیدنی نے نہ سنی ہوگی نازنینان خوبرو جو راگ اور رقص مین وحید عصر یکتاے روزگار تھین اس محفل نشاط مین ایسا لحن داؤدی سے بناز و انداز گائین کہ زہرہ جو مطربۂ فلک ہے اسکے بھی ہوش اُڑ گئے خیال اپنی یکتائی کا دل سے دور ہوگیا قریب تھا کہ گانا نازنینان مذکور کا سنکے مستانہ وار اپنے تیئن فلک سے گرادے مگر بزور تمام سنبھالا ان نازنینان خوبرو نے اہل محفل کے دلون کو ہنگام رقص مثل حنا پامال کر ڈالا ہے ہر ایک شخص مثل تصویر ساکت بیٹھا ہے ہر شخص محو اور خود گم ہو رہا ہے جو لوگ لذت عشق سے واقف ہین اور علم موسیقی مین دخل رکھتے ہین اُنکا تو یہ حال ہے کہ ہر تان پر اپنے ہاتھون سے اپنا جگر پکڑ لیتے ہین بعضے حالت وجد مین جھوم رہے ہین بعضون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین بعضے نظر تعشق سے ان نازنینان

خوبرو کو دیکھ رہے ہین اسی طرح جلسہ راگ ورنگ اور بزم عشرت ہمیشہ عروس کبھی آراستہ ہی یہ صحبت رقص فتح تا اختتام
عقد شب و روز رہیگی چونکہ سعید بوحدار فیلوقار نے قبل ہی سے واسطے صاحب قران اکبر اور امراے نامور وغیرہ
کے مکانات سکونت و قیام علیحدہ علیحدہ آراستہ کیے تھے پس ہر ایک رفیق اور انیس کو اور شاہ اور شہریار کو علی قدر
مراتب اور منزلت انھین قصر و ایوان مین فروکش کیا اور طرح طرح کا اسباب راحت و آرام و سامان عیش و عشرت
مہیا اور موجود کیا ہے اب صاحبقران عالیشان ہر روز مع امراے عظام عالی مقام شہر کرسی کی سیر فرمایا کرتے ہین
ایک روز صاحب قران نے ملاحظہ کیا کہ جو عجائبات اور نادرات طلسمی حیرت افزا قبل نظر آتے تھے اب تمام و کمال
دکھائی نہین دیتے ہین لیکن منازل بدستور اپنی صورت اصلی پر ہین یعنے جو اثر طلسم سے دریاے عظیم قبل اسکے تھا
وہ اب اک حوض مختصر نظر آتا ہے اور جو مکان اسوقت مین عظیم الشان دکھائی دیتا تھا اب وہ حجرہ معلوم ہوتا ہے
مگر اکثر مکانات و مقام مثل قصر مثمن اور منزل خاص و عام اور قصر مربع اسی طرح اپنی صورت اصلی پر ہین اور اسی
رنگ سے چمنستان بھی سرسبز و شاداب ہے یعنے مثل سبزہ خط معشوق سبزہ لطف پر ہے اور مانند رخسار گلرخان
ہر گل شگفتہ اور شاداب ہے لیکن عجائبات طلسم سے کسی شی کا ذرا بھی نشان نہ دیکھا صاحب قران نے تاسف
کرکے اکثر امراے نامدار اور رفقاے ذیوقار سے جو اسوقت ہمراہ رکاب تھے فرمایا کہ دیکھو اسجگہ ہر ایک قصر عظیم الشان
تھا اب کچھ اسکا نشان بھی نہین پایا جاتا اسی طرح اور مقامات پر مکانات و بحور وغیرہ کا نشان بتاتے تھے اور جو کچھ
کہ مصائب سابقہ اس مقام پر گذرے تھے انکا اظہار فرماتے تھے قصہ کوتاہ شب جمعہ ساعت ہمایون مین حفیظ ثریا مکان
اور منطقۂ زرین کمر کا عقد ہوا تمامی رفقاے صاحب قران و امراے والاشان خوشنود ہوے خصوصاً
صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوے اور حفیظ ثریا مکان کی تو مسرت بخوبی کس سے تحریر ہو مختصر یہ ہے کہ مارے
خوشی کے ایسا بالیدہ ہوا کہ بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا تھا کہ اے حفیظ آیا یہ عالم خواب ہے یا عالم بیداری ہے
اگر جاگتا ہون تو زہے قسمت کہ اب اپنی معشوقہ طناز سراپا ناز سے صورت وصل بہ آرام تمام ظہور مین آئیگی روح تن خاکی
مین آرام پائیگی قلب کو قرار آئیگا اب تو نے مجھے بستر خواب پر نہ تڑپائیگا لپٹ کر معشوق سے سوئینگے فرقت مین خوب
روئے اب نہ روئینگے ادھر حفیظ ثریا جاہ تو یہ خیالات اپنے دل مین کر رہا ہے ادھر منطقۂ زرین کمر کو ہمصحبتین چھیڑ
چھاڑ رہی ہین سرگوشیان ہو رہی ہین اشارہ کنایہ مین مطلب دلی ادا کر رہی ہین کہ تو مبارک ہو اب پہلوے
عاشق مین سونا انفصال خدا سے دور ہوا ہر وقت کا رونا امید دلی بر آئی خدا نے صورت وصل عاشق دکھائی
منطقۂ زرین کمر بھی دل مین نہایت شاد ہے صدمہ و رنج غم سے آزاد ہے ہر چند ضبط کرتی ہے مگر ہنسے دیتی ہے اپنے دل مین
شکر جامع المتفرقین کرتی ہے کبھی یاد شدائد و مصائب گذشتہ کرتی ہے غرضکہ بعد عقد و نکاح حفیظ ثریا مکان نے
عروس کو آغوش مین مثل دل کے سکھپال زرین مین سوار کیا اور اپنے مسکن خاص یعنی مادر و پدر کے مکان مین

بخدم و حشم مع اسباب و اموال جہیز اُسی طرح تزک و احتشام سے آیا صاحب قران اکبر بھی محفوظ قلمدار کے گھر ہمراہ حفیظ ثریا مکان تشریف لائے محفوظ قلمدار نے اول صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور اُس منزل مین جو خاص واسطے صاحب قران کے آراستہ کی تھی اسی مکان مین صاحب قران اکبر کو فروکش کیا حفیظ ثریا مکان نے باوجود عقد شرعی کے بوجہ پاس و لحاظ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ اور محبوبہ منطقہ زرین کمر سے وصل نہ کیا اور زفاف سے محترز رہا باین خیال کہ ابھی صاحب قران اکبر کو وصال حقیقی معشوق نہین ہوا ہے کیونکر یہ ہو سکتا ہی کہ مین اپنی محبوبہ سے ہمبستر ہون اور لطف وصل اُٹھاؤن اور آقاے نامدار و مولاے قدرشناس یعنی صاحب قران اکبر اپنے معشوق کے وصال سے محروم رہین تاوقتیکہ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ سے ہمبستر نہو لینگے مین بھی اپنی محبوبہ سے وصل نکرونگا بس اسی خیال سے حفیظ ثریا جاہ شب اول زفاف کا مرتکب نہوا اور رات کو یونہین بسر کیا جب صبح ہوئی اور کما حقہ کیفیت حفیظ ثریا جاہ کی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوئی ناز حد کدر ہوکر حفیظ ثریا جاہ کو طلب کیا اور ترش رو ہوکر ارشاد فرمایا کہ اسے حفیظ تمھین قسم ہے ہمارے سر عزیز کی کچھ خیال و پاس ہمارے محروم وصل ہونے کا نہ کرو اور ابھی جاکر مرحلۂ زفاف کو سر کرو اگر اب ایک لمحہ توقف کروگے اور ہمارے کہنے کو نہ مانوگے تو ہمکو تم سے ملال ہوگا افسوس تمکو ذرا غیرت اور حیا نہین آتی اور یہ خیال تم اپنے دل مین نہین کرتے کہ ساکنان طلسم خصوصاً زنان مذاق دوست اس تمھاری حرکت بیہودہ سے تمکو کیا تصور کرتی ہونگی اور بجاے خود طعن و تشنیع تیہرتی ہونگی علاوہ اسکے اے حفیظ کیا تم ہمکو بھی اپنے ساتھ ساکنان طلسم کے روبرو ذلیل اور خفیف کروگے لہذا بہتر یہ ہی کہ اب ایام مفارقت کو طول نہ دو جاؤ لذت وصل معشوق سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوا اور ہم ہر شخص طالب وصل محبوب کو اپنے سر کی قسم دیتے ہین کہ ہر ایک شخص بعد عقد نکاح اپنی اپنی محبوبہ مطلوبہ سے بعیش و عشرت ہم بستر ہوا اور شربت وصال سے لذت اُٹھائے اور ہرگز ایک دوسرے کی رعایت ملحوظ نہ رکھے اگر کوئی شخص اب ہمارے پاس و لحاظ کی وجہ سے برخلاف حکم ہمارے وصل سے اپنی معشوقہ کے باز رہیگا قسم ہی پروردگار عالم و عالمیان کی ہمکو اُس شخص سے بہت ملال اور رنج عظیم ہوگا بلکہ ہم اُس شخص نافرمان کو اپنے عہد عیش و عشرت کا آزار رسان تصور کرینگے۔ الغرض جب حفیظ ثریا جاہ نے صاحب قران اکبر کی زبان سے یہ کلمات تاکید و تہدید سماعت کیے اُسی وقت اپنی معشوقہ اور محبوبہ یوسف جمال پری تمثال منطقہ زرین کمر کو خانۂ خلوت مین لے گیا اور بصد شوق و اشتیاق و بہزار آرزوے دل مشتاق تنگ آغوش مین لیا اور دل ناکام و فرقت کشیدہ کو ہم آغوشی منطقۂ زرین کمر سے مسرور کیا بوسے متواتر لب نازک کے لیے عقیق لب پارہ نیلم کیے بوسے گل رخسار رنگین سے دماغ کو معطر کیا اور شمیم گیسوے مشکین سے مشام جان کو معنبر کیا لپٹ لپٹ کر خوب پیار کیا نقد دل کو بجو بی نثار کیا آخر کار قفل گنجینۂ پنہان کو کلید وصل سے بصد آرزو وا کیا اور دل حریص کو حصول دولت وصل سے آرام دیا شکر خدا بجالایا براے غسل حمام مین آیا اور بعد طہارت پوشاک نفیس زیب جسم کرکے خدمت صاحب قران اکبر مین

مسرور و خندان گیا با دب تمام تسلیم کر کے دعا و ثنا کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ صاحب قران اکبر نے رخ گلرنگ حفیظ ثریا جاہ دیکھکر یقین کیا کہ دولت وصل محبوبہ مطلوبہ سے اسکو فراغ ہوا الحمد اللہ غم مفارقت کا دور دل سے داغ ہوا اُسوقت صاحب قران اکبر نے حفیظ ثریا جاہ سے کہا کہ مبارک ہو وصل محبوبہ موافق مضمون ابیات ــــ ۵

چه خوش باشد که بعد از انتظاری	بامیدے رسد امیدواری	چه خوش وقتی و خرم روزگاری	که یارے برخورد از وصل یاری
چه نیکو ساعتے آن ساعت نیکو	که با عاشق شود دلدار نزدیک	که باغ حسن او دلخواہ بیند	گل مقصود خاطر خواہ چیند

حفیظ ثریا مکان یہ مبارکباد صاحب قران اکبر سُنکے سر شرم و حجاب سے خم کر کے عرض کرنے لگا کہ یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار حضور ہی کے اقبال اور دعا سے شربت وصل محبوب سے کامیاب ہوا ورنہ امید نہ تھی کہ شجر مراد بار آور ہوگا اور در مدعا ہاتھ آئیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ مسبب الاسباب بر آرندہ حاجات پروردگار ہی انسان ضعیف البنیان مجبور ولاچار ہی ادھر منطقۂ زرین کمر کو خواتین ہمراز و دمساز خانۂ خلوت سے باہر لائین بخوشی و خرمی حمام مین لیگئین اور بعد غسل زیور جواہر گران بہا اور ملبوس نفیس سے مزین کیا اور باہمد گر بزم عشرت آراستہ کی الحاصل جب حفیظ ثریا مکان منطقۂ زرین کمر کے وصل سے شادکام ہوا صاحب قران اکبر نے طالب و مطلوب عاشق و معشوق یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقۂ زرین کمر کو خلعت ہائے پرزر اور عقد مروارید بے بہا اور تاج مرصع اور زیور زنانہ مرحمت فرمایا اور منطقۂ زرین کمر کو ملکہ فرنگ سلطان کے پاس روانہ کیا۔ واضح ہو کہ ملکہ فرنگ سلطان کا مقام سکونت اُس جانب دریاے غدبیہ کے واقع ہی جسکو دریائے شہر کرسی بھی کہتے ہین منطقۂ زرین کمر کشتی مین سوار ہو کر ملکہ فرنگ سلطان کے مکان مین پہونچی جہان مرطوب شاہ پدر ملکہ فرنگ سلطان حکمرانی کرتا ہے اور اسی شہر کو عوام الناس نگارستان کے نام سے مشہور کرتے ہین مرطوب شاہ نے نگارستان سے بیرون شہر دو فرسخ تک بیابان و دشت کو روشنی چراغان اور ہر قسم کی آرایش سے ایسی زینت دی تھی کہ شہر نگارستان اسم بامسمےٰ ہو گیا تھا۔ صاحب قران اکبر حفیظ ثریا مکان کو بار دگر بھی اسی طرح شوکت و شان و تجمل سے دولہ بناکر شہر نگارستان کی جانب جہان خانۂ عروس تھا روانہ ہوئے کہ گرد و پیش سواری جمیع امراے ذیوقار فیلان کوہ پیکر پر سوار ایک جانب سواران لشکر چار صف بصف قطار قطار وردیان زنگار رنگ زیب تن کیے ہوئے باگین اسپان سبک گام کی لیے ہوئے ایک سمت پیدل لشکری ہزار در ہزار وحید عصر جیدہ روزگار باجون کی صدا سے دلون کو وجد ہوتا تھا ہر اک سُننے والا تخم مسرت اپنے مزرعۂ دل مین بوتا تھا آواز دہل سے زمین کانپتی تھی گاؤ زمین کثرت بار مردم و غیرہ سے ہانپتی تھی وہ شہنا کی آواز مرغوب وہ بانون کی صداے خوب وہ دمبدم نقارون کی ٹکور وہ دمبدم قرنا کا شور پیر فلک خمیدہ ہو کر تماشا برات کا دیکھکر چلتا تھا ہر چند واسطے جفا کرنے کے دمبدم گردش کرتا تھا مگر کچھ بس نہ چلتا تھا جس صحرا مین صاحب قران اکبر مع حملہ ہمراہیان قیام کرتے تھے وہ دست کثرت فیلان ہمراہی سے جنگل بن ہو جاتا تھا اور جس دشت مین صاحب قران والاشان مقام کرتے تھے وہ بیابان بوانان گلرخان سے اپنے دامن مین گلہائے

پاتا تھا الحاصل صاحب قران اکبر بعد قطع راہ حفیظ ثریا مکان کو دولہ بنائے ہوئے بتجمل حشم مذکور قریب خانۂ عروس کے پہونچے مرطوب شاہ نے استقبال صاحب قران اکبر مع جمیع امرا و وزرا کے کیا اور اپنے ہمراہ باعزاز و اکرام و احترام شہر نگارستان مین لیجاکر قصور و مکانات عظیم الشان مین جو قبل سے آراستہ کیے تھے صاحب قران اکبر کو انھین قصر دلمین برائے قیام جگہ دی اور جملہ اسباب عیش و راحت فراہم کیا مہمانی صاحب قران اکبر کی مع جملہ ہمراہیان کے نہایت تکلف سے کی اور ایسی محفل عشرت اور بزم عیش مرتب کی کہ سب خرد و کلان محظوظ ہوئے بعد دو روز کے شب عقد مثل چہرۂ عروس نظر آئی صاحب قران اکبر نے ساعت سعید اور وقت مسعود مین حفیظ ثریا جاہ کو ملکہ فرنگ سلطان کے ساتھ منعقد کیا منطقۂ زرین کمر کہ قبل سے ملکہ فرنگ سلطان کے پاس پہونچی تھی اور وہ خود بھی آرایش عروس مین مصروف ہوئی تھی اُسی کے روبرو عقد ہوا ہر چند کہ یہ امر باعث ملال زنان ہوتا ہے لیکن منطقۂ زرین کمر کو چندان ملال ہوا اور آپس مین اتحاد اور محبت ہوئی قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر ملکہ فرنگ سلطان اور منطقۂ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان کو بخدم و حشم مع اسباب جہیز اپنے ہمراہ لیکر اُسی طرح شہر کرسی مین تشریف لائے اور روز دوم مع رفقا د عروس وغیرہ کے جانب قصر الزرین مراجعت فرمائی جب وقت شب ہوا حفیظ ثریا جاہ نے مثل منطقۂ زرین کمر کے ملکہ فرنگ سلطان سے بھی وصل حاصل کیا رنج دوری ملکہ فرنگ کے دل سے زائل کیا صبح کو بعد غسل اور تبدیل پوشاک کے حفیظ ثریا مکان خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا سر برائے تسلیم جھکایا دعائے درازی دولت و اقبال صاحب قران اکبر زبان پر لایا صاحب قران اکبر نے سکر اکر وصل ملکہ فرنگ سلطان کی مبارکباد دی حفیظ نے شکر و سپاس مکرمت سلطانی ادا کیا صاحبقران اکبر نے مثل سابق خلعت و زیور عنایت فرمایا بعد اسکے صاحب قران گیتی ستان حکماے عالیقدر کے پاس تشریف لے گئے اور تمام و کمال حقیقت عقد و نکاح سے حکماے موصوف کو آگاہ کیا حکیم قسطاس نے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اب ہماری رائے یہ ہے کہ شاہزادگان عجائبات کا عقد اس طور پر ہونا چاہیے کہ آپ بھی تا اختتام جشن عروسی اور ہنگام عقد ساکنان عجائبات اُسی جا نزول اجلال فرمائین اور خانۂ عروس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت اور رونق بخشین اور رات دن سیر عجائبات مین اوقات عزیز بسر فرمائین اور روز عقد و نکاح شاہزادگان عجائبات بدستور معین بخدم و حشم و جلوس و تجمل سے نوشہ کو اپنے ہمراہ خانۂ عروس مین لیجاکر منعقد فرمائین کیونکہ ساکنان عجائبات کی کتخدائی سے جلد تر فرصت حاصل ہو جائے بعد ازان آپ کے رفقاے خاص کی نوبت آئیگی صاحب قران اکبر نے اس امر کو بہت پسند کیا اور اسی وقت تمام ساکنان عجائبات کو اطلاع دے دیگئی اور تاریخ عقد سے بھی آگاہی دی چنانچہ بمجرد اطلاع جملہ شاہان عجائبات درستی سامان کتخدائی و تیاری جشن مین مشغول اور مصروف ہوئے وہان تو سلاطین ساکن عجائبات سامان کتخدائی اور تیاری مین ہمہ تن سرگرم مین لیکن یہان صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس عالی رتبہ سے

دریافت کیا کہ اے مہر سپہر حکمت و اے منبع فیض و برکت اب یہ ارشاد فرمایئے کہ اول کس شخص کی شادی اور تقریب کتخدائی
آغاز کیجائے حکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ اے شاہزادۂ والاشان ہمارے نزدیک تو بہرام سرخ کلاہ قبل سب کے
عقد اور بستری معشوق کا مستحق تھا کیونکہ بہرام ہی اول مطیع اور فرمانبردار آپکا ہوا ہے مگر بوجہ اسکے کہ اُسکا نکاح طلسمی اول ہوچکا
ہے اس سبب سے اب اصفر بن طاق شاہ کا عقد ہونا بہتر ہے اور بعد اُسکے مسعود نوجوان کا نکاح ہونا چاہیے اور بعد مسعود
کے احمر بن عادل شاہ کا عقد ہو صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم صاحب تاریخ مقرر اور معین فرما کر یوم عقد سے
طاقی شاہ و عادل شاہ کو اطلاع دی اور بتاکید اکید کہلا بھیجا کہ جلد سامان عقد اور تیاری جشن عروسی مین سرگرم ہو چنانچہ
بروقت سُننے اس مژدۂ جان بخش کے طاقی و عادل شاہ ازحد مسرور ہوے اور صاحب قران اکبر کے رہنے اور
تشریف رکھنے کے واسطے شقایق افروز پر کیا باغ دلکشا آراستہ کیا تاکہ صاحب قران اکبر مع جمیع رفقاے نامور ایسے
باغ مین نہایت فرحت اور عشرت اور شگفتگی سے قیام پذیر ہون - واضح ہو کہ یہ باغ زیر فلک ایسا ہے کہ کانٹا بھی اس باغ
کا غیرت گل ہے اور سبزۂ پژمردہ بھی اس باغ کا بہتر از سبزۂ خط گلرخان جز وکل ہے ہر غنچہ اسی باغ کا دہن تنگ معشوق
سے تنگ تر ہے اور ہر گل اس باغ کا رنگینی و نزاکت و شادابی مین رخسار خوبان سے کہین بہتر ہے اور ہر سرو اسی باغ کا قد
قامت محبوبان جہان سے خوب ہے اور چشم مست مہوشان اسی باغ کی نرگس سے محجوب ہے ہوا اسی باغ کی ہواے باغ ارم سے
زیادہ تر فرحت بخش ہے اور سیر اسی باغ کی بیماران جہان کو صحت بخش ہے الحاصل صاحب قران ذیشان بعد اس حکم و احکام
کے قصر النیرین سے سوار ہوے اور مع امراے ذیوقار و سلاطین نامدار و رفیقان عالیوقار عجائبات ارسطو مین تشریف
لائے جملہ سلاطین عجائبات نے صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور باغ موصوف مین باحترام لا کر مقیم کیا یہ باغ بھی
مثل باغ زاہدۂ خاتون کے وسعت مین پایہ کمی نہین رکھتا ہے چنانچہ واسطے قیام جملہ امیران عظام و سلاطین والا مقام و مر
عملہ صاحب قران اکبر کو قصور و ایوان اس باغ پر بہار کے کافی و وافی ہوگئے طاقی شاہ وغیرہ نے بعد حاصل کرنے شرف
پابوسی صاحب قران اکبر کے ساتھ تکلف شاہانہ کے قواعد دعوت مہمانی ادا کیے اور جملہ امراے صاحبقرانی کو خلعتہاے
پرزر اور فاخرہ دیے اور جلسۂ عشرت نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا - القصہ بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے
اصفر بن طاقی شاہ کو روز مسعود اور ساعت ہمایون مین دولہ بنایا سر پر سہرہ زرتار باندھا رخ نوشاہ یعنی اصفر بن طاقی شاہ
پر سہرے کی لڑیان یون نظر آتی تھین جیسے چہرۂ آفتاب پر تار شعاع غرض صاحب قران اکبر نے لباس شاہانہ اور خسروانہ
سے اصفر کو آراستہ کر کے مرکب پری تمثال پر سوار کیا اور آپ بھی ایک سمند صبا رفتار پر سوار ہوے اور جملہ امیران والا قدر
کو حکم دیا کہ سواری کے یمین و یسار جلو مین رہین اور عقب مین مردان لشکری صف بستہ رہین چنانچہ بموجب حکم صاحب قران
آراستگی برات ہو چکی یون نوبت و نقارے بجے گویا رعد گرجے دہل نے اپنی آواز بلند کی تاشے کڑکے اسی طرح اور باجون کی
صدائین بلند ہوئین برات چلی صاحب قران اکبر قریب اصفر بن طاقی شاہ کے چلے چونکہ فصل گرما کی تھی صاحبقران اکبر

دن کو قیام کسی مقام مناسب پر کرتے تھے اور شب کو جانب خانۂ عروس چلتے تھے کیونکہ شہر طاقی شاہ یعنی شہر کشتان
سے ملک عادل شاہ تک کہ وہی ملک عادل شاہ جاے عروس ہے چند منزل کا فاصلہ ہے آخر الامر بعد قطع منازل و
طے مراحل بکر و فر و بجلوس تمامتر صاحب قران اکبر نے شہر عادل شاہ مین نزول اجلال فرمایا اور سواری لشکر تیاری
والی شہر مین داخل ہوئی عادل شاہ نے بھی شہر کو ایسا آراستہ کیا تھا کہ گردون نے بھی کبھی ایسی رونق اور آراستگی
کسی شہر مین نہ دیکھی ہوگی پس جسوقت عادل شاہ نے خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سُنی بخدم و حشم ایک منزل
بیرون شہر واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بخوشی تمام استقبال کیا بعد حاصل کرنے شرف ملازمت
کے صاحب قران اکبر اور نوشاہ کو بعزت و حرمت و باحترام تمام اپنے شہر مین لایا اور باغ طرب افزا مین کہ سراسر
کثرت گل و ریاحین اور شادابی و تکلف سے نمونۂ بہشت عنبر سرشت تھا صاحب قران اکبر کو فروکش کیا اور ابواب دعوت
و ضیافت وا کیے اور ایسی اغذیۂ لطیف پخت کرائین کہ آجتک پیر فلک کسکول ماہ ہاتھ مین لے کر شب کو پھیرتا ہے اور دن سے
ویسی ہی غذاے لطیف کا ہر اک سے سائل ہے مگر نہین ملتی علاوہ اسی ضیافت اور مہمانی کے عادل شاہ علیٰ قدر مراتب
ہر ایک سردار اور سلاطین کے ساتھ بسلوک پیش آیا یہان ملکہ ناطقہ روشن بیان سامان کتخدائی اور زیبائش و
آرایش عروس مین مصروف و مشغول تھی الغرض ساعت سعید مین صاحب قران اکبر نے اصفر نوجوان کو اسکی محبوبہ
حمراے گلنار پوش سے منعقد کردیا اصفر عروس کو لے کر ہمراہ صاحب قران مع اسباب جہیز باغ مین آیا چونکہ اصفر
نوجوان بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کے اپنی معشوقہ و محبوبہ حمراے گلنار پوش سے قرین ہوا ہے دل اُسکا مانند گل شگفتہ ہے
جو کہ داغ فرقت قبل رکھتا تھا اب اُسکا نشان بھی نہین ہر دم شکر خدا بجالاتا ہے اور جانب فلک دیکھکر کانپ جاتا ہے اور
ڈر ڈر کر کہتا ہے کہ اس فلک کے ہاتھ سے کیا کیا صعوبتین اُٹھائین کیا کیا رنج سہے دربدر خاک برسر پھرا برسون اس فلک نے
رولایا کبھی رحم نہ کیا راتون کو چین سے سونے نہ دیا کبھی دیوانہ بنایا صحرا مین پھرایا تلوؤن کو خار صحرا سے فگار کیا دست
جنون سے گریبان تار تار کیا اب صورت وصل معشوق ظہور مین آئی ہے مراد دلی افضال خدا سے پائی ہے کہین ایسا نہو کہ فلک
جفا پسند کو میرا خوش ہونا وصل محبوب سے ناگوار ہوا اور پھر اُسی طرح زندان فرقت مین گرفتار کرے اسی خیال مین شام ہوئی اصفر
نوجوان نے برغبت تمام اپنی معشوقہ حمراے گلنار پوش سے وصل کیا ؏

دو محبوب باہم در آمیختند بکام تمنا شکر ریختند

دل مضطر کو قرار آیا لطف زندگی پایا جب صبح ہوئی خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہو التسلیم بجالایا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
صاحب قران اکبر نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اصفر نوجوان اپنی معشوقہ حمراے گلنار پوش کو بڑے ترک و شان سے
لے کر اپنے وطن مین آیا اور ساتھ عیش و راحت کے زندگی بسر کرنے لگا جب صاحب قران اکبر کو عقد اصفر نوجوان سے
فرصت ہوئی عقد مسعود ناہجو کی فکر ہوئی چنانچہ صاحب قران اکبر نے بلا تامل راسپ شاہ بہ رسوداوہ مشکین نقاب کو

اور احمر شاہ پدر مسعود ناجو کو آگاہی دی کہ سامان جشن عقد مہیا کرو اور بزم کتخدائی آراستہ کرو بمجرد اس اطلاع کے
راسب شاہ اور احمر شاہ کو بدرجۂ کمال خوشی ہوئی خصوصاً مسعود ناجو اور سوداده مشکین نقاب کو دونون جانب
سامان کتخدائی مہیا ہونے لگا اور بزم عشرت آراستہ ہونے لگی عروسان تازہ بھی سوداده مشکین نقاب کے یہان
مجتمع ہوئین اور مرد تازہ کتخدا بھی خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر رہے ادھر راسب شاہ اور احمر شاہ نے
جلد تر اپنے شہر کو آرائش وتکلف سے رشک نگارخانۂ چین بنا دیا اور انتظار آمد صاحب قران مین چشم براہ
ہوے یہان صاحب قران اکبر نے بساعت سعید اور وقت ہمایون مسعود ناجو کو نوشاہ بنا کر اپنے ہمراہ لے کر
بجلو وتجمل اور نوبت ونقارہ اور بخدم وحشم مثل سابق جس طرح کہ اصغر نوجوان کو خانۂ عروس مین لے گئے تھے اسی طرح
مسعود ناجو کو بھی ہمراہ لے کر خانۂ عروس پر تشریف لائے اور ساعت نیک وسعید مین مسعود کو سوداده مشکین نقاب
سے منعقد کر دیا اور اس عاشق بیتاب شیفتۂ کامل کو معشوق خوبرو عنبرین مو سے ملا دیا۔ واضح ہو کہ ابراہیم ناجو اور
مسعود ناجو اقبال شاہ کے سرداران فوج سے ہین اور اقبال شاہ پسر نور الزمان شاہ کا ہے اور ملکہ سعادت بانو
اسی اقبال شاہ کی خواہر حقیقی ہے جو امیر مجاہد الدین دلاور کی معشوقہ تھی اور یہ وہی اقبال شاہ ہے جو طلسم احرام وجام
مین صاحب قران اکبر کا رفیق راہ اور معین ومددگار بمنزلہ اقبال کے رہا ہے اور بنام نہاد مقبل شاہ بجاے نور الزمان
شاہ تخت حکومت پر سلطنت کرتا ہے اور جبال حصار اسی کے قلمرو مین داخل ہین القصہ بعد فراغت عقد صاحبقران اکبر
عروس کو بڑی شان وشوکت سے بیاہ لائے اور مسعود ناجو نے باشتیاق تمام اپنی محبوبہ سوداده مشکین نقاب
سے وصل حاصل کیا دل بیقرار کو تسکین دی القصہ بعد انفراغ نکاح مسعود ناجو کے صاحبقران اکبر احمر نوجوان کے سامان
کتخدائی مین مشغول ہوے اور تقریب کتخدائی کی خبر ملک ارمن جزیرہ نشین پدر ملکہ دردندان کو دی اور تاکید کی کہ جلد تر
ساز وسامان شادی مہیا اور تیار کرو ملک ارمن نے بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے جزیرہ کو مانند عروس آراستہ کیا اور
روشنی چراغان سے زینت ورونق وافر دی صاحب قران اکبر نے حسب معمول احمر نوجوان کو بھی نوشہ بنا کر اور اپنے
ہمراہ لے کر بڑے سامان جلوس وتجمل سے مع جملہ رفقا اور امرا اور سلاطین عظام بصداے نوبت ونقارہ جزیرہ ارمن مین
پہونچے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرۂ پربہار کو روشنی چراغان اور انواع واقسام کی آرائش سے اسطرح مزین
کیا ہے کہ لائق شاہی ملک ارمن خبر نزول اجلال صاحب قران اکبر استماع کر کے واسطے استقبال کے حاضر ہوا اور شرف
سعادت پابوسی بصد خوشی حاصل کی اور بتکریم وتعظیم صاحب قران اکبر کو اپنے ہمراہ لایا اور ایک قصر رفیع مین مقیم کیا اور
چند شبانہ روز تک کمال تکلف سے جلسۂ عشرت آراستہ رکھا اور ابواب دعوت ومہمانی وا رکھے صاحب قران اکبر
ہر روز اس جزیرۂ سرسبز وشاداب وخوش آب وہوا مین براے صید افگنی مع اکثر سلاطین وامراے عظام کے تشریف
لیجاتے تھے اور شکار چرند وپرند بخوبی کرتے تھے اکثر شکار آن آہوان دلربا کا کرتے تھے جو شوخی مین معشوقان شوخ چشم سے

سبقت لے گئے تھے اور اُن طائران حلال کا شکار کرتے تھے جو نغمہ سرائی اور خوش الحانی مین بلبل خوش تقریر سے
بہتر تھے اور ہر روز و شب بعیش و عشرت استماع نغمات دلکش اور دیکھنے رقص خوبرویان مین بسر کرتے تھے آخر الامر
بعد چار روز کے ساعت فرخندہ اور وقت سعید مین صاحب قران والاشان نے ملکہ دردندان بنت ملک ارمن کو
احمر نوجوان کے عقد مین منسلک کیا جمیع امرائے عظام و سلاطین والامقام و سرداران ذی مرتبت و رفیقان عالی منزلت
حاضرین بزم کتخدائی نے عادل شاہ و ملک ارمن کو تہنیت اور مبارکباد دی بعد انفراغ عقد احمر نوجوان قواعد و رسوم
معمولی سے فراغت حاصل کر کے اپنی معشوقہ اور محبوبہ مایۂ حیات و زندگانی کو مع زیور و اسباب انواع و اقسام جواہر و
طلائی و نقرئی جہیز مین لے کر اسی قصر عظیم الشان مین جو مقام قیام تھا بصد خوشی و خرمی آیا وہ دن بخیال وصل معشوق
بہزار خرابی مثل شب فرقت کے بسر کیا جب آفتاب بخیال وصل طالب و مطلوب مذکور پوشیدہ اور پنہان ہوا اور ماہ بہمراہی
کواکب ثابت و سیار فلک پر تابان ہوا احمر نوجوان بیتابانہ و مضطربانہ خانۂ خلوت مین جہان ملکہ دردندان عروس بنی ہوئی
مثل ہلال شب اول حجاب سے سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی آیا وہ دل مین یہ خیال کرتی تھی شکر ہے کہ خدا نے یہ دن
دکھایا مدعائے دلی بر آیا لیکن خیال سختی زفاف سے کانپ جاتی تھی بیساختہ زبان پر حرف اُف لاتی تھی ناگاہ احمر
نوجوان کو اپنے قریب دیکھکر اور آمادہ وصل پا کر مثل بید کانپنے لگی احمر نوجوان نے لپٹ کر گلرخسار کے بوسے لیے
سینے سے لگایا ملکہ دردندان کی پیشانی پر شرم سے عرق آیا رخ انور کو گوشۂ چادر سے چھپانے لگی دل عاشق کو آتش انکار
سے جلانے لگی احمر نوجوان نے سینے پر ہاتھ ڈالا اچھی طرح اثمار نخل قد محبوب دیکھا بھالا ملکہ دردندان کا ہر چند سینہ
ملتا تھا مگر احمر نوجوان بمنت چاہتا تھا کہ درمدعا ہاتھ آئے دل مضطر جلد مین تسکین پائے مگر ملکہ دردندان کسی طرح نہ مانتی
تھی کیونکہ نادان نہ تھی سب جانتی تھی آخر احمر نوجوان بزور قبضے مین لایا اور بخوبی تمام وصل سے لطف پایا ملکہ دردندان
اس صدمہ سے بیہوش ہو گئی اُسوقت احمر نوجوان گھبرایا جلدی سے عطر عنبر سنگھایا ملکہ کو ہوش مین لایا ملکہ دردندان نے
ہوش مین آکر اپنے تئین عجیب حال خراب مین پایا گیسوئے مشکین موئے عنبرین پریشان گل رخسار بوسون کی کثرت سے
مثل گل نیلوفر عقیق لب بوسون کی افراط سے بصورت نیلم بحر دیکھنے اس حال خراب کے ملکہ دردندان کو نہایت محجوبی اور
شرمندگی ہوئی عرق انفعال مین تر ہو گئی آخر لباس کی درستی کی بظاہر مکدر ہوئی لیکن باطن مین لذت وصل عاشق سے
شاد ہوئی پھر احمر نوجوان نے پہلوئے ملکہ دردندان مین بخیال خواب استراحت کی یہ کیفیت وصل عاشق و معشوق طالب
و مطلوب جو شمع پروانہ نے دیکھی ضبط نہو سکا آخر سوز رشک سے شمع گھل گھل کر گل ہو گئی اور پروانہ آتش حسد سے
جل کر خاک ہو گیا مشہور ہے کہ شب وصل جلد گذرتی ہے ابھی یہ عاشق و معشوق اچھی طرح سوئے بھی نہ تھے کہ صبح ہو گئی
مؤذن نے آواز تکبیر بلند کی مرغان سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے اپنی زبان مین حمد خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے بستر
خواب سے اُٹھے احمر نوجوان بھی صدائے تکبیر سنکے بستر خواب سے اُٹھا اور جلد غسل کر کے نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کر کے سجدہ شکر

پروردگار بجالایا بعدہ خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا بعد آداے تسلیم پایۂ تخت کو بوسہ دیا دعاے
ترقی دولت واقبال زبان پر لایا۔ صاحب قران اکبر نے ہنسکر حال شب پوچھا احمر نوجوان نے حجاب سے سر جھکایا۔
صاحب قران اکبر نے عقل سے دریافت کیا کہ بیشک مرحلۂ زفاف اسنے سر کیا اُسی وقت خلعت فاخرہ احمر نوجوان کو اور
پوشاک اور زیور جواہر نگار ملکۂ درندان کے واسطے مرحمت فرمایا احمر نوجوان بار دگر تسلیم بجالایا بعد دینے خلعت وغیرہ کے احمر
نوجوان کو صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان اور رانی جیندرمان کے عقد کی فکر کی یہ تا زمین بعد اسلام قبول کرنے کے
قمر کے خطاب سے نامزد ہوئی اور ادریس نوجوان بوجہ اسکے کہ ساکنان حصار طلسم سے نہین تھا زمرۂ رفقاے صاحبقرانی مین
داخل کیا گیا ہی لہذا اسی وجہ سے بموجب تجویز حکم عالی قدر ادریس کا عقد بھی زمرۂ رفقاے صاحبقران اکبر مین مقرر ہوا چنانچہ
صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان کا عقد قمر کے ساتھ ساعت سعید مین بہ آئین شائستہ کر دیا اور اسی طرح اسد بن
بہرام کا عقد بھی جو خاندان کاوۂ آہنگر سے تھا گلگونہ پری بنت حشمت شاہ سے تجویز ہوا اور ساعت ہمایون مین صاحبقران
اکبر اسد بن بہرام کو دولہ بنا کر حسب معمول بڑے سامان اور تزک سے جانب خانۂ عروس لے گئے اور بآئین شائستہ ساعت
نیک مین اسد بن بہرام کو گلگونہ پری سے منعقد کر دیا یہ عاشق ومعشوق طالب ومطلوب بھی باہمدگر وصل سے کامیاب اور
بہرہ یاب ہوے اور اپنی خواہش قلبی اور مراد دلی کو پہونچے مخفی نہ رہے کہ یہ جملہ بھی عرض کرنا ضرور تھا کیونکہ بوجہ درازی مدت
کے ناظرین افسانہ رنگین کو سہو ومحو ہو گیا ہوگا وہ جملہ یہ ہی کہ درمیان سیر عجائبات حکیم ارسطو مین شمشیر ہفت جوہر تحفۂ طلسم تھی
اسی مقام مین صاحب قران اکبر کو دستیاب ہوئی تھی اور وہ تلوار نادر روزگار ہمدم ذو الفقار برق کردار ملکۂ جہان
یعنے گلگونہ پری بنت حشمت شاہ نے صاحب قران اکبر کو دی تھی اور اب تک وہ شمشیر آبدار صاحب قران نامدار کے پاس
مستعار اور امانت تھی لیکن اب حشمت شاہ پدر گلگونہ پری نے برضا ورغبت اور بخوشی خاطر صاحب قران اکبر کو وہی تلوار
نذر گذرانی ہے یہ جملۂ معترضہ اسواسطے اس سامعہ خراش نے بار دگر تحریر کیا کہ سخنوران عالی طبع ونکتہ سنجان والا مقام کو یاد
آجاے آمدیم بر سر مطلب جب صاحب قران والاشان نے اسد نوجوان کے عقد سے فراغت پائی بلا تامل وتاخیر برج حوت
مین تشریف لے گئے جو سعیدہ قمر طلعت دُری مشتری طلعت کا مسکن ہے وہان جا کر دُری مشتری طلعت کو سعیدہ
قمر طلعت سے منعقد کر کے ہم آغوش کیا اور شہاب نوجوان کو سوسن جان بخش کے وصل سے کامیاب فرمایا اور شاہزادہ
ضرغام شیر دل کا نرگس شہلا سے عقد بڑے تکلف سے کر دیا اور شاہزادہ عالی سلطان کو عرفانہ خاتون سے منعقد کیا
غرض یہ جملہ طالب ومطلوب محب ومحبوب عاشق ومعشوق اپنے اپنے مرادہاے دلی پر بخوبی تمام پہونچے راوی خیال بند
بخدمت ناظرین افسانہ عرض کرتا ہی کہ اگر ہر ایک رفیق صاحب قران اکبر کے عقد ونکاح کی کیفیت اور تکلف با تفصیل
عرض کرے البتہ طول بیجا ہوگا پس بطور اجمال بیان کیا جاتا ہی یعنے صاحب قران اکبر اول برج حوت مین مثل قمر
تشریف لائے جو شہر گوہر آویز سے عبارت ہی اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت بعد اپنے پدر عالی مقدار کے بالاستقلال یہان کی

حاکم اور حکمران ہیں صاحب قران اکبر نے سعیدہ قمر طلعت کو جو حکیم ابو المحاسن کی فرزند خواندہ ہے دُرجی مشتری طلعت کے ساتھ بڑی شوکت شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے ساعت سعید مین منعقد کیا حکیم ابو المحاسن کہ حکماے حاذق سے ہی شہر گوہر آویز کو شہر سمم السعادت تک مثل گوہر آبدار ایسا صاف و پاک کیا کہ دریا مین موتی کی آبرو نہ رہی اور اسباب آرائش و روشنی چراغان سے ایسا آئین بند کیا تھا کہ فلک پر ضیاے مشعل ماہ و روشنی چراغہاے انجم آگے اس روشنی کے مثل چشم نابینا سے کور تھی غرضکہ بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر شہر سمم السعادت مین بخدم و حشم و بجلوس تمامتر تشریف لائے چونکہ اس صحراے ہند مین ایک سبزہ زار ہی جاے معقول صید و شکار ہی مرغان ہوا کثر سے ہین چوپائے مانند ہرن اور نیل گاے وغیرہ بیحد ہین صاحب قران اکبر نے چند روز کے واسطے قیام کیا ہر روز صاحب قران اکبر بھمراہی امراے خاص مع جملہ سامان صید و شکار صحراے سبزہ زار مین تشریف لیجاتے تھے اور جو آہو نظر آجاتا تھا صاحب قران اکبر بغیر شکار کیے جانے نہ دیتے تھے اسی طرح امراے والامقام بھی جس غزال کو تاکتے تھے بغیر شکار کیے نہ رہتے تھے ہر چند غزال ہجوم مردم صحرا مین دیکھکر چاہتے تھے کہ نکل جائین صیاد سے اپنی جان بچائین مگر زیر ران گھوڑے ایسے صبا رفتار اور تیز تھے کہ غزال بھاگ کر جا نسکتے تھے اور ہدف تیر صاحب قران وغیرہ ہوتے تھے اکثر غزال صاحب قران فرخندہ فال نے زندہ اسیر اور دستگیر کیے یہ کیفیت شکار غزال دیکھکر طائران حلال کے ہوش اڑے جاتے تھے باز تیز پرواز بعض جانور کا شکار کرتا تھا اور جرّہ کسی طائر کا شکار کرتا تھا غرض اسی طرح چند روز تک صاحب قران اکبر نے اس صحراے پر بہار مین شکار کھیلا اور بہایت عیش و عشرت اور جلسہ طرب کے ساتھ شب و روز بسر کیے ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی اس جشن عقد مین تشریف لائین تھین کیونکہ یہ سرحد بھی اسی ملکہ عالم کے قلمرو مین شامل ہے غرضکہ ملکہ ناطقہ نے زر و جواہر بیحد و بیشمار گران بہا اور خلعت و لباس فاخرہ سعیدہ کو مرحمت فرمایا اسی طرح شہاب نوجوان اور ضرغام شیر دل و عالی سلطان و جمیل بن عرفان کا عقد کوہ مراد کے عنقریب واقع ہوا کیونکہ یہ سب مقامات قریب قریب واقع ہوے تھے غرضکہ ہر ایک کی کتخدائی بخیر و خوبی انجام کو پہونچی یعنے تزئین و تزک و آرائش و تجمل ہر جگہہ پر ساتھ تکلف اور زینت تمامتر کے ہوئی تھی جسدم صاحب قران اکبر نے جمیع ساکنان عجائبات کو انکے مقاصد دلی اور مراد قلبی سے کامیاب اور بہرہ یاب کر دیا شکر خدا کیا اور پھر بخدم و حشم اور بدولت و اقبال مع جملہ امراے نیک خصال و رفیقان ذیوقار و سلاطین نامدار باغ قصر النیرین مین تشریف لائے اور خدمت اکسیر خاصیت حکماے والامنزلت عالی مرتبت سے شرف اندوز ہوے وہ سب نوشاہ جنکا کہ عقد و نکاح فی الحال ہوا ہی اور اس پریشان گفتار نے ذکر انکا بیان کیا ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحب قران اکبر ہین یعنے خدمت فیضدرجت مولاے قدرشناس آقاے نامدار صاحب قران ذیوقار مین حاضر ہین ان سب نے بھی شرف پابوسی حکماے عالی وقار حاصل کیا خصوصاً حکیم قسطاس الحکمت کا شکریہ ادا کیا صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے

بہ ادب دریافت کیا کہ جناب حکمت مآب مین آپکے مقامات طلسم کی سیر کرکے نہایت متحیر ہوا ہون کیونکہ جو ایوان و قصر بلند و دیگر عجائب و غرائب وقت سیر میری نظر سے گذرے تھے اسوقت وہ اکثر مقامات معلوم نہین ہوتے ہین اور بعض مقام و قصر جو اُسوقت نہایت وسیع اور رفیع مجھکو دکھلائی دیتے تھے اسوقت وہی سب مقام و قصر وغیرہ بالکل کوتاہ اور مختصر نظر آتے ہین اسکا کیا باعث ہی جلد فرمائیے دیر نہ لگائیے حکیم صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ای فرزند عالی منزلت اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ اکثر قصور رفیع و مکانات وسیع و نشیب و کوہ و باغ پر بہار وغیرہ آثار طلسمی سے مزین تمکو معلوم ہوتے تھے اور سیار طلسم کے دیدۂ تماشابین مین بانواع و اقسام و ترکیب و اوضاع سے جلوہ گر ہوتے تھے جسطرح کہ تمنے وقت سیر اُن مقامات اور مکانات وغیرہ کو دیکھا اُسوقت اثر طلسم کا سبب اور باعث تھا جو اسکو اس خوبی اور تکلف سے نظر آئے پس جب تم اُن مقامات کی سیر و تماشا سے فارغ ہوے گویا اُن مقامات کے طلسم کا بطلان ہوگیا وہ رونق اور کیفیت عجیب و غریب اور وہ تازگی باغ پر بہار اور وہ وسعت صحرائے سبزہ زار اور وہ رفعت مکانات اور وہ بہار کوہسار وغیرہ طلسمی بھی نہ رہی اور ہر ایک شی طلسمی کا زمانہ آخر ہوا اسی طرح جو شہر وغیرہ کہ درحقیقت اصلی اور واقعی تھے وہ سب بحالت اصلی قائم رہے اُنکو تغیر کسی طرح کا نہوا اور یہ جو حصار طلسم تا ایندم موجود ہی اور نظر آتا ہی یونہین ہمیشہ برقرار رہیگا یعنے مثل طلسم مصر العجائب کہ وہ محض تماشاگاہ تھا پس اسی طرح یہ حصار طلسم بھی مدت مدید اور عرصہ بعید تک یونہین قائم رہیگا اور اے فرزند ذیشان بظاہر دریافت ہوتا ہی کہ اب عمر طلسم بہت کم اور قلیل باقی رہی ہی زمانہ قلیل مین کیا عجب کہ یہ طلسم اور حصار بالکل معدوم اور مفقود ہو جاوے کیونکہ حقتعالے نے اس خاکسار ذرہ بمقدار کو کسی مصلحت سے کوئی اولاد عطا نہین فرمائی انسان کی کیا مجال کہ مشیت خلاق کون و مکان سے آگاہی حاصل کرے بڑے بڑے دانایان روزگار اور خاصان کردگار کو مصلحت پروردگار مین دخل نہین ہوا پروردگار اپنے بندون کے واسطے جو مناسب جانتا ہی وہی کرتا ہی کیونکہ پدر و مادر سے زیادہ تر شفیق اور مہربان ہی اور کوئی فعل اُسکا برا نہین ہی جو گذر گیا اُس سے ماہر ہے اور جو زمانہ آنے والا ہی اُسکے حالات سے بخوبی واقف ہی اپنے بندون کا راز دل اُسپر ہویدا اور آشکار ہے کوئی بات اُس سے مخفی اور پوشیدہ نہین اسی وجہ سے اُسکو عالم الغیب کہتے ہین پس مجھکو بھی جو فرزند عطا نہ فرمایا اسمین کوئی مصلحت نیک ہوگی اگر فرزند عطا کرتا ساتھ لقب قسطاس کے نامزد ہوتا اور بعد میرے میرا جانشین ہوتا اور طلسم بھی قائم رہتا چنانچہ زمانۂ حکیم ارسطو سے چھ پشت کی نوبت پہونچی ہی اور سب عہدۂ داروغگی طلسم عجائبات سے سرفراز اور ممتاز ہوے ہین اور بلقب قسطاس سے شرف یاب ہوتے آئے ہین اور یہ عبد ذلیل ساتوین پشت ہی اور یہ عہدہ داروغگی عجائبات طلسم منسوب ہی اور اس عاجز کو قسطاس ہفتم داروغہ طلسم سب مشہور کرتے ہین افسوس ہزار افسوس کہ یہ عبد ذلیل ضعیف ہوا شباب رخصت ہوا زمانہ مرگ قریب آیا لیکن اب تک در مدعا نپایا یعنی اولاد سے محروم رہا اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ عمر طلسم بھی چندے باقی ہی کیونکہ یہ علامت فنائے طلسم عجائبات کی دلیل قوی ہی کہ نسل حکیم ارسطو سے کوئی نہوا اور جب خاندان حکیم ارسطو سے کوئی باقی نہ رہا تو داروغگی عجائبات طلسم سے کوئی شرف اندوز

نہوگا اور جب داروغہ عجائبات طلسم نہوا بقاے عجائبات طلسم غیر ممکن اور علاوہ اسکے یہ قاعدہ کلیہ ہو کہ تماشاگاہ
خاص ایک شخص زید یا بکر کی ذات سے نامزد ہوتا ہو جب وہ سیاح طلسم سیر و تماشاے عجیب و غریب طلسم سے فراغت
پاتا ہو اُسی دم عمر طلسم بھی تمام ہو جاتی ہے لیکن اکثر مقام جو اصلی ہین وہ چند روزہ باقی رہتے ہین جسطرح کہ قوتہ المثال کہ
نمونہ کائنات ہو تمنے اس طلسم عجائبات کی کیا سیر کی گویا تمام و کمال کائنات خدا کا مشاہدہ کیا ہان یہ مقام مذکور ایک مدت
تک باقی رہیگا مگر حال اسکی بقا اور فنا کا بخوبی حکیم مطلق جانتا ہو اور اُسی پر کیفیت ثبات و غیر ثبات کی تمام و کمال ظاہر
ہو مگر یہ ضرور ہو کہ ہر ایک شی کو ایک روز فنا ہو سواے خدا کے کہ اُسکو بقا ہو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہیگا پس اے فرزند
ارجمند خیال کرو کہ جسطرح شجر و حجر برگ و بار دشت و کوہسار مرغ و ماہی زمین و آسمان جن و انسان خار و گل شمس و قمر آتش و آب
برق و سحاب وغیرہ کو فنا ہو اسی طرح ایک روز یہ مکانات عجائبات کو بھی حادث ہونا ضرور ہو صاحب قران اکبر نے
یہ سُنکے کہا اے برگزیدہ خالق کون و مکان و اے بندۂ خاص معبود انس و جان اب یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ طلسم مصر العجائب
کی کیا صورت ہوئی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادۂ عالی وقار اصل حقیقت اسکی یہ ہو کہ جب صاحبقران
اعظم یعنے شاہزادۂ خورشید تاج بخش اس طلسم عالی بنیاد کی سیر سے فارغ ہوے چالیس برس تک طلسم مصر العجائب
بدستور قائم رہا مگر جسوقت حکیم اقرلیطوس الٰہی داروغۂ طلسم نے اس سراے فانی سے جانب عالم جاودانی کے کوچ کیا وہ
طلسم خود بخود معدوم اور مفقود ہو گیا یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت صاحبقران عالی منزلت سُن کے گویا ہوے کہ اے
صدق گفتار و واقف اسرار آپ کی تقریر سے صاف ثابت ہوا کہ طلسم کی عمر داروغۂ طلسم کی عمر سے وابستہ ہوتی ہے یعنی
جب داروغہ طلسم انتقال کرتا ہو بنیاد طلسم بھی نظر سے غائب ہو جاتی ہے حکیم صاحب نے فرمایا بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہو
اور حال باطن سے علام الغیوب واقف و ماہر ہے صاحب قران اکبر نے پوچھا یا حضرت اب یہ ارشاد کیجیے کہ بعد فنا
طلسم ساکنان طلسم کا کیا حال ہوتا ہو کس صورت سے بسر اوقات کرتے ہین اور کہان رہتے ہین حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا
اے شاہزادہ کامگار ساکنان طلسم سے اکثر مراد اُن اشخاص سے ہو جو بضرورت و مصلحت خاص مقام طلسم مین آباد کیے
جاتے ہین اور وہ لوگ اصلی ہین بعد فناے طلسم وہ سب اپنی حالت اصلی پر رہتے ہین کسی طرح کا اُنکو تغیر نہین ہوتا ہو
اور جبتک قضا نہین آتی وہ لوگ نہین مرتے ہین اور موافق اپنی تقدیر کے بسر اوقات کرتے ہین اور اکثر اُنمین سے مقامات
مختلف مین چلے جاتے ہین اور کسب معیشت کر کے حیات مستعار بسر کرتے ہین چونکہ بعد دور ہونے اثر طلسم کے وسعت
ممالک قلیل رہجاتی ہے اسی وجہ سے اُنھین ساکنان طلسم سے کوئی شخص زبردست اور اولو العزم سلاطین طلسم سے
تمام ممالک پر قابض و متصرف و حکمران ہو جاتا ہو اور مردمان ادنے اُسکے مطیع اور فرمانبردار ہو جاتے ہین یعنی وہ لوگ اُسکی
رعایا ہو جاتے ہین اور اُسکو اپنا بادشاہ جانتے ہین اور بعض ساکنان طلسم سے وجود خارجیہ رکھتے ہین جو محض آثار طلسمی سے
مثل حشرات الارض پیدا ہوتے ہین اُنکا وجود بقاے طلسم تک ہوتا ہو جسوقت آثار طلسم معدوم اور برطرف ہو جاتے ہین

نام ونشان تک انکا باقی نہین رہتا القصہ جب یہ اسرار طلسم کماحقہ صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے سنے اور
بخوبی آگاہی ہوگئی اُس وقت حکیم صاحب موصوف سے صاحب قران اکبر نے پوچھا ای مخزن اسرار معرفت و ای معدن فنون
حکمت اب ازراہ شفقت یہ فرمائیے کہ فی الحال کس عاشق کے عقد و نکاح کا سرانجام کیا جاے جملہ عاشقان شہر کرسی و جمیع ساکنان
حصار تو علی قدر مراتب عقد و نکاح سے کامیاب ہوکر مراد دلی کو پہونچے اب فقط میرے رفیق باقی ہین حکیم صاحب نے ارشاد فرمایا



ای شاہزادہ عالی وقار اپنی تو آرزوے دل یہ ہے کہ تمھارے جشن عقد کا سامان ہو تاکہ نازنینان طلسم یعنی ملکہ نوبہار و ملکہ
ناطقہ روشن بیان دختر سلطان روح الملک وغیرہ تمھاری سلک زوجیت مین شامل ہون اگر تمھاری خوشی یہ ہے کہ پہلے
جمیع رفقاے عالی منزلت اور امراے ذی مرتبت کا عقد و نکاح نازنینان طلسم کے ساتھ ہو کیونکہ ایک دوسرے سے
شیفتہ اور فریفتہ ہین اور تاب صبر و طاقت جدائی نہین رکھتے ہین اور مثل ماہی بے آب اُن نازنینان طلسم کی مفارقت
مین تڑپتے ہین خیر بہتر ہے پہلے رفقاے ذیوقار کے عقد سے فرصت حاصل کرو اور علی قدر مراتب ان سب کو وصل معشوقان
طلسمی سے کامیاب کرو تاکہ یہ سب تمھاری ذات والاصفات کی بدولت اپنے مدعاے دلی کو پہونچین اور باقی عمر بعیش و
عشرت بسر کرین اور نازنینان طلسم بھی وصل عشاق سے شادکام ہون کسواسطے کہ ان نازنینان طلسم ممالک یعنی ملکہ
مصورہ بانو محبوبہ امیر جلال الدین کا مقام اور امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل کی محبوبہ کے ممالک طلسم اجرام اور
اجسام کے پائین باغ شمار کیے جاتے ہین یعنی ممالک کے چار جانب حصار در حصار طلسم محیط ہین اس نظر سے اول امیر
جلال الدین کو مصورہ بانو کے عقد سے شادکام کرو بعدہ امیرزادہ سیف الدین کو بعد ازین اسکندر سلطان اور امیر خلیل کو
درجہ بدرجہ منعقد کرو اور بعد فرصت عقد و نکاح امراے مذکور کے امیر مجاہد الدین کو ملکہ سعادت افروز بنت نوذر الزمان شاہ
سے منعقد کرو بعد اسکے جسوقت امیر مجاہد الدین کے عقد سے فراغت ہو اُس وقت عاشقان حصار طلسم چو طلسم فلک

کرسی سے تعلق رکھتے ہین اُنکو بھی مراد دلی کو پہونچادو یعنی عقد اُنکا اُنکے مطلوب سے کردو بعدہ فلک نہم کے متعلق بھی دو عاشق خستہ حال سرا پا رنج و ملال ہین یعنے ایک رافع بن ارفع ملکہ رافعہ بانو کا شیفتہ ہے اور دوسرا بدر عالم مجسم خوشنوا ز پری کا فریفتہ یہ دونون طالب ناکام مدت مدید اور زمانۂ بعید سے لتشنۂ آب وصال محبوب اور مشتاق دیدار جمال مطلوب ہین واسطے اُن دونون کے بھی گوہر مراد کی جستجو کرنا اور جلد بعنوان شائستہ باہم عاشق و معشوق طالب و مطلوب کا عقد کر دینا اگر دیر ہوگی عجب نہین ہے کہ ان دونون محروم الوصال کا انتقال ہوجائیگا اور بعد انتقال ان عاشقون کے اُنکے معشوقون کو بھی جینا محال ہوجائیگا لیکن اے شاہزادۂ ذیقدر اس ترتیب عقد مین جو بیان کیے گئے اتنا فرق ضرور کرنا کہ بعد عقد و نکاح امیر مجاہد الدین تم اپنا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کرنا کہ ترتیب جشن بخوبی ہوجاے اے شاہزادۂ عالیقدر اسوقت عجب طرح کا رنج اور صدمۂ جانکاہ مجھکو اس گفتگو سے علیش و عشرت مین ہوا مفصل کیا کہون جو رنج ہوا مگر مختصر یہ ہے کہ دل پہلو مین بیتاب ہوگیا مثل مرغ بسمل صدمہ سے تڑپنے لگا جگر آتش غم سے جلنے لگا اشک آنکھون مین بھر آئے صاحب قران اکبر یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت کی سُن کے بہت گھبرائے بیتاب ہوکر پوچھا یہ تو فرمائیے کہ اسقدر رنج کا باعث کیا ہوا دل نازک جناب کا کس غم مین مبتلا ہوا دیدۂ حق بین کیون اشک غم سے تر ہوے آثار حزن و ملال کیون چہرہ پر نور پر ظاہر ہوے براے خدا جلد بتائیے پوشیدہ نفرمائیے دل میرا بیتاب ہے بیقرار مثل سیماب ہے مرغ جان قفس تن مین پھڑکتا ہے شعلۂ آتش غم کا یون دل مین بھڑکتا ہے جان اس صدمہ سے لب پر آئی ہے دل پر کثرت سے غم کی گھٹا چھائی ہے یہ کلمات صاحب قران اکبر حکیم قسطاس الحکمت نامور استماع فرماکر کہنے لگے اے فرزند ارجمند غم نہ کھاؤ آتش تردد سے اپنا دل نازک نہ جلاؤ اسوقت مجھکو یہ خیال آیا کہ اس جشن شادی مین تمھارے والدین سلطان اسمعیل اور خاتون جہان ملکہ عالیہ خاتون شریک نہین ہین والدین کو اپنے فرزند کی شادی کا نہایت اشتیاق ہوتا ہے ہمیشہ درگاہ خدا مین دست بدعا رہتے ہین کہ جلد صورت عقد فرزند ظہور مین آئے دل مضطر کو تسکین ہو روح جسم مین آرام پائے گھر آباد ہو دل شاد ہو ارمان دلی بر آئین فرزند کو دولہا بنائین بیاہنے جائین بہو خوبرو بیاہ کر لائین پھر خدا وہ دن دکھلائے کہ لڑکا ہو نسل بڑھے اگر اس تمھارے جشن شادی مین سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ شریک ہوتین کیا دل انکا خوش ہوتا افسوس ہزار افسوس کہ والدین تمھارے اس تمھارے جشن عقد مین شریک نہین ہین یہی خیال کرکے اے فرزند مجھکو ملال ہوا تھا اور کوئی امر نہ تھا خاطر جمع رکھو اور تردد نکرو اے شاہزادۂ والا مرتبت عالی منزلت اب میری صلاح یہ ہے کہ ان خجستہ صفات کا یعنی تمھارے والدین کا تمھاری شادی مین شریک ہونا واجبات سے ہے جسطرح ہوسکے انکو طلب فرمانا چاہیے صاحب قران اکبر نے جسوقت والدین کا نام سُنا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونا شروع کیا اشکون سے رومال تر کیا دل کو قدمبوسی والدین کا شوق ہوا بغیر والدین جشن عقد بدتر از بزم غم خیال کیا آخر کار کثرت گریہ و بکا سے صاحب قران اکبر کا عجب حال ہوا قریب تھا کہ خیال پدر و مادر مین کثرت گریہ سے مرغ روح قفس

تن سے پرواز کر جاے یہ حال تردد مآل حکیم قسطاس الحکمت نے ملاحظہ کرکے صاحب قران اکبر کو تسلی دی اور رومال سے
بشفقت اشک پاک کیے اُسوقت صاحب قران اکبر نے خدمت حکیم قسطاس الحکمت مین عرض کیا کہ اسوقت حضرت نے جو ذکر
والدین کیا کیا عرض کرون جو دل کو صدمہ ہوا مگر مجبور ہون کیا کرون کسطرح اُنکی زیارت سے شرف اندوز ہون اور کیونکر ملازمت
والدین سے سعادت دارین حاصل کرون کسطرح اپنی آنکھون کو پاے جناب والد ماجد پر ملون اور کیونکر یہ سر نعلین پاے
جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ پر نثار کرون اب تاب جدائی نہین ہے اور طاقت صبر و شکیبائی نہین ہے دل یہی چاہتا ہے کہ کسیطرح
خدمت والدین مین جاؤن یا کوئی صورت ایسی ہو کہ اُنھین کو بلاؤن مگر میری عقل مین کوئی تدبیر معقول نہین آتی اگر اُنکے بلانے
کا قصد کرتا ہون تو دوری مسافت اسقدر ہے کہ میری ہمت پست ہوئی جاتی ہے خیال کرتا ہون کہ اتنی دوری راہ اور مقامات
دشوار گذار سے کیونکر یہانتک مع الخیر اور بصحت و عافیت تشریف لا سکتے ہین اور جمال مبارک اپنا حقیر کو دکھا سکتے ہین
کیونکہ بعد المشرقین ہے اس سفر دور و دراز کے واسطے عجب نہین کہ عمر نوح بھی اکتفا نہ کرے اور عمر خضر بھی اگر کسی کو ممکن ہو
تو اِن منازل سخت اور مقامات صعب اور دشوار گذار کو طے نہ کر سکے پیک خیال وہان سے یہانتک آ نہین سکتا اور مرغ
وہم تیز پرواز بھی یہان سے وہان تک جا نہین سکتا اور تصور اس راہ مین قدم اُٹھا نہین سکتا اور مین بھی خدمت والدین
مین کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ یہ قید سخت ایسی ہے کہ عقد میرا اسی سرزمین پر ہو اور کسی شہر اور بلاد مین نہو ورنہ جسطرح ہو سکتا مین
خدمت والدین مین جاتا اور اُنھین کے روبرو صورت عقد ظہور مین آتی دل اُنکا شاد ہوتا تمناے دلی بر آتی اور مین بھی اُنکی
قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کرتا اقربا سے ملتا لیکن مجبور و لاچار ہون افسوس کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اور صورت
عروس تمنا نظر نہین آتی یقین ہے کہ جلد اس زخم تیر دلدوز الم اور جراحت شمشیر جانستان غم سے ہلاک ہو جاؤنگا اور عوض وصل
معشوق عروس اجل سے ہم آغوش ہونگا یہ کہکر صاحب قران اکبر زار زار مثل ابر نوبہار پھر رونے لگے دامن اور آستین کو
آنسوؤن سے بھگونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر یہی مشیت ایزدی مین جاری ہو چکا ہے کہ مین یہان اشتیاق قدمبوسی والدین مین
روتے روتے ہلاک ہون اور وہ وہان میرے غم مفارقت مین پریشان حال ہون اسکی کیا تدبیر ہو سکتی ہے اور کون ایسا ہے کہ مصلحت
خدا مین دخل دے سکے اور علاوہ اسکے اگر ممالک مغرب قریب بھی ہوتے تو بھی میرے والد عالیوقار یہان تشریف نہ لاتے
کیونکہ پدر عالیقدر اکثر مقدمات طلسمات اور رسم و راہ پریزادان طلسم سے آگاہی اور واقفیت پہلے ہی سے رکھتے ہین اور
جمیع معاملات طلسم کو بالکل واہیات اور سراسر مہمل جانتے ہین کیونکہ اس طور کے ہزار در ہزار معاملات اور واقعات طلسم جام جم
مین میرے والد ذیشان نے خود ملاحظہ فرمائے ہین اس سبب سے بخوبی واقف و ماہر ہین اور تمامی امورات طلسم کو بے اصل
تصور فرماتے ہین اکثر پدر عالیوقار فرماتے تھے کہ معاملات طلسم ایسے ہین جیسے کوئی شخص عالم خواب مین کوئی تماشاے عجیب و
غریب دیکھتا ہے اور جب بیدار ہوتا ہے وہ سب سامان جو خواب مین دیکھے تھے اُنکا کچھ بھی اثر نہین پاتا ہے پس اُنکا تشریف لانا
اس وجہ سے بھی غیر ممکن ہے یہ تقریر صاحب قران اکبر حکیم قسطاس نامور نے سُنکے اول تو کلمات تسلی و تشفی فرمائے بعد ازان

ارشاد کیا کہ ای شاہزادۂ ذی مرتبت فی الحقیقت جو تمنے بیان کیا درست اور بجا ہی لیکن بشرط انصاف یہی ہی اور ہمارا دل گوارا نہین کرتا کہ اس قیاس و گمان سے ہم تمھارے والد کو اس جشن عقد کی اطلاع نہ کرین اور نہ بلائین ای فرزند ارجمند میرا تو یہی دل چاہتا ہی کہ سلطان اسمعیل اور ملکۂ عالیہ خاتون اس جشن عقد اور جلسۂ عیش و عشرت مین موجود اور شریک ہون اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محفل نشاط اور بزم انبساط کو روشن اور منور فرمائین اور تمھاری عروسان مہر جمال اور ماہ تمثال کو ملاحظہ کرکے چشم و دل کو نور آگین فرمائین صاحب قران اکبر نے ضبط گریہ کرکے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اگر آپ کی رائے عالی مین یہی امر مناسب اور بہتر ہے اور کوئی تدبیر معقول اُنکے طلب کرنے کے باب مین آپ کر سکتے ہین تو بسم اللہ جلد میرے والدین کو طلب فرمائیے اب دیر نہ لگائیے دل مضطر میرا مثل ماہی بے آب کے شوق قدمبوسی مین طپان ہی۔ حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ہان مین اس معاملہ مین ایک تدبیر معقول کر سکتا ہون تم ایک عریضہ اپنے والدین کے واسطے تحریر کرو اور مین بھی ایک رقعہ لکھتا ہون میری رائے یہ ہی کہ اس خدمت عرضی رسانی پر ابوالحسن جوہر کو مامور کرو کہ وہ نہایت مرد معقول اور صاحب لیاقت ہی اور ہوشیار اور دانائے روزگار ہی بخوبی اس کام کو ساتھ انجام کے پہونچائیگا اور رائے فرزند صاحب درنفس آگاہ ہو کہ جملہ امورات و مقدمات جشن شادی مین اس جشن عالی کا انتظام کرنا لازم ہی اسوجہ سے کہ تمام نظم و نسق اس جشن ہمایون کا صاحب قران اعظم نے بنات خاص تجویز فرمایا ہی لہذا انھی تجویز کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے

اب راوی سلسلہ بند داستانہائے رنگین و عشرت خیز صاحب قران اکبر کو عیش و عشرت مین سرگرم مشورہ رکھتا ہی اور جانا ابوالحسن جوہر کا ملک مغرب و سلطان اسمعیل عالی وقار کی خدمت مین اور ہمراہ لانا سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر کا اور شریک ہونا فرزند ارجمند کی شادی مین بیان کرتا ہے ❊

باغبان گلستان سخنوری و نخلبندان بوستان معنی پروری اس داستان پر بہار و مسرت آثار کو گلہائے رنگین تقریر و بیان سے طرح شادابی اور شگفتگی دیتے ہین کہ جب ارسطوی زمان لقمان نشان افلاطون خصال جالینوس مثال جناب حکیم قسطاس الحکمت کی یہ رائے ہوئی کہ سلطان اسمعیل و ملکۂ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر اس جشن ہمایون مین تشریف لاکر شریک ہون اسیوقت حکیم صاحب موصوف نے ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے سلطان ذیجاہ فلک بارگاہ جم حشم فریدون خدم یعنی سلطان اسمعیل کے نام اور صاحب قران اکبر کو اپنی جانب سے اس مضمون کا مندرج کیا کہ بعد حمد و ثنائے خالق کون و مکان یہ خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار عبد ذلیل کردگار حکیم قسطاس الحکمت کی جانب سے شہنشاہ عالیجاہ

گیتی پناہ سلطان اسمعیل کی راے بیضا ضیاء پر روشن و منکشف ہو کہ یہ حقیر و کمترین بعد تقدیم آداب و کورنش خدمت خادمان آستان فلک رفعت حضور مین بصد ادب گذارش کرتا ہے اے شہنشاہ با توقیر گردون سریر جس روز سے کہ حضور پر نور لامع النور کا فرزند ارجمند دلبند جگر پیوند عالی رفعت والا منزلت چراغ شبستان دولت وارث تاج سلطنت مالک تخت جواہر آگین شاہزادہ معز الدین نصرت قرین قدم مبارک سے جدا ہو کر جانب جبل اعلے و قریۂ فردوس آیا اور اس شاہزادۂ بیعدیل و نظیر کشور گیر نے لواے عزم گیتی ستانی کو بلند فرمایا کیا عرض کرون کہ اس نیر برج کامرانی و اختر سپہر جہانبانی کی ذات والا صفات سے ایسے ایسے فتوحات و کار ہاے جانستانی ظہور مین آئے ہین کہ تا قیامت اس طلسم جہان مین یادگار رہینگے اگرچہ کچھ کچھ حالات شہنشاہ کو ابو الحسن جوہر کی زبانی اور بالاجمال تحریر ضد اشت شاہزادہ عالیوقار سے معلوم ہونگے اور وہ معاملات باعث انبساط اور سبب نشاط دل سلطان والاشان ہونگے لیکن ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + لہذا یہ خاکسار سراپا انتظار مشتاق دیدار جمال بیمثال شہنشاہ گیتی ستان ہے اور امیدوار ہے کہ سلطان ذیجاہ عالم پناہ بھی اپنے نور نظر پارۂ جگر نصرت قرین شاہزادہ معز الدین کی شان و شوکت ملاحظہ کر کے آنکھون کو نور دل کو سرور بخشین معہذا حضور پر نور کے سواری کے واسطے دو تخت رواں مع چند پریزادان تیزبال برق مثال مرسل ہین متمنی ہون کہ حضور فی الفور تشریف تشریف لائین اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو رشک بہشت عنبر سرشت فرمائین کیونکہ جشن کتخدائی شاہزادہ بلند اقبال حضور کے تشریف لانے پر منحصر ہے فقط والسلام خیر الانجام الغرض حکیم قسطاس الحکمت نے رقعہ مسطور مندرج کیا اور دوسرا رقعہ لکھکر سر بمہر کر کے ابو الحسن جوہر کو دیا اور ارشاد فرمایا اے فرزند ابو الحسن اگر شہنشاہ جلیل سلطان اسمعیل اس رقعہ اول کو دیکھکر تشریف آوری سے انکار فرمائین تو اس وقت تم یہ رقعہ دوم پیش کر دینا انشاء اللہ تعالی رقعہ ثانی کو دیکھکر یقین ہے کہ ضرور بالضرور راضی ہو جائینگے انکار تشریف آوری سے نفرمائینگے اسی طرح صاحبقران اکبر نے ایک عریضہ متضمن لشتوق قدمبوسی ارقام کیا اور کل مضمون عریضہ کو صرف اس رباعی پر اکتفا فرمایا۔ رباعی

دل قدمبوسی آرزو دارد	شوق دیدار مو بمو دارد
چاک دل در فراق حضرت شاہ	دمبدم خواہش رفو دارد

جب عریضہ تحریر ہو چکا ملفوف کیا اور حوالہ ابو الحسن جوہر کیا بعد اسکے دو تخت رواں نہایت ہی مکلف و جواہر نگار کہ شاہان جہان نے کبھی دیکھے بھی ہونگے مع چالیس پریزادان تیز بال و تیز پرواز ملازمان ملکہ نوبہار سے ابو الحسن جوہر کے ہمراہ فرمائے اور ابو الحسن جوہر کو ملک مغرب کی جانب روانہ کیا پریزادان تیز پرواز مدت سہ روز مین سرحد افریقہ مین داخل ہوے ابو الحسن جوہر نے پریزادان مذکور کو ایک کوہ پر شکوہ پر چھوڑا اور کہا کہ جب تک مین نہ آؤن یہان سے کہین نہ جانا یہ کہکر بلباس سرہنگی یعنی ساز و یراق و زنگولہ ہاے عیاری اپنے تن پر آراستہ کر کے بسرعت تمام شہر افریقہ مین آیا مردمان شہر ابو الحسن جوہر کو دیکھکر شور و غل کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا

کہ مدت مدید اور زمانہ بعید کے بعد ابو الحسن جوہر عیار شاہزادۂ والا قدر آیا ہی نہین معلوم شہزادہ کی کیا خبر لایا ہی ظاہرا تو چہرہ پر آثار مسرت عیان ہین اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شاہزادہ معزالدین خرم و شادان ہین اگر کوئی شناسا ابو الحسن جوہر سے راہ مین دوچار ہوتا تھا اول نذر دیتا تھا اور بعد معانقہ اور مزاج پرسی کے شاہزادہ والاشان کی کیفیت دریافت کرتا تھا ابو الحسن جوہر خرم و خندان ہوکر اپنے دوست سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ شاہزادہ والا قدر بفضل خالق کون و مکان مع الخیر ہین یہ کہکر آگے بڑھتا تھا اور احباب سے ملاقات مابین راہ مین ہوئی تھی وہ بھی مستفسر ہوتے تھے اُنسے بھی ابو الحسن جوہر خیر و عافیت شاہزادہ عالی منزلت کی خبر دیتا تھا جو شخص کہ خبر خیریت شاہزادۂ معزالدین ابو الحسن جوہر سے سنتا تھا سجدۂ شکر خدا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا نے یہ دن دکھایا کہ ابو الحسن جوہر عیار خبر خیریت شاہزادۂ والا قدر لایا غرض کوچہ و بازار مین ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر جاری تھا کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہی خبر خیریت شاہزادہ معزالدین لایا ہی چنانچہ رفتہ رفتہ یہ خبر فرحت اثر سلطان اسمعیل کے گوش زد ہوئی اور ملکہ عالیہ خاتون کے گوش ہمایون تک پہونچی کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہی کچھ خبر شاہزادۂ معزالدین لایا ہی بمجرد سُننے اِس خبر مسرت اثر کے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون فرط خوشی و انبساط سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوے اور اُسی وقت ملکہ عالیہ نے ایک خواجہ سرا خاص کو روانہ کیا کہ جلد ابو الحسن جوہر کو لے آئے اور یہ بھی تاکید کی کہ راہ مین کہین دیر نہ لگائے پہلے در دولت پر آئے چنانچہ بشارت خواجہ سرا تلاش کرتا ہوا مردمان شہر سے دریافت کرتا ہوا کہ ابو الحسن جوہر کس جگہ اور کس مقام پر ہی وہان پہونچا جہان ابو الحسن جوہر تھا خواجہ سرا نے دیکھتے ہی ابو الحسن جوہر کو گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور حکم ملکہ عالیہ خاتون سے آگاہ کیا اور اپنے ہمراہ محلسرائے ملکۂ آفاق مین لایا جسوقت ابو الحسن جوہر محلسرائے سلطانی مین پہونچا دیکھا کہ سلطان ذیجاہ اور ملکہ خاتون عالیہ چشم براہ انتظار مین بیٹھے ہین ابو الحسن جوہر اول بصد ادب آداب بجا لایا اور بعد دعا و ثنا کے ایک لعل بے بہا جو طلسم سے دستیاب ہوا تھا اور رنگ اور سنگ مین بے مثل و بے نظیر تھا سلطان اسمعیل کی نذر کیا سلطان نے نذر قبول کر کے اور ابو الحسن جوہر کو کثرت خوشی اور شادمانی مین سینے سے لگا کہ اور شانے کو بوسہ دے کر

حال خیریت مآل پوچھا

شہنشاہ برجست و او را ستود　　به تنگ اندر آغوش آورد زود
پس او را بپرسید از رنج راه　　دلش پر ز درد و زبان عذر خواه

که ای از تو بازوی دولت قوی　　بذات تو پشت رفاقت قوی
بخیر است بارے بگو حال او　　که با خیر بادا مه و سال او

هم از خوبی لشکرش ده خبر　　که در قسمتش باد فتح و ظفر
چه بهتر ز شاهنشه این لطف دید　　شگفته چو گل جامه در تن درید

چنین داد پاسخ که اے نامور　　بود لشکرش را بلطف نظر
شب و روز اندر دعای او است　　طلبگار خیر از برائے تو است

پھر تو سلطان اسمعیل اپنے نور نظر لخت جگر کے درد مفارقت مین ایسا روئے کہ ابر بہار خجل ہوا رونا حضرت یحیی کا خواتین محل کو فراموش ہوگیا آنسو کی سیل دیدہ دریا بار سے روان ہوئی مردم چشم غرق آب اشک ہوگئی ابو الحسن جوہر

نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ عالم پناہ گریہ نفرمائیے یہ وقت گریہ وبکا کا نہین ہی ہنگام عیش وسرور ہی سجدۂ شکر
خدا کیجیے کہ خبر خیریت اثر حضور نے اپنے فرزند کی سُنی سلطان اسمعیل یہ کلمات ابوالحسن جوہر استماع فرماکر گریہ وبکا سے
باز رہا۔ غرضکہ ابوالحسن سلطان کی ملازمت سے فارغ ہوکر ملکۂ عالم کا قدمبوس ہوا اور ایک جفت مروارید بیش قیمت
نہایت صاف اور آبدار تحفۂ طلسم نادر روزگار ملکۂ عالیہ خاتون کی نذر کیا ملکۂ عالیہ نے بخوشی نذر قبول فرماکر فرط مسرت
اور کثرت محبت سے ابوالحسن جوہر کے سر پر دست شفقت پھیرا اور حال بھی پارۂ جگر نور نظر شاہزادۂ معزالدین کا دریافت
کیا ابوالحسن نے عرض کیا ای ملکۂ عالم شاہزادہ حضور کی دعا سے اچھے ہین ملکۂ عالیہ اور سلطان اسمعیل نے ابوالحسن
کو روبروے تخت ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی کیونکہ ابوالحسن بھی بارگاہ شاہی مین ایک قسم کا اعزاز رکھتا ہی
علاوہ اسکے اسوقت خبر فرحت اثر شاہزادۂ معزالدین ایک مدت مدید اور زمانۂ بعید کے بعد لایا ہی ماسوا اسکے چند در چند
حالات شاہزادۂ دریافت کرتے ہین غرضکہ ابوالحسن آداب وتسلیم بجالاکر بیٹھا۔ مکرر سلطان اسمعیل اور ملکہ خاتون نے
اپنے فرزند کا حال پوچھا بعد بخوبی حال دریافت کرنے شاہزادہ کے سلطان اسمعیل نے قسم کھاکر فرمایا کہ ای ابوالحسن
جوہر غم جدائی شاہزادہ مین اپنی عجب کیفیت گذری خدا ایسا رنج کسی اپنے بندے کو نہ دے جیسا رنج وصدمہ مجھکو غم
مفارقت شاہزادہ مین ہوا باوجود حکومت اور سلطنت کے اور انواع اقسام راحت کے دل کو ایک لمحہ قرار نہ آتا تھا
دن نالہ وبیقراری مین گذرتا تھا اور رات اشکباری واختر شماری مین بسر ہوتی تھی غذا کی جانب توجہ نہ تھی کچھ
براے نام غذا ہوتی تھی جو باعث حیات ہوئی۔ کئی مرتبہ غم فرقت فرزند مین ارادہ کیا کہ سلطنت سے دست بردار ہوکر
ایک گوشے مین بیٹھکر یاد الٰہی مین باقی حیات بسر کرون کیونکہ جو وارث تاج وتخت تھا وہ نظر سے غائب ہوگیا اور نہین معلوم
اُسپر کیا گذرا مگر وزرا اور امرا مانع ہوے اور کسی طرح مجھکو تخت سے اُترنے نہ دیا ای ابوالحسن تونے یہ دیکھا کہ وہ رونق
سلطنت اور آبادی ملک جو قبل مین تھی یعنے جب شاہزادہ پیش نظر تھا اب نہین ہی اور جس حال مین کہ تو اب مجھکو
دیکھتا ہی یہ حال میرا پہلے نہ تھا غم فرقت معزالدین نے ضعیف کردیا موے سر یکسر سفید ہوگئے خم بار الم سے کمر مین آگیا
ملکۂ عالم یعنے مادر شاہزادہ معزالدین کا کیا حال بیان کیا جائے مجھ سے زیادہ اُنکو ہجر فرزند مین بیتابی اور بیقراری تھی
جبسے فرزند سے مفارقت ہوئی سواے آج کے مین نے کبھی ملکۂ عالم کو ہنستے نہین دیکھا بجز رونے کے اگر چندے
اور خبر شاہزادہ معزالدین نہ آتی ملکۂ عالم اور مین تاب جدائی شاہزادہ نہ لاکر دونون ہلاک ہوجاتے للہ الحمد کہ خدا
نے رحم کیا خبر شاہزادہ معزالدین آئی باعث تسکین دل وجان ہوئی آج مدت مدید اور زمانۂ بعید کے بعد ای ابوالحسن جوہر
تجھکو کیا دیکھا گویا اپنے فرزند کو دیکھا قسم کھاتا ہون خداوند عالم کی مین تجھکو دیکھکر ایسا شاد وخرم ہوا ہون کہ تمام
رنج والم مہاجرت میرے دل سے زائل ہوگئے اور خود بخود دل کو ایک طرح کی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اب ای
ابوالحسن جوہر اچھی طرح اُس فرزند دلبند کی خبر خیریت اثر سے میرے دل رنج کشیدہ داغ فرقت دیدہ کو شاد کر

ابو الحسن جوہر نے بعد ادائے دعا و ثنا کے عرض کیا۔ نظم

چه می پرسی ز احوالات شاہی | بآفاق شرف تابندہ ماہی
بدولت در جہان صاحبقرانی | بشوکت عالمے را کامرانی
بدر رود درد مندان وا رسندہ | مراد اہل دل حاصل کنندہ
نہنگ قعر دریاے جلالت | پلنگ بیشۂ قدر و جلالت
مؤید از جناب ایزد پاک | مجسم قدرتے در مرکز خاک

آخر الامر ابو الحسن جوہر نے تمام وکمال معاملات ومقدمات جو آجتک ظہور مین آئے تھے مفصل عرض کیے اور اس درجہ شاہزادہ کی علوے ہمتی اور اولو العزمی اور کشور ستانی اور شجاعت اور بہادری کی توصیف وثنا کی کہ سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کثرت مسرت سے دونون نے سجدۂ شکر خدا کیا اور بار دگر ابو الحسن جوہر کو سلطان نے سینے سے لگایا اور پیشانی کے بوسے متواتر لیے اور ارشاد فرمایا نظم

مرحبا خوش خبر ای ہدہد فرخندہ قدم | ای تو تاج سر و سرکردۂ مرغان حرم
بال افشانی تو در لطف منتظران | خوشتر از جلوۂ طاؤس گلستان ارم

جسوقت ابو الحسن جوہر نے جزو وکل کیفیت سعید شاہزادۂ معز الدین بیان کی یعنے جو جو واقعات اور مقدمات عالیجاہ فلک بارگاہ نصرت قرین شاہزادۂ معز الدین کو درمیان راہ مین جبل لعلے اور قریۂ فردوس تک پیش آئے تھے مو بمو بیان کیے اسوقت سلطان اسمعیل نے بمسرت تمام ارشاد فرمایا ای ابو الحسن باوجود اسکے کہ ہمنے بھی ایک زمانہ مین ایک طلسم عالی بنیاد یعنی طلسم جام جم کی سیر کی ہی اور اُس طلسم عالی منزلت کے طبقات کو درہم وبرہم اور باطل کیا ہی لیکن شکر کرتا ہون خداے کارساز بندہ نواز کا کہ ہمارے نور نظر لخت جگر کو خداوند عالم نے ایسا صاحب اقبال کیا کہ وہ ارجمند ہمسے بھی گوے سبقت لیگیا اجی ہمنے تو ایک ہی طلسم کی سیر کی اور اُس فرزند ارجمند نے چند طلسم افضال خدا سے فتح کیے انمین سے دو طلسم عالی منزلت رفیع درجات یعنی طلسم سبع سباع اور طلسم بیضا بقوت بازو اور بامداد اقبال مفتوح کیے علاوہ اسکے طلسم اجرام واجسام جو عجائبات حکیم ارسطو سے تھے اُسکی بھی سیر کی اور اکثر اشیاے نادر وتحفہاے طلسمی کا مالک ومختار ہوا پس جسطرح کہ خداوند عالم نے اُسکی خبر خیریت اثر اور حالات فتوحی طلسمات سے خرم وشاد کیا اُسی طرح اب جامع المتفرقین وہ دن دکھائے کہ اُس نظر پارہ جگر کے دیدار سے ہماری آنکھین روشن اور منور ہون اور غم دوری دل سے دور ہو ابو الحسن جوہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ خادم قدیم اسی واسطے حاضر خدمت ہوا ہی کہ شاہزادۂ ذیوقار کو شہنشاہ گیتی ستان کی قدمبوسی سے شرفیاب کرے یعنی شہنشاہ عالیجاہ کو پردۂ قاف مین لیجائے اور جمال بیمثال شاہزادۂ ذیشان دکھا کر دل حضور کو مسرور کرے علاوہ اسکے حضور چند روز پردۂ قاف کا تماشاے عجیب وغریب بھی ملاحظہ فرما کر لطف وافر اُٹھائین سواے اسکے بعض بعض امور اور بھی شہنشاہ کے باعث خوشی خاطر ہونگے الغرض بعد اس گفت وشنید کے ابو الحسن جوہر نے خط صاحبقران اکبر اور رقعہ حکیم قسطاس الحکمت خدمت شہنشاہ عالم پناہ مین پیش کیا سلطان اسمعیل نے جسدم اپنے فرزند دلبند کے عریضہ کو ملاحظہ

گیا۔ کثرت الفت اور محبت سے بوسہ دیا اور عریضہ مذکور کو آنکھون سے لگایا اور لفافہ عریضہ چاک کرکے مضمون عریضہ سے آگاہی حاصل کرکے نہایت ہی خرم و شاد ہوے کیونکہ اُسی عریضہ مین چند سطرین ملکہ نوبہار اور ملکہ شمسۂ تاجدار کی جانب سے بھی مندرج تھین خوشی بالاے خوشی سلطان فلک جاہ کو حاصل ہوئی بعد ازان رقعہ حکیم صاحب کہ جو سراسر اشتیاق آمیز تھا ملاحظہ کیا اور حکیم صاحب کی عنایت بیحد کا شکر ادا کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے دریاے فکر مین غوطہ لگایا ہرچند جستجوے بسیار کی لیکن درمدعا ہاتھ نہ آیا یعنی سلطان اسمعیل نے چند ساعت تک بغور و تامل اپنے دل سے مشورہ کیا اور انواع انواع کے خیالات اپنے جانے کے مقدمہ مین کیے مگر کوئی صورت جانے کی نظر نہ آئی آخرکار لاچار ہوکر سلطان اسمعیل نے ابوالحسن جوہر سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کے معاملہ مین بہت فکر کی مگر کسی طرح جانا ہمارا ہو نہین سکتا ہم مجبور ہین کیونکہ اصل حقیقت یہ ہو کہ ہمکو تماشاے رقص و نغمہ پریزادان طلسم کا اشتیاق نہین ہو عنایات خدا سے ہمنے مدت مدید اور زمانہ بعید تک نازنینان پریزاد کا نغمہ سُنا ہو اور رقص دیکھا ہو اور کثرت سے تماشاے عجیب و غریب مقامات طلسم مین نظر سے گذرا ہو پس اب ہمکو اشتیاق دیکھنے رقص اور سننے نغمہ پریزادان طلسم کا نہین ہو لیکن شوق دیکھنے اپنے فرزند ارجمند معزالدین کا بہت ہو اور کچھ اشتیاق حکیم قسطاس الحکمت کی ملاقات کا بھی ہے مگر مجبور ہین ہم چند امور ایسے مانع ہین کہ ہم کسی طرح جا نہین سکتے اور آرزوے دل نکال نہین سکتے از انجملہ اپنی مملکت اور سلطنت کو کسی سپرد کرکے جائین جو دشمن سخت سے بچائے فی الحال شورش حریف کے افواہ موحش ہر روز ہمارے گوش زد ہوتے ہین اور متواتر ہم سنتے ہین کہ کافور اخشیدی عزم تسخیر ان ممالک کا رکھتا ہو اور فوج بیحد اور لشکر بیشمار فراہم کرچکا ہو آمادۂ جنگ و جدال ہے کیونکہ کافور اخشیدی کو ایک عداوت قلبی ہمسے ہو اور باعث عداوت و دشمنی یہ ہو کہ کافور نابکار کا پسر جمشید خود پرست معرکۂ جبل الاعلے مین فرزند دلبند معزالدین کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو جبسے یہ خبر ملال اثر کافور اخشیدی نے سُنی ہو دشمن جان ہوگیا ہو چاہتا ہو کہ ان ممالک پر اپنا قبضہ کرے اور ہمکو قتل کرے اور اپنے پسر ملحد کے خون کا ہمسے انتقام لے لہذا ہمکو اندیشہ اور خوف ہو کہ اگر ہم بموجب طلب حکیم صاحب پردۂ قاف مین جائینگے اور یہ خبر کافور اخشیدی کو پہونچے گی کہ سلطان اسمعیل پردۂ قاف مین اپنے فرزند کے دیکھنے کو گئے ہین جلد تمام ممالک پر قبضہ کرلیگا ای ابوالحسن تو بھی فضل خدا سے عقل و فہم رکھتا ہو خیال کر کہ ایسے ہنگام مین کیونکر پردۂ قاف مین جانا ہوسکتا ہو سُنا ہو کہ اکثر جاسوس کافور اخشیدی کیجانب سے اس سلطنت مین واسطے دریافت کرنے حالات کے آئے ہین جسوقت جانا ہمارا طرف پردۂ قاف کے ہوگا جاسوس مذکور کافور کو اطلاع دینگے اور وہ نابکار آکر تمام ممالک کو تباہ اور برباد کریگا اور بسہل الاصول تمام ممالک پر قابض و متصرف ہوجائیگا پس بہر طور ہمارا جانا کسی طرح مناسب نہین ہو لیکن ہم بخوشی خاطر اجازت دیتے ہین کہ جناب حکیم صاحب قبلہ جو بجاے ہمارے معزالدین کے مربی اور سرپرست ہین اس جشن عقد اور بزم عروسی کو بخوبی تمام رونق دین اور

اُس فرزند دلبند یعنی معز الدین کی کتخدائی کو مطابق ملت نبوی اور موافق رسم و آئین محمدی کے بخیر و خوبی انصرام فرمائیں
اور بعد فراغ جشن کتخدائی و دیگر امور و رسوم لاحقہ اُس نور نظر پارۂ جگر کو مع عروسان ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ ہم بھی
اس پیرانہ سالی مین اُسکے دیدار سے اور دیکھنے عروسان خوبرو سے شاد و خرم ہون علاوہ اسکے جناب حکیم صاحب کو
اس امر کا بھی لحاظ رکھنا پر ضرور اور واجب ہے کہ عروسان بنی الجان یعنی قوم آتشی سے کوئی عروس اس جانب
آنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ خلاف واقعات اور حکم شرع متین کے کسی امر ممنوع کا ظہور مین آنا اچھا نہین ہے یعنے
بعد نبوت سلیمان علیہ السلام کے کسی انسان اور بنی الجان مین باہم رسم و اتحاد باقی نہین رہا یہ سلسلہ ارتباط
اور اختلاط حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذات والاصفات پر ختم ہوگیا ہے اور ہمارے رہنما سے دین پیشوائے
مرسلین محبوب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کون و مکان پیغمبر آخر الزمان یعنی جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے زمانۂ رسالت مین یہ رسم موانست جاری اور قائم نہین رہا لہذا اب یہی صلاح وقت ہے کہ معز الدین بعد
جشن عقد و نکاح عروسان پریزاد آتشی نژاد کو اُنکے مقامات و مسکن کو روانہ کردے ہرگز یہان قصد اُنکے
لانے کا نہ کرے اور آپ مع عروسان بنی آدم بحشم و خدم و بشان و شوکت مانند شاہان اولوالعزم بفوج و لشکر
و بنگاہ جانب وطن آئے ابو الحسن جوہر یہ تقریر سلطان اسمعیل سُنکے خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن۔
پس پردہ جو ملکہ عالیہ خاتون تشریف رکھتی تھین اور تمام و کمال تقریر سنتی تھین سلطان کے نہ جانے سے اور انکار
کرنے سے ملول اور رنجیدہ خاطر ہوئین دل مین قصد کیا کہ سلطان کو پردۂ قاف کے جانے پر آمادہ کیجیے لیکن
باین خیال کہ شاید شوہر کے خلاف مزاج ہو کچھ نہ کہا مگر دل مین خدائے کارساز برآرندۂ حاجات سے بگریہ و زاری
اور بصد بیقراری دعا کی کہ اے مقلب القلوب و اے مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب مہیا کردے
اور ایسا قلب سلطان کو جانب انکار سے پھیر دے کہ سلطان پردۂ قاف کے جانے سے انکار نہ کرین اور برغبت
تمام اور بخوشی خاطر مستعد اور آمادہ جانے پر ہو جائین خداوندا یہی آرزو ہے کہ جلد اپنے فرزند کو کسی طرح ایک نظر
دیکھون اور اُسکے عروسان خوبرو کے دیدار سے دل مضطر کو تسکین دون زمانۂ بعید سے اس عاجزہ نے اپنے نور نظر کو
نہین دیکھا ہے دل اُسکی جدائی مین تڑپتا ہے یا جامع المتفرقین مجھکو میرے فرزند سے ملا دے صورت اُسکی مجھے دکھادے
اب میرے حال پر رحم کر دعا میری بحق محمد و آل محمد و اصحاب محمد مستجاب کر ملکہ عالیہ خاتون تضرع و درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح
بگریہ و زاری اور بخضوع و خشوع تڑپ تڑپ کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا تیر دعائے ملکہ عالیہ ہدف مراد پر
پہونچا یعنے جب ابو الحسن جوہر تقریر عذر آمیز بادشاہ عالیجاہ سے مایوس اور نا امید ہوا اُسوقت دوسرا رقعہ حکیم
قطاس الحکمت کا جسکے مضمون سے ابتک آگاہی نہین ہے روبروئے سلطان پیش کیا سلطان اسمعیل نے بنظر غور ملاحظہ
فرمایا اس رقعہ مین حکیم قطاس الحکمت کی جانب سے مرقوم تھا کہ اے شہنشاہ عالم پناہ اسوقت اس عبد ذلیل کو گردش

فلکی اور حرکات سیارگان سے صاف ثابت ہوتا ہی اور طریقۂ علم نجوم سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ تشریف شریف اس جانب
لانے سے انکار کیجیے گا اور عذر معقول فرمائیے گا لیکن اس خاکسار کے نزدیک حضور کا تشریف لانا اور اپنے فرزند دلبند
کے جشن شادی مین شریک ہونا بھی اک واجبات سے ہی لہذا سلطان ذیجاہ کو وہ تدبیر کرنا چاہیے



کہ جس تدبیر معقول سے خاطر مبارک بہمہ وجوہ مطمئن ہو اور کسی طرح سے خوف دشمن سخت باقی نہ رہے اور وہ تدبیر معقول یہ ہی
کہ سلطان ذیجاہ خود بنفس نفیس ایک گوشۂ خلوت مین باطہارت تین شب و روز عبادت پروردگار مین بخضوع و خشوع مشغول
ہوں اور یہ اسم اعظم جو پیشانی پر اس رقعہ کے مندرج ہی بتعداد مرقوم پڑھین انشاءاللہ روز چہارم وقت سحر ایک شخص
موکلان عالم غیب سے ہمشکل و ہمصورت شہنشاہ عالیجاہ ظاہر ہوگا اور روبرو آئیگا اور وہ موکل سلطان فلک جاہ سے
یوں مستفسر ہوگا کہ ای سلطان گیتی ستان آپ نے کیوں مجھکو یاد فرمایا ہی اور واسطے کس مطلب کے بلایا ہی اور عالم غیب سے
اس عالم ظاہری مین مجھے حاضر ہونے کی تکلیف دی ہی آپ اپنا مدعاے دلی ارشاد فرمائیے کہ فی الحال کونسا امر اہم اور
کار سخت و صعب پیش آیا ہی اُسوقت ای سلطان عالیجاہ آپ اُس سے یہ فرمائیے گا ای موکل غیب تجھکو معلوم ہوگا کہ
فی الحال ہمارے نور نظر پارۂ جگر شاہزادہ معزالدین کی تقریب شادی اور جشن کتخدائی کا سامان جبل العلا اور قریۂ فردوس مین
موافق مصلحت پروردگار مقرر ہوا ہی اور جشن عقد مذکور الصدر مین ہمارا بھی شریک ہونا فرض بلکہ واجبات سے ہی۔ بس
ہمارا ارادہ ہی کہ جبل اعلے مین جاکر اپنے نور نظر لخت جگر کے جشن عقد مین شریک ہوں ای موکل غیب ہمنے اسی وجہ سے
تجھکو تکلیف دی ہی کہ تو مقام مذکور کے جانے مین ہماری مدد اور اعانت ببرکت اسم اعظم اور علم خداوند عالم کر اور تا وقتیکہ ہم
فرزند دلبند کی کتخدائی سے فرصت اور فراغت پاکر یہان نہ آئین تجھکو لازم ہی کہ بجاے ہمارے تخت سلطنت پر بیٹھکر ملک

اور سلطنت اور فوج و لشکر کا بہ آئین شائستہ انتظام کرا دیا اس سلطنت کو دست غنیم سے بچا کسی طرح فتنہ و فساد واقع نہو اور ہمارے جانے کی دشمنان ملک اور مدعیان تاج و تخت کو مطلق اطلاع نہو ای شہنشاہ عادل جسوقت آپ یہ خواہش دلی اس مؤکل سے بیان فرمائیے گا وہ بسر و چشم منظور کریگا اور کسی طرح عذر و انکار نہ کریگا پس اس موکل ہم شبیہ کو جملہ مردان سے مخفی تخت پر بٹھا کر آپ بخاطر جمعی تمام مع ملکہ عالیہ خاتون اور بعض معتمدان خاص اور کنیزان حرم و خاتونان محترم ان تخنہا ے روان پر جو آپ کی سواری کے واسطے ہمراہ ابو الحسن جوہر روانہ کیے ہین سوار ہوکر اس جانب تشریف لائیے اور اپنے فرزند ارجمند کے جشن عقد مین شریک ہو جیے اور تامل نفرمائیے کیونکہ جلوۂ جشن کتخدائی مسطور خاص آپ کی تشریف آوری اور شریک ہونے پر موقوف اور منحصر ہے بلکہ جملہ کاروبار شادی ملتوی ابتک اسی سبب سے ہی الغرض جسدم شہنشاہ عالیجاہ یعنی سلطان اسمعیل کو اس رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کے مضمون سے کماحقہ آگاہی ہوئی نسیم مسرت سے غنچۂ دل مثل گل شگفتہ ہوگیا چہرہ پر آثار خوشی ہویدا ہوئے فرط انبساط سے جامہ بدن مین تنگ ہوگیا اور جو یاس و اندوہ کہ دل سلطان اسمعیل مین تھا بالکل دور ہوگیا نشان بھی صدمہ و رنج کا دل مین باقی نہ رہا اور بخوبی تمام سلطنت اور حکومت کی جانب سے دل کو اطمینان ہوگیا اور اندیشہ شر و فساد کافور خورشیدی ذرا بھی دل مین نہ رہا اس وقت سلطان اسمعیل کا دل یہ چاہتا تھا کہ ابھی کسی طرح جبل اعلے اور قریۂ فردوس مین پہونچون اور اپنے دلبند معز الدین کی بزم کتخدائی مین شریک ہون غرض سلطان اسمعیل اسی عالم نشاط اور انبساط مین اپنی زوجہ ملکہ عالیہ خاتون کے پاس تشریف لائے اور شکر فرمایا کہ اب ہم فرد بالضرور جانب جبل اعلی اور قریہ فردوس جائینگے اور اپنے فرزند کی محفل کتخدائی مین شریک ہونگے تمکو بھی ہمراہ اپنے لیجائینگے کیونکہ رقعہ دوم مین جناب حکیم قسطاس الحکمت دانا ے روزگار واقف اسرار نے ایسی تدبیر معقول ہمارے شریک ہونے کے مقدمہ مین تحریر کی ہے کہ ہمکو نہایت ہی پسند ہوئی اور تردد بالکل دفع ہوگیا ملکہ عالیہ خاتون کہ اول ہی سے گویا سراپا تصویر آرزو تھین اور دعا درگاہ خدا مین کر رہی تھین یہ مژدہ جان بخش اور نوید مسرت افزا سلطان سے سن کے بیحد و بے انتہا شاد و خرم ہوئین اور سمجھین کہ دعا ہماری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی اسی وقت سجدۂ شکریہ خدا بجا لائین قصہ کوتاہ شہنشاہ جم جاہ نے محلسرا سے باہر تشریف لاکر اور ارکان سلطنت اور اعیان مملکت مثل حسام الملک امیر الامرا و لبیب الملک وزیر و جلیل الدولہ و عشرت الدین و حفیظ الدین و سیف الملک و غازی الملک و مقدر الدولہ و امیر علاء الدین و عالی خواجہ و معانی خواجہ وغیرہ امرا ے ذیوقار و وزرا ے عالی تبار دانا ے روزگار کو طلب فرماکر خلوت مین دربار خاص کیا اور اول آنا ابو الحسن جوہر کا اور طلب کرنا کتخدائی شاہزادہ معز الدین مین حکیم قسطاس الحکمت کا بیان کیا بعد ازان اس معاملہ مین مشورہ لیا اور سب سے پوچھا کہ تمہاری صلاح اس مقدمۂ خاص مین کیا ہی آیا ہمارا جانا جانب جبل اعلے اور قریۂ فردوس بہتر ہے یا نہین اور بعض وقائع نگاران منشیین نے یون ہی ترقیم کیا ہی کہ سلطان فلک جاہ

نے صرف لبیب الملک و حسام الملک کو خلوت مین طلب فرماکر ایسے مقدمۂ خاص مین مشورہ لیا تھا اور اپنے ارادہ سے اطلاع اور آگاہی دی تھی دونون وزیران دانا ے دہر وحید عصر نے زمین خدمت کو بصد ادب بوسہ دے کر اور دعاے وثناے شاہی بجالاکر دست بستہ عرض کیا کہ ان غلامون کی راے مین یہ آتا ہی کہ حضرت ظل سبحانی بخاطر جمعی تمام سمت جبل اعلے اور قریۂ فردوس تشریف لیجائین اور جشن کتخدائی شاہزادۂ ذیوقار عالی تبار مین شریک ہون کسی طرح کا اندیشہ کا فور نابکار کی جانب سے نہ فرمائین یہ نمکخواران قدیم جان نثاری کو حاضر ہین مریخ کی کیا طاقت ہی کہ اس مملکت کی جانب نظر بد سے دیکھ سکے اور زحل کی کیا لیاقت ہی کہ اس سلطنت کی طرف چشم حسد سے دیکھ سکے ہم غلامان سرکار دولتمدار اپنے ثابت قدم ہین کہ اگر کوئی بدخواہ دولت شہنشاہ اس طرف براے جنگ وجدال آئے جنگاہ سے ہم نہ سرکین جبتک وہ اپنی جگہ سے نہ سرک جاے ہنگام حرب زمین کو خون عدو سے لال کرین اُنسے جنگ وجدال کرین ہماری تیغ جانستان سے دشمن کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سواے گوشۂ قبر کے کہین بدخواہ کو پناہ نہ ملے غرضکہ بعد اس گفت وشنید کے سلطان اسمعیل نے ابو الحسن جوہر کو بلواکر وزراے مذکور کو جملہ سرگذشت شاہزادۂ معز الدین کی سنوائی بعد اسکے سلطان اسمعیل نے موافق لکھنے حکیم قسطاس الحکمت کے اول طہارت کی بعدہ ایک گوشۂ خلوت مین بیٹھکر اسم اعظم مذکور الصدر کو پڑھنا شروع کیا اور مشک وعنبر واگر ایک منقل مین اسقدر سلگادیا کہ مقام خلوت یعنے جاے عمل خوانی خوشبو سے معطر اور معنبر ہوگئی بعد پڑھنے تین روز کے چوتھے دن علی الصباح ایک شخص ہو کلان غیب سے ظاہر ہوا سلطان اسمعیل نے دیکھا کہ ایک شخص فرشتہ وضع ملک سیرت میری شکل وصورت سے سراپا مشکل ہی گویا سلطان اسمعیل ثانی ہی اُس موکل نے پوچھا اے سلطان اسمعیل آپ نے بزم دعوت مین مجھکو کیون بلایا ہی مدعاے دل کیا ہی بیان کرو کہ مین جلد اُس امر اہم کو انجام دون سلطان اسمعیل نے اُس موکل سے آرزوے دل بیان کی اُس شخص نے سلطان اسمعیل کی درخواست کو منظور کیا اور کہا اے سلطان گیتی ستان تم بخوبی اطمینان رکھو مین حسب معمول ہر روز مانند تمھارے تخت سلطنت پر بیٹھا کرونگا اور جملہ معاملات ملکی ومالی کا انتظام کرونگا اور احکام نظم ونسق مثل تمھارے دیا کرونگا بعونہ تعالے تمھارے آنے تک کسی طرح کا فتنہ وفساد اس شہر مین برپا نہوگا تم بیخوف وبیم جانب جبل اعلے وقریہ فردوس جاؤ کسی طرح کا اندیشہ اور تردد دل مین نہ کرو خدا وندکریم معین ومددگار ہی ہر مشکل مین کفیل ہوگا اور جو بلا آئیگی اُسکو رد کریگا قصہ کوتاہ جسوقت سلطان ذیشان یعنے سلطان اسمعیل کا بخوبی اطمینان دل ہوگیا اور کسی طرح اندیشہ اور تردد نہ رہا ابو الحسن جوہر سے فرمایا اب اُس تخت روان کو بہت جلد لا دیر نہ لگا ابو الحسن جوہر بموجب حکم سلطان اسمعیل ہنگام شب مردم سے پوشیدہ ہوکر اس کوہ پر جہان پریزادون کو مقیم کیا تھا پہونچا اور تخت روان ہمراہ اپنے لیکر اُسی شب کو چلا آیا سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون دونون زن وشوہر بخوشی وشادمانی مع چند کنیز وخواص وقت نیم شب تختہاے مذکور پر سوار ہوکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوے ملکہ عالیہ خاتون نے دایہ معز الدین اور مادران امیر محمد وامیر سیف الدین کو بھی ہنگام روانگی ہمراہ لیلیا

الغرض تختہاے رواں پریزادان تیزبال نے اُٹھائے اور ایک شب و روز مین نہر المشحون کے کنارہ پر پہونچ کے اُتار دئے
راوی کہتا ہی کہ کنارہ نہر ایک قصر عالیشان ہی اور اُس قصر کا نام قصر احمر ہی نہایت ہی آراستہ ہی ابو الحسن جوہر نے
سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت اور موافق حکم صاحب قران اکبر کے اس قصر
رفیع مین کہ جو بردۂ دینا پر قصر جنان سے بہتر تھا مقیم کیا اور آپ بتعجیل تمام قطع راہ کر کے قصر النیرین مین پہونچا اور
صاحب قران گیتی ستان اور حکیم قسطاس الحکمت کو تشریف لائے سلطان اسمعیل سے آگاہ کیا صاحب قران اکبر
نے اُسی وقت امیران لشکر اور سرداران عالیوقار سے امیر مجاہد الدین و امیر معظم الدین و امیر جلال الدین کو سلطان
گیتی ستان یعنی سلطان اسمعیل کی خدمت فیضدرجت مین روانہ کیا اسواسطے کہ امراے نامدار ذو وقار سلطان والاشان
کا استقبال بصد تکریم و تعظیم بجالائین چنانچہ سرداران مذکور دامیران مسطور قصر احمر تک آئے اور سلطان اسمعیل
کی خدمت عالی مین حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا سلطان اسمعیل سرداران تہور شعار و امیران نامدار کو دیکھکر بہت
خرم و شاد ہوے اور ہر ایک سردار ذیوقار کے حال پر علی قدر مراتب عنایت شاہانہ اور مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی
روز دوم صاحب قران اکبر بصد کرّ و فر مع بہادران شعار و دلاوران عالیوقار مانند امیر محمد و امیرزادہ سیف الدین وغیرہ
سوار ہو کر اپنے پدر ذیقدر کی خدمت فیضدرجت مین تشریف لے گئے حکماے ذی مرتبت عالی منزلت بھی ہمراہ رکاب
شاہزادہ نصرت کے تھے سلطان اسمعیل ہر سہ حکماے عالیوار کی خبر تشریف آوری سنکے واسطے استقبال کے نیم فرسخ
تک تشریف لائے جسوقت حکماے موصوف سے دو چار ہوے بہم مساوی و بقاعدۂ برابری مسرور ہو کر معانقہ و مصافحہ
فرمایا اور حکیم قسطاس الحکمت سے کہا اے مقبول درگاہ ایزدی آپ نے اتنی تکلیف و تصدیع جو فرمائی نہایت درجہ ممنون
منت کیا آپ کو اسقدر صعوبت و مسافت راہ اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی مین خود ہی یہ ارادہ رکھتا تھا کہ آپ کی خدمت
عالی درجت مین حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفیض ہون بہر حال آپ نے جو احسان عظیم اور سلوک بیحد مجھ خاکسار
ذرہ بیمقدار پر اور میری اولاد کے احوال پر مبذول فرمائے ہین اُسکا شکر کس زبان سے ادا کرون قسم ہی خدا کی ۵

اگر ہر موے تن گردد زبانے	زتو رانم بہر یک داستانے

پھر بھی مجھ نحیف سے شکر کماحقہ جملہ احسانات کا ادا نہو سکے سچ تو یہ ہی کہ آپ کے الطاف و عنایات و کرم کا بار گران
مجھپر اور میرے جملہ خاندان کے سر و گردن پر تا قیام قیامت رہیگا سوا اسکے کہ جبتک یہ فسانہ دلچسپ اور قصہ رنگین
حسن آراے نشان قصہ خوانان شیرین مقال ہوگا اور شائقین بلند نظر و سامعان رنگین طبع اس قصہ وحید عصر جریدہ روزگار
کو استماع کر کے خرم و شاد ہونگے لاریب آپ کی عنایت اور مکرمت بھی جلوہ افزاے زبان رہیگی حکیم قسطاس الحکمت نے
کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس کمترین کے باب مین جو حضور نے ارشاد فرمایا محض عزت افزائی و الطاف شاہانہ ہے
یہ خاکسار لائق اس توصیف و ثنا کے نہین ہی اور اس بندۂ عاجز کا کوئی سلوک اور احسان کسی قسم کا شاہزادہ معز الدنیا

کی نسبت بھی نہین ہے کیونکہ اس شاہزادہ ذیوقار نصرت شعار کو پروردگار عالم نے روز ازل سے صاحب اقبال اولوالعزم
کشورستان عالی ہمت ذیوقار صاحب قران روزگار پیدا کیا ہی اور جملہ معاملات کشورستانی اختر تابندہ فلک کامگار
کی ذات عالی صفات سے وابستہ فرمائے ہین اور رای سلطان فلک جاہ یہ بھی اس ہیچمدان کو علم نجوم و دیگر قواعد سے
دریافت ہوا ہی آپ کو یاد رہے کہ یہ مرتبہ کشورستانی اور رتبہ جہانبانی اسی شاہزادہ نصرت شعار کی ذات فرخندہ فال
پر موقوف ہی اب آپ کی اولاد مین ایسا کوئی شخص بلند مرتبہ نہوگا بلکہ اس شاہزادہ ذی رتبہ کے ادنی مرتبہ کو بھی نہ پہونچیگا
ای شہنشاہ عالم پناہ آپ کو شکر خداوند کریم کا بجالانا چاہیے کہ اُسنے آپ کو ایسا فرزند جری صاحب اقبال کشورستان
یکتاے جہان مرحمت فرمایا ہی کہ بڑے بڑے سلاطین عالی ہمم اور شاہان ذیحشم مثل غلامان کمترین کے اسکے پایہ تخت
کو ادب سے بوسہ دیتے ہین اور مثل چاکران کمترین کے خدمت مین حاضر رہتے ہین اور خدمت شاہزادہ ذیجاہ کی کرنا
اپنا فخر اور سعادت تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے رستم وقت اسفندیار جہان کہ جو فیل مست کو مور ضعیف جانتے
ہین اور شیر نر کو اک شغال یا آہوے صحرائی خیال کرتے ہین اس شاہزادہ فیروزبخت کے مطیع اور فرمانبردار ہین اور
مثل غلامان حلقہ بگوش ہر وقت خدمت مین کمربستہ حاضر رہتے ہین اور سوا اسکے اس شاہزادہ یوسف جمال سلیمان
جلال کی کنیزی اور زوجیت کے واسطے زنان پریزاد اور آدم زاد معین ہوئی ہین اور وہ ایسی حسین اور جمیل ہین کہ جنکا
ہمتا کوئی حسین حسن مین عالم اسباب مین نہین ہی بلکہ کونین مین نہوگا حوران جنان اُنکے روے زیبا اور حسن دلفریب
کو اگر دیکھ لین یقین ہے کہ غیرت سے محجوب ہون اور خوبرویان جہان اگر اُنکے جمال عدیم المثال کا نظارہ کرین خجل ہو کر
پھر کبھی دعوے حسن و جمال نہ کرین آفتاب اُنکے رخ روشن کے آگے ایک ذرہ ہے اور ماہ دو ہفتہ اُنکے روے منور
کے سامنے ایک شمع کشتہ ہی صانع حقیقی نے اُن نازنینان بیعدیل و نظیر کو شاید محض نور سے خلق کیا ہی جملہ خوبرویان
کونین پر حسن مین شرف دیا ہی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اُنکے رخ پرنور کو دیکھتے جلوۂ طور یاد آجاتا۔ القصہ بعد ملاقات
حکماے موصوف و گفتگوے باہمدگر سلطان اسمعیل قصر احمر مین داخل ہوے اور تخت جواہرنگار پر جلوس فرمایا اُسدم
کی مسرت تحریر سے عاجز ہی اور زبان دفتر بیان اُس خرمی کے اظہار سے قاصر ہی جس وقت شاہزادہ نامدار اپنے پدر عالیقدر
کی قدمبوس سے مشرف ہوچکا درون قصر احمر تشریف لیگیا اور اپنی والدہ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی پابوسی سے
شرفیاب ہوا ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند دلبند کو دیکھکر بے اختیار مسند زرین سے اُٹھکر بیتابانہ گلے سے لگالیا
اور اس درجہ گریہ کیا کہ ابر نوبہار شرما گیا آنسو اسطرح آنکھون سے روان تھے گویا دو نہرین جاری تھین کثرت بکا سے ہچکی
لگی تھی افراط گریہ و بکا سے قریب تھا کہ غش آجاے اُسوقت کنیزان وغیرہ نے ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت مین عرض کیا
کہ ای ملکہ آفاق گریہ و بکا نہ فرمائیے یہ وقت خوشی کا ہی دیکھیے کہین کثرت گریہ سے دشمنون کو حضور کے غش نہ آجاے
مزاج عالی ناساز نہو جاے ملکہ عالیہ خاتون نے التماس کنیزان وغیرہ سے ضبط گریہ فرمایا اور پھر شاہزادہ معز الدین کو فر

محبت مادری سے پیار کیا سینے سے لگایا آنکھوں کو نور دل کو سرور حاصل ہوا دل بیتاب کو قرار آیا در مدعا بعد مدت دراز پایا
ملکہ عالیہ خاتون اپنے نور نظر پارۂ جگر کو دیکھکر اسقدر خرم و خندان ہوئیں کہ اگر حال مسرت ملکہ عالیہ خاتون تحریر کیا جاے
یہ داستان مسرت آثار کبھی اختتام نپائے لہذا بخیال طول اس افسانہ رنگین کے لکھنے حال مسرت ملکہ آفاق سے باز رہتا ہون
الغرض جب شاہزادہ آفاق گیر گردن سر پر اپنی مادر گرامی توقیر کی قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کر چکا اس وقت
زنان محلسرا نے نوبت بہ نوبت شاہزادہ کی بلائیں لین ترقی جاہ و اقبال اور طول عمر کی دعائین دین خصوصاً دایہ شاہزادہ
ذیجاہ نے جوش محبت اور غلبۂ الفت سے شاہزادہ کو گلے سے لگایا اور پیشانی و رخسار کے متواتر بوسے لیے شاہزادہ
معز الدین بھی کثرت محبت سے مثل مادر کے دایہ سے ملا بعد اسکے خدمت والد ذیجاہ مین تشریف لا کر ہر ایک شاہ نامدار اور
سردار ذیوقار کو ملازمت سلطان فلک جاہ سے مشرف کیا اور جملہ سلاطین و امرا کے حال سے اپنے پدر عالیقدر کو مطلع کیا
سلطان اسمعیل نے بھی علی قدر رتبہ و مرتبہ ہر ایک شاہ و شہریار اور امیر و سردار کے حال پر نوازش کی اور سلوک خسروانہ
فرمایا الحاصل بعد حاصل کرنے شرف و افتخار قدمبوسی و ملازمت شاہزادہ ذیجاہ اپنے والد نامدار اور ملکہ عالیہ خاتون
مادر ذیوقار کو بجلوس تمامتر و تجمل و حشم بصد اعزاز و احترام ہمراہ لیکر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لایا جسوقت سلطان اسمعیل
نے بارگاہ معلی پر نظر کی کمال حیرت ہوئی کیونکہ اس بارگاہ عالی منزلت کو رفعت مین ہمسر فلک پایا اور اسباب شاہانہ اور
فرش ملوکانہ سے نہایت ہی مزین اور آراستہ دیکھا بعد اسکے علم فلک فرسا کہ جو علم خورشید سے چمک مین ہم پنجہ تھا
ملاحظہ کیا بعد ازان نقارخانۂ خورشیدی و آصفی وغیرہ اسباب طلسمی کو دیکھکر تعجب کیا اور نہایت شاد و مسرور ہو کے
دل مین خیال کیا کہ فی الحقیقت جو سامان اور اسباب بادشاہی نادر و تحفہ میرے نور نظر پارۂ جگر کو مسبب الاسباب نے
اپنے فضل و کرم سے عطا اور مرحمت فرمایا ہی کسی شہنشاہ روے زمین کو ممکن نہوا ہوگا بلکہ کسی بادشاہ ذیجاہ نے عالم
خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا شاید ایسا سامان و اسباب نادر روزگار حضرت سلیمان ذیوقار کو کہ حاکم انس و جن و دیو
و پری تھے ممکن ہوا ہو یہ خیال سلطان خوش اقبال کرکے پھر بار دگر جوش الفت سے سلطان اسمعیل نے اپنے فرزند
نیک خصال صاحب جاہ و جلال کو سینے سے لگا کر خوب پیار کیا اور شکر عطاے کردگار بار بار کیا صاحب قران اکبر
نے اپنے پدر ذیجاہ کو تخت جواہر نگار پر متمکن کیا اور آپ دست بستہ مثل خادم ادب پیش تخت بصد ادب کھڑے
رہے سلطان اسمعیل نے اپنے پسر سعادت نشان ادب آموز بکران کو جو اس کیفیت سے قریب تخت دیکھا اسکی
قدر شناسی اور رتبہ دانی پر دل مین ہزار ہزار آفرین کی اور خوش ہو کر اپنے پہلو مین مثل دل کے جگہ دی یعنی سلطان
اسمعیل نے صاحب قران اکبر کو اپنے پہلو مین بٹھالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے اب سلطان اسمعیل نے
بنظر غور و امتیاز کماحقہ بارگاہ معلی کو ملاحظہ کیا ایسی بارگاہ باشان و شوکت اور وسیع و رفیع پائی کہ باوجود حصول رتبہ
شہنشاہی کے کبھی نظر سے بھی نگذری تھی بلکہ ایسی بارگاہ کا حال کبھی کانون سے بھی نسنا تھا سلطان مع الاجاہ

عالم پناہ نے دیکھا کہ اس بارگاہ فلک اشتباہ مین اتنی گنجایش اور وسعت ہی کہ ایک جانب بارگاہ مین صد ہا ملکہ ہزار ہا پہلوانان رستم خصال و دلاوران اسفندیار مثال سہراب زمان گیو دوران کوہ پیکر قوی ہیکل مثل شدید الشداد وسمعلج اژدر در والواح بن التوم وطیفور نیزہ باز وغیرہ جابجا اپنے اپنے مقام اور جگہ پر موافق اپنی قدر و منزلت اور رتبہ کے کرسی و دنگل وغیرہ پر بکمال شان و شوکت بیٹھے ہین اور ایسا رعب شجاعت اور دلاوری اور بہادری انکے چہرون سے ظاہر و آشکارا ہے کہ شیر کو انسے آنکھ ملانے کی مجال نہین ہے اور فیل مست کو انسے زور آزمانے کی لیاقت نہین ہی شاید بہرام انھین پہلوانون کے خوف سے گور مین چھپا ہی اور افراسیاب نے انھین گردان تہور شعار کے ہراس سے گوشۂ قبر مین پناہ لی ہے عجب نہین کہ مریخ نے انھین مبارزان یکتاے روزگار کی دہشت سے فلک پر رہنا روز ازل سے اختیار کیا ہو اور تن آفتاب عالمتاب شاید انھین بہادران وحید عصر کے خوف سے مثل دست رعشہ دار کانپتا ہو سلطان اسمعیل نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ پہلوانان قوی بازو معرکۂ جدال و قتال مین حریف پر حملہ کرین ایک ادنی ضرب مین پیوند خاک کرین اور عدو کے خون سے میدان جنگ رنگین کردین جنگاہ مین کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار لگادین اور میدان رزم کو کثرت خون دشمنان سے گلنار کردین اللہ اکبر بڑے بڑے پہلوان ہین جسکے یہ پشت و پناہ ہون اور معین اور مددگار ہون اُس سے کوئی بادشاہ اولوالعزم بھی آنکھ ملا نہین سکتا اور سرکشی کا خیال دل مین لا نہین سکتا الحمد للہ کہ خداوند عالم نے میرے فرزند کو ایسا صاحب قوت و زور آور صاحب اقبال کیا کہ یہ سب بہادران بیمثل و بے نظیر اُسکے مطیع و منقاد ہین سلطان اسمعیل یہ خیالات اپنے دل مین کرکے دوسری جانب متوجہ ہوے ملاحظہ کیا کہ صدہا سلاطین نامدار و شاہان ذیوقار غلامان حلقہ بگوش شاہزادہ معزالدین عالی تبار مثل شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر و شاہزادۂ مرزبان بن بہرام شاہ و شاہزادۂ غوجان بن مرجان باعزاز و احترام بیٹھے ہین اکثر نیم تخت پر اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین سلطان اسمعیل اس جاہ و جلال کو اپنے فرزند کے دیکھکر سجدۂ شکر خدا بجا لائے اس اثنا مین حسب الحکم صاحبقران اکبر داروغہ آبدار خانہ شیشۂ شراب ربانی کہ ایک تحفہاے طلسم سے ہی اور عجیب کیفیت سرور رکھتی ہے لیکر حاضر ہوا راوی سلسلہ بند افسانہ نے اول اس مے بیمثال نادر الخواص کا تذکرہ کیا ہی کہ مے مذکور اس طلسم مین اسقدر موجود اور مہیا ہی کہ جملہ مردمان لشکر صاحبقران اکبر کو کافی و وافی ہو جاے اور تا اختتام جشن عقد اور کسی قسم کی شراب کی ضرورت ہو الغرض اس مے مفرح دل و دماغ کے شیشۂ بلورین و زمردین مع ساغر ہاے یاقوت نگار حسب الحکم صاحبقران اکبر نامدار حاضر ہوے سلطان جم حشم نے بموجب فتواے شیخ عرب و شیخ رکن الدین عرب چند جام مے گلفام دست ساقیان سیمین ساق سے لیکر نوش فرمائے بعد اسکے جام شراب گلگون بے دغدغہ گردش گردون گردش مین آیا جملہ سلاطین نامدار کو جام مے مذکور ساقیان گلعذار اپنے دست نازک سے بناز و انداز دینے لگے اور سرداران عالی منزلت و سلاطین والامرتبت دست ساقیان گلرو سے لیکر پینے لگے بعد فراغ میکشی عوض نقل و گزک ہر ایک قصہ ہمایون اور وقائع

مست اخر صاحب قران اکبر کا لذت بخش کام و زبان تھا یعنے کوئی بہادر فتنہ پردازی و محاربات مضحکات جمشید جہنم نصیب کے
بیان کرتا تھا اور کوئی دلاور رضا ر منکوس ملحد کی بیعزتی و شرارت کو نقل کرتا تھا کوئی جری عالم نشہ مین تیغہ شمشیر کو چوم کر کہتا
تھا کہ مین نے اس تیغ آبدار سے ہزارہا ملحد و مردود واصل جہنم کیے ہین اور کوئی بہادر ممتاز قدر انداز تیر سہ پہلو ترکش سے
نکالکر اور بہادرون کو دکھا کر عالم نشہ مین بیان کرتا تھا کہ اسی تیر بے امان سے ہزارون طائران جان کفار نے جانب سقر
پرواز کیا ہے کوئی پہلوان دوران عمود گران دوش سے اُٹھا کر اور بہادران ہمنشین سے مخاطب ہوکر کہتا تھا کہ مین نے اسی گرز
گاؤسر سے بڑے بڑے بہادرون کے سر کو توڑا ہے کمر کوہ اسی گرز کی ضرب سے شکستہ ہوئی ہے کوئی جوان آئینہ رو جنگجو جھوم کر قبضہ
نیمچہ کا چومکر مونچھون پر تاؤ دیکے کہتا تھا کہ اس نیمچے نے ہزارون کفار نابکار کے گلے کاٹے ہین اکثر میدان پلاشون سے پاٹے ہین
یہ نیمچہ فولاد کی سپر سے بھی نہین رُکتا خود کو کاٹکر کاسہ سر مین آتا ہے اور کاسہ سر سے صراحی گردن کو کاٹ کر صندوق سینہ مین دم
لیتا ہے اور صندوق سینہ سے شکم و کمر دشمن کو کاٹ کر پشت مرکب پر پہنچتا ہے اور مرکب کو دو کر کے زمین مین در آتا ہے کوئی جرار
خنجر آبدار کمر سے کھینچکر کہتا تھا دیکھو اسی خنجر بران سے مین نے ہزارہا کفار کی معارکہ مین گردنین کاٹی ہین مگر تھوڑے دنون سے
اسلئے خون کفار نہین چاٹا ہے اسی وجہ سے بے آب ہوگیا ہے اب خدا وہ دن دکھائے کہ سامان جدال و قتال ہو خون اعدا سے یہ خنجر لال ہو
باعث دوری رنج و ملال ہو کوئی بہادر سرفراز نیزہ باز نیزہ کو تکان دے کر نشہ شراب سے مست ہوکر یون کہتا تھا کہ اسی نیزہ سرتیز سے مین نے
سینے اعدا صدہا بلکہ ہزارہا میدان رزم مین چھیدے ہین اور پشت زین سے اُٹھا اُٹھا کر زمین پر ایسا پٹکا ہے کہ استخوان تن چور چور ہوگئے ہین
لیکن تھوڑے دنون سے یہ نیزہ تیز کسی دشمن کی پشت سے نہین گذرا اسوجہ سے مجھکو ہر دم ملال رہتا ہے رات کو اسی غم مین
نیند نہین آتی اور دن اسی الم مین گذرتا ہے بس آج تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ کسی بہادر سے دو چار چوٹین ہون ذرا دل
بہلے لطف زندگی حاصل ہو بہادرون کو بیکار بیٹھنا ناگوار ہے قتل کرنا زخم کھانا دلاورون کا یہی شعار ہے یہ تقریر جوان
نیزہ باز ہر ایک بہادر ممتاز سُنکے عالم نشہ شراب مین جھوم کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اے بہادر شراب تو پی ہے مگر رقص نہین
دیکھا ہے لہذا ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ اسوقت اس بزم مین جوہر تیغ بید ریغ آشکار ہون تلوار چلے بسملون کا رقص ہو دم بھر
دل لگی ہو ذرا قہقہہ چہچہہ یارون مین ہو یہ کہکر تلوارین نیام سے نکالین سپرین پشت سے اُتارین کماندار جنگ پیش ہوگئے
جوانون نے بھالے سنبھالے پہلوانون نے گرزے اُٹھائے قریب تھا کہ باہم گرم حرب و ضرب شروع ہو مگر صاحب قران اکبر
نے جو یہ رنگ بہادران دیکھا بیتاب و بیقرار ہوکر اپنے پدر عالیقدر کے پہلو سے اُٹھکر درمیان بہادران تشریف لائے اور
فرمایا کہ اے بہادران یکتائے روزگار آپس مین کیون لڑتے ہو یہ میدان جنگ نہین ہے جب حریف کا سامنا ہوگا اسوقت
جوہر تیغ دکھانا خبردار آپس مین نہ لڑو یہ حکم صاحب قران اکبر ہر ایک سردار نامور سُنکے عرض کرنے لگا کہ یا صاحب قران اکبر
ان غلامون کا رقص دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا لہذا منظور ہوا کہ شراب پی ہے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے اور دو گھڑی لطف
اُٹھائیے یا صاحب قران اکبر اسوقت غلامون کو رقص بسمل دیکھ لینے دیجیے مانع نہوجیے صاحب قران اکبر یہ تقریر سرداران

نامور کی سُنکے سمجھے کہ یہ سب مست و مدہوش ہین ہوش اُنکے نشۂ شراب سے بجا نہین ہین بڑا غضب ہوا اگر یہ آپس مین
جدال و قتال کرکے مقتول ہوے پھر ایسے بہادر یکتاے عصر وحید روزگار دستیاب ہونگے یہ خیالات دل مین کرکے
ہر ایک سردار کو بملایمت سمجھایا اور عرق دفع نشہ شراب ہر ایک بہادر کو پلایا جب سب ہوش مین آئے کیفیت
اپنی گستاخی کی سُنکے منفعل اور شرمندہ ہوے اور دست بستہ پیش صاحب قران اکبر حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ اے آقاے
نامدار و مولاے قدر شناس ہمسے بڑی گستاخی اور خطاے بزرگ ہوئی کہ حضور کے ارشاد کو ہم خادمون نے نہ مانا لیکن
آپ کے الطاف اور عنایات اور بندہ نوازی سے امید رکھتے ہین کہ آپ ہماری خطا عفو فرمائین صاحب قران اکبر نے
ہنسکر ہر ایک دلاور سے کہا کہ تمنے کوئی خطا نہین کی اور ہمکو تم سے کسی طرح کا ملال نہین ہے کیونکہ اسوقت تم اپنے ہوش
مین نہ تھے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو سلطان اسمعیل یہ رنگ بہادری دلاوران دیکھکر تعریف شجاعت سرداران
نامدار فرمانے لگے شاہزادہ معز الدین نے اپنے پدر عالیقدر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ حضور یہ جملہ سردار وحید روزگار
ہین یہ خاکسار انکی بہادری کا کیا اظہار کرے بڑی مشکل سے یہ نامدار دستیاب ہوے ہین سلطان اسمعیل نے فرمایا اے
فرزند سچ کہتے ہو ایسے بہادر ہمنے نہین دیکھے خداوند عالم نے تمکو ایسا خوش اقبال کیا کہ ایسے نامدار تہور شعار یکتاے
روزگار سردار تمکو دستیاب ہوے ہم شکر کرتے ہین اس امر کا کہ خدا نے تمہارا یہ مرتبہ کیا کہ شاہان جہان کو ممکن نہین جب
یہ کلمات سلطان اسمعیل نے نسبت خوش اقبالی کے فرمائے اُسوقت شاہزادہ معز الدین نے عرض کیا کہ یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال افضال ذوالجلال اور آپ کی دعا کی برکت سے ہم پہونچا ہے سلطان اسمعیل یہ تقریر دلپذیر کی سُنکے نہایت
مسرور ہوے بعد اسکے حکماے عالی قدر اور صاحب قران اکبر سلطان والاجاہ فلک بارگاہ کو قصر النیرین کی سیر کیواسطے
ہمراہ لے گئے حکما سلطان کو اثناے راہ مین عجائب و غرائب کی سیر دکھاتے ہوے بصد احترام قصر النیرین مین لائے
سلطان نے ایسا قصر رفیع و وسیع خوش قطع اور باغ پر بہار دیکھا کہ منازل طلسم جام جم کی سیر اور کیفیت صفحۂ دل سے مثل
حرف غلط کے محو اور فراموش اور دور ہوگئی کیونکہ قصر النیرین کو اوصاف قصر ارم سے بہتر پایا اور باغ پر بہار کو گلشن ارم
کی توصیف سے سرسبزی و شادابی مین کہین افضل و اعلے دیکھا اور جو تکلفات کہ قصر احمر مین ملاحظہ کیے تھے اُنسے
ہزار درہزار درجہ زیادہ اُس قصر رفیع و سربلند مین مہیا اور موجود دیکھے اور طرح طرح کے سامان اور اقسام اقسام کے
اسباب راحت قصر النیرین مین دیکھے اور ایسی اشیاے عجیب و غریب نظر سے گذرین کہ چشم روزگار نے کبھی نہ دیکھی
ہونگی غرضکہ بعد تماشاے قصر و سیر باغ سلطان اسمعیل نے دو روز تک قصر النیرین مین قیام فرماکر اور لطف عیش و
عشرت بدرجۂ کمال اُٹھاکر پھر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لے آئے راوی بیان کرتا ہے کہ بارگاہ معلے مذکور اب درمیان
قصر اخضر و قصر النیرین استادہ کی گئی ہے اور جملہ خیمے لشکر نصرت نشان و فوج دریا موج صاحب قران پس پشت
بارگاہ معلے استادہ کیے گئے ہین اور آرایش چراغان سے سراسر زیب و زینت و رونق دیگئی ہے لشکر کی بازارین آئین

شائستہ و لطیف تر مرغوب آراستہ ہوئی ہین الغرض ایک دن شہنشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ یعنی سلطان اسمعیل ورصاحبقران اکبر تخت جواہر نگار پر جلوس فرماتے تھے اور جملہ سلاطین ذیوقار و امراے نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے عالی تبار علی قدر مراتب و مناصب اپنے اپنے تیم تخت اور کرسی اور دنگل وغیرہ پر بارگاہ معلی مین متمکن تھے یکایک درگہ سالار نے خدمت صاحب قران اکبر مین آکر عرض کیا کہ ای صاحب قران اکبر وہ بندرہ نقابدار جو روز شروع کتاب خوانی سے تا اختتام جشن تاریخ الاعظم بارگاہ فلک جاہ مین حاضر ہوتے تھے اُسوقت بصد شوکت و حشمت دربارگاہ سپہر نشان پر حاضر ہین اور امیدوار باریابی کے ہین صاحب قران اکبر نے یہ التماس درگہ سالار کی سُنکے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد جاؤ اور اُن نقابداران نامدار ذیوقار کو باحترام و باعزاز تمام ہمارے سامنے لے آؤ تمنے اُن جوانان ذی لیاقت و ذی عزت کو دربارگاہ پر کیون روکا اور ہمارے پاس آنے کیون نہ دیا کیا تم اُنکے مراتب اعلی سے واقف و ماہر نہ تھے اور اُنکی عزت و حرمت سے آگاہ نہ تھے افسوس تمنے اُنکو دربارگاہ پر روک کے ہمکو صدمہ دیا اور یہ امر موجب ہمارے ملال کا ہوا —

درگہ سالار بہ ارشاد صاحب قران اکبر سُنکے عتاب صاحب قران اکبر سے تھرتھر مثل بید کانپنے لگا اور عرق انفعال سے سراپا تر ہو گیا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ نقابداران نامدار کو دربارگاہ پر چھوڑ آنا نہ چاہیئے تھا اپنی اس حرکت نامعقول سے نہایت پشیمان ہوا اور سر جھکا کر دست بستہ ملتمس ہوا کہ ای شہریار کشورستان اس خادم کی کیا مجال ہے کہ اُنکا سد راہ ہو اصل اسکی یہ ہے کہ خادم خاص نے خدمت نقابداران ذیوقار مین قبل سے عرض کیا تھا کہ آپ بلا تامل بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لیجائین توقف نفرمائین لیکن نقابداران موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہم بغیر اجازت صاحب قران اکبر ہرگز بارگاہ معلی مین نہ جائینگے تم ہمارے حاضر ہونے کی عرض کرو لیس بموجب ارشاد نقابداران نامدار اس خاکسار ذرۂ بیمقدار نے حضور کو اُنکی تشریف آوری کی خبر کی اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ آیا فی الحقیقت اس خادم سے اتنی خطا ہوئی کہ نقابداران ذیوقار کے ارشاد پر عمل کیا اور اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ کے حضور کی خدمت مین واسطے اطلاع کے حاضر ہوا لہذا امیدوار ہون کہ خطاے مذکور کو حضور عفو فرمائین صاحب قران اکبر نے یہ عرض درگہ سالار کی سُنکے ارشاد فرمایا کہ اگر فی الواقع یہی امر ہوا جو تمنے ظاہر کیا تو ہمکو کسی طرح کا تمسے ملال نہین رہا اور خطا تمھاری عفو کی گئی لیس اب جلد جاؤ اور نقابداران عالی قدر و الاشان کو ہمارے پاس بھیجدو درگہ سالار عفو خطا سے خوش ہو کر دربارگاہ پر آیا اور خدمت نقابداران ذیوقار مین عرض کیا کہ آپ سب صاحب بارگاہ مین تشریف لیجائین صاحب قران اکبر آپ کو یاد فرماتے ہین نقابداران موصوف اجازت پاکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے اسجگہ راوی دیگر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب درگہ سالار سے صاحبقران اکبر کو نقابداران ذیوقار کے آنے کی خبر ہوئی اُسوقت درگہ سالار دیگر نے خدمت صاحب قران اکبر مین بصد ادب عرض کیا کہ ای شہریار کشورستان اس خادم نے سُنا ہے کہ ہمراہ ان ذیعزت کے کچھ لشکر اور فوج اور کچھ اسباب ہے اس سبب سے نقابداران مسطور لب دریا خیمہ زن ہوے ہین بمجرد سُننے اس خبر کے صاحب قران اکبر نے چند سرداران

نامدار کو واسطے استقبال کے حکم کیا اور فرما دیا کہ اُن نقابداران عالی منزلت والا مرتبت کو باعزاز و احترام لانا چنانچہ بموجب حکم
سرداران تہور شعار عالیوقار ساحل دریا پر پہونچے جب نقابداران نامدار نے دیکھا کہ چند سرداران گرامی قدر عالی مرتبہ کو
صاحبقران اکبر نے واسطے ہمارے استقبال کے بھیجا ہی بہت خوش ہوے اور قدر شناسی اور رتبہ دانی صاحبقران
اکبر کی تعریف کی اور ہر ایک سردار نامدار سے ملاقات کی بعد ازین سرداران مسطور نقابداران مذکور کو باعزاز و احترام اپنے ہمراہ
بارگاہ فلک اشتباہ مین لائے جسوقت نقابداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہوے صاحبقران اکبر نے
سروقد اُنکی تعظیم کی اور ہر ایک نقابدار عالی قدر سے بکشادہ پیشانی معانقہ کیا جملہ سلاطین ذیوقار اور امراے نامدار و
سرداران تہور شعار جو اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے واسطے تعظیم نقابداران موصوف کے کھڑے ہو گئے سلطان اسمعیل نے
اُنکی نیم قد بلکہ نیم قد سے بھی کم کی اول نقابداران ذیوقار نے سلطان اسمعیل کو باادب تمام مجرا کیا بعد ازان ہر ایک امیر و رئیس
سے مصافحہ اور معانقہ کرکے اپنے مقام سمت پر جو روز اول سے اُنکے واسطے مقرر اور معین تھے اور جسکا حال لبشرح اور
مفصل جلدہاے گذشتہ مین ذکر ہو چکا ہی اُسی جاے مقررہ پر بیٹھ گئے صاحبقران اکبر نے بعد مزاج پرسی کے ارشاد
فرمایا کہ اے نجوم سپہر برتری و اے کواکب فلک سروری کچھ تمکو خیال ہے کہ روز اول تمنے ہم سے اقرار کیا تھا کہ انشاءاللہ تعالی
بعد اختتام کتاب تاریخ الاعظم ہم اپنا حال جزو کل بیان کرینگے اور جلوۂ جمال عدیم المثال سے بھی محروم نہ رکھین گے اب
وہ ہنگام ایفاے وعدہ و اقرار آگیا کیونکہ مدت ایفاے اقرار بھی اختتام کو پہونچی لہذا اب لازم ہی کہ موافق وعدہ کے
ایفاے وعدہ کیجیے ہمکو آپ صاحبون کے جلوۂ جمال دیکھنے کا اور حال سننے کا از حد اشتیاق ہی واسطے خدا کے ازراہ
کرم کہ مردمان وفا شعار اور صدق گفتار کا خاصہ اور طریقہ ہی ایک نظر اپنے جلوۂ جمال بیمثال سے ہماری چشم مشتاق کو
روشن و منور کیجیے اور اپنے حال فرخندہ فال سے اطلاع دیجیے یہ تقریر صاحبقران اکبر استماع کرکے ایک نقابدار
مروارید پوش نے پردۂ نقاب روے انور سے اُٹھایا صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جوان رعنا اسباحسین
اور خوبصورت ہی کہ جسکی شعاع انوار حسن خورشید مثال سے تمام صحن بارگاہ روشن اور منور نظر آتا ہی اور ابھی گل عارض
پر سبزۂ خط کا نمو ہوا ہی اور ایسا خوشنما ہی کہ اگر کوئی معشوق سبزہ رنگ دیکھ لے یقین ہی کہ فریفتہ ہو جاے اور دل اُسکا اُس
سبزۂ خط کو دیکھکر مثل سبزہ پامال ہو جائے اور رخسار پرنور جوان موصوف پر خال سبز نظر آتا ہی اور رگ ہاشمی جلوہ گر ہی
شکل نقابدار موصوف سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ جوان حسین کسی زن پریزاد کے شکم سے تولد ہوا ہی بعد اسکے اُن
نقابداران موصوف نے بھی اپنے اپنے روے انور اور چہرۂ روشن سے نقاب کو اُٹھایا صاحبقران اکبر نے
ملاحظہ فرمایا کہ اُن نقابدارون مین بھی بعض بعض کے عارض پر خال سبز تھا اور رگ ہاشمی ہویدا تھی لیکن سرداران
نقابداران مذکور نے یعنے اُس نقابدار مروارید پوش نے جسنے اپنے رخ انور سے پردۂ نقاب ہٹایا تھا بڑھکر سلطان
بارگاہ فلک یعنی سلطان اسمعیل کے قدم مبارک کو بصد ادب بوسہ دیا سلطان اسمعیل نے بھی کثرت اُلفت سے بے اختیار

ہوکر سینہ سے لگایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور دیر تک سینہ سے لگایا سلطان اسمعیل بار بار صورت اُس نقابدار
مذکور کی دیکھتے تھے اور دل مین ایک طرح کی الفت پیدا ہوتی تھی پھر سلطان اسمعیل بے اختیار اور بیتاب ہوکے گلے سے
لگا لیتے تھے بعد ازان نقابدار مروارید پوش نے صاحب قران اکبر سے مصافحہ کیا اور دست مبارک صاحب قران اکبر
کو آنکھون سے لگایا صاحب قران اکبر بھی اُس جوان حسین سے گلے ملے بعدہ ہر ایک نقابدار عالیمقدار نے اپنا اپنا حال
بیان کیا بعد سننے احوال کے ظاہر ہوا کہ اکثر نقابدار عزیز قریب صاحب قران اکبر سے ہین یعنی چار نقابدار اُنمین پسران سلطان
اسمعیل وقائم الملک وشاہزادہ حیدر سلطان ابو القاسم ہین اور باقیماندہ نقابدار سچا عان عرب کی اولاد سے ہین کیونکہ
طلسم جام جم مین ہر ایک شاہزادۂ ذیشان نے پریزادان طلسم سے نکاح کیا تھا اور پریزادان مذکورہ سے یہ تولد ہوے
تھے جسکا خلاصہ حال دفتر دوم مہدی نامہ مین مصنف بوستان خیال نے مندرج کیا ہو الغرض جب سلطان اسمعیل اور
صاحب قران اکبر نے نقابداران ذیوقار کا احوال تمام وکمال سُنا اور اُنکے جمال عدیم المثال کو دیکھکر مسرور وخندان ہوے
دوبارہ سلطان اسمعیل نے اپنے فرزندان کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور اسی طرح صاحب قران اکبر نے بھی اپنے برادران
حقیقی کو گلے سے لگایا اور معانقہ کیا اُسوقت اک غلغلہ انبساط ونشاط تمامی بارگاہ معلے مین بلند ہوا کسی سردار نے بیتابانہ
اُٹھکر برادران حقیقی صاحبقران اکبر کے ہاتھون کو بوسہ دیا کسی امیر نے بادب تمام سلام کرکے معانقہ کیا کسی سردار نے
قدمون کو بوسہ دیا سلاطین نامدار نے خوش ہوکر معانقہ ومصافحہ کیا غرضکہ جملہ سرداران وامرا اور سلاطین برادران صاحبقران
اکبر سے بغلگیر ہوے اور نہایت شاد وخرم ہوے جبوقت نقابداران عالیوقار نے ملاقات سلاطین وغیرہ سے فراغت
پائی چند تحائف پردۂ قاف کے کہ جو نادر زمانہ تھے سلطان والاشان یعنی سلطان اسمعیل اور صاحب قران اکبر کو نذر
دیے واضح ہو کہ ان شاہزادگان والاشان کا ملک اور وطن خاص کوہ اسود وکوہ احمر یعنی اخیر پردۂ قاف قلعۂ دوم مین ہی
بلکہ تو ہمارے کے ممالک مین ان شاہزادگان ذیشان کے ممالک سے بہت کم راہ کا فرق ہی تھوڑا ہی فاصلہ مابین ہے
بعد ازان ان شاہزادگان عالی منزلت نے سلطان اسمعیل کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ ہم
یہان اکیلے نہین آئے ہین بلکہ ہماری مادران گرامی قدر عالی منزلت بھی ہمارے ہمراہ تشریف لائی ہین پس ہم امیدوار ہین
کہ ہماری والدۂ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت فیضدرجت مین جاکر سعادت پابوسی حاصل کرین سلطان اسمعیل نے
بخوشی خاطر اجازت دی اور ارشاد فرمایا کہ بہت مناسب بلکہ نہایت بہتر ہی کہ خواتین کو حرم محترم یعنی محلسرا مین لیجاؤ اور ہماری
جانب سے کہدو کہ تا اختتام جشن عقد ونکاح محلسرا مین قیام رکھین چنانچہ بموجب ارشاد سلطان اسمعیل ان شاہزادون نے
اپنی مادران عالی منزلت کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ سلطان اسمعیل نے آپ کے بارے مین اسطرح ارشاد فرمایا ہی خاتونان
پریزاد نو وارد یعنی مادران نقابداران بمجرد سننے اس حکم کے خدمت مین ملکہ عالیہ خاتون کے جانے پر موجود ہوئین اور بعد
درستی سامان وتبدیلی پوشاک کے بتجمل وحشم وبعزت ووقار خدمت ملکہ عالیہ خاتون مین گئین جبوقت یہ خواتین عالی قدر

یعنے مادران نقابداران ذیشرف محلسرا مین داخل ہوئین خواتین محلسرا انسے باشتیاق تمام بغلگیر ہوئین ملکہ عالیہ خاتون نے
زنان بزرگ دان پر بہت نوازش فرمائی اور بخوبی تمام آنکی خاطرداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بعد اسکے صاحبقران
ذیشان نے شہنشاہ گیتی ستان اپنے والد ذیوقار اور ملکہ عالیہ خاتون اپنی مادر عالی تبار کو مع زنان پردۂ قاف و دیگر
نسوان محلسرا کے قصر النیرین مین مقیم کیا اور سب کے واسطے علی قدر مرتبہ قصر نفیس و پرتکلف مقرر و معین فرمائے قبل اسکے
بیان کیا گیا ہے کہ اس قصر رفیع مین ہزارہا قصر و ایوان مثل دیوان خاص اور دیوان عام مینا کار مطلا بکثرت تعمیر کیے گئے ہین او
فقط اسی جشن ہمایون کے واسطے بنائے گئے تھے علاوہ اسکے اس باغ پر بہار جنت نظیر مین اسقدر گنجایش اور وسعت ہے کہ جملہ
متعلقان صاحبقران والاشان کو جدا جدا مقامات رہنے کے واسطے دیے گئے جسطرح باغ زاہدۂ خاتون مین صاحبقران
اعظم و اصغر کے متعلقین مقیم ہوے تھے فی الحال جملہ مہمان صاحبقران اکبر یعنی جملہ مردان و زنان پردہ قاف و پردۂ دنیا
قصر النیرین مین مقیم ہوے - راوی کہتا ہے کہ ملکہ عالیہ خاتون کے دل محبت منزل مین اکثر اوقات یہ خیال آتا تھا کہ کسی طرح
جلوۂ جمال عدیم المثال عروسان فرزند دلبند سے دل کو سرور اور آنکھون کو روشن اور منور کرون یعنے جمال جہان آرائے ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار وغیرہ کو دیکھون کیونکہ ملکہ عالیہ خاتون نے جیسے شہرۂ حسن دلفریب ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و
ملکہ ناطقۂ روشن بیان سنا ہے شوق و اشتیاق دیدید رجۂ کمال ہے حالانکہ ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا یہ دونون خدمت
ملکہ عالیہ خاتون مین حاضر ہین اور ملکہ آفاق دونون عروسان خوبرو کو پرتو جمال خورشید مثال سے دیدۂ مشتاق کو روشن
اور منور کرتی ہین پھر بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے کا اس درجہ شوق و اشتیاق دل کو ہے کہ بیتاب و بیقرار سحاب وار
ہر وقت رہتی ہین آخرکار ملکہ عالیہ خاتون سے ضبط و تحمل نہوسکا کہ چندروز تامل کرتین ایک روز ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے
فرزند دلبند یعنی صاحبقران اکبر سے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ہمکو بہت اشتیاق ہے کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے جلوۂ جمال خورشید
مثال سے آنکھون کو روشن کرین اور دل کو مسرور کرین صاحبقران اکبر نے یہ تمنائے ملکہ عالیہ خاتون یعنی اپنی والدۂ
گرامی قدر کی آرزوے مذکور آگے اپنے اُستاد والا نہاد حکیم قسطاس الحکمت کے بیان کی جناب حکیم قسطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے اور کچھ قباحت نہین ہے ہماری جانب سے ملکہ عالم سے کہدو کہ موافق رسم آئین اپنے ملک
کے ایک انگوٹھی تعین نسبت کی اپنے ہمراہ لیجائین اور وہ انگشتری ملکہ شمسہ تاجدار کی اُنگلی مین پہنائین مگر ہمراہی جملہ زنان
پردۂ قاف و پردۂ دنیا بحدم و حشم و تجمل و شوکت و شان قصر اخضر مین تشریف لیجائین اور بموجب ساکنان پردۂ دنیا اس
رسم کو بخوبی انجام دین اور جمال جہان آرائے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھکر اپنے دل کو شاد و خرم فرمائین صاحبقران اکبر نے
جسوقت یہ ارشاد استاد حکیم قسطاس الحکمت شناقی الفوریادری ایڈروس کو اور ابوعامر بدر ذیوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو اس
حال سے اطلاع دی ابوعامر اور پادری ایڈروس نے قصر اخضر مین اس امر خوشی کی خبر کردی زنان قصر اخضر و زنان فرنگ
نے جسوقت یہ خبر مسرت اثر پائی نہایت خوش و خرم ہوئین اور روز مقررہ ملکہ شمسہ تاجدار کو بتکلف لباس خسروانہ اور پوشاک شاہانہ

اور زیور جواہر گرانبہا سے سراسر بحسن وخوبی آراستہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار پر بہزاران ہزار زیب وزینت متمکن کیا اُسوقت
عجب ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن کا عالم تھا آفتاب غیرت سے منھ پھیرے ہوے تھا ماہ کی یہ مجال نہ تھی کہ واسطے مقابلہ کے
آتا حور جنان اگر اسوقت ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھ لیتی دعواے حسن وجمال دل سے دور ہوتا اور اگر کوئی پری اسوقت روے
زیباے ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھتی ہوش اُسکے اُڑ جاتے ساری خوبروئی اپنی بھول جاتی مثل ذرہ کے آگے اُس آفتاب
قمر کے اپنے تئین پاتی ادھر تو زنان فردوسیہ اور زنان قصر اخضر نے ملکہ شمسۂ تاجدار کو بصد حسن وخوبی آراستہ کیا ادھر
ملکہ عالیہ خاتون وزنان پریزاد عالیوقار وزنان آدمزاد یعنی والدۂ امیر محمد وامیرزادہ سیف الدین وغیرہ بشوکت وحشمت وتجمل
وحشم وتجمل وتمامتر نوبت ونقارہ داخل قصر اخضر ہوئین خواتین قصر اخضر نے ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال بآئین شائستہ
کیا اور بصد اعزاز واحترام ایک مقام پر قصر اخضر مین بٹھایا اور مراسم ومراتب تہنیت ومبارکبادی بحسن وخوبی ادا کیے غرضکہ
بعد شربت نوشی ومراسم معمولی زنان قصر اخضر ملکہ شمسۂ تاجدار کو حجلۂ عروسی سے مثل خورشید تابان باہر لائین اور ایک مسند
جواہر نگار پر رونق افروز کیا اُسوقت ملکہ شمسہ تاجدار مثل ہلال شب اول حیا اور حجاب سے سر جھکائے ہوے تھین ہمہ تن
شرم تھین گرد مسند زنان فردوسیہ وغیرہ بیٹھی تھین صحبت عیش وعشرت وبزم نشاط وانبساط نہایت تکلف سے آراستہ
تھی نغمہ مبارکبادی سے جملہ زنان بزم نہایت مسرور تھین اور کثرت روشنی وقنادیل وغیرہ سے محفل عشرت پر نور تھی اُسوقت
ملکہ عالیہ خاتون کو تاب صبر باقی نہ رہی بیتاب ہوکر بصد اشتیاق رخ پر نور ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھا برق حسن ملکہ شمسہ تاجدار
سے آنکھین ملکہ عالیہ خاتون کی خیرگی کرنے لگین ایسی محویت اور حیرت ہوئی قریب تھا کہ مثل حضرت موسی علیہ السلام تاب
نظارہ جلوۂ جمال نہ لاکر غش آجائے مگر ملکہ عالیہ خاتون نے بزور اپنے تئین سنبھالا اور نہایت ہی شاد وخرم ہوکر سینے
سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا زر وجواہر ملکہ شمسہ تاجدار کے سر پر تصدق ونثار کیا اُسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے کثرت اُلفت
اور فرط محبت سے چاہا کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے تصدق ہون گرد پھرون قربان ہون لیکن اکثر خواتین کہ اس امر سے مانع
آئین اور کہا اے ملکہ آفاق یہ امر آپ کی لیاقت اور بزرگی کے لائق نہین ہے ملکہ عالیہ خاتون بموجب کہنے خواتین کے گرد تو
نہ پھرین لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کے سر سے پاؤن تک بلائین لین مکرر سینے سے لگایا گل رخسار کے بوسے لیے انگشتری
اپنے ہاتھ سے انگشت نازک ملکہ شمسہ تاجدار مین پہنائی علاوہ اسکے زیور جواہر نگار انواع واقسام بخوشی تمام ہاتھون مین
اور گلے مین پہنایا اور کچھ زیور جواہر مثل جوشن اور اکون وغیرہ کے بازو پر باندھا ارباب نشاط وطرب یعنی زنان رقاصہ
وخوش گلو نے رقص کرکے مبارکبادی گانا شروع کیا تھاپ طبلے پر پڑی سارنگے آواز راگ کی ایسی بلند کی کہ تار راگ
کا باندھ دیا پھر ایک مطربہ نے اس رنگ سے رقص کیا کہ مرغ جان اہل بزم خوشی سے مثل طائر بسمل پھڑکنے لگا اگر وہ
رقص رقاصہ مطربۂ فلک یعنی زہرہ کی نظر سے گذرتا یقین تھا کہ بیخود ہوکر بام فلک سے اپنے تئین گرا دیتی اور اگر آواز
نغمہ مطربہ بزم عشرت گوش مشتری تک پہونچتی خیال آتا ہو کہ ضرور مستانہ وار جھومنے لگتی اور اگر آواز دلکش مطربہ لیلی

لیلی جمال اُستادان علم موسیقی سُن لیتے یقین ہی کہ مثل مجنون دیوانے ہوکر زندگی اپنی صحرا مین بسر کرتے بعد انگشتری پہنانے ملکہ عالیہ خاتون کے مادر امیر محمد نے بھی اپنی بہو ملکہ سروسہی کی بلائین لیکر سینے سے لگایا اور خوش ہوکر خوب پیار کیا



اور رسم نسبت ادا کی یعنی انگوٹھی دست رنگین ملکہ سروسہی مین پہنائی اور رخ انور اُس نازنین کا دیکھا بعد اسکے مادر اسلم نوجوان اور والدہ یعقوب حرانی نے اپنے فرزندون کی عروسان پاکیزہ رو عنبر بن مو یعنی زنگاوہ زنگاری پوش وطرۂ مشکین خال کے انگشت دستہاے حنائی مین انگشتریہاے نسبت بخوشی وخرمی پہنائین اور ہر ایک نے اُن دونون سے اپنی اپنی بہو کو سینے سے لگایا پیار کیا اسباب زیور طلائی وجواہر نگار پہنایا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے بعوض مادر ابوالحسن مادرانہ رسوم نسبت ادا کیے یعنی خلدانہ ماہرو بنت عمران شاہ کو سینے سے لگایا پیشانی ورخسار بوسے لیے اور بصد خوشی وخرمی انگشتری نسبت انگشت دست رنگین خلدانہ ماہرو مین پہنائی اور بہت سا زیور طلائی ونقرئی وجواہر نگار بھی پہنایا اسوقت قصر اخضر مین عجب طرح کا ہنگامہ عیش وعشرت بلند تھا ہر جانب سے صداے تہنیت ومبارکباد آتی تھی ہر غنچہ خاطر ہاے اہل بزم مثل گلہاے شگفتہ کھلے تھے سواے خوشی کے رنج وغم کا ذکر بھی نہ تھا رقاصہ کا وہ رقص کرنا دلون کو مثل سبزہ ہر قدم پر پامال کرنا مطربہ کا دو لحن داؤدی سے گانا اور زنان بزم کا مستانہ وار محویت سے جھومنا متواتر مطربہ کو انعام ملنا مفصل اگر تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا اور دل ناظر افسانہ ملول ہوگا اسوجہ سے بالتفصیل سامان عیش وعشرت مندرج نہین کیا گیا اور مجمل طور سے وارد قلم مختصر رقم کیا ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر پیار کرنے اور گلے لگانے اور روے زیباے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھنے کے کثرت محبت والفت سے چہرہ بے نظیر ملکہ شمسہ تاجدار کو برغبت پھر دیکھتی تھین اور جانب حسن خداداد نگران رہتی تھین کیونکہ دمبدم صورت زیبا اور شکل جہان آراے ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے سے ملکہ عالیہ خاتون کے دل کو خوشی اور مسرت بے انتہا ہوتی تھی اور آنکھون مین نور آتا تھا

بے اختیار صنعت صناع حقیقی پر نظر کرکے یعنی حسن عدیم المثال ملکہ شمسہ تاجدار دیکھ کے ملکہ آفاق کو حیرت ہوتی تھی درگاہ خدا میں سجدہ شکر کرتی تھیں اور دل میں کہتی تھیں کہ خداوندا کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں تو نے مجھکو ایسی بہو حسینہ جمیلہ شکیلہ اپنی قدرت کاملہ سے عنایت کی ہے کہ پردۂ دنیا پر ایسی کوئی عورت حسین نہوگی بلکہ پردۂ قاف میں کوئی زنان پریزاد میں بھی ایسی حسین مہ جبین نہونگی پروردگارا تو نے حسب دلخواہ میرے مجھکو خوبصورت بہو عنایت کی جسقدر شکر تیرا کروں کم ہو الغرض ایک روز اور ایک شب صحبت عیش و بزم عشرت موافق تحریر بالا رونق پذیر رہی بعد ختم بزم طرب ملکہ عالیہ خاتون و دیگر خواتین اسی طرح بتجمل وحشم قصر النیرین میں تشریف لائیں یہاں حکماے عالی منزلت والا مرتبت کی یہ رائے ہوئی کہ محفل عروسی ملکہ خلدانہ اور ملکہ سروسہی اور طرۂ مشکین خال اور شعلہ فارسیہ وغیرہ کی قصر اخضر میں آراستہ ہوا اور امیر محمد و امیر سیف الدین و شدید الشداد و ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی و ترک سخت کمان کو نوبت بہ نوبت زنان مذکور الصدر سے منعقد کیا جائے چنانچہ یہی مشورہ قرار پایا اور یہی تجویز ہوئی کہ قصر اخضر میں تیاری بزم عروسی کا سامان ہو چنانچہ بموجب تجویز قصر اخضر میں آراستگی محفل عروسی کا حکم پہونچا دیا گیا تاکہ تیاری جشن عروسی کی اور بزم کتخدائی کا سامان بخوبی ہو بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ملکہ نوبہار کے دیکھنے اور رسم نسبت ادا کرنے کا ارادہ کیا چونکہ شہر عرشیہ میں قبل سے ملکہ عالیہ خاتون کی تشریف آوری کی خبر پہونچ گئی تھی اور تیاری بزم طرب کا سامان ہو رہا تھا چنانچہ سلطان سمسون ملقب بقیصر نوش پدر عالیوقار ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار مادر گرامی قدر ملکہ نوبہار نے شہر عرشیہ اور قصور و ایوان حرم کو اسطرح آراستہ کرایا تھا کہ نگارخانہ چین بھی شرماتا تھا اگر بالتفصیل آراستگی شہر و ایوان تحریر کیجائے طول بھی ہوگا مختصر یہ ہو کہ اس رنگ سے شہر اور قصور اور ایوان تصاویر و نقش و نگار وغیرہ سے آراستہ کیے گئے کہ اگر مانی و بہزاد آرایش قصور وغیرہ کی دیکھ لیتے ہمہ تن تصویر حیرت ہو جاتے یہاں تو آراستگی قصر و ایوان ہوئی ہے اور ہوگی لیکن اب کچھ ذکر جناب حکیم قسطاس الحکمت بیان کیا جاتا ہے بعد حکم دینے تیاری بزم عروسی کے عالی منزلت والا مرتبت حکیم قسطاس الحکمت نے شہنشاہ گردون شکوہ یعنی سلطان اسمعیل سے فرمایا کہ اے شہنشاہ فلک وقار اگر حضور فیض گنجور کو سیر طلسم عجائبات کا اشتیاق ہو اور خاطر عالی کو شوق عجائب و غرائب دیکھنے کا ہو تو بسم اللہ تشریف لیجائیے اور جبتک بزم عروسی رونق پذیر ہو بعض مقامات و منازل طلسم کو بفراغ خاطر دیکھیے اور مشاہدہ طلسم عجائبات سے دل کو مسرور فرمائیے سلطان اسمعیل نے بمجرد سننے اس تقریر حکیم قسطاس الحکمت کے بعد شوق و ہزار رغبت خاطر منظور فرمایا اور دوسرے روز سلطان بقصد سیر طلسم عجائبات حکیم ارسطو میں تشریف لے گئے اور ملکہ عالیہ خاتون مع اکثر نسوان پریزاد و آدم زاد جانب شہر عرشیہ بجلوس و تجمل روانہ ہوئیں جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائبات ارسطو میں ہوئے چند روز تک سیر عجائبات کرتے رہے اور دل کو نہایت مسرور و خندان تماشاے عجیب و غریب دیکھکر فرماتے رہے یعنی مشکوے حیرت سے مرہنوار عشرت تک بخوبی تمام مقامات

طلسم کو بنظر غور و فکر ملاحظہ کیا اور ہوائے مرغزار سے دل کو مثل گل شگفتہ کیا ایسے ایسے عجائب و غرائب اشیا وغیرہ
سلطان اسمعیل نے ملاحظہ کیے کہ نہایت ہی متحیر و متعجب ہو کر مسرور و خرم ہوئے باوجود اسکے کہ جملہ منازل طلسم باطل و معدوم
ہو گئے تھے اور چندان کیفیت باقی نہ رہی تھی لیکن پھر بھی سلطان اسمعیل کو دیکھنے منازل و مقامات طلسم کے اسقدر
حیرت ہوئی کہ خود ہمہ تن تصویر حیرت ہو گئے اور اسقدر مسرور و شادان ہوئے کہ تمامی عمر مین کبھی ایسی سیر عجیب و غریب سے
خوش و خرم نہوئے تھے سلطان اسمعیل مشغول سیر تھے ناگاہ سلطان روح الملک والد نامدار ملکہ ناطقہ روشن بیان
اور سلطان قیصر توس پدر عالی قدر ملکہ نو بہار سے ملاقات ہوئی شاہان والاشان مذکور نے سلطان اسمعیل کے
استقبال اور عزت و احترام اور تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا سلطان اسمعیل بھی شاہان موصوف سے
نہایت مسرور ہوئے اور معانقہ کیا سلاطین مسطور نے ایک تاج ایسا جواہر نگار کہ اور شاہان اولوالعزم کو میسر بھی نہوا
تھا بلکہ دیکھا بھی نہ تھا اور ایک شمشیر آبدار کہ جو ہمدم ذوالفقار تھی نذر گذرانکر کہا کہ یہ تحفہائے احقر قبول فرمائیے
سلطان اسمعیل نے بسر و چشم تحفہائے مذکور الصدر کو بخوشی و خرمی قبول کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے سلاطین
موصوف کی مزاج پرسی کی شاہان مذکور نے کہا کہ افضال خدا اور آپکے اقبال سے ہم بخیر و عافیت ہین جسروز سے
آپکی تشریف آوری کی خبر سُنی تھی نہایت اشتیاق تھا کہ زیارت سے مشرف ہون آج جب اتفاق آپ واسطے
سیر کے تشریف لائے اور ہمکو بھی خبر ہوئی کہ شہنشاہ گیتی ستان واسطے سیر طلسم عجائبات حکیم ارسطو کے تشریف
لائے ہین ضرور ہے کہ استقبال کیجیے اور مدعائے دلی یعنی شرف زیارت حاصل کیجیے بعد اس گفت و شنید کے سلطان
اسمعیل نے بہمراہی شاہان مسطور گنبد گیتی نما اور واردے قسمت اور مقام الامتحان وغیرہ مقامات باطن طلسم باطل شدہ
کی سیر سے لطف وافر اُٹھایا اور بانیان طلسم کی عقل و فراست و دانائی و حکمت پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کی ادھر ملکہ
عالیہ خاتون بجلوس شاہانہ و تجمل خسروانہ بنوبت و نقارہ شادی لعل شہر عشرتیہ مین تشریف لائین جملہ زنان پریزاد
عالی نژاد نے بصد جلوس و حشمت و شوکت ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم اور باعزاز و احترام ملکہ
آفاق کو حرم سرائے خاص مین لیگئین اور ایک مقام صدر پر باعزاز تمام بٹھایا اکثر خواتین ملکہ عالیہ خاتون سے
بغلگیر ہوئین ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محلسرا مین ہزار در ہزار نسوان و خواتین پریزاد لباس طرح طرح کے زیب تن
کیے ہوئے ہین اور زر زیور گرانبہا سے آراستہ ہین صورتین اُنکی گویا نور کی ہین تبسم اُنکا ایسا ہے کہ دیکھنے والے کا غنچہ دل
ہوائے مسرت سے شگفتہ ہوتا ہے چال اُنکی وہ قیامت کی ہے کہ ہر قدم دل مشتاق کو مثل سبزہ پامال کرتی ہے اور واسطے
اہل قبور کے گویا مسیحا ہے مردے قبر مین اُنکے قدم کی ٹھوکر سے زندہ ہو جاتے ہین اکثر ساکنان قبور اُنکے تکلم سے حیات تازہ
پاتے ہین چہرہ پر نور اُنکے مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن اور منور ہین نہین بلکہ خورشید تابان سے حسن و خوبی مین بہتر ہین نرگس
اُنکی آنکھون کی دیکھنے کی مشتاق ہے عشاق کو جدائی اُنکی از حد شاق ہے تیر مژگان اُنکی سر تیز ہین کہ ترکش دل طالب مین مدام درآتے ہین

ابروے خمدار پر اُنکے کبھی کمان کیانی کا گمان ہوتا ہی اور کبھی شمشیر آبدار کا صاف شبہہ ہوتا ہی بالاے ابرو خال یون نظر
آتا ہی جیسے تلوار پر جوہر عارض گلرنگ اُنکے ایسے رنگین ہین کہ گلہاے گلشن بھی آگے اُنکے کچھ حقیقت نہین رکھتے اور
گیسوے عنبرین اُنکے ایسے سیاہ اور معطر ہین کہ مشک بھی اُنسے ہمسری کر نہین سکتی اور انھین بھوون سے شرمندہ
اور خجل ہوکر پوشیدہ گوشہ نافہ آہو مین رہتی ہی سینون پر اُنکے ایسا اُبھار ہی کہ اگر عشاق ایک نظر دیکھ لیتے بے اختیار
کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتے اور آہ سرد دل مضطر سے کھینچتین اور دست و پا اُنکے رنگ حنا سے ایسے رنگین ہین معلوم ہوتا ہی کہ خون
عشاق سے رنگین کیے ہین رفتار معشوقانہ اُنکی عجیب شوخ تھی ہر اک قدم پر فتنہ برپا کرتی تھی اور ناز اُنکے ایسے گران قدر دلی
مین ہین کہ عشاق بصد اشتیاق متحمل ہوتے ہین غرض ہر ادا اُنکی دل کو مرغوب تھی اور شوخی و شرارت اُنکی بہت محبوب تھی
بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محلسرا کو عجب نقش و نگار سے مزین اور آراستہ کیا ہی کہ دل کو کمال حیرت
ہوتی ہی اور عقل ادراک سے قاصر ہوتی ہے اگر مانی و بہزاد بھی ایک نظر اس نقش و نگار کی خوبی کو دیکھتے تو حیرت سے خود
ہمہ تن تصویر حیرت ہو جاتے بعد دیکھنے زیب و زینت محلسرا کے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ کیا کہ چند نسوان پریزاد نے
بآئین شائستہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حجلہ عروسی سے باہر لاکر ایک مسند زرتار پر بٹھایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
ایک تو حسن خداداد رکھتی تھی دوسرے لباس مکلف عروسی اور زیور گرانبہا سے ایسی ترقی حسن و جمال ہوئی ہے
کہ دیکھنے والون کی جان قربان ہوتی اور دل بہزار اشتیاق صدقے ہوتا ہی رنگینی حناے دست و پا سر دست خونریزی
پر آمادہ ہی آنکھون مین ایسا سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا ہی دیکھنے والے کو شمشیر اصفہانی کھنچی ہوئی نظر آتی ہے پان کی سرخی سے
لب نازک رشک عقیق یمن معلوم ہوتے ہین لباس سرخ مین رخ پر نور ملکہ نوبہار گلشن افروز یون نظر آتا ہی
جیسے شفق مین مہر تابان اور ملبوس ملکہ نوبہار گلشن افروز عطر سہاگ سے ایسا معطر و معنبر ہے کہ بوے مشک و عنبر
بھی غیرت سے محجوب ہی نظر نہین آتی اور پیشانی انور پر ملکہ نوبہار کے ایسی افشان چنی ہوئی ہی کہ پیر فلک بھی دیکھ
زر انجم ملکہ نوبہار کے فرق پر نثار کرتا ہی جب یہ کیفیت ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمائی دل بیتاب کو تاب نہ آئی آخر کار
بہزار شوق و اشتیاق ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگایا پیار کیا سراپا کی بلائین لین اور انگشتری لنبت انگشت دست
حنائی ملکہ نوبہار مین بصد خوشی پہنائی اور حسن و جمال ملکہ نوبہار پر نظر کی دیکھا کہ حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز عجب بہار
ہی یعنے عارض رشک گل ہین آنکھین غیرت نرگس ہین دہن غنچہ تنگ سے بھی تنگ تر ہی گلشن شباب جوش پر ہے
قد غیرت سرو ہی زلفین رشک سنبل پیچان ہین ملکہ عالیہ خاتون یہ رشک بہار حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز دیکھ کر اپنے
دل مین باغبان ازل کا شکر کرنے لگین اور کہنے لگین کہ یہ عجب صنعت صناع نخلبند قدرت ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
اسم بامسمی ہی ہمہ تن حسن گلشن ہی شکر خداوند کارساز کا کہ میرے نونہال فرخندہ فال کو ایسی عروس رشک چمن خدا
نے اپنی قدرت سے عطا کی کہ باغ جہان مین مثل و نظیر جسکا نہو گا راوی کہتا ہی کہ ملکہ عالیہ خاتون کا بلبل دل گل عارض

ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور اسقدر ملکہ عالیہ خاتون خوش وخرم ہوئین کہ قریب تھا شادی مرگ
ہو جائین آخر ملکہ عالیہ خاتون نے بخوف ہلاکت اپنے تئین سنبھالا اس اثنا مین رقص پریزادان شروع ہوا نازنینان پریزاد
گانے لگین اور تہنیت ومبارکبادی دینے لگین ملکہ عالیہ خاتون نے جو رقص دیکھا اور گانا مہ جبینان پریزاد کا سُنا
ایسا لطف حاصل ہوا کہ کبھی ایسا لطف کسی بزم عشرت مین حاصل نہوا تھا کیونکہ نازنینان پریزاد کا کبھی رقص نہ دیکھا تھا اور
نہ گانا سُنا تھا بزم مین وہ نازنینان پردۂ قاف کا خوش آوازی سے گانا اور رقص کرنا اور اثنائے رقص مین وہ گردش
چشم اور اشارۂ ابرو سے دل اہل بزم طرب کو محو کرنا یادگار تھا خواتین بزم رقص دیکھکر اور گانا سُنکر ایسی محو تھین کہ
گویا بخوبی ہوش نہ تھا مثل بادہ خواران کے جھوم رہی تھین ہر ساز کی آواز دل ناساز کی ایسی مسرت وفرحت دیتی
تھی کہ افسرِ ناسازی بالکل زائل ہوجاتا تھا اُس وقت وہ بزم عشرت محفل عیش حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہ
تھی کثرت نسوان پریزادان خوبرو سے تمام محل امملو تھی ہر چہار جانب نازنینان پریزاد جلوہ گر تھین ناچ ہو رہا تھا
آواز نغمۂ نازنینان پریزاد سے ہر دل اہل بزم کو سرور حاصل تھا لیکن ملکہ عالیہ خاتون باوجود ایسے رقص اور گانے
کے کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ سُنا تھا چندان مسرور نہوتی تھین جسقدر کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے روئے پر ضیا
کو دیکھکر خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن سے کچھ پایۂ کمی نہ رکھتا تھا ہان
کسی قدر ملاحت انسانی اور شمع روئے بنی الجان کا فرق ضرور تھا۔ الغرض بار دیگر ملکہ عالیہ خاتون نے بصد شوق ملکہ نوبہار
گلشن افروز کو سینے سے لگایا عارض گلرنگ کے بوسے لیے اور زیور گران بہا اپنے ہاتھ سے ملکہ نوبہار کو پہنایا اور
طبقہائے زر وگوہر سر پر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نثار کیے اور اسی طرح نادرہ رازدار کی رسوم نسبت ادا کی غرضکہ
بعد ادائے مراسم نسبت حسب معمول پھر نازنینان پریزاد نے ناچا اور گانا شروع کیا اور ملکہ عالیہ خاتون کو دو شب نغمات
عجیب اور رقص غریب سے بانواع واقسام مسرور اور محظوظ کیا اور خواتین پریزاد نے ملکہ عالیہ خاتون کے لیے تکریم
وتواضع مین کسی طرح کی کمی نہ کی یعنے جس شی کی ملکہ عالیہ خاتون کو ضرورت ہوتی تھی نسوان پریزاد بلا طلب حاضر کرتی تھین
الغرض تیسرے روز ملکہ عالیہ خاتون مع دیگر نسوان بجاہ وحشم وبجلوس وتجمل نوبت ونقارۂ شادی شہر قلب الحصار
دارالحکومت سلطان روح الملک مین تشریف لیگئین جسوقت تشریف آوری ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار نے سُنی
واسطے استقبال کے آئین اور بصد عزت وحرمت اور بہزار اعزاز واحترام اپنے ہمراہ لیجاکر ایک قصر رفیع مین مقام صدر
پر باعزاز تمام بٹھایا ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار سے گلے ملین بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے آراستگی قصر پر نظر کی
وہ قصر رفیع وسیع آراستہ تھا کہ قصر جنان بھی اُس سے خجل تھا قصر فلک آگے اُسکی بلندی کے پست نظر آتا تھا
خواتین قصر بالباس مکلف وفاخرہ مسندہائے زرین پر جلوہ فرما تھین جملہ اسباب عیش وطرب مہیا اور موجود تھے
ایک جانب ایک مسند زرکار پر ملکہ ناطقہ روشن بیان بلباس عروسی اور زیور جواہر زیب پہنے ہوئے بہزار شرم وحجاب

دولھن بنی ہوئی بیٹھی تھین جسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بزم طرب مین بلباس عروسی بیٹھے ہوے دیکھا بیتابانہ کثرت محبت والفت سے سینے سے لگایا پیشانی ورخسار کے متواتر بوسے لیے زر سرخ وسفید اور طبقہاے گوہر آبدار ملکہ ناطقہ روشن بیان کے سر پر سے نثار کیا بعد اسکے سراپا کی بلائین لین اپنی آغوش مین بٹھایا اور ایک انگشتری فیروزہ بیش بہا ملکہ ناطقہ روشن بیان کی اونگلی مین بعد خوشی پہنادی اور علاوہ اس انگشتری نسبت کے زیور جواہر کا زیب گلو اور آویزۂ گوش کیا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے حسن ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر کی عجب حسن دلفریب دیکھا کہ دل بے اختیار سو جان سے مفتون ہوگیا یعنے دونون رخسار مثل چہردماہ منور نظر آئے آنکھین صورت نرگس شہلا دیکھین پیشانی پر نور پر افشان چنی ہوئی ایسی دیکھی ثابت ہوا کہ ستارے فلک حسن پر جلوہ گر ہین بعد اس رسم نسبت کے نازنینان خوش گلو نے مبارکباد دی گانا شروع کیا اور رقص کرنا آغاز کیا۔ راوی کہتا ہی کہ اس روز نازنینان خوبرو بزم طرب مین ایسا گائین کہ پیر فلک کو حال آگیا چنانچہ ابتک اثر اسی حال کا باقی ہے یعنے یہ پیر فلک گردش نہین کرتا ہی بلکہ کیفیت حال مین جھوم رہا ہی بعد انگشتری نسبت پہنانے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ عالیہ خاتون نے خاتم یاقوت دست رنگین غمزۂ شیرین کار مین بابت نسبت ابو الحسن جوہر کے پہنادی بعد جملہ رسومات نسبت کے ملکہ عالیہ خاتون دو روز اور دو شب بصد عیش وعشرت خانۂ عروس مین مہمان رہین زنان قصر نے ملکہ عالیہ خاتون کی ایسی خاطر وتواضع کی کہ ملکہ آفاق بہت خوش ہوئین اور ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ ملکہ عالیہ خاتون نہایت مسرور ومحظوظ ہوئین بعد الفراغ رسومات ومہمانی کے ملکہ عالیہ خاتون پھر اوسی طرح بجلوس وتجمل اور شوکت وحشمت ہمراہ سلطان اسمعیل قصر النیرین مین تشریف لے آئین اسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سلطان اسمعیل یعنے اپنے شوہر کے روبرو عروسان بیمثال کے حسن وجمال کی تعریف وثنا کی اول ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن خداداد کی اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو حیرت ہوئی۔ بعدازان ملکہ نوبہار گلشن افروز کی شوخی مزاج اور حرکات تندخوئی کا حال بلب تبسم ریز بیان کیا اور ملکہ ناطقہ کے حسن ملیح کی تو اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو تعجب ہوا بعد اس گفت وشنید کے دونون زن وشوہر اپنے فرزند دلبند کی یاوری بخت اور مددگاری اقبال پر ناز فخر کرنے لگے کہ خداوند عالم نے ایسا فرزند ارجمند جوان بخت صاحب اقبال عطا فرمایا ہی کہ سلاطین اولوالعزم اور شاہان جلیل القدر اوسکے حلقۂ رکاب کو اپنا افتخار جانکر بوسہ دیتے ہین اور شاہزادگان عظیم الشان اوسکی خدمت مین رہنا اپنی سعادت جانتے ہین بڑے بڑے امیر اور وزیر اوسکی نعلین اوٹھانے کو اپنا شرف جانتے ہین اور سرداران ذیوقار اوسکے پسینے پر اپنا لہو گرانے کو واجب سمجھتے ہین قصہ کوتاہ جسوقت مراسم رسوم نسبت سے بہ آئین شائستہ فرصت ہوگئی حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا ای صاحب قران اکبر اب تمکو لازم ہے کہ رفقاے عالیوقار ونامدار کے عقد ونکاح کا قصد اور ارادہ کرو تاکہ یہ کار باقی ماندہ بھی بخیر وخوبی اختتام وانجام کو پہونچے بعد اسکے تمھاری جشن عروسی کی نوبت آئے راوی سلسلہ بند داستانہاے نادر بیان کرتا ہی کہ فی الحال سرزمین

طلسم بیضا کو ایسی رونق اور زینت دی گئی ہے کہ سطح زمین طلسم بیضا آتش زار دکھائی دیتی ہی یعنے زمین طلسم بیضا
کثرت روشنی چراغان سے صورت فلک منورہ تھی یعنی اسطرح قنادیل اور کنول وغیرہ روشن نظر آتے تھے ثابت ہوتا
تھا کہ خرد و کلاں ستارے اور کواکب روشن اور جلوہ گر ہیں یا یہ کہ روشنی زمین طلسم بیضا کی ایسی پر نور تھی گویا ہمتاب کے
جلوہ ظہور تھی اور نزدیک اہل نظر کے وہ روشنی چشم روشن سے بھی زیادہ منور تھی اور دل مومن دیندار اور قلب
اہل ایمان سے بھی زیادہ تر صاف و انور تھی کور مادرزاد بھی اگر اس روشنی کو چشم نابینا سے دیکھتا کچھ عجیب نہ تھا کہ
آنکھیں اُسکی کثرت روشنی سے روشن ہوجاتیں علاوہ سامان روشنی مذکور کے اسباب آرائش و آئین بندی میں
یوماً فیوماً ترقی ہوتی جاتی ہی اور روز بروز ہنگامہ جشن انبساط و نشاط رونق پذیر ہوتا ہی یعنی ہر ایک مقام کی یہ صورت ہی
کہ قصر اخضر سے تا شہر فردوسیہ دو راستہ سامان چراغان کیا گیا ہی اور عقب آرائش چراغان دو جانب دکانیں و بازار
بآئین شائستہ آراستہ ہوئی ہیں اور ہر ایک دکان اجناس قیمتی اور متاع گران بہا و سامان روشنی چراغان و شیشہ آلات
و قنادیل طلائی و نقرئی میناکار سے ایسی آراستہ اور مزین ہوئی ہی کہ چشم فلک نے ایسی روشنی اور آراستگی نہ دیکھی
ہوگی الغرض اسی صورت سے قصر اخضر سے سرحد چار منار تک کہ حدود طلسم میں داخل ہے بقاعدۂ مسطور ہر اک جانب
دو طرفہ آرائش و زینت چراغان سے مزین ہوئی ہے اور عقب آرائش چراغان بازاریں اور دکانیں اجناس اقسام
اقسام اور مایہ انواع انواع سے نہایت تکلف کے ساتھ آراستہ ہوئی ہیں اور مابین دکاکین و روشنی چراغان کے
نہر و حوض پختہ کہ جنمیں پانی نہایت صاف اور شیریں اور لطیف ہی تیار کیے گئے ہیں نہریں پانی ہر وقت روان رہتا ہی
اور جا بجا لب نہر پختہ پل مع آرائش روشنی چراغان نہایت کاریگری کے ساتھ بنائے گئے ہیں بسبب اسکے کہ یہ چار
مینار ایک دوراہہ پر واقع ہوے ہیں یعنی ایک راہ قصر النیرین کو گئی ہے اور دوسری راہ شہر عسکریہ کو منتہی ہوئی ہے
لہذا ان دونوں راہوں کو اسباب اور سامان روشنی وغیرہ سے ایسا مزین کیا ہی کہ قلم دفتر رقم اُسکی توصیف سے عاجز
ہی اور زبان مداح اُسکی تعریف کرنے سے قاصر ہی ایک ایک تیر کے فاصلہ سے چار سو بازاریں بنائی گئیں ہیں اور جملہ
بازاروں میں چشمہ اور حوض لطیف بنایا گیا ہی اور نہر جاری کی گئی ہے اور ہر دو جانب بازار روشنی چراغان بکثرت
کی گئی ہے اسی طور شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک سامان روشنی و اسباب آرائش مذکور سے رونق اور زینت
دی گئی ہے علاوہ اسکے آتشبازی نہایت نفیس اور تحفہ شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک آراستہ ہوئی ہے اور
گاڑی گئی ہے اور قلعہ یاقوت نگار سے باغ قصر النیرین تک جو دس فرسنگ کا بعد ہی اسی ترکیب اور ترتیب سے آتشبازی
مذکور زمین پر نصب کی گئی ہے اور قصر النیرین سے دریائے عجائبات تک اقسام اقسام اور انواع انواع کے سامان روشنی
چراغان و شیشہ آلات وغیرہ کیے گئے ہیں فی الحقیقت ایسا سامان روشنی وغیرہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا اور
ایسی آتشبازی ماہتاب نے زیر قلعۂ گردون کبھی نہ دیکھی ہوگی اور پل مذکور کو بھی ایسا آرائش چراغان سے مزین کیا تھا

کہ کہکشان فلک شرمندہ تھی جسوقت عکس چراغان آب نہر مین پڑتا تھا دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی کہ آب نہر مین مشعلہاے آتش بلند ہین تمامی نہر آتش زار معلوم ہوتی تھی سوا اسکے صدہا بلکہ ہزارہا کشتیان نہایت ہی نادر و تحفہ اور خوشنما و رنگین ہر ہر جانب آب دریا مین کھڑی رہتی ہین اسی طرح ساحل دریا سے جملہ مقامات عجایبات مین یعنی ایک جانب شہر عرشیہ تک اور دوسری سمت شہر قلب الحصار تک بقاعدہ مرقوم بلکہ بعض بعض اشیائے ترک زائد سے زینت و رونق دیگئی ہو علاوہ ازین اس روشنی چراغان و آرایش کا ہر اک مقام طلسم مین شعبہ پھیلا ہوا ہو ما سوا اسکے ہر اک شہریار اور سلاطین نے موافق اپنی عقل و فہم کے اپنے اپنے شہر و ملک مین ایسا انتظام کیا ہے کہ تمامی ملک کو آئین بند کیا ہو اور کثرت چراغان وغیرہ سے پرنور کیا ہے آسمان با وجود روشنی مہر و ماہ کے آگے اس روشنی کے بے نور نظر آتا ہو اور کواکب گردون پیش فروغ چراغان سطور بجھے ہوے کنول دکھلائی دیتے ہین حاصل کلام تمامی ملک حصار اور شہر کرسی وغیرہ مقامات سراسر از روشنی و آتشبازی سے پرنور ہو رہے ہین الغرض یہ جملہ مقامات مرقوم بتعداد پیمایش عرض و طول مین ایک سو فرسنگ تک مزین کیے گئے تھے اور ایسی آرایش تھی کہ جسوقت بیابان و صحراے سبزہ زار مین روشنی و آتشبازی فروزان ہوتی تھی دہواں روشنی کا اس درجہ بلند ہوتا ہو کہ نیچے آسمان کے دوسرا آسمان نظر آتا ہو اور جسوقت کوئی گولہ آتشبازی کا اس دود محیط تک پہونچتا ہو اور شق ہوتا ہو اسدم عجب لطف ہوتا ہو یعنے معلوم ہوتا ہو کہ فلک پر کواکب و انجم چمکتے ہین

بتوصیفش کسی گر لب کشاید | زبان خامہ قاصر مینماید
چہ می پرسی از اسباب چراغان | کہ خورشید نش بود از سینہ داغان
در آئین بندی ہر شہر و بازار | بچو انجم چشم حیرت بود بسیار
دران بازار جنس برتری بود | مہ و خورشید آنرا مشتری بود
مہ و خورشید در ہر گوشۂ آن | تماشاے لسان چشم حیران
زمین صد طعنہ بر افلاک میزد | کہ برق از شعلۂ ادراک میزد
بہر جانب ز بس نور تجلی | نمایان گشتہ صد طور تجلی
مثال عارض خوبان مہ روی | چراغان دہشت عالم زار بر سوی
متاع جان بآن بازار لائق | کہ سودا داشت با معشوق عاشق

حاصل کلام ناظرین افسانۂ رنگین و شائقین والا تمکین نے داستان رنگین جشن کتخدائی صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر سے لطف اٹھایا ہو لہذا مثل اسی جشن عظیم الشان کے اس جشن کی بھی ترتیب و تزئین و رونق خیال کرنا چاہیے کیونکہ اس جشن ہمایون کی آراستگی بھی مثل اسی جشن کے تمام و کمال ترتیب دی گئی ہو راوی پراگندہ حواس و پریشان تقریر کے قلم و زبان مین اتنی قوت گویائی نہین ہے کہ بشرح و بسط اور با فزایش عبارت گہرہاے مضامین نادر کو سلک تحریر مین منسلک کرے اسی وجہ سے کمیت قلم کو جانب اصل مدعا معطوف کرتا ہو اور امیران والا قدر و رفیع المکان کے عقد و نکاح کے سامان مین ہمہ تن معروف اور مشغول ہوتا ہو

بیان کتخدائی رفقاے ذیقدر صاحب قران اکبر یعنے امیر جلال الدین و امیر محمد و

امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کہ نوبت بنوبت پریزادان طلسم اور نسوان بنی آدم سے منعقد ہوے ہین بیان کیا جاتا ہے بیت

خوشا وقتے وخرم روزگارے ۔ کہ یارے برخورد از وصل یارے

معلوم ہو کہ شاہزادہ نامور یعنی صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم عالی منزلت والا مرتبت قسطاس الحکمت کے اول اسباب اور سامان عروسی امیر جلال الدین فیروز مینی کا درست فرمایا اور چاہا کہ امیر عالیوقار مسطور کو مصورہ بانو دختر تخیل قوی بازو سے منعقد کرین واضح ہو کہ تخیل قوی بازو والد ملکہ مصورہ بانو سرزمین طلسم ارسطو مین دو شہر کا حاکم ہے پس بمجرد سُننے مژدۂ کتخدائی دختر کے اور تشریف لانے صاحب قران اکبر مع نوشاہ امیر جلال الدین فیروز مینی اپنے داماد کے برات لیکر واسطے عقد و نکاح کے دونون ملک اپنے بخوبی تمام آئین بندیکیے تھے ایسا اُن دونون شہرون کو آراستہ کیا تھا کہ تعریف اُسکی سے زبان قاصر ہے اور کلک اوصاف آرا اُنشہاے شہر مذکور الصدر کی تحریر نہین کرتا اگر کوئی ثناے آراستگی ہر دو شہر مذکور بالتفصیل بیان کرنا چاہے پہلے اُسکو لازم ہے کہ اپنے واسطے طول عمری کی دعا مانگے کم سے کم عمر نوح علیہ السلام کی اپنی عمر کی درازی کی دعا خدا سے مانگے پھر تعریف آراستگی ہر دو شہر مذکور الصدر تحریر کرے۔ الغرض صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو لباس فاخرہ اور ملبوس مکلف و مکلل سے آراستہ کیا اور مثل نوشاہ بنایا سر پر وہ سہرہ باندھا کہ جسکی ہر لڑی سے تار شعاع آفتاب عالمتاب شرمندہ اور محجوب ہوئی اور آفتاب نے خجل ہو کر منھ اُسطرف سے پھیر لیا رخ پر نور امیر جلال الدین سہرے مین یون جلوہ گر تھا جیسے شعاع آفتاب بعد آراستہ کرنے امیر جلال الدین کے صاحب قران والا شان نے انتظام و اہتمام جلوس و تجمل از حد کیا اور بشوکت و شان اور بحشمت و جاہ بہمراہی جملہ سرداران و رفقاے عالیوقار بہ یمین و یسار فیلان کوہ پیکر پر سوار عقب سواری مردان لشکری ہزار در ہزار صف بستہ پرے جمائے ہوے سلاح آہن مین غرق از پا تا بفرق سوار بیشمار جریدہ روزگار قدم بقدم ہمراہ رکاب کثرت مردم سے گاوزمین کے قدم تھراتے تھے اور شور نوبت و نقارہ دہل و شہنا وغیرہ سے گوشہاے ساکنان فلک کر ہوے جاتے تھے دریچہاے فلک سے فرشتے گھبرا کر دیکھتے تھے اور غرفہاے قصور جنان سے حورین نظارہ اس برات کا کرتی تھین پیر فلک بھی نظر حیرت سے دیکھ رہا تھا غرضکہ صاحب قران اکبر امیر موصوف کو بجلوس و تجمل اپنے ہمراہ لیکر زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوے عروس کے شہر مین تشریف لائے یہ شہر عروس بھی طلسم عجائبات کا باغ تصور کیا جاتا ہے اسکی صفت خوبی و زینت مین زبان خامہ قاصر ہے جسوقت تخیل قوی بازو کے شہر مین سواری یعنی یہ برات داخل ہوئی اسی وقت تخیل بتعجیل بڑے جلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بعد حصول شرف ملازمت و قدمبوسی بصد احترام و احتشام و بتعظیم و تکریم صاحب قران وغیرہ کو اپنے ہمراہ خاص دار العمارۃ شاہی مین لایا اور بکمال اعزاز و احترام فرد کش

مقیم کیا یہ دار العمارۃ شاہی بھی وسعت مین اسقدر وسیع ہی کہ جملہ ہمراہیان صاحب قران اکبر کو علی قدر مراتب جاے قیام
بخوبی ہے الحاصل تخییل قوی بازو نے بعد مقیم کرنے صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین وغیرہ کے اس تکلف سے
سامان دعوت و مہمانی کا کیا کہ کسی بادشاہ جلیل نے ایسی دعوت کسی شہنشاہ عالیجاہ کی نہ کی ہوگی اور ایسی اغذیہ نمکین و شیرین
واسطے دعوت کے تیار کرائین کہ نمکینی و شیرینی کثرت لذت سے خود لذت پاکر ہونٹھ چاٹنے لگین جسنے چار لقمہ غذا کے کھائے
نیت سیر ہوگئی روح خوش ہوگئی علاوہ تکلف دعوت کے ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ کبھی جم نے خواب مین
بھی نہ دیکھی ہوگی اور ایسے ارباب طرب اور مغنیان کامل فن طلب کیے کہ استادان علم موسیقی اُنکے آگے اپنے کان
پکڑتے تھے اور ایسی نازنینان خوبرو خوش گلو دور دور سے بلوائین کہ جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین اگر ایک نظر اُنکو
کوئی عابد یا زاہد دیکھ لے تسبیح کو چوم کر طاق پر رکھ دے اور اُنکے اوصاف حسن دلفریب کا بغور و تامل شمار کرے
اور قامت کو اُنکے دیکھکر قد قامت الصلوۃ بھول جاے اور دل مین مثل یاد خدا کے اُن اصنام کی الفت کو جگہ دے
آواز مثل آواز تکبیر کی بلند کرے اور اگر کوئی فرشتہ اُن زہرہ جمالون کو دیکھ لے عجب نہین کہ عاشق ہوجائے اگر زہرہ
کہ مطربۂ فلک ہی صداے نغمہ نازنینان مسطور سن لے یقین ہے کہ بیخود ہوکر اپنے تئین فلک سے گرا دے راوی کہتا ہے
کہ وہ ایسی مہ جبینان مہر لقا علم موسیقی مین دخل رکھتی ہین کہ جب کبھی اُنکے دل مین آیا ایسا راگ گایا کہ ابر اُٹھا اور پانی
برسنے لگا کبھی دیپک اور کبھی جنگلا اور بھیروین جس راگ کا جو وقت ہوا وہی گایا اُنکی آواز سے پتھر موم ہوتا تھا وحش و طیر
مبہوت ہوکر قریب چلے آتے تھے اور گانا سنتے تھے اس بزم طرب مین بہشش صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین و دیگر
رفقاے صاحب قران اکبر نازنینان مذکور الصدر نے اس ناز و انداز سے اور اس خوش آوازی سے رقص و نغمہ کیا کہ اکثر
جوانون کا دل بیچین ہوگیا خصوصاً مردم لشکری کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ بے اختیار ہوکر چند در چند اپنے اپنے مقام سے اُٹھتے
تھے اس ارادہ سے کہ کسی طرح اس پریزاد کو اپنے خیمہ مین گود مین اُٹھا کر لیجائین اور مدعاے دل حاصل کرین لیکن بخوف
صاحب قران اکبر ہاتھ مل کر اور آہ سرد کھینچکر رہ جاتے تھے اور جو لوگ ضعیف تھے اُنکی رال توٹپکی پڑتی تھی دمبدم پائجامہ
خراب اور تر ہوتا تھا کثرت رقت سے عجب حال تھا نوجوانان بزم نازنینان مذکور کا جمال عدیم المثال دیکھکر اور گانا سنکر
مستانہ وار جھوم رہے تھے آنکھون مین سُرخ ڈورے سے پڑے ہوے تھے سب کے دل اُنھین مہ جبینون کی طرف لڑے
ہوے تھے ہر اک کا دل اُنکے شوق وصل سے بیچین تھا مگر ضبط کیے ہوے ہر ایک بیٹھا تھا جب کسی نوجوان کی نظر کسی
نازنین کی نظر سے لڑ جاتی تھی نوجوان اشارہ سے کہتا تھا کہ اب تو جان ہونٹھون پر آئی او ظالم یہ وقت مسیحائی ہے
دیکھ یہ دل میرا تیرے تیر مژگان کا نشانہ ہوگیا ہی پہلو مین مثل ماہی بے آب یا مانند سیماب بیقرار ہے برلے خدا آکر
پہلو مین بیٹھ جا اسوقت دو چار بوسے گل رخسار رنگین اور لب نازک کے دے اور وہ قصر احمر جو سامنے ہی اسی مین میں
قیام پذیر ہون شب کو ضرور آنا ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون بھول نہ جانا اپنے وصل سے مجھکو محروم نہ رکھنا ورنہ مر جاؤنگا

میرا خون نخچیر ہوگا وہ نازنین شوخ چشم سراپا ناز و ادا یہ خواہش نوجوان مذکور بخوبی سمجھ کے اشارہ سے کہتی تھی کہ ہوش مین آؤ اور حواس درست کرو آئینہ لیکر ذرا اپنی صورت تو دیکھو پھر میرے وصل کے خواستگار ہونا میری بلا سے اگر تمھارے جان پر آ رہی ہے ناحق میرے عشق مین یہ تکلیف اٹھائی ہے تمکو میرا وصل نصیب نہوگا اگر مر بھی جاؤگے تو مجھے رحم نہ آئیگا سواے افسوس کے دُرِ مدعا ہاتھ نہ آئیگا نوجوان مسطور یہ جوابات نازنین مذکور کما حقہ دریافت کرکے پھر اشارہ سے کہتا تھا کہ علاوہ زر سرخ و سفید اور جواہر گران بہا کے نقد دل بھی کہ مثل جان کے اُسکو عزیز رکھتا ہون نذر تجھکو دیتا ہون ایک شب کے واسطے میرے پاس چلی آنا اور اپنے وصل سے مجھکو شادکام کرنا وہ پریرو یہ اشارہ نوجوان مذکور کا سمجھ کے اشارہ سے جواب دیتی تھی کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے دور کرو زر و جواہر کا لالچ نہ دو عوض مال و متاع میرے گوہر آبرو کی جستجو نہ کرو تم ایسے ہزارہا اسی خواہش مین غرق دریاے فنا ہوگئے اور دُرِ مدعا اُنکے ہاتھ کسی طرح نہ آیا اور جنس شکستہ دل کو کیا دکھلاتے ہو بازار خوبان مین اسکی قدر نہین مجھکو تمھارے دل کے لینے کی تمنا نہین دیکھو اس دام گیسو مین بہت سے مرغ دل اسیر ہین لہذا اس خیال خام کو دل سے دور کرو اور میرے وصل کی آرزو نہ کرو نوجوان موصوف مایوس ہوکے اور مثل ابر بہار اشک فشان ہوکے کلیجہ پکڑ کے رہجاتا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا اسی طرح کوئی جوان خوش رو اور کسی گل رخسار سراپا بہار کے گلشن حسن کی سیر بخوبی کرتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اگر اس گلرو سے ہمبستری مجھکو میسر ہوتی تو کیا غنچۂ دل میرا شگفتہ ہوتا نخل تمنا مین پھل آتا خار غم دل سے دور ہوتا مگر بخت اپنا اپنے سے باغی ہے یہ بہار اپنی گلشن تمنا مین نہ آئیگی ہوا و ہوس اسکی بیکار ہے یہ خیال کرکے مثل خائف افسوس مل کے رہجاتا تھا اگر کوئی شعلہ رخسار بعشوہ و ناز بزم مین بتا بتا کے گاتی تھی جوانون کا تو کیا ذکر ہے بڈھون کی طبیعت لہراتی تھی ریش سفید پر ہاتھ پھیر کے دانت نکال دیتے تھے ہرچند کہ بوجہ ضعف بصر کے صورت تک بھی اُس نازنین کی بخوبی نظر نہ آتی تھی مگر آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے اور زمانہ شباب یاد کرکے رو دیتے تھے کہ افسوس سایہ شباب کا سر پر سے اٹھ گیا موے سر سفید ہوے گل رخسار جو کسی زمانہ مین شاداب تھے اب بادخزان ضعیفی سے بالکل پژمردہ ہوگئے اگر زمانہ شباب ہوتا تو اس خوب رو سے ضرور ہم بستر ہوتا

ناظرین افسانہ رنگین پر واضح ہو کہ دارالعمارہ مین تو صاحب قران اکبر مع جملہ رفقاے نامور و امیر جلال الدین وغیرہ مقیم ہین تخیل قوی بازو صاحب قران اکبر وغیرہ کی دعوت و ضیافت مین سرگرم ہے رقص و نغمہ کی کثرت سے شب و روز نہایت عیش عشرت سے بسر ہو رہے ہین لیکن اب کچھ حال ملکہ معمورہ بانو کا تحریر ہوتا ہے جسوقت سے کہ ملکہ معمورہ بانو نے خبر امیر جلال الدین اپنے عاشق صادق کی برات لے کر آنے کی سُنی ہے خوشی سے عجب رنگ ہے تصویر خیالی امیر جلال الدین کی ہمیشہ نظر ہے صفحہ دل پر محبت اور الفت اُسکی نقش ہے فرط مسرت سے دل یکقلم شاد ہے رنج دوری سے آزاد ہے نازنینان ہمدم پہلو مین بیٹھی ہین معمورہ بانو سے باتین چپکے چپکے ہو رہی ہین کہ لو بُوا مبارک ہو خدا نے وہ دن دکھایا کہ تمھارا اُسسرا برات لے کر آیا اب کیا ہے حسرت دل نکالو اچھی طرح سے پہلو مین بیٹھو لطف زندگانی اُٹھاؤ عقد ہوجاسے تو اپنے عاشق کے ساتھ

جاؤ مصورہ بانو یہ تقریر ہمنشینان سُنکر کبھی تو حجاب سے سر حجلۂ عروسی مین جھکا لیتی ہے کبھی بے اختیار خیال وصل کرکے مسکرا دیتی ہی اور کبھی نظر تند و تیز سے جانب ہمجلیسان دیکھکر کہتی ہے کہ تم یہان سے جاؤ کبھی ہمکو نہ سناؤ ایسی باتین ہمکو اچھی نہین معلوم ہوتین کیا تمنے میری چڑھ مقرر کی ہے سوا اس مذکور کے اور کوئی ذکر نہین کرتی ہو تمھارے مُنھ مین کیون پانی بھر آتا ہے اگر یہ مرد وا جسکا نام لیتی ہو تمکو اچھا معلوم ہوتا ہی تو تم ہی اسکے ساتھ اپنا مُنھ کالا کرو ہمسنین یہ کلمات مصورہ بانو کے سُنکے ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ بوا تمھارا چاہنے والا تمھین کو مبارک رہے یہان کسی کو اُسکی پروا نہین ہے اور تو کہو کہ یہ کس دل سے کہا ذرا آنکھ تو چار کرو جھکی نہ جاؤ سر اُٹھاؤ اگر کوئی امیر جلال الدین سے جو تمھارا عاشق ہی محبت کرے تمکو ناگوار تو کاہیکو ہوگا بوا اصل تو یہ ہے کہ مُنھ سے تمنے کہدیا خدا نخواستہ اگر کوئی عورت تمھارے طالب کے پہلو مین بیٹھے تو تمکو کسقدر ناگوار ہوگا یقین ہے کہ دل تمھارا آتش حسد اور بغض سے جلجائے مگر خدا وہ دن تمکو نہ دکھائے ای ملکہ مصورہ بانو آج تو تم ہنسی مین رو لئے دیتی ہو ہم تو ہنستے ہین تمکو ناگوار ہوتا ہی خیر اگر تمھاری خوشی نہین ہے تو اب ہم نہ ہنسین گے القصہ جب تین روز کا زمانہ صاحب قران کو دعوت و ضیافت مین گذرا بموجب حکم اختر شناسان روز چہارم بوقت ہمایون اور ساعت سعید مین صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو ملکہ مصورہ بانو سے منعقد کیا۔ راوی کہتا ہی کہ یہ عقد امیر جلال الدین مرتبہ دیگر ہوا ہی کیونکہ قبل اسکے ایک عقد طلسمی ہنگام سیر طلسم ہو چکا تھا مگر اُس عقد پر اکتفا اسوجہ سے نہ کیا کہ صاحب قران اکبر کو منظور ہوا کہ مثل ہمارے رفقا کے بھی عقد ہون الحاصل بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر امیر جلال الدین اور اُسکی زوجہ ملکہ مصورہ بانو کو مع اموال و متاع کہ جسے جہیز کہتے ہین اسی جلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے بصد خوشی قصر النیرین مین لائے امیر جلال الدین اپنی مطلوبہ معشوقہ کے وصل سے نہایت خوش و خرم ہوا بخوبی حسرت دل نکالی دل محزون و مغموم نہایت شاد و مسرور ہوا بعد عقد امیر جلال الدین شاہزادۂ نصرت قرین نے امیرزادہ سیف الدین کے عقد کا سامان درست کیا اور چاہا کہ مثل امیر جلال الدین اسے بھی منعقد کرون بمجرد اس خیال کے صاحب قران اکبر نے موخرشاہ کو اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ ہم امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ لیکر فلان تاریخ اور فلان روز ضرور آئینگے تم انتظام کر رکھنا چنانچہ بروقت سننے اس خوشخبری کے موخرشاہ نے شہر کو مثل عروس کے آراستہ کیا اور تین قصر یعنی ایک زمردنگار اور دوسرا قصر یاقوت نگار اور تیسرا قصر عقیق تو ایسا آراستہ کیا کہ قصور جنان سے بھی ہر قصر تکلفات مین بڑھا دیا اور ایک باغ کو کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا اُسکو بھی انواع و اقسام سے آراستہ کیا مطربان بیعدیل کو طلب کیا اور نازنینان خوش آواز پاکیزہ رو کو بلایا چنانچہ بموجب حکم موخرشاہ ارباب طرب حاضر ہوے جب کل انتظام موخرشاہ کر چکا اور بزم عشرت و انبساط کو مرتب کر چکا اور سامان کتخدائی فراہم کر چکا اُسوقت انتظار صاحب قران اکبر مین رو براہ ہوا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین کو دولہ بنایا لباس فاخرہ پہنایا سر پر سہرہ باندھا اپنے ہمراہ بجلوس و تجمل و بجاہ و حشم لے کر جانب ملک عروس

روانہ ہوئے جب صاحب قران اکبر داخل ملک موخر شاہ ہوئے اور خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر موخر شاہ کو پہونچی اُسی وقت بہمراہی وزرا و امرا ارکان سلطنت و اعیان مملکت و ہزاران سوار و پیادہ بصد جلوس و تجمل واسطے استقبال صاحب قران کے آیا جب اثنائے راہ مین صاحب قران کو موخر شاہ نے دیکھا بے اختیار فیل سے اُترکے صاحب قران اکبر کی قدمبوسی حاصل کی ہرچند صاحب قران نے منع کیا مگر موخر شاہ نے نہ مانا اور ہمراہ رکاب صاحبقران اکبر ہوکر اپنے ملک مین لایا اور علی قدر مراتب ہر ایک کو مقیم کیا یعنے جس شخص کے لائق جو مقام رہنے کا تھا اُسکو وہین مقیم کیا لیکن صاحب قران اکبر اور امیر زادہ سیف الدین اور چند رفقائے نامدار کو قصر زمرد نگار مین کہ اُسکو زیادہ تر آراستہ کیا تھا مقیم کیا بعضے رفقائے صاحب قران اکبر کو قصر عقیق مین متمکن کیا اور بعضون کو قصر یاقوت نگار مین قیام پذیر کیا اور اہل لشکر کو باغ مین رہنے کی جگہ دی صاحب قران اکبر انتظام موخر شاہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے رفقا سے فرمایا کہ موخر شاہ نہایت مرد ہوشیار اور عقیل و فہیم ہے دیکھو کسطرح اس تھوڑی مدت مین ملک اور قصور اور باغ وغیرہ کی آراستگی کی ہے حق تو یہ ہی کہ موخر شاہ نے کارنمایان کیا واقعی موخر شاہ بڑا مدبر ہے رفقا نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا فی الحقیقت ایسا شہر کو آراستہ کیا ہی کہ خیرخواہون نے کبھی ایسی آراستگی کسی ملک اور شہر کی نہین دیکھی نہ ایسے قصر کسی ملک کے بادشاہ کے یہان آراستہ پائے علاوہ اسکے سنا ہی کہ یہ باغ جو فی الحال آراستہ کیا ہی قبل اسکے خزان دیدہ تھا گل و غنچہ وغیرہ کا نام بھی نہ تھا اس تھوڑی مدت مین ایسا آراستہ کیا ہی کہ رشک گلشن فردوس برین کردیا ہی دل چاہتا ہی کہ باغ مذکور کی سیر کرین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ہم بھی ضرور اُس باغ کی سیر کرینگے صاحب قران اکبر رفقائے نامدار سے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ناگاہ مغنیان خوش گلو اور نازنینان خوبرو نے مع ساز و سامان پیش صاحب قران اکبر حاضر ہوکر رقص و نغمہ شروع کیا صاحب قران اکبر کے دل مین خیال آیا کہ ہمارے اور رفقائے ہمراہی جو قصر عقیق اور قصر یاقوت نگار مین مقیم ہین وہ سب اس ناچ دیکھنے اور گانا سننے سے محروم رہے اسقدر گنجائش اس قصر مین نہین ہے کہ اُن سب کو یہان طلب کیا جاسے صاحب قران اکبر اسی خیال مین تھے اور رخ پر نور سے آثار فکر و تردد ظاہر تھے رفقائے صاحب قران اکبر نے باعث تردد دست بستہ دریافت کیا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ہمکو اسوقت اس بات کا خیال آیا کہ ہمارے اور رفقا جو ہمارے ساتھ آئے ہین وہ اس بزم طرب سے محروم رہے اور یہ امر ہمارے خلاف ہوا یہ تقریر صاحب قران اکبر امرائے نامور سُنکے عرض کرنے لگے کہ فی الواقع حضور نے بہت بجا اور درست فرمایا اپنے ملازمان جان نثار کی بزم عیش و عشرت مین شریک ہونے کا خیال کیا واقعی حضور کے مثل کوئی قدردان اور رتبہ شناس بردۂ دنیا پر نہوگا لیکن موخر شاہ کی دانائی سے یہ امر بعید ہے پہلے حضور دریافت فرمائین بعد ازان تردد فرمائیں صاحب قران اکبر کو یہ صلاح امرائے ذیوقار نہایت پسند آئی اُسی وقت ملازمین سے ایک شخص کو واسطے دریافت حال کے بھیجا کہ قصر عقیق اور قصر یاقوت نگار اور باغ مین جاکر دیکھے کہ وہان بھی صحبت رقص و نغمہ ہی یا نہین ہی ملازم مذکور

حسب الحکم صاحب قران اکبر قصور مذکور اور باغ مسطور مین گیا دیکھا کہ علی قدر مرتبہ ہر مقام پر بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ ہی اور نازنینان خوش رو خوش گلو مصروف رقص و نغمہ ہین اور باغ مین تو یہ کیفیت ہی کہ ہر خیمہ مین جہان دس پانچ بھی مردمان لشکری ہین وہان بھی موافق عزت اور لیاقت کے ایک مطربہ رقص و نغمہ کر رہی اور اہل بزم کا دل خوش کر رہی ہی مردمان لشکری برسون کے ترسے ہوسے عورت سے ناآشنا آج جو قریب اپنے عورت کو ناچتے اور گاتے دیکھتے ہین قصد کرلیتے ہین کہ اس مطربہ کو گود مین اُٹھا کر کسی گوشۂ باغ مین لیجائین اور مدعاے دلی حاصل کرین آپس مین تکرار ہو رہی تھی کہ پہلے ہم اس عورت سے اپنا مدعا حاصل کرینگے دوسرا کہتا ہی کہ یہ کبھی نہوگا بعد میرے تجھکو اپنے فعل کا اختیار رہی تیسرا لشکری کہتا ہی کہ ابھی تم دونون جوان تامل کرو میرا بہت بُرا حال ہے برسون سے رکا ہوا ہون بیٹھا نہین جاتا ضبط کرتا ہون مگر ضبط کسی طرح نہین ہوسکتا ابھی اس پتریا کو لیے جاتا ہون اور تھوڑی دیر مین اپنے کام سے فراغت پاکر چلا آتا ہون پھر تم بھائیون کو اختیار رہے یہ تقریر خلاف مزاج جمعدار صاحب سُنکے ڈانٹ کے کہتے تھے کہ تم بہت بیہودہ اور نامعقول ہو تمکو کچھ پاس اور لحاظ اپنے افسر کا نہین ہے ہمارے سامنے ایسی واہیات باتین کرتے ہو تمکو لازم تھا کہ پہلے ہماری صلاح اس بات مین ضرور کرکے بعد ازان تم آپس مین سمجھ لیتے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب اچھی طرح خیال کرکے سُن لو کہ یہ عورت ہمکو پسند ہی آج شب کو ہم اسی سے ہمبستر ہونگے خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ہمسے تمکو ضرر پہونچیگا یہ کیفیت تمام و کمال بخوبی دیکھکر ملازم مذکور صاحب قران اکبر کی خدمت عالی منزلت مین آیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ تابعدار حسب الارشاد حضور اول قصر عقیق مین گیا تھا وہان جاکر اس جان نثار نے دیکھا کہ بڑے تکلف سے بزم طرب آراستہ ہی مغنیان خوش گلو گا رہی ہین اور جملہ اشیاے ضروری کی کثرت ہی رفقاے حضور نہایت آرام و راحت و مسرت سے ہین بعد ازان یہ کمترین قصر یاقوت نگار مین گیا وہان بھی اُسی طور سے نازنینان خوش گلو کو رقص کرتے دیکھا اور رفقاے حضور کو نہایت مسرور و شادان پایا بعد اسکے یہ خادم حضور باغ مین گیا ہر چہار جانب باغ کے سیر کی عجب باغ پر بہار خاکسار نے دیکھا کہ جسکی تعریف خادم سے بخوبی ہو نہین سکتی باغ کے ہر قطعہ مین اور خیمون مین صدہا جگہ بلکہ ہزارہا مقامات پر صحبت رقص و نغمہ آراستہ دیکھی اے شہریار باوقار ایک خیمہ مین فلان لشکری اور فلان جمعدار مقیم ہین اور وہان بھی ایک مہ پارہ بنا ٹھنا ناز و انداز دکھا رہی ہی اور درمیان لشکریون اور جمعدار کے ایسی ایسی گفتگو ہو رہی ہی صاحب قران اکبر یہ احوال مردم لشکر کا اور کیفیت جمعدار کی سُنکے بہت ہنسے اور انتظام و اہتمام پر موخر شاہ کے تحسین و آفرین کی اور پھر باطمینان تمام جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوسے راوی کہتا ہی کہ سامنے صاحب قران اکبر اور امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کے قصر زمرد نگار مین نازنینان خورشید لقا نے اسطرح رقص کیا اور ایسا نغمہ کیا کہ صاحبقران اکبر مع جملہ اہل بزم نہایت ہی خوش ہوسے اور انعام وافر دیا جب وقت تناول غذا آیا ناچ برخاست ہوا دسترخوان پر تکلف بچھایا گیا اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ ملازمان موخر شاہ نے لاکر دسترخوان پر رکھین موخر شاہ بھی پیش صاحب قران اکبر آیا

اور بہ انکساری یہ کہنے لگا اے شہنشاہ گردون وقار مین امیدوار ہون کہ آپ اس نان خشک کو قبول فرما کر دو چار لقمہ تناول فرمائین اور اس خاکسار ذرہ بیمقدار کی عزت افزائی فرمائین صاحب قران اکبر کو موخر شاہ کی اسقدر انکساری بہت پسند آئی انکار مناسب نجانکر ارشاد فرمایا کہ ہمین تمھاری خوشی بدل منظور ہی یہ کلام صاحب قران اکبر موخر شاہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور بہ آئین شائستہ اور بطرز ضیافت خسروانہ طعام لذیذ دعوت کھلایا بعد فراغت طعام اور خورش فواکہ ومی نوشی وغیرہ پھر جلسہ رقص ونغمہ شروع ہوا اسی طرح جملہ رفقاے صاحب قران اکبر کو اور مردان لشکری وغیرہ کو بقدر لیاقت وعزت کھانا کھلایا ہر ایک شخص غذاے لطیف وخوش ذائقہ کھا کھا کر نہایت خوش ہوا اور موخر شاہ کی خوش انتظامی اور طرز مہمانی کی تعریف کرنے لگا صاحب قران اکبر نے بعد فراغت اکل وشرب اور دیکھنے رقص وغیرہ کے موخر شاہ کو طلب فرمایا جب موخر شاہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ہمنے تمھاری باغ کی ازحد تعریف سُنی ہی لہذا ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہم مع رفقا سیر باغ کرین موخر شاہ نے عرض کیا کہ باغ تو اس لائق نہین ہے کہ جو تعریف کے قابل ہو اگر حضور کا یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلیے کچھ خار وخس اور گل پژمردہ کی سیر اور کیفیت دیکھ لیجیے موخر شاہ یہ کہکر واسطے انتظام باغ کے آیا اور بخوبی تمام باغ کی آراستگی کی بعدہٗ خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہو کر ملتمس ہوا کہ حضور تشریف لیچلین صاحب قران اکبر ہمراہ موخر شاہ مع چند رفقاے ذیوقار نامدار باغ مذکور مین تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ گلہاے رنگا رنگ بوقلمون کھلے ہوے حوض گلاب اور عرق کیوڑہ سے لبریز ہین ہزارہا درخت کثرت بار اثمار سے مثل مردان منکسر کے جھکے ہوے ہین بلبلان خوش تقریر نغمہ سرائی کر رہے ہین غنچے شگفتہ ہو رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی سرو لب جو بسبب تازگی اور خوشی کے اکڑ رہے ہین مرغان خوش نوا چہچہے کر رہے ہین قمریون کا شور ہی طاؤس ہر جانب مانند معشوقان خوشخرام ٹہل رہے ہین فوارے چھوٹ رہے ہین کچھ ابر جو آگیا ہے اور بوندیان جو پڑتی ہین باغ کے ہر گل سے قیامت کی شوخی اور شادابی ظاہر ہو رہی ہے ہزار دن گلہاے باغ نالۂ بلبل شیدا کو سُنکے کھل کھلا کر ہنس رہے ہین غنچے مسکرا رہے ہین سبزہ باغ ایسا لہک رہا ہی کہ دیدون کو پامال کیے ڈالتا ہی نرگس دزدیدہ نظر سے نظارہ روے رنگین گل کر رہی ہی اگر کوئی خار بھی ہے تو وہ ایسا نرم اور سرسبز ہی کہ از فراط نزاکت سے بہتر از گل نظر آتا ہے صاحب قران اکبر نے جو سیر اس باغ کی کی نہایت خوش ہوے اور موخر شاہ نے فرمایا کہ تمنے بڑی ریاضت سے اس باغ کو آراستہ کیا ہو کا فی الحقیقت اگر اس باغ کی شان مین یہ شعر کسی اُستاد کا پڑھا جائے تو بہت مناسب ہی — **شعر**

اگر فردوس بر روے زمین ست	ہمین ست وہمین است وہمین ست

موخر شاہ نے عرض کیا کہ حضور میری اور اس باغ کی عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کی کیا ریاضت اور حسن انتظام اور کیا باغ پر خار اور پژمردہ کی بہار ہے فقط حضور کے تشریف لانے کے سبب سے

اس باغ کے ہر شجر کو ثمر عزت و شرف ملگیا ہر نہر و حوض کو آبروے تازہ حاصل ہوئی الغرض صاحب قران اکبر
سیر باغ سے نہایت محظوظ ہو کر قصر زمردِ نگار مین تشریف لائے پھر بدستور صحبت رقص کی شروع ہوئی جسطرح سے کہ
باہر باغ اور قصر ہاے مسطور مین ہنگامہ رقص و نغمہ ہی اسی طرح محلسراے خاص مین بھی بلیش عروس عجب رقص و نغمہ
ہو رہا ہی کہ جملہ زنان محلسرا مسرور و شادہین خصوصاً عقیلہ سیم اندام کہ عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے اور ناچ دیکھہ رہی ہے
بہت خوش ہی کیونکہ اپنے دل مین خیال کرتی ہے کہ اب امیرزادہ سیف الدین سے میرا عقد ہوگا آرزوے دل
برآئیگی دمبدم اسی خیال سے مسکرا دیتی ہی اور وہ ہمجولیان جو قریب قریب بیٹھی ہین فتنہ محشر ہین قیامت کی باتین
کرتی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام کو چھیڑ رہی ہین تہنیت اور مبارکبادی دے دے کر مسکرا رہی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام
حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی کبھی اُنکی باتون سے مسکرا دیتی ہے اور کبھی مزاج برہم ہو جاتا ہی ملکہ عقیلہ سیم اندام
تو اس کیفیت مین ہی لیکن اب کچھ حال صاحب قران اکبر کا لکھا جاتا ہی کہ جب صاحب قران اکبر کو زمانہ پانچ روز کا عیش و
ضیافت مین گذرا اور بخوبی تمام لطف رقص و نغمہ وغیرہ اُٹھایا اُسوقت موخر شاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ اب تاخیر نہ کرو اور
عقد و نکاح مین تامل نکرو موخر شاہ نے عرض کیا کہ آپ مختار ہین جو مناسب جانیے عمل مین لائیے صاحبقران اکبر نے
فرمایا کہ آج کا دن اور تاریخ بہت مبارک ہی ہماری تو راے یہ ہی کہ آج ہی عقد ہو جائے موخر شاہ نے قبول کیا
چنانچہ وقت شب بہ آئین شائستہ صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین کو ملکہ عقیلہ سیم اندام سے منعقد کیا
غلغلہ مبارکبادی بلند ہوا علاوہ مردم کے باجون نے صداے تہنیت بلند کی اسباب جہیز کا نکلنے لگا امیرزادہ سیف الدین
محلسرا مین داخل ہوا اور ملکہ عقیلہ سیم اندام کو بصد آرزو آغوش مین لیکر سکھپال زرین مین سوار کیا امراے ذیوقار و سرداران
عالیوقار بعضی اسپان صبا رفتار پر سوار ہوے بعضی فیلان کوہ پیکر پر سوار ہوے مردان لشکری نے بیرون باغ آکر صفین
باندھین سوارون نے مرکبون کو زین و لجام سے آراستہ کیا اور بیرون باغ آئے اور سوار ہو کر صفین درست کر کے
منتظر حکم روانگی ہوے جب کل سامان برات کا درست ہو چکا اُسوقت صاحب قران اکبر نے حکم روانہ ہونے برات
کا دیا اور خود امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ اپنے لے کر بجلوس و تجمل بسیار بعد قطع راہ اپنے مقام پر تشریف لائے
بعد گذرنے روز کے شب کو امیرزادہ سیف الدین نے ملکہ عقیلہ سیم اندام کے وصل سے حظ وافر اور لطف بیحد اُٹھایا
صاحب قران اکبر نے بعد شہرستان عیہ سے آنے کے یعنے بعد فراغ عقد امیرزادہ سیف الدین اور بیاہ لانے
ملکہ عقیلہ سیم اندام کے تین روز تامل کیا بعد چند روز کے پھر صاحب قران اکبر شاہزادہ کامگار امیرزادہ سیف الدین
کو اپنے ہمراہ لیکر بشوکت و شان و بجلوس و تجمل بنوبت و نقارۂ شادی با جمعیت بسیار باغ حدیقۃ العجائب مین تشریف
لائے باعزاز و احترام فروکش ہوے باغ حدیقۃ العجائب کی کس سے توصیف و تعریف بیان ہو سکے کیونکہ قلم دفتر
رقم مین اتنی قوت نہین ہے کہ اوصاف باغ مذکور بخوبی لکھ سکے اور زبان مداح مین اتنی طاقت نہین کہ ثنا سے

بارع مسطور کچھ بیان کرسکے صاحب قران اکبر نے بعد کئی روز دعوت کھانے اور جلسہ رقص پریزادان دیکھنے اور
گانا سننے کے ایک روز امیرزادہ سیف الدین کو ساعت سعید اور وقت ہمایون مین قمراے حوریکر سے منعقد فرمایا
اُسوقت بزم عقد مین بونق زاہدا ور شرطون وجیہہ بھی موجود تھے اُسوقت امیرزادہ سیف الدین کی خوشی کس سے بیان
ہوسکتی ہے مختصر یہ ہی کہ کثرت خوشی سے لباس تن مین تنگ ہوگیا غنچۂ دل اُس خوشی کے سبب سے مثل گل شگفتہ
ہوگیا تھا اور بوجہ کثرت مسرت کے لاکھ ضبط کرتا تھا مگر ہنسے دیتا تھا اپنے بخت کی یاوری اور مددگاری پر ناز کرتا تھا اور
دمبدم شکر خدا وند کون ومکان بجالاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ آج کا دن بھی عجب مبارک ہی کہ عقد مجھ شیفتہ اور فریفتہ کا
معشوق طناز سراپا ناز قمراے حوریکر سے ہوا سچ تو یہ ہی کہ اس روز کی امید نہ تھی کبھی سوے فلک دیکھکر روتا تھا اور کہتا
تھا کہ او ظالم تو نے ایسے معشوق عدیم المثال کے ہجر مین مجھکو کیسا کیسا رولایا ذرا تجھکو رحم میرے حال پر نہ آیا وہ صدمے
دیے کہ میرا ہی دل جانتا ہی لیکن الحمد للہ کہ آج داغ فرقت دل سے دور ہوا تجھکو رنج مجھکو سرور ہوا اب براے خدا
سنگ تفرقہ نہ پھینکنا مجھ سے میرے محبوب کو جدا نہ کرنا بہت رو چکا ہون اب اس محبوب کی مفارقت مین نہ رولانا عمر
باقیماندہ بعیش وعشرت بسر کرنے دینا اور اگر اے چرخ کجرفتار خلاف اسکے عمل مین لائے گا یقین جان لے کہ اب
وہ آہ سوزان کرونگا کہ تجھکو وہ آہ جلا کر خاک کردیگی نام ونشان تک تیرا نہ رکھیگی غرضکہ اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو اب اس
عاشق بیقرار کو نستانا صاحب قران اکبر امیرزادہ سیف الدین کو کبھی مسرور وخندان گاہ سوے فلک دیکھکر
گریان ہوتے دیکھکر اور باتین چپکے چپکے کرتے ہوے مشاہدہ کرکے حیران ہوے طرح طرح کے خیالات دل مین آنے
لگے آخر کار صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین سے چپکے سے پوچھا کہ اسوقت تمھارا مزاج کیسا ہی ہم اس وقت



تمکو کبھی خندان دیکھتے ہین اور کبھی گریان پاتے ہین اور یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو ہم سے بھی بیان کرو حال ہمیظاہر کرو افضال خدا سے اُس امر کی تدبیر کیجاے اور جس امر کی تمکو حسرت اور تمنا ہو وہ بر لایا جاے لبظاہر تو کوئی آرزو تمھاری اب نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول عقد تمھارا تمھاری معشوقہ ملکہ عقیلہ سیم اندام سے کر دیا گیا اور اُسکے وصل سے تم کامیاب ہوے بعد اُسکے اِس معشوقہ خوبرو سے بھی تمھارا نکاح اب ہوا ہی اسکے بھی وصل سے بہرہ یاب ہونا آرزوے دل بخوبی نکالنا خلاصہ یہ کہ یہ وقت خوشی کا ہی نہ ہنگام گریہ و بکا امیرزادہ سیف الدین نے جو یہ کلمات صاحب قران اکبر سے سنے پہلے تو بسبب شرم و حجاب کے سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مین اچھا ہون کوئی رنج و ملال کسی طرح کا نہین ہے لیکن جب صاحب قران اکبر نے اپنے سر اقدس کی قسم دی اُسوقت امیرزادہ سیف الدین لاچار ہوگیا اور بمجبوری کہنا پڑا عرض کیا کہ حضور نے جب قسم اپنے سر مبارک کی دی تو یہ خاکسار راست راست عرض کرتا ہے ورنہ کبھی اس حال سے اطلاع نہ دیتا ای شہنشاہ فلک بارگاہ اصل تو یہ ہی کہ اِس معشوق خوبرو عنبرین مو یعنی قمراے حور پیکر سے مجھکو اسقدر الفت اور محبت تھی اور اب بھی ہی کہ اُسکو بالتفصیل عرض کر نہین سکتا اسی محبوبہ مطلوبہ کے عشق و محبت مین اور مفارقت مین اس کمترین نے وہ وہ مصائب اُٹھائے ہین کہ اگر وہ مصیبتین پہاڑ پر پڑین تو کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اب جو افضال خدا سے اور حضور کے اقبال سے اپنے مدعاے دلی کو پہونچا ہون اسوقت یہی خیال کر رہا تھا کہ اے سیف الدین یہ عالم خواب ہی یا بیداری تجھسے اور قمراے حور پیکر سے عقد ہوا ہی یا محض خیال خام ہے اور جو فلک دیکھکر جو روتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایسے فلک جفا جو کے ہاتھ سے مین نے بڑے بڑے مصائب سخت اُٹھائے ہین فرقت مین قمراے حور پیکر کے بس اسی وجہ سے اس سے کہ رہا تھا کہ اے چرخ ستمگار اب قصد جفا و ستم نہ کرنا بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے یہ دن خدا نے دکھایا ہی کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہی اگر اب بھی مجھکو میری محبوبہ قمراے حور پیکر سے جدا کریگا تو آہ سوزان سے تجھکو جلا دونگا خاک مین ملا دونگا اب صبر و ضبط مجھسے نہ کیا جائیگا کیونکہ طاقت مطلق نہین ہے صاحب قران اکبر نے جو گفتگوے امیرزادہ سیف الدین تمام و کمال سنی پہلے تو حیرت ہوئی اسوجہ سے کہ اللہ اکبر امیرزادہ سیف الدین کیا عاشق کامل ہے قمراے حور پیکر کا کہ جسکی محبت مین اسکا یہ حال ہے ایسا ازخود رفتہ ہے کہ اب تک اسکو بخوبی یہ نہین معلوم کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہی یا نہین اول تو عقد ہونے مین اسکو تامل ہی دوسرے اگر عقد یہ سمجھا ہے کہ ہوا ہی تو آسمان سے لڑتا ہی کہ تجھکو جلا دونگا پھونک دونگا اگر اب مجھکو میری معشوقہ سے جدا کریگا بعد اس خیال کرنے کے صاحب قران اکبر نے ہنس کے فرمایا کہ اے سیف الدین ہوش مین آؤ باتین دیوانگی کی نکرو کیونکہ وہ زمانہ فراق محبوب گذر گیا اور اب زمانہ وصل حبیب بہت قریب آگیا یہانتک کہ تمھارا عقد بھی اُسی سے ہوگا اب انشاء اللہ تعالے آج یا کل تمکو اُسکا وصل میسر ہوگا اور ہمیشہ اگر خدا چاہیگا تو وصل ہی نصیب ہوگا اب جدائی نہوگی اِس خیال خام کو اپنے دل سے نکالدو مشیت خدا مین فلک کی کیا مجال ہے کہ دخل دے سکے ذرا خیال کرکے کہو

اگر مصلحت خدا نہوتی تو تمھارا عقد قمراسے حور پیکر سے کبھی نہوتا اور یہ بھی تمکو معلوم ہو کہ جو کچھ کرتا ہی وہ خدا کرتا ہے اپنے بندون کے حق مین فلک کی یہ لیاقت نہین ہی کہ کسی پر ظلم و ستم کرے شعرا نے اور اکثر نافہمون نے فلک بیچارے کو جفا کار اور ستمگار کہنا اختیار کیا ہی حالانکہ فلک تابع حکم خدا ہے خود کسی پر ظلم و جفا نہین کرتا ہی جو جسکے مقدر مین ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی جیسا کہ تمھاری قسمت مین قبل اسکے صدمۂ ہجر قمراسے حور پیکر مندرج تھا تمنے لاکھ چاہا کہ وصل قمراسے حور پیکر کسی طرح ممکن ہو مگر نہوا اور اب تمھارے مقدر مین اُسکے وصل سے تمکو کامیاب ہونا اور بہرہ یاب ہونا لبطا ہر پایا جاتا ہی لہذا اب تمکو لازم ہے کہ خیال اسکی جدائی کا نہ کرو اور اپنے دل کو اُسکے وصل کی امید قوی سے تسکین دو جس وقت امیرزادہ سیف الدین نے یہ کلمات نصیحت آمیز اور تسکین بخش قلب و جگر بگوش ہوش صاحب قران اکبر سے سنے تردد دل سے دفع ہوا امید قوی وصل قمراسے حور پیکر سے نہایت مسرور ہوا اور یہ بھی ذہن نشین بخوبی ہو گیا کہ اب اگر خدا چاہیگا تو تا حیات قمراسے حور پیکر سے جدائی نہو گی غرضکہ بعد اطمینان تمام میرزادہ سیف الدین نے قمراسے حور پیکر کو قعر سے آغوش مین لاکر سوار کیا اور ہمراہ صاحب قران اکبر بجلوس و تجمل شاہانہ واپس آیا اور قمراسے حور پیکر سے بعد آرزو و حسرت ہمبستر ہوا رنج فرقت یکقلم دل سے دور ہوا صاحب قران اکبر نے بعد انفراغ عقد امیرزادۂ سیف الدین کے قصد کیا کہ امیر سلطان کو بھی دختر ملک ملک اشتمال یعنی ملکہ زہرہ روشن بدن اور شکیلہ سیم تن سے منعقد کرنا چاہیے چنانچہ صاحب قران نے بمجرد اس ارادہ کے امیر سلطان کو لباس پر تکلف پہنایا دولہ بنایا اور بدستور مرقوم بجلوس و تجمل اور شوکت و حشمت امیر موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر حشمت حصار روانہ ہوے چونکہ صاحب قران اکبر نے قبل اسکے اس کتخدائی کی اطلاع دے دی تھی وہان سامان بزم کتخدائی بخوبی تمام درست ہو چکا تھا فقط صاحب قران کے تشریف لانے کا انتظار تھا جس وقت صاحب قران اکبر امیر سلطان کو لیکر بصد جلوس و تجمل شہر حشمت حصار مین تشریف لائے شہر مذکور کو نہایت آراستہ پایا الغرض صاحب قران اکبر بعد احترام و اعزاز خانۂ عروس تک پہونچے اور ایک مکان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی وسیع تھا فروکش ہوے بعد دیکھنے جلسہ رقص اور سننے نغمہ نازنینان مہ جبین کے اور بعد دعوت و ضیافت کے امیر سلطان کو صاحب قران اکبر نے بساعت مسعود و وقت سعید ملکہ زہرہ روشن بدن سے منسلک کیا یعنے امیر مسطور کا عقد زہرہ روشن بدن سے کر دیا نازنینان خورد نے مبارکباد دینا شروع کی اور اس ناز و ادا سے رقص کیا کہ صاحب قران اکبر بہت خوش ہوے اور زر و جواہر اُنکو انعام مین دیا امیر سلطان نے اپنی مطلوبہ اور معشوقہ ملکہ روشن تن کو محل سے آغوش مین لاکر سوار کیا اور اُسی مکان عالیشان مین جسمین مقیم تھا بخوشی و خرمی ملکہ مذکور کو لیکر آیا اور ہنگام شب ملکہ زہرہ روشن بدن سے ہمبستر ہوا اور دل امیر مذکور الصدر ایسا خوش ہوا کہ قسمت پر اپنی ناز کرنے لگا بعد اس عقد کے صاحب قران اکبر نے بار دیگر امیر سلطان کو دولہ بنایا اور لباس فاخرہ سے آراستہ کیا اور بآئین شائستہ امیر سلطان کو شکیلہ سیم تن سے منعقد کر دیا

امیر موصوف نے شکیلہ سیمتن کے بھی وصل سے حظ وافر اُٹھایا بعد برآنے آرزوے دلی اور مدعاے قلبی کے شہر
حشمت حصار سے امیر سلطان ہمراہ صاحب قران اکبر کے دونون نازنینان وحیدۂ عصر یکتاے روزگار کو ہمراہ اپنے
لیکر بجلوس و تجمل اپنی جگہ پر آیا اور شب و روز عیش و عشرت کرنے لگا بعد فراغت عقد و نکاح امیر سلطان کے
صاحب قران اکبر نے چاہا کہ امیر خلیل برادر حقیقی امیر سلطان کو بھی منسلک اور منعقد فرمائین چنانچہ صاحب قران
اکبر نے ملک الجنوب کو اپنے قصد سے اطلاع دی ملک الجنوب اس مژدہ فرحت افزا سے نہایت خوش ہوا اور ترتیب
بزم عروسی مین سرگرم ہوا اور تمامی شہر کو مثل عروس آراستہ کیا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیر خلیل کو نوشہ
بنایا اور بجلوس و تجمل تمامتر بڑے کروفر سے امیر خلیل موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر ملک الجنوب کے ملک مین پہونچے
ملک الجنوب نے استقبال کیا اور بصد اعزاز و احترام ایک قصر بلند ہمیشہ بہار مین مقیم کیا بعد کئی روز دعوت اور
مہمانی کے اور جلسہ رقص و نغمہ کے بموجب حکم صاحب قران اکبر اپنی دختر رشک قمر جمیلہ سیم اندام کو امیر خلیل سے
ساعت سعید اور وقت ہمایون مین منعقد کردیا اور جہیز از حد دیا امیر خلیل ملکہ جمیلہ سیم اندام کو قصر باغ مین بیاہ کے
لایا اور برغبت تمام اُس سے کام دل حاصل کیا اور بعد چند روز کے صاحب قران اکبر نے لغمان شاہ کو لکھا کہ تم بھی سامان
کتخدائی درست کرو ہم امیر خلیل کو اپنے ہمراہ لیکر آتے ہین جسوقت فرمان صاحب قران اکبر لغمان شاہ کو پہونچا تعظیم کو اٹھا
اور بصد ادب سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا بعد اسکے احوال نامہ سے مطلع ہوکر نہایت خوش ہوا اور آراستگی بزم
عروسی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور شہر کو نہایت ہی آراستہ کیا اسطرف سے صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اپنے
ہمراہ لیکر بہ تزک و جلوس وافر ملک لغمان شاہ مین پہونچے لغمان شاہ نے استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم صاحب قران اکبر
کو اپنے ہمراہ لاکر ایک قصر رفیع مین مقیم کیا جلسہ عیش و نشاط شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین و خوبرویان خورشید لقا
رقص و نغمہ کرنے لگین لغمان شاہ نے ابواب دعوت و ضیافت کھولدیے اور کوئی دقیقہ خاطرداری اور مہمانی مین اٹھا
نہ رکھا بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے وقت ہمایون اور ساعت نیک مین امیر خلیل کو گوہر بزم افروز بنت
لغمان شاہ سے منعقد کیا جابجا شور مبارکبادی بلند ہوا خصوصاً نازنینان پری تمثال نے رقص کرکے مبارکبادی گانا
شروع کی۔ راوی کہتا ہے کہ ان نازنینان خوبرو نے اُسوقت وہ رقص و نغمہ کیا کہ اہل بزم خصوصاً صاحبقران اکبر اور امیر خلیل
نہایت خوش ہوے اور اسقدر ان نازنینان خوش گلو کو انعام دیا کہ مالامال کردیا بعد اسکے امیر خلیل اپنی زوجہ اور معشوقہ
گوہر بزم افروز کو ہمراہ اپنے لیکر اسی شان و شکوہ سے پھر ملک الجنوب مین آیا اور گوہر بزم افروز سے ہم بستر ہوا گوہر مراد
پایا بعد ازان صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اور اُسکے دونون معشوقون کو یعنی جمیلہ سیم اندام اور گوہر بزم افروز کو اپنے
ہمراہ لیکر اُسی طرح بجلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واپس آئے امیر خلیل نے شکر قاضی الحاجات ادا کیا جس وقت
صاحب قران اکبر نے عقد و نکاح امیر خلیل سے فراغت اور فرصت پائی اُس ملک سیرت فرشتہ صورت یعنی امیر مجاہد الدین

بہادر کو لباس پرتکلف اور پوشاک مکلف سے آراستہ فرمایا اور اپنے ہمراہ بحشمت و تزک و تجمل شاہانہ مع نوبت و نقارہ
وغیرہ کے مکان عروس تک پہونچا اور باعزاز تمام مقیم ہوے واضح ہو کہ معشوقہ امیر مجاہد الدین یعنی ملکہ سعادت بانو دختر
نوزالزمان شاہ ایسا حسن وجمال رکھتی ہے کہ رشک ماہ و مہر ہے اور عشوہ و ناز دلربائی مین بھی بیعدیل و بینظیر ہے اگر یہ
نازنین ادا سے جانب کسی فرشتہ کے دیکھ لے یقین ہے کہ فرشتہ مذکور نشانہ تیر ادا ہو کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ جائے اور وہ
تیر ادا کسی چارہ ساز جہان سے ممکن نہین کہ نکل سکے یہ خوبرو یعنی سعادت بانو اگر ناز و انداز سے جانب حضرت شیخ
دیکھ لے بڑا غضب ہو جاے شیخ جی کے زہد و اتقا مین بالکل فرق آجائے مطلق خیال حلال و حرام نہ رہے
مست مے الفت ہون ذلت و رسوائی کا کچھ خیال نہ رہے زہد کو بالاے طاق رکھدین مصلے کو لپیٹ کر گوشہ مین رکھین
یاد خدا کو ترک کر کے اس خوبرو کا خیال کرین اور اپنے بڈھے دل کو بطور تبرک کے نذر دین ذرا بھی خیال اپنے عمامہ
اور جبہ اور کفش اور سر اقدس صاف و شفاف کا نہ کرین اور مطلق شرم اپنی ریش سفید و دراز اور نشان سجدۂ پیشانی
کی نہ فرمائین ساری قرأت اور مخارج حروف بھول جائین علاوہ ایسے ناز و ادا کے عقل و دانش بھی ایسی رکھتی ہے
کہ حکماے طبقہ یونان بھی اسکے برابر فہم و ادراک نہین رکھتے زہے بلند بخت امیر مجاہد الدین کہ اس عالم ضعیفی اور دست
پیری مین ایسی محبوبہ اور ایسی معشوقہ سراپا حسن و ناز و ادا عالی وقار دانا سے روزگار دستیاب ہو ناظرین بیان داستانہا
عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار ذیوقار جلدہاے گذشتہ مین بخوبی ملاحظہ فرما چکے ہین ہر چند کہ بار دیگر اسی داستان عاشقی کا
اعادہ کرنا اچھا نہین ہے اور سراسر طول بیجا ہے مگر بوجہ اسکے کہ اس داستان کو ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذرا ہے
یقین ہے کہ داستان عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار بالکل فراموش ہو گئی ہو لہذا اسی وجہ سے دو کلمہ بطور اجمال کے
عرض کیے جاتے ہین معلوم ہو کہ جب صاحب قران اکبر نے طلسم سبع سباع کی سیر و تماشاے عجیب و غریب اور
فتوحات مراحل سے فرصت پائی اور بفتح و ظفر ایک جشن ہمایون اور جلسہ سعیدہ آراستہ فرمایا اور اس جشن انبساط
مین جملہ امراے ذیوقار و سرداران تہور شعار و رفیقان عالی تبار کو بیرون طلسم سے طلب کر کے شریک بزم عشرت کیا تھا
لیکن امیر مجاہد الدین کو بوجہ نگہبانی لشکر ظفر اثر طلب نہین فرمایا تھا اس سبب سے امیر مجاہد الدین نے ناخوش ہو کر
ایک عرضی شکوہ و شکایت آمیز صاحب قران اکبر عالی مرتبت کی خدمت مین ارسال کی تھی اور جس وقت صاحبقران
اکبر نے اُس عرضی کو ملاحظہ فرمایا تھا نہایت منفعل ہوے تھے اور اس انفعال کی تلافی مین ایک مرقع تصویر ملکہ
سعادت بانو کا جو طلسم سبع سباع سے دستیاب ہوا تھا امیر موصوف کو بھیجدیا اور وجہ مرقع تصویر ملکہ مذکور کے
بھیجنے کی یہ تھی کہ امیر مجاہد الدین اُس مرقع تصویر کو دیکھکر پسند کرے بعد اسکے جو امر کہ ہمین منظور ہے اُسکا ظہور ہو غرضکہ
جب وہ مرقع تصویر دلپذیر صاحب قران آفاق گیر نے امیر مجاہد الدین کو ارسال کیا اور اپنے قصد سے بھی اطلاع دی
امیر مجاہد الدین بمجرد دیکھنے مرقع تصویر کے ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بے اختیار اُس مرقع تصویر کو اپنے سینے

سے لگا لیا بعد اسکے روئے زیبائے تصویر بینظیر کے چند بوسے لیے باوجود اسکے کہ زمانۂ شیب تھا عالم شباب باقی
نہ رہا تھا عنان صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبتلائے رنج فراق ہوا اور متمنی وصل صاحب تصویر ہوا ہر دم غم جدائی
سے مثل مرغ کے تڑپنے لگا اور آہ سرد بھرنے لگا رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا آنسو آنکھوں سے بہنے لگے غذا بھی ترک ہوئی
فی الحقیقت حضرت عشق بھی بلائے روزگار ہین جسکو سرفراز فرماتے ہین خاک مین ملاتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ کسی شخص
پر مہربان ہون مجنون کو انھین جناب نے دیوانہ بنایا برسون صحرا مین پھرایا بیچارے فرہاد کی جان شیرین لی ہزارون
جوانان گل رخسار کے خون کیے لاکھون خانمان ویران کر دیے کچھ جوانون پر موقوف نہین ضعیفون پر بھی بار ہا
انکا الطاف رہتا ہی بقول شخصے ؎

عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد	عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد

الحاصل اُسی روز سے امیر مجاہد الدین کے کانون دل مین آتش عشق نے ایسی شعلہ زنی کی کہ روز بروز امیر موصوف
کا حال دگرگون ہونے لگا یہانتک کہ نوبت دیوانگی پہونچی لیکن امیر مجاہد الدین صاحب قران اکبر کے وعدہ و اقرار
سے اپنے دل بیتاب کو تسکین اور تسلی دیتا تھا اور یہ بھی امید قوی تھی کہ انجام اس عشق کا بخیر ہوگا کیونکہ صاحبقران
اکبر نے وعدہ فرمایا ہے ضرور ایفا فرمائینگے اور یہ ممکن نہین کہ صاحب قران اکبر نے وعدہ کیا ہو اور ایفا نہ کرین چنانچہ
اب وہ زمانہ موعود آیا ہے اور صاحب قران اکبر نے موافق اقرار کے امیر موصوف کو لباس فاخرہ سے آراستہ کرکے
مکان عروس تک پہونچایا ہی جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہی نازنینان مہ پارہ رقص کر رہی ہین دلہائے اہل بزم گویا پامال
کر رہی ہین اس خوش آوازی سے گاتی ہین کہ روح تن مین لطف اُٹھاتی ہے اور قلب سننے والون کے مسرور ہوتے ہین
غرض بعد تین روز کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین نامدار کو وقت نماز سحر کہ وقت ہمایون تھا ملکہ سعادت بانو سے
منعقد فرمایا بعد مدت دراز اور زمانۂ بعید کے امیر مجاہد الدین نے گوہر مدعا بہزار محنت و مشقت ہجر کے پایا دل نہایت مسرور
ہوا قریب تھا کہ کثرت خوشی سے شادی مرگ ہوجائے بخیر دیکھنے اس حال کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین
اور اُسکی معشوقہ خوبرو ملکہ سعادت بانو کو لیکر اُسی طور سے بجلوس و تجمل بسیار اپنے مقام قیام پر سر نو تشریف لائے
امیر مجاہد الدین نے اپنی محبوبہ مطلوبہ معشوقہ سے بہزار حسرت و آرزو بعد شوق و اشتیاق وصل کیا اور دل بیتاب کو کہ ایک
زمانہ دراز سے فراق مین مبتلا تھا وصل مطلوب سے خرم و شاد کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر
عنایت و مکرمت کا از حد شکر و سپاس بجالایا صاحب قران اکبر نے خوش ہوکر امیر مجاہد الدین کو وصل ملکہ سعادت بانو
کی تہنیت اور مبارکبادی دی راوی کہتا ہی کہ اگر اقلیم ہندوستان کے مثل زنان خوبرو عنبرین مو مہ جمال مہر تمثال
پری رخسار بکثرت و بافراط پردہ قاف مین بھی ممکن ہوتین تو جملہ مردمان لشکر صاحب قران اکبر عقد و نکاح سے باز
اور محروم نہ رہتے یعنے ہر ایک لشکری کے حصہ مین ایک ایک مہ پارہ خورشید لقا ضرور آتی لیکن اس عالم لاچاری

کہ پردۂ قاف مین زنان پریزاد کم ہین اور خلقت ذکور کی زیادہ ہی اسوجہ سے صدہا بلکہ ہزارہا مردان لشکر ظفر اثر صاحبقران
اکبر نعمت عظمیٰ سے یعنی وصل زنان پریزادان سے اگر محروم رہجاتے تو عجب نہین ہے لیکن اس لشکر ظفر اثر مین اسقدر
نسوان پریزاد اور آدم زاد موجود ہین کہ مردمان لشکر شاید تھوڑے محروم رہجائین کیونکہ صاحب قران اکبر کا ارادہ ہے کہ
بعد ختم ہونے ہنگامۂ عروسی کے جسقدر کہ زنان مطربہ جو مقامات دور دراز اور منازل طلسم سے واسطے رقص ونغمہ کے
یہان آئی ہین اُن عورتون کو مردمان لشکر کے حوالہ کیا جاے تاکہ وہ باہمدگر اُن نسوان مطربہ کو تقسیم کرلین اور اُنسے اپنا عقد
ونکاح کرلین یقین ہے کہ اِس صورت مین کسی فرد بشر کو جاے شکوہ اور شکایت نہ رہیگی اور ہر ایک شخص اس نعمت
عظمیٰ سے کامیاب اور مستفیض ہوجائیگا اور لطف وصل پریزادان اُٹھائیگا۔ القصہ جب شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران
اکبر نے جشن عقد امراے عالیوقار سے فرصت پائی اُسوقت قصر النیرین مین تشریف لائے اور اپنے اُستاد عالیوقار
حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور جملہ حقیقت عقد ونکاح بالتفصیل بیان کی بعد اسکے جناب
حکیم قسطاس الحکمت یون مستفسر ہوے کہ ای مخزن حکمت و ای معدن معرفت اب یہ ارشاد فرمایئے کہ جشن عقد کے
باب مین کیا حکم ہے کیونکہ تمامی امراے ذیوقار ونامدار کے عقد ونکاح بخوبی تمام سرانجام کو پہونچے اور جملہ عاشقان
بیتاب شربت وصال معشوقان خوبرو سے کامیاب ہوئے اب جو آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن یہ تقریر صاحب قران
اکبر کی سُن کے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ ای صاحب قران ذیشان آج بزم مشورہ مین اپنے پدر ذیجاہ اور اپنی مادر
گرامی قدر کو بھی شریک کرو بعد اسکے جو کچھ تجویز مقدمہ جشن مین کیجائیگی وہ تمہیر ظاہر کیجائیگی چنانچہ حسب الحکم حکیم قسطاس الحکمت
جب صاحب قران اکبر نے سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے مادر وپدر کو باعزاز واکرام تمام شریک بزم مشورہ کیا
اُس وقت حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا اے شاہزادہ فلک بارگاہ شکر ہے کہ خداوند عالم نے عقد ونکاح
عاشقان امیدوار متعلقۂ طلسم حصار دپائین باغ وغیرہ بخیر وخوبی انجام کو پہونچے اور سب عاشقان محروم الوصال
اپنے کام دل سے شادکام ہوے اب فقط تمہاری جشن عروسی کا سامان ہونا باقی رہگیا ہے لہذا اب جلد بزم
کتخدائی کا آغاز ہونا چاہیے اگرچہ اس جشن عالی کی آراستگی موافق ترتیب اسطرح لازم تھی کہ اول عقد ملکہ شمسہ تاجدار
وقوع مین آئے اور بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان منعقد ہون کیونکہ تم قبل ملکہ شمسہ تاجدار
کے محبت وعشق مین مبتلا ہوکر شہر ودیار سے مضطرب ہوکر نکلے تھے بعدہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے درمیان سیر
عجائبات محبت والفت کا اتفاق ہوا اور اسی طرح ملکہ ناطقہ روشن بیان سے الفت ہوئی علاوہ ان معشوقان مذکور الصدر
کے ملکہ صبح دلکشا اول ہی تمہارے حبالۂ نکاح مین آچکی ہے پس اس صورت مین لازم تھا کہ سلسلہ وار تعین عقد
ونکاح کیا جاتا مگر ازروے روزنامچہ واحکام بانیان طلسم معاملہ برعکس مقرر ہوا ہی پس موافق حکم بانیان طلسم کے عمل
کرنا ضرور ہے یعنی اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا عقد ہونا چاہیے کیونکہ حکماے شائقین نے روز بناے طلسم سے

اسی طور تعین کیا ہے کہ اول رسم نسبت موافق مذکورالصدر واقع ہو جسطرح کہ عنایت پروردگار سے وہ رسم نسبت بخیر و عافیت ادا ہوئی غرض کہ اب اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا جشن عقد شروع ہو بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بزم کتخدائی آراستہ کیجائے اور سب کے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کا عقد واقع ہوا ہو صاحب قران عالیوقار یہ خیال کرو کہ جسطرح تمنے قبل اپنے رفقاے عالیوقار و سرداران نامدار کو عقد و نکاح سے بہرہ یاب کیا ہو اسی طرح ملکہ شمسہ تاجدار جو مثل تمھارے افسرۂ زنان طلسم ہو وہ بھی خواتین بنی آدم کنیز و پرستار کو اپنے عقد سے پہلے منعقد فرمائے بعد ازان خود تمھارے وصل حقیقی سے کامیاب ہو کیونکہ تم دونون زن و شوہر کرم و خلق مجسم ہو چاہیے کہ مروت اور اخلاق مین مساوی درجہ ہو جاؤ یہ ارشاد حکیم قسطاس الحکمت سُنکے صاحب قران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہی جو آپ ارشاد فرماتے ہین جسطرح سے ہو سکیگا بجالاؤنگا اور خلاف حکم نہ کرونگا الحاصل سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون وغیرہ صاحبان مشورہ نے حکیم قسطاس الحکمت کی راے کو بہت پسند کیا اور بموجب ارشاد جناب حکیم صاحب کے جشن عروسی کی آراستگی کا حکم جابجا بھجوا دیا راوی کہتا ہی کہ اس دفعہ صاحب قران اکبر کے جشن عروسی کی زینت اور آراستگی مین ازحد زیادتی اور تکلف کیا گیا ہو قلم رنگین رقم کی یہ مجال نہین کہ کماحقہ اوصاف زیب و زینت تحریر کر سکے اور زبان مداح مین اتنی قوت نہین کہ آراستگی جشن کتخدائی بالتفصیل بیان کر سکے کیونکہ علاوہ آرایش روشنی چراغان وغیرہ کی نقارخانہاے آصفی اور نوبت خانہ سلیمانی جو مدت دراز سے اسی روز ہمایون کے واسطے مقامات طلسم مین رکھے ہوے تھے اب وہ چیز و کل اسباب تہنیت اور مبارکبادی جگہ جگہ مقام بمقام بہ آئین شائستہ مزین ہوا ہو نوبت بجی ہے صداے نقارہ گردون کے پار ہوتی ہے گوش ساکنان فلک کر ہوے جاتے ہین شہنا کی آواز مرغوب سے ہر شخص کے دل کو مسرت حاصل ہوتی ہے روح لطف اُٹھاتی ہے اسی طرح آرایش چراغان بہ نسبت قبل زیادہ کی گئی ہے اور اسقدر آراستگی جملہ مقامات کی ہوئی ہے کہ فلک رشک سے سوے زمین دیکھتا ہے اور تصدق ہوتا ہی اگر آراستگی جملہ مقامات کی نازنینان خوبرو مہ جبینان عنبر مو ایک نظر دیکھ لین یقین کامل ہے کہ اپنی زینت اور آراستگی کو اُن مقامات کی آراستگی پر صدقے اور نثار کرین کیونکہ ہر ایک مقام ایسا آراستہ ہی کہ عروس شب اول بھی ایسی آراستہ نہو گی

اب داستان گذار حال کتخدائی ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک بیان کرتا ہی نظم

گذارندهٔ نامهٔ خسروی — چنین داد این داستان اوری
جوان از سر موسم روزگار — دگر تازه شد شاخ فصل بہار
در آید ببرج شرف آفتاب — خزان شد چو بدخواه خانه خراب
برون زاندرون روشنائی فزود — ہمه از تیره بختی جدائی نمود
گہر ریز شد ابر کافور بار — بگلشن ہوا کرد گوہر نثار
سمے ارغوانی ز جام بہار — رخ لالہ افروخت بر کوہسار

زسرو گلستان در آید بہار	بدانسان کہ برتخت خود شہریار

باغبانان گلستان عیش ومسرت ونخلبندان گلشن سرور وعشرت ناظرین داستانہائے رنگین کے سر پر یون گل فشانی
کرتے ہین کہ حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادۂ نامور صاحب قران اکبر سے یہ فرمایا ای شاہزادۂ گردون وقار فخر سلاطین
روزگار لازم ہے کہ اول تم قصر النیرین سے بشوکت شاہانہ وحشمت خسروانہ سوار ہوکر جانب ملک ظلورستان یعنی شہر
قلب الحصار مین جاؤ جو سلطان روح الملک کا دار السلطنت ہی اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان کو اپنے حبالۂ عقد مین لاؤ
اور کچھ روز بعیش وعشرت اور بمسرت وفرحت باغ نشاط بخش مین کہ نمونۂ گلشن ارم ہی ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے وصل
وصحبت سے لطف بسیار اور حظ وافر اٹھاؤ تاکہ تمھارے دل بیتاب کی حسرت وآرزو نکلے بعد حصول گوہر مراد بصد جلوس
وتجمل جانب شہر عرشیہ وقلعہ علیین کو اپنے قدم مبارک سے رونق اور زینت دو اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے چمن
آرزو اور گلزار مراد کو آبیاری وصل سے سرسبز وشاداب کرو اور بخوبی تمام تازگی دو لیکن درمیان ان دونون عقد سعود
وسعید کے رافع بن ارفع اور بدر عالم منجم اور امیر مختار اور امیر سیف الدین کو نسوان پریزاد خوش جمال کے عقد ونکاح
سے کامیاب اور بہرہ یاب کرنا چاہیے کیونکہ مہر افروز پری اور ماہ افروز پری ورفیعہ وخوشنواز پری مضطرب الحال
محروم الوصال بھی اپنی مراد دلی سے بہرہ یاب ہو جائین ای شہریار باوقار جسوقت کہ تمکو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے چمن
حسن کی گلچینی سے فرصت ہو اور دامن تمھارا گلہائے آرزو ومراد سے مملو ہو جائے بہزار جاہ وحشمت اور بصد اقبال
دولت باغ قصر النیرین مین آؤ اور سامان جشن عروسی اور بزم کتخدائی ملکہ شمسہ تاجدار کا کرو یہ فرماکر حکیم صاحب خاموش
ہوئے فی الحال جو اس جشن ہمایون اور جلسۂ عیش وعشرت کی آرایش اور زیبایش ہوئی ہی اسکو بالتفصیل تو
تحریر کرنا محال اور اشکل ہے مگر مختصر یہ ہی کہ افراط روشنی قنادیل اور کثرت آرایش چراغان سے در ودیوار اور کوچہ
وبازار بروج دوازدہ گانہ گردون پر طعن کرتے تھے انجم فلک اور کواکب گردون کی روشنی بھی آگے اس روشنی
کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی مشعل ماہ بھی بمقابلہ روشنی ہر چراغ بے نور تھی سوائے اسکے اس محفل غیرت جشن پرویزی
مین ہزارون پریزادان زہرہ خصال ومطربان آتشین رخسار کی اسقدر کثرت ہی کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہی
اور حساب وشمار سے بھی خارج ہے یعنی ہزار در ہزار مطربان خوش گلو زہرہ آہنگ وخوش نغمہ وساقیان سیمین ساق
شہرۂ آفاق شیشہ ہائے بادۂ ارغوانی وجامہائے بلورین بناز وادا وبعشوہ وکرشمہ دست مبارک ورنگین مین لیے
ہوئے تھرکے بتاؤ کیے ہوئے بہزار غمزۂ مستانہ وار بزم طرب اور محفل عشرت مین پھرتے تھے جسکی طرف ناز وادا سے
دیکھ لیتے تھے جام عمر اسکا بادۂ عشرت سے لبریز ہو جاتا تھا اور دیکھنے سے مو کمر تنگ حسن ساقیان مذکور کے سردر
ہوتا تھا ساغر دل ہر اک اہل بزم کا مئ ناب عشق ساقیان مہ رو سے چھلک رہا تھا اور ہر اک شخص انکے نظارۂ شراب
حسن سے ایسا بیخود اور مدہوش تھا کہ مستانہ وار جھوم رہا تھا کوئی جوان رند خصال پکار کے کہتا تھا کہ ذرا ادھر بھی

چشم مست سے ایک نظر او ظالم دیکھ لے بڑی دیر سے مین خون دل اپنا عوض شراب پی رہا ہون اک جام کا امیدوار
ہون اپنے دست حنائی سے شراب پلا ورنہ جام عمر تلخکامی سے لبریز ہو جائیگا اور پیمانۂ حیات چھلک جائیگا
ساقی شیرین سخن یہ کلام جوان سُنکے اشارہ سے کہتا تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو بہت بہتر ہوگا میکدۂ عالم مین تم ایسے
بہت سے میخوار اور بادہ نوش ہین مجھکو کیا غرض ہے کہ مفت شراب پلاؤن قیمت جام مے گلفام کم سے کم نقد دل
ہے جوان مسطور اشارہ ساقی سمجھ کے کہتا تھا کہ دل کیا چیز ہے اگر متاع جان بھی طلب کرو تو حاضر ہے مگر شرط یہی
کہ اپنے ہاتھ سے جام مے ناب پلائے اور دو ایک بوسے عوض گزک سیب ذقن کے دے اور تھوڑی دیر میرے پہلو
مین بیٹھ جا اور ہاتھ اپنے میری گردن مین مثل ہار کے ڈالدے ساقی مہوش اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا کہ یہ امر
تو کبھی نہوگا یہ خیال خام دل سے دور کرو اگر شراب پینا ہو تو آؤ اپنے ہاتھ سے پی لو تمھارے انگور دل کو بہت نافع
ہوگی یہ شراب عجب شراب ہے کلفت کو دور کرتی ہے دل کو مسرور کرتی ہے میخانۂ جہان مین اس کی لا جواب کا مثل
نہین ہے اگر یقین نہو تو چکھ کے دیکھ لو جوان کہتا تھا کہ البتہ شراب تو ایسی ہی صفت کی ہے لیکن او شوخ اگر تو اپنے
ہاتھ سے پلائے تو نشہ اور دونا ہو جائے اے بیرحم اتنا کھنچنا اچھا نہین ہے ساقی گلفام اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا
کہ ہم لوگ تم ایسون کو اپنے ہاتھ سے شراب نہین پلاتے ہین ہمیشہ ترساتے ہین ہان جسکو ہمارا دل چاہتا ہے
اُسکو علاوہ جام شراب کے ساغر وصل سے بھی شاد کام کرتے ہین جوان مذکور مایوس ہو کر آہ سرد کھینچ کے رہجاتا تھا
اُس وقت ساقی مذکور ہنس کر نہایت شوخی و شرارت سے کہتا تھا کہ آہ سرد نہ کھینچو لو خیر تمھاری خاطر ہے یہ کہکر شراب اپنے
ہاتھ سے بناز و ادا پلا دیتا تھا اور جوان بصد اشتیاق پی لیتا تھا اور جب قصد دست درازی کا کرتا تھا ساقی مہرلقا ہاتھ
نہ آتا تھا جوان کف افسوس مل کے رہجاتا تھا اسی طرح ساقیان مہ لقا جملہ صدر نشینان بزم عشرت کو جام مے گلفام بناز و ادا
پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز نغمۂ مرغوب سے دل اہل محفل خوش کرتے تھے نازنینان خورشید رو ایسا رقص کرتی
تھین کہ دل اہل بزم پامال ہوئے جاتے تھے اور ہر ادا اُنکی دلون کو بیچین کردیتی تھی ہر ایک دل سے چاہتا تھا کہ پہلو مین
بٹھا لیجیے دل بیتاب کو تسکین دیجیے مطلب دل حاصل کیجیے اور جس وقت وہ نازنینان مذکور کوئی غزل عاشقانہ گاتی تھین
اہل محفل کا یہ خیال ہوتا تھا کہ دل کو تھام لیتے تھے اور کلیجہ اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے ادھر ساقیان جو رنگ کا جام مے رمانی
جو سالہا سال سے اس طلسم مین جمع ہوتی رہی ہے اور بانیان طلسم نے خاص اسی جشن ہمایون کے واسطے تیار
اور کھنچوا کر رکھی تھی اہل بزم کو دست حنائی سے بناز و انداز پلانا اور رندان مے آشام و صوفیان ناکام کا بذوق و شوق موافق
فتواے شیخ عرب بلا تامل پیتا یا نہ محتسب کا اندیشہ نہ خیال روز حساب چنانچہ یہ دو شعر مرزا اسد اللہ غالب کے

حسب حال تھے ؎

عیدست نشاط و طرب و زمزمہ عام است	مے نوش گنہ بر من اگر بادہ حرام است
عیدست صلائے خور و نوش ست جہان را	مے روزہ نباشد کہ دریں روز حرام است

الغرض صاحب قران اکبر نے آراستگی جشن کو ایسی ترکیب اور ترتیب سے قرار دیا کہ اُس قصر عالی منزلت کے ہر ایک مقام و ایوان
خوشنما مین ایک محفل عشرت آراستہ کی اور حسب تعین ایام جشن چہل و یک مجلس بتکلف و خوبی منعقد فرمائی اسی طرح اُمرائے
ذیوقار و سلاطین نامدار سے چالیس سردار منتخب کیے اور ہر اک سردار ذیوقار کو علے قدر مرتبہ و لیاقت اہتمام انتظام مجلس پر
معین فرما دیا اور بعض سرداران دانا سے دہر کو اُنکی پیشدستی اور سربراہی کو مقرر فرمایا اور ہر ایک محفل عشرت اور بزم انبساط مین
سامان آرائش اور اسباب زیبائش انواع و اقسام کے جمع کیے حاصل کلام یہ ہنگامۂ بزم عشرت رات دن اسی طور
سے قائم رہتا ہے اور ہر دم پریزادان خوش آواز و خوش گو و ساقیان سیمین ساق عنبرین طرہ صاحبان محفل کو ایسا مسرور اور
محو کرتے ہین کہ اُنکو یہ نہین ثابت ہوتا کہ آفتاب عالمتاب کس جانب سے طلوع ہوا اور کس طرف غروب ہوا ہر ایک میخوار کی
اور کثرت نشاط اور فرط انبساط سے ایسا محو اور از خود رفتہ ہے کہ کسیکو دین و دنیا کی بھی خبر نہین ہے یعنی سرزمین طلسم مین
ایسا غلغلہ مسرت ہو رہا ہے کہ روز عید سے بہتر اور شب کو شب برات سے افضل جانتے ہین اور ہر ایک شخص کو کثرت مے نوشی
اور افراط عشرت سے سوائے اسکے کوئی اور خیال نہین ہے کہ نغمہ پریزادان خورشید رو و عنبرین مو بگوش ہوش سنین اور
ساقیان مہ جبین کے دست حنائی سے جام بادۂ گلفام لیکر پیین اور بحر مواج سرور مین ہر وقت سراپا غرق رہین غرضکہ اس
ترکیب و قرینہ سے بزم عشرت اور محفل طرب جو چہل و یک مجلس سے عبارت ہے مقرر ہوئی رات دن بلے و غلغلۂ انجام دور جام
مے گلفام متواتر چلتا ہے اسی صورت سے ہر سہ مقامات مین بھی بزمہائے عشرت و تہنیت آراستہ کی گئین تھین تفصیل اسکی
یہ ہے کہ قلعہ یاقوت نگار و شہر عسکریہ اور طلسم ارسطو کے مقام شہر ظہورستان و عرشیہ بھی آراستہ ہوئے تھے اور چہل و یک
مجلس بھی ہر ایک مقام پر معین ہوئی ہے حاصل کلام اس جشن خجستہ مین تا آخر ہنگامۂ عروسی جملہ اشخاص لشکری اور شاہزادگان
نامور اور سلاطین ذیوقار چھوٹے اور بڑے مع علما اور فعلہ بلکہ حیوان تک صاحب قران کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت
کا اسباب و سامان موافق اسکی قدر اور منزلت کے سرکار صاحب قران سے دیا جاتا تھا چنانچہ قصر النیرین مین تمامی
شاہ و شہریار نامدار و مردمان فوج و لشکر صاحب قران ذیشان کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت و دعوت کا خیال اور
سامان بخوبی اور بتکلف تمامتر مہیا اور موجود تھا جسکو جو شے اکل و شرب سے درکار ہوتی ہے فوراً کارگذاران سرکار شاہی
حاضر کرتے ہین ذرا بھی تامل نہین کرتے کثرت مردم اسقدر ہے کہ حساب و شمار سے باہر ہے اسی طرح شہر قلب الحصار مین سلطان
روح الملک والدہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی جانب سے ضیافت کا سامان ہوتا ہے اہل کار انتظام کرتے ہین جملہ خرد و کلان
دعوت و ضیافت مین لطف وافر اور حظ بسیار اُٹھا رہے ہین رقص و نغمہ دل کو خوش کرتا ہے مثل اسکے عرشیہ مین سلطان
قیصر نوس والد نامدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طرف سے مہمانان عالیوقار و عالی تبار کی تواضع و تکریم بخوبی ہوتی ہے اور
بصد اعزاز و احترام اُنکی دعوت و ضیافت ہوتی ہے بڑے بڑے سلاطین روزگار اور شاہزادگان ذیوقار تشریف لائے ہین
اُنکے واسطے قصر و ایوان جابجا آراستہ کیے گئے ہین مردم لشکر کا علحدہ مقام ہے اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ کی کثرت ہے

خاص و عام بخوبی تمام فروکش ہین بزم طرب ہر ایک جگہ آراستہ ہو رقص ہو رہا ہو نازنینان خوش جمال مہر تمثال
نغمہ سرا ہین جام شراب گردش مین ہو صدائے تہنیت و مبارکبادی ہر طرف بلند ہے اور قریہ فردوس اور جبل اعلے مین
سلطان ذیوقار ابو عامر بدر ملکہ شمسہ تاجدار و یادری ایڈروس نے ایسا انتظام و اہتمام دعوت و ضیافت کیا ہو کہ عقل
دنگ ہو ہزارہا قصور فرش و اسباب ضروری اور شیشہ آلات سے مثل عروس کے آراستہ کیے ہین صدہا ایوان
بتکلف تمامتر بھیجے گئے ہین آرائش چراغان کی کثرت ہو محفل عشرت اور بزم طرب ہر قصر و ایوان مین آراستہ رہتی ہے
مہتممان سرکار مستعد و سرگرم رہتے ہین ہر ایک چیز بے طلب ہر ایک شخص کو پہونچاتے ہین ساقیان خوش جمال
جام می ہمشیاں پلا رہے ہین ناچ ہو رہا ہے صدائے نغمہ سے بلبلین بھی شرمندہ ہین بڑے بڑے استادان علم
موسیقی آئے ہین گا رہے ہین دلہائے اہل بزم شاد و مسرور کر رہے ہین نازنینان خوش گلو کہین نغمہ سرائی مین مشغول
ہین ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کر رہی ہین اُنکے روے زیبا پر ہر ایک جوان شیفتہ ہو رہا ہو آہ سرد بھر رہا ہے
اشک آنکھون مین بھرلاتا ہو تدبیر وصل سوچتا ہو جو لوگ مسن ہین وہ اپنا شباب یاد کر رہے ہین دلمین خیال کرتے ہین
کبھی ہم بھی جوان تھے حسینان عالم سے ہمکو بھی راہ تھی پہلو سے نازنینان ہین بیٹھتے تھے بوس و کنار سے حظ وافر
اُٹھاتے تھے افسوس اب بال سفید ہو گئے دانت ٹوٹ گئے کمر مین خم آگیا صورت موت نظر آنے لگی ضعف و ناتوانی
کی کثرت ہو گئی قوت و طاقت گھٹ گئی اگر آج کو وہی عالم شباب ہوتا ان نازنینان خوبرو سے ہمبستر ہوتے لطف حیات
اُٹھاتے اب اس پیرانہ سالی مین اول تو وہ خواہش نہین جو شباب مین تھی اگر کچھ برائے نام خواہش وصل بھی ہے
تو یہ نازنینان آئینہ رو ہم بڈھون کو جوانون کے آگے کا ہیکو پوچھینگی بات بھی نہ کرینگی سوال وصل لینے کرنا بیکار ہو مفت
کی ہنسی ہو گی ذلت کمال ہو گی بہتر یہی ہے کہ چپکے بیٹھے رہو صدمہ و رنج اُٹھاؤ زبان نہ ہلاؤ نازنینان خوبرو کی بزم مین کیفیت
ہو کہ جس طرف جوانان ماہرو مہرلقا صاحب دولت و اقبال بیٹھے ہین اکثر اُسی طرف بناز و انداز اور بعشوہ و کرشمہ رقص
کرتی ہین اور گاتی ہین اور ہر ایک کے مرغ دل کو دام گیسو مین گرفتار کرتی ہین بباطن جوانان صاحبان اقبال سے وصل
کی خواہش رکھتی ہین لیکن بظاہر انکار کرتی ہین اگر کوئی جوان خوبرو اشارہ سے کہتا ہو کہ آج تو کسی وقت ہمارا پہلو
گرم کرنا اپنے وصل سے ہمکو خوش کرنا بناز و ادا کہتی ہین کہ یہ تو کبھی نہو گا اسی حسرت مین رہو گے جو چاہتے ہو وہ امر ہونا
دشوار ہو اور جس جانب اشخاص مسن اور دراز سن بیٹھے ہین اگر کبھی وہ خوبرویان شوخ و شریر رخ کرتی ہین اور ناچتی اور
گاتی ہین تو بڈھے بحسرت نظر اُلفت سے دیکھتے ہین نازنینان مہ جبین اُنکی صورت دیکھکر منہ پر رومال رکھکے کبھی ہنستی
ہین کبھی بہ آواز بلند خندہ کرتی ہین بڈھے بیچارے ضعیفی کے مارے یہ خیال کرکے کہ ہمین کو دیکھکر یہ حسینان ہنس رہی
ہین شرم سے گردنین جھکا لیتے ہین بعضے رونے لگتے ہین اور بعضے محفل سے محجوب ہو کر اُٹھ جاتے ہین علاوہ قصور و ایوان
کے لاکھون خیمہ استادہ ہین فرش معقول ہے جابجا مسندہائے زرین ہین علی قدر مراتب و لیاقت مردم بیٹھے ہین یہانتک

ساقیان گلفام صدر نشینان بزم کو دو ڈر دو ڑ کے جام مے بےنظیر بناز و ادا پلاتے ہین اور بعد اُنکے مردم عام کو بھی ساغر مے پلاتے ہین مہ جبینان بےعدیل یہان بھی نغمہ کر رہی ہین دلہاے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کر رہی ہین غرض جس طرف دیکھیے سواے محفل عشرت اور بزم طرب کے کچھ اور نظر نہین آتا ہی اور جسطرح مجالس خاص ان مقامات مسطورہ مین آراستہ ہوتی ہین اسی طرح مجلسین عام بھی تبکلف مقامات ثلاثہ یعنی میدان عرشیہ اور یاقوت نگار و قریۂ فردوس مین ہر اک جا وسط بازار گوشۂ صحرا مین بصد تکلف آراستہ کی گئی ہین اور اُن محفلہاے عام مین مردمان بازاری و مردم اراذل ہر فرقہ جمع ہوکر خوشی حاصل کرتے ہین اور ہر ایک محفل عام مین جملہ سامان عیش و سرور مانند مجالس خاص موجود رہتا ہی اور زنان مطربہ صدہا بلکہ ہزارہا واسطے انھین مجالس عیش و عشرت کے طلب کی گئی ہین اور وہی زنان خوبرو ہر دم مردمان محتاج و مفلس کی بزم عشرت کو رونق دیتی ہین یعنے اپنے رقص و نغمہ سے اُنکے دلون کو خوش کرتی ہین اور اُنکی بزم کو زینت دیتی ہین اور واسطے مردمان اراذل کے اشیاے مسکر بھی مثل بنگ دیوزہ وغیرہ مقامات طلسم سبع وسیع سباع سے خرید کے جمع کی ہین اور اسی طرح زنان مطربہ و رقاصہ کو بھی ممالک دور و دراز سے طلب کیا ہی جو کمین ذی رتبہ ہین اور فن موسیقی مین کامل ہین وہ بزم اور محفل خاص کے واسطے ہین اور جو اس مرتبہ کی نہین ہین وہ مردمان بازاری وغیرہم کی بزم کے واسطے معین ہوئی ہین کیونکہ مردمان بازاری اور اراذل ہر فریق بوجہ نوعیت و خرق عادات اُن زنان مذکورہ کے کرشمۂ جہل اور نغمۂ دل ملول سے خوش ہون اور یہ قاعدہ کلیہ ہی بقول شخصے

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز		کبوتر با کبوتر باز با باز

غرض روز و شب یہی جلسہ عیش و عشرت آراستہ رہتا ہی مردمان بازاری وغیرہ بجو بعی گانا سنتے ہین اور ناچ دیکھتے ہین شراب پیتے ہین چرس کی چلمون پر کس کس کے دم لگاتے ہین بعضے گانجا اُڑاتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ جس جوان نے نہ پی گانجے کی کلی اُس لڑکے سے لڑکی بھلی بعضے بنگ گھوٹ کر کسی سبزہ رنگ کے عشق مین پیتے ہین بعضے افیون بیرونی گھبراکر اُٹھتے ہین نشہ جو اُتر گیا ہی لڑکھڑاکر گرے پڑتے ہین منھ سے رال ٹپک رہی ہی ناک بھری ہی اشک بھی آنکھون مین بھرے ہین گنے کا ٹکڑا بغل مین دبا ہی چہرہ کا رنگ زرد ہی دست و پا مین درد ہی کہتے ہین بھئی ذرا سی افیون ہمکو کوئی دیدے جمائیون کے مارے بُرا حال ہے اعضا شکنی ہو رہی ہی گویا دم نکل رہا ہی اگر کسی مہتمم نے ترس کھاکر افیون دے دی تو دانت نکالکر گڑگڑاکر دعائین دینے لگے خدا آپ کو سلامت رکھے اسوقت آپ نے جان بچائی غرض بمجرد دستیاب ہونے افیون کے چہرہ پر بحالی آگئی آنسو بہنا موقوف ہوگئے مایوسی دل سے دور ہوئی گویا جسم مین جان آگئی جھٹ سے ایک چینی کی پیالی مین تھوڑا سا پانی لائے بااطمینان تمام بیٹھ کے افیون گھولنے لگے جب کسی قدر پانی رنگین ہوا مسکراکر کہنے لگے واللہ کیا اچھی افیون ہے رنگ کی ہمثل ہے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خالص ہے جو گا بہت کم ہے یہ تقریر افیونی مذکور کی سُنکے اور دو چار افیونی قریب آگئے افیون کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کسی نے چاقو بٹوے سے نکالا

ٹکڑے لگے کا آہستہ آہستہ بڑی نزاکت اور عمدگی کے ساتھ چھیلا گنڈیریان بناکر رومال مین رکھین کسی نے میٹھی روٹی کے
ٹکڑے نکالے کسی نے نیچہ تازہ کیا تمباکو کڑوا چلم مین بھرا اپنے آگے تیار کرکے رکھا اگر دوسرے افیونی نے طلب کیا جھنجھلا کر
جواب دیا کہ بھئی ابھی تو سلگا بھی نہیں ہے صبر کرو تمکو بھی دینگے وہ افیونی یہ تقریر اُس افیونی کی سُنکے بدمزہ ہوا آخرکار افیونی
مذکور الصدر نے پہلے تو آپ افیون پی بعد اُسکے اپنا اوس قسمین دے کر اور افیونیون کو دیا اور انھون نے مسکرا کر غنیمت سمجھ
اپنا فخر جانکر ذرا ذرا سی جسکی پی لی بعد اُسکے گنڈیریان باہم تقسیم ہوئین ہر ایک نے خوب چوس چوس کے کھائین اب
کسی قدر نشہ ہوا جسم مین جان تازہ آئی داستان خواجہ عمرو کی کہنی شروع کی اور افیونی بگوش ہوش خوش ہوکر سننے لگے
اگر کسی نے کہا بھی کہ چپ رہو داستان نہ کہو ناچ گانا ہو رہا ہے دیکھو سنو جواب دیا کہ بھئی ہمکو تو اسمین لطف حاصل
ہوتا ہے قصہ مختصر اسی طرح پانزدہ روز برابر بزم طرب اور محفل عشرت قصر النیرین اور دیگر مقامات مذکورہ مین آراستہ رہی اور
جملہ سلاطین عالیوقار و شاہان والا مقام جشن ہمایون مین نغمہ مطربان خوش گلو سنا کیے اور نازنینان زہرہ خصال کا
رقص دیکھا کیے اور محو تماشا رہے بعد اسکے جب روز مسعود اور وقت مبارک عقد و نکاح کا آیا حکماے عالی منزلت
والا مرتبت نے سواری ہمایون صاحب قران اکبر کا سامان درست کیا اور جملہ جلوس برات کا فراہم کیا اور صاحبقران اکبر
کو نوشاہ بنایا سر پر بھاری وہ سہرہ باندھا کہ شعاع آفتاب جسکی کرن پر ہزار جان سے قربان ہوگئی اور آفتاب رخ الور
شاہزادہ ذیوقار پر نثار ہوا اور ایسی ساعت سعید اور وقت ہمایون مین کہ قران السعدین کا ہنگام تھا اور زمین و زمان
سے صداے تہنیت اور مبارکبادی آتی تھی صاحب قران اکبر کو بصد حسن و خوبی تخت روان پر کہ جو سراسر جواہرنگار
تھا سوار کیا تمام و کمال سلاطین صاحب جاہ و جلال اور جملہ شاہزادگان نامدار عالی وقار ہمراہ رکاب صاحبقران عالیجناب
بیمین و یسار حاضر تھے غرضکہ صاحب قران کشورستان بہزار جلوس و احتشام و بصد شوکت و حشمت و نوبت و نقارہ
شادی سوار ہوکر جانب قلب الحصار روانہ ہوے حکماے ذیوقار اربعہ یعنی حکیم قطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن
و حکیم اشیجان و حکیم عبقرطوس جنی بھی ہمراہ سواری صاحب قران اکبر موجود تھے لیکن اکثر مورخین نے یہ بھی تحریر کیا ہے
کہ حکیم عبقرطوس جنی کو حکیم قطاس الحکمت نے قصر النیرین مین براے انتظام و اہتمام چھوڑ دیا تھا اور ہمراہ صاحبقران
اکبر نہین گیا تھا آخرکار بعد قطع راہ روز ہفتم ملک ظلورستان یعنی شہر قلب الحصار مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا
روشنی از حد کی گئی تھی اور سامان آرایش دوطرفہ قصر النیرین سے قلب الحصار تک بخوبی تمام کیا گیا تھا اور اسقدر
آراستگی ہوئی تھی کہ جادۂ منزل رشک کہکشان نظر آتا تھا سلطان روح الملک نے جملہ زمین ظلورستان کو مثل عروس
آراستہ کیا تھا خاصکر شہر قلب الحصار کو ایسا روشنی چراغان سے مزین کیا کہ فلک کو رشک تھا اور باغ پر بہار النشاط
کی رونق اور تازگی کی کیا صفت کیجاے زبان قاصر ہو اونے تعریف اُس باغ کی یہ ہو کہ باغ جنت بھی ترو تازہ اور پر بہار
مثل اسی باغ کے ہوگا اس سے گوے سبقت یقین ہو کہ نہ لیگیا ہوگا اُسی باغ رشک گلشن ارم مین جملہ ساکنان مشکوے

یعنی نازنینان مشتری طلعت زہرہ خصال اور مقربان ملکہ نوبہار گلشن افروز مع نادرہ راز دار مقیم ہین اور والدین ملکہ نوبہار بھی وہین تشریف رکھتی تھی فقط ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ شرم و حجاب کے شریک نہوئی تھی کیونکہ وہ سرو رعنائے گلشن محبوبی و گل رنگین چمن خوبی چند روز سے حجلہ عروسی مین مقیم ہے موافق دستور روز عقد تک باہر آ نہین سکتی اسوجہسے شریک بزم طرب نہین ہوئی الحاصل باغ نشاط بخش مین عجیب محفل عشرت افزا آراستہ ہو کہ جسکی تعریف ہو نہین سکتی علاوہ اسکے اسی طور حوالی قلعہ الحصار مین خیمہ ہاے گردون وقار زرنگار استادہ ہین اسواسطے کہ مردمان لشکر سلاطین ذیوقار انہین مقیم ہون اور شریک بزم عشرت ہو کر مسرت حاصل کرین الحاصل جب سواری بصد تیاری عنقریب شہر قلب الحصار پہونچی سلطان روح الملک مع وزرا اور امرا ارکان سلطنت و اعیان مملکت بشوکت و حشمت واسطے استقبال کے آیا اور بہ آئین شائستہ استقبال بجالایا اور اپنے ہمراہ صاحب قران اکبر کو مع جملہ سلاطین عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار و امراے نامدار و سرداران عالی مقدار کو بعزت و وقار اور بتکریم و تعظیم شہر قلب الحصار مین لایا اور ہر ایک شاہ و شہریار کو علے قدر مناصب و مراتب ایوان و منازل و قصور مین مقیم کیا اور جملہ مردان فوج شاہی کو قریب باغ نشاط بخش خیمہ و خرگاہ مین فروکش کیا اور جملہ خیام مین اسباب و سامان عیش و عشرت موجود کروایا اس جگہ پر اکثر راویان راست گوئے یون بھی مندرج کیا ہے کہ سلطان روح الملک نے تمامی زمین دشت پر فرش مخملی اور بساط زربفتی ایسا بچھوا دیا تھا کہ کہین ایک ذرا بھی صورت زمین اور شکل غبار نظر نہ آتی تھی اطلس گردون دور سے نگران تھا شہر قلب الحصار صورت عروس آراستہ تھا علاوہ اسکے ہر بزم طرب مین مطربان خوش گلو یون نغمہ سرا تھے کہ آواز نغمہ انکی گوش فلک تک جاتی تھی اور پیر فلک بھی برغبت تمام جھکا ہوا ہر اک نغمہ سن رہا تھا ۔

نظم

فرش زربفت و تاش در صحرا — برق میزد ز عارض تا بہ ما
از جواہر کہ بد برون ز شمار — بار آورد جابجا اشجار

بشب یاقوت و بزبرجد بود — وز گہر جا بجا شگوفہ نمود
ہر طرف مہرخے خرامندہ — گرم چون آفتاب تابندہ

ساقی ابروئے گلرنگ — مطرب خوشنوا بہ بربط و چنگ
ماہ و خورشید و زہرہ را ز سپہر — میکشیدند سوے خویش بمہر

اہل مجلس ز بانگ نوشانوش — کردہ کر ہر زمان ہزاران گوش
اہل مجمع ز بادۂ ایشان — معرکہ را زمن ہر کس بیان

بسکہ ہر کس ازان صغار و کبار — محو بودہ بجلوۂ دلدار
خبر از آفتاب و ماہ نداشت — جز بروے بتے نگاہ نداشت

غرضکہ دس روز تک اسی طرح جلسۂ عیش و عشرت آراستہ رہا بعد اسکے ساعت ہمایون اور وقت مسعود مین شاہزادۂ نامور یعنے صاحبقران اکبر کو تخت جواہر نگار عروسی پر متمکن کیا اور تمام خسروان ذیقدر و خاقان نامور مع سلطان اسمعیل و حکماے عالیوقار محفل عقد مین شریک ہوئے حکیم قسطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان ملکہ ناطقہ روشن بیان کی جانب سے شاہد اور وکیل مقرر ہوے اور قاضی احمد عرب نے اُن دونون در دریاے حسن و خوبی کو سلک زوجیت مین منسلک کیا بعد عقد ہونے کے شور و غوغاے تہنیت و مبارکی ایسا بلند ہوا کہ سکان سموات گھبرا کے جانب زمین دیکھنے لگے

کہ یہ کیا واقعہ تازہ ہوا ہے

شریعت پیشگان یکجا نشستند		دو گوہر را بیک جا عقد بستند	

حاصل کلام بعد نکاح خوانی سلطان روح الملک والد ملکہ ناطقہ روشن بیان نے طبقہاے زر سرخ و سفید و جواہر گران بہا سر ہمایون پر تصدق کیے بعد اسکے صاحب قران اکبر کو موافق قاعدہ اور دستور کے محل مین طلب کیا اور رسمین عقد و نکاح کی موافق قاعدہ و دستور کے نسوان ادا کرنے لگین بعد جملہ رسوم کے شاہزادہ ذیوقار ہنگام شب ایک ایوان باغ نشاط بخش مین جو واسطے زفاف کے معین ہوا تھا اور شکل عروس کے آراستہ ہوا تھا مع ملکہ ناطقہ روشن بیان آیا اسدم جملہ نازنینان غیرت عروس یعنی مصاحبان و ہمجنس ملکہ نوبہار و ملکہ صبیح دلکشا و نادرہ رازدار وغیرہ دروازہ باغ پر حاضر اور موجود تھین ہر ایک مہ پارہ نے طبق گہر و جواہر سر نوشاہ اور فرق عروس پر نثار اور تصدق کیے اور مہ جبینان نغمہ سرا نے ترانہ تہنیت اور مبارکی گانا شروع کیا اکثر خواتین پریزاد عروس و نوشاہ کو بعزت و وقار ایوان مذکور مین لائین اور تخت جواہر نگار عیش و عشرت پر بصد خوشی متمکن کیا اور بعد اسکے شرم و حجاب سے تمامی نسوان پریزاد ہر ایک بہانے سے وہان سے اٹھ آئین اور ایوان مذکور مین تخلیہ کر دیا جسوقت جملہ نازنینان پریزاد جلی آئین اور تخلیہ ہو گیا اُس وقت صاحب قران اکبر مصروف اختلاط ہوے اور آمادہ وصل ہوے کیونکہ ایک زمانہ دراز او ر مدت مدید سے اسی روز کے خواستگار رہتے اور پروردگار عالم سے امیدوار رہتے آخر کار بعد ناز و نیاز بسیار کے صاحب قران اکبر وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے دل مضطر کو قرار ہوا روح نے تسکین پائی راوی کہتا ہے کہ جسدن صاحب قران کامگار کا نکاح ہوا تھا حکماے عالیوقار نے سلطان ابو الحسن جوہر کو بھی غمزہ شیرین کار سے منعقد فرمایا تھا اور اُسی باغ بینظیر مین ایک قصر صحبت عیش اور عشرت کے واسطے مقرر ہوا تھا چنانچہ ابو الحسن جوہر بھی اپنی معشوقہ غمزہ شیرین کار ندیم خاص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ہم آغوش ہوا لب و رخسار کے بوسے لیے بیتاب ہو کر سینے سے لگایا غمزہ شیرین کار نے ناز و ادا کرنا شروع کیا آخر کار بعد رد و بدل کے مہم زفاف کو سر کیا جب آرزو دل بر آئی ابو الحسن جوہر کے دل نے تسکین پائی ہنگام سحر نادرہ رازدار نے شاہزادہ ذیوقار صاحب قران نامدار کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دی ابو الحسن جوہر کہ اسوقت خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر اور موجود تھا نادرہ رازدار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا افسوس ہزار افسوس کہ تم صاحبقران عالیشان کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دیتی ہو اور مجھکو مرحلہ زفاف کے سر کرنے کی تہنیت نہین دیتی ہو بڑا تعجب کا مقام ہے اور یہ امر سراسر نا انصافی کا ہے اور علاوہ اسکے اے خاتون تمنے یہ بھی پوچھا کہ رات کس طرح سے بسر ہوئی بوسے کتنے لیے کے مرتبہ وصل سے کامیاب ہوے کیونکر غمزہ شیرین کار کو اپنے قابو مین لائے کیونکر وصل کی تدبیر کی خبر جو کچھ ہمنے کیا وہ تمنے دیکھا ہوگا تمپر ظاہر و آشکارا ہوگا باوجود اسکے تمنے دانستہ مجھکو تہنیت نہ دی شاید اس رشک سے جل گئین یا یہ کہ ایک روز تم سے بھی یہی معاملہ پیرو بالا وشت ولکد

اور زور اور کشتی کا ہونے والا ہی ایک ہی مرتبہ اپنے اور غمزہ شیرین کار کے وصل کی مبارکبادی دوگی ای خاتون تمکو میرے
سر اقدس ومبارک کی قسم سچ کہنا مین نے کیا مہم زفاف کو سر کیا ہے اور کیا تیر تاک کے نشانہ پر لگایا ہی اور کیونکر گڑھی
کو فتح کیا ہے کیونکر بوس وکنار کیا ہی تم اپنے دل مین ملول نہو نا ایک دن تمہارے ساتھ بھی بادولت ہمبستر ہونگے
تمہارے بھی لب ورخسار کے بوسے لینگے تمھین بھی اس نعمت عظمی سے سرفراز کرینگے دیکھو کہ مین نے غمزہ شیرین کار
کو شب زفاف مین ایک دم لینے نہ دیا رات بھر متواتر وصل سے لطف اُٹھایا القول شخصے

؏ کارے کہ از من آید مردان چنین کنند

پروردگار عالم تمہاری بھی آرزوے دل کو برلائے جسطرح کہ غمزۂ شیرین کار کی تمنائے دلی کو برلایا اور تمہاری مہم زفاف
بھی بہ آسانی اور بسہولت سرانجام پائے ذرا تمکو تکلیف نہوئے کہو ای خاتون آمین جسوقت یہ کلمات نادرہ رازدار نے
ابوالحسن جوہر سے سُنے شرم وحجاب سے عجب حال ہوا کہ بیان سے باہر ہی بعد اسکے نادرہ رازدار نے برہم ہو کر کہا کہ اے
بے شرم وبے حجاب سچ تو یہ ہی کہ تجھسا بیحیا کوئی پردۂ دنیا پر نہو گا ای بیحجاب تجھکو نہین معلوم کہ مین خسروان نامدار اور
سلاطین عالی تبار کی تہنیت کا عہدہ رکھتی ہون میرا رتبہ اور مرتبہ ایسا نہین ہے کہ تجھ ایسے مرد بیحیا اور بے شرم بوالہوس
بیغیرت چمچۂ ہر دیگ جوتیون بھرے ہوے کباب کی تہنیت کا ننگ گوارا کرون ذرا آئینہ لیکر اپنی شکل کو دیکھ بھجنگے کی
صورت ہی اور کوے کی شکل ہے اپنے منصب سرہنگی پر نظر کر اور میری لیاقت اور مرتبۂ عالی کو دیکھ اور بجاے خود انصاف
کر میرے بارے مین ایسے کلمات واہیات مہملات کہنا لازم نہین ارے منہ سے بو آنے لگیگی زبان گل کے گر پڑے گی
ابوالحسن جوہر نے ہنسکے کہا کہ ای بی بی امر واقعی اور حق مین شرم وحجاب لازم نہین مین نے کچھ جھوٹ نہین کہا سچ
بولنے کا حکم ہے اور امر واقعی کے پوشیدہ کرنے کی ممانعت نہین ناحق تم مجھ بحظا پر خفا ہوتی ہو کیا اک دن ایسا نہ ہوگا
کہ تم ہمارے وصل سے کامیاب ہوگی اور مدعا حاصل کروگی بوسے لب ورخسار دوگی ہماری اہلخانہ سے ہوگی بی بی کو شوہر
سے حجاب کیا تمنے اسوقت مجھکو تہنیت نہ دی خیر یاد رکھنا اب تمکو بھی غمزہ شیرین کار تہنیت اس بات کی نہ دیگی نادرہ رازدار
نے بوجہ غیرت کے کچھ اسکا جواب نہ دیا خاموش ہو رہی اُس وقت صاحب قران اکبر نے ابوالحسن جوہر کو اس گفتگوے
مذاق آمیز سے ممانعت کی اور نادرہ رازدار سے فرمایا کہ اے خواہر ذیوقار تم بخوبی جانتی ہو اور واقف ہو کہ یہ شخص سرہنگ شہ
عیار طرار نہایت شوخ طبع ہے اور شریر از حد ہی ابتداے عمر سے یہ نہایت ہی شریر ہے کبھی کبھی ہم سے بھی باتین گستاخی کی
کرتا ہے اور سخن مذاق اور تمسخر کیا کرتا ہے ہم اسکے کلمات مسخرگی سے آزردہ خاطر اور ملول ورنجیدہ کبھی نہین ہوتے کیونکہ اس شخص
کی ہمیشہ سے یہی عادت ہی لہذا تم بھی اسکے مذاق اور مسخرگی سے رنجیدہ اور کشیدہ خاطر نہو نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ اے
صاحب قران اکبر ذیشان عقلا نے اسکا تجربہ کیا ہی کہ جو آدمی کمینہ ہوتا ہی اُس سے ویسے ہی حرکات ظاہر ہوتے ہین آپ لحاظ
فرمائین اگر یہ شخص ذلیل وخوار اور کمینہ نہوتا تو پیشۂ عیاری حاصل نہ کرتا کیونکہ با وجود رتبۂ سلطانی کے جو آپ نے اس فدوی کو

ازراہ عزت افزائی مرحمت فرمایا ہو اپنی اصالت کی باتون سے اور حرکات نامعقول سے باز نہین آتا ہرچند کہ حضور نے اس نالائق کو چاہا کہ لائق ہو مگر لیئق نہوا۔ بقول سعدی قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی | ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست | در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

صاحبقران اکبر نے نادرہ رازدار کے کلمات کا کچھ جواب نہ دیا اور مسکرا کر چپکے ہو رہے اور ابوالحسن جوہر بھی اپنے اس مذاق سے منفعل ہوا اور دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا قصہ کوتاہ صاحبقران ذیجاہ بعد اس گفتگو کے ایوان مین پاس ملکہ ناطقہ روشن بیان کے تشریف لے گئے اور نادرہ رازدار اور صبح دلکشا وغیرہ نازنینان خوبرو و پریزادان عنبرین مو کہ جہان تعین سلطان روح الملک سے رخصت ہوکر جانب ملک یعنی سرزمین اطلس و شہر عرشیہ و علیین کو روانہ ہوئین جسدم صاحبقران ذیوقار ایوان مین تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان تخت عروسی پر بصد رونق اور بہزار زیب و زینت مانند طاؤس طناز سراپا ناز جلوہ فرما ہی کثرت محبت اور وفور الفت سے عروس کے پہلو مین بیٹھ گئے اور مذاق اور اختلاط مین سرگرم اور مصروف ہوے۔ اشعار

مہیا بمجلسے بے گرد اغیار
نشئہ بادہ اہتزاز شباب
یار را در کنار خویش کشید

بیامیزد گلے بے زحمت خار
چون بہ بند دیگار شاہ صواب
خاطرش انچہ خواست پیش کشید
کرد حاصل چو گوہر مقصود

دل طفلیگار بادۂ لالہ
یعنی صاحبقران عالیقدر
بعد صد بوسہ کامرانی کرد
سر بسجدہ نہاد شکر نمود

جان مشتاق گرد سہ ہالہ
بر سپہر برین فروزان بدر
نامۂ خویش انچہ دانی کرد

غرضکہ صاحبقران والاشان نے سات دن تک ہر وقت اور ہر لحظہ باغ نشاط بخش مین بخوبی تمام عشرت کی اور ابوالحسن جوہر نے بھی مدت مذکور تک حظ وافر اور لطف بسیار اٹھایا آٹھوین روز حکماے عالیوقار نے فرمایا کہ سلطان روح الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان مع جملہ نازنینان ظلورستان بخدم و حشم و بجلوس و تجمل بصد شوکت و حشمت شہر عرشیہ کو تشریف لیجلین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بزم عروسی کو رونق بخشین چنانچہ بموجب ارشاد حکماے عالیوقار تمامی بیبینان ظلورستان مانند منطقہ زرین کمر و حمرا در مانہ و قمرا و جمیلہ و شکیلہ و سوداوہ و غمزہ شیرین کار و ملکہ ناطقہ روشن بیان بصد جلوس و تجمل سمت زمین اطلس بہزار خوشی روانہ ہوئین

داستان عقد شہریار نامور صاحبقران اکبر با ملکہ نوبہار گلشن افروز و نکاح ابوالحسن جوہر با نادرہ رازدار

بادہ آرایان محفل انبساط اس داستان سراپا نشاط کو اسطرح آراستگی دیتے ہین کہ جب شہریار کشور گیر صاحبقران باتوقیر نے عقد ملکہ ناطقہ سے فراغت پائی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سے وصل ہوچکا اور آرزوے دلی برآچکی یعنے ہمبستری ہوچکی

اسوقت موافق ارشاد حکماے عالیوقار و عالی تبار مع جملہ شاہان نامدار و سلاطین عالیوقار و امراے ذیوقار و رفقاے عالی تبار و سرداران خوش کردار و تہورشعار و حکماے یکتاے روزگار بصد جلوس و تجمل و بہزار شوکت و شان و تزک و احتشام و جاہ و حشمت و نقارہ و نوبت بہمراہی تمامی فوج و لشکر بعدد گرو فراسپ پری وش پر سوار ہوکر جانب زمین طلسم روانہ ہوے قبل اسکے بیان کیا گیا ہے کہ اب وہ آثار طلسمی سرزمین سے معدوم ہوگئے ہین مسافت راہ مانند منازل متعارف کے ظاہر تھی صاحب قران اکبر بشان و شوکت مذکور الصدر بعد قطع منازل و طی مراحل اول شہر صورت پرستان مین کہ جسکو مقام حیرت بھی اکثر مردم کہتے ہین تشریف لائے بہزاد خان حاکم شہر صورت پرستان اور ملک ارفع داروغہ شہر خبر ورود اقبال و نزول اجلال صاحب قران خجستہ خصال فرخندہ فال کی سنکے واسطے حصول ملازمت اور براے استقبال مع جملہ اراکین شہر بصد جلوس شاہانہ حاضر ہوے اور بعد حصول شرف پابوسی و ملازمت صاحب قران گیتی ستان کو مع جملہ سلاطین و شاہزادگان و امرا و رفقا وغیرہ کے بہزار تعظیم و تکریم اپنے ہمراہ شہر مذکور مین لائے اور بعد حسن و خوبی ایوان و منازل و قصور بیمثال و بیعدیل مین مقیم و فروکش کیا اور اسطرح بحسن و خوبی صاحب قران اکبر اور جملہ سلاطین و امرا و رفقا و مردمان عساکر وغیرہ کی دعوت اور ضیافت کی کہ صاحب قران اکبر اور جملہ مردمان خاص و عام مسرور و محظوظ ہوے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے بہمراہی چند امراے ذیوقار شہر کی سیر کی اور شہر مذکور کی آراستگی اور خوبی ملاحظہ فرماکر نہایت مسرور ہوئے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے بتعجیل تمام رافع بن ارفع کو نوشاہ بناکر رافعہ بانو اسکی مطاوبہ روشن جبین سے بعد خوبی منعقد کیا رافع کو وصل رافعہ سے بدرجہ کمال مسرت حاصل ہوئی بعد اسکے صاحب قران عالیمقام بتعجیل تمام وہان سے روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ اس سامان اور جلوس و تجمل سے صاحب قران اکبر جانب زمین اطلس جاتے ہین کہ اس شوکت و شان سے جانب شہر قلب الحصار تشریف نہین لائے تھے کیونکہ لاکھون فیلان کوہ پیکر کہ جنکی جھولین زرتار ہین اور ہودج انپر زرین اور جواہرنگار ہین انمین سلاطین ذیوقار اور شاہزادگان نامدار بیٹھے ہین اور ہزارہا ہمراہی ہین گھوڑے عربی ترکی تازی عراقی با ساز نقرئی و طلائی کہ جنپر اکثر امراے ذیعزت اور سرداران عالی مرتبت بیٹھے ہین اور کثرت سواران زرہ پوش چار آئینہ بند کی اسدرجہ تھی کہ جو شمار سے باہر ہے اور مردم لشکری جو پیادہ ہین وہ تو مثل مور و ملخ کے ہین وردیان نئی زیب تن کیے ہین آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ ہین دریاے آہن مین غرق ہین ہر ایک جوان بیمثال ہے صاحب حسن و جمال ہے ہزار در ہزار باجے انواع و اقسام کے ہین انکی صدائین مختلف ایسی بلند ہین کہ گوش ساکنان فلک کر ہوئے جاتے ہین گاؤ زمین کثرت بار مردم وغیرہ سے تھراتی ہے صداے نوبت و نقارہ شادی گنبد فلک تک جاتی ہو سر صاحب قران اکبر پہ چتر بال ہما گردش مین ہے زر و جواہر فرق صاحبقران اکبر پر اثناے راہ مین بیشمار نثار ہوتا ہو گویا بارش زر و جواہر کی ہو رہی ہے جس صحراے سبزہ زار مین صاحب قران اکبر قیام فرماتے ہین وہ صحرا کثرت مردم سے رشک شہر آباد ہو جاتا ہو فیلان بلند قامت جس صحرا مین فراہم ہوتے ہین وہ مقام

کیفیتیں معلوم ہو جاتا ہی صدہا منزل تک جلوس ہے دیکھنے والے کو قدرت خدا نظر آتی ہے الغرض صاحبقران اکبر شہر آئینہ داران مین تشریف لائے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ قبل اسکے اس شہر کی راہ میخانہ ہوشش ربا اور دشت وحشت و دوزخ سے تھی جو باطن طلسم مین محسوب ہوتے تھے لیکن اب وہ آثار طلسمی بالکل معدوم ہو گئے ہین فقط شہر آئینہ داران کہ واقع مین اصلی تھا قائم اور موجود ہے غرضکہ ملک جمال الدولہ پریزاد مالک شہر آئینہ داران خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر استماع کرکے برائے استقبال آیا اور شرائط قدمبوسی و ملازمت بجالایا چونکہ بموجب حکم سلطان قیصر نوس پہلے ہی سے شہر آئینہ داران آئین بند ہو چکا تھا ملک جمال الدولہ صاحب قران اکبر کو بصد احترام و عزت شہر آئینہ داران مین ایوان عالی تک اپنے ہمراہ لایا اور بہ تکریم و تعظیم صاحب قران اکبر وغیرہ کو فرودکش کیا بعد اسکے ملک جمال الدولہ نے بصد حسن و خوبی صاحب قران اکبر اور جملہ سلاطین و شاہزادگان وغیرہ کی ضیافت کی صاحب قران اکبر نے جلد تر بدر عالم منجم کو دولہ بنایا اور بعنوان شائستہ ساعت نیک مین خوشنواز پری سے منعقد کردیا بدر عالم منجم اپنی معشوقہ مہ پارہ سے اس طریقہ سے بیتابانہ شب زفاف مین لپٹا کہ صاف دیکھنے والے کو ثابت ہوتا تھا کہ قران السعدین ایکجا ہین یا ماہ مہر سے ہم آغوش ہو غرضکہ بعد حسرت و آرزو بدر عالم منجم نے اُس مشتری خصال زہرہ جمال یعنے خوشنواز پری کے وصل سے حظ وافر اور لطف از حد اُٹھایا اپنے کوکب بخت کو اوج پر پایا شکر خداوند عالم کا بجالایا بعد عقد وصل بدر عالم منجم صاحب قران اکبر شہر حشمت نگار مین داخل ہوئے خواجہ عنبر ناظر داروغہ شہر حشمت نگار بعد ادائے قواعد استقبال کے رسم دعوت و ضیافت بجالایا۔ حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے فرمایا اے شاہزادۂ عالیوقار تم اس شہر بینظیر مین چند روز قیام کرو کیونکہ سلطان ابوالحسن جوہر کا نکاح اسی مقام پر ہونا چاہیے لہذا تم بوقت ہمایون اور ساعت سعید ابوالحسن کو آراستہ لباس مکلف سے کرکے بشوکت و حشمت سمت قصر نادرہ رازدار لیجانا اور اسی قصر مین ابوالحسن جوہر کا عقد نادرہ رازدار سے کرنا صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت کے بزم عشرت آراستہ کی۔ بعد کئی روز کے سلطان ابوالحسن کو بصد جلوس و تجمل قصر نادرہ رازدار کی جانب لے گئے چونکہ دو روز قبل حکیم قسطاس الحکمت قصر نادرہ رازدار مین تشریف شریف لے گئے ہین اور اُس قصر کو مع صاحب قصر بہزار زیب و زینت ایسا آراستہ کیا تھا کہ اگر اس قصر کو ساکنان قصور جنان دیکھ لیتے مسکن اپنا اسی قصر مین کرتے اور کبھی جانب قصور ارم رخ بھی نہ کرتے غرضکہ صاحب قران اکبر بصد تجمل و حشم و بجلوس شوکت و شان در قصر مذکور پر پہونچے منازل عالی مین مقیم ہوئے واضح ہو کہ ملکہ شرف افروز مادر نادرہ رازدار شہر حشمت نگار کی مالک ہی اور بہزاد خان و جمال الدولہ وغیرہ ملکہ شرف افروز کی جانب سے نیابتاً حکومت کرتے ہین ملکہ شرف افروز نے صاحب قران اکبر و جملہ

سلاطین و شاہزادگان و امرا و مردان لشکری وغیرہ کی بخوبی تمام دعوت و ضیافت کی اور بزم عشرت بخوبی آراستہ کی صاحب قران اکبر وغیرہ سات روز تک بزم طرب مین مشغول رہے اور بخوبی لطف رقص و نغمہ اُٹھایا اور بخوبی تمام دعوت سے محظوظ ہوے اور اکثر پریزادان عشاق کو اُنکے معشوق کے وصل سے کامیاب اور شاد کام فرمایا بعد اسکے ساعت سعید اور وقت ہمایون مین ابو الحسن جوہر کا عقد کیا یعنے حکیم ابو المحاسن نے اپنی وکالت سے نادرہ رازدار کو ابو الحسن جوہر کی زوجیت مین داخل فرمایا تمامی سلاطین ذوی الاقتدار و شاہزادگان نامدار نے سلطان اسمعیل عالی وقار اور صاحب قران اکبر کو تہنیت دی بعد عقد و رسوم کتخدائی عروسی کے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ جاؤ نادرہ رازدار سے ہمبستر ہو اُس دم ابو الحسن جوہر نے حکم صاحب قران اکبر نہ مانا اور انکار کیا اور کہا اسے صاحب قران ذیجاہ ایکی مرتبہ یہ امر خلاف قاعدہ وقوع مین آیا ہے کہ میرا عقد آپ کے عقد سے قبل ہوا ہے علاوہ اسکے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین قبل آپ کے ہمبستر ہون اور لطف وصل اُٹھاؤن گوہر مدعائے دل حاصل کرون مہم زفاف سر کرون یہ تو کسی طرح مجھ سے نہوگا اور ایسی گستاخی بھولے سے بھی نہوگی صاحبقران ذیشان نے فرمایا ای برادر اب ہمنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جسکا عقد قبل ہو وہ مرحلہ زفاف کو بھی پہلے سر کرے یعنے اپنی معشوقہ سے وصل حقیقی حاصل کرے اگر تم ہمارا کہنا نہ مانوگے تو ہمکو ملال ہوگا لہذا تم کو لازم ہے کہ ہماری خوشی کا لحاظ رکھو اور رنجیدہ نہ کرو ابھی جاؤ اور نادرہ رازدار سے وصل حقیقی حاصل کرو جس وقت اسطرح صاحبقران اکبر نے فرمایا ابو الحسن جوہر لاچار ہوا اور بموجب ارشاد صاحب قران اکبر داخل قصر ہوا دیکھا نادرہ رازدار مثل طاؤس طناز سراپا ناز حسن مین رشک قمر رخت عروسی در بر عطر سہاگ مین بسی ہوئی دست و پا مین حنا لگی ہوئی پیشانی پر زر افشان لگی ہوئی عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے ابو الحسن جوہر بمجرد دیکھنے کے بہزار شوق و اشتیاق پہلوے نادرہ رازدار مین بیٹھ گیا اور اس بزم کو اغیار سے خالی دیکھکر اور تخلیہ پاکر سرگرم اختلاط ہوا نادرہ رازدار نے ہر چند اپنے تئین بچایا مگر ابو الحسن سے کچھ زور نہ چلا آخر کار تھک گئی سانس بھول گئی ابو الحسن نے لپٹ کر خوب پیار کیا اور بہزار آرزو وصل سے کامیاب ہوا یعنی مہم زفاف کو سر کیا نہایت مسرور و شاد ہوا ؎

سوے نیفہ اش برد دست بلند	ز ہمیان پر سیم بکشود بند
بہ پیکان آن لعل یاقوت گون	گہر سود و آورد مرجان برون

الحاصل ابو الحسن جوہر نے تمام شب لطف تازہ اور عیش بے اندازہ حاصل کیا ہنگام سحر حمام مین داخل ہوا اور غسل کرکے اور لباس نفیس پہنکے خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا بمجرد دیکھنے ابو الحسن کے صاحبقران اکبر نے مسکرا کر وصل نادرہ رازدار کی تہنیت دی اور کیفیت شب زفاف دریافت کی ابو الحسن جوہر نے شرما کر عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مرحلہ زفاف پر فتحیاب ہوا لیکن حضور بڑی جنگ ہوئی پسینے مین تر ہو گیا آخر موقع پاکر مین

ایسا تیر نشانے پر لگایا کہ کارگر ہوا۔ صاحب قران اکبر یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی سُنکے بہت ہنسے بعد اسکے ملکہ
شرف افروز نے موافق دستور ابو الحسن جوہر کو خلعت دامادی سے ممتاز و سرافراز کیا بعد عقد ابو الحسن
جوہر صاحب قران اکبر چار روز تک مکان عروس مین مہمان رہے ناچ دیکھا کیے اور نغمہ پریرویان سُنا کیے
اور مقامات قصر یعنے منزل جادوان شاہ وغیرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے اور سیر دیکھتے رہے بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کہ اے صاحب قران والاشان ابو الحسن جوہر کا عقد ہو چکا اور وصل نادرہ رازدار سے بھی
کامیاب ہوا اب آپ اپنی کتخدائی کی فکر کیجیے اور جانب شہر عرشیہ تشریف لیچلیے صاحب قران اکبر نے بموجب ارشاد
حکیم قسطاس الحکمت قصد چلنے کا کیا اسوقت سلطان اسمعیل و دیگر سلاطین ذیوقار نے صاحب قران نامدار کو نوشاہ بنایا
سہرہ گلہاے عنبر شمیم کا سر پر باندھا انتظام و اہتمام بیحد کیا یعنے جلوس بآئین شائستہ اول روانہ کیا سوار بڑھے
پیادون نے قدم اُٹھائے باجے بجے امراے ذیوقار و سلاطین نامدار و سرداران تہور شعار ہزاران فیلان کوہ پیکر
پر سوار ہوے اور رفقاے عالی قدر و شاہزادگان ذیشان ہزاران اسپان بینظیر و بیعدیل پر سوار ہوے
حکمانے ایک فیل کوہ پیکر پر کہ جسکی جھول زرتار تھی اور ہودہ بھی بیمثل و بینظیر تھا ہمراہ سلطان اسمعیل صاحبقران
اکبر کو سوار کیا اور آپ بھی ہمراہ سواری ہوے جملہ شاہ و شہریار و شاہزادگان ذیوقار سواری صاحب قران کے
یمین و یسار ہوئے زنان ذیوقار بھی بصد پردہ داری کچھ ہمراہ ہوئین اور کچھ قبل روانگی براستے کے جانب عرشیہ
روانہ ہوئین غرض اس جلوس و تجمل اور شوکت و حشمت اور جاہ و احتشام سے زر و جواہر سر صاحب قران
اکبر پر نثار کرتے ہوے سلطان اسمعیل سمت شہر عرشیہ روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ مین نے ایسے جلوس اور
خدم و حشم سے کسی بادشاہ روے زمین کو عقد کرنے کو جاتے نہین سُنا تھا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کی کتخدائی
مین یہ تزک اور احتشام نہین دیکھا تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آوازین
باجون کی ایسی بلند تھین کہ اگر آواز کوئی کسی کو دیتا تھا اور پکار کے کوئی بات کہتا تھا وہ مطلق نہ سنتا تھا صدا
باجون کی گنبد فلک تک جاتی تھی ساکنان شہر یہ شور و غلغلہ عظیم سُنکے متحیر ہو کر سوے زمین دیکھتے تھے
پر فلک حیران تھا زمین کثرت مردم سے پامال ہوئی جاتی تھی گاؤ زمین بار مردمان سے دبی جاتی تھی ماہیان
بیچین ہو کر تڑپ رہی تھین زمین کو زلزلہ تھا کثرت روشنی اسقدر تھی کہ سیاہی شب سفیدی سحر پر طعن کرتی
تھی اور ضیاے صبح شرما کر مقابلہ نہ کرتی تھی زمین کثرت چراغان سے پر نور تھی مثل سیارون کے زمین
پر چراغان تھی ہر قندیل رشک مشعل ماہ تھی غرضکہ زمین ضیا مین رشک آسمان تھی۔ الغرض
صاحب قران اکبر قصر نادرہ رازدار سے بجلوس و تجمل مذکور الصدر بعد قطع مراحل و طے منازل حوالی
شہر عرشیہ مین پہونچے۔ راوی صدق گفتار کہتا ہے کہ شہر عرشیہ کے ہر چہار جانب اس درجہ عمارات اور

باغات اور



قصور عالی منزلت اور صحراے پر بہار وغیرہ مقامات فرحت افزا اور دلکشا تھے کہ وہ طبقۂ زمین رشک فردوس بریں
معلوم ہوتا تھا اور ایک ایک قصر بیمثال کو دیکھکر ہر ایک شخص متحیر ہوتا تھا ایک جانب باغ مرادبخش واقع تھا
وہ باغ ایسا پر بہار تھا کہ گلشن ارم سے بھی تازگی اور شادابی مین کچھ بڑھا ہوا تھا ہزار بلبلین اُس باغ مین
نغمہ سرائی کرتی تھین اور ایک طرف نہر غریبہ واقع تھی پانی اسکا ایسا لطیف وشیرین تھا کہ آبحیات سے بھی آبرو مین
رتبہ برتری رکھتا تھا اور ایک سمت مرغزار ایسا واقع تھا کہ روح کو اُسکی سیر سے تازگی حاصل ہوتی تھی اور دلکو فرحت
ہوتی تھی علاوہ اسکے صدہا چمنہاے رنگین گردو پیش شہر کے واقع تھے اور ہزارہا عمارات عالیشان نظر آتی تھین
حکیم قسطاس الحکمت نے حوالی شہر عرشیہ کو جنت نظیر تصور کرکے اُسی جگہ خیام لشکر ظفر اثر برپا کرنے کو حکم دیا اور آپ

شہر عرشیہ مین بصد شوکت تشریف لیگئے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی جشن کتخدائی کا سرانجام اور اہتمام کیا شہر عرشیہ کہ وسعت و آبادی وغیرہ مین عدیم المثال ہے ہر چند کہ اول سے ہر ایک مقام اور کوچہ شہر مذکور کا مانند عروس آراستہ تھا لیکن حکیم صاحب موصوف نے تشریف لاکر از سر نو اپنی حکمت سے شہر عرشیہ کو آراستہ کیا اور ہر ایک کوچہ بازار کو آرایش سے رونق دی روشنی چراغان سے شہر عرشیہ کو پرنور کیا علاوہ اسکے وہ سامان اور وہ انتظام شادی کیا کہ بڑے بڑے دانائے روزگار متحیر ہوے اور شہر علیین کہ دولتخانہ عرشیہ سے مراد ہے وہ بھی باوجود سامان روشنی اور کثرت چراغان سے ایسا پرنور تھا کہ قصر گردون آگے اسکے ظلمتکدہ ظاہر ہوتا تھا مگر حکیم قنطاس الحکمت نے روشنی چراغان سے بار دیگر ایسا پرنور کیا کہ آفتاب تاب مقابلہ کی نہ لاکر غروب ہوگیا اور ماہتاب کے دل مین رشک سے داغ پڑگیا اور جملہ مقامات شہر عرشیہ مین سامان دعوت و ضیافت اسقدر مہیا اور موجود کیا کہ حرص بھی دیکھکر سیر ہوگئی اور اس درجہ مغنیان خوش آواز و زنان مطربہ زہرہ انداز کی کثرت تھی کہ شمار انکا حساب دان سے بھی ممکن نہیں ہر جگہ اور ہر مقام پر بزم طرب اور محفل رقص آراستہ تھی

اشعار

ز آئین بندی ہر باغ و صحرا　　مہ و مہر است دایم در تماشا

ز آئین بندی در شہر و بازار　　جہان را شد ز نو آئین پدیدار

ہمہ آئین عشرت ہر طرف بود　　مہ و اقبال عالم در شرف بود

القصہ جب صاحب قران اکبر و سلطان اسمعیل و جملہ سلاطین حوالی شہر عرشیہ کی عمارات اور قصور او منازل مین مقیم اور فروکش ہوے اور اعلام عساکر ظفر نشان ساکنان شہر عرشیہ کو دکھائی دیے اور خبر نزول اقبال اور ورود اجلال صاحب قران اکبر کی سنی اسوقت سلطان قیصر نوس والد گرامی قدر ملکہ نوبہار گلشن افروز مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت تمامی فوج و لشکر بصد کر و فر و ہزار خدم و حشم بیرون شہر آیا اور استقبال سلطان اسمعیل و صاحب قران اکبر بجالایا اور ہمراہ اپنے بہزار تکریم و تعظیم لاکر باغ مراد بخش مین مقیم کیا اور تمامی سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار بھی صاحب قران ذیجاہ کے ہمراہ باغ مذکور مین فروکش ہوے اور جملہ مردمان لشکر ظفر اثر صاحب قران ذیشان بیرون باغ قیام پذیر ہوے اور اکثر امراے ذیوقار اور سرداران نامدار قصور و ایوان باغ مراد بخش مین مقیم ہوے بزم طرب اور محفل عشرت ہر ایک قصر و ایوان مین آراستہ ہوئی نازنینان مہ جمال اور خوبرویان زہرہ خصال باساز و سامان حاضر ہوئین اور بناز و ادا رقص کرنے لگین اور گانے لگین علاوہ رقص و نغمہ خوبرویان کے سامان عیش و عشرت ہر ایک ایوان و قصر مین واسطے ہر ایک شخص کے علی قدر مراتب مہیا اور موجود تھا کوئی شی ایسی نہ تھی کہ موجود نہو سوا اسکے مے گلگون اور شراب رمانی ساختہ و پرداختہ طلسم اس افراط سے تھی کہ جملہ مقامات ایوان و قصور مین حوض و نہر مے مذکور سے لبریز اور جاری تھی مردمان میخوار بے اندیشہ محتسب جام پر جام لیتے تھے اور نازنینان خوبرو

بفراغ خاطر شراب مسطور سے لب تر کرتی تھین راوی کہتا ہی کہ اس افراط مے کو ملاحظہ کرکے شیخ کا ساغر دل تمناے شراب سے لبریز ہوا تھا اور شیشۂ توبہ کو سنگ توبہ شکنی سے چور چور کرنا چاہا تھا اور اس شراب کو مے طہور اسے بھی بہتر جانکر قصد کیا تھا کہ چند جام مے گلفام پیا ایک گھڑا شراب سے بھر کے جسطرح ہووے اپنے دوش پر مثل بار گنہ کے لیجاے شیخ موصوف یہ دل مین خیال کرکے ساقیان سیمین ساق شہرۂ آفاق و نازنینان لالہ فام نازک خرام کے قریب آئے اور قرأت کے ساتھ یہ کلمات زبان پر لائے کہ الحمد للہ صاحب قران اکبر کے عقد کا زمانہ آگیا بزم عیش آراستہ ہوئی ہمکو نہایت درجہ سرور حاصل ہوا مگر باوجود اس کثرت شراب کے ایک جام بھی ہمکو نہین ملا اور ہمنے بغیر اجازت مالک ابتک شراب نہین پی ہی پس تم بخوشی خاطر تھوڑی سی مے ناب پلاؤ تاکہ حلال ہوجائے مظلمہ باقی نہ رہے اور ایک گھڑا بھی شراب سے بھر دو کہ آیندہ کام آئے ساقیان شوخ چشم تندخو نے جو تقریر شیخ موصوف کی بقرأت سُنی مارے ہنسی کے فرش پر لوٹنے لگے لاکھ ضبط کرتے تھے مگر ضبط نہو سکتا تھا شیخ صاحب کی صورت کو دیکھکر اور تقریر کا خیال کرکے بے اختیار ہنستے تھے بعد بڑی دیر کے ہنسی کو ضبط کرکے شیخ مسطور کے پاس آئے اور کہا کہ آپ تو یقین ہی کہ دعاے توبہ پڑھے ہوے ہونگے شراب کو حرام جانتے ہونگے اسوقت کونسے مسئلہ سے اسکو حلال کیا کچھ تقوی اور طہارت کا خیال نہ رہا مے کو دیکھکر رال ٹپک پڑی تاب نہ رہی ہمسے سوال جام شراب کیا آپ کو اس مایۂ حیات سے کیا تعلق ہے لہذا یہان سے تشریف لیجایئے واسطے شراب کے ہاتھ نہ پھیلایئے شیخ موصوف یہ کلمات ساقیان تندخو ترش رو سُنکے عمامہ سر سے اُتار کے ساقیان مہ جمال کے قدمون پر رکھتے تھے اور بمنت اسطرح طلبگار بادۂ ناب ہوتے تھے اشعار

بیا ساقی ای خرمن گل بیا
دلم خون شد این ناز و پرخاش چیست

تو گل من خزان دیدہ بلبل بیا
تو ساقی و من تائب این عقل کیست
زبان بار این ننگ بر داشتہ

بیا ای خرامندہ طاؤس مست
زبان کردہ این توبہ خوش بجل
بجان تو کز دل خبر داشتہ

اینہ بر سرم پاک رفتم ز دست
چہ باشد درین جرم بیچارہ دل

ہر چند کہ شیخ موصوف نے اشعار فارسی مین اپنے مطلب کو ادا کیا یعنے شراب طلب کی فارسی مین بھیک مانگی ہاتھ جوڑے عمامہ قدمون پر رکھا دانت نکالکر گڑگڑاے مگر ساقیان شوخ و شریر نے ایک قطرہ بھی شراب کا شیخ کو نہ دیا اور صاف جواب دیا کہ اگر سمت قبلہ سے آفتاب نکلے گا تو بھی ہم آپ کو شراب نہ دینگے جب شیخ مذکور کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ شراب ساقیان تندخو نہ دینگے اُسوقت عجب مایوسی اور مجبوری سے عمامہ کو سر پر رکھا جریب کو لیکر اُٹھے رومال سے اشک پوچھے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوے اور اپنی بدقسمتی پر روتے ہوے تشریف لے گئے اسی طرح ایک محفل خاص مین امیر جمیل الدین کہ قبائل عرب سے اور دودمان امیر نصیر الدین عم نامدار امیر سیف الدین مین شمار کیا جاتا تھا میر مجلس مقرر ہوا ہی اور اس محفل طرب مین عشوہ نازپری کہ صاحب حسن وجمال اور ناز و ادا مین بیمثال تھی مع چند کنیزان خوبرو عنبرین مو خدمت ساقی گری پر مقرر تھی بار بار بناز و ادا و کرشمہ ساغر شراب امیر جمیل الدین کے آگے لیجاتی تھی اور چیکے سے

کہتی تھی کہ ہمین کو روئے ہمارا مردہ دیکھے اگر اس جام کو ہمارے ہاتھ سے نہ پیئے امیر موصوف باوجود ایسی معشوقہ کی قسمین دینے کے جام مے پینے سے انکار کرتا تھا کیونکہ امیر مسطور نے مدت دراز اور زمانہ بعید سے توبہ کرلی تھی اور شیخ احمد مکی و شیخ محمد مدنی و شیخ عبد العظیم بغدادی کے ہمراہ زہد و تقوے مین شریک رہتا تھا اس وجہ سے عشوہ ناز پری کے کہنے کو نہ مانتا تھا یعنے شراب نہ پیتا تھا مگر وہ فرشتہ فریب زاہد کش اب ہر مرتبہ بہزار ناز و ادا جام مے ارغوانی دست حنائی مین لیکر پہلو مین بیٹھکر منھ سے لگا دیتی ہے اور امیر جمیل الدین منھ پھیر کر کہتا ہے صاحب ذرا الگ بیٹھو جام شراب میرے منھ سے نہ لگاؤ اور یاران قدح خوار کو پلاؤ مجھکو اس حرام شے سے معاف رکھو مین ممنوعات سے محترز ہون ایک مدت سے تائب ہون دیکھو توبہ شکنی نہ کراؤ شراب نہ پلاؤ میرے پہلو سے اٹھ جاؤ مجھکو شراب خوار نہ بناؤ عشوہ ناز پری نے خیال کیا کہ ابھی امیر جمیل الدین شراب کسی طرح نہ پئینگے لازم ہے کہ صبر کرو اور پہلے بناز و ادا اور بکرشمہ و غمزہ انکو اپنا دیوانہ اور فریفتہ کرلو بعد ازان پھر شراب پیشکش کرنا اس وقت یقین ہے کہ انکار نہ کرین اور بے تامل پی جائین عشوہ ناز پری یہ تجویز کرکے جام شراب لیکر اٹھی اور اہل بزم کو پلانے لگی مگر جب جام شراب لیکر آتی ہے اس ناز و انداز سے اہل بزم کو پلاتی ہے کہ امیر جمیل الدین کا دل بیقرار اور بیتاب ہوجاتا ہے آخر کار حضرت عشق نے مہربانی فرمائی طبیعت امیر جمیل الدین کی عشوہ ناز پری پر آئی اب تو امیر جمیل الدین دل مین خیال کرنے لگا کہ اگر ابکی مرتبہ عشوہ ناز پری میرے پہلو مین بیٹھ جاے اور جام شراب میرے منھ سے لگاے بلا تامل پی جاؤنگا لطف حیات اٹھاؤنگا شیخ عبد العظیم سے مسئلہ شرابخواری دریافت کرونگا افسوس تمنے بڑی خطا کی ایسی معشوقہ نے کس کس طرح سے کہا اور تمنے اسکا کہنا نہ مانا اسکے دست نازک سے شراب نہ پی بڑی حماقت کی واقعی تمسا بھی نادان کوئی نہوگا کیونکہ یہ دن کسکو نصیب ہوتا ہے کہ معشوق حسین پہلو مین ہو اور بمنت جام شراب پلائے اسدن کی آرزو اور حسرت مین ہزارون جوان خوبرو پردۂ دنیا سے اٹھ گئے اور مراد دلی نہ بر آئی مگر تیرے بخت بلند نے ایسی یاوری کی کہ معشوق خود عاشق ہوا اور تونے ذرا اعتنا نہ کی افسوس ہزار افسوس بڑی نادانی کی امیر جمیل الدین یہ خیالات اپنے دل مین کرکے منتظر عشوہ ناز پری بزم مین بیٹھا ہے اور جب عشوہ ناز پری آتی ہے امیر جمیل الدین دیکھکر مسکرا دیتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ اپنے پہلو مین بٹھالون جام شراب لیکر پیون عشوہ ناز پری بھی اپنی جانب امیر جمیل الدین کو نگران بحسرت دیکھکر خیال کرتی کہ اب یہ شکار دانا دام مین آیا ہے ابھی اسکو اور بیقرار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے امیر جمیل الدین کو نگران بحسرت منھ بناز و ادا پھیر کر بہزار کرشمہ و غمزہ چلی جاتی ہے امیر موصوف ہاتھ مل کے رہجاتا ہے کبھی آہ سرد کرتا ہے کبھی بیتابی دل سے اشک آنکھون مین بھر لاتا ہے کبھی خیال کرتا ہے کہ شراب کا پینا ممنوع ہے اس سے اجتناب لازم ہے جس وقت امیر جمیل الدین کے دل مین نسبت شراب کے یہ خیال آیا اسی وقت شیخ عبد العظیم بغدادی سے دریافت کیا شیخ عبد العظیم بغدادی نے فرمایا اے امیر زادہ عالی وقار مین نے تو شراب نہین پی ہے مگر جناب حکیم قسطاس الحکمت سے

کیفیت اس مے بینظیر کی سُنی ہی حقیقت مین یہ مے لاجواب اُس قسم کی نہین ہی کہ ممنوعات مین محسوب کیجاے اس
شراب کی ترکیب جداگانہ ہی اور یہ مے بمثال مفرح و قوت بخش دل و دماغ ہی حکماے عالیوقار نے اسکو آثار طلسمی سے
ترکیب دی ہے میرے نزدیک اس شراب کے پینے مین کوئی قباحت نہین ہی بے دغدغہ اور بے تردد نوش کرو
امیر جمیل الدین کو شیخ عبد العظیم کے فتوے سے اطمینان تمام حاصل ہوگیا وہ جو اک ذرا سا خیال شراب کے ممنوع
ہونے کا تھا وہ بھی دل سے دور ہوگیا ابتو اور بھی دل امیر جمیل الدین کا الفت عشوہ ناز پری مین مضطر ہوا آخر
بے اختیار ہو کر عشوہ ناز پری سے امیر موصوف طالب جام شراب ہوا اتفاقاً سلطان ابو الحسن جوہر کو بھی اس حال سے
اطلاع ہوئی سلطان ابو الحسن جوہر کہ بڑے شوخ و شریر ہین جسوقت اُنکو اس کیفیت سے بخوبی اطلاع ہوئی اس ماجراے
عجیب و غریب سے متحیر ہوے کیونکہ امیر جمیل الدین بزم عیش رفقاے صاحب قران اکبر مین شراب سے اجتناب
رکھتا تھا اور کبھی کسی جلسہ مین شریک میخواری نہوتا تھا آج جو طالب جام شراب ہوا اسوجہ سے حیرت ہوئی غرض بعد
حیرت بسیار ابو الحسن جوہر نے عشوہ ناز پری سے آہستہ کہا کہ اے نازنین بیعدیل خبردار خبردار امیرزادہ جمیل الدین
کو ساغر شراب نہ دینا جبتک کہ امیرزادہ مذکور بصد منت و سماجت اور عجز و انکساری تمسے طالب بادہ نہو اسواسطے کہ
تمھارے انکار سے امیرزادہ کا دل تمھاری طرف زیادہ تر متوجہ ہوگا علاوہ اسکے ہمکو بھی یہ منظور ہے کہ آج امیرزادہ
جمیل الدین اپنی حرکت استغنا سے اور اُس انکار سے جو جلسۂ عشرت رفقا مین نسبت شراب کے کرتے آئے ہین
بخوبی تمام متنبہ ہون عشوہ ناز پری نے موافق کہنے ابو الحسن جوہر کے عمل کیا یعنے جب امیرزادہ جمیل الدین جام شراب
مانگتا تھا عشوہ ناز پری بہزار ناز و ادا انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ وہی جام ہی جس سے انکار کیا تھا اور ہمارے کہنے
کو کسی طرح پذیرا نہ کیا تھا امیرزادہ جمیل الدین آہستہ کہتا تھا کہ بیشک اُسوقت مجھ سے نادانی ہوئی مین نے تمکو
رنجیدہ کیا تھا کہنا نہ مانا اب ایک جام کے عوض مین دو چار ساغر مے پلا دو عشوہ ناز پری کہتی تھی کہ وہ وقت گیا وہ بات
گئی اب کیا ہوتا ہی اگر ہزار جام شراب بھی پیو تو بھی تمکو نہ دون کیونکہ مین نے کیسی کیسی قسمین تمکو دین اور کہا کہ جام
شراب پیو مگر تمنے نہ پیا اب تم مانگتے ہو مین نہ دونگی یہ کہکر عشوہ ناز پری اور اہل بزم کو ساغر شراب پلانے لگی امیر
جمیل الدین منھ دیکھکے رہگیا خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کیجاے کہ جس سے دل بیتاب تسکین پائے اور عشوہ ناز
پری بھی جو رنجیدہ ہی مجھسے خوش ہو بعد بڑی فکر کے یہ تدبیر تجویز کی کہ سواے عجز و انکساری کے اور کسی صورت مدعا
دل بر نہ آئیگا جام شراب ہاتھ نہ آئیگا یہ تدبیر تجویز کرکے امیرزادہ مذکور انتظار مین بیٹھا کہ اگر اب عشوہ ناز پری اسطرف
آئیگی تو جو تدبیر کہ ذہن نشین ہے ضرور ضرور عمل مین لاؤنگا تامل نہ کرونگا امیر موصوف یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ وہ غارت گر ایمان
یعنے عشوہ ناز پری جام و شیشۂ شراب دست نازک مین لیے ہوے ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کرتی ہوئی
قریب امیر جمیل الدین کے آئی اور صاحبان محفل کو بصد کرشمہ و ناز ساغر شراب پلانے لگی امیر جمیل الدین اسکے ناز

داندازکو دیکھکر بہت بیتاب ہوگیا اشارہ سے پاس اپنے بلایا اور پھر بہزار منت اور انکساری ساغر مے کا خواستگار ہوا عشوہ ناز
پری نے ہنسکے چپکے سے کہا کہ صاحب توبہ کرو یہ فعل ممنوع تمھارے لائق کرنے کے نہین ہی تم تو زہاد اور عبا دمین داخل
ہوا ور مردان پابند شرع مین شمار کیے جاتے ہو تمکو شراب سے کیا کام ہی نماز پڑھو روزہ رکھو خاک شفا کی تسبیح بر
ان اللہ مع الصابرین پڑھو شیطان پر لعنت کرو آرزوے مے نہ کرو کیونکہ پیشانی پر نشان سجدۂ پروردگار آشکار ہے
اس عمامہ اور عبا اور تقوے اور طہارت پر میخواری مزیب نہین ہے اشیاے حرام سے احتراز واجب ہی علاوہ اسکے
پابندی قول بھی انسان کو ضرور ہی جو کہا وہ کہا تم تو انکار کر چکے ہو خلاف مراد من علم ادب طالب شراب کیون ہوتے ہو بڑی
ذلت کی بات ہی اہل بزم کیا کہینگے جب صاحب قران اکبر کو یہ خبر ہوگی وہ بھی تمکو تلون مزاج تصور فرمائینگے پھر تمھارے
قول وفعل کا اعتبار نہ کرینگے حاصل کلام اس فتنہ روزگار آفت جہان سراپا ناز وانداز عشوہ ناز پری نے اس شوخی اور
شرارت سے بغمزہ وکرشمہ تقریر کی کہ امیر جمیل الدین کا دل اور زیادہ شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور بے اختیار رونے لگا
مگر اسطرح کہ اہل بزم کو ثبوت نہوا عشوہ ناز پری سرگرم ساقی گری ہوئی امیر جمیل الدین نے الفت ومحبت عشوہ ناز پری
مین اپنا حال ابتر کیا عشوہ ناز پری نے جب دیکھا کہ امیر جمیل الدین میرے عشق مین مبتلا ہوگیا ہی اور حال ابتر کیا ہی
اسوقت پھر عشوہ ناز پری بعد کرشمہ وعشوہ نزدیک امیر موصوف آئی اور اہل بزم کو بناز وانداز جام مے ناب پلانے لگی
اور امیر موصوف کا آتش رشک سے دل جلانے لگی پھر امیر جمیل الدین نے بے اختیار ہوکر اشارہ سے عشوہ ناز
پری کو بلاکر جام شراب کا سوال کیا اور کہا کہ او ظالم اب تو ظلم سے باز آ میرے دل کو زیادہ نہ جلا پہلو مین بیٹھ جا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے پلا کیونکہ دل کو اب تاب ضبط اور طاقت صبر باقی نہین ہے اگر اب کی مرتبہ بھی انکار کیا
یقین ہے کہ میری روح جسم سے نکل جائیگی تیری جدائی کا صدمہ نہ اٹھائیگی عشوہ ناز پری نے یہ سنکے بناز وادا جواب
دیا کہ پھر تمنے جام شراب طلب کیا اسقدر سمجھایا مگر کہنا نمانا خیر مین تمھاری جان کی دشمن نہین ہون یہ نہین چاہتی ہون
کہ تمھاری روح اس صدمہ ورنج کی وجہ سے نکل جائے یہ جام بلورین اور شیشہ شراب رکھا ہے جسقدر تمھارا دل چاہے
اپنے ہاتھ سے شراب پیو اور اپنے دل کو خوش کرو تم اپنے فعل کے مختار ہو مین تمھاری تو یہ شکنی نہین چاہتی مجھکو کیا
مطلب کہ بیکار عذاب مین گرفتار ہون تم ایسے متقی اور پرہیزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن کیونکہ مین نے خود اب توبہ
کی ہے اور عہد کیا ہی کہ کسی خدا پرست کو اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی میرا عہد اور توبہ مثل تمھاری توبہ کے نہین ہے
راوی کہتا ہی کہ جسوقت عشوہ ناز پری نے جام وشیشہ پیش امیر جمیل الدین رکھ دیا اور کلمات مذکور الصدر بناز وغمزہ
کہے اسوقت امیر جمیل الدین نے درد عشق سے ایک آہ سرد جگر سے کھینچی اور بگریہ وزاری یہ کہا

گر تو ساقی نباشی اندر بزم
کس چرا سوے بادہ میل کند
کشتی بادہ از کفت خوش ہست
یک نظر ہر کہ نرگست بیند
بر دو دور نہ رو سبیل کند
جام مے را بآن طفیل کند

آخرکار اس تقریر انکار و اصرار کو طول کھینچا ابوالحسن جوہر نے اس کیفیت سے صاحب قران اکبر کو عین بزم طرب میں جاکر اطلاع دی صاحب قران ذیشان اس کیفیت تازہ سے مطلع ہوکر بہزار اشتیاق دید تشریف لائے اور اس محفل میں ایک گوشۂ مخفی مین قیام فرماکر حال امیر جمیل الدین و عشوہ ناز پری ملاحظہ فرمایا اور کچھ گفتگو بھی جو فیما بین اسوقت ہو رہی تھی سنی یعنے امیر جمیل الدین عشوہ ناز پری سے موافق مذکور بالعد ر اسوقت بھی جام شراب طلب کر رہا تھا اور عشوہ ناز پری پہلو مین بیٹھی اور اپنے ہاتھ سے جام پلانے سے انکار کر رہی تھی اور امیر موصوف بصد منت اور بہزار خوشامد بگریہ وزاری و بیتابی و بیقراری کہہ رہا تھا کہ اے راحت دل عاشق و اے معشوق فائق۔ قطعہ

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم | بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم
سخن صریح بگویم نمیتوانم دید | کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم

شاہزادہ معز الدین ذیوقار اس ناز و نیاز معشوق و عاشق کو ملاحظہ کرکے نہایت ہنسے اور عشوہ ناز پری کو کہلا بھیجا کہ اب زیادہ اپنے شیفتہ اور فریفتہ کو نہ ستاؤ بہت رو چکا ہے اب نہ رولاؤ پہلو مین بیٹھکر اسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ آرزو سے امیر جمیل الدین بر لاؤ عشوہ ناز پری نے موافق حکم صاحب قران اکبر اپنے دست نازک رنگین سے ایک ساغر مئے ناب سے بھرا اور بہزار ناز و انداز و عشوہ و کرشمہ پہلوے امیر جمیل الدین مین بیٹھکر شراب ارغوانی سے جام بھرا اور پھر منہ سے لگا دیا امیر جمیل الدین نے خوش ہوکر جام بے دغدغہ انجام نوش فرمایا اور عشوہ ناز پری کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بعد مینوستی بجاے گزک خندہ بوسے سیب ذقن و لب و شیرین دہن کے لئے ساری کلفت دور ہوئی جان تازہ تن بیجان مین آئی مروہ فتح و سعت یابی غرضکہ صاحبقران ذیجاہ گردون بارگاہ نے حکم فرمایا کہ آج سے شب عروسی تک ایک شخص ادنی و اعلی سے بجشن محفل عشرت مین اور کسی طرح کا رنج و صدمہ نکرے اور جو درکار ہو سرکار سے لے صاحب قران ذیشان نے درخزانہ وا کردیے تھے کہ ہر شخص حسب مقصد دل چاہے سرخ و سفید بیتامل لیجائے اور صرف کرے اور کوئی آرزو اور حسرت اپنے دل مین باقی نہ رکھے اور یہی باعث تھا کہ جلساے عالی منزلت عالی مرتبت نے بزم طرب امیران صاحبقرانی اپنی اپنی قدر مراتب جدا جدا آراستہ کی تھی کہ ہر شخص بوجہ پاس و لحاظ لذت عشرت روحانی سے محروم نہ رہجاے غرضکہ عجب جشن بیعدیل سرزمین عشیرہ و علیین مین آراستہ ہوا کہ پیر فلک نے کبھی روے زمین پر ایسا جشن بینظیر اپنی مدت العمر مین نہ دیکھا تھا صاحب قران ذیشان رات دن مع رفقاے ذیوقار و سلاطین عالیوقار و سرداران نامدار نازنینان خوش گلو خوبرو کا رقص دیکھتے تھے اور گانا سنتے تھے اور تماشاے چراغان اور کیفیت آتشبازی دیکھتے تھے اور ہر روز مع جملہ رفقاے ذیوقار و نازنینان گلرخسار مرغزار عشرت مین بہزار عیش و نشاط اختلاط اور بوس و کنار مین مشغول اور معروف ہوتے تھے اور نازنینان مہ رو کے نغمہ خوش سنتے تھے وہ نازنینان خوش جمال اسطرح گاتی تھین کہ اگر زہرہ مطربۂ فلک انکے نغمۂ مرغوب کو سنتی متحیر ہوکر صورت تصویر ہو جاتی اور دعواے یکتائی دل سے دور کرتی اسی طرح شہر عشیرہ و علیین مین صدہا بلکہ ہزارہا مجالس عشرت آراستہ تھین اور ہر بزم مین رقص و نغمہ ہوتا تھا اہل بزم کو سرور بے اندازہ حاصل ہوتا تھا مردمان اہل بزم کو دمبدم ساقیان مہر لقا

جام بادۂ ناب دیتی تھیں خاص وعام کو سوائے شرابخواری اور نغمہ خوبرویان سُننے کے اور کوئی فکر نہ تھی جسوقت خواہش طعام ہوتی تھی ملازمان سلطان قیصر نوس خوان نعمت لاکر پیش کرتے تھے اور بحسن وخوبی مستعد کار رہتے تھے راوی کہتا ہی کہ سلطان قیصر نوس نے ایسی غذائین لطیف انواع واقسام کی تیار کرائی تھیں کہ کبھی کسی شاہ وشہریار نے ایسی اغذیۂ نادر وتحفہ واسطے دعوت کے کبھی تیار نہ کرائی ہونگی بلکہ خود کبھی نہ کھائی ہونگی مردمان خاص وعام سے جو شخص اُن اغذیۂ مذکور کو کھاتا تھا بے اختیار ہوکے تعریف کرتا تھا دل کو لذت حاصل ہوتی تھی روح خوش ہوجاتی تھی الحاصل صاحب قران اکبر ایک ماہ کامل سرگرم عیش وعشرت رہے یعنی دعوت وضیافت اور بزم طرب اور بادہ کشی سے لطف بیحد اور حظ وافر اُٹھایا کیے جب ہنگام ہمایون اور وقت مسعود اور روز حمید حکیم قطاس الحکمت نے واسطے عقد کے مقرر فرمایا تھا قریب آیا شاہزادۂ ذیجاہ فلک بارگاہ شہریار کشور گیر سلطان گردون سریر سیار عجائبات حلیم قسطاس الحکمت صاحب حشمت وشان وشوکت شکنندۂ طلسم سباع سبع وطلسم بیضا شہنشاہ بینظیر شہر وصحرا بادشاہ بلند بخت مالک تاج وتخت خسرو بیمثال صاحب دولت واقبال رشک سلاطین روزگار یعنے صاحب قران ذیوقار اُسی وقت سعید مین لباس عروسی سے ازسرنو آراستہ ہوکر تخت روان پر سوار ہوے اور بخدم وحشم اور بجلوس وتجمل لعبد شوکت وحشمت جانب مکان عروس عوم کیا سوائے سلطان اسمعیل عالیوقار وسلطان روح الملک تام وکمال سلاطین ذیوقار وشاہزادگان نامدار ورفقائے ذی مرتبہ وسرداران عالی درجہ وجملہ شاہزادگان بنی الجان عالیشان سواری شاہزادۂ ذیوقار کے جلو مین ہودانہ پیادہ حاضر تھے جلوس کی انتہا نہ تھی نوبت ونقارہ وقرنا وغیرہ سے گوش ساکنان فلک کر ہوے جاتے تھے شیر فلک کا دل دہلتا تھا پیر فلک خمیدہ ہوکر حیرت سے سیر اس برات کی دیکھ رہا تھا مردمان لشکری کی اسقدر کثرت تھی کہ حساب وشمار اُنکا ہو نہین سکتا جہانتک نظر کام کرتی تھی کثرت جلوس سے روے زمین نظر نہ آتا تھا اور جس تخت روان پر کہ صاحب قران اکبر سوار تھے وہ تخت واسطے صاحب قران اکبر کے سلطان قیصر نوس پدر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھیجا تھا کہ شاہزادۂ ذیوقار اس تخت نادر روزگار پر بجاے مرکب وفیل سوار ہوکر قدم رنجہ فرماے اور یہ تخت نادر روزگار صاحبقران اصغر کی دختران نیک اختر سے ایک دختر نے منونہ تخت سلیمانی واسطے اسی روز کے بنوایا تھا کہ داماد عالی نژاد سلطان قیصر نوس یوم عقد اسی تخت پر سوار ہوکر مکان عروس مین تشریف لائے اور یہ تخت مذکور جواہرات بیش قیمت اور بیبہا سے رونق پذیر ہوا ہی یعنے بڑے بڑے پارۂ جواہرات کہ جو دنیا مین اپنا مثل ونظیر نہین رکھتے اور کوئی شاہ وشہریار پارۂ جواہرات مذکور کی قیمت دے نہین سکتا اس تخت پر نصب کیے گئے تھے الغرض صاحبقران ذیوقار بہزار شوکت وحشمت وجلوس وتجمل مذکور الصدر باغ مراد بخش سے سوار ہوکر جانب مکان قیصر نوس روانہ ہوے۔ نظم

بہ آئین شائستۂ خسروی
ہمہ شہریار انش اندر جلو

برآمد شہنشہ بتخت نوی
زہے طالع شاہ داماد نو
پس و پیش تمکین و اقبال بود

روان شد سوی حجلۂ نو عروس
روان شد چو شاہنشہ کامگار
خجستہ مہ و دخترش سال بود

فلک کرد تحسین زمین پایبوس
شرف در یمین بود و دولت یسار

الحاصل اس شان و شوکت سے سواری صاحبقران والاشان روانہ ہوئی کہ ایسی کبھی کسی شہنشاہ ذیوقار و شہریار نامدار کی سواری زیر فلک بخدم و حشم و بجلوس و تجمل روانہ نہوئی ہوگی کیونکہ ہمراہیان سواری صاحبقران اکبر سراپا لباس نفیس جواہر نگار و پیراہن نادر روزگار سے مزین تھے کوئی شخص خاص و عام سے ایسا تھا کہ جو لباس زرتار اور جواہر نگار سے آراستہ نہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ صاحبقران عالیشان نے خلعتہاے طلسمی کہ جو نایاب زمانہ تھے اپنے رفقاے ذیوقار و سرداران نامدار اور جملہ مردمان فوج و لشکر کو علی قدر مراتب عنایت کیے تھے سوا اسکے سلطان قیصر نوس اور سلطان روح الملک نے بھی موافق قاعدہ جملہ شاہ و شہریار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار وغیرہ کو علی قدر مناصب و مراتب خلعتہاے پرزر مرحمت کیے تھے اسی سبب سے جملہ ہمراہیان سواری صاحبقران اکبر پیراہن ولباس پرزر و جواہر نگار سے آراستہ تھے اور روشنی اس شب شہر عرشیہ میں بقدر کثرت سے کی گئی تھی کہ گویا ہی ظلمت شب کافور ہوگئی تھی کور مادرزاد کو بھی افراط روشنی سے بخوبی تمام ہر مقام نظر آتا تھا زمین شہر عرشیہ مطلع نور تھی گویا شہر عرشیہ و علیین میں روشنی شمع طور تھی اگر حضرت موسیٰؑ بھی اُسوقت وہان موجود ہوتے اور روشنی کو ملاحظہ فرماتے عجب نہین کہ اُنکو غش آجاتا سبب افراط روشنی کا یہ تھا کہ قریب ہزار درخت روشنی کے جو آثار طلسم سے تھے جا بجا راہ مین نصب کیے گئے تھے اور فصیل کے ہر ایک برج اور کنگرہ پر قنادیل و آتشبازی عجیب و غریب حکمت و صنعت سے آراستہ اور روشن کی تھی کہ عقل انسان کی تو کیا حقیقت ہے فرشتے دیکھکر متحیر ہوتے تھے ؎ غرض از زمین تا سپہر برین ✦ تماشاگہے بود حیرت قرین ✦ غرضکہ صاحبقران اکبر بہزار جلوس و تجمل کرد قرا ایوان عروس میں تشریف لائے وہ ایوان بھی مانند عروس کے انواع و اقسام زینت سے آراستہ تھا اگر بالتفصیل تعریف اُسکی تحریر کیجاے تو طول از حد ہوگا اسوجہ سے اُسکا وصف نہین کیا گیا ناظرین مختصر پسند کے دل ملول ہونگے الحاصل صاحبقران اکبر تخت روان سے اُتر کے بہزار زیب و زینت مسند جواہر نگار شادی و عروسی پر جلوہ افروز ہوے اور سلاطین ذیوقار و شہریاران نامدار و رفقاے عالیوقار و سرداران تہور شعار علی قدر مراتب و مناصب مقامات مناسب پر جلوہ فرما ہوے نازنینان آدم نژاد و خوبرویان پریزاد کہ جو حسن و جمال میں عدیم المثال تھین اور علم موسیقی مین یکتاے روزگار تھین بصد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور گانے لگین بسبدم تہنیت دینے لگین ایسا رقص کیا کہ جملہ صاحبان بزم مسرور ہوے اور ایسا بناز و انداز نغمہ کیا کہ جمیع اہل محفل شاد ہوے اسی طرح ہزار ہا مقامات پر جہان جہان مردمان ہمراہی صاحبقران اکبر فروکش تھے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی صداے تہنیت تا فلک گئی اور ہر ایک بزم طرب اور محفل عشرت مین اسطرح نازنینان

مہ لقا اور ساقیان خوبرو نے ساقی گری کی کہ پیر فلک متحیر ہوا اور جام ماہ ساقیان سیم اندام کو دیکھا کر طالب مے ناب ہوا ہر شخص کو
بزم طرب مین نشۂ شراب اور نغمہ نازنینان لاجواب سے سرور حاصل تھا نازنینان زہرہ مثال رقص و نغمہ سے دلہاے
اہل بزم طرب اور قلوب صاحبان محفل عشرت کو خوش و محظوظ کرتی تھین اور ناز و ادا و کرشمہ سے اپنا شیفتہ و فریفتہ
کرتی تھاین ہر ایک شخص انکے شمع رخ پرنور کا پروانہ تھا کوئی جوان خوبرو بزم عشرت مین دوسرے جوان حسین سے
کہتا تھا کہ ہمکو تو یہ نازنین سبزہ رنگ بہت پسند ہی جو سامنے رقص کر رہی ہے اسکے ناز و ادا پر میرا دل مثل حنا پامال
ہوا جاتا ہی جوان دیگر یہ سنکے کہتا تھا کہ ہمین تو وہ نازنین مہ جبین مہر جمال عدیم المثال مرغوب ہی اسکا ہر نغمہ میرے دل کو
اچھا معلوم ہوتا ہی ہمکو تو اسی خوبرو سے الفت ہی دل چاہتا ہی کہ ہمبستر ہون لطف بوس و کنار بار بار اٹھائین الحاصل
بعد رقص و نغمہ جب ساعت سعید آئی حکیم قلطاس الحکمت عروس کیجانب سے وکیل مقرر ہوے اور شیخ احمد عرب
نے صیغہ نکاح پڑھکر دونون ماہ و مہر حسن و خوبی کو سلک عقد مین منسلک کیا بعد عقد خوانی پھر نازنینان خوبرو نے
ناچنا اور گانا شروع کیا راوی کہتا ہی کہ نازنینان مطربہ نے اسطرح بناز و انداز تہنیت دی کہ صاحب قران اکبر اور جمیع
صاحبان محفل عشرت نہایت خوش ہوے اور انعام وافر دیا بعد اسکے موافق قاعدہ و دستور صاحبقران اکبر کو محلسرا مین
طلب کیا جب صاحب قران ذیشان داخل در حرم سرا ہوے دروازہ حرم سرا کے یمین و یسار جو نازنینان گل رخسار
و پریزادان خوبرو و عنبرین مو مہ جبینان سیم اندام خوبرویان شیرین کلام با پیراہن زرتار جواہر نگار صف بستہ موجود اور ستادہ
تھاین پہلے پریزادان خوش جمال دست راست نے طبقہاے زر سرخ و جواہر سر صاحب قران اکبر پر نثار کیے
بعد ازان پریزادان دست چپ نے گلہاے نقرئی فرق صاحب قران ذیشان پر تصدق کیے ما تصدق کے وقت وہ
گلہاے طلسمی نادر روزگار پر بہار ہنگام نثار ایسے ضیا بار تھے کہ مانند کوکب رخشان کے نظر آتے تھے اور جسقدر پھول
صحن حرم سرا مین وقت نثار گرتے تھے متفرق و بلند ہوکر ہوا پر معلق رہتے تھے بالاے صحن حرمسرا ثابت ہوتا تھا کہ سقف
آسمان نو ہی علاوہ اسکے چراغدان سلیمانی بست شاخہ وغیرہ بلوری و طلائی مرصع بجواہر جابجا نصب تھے انمین روشنی
انواع و اقسام کی ہوتی تھی یعنے دمبدم ہر رنگ کی روشنی ظاہر ہوتی تھی اسی طرح صحن محلسرا مین سروہاے چراغان طلسمی
بقاعدۂ دائرہ نصب کیے گئے تھے انکی روشنی ایسی تیز اور صاف تھی کہ تمامی صحن محلسرا مطلع انوار معلوم ہوتا تھا سوا
اسکے ہر ایک قصر و ایوان مین نازنینان پریزاد رقص و نغمہ کرتی تھین اور ہر ایک قصر و ایوان مین بزم طرب و صحبت عشرت
ایسی برپا تھی کہ آواز نغمہ تا گنبد فلک پہونچتی تھی صاحب قران ذیوقار تخت روان پر سوار نازنینان پریزاد تخت کو
اٹھائے ہوئے جسوقت صحن سے حرم سرا مین لائین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ دائرہ سروہاے روشن کے
درمیان نازنینان پریزاد بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہین صاحب قران اکبر یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر بہت محظوظ
ہوئے اسی طرح اور دوائر روشنی کی سیر کرتے ہوے اور جابجا نغمہ نازنینان پریزاد سنتے ہوے آخر شب اس ایوان عالی منزلت

مین پہونچے جسجگہ تخت جواہر نگار پر ملکہ نوبہار گلشن افروز بلباس عروسی بصد زیب اور بہزار زینت رونق فزا تھی صاحبقران عالیوقار تخت روان سے اُترکے بہزار اشتیاق پہلوے ملکہ نوبہار گلشن افروز مین جلوہ گر ہوے اُسوقت دیکھنے والون کو یہ ثابت ہوتا تھا کہ دو کواکب پُرضیا ایک برج مین جلوہ افروز ہین یا ماہ و مہر نے ایک مطلع سے طلوع کیا ہے راوی خیال بند اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حسن و زیب و زینت اور لباس عروسی کی کیفیت بالتفصیل بیان کرے تو ایک دفتر طول علیحدہ اسکے مرتب ہو حقیقت مین مشاطہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اسطرح سنوارا تھا کہ فصل بہار بھی اگر دیکھتی تو منفعل ہوتی کیونکہ عجب گل رخسار کی تازگی تھی کہ رنگ گل آگے اُسکے کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے کہ جسنے صاحبقران ذیوقار کو ایک مدت دراز اور زمانہ بعید تک اپنی الفت و محبت مین بیقرار اور بیتاب رکھا ہے اور اپنے فراق مین برسون سرگردان اور پریشان کیا ہے اب وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز بالطاف باغبان قدرت گل دل کے پہلو مین صاحبقران اکبر کے نشاط اندوز ہے اور بہزار خواہش گل عقد شاہزادہ ذیجاہ مین آئی ہے الغرض بعد ادا ے رسوم معمولی مابین عروس و نوشاہ نسوان نے آئینہ رکھا اور باہمدگر عاشق و معشوق زوج و زوجہ نے مصحف رخ کو دیکھا اور اپنے دل مین مسبب الاسباب اور بر آرندۂ حاجات کا شکر ادا کیا بعد اس رسم کے خواتین پریزاد نے طبقہاے زر و جواہر نوشاہ و عروس کے سر پر نثار کیے ابو الحسن جوہر کہ شاہزادۂ ذیوقار کے پس پشت موجود تھا بمجرد نثار ہونے طبقہاے زر و گوہر کے بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گیا اور ایک ایک دانہ گوہر آبدار اور جواہر خوش آب اور زر سرخ و سفید چن چن کے زنبیل مین داخل کیا اور کسیکو ایک دانہ گوہر تک لینے نہ دیا اور نادرہ رازدار سے کہا کہ اے بی بی بیٹھی کیا ہو کچھ کام کرو جو کچھ کہ جواہرات اور زمین پر پڑا ہوا نظر آئے اُسکو اُٹھاؤ اور مجھکو دو مین نے تمھارے ساتھ اسواسطے عقد نہین کیا ہے کہ پلنگ کے اوپر بیٹھی رہو اور کچھ میرا کام نہ کرو مین ایک غریب آدمی ہون محنت و مشقت سے بسر اوقات کرتا ہون اگر تم خلاف میرے کہنے کے عمل کروگی تو یاد رکھو کہ مین اور کوئی فرمانبردار عورت سے نکاح کرونگا تمکو چھوڑ دونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہو تو اُٹھو اور جاروب لیکر یہان کی تمام خاک جمع کرو اور چھلنی مین چھانو یقین ہے کہ بہت سے دُر آبدار دستیاب ہونگے نادرہ رازدار نے جواب دیا ایسی اطاعت اور فرمانبرداری مجھ سے نہو سکیگی کیونکہ ایسے کام میری شان اور لیاقت کے خلاف ہین تمہین جھاڑو لیکر موتیون کی جستجو کرو اسدم خواتین پریزاد نے جو وہان موجود تھین ان دونو زن و شوہر کی گفتگو مذاق آمیز پر بے اختیار قہقہہ مارا اس اثنا مین حکیم قسطاس الحکمت اور سلطان قیصر نوس ایک جانب سے تشریف لائے صاحبقران اکبر نے دونون بزرگون کو بآئین شائستہ تسلیم کی سلطان قیصر نوس داماد کے تصدق اور قربان ہوا اور سجدۂ شکر درگاہ خدا مین کیا اور طبقہاے زر و جواہر فرق شاہزادۂ ذیجاہ پر نثار کیے سلطان ابو الحسن جوہر نے بڑھی چالاکی سے تمام زر و گوہر اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سلطان قیصر نوس دیکھکر متبسم ہوا مگر کچھ نہ کہا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت نے شہزادۂ نامدار سے ارشاد فرمایا کہ آج روز تمھارے عقد کا ہے ہمکو چاہیے تھا کہ کوئی تحفہ نادر تمکو دیتے مگر سواے اس

ہدیۂ محقر کے فی الحال اور کوئی چیز نہین ہے کہ تمکو دیجاے یہ فرما کر ایک پارچہ حریر شلث مغرق نقوش طلائی سے عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے صاحب قران ذیشان اس پارچۂ نادر کا نام نقش ظفر ہے اس نقش کو علم لشکر ظفر اثر پر باندھنا اور اس علم کا نام علم الظفر تمھارے خاندان مین رہیگا سلطنت اور حکومت تمھارے ہی خاندان مین رہیگی مگر جب بحکم خداوند عالم سلطنت اسماعیلیہ خاندان دیگر مین منتقل ہوجائیگی اسوقت وہ علم جسمین یہ نقش بندھا ہوا ہوگا مفقود ہوجائیگا پھر دستیاب کسی طرح نہوگا راوی کہتا ہے کہ آخرکار موافق ارشاد حکیم قطاس الحکمت کے وقوع مین آیا یعنے جب سلطنت اسمعیلیہ دوسرے خاندان مین منتقل ہوگئی اور زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ کے کہ آخر بادشاہ اسماعیلیہ سے تھا سیف الدولہ شامی نے ناگاہ خروج کیا اور انتزاع سلطنت ہوگئی علاوہ اسکے حکومت و سلطنت مصر و شام کی بھی بادشاہ اسمعیلیہ کے قبضہ و تصرف سے نکل گئی القصہ بعد تشریف لیجانے حکیم قطاس الحکمت و سلطان قیصر نوس وغیرہ کے صاحب قران اکبر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اُس قصر میں لائے جو خاص واسطے وصل کے آراستہ کیا گیا تھا اور وہان تخلیہ تھا تمام اسباب مسرت و عیش مہیا تھے مہ جبینان خورشید طلعت اور نازنینان پریزاد نے اُس قصر کو مانند عروس کے آراستہ کیا تھا اسوقت صاحب قران اکبر نے کثرت اشتیاق اور فرط محبت سے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اختلاط شروع کیا بعد بوسے لینے لب و رخسار کے وصل سے کامیاب ہوے ؎

چہ گویم چہ کرد آن شہ نامور ‌ ‌ بآن ماہوش دلبر سیمبر

مگویم چہ کرد آن شہ سرفراز ‌ ‌ بآن شمع صد محفل عز و ناز

چہ گویم چہ کرد آن شہ نامدار ‌ ‌ بآن گلشن افروز دل نوبہار

گر این راز سربستہ روشن کنم ‌ ‌ اگرچہ ہمہ صفحہ گلشن کنم

ولیکن نبود اقتضاے ادب ‌ ‌ کہ این نکتہ از دل برآید بلب

غرض آنچہ شہ کرد باآن نگار ‌ ‌ بود او نش عیش و بوس و کنار

نخستین بیاقوت او لعل سود ‌ ‌ پس آنگہ گہر را بران بہ فزود

چو شیر و شکر باہم آمیختند ‌ ‌ بسے شیرۂ جان بہم ریختند

زہم جان مشتاق شان کام یافت ‌ ‌ دل مضطرب نیز آرام یافت

شدہ ہر یک از دیگرے کامیاب ‌ ‌ زبان را لب شکر غذا داد آب

الحاصل شہریار ذیجاہ فلک بارگاہ رشک سلاطین نامدار صاحب قران ذیوقار اپنی مطلوبہ و محبوبہ سے ہمبستر ہوے اور بخوبی مراد دلی کو پہونچے بعد اسکے حسب الحکم جناب حکیم قطاس الحکمت چہل روز شہر عرشیہ مین جلوہ افروز رہے اور مرغزار عشرت وغیرہ باغات و گلشن مین بزمہاے عیش و طرب آراستہ رکھین اور رات دن ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے دل کو تسکین اور روح کو راحت بخشی سوا اسکے ہر روز سیر و شکار کرتے تھے اور بعیش و عشرت اوقات بسر کرتے تھے اسی طرح جملہ رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار بھی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ سے سرگرم عیش و راحت رہتے تھے راوی مختصر بیان اس جشن عروسی کا حال کہانتک ظاہر کرے بخوف طول قصہ انظہار سے باز رہتا ہے اور حوالہ اشتیاق پر کو بیان کے کرتا ہے بعد گذرنے چالیس روز کے حکیم قطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اب تمکو

لازم ہے کہ اول ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار وغیرہ خواتین کو بجلوس وتجمل بسیار قصر اخضر اور قریہ فردوس کیجانب روانہ
کرو تاکہ قبل تمہارے وہان پہونچکر یہ خواتین مذکور آرایش عروس اور آراستگی محفل عروسی مین شریک ہون اور ملکہ
خورشید لقا شمسہ تاجدار کو بہزار زیب وزینت حجلۂ عروسی مین جلوہ افروز کرین بعد ازان تم بھی قصر النیرین کیجانب عزم کرو۔
چنانچہ موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اکبر نے خواتین مذکورہ بالا کو اول بخدم وحشم اور بجلوس وتجمل وافر
روانہ کیا بعد ازان آپ بھی مع جملہ سلاطین ذیوقار وشاہزادگان عالیوقار ورفقاے نامدار وسرداران تہور شعار بہزار شوکت
وشان روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قصر النیرین مین داخل ہوے راوی کہتا ہو کہ سلطان قیصر قوس اور سلطان روح الملک
بھی ہمراہ سواری صاحب قران اکبر تشریف لاتے تھے۔ مگر شاہزادہ ذیجاہ نے ان دونون شاہان جلیل کو بعد
تکریم وتعظیم مقیم کیا تھا

داستان کتخدائی شاہزادہ نامدار ذیوقار عالی ہمت والامرتبت نورچشم سلطان اسمعیل عالی منزلت فخر سلاطین روزگار صاحبقران نامدار وآراستگی محفل عروسی سرگروہ خوبان جہان خاتون دوران ملکہ شمسۂ تاجدار ذیوقار غنچہ دہن رشک چمن مع دیگر واقعات حوالہ قلم عجلت رقم کی جاتی ہے

انجمن آرایان بساط سخن وبزم پیرایان انبساط سخن اس داستان سراپا شادی وخوشی کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب اس
عالی منزلت یعنی حکیم قسطاس الحکمت نے شہریار عالیجاہ عرش فلک بارگاہ فخر سلاطین جہان صاحب قران کشورستان
سے فرمایا کہ اے شاہزادۂ نامدار گردون وقار مبارک ہو کہ بفضل خدا سے تم اپنی معشوقان سیمتن غنچہ دہن یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز
وملکہ ناطقہ روشن بیان کے وصل حقیقی سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے اور اب وہ زمانہ سعید اور وقت حمید
آیا ہو کہ تم اپنے مقصد اصلی اور مراد دلی سے کامیاب ہو یعنے جسکے سبب سے تمنے اپنے والدین کی فرقت اور جدائی
گوارا کی اور ملک ومال کو چھوڑکر مصائب سخت اٹھائے تھے پروردگار کارساز نے اسی زمانہ فرقت کو یوم وصل سے مبدل
فرمایا جلد تر اس اختر سپہر خوبی اور ماہ فلک محبوبی یعنے ملکہ شمسہ تاجدار کے وصل سے بہرہ یاب ہوا چاہتے ہو صاحبقران
ذیشان اس مژدۂ جان بخش کو سنکر اسدرجہ خوش وخرم ہوے کہ پیراہن تن نازک مین تنگ ہوگیا غنچۂ دل جو پژمردہ
تھا شاداب ہوکے شگفتہ ہوگیا اور زمانۂ مفارقت کے تمام مصائب اور حالات جو ابتدا سے گذرے تھے
سب یاد آگئے اور وہی جوش الفت اور غلبۂ محبت ملکہ شمسہ تاجدار کا از سرنو دل مین پیدا ہوا اسوقت بے اختیار
صاحب قران نامدار نے کثرت عشق اور جوش الفت سے ایک آہ سرد کی اور خیال حسن وجمال محبوبہ مین ایسا محو

ہوے کہ مطلوبہ کو روبرو اپنے تصور کرکے کہنے لگے کہ اے مہر سپہر برتری و ای ماہ فلک دلبری باوجود اسکے کہ یہ تمھارا طالب وصال خرم وشاد وخوشحال ہے اور بخوبی تمام اطمینان ہی کہ تمھارے متاع حسن وجمال سے جلد تر کامیاب ہوگا اور زر نقد بوسہ اور گنجینۂ وصل حاصل کریگا مگر اس جوش عشق اور غلبۂ محبت کا اور درد الفت کا کیا علاج کرے کہ بیقراری دل سے عجب حال ابتر ہے اور طاقت صبر وضبط بالکل نہین ہے ای ملکہ دوران وای مایۂ راحت و آرام جان قسم ہے خدا کی کہ مین تم سے از حد خجل اور منفعل ہون کیونکہ مین نے اپنے خانۂ دل مین اور معشوقون کی یاد کو بھی جگہ دی تھی لیکن قسم بخدائے عز وجل کہ مین زمانہ دراز تک عالم بیخودی اور حالت دیوانگی مین مبتلا رہا اور مطلق مجھکو اپنے افعال نیک وبد سے خبر نہ تھی خیر اب بجز تمھارے خیال کے یاد معشوقان دیگر کا دل مین نام و نشان بھی نہین ہے ہر دم تمھاری ہی تصویر پیش نظر رہتی ہے اور ہر لحظہ تمھارا ہی خیال رہتا ہے۔

ای آنکہ کردہ از زلف روز از ان مدام	بگذار آنچہ بگذشت اکنون ہمان غلامم	امی آدم بسوی میخانہ بود در راہ	پیر مغان ز صہبا پر کردہ داد جامم
	بیخود شدم از ان جام نشناختم قدم	اکنون کہ خود شناسم دانم ہمان ام	

القصہ صاحب قران ذیشان بڑی دیر تک تصور وخیال ملکہ شمسہ تاجدار مین رہے اور تصویر خیالی ملکہ شمسہ تاجدار سے عذر واظہار عشق ومحبت کیا کیے بعد اسکے موافق حکم حکیم قسطاس الحکمت آراستگی جشن کتخدائی وآئین بندی کا حکم دیا چنانچہ موافق ارشاد شاہزادہ ذیوقار کارپردازان چالاک وچست نے تمامی باغ قصر النیرین کو از سر نو تازگی دی اور بخوبی تمام آراستہ کیا اور تا مکان عروس یعنے قریہ فردوس اور قصر اخضر تک زمین بیابان کو حسب الحکم صاحب قران اکبر روشنی چراغان وسامان آتشبازی وغیرہ سے زیب وزینت دی یعنے بہ نسبت جشنہاے مذکور الصدر اس جشن ہمایون کو زیادہ تر آراستگی دی گئی تھی اور جملہ طرح کا سامان عیش وعشرت موجود اور مہیا کیا گیا تھا اور اس جشن مین مجالس عیش اور مبارک صدہا ہزارہا بلکہ بیحساب وبیشمار آراستہ کی گئی تھین علاوہ اسکے جشن عالی مین ایک محفل خاص واسطے دیوان عشاق کے منعقد اور آراستہ کی گئی تھی چنانچہ انمین سے ایک حارث دیو تھا کہ اُسکا عقد اسی جشن عالی انعقاد پر موقوف تھا الحاصل سلسلہ بند داستان نے اس جشن عالی کی ترتیب قبل اسکے بیان کی ہے کہ قصر اخضر سے تا قصر النیرین وقلعہ یاقوت نگار وشہر عسکریہ تک آئین بندی کی گئی تھی اور اس وسعت مقامات کے گرد وپیش منازل سبع سباع بھی واقع ہوئی تھی اور دور وسعت عرض مین کوہ طوطی وغیرہ منازل واقع تھی اور یہ سب مقامات روشنی چراغان وسامان آتشبازی ودیگر تکلفات سے آراستہ ہوے تھے سوا اسکے چار بازار ایسے وسیع بہزار زیب وزینت آراستہ ہوے تھے کہ جان مردم نقد دل سے اجناس و اشیاے بازار مذکور کی مشتری تھی انمین سے ایک بازار مجالس ومعارک قصر اخضر سے قصر النیرین تک بصد تکلف اور بہزار زیب وزینت آراستہ ہوئی تھی اور یہ وہ بازار ہی جو خاص نزول اجلال سواری ہمایون کے واسطے مقرر ہے

اور اس بازار مین دو جانب قنادیل مرصع طلا و نقرہ لٹکی تھین اور زیادہ تر اشجار آرائش مینا کار اور چمنستان روشنی
ہر ایک راہ مین ترتیب دی گئی تھی سوا اسکے بازار مذکور الصدر مین ہر چوک تھی جو مکان عروس سے سرحد طلسم سبع سباع
تک ختم ہوئی تھی اور ہر ایک چوک مین سر میدان نہایت کشادہ بنائی تھی اور ہر ایک میدان حوض اور نہر اور باغات
اور سامان روشنی و آتشبازی و گلشن مصنوعی سے مملو تھی اسی طرح ایک بازار مکان عروس سے قلعہ یاقوت نگار تک
اور بازار قصر اخضر سے دروازۂ عجائبات تک اسی طرح بازار چہارم اور اس بازار چہارگانہ کا نام بازار عشرت رکھا تھا الغرض
اس جشن عالی کی وسعت ہر جانب بیس فرسنگ تھی اسی طرح قصر اخضر کی وسعت کو تصور کرنا چاہیے کہ ایسے بڑے جشن کو
کافی ہو گئی القصہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر اور گوہر بزم افروز
اور ملاحت پری اور نادرہ راز دار اور غمزۂ شیرین کار و بستان افروز و منطقۂ زرین کمر وغیرہ پریزادان خوش جمال و خواتین
طلسم عدیم المثال موافق ارشاد صاحب قران ذیشان و حکیم قسطاس الحکمت عالی مکان قصر اخضر مین آئین ان
خواتین ذی وقار کے رہنے کے واسطے اُس قصر عالی منزلت کے ایوان و قصور مقرر اور معین ہوئے چنانچہ خلدانہ ماہرو و
سروسہی و طرہ مشکین خال و سنبلہ ماہ پیکر وغیرہ خواتین مقیم قصر اخضر خواتین پریزاد کی تواضع کے واسطے مقرر تھین غرض جب
تمام و کمال سامان جشن انعقاد پا چکا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اس امر کا تمکو اختیار
حاصل ہے اگر مناسب جانو تو پہلے اپنی کتخدائی کے اپنے رفقاے باقیماندہ کو اس ترتیب سے کہ اول نکاح میر محمد کا سروسہی
سے فرماؤ اور بعد اسکے یعقوب حرانی کو طرہ مشکین خال سے منعقد کرو بعد ازان عقد امیر محمد سنبلہ ماہ پیکر بنت اشبوط دیوی
سے بعد اسکے عقد شدید الشداد جہان پہلوان ثانی رستم دستان منورہ بانو خواہرزادہ سمعاج اژدر در سے ہونا چاہیے
بعد اسکے عقد امیر یوسف کا شعلہ فارسیہ سے بعدہ نکاح اسلم بن سالم کا زنگاوہ زنگاری پوش سے بعد اسکے عقد
طیفور نیزہ باز کا دختر الواح بن التوم سے بعد ازین قطور دریاباری کو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کرو بعد اسکے عقد
ترک سخت کمان کا دختر قلاب شاہ سے بعد اسکے سلطان ابو الحسن جوہر کو خلدانہ ماہرو بنت عمران شاہ سے منعقد کرو
اور اگر یہ امر بہتر ہو تو پہلے اپنی ہی کتخدائی کرو صاحب قران اکبر نے یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت سنکے ارشاد کیا کہ ہمکو تو یہ منظور
ہے کہ پہلے جملہ رفقاے باقیماندہ کے عقد و نکاح خواتین مذکور سے ہو جائین بعد اسکے ہم اپنا عقد کرین کیونکہ رفقاے
مذکور اپنی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ کے عشق اور فراق مین مضطر اور بیتاب ہین ہمکو لازم ہے کہ پہلے
اُنکی مرادولی کی فکر کرین ۔ حکیم قسطاس الحکمت نے یہ کلمات صاحب قران اکبر سے سُنکے
بہت تحسین کی اور فرمایا اے شاہزادۂ ذوالفہم ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ تم نے کیا ہے الغرض بعد اس
تقریر کے شاہزادۂ عالیجاہ گردون بارگاہ نے جملہ رفقاے مسطور کو اُنکے مقامات معینہ کی طرف روانہ
کیا یعنے جو مقام جس رفیق کے عقد کے واسطے مقرر کیا گیا تھا وہان اُسکو روانہ کیا اور یہ بھی فرمادیا



کہ ہرایک نامدار اُس مقام معینہ سے لباس عروسی وکتخدائی سے آراستہ ہوکر بجلوس وتجمل علے قدر مراتب قصر اخضر مین جاے اور اپنی مطلوبہ کو بعد عقد اپنے مقام معینہ مین لے آئے چنانچہ صاحب قران اکبر نے امیر محمد اور یعقوب حرانی کو قلعہ یاقوت مین بھیجا اور شدید الشدائد کو مع طیفور نیزہ باز شہر از قریہ کو روانہ کیا کیونکہ اُنکے جشن عقد کا وہی مقام قرار دیا گیا تھا اسی طرح ہرایک عروس کا مقام قصر اخضر مین ملکہ غمسہ تاجدار کی طرف سے مع جملہ سامان جدا جدا مقرر ہوا تھا اور شاہزادہ نامدار صاحب قران ذیوقار نے بھی ہرایک سردار تہور شعار کے پاس چالیس سرداران نامدار بہر آراستگی وترتیب بزم عروسی مع جملہ سامان کے روانہ کیے تھے چنانچہ امیر یوسف مع چالیس سرداران ذیوقار امیر محمد یعقوب حرانی کے پاس قلعہ یاقوت نگار مین گئے تھے اور علاوہ ان سردارون کے اکثر عیار نامدار بھی مانند نہنگ مصری اور زرنگ مصری وسمناک مصری وغیرہ اس جشن مین شریک تھے اسی طرح امیر شجاع الدین کو مع چالیس سرداران نامی کے امیر سیف الدین کے پاس متانت حصار مین بھیجدیا اور یہی دستور وقاعدہ ہرایک سردار کے واسطے مقرر کیا بعد اسکے صاحب قران ذیجاہ ہنگام عقد ونکاح ہرایک سردار کے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے اور ہرایک کے بزم عروسی کو رونق دیتے تھے چنانچہ قنطور نوجوان کو اُسکی معشوقہ مرجانہ عنبرین مو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کیا اور ترک سخت کمان کو بعد عقد قنطور نوجوان ملک آتش ملک کہ ماہ خوبان اور ماہ ترکان بھی لقب رکھتی تھی سلک عقد

نکاح کیا بعد اسکے طیفور ریزہ باز کو اُسکی مطلوبہ الواحہ خاتون سے منعقد کیا اسی طرح شدید الشداد کو منورہ بانو خواہرزادہ سمعاج
اژدر کے وصل سے شاد کام کیا اور اسلم بن سالم کو زنگاوہ زنگاری پوش بنت نجاشی سے منعقد کیا اور بعد اس نکاح کے
امیرزادہ سیف الدین کو بصد شوکت وحشمت شعلہ فارسیہ کے عقد سے کامیاب کیا اور امیر محمد کو لعبد خوبی دختر اشبوط دیلمی
سے منعقد کیا اور روز دوم ملکہ سروسہی کو امیرزادہ امیر محمد کے عقد سے ممتاز کیا اور اُسی شب جشن مین طرۂ مشکین خال کو
یعقوب حرانی سے بہزار شان وشوکت منعقد فرمایا اور خرامان پری کو بھی جو کنیزان ملاحت پری سے تھی یعقوب حرانی کے
عقد سے سرفراز کیا جس وقت یہ جملہ عقد ونکاح ہوچکے اور ہر ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے لطف وصل اُٹھا لیا
صاحب قران عالیجاہ نے حکم دیا کہ سامان جشن از سر نو آراستہ ہو اور جملہ مردمان خاص وعام کو اس جشن عالی کی خبر
دیجاے تاکہ سب اس جشن عقد مین آکر شریک ہون اور شروع جشن سے انتہاے جشن تک تمامی خاص وعام سلطان
ابوالحسن جوہر کے مہمان رہین اور جو چیز اکل وشرب اور زر وجواہر وغیرہ سے چاہیے ہو بلے تامل طلب کرے اور زمانہ جشن
کا قبل عقد دس یوم اور بعد نکاح ہفت روز معین ہوا ہے یعنے ہیجدہ روز تک یہ جشن بخوبی رہیگا چنانچہ موافق ارشاد
صاحب قران اکبر کارپردازان سلیقہ شعار دانا ے روزگار نے آراستگی جشن عروسی بخوبی تمام کی اور قبل سے بھی زیادہ
رونق دی اور جملہ خاص وعام کو اس جشن عالی کی اطلاع دی جو لوگ دور دراز مقامات پر تھے اُنکو بھی خبر جشن عروسی
دے دیگئی بمجرد اطلاع مردمان خاص وعام اپنے اپنے مقامات سے علی قدر مراتب بخدم وحشم لشوکت وشان بفوج ولشکر
حاضر ہوے اور بعد حصول ملازمت وقدمبوسی صاحب قران اکبر شریک جشن عروسی ہوے ہر طرف نقارہ تہنیت و
شادمانی بجنے لگا طبقے زمین کے صداے نقارہ ہاے تہنیت سے ہلنے لگے اور آواز شہنا سے کان کے پردے
شق ہونے لگے خلاصہ یہ کہ صداے نقارہ وشہنا اسقدر بلند ہوئی کہ تا فلک پہونچی ایک روز اثناے جشن مذکور مین
مرزبان بن بہرام براے شکار لشکر ظفر اثر سے چلا اور صحراے سبزہ زار مین جاکر شکار کھیلنے لگا ناگاہ ایک غزال بے مثال
مرزبان کو نظر آیا مرزبان اُس آہو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اسپ صبا رفتار عقب آہو براے صید وشکار
دوڑایا وہ غزال مرزبان کو دیکھکر ایک طرف صحرا مین روان ہوا تھوڑی دور جاکر وہ آہو نظر مرزبان سے غائب ہوگیا
اُسوقت مرزبان نے نہایت افسوس کیا اور کہنے لگا کیا اچھا آہو تھا نہین معلوم کہان جاکر پوشیدہ ہوا مرزبان یہ کہرہا تھا
اور افسوس کر رہا تھا کہ یکایک آذر بکر دختر آذر شاہ سے دوچار ہوا کیونکہ وہ نازنین مہ جبین بھی اُس روز واسطے تفریح طبع
کے ایک باغ پر بہار مین جاتی تھی یکایک بوجہ تموج ہوا سکھپال کا پردہ ایک جانب سے ایسا بلند ہوا کہ مرزبان بن بہرام نے
اُس خورشید لقا کو بخوبی تمام دیکھا اور اُسکے حسن دلفریب اور چہرۂ بے نظیر کو دیکھکر ہزار جان ودل سے عاشق ہوگیا
تیر مژگان نازنین مذکور سینہ بہرام کے پار ہوگیا گھوڑے سے بے اختیار زمین پر گر کے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا دیکھیے
حضرت عشق کی کار پردازی وہ نازنین مہ جبین بھی مرزبان کی جوانی وصورت کو دیکھکر مائل ہوئی لیکن بوجہ شرم وحجاب اور

بسبب مردمان ہمراہی کے مرزبان کے سرکو زمین سے اُٹھا کر اپنے زانو پر نہ رکھ سکی اور لخلخۂ زلف معنبر سونگھا کر اپنے سودائی کو ہوش مین نہ لاسکی اور بمجبوری باغ مین چلی گئی ادھر بعد بڑی دیر کے مرزبان کو ہوش آیا مردمان ہمراہی نے مزاج پوچھا مرزبان نے حال نازنین مذکور کے دیکھنے کا اور اپنے عاشق ہونے کا بیان کیا مردمان ہمراہی تسلی و تشفی دے کر مرزبان کو اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر مین لائے اور کل حال مرزبان کا روبروے صاحبقران اکبر جا کر اظہار کیا صاحب قران اکبر نے جسوقت یہ حال مردمان لشکر سے سُنا اُسی وقت آذرشاہ کو طلب کر کے اُسکی دختر کی خواستگاری کی آذرشاہ نے بخوشی خاطر منظور کیا اور قبل عقد ابوالحسن جوہر صاحب قران ذیشان نے مرزبان کو آذربکر دختر آذرشاہ سے بعدہ خوبی منعقد کر دیا مرزبان وصل آذربکر سے نہایت خوش ہوا اسی طرح ایک دن عوجان بن مرجان نے خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ معین آرزومندان زمانہ دو روز سے اس فدوی کا حال بہت ابتر ہے اگر حضور اس خاکسار کے مدعاے دلی کے مقدمہ مین سعی نہ فرمائینگے تو یقین ہے کہ بہت جلد اس ناکام کا کام تمام ہو جائیگا جب یہ تقریر عوجان بن مرجان کی صاحب قران اکبر نے سُنی ارشاد فرمایا کہ مفصل اُس مدعاے دلی سے ہمکو اطلاع دو تاکہ اُس بابت مین کوشش کیجاے عوجان دلاور نے عرض کیا اے شہریار کشورستان اصل کیفیت یہ ہے کہ نصروان شاہ ربیعی مقتول کی ایک دختر رشک قمر ناصرہ گل رخسار نام حسن مین ماہ تمام لشکر ظفر اثر مین موجود ہے اور حال اُسکا یہ ہے کہ ربیعا تام بہادر جو فی الحال مسلمان ہوا ہے اور دائرہ اسلام مین داخل ہوا ہے اور فوج دریاموج مین مقیم ہے بعد قتل نصروان شاہ ربیعی اُس نازنین ناصرہ گل رخسار کو لے آیا تھا اور اُس سے خواستگار وصل ہوا تھا لیکن مہ جبین نے اسکے وصل سے انکار کیا اور کسی طرح وہ نازنین ابتک راضی نہین ہوئی کل اتفاق سے ایک عورت اس کمترین کے پاس آئی اور اُسنے تمام حال جو خادم نے عرض کیا ہے بیان کیا اور ایک ورق تصویر بھی اُس مہ جبین کا مجھکو دیا یہ جان نثار دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال اور شکل بے مثال کو عاشق ہو گیا ہے ہر چند یہ فدوی ضبط کرتا ہے مگر کسی طرح نالہ و زاری اور بیقراری اُسوقت سے ابتک موقوف نہین ہوتی ہر وقت اُسی کا خیال رہتا ہے اُسی کی جدائی کا ملال رہتا ہے جسوقت صاحب قران اکبر نے عوجان سے تمام و کمال کیفیت سُنی ناصرہ گل رخسار کو بعد عقد عوجان کے حوالہ کیا دل عوجان وصل ناصرہ گل رخسار سے باغ باغ ہو گیا چمن مراد مین بہار آئی بیقراری دل دور ہوئی روح نے راحت پائی صاحب قران ذیوقار کا شکر گذار ہوا بعد اُسکے زمانہ عقد سلطان ابوالحسن جوہر آیا صاحب قران ذیشان نے ابوالحسن جوہر کو لباس خسروانہ سے آراستہ فرما کر ایک مرکب پریرو پر سوار کیا تمام و کمال سلاطین عالی خصال و شاہزادگان ذیوقار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار و جملہ نامداران یکتاے روزگار پیادہ سواری سلطان ابوالحسن جوہر کے ہمراہ تھے یہانتک کہ صاحب قران اکبر بھی بپاس خاطر و بخیال حقوق سلطان ابوالحسن جوہر پیادہ چند قدم تشریف لے گئے لیکن ابوالحسن جوہر نے بمنت و سماجت صاحب قران والاشان کو سمند بیمثال پر سوار کیا اور بعد اسکے تمام و کمال سلاطین اور شاہزادگان

ذی رتبہ اور جملہ رفقا و سرداران عالی درجہ کو بھی مرکبہاے سبزرنگ و ابلق پر سوار کیا اب جملہ نامداران جہان اسپان صبا رفتار پر سوار ہوکر جلو میں روانہ ہوے اور تمامی راہ شب کو کیفیت روشنی و تماشاے آتشبازی دیکھتے ہوئے اور قطع منازل کرتے ہوے سات روز میں قریہ فردوس تک بصد جلوس و تجمل اور نوبت و نقارہ شادی ہوتے پہنچے اُس طرف قریہ فردوس کو حکیم قطاس الحکمت اور پادری اڈروس نے مانند عروس تازہ آراستہ کیا تھا اور عمران بن جنید والد ملکہ خلدانہ کو ایک ایوان الیسار فیع و وسیع ملکہ شمسہ تاجدار نے واسطے جشن عروسی کے دیا تھا کہ گویا وہ ثانی قصر اخضر تھا سلطان عمران شاہ کی زوجہ خالدہ بانو نے اپنی دختر رشک قمر یعنی ملکہ خلدانہ کو انواع و اقسام تزئین سے ایسی عروس بیعدیل و بینظیر بنایا تھا کہ خواتین دیگر دیکھکر رشک کرتی تھین اور جملہ خواتین قصر اخضر بزم عروسی ملکہ خلدانہ ماہر و مین شریک تھین مگر ملکہ شمسہ تاجدار اسوجہ سے شریک نہین تھین کہ حجلۂ عروسی مین مقیم تھین ورنہ ضرور شریک ہوکر جملہ سامان عروسی ملکہ خلدانہ جبین خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتین الحاصل جب خبر آمد سواری عمران شاہ کے سُنی تو بجمیع فوج و لشکر و بصد جلوس و تجمل شہر فردوسیہ سے باہر آیا اور استقبال کر کے سلطان ابوالحسن جوہر وغیرہ کو اپنے ہمراہ شہر فردوسیہ مین لیگیا اور ایوان عالی مین مقیم کیا نازنینان ماہرو و زنان خوش گلو حاضر ہوئین رقص و نغمہ ہونے لگا جام شراب چلنے لگا عمران شاہ کی طرف سے دعوت و ضیافت صاحبقران اکبر و سلطان ابوالحسن جوہر وغیرہ کی ہونے لگی غرض دو روز تک اچھی طرح بزم عیش و محفل عشرت آراستہ رہی ابواب دعوت و مہمانی کشادہ رہے ہر ایک شخص نہایت مسرور ہوا لیکن تیسرے روز جب ساعت سعید اور وقت قریب آیا قاضی احمد عرب نے ملکہ خلدانہ ماہرو کو سلطان ابوالحسن جوہر سے منعقد کیا۔

نظم

قاضی احمد را طلب فرمود شاہ
عقد خلدانہ بجوہر خواندہ اند

باکمال اقتدار و عز و جاہ
بر سر ایشان گہر افشاندہ اند

تا بخواند عقد سلطان بوالحسن
عشرت از ہر گل زمین گل کردہ اند

با سر اقبال خوبان زمن
شد شگفتہ ہر کہ دل افسردہ اند

تہنیت گفتند شاہانش ہمہ
آفرین خوان شہریارانش ہمہ

القصہ بعد عقد سلطان ابوالحسن جوہر کو مجلس مین طلب کیا سلطان ابوالحسن جوہر بصد خوشی و خرمی مسند عروسی پر پہلوے خلدانہ ماہرو مین جاکر بیٹھا جب درمیان عروس اور ابوالحسن جوہر کے آئینہ آیا اور باہم طالب و مطلوب نے ایک دوسرے کی صورت زیبا اور شکل خوب کو دیکھا سلطان ابوالحسن جوہر کثرت محبت اور افراط عشق سے ایسا بے اختیار ہوا کہ عروس سے لپٹ کے لب و رخسار رنگین کے بوسے متواتر لینے لگا اور ہاتھ جانب سینہ عروس بڑھانے لگا کچھ خیال نازنینان مجلس کا بھی نہ کیا کہ صدہا خواتین سامنے موجود ہین جسوقت خواتین مجلس نے یہ کیفیت دیکھی بعضی عورتین مسکرائین اکثر خواتین نے قہقہہ مارا بہت سی عورتین ابوالحسن جوہر کو ایسا شریر اور شوخ دیکھکر باہم گرآہستہ کہنے لگین کہ دیکھا بوا یہ موا کیسا شریر ہے گویا شیطان مجسم ہے ذرا بھی اسکو شرم و حیا نہین ہے بڑا بیغیرت ہے دوسری عورت نے یہ سنکے

جواب دیا کہ بی بی شاید تم نہین جانتی ہو یہ میان نوشاہ بڑے پاک ذات ہین شیطان بھی انسے دور دور بھاگتا ہے صاحبقران
اکبر کے عیار ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی لونڈی بنتے ہین کبھی ناچتے ہین کبھی گاتے ہین رنگ وروغن انکے پاس ایسے ہین
کہ کبھی بڈھے بنجاتے ہین کبھی مانند ساحر کے اپنی صورت بنالیتے ہین جہان شیطان کا بھی گذر نہو یہ وہان جاتے ہین ہزارون
مکر فریب جعل دغابازیان انکو یاد ہین بڑے بڑے دانایان جہان کو یہ جناب دام فریب مین گرفتار کرلیتے ہین انکے پاس
ایک زنبیل ہے قارون کی دولت سے بھی سوا اُسمین روپیہ وغیرہ ہے ہزارہا آدمی اُسمین قید ہین شہر آباد ہین دریا جاری
ہین انسے خدا اپنی پناہ مین رکھے خدا نکرے کہ یہ کسی کے دشمن ہوجائین پھر اسکی جان کا بچنا محال ہے اور یہ جو تم کہتی ہو
کہ خلدانہ ماہرو کو پیار کیا گلے سے لگایا کچھ حجاب نہ کیا یہ تو اُنکے نزدیک کوئی غیرت کی بات نہین ہے اسکی شکایت بیکار ہے
وہ عورت یہ تقریر سُنکے نہایت متحیر ہوئی ناگاہ ایک عورت نہایت گھبرائی ہوئی گرتی پڑتی ہانپتی ہوئی اور آئی اور ان دو
عورتون کو ایکجا کچھ باتین کرتے ہوئے دیکھکر آپ بھی ٹھہر گئی دوپٹہ جو سر سے اُتر گیا سینہ کھل گیا تھا درست کرکے اوڑھا
سینہ کو جو پسینے سے تر ہوگیا تھا رومال سے پوچھا ان دونون عورتون نے اس عورت سے سبب اسقدر پریشانی کا
دریافت کیا اُس عورت نے کہا کہ غضب ہوگیا ملکہ خلدانہ ماہرو کی تقدیر کیا بُری تھی قصائی کے ساتھ بیاہی گئی ملکہ
کے والدین نے افسوس دریافت نہ کیا لڑکی کو دریا مین ڈبودیا ان دونون عورتون نے تقریر اُس عورت کی سُنکے کہا
کہ کچھ حال صاف صاف کہو ہمتو نہ سمجھے کہ تمنے کیا کہا اُس عورت نے چھاتی پر ہاتھ مارکے کہا کہ مین ابھی قریب ملکہ خلدانہ
کے کھڑی ہوئی تھی یکایک اس نگوڑے نوشاہ نے ملکہ کے لب اور رخسارے کے منھ پھیلا پھیلا کے دانت بڑے بڑے
نکال نکال کے ایسے بوسے لیے اور ایسا اُسکے گالون کو کاٹا کہ تمام لہو نکلنے لگا بوٹیان کاٹ کاٹ کے اُڑادین بی بی مین
سچ کہون مجھ سے نہ دیکھا گیا مین وہان سے بھاگی تمکو دیکھکر یہان ذرا ٹھہری ابھی تک میرے حواس درست نہین
کلیجہ بلیون اچھل رہا ہے رہ رہ کے مجھکو یہی خیال آتا ہے کہ اسوقت تو اس موذی نے میری بچی کا یہ حال کیا ہے رات
کو کیا غضب کریگا مارہی ڈالیگا دریا سے خون بہادے گا میری گود کی کھلائی ملکہ خلدانہ نازک بدن کاہیکو تاب لاسکیگی
خدا میری بچی کی جان کو اس قصائی سے بچائے یہ دونون عورتین اُس عورت کی باتون پر خوب ہنسین الغرض ابوالحسن
جوہر بعد پیار کرنے کے عروس کو آغوش مین مثل دل کے لیکر حجرۂ خلوت مین داخل ہوا جسوقت دایہ مذکور الصدر نے
دیکھا کہ سلطان ابوالحسن جوہر ملکہ خلدانہ کو حجرہ مین لیگیا اب تو دایہ مذکور نے سر کو پیٹ کر سینہ پر ہاتھ مارکے سر پر
سے دوپٹہ اُتار کے بیقراری مین پھینک دیا جوتا پانون سے اُتار کے ننگے پیر ننگے سر چیختی چلاتی ہوئی دوہائی دیتی ہوئی
دروازۂ حجرہ پر پہونچی اور بمنت وسماجت ہاتھ جوڑ جوڑ کے کہنے لگی اے دولہا میان خدا کے واسطے ابھی میری بچی سے
کوئی بات نکرنا اُسکو نستانا اُسکی طبیعت اچھی نہین ہے پنڈا میری بچی کا کئی دن سے پھیکا ہے علاوہ اسکے یہ کیسا
حرکت نامعقول اور خلاف دستور ہے کہ قبل اداے رسوم شادی وعروسی تم عروس کو بے تکلف حجرے مین لے گئے

دروازہ کھولو باہر نکلو یا قبانندہ رسوم عروسی کو ختم تو ہونے دو لعبدہ تمکو اختیار ہی دیکھو مین ابھی آہستہ آہستہ کہتی ہون پھر
تمام محل مین غل مچاؤنگی صاحب قران سے تیری شکایت کرونگی اگر وہ بھی نہ سنین گے تو عدالت فوجداری مین نالش
کرونگی لہو نکالنے کا دعوے کرونگی قید کراؤنگی کالے پانی بھجواؤنگی مجھکو کمزور نہ جاننا میری منت اور سماجت پر یہ نہ خیال
کرنا کہ یہ عورت کیا کریگی قسم کھاکے کہتی ہون مین بہت بُری طرح سے پیش آؤنگی ابو الحسن جوہر درون حجرہ ملکہ خلدانہ کو پیار
کر رہا تھا دایہ نے لاکھ فریاد کی مگر ابو الحسن جوہر نے کچھ جواب نہ دیا اپنے کام مین مشغول رہا جب دایہ نے دیکھا
کہ ابو الحسن جوہر حجرہ سے باہر نہین نکلتا نہین معلوم کیا کر رہا ہی اور زیادہ بیتاب ہوئی اور حجرہ پر اپنے سر کو پھوڑنے لگی ایک
خشت مسلم سے اپنے سینہ کو پیٹنے لگی فریاد و فغان بلند کی اور پکاری ارے لوگو دوڑو میری بچی کو لیجا کر یہ قصائی حلال کرتا ہے
ایک بیگناہ کا خون کرتا ہی دایہ نے جو صدائے نالہ و فغان بلند کی جملہ خواتین محلسرا دوڑین کہ یہ کیا ہوا دایہ ملکہ خلدانہ کیون
اسقدر چلاتی ہے اپنی جان دیئے دیتی ہے جسوقت حجرہ پر خواتین محلسرا کا ہجوم ہوا اور اکثر عورتون نے دایہ مذکور سے سبب
نالہ و بکا دریافت کیا دایہ نے جواب دیا کہ دیکھو ابو الحسن جوہر نگوڑا میری بچی کو لیکر اس حجرہ مین گیا ہی پکارتی ہون نہین آتا
نہین معلوم میری پیاری بچی سے کیا کر رہا ہے کہ اسکے کراہنے کی آواز آتی ہے خواتین محل دایہ کی گفتگو گھبرائی ہوئی سُنکے بہت
ہنسین ہر ایک عورت کثرت خندہ سے فرش زمین پر بیتاب و بیقرار ہوئی خواتین ہزار چاہتی تھین کہ نہ ہنسین مگر ہنسی کسیطرح
موقوف نہوتی تھی ادھر تو خواتین محلسرا کا در حجرہ پر جماؤ ہی ہنسی کے مارے ہر ایک عورت کی عجب کیفیت تھی مگر اسطرف
دایہ بسطوہ نے در حجرہ خشت سے توڑنا شروع کیا اور بُرا بھلا ابو الحسن جوہر کو کہنا اختیار کیا اُسوقت ابو الحسن کے عیش
مین خلل آیا پکار کے کہا کہ اے مادر مہربان اسوقت در حجرہ سے چلی جاؤ میرے عیش مین خلل انداز نہو مین رسوم عروسی کا قائل
نہین ہون ہرگز ہرگز باہر نہ آؤنگا جبتک مدعائے دلی حاصل نہ کرلونگا تمھاری رسوم عروسی سے مراد یہی ہی کہ درمیان میرے
اور خلدانہ کے باہم الفت اور محبت رہے اس امر کو مین بغیر تمھارے کہے ہوے عمل مین لایا یعنی مین نے اچھی طرح ملکہ خلدانہ
کو تمھارے سامنے سینے سے لگایا خوب پیار کیا اب اُن رسوم کی کچھ احتیاج نہ رہی دل مل گیا لہذا بہتر یہ ہی کہ اب مجھکو نہ ستاؤ
یہان سے چلی جاؤ دایہ نے یہ سُنکے جواب دیا ارے نگوڑے مرے موڈی کاٹے خبردار میری لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا بہتر تجھکو
یہین ہے کہ باہر چلا آ ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگی اُسوقت ابو الحسن کو دایہ کی گفتگو سے ہنسی آئی پکار کے کہا
کہ او نالائق اگر تجھکو دیکھنا اُس فعل کا جو مین کرونگا منظور ہے تو بھی آ مین دروازہ حجرے کا کھولے دیتا ہون جسوقت
خواتین محلسرا نے یہ گفتگو سلطان ابو الحسن جوہر کی سُنی دایہ کو کشان کشان صحن محلسرا مین لی آئین مگر ہنسی کے سبب سے
زمین پر لوٹی جاتی تھین ادھر جب ابو الحسن نے دایہ کی تقریر بیہودہ سے فرصت پائی بفراغ خاطر واسطے قلعہ کشائی کے
مستعد ہوا آخر بقوت تمام حجرہ مین در قلعہ کو توڑا اور فتح حاصل کی بعد فراغت وصل ابو الحسن حجرہ سے باہر سرخرو نکلا اور نادرہ
رازدار سے ہنسکے کہا اے خاتون نہین معلوم اس محلسرا مین سمنے کوئی حمام بھی گرم کروایا ہی یا نہین اسوقت مجھکو غسل کرنے کی

ضرورت ہی تمکو معلوم ہی کہ مین ملکہ خلدانہ سے ہمبستری کرنے آیا ہون نادرہ رازدار نے جواب دیا کہ تم ایسے مرد بیغیرت کو حمام کی کیا ضرورت ہی تھوڑا سا پانی ڈوب مرنے کو کافی ہے سلطان ابو الحسن جوہر نے ارادہ کیا کہ محلسرا سے باہر جاؤن تا گاہ دایہ مذکورہ نے کہ صحن محلسرا مین بیٹھی تھی ابو الحسن کو دیکھکر اٹھی اور مقرر اُسکو یقین ہوا کہ میری بچی سے وہ برا کام کرکے آیا ہی اس امر کا یقین کرکے خشت مسلم لیکر ابو الحسن کیجانب دوڑی اور چاہا کہ ابو الحسن کو اُس اینٹ سے ضرر پہونچا ئے جسوقت ابو الحسن نے دایہ کو اس قصد سے اپنی طرف دیکھا جست وخیز کرکے در محلسرا سے باہر آیا دایہ کف افسوس ملکے رہگئی ابو الحسن جوہر جسوقت ہنستا ہوا خدمت صاحب قران اکبر مین پہونچا اور صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ ابو الحسن جوہر نے محلسرا مین جاکر بغیر ادائے رسوم عروسی ملکہ خلدانہ سے مباشرت کی اور دایہ سے اسطرح گفتگو ہوئی بے اختیار صاحب قران اور جملہ سلاطین وغیرہ ہنسے صاحب قران نے سلاطین وغیرہ سے فرمایا کہ ابو الحسن جوہر عیار ہی اُسکو ہر طرح کے افعال اور حرکات تمسخر شایان ہین اسی اثنا مین سلطان ابو الحسن جوہر بعد غسل وتبدیل لباس پھر خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوا اور بعد بجا لانے تسلیم کے خدمت صاحب قران اکبر مین عرض کیا کہ اس خادم نے رسومات عروسی کو اچھی طرح انجام دیا تمام خواتین محلسرا میرے رسوم سے نہایت شاد ہوئین صاحب قران عالیجاہ نے ارشاد کیا ای ابو الحسن جوہر آفرین ہے تمھاری دلیری اور مردانگی پر۔ مصرع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✤ القصہ بعد عقد ابو الحسن جوہر کو صاحب قران اکبر اُسی طرح بجلوس وتجمل قصر النیرین مین لائے اب حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر کی جشن عروسی کا حکم دیا کہ جملہ مقامات ومنازل از سر نو آراستہ کرو اور مجالس عیش وعشرت اور مبارک جا بجا جملہ ساز وسامان طرب وانبساط سے زیب ورونق دو چنانچہ بموجب حکم قصر النیرین سے تا مقامات سبع سباع وعجائبات حکیم ارسطو قلعہ یاقوت نگار وشہر عرشیہ ہر طرح کی زیب وزینت اور تکلفات سے آراستہ کیے گئے ادھر یاڈری پدر دوش اور سلطان ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے شہر فردوسیہ اور قصر اخضر کو دامن جبل اعلے تک بخوبی تمام آرائش سے مزین کیا تھا۔ نظم

نوبت عقد چون بشمسہ رسید ۔ شمس از مطلع نشاط رسید ۔ گفت افزون سعادت سعدین ۔ شد نحوسات دور از تحسین

شد زبس باکمال قدر قرین ۔ فخر کردہ بر آسمان زمین ۔ عام شد بسکہ عیش در ہر شہر ۔ بود یک بزم عیش جملہ دہر

رہ تقریر تا کجا پویم ۔ بود افزون از انچہ من گویم

الغرض نقارہ خانہ سلیمانی نقارہ ہاے طلسم جملہ مقامات اور منازل مین بجنے شروع ہوے اور کوس آصفی نے صدا بلند کی ہر ایک جانب سے آواز تہنیت اور صداے مبارکی آنے لگی اور تمامی مقامات اور منازل مین علمہاے خورشیدی آفتاب پیکر جنکے پرچم پر صورت آفتاب آب طلا سے منقوش تھی نصب ہوے کیونکہ یہ علامت جشن عالی کی تھی سوا اسکے ہر ایک پرچم علم پر خطوط رنگین باعمال طلسم منقوش تھے اور وہ خطوط روشنی چراغان مین مانند کواکب فلک تابان

و درخشان تھے دیکھنے والوں کو عجب کیفیت نظر آتی تھی گویا صحن فلک کثرت انجم سے آتش زار دکھائی دیتا تھا صاحبقران اکبر اکثر اوقات بازار و مقامات و منازل کی سیر فرماتے تھے اور لطف بیحد اور حظ وافر اٹھاتے تھے راوی مختصر نگار اگر اس جشن عروسی کی زیب و زینت اور آرایش و رونق بالتفصیل تحریر کرے تو زندگی بسر ہو جائے اور اوصاف آرایش وغیرہ تحریر نکر سکے فی الواقع یہ جشن کتخدائی اس طرح بیعدیل و بیمثال آراستہ ہوا تھا کہ بزم پرویزی اور جشن جمشیدی کی آگے اس جشن ہمایوں کے کچھ حقیقت نہ تھی ہر اک مقام پر ایک بزم عشرت آراستہ تھی خلاصہ یہ ہے کہ یہ جشن عروسی ایسا جشن تھا کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

اشعار

یکے مجلسے رشک خلد برین ... بصد ناز و نعمت چو جنت قرین
ز اسباب عشرت دران انجمن ... مہیا فزون از نشاط زمن
جوان شد ز سر موسم روزگار ... دگر تازہ شد شاخ فصل بہار
در آمد بہ برج شرف آفتاب ... خزان شد چو بدخواہ خانہ خراب
بروز اندرون روشنائی فزود ... شب از تیرہ بختی جدائی نمود
گلستان ز گل تاج بر سر گرفت ... ز شبنم چمن فرش گوہر گرفت
گہر ریز شد ابر کافور بار ... بگلشن ہوا کرد گوہر نثار
نسیم بہاری وزیدن گرفت ... بہر سو شقائق دمیدن گرفت
نہالان نورس شدہ بارور ... قبائے زمرد کشیدہ ببر
مے ارغوانی ز جام بہار ... رخ لالہ افروخت بر کوہسار
در آمد بر اورنگ سلطان گل ... شد از شوق بلبل ثناخوان گل
ہوا عطر افشان شد اندر چمن ... برخسارہ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب ... ز نظارہ بردند صبر و شکیب
بگرد چمن جدول جوئے آب ... چو گیسوئے خوبان بصد پیچ و تاب
نوازندہ طاؤس و کبک و تدرو ... سرایندہ قمری بہر شاخ سرو
زباد سحر خندہ زن گلستان ... برخسار گل چہچہہ بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاہ ... بسر شاخ پوشیدہ گلگون کلاہ
ز سرو گلستان در آمد بہار ... بدان سان کہ بر تخت شد شہریار

الغرض صاحب قران ذیشان فخر سلاطین جہان بزم خاص میں تخت جواہر نگار پر بہزار شوکت و شان متمکن ہوئے اور گرد و پیش سلاطین ذیوقار و شہزادگان عالی تبار و امرائے نامدار و سرداران ہوش شعار کہ بعض بعض ازین ساکنان پردۂ قاف یعنی اولاد سلطان مہدی و قائم الملک و سلطان اسمعیل سے تھے مانند کواکب و انجم اپنی اپنی کرسی و دنگل پر بعزت و وقار موجود اور حاضر تھے صاحبقران والاشان نے ساقیان گلرخسار کو حکم دیا کہ ساغرہائے مے ارغوانی و جامہائے شراب گلرنگ جملہ صاحبان اہل بزم کو پلاؤ اور نازنینان پریزاد خوش گلو خوبرو و زہرہ آہنگ شوخ و شنگ کو طلب کرکے ارشاد فرمایا کہ رقص و نغمہ کرو اور دلہائے اہل محفل کو بخوبی نغمۂ دلکش سے مسرور کرو چنانچہ بموجب حکم محکم صاحب قران اکبر ساقیان گل پیرہن نے دست رنگین میں شیشۂ شراب اور جامہائے بلورین لیکر بصد ناز و ادا اہل محفل کو ساغر مے سے بھر بھر کے پلانے لگے اور زنان پریزاد زہرہ مثال صاحب حسن و جمال بصد ناز و کرشمہ رقص کرنے لگیں جوانان اہل بزم کے دلوں کو مانند سبزہ کے پامال کرنے لگیں اور نغمۂ دلکش سے نوجوانان اہل محفل کو مسرور و شادمان کرنے لگیں اسی طرح کئی روز و شب بزم عشرت و طرب میں مردان خاص و عام ایسے محو سرور و انبساط رہے کہ کسی کو دین و دنیا کی خبر نہ رہی صاحب قران ذیجاہ بھی ہمہ تن عیش و نشاط میں مصروف و مشغول

رہے اسیطرح باغ قصر النیرین کے ہر ایک قصر و ایوان مین بزم عیش اور محفل عشرت آراستہ تھی ہر ایک بزم مین امراے صاحب قران اکبر و دیگر مردان قصر النیرین مین بعیش و طرب شب و روز بسر کرتے تھے ایک شب شاہزادۂ ذیوقار صاحبقران نامدار نے حکیم قسطاس الحکمت سے عرض کیا کہ اے اُستاد عالی منزلت میرا بہت دل چاہتا ہے کہ مین ہمراہی سلطان ابو الحسن جوہر جملہ محفلہاے عام و معارک مین جاؤن اور ہر ایک بزم کی کیفیت دیکھون مگر افسوس کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ اگر باپیادہ جاتا ہون اور جملہ مجالس و معارک کی کیفیت دیکھتا ہون تو نہایت زمانہ دراز گذریگا اور اگر بسواری جاتا ہون تو بھی کچھ مدت گذریگی اسوجہ سے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بیس فرسنگ کا بُعد ہے اور لطف سیر کا یکہ و تنہا مین ہے اور بجلوس و تجمل ہر ایک بزم عشرت کا لطف بخوبی حاصل نہوگا لہذا آپ اس باب مین کچھ میری اعانت اور مددگاری کرین حکیم قسطاس الحکمت نے اُسی وقت دو پارۂ سنگ صاف لیکر اُنپر ایک ایک نقش کندہ کیا اور صاحب قران اکبر کو دے کر ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادۂ کامگار و حیدر روزگار یہ ایک ٹکڑا پتھر کا اگر تم اپنے پاس رکھوگے اور بیس فرسنگ تک جاؤگے تمکو مطلق تکلیف نہوگی اور یہ معلوم ہوگا کہ تھوڑی راہ طی کی ہے اسی طرح یہ پارہ سنگ دیگر اگر ابو الحسن جوہر کو دے دوگے اور وہ اپنی کمر مین رہنے دیگا اُسکو بھی راہروی مین کسی طرح کی ماندگی اس نقش جلیل و اعظم کی برکت سے نہوگی صاحبقران اکبر نے موافق ارشاد اُستاد موصوف پارۂ سنگ مذکور کمر سے باندھا اور دوسرا ٹکڑا ابو الحسن جوہر کو دیا بعد اسکے صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے مشورہ کیا کہ اب کیونکر بزمہاے عشرت اور معارک کی کیفیت دیکھین ابو الحسن نے عرض کیا کہ جسطرح مزاج اقدس مین آئے تشریف لیچلیے صاحب قران اکبر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا تو دل یہ چاہتا ہے کہ ایک شب و روز ہم اور تم باہم بالاتفاق سیر کرین بعد ازان دو روز ہم علٰحدہ تم سے ہوکر محفلہاے عیش و عشرت اور معارک مین جائین اور تنہا لطف اُٹھائین اسی طرح تم بھی ہم سے جدا ہوکر ہر ایک بزم عشرت مین شریک ہو اور کیفیت بزمہاے طرب دیکھو جسطرح کہ ہمنے اور تم نے قبۃ المثال کی سیر کی تھی اسی طرح اب بھی آرزو ہے کہ جملہ مجالس جشن و معارک کی سیر و کیفیت دیکھین اس صورت مین یہ حاصل ضرور ہوگا کہ جو ہمنے سیر عجیب و غریب دیکھی ہوگی وہ ہم تمسے بیان کرینگے اور جو تم کیفیت حیرت افزا دیکھا وہ ہمسے بیان کرنا غرض تین شب و روز مین جملہ محفلہاے عشرت اور معارک مین جاکر لطف بسیار اور حظ وافر اُٹھانا چاہیے ابو الحسن جوہر نے صاحب قران اکبر کی صلاح کو بہت پسند کیا بعد ازان صاحب قران ذیشان اور سلطان ابو الحسن جوہر نے لباس عیاری اور بشروی تن پر آراستہ کیا اور بغیر اطلاع اہل لشکر دونون خادم و مخدوم روانہ ہوے اور ہر ایک بزم عشرت اور محفل عیش اور معارک کی کیفیت دیکھتے ہوے محفلہاے خاص کا اول مشاہدہ کیا یعنے اول اُس بزم عشرت مین پہونچے جسمین امیر شجاع الدین میر مجلس مقرر کیا گیا تھا اور طرب افزا پری بصد دلیری خدمت ساقی گری اور نغمہ سرائی پر معین تھی صاحبقران ذیشان نے جملہ اہل بزم کی نظر سے پوشیدہ ایک لمحہ کیفیت دیکھی کہ طرب افزا پری ہر مرتبہ امیر شجاع الدین کو ساغر مے بصد ناز و ادا دیتی ہے اور اشعار عاشقانہ مناسب وقت خوش آوازی سے گاتی ہے اور امیر موصوف

جانب پری مذکورہ اُسوقت لذت نشۂ شراب مین برغبت دیکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ اپنے پہلو مین بٹھا کر بوسے لب و رخسار کے سے اور اپنے دل کو خوش کرے شاہزادہ ذیوقار یہ کیفیت بخوبی دیکھکر محفل دیگر مین تشریف لائے جہان امیر مظفر الدین میر مجلس مقرر ہوا تھا اور شیرین ادا پری ساقی گری پر مقرر ہوئی تھی یہان بھی وہی کیفیت نظر سے گذری کہ شیرین ادا پری کو امیر مظفر الدین دلاور نظر الفت سے دیکھ رہا ہی اور پری مذکور نغمہ و ناز و ادا سے امیر موصوف کو اپنا دیوانہ بنا رہی ہے صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر یہ کیفیت تمام و کمال تھوڑی دیر دیکھکر ایک اور بزم مین پہونچے وہان عشوہ ناز پری کو امیر ناصر الدین پر شیفتہ دیکھا اور امیر موصوف کو بھی پری کی طرف مائل پایا بعد دیکھنے اس کیفیت کے صاحبقران عالیجاہ ایک اور مجلس عشرت مین تشریف لے گئے اور نظر مردم سے پوشیدہ ہو کر ایک گوشے مین قیام فرما کر ملاحظہ فرمایا کہ امیر اسحاق بزم مین مع دیگر نامداران کے بیٹھا ہوا ہے ناچ ہو رہا ہے جام شراب ساقیان گل رخسار بناز و ادا اہل محفل کو دے رہے ہین صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ توقف فرمایا اور رنگ بزم دیکھ کے اور ایک محفل عیش مین جسمین امیر معین الدین میر مجلس تھا تشریف لائے اس بزم طرب مین بھی نازنینان گل رخسار مانند طرب انگیز و شیرین ادا و جادو آہنگ کو امراے ذیوقار و نامدار پر فریفتہ اور شیفتہ دیکھا بعد اسکے صاحب قران اکبر محفل امیر خلیل مین آئے ملاحظہ فرمایا کہ امیر جمال الدین خلف امیر خلیل عشرت بخش ساقیان بزم عشوہ و ناز و ادا پر فریفتہ ہو رہا ہی لیکن بلحاظ پدر بزرگوار عالیمقدار خاموش بیٹھا ہے کوئی گفتگو ساقی مذکور الصدر سے کر نہین سکتا صاحب قران عالیوقار سر بزم دیکھکر اور ایک مجلس عیش مین تشریف لائے اس مجلس مین امیر اعظم الدین میر مجلس معین ہوا تھا اور ناز بالا پری خدمت ساقی گری پر مامور تھی اور حسن و جمال مین خوب تھی امیر مذکور الصدر اس پری پر فریفتہ تھا اور بزم مین باہدگر باشعار ہمکلام ہو رہے تھے بعد اسکے شاہزادہ کشورگیر گردون سریر اور سلطان ابو الحسن جوہر اُس صحبت مین پہونچا کہ جس محفل مین جہان ابو العباس عم صاحب قران ذیشان میر مجلس عشرت تھا یہ امیر ذیوقار شہریار جنت مکان کا فرزند رشید ہی اور سلطان اسمعیل کی جانب سے فرمانرواے اندلس ہی چنانچہ اس جشن ہمایون کی خبر سُنکے آیا تھا اور اپنے برادرزادہ عالیوقار کی خدمتمین حاضر ہوا تھا صاحب قران اکبر نے ایک بزم عظیم کے اہتمام اور انصرام پر معین کیا ہے الحاصل شاہزادہ نامدار نے ملاحظہ فرمایا کہ اس بزم انبساط مین نشاط افروز پری ساقی محفل ہے ایک لمحہ صاحب قران اکبر نے توقف فرما کر اس بزم مین نشاط افروز پری کا نغمۂ دلکش سُنا اور رقص بیمثال دیکھا کیونکہ پری مذکور کبھی ساقی بزم ہوتی ہی اور کبھی نغمہ و رقص سے دلہاے اہل بزم کو خوش کرتی ہے اُستادان علم موسیقی اُسکا نغمۂ دلکش سُنکے مستانہ وار جھومتے ہین اور بے اختیار ہو کر قدم پری مذکور کے چومتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا یہ سن ہوا اور علم موسیقی اچھی طرح حاصل کیا مگر اے نشاط افروز پری یہ راگ اسوقت تم سے ایسا ادا ہوا کہ کبھی ہمارے گلے سے نہ نکلا تھا بلکہ ہمارے استاد شیخ رنگین میان صاحب سے بھی ادا نہوا تھا ہم بیچارے تمھاری کیا تعریف گانے کی کرین ہان اگر اُستاد ہمارے زندہ ہوتے تو البتہ کچھ وہ تمھارے

کمال کی ثنا کرتے نشاط افروز پری جب اُستادان علم موسیقی سے ایسے کلمات سنتی ہی خوش ہوکراور کمال اپنا ظاہر دہویدا کرتی ہے مشکل کے راگ کہ جنکا ادا کرنا گلے سے بہت دشوار ہو جاننے والے اُس راگ کے بے اختیار تعریفین کرتے ہین اکثر مردم تاثیر راگ سے رو رہے ہین بعضے جھوم رہے ہین بعض مردم صورت تصویر بجس وحرکت بیٹھے ہین اور جانب نشاط افروز پری نگران ہین عجب طرح کا عالم اہل بزم کا ہو رہا ہے ہر ایک شخص پری مسطور کی خوش آوازی پر عاشق و فریفتہ ہو رہا ہے صاحب قران اکبر چونکہ اکثر نشاط افروز پری کا گانا برغبت سُنا کیے ہین اور ناچ دیکھا کیے ہین اسوقت بھی اسی وجہ سے ٹھہر گئے ہین اور گانا سن رہے ہین اور یہ ناظرین پر واضح ہو کہ نشاط افروز پری صاحب قران اکبر سے نہایت اُلفت رکھتی ہے لیکن بسبب کم مرتبہ ہونے کے اظہار محبت کبھی نہین کرتی ہے دل ہی مین اُلفت نہان رکھتی ہے الغرض حسن اتفاق سے نشاط افروز پری رقص کرتی ہوئی اُس جانب آئی جسطرف ابو الحسن جوہر اور صاحبقران اکبر تبدیل لباس کیے ہوے بیٹھے تھے نشاط افروز پری ایک زن بلاے روزگار اور نہایت عقیل قیافہ شناس تھی نظر اول ہی مین ابو الحسن جوہر کو پہچان گئی اور تبدیل وضع اور تغیر لباس دیکھکر سمجھ گئی کہ سلطان ابو الحسن کو ظاہر کرنا اپنا اس بزم مین شائد منظور نہین ہے اسوجہ سے اُس عاقلہ نے تجاہل اور تغافل کو کام فرمایا کچھ ابو الحسن جوہر سے کلام نہ کیا مگر اُسی طرف نغمۂ دلکش سے اس غزل کو شروع کیا غزل

ای پیک راستان خبر یار ما بگو — احوال گل به بلبل دستان سرا بگو
ما محرمان خلوت دلیم غم مدار — با یار آشنا خبر آشنا بگو

هر چند ما بدیم تو ما را بدان مگیر — شاهان ماجرای اسیر و گدا بگو
جان پرور است قصهٔ ارباب معرفت — رمزی از و بپرس و حدیثی بما بگو

آن می که در سبو دل صافی بخشوده رد — کو در قدح کرشمه کند ساقیا بگو
دلها ز دام زلف چو بر خاک می فشاند — با آن غریب ما چه گذشت ار هوا بگو

بر هم چو میزد آن سر زلفین مشکبار — با ما سر چه داشت ز بهر صبا بگو
هر این فقیر نامهٔ آن محتشم بخوان — با این گدا حکایت آن پادشا بگو

در راه عشق فرق فقیر و غنی چه نیست — ای پادشاه حسن سخن با گدا بگو
گر دیگرت بر آن در دولت گذر بود — بعد از ادای خدمت خود عرض ما بگو

حافظ گرت بمجلس او راه میدهند — می نوش ترک زرق ز بهر خدا بگو

بعد اس غزل گانے کے اُس نازنین مہ جبین نے اک آہ سرد دل سے کی اور ناچتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی صاحبقران ذیوقار دانائے روزگار ہر چند کہ قبل بھی اسکے واقف اور ماہر تھے کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت دلی رکھتی ہے لیکن اسوقت بخوبی تصدیق ہوگئی صاحب قران بعد غزل مذکور ختم ہونے کے اُس بزم عیش سے بخیال افشائے راز چلے آئے اور درمیان راہ کے ابو الحسن جوہر سے ارشاد کرنے لگے کہ ای برادر بجان برابر ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت رکھتی ہے اور ہمپر اُسکا دل آیا ہے اسوقت اُسکے غزل گانے سے اور آہ کرنے سے صاف ظاہر اور ثابت ہوتا تھا۔ ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای صاحب قران اکبر آپ تو یہ فرماتے ہین کہ ظاہرا وہ ہمپر فریفتہ معلوم ہوتی ہے اسوقت اُسنے مجھکو اور حضور کو کسی طرح پہچان لیا تھا اور یہی باعث تھا کہ حضور کی جانب مخاطب ہوکر ایسی غزل اُسنے گائی کہ گویا سُنے

اپنے ارادے اور راز دل سے اطلاع دی لہذا حضور کو لازم ہو کہ نشاط افروز پری کو نازنینان ارباب نشاط مین داخل فرمائیں
کہ کبھی کبھی وہ شیفتہ نظارۂ روے بےنظیر حضور سے دل مضطر کو اپنے تسکین دیتی رہے اور سوا اسکے سچ تو یہ ہے کہ
نشاط افروز پری وقت ضرورت ہمبستری کو بیجا نہین ہی حسن و جمال مین بھی سو دو سو سے اچھی ہی کم سن ہی رقص و نغمہ
کرنے مین منیظر ہے شاہزادہ نامدار صاحب قران ذیوقار نے ہنسکے ارشاد کیا کہ واہ واہ آپ بھی عجب شخص ہین ہر ایک
کی سفارش کے واسطے موجود ہو جاتے ہین یہ تو فرمایئے کہ نشاط افروز پری نے آپ کو کیا دینے کا اقرار کیا ہو کہ جسکی
طمع کی وجہ سے اسوقت اُسکی سفارش کی ابو الحسن نے عرض کیا ای صاحب قران ذیشان اُسکی کیا لیاقت ہے کہ وہ
مجھکو کچھ دیگی علاوہ اسکے آپ بخوبی جانتے ہین کہ مین طماع نہین ہون بلکہ ہزارہا روپیہ اشرفی محتاجون کو خود دیتا ہون
دنیا مین حضور کے اقبال سے صاحب ہمت اور سخی مشہور ہون صاحب قران ابو الحسن کے اس کلام پر بہت
ہنسے اور فرمایا کہ آپ تو کسی کو ایک کوڑی دینے کا خیال ہی کبھی نہین کرتے سواے اس فکر کے کہ کسی طرح زر و جواہر
سے زنبیل کو بھر لے مدام اسی فکر و تردد مین شب و روز آپ کی بسر ہوتی ہے خیر ہم آپ کی بہتری چاہتے ہین نقصان کے
خواہان نہین ہین آپ نے جو سفارش نشاط افروز پری کی ہمسے کی ہی بوجہ آپ کے فائدہ کے ہمنے منظور کر لی ہر چند
کہ اس درجہ نازنینان پریزاد کیا کم ہین کہ جو ہم اور کم رتبہ کی جانب دست ہوس دراز کرین مگر ہمکو آپکا رنجیدہ کرنا کسی طرح منظور
نہین ہے ابو الحسن جوہر نے مسکرا کر عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر سبحان اللہ دل تو حضور کا خود چاہتا ہی اور
مجھپر آپ احسان کرتے ہین مین باز آیا سفارش سے آپ میرے فائدہ کا خیال نہ فرمائین صاحب قران اکبر اور ابو الحسن
جوہر تمام رات ہر ایک بزم اور محفل مین گئے یعنے بیس مجالس عشرت کی کیفیت دیکھی آخر شب قریب صبح قصر الذہب
مین داخل ہوے اور بعد نماز سحر اور تحیات کے بستر خواب پر بعد راحت آرام کیا اور قریب شام بیدار ہوے جلد تر
نماز ظہر مین ادا کر کے مجلس علیقن خاص مین کہ اخص المجالس کے نام سے مشہور تھی تشریف لا کر رونق افروز ہوے
اُسوقت ایک نازنین مہ جبین کچھ گا رہی تھی صاحب قران اکبر جو بزم علیش مین تشریف لائے اُسوقت اُس نازنین نے
یہ غزل صاحب قران کی جانب مخاطب ہو کر شروع کی غزل

ای آفتاب آئینہ دار جمال تو	مشک سیاہ مجمر گردان خال تو	در اوج ناز و نعمتے ای آفتاب حسن	یارب مباد تا بقیامت زوال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونہ	کاشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو	تا پیش بخت باز روم تہنیت کنان	کو مژدۂ ز مقدم عید وصال تو
تا آسمان ز حلقہ بگوشان ما شود	کو عشوۂ ز ابروی ہمچون ہلال تو	در پیش خواجہ عرض کدامین جفا کنم	شرح نیازمندی خود یا ملال تو
	حافظ درین کمند سر سرکشان بسیست	سوداے کج مپز کہ نباشد مجال تو	

صاحب قران اکبر یہ غزل اُس نازنین سے سنکر نہایت خوش ہوے بعد اسکے ایک اور مہ پارہ خورشید لقا واسطے رقص
و نغمہ کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی اول اس ناز و ادا سے اُسنے پیش صاحب قران رقص کیا کہ صاحب قران از حد مسرور

ہوئے اور اہل بزم عشرت کا تو یہ حال ہوا کہ سب اُس نازنین کا رقص دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئے ہر ایک کا دل اُس نازنین پر فریفتہ ہوگیا بعد رقص کرلے کے سازندوں نے سازوں کو درست کیا بعد ازان اُس نازنین مہ جبین نے پیش صاحبقران اکبر یہ غزل بخوش آوازی شروع کی

غزل

ای قبای بادشاہی راست بر بالای تو
از کلاہ خسروی رخسارہ سیمای تو
جلوہ گاہ طائر اقبال گردد ہر کجا
نکتہ ہرگز نشد فوت از دل دانای تو

تاج شاہی را فروغ از لولوے لالای تو
گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالمست
سایہ اندازد ہمای چتر گردون سای تو
انچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار

آفتاب فتح را ہر دم طلوعی میدہد
روشنائی چشم بخشد گرد خاک پای تو
در رسوم شرح حکمت با ہزاران اختلاف
جرعۂ بود از زلال جام عمر افزای تو

نازنین مذکور الصدر نے غزل مسطور اس نازو ادا سے صاحب قران اکبر سے مخاطب ہوکر گائی کہ صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوئے اور حکم کیا کہ نازنین کو انعام کثیر دو خدام صاحب قران اکبر نے اُس مہ جبین کو موجب حکم اسقدر زر و جواہر دیا کہ وہ نازنین مالامال ہوگئی جب وقت مغرب کا آیا صاحب قران اکبر نے بعد نماز اور اکل و شرب کے ابوالحسن جوہر سے فرمایا کہ آج ای برادر تم ایک جانب جاؤ اور ہم ایک سمت جاتے ہیں دیکھیں کیا کیا کیفیت دیکھنے میں آتی ہے لیکن فلان وقت اور فلان ساعت مقام چترہین ہمکو ضرور ملنا کیونکہ ہم سیر و تماشا دیکھکر وہین تمکو ملینگے اور تمھارے منتظر رہینگے سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کی کہ بہت خوب انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ابوالحسن جوہر یہ کہکر بموجب ارشاد صاحب قران اکبر جانب شہر عسکریہ روانہ ہوا بعد روانہ ہونے ابوالحسن جوہر کے صاحب قران اکبر بھی تبدیل لباس کرکے سمت قلعہ یاقوت نگار تشریف لے گئے درمیان راہ دو طرفہ آستے چراغان و آتشبازی و جملہ سامان آرایش کو بہزار تکلف و تزک موجود دیکھا روشنی چراغان اسدرجہ تھی کہ زمین کثرت ضیا سے فلک چہارم تھی اور صحرا سے سبزہ زار میں وہ روشنی اسطرح نظر آتی تھی گویا فرش نور بچھا ہوا تھا اور ہر ایک جا محفل طرب اور معارک انبساط آراستہ تھی اور ہر ایک معارک میں ہزار در ہزار مردان عام و رذیل مجتمع تھے اور موافق اُنکی لیاقت کے زن مطربہ ناچتی تھی ساقی شراب ہر ایک کو پلا رہا تھا ہر ایک شخص نشے میں جھوم رہا تھا صاحب قران اکبر کیفیت دیکھتے ہوئے قرب منار قلعہ یاقوت نگار تشریف لائے یہان بھی مذکور معارک کو آراستہ دیکھا اور نزدیک معارک ایک میخانہ تھا جملہ تشنہ کامان عوام جام شراب پی پی کر سیراب ہوتے تھے اور شاہزادۂ کامگار ہر ایک بزم عیش اور معارک کو دیکھکر حکماے عالی منزلت کی دانائی اور انتظام پر تحسین و آفرین بار بار کرتا تھا غرض اسیطرح کیفیت مجالس بزم عشرت اور معارک کی دیکھتا ہوا شاہزادۂ ذیجاہ مقام چتر پر جو وعدہ گاہ تھا آیا اور انتظار ابوالحسن جوہر کا کرنے لگا ناگاہ ابوالحسن جوہر سے موافق اقرار حاضر ہوا اور جو کیفیت تازہ دیکھی تھی روبروے صاحب قران اکبر عرض کی بعدہ صاحب قران اکبر اور ابوالحسن جوہر وہان سے روانہ ہوئے اور داخل قصر النیرین ہوئے صاحب قران اکبر باقیماندہ شب آرام فرماکر ہنگام سحر بیدار ہوئے اور بعد خضوع و خشوع فریضہ سحری

اداکرکے بزم عشرت خاص مین تشریف لائے جملہ سلاطین وامرا واسطے تعظیم کے اُٹھے جسوقت صاحب قران اکبر بزم مین بیٹھے ایک مہ جمال زہرہ خصال یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی غزل

مطرب عشق عجب سازو نوای دارد ۔ نقش ہر پردہ کہ زد راہ بجاے دارد ۔ عالم از نالہ عشاق مبادا خالی
کہ خوش آہنگ فرح بخش صدای دارد ۔ پیر دُردی کش ما گرچہ ندارد زر و زور ۔ خوش عطا بخش و خطا پوش خداے دارد
از علالت نبود دیگرش پرسد حالی ۔ پادشاہے کہ بہمسایہ گداے دارد ۔ اشک خونین بنمودم بطبیبان گفتند
درد عشقست و جگر سوز دواے دارد ۔ خسروا حافظ درگاہ نشین فاتحہ خواند ۔ وز زبان تو تمناے دعاے دارد

جسدم یہ غزل نازنین مذکور نے بزم مین روبروے صاحب قران اکبر بصد ناز و ادا گائی اہل بزم کا عجب حال ہوا بعضے رونے لگے بعضے معانی سے لطف اُٹھاکر وجد مین آئے صاحب قران اکبر بھی اشعار کے مطالب سے باخبر ہوکر مسرور ہوے اسی طرح تمام روز ناچ دیکھا اور گانا سُنا جسوقت آفتاب بغروب ہوا اور سلطان ماہ بجلوس کواکب تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا صاحب قران اکبر نے نماز وغیرہ سے فرصت کرکے ابوالحسن جوہر کو لیکر حسب دستور قصر النیرین سے باہر تشریف لائے اور ایک جانب ابوالحسن جوہر کو روانہ کیا اور آپ بھی ایک طرف تشریف لیچلے اثناے راہ مین ہر ایک مقام پر بدستور مذکور بزم عشرت اور معارک کو آراستہ پایا اور زمین صحرا کو کثرت روشنی چراغان سے منور دیکھا جسطرف نظر فرماتے تھے سواے روشنی چراغان اور آتشبازی اور تکلفات انواع و اقسام کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا عمارات عالی کو منتظمان عالی فہم نے روشنی سے مزین کیا تھا اور ہر اک باغ کو بہار روشنی سے ایسی رونق دی تھی کہ غنچۂ دل اسکی سیر سے شگفتہ ہوتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے چند در چند تماشاے عجیب و غریب دیکھے اور اُنکے دیکھنے سے متحیر ہوکر کارگذاران نادر روزگار کی عقل و فراست کی تعریف کی بعدہ عنقریب صبح قریب قصر النیرین پہونچے ناگاہ ابوالحسن کو بھی آتے دیکھا صاحب قران اکبر نے پوچھا کہ اے ابوالحسن تمنے کیا کیا کیفیت دیکھی جو کچھ تماشا دیکھا تھا بیان کیا اور صاحبقران اکبر نے جو کیفیت دیکھی تھی ابوالحسن سے اثناے راہ مین بیان کی بعد اسکے صاحب قران اکبر داخل قصر النیرین ہوے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی حسب دستور صاحبقران اکبر پھر محفل عیش مین سرگرم تماشا ہوے

راوی خیال آفرین سلسلہ بند داستانہاے رنگین گذارش کرتا ہے

کہ درمیان جشن عروسی صاحب قران ذیشان مین ایک قضیۂ اتفاقیہ پیش آیا یعنے شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے ایک دن صاحب قران کشورگیر گردون سریر سے عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر مجھکو رخصت ہفت روز کی واسطے صید و شکار کی دیجیے صاحب قران اکبر نے بخوشی اجازت دی شاہزادہ ابراہیم مع چند رفقاے ذو وقار و نامدار لشکر ظفر اثر سے نکلکر حدود روشنی سے چار فرسخ اور جاکر ایک صحراے سبزہ زار مین خیمہ زن ہوا ہر روز اُسی صحراے پر بہار مین طائران

تیز پر اور چارپایان تیز رو یعنے غزال وغیرہ کا شکار کرتا تھا اور بصد راحت و آرام اور بخوشی و خرمی شب و روز بسر کرتا تھا۔
ایک روز حسب دستور شاہزادہ ابراہیم مع رفقا صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک غزال خوش رفتار و خوش جمال ایک جانب صحرا سے نظر آیا شاہزادہ ابراہیم نے اُس آہوے بیمثال کو دیکھکر اسپ صبا رفتار کو جولان کیا وہ غزال خوش جمال شاہزادہ ابراہیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر صحرا مین ایک طرف روان ہوا شاہزادہ ابراہیم نے گھوڑے کو اور زیادہ جولان کیا یہانتک کہ رفقا سے جدا ہوگیا اور شکار کھیلنے کی جگہ سے یعنے جہان خیمہ برپا کیا تھا اُس سے بہت دور نکل آیا آخرکار شاہزادہ نامدار نے اُس آہوے تیزرو کا شکار کیا اور تکبیر کو پہونچا کر کچھ کباب اُسکے نوش کیے بعدازان فتراک مین لٹکا لیا اور وہان سے اپنے خیمہ کی جانب معاودت کی لیکن بسبب جولان کرنے اسپ صبا رفتار کے اور شکار کرنے آہو کے پیاس کی شدت ہوئی ہرچند اُس صحرا مین پانی کی جستجو کی وہان آب نایاب تھا کسی طرح ہاتھ نہ آیا شاہزادہ ابراہیم نے مجبور ہوکر ارادہ اپنے خیمہ کی طرف چلنے کا کیا اور گھوڑے کو خوب جولان کیا تاکہ جلد خیمہ تک پہونچ جاؤن اور پانی پی کر تشنگی بجھاؤن مگر گھوڑے کو دوڑانے سے اور حرارت آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا یکایک شاہزادہ ابراہیم نامدار نے ملاحظہ کیا کہ صحرا مین چند سبو سے آب رکھے ہین اور دو شخص قلندر صورت جامہاے بلورین لیے ہوے صحرا مین کھڑے ہین جو شخص اسجگہ وارد ہوتا ہی اور سوال آب کرتا ہی وہی قلندر پانی اُسکو پلا دیتے ہین جسوقت شاہزادہ ابراہیم نے قلندرون کو پانی پلاتے ہوے دیکھا خدا کا شکر کیا اور امید قوی ہوئی کہ اب پیاس بجھے گی غرض جلد گھوڑے کو دوڑا کر شاہزادہ ابراہیم قریب اُن قلندرون کے آیا اور ایک جام آب کا طالب ہوا مگر اُن قلندرون نے نگاہ تند و تیز سے دیکھکر ایک قطرہ آب بھی نہ دیا ہرچند شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ مین بہت پیاسا ہون تھوڑا سا پانی مجھکو ازراہ عنایت پلا دیجیے لیکن اُن قلندرون نے پانی نہ دیا اور پھر بنظر قہر دیکھا شاہزادہ ابراہیم نے خیال کیا کہ شاید انکا مطلب یہ ہی کہ اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے اتر کے پانی پی لو شاہزادہ یہ تصور کر کے اُن قلندرون سے کہنے لگا کہ مین بوجہ شدت تشنگی کے اسوقت ناتوان اور ضعیف ہو رہا ہون مجھ کو اتنی قوت نہین ہے کہ گھوڑے سے اتر کر پانی اپنے ہاتھ سے پیون آپ کو اسی وجہ سے تکلیف دیتا ہون کہ ازراہ عنایت و مہربانی تھوڑا پانی پلا دیجیے اگر مجھ مین اتنی قوت ہوتی کہ گھوڑے سے اُتر کر پانی پی لون تو ہرگز مین آپ صاحبون کو تصدیع نہ دیتا قلندر رند کور تقریر شاہزادہ ابراہیم سُنا کیے اور نظر غضب سے دیکھا کیے کچھ منھ سے نہ بولے نہ پانی پلایا ناظرین افسانہ پر واضح ہو کہ یہ دونون شخص قلندر شکل آفت جہان بلاے روزگار عیار طرار ہین انمین ایک ابو الخداع مکار اشبوط دیلمی کا سرہنگ خاص ہے اور دوسرا اشریر ابو الخداع کا عبد ہی الحاصل ابو الخداع اشبوط دیلمی سے ایک ملک کی حکومت لیکر قلعہ خلخال سے آیا ہی چنانچہ یہ داستان قبل اسکے بالتفصیل بیان کی گئی ہے لیکن فی زمانہ ابو الخداع نے خبر قتل اشبوط دیلمی کی سُنی ہے اور یہ بھی اسکو بخوبی معلوم ہوا ہی کہ دیار دیلم کی حکومت سمعاج اژدر در کے حوالہ کی گئی ہی ابو الخداع ازحد مضطرب اور بیحواس ہوکر بوجہ خوف و ہراس رات کو مع اشریر عبد کے دیار دیلم سے باہر آیا اور بربادی شہر و دیار کے غم و الم مین

پیراہن قلندری زیب تن کیا پہلے عسکر نصرت اثر شاہزادہ دیجاہ گردون بارگاہ نامی ونامور صاحب قران اکبر مین داخل ہوا اور سامان جشن عروسی دیکھا کیا اور ہر لحظہ اسباب عیش وعشرت کو دیکھکر کثرت رنج وغصہ سے زار زار مثل ابر نوبہار رویا کیا اور ابوحاکم اور اشبوط کے قتل پر کفدست افسوس ملا کیا ایک دن اپنے غلام اشریر سے کہنے لگا ای اشریر قسم ہے خداوند دیلم کی جس وقت مین جاہ وجلال اور دولت واقبال اور سامان عشرت کو دیکھتا ہون کثرت حسد سے میرے سینہ مین آتش غیظ وغضب کی مشتعل ہوتی ہے اشریر نے جواب دیا ای آقاے نامدار قسم ہے تمھارے ہی سر اقدس کی اس غلام کا حال تمھاری کیفیت سے زیادہ تر ابتر ہے لیکن لاچاری ومجبوری ہے کیونکہ خداوند دیلم کو یہی اچھا معلوم ہوا اور یہی انکو منظور تھا کہ تمامی دنیا کو اعداے دین وایمان کے قبضہ وتصرف مین دیدین اب سواے صبر کے کیا تدبیر ہو سکتی ہے غرضکہ ابوالخداع سکار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ کچھ دام فریب پھیلاے اور صاحب قران اکبر کے مزاج عالی کو صدمہ پہونچاے اور دل بیتاب وبیقرار کو تسکین دے لیکن بامداد خالق کون ومکان بے ایمان اپنے ارادہ سے باز رہا اور کوئی موقع ایسا نہ ملا کہ کوئی کار نمایان کرتا انجام کار اسی قرب وجوار مین ابوحاکم کی زوجہ ودختر رہتی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب زوجہ ابوحاکم جو صاحب قران اعظم کی اولاد سے تھی انتقال کر گئی اور ابوعامر کے یہان دختر خوبرو یعنے ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوئی ابوحاکم کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور اولاد کی جانب سے مایوس ہوکر دشت وبیابان مین چلا گیا اس کوہستان مین ایک قلعہ اور کچھ آبادی تھی اور قوم مجوس رہتی تھی ابوحاکم اس قوم مین پہونچا سردار قوم مجوس نے کہ نام اسکا آذرمان تھا ابوحاکم کو بصد عزت وحرمت اپنے مکان مین لایا اور بحسن وخوبی دعوت وضیافت کی اور درمیان دعوت مین اپنی دختر شرارہ بانو کو ایک روز خدمت ساقی گری پر مامور کیا کیونکہ اس مجوس کا مدعاے دل یہ تھا کہ کسی طرح ابوحاکم اس دختر رشک قمر پر شیفتہ اور فریفتہ ہو جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے جب وہ دختر خوبرو واسطے شراب پلا نے کے محفل مین آئی ابوحاکم اس ماہ رو کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور بیتاب وبیقرار ہوکر ایک روز ابوحاکم نے ابوالخداع کے سامنے اپنی کیفیت عشق بیان کی ابوالخداع کہ آذرمان سے قرابت رکھتا تھا اس نابکار نے اسوجہ سے ابوحاکم کو زیادہ تر اس دختر پر مائل کیا آخرکار ابوحاکم نے ابوالخداع مکار کو اس کام کے انصرام کے لیے معین کیا اور اسکی معرفت آذرمان سے شرارہ بانو کی خواستگاری کی ابوالخداع شریر نے بعد حصول زر وجواہر بسیار شرارہ بانو دختر خوبروے آذرمان کو ابوحاکم سے ملوادیا ابوحاکم تھوڑے دن اس موضع مین جاکر قیام پذیر ہوا اور شرارہ بانو سے ہمبستر ہوا لیکن اپنے برادر ابوعامر کے خوف وخطر سے شرارہ بانو کو شہر مین نہ لایا اور یہ بھی وجہ تھی کہ بوجہ اختلاف ملت کے اس راز کو ظاہر نہ کر سکا کہ شاید کوئی فساد برپا ہو لیس بانوجہ کبھی کبھی اس موضع مین جاکر مقیم ہوتا تھا اور شرارہ بانو سے مشغول عیش وعشرت ہوتا تھا الغرض اسی سال مین شکم شرارہ بانو سے ایک دختر رشک قمر پیدا ہوئی آذرمان نے نام اس دختر خوبرو کا آذریاقوت رکھا بعد اسکے ابوحاکم بیدین نے بسبب واقعات جبل اعلے اس موضع مین اپنا جانا ترک کر دیا اب وہ دختر مذکورہ یعنی آذریاقوت جوان ہوئی کر

اب اُسی موضع مین رہتی ہی حُسن مین رشک ماہ و مہر ہے مطابق اس مطلع کے مطلع روے چگونہ روے روے
جو آفتابے + موے چگونہ موئے ہر حلقہ پیچ وتابے + باوجود اسکے کہ وہ خورشید رو عنبرین مو گل رعناے چمن خوبی ماہ منیر
فلک محبوبی حسن وجمال دلفریب مین مثل ملکہ شمسنہ تاجدار و ملکہ ناطقہ روشن بیان ہے لیکن بوجہ تنگدستی وافلاس مانند عوام الناس
اس موضع خراب و ویران مین بہزار مصیبت و تکلیف بسر کرتی ہے کہ جسطرح غربا رہتے ہین اُسی صورت سے وہ بھی رہتی ہی۔ آمدیم
بر سر قصۂ حال جب ابو الخداع نے شاہزادۂ ذیوقار نامدار ابراہیم بن حیدر کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر ہی جلد تر داروے بیہوشی ساغر آب مین ملاکر بعد عذر و معذرت ناشناسی ابو الخداع مکار نے ابراہیم بن حیدر
کو دیا اور شاہزادہ موصوف نے وہ ساغر آب اُس ناکار کے ہاتھ سے لیکر شدت تشنگی مین بے اختیار پی لیا اور کچھ زر
وجواہر بعوض جام آب اُس مکار کو دیا اور وہان سے شکر خدا کرتا ہوا اپنے خیمہ کی جانب جو صحرا مین برپا کیا تھا چلا ابو الخداع
اور اُسکا غلام بھی پیچھے پیچھے شاہزادہ ابراہیم کے چلے تھوڑی راہ شاہزادہ نے طی کی تھی کہ درد سر مین پیدا ہوا اور شدت درد
سر سے گھوڑے پر بیٹھا نہ گیا آخر بہزار خرابی اسپ سے اُتر کر ایک شجر سایہ دار کے نیچے بیٹھا ابو الخداع اور اُسکا غلام بھی
اُسی درخت کے نیچے آیا شاہزادہ ابراہیم نے ارشاد کیا کہ ای درویش تو نے کیسا جام آب مجھکو پلایا ہی کہ جب سے وہ جام
آب مین نے پیا ہی نشہ سا معلوم ہوتا ہی اور سر گردش کرتا ہی ابو الخداع نے غضبناک ہوکر شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ ای
دشمن سخت ملت یہود و نصارا واقف ہو کہ تو نے ہزارہا بندگان خداوند دیلم کو تیغ آبدار سے قتل کیا ہی تو نہین جانتا کہ مین
اُسدن سے تیرا عدو جان ہون ہر اک دم اسی خیال وفکر مین رہتا تھا کہ تجھ سے اُن بندگان خداوند دیلم کا انتقام لون آج
اتفاق سے صحرا مین تجھکو بے یار و مددگار پایا اور جام آب پلاکر بمکر و فریب گرفتار کیا آگاہ ہو کہ میرا نام ابو الخداع ہی عیار یلاے روزگار
ہون بعد زمانہ بعید کے آج خداوند دیلم اور پیغمبر زردشت نے اعانت اور مددگیری کی اور ایسی تقدیر کی کہ تجھ ایسا دلاور سخت
و زبردست بآسانی دستیاب اور گرفتار ہو گیا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے جس وقت یہ تقریر ابو الخداع مکار کی سنی کثرت
غیظ و غضب سے تاب نہ رہی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر جانب ابو الخداع قصد حملہ کیا جسوقت ابراہیم دلاور اُٹھا بسبب
بیہوشی کے چکر آیا پاؤن کو لغزش ہوئی ہرچند سنبھلا مگر نہ سنبھل سکا زمین پر گرا اور غش آگیا ابو الخداع ناکار نے شاہزادہ
عالیوقار کو جلد تر چادر مین باندھا اور اپنے غلام نافرجام کے حوالہ کیا آخر پر شاہزادہ کو اپنی پشت پر اُٹھاکر ہمراہی ابو الخداع
قلعہ مجوسیہ مین لایا اور ابو الخداع نے آذرمان حاکم قلعہ مذکور سے ملاقات کرکے تمام کیفیت بیان کی آذرمان ابو الخداع
کے اس کار نمایان سے از حد خوش ہوا بعدہ آپسمین دونون نے مشورہ کیا کہ شاہزادہ ابراہیم کو حالت بیہوشی مین قتل
کرنا چاہیے مگر کتاب زند اور اُسکی شرح پازند مین یہ مندرج دیکھا کہ اس قسم کے قیدی کو حالت مجبوری مین قتل کرنا لازم
نہین ہے بلکہ چاہیے ہی کہ ایسے قیدی کو سات یوم تک قید شدید مین رکھے اور اکل و شرب سے اُسکی خبر لیا کرے اور
خوبصورت عورتین اُسکے سامنے رہا کرین اور اکثر اوقات ملت آتش پرستی اور دین زردشتی اُسکو تعلیم و تلقین کیا کرے اگر وہ زندانی

برغبت تمام ملت آتش پرستی اختیار کرے تو خیر اور اگر وہ قیدی از حد قوی اور طاقت دار ہو تو اور چند روز اُسکو غذاے لطیف
کھلاؤ اور آب سرد پلاؤ جو کچھ اُسکا دل چاہے برخلاف رہائی بجالاؤ اور نازنینان خوش رو اُسکے پہلو مین بٹھاؤ اگر کسی نازنین پر
اُسکا دل آئے بے تامل اُس نازنین کو اُسکے پاس سلاؤ کسی طرح اُسکے دل کو رنجیدہ نہ کرو اسواسطے کہ وہ خوش ہوکر دین زردشتی
کو اختیار اور قبول کرے اگر ان سب باتون پر بھی وہ دین آتش پرستی قبول نہ کرے تو بمجبوری اسے صحراے ہولناک مین
لیجاکر اُسکے تمامی اعضاے تن کو خارہاے مغیلان سے مانند غربال مشبک کر بعدہ انبار لکڑیون کا لگا کر اور اُس
انبار ہیزم کو خوب آتش سے شعلہ ور کرکے اُس جراحت رسیدہ کو اُس آگ مین ڈالدو تاکہ جلد تر جلکر خاک ہو جاے الغرض
جب آذرمان کو جملہ احکام کتاب زند سے بخوبی آگاہی ہوئی اور ابو الخداع مکار کو تمامی احکام کتاب زند بتائے اور شاہزادہ
ابراہیم دلاور کے جملہ اسباب قتل پڑھکر سُنائے چونکہ ابو الخداع مکار بھی مجوسی ہے اسوجہ سے احکام کتاب زند پر
اُسنے عمل کیا یعنی شاہزادہ ابراہیم کو آذرمان کے سپرد کیا تاکہ قید سخت مین مبتلا رکھے غرضکہ آذرمان نے شاہزادۂ ابراہیم
کو طوق و زنجیر مین خوب جکڑکے ایک قصر کے حجرہ مین جو قریب حرمسرا تھا قید کیا جسوقت شاہزادہ ابراہیم کو ہوش آیا
اچھی طرح واسطے قبول کرنے دین زردشت کے سمجھایا اور جملہ دلائل اور براہین دین آتش پرستی روبروے شاہزادہ
بیان کیے بعد اسکے شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ اے شاہزادہ نامدار ناواقف ہو کہ خداوند دیلم کی تقدیر کی ہوئی کسی طرح مبدل
ہو نہین سکتی دیکھا تو نے کسطرح خداوند دیلم نے تجھکو قیدی ہمارا کیا اور تیرے مرگ و حیات کا اختیار ہمارے دست
زبردست مین دیدیا ہے اب ہمکو اختیار حاصل ہے تیرے قتل کرنے کا مگر ہم اسوقت تجھکو نصیحت کرتے ہین اگر ملت زردشتی
کو تو قبول بخوشی کرے تو تیرے حق مین بہت اچھا ہوگا ورنہ ہم قید ہستی سے ضرور تجھکو رہا کرینگے مگر بعد چند روز کے
موافق احکام کتاب زند کے اس زمانہ چند روز مین تجھکو غذاے لذیذ بھی کھلائینگے اور ہر طرح ہم تیرے دل کو خوش کرینگے
یہانتک کہ تیری خوشی کے واسطے کبھی کبھی نازنینان خوبرو تیرے پاس بھیجا کرینگے تاکہ اُنکے نظارۂ حسن سے خوش ہو مگر یہ یاد
رکھ کہ رہائی تیری موقوف ہے قبول کرنے دین زردشت پر جسوقت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے آذرمان کی جملہ تقریر
سُنی غضبناک ہوکر متواتر زردشت و دین زردشت پر لعنت کی اور آذرمان کو کلمات سخت کہے اُسوقت ابو الخداع
نے آذرمان سے کہا کہ تو بڑا بیوقوف ہے ارے یہ مسلمان کامل اعتقاد ہے کبھی خداپرستی کو ترک نہ کریگا اور دین زردشت
اختیار نکریگا ناحق نصیحت کرتا ہے میری تو راے یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس دشمن خونخوار کو جلد قتل کر شاید اُسکے مددگار
آجائین اور اُسکو تیری قید سے رہا کرکے لیجائین اور تجھکو اور ہمکو بھی ضرر پہونچائین آذرمان نے ابو الخداع سے کہا کہ
تعمیل تو کسی طرح ممکن نہین کیونکہ خلاف احکام کتاب زند کبھی نہ کرونگا علاوہ اسکے تیرا خوف وہراس بھی بیکار ہے کیونکہ
اس صحراے ہولناک اور کوہستان دشوار گذار مین کون آئیگا جو اس شاہزادہ کو میری قید سے رہا کرکے لیجائیگا اور ہمکو
ضرر پہونچائیگا ہمکو اس امر سے بخوبی اطمینان حاصل ہے کہ یہان کوئی سراغ اسکا لگا نہ سکیگا ہان اتنا ضرور کیا جائیگا کہ زیادہ

اس بہادر کو قید نہ رکھا جائیگا اگر چند روز مین اسنے دین زردشت کو قبول کیا تو اس سے بہتر کیا ہی ورنہ بعد گذرنے میعاد
حکم کتاب زند کے قتل کرونگا القصہ آذرمان بے دین نے موافق حکم کتاب زند وپازند ایک کنیز خوبرو لباس سے آراستہ
کرکے شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجدی اور خود در حجرہ کے قریب آکر شاہزادہ سے کہنے لگا کہ ای بہادر دوران شاہزادہ
ذیشان اگر تو دین زردشت کو قبول کرلیگا تو مین اس کنیز جمیلہ کو تجھے دیدونگا شاہزادہ ابراہیم نے جواب دیا کہ او بیدین
وبے آئین کیا بکتا ہی خبردار اب ایسا کلمہ منھ سے نہ نکالنا اس چڑیل کا لالچ دے کے مجھکو بے دین وایمان کیا چاہتا
ہے آذرمان یہ جواب سخت شاہزادۂ نامدار سُنکے مایوس ہوا اور شاہزادہ کو پھر اُس حجرہ مین بند کر دیا اور چلا آیا ادھر جملہ
مردمان ہمراہی نے شاہزادہ ابراہیم کا بہت انتظار کیا بعدہٗ واسطے تلاش اور جستجو شاہزادہ موصوف کے ہر طرف صحرا مین
روانہ ہوے لیکن شاہزادہ کو کہین صحرا مین نہ پایا الا اسپ شاہزادہ ابراہیم کو صحرا مین ایک درخت کے نیچے پایا
آخرکار مجبور ولاچار ہوکر مرکب شاہزادہ موصوف کو لیکر نالان گریان خدمت صاحب قران والاشان مین آئے اور
تمام وکمال کیفیت بیان کی جب صاحب قران اکبر نے مردمان لشکر سے کماحقہ حال سُنا بدرجۂ کمال غضبناک ہوے
اور عیش وعشرت سے دست بردار ہوکر ابوالحسن جوہر سے کہا کہ اے برادر بظاہر تو طاہر کسی کافر کو زندہ نہین رکھا
بلکہ بنیاد کفر کی دنیا سے معدوم کر دی مگر معلوم نہین کہ یہ دشمن کہان سے پیدا ہوا جو برادر ابراہیم دلاور کو صحرا سے پکڑ
لیگیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ والاقدر مین خود متحیر ہون کہ یہ کیا معاملہ تازہ وقوع مین آیا ہے اتفاق سے
اسوقت سلطان اسمعیل بھی صاحب قران اکبر کے پاس تشریف رکھتے تھے یہ کیفیت حیرت افزا سُنکے فرمانے لگے
کہ ہمکو یہ خیال ہے ایسا نہو کہ شاہزادۂ ابراہیم کو دشمنان نامعلوم سے کسی طرح کا صدمہ اور ضرر پہونچے تو موجب ملال اور
باعث بدنامی کا ہو کیونکہ ای فرزند تم یہان موجود ہوا اگر شاہزادہ ابراہیم دلاور کے دشمنون سے انتقام نہ لوگے تو جملہ سردار
اور امرا تمھاری ذات سے ناامید ہوجائینگے لہذا جلد تر اس مقدمہ مین کوشش کرنا چاہیے ابوالحسن جوہر نے عرض
کیا ای شہنشاہ والاجاہ اول اس باب مین جناب حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ کرنا چاہیے سلطان اسمعیل نے
ابوالحسن کی راے کو بہت پسند کیا اور اسی وقت صاحب قران اکبر اور ابوالحسن جوہر کو اپنے ہمراہ لیکر حکیم
قسطاس الحکمت کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا اور اس معاملہ مین مشورہ چاہا حکیم قسطاس الحکمت نے بعد
تامل کے از روے علم نجوم ارشاد کیا کہ ای صاحب قران اکبر وای شہنشاہ گیتی ستان مطلق رنج وملال آپ دونون
صاحب نہ فرمائین کیونکہ علم نجوم سے ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر زندہ وسلامت ہی لیکن چند روز تک
کسیقدر صدمہ وایذا مین وہ نامدار رہیگا بعد ازان انشاء اللہ بصحت وعافیت وہ نامدار ذیوقار تمھاری خدمت مین خود
آئیگا اگر تمکو زیادہ رنج وصدمہ ہی تو چند عیاران ہوشیار کو جانب کوہستان روانہ کرو تاکہ وہ جستجو شاہزادۂ موصوف کی
کرین صاحب قران اکبر نے بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ایک سو عیاران ہوشیار خنجر گذار اور سرہنگان نامدار

کو بھراہی مہتر سرعت بن مہتر شتاب جانب کوہستان جلد تر روانہ کیا عیاران مسطور بغیر نشان وسراغ نظر بخدا کرکے جانب جنوب کوہستان روانہ ہوے اور صحرا و کوہستان مین پہونچکر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی جستجو کرنے لگے

مگر اب شاہزادہ ابراہیم دلاور بن حیدر کا حال بگوش ہوش سنیے کہ اس بہادر پر کیا گذری

واضح ہو کہ آذرمان حاکم قلعہ مجوسیہ نازنینان خوش جمال وماہرویان بے مثال ہرروز زیور ولباس سے بخوبی آراستہ کرکے خدمت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر مین لیجاتا ہی اور کہتا ہے کہ ای شاہزادہ نامدار اگر تم دین زردشت کو بخوشی خاطر قبول کرو تو مین یہ چند نازنینان مہ جمال مہر تمثال کہ خاص میری کنیزین ہین تمکو دیتا ہون انسے ہمبستر ہو لطف حیات اُٹھاؤ مگر شاہزادہ اُسکے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی اور دشنام دے کر کلمات سخت ودرشت اس بیدین کو کہتا ہی اور دین زردشت پر نفرین اور لعنت کرتا ہی اور ابو الخداع آذرمان کو شاہزادۂ موصوف کے جلا دینے پر آمادہ کرتا ہی لیکن ابو الخداع سے آذرمان یہی کہتا ہی کہ خلاف حکم کتاب ژند مین ابھی جلا نہین سکتا ابو الخداع خاموش ہو جاتا ہے آخر کار آذرمان نے اپنی چند مدخولہاے خاص کو کہ جو نہایت حسین تھین مانند عروسان بیمثال کے آراستہ کیا اور شاہزادہ ابراہیم کے پاس لیگیا اور حجرہ کھولا جماعہ نازنینان مذکورہ دکھا کر کہنے لگا کہ ای نامدار اب بھی میرا کہنا مان دین زردشت کو قبول کر اور ان نازنینان خوبرو کو اپنی خدمت مین لا لطف وصل اُٹھا بصد عیش وعشرت زندگی بسر کر سرکشی دین زردشت سے نکر مگر شاہزادہ موصوف نے کسی طرح منظور نہ کیا اور آذرمان پر اور اُسکے دین پر لعنت کی آذرمان نازنینان مذکورہ بالا کو اپنے ہمراہ لیکر چلا آیا لیکن روز ہفتم آذرمان نے اپنی دختر شاب قمر خورشید رو عنبرین مو سیمتن گل پیرہن سے کہا ای فرزند دلبند میرا دل چاہتا ہی کہ آج تم اسطرح بناؤ سنگار کرو اور ایسی پوشاک رنگین اور زیور نقرہ وطلا پہنو کہ اگر فرشتہ بھی تمکو دیکھے تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے میرا ارادہ ہے کہ اس جوان نامدار ذیوقار کے روبرو تمکو لیجاؤن اور تمہارا روے زیبا اُسکو دکھاؤن اگر ای فرزند تمکو میرے ہمراہ جانے مین کچھ عذر ہو تو تم قبل میرے وہان جاؤ اور دام زلف عنبرین مین مرغ دل شاہزادہ ابراہیم کے لاؤ اور بصد ناز وادا روے زیبا اپنا اپنے پدر مقتول کے دشمن کو دکھاؤ عجب نہین ہی کہ تمہارا روے منیظر یہ صاحب توقیر دیکھکر دین زردشت کو اختیار کرلے اور انکار نہ کرے ای نور چشم آگاہ ہو کہ یہ جوان ذیوقار برادر خاص نامدار ہے آجکل صاحب قران اکبر کی جشن عروسی کا بڑا سامان ہی منزلون تک سامان آرایش روشنی چراغان ہے وہ سامان عیش وعشرت مہیا اور موجود ہی کہ کبھی کسی بادشاہ کو ممکن نہوے ہونگے اب دو چار روز مین صاحب قران اکبر واسطے عقد کے جائینگے اور بخدم وحشم ملکہ شمسہ تاجدار کو بیاہ لائینگے غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ جوان ذیشان برادر صاحب قران بھی کہ خاص وعام اُسکو شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کہتے ہین نہایت شجاع ہی قوت مین بیمثال ہے

صورت و شکل مین بھی اچھا ہے صدہا عورتین خوبصورت اس جوان پر مائل ہین ای فرزند جسوقت تم جاکر اس جوان کو دیکھوگی میرے کہنے کی تصدیق بخوبی ہوجایگی اگر یہ جوان موصوف تمھارے حسن و جمال کو دیکھکر تمھارے اوپر مائل ہوجاے تو کسی طرح کا مضائقہ نہین ہے بلکہ میرے نزدیک بہت خوب ہی کیونکہ یہ شاہزادۂ نامدار خاندان عالی سے ہی سوا اسکے ای پارۂ جگر تمھاری ہمشیرہ عالیوقار ملکہ شمسۂ تاجدار اس شاہزادہ ذیجاہ فلک بارگاہ کے برادر ذیوقار صاحب قران ثانی مدار کے عقد مین اب آئینگی اگر تم بھی اس شاہزادۂ گردون سریر کشورگیر کے سلک ازدواج مین منسلک ہوجاؤ تو کیا مضائقہ ہی بلکہ باعث بہبودی ہے غرض آذرمان نے یاقوت آذر کو اسطرح سمجھایا اور ایسی تعریف شاہزادہ ابراہیم کی کی کہ یاقوت آذر چلنے کے واسطے راضی ہوگئی اور یہ بھی وجہ آذر یاقوت کے راضی ہونے کی تھی کہ قبل اسکے اکثر زنان ہمسایہ سے شاہزادۂ ابراہیم کے حسن و جمال کی تعریف از حد سُنی تھی اور اشتیاق دیکھنے شاہزادہ موصوف کا رکھتی تھی اب آذرمان سے کلمات مذکور الصدر سُنکے چپ ہورہی اور انکار نہ کیا غرضکہ بموجب کہنے آذرمان کے یاقوت آذر لباس و زیور وغیرہ سے آراستہ ہوئی آذرمان بے دین نے ملکہ یاقوت آذر کو در حجرہ پر طلب کیا یعنے جس حجرہ مین شاہزادہ ابراہیم قید تھا وہان طلب کیا یاقوت آذر بہمراہی چند نسوان بناز و ادا قریب حجرہ آئی آذرمان نے در حجرہ وا کیا شاہزادہ ابراہیم کو حجرہ سے باہر نکالا جسوقت شاہزادہ نے یاقوت آذر کے روے خورشید مثال کو دیکھا



ادر یاقوت آذر نے چہرۂ زیباے شاہزادہ ابراہیم دلاور پر نظر کی ادھر شاہزادہ ہزار جان سے یاقوت پر شیفتہ ہوا اور ادھر یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم دلاور پر فریفتہ ہوئی اشعار

ہر دو چون سوے یکدگر دیدند	عاشق ہم بعوبہ گردیدند	دل بہم شد بزلف وابستہ	خانۂ تاب ہر دو بشکستہ

هر دو را چهره زعفرانی شد | اشک در دیده ارغوانی شد
در غم یکدگر ز مرگ خاک | ناله هر دو رفته بر افلاک

الحاصل شاہزادہ ابراہیم اور یاقوت آذر نظارۂ حسن وجمال بمثال سے باہم گرمائل ہوئے شمشیر آبدار عشق سے گھائل ہوئے لیکن ملکہ یاقوت آذر نے بوجہ شرم وحجاب سر جھکا لیا اور دل مین خیال کرنے لگی کہ افسوس آذرمان نے مجھپر بڑا ظلم وستم کیا کہ مجھکو اس شاہزادہ ابراہیم کی شکل دکھا کر میرا یہ حال کیا دیکھیے اب انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہی میری جان اس شاہزادہ نامدار کے ہجر مین جاتی ہے یا وصل سے اس دلاور کے کامیاب ہوتی ہون مگر یہ امید نہین کہ شاہزادہ ابراہیم دین زردست کو قبول کرے اور جبتک دین زردشت اختیار نہ کریگا میرے عزیز واقارب مجھکو اسکی زوجیت مین داخل نہ کرینگے غرض میری تقدیر مین اب گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری ہے یقین ہے کہ بہت جلد درد فرقت سے ہلاک ہوجاؤنگی اور دُرمد عانہ پاؤنگی ملکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اور سوے فلک دیکھ کے یہ اشعار اپنے دل مین پڑھنے لگی اشعار

ای فلک با من عجب نقش غریبی باختی | با مراد خویش بودم نامرادم ساختی
طرفه دامی در ره من چیدای اقبال من | خوش مین پیش آمدی ای ماه من ای سال من
مینزدم دایم برای خویشتن فال نکو | خوش درین بر روی من بگشاد النون حال من

الحاصل یاقوت آذر دیر تک اسی خیال مین رہی اور دل مین اپنے حال زار پر افسوس کیا کی اور رویا کی لیکن بخوف آذرمان افشاے راز نہ کیا اور نقاب چہرۂ پر نور پر ڈالکر بعد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری وہان سے مکان مین آئی اور فرش خواب پر گر کے مثل ماہی بے آب صدمۂ جدائی شاہزادۂ ابراہیم مین تڑپنے لگی یہان تو یاقوت آذر کا الفت وعشق شاہزادۂ ابراہیم مین یہ حال ہے لیکن اُسطرف شاہزادہ ابراہیم کا عجب حال ہے رنگ رخ زرد ہی دل جو تڑپتا ہی پہلو مین درد ہی آنکھون مین اشک بھرے ہین چہرہ متغیر ہے ہر دم آہ سرد کرتا ہی مرغ بسمل کیطرح تڑپتا ہے رو برو تصویر بے نظیر ملکہ یاقوت آذر کی تصور سے ہی مثل دیوانہ بیٹھا ہوا ہے ملکہ یاقوت کی جدائی کا صدمہ ہی اپنے دل مین اس طرح شاکی فلک ہی بیت

فلک طرف ظلمے بمن میکند | که میخواهد از شرع بیرون برد

کبھی اپنے دل مین خیال کرتا ہے کہ ای ابراہیم یہ کیا آفت تازہ تھی اور یہ کیا قیامت کبری تھی کہ میرے سامنے آئی ایک ہی نظر اُس گلرو عنبرین موکو دیکھکر دل کا یہ حال ہوگیا کہ زیست بغیر اُسکے محال ہوگئی تیر عشق نے دل کو مجروح کردیا طایر جان قفس تن مین بیقرار ہوکر پھڑکنے لگا پروردگارا مین بہت متحیر ہون

این چه آفت بود یارب از کجا | بر سر من ناگه آمد از قضا

کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ ای ابراہیم بڑی مشکل پیش آئی ہے کیا کرون کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اگر علاج دل پر درد کرتا ہون دین خدا پرستی سے باہر آتا ہون اور اگر دین وایمان کو ترک نہین کرتا ہون جان سے جاتا ہون غرض عجب کشاکش

مین ہون دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہی شاہزادہ ابراہیم دلاور تو یہ خیال کر رہا تھا اور صدمہ درد فرقت ملکہ یاقوت آذر سے بیچین تھا اور درگاہ خدا مین اپنے مدعاے دلی کے واسطے دعا کر رہا تھا اور آذرمان حال شاہزادہ ابراہیم کا دیکھکر خوش ہو رہا تھا کیونکہ یہ بڑا عقیل وفہیم ہے اسکو بخوبی معلوم ہو گیا تھا کہ یاقوت آذر اس شاہزادہ پر مائل ہوئی ہے اور شاہزادہ بھی اسکے عشق مین بیتاب وبیقرار ہے اسوجہ سے نہایت یہ نابکار خرم وشاد تھا اپنے دل مین اپنی تدبیر معقول کی آپ تعریف کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ اب یہ شاہزادہ ضرور دین زردشت کو اختیار کریگا اور یاقوت آذر سے ہمکنار ہوگا میرا مطلب دل بخوبی بر آئیگا یعنے جب صاحب قران اکبر بعد عقد تشریف جانب وطن لیجائینگے مین اس شاہزادہ کو سپہ سالار کرونگا اور جسقدر کہ ممالک صاحب قران اکبر کے تصرف مین ہین اُن سبکو اپنے قبضے مین کرونگا اس شیر بیشہ جرأت ودلاوری سے کون مقابلہ کرسکے گا اور اگر کوئی مقابلہ کریگا تو شاہزادہ ابراہیم دلاور اُسکو بقوت بازو سے زیر کریگا اور تمامی ممالک مین بخوبی تمام دین زردشت کو از سر نو رواج دونگا اور دین خدا پرستی کو جہانتک ہوسکیگا باقی نہ رکھونگا آذرمان نابکار یہ خیالات کرکے اور شاہزادہ کو حجرہ مین بند کرکے نہایت شادان فرحان قلعہ مین آیا۔ اور ابو الخداع کو طلب کرکے جملہ حال بیان کیا اور اپنے خیالات سے بھی اطلاع دی ابو الخداع مکار تمامی کیفیت سُنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای آذرمان یہ اندیشہ اور خیال تیرا بہت بہتر ہے یقین ہو کہ اب اس تدبیر معقول سے تمام ممالک قبضے مین آجائینگے اور دین زردشت کو فروغ بھی ہوگا مگر اے آذر مجھکو کسی قدر شاہزادہ ابراہیم کے دین زردشت قبول کرنے مین تامل ہے ہرچند کہ ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ ہو گیا ہی اور وصل ملکہ مذکور موقوف ہی اوپر اختیار کرنے دین زردشت کے مگر بخوبی تمام مجھکو یقین نہین ہے کہ شاہزادہ ابراہیم عشق ملکہ آذر مین دین خدا پرستی چھوڑکر دین زردشت اختیار کریگا آذرمان نے جواب دیا ای ابو الخداع آگاہ ہو کہ عشق وہ شی ہی کہ انسان اپنے قابو مین نہین رہتا عشق مین عقل زائل ہو جاتی ہے خیال آبرو وعزت باقی نہین رہتا ہی دین وایمان دل وجان معشوق کے کف پا پر عاشق تصدق کرتا ہی ہزارہا دانایان ذی رتبہ اور بڑے بڑے پرستندۂ خداوند لیل ونہار دام عشق مین گرفتار ہوکر تارک خدا پرستی ہوے ہین ای ابو الخداع اُلفت ومحبت مین پاس وخیال دین وایمان نہین رہتا ہی آجکل کچھ تمکو جنون ہو گیا ہے اسی وجہ سے ایسے نافہمی کے سخن کہتے ہو ابو الخداع نے کہا کہ مجھکو جنون تو نہین ہوا ہی خداوند دیلم کی عنایت سے صحیح وتندرست ہون مگر ای آذرمان تیری عقل البتہ زائل ہو گئی ہے کہ تجھکو یقین کامل ہو گیا ہے کہ شاہزادہ ضرور دین زردشت اختیار کریگا خیر دو چار روز کے بعد جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا ابو الخداع یہ کہکے آذرمان کے ہمراہ قریب حجرہ آیا اور در حجرہ واکرکے چہرہ شاہزادہ ابراہیم کو دیکھا بموجب کہنے آذرمان کے روے شاہزادۂ نامدار کو متغیر پایا اور آثار عشق سراسر چہرہ پر ہویدا پاے ابو الخداع نے اُسوقت ہنسکے کہا کہ ای شاہزادہ ابراہیم کیون تمنے اعجاز پیغمبر زردشت کو دیکھا کہ کسطرح تمکو بہ آسانی ہمارے دام مین گرفتار کردیا اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتے ہو تو خداوند آتش کو سجدہ لبصد تکریم وتعظیم کرو کہ باعث تمھاری نجات کا ہو۔

علاوہ اسکے ای شاہزادہ ابراہیم ہم دونون خداوند آتش کی قسم کھاتے ہین اور تم سے اقرار کرتے ہین کہ اگر تم موافق ہمارے کہنے کے خداوند آتش کو سجدہ برغبت کروگے تو ہم دونون تمھاری مطلوبہ اور محبوبہ کو جسکے عشق مین تمھاری یہ کیفیت ہوگئی ہے چھ مہینے تک تمھارے پاس بٹھائینگے اور تمھارے دل کو اُس ماہرو کی ہمنشینی سے خوش کرینگے مگر اور کوئی بات نہوگی مگر ہان بعد چھ مہینے اور گذرنے کے اگر تم اُس سے وصل کروگے تو مانع نہونگے اور جب بالکل عقاید دین زردشت سے تم واقف اور آگاہ ہوجاؤگے اُسوقت موافق دستور دین خداوند آتش کے تمھارا عقد بھی ملکہ آذر کے ساتھ کردینگے یہ جملہ تقریر اُس بدذات و شریر کی شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت سنی اپنے دل مین کہا کہ یہ دونون نابکار شیاطین سے کچھ کم نہین ہین کیونکہ مجھکو دین حق سے باز رکھنا چاہتے ہین اور مذہب باطل کی طرف رغبت دلاتے ہین اور امید وار وصل معشوق کرتے ہین ای ابراہیم اب اس کیفیت مین کیا کرون سخت بلا مین گرفتار ہون اگر دین زردشت اختیار کرتا ہون یعنے آگ کو سجدہ کرتا ہون تو ایک روز ضرور نار جہنم مین معبود برحق و مطلق مجھکو ڈالدیگا اور اُس آتش پرستی کا انتقام یہ لیگا کہ آگ سے سقر کی ہمہ تن مجھکو جلائیگا اور اگر عذاب نار دوزخ سے ڈر کر آگ کو سجدہ نہین کرتا ہون تو دنیا مین مجھکو آتش فراق ملکہ یاقوت آذر جلاکر خاک کردیگی استخوان مثل شمع کا فوری جلینگے خانۂ دل مین ایسی آتش ہجر لگیگی کہ ہر موے تن سے آگ کا شعلہ نکلیگا ابھی تو ابتداے عشق ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ابھی تو دل تڑپتا ہی اشکباری ہے کثرت نالہ وزاری ہے آتش ہجر نے دلکا جلانا شروع کیا ہے مجھکو دود آہ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی سواے دانۂ اشک اور خون جگر کے اب کوئی غذا میری نہین ہے بعد اسکے شاہزادہ نے جانب فلک دیکھکر بخضوع وخشوع درگاہ مسبب الاسباب مین عرض کی کہ اے برآرندۂ حاجات وای مجیب الدعوات اب میرے اوپر رحم کر حسب دلخواہ تمنا میری برلا اِن کافرون کی قید سے مجھکو رہائی دے کیونکہ بغیر تیری اعانت اور مدد کے میری رہائی کی صورت معلوم نہین ہوتی بلکہ یہ دونون کافران خونخوار میری جان کے خواستگار ہین الحاصل ابو الخداع اور آذرمان بے دین وبے ایمان نے شاہزادہ ابراہیم کو ہر چند سمجھایا مگر شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا حجرہ بند کرکے چلے آئے اسی طرح چند روز تک متواتر دونونکا تر آذرمان نے شاہزادہ کو خداوند آتش کی پرستش کرنے پر آمادہ کیا مگر شاہزادہ ابراہیم کسی طرح راضی نہوا ہر چند آذرمان نے اغذیۂ لطیف اور آب سرد سے روز شاہزادہ کی خبرگیری کی اور اکثر کنیزان خوبرو شاہزادہ کے پاس بھیجین تاکہ شاہزادہ اُنکے نظارۂ حسن وجمال سے خوش ہوکر خداوند آتش کو سجدہ کرے لیکن شاہزادہ موصوف کبھی کنیزون کی جانب متوجہ بھی نہوا اور نہ خداوند آتش کو سجدہ کیا انجام کار ایک روز لاچار ہوکر شاہزادہ ابراہیم نے ابو الخداع اور آذرمان سے کہا کہ علاوہ قبول کرنے دین زردشت کے اور جو تم دونون کہو وہ مین کردون اُس وقت ابو الخداع نے آذرمان کو بہت جھک کر سلام کیا اور کہا کیون آذرمان مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ شاہزادہ ابراہیم خداوند آتش کو کبھی سجدہ نہ کریگا دیکھو اُسوقت شاہزادہ نے جواب صاف دے دیا اب کہو مجھکو جنون ہی یا تمھاری سمجھ پر

پھر پڑے ہین ای آذرمان اب بھی میرے کہنے کو مان جلد شاہزادہ کو قتل کر ڈال ورنہ اس بہادر کو کوئی لشکر صاحبقران اکبر سے آکر رہا کر لیجائیگا اور کچھ عجب نہین ہے کہ خود صاحب اکبر اپنے برادر کی جستجو مین یہانتک آئین اور تمکو اور مجھکو اس شاہزادہ کے گرفتار کرنے کے جرم مین قتل کرین آذرمان نے جواب دیا کہ ای ابوالخداع تم اسقدر ڈرتے کیون ہو یہان کوئی آنہین سکتا اور شاہزادہ کو لیجا نہین سکتا اور قتل کرنا شاہزادۂ ابراہیم کا کوئی امر مشکل نہین ہی فقط اسواسطے اتنا زمانہ گذرا کہ میرے دل مین یہ خیال تھا کہ اگر شاہزادہ دین اپنا ترک کرکے خداوند آتش کو سجدہ کریگا تو پھر مجھ سے کون مقابلہ اور مجادلہ کر سکیگا مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک میری ہی عملداری ہو جائیگی کیونکہ جب یہ شاہزادہ رشک رستم و اسفندیار میرا معین و مددگار ہو جاتا تو پھر مجھ سے دنیا مین کون لڑ سکتا ابوالخداع نے جواب دیا کہ یہ امر تو ہوتا بہا مشکل اور نہایت دشوار ہے کبھی شاہزادہ ہمارے دین مین نہ آئیگا غرضکہ یہ تمام تقریر باہمدگر ایسی آہستہ آہستہ کی کہ شاہزادہ ابراہیم نے مطلق گفتگو ان دونون کی نہ سُنی آخر آذرمان حجرہ بند کرکے ابوالخداع کے ہمراہ نہایت ملول و حزین اپنے قلعہ مین آیا اور اپنی زوجہ شیرازہ بانو کو طلب کرکے کہا کہ اسوقت ملکہ یاقوت آذر کے پاس جلد جاؤ اور میری طرف سے بعد دعا اور دیدہ بوسی کے یہ کہو کہ اے فرزند جیسے کہ تمھارے باپ قتل ہوے مین تمکو بجاے اپنی دختر کے جانتا ہون اور تم بھی مجھکو اپنا بزرگ جانتی ہو اور میرے کہنے پر عمل کرتی ہو ایک مرتبہ تم میرے کہنے سے شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کے روبرو گئین تھین جیسے شاہزادہ موصوف کسیقدر خداوند آتش کی جانب متوجہ ہے مگر سجدہ نہین کرتا ہے لہذا ای دختر پھر ایک مرتبہ مع چند کنیزان محرم بخوبی تمام لباس و زیور سے آراستہ ہوکر شاہزادۂ ابراہیم کے قریب جاؤ اور اپنا حسن دلفریب شاہزادۂ موصوف کو بناز و ادا دکھا کر خداوند آتش کو سجدہ کراؤ مجھکو یقین کامل ہے کہ شاہزادہ ابراہیم تمپر عاشق ہو گیا ہے اور فی الحال حال اُسکا تمھارے عشق مین بہت ابتر ہی جب تم خداوند آتش کی پرستش کو کہو تو ضرور شاہزادہ قبول کریگا اور انکار نہ کریگا اس صورت مین انواع و اقسام کی تمھارے واسطے اور ہمارے واسطے صورت بہتری کی ہے شیرازہ بانو زوجہ آذرمان بموجب کہنے اپنے شوہر کے ملکہ یاقوت آذر کے پاس گئی دیکھا کہ یاقوت آذر کا چہرہ زرد ہی ہر دم شغل آہ سرد ہی رنجیدہ و ملول ہے رنج و غم کا دلپر نزول ہے آثار حزن و ملال چہرۂ انور سے آشکار ہین شیرازہ بانو نے ملکہ کو ملول دیکھکر پوچھا ای فرزند دلبند تمھارا مزاج کیسا ہے چہرۂ پرنور سے تمھارے اثر ملال پیدا ہی ملکہ یاقوت آذر نے اول تو شیرازہ بانو کو بندگی کی بعد اسکے کہا ای مادر گرامی قدر دہ چار روز سے میری طبیعت اچھی نہین ہے دست و پا مین درد رہتا ہی روز بلاناغہ تپ آتی ہے اسوجہ سے میری یہ کیفیت ہی سواے اسکے کوئی رنج و ملال نہین ہے شیرازہ بانو نے بعد دعاے درازی عمر کے کہا کہ تمھاری تو طبیعت ناساز ہی اب مین تم سے کیا کہون جو تمھارے بزرگ بجاے پدر آذرمان نے تم سے کہا ہی ملکہ یاقوت آذر نے کہا ای مادر عالیقدر بیان کرو جو کچھ وہ فرمائینگے حتی الامکان مین بجالاؤنگی کیونکہ اب وہ اور آپ بجاے پدر و مادر کے ہین جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو

سے یہ تقریر کی اسوقت شیرازہ بانو نے ملکہ یاقوت آذر سے کہا کہ اسوقت تمھارے بزرگ اور پدر نے مجھکو تمھارے
پاس ایک امر کے واسطے بھیجا ہی اور وہ یہ ہی کہ بعد بہت دعا کے آذرمان نے تم سے کہا ہی کہ ای فرزند ایک مرتبہ اور ہماری
خاطر سے شاہزادہ ابراہیم کے قریب جاؤ اور ہمراہ اپنے چند کنیزان محرم اور حسین بھی لیجاؤ اور شاہزادہ موصوف کو کہ
تمھارے عشق مین اُسکا عجیب حال ہے سمجھاؤ کہ خداوند آتش کو سجدہ کرے یقین ہی کہ تمھارے کہنے سے شاہزادہ مذکور
برغبت تمام سجدہ کریگا جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو سے یہ تقریر سُنی اپنے دل مین بہت خوش ہوئی کہ اسی
بہانے سے شاہزادہ کو دوبارہ دیکھونگی اپنے دل کو اُسکے دیکھنے سے خوش کرونگی لیکن لطاہر کسی قدر انکار کرکے کہا کہ یہ
مجھکو منظور نہین ہی کہ میرے والد عالی تبار آذرمان نامدار کو مجھ سے ملال ہو خیر اُنکا فرمانا بجا لاتی ہون شاہزادہ ابراہیم
کے قریب جاتی ہون ملکہ یاقوت آذر نے یہ کہکر بخوشی آرایش اور زینت کی لباس و زیور وغیرہ سے بخوبی آراستہ ہوئی
اور چند کنیزان خوبرو ہمراہ اپنے لیکے اسطرح جانب حجرہ بناز و ادا روانہ ہوئی کہ ہر قدم خرام ملکہ یاقوت آذر سے دیکھنے
والون کے دل مثل سبزہ پامال ہوے جاتے تھے غرض ہزار ناز و انداز ملکہ نازکو روقت شب عنقریب حجرہ پہونچی ہمراہ اپنے
شراب ناب اور طعام گرم اور آب سرد لیتی گئی تھی ایک کنیز سے کہا کہ یہ طعام وغیرہ شاہزادہ ابراہیم کو ہماری طرف سے
دے دینا بعد ازان ہماری جانب سے حال مزاج پوچھنا کنیز حسب الحکم ملکہ یاقوت آذر گئی اور آب و طعام وغیرہ شاہزادہ
ابراہیم کے روبرو پیش کیا اور ملکہ کی جانب سے مزاج پوچھا شاہزادہ موصوف کھانے کی جانب تو متوجہ بھی نہوا مگر
بوجہ مزاج پوچھنے اور تشریف لانے ملکہ یاقوت آذر کے از حد خوش ہوا کنیز سے دریافت کیا کہ ملکہ عالم کہان ہین اُسنے
جواب دیا کہ وہ سامنے تشریف رکھتی ہین یہان بسبب شرم و حیا کے نہین آئین شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ اگر مجھکو
سرفراز کیا تھا تو اچھی طرح سرفراز کیا ہوتا یہ فرماکر شاہزادہ نے اِس کنیز سے کہا کہ یہ آب و طعام لیجا کنیز آب و طعام وغیرہ
لے آئی اور جملہ تقریر اور کیفیت شاہزادہ روبروے ملکہ بیان کی جسوقت کنیز نے کیفیت شاہزادہ ابراہیم بیان کی
ملکہ یاقوت آذر کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار اشکبار ہو لیکن بخوف افشاے راز ضبط
گریہ کیا اور در حجرہ پر گئی جسوقت شاہزادہ ابراہیم دلاور نے روے زیباے ملکہ یاقوت آذر کو دیکھا کثرت خوشی سے
پیراہن تن مین تنگ ہوگیا غنچہ دل ہواے مسرت سے شگفتہ ہوگیا لیکن جلوۂ حسن ملکہ یاقوت آذر سے شاہزادہ
مذکور کو غش آگیا بعد تھوڑی دیر کے جب شاہزادہ کو ہوش آیا اور ہوش و حواس درست ہوے ملکہ یاقوت آذر
کو اپنے سرہانے پایا اپنے بخت بلند پر ناز کرنے لگا اور دمبدم تصدق اور نثار ہونے لگا اسوقت ملکہ یاقوت آذر
نے مسکراکر بناز و ادا کہا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار اگر تم ہمسے محبت اور الفت رکھتے ہو اور طالب مدعاے دل ہو تو
خداوند آتش کو کیون سجدہ نہین کرتے ہو اسمین تمھارا کیا نقصان ہے ہمنے سنا ہی کہ عاشق معشوق سے کوئی شی
عزیز نہین کرتا ہے کیا تمنے نہین سنا ہی ؟

ملت عاشق ست ملت یار		قبلۂ اوست ابروے دلدار	

جاے افسوس ہے کہ ایک ذراسی بات کے واسطے تمنے مجھکو بھی پاس وناامیدی مین آجتک مبتلا رکھا ہی اور آپ بھی قیدی رنج والم ہو۔ شاہزادہ ابراہیم دلاور نے جواب دیا کہ اے ملکۂ آفاق تم بھی تو مجھ سے محبت رکھتی ہو کیا سچ ہی تمھین میرے دین وآئین کو اختیار کرلو جسوقت شاہزادہ ابراہیم نے یہ کہا ملکہ یاقوت آذر نے جواب دیا کہ اے شاہزادۂ نامدار اب مجھکو بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ اظہار عشق تمھارا سراسر خلاف ہی اور بالکل غلط ہے کیونکہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو کبھی انکار نہ کرتے اور خلاف میرے کہنے کے عمل نہ کرتے میری فرمانبرداری کو واجب جانتے ای شاہزادے اگر اپنے حق مین بہتری چاہتے ہو تو جو مین کہتی ہون بخوشی خاطر قبول کرو اور میرے وصل سے کامیاب ہو شاہزادہ ابراہیم نے بعد منت کہا ای ملکۂ جہان سواے ترک دین کے اور جو تم کہو مجھکو منظور ہی ملکہ نے جواب دیا کہ جب یہ کہنا تمنے میرا نہ مانا اب آگے مجھکو تم سے کیا امید ہے ای شاہزادۂ نامدار اصل تو یہ ہے کہ مین بھی تم سے الفت رکھتی ہون ہرگز یہ نہین چاہتی ہون کہ تمکو کسی طرح کا صدمہ ہو لیکن مجبور ولاچار ہون مین اپنے اختیار مین نہین ہون ورنہ مین تمھارے دین کو اختیار کرلیتی اور تمکو ہر طرح قید رنج سے آزاد کرتی جسوقت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے یہ کلام ملکہ خوش انجام سے سنا ایسا دلپر موثر ہوا کہ کچھ جواب نہ دلسکا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ ای ابراہیم فرمانبرداری معشوق لازم ہے اور حفظ دین وایمان واجب ہی لہذا براے چندے لمصلحت رہائی براے جا ہری تقیہ کرلو بعد حصول مدعاے دلی ملکہ کو بھی اپنے دین مین داخل کرلینا آئین خداپرستی سے آگاہ کرنا یہ تجویز اپنے دل مین کرکے شاہزادہ موصوف خاموش بیٹھا رہا ملکہ یاقوت آذر نے بعد گفتگوے بسیار دلدار شیشہ اُٹھاکر جام بلورین بھری اور اپنے ہاتھ سے وہ جام مے ناب شاہزادہ ابراہیم کو دیا اور شاہزادہ نامدار نے بخوشی خاطر پیا اسی طرح شاہزادۂ ذیوقار نے ساغر مے ناب سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے بہزار ناز وادا لیکر پیا غرضکہ اسی طرح چند جام شراب باہمکر پیے بعد بشرابخواری کے ملکہ یاقوت آذر مع کنیزان اپنے مکان مین آئی دوسرے دن آذرمان اور ابوالخداع روبروے شاہزادہ ابراہیم آئے اور کہنے لگے کہ ای شاہزادۂ نامدار کہو اب تمکو کیا منظور ہے خداوند آتش کو سجدہ کروگے یا قتل ہونا قبول کروگے شاہزادۂ ابراہیم نے اول تو آتش پرستی سے انکار کیا بعد ازان بدرجہ لاچاری آذرمان سے کہا کہ ای بزرگ قوم مجوس چونکہ مین ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ اور فریفتہ ہون اسوجہ سے بپاس خاطر ملکہ اور براے حصول مدعا تمھارا دین اختیار کرونگا مگر بالفعل قبول نہین کرونگا غرضکہ کئی روز تک آذرمان اور ابوالخداع شاہزادۂ ابراہیم کے پاس آئے اور کہا کہ اے شاہزادۂ نامدار اب ایفاے وعدہ کرو خداوند آتش کو سجدہ کرو شاہزادہ ابراہیم نے کچھ جواب نہ دیا آذرمان اور ابوالخداع نے باہم مشورہ کیا کہ یاقوت آذر کو پھر شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجنا چاہیے اُسی کے کہنے سے یہ خداپرست خداوند آتش کو سجدہ کریگا کیونکہ اُسی کی اُلفت مین اُس شاہزادۂ نامدار نے اقرار سجدہ کرنے کا

کیا ہی القصہ یہ مشورہ کرکے پھر ملکہ یاقوت آذر کو رات کو شاہزادہ کے پاس مع چند کنیزون کے بھیجا جسوقت ملکہ یاقوت آذر
شاہزادہ ابراہیم کے پاس آئی دفور الفت سے اسقدر اشکبار ہوئی کہ آنسوؤن سے تمام گوشۂ چادر تر کیا اُسوقت
شاہزادہ نے ملکہ کو اشکباری سے منع کیا اور بعد الفت اپنے پہلو مین بٹھایا جب ملکہ یاقوت آذر کو گریہ وزاری سے
فرصت ہوئی شاہزادہ ابراہیم سے کہنے لگی کہ اے شاہزادۂ نامدار قسم ہے مجھکو اُس خداے برحق کی کہ جسنے مجھکو پیدا
کیا ہی مین برغبت اور بخوشی دل چاہتی ہون کہ مجھکو بغیر شرط قبول دین آتش پرستی کے حوالہ آذرمان کردے اور تمکو اس
قید سے رہا کردے لیکن وہ نہین مانتا مین مجبور ولاچار ہون سوا اسکے مین نے اقرار اور عہد کیا ہی کہ اگر میرا مدعاے دل
بر آئیگا تو مین تمھارے دین مین داخل ہونگی اور خداوند آتش سے منحرف ہونگی ملکہ یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم سے
یہ کلمات کہکے روتی ہوئی آنسوؤن سے رومال کو بھگوتی ہوئی اپنے گھر گئی شاہزادہ اسطرف ملکہ یاقوت آذر کے جانے
سے مغموم ہوا اور وہ شب بہزار مصیبت اور بیقراری بسر کی جب صبح ہوئی آذرمان اور ابوالخداع یہ دونون نابکار و مکار
شاہزادۂ ابراہیم کے پاس آئے اور وہی ذکر زبان پر لائے شاہزادہ ابراہیم نے کہا ای آذرمان جو تم کہتے ہو مین نے
قبول کیا تم کہتے ہو کہ زردشت پیغمبر تھے اچھا وہ پیغمبر ہی ہونگے آذرمان نے کہا کہ اسمین شک کیا ہی وہ ضرور پیغمبر تھے
شاہزادہ نے کہا کہ ہان بقول تمھارے اُنکے پیغمبری مین کسی طرح کا شک نہین ابوالخداع کہ نہایت حرامزادہ اور مکار ہے
اُسنے جو شاہزادہ نامدار کی تقریر سنی کہنے لگا کہ اے شاہزادۂ والا قدر یہ تقریر تمھاری عجب طرح کی ہے ہمکو شک پایا جاتا
ہے اور یقین دین زردشت قبول کرنے کا نہین ہوتا اسطرح صاف صاف کہو کہ ہمکو یقین کامل ہوجاے کہ تم خداوند
آتش کو اپنا خدا جاننے لگے اور زردشت کو اپنا پیغمبر برحق سمجھنے لگے بعد اسکے اپنے بزرگان دین کی شان مین کلمات
ناشائستہ کہو تاکہ ہمکو بالکل یقین تمھارے قول کا ہوجاے اور پھر کسی طرح شک وشبہہ باقی نہ رہے جسوقت ابوالخداع
نے یہ کلمات بیہودہ شاہزادہ ابراہیم سے کہے اُسدم شاہزادہ فرط غیظ وغضب سے کانپنے لگا اور آتش قہر سینہ
مین مشتعل ہوئی تاب صبر وضبط باقی نہ رہی بخوف وہراس رشتۂ موت کو توڑکر ابوالخداع کو جواب دیا کہ او ملعون دم تد
خاموش ہو کیا بکتا ہی اگر پابند زنجیر نہوتا تو ایک ہاتھ تلوار کا تجھکو ایسا لگاتا کہ دو کرتا او نابکار ہمارے روبرو ہمارے
پیشوایان دین اور رہنمایان ایمان کو بُرا کہتا ہے دل چاہتا ہی کہ تیری زبان منہہ سے کھینچ لون سن او بیدین مین تجھپر اور
تیرے خداوند اور تیرے پیغمبر حرامزادے پر لعنت کرتا ہون اور اپنے پیدا کرنے والے کو خداے برحق جانتا ہون اب
مجھکو ملکہ یاقوت آذر کی کچھ پروا نہین ہے اگر اُسکے صدمۂ فراق سے دم میرا نکل جائیگا تو نکل جاے لیکن دین حق سے
سے باہر نہ آؤنگا جسوقت ابوالخداع اور آذرمان نے یہ کلمات سخت شاہزادۂ نامدار سے سُنے نہایت برہم ہوئے
اور باہم مشورہ کیا کہ اب ضرور اس خدا پرست کو قتل کرنا چاہیے جسوقت یہ مشورہ باہم ہوچکا اسی وقت شاہزادہ ابراہیم
بن حیدر کو اور کئی زنجیرون مین خوب جکڑکے کشان کشان موافق احکام کتب زندو پا زند وشت پر خار مین لائے او قلعہ کے

والی مین منادی کردی کہ جس شخص کو حصول ثواب بیحد منظور ہو وہ شخص یہان آکر خارہاے سرتیز شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کے تن نازک مین لگائے مطلق رحم نہ کھائے جسوقت یہ صدا منادی سنے والی قلعہ مین بلند کی فی الفور سنتے اس آواز کے صدہا بلکہ ہزارہا مجوس نہایت خوش ہوکر اپنے اپنے مکانون سے باہر نکلے اور جس جگہ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر رکھا وہان آکر جمع ہوے اور خارہاے سرتیز سے تن نازک شاہزادہ ابراہیم مجروح کرنے لگے اور براے اظہار خوشی دف وڈہل وغیرہ بجانے لگے یکایک آذرمان کے خیال مین گذرا کہ اگر اسوقت ملکہ یاقوت آذر یہان موجود ہوتی تو خوب ہوتا کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ وقت مرگ ملکہ یاقوت آذر کو دیکھکر کمال غمگین ہوتا دوسرے وہ بھی دوچار کانٹے اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کے تن مین لگاتی اور ثواب حاصل کرتی آذرمان نے یہ خیال کرکے جلدتر ایک شخص کو روانہ کرکے ملکہ یاقوت آذر کو طلب کیا جس وقت ملکہ یاقوت آذر نے حال شاہزادہ ابراہیم کا سنا ازحد روئی قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکلجاے لیکن بخوف افشاے راز ضبط کرکے بہزار دشواری آذرمان کے پاس آئی اور دل مین یہ خیال کرنے لگی کہ اس وقت چند خار لیکر قریب شاہزادۂ ابراہیم کے جاؤن اور وقت آخر شاہزادۂ ابراہیم سے تنہائی مین کچھ باتین کرلون پھر شاہزادے سے کاہے کو ملاقات ہوگی اور جسوقت یہ نابکار شاہزادہ کو آگ مین جلائین اسے یاقوت آذر تو بھی اپنے تئین



آگ مین ڈالدے اور ہمراہ شاہزادہ نامدار کے جلکر خاک ہوجا دنیا سراے فانی ہے ہر شخص کو ایک دن موت آنی ہے پس بعد شاہزادۂ ابراہیم مجھکو بھی ایک دن مرنا ہے لہذا وہ کام کرنا چاہیے کہ عاشقون مین نام رہجاے جو کوئی شاہزادۂ ابراہیم کے حال پر تاسف کریگا یقین ہے کہ اس صورت مین میری وفاداری اور محبت کی بھی تعریف کریگا علاوہ اسکے شاہزادہ ابراہیم بھی وقت چلنے کے مجھ سے خوش ہوگا اور خیال اپنے دل مین کریگا کہ یاقوت آذر بھی مجھ سے ایسی محبت

رکھتی ہے کہ میرے ساتھ آگ مین جلتی ہے اور سوائے اسکے ای یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم کو میرے وصل کا نہایت
نہایت اشتیاق تھا بعد جلنے کے میری خاک اور شاہزادہ ابراہیم ذیوقار کے تن کی خاک ملجائیگی بعد فنا اسطرح شاہزادہ
نامدار کو وصل میرا حاصل ہوجائیگا روح شاہزادہ موصوف خوش ہوجائیگی غرضکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اکیلی قریب شاہزادہ
ابراہیم کے آئی دیکھا کہ تن نازک شاہزادہ نوک خار صحرا سے سراسر صورت غربال مشابہ ہے خون تن سے بہ رہا ہے آنسو
جاری ہین رسن اور زنجیر دن سے جکڑا ہوا ہے چہرہ متغیر ہے عالم یاس و ہراس ہے ہر جانب کسی کو دمبدم دیکھ رہا ہے
کسی کا انتظار کر رہا ہے خدا سے اپنی رہائی کی دعا کرتا ہے مجبور و لاچار ہے بے یار و مددگار ہے اور کبھی آہستہ آہستہ
کہتا ہے افسوس ہزار افسوس اے ملکہ یاقوت آذر تمکو مین نے اسوقت آخر مین نہ دیکھا اگر اسوقت دیکھ لیتا آرزوے
دل نکل جاتی تمناے دل برآتی حسرت دیدار نہ رہجاتی اور تم بھی اپنے عاشق جانباز کشتۂ تیغ ناز بد روح خنجر ابرو شیدا
گیسو عنبر بو محروم الوصال مضطرب الحال رہرو منزل و فاق سوختۂ آتش فراق کو آگ مین جلتے ہوئے ایک
نظر دیکھ لیتین خیر مین تو راہی ملک عدم ہوتا ہون لیکن شعر

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت	جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

اگر کبھی تمکو یہ عاشق ناکام صبح یا شام یاد آجائے تو ازراہ عاشق نوازی ضرور بالضرور اسکی استخوان سوختہ پر آنا اگر تم
وغمگین ہوکر آنسو نہ بہانا روح اس شیفتہ کی شاد ہوجائیگی آرزوے دلی برآئیگی تمھارے قدم سے اس خاکسار کی
خاک لپٹ جائیگی جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے یہ تقریر شاہزادہ گردون سریر کی سنی بیتاب و بیقرار ہوکر بند نقاب کھولکر
اپنا روے زیبا اور جمال جہان آرا شاہزادہ موصوف کو دکھایا شاہزادہ ابراہیم نے اسوقت اپنی محبوبہ مطلوبہ کو
عجب حال پر ملال مین دیکھا یعنی زلف معنبر رخ انور پر پریشان ہے چہرہ کثرت رنج و ملال سے زرد ہے لب پر آہ سرد ہے آنسو
آنکھون سے جاری ہین و فور گریہ و زاری سے قریب ہلاکت ہے جب شاہزادہ نامدار نے ملکہ یاقوت آذر کو اسطرح
دیکھا کوہ رنج و غم گویا دل پر گرا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اپنا صدمہ بھی بھول گیا عوض خوشی از حد ملال ہوا حال ملکہ
دیکھا نہ گیا بے اختیار رونے لگا ادھر ملکہ یاقوت آذر کو تاب صبر اور طاقت ضبط باقی نہ رہی اور کچھ خیال آذرمان اور ابوالخندع
وغیرہ کا نہ کیا اور شرم و حجاب کو دور کرکے شاہزادہ ابراہیم سے بیتاب و بیقرار ہوکر لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا رخسار
شاہزادہ پر اپنا عارض رکھدیا اور بگریہ و زاری اور بنالہ و بیقراری آذرمان کو جسے اپنا بزرگ جانتی ہے آواز دی کہ ای پدر
آگاہ ہو کہ مین بس شاہزادہ ذیوقار پر شیفتہ ہون اسکی مفارقت مجھکو کسی طرح گوارہ نہین ہے اور زندگی بعد اس شاہزادہ
عالیمقدار کے مجھکو منظور نہین ہے پس واسطہ تمکو اپنے دین و ایمان کا مجھکو بھی اس شاہزادہ کے ہمراہ جلا دینا آذرمان یہ
حال ملکہ کا دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کثرت رنج اور غیرت سے ششدر ہوگیا ادھر ملکہ یاقوت آذر نے شاہزادہ ابراہیم سے
کہا کہ ای شاہزادہ نامدار اب تم مجھکو اپنی ایک ادنے کنیز جانو مین نے تم سے بے اعتنائی کی ہے اب عذر کرتی ہون میری

خطاکو عفو کرو اور مجھکو اپنے دین و ایمان سے باخبر کرو یعنے مجھکو اپنے دین مین داخل کرو اور احکام دین خداپرستی تعلیم و
تلقین کرو تاکہ میش خدا رستگار رہون شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت ملکہ یاقوت آذر سے یہ اُلفت و محبت مشاہدہ کی بے اختیار
زار زار مثل ابر نوبہار اشک آنکھون سے برسانے لگا اور بجلدی تمام ملکہ یاقوت آذر کو دین حق تعلیم و تلقین کیا اور چند احکام
دین مبین سے بھی آگاہ کیا ملکہ یاقوت آذر صدق دل سے مسلمان ہوئی نور ایمان سے اپنے دل کو روشن کیا ظلمت کفر کو
قلب سے دور کیا جب ابو الخداع نابکار نے دیکھا کہ آذرمان متحیر کھڑا ہے جانب ملکہ یاقوت آذر بنظر حیرت دیکھ رہا ہو از راہ
تشنیع آذرمان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ واہ واہ کیا خوب تمنے اپنے داماد کو دین زردشت تعلیم کیا اور خداوند آتش کو سجدہ
کرایا نتیجہ اُسکا اب ظہور مین آیا یعنے ملکہ یاقوت آذر تیری دختر خود مسلمان ہوگئی شاہزادہ ابراہیم کے دین مین داخل ہوگئی آذرمان
ابو الخداع کی اس تقریر طعن آمیز سے نہایت محجوب اور شرمندہ ہوا کچھ جواب نہ دے سکا لیکن جانب ملکہ یاقوت آذر
دیکھکر بے اختیار رونے لگا بار بار افسوس کرنے لگا ابو الخداع نے کہا ای آذر اب رونا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا اب
کتاب زند مین جلد دیکھ کہ ایسے گنہگارون کی کیا سزا ہے تاکہ موافق حکم کتاب مذکور شاہزادہ نامدار اور ملکہ یاقوت آذر کو
تعزیر دیجاے آذرمان بسبب خداپرست ہوجانے ملکہ یاقوت آذر کے ایسا مغموم اور رنجیدہ تھا کہ حواس اُسکے بجا نہ رہے
اسوجہ سے ابو الخداع کی تقریر ذرا بھی نہ سُنی اور اپنے حال پر ملال مین مبتلا رہا اور ابو الخداع کو کچھ جواب نہ دیا جسوقت
ابو الخداع نے دیکھا کہ آذرمان کتاب نہین دیکھتا اور جواب نہین دیتا اور ان دونون خداپرستون کو آگ مین نہین جلاتا
اُسدم نہایت برہم ہوکر اپنے غلام اشر پر کو آواز دی جب غلام نافرجام قریب آیا ابو الخداع نے کہا کہ جلد جا اور شاہزادہ ابراہیم
کے بدن پر جو کانٹے لگے ہوے ہین اُنمین آگ جلدی لگادے بعدہٗ مین ایک تیر لگاکر ان دونون خداپرستون کو ہلاک کیے
ڈالتا ہون مطلب مار ڈالنے سے ہے اگر آگ مین جلاکر خاک نہ کیا نہ کیا یہ کہکر ابو الخداع مکار و ظالم نے دوش سے کمان لی
اور ترکش سے تیر جان ستان نکالا اور اشر پر واسطے جلانے کے روانہ ہوا ادھر ابو الخداع نابکار نے قصد کیا کہ تیر
شاہزادہ ابراہیم گردون سپر کو لگاے ناگاہ آذرمان نے دیکھا کہ شاہزادہ ابراہیم اور ملکہ یاقوت آذر دونون ہدف تیر
ہوا چاہتے ہین کیونکہ باہم لپٹے ہوے ہین یہ معاملہ غم افزا دیکھکر از حد بیتاب ہوا اور چاہا کہ ابو الخداع کو منع کرے کہ
ملکہ یاقوت آذر کو تیر سے صدمہ ہو نجاے مگر اسوقت صدہا مجوس موجود تھے مناسب نہ جانکر چپ ہو رہا مگر دل کو اپنے
بے اختیار پکڑ لیا اور منھ اُس جانب سے پھیر لیا تاکہ اپنے فرزند کو قتل ہوتے نہ دیکھون جسوقت ابو الخداع نابکار دونون
بیخطاؤن کو تاک کر تیر لگانے لگا سب مجوس نالہ و فریاد کرنے لگے اور بے اختیار کثرت رنج قتل ملکہ یاقوت آذر سے رونے
لگے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے منھ اُسوقت طرف آسمان کے کیا اور درگاہ ایزدی مین بعد عجز یہ فداری اور نالہ و بیقراری اسطرح دعا کی
کہ اے قادر و توانا و اے مسبب الاسباب بحق بزرگان دین مجھکو اور ملکہ یاقوت آذر کو ان کافرون کے ہاتھ سے بچا اور
اسوقت بیکسی مین میری اعانت کر تجھ مین بڑی قدرت ہی ہر امر مشکل تیرے نزدیک آسان ہو خداوندا اب اشر پر نابکار

مجھکو جلایا چاہتا ہی اور ابو الخداع بے دین تیر سے قتل کرتا ہی واسطہ تجھکو اپنی قدرت کاملہ کا کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ ان کافرون کے ہاتھ سے جانبر ہون راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا مین دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور بقدرت خدا سے کارساز سامان رہائی شاہزادہ ابراہیم غیب سے ظاہر ہوا

چو آن بندۂ درگہ ذو المنن
کراز غیب تیرے بہ پشتش رسید
رسانید سوفار را تا دہن
کراز سینہ پیکان او شد پدید
بغلطید در خاک و خون پیکرش
کہ آن نونہالان اقبال را
ز دستش رہا گشت تیر و کمان
چہ آید بہ بین از قضا بر سرش
روانہ نماید بدار البقا
بسوے سقر جان او شد روان

الحاصل وہ مکار یعنے ابو الخداع نابکار کہ تیر لگانے پر تیس تھا یکایک خود نشانۂ تیر قضا ہوا اور زمین پر گر کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مرغ روح اسکا قفس جسم سے رہا ہو کر جانب آشیانۂ دوزخ پرواز کر گیا ہوا خواہان ابو الخداع نے جو یہ حال دیکھا باہم فریاد و فغان کرنے لگے اور ہر چہار جانب دیکھنے لگے کہ کسنے ابو الخداع کو قتل کیا آذرمان ہر چند کہ زندہ رہنے ملکہ یاقوت آذر سے خوش ہوا مگر ابو الخداع کے ہلاک ہونے کا بھی بہت صدمہ ہوا مردمان ہمراہی سے کہا کہ قاتل کو ابو الخداع کے ڈھونڈھو کفار جستجو کرنے لگے آخر بعد تفحص بسیار کفاران نابکار نے دیکھا کہ ایک شخص بلند قد و قوی الجثہ و مسلح سیاہ کپڑے پہنے ہوے ایک تیر کے پلہ پر کھڑا ہی اور کمان کیانی اسکے ہاتھ مین ہی دوستان ابو الخداع اس سیاہ پوش کو دیکھکر اور قاتل ابو الخداع کا اسکو یقینی تصور کر کے آلات حرب و ضرب انواع و اقسام کے لیکر چلے آذرمان نے ان کفار سے کہا کہ خبردار یہ قاتل ابو الخداع کا زندہ جانے نہ پائے اگر ہو سکے تو زندہ گرفتار کر لو ورنہ قتل کر ڈالو بموجب کہنے آذرمان کے وہ سب سیاہ پوش پر حملہ آور ہوے ادھر سیاہ پوش نے بھی نیمچہ کمر سے کھینچا اور کفار سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے لگا جسکو نیمچہ کا ہاتھ لگا یا دو ٹکڑے کیا تھوڑی دیر مین سیاہ پوش نے بہت سے کفار دوستان ابو الخداع کو قتل کیا۔ راوی کہتا ہی کہ یہ سیاہ پوش مہتر شباط دیلمی تھا جو اک زمانۂ بعید سے بوجہ علیل ہونے کے اپنے وطن کو چلا گیا تھا اب صحیح ہو کر بسبب سننے خبر استیصال لشکر کفار اپنے مکان سے جانب جبل اعلے جاتا تھا اتفاق سے راستہ بھولکر اس طرف آنکلا اور خداوند کارساز مسبب الاسباب نے ہنگام قتل شاہزادہ ابراہیم مہتر شباط کو مجمع کفاران بھیا مین پہونچایا اور مہتر مذکور نے بعد دریافت کرنے کیفیت کے ابو الخداع مکار کو تیر سے ہلاک کیا اور آپ دلیرانہ گروہ کفار مین لڑ رہا ہی بہت سے کفار قتل کیے ہین بہت سے زخمی ہوے ہین کفار پیچھے ہٹتے آتے ہین جسوقت آذرمان نے دیکھا کہ سیاہ پوش غالب آیا اسوقت آپ مع مردمان ہمراہی جا کر سیاہ پوش کو گھیر لیا لیکن سیاہ پوش جنگ رستمانہ کر رہا ہی کفار قتل ہوتے جاتے ہین مگر سیاہ پوش کو نکلنے نہین دیتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ ہجوم کر کے قتل کرین اور سیاہ پوش بھی جنگ رستمانہ کرتے کرتے تھک گیا ہی قریب ہی کہ یا تو زندہ گرفتار ہو جاوے یا قتل ہو اس جانب ملکہ یاقوت آذر نے جو میدان صاف دیکھا ایک سوہان فولادی بعد عجلت مہیا کیا اور ایک ہاتھ کی قید شاہزادہ کی بصد مشکل دست نازک

ہے کالی جسوقت ایک ہاتھ شاہزادہ ابراہیم کا قید سے رہا ہوا خیال آیا کہ ای ابراہیم یہ کیا حماقت ہے کہ ایک عورت سے
اپنی قیدنکو کٹوا رہے ہو کوئی اگر دیکھیگا تو کیا کہیگا جوانمردون مین نام بدنام ہوگا یہ خیال کرکے ملکہ یاقوت سے کہا کہ
تم ہٹ جاؤ جب ملکہ یاقوت آذر جدا ہوئی ایک زور ایسا کیا کہ زنجیر وغیرہ مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دی ملکہ
یاقوت آذر نے اُس وقت اپنی کمر سے تلوار نکال کر شاہزادہ کو دی شاہزادہ موصوف شمشیر آبدار لیکر کفار بیحیا پر حملہ
ہوا اور چند کفار کو قتل کرکے قریب مہتر اشیوط دیلمی پہونچا اُسوقت آذرمان نے جملہ کفار کو آواز دی کہ اسے بہادرو
شاہزادہ ابراہیم دلاور اور سیاہ پوش نے ہرچند بضرب تیغ و تبر و خنجر بہت سے کفار قتل کیے مگر انبوہ کسی طرح کم نہوتا
تھا اور کفار علے الاتصال قلعہ محوس سے واسطے کمک اور مدد کے چلے آتے تھے انجام کار جنگ رستمانہ کرتے کرتے
شاہزادہ ابراہیم اور سیاہ پوش عاجز آئے دست و بازو تھک گئے قوت نے جواب دیا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑین
اُسوقت شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا مین مناجات کی کہ ای خالق لیل و نہار اسوقت مین میرا معین و مددگار
ہو یکایک جانب صحرا سے ایک غبار عظیم بلند ہوا اور بقدرت پروردگار مہتر سرعت نامدار مع جماعت عیاران خنجر گذار
عین وقت کارزار مین پہونچا اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر اور مہتر شیاط دیلمی کو مجمع کفار مین کھڑا ہوا دیکھکر نہایت
بیقرار ہوا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچکر مجمع کفار پر حملہ آور ہوا اور جملہ عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر و تیر و تبر لیکر یکبارگی
حملہ کیا کفار یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے ہرچند چاہا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہین لیکن ممکن نہوا اور منتشر ہوکر بھاگنے
لگے مہتر سرعت نامدار نے صدہا کفار قتل کیے اور بہت سے زندہ اسیر کیے اُسوقت شاہزادہ ابراہیم نے ملاحظہ کیا
کہ آذرمان مع گروہ کفار میدان جنگ مین گرم ستیز ہے یہ دیکھکر شاہزادہ ابراہیم دلاور آگے بڑھا اور آذرمان کے
مقابل جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو کہ مین آپہونچا آذرمان نے شاہزادہ ابراہیم کو آتے دیکھکر چاہا کہ آمادۂ غزا ہو
لیکن شاہزادہ نامدار نے بھاگنے کی فرصت نہ دی اور دست قوی کمربند آذرمان مین ڈالکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ
زمین پر پٹکے کہ استخوان چور چور ہو جائین لیکن بخیال اسکے کہ ملکہ یاقوت آذر اسکو اپنا پدر جانتی ہے زمین پر نہ پٹکا اور
گرفتار اچھی طرح کرکے ملکہ یاقوت آذر کے حوالہ کیا اور پھر باقیماندہ کفار پر حملہ کیا کفار تاب مقابلہ اور مجادلہ کی نلاکر بھاگے
اکثر اُنمین سے بھی قتل ہوے اور بہت سے کفار اسیر ہوے تھوڑے کفار جان اپنی بچاکر جنگاہ سے بھاگ گئے
نصرت و ظفر دلاوران اسلام کو نصیب ہوئی جب میدان مجمع کفاران خون آشام سے خالی ہوا اور فتح شاہزادۂ عالیوقار
کی ہوئی اُسوقت شاہزادۂ ابراہیم نے آذرمان اور اُسکے ہمراہیون سے جو گرفتار ہوے تھے پوچھا کہ اب معتقد مہ
خداشناسی مین کیا کہتے ہو آذرمان نے بمنت کہا کہ ای شاہزادۂ نامدار فی الحقیقت تمھارا خدا بہت زبردست ہے مجھکو
دولت دین اسلام سے مالامال کرو شاہزادہ ابراہیم نے آذرمان کو مسلمان کیا اور ہمراہیان آذرمان بھی تمام و کمال
دائرہ اسلام مین آئے شاہزادۂ ابراہیم دلاور نے آذرمان وغیرہ کو قید سے رہائی دی اور ملکہ یاقوت آذر نے ابوالخداع

کی لاش کو اُس آگ مین جو واسطے جلانے شاہزادہ ابراہیم کے مشتعل کی گئی تھی ڈالکر جلا دی بعد اسکے ملکہ یاقوت آذر
شاہزادہ ابراہیم دلاور کو ہمراہ لیکر بعد جلوس و اعزاز قلعہ مین لائی اور از حمد شکر خدا بجا لائی شاہزادہ ابراہیم نے بھی
سجدۂ شکر درگاہ کبریا مین کیا بعد اسکے مہتر سرعت نامدار نے بعد حصول ملازمت تمام و کمال اپنے حاضر ہونے کی کیفیت شاہزادہ
ابراہیم سے بیان کی اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ عالیوقار ایک ابو الشجاع مکار اُس گروہ کفار سے باقی رہگیا تھا شکر ہے
خدا کا کہ وہ نابکار بھی داخل نار دوزخ ہوا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے اُس روز وہان قیام کیا اور دوسرے روز قلعہ
سے بفتح و ظفر جانب لشکر نصرت اثر بخوشی و شادمانی روانہ ہوا آذربان کبھی مع تمامی فوج و لشکر و زر و جواہر کنیز و غلام
و مرکب و شتر ہمراہ رکاب شاہزادہ عالیجناب ہوا اور بعد قطع راہ حیل اسکے مین پہونچکر قیام پذیر ہوا تاکہ بحسن و خوبی و بآئین
شائستہ ملکہ یاقوت آذر کے عقد کا سامان کرے اور بخوبی تمام شاہزادہ ابراہیم نامدار سے ملکہ یاقوت آذر کو منعقد
کرے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے مہتر سرعت و دیگر عیاران لشکر کو آذربان کے پاس چھوڑا اور آپ مع مہتر اشبوط دیلمی
خدمت صاحب قران والاشان مین چلا ادھر صاحب قران اکبر کو اکثر عیاران لشکر سے معلوم ہوگیا تھا کہ شاہزادہ
ابراہیم بفتح و ظفر اسطرف آتا ہے اسوجہ سے بعجلت اکثر سلاطین ذیوقار و امراے نامدار کو واسطے استقبال کے روانہ
کیا جسوقت شاہزادہ موصوف تا در قصر النیرین آیا اُسدم صاحب قران اکبر بھی بعد خوشی و شادمانی دروازۂ باغ
تک براے استقبال تشریف لائے اور بعد عزت و حرمت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کو ہمراہ اپنے لیکر داخل قصر النیرین
ہوے جسوقت شاہزادہ قصر النیرین مین پہونچا سلطان اسمعیل کے قدم کو بعد ادب بوسہ دیا سلطان اسمعیل نے سر شاہزادہ
ابراہیم دلاور کو سینے سے لگایا اور کیفیت دریافت کی شاہزادہ ابراہیم نے ابتدا سے انتہا تک مفصل حال اپنا بیان کیا
بعد اسکے صاحب قران اکبر سے بعد حصول شرف ملازمت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر خدمت فیضدرجت جناب حکیم
قسطاس الحکمت مین گیا اور بعد حاصل کرنے شرف قدمبوسی کے حکیم صاحب موصوف کا شکر گذار ہوا حکیم قسطاس الحکمت
نے بعد مزاج پرسی کے حالات دریافت کیے شاہزادہ ابراہیم نے حکیم صاحب سے بھی اپنی تمام سرگذشت بیان کی
حکیم صاحب نے جب تمام کیفیت سُنی بسبب مغلوب ہونے اور مسلمان ہونے کفار کے اور ہاتھ آنے معشوقہ خوبرو ملکہ
یاقوت آذر کے بہت خوش ہوے شاہزادہ ابراہیم حکیم صاحب کی خدمت سے مشرف ہوکر اپنی جگہ پر آیا بعد تین روز کے
آذربان اور ملکہ یاقوت آذر کے خبر آنے کی کسی سبب سے مشہور ہوئی جناب حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ یاقوت آذر
کو کہلا بھیجا کہ قصر اخضر مین جاکر قیام پذیر ہو تمھارا یہان آنا مناسب نہین ہے چنانچہ ملکہ یاقوت آذر بموجب ارشاد حکیم
قسطاس الحکمت جانب قصر اخضر روانہ ہوئی بعدہ حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ شمسہ تاجدار کو یہ اطلاع دی کہ ملکہ
یاقوت آذر تمھارے پاس آتی ہے لہذا اے فرزند بعد عزت و حرمت اُسکو مقیم کرنا اور بلطف پیش آنا جس وقت ملکہ
یاقوت آذر داخل قصر اخضر ہوئی ملکہ شمسہ تاجدار نے بموجب حکم جناب حکیم قسطاس الحکمت باعزاز و احترام ایک قصر

عالی شان مین مقیم کرکے بحد و احصا مہربانی کی اور بکثرت زیور انواع و اقسام جواہر نگار ملکہ یاقوت آذر کو دیا اور جملہ اسباب عیش وراحت اُس قصر مین مہیا کردیا ملکہ یاقوت آذر ملکہ شمسہ تاجدار سے ملکر بہت خوش ہوئی اور بہ آسایش تمام قصر مذکور مین رہنے لگی بعد دو روز کے ملکہ شمسہ تاجدار نے خواتین قصر اخضر کو روانہ کیا کہ ملکہ یاقوت آذر کو عروس بناؤ چنانچہ جملہ خواتین مذکورہ نے ملکہ مسطور کو بعد خوبی اور بہ آئین شائستہ عروس بنایا اسطرف صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ تزئین و زنیت جشن عروسی شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر بخوبی تمام کیا جائے بعدہ صاحب قران اکبر نے شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کو بعنوان شائستہ نوشاہ بنایا اور سامان کتخدائی شاہزادۂ ابراہیم مع جملہ سرداران نامدار و امراے ذیوقار کے سامان عقد سے زیادہ کیا اور بعد جلوس و تجمل اور بہزار شوکت و شان بنوبت و نقارۂ شادی قصر اخضر تک اپنے ہمراہ لے گئے اور وقت سعید اور ساعت ہمایون مین ملکہ یاقوت آذر سے منعقد کردیا شاہزادۂ ابراہیم ولاور نے بعد عقد ملکہ یاقوت آذر سے وصل کیا اور صاحب قران ذیشان کی الطاف بیکران کا شکر بجالایا۔ باز آمدیم بر سر داستان

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا ۔ عنان سخن شد ز چنگم رہا
سخن بین کز دور چون ماندہ ام ۔ چہ گفتم و از کجا راندہ ام
کنون باز گردم بآغاز کار ۔ سوے جشن شاہنشہ نامدار
چہ جشنے کہ ہر بزم آواز ژرف ۔ توانند باغ ارم شد طرب
چہ شاہے فلک قدر عالیجناب ۔ براوج شرف ذات او آفتاب
شرف بخش روے زمین المغر ۔ فلک جاہ نصرت قرین المظفر

جب جشن عقد شاہزادۂ ابراہیم نامدار بخیر و عافیت بحسن و خوبی اختتام کو پہونچا پھر جشن کتخدائی صاحب قران ذیشان بہ آراستہ ہوا اور نقارہاے سلیمانی و آصفی نے صداے تہنیت بلند کی اور بدستور قوم چہار جانب سے غلغلۂ شور مبارکی اُٹھا اس محفل جشن عقد صاحب قران اکبر کی عجب زینت و آرایش تھی مداح کی زبان اُسکی تعریف کرنے مین قاصر ہی اور قلم دفتر اوصاف اُسکی تحریر کرنے مین بسا عاجز ہی لیکن بہت مختصر ثناے بزم آرایش عشرت یہ ہی کہ کسی جانب قصر کے اشجار جواہر طلسمی نصب کیے گئے تھے اور کسی طرف وسط قصر مین چہل چراغ سلیمانی فروغ بخش چشمان صاحبان نظر تھا اسی طرح اشیاے نادرات طلسم مثل اثمار و گلہاے رنگارنگ و بوقلمون وغیرہ سے ہر ایک جا نہایت قاعدہ سے آراستہ کی گئی تھی چنانچہ منجملہ اشیاے نادرات طلسم کے ایک شجرۃ القرطاس تھا جسکی توصیف و تعریف خامۂ دو زبان سے ممکن نہین کہ ہوسکے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک دن جناب حکمت مآب حکیم قرطاس الحکمت و حکیم عبقر طود جنی یہ دونون حکماے بیعدیل و بے نظیر باہم ہم سخن تھے ناگاہ ایک آدمی اُنکی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا اور بعد ادب حکماے موصوف کو آداب و تسلیم کرکے مؤدب کھڑا ہوا حکماے ذیوقار و نامدار مذکور الصدر نے اُس شخص کو ازراہ الطاف و مہربانی اپنے پہلو مین جگہہ دی اور باعث آنے کا دریافت کیا شخص مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کا نام عظیمون جنی ہے یہ کمترین مدت مدید اور زمانہ بعید سے صاحب قران والاشان کا امانت دار ہی اب یہ حقیر خاص اسی سبب سے یہان حاضر ہوا ہی کہ امانت مذکور دے کر اطمینان حاصل کرون لہذا آپ اگر جناب فضیلت مآب

حکیم قسطاس الحکمت کے دردولت سے آگاہ ہون تو مجھکو دیجیے تاکہ مین اُنکی خدمت عالی مین جاؤن اور کچھ عرض کرون یہ کلام عظیمون جنی سے حکیم قسطاس الحکمت سُنکے اُٹھ کھڑے ہوے اور عظیمون جنی کو گلے سے لگاکر فرمایا کہ بندگان خدا اسی کمینہ کو حکیم قسطاس کہتے ہین کہو تمھارا کیا مطلب ہی اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ امانت کیا ہو اور کس قسم کی ہے اور کس شخص نے ارسال کی ہے عظیمون جنی شرف قدمبوسی حاصل کرکے عرض کرنے لگا کہ ای ماہر اسرار خفی وجلی طلسم آپ کو معلوم ہو کہ جب صاحب قران اعظم شاہزادۂ خورشید تاج بخش طلسم کی سیر وتماشاے مصر العجائب وغرائب سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے چند تحائف طلسم صاحب قران اعظم کو دستیاب ہوے تھے اُنمین سے اکثر تو صاحب قران اعظم کے پاس رہے اور چند تحفہاے بینظیر اُسی طلسم کے مقامات خارج مین باقی رہگئے تھے جس وقت صاحب قران اعظم نے اس دنیاے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی موافق ارشاد حکیم افرلیطوس الٰہی داروغہ طلسم کے وہ تحائف باقیماندہ پھر طلسم مذکور مین بطرز امانت رکھدیے گئے جب بعد تین سو سال کے حکیم افرلیطوس الٰہی نے بھی اِس دار فنا سے جانب ملک بقا کوچ کیا اور بمقام حکیم مرحوم اُسکا پسر ارجمند وایتطوس الٰہی ممالک مصر سے آکر عہدۂ داروغگی پر سرفراز ہوا جب دو سو ساٹھ برس کا اسکی عمر کو گذرا ایک رات کو حکیم آغازمیون نے عالم خواب مین اُس سے آکر کہا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تمکو معلوم ہو کہ فی الحال عمر طلسم ختم ہوئی ہے اب یہ طلسم عالی بنیاد نظر مردم سے غائب ہو جائیگا اور ای فرزند دلبند اب جام عمر بھی لبریز ہوگیا ہے یعنی وقت مرگ قریب آیا ہو تجھکو لازم ہو کہ کل کے دن بیچ قلعہ طلسم کے فلان غار مین جانا اور ایک چیز نایاب زمانہ یعنی شجر کاغذی جو اعمال طلسم سے تیار کیا گیا ہو اور سراسر وہ شجر آتشبازی کا ہے اور زمانۂ دراز سے بطور امانت رکھا ہو اُس درخت کو کہ شجر طلسمی ہے اُس مقام مذکور سے لے لینا اور فلان اسم بزرگ اپنے قصر کی سقف کی جانب پڑھکر پھونکنا ایک شخص جنی کبیر السن فی الفور حاضر ہوگا ای راحت جان تم اُس شجر مسطور کو اُس جن کے سپرد کرنا اور بتاکید اُسکو کہدینا کہ اِس شجرۃ القرطاس کو فلان سال و فلان ماہ فلان جگہ باحتیاط تمام لیجاکر حکیم قسطاس الحکمت کو دے دینا اور ہماری طرف سے اُس ذیوقار کو بہت بہت دعا دینا اور یہ کہنا کہ اِس شجرۃ القرطاس کو جشن کتخدائی ملکہ شمسہ تاجدار مین جو اولاد سلطان گردون بارگاہ شاہزادۂ خورشید تاج بخش ہے روشن کرنا یہ ضرور ہی کیونکہ اِس درخت نادر زمانہ سے عجیب وغریب تماشے ہویدا ہونگے کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوگی اور بڑے بڑے داناے روزگار اُسکی کیفیت دیکھکر متحیر ہونگے الغرض حکیم وایتطوس الٰہی یہ بشارت پاکر خواب سے جاگا اور درخت مذکور الصدر کو غار سے جاکر لایا بعدہ قصر مین جاکر اپنے مکان کی چھت پر اسم جلیل جو حکیم آغازمیون نے عالم خواب مین تعلیم کیا تھا بتعداد معین پڑھکر دم کیا فی الفور یہ خاکسار ظاہر ہوا اُسوقت حکیم وایتطوس الٰہی نے شجر مذکور میرے سپرد کیا اور پیام حکیم آغازمیون سے مجھکو اطلاع دی بعدازان داغ فنا سے جانب عدم روانہ ہوا اسی وقت طلسم مصر العجائب بھی نظر مردم سے غائب ہوگیا اُس روز سے آجتک زمانہ سو برس کا ہوا ہے کہ یہ حقیر وخاکسار اُسی درخت نادر روزگار کو اپنے پاس امانت رکھتا ہو اور آج بموجب حکم حکیم مغفور شجر مذکور کو لیکر

آپکی خدمت عالی منزلت مین حاضر ہوا ہی اور اب امیدوار ہے کہ اس امانت کو لیجیے اور صاحب قران اکبر کی قدمبوسی سے کہ نہایت اس خاکسار کو اشتیاق ہے مشرف کرا دیجیے اُسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت نے وہ شجر مسطور عظیموں جنی سے بصد مسرت لیا اور صاحب قران اکبر کو اپنے پاس طلب کیا جسوقت صاحب قران اکبر تشریف لائے حکیم قسطاس الحکمت نے تمام کیفیت درخت مذکور بیان کی عظیموں جنی نے بہزار شوق قدم ہمایون صاحب قران اکبر کو بوسہ دیا اور شرف ملازمت حاصل کیا صاحب قران اکبر نے عظیموں جنی کو نوازش خسروانہ گلے سے لگایا اور از حد مہربانی کی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکماے طلسم مرحوم ومغفور یعنی حکیم آغازموں مصری وحکیم افلطوس الٰہی وحکیم وانیطوس الٰہی کی ارواح کو ثواب سورۂ فاتحہ بخشا حکیم قسطاس الحکمت نے درخت مسطور صاحب قران اکبر کے روبرو رکھدیا صاحب قران ودیگر ارباب بزم اُس درخت عجیب وغریب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوے کیونکہ وہ شجر نادر زمانہ تھا یعنی اُس درخت کو مانند شجر سرو کے تیار کیا تھا اور بلندی مین آٹھ گز کا تھا اور سات طبقہ درجہ بدرجہ اُس درخت کے رکھے تھے اور جملہ برگ اُسکے مانند مرجان کے تھے اور شاخ وبیخ بھی اُسکی مثل مونگے کے تھی اور بعض راوی کہتے ہین کہ برگ سبز اُس درخت کے مثل زمرد کے تھے اور چمکتے تھے اور شاخ وبیخ اُسکی مانند مرجان کے سُرخ تھی الغرض عظیموں جنی نے صاحب قران اکبر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ اے شہریار فخر سلاطین روزگار اس درخت کو زیر فلک رکھنا لازم ہی اور اس جشن عقد مین ہر اک ساتون طبقون سے کسی طبقہ کو جلانا ضرور چاہیے کیونکہ ۷ دن لی سات روز تک طبقات ہفت شجر روشن ہوجائین انشاءاللہ وقت روشن ہونے طبقات اس شجر عجیب وغریب کے قدرت خدا مشاہدہ فرمائیے گا اور وہ غرائب وعجائب ملاحظہ کیجیے گا کہ حضور کو از حد حیرت ہوگی اور جملہ ناظرین بھی دیکھکر بہت متعجب ہونگے کیونکہ اس شجر کو حکماے خردمند ودانا نے بصد محنت ومشقت بنایا ہی اور اے شاہزادۂ ذیوقار یہ بھی حضور کو معلوم ہو کہ جب بروج دوازدہ گانہ سے چھ بروج شب کو اور چھ بروج دن کو مثل آفتاب طلوع کرین اُسدم اس درخت نایاب کو بوقت طلوع بروج مسطور زیر فلک نصب کرنا بہتر ہے اور ایک لمحہ چشم کو بند کرلینا پُرضرور ہے اسی طرح وقت شب طلوع بروج شب مین ایک چراغ یا شمع روشن کرکے اس درخت کے کسی طبقہ مین رکھدینا چاہیے اور آنکھ ایک ساعت بند کرلینا بدستور مرقوم مناسب ہی بعدہ آنکھ کھولکر ملاحظہ فرمائیے ایسا تماشاے عجیب وغریب مشاہدہ فرمائیے گا کہ متعجب ومتحیر از حد ہوجیے گا جسوقت صاحب قران اکبر نے تقریر عظیموں جنی کی سُنی حمد خدا کی اور حکماے طلسم بند کے علم وحکمت وعقل وفراست کی تعریف کی اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار ہماری تو یہ راے ہی کہ اس درخت نادر کے گرد وپیش پہلے روشنی سے قنات وسراچہ استادہ کرنا ضرور چاہیے اور بعد روشن کرنے شجر کے مردمان خاص وعام کو اجازت دیکھنے کی دے دیجاے کیونکہ وقت روشن کرنے اس درخت کے بہت محال ہے کہ جملہ خاص وعام اپنی اپنی آنکھون کو بند کرلین ضرور ہی کہ مردمان شوخ وشریر

بارادہ مشاہدہ یا بطور مذاق آنکھین اپنی بند نہ کرینگے اور دیکھینگے ہمکو یقین ہے کہ اس صورت مین اس شجر کی روشنی اور دیگر تکلفات مین ضرور نقص آجائیگا اور باعث افسوس و ملال کا ہوگا عظیمون جنی نے صاحب قران اکبر سے عرض کیا کہ جناب حکیم صاحب بہت بجا اور درست فرماتے ہین اگر کوئی شخص وقت روشن کرنے اس درخت کے دیکھ لیگا بیشک اُسکی روشنی کم ہو جائیگی اور جملہ عجائب و غرائب مین بھی کمی ہو جائیگی بلکہ عجب نہین کہ درخت نا در زمانہ بالکل بیکار ہو جائے عظیمون جنی یہ عرض کرکے اور دوبارہ قدم مبارک صاحب قران اکبر کو بوسہ دیکر رخصت ہوا شاہزادہ ذیوقار نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت درخت مذکور کے گرد قنات کھچوا دی اور سلطان ابوالحسن جوہر کو طلب فرماکر دریافت کیا کہ اے برادر تمکو یاد ہے کہ ہماری شب کتخدائی مین کتنی مدت باقی ہے ہمارا قصد ہے کہ ہم قبل شب عقد دو ایک شب قصر اخضر کی آرایش و زینت کو بھی دیکھین ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے شہریار ذیوقار میرے نزدیک چھ روز باقی رہے ہین اور شب ہفتم ساعت سعید و ہمایون مین حضور کا عقد ہوگا صاحب قران عالیوقار نے فرمایا کہ ہمارا تو دل بہت چاہتا ہے کہ ہم جملہ نازنینان و خواتین قصر اخضر کی نظرون سے پوشیدہ ہوکر اُس محفل عیش و عشرت مین داخل ہون اور اُس گوہر یکتائے دریائے خوبی و گل رعنائے گلشن محبوبی صدر نشین بزم خوبان جہان رونق افزائے محفل معشوقان ابرو کمان ماہ منیر فلک جمال و مہر پر ضیائے سپہر حسن بیمثال معشوقہ گل رو و مطلوبہ عنبرین مو عالی رتبہ و ذیوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو بآرائش عروسی ایک نظر دیکھین اور دل بیقرار کو تسکین دین علاوہ اسکے یہ امر باعث خوشی خاطر کا ہوگا کیونکہ اس جگہ جملہ خواتین خوبرو نیکخو یعنے ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشنگہر و ملکہ صبح دلکشا وغیرہ خوبرویان طلسم اُس محفل عیش و عشرت مین بصد زینت و آرایش موجود ہونگی ہر ایک نازنین مہ جبین کا حال بھی بخوبی دریافت ہو جائیگا کہ ملکہ شمسہ تاجدار سے کسطرح پیش آتی ہین بخوشی و شادمانی بزم عروسی ملکہ مین ہین یا کسی طرح کا اُنکو ملال ہے ہرچند کہ ہمنے اکثر اوقات خواتین مذکور الصدر کو بزم ملکہ شمسہ تاجدار مین باہم سرگرم اختلاط دیکھا ہے لیکن اس جلسہ عیش اور بزم عروسی مین دیکھنا لازم ہے لیکن اے برادر یہ تو کہو کہ اُس بزم خوبان مین ہمارا جانا کیونکر ہوگا اور مدعائے مذکور کیونکر حاصل ہوگا سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحب قران ذیشان ہرچند کہ مین عیار ہون لیکن اس مقدمۂ خاص مین متحیر ہون کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی سوائے ایک تدبیر کے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ وہ سانپ کا مہرہ جو طلسم خنجار جادو سے مجھکو دستیاب ہوا ہے اور خواص عجیب و غریب رکھتا ہے اب تک میرے پاس موجود ہے اور اُسکی تاثیر بھی اب تک اُسی طرح باقی ہے اور آپکے پاس بھی زاغ مہرہ و سرمۂ زحل ہر دو اشیا حجاب الابصار ہین پس انھین اشیا کے وسیلہ سے قصر اخضر مین تشریف لیجائیے صاحبقران والاشان نے فرمایا تاثیر سرمۂ زحل تو بالکل جاتی رہی کیونکہ ہم اُس سرمہ کا امتحان کرچکے ہین مگر زاغ کے مہرہ کا ابھی تک امتحان نہین کیا عجب نہین کہ تاثیر اُسکی بھی وہ نہ رہی ہو کیونکہ آثار طلسم باقی نہین رہے بالکل مفقود و معدوم ہوگئے یہ فرماکر صاحب قران نے زاغ مہرہ کا امتحان کیا ثابت ہوا کہ تاثیر اُسکی جاتی رہی

اسوقت ابو الحسن جوہر نے کہا کہ اب کیا فکر کرنی چاہیے کیونکہ اب فقط سانپ کا مہرہ میرے پاس ہی لہذا حضور یکہ
و تنہا بوسیلہ وبذریعہ مہرہ مار قصر اخضر مین تشریف لیجائین اور مجھکو یہین چھوڑ جائیں شاہزادۂ ذو قار نے فرمایا ای ابو الحسن
بغیر تمھارے لطف سیر حاصل نہو گا ابو الحسن نے عرض کیا مجبوری ہی کیونکہ ایک مہرۂ مار دو آدمیون کے کیونکر کام آسکتا
ہی لیکن اور ایک تدبیر معقول اسوقت ذہن مین آئی ہے مگر بشرطیکہ حضور اس تدبیر کو منظور کرین صاحب قران اکبر نے
دریافت کیا کہ وہ کونسی تدبیر معقول ہے ہمسے بھی بیان کرو ابو الحسن جوہر نے کہا ای صاحب قران اکبر مین اس سانپ
کے مہرہ سے موافق قاعدہ حضور کو ایک دختر جمیلہ و شکیلہ دس بارہ برس کی بناتا ہون اور ناک مین چھوٹی سی نتھ اور کانون
مین بالیان ہاتھون مین چوڑیان گلے مین طوق پہناتا ہون اور چھوٹے کپڑے یعنے کرتی اور انگیا ہر چند کہ انگیا کی ضرورت
نہین مگر برائے زینت اور پایجامہ سوتی گلبدن کا جسمین چوڑی چوڑی شالباف کی گوٹ لگی ہوئی ہے حضور کو پہناتا ہون
اور ایک دوپٹہ تنزیب کا گلابی رنگا ہوا لچکہ ٹکا ہوا حضور کے سر پر اوڑھا کر مہرہ مار اپنے پاس رکھکر بخوبی تمام حضور کو
اندر قصر اخضر کے لیے جاتا ہون اگر دربر کوئی شخص روکے گا تو آپ اتنا کہدیجیے گا کہ ہم فلان قریہ کی رہنے والے ہین
واسطے ناچنے اور گانے کے آئے ہین جب دربان آپ سے یہ سنین گے بے تامل اجازت جانے کی دے دینگے
غرض قصر اخضر کے اندر جاکر کسی جائے مناسب پر تشریف رکھیے گا اور بخوبی تمام کیفیت بزم عشرت ملاحظہ فرمائیے گا
اول تو وہان عورتون کی کثرت ہوگی کوئی عورت حضور سے مستفسر نام و نشان نہوگی اور شاید اگر کوئی عورت پوچھے کہ
ای لڑکی تو کون ہی کہان سے آئی ہے تو فرما دیجیے گا کہ مین فلان پیش خدمت کی بیٹی ہون صاحب قران اکبر نے جب
یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی سنی مسکرا کر جواب دیا کہ ابو الحسن تم بہت بڑے شوخ و شریر ہو واہ کیا تدبیر معقول ہمارے
لیچلنے کی تجویز کی ہے اگر یہی تدبیر معقول ہے تو تمھین دختر دس بارہ برس کی بنو اور لباس و زیور مذکور سے آراستہ ہو
علاوہ اسکے تم تو رنگ و روغن سے کبھی جوان عورت بنتے ہو کبھی بڑھیا کی صورت کبھی لڑکی کبھی لڑکا ہر طرح کی صورت و
شکل اپنی بنا سکتے ہو اور تمھارے نزدیک انمین کچھ عیب بھی نہین ہے پھر تم اس امر سے کیون باز رہتے ہو باوجود اسکے
کہ عیار ہو تمھارا یہی کام ہی ایسی تدبیر معقول اپنے واسطے کیون پسند نہین کرتے تم تو مجھ سے زیادہ دختر بنکے خوشنما معلوم
ہو گے اور کچھ تمھارا وہان ناچنے اور گانے مین فائدہ بھی ہو جائیگا پس اس امر مین تساہل نہ کرو جلد رنگ و روغن سے
بصورت دختر مہ جبین بنجاؤ اور مہرۂ مار ہمکو دو آخر کار بعد گفتگوے مذاق آمیز کے سلطان ابو الحسن جوہر نے موافق ارشاد
صاحبقران اکبر کے زن جمیلہ بننا قبول کیا غرضکہ صاحب قران والا شان سر شام بہمراہی ابو الحسن جوہر پوشیدہ
ہو کر روانہ ہوے جب صاحب قران اکبر وقت نصف شب بمقام جبل لعل پہونچے ابو الحسن جوہر نے مہرۂ مار صاحبقران
عالیشان کو دیا اور خود ایک گوشہ مین بیٹھکر رنگ و روغن نکالکر آئینہ سامنے رکھکر چراغ روشن کرکے بعد عجلت ایک
ایسی زن شکیلہ بنا کہ اگر صاحب قران بھی دیکھین تو حیران ہون اور مطلق نہ پہچانین کہ یہ ابو الحسن جوہر ہی کیونکہ رنگ

اور طرز گفتگو اور طریقہ رفتار وغیرہ ایسا تبدیل کیا تھا کہ صاف عورت معلوم ہوتا تھا اور پوشاک بھی ایسی پہنی تھی کہ اگر کوئی عورت
بھی دیکھتی تو زندگی بھر اُسکو نہ پہچانتی کہ یہ مرد ہی جسوقت صاحب قران اکبر نے نازنین یعنی ابو الحسن کو گذرتے دیکھا اپنے
دل مین خیال کیا کہ جب یہ عورت ہمارے قریب آئیگی تو اس سے کچھ مذاق کرینگے جبتک ابو الحسن آئے صاحب قران
اکبر اسی خیال مین تھے کہ ناگاہ وہ زن خوبرو مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی قریب صاحب قران اکبر آئی صاحبقران
اکبر نے بے اختیار ہوکے اور جہرہ سا نپ کا زمین پر رکھ کے اُس نازنین کو روکا اور پوچھا کہ اے نازنین مہ جبین کہو کہان جاتی ہو
اس طرف سے۔ سچ کہو کہان سے آتی ہو شاید کسی عاشق کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا تھا تمھارا نام کیا ہی کہان
رہتی ہو اُس نازنین نے بناز و ادا جواب دیا کہ صاحب تم کون ہو جو راہ چلنے والون کو روکتے ہو نام و نشان پوچھتے ہو زبردستی
مذاق کرتے ہو بدنظر سے دیکھتے ہو ہم کوئی ہین کہین جاتے ہین کہین سے آتے ہین کچھ ہمارا نام ہی تمکو ہم سے کیا کام ہے
کسی کی بہو بیٹی کو راہ مین روکتے ہو مذاق کرتے ہو یہ اچھی بات نہین ہی یہ کہکر وہ نازنین چلی صاحب قران نے ہاتھ پکڑکر
کہا اے نازنین اسقدر خفا کیون ہوتی ہو ذرا سی بات مین بگڑتی ہو اسقدر غرور نہ کرو یہ حُسن و جمال چند روز ہی پھر کوئی
مفت نہ پوچھیگا ٹھہرو ذرا بات کرو ہم بھی آدمی ہین تم سے محبتانہ کلام کرتے ہین اگر تمھارا نام و نشان پوچھا تو کیا بری بات
کی وہ نازنین نقلی بعشوہ و غمزہ بولی کہ تم کون ہو جو تمکو ہم اپنا نام و نشان بتائین ہاتھ ہمارا چھوڑ دو ہم جائینگے صاحبقران
اکبر نے کہا ہم تو ابھی تمکو جانے نہ دینگے جب اُس نازنین نے یہ سُنا برہم ہوکر بولی دیکھو پھر مین چلاؤنگی اپنے وارثون کو
بلاؤنگی بس بہتر یہ ہی کہ ہمارا ہاتھ چھوڑ دو ہمکو جانے دو یہ باتین تمھاری اچھی نہین ہین ہماری طرح اگر کسی نامحرم عورت کو
ہاتھ لگاؤ گے دیکھو ایک دن بہت پچھتاؤ گے افضال خدا سے یہان عملداری صاحب قران اکبر کی ہی جو عدل و انصاف
مین ثانی نوشیروان ہین تمکو سخت سزا دیگا قید کریگا ساری تماش بینی بھول جاؤ گے پھر کسی زن صاحب عصمت کو
یون ہاتھ نہ لگاؤ گے بعد اس تقریر کے نازنین مذکور متبسم ہوکر کہنے لگی کہ صاحب اب ہاتھ ہمارا چھوڑ دو دیکھو کوئی آجائیگا
باعث ذلت و رسوائی کا ہوگا بھلا تمکو کیا فائدہ ہوگا جسوقت صاحب قران اکبر نے اس نازنین سے یہ تقریر سُنی ہنسکر
چاہا کہ بوسہ رخسار لیجیے وہ نازنین پیچھے ہٹ کر بہت ہنسی اور کہا اے صاحب قران آپ نے مجھکو نہ پہچانا مین ابو الحسن
ہون اُسوقت صاحب قران اکبر نے منفعل ہوکر ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ اے ابو الحسن جوہر حقیقت تو یہ ہی کہ مین نے
بالکل تمکو نہین پہچانا کیا بمثل زن خوبرو بنے ہو تمھارے بمثل عیار ہونے مین کسی طرح کا شک نہین ابو الحسن جوہر نے
عرض کیا کہ آپ عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ میری کیا لیاقت ہی الغرض صاحب قران اکبر نے زمین پر سے مہرہ مار
جو رکھدیا تھا اُٹھا لیا اور ہمراہ ابو الحسن جوہر کے قصر اخضر مین آئے اور بغور و تامل ملاحظہ کیا کہ قصر اخضر آرایش انواع
و اقسام سے مثل عروس کے آراستہ ہی اور کثرت نازنینان گلعذار سے قصر اخضر رشک گلشن ارم ہی اسباب
نادر و نایاب جو برسون سے بطور امانت رکھا ہوا تھا وہ اسباب فی الحال جابجا قصر اخضر مین بہر آرایش رکھا ہے

علاوہ اسباب مذکورہ کے اور اشیاے نادر عجائبات حکیم ارسطو سے حکیم قسطاس الحکمت نے قصر اخضر کو بخوبی تمام آراستہ کیا تھا اور جملہ ایوان عالی بنا جو متعلق قصر اخضر کے ہین یعنے نوسو ایوان رفیع و وسیع اور سات سو ایوان خرد سرا انواع و اقسام آرایش اور زینت سے آراستہ ہین ایوان مذکورہ سے اکثر ایوان ایسے ہین کہ زمین سے تا سقف تمام و کمال آبگینہ رنگین و سفید سے تیار کیے گئے ہین آئمین روشنی جو شمعہاے مومی و کافوری کی ہو رہی ہو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی گویا قدرت خدا نظر آتی ہو اور ہر ایک ایوان نئے طرز سے پیراستہ ہی اور بحسن و خوبی محفل عشرت اور بزم طرب آراستہ ہی نازنینان خوش گلو جو علم موسیقی مین اپنے زمانے کی استاد ہین بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہین خواتین ذیوقار قصر اخضر اُنکے نغمۂ دلکش سُن کے خوش ہو رہی ہین ہر طرف سے صداے تہنیت آ رہی ہو ہر بزم عشرت مین ایک مطربہ گا رہی ہو صاحب قران سیر کرتے ہوے ایک قصر عالی مین پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ محفل عشرت آراستہ ہو خواتین عالیوقار بیٹھی ہین ایک مطربہ خوبرو خوش گلو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے۔

غزل

ای دل اگر از چاہ زنخدان بدرآئی — آدم صفت از روضۂ رضوان بدرآئی
تا کی چو صبا بر تو گمارم دم ہمت — تا تو ز چمن سرو خرامان بدرآئی
جان میدہم از دولت دیدار تو چون صبح — باشد کہ چو خورشید درخشان بدرآئی
شاید کہ بیابی فلکت دست نگیرد — گو تشنہ لب از چشمۂ حیوان بدرآئی
حافظ مکن اندیشہ کہ آن خسرو خوبان — باز آید و از کلبۂ احزان بدرآئی

خواتین یہ غزل مذکور سُنکے شادان ہو رہی ہین نازنینان گلرخسار خوش ہو رہی ہین اک مہ جبین شیشہ و جام بلورین لیے ہوے شراب ناب جملہ خواتین بزم مذکور کو پلا رہی ہے صاحب قران والاشان یہ کیفیت دیکھکر وہان سے چلے اسی طرح ہر ایک ایوان مین جاکر زینت اور آرایش ملاحظہ کی علاوہ اسکے دیکھا کہ ہر ایک محفل مین خواتین قصر سرگرم کار ہین اور منطقہ و رمانہ و شرف افزا و عقلیہ و حمرا و قمرا و زہرہ و خلدانہ و شعیدہ وغیرہ خواتین میر مجالس مقرر ہوئی ہین غرضکہ صاحب قران اسی طرح اکثر ایوان مین گئے اور تھوڑی تھوڑی دیر توقف کرکے وہان کی کیفیت دیکھی اور پھر صبح سے تا شام اور ایوان و قصر مین جاکر بزم عشرت اور محفل طرب کی آرایش اور زینت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر ان محلون خاص مین تشریف لیگئے جہان ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و صبح روشنگہر و صبح دلکشا وغیرہ خواتین عالیقدر ذیوقار موجود تھین اور انصرام کار عروسی و مہمانداری مین مصروف تھین وہان بھی صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ بزم عشرت بحسن و خوبی آراستہ ہی نازنینان خوش جمال بہزار زیب و زینت فرش نفیس پر بیٹھی ہین اور ماہرویان بیعدیل ساغر و شیشہ لیے ہوے جام شراب خواتین اہل بزم کو بصد مسرت پلا رہی ہین ازانجملہ ایک بزم مین ایک مطربہ خوش آواز بصد ناز و انداز یہ غزل گاتی تھی۔

غزل

بزن بر دل بنوک غمزہ تیرم — کہ پیش چشم بیمارت بمیرم
قدح پر کن کہ من در دولت عشق — جوان بخت جہانم گرچہ پیرم
حساب حسن در حد کمال است — زکوتم دہ کہ مسکین و فقیرم
مبادا جز حساب مطرب و می — اگر حرفی کشد کلک دبیرم

خوشا آندم کہ استغنائے مستی ۔ فراغت بخشد از برنا و پیرم
من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ ۔ ز بام عرش می آید صفیرم
من آنگہ برگرفتم دل ز حافظ ۔ کہ ساقی گشت یار ناگزیرم

صاحب قران و ابو الحسن جوہر نے جسوقت یہ غزل مطربہ سے سنی نہایت خوش ہوے بعد ازان صاحب قران اکبر ایوان خاص مین تشریف لائے جہان ملکہ شمسۂ تاجدار بہزار زینت تخت عروسی پر رونق افروز تھی ملاحظہ کیا کہ ملکہ شمسۂ تاجدار پیراہن عروسی پہنے ہوے بہزار حسن وخوبی تخت پر جلوہ گر ہی اور دست بستہ خدمت ملکہ مین گوہر بزم افروز وخلد آئینہ ماہرو وغیرہ خواتین حاضر ہین محفل عشرت ایسی آراستہ ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور خواتین عالیوقار کی اسقدر کثرت ہی کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہین اکثر خواتین عالیوقار مسندہاے زرین پر بصد شان وشوکت جلوہ فرما ہین بعض بعض نسوان عالی مرتبہ قریب ملکہ شمسہ تاجدار بصد عز ووقار بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی خواتین مطربہ بصد ناز و ادا نغمہ کر رہی ہین اکثر ماہرویان بہمثال خواتین بزم کو جا بجا جامہاے شراب پلا رہی ہین ہر طرف رقص ونغمہ ہو رہا ہی ہنگامہ تہنیت بلند ہی تمام قصر خواتین سے مملو ہی جملہ اسباب عیش وراحت موجود ومہیا ہی مطبخ مین اغذیہ انواع واقسام کی کثرت ہی ملکہ شمسہ تاجدار عروس بنی ہوئی بصد شرم وحجاب بیٹھی ہے ایک پریزاد مطربہ خوش گلو پیش ملکہ شمسۂ تاجدار ذیوقار یہ غزل گا رہی ہی غزل

ای رخت چون خلد و لعلت سلسبیل ۔ سلسبیلت کردہ جان و دل سبیل
ناوک چشم تو در ہر گوشہ ۔ ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
یارب این آتش کہ در جان منست ۔ سرد کن زان سان کہ کردی بر خلیل
من نمی یابم مجال ای دوستان ۔ گرچہ او دارد جمال بس جمیل
حافظ از سرپنجۂ عشق نگار ۔ ہمچو مور افتادہ شد در پای پیل

جسوقت مطربہ خوش گلو نے غزل مذکور بصد ناز و انداز بزم مین گائی صاحب قران اکبر ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھ کے ایسے بیقرار اور مضطرب الحال ہوے کہ ابو الحسن جوہر کو یقین ہوا کہ صاحب قران اکبر کو جوش الفت اور غلبۂ عشق سے غش آجائیگا ابو الحسن جوہر صاحب قران اکبر کو ایوان سے باہر لایا اور بڑی دیر تک صاحب قران کو سمجھایا کیا جسوقت صاحبقران اکبر سے خود رفتگی اور محویت زائل ہوئی اپنے بخت بلند اور یاوری اقبال پر نظر کر کے شکر خداوند عالم بجالائے لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر جوش الفت اور غلبۂ عشق ملکہ شمسۂ تاجدار نے دل کو بیتاب وبیقرار کیا آخر تاب صبر وضبط نہوئی پھر اُسی ایوان مین جہان ملکہ شمسۂ تاجدار عروس بنی ہوئی بیٹھی تھی آئے اور نظارہ روے بینظیر کرنے لگے دل مضطر کو تسکین دینے لگے مگر بخوبی دل بیقرار کو قرار نہ آیا اسوقت صاحب قران اکبر نے بے اختیار ہو کے قصد کیا کہ پہلوے ملکہ شمسۂ تاجدار مین بیٹھکر اور چند بوسہ لب و رخسار کے لیکر اپنے دل بیتاب کو تسکین دینا چاہیے ابو الحسن کہ قریب صاحب قران اکبر موجود تھا صاحب قران اکبر نے اپنے ارادہ سے ابو الحسن جوہر کو اطلاع دی ابو الحسن جوہر نے عرض کیا ای صاحبقران اکبر میری تو رائے مین یہ قصد آپکا اچھا نہین ہی کیونکہ حضور کے پاس مہرۂ مار ہی کوئی حضور کو دیکھتا نہین ہی جسوقت آپ پہلو

ملکہ مین جاکر تشریف رکھیے گا اور بوسہ رخ انور ملکہ لیجیے گا مجھکو یہ یقین ہی کہ ملکۂ عالم ضرور ڈر جائینگی عجب نہین کہ غش
آجائے مزاج ملکۂ عالم ناساز ہوجائے لہذا ای صاحب قران اکبر چند روز اور صبر کیجیے انشاء اللہ بعد چند روز کے بخوبی
تمام تمناے دلی بر آئیگی ہر چند کہ مین خوب جانتا ہون کہ آپکا دل اسوقت نہایت بیتاب و بیقرار ہی ضبط اور صبر کسی طرح
ہو نہین سکتا ہی لیکن مناسب وقت نہین ہے کہ حضور پہلوے ملکہ مین جاکر تشریف رکھین اور اپنے محبوب و مطلوب
کے دل کو صدمہ دین صاحب قران نے یہ سُنکے فرمایا ای ابو الحسن اسوقت کسی طرح صبر ہو نہین سکتا اگر ملکہ کے ڈر جانیکا
تمکو خیال ہے تو اچھا یہ مہرۂ مار تم اپنے پاس رکھو ہم یونہین پہلوے ملکہ مین بیٹھکر اپنے دل کو تسکین دینگے ابو الحسن نے
عرض کیا کہ حضور تو خلاف عقل تقریر کرتے ہین اسطرح بھی حضور کا تشریف لیجانا اس مجمع خواتین مین اچھا نہین ملکہ باعث
بدنامی کا ہی صاحب قران نے کہا ای ابو الحسن بس اب پند و نصیحت نہ کرو مہرہ لو ہم جاتے ہین اور ملکۂ شمسہ تاجدار
کے پاس بیٹھتے ہین علاج درد دل کرتے ہین ابو الحسن جوہر نے عرض کیا حضور کہین ایسا غضب کبھی نہ کیجیے گا از حد
رسوا اور بدنام ہوجیے گا سواے اسکے ملکہ تک کیونکر آپ تشریف لیجائیے گا ذرا ملاحظہ تو فرمائیے کس قدر خواتین ملکہ
عالم کے گرد و پیش ہین ثابت یہ ہوتا ہی کہ ماہ انور کے گرد ستارے ہین یا شمع روشن کے قریب پروانے ہین یا آفتاب
کے پاس ذرے ہین یا معشوق کے قریب مجمع عشاق ہے صاحب قران نے فرمایا کہ ہم جسطرح ممکن ہو گا وہانتک
ضرور جائینگے لطف ہمصحبتی وغیرہ اُٹھائینگے ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای صاحب قران اکبر یہ تمناے حضور بالفعل
کسی طرح بر نہ آئیگی خواتین سد راہ ہونگی مدعاے دلی بر نہ آئیگا بدنامی و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر
یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ اور کسی ایوان مین تشریف لیچلیے اور اس خیال محال کو دل سے دور کیجیے اب یہان توقف
نہ فرمائیے ایسا نہو کہ کوئی عورت مجھ سے پوچھے کہ تو کون ہی کہان سے آئی ہے کسکے ہمراہ ہی تو مین کیا کہونگا راز افشا ہوجائیگا
صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ابو الحسن اگر تمکو خیال اپنی بدنامی اور افشاے راز کا ہی تو تم اور کسی ایوان مین چلے جاؤ
ہمکو یہین چھوڑ جاؤ کیونکہ قول دل شیدا یہ ہی مطلع - گر از دماغ کہ از کوے یار برخیزد + نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد
ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور ایسے عشق کو پسند نہ فرمائین اپنے تئین دیوانہ نہ بنائین اب یہان ٹھہرنا اچھا
نہین ہے اور کسی ایوان مین چلکر دل کو بہلائیے ورنہ مین ابھی خواتین سے تمام حال حضور کے تشریف لانے کا
کہہ دونگا جسوقت ابو الحسن جوہر نے یہ کہا اور بمنت سمجھایا اُسوقت صاحب قران اکبر کا ہر چند کہ دل نہ چاہتا تھا
مگر بمجبوری ابو الحسن کے ہمراہ اتفاقاً پھر اُس ایوان مین تشریف لائے جہان ملکہ نو بہار گلشن افروز خواتین
عالیوقار کو اپنے دست نازک و رنگین سے جام مے ارغوان دے رہی تھین اور شراب ناب خواتین کو پلا رہی تھین
صاحب قران اکبر نے ابو الحسن سے کہا کہ اسوقت ہمارا بھی دل شرابخواری کو چاہتا ہی ایک ساغر مے ہم بھی ملکہ
نو بہار گلشن افروز سے مانگتے ہین اسمین تو کچھ مضائقہ نہین ہی ابو الحسن جوہر نے کہا یہ امر بھی میرے نزدیک

اچھا نہین ہی اسمین بھی افشاے راز ہوگا اب قصر النیرین مین جاکر شراب پیجیے گا قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر صاحبقران
اکبر کو بجبر اپنے ہمراہ لیکر اُس ایوان سے بھی چلا قضاے کار درایوان پر غمزہ شیرین کار کھڑی تھی ابو الحسن جوہر
کہ بصورت زن جمیلہ تھا جسوقت درایوان پر آیا غمزہ شیرین کار کہ پرکالۂ آفت ہی اور فن عیاری مین بھی بیعدیل ہے
ابو الحسن کی رفتار دیکھکر متحیر ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ بظاہر تو یہ عورت ہی مگر طریقۂ رفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ
مرد ہی آخر کار یہ خیال کرکے ابو الحسن جوہر کو روکا اور ہاتھ پکڑکے پوچھا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص کے ہمراہ یہان آئی ہی
مجھکو تیری رفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ تو عورت نہین ہی اور بفن عیاری تو نے اپنے تئین عورت بنایا ہی صاف ثابت ہوتا ہی
کہ تو ابو الحسن ہے ابو الحسن جوہر کہ سراپا روغن عیاری ملکر آیا تھا اسوجہ سے ابو الحسن کا ہاتھ دست غمزہ شیرین کار
سے دفعۃً نکل گیا مگر غمزہ شیرین کار نے بڑھکر روکا ابو الحسن نے جواب دیا ای جان من تمکو میرے نام کے دریافت
کرنے سے کیا فائدہ ہی مین اک بیوہ دکھیا ہون پابند شرع ہون نماز پنجگانہ پڑھتی ہون مسائل دینیہ سے بخوبی واقف
ہون دعاے توبہ پڑھ چکی ہون مجھ سے تمھارا مطلب اجرا نہوگا کیونکہ اول تو مین منہیات سے تائب ہون دوسرے
یہ کہ مجھکو شوق بھی سحق کا نہین ہے اگر تمکو اپنے اجراے مطلب مذکور کی ضرورت ہی تو ہزارون بلکہ لاکھون عورتین مجھ
بھی زیادہ حسین اور خوبصورت اور قوی ہیکل قصر اخضر مین موجود ہین اُنمین سے کسی سے اپنی حاجت روائی کیوسطے
کہو مجھ زار و ناتوان کو جانے دو مجھ سے تمھاری نیت سیر نہوگی اور آتش شہوت بجھائی نجائیگی جسوقت ابو الحسن نے
غمزہ شیرین کار سے یہ تقریر کی اُسدم غمزہ شیرین کار کی عجب کیفیت ہوئی یعنے بسبب غصہ کے مثل صاحب تپ
کانپنے لگی حیا و شرم سے پسینہ آگیا مگر غصہ کو ضبط کرکے کہا او نالائق کیا واہی باتین کرتی ہے اپنا نام و نشان نہین بتاتی
ہے مجھ سے ایسی باتین کرتی ہے خیر دیکھ تو کیسی سزاے سخت دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے غمزہ شیرین کار یہ کہکر چاہتی
تھی کہ زن جمیلہ مذکورہ کو کچھ سزا دے یکایک ابو الحسن جوہر جست و خیز کرکے نظر غمزہ شیرین کار سے غائب ہوگیا اور
ہمراہ صاحبقران اکبر کے ہر ایک بزم عشرت مین جاکر رقص و نغمہ سے لطف اُٹھانے لگا اسی طرح سیر کنان ایک
ایوان مین پہونچا دیکھا کہ چند زنان مطربہ نقلہاے مضحک کر رہی ہین اکثر خواتین ایوان مذکور مثل غنچہ مسکرا رہی ہین
اور بعض بعض زنان خوبرو مانند گل خندہ کر رہی ہین اتفاقاً زنان مطربہ کی صورتین دل فریب دیکھکر اور نغمہ دلکش سنکے
ابو الحسن جوہر کو نفس امارہ نے بیقرار کیا مطربہ مہ جبین جو آگے ابو الحسن جوہر کے کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی
ناگاہ اُسکو معلوم ہوا کہ کوئی شی میری پشت سے ملی ہوئی ہی گھبراکر پیچھے دیکھنے لگی اور ابو الحسن کو عورت خیال کرکے
چپ ہو رہی اور پھر متوجہ جانب رقص و نغمہ ہوئی لیکن دلمین خیال کرنے لگی کہ اسوقت عجب واقعہ حیرت افزا اور
معاملہ ہوش ربا واقع ہوا صاف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مرد کا جسم قریب پشت ہی اور خیال کرکے جو دیکھا تو مرد کا
نام و نشان بھی اس بزم مین نہ پایا پس پشت میرے ایک زن ناآشنا کھڑی ہی وہ نازنین مہ جبین یہ خیال کر رہی

ناگاہ پھر جسم ابوالحسن ذات با برکات کا اُسکی پشت سے ملا اُسوقت تو اُس نازنین چالاک دست نے لعجلت تمام پیچھے پلٹ کے عمود ابوالحسن کا زور سے پکڑ لیا اور دو چار جھٹکے دے کے خوب ملا ابوالحسن بہت بیتاب و بیقرار ہوکے منت آہستہ کہا کہ اے نازنین اُس بیچارے بے زبان کو چھوڑ دے دیکھ ایسا نہو کہ صدمہ سے استفراغ کر دے تیرا ہاتھ خراب ہو جاے علاوہ اسکے یہ غریب اُس کام کا بھی نہ رہیگا اسکی کمر ٹوٹ جائیگی جورو میری نامرد مجھکو جانکر گھر سے نکل جائیگی دیکھ زیادہ نہ دبا دم میرا نکلا جاتا ہی اے خدا کے واسطے مجھپر رحم کر میرے جسم کو چھوڑ دے مین قسم کھاکر کہتا ہون اگر اسوقت تو چھوڑ دیگی مین کل رات کو تیرے ساتھ اسقدر ہمبستری کرونگا کہ تو بہت خوش ہوگی اپنے یار کو بھی بھول جائیگی ہر چند ابوالحسن نے اُس نازنین کی منت کی اور کہا کہ چھوڑ دے مگر اُس نازنین نے کسی طرح نہ چھوڑا بلکہ ابوالحسن کے سنخنان مذکور سے اور برہم ہوکر جو عورتین کہ رقص و نغمہ کر رہی تھین اُنکو بدعوا اسی مین پکاری کہ اے اہل نشاط دوڑو مین نے پکڑا ہی جلدی آؤ تم بھی پکڑ لو ایسا نہو کہین میرے ہاتھ سے چھوٹ جاے جس وقت نازنین مذکور نے یہ آواز بلند ارباب طرب کو اسطرح پکارا اور وہ سب متحیر ہوکر اس نازنین کی جانب دیکھنے لگے ناچنا گانا نقلین کرنا بھول گئین جب لغور دیکھا اور پوچھا کیا ہی اس نازنین نے کہا دیکھو پکڑا ہی ارباب نشاط نے خوب ہنسکر پھر پوچھا کہ یہ تو کہو کیا پکڑا ہی اس نازنین نے اُسوقت محجوب ہوکر کہا کہ چور پکڑا ہی مفصل کیفیت اسکی یہ ہی کہ مین تمہارا گانا سُن رہی تھی یہ نگوڑا موا عورت کی صورت بنکے پیچھے میرے کھڑا ہوا ناچ تمہارا دیکھ رہا تھا یکایک میرے بالاے سرین قریب سر پشت ایک چیز معلوم ہونے لگی مین نے پیچھے پلٹ کے اس مردہ کو دیکھا مین سمجھی کہ یہ عورت ہی اسکے پاس عمود کہان سے آیا جو یہ میرے ساتھ ایسی حرکت بیجا کرتی یہ خیال کرکے مین پھر تمہارا گانا سننے لگی بعد ایک لمحہ کے پھر میرے سرین پر اُسی طرح ایک غنی اچھی طرح مس ہوئی اُس وقت مین نے جلدی سے پکڑ لیا اور تمکو آواز دی اہل طرب نے خوب ہنسکے کہا کہ بی بی اسوقت تمنے کار نمایان کیا خوب پکڑا سچ تو یہ ہی کہ جیسا تمنے پکڑا ہی ایسا تو کسی عورت نے سلف سے آجتک نہ پکڑا ہوگا خواتین بزم نے جسوقت اُس نازنین اور ارباب نشاط کی تقریر سُنی اور ابوالحسن کیجانب نظر کی اسقدر ہنسین کہ فرش پر مارے ہنسی کے لوٹنے لگین اکثر خواتین کو کثرت خندہ سے غش آگیا صاحب قران اکبر اُسوقت بزم مین موجود تھے جسوقت اس ایوان مین کثرت خندہ سے ایک شور غل بلند ہوا خواتین جملہ ایوان اسکے شور عظیم سے از حد متحیر ہوکر اس ایوان وسیع و رفیع مین آئین اور سبب اس درجہ ہنسی کا دریافت کیا جسوقت اُنکو احوال مذکور سے اطلاع ہوئی اُنکا حال بھی فرط خندہ سے اس حد کو پہونچا کہ قریب تھا ہلاک ہو جائین جب اس کیفیت عجیب و غریب کی خبر ملکہ شمسہ تاجدار کو پہونچی ملکہ بھی بہت ہنسی یہان تو ایوان مین جملہ خواتین مارے ہنسی کے بیتاب و بیقرار ہین مگر اب کیفیت ابوالحسن جوہر کی تحریر کیجاتی ہے ابوالحسن لاکھ چاہتا ہی کہ کسی طرح پنجۂ نازنین سے رہائی پائے مگر رہائی کی صورت نظر نہین آتی خواتین جو ابوالحسن کو دیکھ دیکھ کے ہنستی تھین ابوالحسن

بحر غیرت و انفعال مین غرق ہوا جاتا تھا ہر چند اُس نازنین سے کہتا تھا کہ مجھکو چھوڑ دے مگر وہ نہ چھوڑتی تھی بلکہ بخوف
بھاگ جانے کے اور زیادہ زور سے پکڑتی تھی جسوقت غلغلہ اس ایوان مین بلند ہوا مہمان اور خواتین واسطے
دیکھنے کے آئی تھین از انجملہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وخلدانہ وغمزہ شیرین کار
وصبیح دلکشا بھی آئی تھین اور مجمع خواتین کو ہٹا کر زنان مذکور نے بھی ملاحظہ کیا تھا اور بہت ہنستی تھین زنان حبشیہ
اور ترکیہ نے جو اُس مطربہ کی زبانی سنا کہ یہ چور ہی ابوالحسن جوہر کو مشت ولکد سے اسدرجہ صدمہ پہونچا یا کہ
ابوالحسن جوہر قریب ہلاکت ہوا اُسوقت بیقرار ہوکر فریاد کرنے لگا کہ ای مرد غیب جلد آؤ مجھکو ان حرامزادون سے
بچاؤ دیکھو یہ ستاتی میرا جسم نہین چھوڑتی اور یہ زنان حبشیہ اور ترکیہ مجھکو مشت ولکد سے صدمہ پہونچاتی ہین
جب صاحب قران اکبر نے ابوالحسن جوہر کی صدائے نالہ و فریاد سُنی بیتاب و بیقرار ہوکر ابوہ خواتین مین گر ابوالحسن
جوہر کو اٹھا لیا اور اُس مجمع خواتین سے باہر آئے اُسدم یہ دوسرا تماشا ہوا یعنی ابوالحسن کہ بصورت زن جمیلہ
تھا زمین سے کچھ بلند معلق چلا جاتا تھا اور کوئی اُٹھانے والا معلوم نہوتا تھا اور وہ نازنین ایک ہاتھ سے ابوالحسن
کا عمود پکڑے تھی اور دوسرے ہاتھ سے کمر ابوالحسن کی پکڑے ہوئے تھی اور مثل ابوالحسن کے وہ بھی زمین
سے بلند تھی ہر چند خواتین کہتی تھین کہ اری چھوڑ دے مگر وہ عورت کسی طرح نہ چھوڑتی تھی آخرکار بہزار خرابی اُس نازنین
نے ابوالحسن کے جسم کو چھوڑ دیا اور بلندی سے زمین پر گری مگر چوٹ نہین آئی جسوقت یہ واقعہ عجیب وغریب
ظہور مین آیا خواتین اسدرجہ ہنسین کہ صدہا خواتین کو غش آگیا اور ہزارہا عورتین ہنستے ہنستے قریب ہلاکت ہوئین اور
بہت سی عورتون کو غش آگیا اُس وقت اکثر عورتین نادعلی پڑھتی تھین بعض بعض آیۃ الکرسی پڑھکر اپنے اوپر دم کرتی
تھین کوئی عورت کہتی تھی کہ خداوندا اس بلائے ناگہانی کو جلد دفع کر غرض اُس ایوان مین سوائے خندہ اور آواز
بزن اور بگیر اور فریاد کے اور کچھ صدا کان مین نہ آتی تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان متحیر کھڑی
تھین اور یہ واقعہ ہوش ربا دیکھ رہی تھین کہ غمزہ شیرین کار بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے قریب آئی ملکہ نوبہار نے
کہا اری غمزہ شیرین کار آج یہ واقعہ عجیب وغریب دیکھنے مین آتا ہے اور مطلق سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ کیا ہے اُسوقت غمزہ شیرین کار
نے ہنسکر گوش ملکہ نوبہار گلشن افروز مین کہا کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائین خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مین فلان ایوان کے در پر
کھڑی تھی ابوالحسن جوہر کو مین نے بصورت زن جمیلہ دیکھا تھا اور چاہا تھا کہ اُسکو بچا لے دوڑون مگر وہ میرے ہاتھ سے
نکل گیا تھا یقین ہے کہ یہ وہی فطرت مجسم ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ واسطے سیر و تماشا کے یہان آیا تھا درمیان سیر مین اُس
عورت کے ساتھ مذاق کیا جسکا انجام حضور ملاحظہ فرماتی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ کیفیت غمزہ شیرین کار سے سُنکے
بہت ہنسی اور جملہ زنان حبشیہ و ترکیہ کو شور و غل کرنے سے منع کیا صاحب قران اکبر ابوالحسن کو اُٹھائے ہوئے اُس ایوان
سے باہر نکلے اور راہ غیر متعارف اختیار کی یہانتک کہ کوہستان مین پہونچکر صاحب قران اکبر نے ابوالحسن کو اتارا اور کہا

اى ابو الحسن یہ کیا نامعقول تمنے حرکت کی جسکے باعث سے اسقدر تو ہلکان ہوئی ابو الحسن نے عرض کیا اى صاحبقران ذیوقار مردون کا یہی کام ہے مگر اى شہریار اگر یونہین دو چار بار حضور کے ہمراہ رکاب ایسے ہی مقامات پہ جاؤنگا تو یقین ہی کہ میرا کام تمام ہو جائیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا تمنے ایسی بات کیون کی کہ جسکی وجہ سے تمہاری یہ کیفیت ہوئی اب کبھی ایسی حرکت نکرنا ورنہ بیشک ہلاک ہو جاؤ گے اب تمکو لازم ہی کہ خدا کا شکر کرو کہ جان بچگئی بقول شخصے مع

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

الغرض بعد اس گفتگو کے صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر بخوشی و شادمانی قصر النیرین مین داخل ہوے صاحب قران اکبر اُسی وقت جہرہ مار ابو الحسن جوہر کو دیکر بزم عیش مین تشریف لائے اور ہمراہ سلاطین والاشان اور امراے ذیوقار کے بادہ کشی کرنے لگے اشعار

مجلس آراستند و می خوردند	می بہ آواز چنگ و نی خوردند	رخ ساقی ز بادہ چون گل شد	مطرب از راز شوق بلبل شد
	جوش صہبا ز بس فراوان بود	ہمنفس مستی ہر سوا ز ران بود	

الغرض صاحب قران اکبر تو صحبت میکشی مین مشغول ہوئے اب حال ابو الحسن جوہر کا مندرج کیا جاتا ہی جسوقت سے کہ ایوان قصر اخضر سے آیا تھا بسبب زد و کوب نازنان حبشیہ کے نہایت بیتاب و بیقرار تھا ہر اک عضو مین درد تھا فرش خواب پر کسی طرح آرام نہ آتا تھا جسوقت اُس نازنین کے ایذا دہنے کا خیال کرتا تھا تدبیر انتقام لینے کی سوچتا تھا آخر ایک تدبیر سوچکر واسطے عوض لینے کے بستر سے اُٹھا اور اُسی جہرہ مار کو اپنے بازو پر باندھکر بغیر اجازت صاحب قران اکبر لشکر سے باہر آیا اور قطع راہ کر کے بار دیگر قصر اخضر مین داخل ہوا اور اک ایوان مین جاکر نظر خواتین سے پوشیدہ رقص ارباب نشاط دیکھنے لگا اسی طرح ہر ایک ایوان مین ناچ دیکھتا ہوا اور گانا سنتا ہوا اُس ایوان مین پہونچا جہان وہ نازنین مطربہ تھی جسنے ابو الحسن کا جسم پکڑا تھا ابو الحسن جوہر نے اول مجمع ارباب نشاط مین آکر کسی مطربہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کسی مطربہ کے رخسار کے بوسے لیے کسی مطربہ کے لب نازک کے بوسے لیے اُس وقت اُس ایوان مین ارباب نشاط کا یہ حال تھا کہ بسبب خوف کے تمام ایوان مین اُچکتی اور بھاگتی پھرتی تھین اور فریاد کرتی تھین بعد ازان ابو الحسن اُس نازنین سے بے اختیار مثل بھوت کے لپٹ گیا اور اس درجہ اُسکے لب کے بوسے لیے کہ وہ لب رنگین جو غیرت لعل تھے اُنکو نیلم کردیا وہ نازنین مطربہ آخر خوف کے باعث سے زمین پر گری اور چلانے لگی اُس نازنین کا زمین پر گرنا تھا کہ حضرت قلزمت مآب یعنی ابو الحسن نے برغبت تمام اچھی طرح بیخوف و خطر اُس سے صحبت کی جسوقت ابو الحسن فارغ ہوا اور اُس نازنین کو چھوڑا بجبر چھوٹنے کے وہ پایجامہ ہاتھ مین لیکر خوف کے سبب سے ننگی بھاگی ابو الحسن یہ دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکے بوسے لینا شروع کیے غرض وہ نازنین ایوان مین ننگی بھاگتی پھرتی تھی اور ابو الحسن اُسکو ستاتا تھا یہ معاملہ اور یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر خواتین ایوان کا کثرت خندہ سے عجب حال تھا ہر ایک عورت خدمت و کثرت خندہ سے فرش پر لوٹتی تھی

جب وہ نازنین مطربہ گھبرا کر کہتی تھی کہ ارے لوگو مجھکو اس بلا سے بچاؤ خواتین ایوان اور زیادہ ہنستی تھین اور پوچھتی
تھین کہ اے عورت سچ کہ تجھکو کیا نظر آتا ہی کون تیرے پیچھے دوڑتا ہی ہمکو تو کوئی شخص نظر نہین آتا ہی وہ کہتی تھی کہ
نہین معلوم کونسی بلا ہی مجھکو خود نظر نہین آتی لیکن مجھسے کوئی چمٹا جاتا ہی ہرچند خراب کر چکا ہی مگر ابھی تک میرا پیچھا
نہین چھوڑتا ہی غرض اس واقعہ سے ایوان مین تہلکہ برپا ہوا کہ تمام خواتین ہر طرف بھاگین اور رفتہ رفتہ اس
واقعہ کی خبر جملہ ایوان مین پہونچی تمام خواتین بیتابانہ دوڑین اور آکر عجب کیفیت دیکھی یعنے دیکھا کہ ایک عورت
پائجامہ ہاتھ مین لیے ہوے ننگی ایوان مین بھاگتی پھرتی ہے کبھی چلاتی ہے کبھی روتی ہے کبھی کہتی ہی ارے دیکھو
کوئی میرے سینہ کو زور سے دباتا ہی جملہ خواتین یہ حال دیکھکر اور یہ تقریر اسکی سُنکے ہنستی تھین اور متعجب اور متحیر ہوکر دیکھتی
تھین مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا ابوالحسن جوہر اپنے کام سے فراغت کرکے اور اُس نازنین مطربہ کو از حد ستا کر اور
ایک ایوان مین چلا گیا اور وہان جاکر ایک مطربہ کو نہایت حسین دیکھکر اُسکو بھی زمین پر گرایا اور اُسکے ساتھ بھی مقاربت
کی اُس ایوان مین بھی خواتین یہ کیفیت دیکھکر متفرق ہوئین جب اس ایوان مین اک شور بلند ہوا اور جملہ خواتین پر
ایوان مین آئین ابوالحسن اک اور ایوان مین جاکر ٹھہرا اور زن مطربہ خوبرو کی جستجو کرنے لگا اتفاقاً ایک نازنین مہ جبین
گل اندام شیرین کلام نظر آئی ابوالحسن اُسکو پسند کرکے قریب اُسکے گیا اور اُسکے سینہ کو بہ نرمی ملا اور چند بوسے لب و
رخسار کے لیے وہ سیمتن اس واقعہ سے متحیر ہوکر چہار جانب دیکھنے لگی کوئی گرد و پیش نظر نہ آیا اس وقت وہ خوبرو خوف
سے بے اختیار بھاگی راہ مین طناب خیمہ سے اُلجھکر گری ابوالحسن نے فی الفور اُسکے بھی پائجامہ کو اُتار کر مجامعت
کرنا شروع کی وہ نازنین چلانے لگی کہ ارے لوگو دوڑو مجھ سے کوئی فعل بد کرتا ہی میری آبرو لیتا ہے خدا کے واسطے
جلد آؤ مجھکو بچاؤ خواتین اُس مطربہ کی آواز دردناک سُنکے دوڑین جاکر دیکھا کہ وہ زن خوبرو برہنہ لیٹی ہی اور اُسکے
اعضا کو بار بار حرکت ہوتی ہی مگر کوئی مرد نظر نہین آتا اسوقت جملہ خواتین اُس زن جمیلہ کی یہ کیفیت دیکھ کے از حد ہنسین
بعض بعض عورتین ہنستے ہنستے گر پڑین اور اکثر عورتون کو کثرت خندہ سے غش آگیا جب ابوالحسن فارغ ہوا اس مہ جبین
کو چھوڑکر علیحدہ ہوا وہ گل اندام بھی ہاتھ مین پائجامہ لیکر ننگی بدحواس ہوکر بھاگی خواتین اُسکے اسطرح بھاگنے پر اور زیادہ ہنسین
غرض ابوالحسن اُس دلآرام سے کام دل حاصل کرکے اور اک ایوان مین گیا المختصر اسی طرح ابوالحسن شام سے تا نصف شب
ہر اک ایوان مین ارباب نشاط سے ہمبستر ہوا اور خواتین کو خوب ہنسایا جملہ ایوان مین اک تہلکہ ڈالدیا لاچار ہوکر خواتین دروازے
ایوان کے بند کرنے لگین زنان پریزاد ہرچند جستجو کرتی تھین مگر ایوان مین کسی مرد کو نپاتی تھین متحیر ہوکر آپس مین کہتی تھین
نہین معلوم کون بلا ہی کہ جملہ ایوان مین اُسنے ایک تہلکہ ڈال رکھا ہی الغرض ابوالحسن بخوبی تمام اپنا انتقام لیکر قصر اخضر
سے باہر آیا اور قصر النیرین کی جانب چلا اس طرف خواتین نے جملہ در ایوان بسبب خوف کے بند کر لیے خواتین عالیجاہ
کو اس واقعہ سے نہایت حیرت تھی خصوصاً نسوان ارباب نشاط تو نہایت ہی متردد و متفکر تھین ناچنا گانا بھول گئی تھین

یلی سے ایک مطربہ خوف کے سبب سے لپٹی ہوئی اپنے جسم پر ہاتھ رکھے ہوے تھین اسواسطے کہ ایسا نہو کہ
ہی شخص نامعلوم آکر مباشرت کرنے لگے ارباب نشاط کی تو خوف سے یہ کیفیت تھی جسطرح کہ بیان کی مگر خواتین عالیقدر بام
س واقعہ مین فکر کرتی تھین اور موافق اپنی عقل کے کہتی تھین یعنے کوئی زن ذیوقار کہتی تھی کہ یہ آسیب تھا کوئی زن
عالیقدر کہتی تھی کہ کسی جن کا گذر ہوا تھا کوئی کہتی تھی مین تو جانتی ہون کہ کوئی دیو تھا کوئی کہتی تھی یہ اک بلاے آسمانی
تھی ملکہ شمسہ تاجدار دمبدم اس حال ہوش رُبا اور واقعہ حیرت افزا کو سُن سُنکے زیر نقاب بے اختیار ہنستی تھی لیکن
نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے غمزۂ شیرین کار سے کہا اے خواہر باتمیز ہمکو تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام
ہی تمھارے ہی شوہر شوخ و شریر کا ہے کیونکہ یہ مجال اور کسی کی نہین کہ قصر اخضر کے اندر آسکے غمزۂ شیرین کار نے
ض کیا حضور اگرچہ وہ مرد عیاری پیشہ ہے اُسکی طرح شوخ سے کچھ عجب نہین کہ یہ امر اُسی سے وقوع مین آیا ہو مگر حضور
انصاف تو کرین کہ اسکی کیا تقصیر ہے اس مطربہ نے کل شب کو اُسکو کیسا پریشان کیا تھا یعنے واسطے اپنے اجراے
مطلب کے آپ ہی اُسکا جسم پکڑ لیا تھا اور سخت پریشان کیا تھا آج اُس مرد قوی نے اچھی طرح اُسکی آتش ہوس آب وصل سے
بجھادی بلکہ اور چند ارباب نشاط کو بھی دولت وصل سے محروم نہ رکھا اور اپنی قوت مردی ارباب نشاط پر ظاہر کر دی
اور ممانعت اُنکو کر دی کہ اب کسی مرد کا مجمع مین جسم نہ پکڑین ملکہ نوبہار اور ملکہ ناطقہ یہ تقریر غمزۂ شیرین کار کی سُنکے خاموش
ہو رہین اور کچھ جواب نہ دیا الغرض ابو الحسن جوہر قطع راہ کر کے قصر النیرین مین پہونچا اور وقت صبح داخل محفل عشرت ہوا
صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے دریافت کیا کہ اے برادر عزیز شب کو تم کہان گئے تھے کیا کیا تماشا دیکھا کچھ
ہمسے بھی بیان کرو اُسوقت ابو الحسن نے تمام کیفیت اپنے جانے کی اور ارباب نشاط سے بوس و کنار کرنے کی مفصل
بزبانی بیان کی صاحب قران والاشان ابو الحسن سے جملہ حال سُنکے از حد ہنسے بعد ازان فرمایا اے برادر
عجب تمنے کار دلیرانہ کیا کہ کسی فرد بشر سے نہو سکتا ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

ہان ہمکو ایک قسم کی شرمندگی تمھاری ذات والا صفات کی وجہ سے خواتین قصر اخضر سے ضرور بالضرور ہوگی القصہ
صاحب قران اکبر نے وہ زمانہ معین جشن بصد خوشی و شادمانی بسر کیا اور وقت کتخدائی قریب آیا۔ اشعار

بسعد ساعت سعد از سپہر مینائی | بصد ہزار شکوہ و ہزار زیبائی
پے سواری صاحبقران عالیقدر | معز الدین شہ اقلیم عالم آرائی
ز کار دسے بود گشت خرم و شاد | ز بسکہ شاہد مقصود گشتہ ہرجائی
بنفشہ خط خوبان ز زلف محبوبان | بباغ عیش کند سنبل و کمیص سائی
ز ہر چراغ فروزان شد آخری فرز | دران زمین شدہ ہر گوشہ چرخ مینائی

الغرض اے عالیوقار و والا تبار ساعت دوم سعد اصغرین کہ شب پنجشنبہ سیزدہم ربیع اولی تھی صاحبقران عالیوقار نے
شان کتخدائی سے مزین کیا یعنی صاحب قران اکبر بلند اقبال کو خلعت فاخرہ جو تمام و کمال جواہر بیش بہا مین غرق تھا

پہنایا اور خنجر یاقوت بابت جبل الصفا زیب کمر کیا اور سمند جہان ہما پر کہ جسکا روئے زمین پر مثل ونظیر نہ تھا سوار کیا اور پشت
پشت سمند مذکور پر وہی زین یاقوت بابت طلسم آراستہ ہوا تھا اور چتر یاقوت سر اقدس صاحب قران پر مثل ہمائے
سعادت اپنی جان سے کے سایہ گستر تھا الغرض اس شان وشوکت سے شہنشاہ جہان صاحب قران کو سوار کیا جملہ سلاطین
عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار و جملہ سردار و امرائے نامدار پوشاک و پیراہن نفیس ومکلف سے آراستہ اور مزین
ہو کر مع سلطان اسمعیل ذیجاہ وحکمائے فلک بارگاہ بسواری مرکبان صبا رفتار و فیلان کوہ وقار ہمراہ یمین ویسار سواری
صاحب قران اکبر ہوئے وجملہ مردمان لشکری بلباس نفیس ہزار در ہزار اسپان ابلق وسرنگ پر سوار صف بستہ آگے
سواری صاحب قران اکبر کے ہوئے راوی کہتا ہے کہ اسقدر جلوس تھا کہ کبھی کسی شہنشاہ روئے زمین کے ہمراہ ہوا
اور کبھی چشم پیر فلک نے ایسا جلوس نہ دیکھا ہوگا کیونکہ جملہ مطیع وفرمانبردار صاحب قران قسم پریزاد و آدم سے ہمرا
رکاب تھے منزلوں تک جلوس ہی جلوس نظر آتا تھا کثرت مردم اس درجہ تھی کہ بار مردم سے پشت گاو زمین خم ہوگئی
قدم ماہی پر کانپتے تھے زمین کو زلزلہ تھا ماہی بھی کثرت بار سے نہایت بیقرار تھی مگر بقدرت خدا یا لاسے آپ قائم تھی
کثرت جلوس وغیرہ سے بنظر حیرت دیکھ رہا تھا آواز نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ سے پردہ گوش ساکنان سموات پھٹے جاتے
تھے اہل آسمان دریچہ ہائے آسمان سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کثرت مردم ہمراہی شاہزادہ ذیوقار دیکھکر باہم متحیر ہوکر
کہتے تھے کہ آج تمامی انس و جن اس کتخدائی میں شریک ہوئے ہیں الغرض جب علمائے عالیوقار بخوبی انتظام کر چکے سواری
صاحب قران بہزار خدم وحشم و بہزار جلوس وتجمل جانب قصر اخضر روانہ ہوئی اثنائے راہ میں زر وجواہر سر صاحب قران اکبر
پر بلشیا نثار کیا جاتا تھا نقیبان خوش آواز ہر قدم پر بولتے جاتے تھے ہزارہا سقے زمین پر گلاب اور کیوڑہ سے چھڑکاؤ کرتے جاتے
تھے گرد وغبار کو بٹھاتے جاتے تھے تمام راہ خوشبو سے معطر تھی مردمان ہمراہی کے دماغ خوشبو سے معطر ہوتے تھے ہوائے
کثرت خوشبو سے ایسی عطر بار ہوگئی تھی کہ اترائی ہوئی چلتی تھی اور رشک نسیم بہار ہوگئی تھی مرغان خوش الحان اور بلبلان
خوش تقریر کو اسوقت ہوائے معطر پر دھوکا نسیم بہار کا ہوتا تھا ہزارہا منازل تک روشنی سے فرش نور زمین پر بچھا ہوا
ہر ایک گلاس روشنی [illegible] انجم فلک سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک کنول ضیا میں مشعل ماہ سے گوئے سبقت لیگیا تھا پیر فلک
روشنی چراغان [illegible] سواتر نثار کرتا تھا اسوقت اگر حضرت موسی علیہ السلام ہوتے اور اس روشنی کو ملاحظہ فرماتے عجب
نہیں کہ انکو خیال جلوہ طور کا آجاتا اثنائے راہ میں برابر آتشبازی چھوٹتی تھی کہ کبھی کسی نے زیر قلعہ گردون سوائے اس کے
ویسی آتشبازی نہ دیکھی ہوگی جسوقت گولہ چھوٹتا تھا قلعہ گردون ہل جاتا تھا شہر فلک دہل جاتا تھا ملائک کانون پر ہاتھ رکھے
تھے طبقات آسمان لرز جاتے تھے باروت اسکی ایسی تحفہ اور نایاب تھی کہ بجلی بھی تڑپ کر بخیال جل جانے کے گولہ کے سامنے
بھاگتی تھی آتشبازان نے باروت کی اشیا میں خوشبو مثل مشک وعنبر وغیرہ جو ملائی تھی اسکے دھوئیں میں ایسی خوشبو تھی
دماغ مردم کے معطر ہوتے تھے اور جب مہتاب چھوٹتی تھی اسوقت روئے ماہ غیرت سے فق ہوجاتا تھا زمین سے تا آسمان

نورہی نور ہوجاتا تھا جب چرخیان آتشبازی کی رنگ برنگ چھوٹتی تھین جسے چرخ دیکھکر حیرت سے دنگ ہوجاتا تھا علاوہ آتشبازی اور روشنی مذکور کے حکیم عبقرطوس نے زیادہ تر یہ تکلف کیا تھا کہ شجرۃ القرطاس اور اشجار جواہر طلسمی سے ہر ایک منزل مین ایک گلشن ایسا تازہ و تر بنایا تھا کہ جسکو دیکھکر روح کو تازگی حاصل ہوتی تھی دن کو گلشن سبز و شاداب نظر آتا تھا اور شب کو گلشن مذکور مین خود بخود روشنی ہوتی تھی ہر برگ و بار اشجار جواہر کا پر نور ہوجاتا تھا شاخ سے گلہاے نور ظاہر ہوتے تھے اور جانب آسمان بلند ہوکر پھر جانب زمین آکر سر صاحب قران اکبر پر نثار ہوتے تھے اسی طرح شجرۃ القرطاس سے ہر ایک منزل مین گلہاے بوقلمون پیدا ہوکر سوے فلک جاتے تھے اور سمت زمین آکر فرق صاحب قران ذیشان پر تصدق ہوتے تھے القصہ جب شب دوم سواری صاحب قران بلند اقبال بفضل ذوالجلال منزل پر پہونچی اُسوقت عالیجناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت نے شجرۃ القرطاس کو ایک علیحدہ مقام نادر مین نصب کیا اور حکیم ابو المحاسن سے فرمایا کہ اس شجر کے گرد قنات کھڑی کرکے روشن کرو اور وقت روشن کرنے کے چشم بند کرلینا کیونکہ اس شجر کے روشن کرنے کی یہی ترکیب ہے چنانچہ ابو المحاسن نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت شجر مذکور کو ایک جاے نفیس مین اشجار سے جدا نصب کیا بعدہ شجرۃ القرطاس کے طبقہ اول مین کنول روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجرۃ القرطاس صورت سرو چراغان نظر آنے لگا پھر بعد ایک ساعت کے اُس شجر مین ایک ثمر خوش قطع بصورت قندیل آیا اور فی الفور شق ہوگیا اور ایک بقعۂ نور اُس سے ظاہر ہوا اور جانب فلک گیا اور بلند مثل آفتاب کے ہوکر مقابل شجرۃ القرطاس قائم ہوا جب ضیا اُسکی زمین پر پھیلی دامن کوہ و دشت دور دور تک منور اور روشن ایسا ہوگیا کہ کبھی عکس آفتاب سے بھی ایسا پر نور نہوا ہوگا اور اس درجہ ضیا بار ہوے کہ اس بقعۂ نور مین اشیاے عجائب و غرائب مردمان اہل بصر کو نظر آئے یعنی کسی شخص نے دیکھا کہ درمیان اُس بقعہ نور کے ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا گلہاے رنگین بےمثل و نظیر شگفتہ ہین مرغان خوش رو شاخہاے درختان عدیم المثال پر بیٹھے ہین کسی آدمی نے جو دیکھا اُسکی نظر مین باہین بقعۂ نور باغ شگفتہ ثابت ہوا کسی ناظر نے مرغزار ملاحظہ کیا غرض ہر ایک شخص کو جدا جدا کیفیت اُس بقعۂ نور مین نظر آتی تھی اور وجہ اُسکی یہ تھی کہ جو شخص کواکب سبعہ سے جس کوکب کی ساعت مین پیدا ہوا تھا مطابق منسوبات اُسی کوکب کے برنگ موافق کیفیت اُسکو نظر آتی تھی پس ہر ایک دیکھنے والے نے اپنے طالع کے موافق بالوان مختلف عجائبات اُسمین دیکھے بعد دو تین ساعت کے وہ آفتاب یعنے بقعۂ نور رفتہ رفتہ کم ہوکر معدوم ہوگیا اسی طرح پھر شجر مسطور مین ایک ثمر ظاہر ہوا آنا فاناً بڑھنا شروع ہوا اور مانند قندیل کے بڑھکر درمیان سے شق اور شگفتہ ہوا اور ایک آفتاب نور اس سے ظاہر ہوکر جانب فلک گیا اور بخوبی بلند ہوکر قیام پذیر ہوا اور بصورت ماہ کامل متشکل ہوا اور بدستور مذکور اُس سے روشنی بکثرت پیدا ہوئی اور ناظرین کو انواع و اقسام کی کیفیت نظر آنے لگی جسنے جو تماشا دیکھا نہایت خوش ہوا اور متحیر ہوا شاہزادۂ ذیوقار صاحب قران نامدار نے بھی جو یہ کیفیت ملاحظہ کی قدرت خداوند عالم

کی تعریف و توصیف کرنے لگے یعنی پروردگار عالم نے اپنے بندون کو کیا کیا عقل و فراست دی جسکی وجہ سے اُنھون نے ایسی ایسی صناعی کی کہ عقل دیکھکر دنگ ہی۔ بعد حمد و ثناے الٰہی کے صاحب قران اکبر نے حکماے مرحوم و مغفور یعنی حکیم آغازیمون معری و حکیم اقریطوس الٰہی و حکیم وانیطوس الٰہی کی ارواح کو ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ بخشا بعد تھوڑی دیر کے وہ بدر منور بھی بدستور مرقوم رفتہ رفتہ کم ہوکر نابود ہوگیا اور وہ شجرۃ القرطاس اپنی حالت اصلی پر نظر آنے لگا۔ یعنی فقط کاغذ رہگیا صاحب قران ذیجاہ بعد دیکھنے کیفیت شجرۃ القرطاس کے بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امراے عالیوقار و دیگر صاحبان عزت بھی داخل بارگاہ مذکور ہوے محفل عشرت آراستہ ہوئی ساقیان مہروشیشہا شراب ناب اور جامہاے بلور لیکر حاضر ہوے اور بناز و ادا شراب پلانے لگے اسی اثنا مین ارباب نشاط بھی حاضر ہوے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے بعد رقص یہ غزل شروع کی

غزل

ساقیا بادۂ شراب بیار یکدو ساغر شراب ناب بیار
آفتاب است وماہ و بادہ وجام درمیان مہ آفتاب بیار
غم دوران کہ رفتہ است ز دست نغمۂ بربط ورباب بیار
داروے درد عشق یعنی می کوست درمان شیخ وشاب بیار
میکند عقل سرکشی تمام گردنش گرزنی طناب بیار
غلغل قمری ار نماند ز دست قلقل شیشۂ شراب بیار

جسوقت یہ غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز و ادا تیش صاحب قران اکبر گائی جملہ ارباب بزم مسرور ہوے بعد دیکھنے رقص کے اور شغل شرابخواری کے صاحب قران اکبر نے بموجب کہنے عظیمون جنی کے ایک مرتبہ شجرۃ القرطاس کو سامنے آفتاب کے نصب کیا اسدم بھی شجر مسطور سے عجب عجب کیفیت ظاہر ہوئی یعنی جسطرح کہ شب کو اُس شجر سے بقعہ نور نکلکر بلند ہوتا اور اُسمین ناظرین کو باغ اور گلشن نظر آتا تھا اُسی طرح بغیر بقعہ نور کے نکلنے کے اُس شجر مین ایسے عجیب و غریب تماشے دیکھے کہ دیکھنے والے متحیر ہوے غرضکہ صاحب قران اکبر نے تمام روز شغل میکشی اور رقص دیکھنے اور نغمہ خوبرویان سننے مین بسر کیا جسوقت شاہ خاور گرم رفتار مغرب مین گیا اور شاہ انجم سپاہ بصد عز و جاہ برآمد ہوکر تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا حکماے ذیوقار و عالی تبار نے بدستور مرقوم صاحب قران اکبر کو سوار کیا اور جملہ سلاطین عالیقدر و رفقا و امراے ذی رتبہ بھی سوار ہوے مردمان لشکری آراستہ ہوکر صف بستہ ہوے جب بخوبی تمام انتظام حکماے عالیقدر کر چکے اُسوقت صاحب قران اکبر اُسی طرح روانہ ہوے اثناے راہ مین کیفیت اور سیر آتشبازی دیکھتے ہوے بصد راحت و آرام وقت شام منزل دیگر پر پہونچے وہان جملہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود تھے صاحب قران اکبر اسپ پری پیکر سے اُترکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے سلطان اسمعیل و دیگر سلاطین و امرا وغیرہ صاحبان عالی مرتبہ بھی بارگاہ مذکور مین آئے اور موافق اپنے اپنے رتبہ اور لیاقت کے مقامات پر بیٹھے مردمان لشکری بھی ہزار ہا خیمون مین بصد آرام و راحت فروکش ہوے اُسوقت حکیم ابو المحاسن نے شجرۃ القرطاس کو طبقۂ دوم مین موافق دستور روشن کیا پھر اُسی طرح انواع و اقسام کے عجائب ظاہر ہوے ہر ایک شخص دیکھکر از حد مسرور ہو

صاحب قران اکبر بعد دیکھنے کیفیت شجر قرطاس اور اکل و شرب کے بزم عشرت مین تشریف لائے نازنینان خورشید رو وعنبرین مو بادۂ لاجواب اور ساغر نایاب لیکر حاضر ہوئین اور اپنے دست نازک و رنگین سے شراب جامہاے بے تکلف این بھر بھر کے اہل بزم کو بناز و ادا دینے لگین بعد شغل شرابخواری ارباب نشاط لصد انبساط بزم مین حاضر ہوکر پیش صاحبقران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگے نازنینان مذکور سے ایک مطربہ خوش رو خوش گلو نے یہ غزل بہ لحن داؤدی شروع کی ؎

ای صبا نکہت از خاک در یار بیار	ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار	تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام	شمۂ از نفحات نفس یار بیار
روزگاریست کہ دل چہرۂ مقصود ندید	ساقیا آن قدح آئینہ کردار بیار	خامی و سادہ دلی شیوۂ جانبازان نیست	خبرے از بر آن دلبر عیار بیار
	دلق حافظ بچہ ارزد بمیش رنگین کن	وانگہش مست و خراب از سر بازار بیار	

جسوقت یہ غزل مطربہ مذکور نے بناز و انداز دلبری روبرو ے صاحب قران ذیشان گائی ہر اک اہل بزم سے خوش ہوا لیکن نوجوانون کا تو یہ حال ہوا کہ اپنی اپنی معشوقہ او مطلوبہ کو یاد کرکے آہ سرد بھرنے لگے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے صدمۂ فرقت اٹھانے لگے عالم تصور و خیال مین اپنی اپنی معشوقہ و مطلوبہ سے شکوہ و شکایت جور و جفا کرنے لگے غرضکہ بہزار دشواری دل مضطر کو تسکین دے کر جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوے اور تمام شب اسی طرح بسر کی جب صبح ہوئی اور آفتاب نمایان ہوا حوائج ضروریہ سے ہر ایک شخص نے فراغت حاصل کرکے پھر بادہ خواری اور نغمہ خوبرویان سے حظ وافر اٹھایا جسوقت آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع انجم فلک پر ہویدا ہوا حکماے نامدار نے اسی طرح صاحبقران اکبر کو مرکب باد رفتار پر سوار کیا اور انتظام سواری بھی بخوبی کیا جب کل انتظام ہوچکا اسوقت بہزار شوکت و شان اور بہزار جلوس و تجمل سواری شاہزادۂ ذوالوقار صاحب قران کی آگے بڑھی نقیبون نے صداے دورباش بلند کی سقے سبے آب راہ مین کیوڑہ اور گلاب سے چھڑکاو کرنے لگے گرد و غبار کو بٹھلانے لگے صاحب قران اکبر راہ مین انواع و اقسام کے تماشے دیکھتے ہوے اور دو جانب سیر روشنی کی کرتے ہوے اور کیفیت آتشبازی کی ملاحظہ فرماتے ہوے بصد مسرت و شادمانی منزل سوم پر پہونچے حکیم ابو المحاسن نے فی الفور شجرۃ القرطاس کے طبقۂ سوم کو موافق قاعدہ روشن کیا بعد ایک ساعت کے اُس شجر مین پھل آیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ بدستور مرقوم مانند ماہ کامل مدور ہوکر شگافتہ ہوا اور اُس سے ایک لقعۂ نور نکلکر جانب چرخ بلند ہوکر قائم ہوا اور ناظرین کو اُس نور مین عجب عجب کیفیت نظر آنے لگی صاحب قران اکبر بھی تماشاے شجرۃ القرطاس دیکھکر نہایت خوش ہوے بعد ازان داخل بارگاہ رشک خیمۂ گردون ہوے بزم طرب آراستہ ہوئی ساقیان خوبرو و مطربان خوش گلو حاضر ہوے ساقیان خوش تقریر بادۂ بے نظیر صاحبان بزم کو پلانے لگے مطربان خوش آواز گانے لگے اہل بزم لطف بیحد اُٹھانے لگے اسی طرح جملہ خیام مین جہان جہان مردمان لشکری فروکش تھے وہان بھی ساقیان گلرو ہزار ہزار جام و شیشہ شراب لیے ہوے متواتر شراب پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز گاتے تھے ہر ایک لشکری شراب پی کر اور نغمۂ مطرب سُنکے حظ وافر اٹھاتا تھا اور وقت گرسنگی

غذا یہ لطیف کھانا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے وہ باقیماندہ شب بصد عیش و عشرت بسر کی اور روز بھی بہزار خوشی و مسرت بسر کیا جب شام ہوئی بدستور مذکور حکماے عالی صفات نے صاحب قران اکبر کو اسی طرح اسپ خوش رفتار پر سوار کیا اور کل جلوس وغیرہ کا انتظام معقول کیا بعدہ سواری صاحب قران اکبر بعد کر و فر جانب قصر اخضر روانہ ہوئی حکماے عالیمقدار نے جو جو باغ پر بہار نادر روزگار اثناے راہ مین جا بجا اپنی حکمت سے بنائے تھے صاحبقران اکبر ان باغون کی سیر کرتے ہوے اور روشنی چراغان دیکھتے ہوے اور آتشبازی رنگین و نایاب سے لطف بیحد اور حظ وافر اٹھاتے ہوے بعد راحت و آرام اور بخوشی تمام منزل چہارم پر پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ طبقۂ چہارم شجرۃ القرطاس روشن ہی بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ شجر مین ثمر آیا اور وہ ثمر کلان ہوکر شق ہوا اور اس سے ایک نور نمایان ہوکر سوے فلک گیا اور ہوا پر معلق قائم ہوا تمام کوہ و صحرا اسکی ضیا سے روشن ہوگئے بعد ازان اس نور سے ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر صدہا پریزادان بمثل و بینظیر رقص و نغمہ کرتی تھین دو ساعت تک تخت مذکور پر پریزادان مسطور نے رقص و نغمہ کیا بعدہ وہ تخت نظر سے مخفی ہوگیا صاحب قران اکبر یہ کیفیت دیکھکر بارگاہ مین تشریف لائے اور شب کو نغمۂ خوبان سنا کیے اور بادۂ بیمثال پیا کیے جب صبح ہوئی ایک مطربہ نہایت خوبرو خوش گلو گم سن قاتل جوانان دشمن ہوش صاحب قران اکبر حاضر ہوئی اور بناز و ادا یہ غزل اسنے شروع کی غزل

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را	بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را	بدم گفتی و خرسندم عفا اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را	من از آن حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را	

جسوقت یہ غزل اس خوبرو نے تمام کی اور بزم سے جانے لگی تو جوانان بزم کا عجب حال ہوا کہ بیتاب ہوگئے اور چاہا کہ اس نازنین کو محفل سے نہ جانے دین مگر بلحاظ صاحب قران اکبر کچھ کہہ نہ سکے وہ نازنین اپنے جاے قیام پر چلی گئی بعد جانے اس نازنین کے اور نازنینان خوبرو محفل عشرت مین آکر رقص و نغمہ کرنے لگین اسی طرح تمام دن صدہا مطربان بیمثال کا نغمہ سنا جب آفتاب نہان ہوا اور آمد ماہ منیر فلک پر ہوئی حکماے عالی تبار نے موافق دستور انتظام سواری کیا اور صاحب قران اکبر کو مرکب بینظیر پر سوار کیا بعدہ اسی شان و شوکت سے سواری صاحب قران منزل چہارم سے روانہ ہوئی راہ مین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک باغ پر بہار ہی نہایت سبز و شاداب ہی گلہاے رنگارنگ اسمین شگفتہ ہین بلبلین نغمہ سرا ہین جملہ درخت سبز و شاداب ہین مطابق اس مثنوی کے۔ مثنوی

درختان نادیدہ روے خزان	ہمہ چون الہہاے سرو جوان	ز نقل ثمر بید آن سرزمین	پے سجدۂ شکر سر بر زمین
گل چلیتہ گرد نہال از شمال	چو پروانہ بر شمع افشاندہ بال	بشاخ انبہ بر برگ غلطان ثمار	چو طوطی پرے در قفس کردہ باز
نہالش چنان دلکش و دلربا	کہ و سینہ بر سنگ کوبد ہوا	ترو تازگی آنچنان بستہ آب	کہ لغزید در سایہ اش آفتاب

بدر رفتہ چنپا زابروے برگ
اگر شام وگر چاشت از حرمی

ہم افتادہ بر پشت و بر روی برگ
ہوا صبحی و سبز باشبنمی

بہر سوز دہقانی صبحدم
سراپاے طوطی بمنقار خویش

خیابان خیابان ہواے ارم
کہ میخواہد از سبزہ پرہاے خویش

صاحب قران اکبر اُس باغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اُسکی سیر سے از حد دل کو فرحت ہوئی الغرض صاحبقران اکبر کیفیت روشنی اور آتشبازی وغیرہ کی دیکھتے ہوے منزل پنجم پر پہونچے وہان بھی علاوہ بارگاہ فلک فرسا کے ہزارہا خیمے استادہ تھے اور جملہ سامان عیش وعشرت موجود تھے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ حکیم ابو المحاسن نے بعجلت تمام ایک مقام پر طبقۂ پنجم شجرۃ القرطاس روشن کیا بعد ایک ساعت کے شجر مذکور مین ثمر تازہ آیا اور فی الفور بڑھکر بدستور مذکور شق ہوا اور اُس سے ایک نور ظاہر ہوکر جانب سپہر گیا اور بہت بلند ہوکر ہوا پر معلق قائم ہوا اور اُسکی روشنی سے زمین پر دور دور تک فرش نور بچھ گیا بعد ازان اُس نور سے ایک گروہ سپاہیان جنگجو نکلا اور باہم دو ساعت تک شمشیر زنی مین مصروف رہا بعد اُسکے وہ نور اور وہ گروہ جوانان جنگجو غائب ہوگیا صاحب قران اکبر بعد دیکھنے کیفیت مذکور کے بارگاہ معلی مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیو قار و امراے نامدار بھی بارگاہ مین آئے نازنینان پریزاد شیشۂ مل اور جامہاے بلور لیکر حاضر ہوئین اور جملہ صاحبان بارگاہ کو شراب نفیس و نایاب پلانے لگین جسوقت نازنینان مذکور نے شراب پلانے سے فرصت پائی ارباب نشاط بعد بساط بزم عشرت مین حاضر ہوے اور نغمۂ مرغوب دلکش سے خوش کرنے لگے وقت سحر ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے روبروے صاحب قران اکبر حاضر ہوکر یہ غزل شروع کی

غزل

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود
طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید
زلف ہندوے تو گفتم کہ دگر رہ نزند

حلقۂ مہر بتان مہر و نشانست کہ بود
ہمچنان در عمل معدن کانست کہ بود
سالہا رفت و دگر بر سر آنست کہ بود

از صبا پرس کہ مارا ہمہ شب تا دم صبح
برنگ خون دل ما را کہ نہان کرد خطلت
حافظا باز نما قصہ خونابہ چشم

بوے زلف تو ہمان مونس جانست کہ بود
ہمچنان در لب لعل تو عیانست کہ بود
کہ درین چشمہ ہمان آب روانست کہ بود

صاحب قران اکبر و دیگر صاحبان بزم غزل مسطور مطربہ مذکور سے سُنکے نہایت خوش ہوے اسی طرح تمام دن رقص دیکھنے اور نغمہاے دلکش سننے مین گذرا جب خسرو خاور خبر آمد شاہ انجم سپاہ سُنکے جانب مغرب لرزان و ترسان گریزان ہوکر روپوش ہوا اور سلطان انجم سپاہ نے تخت زبر جد فلک پر آکر جلوس کیا یعنی آفتاب غروب ہوا شام ہوئی ماہتاب نکلا پھر حکماے عالیوقار و نامدار نے اسی طرح کل انتظام کیا اور صاحب قران اکبر کو اُسی طور سے سمند جہان پیمان پر سوار کیا جملہ سلاطین و امرا بھی فیلان کوہ پیکر اور اسپان تیز رو پر سوار ہوے نقارہ و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی سواری صاحب قران اکبر بعد جلوس و تجمل مذکور روانہ ہوئی مابین راہ صاحب قران اکبر کیفیت روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرماتے ہوے اور لطف بیلے انتہا اُٹھاتے ہوے منزل ششم پر پہونچے حکیم ابو المحاسن نے بدستور مذکور شجرۃ القرطاس کے طبقۂ ششم کو روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجر مذکور مین ثمر آیا اور جلد تر بڑھکر شق ہوا اور اُسمین سے

ایک نور نکل کر سوے فلک گیا اور ہوا پر قائم ہوا اُسکی روشنی سے تمام دشت ودر پر نور ہو گئے بعد ایک ساعت کے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ اُس نور سے ایک جماعت علما و فضلا ظاہر ہوئی شکلین اور صورتین اُنکی نور کی تھیں پیشانیون پر آثار سجود ظاہر تھے ہر ایک عالم و فاضل کے ہاتھ مین تسبیح خاک شفا تھی اور سر پر عمامہ بر مین قبا پانون مین کفش ایک ہاتھ مین عصاے بادام تلخ لب پر ذکر خدا غرض اُس نور سے اسطرح نمایان ہو کر فرش پر بیٹھے اور باہم مسائل دینیہ مین گفتگو اور مباحثہ کرنے لگے بعد دو ساعت کے وہ نور اور اُن علما و فضلا کا نام و نشان بھی نہ رہا صاحب قران یہ کیفیت دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حکماے متقدمین کی صنعت اور عقل کی تعریف کی بعد اسکے صاحب قران بارگاہ معلے مین تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ بارگاہ کرسی اور دنگل اور تخت اور فرش اطلس و زربفت سے مثل عروس شب اول آراستہ ہے بعد ملاحظہ فرمانے آراستگی بارگاہ معلے کے تخت پر جلوہ فرما ہوے جملہ سلاطین ذیوقار امراے نامدار عالی قدر مراتب تخت و کرسی پر بیٹھے نازنینان خوبرو عنبرین مو جام و شیشہ شراب ناب لیکر حاضر ہوئین اور بصد ناز و ادا صاحب قران اکبر و جملہ صاحبان بارگاہ کو اپنے دست حنائی سے جام شراب دینے لگین بعد میکشی ارباب نشاط حاضر ہوے اور صاحب قران ذیجاہ سیر رقص و نغمہ کرنے لگے ایک نازنین ہمتمثال خورشید جمال



نے یہ غزل شروع کی — غزل

خیال روی تو در ہر طریق ہمرہ ماست اگر بزلف درازی تو دست ما نرسد	نسیم موی تو پیوند جان آگہ ماست گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست بصورت از نظر ما اگرچہ محجوبست	بہ بین بسیب زنخدان تو چہ میگوید بحاجب در خلوت سرای خاص بگو ہمیشہ در نظر خاطر مراقبہ ماست	ہزار یوسف مصری فتادہ در چہ ماست فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست

جسوقت صاحب قران گردون سریر نے یہ غزل اُس مطربہ بے نظیر سے سُنی نہایت خوش ہوے اور جملہ ارباب بارگاہ بھی

مسرور ہوے اسی طرح ترانہ دلکش سنتے مین اور رقص نازنینان خوبرو دیکھنے مین شب و روز صاحبقران اکبر نے بسر کیا جب آفتاب غروب ہوا اور ماہ منور فلک پر ظاہر ہوا حکماے عالی منزلت و اہلکاران والا منزلت نے اُس شب کو ازحد انتظام جلوس وغیرہ کیا اور بدستور صاحبقران اکبر کو سب جہان پیما پر سوار کیا جملہ سلاطین ذوی الاقتدار و شاہزادگان عالیوقار و امراے نامدار و سرداران تہور شعار بھی فیلان کوہ وقار و مرکبان صبا رفتار پر سوار ہوے صداے نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ بلند ہوئی زمین باجون کی آواز سے لرزنے لگی صداے نقارہ و دہل گردون پر جانے لگی پیر فلک متحیر ہو گیا دیکھنے لگا درہاے فلک سے فرشتے اس برات کا نظارہ کرنے لگے سواری صاحبقران اکبر روانہ ہوئی صاحبقران گیتی ستان اثناے راہ مین تماشا روشنی اور آتشبازی کا دیکھتے ہوے منزل ہفتم پر پہونچے منزل محاذی قصر اخضر تھی اور خاص صاحبقران گردون سریر کشورگیر کے نزول اجلال کے لیے صفہ ہاے نہ گانہ و خیام مرفوعات نے مقرر ہوے تھے اور دامن جبل اعلے مین کئی فرسخ تک خیام زربفتی و مخمل کاشانی استادہ کیے گئے تھے او خیام مسطور اس درجہ بلند تھے کہ قبہ خیمہ فلک سے دعوی ہمسری رکھتے تھے اور جبل اعلے کو ملازمان بدر ملکہ شمسہ تاجدار نے سراپا ایسا سامان روشنی سے آراستہ کیا تھا کہ اگر اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو جبل اعلے کو روشنی چراغان سے پرنور دیکھکر کوہ طور کو ضرور یاد فرماتے کیونکہ ملازمان بدر ملکہ شمسۂ تاجدار نے جبل اعلے مین قنادیل و قمقمہ زرین و فانوس و کنول و گلاس وغیرہ اسدرجہ آویزان اور روشن کیے تھے کہ اُنکا شمار کسی بشر سے ممکن نہ تھا کثرت اُنکی مانند کواکب افلاک کے تھی ساکنان شہر فردوس ہزار در ہزار واسطے دیکھنے سواری صاحبقران گردون سریر آفاقگیر کے جمع ہوے تھے اور خوش ہوکر چار جانب سے گلہاے رنگارنگ و بوقلمون مانند نسرین دسمن سر نوشاہ و کجکلاہ فلک بارگاہ پر نثار کرتے تھے شاہزادہ ذیوقار یعنی صاحبقران نامدار موافق دستور ایکجا اسپ جہان پیمان کو روکے ہوے منتظر تھے کہ طبقہ ہفتمین شجرۃ القرطاس کا روشن ہو تا کہ کیفیت اُسکی دیکھین لیکن ادھر مردمان شہر فردوس گلہاے خوشبو سر پر نثار کرتے تھے ادھر بالاے قصر اخضر سے خواتین ذیوقار سواری صاحبقران نامدار کو بصد اشتیاق و بہزار شوق دیکھتی تھین ناگاہ حکیم عالی منزلت و الامرتبت قسطاس الحکمت صاحبقران اکبر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ای شاہزادہ بلند اقبال صاحب شوکت و جلال آپ اسجگہ توقف نہ فرمائین خیمہ نہم مرفوعات مین تشریف لیجائین کیونکہ وہی خیمہ فلک فرسا آپ کے قیام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اُسی خیمہ مین شجرۃ القرطاس کی کیفیت بھی ملاحظہ کیجئے گا اور موافق احکام روزنامچۂ بزرگ تین روز تک خیام مرفوعات کے صفہ نہم اور خیمہ نہم مین تشریف رکھیے گا اور چوتھی شب کو بوقت معین و لساعت مقررہ بالاے جبل تشریف لیجائیے گا اور ملکہ ملک خوبی و کشور محبوبی کو اپنے عقد مین لائیے گا شب عقد شجرۃ القرطاس روشن کیا جائیگا کیا آپ کو یاد نہین ہے کہ عظیمون جنی نے وقت رخصت اس ذلیل سے کہا تھا کہ شب ہفتم شجرۃ القرطاس کے کل طبقات کو تم اپنے ہاتھ سے روشن کرنا اور قدرت خالق لیل و نہار

جو اس شجر سراپا بہار سے آشکار ہوگی دیکھنا لہذا اب۔ آپ خیام مرفوعات مین جائین اور محفل عشرت آراستہ فرمائین صاحبقران
نامدار موافق ارشاد اُستاد ذیوقار خیمۂ نہم مین تشریف لائے اور جمیع سلاطین ذیوقار و امراے عالی تبار و سرداران تہور شعار
خیام مرفوعات مین قیام پذیر ہوے اور مردان لشکری دیگر خیام مین فردکش ہوے نازنینان خورشید جمال جو آگاہی علم
موسیقی مین بیمثال تھین پیش صاحب قران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اسی طرح ہزارہا
مقامات پر بزم علیش و عشرت آراستہ ہوئی ہرکہ ومہ کے روبرو ارباب نشاط گانے لگے علاوہ اسکے سامان مہمانی و دعوت
ابو عامر پدر ملکہ شمسۂ تاجدار کی جانب سے موجود تھا لیکن یہ مہمانی و دعوت بعد نکاح ہفت روز تک جملہ سلاطین ذیوقار
و شاہزادگان نامدار و امراے عالی تبار و جمیع مردان لشکری کے لیے معین ہوئی تھی اور جملہ فواکہ و اشیاے ضروریہ
موجود و مہیا تھے المختصر صاحب قران فلک بارگاہ خیمۂ نہم مرفوعات مین تخت پر رونق افزا ہوکر بخوبی تمام رقص پریزادان
دیکھا کیے اور نغمہ دلکش سنا کیے اور جام شراب متواتر پیا کیے شب ہفتم حکیم عالی منزلت یعنی قسطاس الحکمت و پادری
ایدروس صاحب قران عالیوقار کے پاس تشریف لائے اور بعد تہنیت حکیم قسطاس الحکمت نے طبقات ہفتگانہ
شجرۃ القرطاس کو اپنے ہاتھ سے روشن کیا اور آنکھ بند کیے ہوے قنات سے باہر آئے بعد دو ساعت کے وہ قنات
کہ جسمین شجرۃ القرطاس کو حکیم قسطاس الحکمت نے روشن کیا تھا مردمان کارگذار نے گرد و پیش شجرۃ القرطاس سے
ہٹا دی اُس وقت ہزار در ہزار بلکہ بیشمار مردمان تماشائی فراہم تھے جس دم طبقات ہفتگانہ شجرۃ القرطاس روشن ہوچکے
اور قنات اُسکے گرد سے علیحدہ کردی گئی صاحب قران اکبر و جملہ خاص و عام نے دیکھا کہ لمحہ بلمحہ اُسی طرح سے کیفیت اولین
نظر آنے لگی یعنی پہلی ساعت مین اول شجر مین پھل آیا اور بڑھکر درمیان سے شق ہوا بعدہ ایک آفتاب ظاہر ہوا اور وہی
کیفیت مرقومہ نظر آئی بعد اسکے ایک اُس درخت مین اور ثمر آیا اور آناً فاناً بڑھنے لگا یہانتک کہ حسب دستور کلان ہوکر
خود بخود شق ہوا اور اسمین سے ایک نور بصورت بدر نکلکر بدستور بلند ہوا اور اُس بدر مین عجیب و غریب کیفیت گذشتہ
نظر آنے لگی الحاصل جب ساعت ہفتم آئی اُسوقت شجرۃ القرطاس کا ہر ایک برگ مانند مہر و ماہ تابان اور درخشان ہوگیا اور
ہر ایک شاخ پر اُس شجر کے ایک طائر خرد خوش رنگ و خوش الحان بیٹھا ہوا صاحب قران اکبر کو نظر آیا اور
شاخ کلان پر شجرۃ القرطاس کے ایک طائر کلان نہایت خوبصورت و خوش قطع بیٹھا ہوا الفصاحت و بلاغت ذکر خداوند
عالم و عالمیان کرتا ہوا دکھائی دیا طائران خرد گرد اُس طائر کلان کے بیٹھے ہوے حمد و ثناے الٰہی کرتے تھے کبھی وہ
طائر کلان خاص و عام کی جانب مخاطب ہوکر پند و نصائح کرتا تھا اور کبھی اشعار عبرت آمیز پڑھتا تھا اور کبھی کل من علیہا
فان کی تلاوت کرتا تھا اور مردم کو بے ثباتی دنیا اور مرگ سے اطلاع دیتا تھا کبھی خاص و عام کو غضب الٰہی سے ڈراتا تھا
صاحب قران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ اُس طائر کلان نے بعد پند و نصائح وغیرہ کے جملہ خاص و عام کی طرف متوجہ ہوکر بآواز
بلند کہا کہ اے مردمان اگر تم مین سے کسی شخص کی کوئی چیز کسی طرح سے گم ہوگئی ہو اور اسکا نشان اور پتہ نہ ملتا ہو

تو اسوقت مجھ سے اُس گم شدہ شی کا سوال کرو یہ مشت پر بقدرت رب اکبر اُس شی کا نشان بتا دیگا اور اُسکی کما حقہ
کیفیت سے اطلاع دیگا یہ کہکر وہ طائر کلان خاموش ہوا ہرچند اُسوقت ہزار در ہزار بلکہ بیشمار خاص و عام کا مجمع تھا مگر کوئی
شخص بجز ابو المکارم کے ملول و حزین اہل حاجت نہ تھا جو اُس مرغ خوش الحان سے سوال کرتا کیونکہ ہر ایک شخص
بعنایت و الطاف صاحب قران اکبر اپنی اپنی مراد دلی پا چکا تھا اور مدعاے دل حاصل کر چکا تھا لیکن ابو المکارم
نے جبسے دولت اولاد کھوئی تھی اُس زمانہ سے ہمیشہ رنجیدہ اور ملول رہتا تھا اور غم فرقت فرزند مین زار زار روتا
تھا ہرچند کہ جشن عقد صاحب قران اکبر وہ جشن ہمایون تھا کہ ہر ایک خرد و کلان نے اپنی اپنی مراد پائی تھی اور
کثرت مسرت سے شادان و فرحان تھا مگر نظر ابو المکارم مین ایام جشن صاحب قران اکبر بدتر از شب تیرہ و تار تھے
اسکو ذرا بھی خوشی نہ تھی سواے اشکباری اور نالہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہ تھا ہرچند قبل اسکے ابو المکارم نے
اپنے فرزند غرق شدہ کے باب مین اکثر فقرا سے دریافت کیا اور کبھی نجومیون اور رمالون سے پوچھا مگر کسی نے خبر صحیح
نہ بیان کی اور حال خیریت مآل اُسکے فرزند دلبند کا اچھی طرح نہ کہا ایک روز حالت بیتابی و بیقراری مین ابو المکارم نے اپنے
فرزند کے مقدمہ مین حکیم قسطاس الحکمت سے بھی سوال کیا تھا اور حکیم صاحب موصوف نے مکاشفہ مین ملاحظہ فرمایا تھا
لیکن مصداق کل شئے مرہون باوقاتہا کے مفصل حال حکیم صاحب بھی نہ بتا سکے علاوہ اسکے صاحب قران اکبر
نے واسطے جستجوے فرزند ابو المکارم کے ہزارہا پریزادان تیز پرواز کو ہر چہار جانب روانہ کیا تھا اور پریزادان مذکور نے
کوہ و دشت و دریا سے روے زمین مین ہرچند جستجو کی تھی مگر در مدعا ہاتھ نہ آیا تھا جسوقت اُس مرغ عجیب و غریب
نے نسبت اشیاے گم شدہ کے خاص و عام سے کہا ابو المکارم بیتابانہ دوڑکر قریب اُس مرغ مذکور کے پہونچا اور
بآواز بلند روکر کہنے لگا کہ اے مرغ زیرک و اے طائر دانندۂ حال غیب زمانہ دراز گذرا کہ میرا فرزند ابو المحاسن کشتی پر سوار
ہوکر فلان دریا مین جاتا تھا ناگاہ ہواے تند و تیز چلنے لگی طوفان عظیم آیا ہرچند ملاح نے تدبیر کی مگر کسی طرح کشتی سالم
نہ رہی اور شکستہ ہوکر غرق دریا ہوگئی مین نے سنا ہی کہ فرزند میرا ابو المحاسن بھی غرق ہوگیا نہین معلوم کہ دریا سے
زندہ و سلامت نکلا یا خورش ماہیان ہوگیا آجتک اُسکی کچھ خبر معلوم نہین ہی لہذا اے طائر ذیوقار بواسطہ خاصان کردگار
مجھکو میرے فرزند ارجمند کی خبر مرگ و زیست سے اطلاع دے طائر مذکور یہ کلام ابو المکارم سنکے بآواز بلند کہنے لگا اے
ابو المکارم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی دریا مین غرق ہوئی تھی تیرا فرزند ابو المحاسن ایک تختہ پر بیٹھا ہوا بقدرت پروردگار
فلان جزیرہ مین پہونچا اور اسوقت تک اُسی جزیرہ مین ہے ہرچند چاہتا ہی کہ اُس جزیرہ سے نکل کے تمھارے پاس آئے
مگر کوئی کشتی دستیاب نہین ہوتی بمجبوری اُسی جزیرہ مین رہتا ہی جسدم صاحب قران اکبر نے اُس طائر سے یہ حال
سنا فوراً حارث دیو کو طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت فلان جزیرہ مین جاکر ابو المحاسن کو بصد راحت و آرام ہمارے
پاس لے آؤ حارث بموجب ارشاد صاحب اکبر جلد تر روانہ ہوا اور اُس جزیرہ مین پہونچکر ابو المحاسن کو اسینہ

دوش پر بیٹھا کے خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا صاحب قران اکبر ابو المحاسن کو دیکھکر از حد خوش
ہوسے ابو المحاسن صاحب قران اکبر کو دیکھکر بعد ادب آداب و تسلیم بجالایا تخت کو بوسہ دیا دعا و ثناے شاہی
بجالایا صاحب قران اکبر نے نہایت نوازش فرمائی ابو المکارم اپنے فرزند سے بیتابانہ لپٹ گیا اور اسقدر رویا کہ روتے
روتے غش آگیا طائر مذکور بدستور ذکر خداوند عالم کر رہا تھا یکا یک ایک شعلہ آتش طائر کے دہن سے نکل کر اُسکے
پر و بال پر گرا وہ طائر کلان جلنے لگا یہانتک کہ جملہ طیور ہمراہ آتش طائر کلان کے جلکر خاک ہوگئے بمجرد جلنے جمیع طیور کے
ایسا دھوان بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ سواے تاریکی اور سیاہی کے مردم چشم کو کچھ اور نظر نہ آتا تھا ہر چند کہ شب ماہ
تھی اور روشنی چراغان وغیرہ از حد تھی لیکن کسی کو روشنی مطلق نظر نہ آتی تھی بعد دو ساعت کے جب وہ دود غلیظ
دفع ہوا اور روشنی ہوئی آسمان نظر آنے لگا اور زمین بھی نظر آئی اُسوقت صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو
شجرۃ القرطاس کا نام و نشان بھی نہ پایا بعد شکر خدا صاحب قران اکبر نے حکماے متقدمین کی صنعت اور حکمت کی
تعریف کی اور حکیم آغازمیون وغیرہ کی ارواح کو ثواب سورۂ فاتحہ بخشا جملہ خاص و عام بھی اُس تاریکی کے زائل ہونے سے
بہت مسرور ہوسے اور کیفیت مذکور دیکھکر از حد متحیر ہوسے جب وہ طیور جلکر خاک ہوگئے اور تاریکی دور ہوگئی اُسوقت
ابو المکارم کو بعد تدارک غش سے افاقہ ہوا بعدہ پھر دونون پسر و پدر باہم ملے اور شکر خداوند کریم بجالائے بعد اسکے ابو المکارم
نے صاحب قران اکبر کے قدم مبارک کو بوسہ دیا صاحب قران گردون وقار نے ابو المکارم و ابو المحاسن کو بالطاف
خسروانہ دو خلعت بیش قیمت اور زر و گوہر دے کر سرفراز و ممتاز کیا اور اُسی دم از راہ نوازش شاہانہ زرافروز بانو
ہمشیرہ حمید زرافشان سے عقد کر دیا اور بعوض خدمتگذاری ابو المکارم اُسکے فرزند ابو المحاسن کو داروغگی شہر فردوس
مرحمت فرماکر سربلند فرمایا بعد اسکے حکماے ذیوقار و عالی تبار نے ساعت سعید مین محفل عقد بصد زیب و زینت آراستہ
کی۔

اشعار

بزرگان ارباب دانش تمام
کہ تا عقد شہزادۂ نامدار
یکے شمس آفاق قدر و جلال

گرانشان بدین بست دولت نظام
بخوانند با آن مہ تاجدار
یکے شمسہ بارگاہ جمال

چو آن بزم رنگین برآراستند
دو عاشق دو معشوق جویاے ہم
بآئین شرع شفیع امم

بے عقد عالی بپرداختند
دو سرگشتہ حال تمناے ہم
نشستند امشب بہ پہلوے ہم

القصہ اسطرح محفل عقد آراستہ کی گئی کہ پیر فلک دیکھکر متحیر ہوا اور ملائک بصد اشتیاق و بہزار آرزو زیب و زینت
بزم کو دیکھنے لگے ؎

حبذا بزمی کز و ہر دم دگرگون زیوری
آسمان بر عالمی بند زمین بر کشوری
مجلسے کو دعوی فردوس باطل میکند
گر میان ہر دو بنشانند عادل داوری

غرض بعد آراستہ ہونے محفل عقد کے اور بزم نشاط کے سلطان اسمٰعیل ذیوقار و بادری ایڈروس و ہر چہار حکماے
عالیقدر و ذیوقار یعنی حکیم قسطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان و حکیم عبقرطوس جنی محفل عقد میں

تشریف لائے چونکہ پادری ایڈروس ملکہ شمسۂ تاجدار کی جانب سے وکیل مطلق تھا اسوجہ سے اُسنے استرضائے ملکہ شمسۂ تاجدار درمیان بزم ظاہر کیا بعد اسکے شیخ احمد عرب نے بشہادت ابو المکارم و حمید زرافشان ہر دو گوہر دریائے حسن وخوبی کو سلک عقد مین بعد مسرت منسلک کیا بعد عقد ہونے کے چار جانب سے صدائے تہنیت ومبارکی آنے لگی اُسوقت نازنینان طلسم و پریزادان قاف نے صدہا بلکہ ہزارہا طبقہائے زروجواہر سر صاحب قران اکبر پر نثار کیے اور ابو عامر پدر ملکہ شمسۂ تاجدار نے بھی ہزار در ہزار خوان وطبق زروجواہر کے فرق داماد پر نثار کیے اُس وقت ابو الحسن جوہر کی یہ کیفیت تھی کہ بیتابانہ چال مار مار کر جواہر وزر سفید اپنے قبضہ مین کرتا تھا اور کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا راوی کہتا ہی کہ اُس شب سر صاحب قران اکبر پر اس درجہ زروجواہر نثار کیا گیا تھا کہ ابو الحسن جوہر بھی کسی طرح کل زروجواہر اُٹھا نہ سکا دست وبازو تھک گئے اور زروجواہر فراہم کرتے کرتے عاجز آگیا تھا شاید آجتک جو معدن مین چاندی دستیاب ہوتی ہے یہ وہی زر نثار شدہ کی چاندی ہے اور زمین پر جو ذرّے چمکتے ہین یہی اس کثرت زر کے یادگار ہین اور بحرِ یمین مین جو اب غواص بعد جستجو گوہر آبدار پاتے ہین یہ موتی بھی وہی ہین جو شب عقد فرق شاہزادۂ گردون وقار پر نثار ہوے تھے بعد نثار کرنے زروجواہر کے نازنینان خوبرو خوش گلو بعد ناز وادا بزم مین آئین اور بعد رقص ایک مطربہ بیمثال خورشید جمال نے پیش صاحب قران اکبر یہ غزل شروع کی۔

غزل

گلعذاری زگلستان جہان ما را بس
زین چمن سایۂ آن سرو روان ما را بس

یار ما باست چہ حاجت کہ زیادہ طلبیم
دولت صحبت آن مونس جان ما را بس

قصر فردوس بپاداش عمل می بخشند
ما کہ رندیم وگدا دیر مغان ما را بس

از در خویش خدایا بہ بہشتم مفرست
کہ سر کوے تو از کون ومکان ما را بس

حافظ از مشرب قسمت گلہ بے انصافیست
طبع چون آب وغزلہای روان ما را بس

جسدم غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز وادا بزم مین از مطلع تا مقطع گا کر تمام کی جملہ صاحبان بزم مسرور ہوے بعد اُس مطربہ کے اور ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نازنین مہ جبین مہ لقا سراپا ناز وادا بعد عشوہ بزم مین آئی اور بعد رقص یہ غزل اُسنے بلحن داؤدی شروع کی۔

غزل

در دعشقے کشیدہ ام کہ مپرس
زہر ہجرے کشیدہ ام کہ مپرس

گشتہ ام در جہان وآخر کار
دلبرے برگزیدہ ام کہ مپرس

آنچنان در ہوائے خاک درش
میرود آب دیدہ ام کہ مپرس

من بگوش خود از دہانش دوش
سخنانے شنیدہ ام کہ مپرس

بے تو در کلبۂ گدائے خویش
رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس

ہمچو حافظ غریب در رہ عشق
بمقامے رسیدہ ام کہ مپرس

جب غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے تمام کی صاحب قران اکبر ودیگر اہل بزم ازحد خوش ہوے الغرض جسوقت عقد ہوچکا اور ارباب نشاط رقص ونغمہ کرچکے اُسوقت وقت ہمایون اور ساعت سعید مین موافق مشورہ حکیم قسطاس الحکمت دیا دری ایڈروس صاحب قران عالیشان کا بالاے کوہ تشریف لیجانا قرار پایا چنانچہ بموجب ارشاد اُستاد عالی نژاد یعنی حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران ذیجاہ مرکب جہان پیمان پر بصد شان وشوکت سوار ہوے اسوقت چند سلاطین نامدار

حسین و نوجوان و ابوالحسن جوہر ہمراہ شاہزادہ فلک بارگاہ تھے جسوقت صاحب قران عالیوقار مع چند جوانان بالاسے جبل پہونچے اور قریب در قصر اخضر آئے اُسدم شاہزادۂ گردون سریر کشور گیر نے ہر ایک نامدار کو اپنے سر کی قسم دے دیکر رخصت کیا مگر ابوالحسن جوہر ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر رہا جسوقت صاحب قران اکبر در قصر اخضر پر پہونچے خلدانہ ماہر و بنوجہ سلطان ابوالحسن جوہر نے بصد مسرت در قصر اخضر کو جلد تر بند کر لیا جبتک اپنی اولاد کے نام تا قیام حکومت عہدۂ وزارت کا فرمان صاحب قران اکبر سے نہ لکھوا لیا اُسوقت تک دروازہ نہ کھولا جب صاحب قران اکبر داخل در قصر اخضر ہوئے اُسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ رنگ افروز و گوہر بزم افروز و ملاحت پری و ملیحہ و صبیحہ وغیرہ خواتین طلسم و زنان خوش جمال ہزار در ہزار ملکہ بیشمار برائے استقبال شاہزادۂ بلند اقبال و فرخندہ فال دروازۂ قصر اخضر تک آئین اور جملہ خواتین نے بصد خوشی و شادمانی طبقہاے زر و جواہر و گوہر اس درجہ سر صاحب قران اکبر پر نثار کیے کہ روے زمین کثرت زر و جواہر و گوہر سے نظر نہ آتی تھی اور بہنگام نثار گوہر وغیرہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرق صاحب قران اکبر پر بارش گہر وغیرہ کی بکثرت ہو رہی ہے اُسوقت ابوالحسن جوہر خوش ہو ہوکے بہر دو دست بیتابانہ گوہر آبدار و جواہر بیش بہا اُٹھاتا تھا اور کسی طرح کثرت گہر و جواہر وغیرہ کم نہوتی تھی آخر بدقت و دشواری تمام و کمال زر و جواہر و گوہر ابوالحسن جوہر نے اُٹھا کر اپنے قبضہ مین کیا اور از حد خوش ہوا بعد نثار کرنے زر و گوہر کے جملہ خواتین ذیوقار و عالیقدر صاحب قران اکبر کو اپنے ہمراہ تہنیت دیتی ہوئی قصر اخضر مین لیگئین اور تخت زرین عروسی پر بٹھایا پھر اُسوقت زنان قصر اخضر نے طبقہاے جواہر و گوہر سر صاحب قران اکبر پر بہزار مسرت نثار کیے جسوقت صاحب قران خوش اقبال فرخندہ فال با افضال و ذوالجلال ملکہ شمسۂ تاجدار خوش جمال کے پہلو مین بیٹھے اور ملکہ شمسۂ تاجدار کو عروس بنے ہوے دیکھا دل صاحب قران اکبر مانند گل شگفتہ ہو گیا اُسوقت خواتین قصر اخضر نوشاہ و عروس کو باہم دیکھکر طرح طرح کا خیال کرتی تھین بعض بعض خواتین کے قول سے ثابت ہوتا تھا کہ دو کوکب سعد و روشن ایکجا ہین اور چند خواتین باہم یہ کہتی تھین کہ اسوقت بقدرت خالق بحر و بر مہر و ماہ منور ایکجا ہین کوئی زن عقیلہ کہتی تھی کہ مجھکو تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ قران السعدین بالطاف خالق کونین ایک برج مین ہین الغرض جسوقت صاحب قران اکبر پہلوے ملکہ شمسۂ تاجدار مین بصد مسرت بیٹھے اُسوقت نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال روبروے صاحب قران اکبر و ملکہ شمسہ تاجدار والا گہر رقص و نغمہ کرنے لگین اور تہنیت دینے لگین اور بصد ناز و ادا نغمہ دلکش کرنے لگین اُنمین سے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے یہ غزل شروع کی۔ غزل

وصال او ز عمر جاودان بہ	خداوندا مرا آن دہ کہ آن بہ	بخلدم وعدۂ زاہد مفرماے	کہ این سیب زنخ زان بوستان بہ
دلا دائم گداے کوے او باش	بحکم آنکہ دولت جاودان بہ	خدارا از طبیب من بپرسید	کہ آخر کی شود این ناتوان بہ
جوانان سر متاب از پند پیران	کہ راے پیر از بخت جوان بہ	گلے کان پایمال سرو ما گشت	بود خاکش ز خون ارغوان بہ

سخن اندر دہان دوست گوہر ولیکن گفتۂ حافظ ازان بہ

جسوقت یہ غزل مسطور مطربۂ مذکورہ سے صاحب قران اکبر نے سُنی نہایت خوش ہوے بعد اسکے خواتین ذیوقار بعد رسوم معمولی وہ آئینہ ومصحف کہ جو زمانۂ دراز سے خاص اسی روز کے واسطے بحفاظت تمام رکھا ہوا تھا لائین نام اُس آئینہ کا مرآۃ الصفا تھا اگر اُس آئینہ کو سکندر بھی ایک نظر دیکھتا تو حیرت سے اُسکو سکتا ہو جاتا الغرض خواتین ذیوقار نے آئینہ ومصحف مابین عروس ونوشاہ بصد مسرت رکھا۔ راوی کہتا ہی کہ خاصیت اُس آئینہ کی یہ تھی کہ جب عروس ونوشاہ باہمدگر یہ توحُسن چہرۂ بیمثال دیکھین قیامت تک باہم محبت والفت رہے اور کبھی صورت نفاق درمیان مین نہ آسکے القصہ صاحب قران خوش اقبال نے بصد اشتیاق مرآۃ الصفا مین رُخ پرنور وبینظیر ملکہ شمسہ تاجدار کو ملاحظہ کیا اور اپنی خوش اقبالی پر ناز کیا اور درود پڑھکر یہ شعر پڑھا شعر

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز

الحاصل بعد ادائے رسم آئینہ ومصحف ملکہ عالیہ خاتون والدہ ماجدہ صاحب قران اکبر عروس کو بصد اُلفت وبہزار مسرت اُٹھا کر ایوان خلوت مین لائین اور آیۃ الکرسی اور ناد علی ودیگر ادعیہ جلیلہ اپنے فرزند دلبند اور عروس پر پڑھکر ایوان خلوت سے چلی آئین اور اُس ایوان کو خواتین سے خالی کردیا صاحب قران اکبر نے جسوقت ایوان کو صحبت غیر سے خالی دیکھا اور ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد یہ روز وصل میسر آیا اول صاحب قران اکبر نے گلشن حسن ملکہ شمسہ تاجدار سے بخوبی تمام گلچینی کی یعنے بوسہ ہائے لب ورخسار لیے بعدہ بصد آرزو وبہزار شوق عروس کو تنگ تر بغل مین لیکر سینہ سے لگایا آخر الامر عنان صبر واختیار ہاتھ سے نکل گئی اُسوقت برغبت تمام عروس سے ہمکنار ہوے ع

خوشا وقتی وخرم روزگارے کہ یارے برخورد از وصل یارے
در آمیخت با او چو شیر وشکر گہر ریخت در کان یاقوت تر
بہم ماہ وخورشید آمیختند گل عیش بر فرق ہم ریختند

القصہ صاحب قران گردون سریر کشور گیر بعد مدت مدید وصل ملکہ شمسہ تاجدار سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے اور یہ شعر زبان پر لائے شعر

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز کارے کہ خواستم زخدا شد میسرم

بعد بجالانے شکر پروردگار کے صاحب قران اکبر قریب شام ایوان خلوت سے بیرون تشریف لائے اور بعد طہارت دو رکعت شکر ادا کی اور پیراہن تبدیل فرماکر دوبارہ ایوان خلوت مین آئے اور تمام رات بعیش وعشرت بسر کی وقت صبح ایوان خلوت سے باہر تشریف لائے اور بعد طہارت نماز سحر بصد خشوع وخضوع پڑھی بعد پڑھنے نماز کے پھر ایوان مذکور مین تشریف لے گئے اسی طرح ہفت یوم تک صاحب قران اکبر نے بخوبی تمام عیش کیا شب ہشتم شاہزادہ کامگار نے عالم خواب مین ملاحظہ کیا کہ ایک شجر سرسبز ومیوہ دار ہے اُسکو بصد الفت مین اپنی آغوش مین لیے ہون اور برغبت تمام اُسکا میوہ

نوش کر رہا ہون اور بیج زمین مین بو رہا ہون تاگاہ بقدرت باغبان قضا و قدر اُس بیج سے ایک درخت نہایت شاداب زمین سے ظاہر ہوا بعد دیکھنے اس خواب کے صاحب قران اکبر بیدار ہوے اور بستر خواب سے اُٹھکر بصد خوشی و خورمی ایوان سے باہر تشریف لائے اور غسل کرکے نماز صبح ادا کی بعد اسکے صاحب قران اکبر مسکراتے ہوے دیوان عام مین تشریف لائے اور تخت پر جلوہ افروز ہوے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امرائے ذیوقار بھی دیوان عام مین آئے اور حکماے عالی منزلت بھی تشریف لائے سب کے پہلے حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران گردون سریر آفاق گیر کو نذر تہنیت دی شاہزادہ کامگار نے بعد ادب اپنے اُستاد ذیوقار کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور بعد تعظیم اپنے برابر بٹھالیا اور کہا کہ اے اُستاد عالی منزلت والا مرتبت یہ رُتبہ صاحب قران اور یہ خوشی و شادمانی جو الطاف پروردگار خالق لیل و نہار سے اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو نصیب ہوئی فقط جناب کی برکت دعا اور دستگیری سے میسر ہوئی ورنہ اس حقیر کی یہ لیاقت نہ تھی کہ اس مرتبہ کو پہونچتا۔ اشعار

ندیدم رخ خوش زاقبال خویش | دگر من درآئینہ حال خویش
شدم بر مرادات خود کامیاب | بلطف تو اے مرد عالیجناب

حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے شہریار گردون وقار مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون مین نے کیا آپ کی اعانت کی یہ محض خداوند کارساز بندہ نواز نے آپ کو اس مرتبہ کو پہونچایا اور وہی آپکا ہر حال مین معین و مددگار ہوا اور رہیگا پس آپ کو لازم ہی کہ شکر خداوند عالم بجالائیے اور بعد عیش و عشرت حیات مستعار بسر کیجئے جب حکیم قسطاس الحکمت نے اپنی تقریر تمام کی اُسوقت جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار و امرائے نامدار نے نذرین تہنیت کی صاحب قران اکبر کو دین جسوقت صاحب قران ذیوقار نذرین سلاطین و امرا وغیرہ کی لے چکے اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت سے جو عالمخواب مین دیکھا تھا بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت نے مسکراکر فرمایا اے شاہزادہ ذیجاہ یہ خواب آپ نے بہت مبارک دیکھا ہی تعبیر اس خواب کی ظاہر ہے جو آپ نے درخت سرسبز و میوہ دار دیکھا ہی اُس درخت سے مراد ملکہ شمسہ تاجدار سے ہی اور یہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میوہ اُس درخت کا کھاکر تخم زمین مین بوتا ہون اور اُس تخم سے ایک درخت سرسبز و شاداب پیدا ہوا ہی واضح ہو کہ مراد میوہ کھانے اور تخم ریزی کرنے سے حضور سمجھ جائین کیا ہی کچھ ضرورت ایسے امر کے ظاہر کرنے کی نہین ہی اور درخت جو زمین سے پیدا ہوا ہی اُس سے مراد یہ ہی کہ خداوند کریم آپ کو فرزند نرینہ عطا فرمائیگا اور وہ فرزند عجب نہین کہ بطن ملکہ شمسہ تاجدار سے ہو راوی کہتا ہی کہ الطاف پروردگار سے شب عروسی ہی مین ملکہ شمسہ جدار حاملہ ہوگئی تھین بعد نہ ماہ کے شاہزادہ عزیز الدین پیدا ہوتا ہی اور وہی وقت تخت نشینی العزیز باللہ خطاب پاتا ہی اور اُسی فرزند سے نسل صاحب قرانی شروع ہوتی ہی اور تخت نشینی اور فرمانروائی ملکہ شمسہ تاجدار کی اولاد مین یکے بعد دیگرے رہتی ہی اور دیگر ازواج صاحب قران اکبر بنی آدم و بنی الجان دولت اولاد سے محروم رہتی ہین اور کسی زوجہ کے شکم سے کوئی اولاد نہین ہوتی ہے الغرض صاحب قران اکبر تعبیر خواب اپنے اُستاد

سے سُنکے بہت خوش ہوے الغرض بعد جشن عقد مین اورنگ سلطان ذیجاہ اسمعیل المنصور بقوت اللہ مع زوجۂ بلقدر قریہ فردوس مین مقیم رہے بعدۂ قصد اپنے ملک جانے کا کیا حکماے نامور اور صاحب قران اکبر نے باہم مشورہ کرکے چاہا کہ جسطرح سلطان اسمعیل تشریف لائے تھے اُسی طور سے پھر اپنے تختگاہ کی جانب روانہ ہون غرض بعد مشورہ مذکور حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے سلطان اسمعیل سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ مصمم تشریف لیجانے کا ہو تو خیر بسم اللہ تشریف لیجائیے یہ کہکر پریزادان قومی الجثہ کو طلب کیا اور دو تخت بھی منگوائے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے فرزند دلبند شاہزادہ معز الدین سے رخصت ہوے اور سلطان اسمعیل حکیم قسطاس الحکمت سے بھی رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے پریزادون نے قصد دونون تخت اُٹھانے کا کیا صاحب قران اکبر دوبارہ اپنے مادر و پدر سے ملے اور اُنکے تشریف لیجانے سے مغموم اور محزون ہوے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار اور ملکہ ناطقہ کو بھی سینے سے لگاکر اور پیار بزرگانہ کرکے پریزادون کو اشارہ تخت اُٹھانے کا کیا الحاصل پریزادان مذکور بموجب حکم وہ تخت اُٹھاکر بلند ہوے اور قطع راہ کرکے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو ایوان شاہی مین پہونچا دیا بعدہ سلطان اسمعیل سے رخصت ہوکر جانب جبل اعلی اور قریہ فردوس روانہ ہوے جسوقت خسرو جلیل سلطان اسمعیل ایوان شاہی سے قریب تخت تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ اسمعیل جنی تخت پر حکومت کے بیٹھا ہے جسوقت اسمعیل جنی نے سلطان اسمعیل کو دیکھا فوراً تخت سلطنت سے اُترکر رسم سلام بجالایا اور کہا تشریف لائیے سلطان اسمعیل تخت پر رونق افروز ہوے اسمعیل جنی سلطان اسمعیل کو تہنیت عقد شاہزادہ معز الدین دیکر رخصت ہوا سلطان اسمعیل مثل سابق حکومت اور سلطنت کرنے لگے کسی کو ذرا نہ معلوم ہوا کہ سلطان اسمعیل اپنے فرزند کی کتخدائی مین شریک ہونے کو گئے تھے غرضکہ بعد تشریف لیجانے سلطان اسمعیل کے صاحب قران گردون سریر آفاق گیر نے بموجب ارشاد استاد عالی وقار حکیم قسطاس الحکمت نے ایک جشن عالی کیا اور اس جشن کا نام جشن عشرت انجام رکھا اور تعداد جشن عشرت کی دوازدہ ماہ تک قرار دی بعد مقرر کرنے مدت جشن کے جبل اعلی اور قصر اخضر سے شہر عرشیہ اور قصر چرخ منور تک کہ قصر مذکور سرزمین طلسم اجسام و اجرام مین قریب شہر عرشیہ و علیین واقع ہے از سر نو آراستگی و آئین بندی کا حکم دیا ہرچند کہ جبل اعلی سے شہر عرشیہ وغیرہ تک بخوبی تمام آرائش و آئین بندی تھی مگر بعض بعض سامان و اسباب آرائش و زینت زیادہ کیا علاوہ اسکے بعض بعض مقام طلسم سبع سباع و طلسم بیضا جو جاے سیر خاص تھی مانند قلعہ یاقوت نگار اور کوہ طوطی اور مقام الدعوات اور شہر عسکریہ وغیرہ کو بخوبی تمام ایسا آراستہ کیا گویا گلشن جہان مین از سر نو فصل بہار کا گذر ہوا مطابق اشعار ذیل - اشعار

جوان شد ز سر موسم روزگار	دگر تازہ شد شاخ فصل بہار	در آمد ببرج شرف آفتاب	خوان شد چو بدخواہ خانہ خراب

بروز اندرون روشنائی فزود | مه از تیره بختی جدائی نمود
گلستان زگل تاج بر سر گرفت | ز شبنم چمن فرش گوهر گرفت
گهر ریز شد ابر کافور بار | بگلشن هوا کرد گوهر نثار
نسیم بهاری وزیدن گرفت | بهر سو شقائق دمیدن گرفت
درختان لباس نو آراسته | خیابان چو اورنگ پیراسته
نهالان نورس شده بارور | قبا‌های زمرد کشیده ببر
مگر ارغوانی ز جام بهار | رخ لاله افروخت بر کوهسار
در آمد براورنگ سلطان گل | شد از شوق بلبل ثناخوان گل
هوا عطر افشان شد اندر چمن | برخسارهٔ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب | ز نظاره بردند صبر و شکیب
هوا شست رخسارهٔ خود ز گرد | زمین یافته خلعت لاجورد
بگرد چمن جا بجا جوی آب | چو گیسوی خوبان بسی پیچ و تاب
نوا زنده طاوس و کبک تذرو | سراینده قمری بهر شاخ سرو
ز باد سحر خنده زن گلستان | برخسار گل چهچهه بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاه | سر شاخ پوشید گلگون کلاه
ز سرو گلستان در آمد بهار | بدان سان که بر تخت خود شهریار

الحاصل شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ شہریار عالی منزلت خسرو والا مرتبت نامی و نامور صاحبقران اکبر بعد آرایش مقامات مذکور بمسرت وخوشی مع رفقاے بنی آدم و بنی الجان والا منزلت و عالی مکان وخواتین خورشید جمال بیعدیل وبیمثال مقامات ومنازل مذکورالصدر مین اکثر تشریف لیجاکر سیر کرتے تھے کبھی صید وشکار مین مشغول ہوتے تھے اور شب و روز بعیش وعشرت وشادمانی وکامرانی بسر کرتے تھے چونکہ شاہزادہ کشورگیر گردون سریر سے کوئی خوبرو عنبرین مو چھپتی نہ تھی اسوجہ سے کبھی کبھی صاحبقران اکبر جملہ خواتین کو جمع کرکے محفل عشرت آراستہ فرماتے تھے اور رقص ونغمہ و بادہ نوشی سے حظ وافر ولطف بے اندازہ اٹھاتے تھے اور گاہے خود مع ازواج عالیقدر کے بزم عیش آراستہ فرماتے تھے اور ہر ایک زوجہ خوبرو نیکخو سے ہمبستر ہوکر لطف حیات اٹھاتے تھے اور اپنے رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی جدا جدا ایوان ومنازل براے قیام مرحمت فرماتے تھے اور رفقاے مذکور بھی اپنی اپنی مطلوبہ اور محبوبہ کے ساتھ بعیش وآرام بسر کرتے تھے یعنے جسوقت صاحبقران گردون وقار قصر اخضر مین تشریف لیجاتے تھے اُسوقت جمیع رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی منازل ومقامات متعلقہ قصر اخضر شہر عسکریہ و قلعہ یاقوت نگار وغیرہ براے عیش و آرام عنایت ہوتے تھے اور جب صاحبقران اکبر شہر عشیہ مین تشریف لیجاتے تھے اُسوقت رفقاے عالیقدر و ذیوقار کو مقامات تجمل و شکوہ حیرت و قصر نادرہ رازدار و قصر چرخ منور و مرغزار عشرت وغیرہ براے قیام عنایت ہوتے تھے قصہ کوتاہ اسی طرح صاحبقران اکبر نے بصد عیش وعشرت دوازدہ ماہ بسر کیے راوی کہتا ہی کہ اس جشن عالی مین صدہا بلکہ ہزارہا ماہرویان خوش گلو جو علم موسیقی مین کامل و اکمل تھین جمع ہوئی تھین علاوہ اُنکے ہزارہا زنان پریزاد طلسم بھی فراہم ہوئی تھین

ایک دن جملہ زنان مسطور محفل عیش مین متفق اللفظ پہلے یون دعا وثناے سلطانی بجالائین ؎

ستایش گرفتند بر روی شاه | که بادا بکامت سپهر و ماه
بکامت فلک چاکر و بنده باد
فروزان بود اختر بخت تو | ببوسد فلک پایهٔ تخت تو
بجامت می عیش آگنده باد

بعدہ دست بستہ عرض کیا اے شہریار کشور گیر گردون سریر خسرو عالی خطاب عادل لاجواب شہنشاہ عالی مقام توجہ فرماے خاص وعام بعنایت حضور پرنور فیض گنجور ہر ایک رفیق ذیوقار وتہور شعار اپنی آرزو دلی کو پہونچا اور ہر ایک نازنین مہ جبین کلی بالطاف حضور اپنی مراد کو پہونچی لیکن بشومی طالع ہم سب کنیزان خاکسار عنایت و الطاف سرکار سے ابتک محروم ہین قبل ازین امید قوی تھی کہ ہمپر بھی نظر لطف شہریاری ضرور ہوگی اور ہماری خواہش نفس کے واسطے بھی کوئی تدبیر اور تجویز لقا بنا ہوگی لیکن اب نا امید ہو کر عرض کیا گیا ہر چند کہ حیا اور شرم مانع تھی مگر بمجبوری ونا چاری بیان کیا جسوقت صاحب قران اکبر نے زنان پریزاد وغیرہ کی التماس سنی اُسی وقت جملہ مردمان لشکر کو حکم دیا کہ ان نازنینان پریزاد و زنان مسطور بخوشی آپ اُن سے جسکو جو نازنین پسند آئے بشرطیکہ وہ نازنین بھی اُس سے راضی ہو ہمکرا در ہاتھ پکڑ کر لیجائے اور فی الفور اُس سے نکاح کرے بعدہ ہمبستر ہو جسوقت یہ حکم صاحب قران اکبر مردمان لشکر نے سُنا از حد خوش ہوے اور مثل مور وملخ کے بیتابانہ دوڑے کیونکہ سالہا سال سے مجرد تھے غرض مجمع نازنینان مسطور مین پہونچکر ہر ایک لشکری نے جس نازنین مہ جبین کو پسند کیا خواہ وہ راضی ہوئی یا ہوئی جلد آغوش مین لیکر ہنستا ہوا اور صاحب قران اکبر کو دعائین دیتا ہوا اپنے خیمہ مین لے آیا اور اُس سے عقد کرکے ہمبستر ہوا اُس روز مردمان لشکر کا یہ حال تھا کہ بیتابانہ اسطرح نازنینان مسطور پہ گرتے تھے جیسے شمعون پر پروانے گرتے ہین یا گلون پر بلبلین ہجوم کرتی ہین القصہ تھوڑی ہی دیر مین کوئی نازنین مہ جبین باقی نہ رہی مردمان لشکر جملہ نازنینان خوبرو کو لے گئے اور دعاے ازدیاد دولت واقبال صاحب قران فرخندہ فال کو دے کر اور عقد ونکاح کرکے اُنکے ساتھ عیش وعشرت کرنے لگے اور یہ بھی راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران ذیجاہ فلک بارگاہ اس جشن عالی مین ہر ایک نازنین خورشید جمال بعیایل وہمپیال سے اسطرح وصل حاصل کرتے تھے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سے کبھی ہمبستر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے لطف بے انتہا اُٹھاتے تھے اور گاہے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے وصل سے اپنے دل کو شاد فرماتے تھے اور گاہ ملکہ صبح روشن گہر وملکہ صبح دلکشا کے رُخ روغن وچہرۂ پرنور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ گوہر بزم افروز اور ملکہ رنگ افروز اور ملاحت پری سے اپنے پہلو کو گرم کرتے تھے اور گاہ فصیحہ اور درۃ البیضا اور ملکہ رشک بہار کے باغ حسن کی سیر کرتے تھے اور غنچہ دل کو اُنکے وصل سے شگفتہ کرتے تھے کیونکہ صاحب قران والا مرتبت بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ماہر دیان مسطور کے پاس اس طور سے تشریف لیجاتے تھے کہ ایام ہفتہ مین روز جمعہ ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس تشریف لیجاتے تھے اور ہمبستری سے حظ وافر اُٹھاتے تھے اور یوم شنبہ کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ عیش کرتے تھے اور یکشنبہ کو ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس آرام فرماتے تھے اور روز دوشنبہ ملکہ روشن گہر وملکہ صبح دلکشا سے ہمصحبت ہوتے تھے اور یوم سہ شنبہ کو ملکہ گوہر بزم افروز وملکہ رنگ افروز وملاحت کے وصل سے دل کو شاد فرماتے اور روز چہارشنبہ ملکہ درۃ البیضا وفصیحہ روشن سخن وملکہ رشک بہار سے ہم آغوش ہوتے تھے اور پنجشنبہ کو مہ جبینان

صمام وشکوہ سے حیرت سے مدعاے دل حاصل کرتے تھے اشعار

شہنشہ ازان سیمتن دلبران
باین نوع آن شاہ عالیجناب

بدینگونہ ہرشب شدی کامران
ازان ماہ رویان شدی کامیاب
بشکر خدا داشت ہر لحظہ کار

ازان سرو قدان خورشید رو
باین یکسر گہی درہم آمیختی
کہ گردید از لطف او کامگار

باین وضع ہرشب شدی کامران
باآن یک گہ از لطف آویختی

الحاصل صاحب قران ذیوقار روز وشب ماہرویان عنبرین مو نازنینان خورشید رو سے کام دل حاصل کرتے تھے اور بہزار عیش وعشرت رات اور دن بسر فرماتے تھے اور شب وروز شکر خداوند عالم بجالاتے تھے اور صبح سے تا ہنگام خواب جملہ ازواج وخواتین ذیقدر باہم شہریار گردون وقار صاحب قران نامدار کے روبرو رہتی تھین اور صاحب قران اکبر ہر ایک خوبرو کے دست حنائی سے مے ناب پیتے تھے بعد تمام ہونے زمانہ جشن عشرت انجام کے صاحب قران ذیجاہ گردون بارگاہ نے اور ایک جشن قصر اخضر مین کیا اور جمیع زنان نوعروس کو جشن مین طلب کیا اور بعد جشن چند روزہ کے ہر ایک نوعروس کو علی قدر رتبہ اور مرتبہ خلعت وزر وجواہر دے کر اجازت دی کہ اپنے اپنے ملک ووطن کو بصد عز وحرمت جاوے اور بعیش وعشرت بسر اوقات کرے

منعقد ہونا جشن آخر کا قصر اخضر مین اور جمع ہونا نازنینان نوعروس کا جشن مین اور رخصت کرنا ہر ایک مہ جبین کو خلعت وزر وجواہر دے کر بعد ازان تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کا اپنے وطن کی جانب بشوکت وشان مع دیگر حالات

راویان اخبار عجیب وناقلان حالات غریب یون روایت کرتے ہین جسوقت صاحب قران ذیجاہ وفلک بارگاہ نے جشن عشرت انجام سے فراغت پائی آٹھ مہینے تک قصر اخضر مین بعیش وعشرت مقیم رہے بعدہ بموجب ارشاد استاد عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت ایک جشن ہمایون قصر اخضر مین اسوجہ سے کیا کہ ماہرویان ظلمات وغیرہ بھی ملکہ شمسہ تاجدار کی قدمبوسی سے شرف یاب ہون بعد ازان آن نازنینان ظلمات وغیرہ کو موافق رتبہ ومرتبہ خلعت وانعام دے کر رخصت کیا جاوے غرضکہ بعد آراستہ ہونے جشن ہمایون کے تمام زنان ظلمات وغیرہ کو صاحب قران اکبر نے طلب کیا جملہ خواتین مسطورہ حسب الحکم صاحب قران ذیجاہ جلد تر حاضر ہوئین شہریار ذیوقار ونامدار نے جملہ خواتین یعنے عقیلہ وزہرہ وشکیلہ وجمیلہ وشرف افروز ومنصورہ بانو وقمر اوسوداوہ وحمرا و رعنا ومنطقہ وفرنگ سلطان وسرو سہی وطرہ وسعادت بانو وغیرہ کو خدمت ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار مین پاے قدمبوسی ملکۂ عالم بھیجدیا جس وقت زنان مذکورہ خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین پہونچین سب نے نذر دے کر بصد ادب

شرف قدمبوسی ملکہ شمسہ تاجدار حاصل کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ہر ایک نازنین مہ جبین پر الطاف شاہانہ کیا ناگاہ صاحبقران
اکبر بھی تشریف لائے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ہر ایک نازنین کے عشق و الفت کا حال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے
ہر ایک مہ جبین کا حال عشق سنکے اور بخوبی انکی کیفیت سے واقف و ماہر ہو کے زیادہ تر انپر نظر عنایت کی اور ان نازنینان
مذکورہ کو ایوان و قصور مین بعد آرام و راحت مقیم کیا صاحبقران ذیجاہ صحبت و بزم ازواج مین بعیش و بہزار راحت
اوقات بسر فرماتے تھے اور باری باری ازواج کے ہاتھ سے مے نوش فرماتے تھے اگر یہ کمترین اس جشن کی مفصل آراستگی
اور ہر ایک نازنین مہ جبین کی ساقی گری اور عشوہ و ناز کا حال تحریر کرے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ صاحبقران
گیتی ستان ہشت ماہ تک شب و روز عیش و عشرت کیا کیے اور جملہ ازواج خوبرو سے ہم آغوش ہوا کیے اور شراب ناب
اور لطف بسید اور حظ وافر اٹھایا کیے کبھی صاحبقران والاشان کو ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار اپنے ہاتھ سے ساغر مے
گلرنگ سے لبریز کرکے دیتی تھیں اور صاحبقران اکبر بصد خوشی شراب پی کر بجاے گزک لب شیرین اور سیب زنخدان
ملکہ شمسہ تاجدار کے بوسے لیکر لطف بسید اٹھاتے تھے اور کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے جام شراب لیکر
پیتے تھے اور اسکے گلشن حسن سے گلچینی کرتے تھے اور کبھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ہاتھ سے جام مے ارغوانی
لیکر نوش فرماتے تھے اسی طرح کبھی صبح دلکشا اور کبھی صبح روشن گہر و دیگر نازنینان خوش جمال کے دست حنائی سے
شراب لیکر پیتے تھے اور بے دغدغہ انجام مے گلفام شب و روز نوش کرتے تھے اور ہر ایک خوبرو سے ہمبستر ہوتے تھے
الحاصل صاحبقران اکبر عیش و عشرت مین اسطرح محو تھے کہ کچھ خبر دنیا و مافیہا کی نہ تھی خیال بندگی معبود بھی نہ رہتا تھا
بعض بعض وقت نماز بھی قضا ہو جاتی تھی اکثر صاحبقران اکبر اپنے بخت بلند پر نظر کرکے شکر خدا کرتے تھے

داستان ممانعت کرنا سید رکن الدین شہید کا صاحبقران ذیجاہ گردون بارگاہ کو افراط لہو و لعب اور کثرت عیش و عشرت سے اور چلنا اس شہریار گردون وقار کا اپنے مادر و پدر کی خدمت مین بشوکت و شان

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران گردون سریر شہریار آفاق گیر بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار ذیقدر و عالیوقار تا یکسال
شمسی بفراغ دل عیش و عشرت مین مشغول رہے اور جملہ مقامات و منازل طلسم اجرام و اجسام و طلسم مغیلان و طلسم
سبع سباع وغیرہ مین مع سلاطین زادگان ذیوقار و نامدار اسطرح بعیش و عشرت شب و روز بسر کیے کہ صاحبقران اکبر
کو سواے شغل میخواری اور ہم آغوشی ماہرویان بیمثال کے اور کوئی کام نہ تھا جب جشن مذکور سے صاحبقران ذیجاہ
نے فراغت پائی ایک دن دربار کیا اور جملہ نازنینان نوعروس کو حسب لیاقت اور موافق عزت زر و گوہر وغیرہ دیکے کئی

ہر ایک نوعروس کو اُسکے وطن کی طرف رخصت کیا بعد رخصت کرنے ان جملہ زنان نوعروس کے صاحب قران اکبر طعام تناول فرماکر فرش راحت پر تشریف لائے اور سو رہے ناگاہ خواب مین دیکھا کہ میرا گذر ایک مسجد پر نور مین ہوا ہی اور بنظر غور اُس مسجد عالی بنا کو دیکھ رہا ہون یکایک مسجد مین دیکھا کہ مرد بزرگ ملک صورت آہستہ آہستہ تلاوت قرآن کر رہا ہی جب اُس مرد فرشتہ خصال نے صاحب قران اکبر کو دیکھا یہ آیہ بآواز بلند صاحب قران اکبر کی جانب مخاطب ہوکر پڑھا۔ افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون جسوقت صاحب قران عالی فہم نے اس آیہ وافی ہدایہ کو اُس مرد ملک سیرت سے سُنا فوراً دل انجام بین صاحب قران عالی مکان لذات ولغمات جہان سے کارہ ہوا اور متمنی عیش وعشرت آخرت کا ہوا صاحب قران اکبر عالم خواب مین خیال اپنی عیش وعشرت اور فراموشی آخرت کا کرکے اسقدر روئے کہ عالم رویا مین اشکبار ہوے اور کثرت نالہ و فریاد سے بیدار ہوے اُسوقت دل صاحب قران اکبر کا از غم و ہم سے عجب حال تھا کہ اُسکا بیان ہو نہین سکتا آخر صاحب قران اکبر نے بستر خواب سے اُٹھکر نماز سحر پڑھی بعد ادا ے نماز برائے دفع غم وہم نازنینان خوش جمال سے مے ارغوان طلب کی بمجرد طلب کرنے شراب کے نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز جو منتظر اپنے اپنے ملک سے لائی تھین اور پینے سے تھوڑی باقی رہگئی تھی وہ شراب لیکر حاضر ہوئین اور صاحب قران اکبر کے پیشکش کی صاحب قران اکبر نے نادرہ وغیرہ سے فرمایا کہ مے ناب طلسم سبع سلاع و شراب تحفہ طلسم بغیا اور بادۂ طلسم اجرام واجسام جلد تر شراب خانہ سے منگواؤ نادرہ وغیرہ نے حسب الحکم کنیزون کو واسطے لانے شراب کے بھیجا کنیزان مذکور بعجلت تمام شرابخانہ سے کئی قسم کی شراب لے آئین نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز نے وہ کئی قسم کی شراب کنیزون سے لیکر اور جام وساغر مین لبریز کرکے روبروے صاحب قران حاضر ہوئین صاحب قران ذیشان نے متواتر کئی ساغر زنان مذکورہ سے لے لے کر لبون سے لگائے اور شراب پی اور جملہ ازواج نے بھی وہی شراب باقیماندہ میخانہ پی ہرچند کہ صاحب قران اکبر نے شراب بکثرت پی اور نشہ بھی بخوبی ہوا لیکن وہ کلفت شیمہ کسی طرح دور نہوئی اب اس وقت صاحب قران اکبر کو کسی قدر شراب سے بھی بیزاری ہوئی اور یہی کیفیت جملہ ازواج کی بھی ہوئی یعنے شراب کے پینے سے کچھ دل کو فرحت اور شگفتگی نہوئی آخر ہر ایک نازنین اس امر عجیب سے متحیر ہوئی اور صاحب قران اکبر کو بھی اس معاملہ مین نہایت حیرت ہوئی کیونکہ باوجود اسقدر شراب پینے کے کلفت دل سے مطلق دفع نہوئی المختصر اُسی عالم حیرت مین شراب ہر ایک نازنین پیتی تھی اُس روز صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ نے تمام روز بادہ خواری کی لیکن کچھ لطف دل کو حاصل نہوا آخر وقت شب بستر خواب پر لیٹے اُس شب کو جملہ ازواج بوجہ افسردہ دلی صاحب قران اکبر اپنے شوہر کے دہین رہین اور تمام شب ہر ایک نازنین مہ جبین نے بوجہ خود بخود حزن واندوہ کے بیدار رہی کسی نازنین کو نیند نہ آئی اور خود بخود افسردہ دلی اور حزن سے وہ شب اسی امر عجیب کی گفتگو مین باہم خواتین عالیقدر نے بسر کی جب صبح ہوئی اور صاحب قران اکبر بیدار ہوے پھر بدستور شراب طلب کی نادرہ وغمزہ نے کنیزان خوبرو کو واسطے لانے شراب کے میخانہ کی طرف

روانہ کیا کنیزین بموجب ارشاد گئین اور تمام میخانہ مین مری جستجو کی مگر ایک قطرہ تک شراب نہ ملی آخر مجبور ولاچار ہوکر
کنیزان مذکور خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوئین اور کیفیت شراب کے نہ ملنے کی عرض کی صاحب قران اکبر
یہ حال سُنکے نہایت مکدر ہوئے اُسوقت خواتین عالیمقدار نے جو جستجو کے شراب کی تو کسی قدر چند شیشون مین جو روم
گذشتہ کی بادہ خواری سے باقی رہگئی تھی پائی فی الفور وہی شراب باقیماندہ ازواج صاحب قران اکبر کے پاس لائین
صاحب قران اکبر نے نادرہ اور غمزہ کو خدمت ساقی گری پر مامور کیا زنان مذکورہ اُن شیشون سے شراب جام وساغر مین
لبریز کر کے صاحب قران وخواتین عالیشان کو پلانے لگین صاحب قران نے بمجبوری اُسی شراب باقیماندہ پر اکتفا کیا
آخر وہ شراب دو روز مین تمام وکمال صرف ہوگئی ایک قطرہ تک باقی نہ رہا جسدن شراب بالکل ہو چکی اُس روز صاحبقران
اکبر نے جملہ ازواج کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ اب ہمارا دل یہی چاہتا ہی کہ اپنے وطن کو جائین اور باقی عمر عبادت
پروردگار مین بسر کرین منہیات سے تائب ہون جسوقت خواتین نے یہ تقریر سُنی اُسدم ملکہ نوبہار گلشن افروز وملکہ
ناطقہ روشن بیان وملکہ صبح دلکشا وملکہ صبیح روشن گہر نے بھی متفق الزبان کہا کہ ہمارا ابھی مدت دراز اور زمانہ بعید سے
دل یہی چاہتا ہی کہ اپنے وطن کو جائین اور چندے عبادت خدا کرین - الغرض بجز ملکہ شمسہ تاجدار ہر ایک نازنین متفق الکلام
صاحب قران ذیحشم ہوئین اور اپنے اپنے وطن جانے کی ہر ایک مہ جبین خواستگار اور متمنی ہوئی الغرض صاحبقران
اکبر نے وہ تمام دن اسی گفتگو مین بسر کیا جب شام ہوئی بعد نماز واکل وشرب فرش خواب پر سو رہے پھر صاحبقران اکبر
نے عالم خواب مین دیکھا کہ اُسی مسجد مین گیا ہون اور مسجد کو بنظر غور وتامل دیکھتا ہون ناگاہ اُسی مرد دیندار پرہیزگار طاعت گذار
بندہ خاص پروردگار کو دیکھا کہ قران مجید اور فرقان حمید کی تلاوت کر رہا ہی جب اُس مرد نیکخو نے صاحب قران اکبر کو دیکھا
بہ آواز بلند صاحب قران کی طرف متوجہ ہوکر یہ آیہ پڑھا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یکایک اُسی مسجد کے
ایک گوشہ سے اور ایک مرد بزرگ ظاہر ہوئے اور اُنھون نے بھی یہ آیہ وافی ہدایہ صاحب قران کی جانب مخاطب
ہوکر پڑھی کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین بعد سُننے اس آیہ کے صاحب قران کی آنکھ کھل گئی اُس وقت
صاحب قران اکبر نے اپنے دل کو خواب اول سے بھی زیادہ اندوہگین پایا اور بنظر غور ملاحظہ جو کیا تو قصر اخضر کی رونق مین
بھی بدرجہا کمی پائی حیران ہوکر ابو الحسن جوہر کو طلب کیا جسدم ابو الحسن جوہر روبروے شاہزادہ معز الدین حاضر ہوا
شہریار ذیوقار نے جو خواب شب کو دیکھا تھا اور جو قبل اسکے عالم رویا مین ملاحظہ کیا تھا من وعن بیان کیا اتفاقاً
سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی برابر دو شب یہ عالم رویا مین دیکھا کہ ایک مرد ضعیف فرشتہ سیرت ملک صورت عمامہ
بر سر قبا در بر عصا ہاتھ مین لیے ہوئے قریب کھڑے ہین اور فرماتے ہین ای ابو الحسن جوہر ہمارے زبانی اپنے برادر
صاحب قران اکبر سے کہدینا کہ اے شہریار ذیجاہ فلک بارگاہ اب زمانۂ عیش منقضی ہوگیا لازم ہے کہ اب عیش وعشرت
کو ترک کرو کیونکہ ہر ایک شی کی ایک انتہا ہوتی ہے تم بافضال پروردگار وبالطاف خالق لیل ونہار اس درجہ عیش وعشرت

کر چکے کہ کسی شہنشاہ روے زمین سنے بھی مثل تمھارے عیش نہ کیا ہوگا بس اب چاہیے ہو کہ حکومت و سلطنت کیطرف متوجہ ہو کیونکہ فی الحال تمھارے والد خوشحال سلطان اسمعیل گردون بارگاہ المنصور بقوت اللہ ازحد علیل ہین اور چند روز انکی حیات مین باقی ہین انکو وقت آخر تمھارے دیکھنے کا ازحد اشتیاق ہی اور کچھ وصیت کرنے کی بھی حسرت و آرزو ہے تمکو اپنے پدر عالی منزلت کی خدمت مین جانا ضرور ہی اور یہان رہنا اچھا نہین ہی جملہ کلمات مذکور مرد بزرگ موصوف کہکے نظر سے غائب ہو گئے تھے اور جب ابو الحسن بیدار ہوا تھا متردد و متفکر تھا کبھی ارادہ کرتا تھا کہ موجب ارشاد بزرگ موصوف صاحب قران اکبر سے جا کر کہون کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ اسے ابو الحسن جوہر خبر بد صاحب قران کو دینا خلاف عقل ہی کیونکہ ارشاد مرد بزرگ کی اطلاع سے صاحبقران ذیشان کو ضرور ملال جانکاہ ہوگا غرض بعد فکر و غور کے ابو الحسن جوہر نے مصلحت وقت اسی مین دیکھی کہ صاحب قران کو ارشاد مرد بزرگ موصوف سے آگاہ نہ کرون آج جو صاحبقران اکبر نے خود دونون خواب بیان فرمائے ابو الحسن جوہر نے ارشاد مرد بزرگ سے اطلاع تو نہ دی مگر یہ عرض کیا کہ اے شہریار ذیوقار اصل تو یہ ہی کہ ہم سب ایک برس اور چند روز اس درجہ عیش و عشرت مین معروف و مشغول رہے کہ شاید کوئی شخص مثل ہم سب کے مشغول عیش و عشرت نہوا ہو کیونکہ ایک لمحہ بھی شغل میکشی اور رقص و نغمہ نازنینان خوبرو سے ہم سب کو فرصت نہین ہوئی قسم ہی خداوند عالم کی اب تو ہر وقت اور ہر لحظہ یہی دل چاہتا ہی کہ کسی طرح اپنے وطن کو جائین اتنا زمانہ گذرا کچھ حال شہنشاہ فلک بارگاہ اور ملکۂ عالم کا معلوم نہین ہوا دل ہر دم متفکر رہتا ہی اور ہر وقت خیال سلطان عالی مقام کا رہتا ہی اے شہریار عالی تبار میرے نزدیک تو اب یہی مناسب ہی کہ حضور فیض گنجور وطن کو تشریف لیچلین اب یہان عیش و عشرت مین مشغول نہون کیونکہ کثرت عیش و راحت سے دل بخوبی سیر ہو گیا ہے جسوقت یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سنی بے اختیار کہا اے برادر عزیز از جان ہم زمانہ دور روز سے نہایت متفکر اور متردد ہین از خود طبیعت گھبراتی ہے بزم عیش و عشرت اچھی معلوم نہین ہوتی دمبدم خیال وطن کا آتا ہے اور دل یہ چاہتا ہی کہ اپنے وطن کو برائے چندے جائین سلطان ابو الحسن یہ کلمات ملکہ نوبہار عالی صفات سے سنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ اب کثرت عیش و عشرت سے زنان عالیقدر بھی گھبرا گئی ہین اور یہ چاہتی ہین کہ کسی طرح اپنے وطن کو جائین سلطان ابو الحسن جوہر یہ خیال کر ہی رہا تھا دفعۃً درگہ سالار نے خدمت صاحبقران اکبر عالی منزلت والا مرتبت مین آکر عرض کیا کہ اسوقت جناب حکمت مآب عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت آئے ہین صاحب قران فلک بارگاہ خبر تشریف آوری استاد عالیوقار کی سنکے دروازہ محلسرا تک واسطے استقبال کے تشریف لائے اور بعد تکریم و تعظیم حکیم صاحب کو اپنے ہمراہ حرم سرا مین لائے اور ایک مقام صدر پر بٹھایا۔ حکیم قسطاس الحکمت نے اول حال مزاج صاحب قران اکبر پوچھا بعدہ جملہ خواتین عالی مرتبہ کی مزاج پرسی کی اور ازحد مہربانی فرمائی خصوصاً ملکہ نوبہار گلشن افروز پر زیادہ تر نوازش بزرگانہ کی جب حکیم صاحب خواتین پر الطاف

وہ مہربانی فرما چکے اُسوقت صاحب قران ذیوقار نے اپنے اُستاد عالی منزلت سے بقصد ادب یہ کہا کہ جناب عالی مین دو دن سے نہایت متردد و متفکر ہون خود بخود دل پر ہجوم ملال رہتا ہے اور سبب اسکا کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے علاوہ اسکے میخانہ مین ایک قطرہ شراب کا نہین رہا ہر چند کہ شراب بکثرت تھی نہین معلوم کیا ہو گئی اور کون لیگیا بعد اسکے دونون خواب جو دیکھے تھے وہ بھی بیان کیے اور تعبیر دونون خواب کی پوچھی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای صاحب قران ذیشان مطلق تردد نہ کرو لیکن بعجلت اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور امور سلطنت مین مصروف ہو کیونکہ ہمکو علم نجوم وغیرہ سے ثابت ہوتا ہو کہ اب شہنشاہ اسمعیل ذیجاہ کی مدت حکومت و سلطنت تمام ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ فی الحال سلطان [illegible] قدر کے ہوش و حواس خمسہ بجا اور درست نہین ہین سوا اسکے تمھاری عشرت و انبساط کی مدت بھی ختم ہو گئی ہے کیونکہ وہ آب وافی ہدایہ جو تمنے عالم خواب مین اُن بزرگون سے سنی ہین صاف اُسنے ظاہر ہوتا ہے کہ تمھارا زمانہ عیش منقضی ہو گیا اور اسوجہ سے قصر اخضر کی رونق جاتی رہی ہے اور مثل عمارت متعارفہ کے نظر آتا ہے اور شراب طلسم بھی میخانہ سے غائب ہو گئی ہے کیونکہ زمانہ جشن کے واسطے شراب طلسمی مہیا ہوئی ہے جب ایام جشن منقضی ہوے طلسمی شراب بھی نابود ہو گئی اے شہریار ہر چند کہ ایام عیش و عشرت گذر گئے لیکن ہمکو بعلم رمل و نجوم وغیرہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ فی الحال بعوض ایام عیش و عشرت گذشتہ کے تمکو ایک ایسی خوشی ہوگی کہ نہایت ہی خوش ہو گے پس تمکو لازم ہو کہ بہر حال شکر خدا کرو شاہزادہ ذیوقار نے کہا اے اُستاد عالی منزلت تعجب کا مقام ہو کہ سوا اے شراب طلسمی کے اور جملہ سامان عیش و راحت اُسی طرح مہیا اور موجود ہین غیر اگر ایک شراب طلسمی مفقود ہو گئی تو کچھ مضائقہ نہین ہے الطاف خدا سے خواتین خورشید جمال و ازواج بیمثال ہر لحظہ اور ہر ساعت میرے روبرو ہین علاوہ اسکے جملہ سامان عشرت یعنی دولت و حشمت اور فوج ظفر موج بیحد و احصا ہے مین خیال کرتا ہون کہ مثل میرے شاید یہ دولت اور شوکت کسی بادشاہ روے زمین کو ممکن نہوئی ہوگی اور یہ مجھکو خدا سے امید ہو کہ تا حیات میرے یہ جملہ سامان شوکت و حشمت اسی طرح رہینگے حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت یہ صاحب قران آفاق گیر سے سُنکے ساکت رہے اُسوقت صاحب قران اکبر نے کہا اے اُستاد عالی صفات آپ نے کچھ جواب نہ دیا ظاہرا ثابت ہوتا ہو کہ یہ تقریر میری محض بیکار ہی قابل جواب نہین ہی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے فرزند دلبند جو کچھ تمنے کہا بجا ہو اور بیکار و فضول ہرگز نہین ہے مگر مین مجبور ہون کہ مجھکو اس معاملہ مین ایک حکم خاص پہونچا ہے اُسوقت اُسکو بیان کرنا مناسب نہین جانتا ہون اور کچھ عجب نہین ہو کہ تمھین بھی کوئی حکم جلد تر پہونچے صاحب قران اکبر اور حکیم قسطاس الحکمت ابھی اسی گفتگو مین تھے کہ ناگاہ پس پشت سے کسی نے کہا السلام علیکم اے نور نظر پارۂ جگر بنصرت قرین شاہزادہ معزالدین مرا اے عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت بمجرد سننے اس آواز کے صاحب قران اکبر متحیر و متردد ہوے اور جانب حکیم قسطاس الحکمت دیکھنے لگے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای فرزند ارجمند بعجلت براے تعظیم اٹھو اور تسلیم کرو اور سلام کا جواب دو

تم آگاہ نہیں ہو کہ یہ صدا کس بزرگ عالی منزلت والا مرتبت کی ہے ای شاہزادہ ستودہ صفات واقف ہو کہ یہ آواز تمہارے جد عالیوقار اور تمہاری والدہ معظمہ کے جد امجد سید رکن الدین تشریف لائے ہیں اُنکی ہے یہی بزرگ فقط تمہارے دودمان کے باعث عزت و شرف ہیں انھین کی نوازش بزرگانہ سے تمہارے خاندان کی رونق ہوئی اور یہی بزرگ عالیوقار بندہ خاص پروردگار تمہارے حشمت و دولت و حکومت و سلطنت کے باعث ہیں فی الحال جو کچھ فرمائیں اچھی طرح سننا اور بالراس والعین قبول کرنا ہرگز خلاف ارشاد نہ کرنا یہ کہکر حکیم قسطاس الحکمت واسطے تعظیم کے اُٹھے اور جب صاحب قران اکبر بھی بہر تعظیم کھڑے ہوے اور جواب سلام دیا اُسوقت بہ تعجیل و عجلت حکیم قسطاس الحکمت نے چیزین خوشبو کی مثل عنبر و مشک و اگر وغیرہ کے روشن کین خوشبو تمام قصر مین پھیلی دوبارہ یہ صدا آئی کہ اے نور نظر لخت جگر فہم و فراست قرین معز الدین تمکو معلوم ہو کہ جو الطاف و کرم خداوند عالم نے تمہارے جد و آبا پر کیے ہین اُنکا شکر کسی طرح ممکن نہین ہو کہ بجا لائین خصوصًا جو تمپر الطاف بیشمار خالق لیل و نہار نے کیے ہین کیا مجال کہ شکر و صفت پروردگار کر سکین سعدی

اگر ہر موے تن باشد زبانم	کہ نتوانم کہ توصیفش برانم

ای فرزند دلبند آگاہ ہو کہ بعد جناب سلیمان علیہ السلام کے یہ شان و شوکت و حشمت خورشید تاج بخش جد عالی تبار ملک شمسہ تاجدار اور اُنکے برادر خورد بدر منیر کو خالق شمس و قمر آفرینندہ جن و البشر نے عنایت کی تھی یا تمکو یہ مرتبہ ورتبہ عالم و عالمیان نے مرحمت فرمایا ہے لیکن اے فرزند صاحب دانش تمکو لازم ہو کہ اس دولت و ثروت پر غرور نہ کرو کیونکہ یہ سب حشمت تمکو سرزمین طلسم مین حاصل ہوئی تھی اس مال و دولت کو عارضی خیال کرو کیونکہ پردۂ دنیا پر سلاطین ہفت کشور اس مال و متاع کی کچھ حقیقت نہ سمجھین گے اور مطلق خیال مین نہ لائینگے کیونکہ حق تعالے نے جہان مین بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم صاحب اقتدار خلق کیے ہین ہان اس مال و منال کو اور ثروت کو فقط یہین کے سلاطین جو فی الحال جبل اعلی مین تمہارے تابعدار اور فرمانبردار ہین اچھا جانتے ہین علاوہ اسکے اگر تم اس مال و اسباب طلسمی کو پردۂ دنیا پر لیجاؤ گے اور سلاطین جہان اس خبر کو سنینگے یقین ہے کہ اس مال و اسباب کے واسطے لشکر کشی کرینگے اور آمادہ جنگ ہونگے جسوقت تم سے اور انسے جنگ و جدال ہوگی ہزارہا بندگان خدا دونون طرف قتل ہونگے اور ان سب کا خون ناحق مفت تمہاری گردن پر ہوگا علاوہ اسکے تمہاری جان کا بھی خوف ہو پس میرے نزدیک بہتر اور مناسب یہ ہو کہ پہلے تم فلان موضع مین کہ لب دریا زیر حصار عجائبات حکیم ارسطو واقع ہے ہمراہی جملہ شاہان نامدار جو فی الحال موجود ہین جاؤ اُس موضع مذکور کے قریب ایک جزیرہ کلان ہو اُسی جزیرہ مین تمام شاہان عالیوقار اور امراے نیک کردار موجودہ طلسم کو بلکہ جملہ خرد و کلان طلسم کو فراہم کرو جب کل ساکنان طلسم اُسجگہ موجود اور مجتمع ہو جائین اُسدم غذاے لطیف تیار کر کے سب کی دعوت کرنا اور ہر ایک سے بالطاف و نوازش پیش آنا بعد دعوت و ضیافت کے اس مال و اسباب کو جو تمنے طلسم بیضا اور طلسم ارسطو اور طلسم سبع سباع سے

پایا ہی مانند بارگاہ سپہر اساس وکتاب مہتر توفیق عیار جواب ابو الحسن جوہر کے پاس ہی اور تمام مال و اسباب طلسمی کنارۂ دریا رکھنا اور کنارہ دریا کھڑے ہوکر اس اسم جلیل کو اتنی مرتبہ پڑھکر جانب کشتی ودریا دم کرنا اُسوقت برکت اسم بزرگ ایک مرد بزرگ مع کشتی دریا سے ظاہر ہوگا اور کشتی کو کنارہ دریا لائیگا اُس کشتی پر کل اسباب طلسم رکھدینا لیکن الآت حرب سے دو چار خنجر اور تلوار اسباب طلسم سے نکال لینا اور اپنے پاس رکھنا بعدہ تمام مال و اسباب اُس مرد بزرگ کے سپرد کردینا وہ مرد بزرگ کشتی کو درمیان دریا لیجائیگا اور سب کے سامنے ڈبو دیگا اسدم جملہ ساکنان طلسم مال ومتاع ہر سہ طلسم کو دریا برد ہوتے دیکھکر اسباب ومال مذکور سے ناامید ہو جائینگے اور ہر ایک کو یاد او رخیال رہیگا کہ ہر سہ طلسم کا مال و اسباب دریا مین غرق کردیا گیا بعد غرق ہوجانے جملہ اسباب طلسم کے جمیع سلاطین ذیوقار و نامدار کو بعد عذر رخصت کرنا تاکہ وہ سب اپنے اپنے وطن کو جائین بعدہ جمیع مردمان فوج کو جو ساکنان طلسم اور پردۂ قاف مین بخوشی اجازہ دینا کہ وہ اپنے اپنے مکان اور مقام سکونت کی طرف جائین بعد اسکے تم جسقدر فوج لیکر یہان آئے تھے صرف وہی فوج لیکر اپنے وطن کو جاؤ اور جسطرح کہ مردمان لشکر اور سلاطین کو رخصت کرو اسی طور سے پریزادان طلسم اور پردۂ قاف کو بھی رخصت کرو بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے خواتین سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجاؤ جس وقت صاحب قران اکبر نے تقریر مذکور سید رکن الدین شہید کی بخوبی سنی از حد رنج ہوا اور ایک ساعت تک خاموش کھڑے رہے یکایک پھر سید رکن الدین شہید نے اسطرح فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تم مفارقت پریزادان طلسم سے رنجیدہ اور مغموم نہو نازنینان مسطور سے اور تم سے ملاقات اکثر ہوا کریگی اس سے مطمئن رہو کیونکہ عجائبات روان کے وسیلہ سے نازنینان طلسم سے تم ملاقات کرتے رہوگے جسوقت صاحب قران اکبر نے عجائبات روان کا نام سُنا عرض کیا جنابعالی مین عجائبات روان سے مطلق آگاہ نہین ہون کہ وہ کیا شی ہے اور کہان ہے کیونکر اُسکے ذریعہ سے مین ازواج سے ملاقات کرتا رہونگا امیدوار ہون کہ اُسکی حقیقت اور کیفیت سے کماحقہ مجھکو اطلاع دیجیے شہید موصوف نے یہ کلام صاحب قران عالیمقام کا سُنکے ارشاد کیا اے فرزند دلبند اگر عجائبات روان کی حقیقت پوچھتے ہو تو ابو الخیر جنی سے پوچھ لو وہ بیان کردیگا اگر ابو الخیر جنی یہ عذر کرے کہ مین عجائبات روان سے واقف نہین ہون تو اس سے کہنا کہ اے ابو الخیر اگر تم عجائبات روان سے فی الحقیقت ماہر نہین ہو تو اب واقف ہو کہ تمھارے گھر کے صحن مین فلان شجر ہے اور اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ دفن ہے ابھی جاکر مقام بیخ درخت مذکور سے صندوقچہ مسطور نکالکر ہمارے پاس لاؤ جسوقت ابو الخیر جنی صندوقچہ مسطور تمھارے روبرو حاضر کرے اُسوقت تم اُس صندوقچہ کو واکرنا اُسمین ایک لوح تمکو ملیگی اُس لوح کو دیکھنا تمام حال عجائبات روان کا جسکو تحفۃ الغرائب بھی کہتے ہین لوح مذکور مین پڑھ لینا یہ تحفہ طلسمی ای فرزند تمھاری کئی پشت تک رہیگا پھر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ تمھاری اولاد کے خزانہ سے ایک مرد مکار بمکر و فریب لیجائیگا علاوہ عجائبات روان کے ای نور نظر لخت جگر جسقدر تمھارا دل چاہے زر و جواہر وغیرہ مال و اسباب طلسم سے لے لو کسی کو دے دو تمکو اختیار ہی اور ای فرزند خلاف

ارشاد حکیم قسطاس الحکمت کوئی کام نہ کرنا اور ہر امر مین حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ لینا جو یہ کہین وہی کرنا ہمنے یہ چند نصائح
تمکو واسطے تمھاری بہبودی اور بہتری کے کیے ہین اگر ہماری نصیحت پر عمل کروگے تو باعث بہتری ہوگا ورنہ بہت پچھتاؤگے
لو خدا حافظ و ناصر اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہین ع

مراد ما نصیحت بود گفتیم		حوالت با خدا کردیم و رفتیم	

السلام علیکم۔ صاحب قران اکبر نے جواب سلام دیا پھر آواز سید رکن الدین شہید کی نہ آئی صاحب قران اکبر اور حکیم
قسطاس الحکمت کو ثابت ہوا کہ شہید موصوف تشریف لیگئے بعد تشریف لیجانے سید رکن الدین شہید کے صاحبقران اکبر کو
ہرچند مفارقت ازواج سے اور غرق کرنے مال و اسباب طلسمی سے از حد صدمہ ہوا لیکن خلاف ارشاد سید رکن الدین
شہید کے عمل کرنا مناسب بھی نہ جانا المختصر طوعاً و کرہاً ارشاد سید رکن الدین شہید کو منظور کیا راوی کہتا ہو کہ شاہزادہ معز الدین
نے شہید مسطور سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اگر آپ اجازت دین اور ارشاد فرمائین تو قبل غرق کرنے مال و اسباب طلسم
کے جملہ شاہان موجودہ کو رخصت کردون سید رکن الدین شہید نے بجواب اسکے ارشاد فرمایا تھا کہ تمکو اختیار ہی لیکن جملہ
ساکنان طلسم کو غرق کرنے اموال طلسم سے اطلاع ضرور دے دینا القصہ صاحب قران اکبر نے ارشاد سید شہید موصوف
کو منظور کیا لیکن بخوشی قبول نہین کیا صدمہ و رنج حکم و ارشاد شہید موصوف سے از حد ہوا بعد رنج عظیم حکیم عالی منزلت
قسطاس الحکمت سے کہا ای استاد عالی وقار آپ نے بخوبی سُنا جو کچھ سید شہید نے مجھسے فرمایا بظاہر ثابت ہوتا ہی
کہ اب میرا زمانہ عیش و راحت کا گذر گیا اب ملاقات خواتین پریزاد سے بذریعہ عجائبات روان کے ہوا کریگی ہر وقت کی
صحبت اب نسوان پریزاد سے ممکن اور میسر نہوگی حکیم قسطاس الحکمت نے کہا ای صاحب قران ذیشان صدمہ و رنج نکرو
ہمکو بظاہر یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ حکم خاص تمھارے ہی لیے نہین ہوا ہو بلکہ دوسرون کے واسطے ہی خیر بہرحال صبر اور شکر کرو
اور لوح مین ملاحظہ کرو کیا مندرج ہی جو کچھ لوح مین عبارت لکھی ہو اُسکو گویا خط پیشانی تصور کرو اور بموجب تحریر لوح
عمل کرو خلاف اُسکے کوئی کام نہ کرو کہ اسی مین اب تمھارے حق مین بہتری ہو صاحب قران اکبر تقریر حکیم
قسطاس الحکمت کی سنا کیے اور کچھ جواب نہ دیا جسوقت نسوان پریزاد نے صاحب قران اکبر سے سید رکن الدین
شہید کا تشریف لانا اور نصائح کرنے کا حال مفصل سُنا بجز صاحب قران اکبر سے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور
ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن گہر وغیرہ اسقدر اشکبار ہوئین کہ ابر بہار شرمندہ ہوا
آخر بمجبوری لاچاری راضی برضاے الٰہی ہوئین اور طوعاً و کرہاً صبر کیا صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ خواتین عالیقدر
کو تسلی دے کر قصر اخضر کے باہر تشریف لائے اور بارگاہ معلے مین جاکر تخت پر بیٹھے اور ابو الخیر جنی کو طلب کرکے فرمایا
کہ اے ابو الخیر جنی عجائبات روان کو جلد ہمارے پاس لے آؤ کیونکہ ہمکو ہدایت ہوئی ہو کہ ابو الخیر جنی سے عجائبات
روان کہ تحفہ طلسم ہی طلب کرو اور اپنے پاس رکھو جس وقت ابو الخیر جنی نے صاحب قران اکبر کی یہ تقریر سنی از حد متحیر

ہوکر عرض کیا کہ اے شہریار ذیوقار قسم ہے پروردگار کی عجائبات روان میرے پاس نہین ہے بلکہ قبل اسکے نام بھی خاکسار نے نہ سنا تھا اسوقت حضور نے جو ارشاد فرمایا تو مین نام سے اُس تحفہ طلسم کے واقف ہوا اگر میرے پاس تحفہ مطلوب ہوتا تو فی الفور حاضر خدمت کرتا شاہزادۂ معز الدین نے کہا اے ابو الخیر اگر تم عجائبات روان سے واقف نہین ہو تو ہم اُسکا نشان تمکو دیتے ہین تمہارے مکان کے صحن مین ایک شجر چنار ہے اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ نیچے زمین کے مدفون ہے لہٰذا ابھی جاکر شجر مذکور کی بیخ کے برابر زمین کھودو اور وہ صندوقچہ نکالکر ہمارے پاس لے آؤ ابو الخیر جنی بموجب حکم صاحب قران اکبر اپنے مکان مین گیا اور موافق ارشاد صندوقچہ لیکر حاضر ہوا شاہزادۂ معز الدین ذیوقار نے اُس صندوقچہ کو وا کیا اُسمین سے ایک لوح ملی اور وہ لوح ایک ٹکڑے زمرد کی تھی اور کئی سطرین لوح مذکور مین تحریر تھین۔ جب صاحب قران ذیوقار نے لوح کی عبارت پر نظر کی مندرج تھا کہ اے صاحب طلسم سبع سیارع جسوقت ہمکو ثابت ہوا کہ تم عجائبات ارسطو کی سیر کرکے ادھر آؤگے اور طلسم بیضا کو توڑوگے اور اُس جگہ عیش کروگے اسواسطے ہمنے ایک چیز نایاب جہان یعنے عجائبات روان تمہارے لئے رکھدی اے شاہزادۂ نامدار آگاہ ہو کہ اس طلسم کو حکماے متقدمین و متاخرین نے بڑی محنت اور مشقت سے بنایا ہے اور اپنی صنعت و حکمت ہر ایک حکیم عالی منزلت نے صرف کی ہے حقیقت مین یہ ایک تحفہ عدیم المثال ہے اس سے چند در چند نیرنگ طلسمی عیان ہوتے ہین از انجملہ ایک نیرنگ ہوش ربا اور حیرت فزا یہ ہے کہ اگر طالب سے مطلوب اور پسر سے پدر اور برادر سے برادر جدا ہوکر غائب ہوگیا ہو اور اُسکا نشان کسی طرح معلوم نہوتا ہو اس عجائبات روان کے وسیلہ اور ذریعہ سے شخص گم شدہ ضرور ملجائیگا علاوہ اسکے اے شاہزادۂ ذیجاہ فلک بارگاہ اگر تمکو کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنا ہو جو تم سے از حد دور ہو اور جلد تر اُس شخص تک پہونچنا بہت دشوار ہو تو لازم ہے کہ اُس عجائبات روان کو جو مانند قرطاس کے اس صندوقچہ مین پیچیدہ ہے اور ایک حلقہ بیچ مین کاغذ کے ہے اُس حلقۂ مذکورہ مین ایک رسی بندھی ہوئی ہے تم اُس قرطاس کو وا کرنا اور ایک سرا رسی کا مکان کی چھت مین یا اور کسی مقام بلند پر لٹکانا جسوقت وہ قرطاس پیچیدہ وا ہوگا بصورت حجرہ ہوجائیگا اور وسعت اُس حجرے مین تین گز سے تین گز مربع ہوگی اے شاہزادۂ عالیمقام تم دروازہ سے اُس حجرہ مین جانا جب تم اس حجرہ مین داخل ہوگے چہار جانب اسماے پروردگار لکھے ہوے دیکھوگے اگر تمکو منظور ہو کہ ایک شخص سے ملاقات کرین تو اس اسم جلیل کو ہزار مرتبہ اُسی حجرے مین بیٹھکر پڑھنا اور اگر دو آدمیون سے ملاقات کرنے کو دل چاہے تو دو ہزار بار پڑھنا۔ اسی طرح جتنے آدمیون سے ملاقات کرنی منظور ہو اُتنے ہی ہزار اسم بزرگ مذکور کو ورد کرنا اور ہنگام پڑھنے کے زیر لوح ایک ظرف پانی سے بھرا ہوا رکھدینا اور ایک پرچہ قرطاس پر اُس آدمی کا نام لکھکر جس سے ملاقات کرنی منظور ہو آب ظرف مذکور مین ڈالدینا اور جب اسم بزرگ کے پڑھنے سے فرصت پانا اُس آب ظرف کو یکبارگی تمام و کمال پی لینا پھر

کیفیت قدرت خالق لیل و نہار جو آشکار ہوگی دیکھنا الحاصل بعد پڑھنے عبارت لوح کے شاہزادہ کامگار نے وہی لوح زمرد اپنے اُستاد حکیم فسطاس الحکمت کو دکھلائی اور جو مضمون کہ عبارت لوح کا تھا اُس سے حکیم صاحب کو آگاہ کیا اور یہ کہا اے اُستاد عالیوقار فقرۂ آخر عبارت لوح عجب طرح کا ہے مطلق میری عقل مین نہین آتا کہ بعد پڑھنے اسم کے کیا قدرت خدا ظاہر ہوگی اور کون مجھکو اُس شخص تک پہونچا ویگا جس شخص سے مجھکو ملاقات کرنی منظور ہوگی آپ مجھکو از راہ لطف بزرگانہ اس حال سے آگاہ فرمائیے حکیم فسطاس الحکمت نے کہا اے فرزند اسقدر کیون متحیر ہو یہ امر تو کوئی حیرت کا نہین ہے تم ابھی موافق ہدایت لوح کے عمل کرو اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرو جملہ اسرار تمپر ہویدا اور آشکار ہو جائینگے صاحب قران اکبر نے اپنے اُستاد سے یہ سُنکے اُسی دم تحفۃ الغرائب کو ایک ایوان مین روبروے ابوالحسن جوہر لٹکایا جسوقت تحفۃ الغرائب لٹکا چکے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک حجرہ بہت وسیع اور خوشنما ہے اور دروازہ اسکا کھلا ہوا ہے صاحب قران اکبر دروازہ حجرہ سے درون حجرہ تشریف لے گئے اور درمیان حجرہ مذکور کے لوح کو لٹکا دیا بمجرد لٹکانے لوح کے لوح مانند شمع روشن ہوگئی اور تمام حجرہ اُسکی روشنی سے پر نور ہوگیا اور جملہ نقوش اور خطوط جو اُس حجرہ کے چہار جانب تھے دکھائی دینے لگے شاہزادہ معز الدین نے بموجب ہدایت لوح ایک ظرف پانی سے بھر کے نیچے لوح کے رکھا اور ایک پرچہ کاغذ پر اپنے والد ماجد کے نام لکھکے اُس ظرف مین ڈالدیا اور نیت اپنے والد کی خدمت مین جانے کی کی بعد اسکے جو اسم بزرگ لوح مین پڑھا تھا وہی اسم جلیل بتعداد مذکور پڑھا جسوقت صاحب قران اکبر اسم بزرگ کو بتعداد معینہ پڑھ چکے فی الفور رنگ لوح سبز ہوگیا اور سایہ اُس لوح کا ظرف آب پر پڑا شاہزادہ معز الدین نے وہ ظرف اُٹھا کر کل پانی ایک مرتبہ پی لیا جسوقت پانی حلق سے اُترا صاحب قران اکبر ایسے بیخود اور بیہوش ہوے کہ بالکل حواس خمسہ بجا نہ رہے جب شاہزادہ معز الدین کو اُس بیخودی اور بیہوشی سے اچھی طرح افاقہ ہوا اور آنکھ کھلی اپنے تئین ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوے دیکھا صاحب قران اکبر کو نہایت حیرت ہوئی یکایک ایک مرد بزرگ سامنے سے ظاہر ہوا اور صاحب قران اکبر کو اُسنے سلام کیا صاحب قران نے سلام کا جواب دیا اور دریافت کیا کہ اے مرد بزرگ آپ کون ہین اور میرے پاس کیون تشریف لائے ہین اُس مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے صاحب قران عالیوقار مین اُس اسم جلیل کا مؤکل ہون جسکو آپنے پڑھا تھا اور تمھارے پاس فقط اسلیے آیا ہون کہ جو مطلب تمھارا ہو اُسکو بجالاؤن جہان کہو پہونچا دون جس شخص کو کہو ابھی لے آؤن شاہزادہ معز الدین نے کہا اے مؤکل اسم بزرگ میری تمناے دلی یہ ہے کہ مین جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین جاؤن اور قدمبوسی حاصل کرون پس بتعجیل تمام مجھکو میرے والد سلطان اسمعیل ملقب بقوت اللہ کی خدمت مین پہونچا دے جسوقت اُس مؤکل نے شاہزادہ معز الدین سے آرزوے مذکور سنی کہا کہ بہت بہتر ابھی تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچائے دیتا ہون ورنا تم اپنی آنکھین بند کر لو جب صاحبقران نے آنکھین بند کین اُس مؤکل نے صاحب قران اکبر کے بازو کو پکڑ اُٹھا لیا اور اُس کوہ سے جانب سلطان اسمعیل چلا

بعد ایک ساعت کے اُس موکل نے صاحب قران اکبر سے کہا کہ اب آنکھین کھولو جسوقت صاحب قران اکبر نے اپنی آنکھین واکین ملاحظہ کیا کہ مین اپنے والد کے ایوان مین ہون اور ایک جانب سے رونے کی آواز آتی ہے صاحبقران اکبر صدائے گریہ و بکا سُنکے نہایت متردد ہوے اور بیتابانہ اُس طرف روانہ ہوے جس جانب سے آواز رونے کی آتی تھی صاحب قران اکبر ابھی اُسجگہ نہین پہونچے تھے جہان سے آواز رونے کی آتی تھی ناگاہ خواتین حرم سرائے شاہزادہ معز الدین ذیوقار کو دیکھکر ایک شور کیا کہ شاہزادہ معز الدین آئے ہین جسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سنا کہ فرزند دلبند آیا ہی بے اختیار دوڑکر صاحب قران اکبر سے لپٹ گئین اور رونے لگین شاہزادہ معز الدین نے بعد آداب وتسلیم اپنی والدہ گرامی قدر سے باعث ہر ایک کے رونے کا دریافت کیا ملکہ عالیہ خاتون نے بیان کیا کہ تمھارے والد کا وقت آخری ہے اسوجہ سے سب روتے ہین جسوقت صاحب قران اکبر کو یہ حال معلوم ہوا کمال رنج ہوا اور روتے ہوے اپنے والد کے سرہانے آئے اور ملاحظہ کیا کہ والد ذیوقار شدت امراض سے بیہوش ہین اور ابو الغرائب برادر سلطان اسمعیل اپنے بھائی کی تیمارداری مین مصروف ہین شاہزادہ معز الدین نے اپنے عم بزرگوار کو تسلیم کی۔ ابو الغرائب نے شاہزادہ معز الدین کو اُٹھ کے سینہ سے لگایا یکایک سلطان اسمعیل نے آنکھین کھولین اور ہر طرف دیکھا جب شاہزادہ معز الدین نے اپنے فرزند کو دیکھا بے اختیار اشارہ سے طلب کیا اور سینہ سے لگالیا اور رونے لگے صاحب قران اکبر بھی اپنے والد کے سینہ سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگے جب سلطان اسمعیل شاہزادہ معز الدین کو پیار کر چکے اور سینہ سے لگا چکے اُسوقت اپنے فرزند دلبند شاہزادہ معز الدین سے کہنے لگے کہ ای فرزند ارجمند مین شکر کرتا ہون خداوند عالم کا کہ ہنگام رحلت مین نے تمکو دیکھ لیا میری مراد دلی بر آئی دعا میری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی کیونکہ قبل اسکے مین نے بصد نالہ درگاہ خدا مین یہ دعا کی تھی کہ اے پروردگار عالم مجھکو آرزو ہے کہ اس وقت آخر مین اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ معز الدین کو دیکھ لون اور اُس سے وداع ہولون اور جو کچھ کہ مجھکو اُس سے کہنا ہو کہہ لون ای فرزند مین یہ دعا کرکے بیہوش ہوگیا تھا ناگاہ ابھی عالم غفلت مین کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ اے سلطان اسمعیل خوش ہو کہ تیری دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی فرزند تیرا آیا ہے اُسے دیکھ لے ای نور نظر جب مین نے عالم غفلت مین یہ مژدہ جان بخش سُنا آنکھ کھولکر جو دیکھا تو تمکو اپنے بالین پر پایا اے نور نظر پارۂ جگر یہ تو کہو کہ تمھارا آنا اتنی دور سے کیونکر ہوا اور تمکو میرے حال سے کس نے خبر کی شاہزادہ معز الدین نے تمام کیفیت اپنے حاضر ہونے کی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی جب سلطان اسمعیل تمام حال اپنے فرزند کے آنے کا سُن چکے اُسوقت بدقت و دشواری مجلس سے باہر آئے اور دربار عام کیا جب سب ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ دربار مین حاضر اور موجود ہوے اُسوقت سلطان اسمعیل نے اپنے سر سے تاج شاہی اُتار کے جملہ خرد و بزرگ کے سامنے شاہزادہ معز الدین کے سر پہ رکھ دیا اور حکم کیا کہ سب چھوٹے اور بڑے

نذرین دین بموجب حکم سلطان اسمعیل ہر ایک خرد و بزرگ نے نذر دی بعد اسکے سلطان اسمعیل نے اپنے نور نظر پارۂ جگر کو
یہ وصیت کی کہ اے دلبند تمکو معلوم ہو کہ مین اس مرض لاعلاج سے جانبر ہونگا پس مین تمکو یہ وصیت کرتا ہون کہ بعد میرے
انتقال کے مصر پر ضرور لشکر کشی کرنا اور حتی الامکان فتح کر کے اپنے تخت مین لانا اور میری روح کو خوش کرنا کیونکہ مین نے
کئی مرتبہ ملک مصر پر چڑھائی کی لیکن کامیاب نہوا افسوس ہزار افسوس ملک مصر کی فتح کرنے کی حسرت میرے دل
سے نہ نکلی اور ایک یہی امید بر نہ آئی لیکن مجھکو یقین ہے کہ اگر تم ملک مصر پر لشکر کشی کروگے تو ضرور بہ یاوری اقبال فتح
کروگے الغرض بعد کرنے وصیت مذکور کے سلطان اسمعیل نے دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ کیا صاحبقران
اکبر نے غم پدر مین چاک گریبان کیا اور از حد گریہ کیا آخر بعد دفن کرنے سلطان اسمعیل کے تخت پر جلوس کیا وزرا اور اُمرا
وغیرہ نے نذرین دین صاحب قران نے بعد تخت نشینی کے سکہ اور خطبہ مین اپنا خطاب المعز الدین باللہ جاری کیا بعد اسکے
اپنے چھوٹے بھائی حیدر بن سلطان اسمعیل کو جو مختلف البطن تھا نیابۃً سریر سلطنت پر بٹھایا اور ابو الغرائب اپنے عم
عالی تبار کو عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا بعد اسکے اپنی مادر گرامی قدر سے عرض کیا کہ ای مادر ذیوقار اب مین برائے چندے
آپکے قدم مبارک سے جدا ہوتا ہون انشاء اللہ بہت جلد مع مال و زر اور فوج و لشکر حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرتا ہون
ملکہ عالیہ خاتون نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند اب میرا دل نہیں چاہتا کہ مین تمکو اجازت جانے کی دون صاحب قران اکبر
نے عرض کیا کہ مین بموجب آپکے فرمانے کے نجاتا لیکن بمجبوری جاتا ہون ملکہ عالیہ خاتون نے سبب



بمجبوری دریافت کیا۔ شاہزادۂ معز الدین نے سید رکن الدین شہید کی ہدایت مسطور مفصل بیان کی اُس وقت بدرجۂ
لاچاری ملکہ عالیہ خاتون نے اجازت جانے کی دی جب صاحب قران اکبر کو ملکہ عالیہ خاتون نے اجازت جانے کی دیدی

صاحب قران اکبر نے اُسی وقت ایک گوشہ مین بیٹھکر موافق ہدایت لوح اسم بزرگ مسطور باعداد معینہ پڑھنا شروع کیا جب صاحب قران اکبر اسم مذکور بتعداد معینہ پڑھ چکے وہمائیل موکل حاضر ہوا اور مستفسر ہوا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال اب مجھکو تمنے کیون طلب کیا ہے شاہزادہ معز الدین نے فرمایا کہ اے موکل اسم جلیل اسوقت مین نے تمکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ جلد مجھکو اُس حجرہ مین جسمین مین نے بیٹھکر اسم پڑھا تھا پہونچا دو وہمائیل نے کہا بسر وچشم بہت جلد اسی حجرہ مین پہونچائے دیتا ہون تم ایک لمحہ آنکھین بند کرلو صاحب قران اکبر نے آنکھون کو بند کیا وہمائیل نے اُسی طرح بازو پکڑکر زمین سے اُٹھایا اور لیچلا بعد ایک ساعت کے موکل نے کہا اب آنکھین کھولو صاحب قران اکبر نے جو آنکھین کھول کر دیکھا تو اُسی حجرہ کاغذی مین اپنے تئین پایا لوح زمرد کو حلقہ سے جدا کیا اور تحفۃ الغرائب کو پیچیدہ کرکے سلطان ابو الحسن جوہر کے حوالے کیا حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت بھی تین دن سے شاہزادہ معز الدین بلند اقبال کے انتظار مین دروازہ حجرہ کاغذی پر تشریف رکھتے تھے اور جملہ سلاطین وامراو رفقا یہ جانتے تھے کہ صاحب قران ذیجاہ عجائبات روان کی سیر کر رہے ہین القصہ بعد مدت سہ روز صاحب قران ذیشان اُس حجرہ کاغذی کو پیچیدہ کرکے اور ابو الحسن کو دیکے باہر آئے اور اپنے اُستاد ذیوقار کو تسلیم کی حکیم قسطاس الحکمت نے بعد تعزیت سلطان اسمعیل تہنیت تخت نشینی کی دی شاہزادہ معز الدین ذیوقار نے کل کیفیت وصیت انتقال والد مغفور پیش حکیم قسطاس الحکمت بیان کی جسوقت یہ خبر ملال اثر قصر اخضر اور قریہ فردوس مین ہر ایک نے سنی سب ساکنان قریہ فردوس واسطے تعزیت کے صاحب قران اکبر کی خدمت مین آئے اور سب نے رسم تعزیت ادا کی بعد اسکے صاحب قران کشور گیر تخت پر بیٹھے اور کئی دن بعیش وعشرت بسر کیے یکایک بمصلحت پروردگار یادری ایڈروس اور ابو عامر پدر عالی قدر ملکہ شمسہ تاجدار مرض الموت مین مبتلا ہوئے آخر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے انتقال کیا بعد تین دن کے یادری ایڈروس نے بھی رحلت کی۔ القصہ بعد گذرنے زمانہ تعزیت ابو عامر و یادری ایڈروس کے صاحب قران اکبر قصر اخضر مین آئے اور تمام نسوان پریزاد سے کہا کہ اب تم سب پردہ قاف کو روانہ ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ہجر صاحب قران اکبر مین حال اپنا ابتر کیا اور رو کر کہا اے شہریار لاچار ہون کہ سوائے بجاآوری حکم بانیان طلسم کے کوئی چارہ نہین ہے اور کسی طرح خلاف حکم کر نہین سکتی ہون اسوجہ سے مجبور ہون ورنہ مین کسطرح جاتی کیونکہ مجھکو ایک ساعت بھی تم سے جدا ہونا منظور نہین ہے اور انجام اس مفارقت کا اچھا نظر نہین آتا کیونکہ مجھکو یقین ہے کہ مین صدمہ مفارقت کسی طرح اُٹھا نہ سکونگی جلد تر مجھکو شعلہ آتش فراق مثل شمع کے گھلا دیگا درد ہجر ایک روز میری جان لیگا جلدی گلشن حیات پر میرے خزان آئیگی روح میری مانند بوے گل باغ جہان سے جانب گلشن ارم جائیگی اے شہریار اب یہ تو ارشاد کیجیے کہ اگر میرا دل تمھارے دیکھنے کے واسطے بیتاب وبیقرار ہوگا تو کسطرح تمھارے پاس آؤنگی اور کیا کہا اپنے دل مضطر کو سمجھاؤنگی صاحب قران اکبر ملکہ گلشن افروز کی بیقراری اور اشکباری دیکھکر

از حد مغموم و ملول ہوے اور ضبط گریہ و بکا کر کے کہنے لگے ای خاتون ذی وقار اسقدر بیتاب و اشکبار نہو اور میری مفارقت مین
اپنا حال اسدرجہ پریشان نکرو قسم ہی خداوند عالم کی مجھکو بھی تمھاری مفارقت بلکہ جملہ ازواج کی فرقت کسی طرح گوارا نہین ہی اور
یہ دل نہین چاہتا کہ ایک دم بھی اپنے سامنے سے کہین جانے دون ای خاتون من قبل ارشاد سید رکن الدین کے مین نے
اپنے دل مین ارادہ مصمم کیا تھا کہ جملہ ازواج کو اپنے وطن مین لیجاؤنگا مگر اب مجبور ہون خلاف حکم کر نہین سکتا خیر اب جسطرح
ممکن ہو مفارقت اختیار کرو اور میری طرف سے بخوبی مطمئن رہو اگر چاہا خداوند عالم نے تو کبھی کبھی مین تمھارے پاس
آیا کرونگا اور اکثر اپنے پاس تمکو بلایا کرونگا کیونکہ تحفۃ الغرائب بانیان طلسم نے فقط اسی لیے مجھکو مرحمت کیا ہی
کہ اسکے ذریعہ سے مین تم سے ملاقات کیا کرون الغرض اسی طرح صاحب قران گردون سریر نے ہنگام رخصت ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا کو بھی مطمئن کیا قصہ کوتاہ پہلے ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ
معز الدین سے رخصت ہوکر پردۂ قاف کو گئین اور ہمراہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا اور ملاحت پری بھی
جانب پردۂ قاف اپنے وطن کو روانہ ہوئین بعد جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا و ملاحت پری کے
ملکہ ناطقہ روشن بیان نے صاحب قران عالیمقام سے رخصت طلب کی صاحب قران گردون وقار نے اپنے استاد
سے ملکہ ناطقہ کے باب مین پوچھا کہ اسے جناب ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی رخصت کرون یا اپنے پاس رہنے دون حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ ای شہریار عالیوقار میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ بالفعل ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی
رخصت کرو کیونکہ ممالک طہورستان بعد زائل ہونے آثار طلسم کے وسعت مین مثل ملک مصر کے رہگئی ہین اور وہ جو تمنے
ہنگام سیر طہورستان بغاوت کرنا حکام چارگانہ طاقی شاہ وغیرہ کا اور خروج کرنا بیشہ آدم خوار کا دیکھا تھا اب بالکل نہوگا کیونکہ
وہ سب علامت طلسمی تھی زائل ہوگئی اب بعد انتقال سلطان روح الملک کے ملکہ ناطقہ روشن بیان اُس ملک کی
سلطنت کریگی اور چارون حکام سرحد مانند بادشاہان متعارف کے اطاعت مین سلطان الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
کے رہینگے مگر کئی ملک مانند صورت پرستان اور آئینہ داران اور عشیہ وغیرہ باوجود زائل ہونے آثار طلسمی کے پریزادان
طلسم کے مسکن رہینگے اور ان شہرون پر اور کسی کا قبضہ نہوگا اور کسی بنی آدم کا سواے تمھارے وہان گذر نہوگا کیونکہ بوجہ
پیچیدگی راہ اور گرداگرد ہونے کوہہاے بلند و مرتفع کے مقامات مذکور الصدر نظر بنی آدم سے مخفی اور پوشیدہ رہینگے علاوہ
اسکے حصار طلسم بھی ابھی تک موجود ہی اور عمر حصار ابھی بہت ہی اسوجہ سے بھی کوئی فرد بشر وہان جا نہین سکتا اور سلطان
روح الملک اور اُسکی اولاد و اقربا سے اب کوئی مقامات مسطور سے باہر آ نہین سکتا المختصر بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت
صاحب قران عالی منزلت نے ملکہ ناطقہ سے اقرار کیا کہ جب ہم ملکہ نوبہار کے ملک مین جائینگے تمھارے پاس بھی ضرور آئینگے
یا ہم پہلے تمھارے ملک مین آئینگے اور ملکہ نوبہار کو وہین بلائینگے بعد عہد و پیمان کرنے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے صاحبقران
اکبر نے ملکہ صبح روشن گہر سے بھی یہ عہد کیا کہ ای ملکہ تم بھی مطمئن رہو انشاء اللہ ہم شہر یاقوت نگار مین ضرور آئینگے اور کبھی

تک تمھارے گھر مین رہینگے ناظرین نکتہ بین پر ظاہر ہو کہ یاقوت نگار وغیرہ مقامات بھی باطن طلسم مین واقع ہوے ہین
مانند مقامات مذکورالصدر پریزادان طلسم کے جاے قیام و سکونت و مسکن ہونگے ہرچند کہ آثار طلسمی زائل ہو گئے ہین لیکن
بوجہ کثرت جبلہاے سربلند اور راہ سخت و پُرعیب و پُرخوف دشوار گذار کے کہ کسی بشر مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہے کہ مقامات
مسطور تک جا سکے سواے صاحبقران اکبر کے لیکن مقامات ظاہر طلسم مانند سبع سباع وغیرہ جو اُسی طرح موجود ہین وہ
جملہ مقام شہر فردوس سے تعلق رکھتے ہین اور اُن مقامون مین بنی آدم وغیرہ رہتے ہین اور ایک شہر سے دوسرے
ملک تک براحت و آرام خاص و عام جا سکتے ہین اور مقامات باطن طلسم مین بجز پریزاد کوئی رہ نہین سکتا اور نہ کوئی جا سکتا ہے
الحاصل ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ روشن گہر و گوہر بزم افروز پری و ملکہ رنگ افروز وغیرہ نسوان پریزاد بعد نالہ و فغان
صاحبقران سے رخصت ہوئین اور اپنے اپنے وطن اور مسکن کی طرف چلی گئین بعد روانہ ہونے نسوان مسطورہ کے
صاحبقران گردون سریر بارگاہ معلی مین آئے اور تخت پر بیٹھے ناگاہ شاہزادہ جمیل وغیرہ شاہزادگان پریزاد بھائی
صاحبقران ذیشان کے جو سلطان ابو القاسم محمد مہدی و شاہزادہ ذو الفقار قائم الملک کی نسل سے تھے روبرو
صاحبقران آئے اور تحفجات مثل مروارید آبدار و صاف نذر دیے اور کہا اے برادر گرامی قدر و ذیشان اب ہم بھی آپ سے
جدا ہوتے ہین اور اپنے وطن کو جاتے ہین لیکن امیدوار ہین کہ جب آپ پردہ قاف مین آئین ہمارے ملک مین بھی
تشریف لائین اور چند روز قیام فرمائین ہرچند کہ تصدیع کمال ہوگی مگر آپکا تشریف لانا موجب ہمارے شرف و افتخار کا ہوگا
صاحبقران اکبر نے شاہزادگان مسطور سے اقرار اپنے آنے کا کیا اور سب کو علی قدر مراتب خلعت و زر و جواہر دے کر
جانے کی اجازت دی شاہزادگان مذکور بعد شوکت و حشمت طرف پردہ قاف روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ شاہزادگان
پریزاد نے قبل روانہ ہونے کے صاحبقران سے کہا تھا کہ ہماری تمناے دل یہی تھی کہ تاحیات آپ ہی کے پاس رہین
اور ایک دم آپ سے علیحدہ نہون لیکن افسوس ہے کہ آپ نے ہمکو رخصت کر دیا اور اپنے ہمراہ نہ رکھا صاحبقران اکبر
نے اُنسے فرمایا تھا کہ اے برادران وافر تمیز مین بقسم کہتا ہون کہ میری بھی یہی آرزوے دلی تھی کہ جملہ خاص و عام کو جو مجھ سے
تعلق رکھتے ہین سب کو اپنے پاس رکھون اور کسی کو جدا نہ کرون لیکن سید رکن الدین شہید کے فرمانے سے مجبور و لاچار
ہون پریزادان طلسم کو اپنے وطن نہین لیجا سکتا اور اگر سید شہید موصوف مقدمہ پریزادان طلسم اور پردہ قاف مین
مجھکو یہ تاکید نہ کرتے کہ سب کو رخصت کر دو تو اے برادران سعادت نشان میرا یہ ارادہ تھا کہ لشکر قہار اور فوج بیشمار
پریزادان پردہ قاف وغیرہ کے لیکر اپنے وطن کو جاؤن اور مشرق سے مغرب تک جملہ ممالک اپنے قبضہ و تصرف مین
لاؤن اور نام کفر بھی پردہ دنیا پر نہ رکھون مگر ارشاد سید شہید موصوف سے مجبور ہو گیا ہون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے
مقدر مین فقط اتنی ہی ملک گیری تھی اب حکم کشورستانی شاید نہین ہے یقین ہے کہ بعد میرے گل بستان حدیقہ نبی و نور چشم
بتول و علی باعث بقاے حیات مہدی آخر الزمان امام عالی مقام صلواۃ اللہ علیہ السلام ظہور فرمائینگے اور کفر کو اس جہان سے

دور کرینگے اور جملہ کفار کو قتل کرینگے مشرق سے مغرب تک اُنکا عمل ہوگا ہر ایک مسلمان اُنسے بیعت کریگا غرض خداوند عالم
نے تسخیر جہان مہدی آخر الزمان کی ذات ستودہ صفات پر موقوف و منحصر رکھی ہے اور میری کشورستانی صرف اتنی ہی تھی
جو ہوچکی اے برادران نیک اطوار مین اسی کشورستانی کا شکر درگاہ خدا مین کر نہین سکتا المختصر صاحب قران ذیجاہ
فلک بارگاہ نے پہلے شاہزادگان مسطور کو رخصت کیا بعدہ شاہزادۂ مرزبان کو مع شاہزادۂ غوجان خلعت پذر دیگر
رخصت فرمایا پھر شدید الشداد کو دیار بکر و ملک ربیعہ مرحمت کرکے مع منورہ بانو رخصت کیا اور الواح بن النوم کو شدید الشداد
جوان پہلوان ہے کے ساتھ روانہ کیا بعد رخصت ہونے شدید الشداد کے شاہزادۂ معز الدین ذیوقار نے پنجاہ سلاح طلسمی جنکا
مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہ تھا سمعاج اژدر در کو عنایت کرکے رخصت فرمایا اور حکومت دیار دیلم بنام سمعاج مسطور تحریر
کردی بعد جانے سمعاج اژدر در کے صاحب قران اکبر نے نجاشی شاہ حبش کو ایک سو سلاح مثل شمشیر و خنجر وغیرہ جو بےمثل
و بےعدیل تھے دیے اور سیدی اسلم اور سیدی سالم کو کہ رفقاے دیرینہ نجاشی تھے ساتھ نجاشی شاہ حبش کے
کردیا اور کئی شہر ممالک نجاشی شاہ حبش سے سیدی اسلم و سیدی سالم کے نام مندرج فرمائے اُسوقت البطال زنگی
نے دست بستہ صاحب قران اکبر سے عرض کیا حضور خوب جانتے ہین کہ یہ عبد ذلیل کوئی اولاد نہین رکھتا لہذا چاہتا ہون
کہ حضور اسلم نوجوان کو میرے ہمراہ کردیجیے تاکہ یہ خاکسار ذرۂ بےمقدار اسلم نیک کردار کو اپنا فرزند تصور کرے شاہزادۂ
معز الدین نے بموجب آرزوے البطال زنگی اسلم سعادت نشان کو ساتھ البطال مسطور کے کردیا بعد رخصت ہونے نجاشی
و سیدی اسلم کے البطال زنگی بھی مع اسلم و زنگاوہ زنگاری پوش بفوج و لشکر اپنے وطن کو گیا بعد رخصت ہوئے البطال
زنگی کے صاحب قران اکبر نے سیدی مسعود و سیدی عبداللہ و سیدی سالم دیگر کو ممالک زنگبار یعنی سلطنت القیموس
زنگی مرحمت کرکے رخصت کیا اور امیر جلیل الدین ذیوقار کو ملک بیادین مسقطی عطا فرمایا اور علاوہ ملک مذکور کے ایکسو
سلاح نادر دیے اور آذرشاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ کو بھی ایک ایک سو سلاح تحفہ اور جواہر گرانبہا دےکر سب کو
رخصت کیا ہر سہ شاہان مذکور اپنے اپنے ملک کو گئے بعد اسکے شاہزادۂ معز الدین فلک وقار نے حکومت جبل علےٰ و شہر فردوس
و جبل الصفا و خلالان کو جملہ منازل طلسم سبع سباع و اکثر مقامات طلسم بیضا کے جہان بنی آدم رہتے تھے اپنے بھائی عزیز القدر
شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کو تفویض فرمائے اور حکمنامہ حکومت مسطور اپنے دستخط اور مہر سے مزین کرکے شاہزادۂ ابراہیم بن
حیدر کے حوالہ کیا اور اپنے سامنے تخت سلطنت فردوسیہ پر بٹھایا اور سلطان الملک ابراہیم خطاب دیا اور ابوالمکارم
ذیجاہ کو منصب وزارت دےکر سرفراز فرمایا اور حمید زرافشان کو داروغگی شہر فردوسیہ عنایت فرمائی اُسوقت شاہزادۂ ابراہیم بن
حیدر نے عرض کیا کہ اے صاحب قران کشورگیر گردون سریر جب آپ بذریعۂ عجائبات روان جملہ خاص و عام کو جو آپ سے
تعلق رکھتے ہین طلب کرسکتے ہین اور خود بھی اُنکے پاس جاسکتے ہین پس مین بھی چاہتا ہون کہ حضور مجھکو گاہ گاہ سرفراز فرمائین
اور کبھی اپنی خدمت فیضدرجت مین طلب فرمائین شاہزادۂ معز الدین ذیشان نے فرمایا اے برادر ذیجاہ تم ہر طور مطمئن ہو جب

ہم کسی بادشاہ قاف وغیرہ سے ملاقات کرینگے سب کے پہلے تم سے ملاقات کرینگے جب صاحب قران اکبر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر سے عہد وپیمان کر چکے اور خاموش ہوے اُسوقت عمران بن جلید نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ پر ظاہر وآشکار ہی کہ میرا کوئی پسر نہین ہے جو بعد میرے وارث تاج وسریر سلطنت ہو لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ فرمان حکومت ملک عمرانیہ میرے خویش سلطان ابوالحسن جوہر کے نام تحریر کردین شاہزادۂ معزالدین نے بموجب آرزوے عمران بن جلید اُسی دم فرمان حکومت شہر عمرانیہ بنام سلطان ابوالحسن جوہر لکھدیا الغرض بعد جانے شاہان مسطور کے شاہزادۂ معزالدین نے خدام کو حکم کیا کہ بارگاہ معلے کو لپیٹو اور ایک خیمہ مختصر استادہ کرو خدام حکم صاحب قران اکبر فی الفور بجالائے صاحب قران عالیوقار خیمہ مذکور مین تشریف لائے اور جملہ مال واسباب ہر سہ طلسم مع بارگاہ معلے ایکجا فراہم کر کے کنارہ دریاے مسطور آئے اور کشتی پر سوار ہو کر جزیرے مغاف مین جسکا بیان قبل اسکے کیا گیا ہی یعنے یہان سید رکن الدین شہید نے فرمایا تھا پہونچے اور ہر قسم کا طعام لذیذ تیار کرایا اور جملہ خاص وعام کو جو اُسوقت موجود تھے کھلایا اور بخوبی سب کی دعوت کی بعد دعوت کرنے جملہ مردمان ہمراہی کے صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے کہا اے اُستاد عالیوقار آج مجھکو یہی بہتر اور مناسب معلوم ہوا کہ پہلے شاہان بیگانہ کو اُنکے ممالک کی طرف روانہ کرون بعدہ موافق حکم وہدایت اس جزیرہ مین مع مال واسباب طلسم آؤن اور باقیماندہ خاص وعام کی دعوت کرون اے اُستاد عالی منزلت اگر مین پہلے شاہان بیگانہ کو رخصت نہ کرتا اور وہ اُسوقت یہان موجود ہوتے اور جب مال واسباب طلسم غرق ہوتا اور وہ دیکھتے تو مجھکو ایک طرح کی شرمندگی ہوتی اسی وجہ سے مین نے اُسدن سید رکن الدین شہید سے مقدمہ سلاطین مین اجازت لے لی تھی اب مجھکو وہ اسم بزرگ بتائیے کہ جس اسم کے پڑھنے سے موکل مع کشتی ظاہر ہو حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادۂ ذیوقار وہ اسم جلیل یہ ہی یا من اعلم علیہ السموات والارض اس اسم بزرگ کو اتنی مرتبہ پڑھو موکل مع کشتی ہویدا ہوگا شاہزادۂ معزالدین نے اسم بزرگ مرقوم العدد کو بتعداد معینہ پڑھا بعد تمام ہونے اسم بزرگ کے پانی دریا کا بڑھنے لگا ہوا سے تند چلنے لگی بعد دفع ہونے طوفان کے ایک پیر مرد مع کشتی اُس دریا سے ظاہر ہوا اور کشتی کو کنارہ دریا پر لایا شاہزادۂ معزالدین نے چند آلات حرب تو رہنے دیے اور جملہ مال واسباب طلسم کشتی مسطور پر رکھدیا اور اُس موکل کے حوالہ کیا اُسدم صاحب قران اکبر کی عجب کیفیت تھی کہ بوجہ کثرت رنج وملال آنسو آنکھون سے روان تھے اور مثل ماہی بے آب کنارہ دریا تڑپتے تھے اور جملہ خاص وعام بھی جو اُسوقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے بے اختیار روتے تھے جسوقت جملہ مال واسباب طلسم کشتی پر رکھدیا گیا وہ موکل کشتی کو درمیان دریا لیگیا اور کشتی کو مع اسباب ایک گرداب مین ڈبودیا بعد ڈوبنے کشتی کے پھر ایک طوفان عظیم آیا اور ظلمت محیط عالم ہوگئی بعد دفع ہونے طوفان اور تیرگی کے صاحبقران اکبر ومردمان دیگر نے دیکھا کہ اُس موکل اور کشتی کا مطلق نشان نہین ہی دریا اُسی طرح نظر آتا ہی۔ راوی کہتا ہی کہ شاہزادۂ معزالدین نے اُسدن کثرت صدمہ ورنج سے قسم طعام وغیرہ سے کچھ نہ کھایا بلکہ شب کو بھی طعام تناول نہ کیا جب رات کو رونے روتے

صاحب قران اکبر سو گئے عالم خواب مین دیکھا کہ سید رکن الدین شہید تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای صاحبقران
گیتی ستان تمھاری عقل و دانائی سے یہ بعید ہو کہ اس ادنے مال و اسباب کے واسطے اسدرجہ صدمہ کرو کہ آب و طعام
ترک کر دو اے نور نظر لخت جگر اک دن ایسا آنے والا ہو کہ تمھاری متاع جان جسم خاکی لیجائیگی اُسدن کیا کروگے انسان
کو لازم ہو کہ ہر حال شکر رب ذو الجلال کرے اور ہر ایک صدمہ و ملال مین آب و طعام ترک نہ کرے اور راضی برضائے الٰہی
رہے ای فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہو اور جو شی کہ اس دنیا مین ہو وہ بھی فانی ہے سوائے خداوند عالم
کے کسی کو ثبات اور ہمیشگی نہین ہے پس مال و اسباب طلسم کے واسطے صدمہ نہ کرو اگر مال و اسباب طلسم تمھارے پاس
بھی رہتا تو ایک روز ضرور تلف اور ضائع اور برباد ہو جاتا ہمیشہ کسی طرح نہ رہتا اُس روز بھی تمکو اتنا ہی ملال ہوتا جتنا کہ
آج ہوا ای فرزند صاحب دانش مین تمکو نصیحت کرتا ہون کہ بیکار رنج و صدمہ نہ کرو اپنے دل کو ہر حال مین خوش رکھو اگر تمکو
جملہ مال و اسباب جو غرق دریا کیا ہو اور صحبتہاے گذشتہ کا دیکھنا منظور ہو تو فلان اسم جو گوشۂ لوح زمرد پر لکھا ہے
اُسکو اتنی مرتبہ پڑھکر حجرۂ عجائبات روان مین جانا صحبتہاے گذشتہ مع مال و اسباب طلسمی تمکو اچھی طرح دکھائی دیگا اور
اگر کوئی دوست تمھارا اُس صحبت گذشتہ سامان کے دیکھنے کا مشتاق ہو اور صحبت گذشتہ کے نظر آنے کا یقین نکرے
تو اُسکو بھی ہمراہ اپنے حجرۂ تحفۃ الغرائب مین لیجانا اور کل کیفیت دکھا دینا سوا اسکے اگر تمکو کسی معشوق یا کسی بادشاہ سے
ملاقات کرنا منظور ہو تو اُسی طرح ملاقات ہوگی جسطور سے تم اپنے والد کے پاس گئے تھے اور پھر بعد دفن سلطان اسمعیل اور
تخت نشینی کے اُسی حجرہ مین جہان سے گئے تھے وہین پھر چلے آئے ای نور نظر پارۂ جگر انشاء اللہ کل تم ایک ایسی خبر
فرحت اثر سنوگے کہ یہ رنج تمھارا اُس خوشی سے بدل جائیگا الحاصل سید رکن الدین شہید نصائح مرقوم ارشاد کرکے
تشریف لے گئے بمجرد تشریف لیجانے سید شہید موصوف کے صاحب قران ذیوقار ہوشیار ہوے اور رنج و ملال
مطلق اپنے دل پر نہ پایا وقت سحر صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے عالم خواب مین تشریف لانا سید
رکن الدین شہید کا اور سمجھانا اور یہ کہنا کہ فردا ایک خبر خوش سنوگے جملہ ارشاد حرف بحرف بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت
نے فرمایا اے صاحب قران گیتی ستان تمکو لازم ہو کہ سید رکن الدین شہید کے قول کو سچ جانو کیونکہ وہ خاصان
خدا سے ہین ضرور کوئی خبر خوش آج تم سنوگے ابھی حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ معز الدین سے باتین کر ہی رہے تھے
یکایک ایک پیغامبر ناقہ پر سوار قصر اخضر کی جانب سے جلد تر آیا اور خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہو کر بعد ادائے
مراسم دعا و ثنا عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال بافضال ذو الجلال اسوقت ملکہ بیمثال خاتون خوش خصال
ملکہ شمسہ تاجدار کے بطن سے فرزند خورشید رو پیدا ہوا ہو حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادہ معز الدین کو خوش ہو کر
تولد فرزند کی تہنیت دی صاحب قران کشورستان یہ خبر مسرت نشان سنکے اسدرجہ مسرور ہوے کہ غنچۂ دل شگفتہ ہو گیا
اور حصول دولت اولاد سے صدمہ مال و اسباب طلسم دل سے بالکل دفع ہو گیا اُسوقت شاہزادہ معز الدین نے

حکیم قطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ اس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا جاے حکیم قطاس الحکمت نے بعد فکر فرمایا کہ
ای صاحب قران کشورگیر گردون سریر اس مولود مسعود کا نام عزیز الدین رکھنا مناسب ہی صاحب قران اکبر بعد دریافت
کرنے نام فرزند دلبند کے اُس جزیرہ سے مع حکیم قطاس الحکمت وجملہ مردان ہمراہی جانب قصر اخضر بصد مسرت روانہ ہوے
اور بعد قطع راہ جملہ مردم کو بیرون قصر اخضر چھوڑکر داخل قصر اخضر ہوے اور اپنے فرزند کو دیکھکر از حد خوش ہوسکا اور بوجہ
افراط مسرت وخوشی چالیس دن تک جشن خوشی کا حکم دیا اور جملہ نسوان پریزاد کو بھی پردۂ قاف سے طلب کیا خواتین پریزاد
پردۂ قاف سے آئین اور شریک جشن خوشی ہوئین اور ہر ایک نے تولد فرزند کی صاحب قران اکبر کو تہنیت دی اگر اس
جشن خوشی تولد فرزند صاحب قران کا مفصل سامان تحریر کیا جاے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ یہ جشن بھی مثل جشن عقد
صاحب قران اکبر ہوا تھا بعد تمام ہونے زمانہ جشن کے جملہ خواتین پریزاد سواے ملکہ روشنگہر صاحب قران اکبر سے رخصت
ہوکر جانب پردۂ قاف گئین اور صاحب قران کشورستان نے سامان سفر مہیا کیا اور اپنے وطن کے جانے کا ارادہ کیا
اسوقت حکیم عبقرطوس جنی صاحب قران اکبر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم بھی آپ سے رخصت
ہوتے ہین شاہزادہ معزالدین نے ملکہ صبیح روشنگہر کو حکیم عبقرطوس جنی کے سپرد کیا اور بصد عزت وحرمت رخصت کیا
بعد اسکے شاہزادہ معزالدین نے مع ملکہ شمسہ تاجدار وحکیم قطاس الحکمت عالی وقار بشوکت وحشمت قصر اخضر سے
کوچ کیا اور ایک منزل راہ طی کرکے قیام فرمایا جسوقت صاحب قران اکبر منزل پر پہونچے خیام برائے قیام استادہ ہوے
صاحب قران نے ملکہ شمسہ تاجدار کو بعد پردہ داری داخل خیمہ کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک خیمہ مین آکر بیٹھے اسوقت
ابو الحسن جوہر بھی صاحب قران کے پاس آکر بیٹھ گیا اُسدم حکیم قطاس الحکمت بھی ادھر خواستگار رخصت ہوے
اور صاحب قران اکبر سے کہنے لگے کہ ای شاہزادہ عالیوقار اب مین بھی اسوجہ سے تم سے رخصت ہوتا ہون کہ اس عالم
شیب مین کسی گوشہ مین بیٹھکر لیل ونہار عبادت پروردگار کرون اور حیات باقیماندہ کو ذکر خدا مین بسر کرون تمکو خدائے
کارساز بندہ نواز کے سپرد کیا اگر پروردگار عالم نے چاہا اور حیات باقی رہی تو پھر ملاقات ہوگی اور اگر بحکم خدا پیام قضا آیا
تو بمجبوری ہے ای شہریار اسوقت مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ اگر میری مرنے کی خبر سننا تو میری رُوح کو ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ
سے ضرور شاد کرنا ہر چند کہ یہ معلوم نہین ہے کہ پہلے کون دنیا سے ملک عدم مین جائیگا مگر مین باعتبار اپنی پیرانہ سالی کے کہتا ہون
اور ماشاء اللہ تم ابھی نوجوان ہو تمھاری زندگی کی امید ہے سوا اسکے ای صاحب قران گیتی ستان تمکو مناسب ہے کہ
ملک مصر کو ضرور فتح کرنا اور ای ابو الحسن جوہر کیا عجب ہی کہ ملک مصر تمھاری کوشش اور سعی سے فتح ہو جب ملک مصر
فتح ہو جاے بعد چند روز کے جامع مسجد مین نماز پڑھنا اور بعد نماز جمعہ منبر پر جانا اور بعد حمد ونعت جو اشخاص اُس وقت
موجود ہون اُنکو امور نیک کی ہدایت کرنا اور اسی طرح جملہ خاص وعام کو ہردم ممنوعات سے منع کرتے رہنا اور ترقی دین اسلام
مین حتی الامکان کوشش کرنا سلطان ابو الحسن جوہر نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے فرمایا ہی انشاء اللہ ایسا ہی

ہوگا حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اور ابو الحسن کو نصائح مسطور کرکے اُٹھے اور ارادہ جانے کا کیا صاحب قران اکبر اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت کی جدائی سے بہت روئے اور کہا ای اُستاد عالیوقار اب یہ فرمایئے کہ آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی مجھکو تو آپکے مسکن سے آگاہی نہین ہے کہ بذریعۂ عجائبات روان اکثر حاضر خدمت ہون ہان اگر آپ ہی از راہ شفقت بزرگانہ مجھکو سرفراز اور ممتاز فرماتے رہینگے تو ملاقات ہوا کریگی حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شہریار عالیوقار تم کسی طرح بذریعۂ عجائبات روان مجھ سے ملاقات کر نہین سکتے انشاء اللہ مین فلان سال بیت اللہ واسطے حج کے جاؤنگا اگر تم بھی واسطے حج کے آؤگے تو وہین ملاقات ہوگی شاہزادہ معزالدین نے کہا ای اُستاد عالی منزلت کچھ آپ میرے حالات آیندہ سے بذریعۂ علم رمل و نجوم وغیرہ خبر دیجیے کہ کیا ہوگا۔ حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار حال غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر اور صاحب قران اکبر سے رخصت ہوکر جانب دشت روانہ ہوے اور چند قدم جاکر صاحبقران اکبر کی نظر سے پوشیدہ ہوگئے صاحب قران اکبر نے شب اُسی منزل پر بسر کی علے الصباح بعد ادای نماز سحر پیش خیمہ آگے روانہ کیا بعدہ خود بھی بشوکت و حشمت روانہ ہوے بعد قطع منازل چند شہر عمرانیہ مین داخل ہوے عمران شاہ اپنے داماد سلطان ابو الحسن کی جانب سے نیابۃً حکومت کرتا تھا جسوقت خبر تشریف آوری صاحب قران ملک عمران نے سنی فی الفور واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور اپنے ہمراہ بصد عزت و حرمت صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر اور ملکہ شمسہ تاجدار کو لیگیا اور ایک ایوان رفیع و وسیع مین مقیم کیا اور بڑے تکلف سے صاحب قران اور ملکہ شمسہ تاجدار اور ابو الحسن جوہر کی دعوت اور ضیافت کی صاحب قران اکبر نے ایک شب وہان قیام فرمایا روز دیگر صاحب قران ملک عمران سے رخصت ہوے اور ابو الحسن جوہر بھی ملک عمران سے رخصت ہوا اور بہنگام رخصت اپنی زوجہ خلدانہ ماہرو کو اپنے ہمراہ لیا اور ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر وہان سے روانہ ہوا صاحب قران ذیجاہ بعد قطع راہ قلاع محکمات عالیات مین پہونچے اور ممالک قلاع محکمات عالیات مع قلاع یہود امیر محمد بن امیر جلیل الدین کو عطا فرمائے اور قلاع نصارا سرخیل بن اسمٰعیل کے سپرد کیے اور خراج شاہی موافق قاعدۂ قدیم معین کیا بعد انصرام ان امورات کے صاحب قران اکبر بتجمل و حشم وہان سے بھی جانب وطن روانہ ہوے بعد قطع منازل جب قریب وطن پہونچے اور خبر تشریف آوری صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ شہر افرلقیہ مین مشہور ہوئی اُسوقت ابو الغرائب اور شاہزادہ بن اسمٰعیل غیل مع دیگر امراے بیعدیل و لطیر لفوج و لشکر کثیر برائے استقبال کئی منزل شہر کے باہر آئے اور صاحب قران کشورستان کا استقبال کرکے بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لائے مردمان شہر بھی جوق جوق گروہ گروہ بصد خوشی آئے اور شاہزادہ معزالدین کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوے جسوقت صاحب قران اکبر شہر مین تشریف لائے حکم کیا کہ درہائے خزائن واکردیے جائین اور جملہ مساکین و غربا و فقرا کو اسقدر زر دیا جاے کہ وہ انکار لینے سے کرین چنانچہ بموجب حکم شاہزادۂ عالیوقار اسقدر زر فقرا و غربا کو دیا گیا کہ وہ امیر کبیر ہو گئے صاحب قران عالیوقار ہمراہ ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر

بن اسماعیل وغیرہ کثرت مردم شہر و آراستگی شہر دیکھتے ہوئے داخل حرم سرا ہوئے خواتین حرم سرا مین اک شور تہنیت
بلند ہوا - ملکہ عالیہ خاتون اپنے فرزند کو دیکھکر ازحد خوش ہوئین زنان حرم سرا بعد پردہ داری در حرم سرا سے ملکہ
شمسۂ تاجدار ذیوقار کو درون محلسرا زر و جواہر سر پر نثار کرتی ہوئی لیگئین ملکہ عالیہ خاتون کو ملکہ شمسہ تاجدار نے تسلیم
کی ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور زر سرخ و سفید سر ملکہ شمسہ تاجدار پر نثار کیا اور معز الدین
کو دیکھکر بے اختیار خوش ہو کر اپنی آغوش مین لے لیا اور بہت پیار کیا بعد داخل محل ہونے ملکہ شمسہ تاجدار کے
صاحب قران گیتی ستان حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزراے ذیوقار و امراے
نامدار نے نذرین دین اور مکرر ہر ایک وزیر و امیر نے تخت نشینی کی تہنیت دی شاہزادہ معز الدین ذیجاہ نے ہفت روز
جشن تخت نشینی کیا اور سریر سلطنت پر بیٹھکر عدل و انصاف اور غربا و مساکین کو زر دینا اختیار کیا اور ایسا عدل کیا کہ
مردم شہر عدل نوشیروان کو ظلم جاننے لگے اور اسطرح شب و روز زر و جواہر فقرا و مساکین کو دینا شروع کیا کہ حاتم طائی کو بمقابلہ
شاہزادہ معز الدین بخیل سمجھنے لگے جملہ خاص و عام براحت و آرام بسر کرنے لگے ایک روز صاحب قران اکبر
اپنے والد کے مرقد پر گئے اور بہت روئے اور ثواب سورۂ فاتحہ روح مطہر سلطان اسمعیل کو بخشا اور قبر والد مغفور پر ایک
گنبد سنگ مرمر سفید کا نہایت بلند و وسیع و خوشنما بنوا دیا اور کئی سو قران خوان تربت والد پر واسطے قرآن پڑھنے
کے مقرر کیے اور بخوبی تمام روشنی وغیرہ کا سامان کر دیا علاوہ اسکے خود بھی ہر پنجشنبہ کو قبر والد پر جاتے تھے اور ثواب سورۂ
فاتحہ سے اپنے والد مرحوم کی روح کو خوش کرتے تھے اور بعد فاتحہ خوانی بنالہ و آہ جانب تختگاہ تشریف لاتے تھے اور تخت
حکومت پر بیٹھکر مثل اپنے والد مرحوم کے عدل و انصاف کرتے تھے القصہ بقاعدۂ مرقوم الصدر صاحب قران اکبر
بعدل و انصاف سلطنت کرتے تھے جب ایک برس بعیش و عشرت اور بحکومت و سلطنت گذرا امیر جلال الدین و امیر
مجاہد الدین و امیر سلطان و امیر جلیل وغیرہ نے شاہزادۂ معز الدین عالیوقار سے عرض کیا کہ اب ہمکو بھی وطن جانے
کی اجازت ہو شاہزادہ بلند اقبال نے ہر ایک امیر عالیوقار کو خلعت دیا اور امیر محمد ذیقدر و امیر الجیوش اور امیرزادہ
سیف الدین دلاور کو امیر الجنود خطاب دے کر جملہ امیران مرقوم الصدر کو رخصت کیا بعد جانے امیران مسطور کے
صاحبقران اکبر کبھی پریزادان قاف یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا و ملکہ
صبیح روشن گہر و ملاحت پری وغیرہ نسوان پریزاد کو بذریعہ تحفۃ الغرائب طلب کرتے تھے اور انکے ساتھ بعیش و عشرت
شب و روز بسر کرتے تھے اور کبھی آپ بھی بذریعہ عجائبات روان یا بدوش پریزادان بیمثال بردۂ قاف مین جاتے تھے
اور خواتین ذیقدر سے ہم آغوش و ہم بستر ہوتے تھے اور گاہ جبل اعلے اور عجائبات ارسطو مین برائے تفریح طبع تشریف
لیجاتے تھے اور خواتین قاف کو بھی طلب کر کے دو ایک ماہ تک انکے ساتھ بعیش و عشرت شب و روز بسر کرتے تھے
ایک مرتبہ قاف مین شاہزادۂ جلیل الملک وغیرہ فرزندان مہدی کے پاس واسطے ملاقات کے گئے اور کئی دن تک

وہان رہے اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک دیو بدافعال شیطان خصال مسمی سمسال خوک پیشانی نے جسکا قد درازی مین پانسو گز سے کسی طرح کم نہ تھا بجمعیت کثیر دیوان نابکار و خونخوار ملک پسران جمہدی پر حملہ آور ہوا پسران جمہدی یعنی شاہزادگان پردۂ قاف اُس دیو خبیث کے مقابلہ کو مع فوج و لشکر گئے اور اُس سے لڑے اور ہنگام شب جب لڑائی موقوف ہوئی خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوے وقت سحر پھر برائے مقابلہ دیو مذکور روانہ ہوے اور اُس دیو سے جاکر خوب لڑے اور کسی قدر زخمی ہوے جب وقت شام وہ دیو بد انجام مع دیگر دیوان خونخوار جنگگاہ سے چلا گیا لڑائی موقوف ہوئی شاہزادگان قاف ہر چند کہ زخمی تھے مگر بخیال مہمانی و دعوت صاحب قران اکبر جنگگاہ سے خدمت صاحب قران گیتی ستان میں آئے صاحب قران اکبر اُنکو زخمی دیکھکر مستفسر ہوے جب شاہزادگان قاف نے حال جنگ و جدال شاہزادہ معز الدین بلند اقبال سے نہان کیا اُسوقت صاحب قران اکبر نے اپنے سر کی قسم دیکر پوچھا اُسدم شاہزادگان قاف نے تمام کیفیت مجبوری بیان کی صاحب قران اکبر حال جنگ و جدال سُنکے شاہزادگان قاف سے نہایت رنجیدہ ہوکر شاکی ہونے اور فرمانے لگے کہ تمنے ہمکو اس حال سے کیون اطلاع نہ دی شاہزادگان قاف نے عرض کیا کہ بوجہ تکلیف و تصدیع حضور کے خبر نہین کی تھی اور سوا اسکے یہ بھی خیال کیا تھا کہ اگر حضور کو اس جنگ و جدال سے آگاہی ہوگی تو ایک طرح کا رنج دل حضور کو ہوگا الغرض وہ شب بہزار دشواری صاحب قران اکبر نے بسر کی بعد نماز سحر صاحبقران اکبر نے سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ شاہزادگان قاف میدان مصاف مین تشریف لائے دیو سمسال خوک پیشانی بھی بغیظ و غضب میدان مین آیا اور صف دیوان خونخوار سے نکلکر پکارا کہ ای شاہزادگان قاف اگر دعوا بہادری ہے تو آؤ اور مجھ سے مقابلہ کرو جسوقت صاحب قران اکبر نے اُس دیو طویل القامت کا یہ کلام سُنا شاہزادگان کو روک کر خود اُسکے مقابلہ کو گئے اور طرفۃ العین مین بقوت صاحبقرانی اُس دیو خونخوار بلائے روزگار کو بضرب پنجہ خارا شگاف دو ٹکڑے کیا جسوقت وہ دیو کوہ پیکر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا طبقات زمین ہل گئے میدان مصاف مین اُسکے خون کی ایک نہر جاری ہوگئی اُسوقت جملہ دیوان خونخوار نے بصد غضب صاحب قران اکبر پر حملہ کیا ادھر سے شاہزادگان قاف تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بمقابلہ دیوان خونخوار پہونچے اور اسقدر دیوان نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کیا کہ میدان جدال میں اُنکی لاشون کے انبار ہوگئے صاحب قران اکبر نے بھی ہزارہا دیوان خونخوار کو قتل کیا اور جوانان لشکر قاف نے بھی صدہا دیوان زشت خو کو قتل کیا آخر باقی ماندہ دیوان نابکار تاب مقابلہ نہ لاکر جانب دشت و جبل گریزان ہوے راوی کہتا ہے کہ یہ آلات حرب مانند شمشیر افعی اخضر و پنجہ خارا شگاف وغیرہ شاہزادہ معز الدین بلند اقبال کے پاس باجازت سعید رکن الدین شہید موجود ہین اور تمام مال و اسباب طلسم غرق آب دریا ہوچکا ہے اور قبل اسکے مفصل حال اسباب طلسم تحریر کیا گیا ہے غرض وہی آلات حرب وپیکار دیوان خونخوار و نابکار کے مقابلہ مین کام آتے ہین اسی طرح ایک مرتبہ سیفال شہر شو کہ دیوان زبردست ابلیس پرست سے تھا اور بجمعیت دیوان خونخوار و نابکار ممالک ملکہ نوبہار

حملہ آور ہوا تھا شاہزادۂ معزالدین نے بافضال کردگار اُس دیو نابکار کو نیمچہ مسطور سے قتل کیا اور ملک ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو شر دیوان ابلیس پرست سے بچایا اور علاوہ اسکے اکثر ملکون اور مقامون پر نسناس وغیرہ حیوانات موزیہ نے خروج کیا
اور شاہزادۂ معزالدین ذیوقار نے اُن حیوانات کو بھی قتل کیا المختصر صاحبقران خوش اقبال ہر سال پردۂ قاف مین
جایا کرتے تھے اور ایک دو ماہ نسوان قاف کے پاس رہتے تھے اور لطف بیحد اور حظ وافر اُٹھاتے تھے اور پھر چلے
آتے تھے ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ کو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہزادۂ معزالدین پردۂ قاف گئے ہین بلکہ ہر ایک
یہ جانتا تھا کہ صاحبقران ذیوقار طاعت پروردگار مین مشغول ہین اور گوشۂ انزوا مین تشریف رکھتے ہین اسی طرح
نو سال صاحبقران خوش اقبال نے بعیش و عشرت بسر کیے سال دہم جب صاحبقران ذیوقار ملکہ نوبہار کے پاس
گئے تو عجیب ملکہ نوبہار کا حال دیکھا کہ صاحبقران بے اختیار رونے لگے یعنی ملکہ نوبہار کو نہایت علیل اور رنجیدہ دیکھا
ہر چند صاحبقران اکبر نے ملکہ نوبہار کا علاج کیا مگر کسی طرح صحت نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا یہانتک کہ ملکہ نوبہار
قریب المرگ ہوئی شاہزادۂ معزالدین نے ابوالحسن جوہر اور ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی اسواسطے بلوا لیا کہ ہنگام انتقال ملکہ
نوبہار گلشن افروز کو دیکھ لین اور تعزیت مین بھی شریک ہون الغرض ہر چند حکیم ابوالمحاسن اور حکیم اشیجان نے
ملکہ نوبہار کا علاج کیا لیکن کچھ بھی ملکہ نوبہار کو دوا سے فائدہ نہوا آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اسی مرض مہلک مین رحلت
کی صاحبقران اکبر نے غم ملکہ نوبہار مین اپنا حال پریشان کیا اور بہت روئے آخر بگریہ وزاری دفن کیا اور زمانہ تعزیت ملکہ
نوبہار تک پردۂ قاف مین قیام کیا درمیان زمانہ تعزیت ملکہ نوبہار ایک رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کا شاہزادہ معزالدین
کے پاس آیا صاحبقران اکبر نے اس رقعہ کو پڑھا حکیم قسطاس الحکمت نے صاحبقران اکبر کو لکھا تھا کہ اے شہریار آ
تمکو لازم ہے کہ پردۂ قاف مین آنے سے اجتناب کرو بلکہ اب پردۂ قاف مین آنا بالکل ترک کرو مجھکو ملکہ نوبہار کے بیمار
ہونے اور انتقال کرنے کا حال معلوم ہوا تھا لیکن بوجہ اعتکاف آنا میرا نہوسکا مجبور تھا اور اے شہریار اب صدمہ و رنج
ملکہ نوبہار نہ کرو اور صبر کرو جو منظور خدا تھا وہ ہوا صاحبقران اکبر نے رقعہ حکیم صاحب پڑھ کے رکھ دیا اور اسی زمانہ
تعزیت ملکہ نوبہار مین بحکم خدا ملکہ صبیح دلکشا بھی بیمار ہوئی اور صاحبقران اکبر سے کہنے لگی کہ اے شہریار عالیوقار مجھکو
خواہر گرامی قدر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے انتقال کرنے کا اس درجہ ملال ہوا ہے اور میرے دل کو ایسا صدمہ سخت
پہونچا ہے کہ مین دفعۃً ایسی علیل ہو گئی ہون کہ مجھکو اپنے صحت کی امید نہین ہے عجب نہین کہ جلد تر مین بھی راہی ملک بقا
ہون پس اسوقت مین چاہتی ہون کہ آپ میری ہر ایک تقصیر اور خطا کو معاف کردین اور بعد میرے مرنے کے اے شہریار
مجھکو فراموش نہ فرمائیے گا کبھی کبھی میری تربت پر ضرور آئیے گا ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شاد کیجیے گا۔
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی باتین کرتی ہو کیا کوئی بیمار نہین ہوتا انشاء اللہ دو چار روز مین تمہارا مرض
دفع ہو جائیگا اپنی زندگی سے عبث مایوس ہوتی ہو ملکہ دلکشا نے کہا اے شہریار مجھکو یقین ہے کہ مین اس مرض سے جانبر

ہو نگی یہ کہکر اُسی حالت رنجوری مین صاحب قران اکبر وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے مکان مین آئی اور قریب ایک ماہ کے
بیمار رہی صاحب قران اکبر بردۂ قاف سے اُسوقت ملکہ صبح دلکشا کے پاس پہونچے کہ جب ملکہ صبح دلکشا حالت نزع
مین تھی بعد چند ساعت کے روبرو صاحب قران اکبر کے ملکہ دلکشا نے انتقال کیا صاحب قران اکبر نے بہ آہ و بکا
ملکہ صبح دلکشا کو دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ صبح دلکشا کے صاحب قران گیتی ستان وغیرہ بردۂ قاف سے چلے آئے
کیونکہ ایام تعزیت ملکہ نوبہار گذر چکے تھے - راوی کہتا ہو کہ بعد انتقال ملکہ صبح دلکشا شاہزادۂ معز الدین نے ملکہ روشنگہر
سے عقد کرلیا تھا اور دو سال کامل ملکہ مسطور کے ساتھ بعیش و عشرت بسر کیے یعنی صاحب قران ذیجاہ قلعہ یاقوت نگار
مین تشریف لیجاتے تھے اور گاہ ملکہ روشنگہر کو ملک افریقہ مین اپنے پاس بلاتے تھے اور کبھی ملاحت پری اور
گوہر بزم افروز و رنگ افروز صاحب قران اکبر کی خدمت مین آتی تھین مگر بعد گذرنے دو سال کے ملاحت پری
شاہزادۂ معز الدین سے اجازت لیکر ملکہ نوبہار کاشن افروز کے مرقد پر بیٹھی اور چندے عبادت پروردگار کیا کی آخر بحکم خدا
ملکہ نوبہار کی قبر پر بیمار ہوکے مرگئی اور وہین دفن ہوئی بعد انتقال کرنے ملاحت پری کے سلطان روح الملک نے بھی
رحلت کی ملکہ ناطقہ روشن بیان بعد انتقال اپنے والد مرحوم کے تارک الدنیا ہوکر مزار والد مرحوم پر بیٹھی اور روز و شب
عبادت و طاعت خالق کون و مکان کیا کی اور ایک برس قبل انتقال کرنے شاہزادۂ معز الدین کے ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے بھی وفات پائی اور اسی طرح ملکہ روشنگہر نے بھی انتقال کیا بعد مرنے ملکہ روشنگہر کے گوہر افروز اور رنگ افروز
کہ یہ دونون رازدار ملکہ روشنگہر کی تھین مانند ملاحت پری شاہزادۂ معز الدین سے رخصت ہوکر مرقد ملکہ روشنگہر
پر جو لحد زاہدہ خاتون کے متصل تھا بیٹھین اور عبادت پروردگار لیل و نہار کیا کین آخر ان دونون نے بھی انتقال
کیا راوی کہتا ہو کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے قبل ایک سال انتقال شاہزادۂ معز الدین ذیوقار کے اس دار فانی
سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا تھا اور جس سال مین کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے وفات پائی تھی اُسی سال مین ملکہ
روشنگہر نے بھی انتقال کیا تھا جسطرح شاہزادۂ معز الدین عالیوقار کی وفات سے کئی ماہ قبل ملکہ شمسہ تاجدار کا انتقال
ہوگیا الغرض مارت یا نزدہ سال مین تمام نسوان پریزاد ازواج شاہزادۂ معز الدین ذیجاہ نے یکے بعد دیگرے انتقال
کیا اب سوائے ملکہ شمسہ تاجدار کے ازواج شاہزادۂ معز الدین سے کوئی زندہ نہین ہو جب ملکہ شمسہ تاجدار بھی
داخل خلد برین ہونگی اُسوقت فقط ذات عالی صفات شاہزادۂ معز الدین باقی رہجائیگی وہ بھی اسوجہ سے کہ ابھی
ممالک مصر کو فتح کرنا ہے اور حج خانہ کعبہ کرنا ہے اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات کرتا ہو اور افسانہ نگار کو
منظور بھی یہی ہو کہ مہم ممالک مصر بھی وقت آخر شاہزادۂ معز الدین عالیوقار کے نام سے تحریر ہو اور صفحۂ روزگار
پر تا قیامت باقی رہے اور بعد احوال مہم ممالک مصر وغیرہ کے یہ مترجم بھی بذلہ سرائی سے فرصت پائے

اب یہ مترجم خاکسار ذرۂ بیمقدار افسانہ فتح ممالک مصر اور حال دلیری سلطان ابو الحسن جوہر

اور حال تشریف بری شاہزادۂ معز الدین ذیوقار براے حج خانہ کعبہ اور حال ملاقات حکیم قطاس الحکمت اور احوال انتقال ملکہ شمسۂ تاجدار وغیرہ کا ترجمہ کرتا ہی

ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ صاحب قران کشور گیر گردون سریر نے جب ازدواج کی تعزیت سے فرصت پائی کچھ دنا
بعد راحت بسر کیے پھر موافق وصیت والد مرحوم کے اور بموجب فرمانے حکیم قطاس الحکمت کے خیال فتح کرنے
ممالک مصر کا کیا اور جلد فوج جمع کی جب لشکر جرار بہادران مغربی کا فراہم ہوچکا اسوقت صاحب قران اکبر نے
لشکر مذکور برائے تسخیر ممالک مصر روانہ کیا کا فور رخشیدی حاکم ممالک مصر نے خبر آنے لشکر جرار سطور کی سنکے
قلعہ ہاے سرحد ملک مصر کو آلات حرب سے اسطرح آراستہ کیا تھا کہ جوانان لشکر مغربی کسی طرح سرحد تک جا نہ سکے
اور کسی طرح ممالک مصر کو فتح نہ کر سکے اور صدہا قتل ہوے آخر مجبور ولاچار ہوکر اور شکست کھا کر چلے آئے شاہزادہ
معز الدین نے بار دیگر لشکر کثیر جمع کرکے جانب ممالک مصر بھیجا لیکن مثل قبل اس مرتبہ بھی لشکر شکست کھا کر واپس آیا
شاہزادۂ معز الدین نے تیسری دفعہ فوج کثیر روانہ کی مردمان فوج نے جا کر نہایت جانفشانی اور سعی کی لیکن ملک
مصر کسی طرح فتح نہوا آخر مایوس ہوکر چلے آئے صاحب قران ذیوقار متواتر لشکر کے ضائع ہونے اور شکست کھا کر آنے
سے از حد رنجیدہ ہوے اور سلطان ابو الحسن جوہر سے کیفیت اپنے دل غمگین کی بیان کی اور اشکبار ہو کے ارشاد
فرمایا کہ اے برادر عزیز از جان افسوس ہزار افسوس کہ بزرگان رہبر نے جملہ مال واسباب طلسمی دریا مین غرق کرا دیا اور
تمام مردمان لشکر پردۂ قاف وغیرہ کو رخصت کرا دیا اگر اسوقت وہ لشکر ہوتا اور وہ مال واسباب طلسم موجود ہوتا تو ممالک
مصر کو ہمنے ابتک فتح کر لیا ہوتا اور یہ نوبت نہ ہوتی خیر جو مقدر مین تھا وہ ہوا چنداں ہمکو مال واسباب طلسمی کا صدمہ
نہین ہی کہ وہ عارضی تھا لیکن بڑا رنج اسکا ہی کہ تھوڑی ہی مدت مین بخت بلند اور اقبال نے ہمسے روگردانی کی ایک
زمانہ وہ تھا کہ برابر ہم فتحیاب ہوتے تھے اور ایک زمانہ اب یہ ہی کہ ہمین کو متواتر شکست ہوتی ہے اے برادر ابو الحسن
تمسے تو کچھ پوشیدہ نہین ہی خوب جانتے ہو کہ تین بار ہمنے فوج بیشمار ملک مصر پر روانہ کی لیکن ہر مرتبہ فوج شکست
کھا کر چلی آئی ہمکو کچھ ثابت نہین ہوتا کہ انجام اس آغاز کا کیا ہوگا سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحبقران
کشور گیر گردون سریر آپ بیکار رنج وافسوس کرتے ہین افضال خدا سے آپ کا اقبال اسی طرح ہی اور بخت بھی بیدار
ہی لیکن خیالات حضور کے خلاف عقل ہین کیونکہ فتوحات پردۂ قاف اور مقدمات طلسم وہ اور رکھتے اور امورات جہان
کا انتظام دوسری طور سے ہوتا ہی اُن فتوحات سے اور امورات دنیا سے کچھ نسبت نہین آپ فتوحات گذشتہ کو
مثل امورات دہر خیال نہ فرمائین اور خیال اُن معاملات کا بالکل دل سے دور کرین اور اُن فتوحات اور مقدمات کو
مانند خواب کے خیال فرمائین اے صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ جو فتوحات ہنگام طلسم کشائی حضور سے ظاہر

ہوئے ہیں مورخان دہر اُنکو بطریق فسانۂ عجیب وغریب تحریر کرینگے اور اہل جہان افسانہ مذکور کو سُنکے یا پڑھ کے متحیر ہونگے اور اکثر مردم نادان افسانہ مسطور کو سُنکے کہینگے کہ یہ جھوٹ ہی شاہزادہ معز الدین نے ارشاد کیا اے برادر عزیز القدر جو کچھ تمنے کہا سچ ہی اور اب ہمکو بھی بعنایت پروردگار کسی شی کی خواہش نہین ہی کیونکہ بالطاف خالق کون و مکان ہمنے بخوبی تمام عایش کیا ہے اور فتوحات بھی متواتر کیے ہین اور کشورستانی مین مشہور جہان ہو چکے ہین مگر اب سوائے فتح کرنے ممالک مصر کے اور کوئی حسرت اور آرزو دل مین نہین ہی ہم چاہتے ہین کہ موافق وصیت والد مرحوم کے ممالک مصر کو فتح کرین سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار مناسب یہی ہی کہ حضور وصیت سلطان اسمعیل مغفور کو بجالا ئین لیکن مصلحت خدا سے کسی فرد بشر کو آگاہی نہین ہی اور کوئی شخص سرنوشت سے ماہر نہین ہی کہ مقدر مین کیا لکھا ہی اور کیا ہوگا صاحب قران گیتی ستان نے فرمایا ہی اے برادر یہ تمنے کیا کہا کہ مناسب ہی سلطان اسمعیل مرحوم کی وصیت بجالانا ہمنے تو اپنے والد مغفور اور حکیم قسطاس الحکمت سے اقرار کیا ہی کہ ضرور ممالک مصر کو بحول قوۃ الٰہی فتح کرینگے اگر اب فتح کرنے ممالک مصر سے ہم باز آتے ہین تو روح والد مغفور ہم سے رنجیدہ و ملول ہوگی اور جناب حکیم قسطاس الحکمت سے بھی ہمکو شرمندگی حاصل ہوگی اور اہل دنیا ہمکو کیا کہینگے لیکن ہم اپنے دست و پا مین اتنی قوت و طاقت نہین پاتے ہین کہ خود ممالک مصر کو بقوت بازو فتح کرین کیونکہ صدمہ و رنج ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمارا عجب حال ہی غنچۂ دل پژمردہ ہوگیا ہی اور دست و پا کثرت رنج سے سوکھ کر صورت خار ہو گئے ہین ہرچند کہ ملکہ نوبہار کو گلشن دنیا سے گئے ہوئے زمانہ تین سال کا ہوا لیکن ابتک گل عارض ملکہ نوبہار پیش نظر ہین ہردم مسکرانا اُس غنچہ دہن کا یاد آتا ہی ہرچند ہم قصد کرتے ہین کہ تصور ملکہ نوبہار کا نہ کرین مگر کسی طرح ممکن نہین غرض اسی صدمۂ جانکاہ کی وجہ سے ہمنے اکثر امورات سلطنت کیجانب توجہ کم کردی ہی اگر صدمہ ملکہ نوبہار سے ہمارا یہ حال نہوا ہوتا تو ہم خود ممالک مصر کو جا کر فتح کرتے مگر اب مجبور ہین بالکل قوت دست و پا مین نہین ہی اے برادر اگر تمھارے نزدیک بہتر اور مناسب ہو تو بدرجۂ لاچاری ہم ایسے حال مین واسطے فتح ممالک مصر کے جائین اور حتی الامکان ممالک مصر کو فتح کرین اور اگر کسی طرح ملک مصر فتح نہو تو کافور اخشیدی سے جنگ کر کے قتل ہو جائین دنیا سے جانب ملک عدم سرخرو جائین ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای صاحب قران گیتی ستان مجھکو خوب یاد ہی کہ جناب حکیم قسطاس الحکمت نے آپ کو منع کیا تھا کہ ممالک مصر پر لشکر لیکر خود نہ جانا اور مجھ سے فرمایا تھا کہ تو ممالک مصر کے فتح کرنے مین کوشش کیجیو پس آپ جانب ممالک مصر تشریف نہ لیجائین بیکار تکلیف نہ اُٹھائین یہ خاکسار ذرۂ بمقدار برائے جان نثاری اور سرفروشی موجود ہی انشاء اللہ تعالےٰ کے بمدد اقبال حضور جلد تر ممالک مصر کو جا کر فتح کریگا اور بعد فتح کرنے ممالک مصر کے حضور کو فتح ممالک مصر سے اطلاع دیگا اُسوقت حضور کو مناسب ہی کہ تخت ممالک مصر پر تشریف لا کر جلوس فرمائین مگر فی الحال یہ خاکسار حضور کو کسی طرح جانب ممالک مصر جانے نہ دیگا جسوقت صاحب قران گردون وقار نے ابو الحسن جوہر کی یہ تقریر سُنی اُسی دم ایک فوج کثیر کہ جسمین بہت سے جوانان تیغ زن

صف شکن و پہلوانان بمثال رستم خصال تھے ہمراہ سلطان ابو المحسن جوہر کے کرکے روانہ کیے جب ابو المحسن نامدار مع لشکر جرار قریب سرحد ملک مصر پہونچا اسوقت کافور اخشیدی بجمعیت دہ ہزار پیادہ و سوار سلطان ابو المحسن کے مقابلہ کو آیا اور مقام حرمائن مین فروکش ہوا سلطان ابو المحسن جوہر بھی مع لشکر اُسی جگہ قیام پذیر ہوا اُسی روز کافور اخشیدی نے سلطان ابو المحسن کو نامہ لکھا اور ایک قاصد کے ہاتھ ارسال کیا عبارت اُس نامہ مین یہ مندرج تھی کہ اے برادر ثابت ہوتا ہی کہ میرے نور نظر لخت جگر بہشید کے قتل کرنے سے تمھارے دل کو قرار نہین آیا اور تسکین قلب نہین ہوئی اور وہ دشمنی ابتک تمھارے دل سے نہین گئی ہے کئی مرتبہ میرے ملک پر لشکر کشی کر چکے ہو اور لشکر ذلت اُٹھاکر چلا گیا ہی اب تم لشکر لیکر یہان آئے ہو اور آمادہ جنگ و جدال ہو۔ مین بھی بہادری اور دلاوری مین مشہور عالم ہون بڑے بڑے سلاطین جہان مجھ سے مقابلہ اور مجادلہ کر نہین سکتے تمھاری کیا حقیقت ہی میرے لشکر کا ہر ایک جوان رستم خصال ہی ہنگام مقابلہ دیکھ لینا کیونکر تمکو اور تمھارے لشکر کو تہ تیغ کیا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو چلے جاؤ اور مجھ سے مقابلہ نہ کرو ورنہ اسطرح قتل ہوگے کہ مرغان ہوا تمھارے حال پر افسوس کرینگے جسوقت نامہ مسطور قاصد مذکور نے سلطان ابو المحسن جوہر کو آکر دیا اور ابو المحسن نے اُس نامہ کو تمام و کمال پڑھا بقہر و غضب کافور اخشیدی کو نامہ کے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے کافور اگر تو مذہب اسلام رکھتا ہی تو تجھکو لازم ہی کہ اپنے پسر نابکار کے قتل ہو جانے سے خوش ہو اور خداوند عالم کا شکر کر کہ وہ نابکار داخل نار ہوا اگر وہ ملحد ابتک بقید حیات ہوتا تجھکو بھی بجرم دین اسلام لاکلام زندہ نہ رکھتا اور اے کافور اخشیدی یہ تجھکو لقین ہی کہ تونے اپنے ہلاک ہونے کے خوف سے اُس ملعون کو اپنے پاس سے جدا کر دیا تھا اگر یہ ورنگی وہ عالم کا شکر ہی کہ وہ نابکار مع خدارسکوس دیوشنار دوزخ مین گیا اب تجھکو اور ہر اہل دین کو شکر کرنا لازم ہی کیونکہ مخلوق خدا نے اُس مردود کے شر سے فرصت پائی ہر ایک اہل اسلام کو شاہزادہ معز الدین دیوتا کا شکر کرنا لازم ہی علاوہ اسکے جواب دیگر یہ ہی کہ اب خداوند عالم نے شاہزادہ معز الدین ذیجاہ کو رتبہ عالی مرحمت فرمایا ہی جملہ شاہان روے زمین فرمانبردار اور خراج گذار صاحب قران نامدار کے ہین سوا اسکے صاحب قران اکبر آل پیغمبر مین منسوب ہین پس حکومت ملک مصر مین بھی صاحبقران اکبر کی ہونی چاہیے اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو فرمانروائی مصر سے ہاتھ اُٹھا اور سکہ اور خطبہ صاحب قران اکبر کے نام نامی سے ملک مصر مین جاری کر دے مین تجھسے اقرار یہ کرتا ہون کہ صاحب قران کشور گیر گردون سریر سے عرض کرکے تجھکو خلعت نیابت کا دلواکر دوبارہ فرمانروائی ملک مصر پر سرفراز کرا دونگا ورنہ بہت جلد تو اور تیرا لشکر پامال سم اسپان لشکر نصرت اثر ہو جائیگا اور نام و نشان تیرا اور تیرے لشکر کا صفحہ روزگار پر باقی نہ رہیگا اگر کوئی خاک بھی چھانیگا تو پھر تیرے گوشت اور استخوان کا ایک ریزہ بھی نہ پائیگا۔ القصہ جسوقت یہ پیام ابو المحسن جوہر من وعن قاصد تیز رو سے کافور اخشیدی نے سنا از حد برہم ہوا اور بقہر و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جسوقت فوج کافور اخشیدی مین طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی

اور ابو الحسن جوہر نے سنی اُسوقت ابو الحسن نے بھی اپنے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگ بجوایا شب کو جوانان لشکر نصرت نشان
نے الآت حرب کی بخوبی درستی کی اور شوق جنگ مین ہر ایک جوان مغرلی نے اپنے اپنے بستر پر آرام بھی نہ کیا اور
ہر ایک دلاور بیدار رہا ادھر فوج کا فور اخشیدی مین شب بھر عجب کیفیت رہی اکثر جو انون کو خوف جنگ سے تپ
آگئی بعضون کو دست آنے لگے بہت سے نامرد باہم کہنے لگے کہ ہمنے نوکری جان دینے کے واسطے نہین کی ہے
فقط اپنے اور اپنے اہل وعیال کے بسر اوقات کے واسطے ملازم ہوکر تادار کمر سے باندھ لی ہے ہمکو حریف سے
لڑنے کا طور معلوم بھی نہین کیونکہ کبھی باپ دادا نے ہمارے چاقو بھی کمر مین نہین رکھا اور نہ کسی سے لڑے اور
اگر کبھی کسی سے کچھ تکرار بھی ہوئی تو سر کو جھکا دیا اور کہا کہ اے بھائی جسقدر تیرا دل چاہے جوتے لگا لے ہم کسی طرح
تجھ سے لڑ نہین سکتے پس ہم بھی انھین کے فرزند ارجمند ہین بیٹا وہی لائق ہے جو اپنے باپ کے قدم با قدم ہو ہم
تلوار کا لگانا کیا جانین باپ کی طرح سے کبھی چاقو بھی اپنے پاس نہین رکھا لڑنا تو کجا اگر کبھی کسی نے کسی جانور کو
ہمارے سامنے حلال کیا اور ہمنے اُسکا خون دیکھا فی الفور ہمکو غش آگیا زمین پر گر پڑے بڑی دیر کے بعد ہوش آیا بمشکل
اپنے گھر گئے بسبب خون دیکھنے کے کئی ماہ تک تپ آیا کی آخر بمشکل تمام اچھے ہوے اور یہان تو صبح کو ہر طرف کشتون کے
انبار ہونگے یہان کی زمین مردمان لشکر کے خون سے رنگین ہوگی بلکہ جو سے خون جاری ہوگی بھلا یہ رنگ کاہیکو دیکھا جائیگا
علاوہ اسکے اگر کسی ظالم نے ہم پر بھی ایک ہاتھ تلوار کا بقہر وغضب لگایا تو ہاے بڑا غضب ہوا مفت جان گئی اہل و
عیال ہمارے بے موت مر گئے اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ایسی نوکری سے دست بردار ہون اگر زندہ رہینگے تو
رزاق مطلق صبح سے تا شام رزق ضرور دیگا اگر ہمکو اسوجہ سے کہ یہ میدان جنگ سے بھاگ آئے نامرد اور بوداجانکر
کوئی نوکر نہ رکھیگا تو نہ رکھے ہم ایک کوڑی ہر دوکاندار سے بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرینگے مگر یہان اب گھڑی بھر بھی
توقف نہ کرینگے غرض یہ گفتگو وہ زشت خو باہم کر کے میدان جنگ سے شب تیرہ وتار مین چھپکر اپنے اپنے مکان چلے گئے
اور بعض نے جلدی سے اپنے مکان کے دروازے کو بند کر لیا جورو اور لڑکون سے اپنے بھاگ آنے کی کیفیت بیان
کی اہل وعیال نے کہا تمنے بڑی دانائی اور عقلمندی کی خوب کیا بھاگ آئے یہی مناسب تھا المختصر جسوقت شاہ خاور نے
مشرق سے خروج کیا اور شاہ انجم سپاہ تاب مقابلہ نہ لاکر مع لشکر کواکب پوشیدہ اور پنہان ہوا دلاوران جنگجو اور
بہادران نیکخو اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور آلات حرب باشتیاق جنگ اپنے تنون پر آراستہ کیے اور مسلح اور مکمل
ہوکر روبروے ابو الحسن جوہر آئے اور میدان مین صفین باندھکر آداب وتسلیم بجالائے اور منتظر حکم جنگ رہے ادھر
کافور اخشیدی بھی بیدار ہوا اور گھبراکر فرش خواب سے اُٹھا اور خیمہ کے باہر آکر مردم لشکر کو حکم کمربندی کا دیا جسقدر
کہ مردمان تھے سب نے بموجب حکم کافور اخشیدی زرہ پہنی اور خود آہنی سر پر رکھا اور ہتھیار لگائے کافور اخشیدی نے
جو مردم فوج کا شمار کیا تو بہت سے آدمیون کو نہ پایا ہر چند غیظ آیا مگر ضبط کر کے اور لشکر کو لیکر میدان مصاف مین آیا اور

صفحہ ۱۱

صف آرا ہوا جانبین کے نقیبون نے نقابت کی دلاوران جانبین فرط شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناگاہ صفوف لشکر کافور اخشیدی سے قیصوم زنگی مثل مار سیاہ بعد پیچ وتاب نکلا اور کافور اخشیدی سے اجازت میدان کارزار لیکر میدان رزم مین آیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اسطرف سے امیر جلیل الدین سلطان ابو الحسن جوہر سے اجازت عرصۂ مصاف لیکر قیصوم زنگی کے سامنے آئے قیصوم زنگی نے امیر جلیل الدین کے سینہ بے کینہ کو تاک کے نیزہ لگایا امیر موصوف نے اپنے تئین نیزہ قیصوم سے بچاکر اُسپر بھی وار نیزہ کا کیا اُسنے نیزہ کو نیزہ پر روکا دونون نیزے ٹوٹ کر بیکار ہو گئے اسوقت قیصوم زنگی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچکر امیر جلیل الدین کے سر پر وار کیا امیر جلیل الدین نے تلوار کو سپر پر روکا اور تیغ تیز کھینچکر قیصوم زنگی کی کمر پر وار کیا ہر چند قیصوم زنگی نے تیغ کو سپر پر روکا مگر تیغ آبدار سپر کو دو ٹکڑے کر کے کمر پر اسطرح پڑی کہ قیصوم دو ٹکڑے ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا اور فی الفور تڑپ کر مر گیا اسی صورت سے امیر جلیل الدین نے چار پہلوان زنگی نامی و نامور قتل کیے جب شاہ خاور خود جنگ بہادران سے لرزان اور ترسان جانب غرب گرم رو ہوکے پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ تخت زیر فلک پر رونق فزا ہوا کافور اخشیدی نے طبل بازگشت بجوایا اور میدان رزم سے محزون و ملول اپنے خیمہ مین آیا اور مردان لشکر بھی راحت پذیر ہوے ادھر سلطان ابو الحسن جوہر بھی مع امیر جلیل الدین و جملہ دلاوران میدان نبرد کے شاد و خرم عرصۂ رزم سے اپنے مقام قیام پر آیا اور امیر جلیل الدین کی بہادری و دلیری کی تعریف کرنے لگا اکثر دلاورون نے آلات حرب اپنے جسم سے جدا کیے اور اکثر بہادر بحکم سلطان ابو الحسن جوہر بخوف شبخون حفاظت لشکر کرنے لگے مشعلین اور مہتابین روشن کی گئین دلاوران دیگر بعد اکل و شرب آشناے بستر خواب ہوے لیکن کافور اخشیدی جو میدان مصاف سے گیا اسکو خواب نہ آیا اور بخیال انجام کارزار نہایت متردد او متفکر رہا اور اکثر مردان فوج کو واسطے طلایہ کے لشکر مقرر کیا آخر وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ظاہر ہوے مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے خسرو انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع لشکر کثیر انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور بخوف و خطر مشرق سے ظاہر ہوکر جلوہ آراے سریر سپہر چہارم ہوا ظلمت شب کافور ہوئی روشنی مہر سے دنیا پر نور ہوئی جملہ بہادران مغربی بیدار ہوے اور بحکم سلطان ابو الحسن جوہر مسلح ہوکر میدان مصاف مین صف آرا ہوے ادھر سے کافور اخشیدی بھی بجمعیت پیادہ و سوار میدان کارزار مین آیا میمنہ اور میسرہ لشکر کو درست کیا اور خود قلب لشکر مین قیام پذیر ہوا میدان مصاف خس و خاشاک وغیرہ سے پاک و صاف کیا بعد اسکے دونون جانب نقیبون نے بہ آواز بلند بے شباتی جہان ظاہر کی کہا کہ اے دلاوران میدان کارزار و اے بہادران یکتاے روزگار آج کا دن نام کرنے کا ہے سامنا اور مقابلہ حریف خونخوار کا ہے لازم ہے کہ وہ نبرد اس میدان مصاف مین کرو کہ روحین رستم و اسفندیار کی تمھاری کارزار دیکھکر شرمندہ اور محجوب ہون اور قدم آگے بڑھ کر پیچھے نہ ہٹے ورنہ دلاوران جہان مین تمھارا شمار نہو گا دلاوران طرفین کو تقریر مذکور نقیبان آتش بیان

سُنکے جوش شجاعت ہوا اور اول طرفان زنگی کہ پہلوان بےمثل و بےنظیر تھا صف لشکر سے مانند پیل مست جھوم کر نکلا اور کافور
اخشیدی سے اجازت میدان مصاف لیکر میدان نبرد مین آیا



اور یہ آواز بلند پکارا کہ جسکو سیر ملک عدم منظور ہو آکر مجھ سے مقابلہ کرے بہادران مغربی اُسکی شکل مہیب اور تن و توش کو
دیکھکر متحیر ہوئے اور کسی نے اس سے مقابلہ کرنے کا قصد نہ کیا آخر امیر جلیل الدین سلطان ابو الحسن جوہر سے اجازت
میدان کارزار لیکر اُس زنگی کے سامنے گئے اور بڑی دیر تک بہ شمشیر و تیر اُس پہلوان بےنظیر سے مصروف جنگ رہے آخر زخمی
ہوکر اپنے لشکر مین چلے آئے طرفان زنگی نے پھر بصداے بلند کہا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو میرے روبرو آئے آواز
طرفان زنگی سُنکے کئی بہادر متواتر گئے اور قتل ہوئے اُسوقت سلطان ابو الحسن جوہر نے خیال کیا کہ طرفان زنگی اک
پہلوان زبردست ہے ایسا نہو کہ اور چند دلاوران مغربی اسکے ہاتھ سے قتل ہون اور جملہ بہادران لشکر بیدل ہو جائین
یہ خیال کرکے خود اُس سے مقابلہ کرنے کو چلا ہر چند دلاوران لشکر نے عرض کیا کہ آپ واسطے مقابلہ کے تشریف نہ لیجائیں
نمکخوار واسطے سرفروشی اور جان نثاری کے موجود ہین مگر سلطان ابو الحسن نے کہنا اُنکا نہ مانا اور طرفان زنگی کے عارض
پر بلا تامل ایک طمانچہ مارا طرفان زنگی سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت برہم ہوا اور تیغ تیز
کھینچکر سلطان ابو الحسن جوہر کے سر پر لگائی سلطان ابو الحسن جوہر نے شمشیر طرفان زنگی کو اپنی تلوار پر روکا اور بعجلت
اُسپر بھی تلوار ایسی لگائی کہ مع سوار و مرکب چار ٹکڑے ہوے کافور اخشیدی قتل ہونے طرفان زنگی سے از حد ملول
ہوا کیونکہ طرفان زنگی کے برابر لشکر کافور اخشیدی مین کوئی پہلوان اور بہادر نہ تھا علاوہ اسکے طرفان زنگی کافور اخشیدی
کے لشکر کا مقدمۃ الجیش بھی تھا غرض کافور اخشیدی نے اُسی رنج اور صدمۂ طرفان زنگی مین اپنی فوج کو جنگ مغلوبہ کا

حکم دیا فوج کافور لشکر ابوالحسن پر حملہ آور ہوئی ادہر سے بھی بحکم ابوالحسن جملہ دلاوران مغربی تلوارین کھینچکر بڑھے اور فوج کافور اخشیدی مین در آئے تلوارین چلنے لگین بہادرون کی طبیعت تیغزنی سے بہلنے لگی دلاوران جانبین عروس اجل سے ہم آغوش ہونے لگے جانبین معرکہ جنگ مین کھونے لگے بہادرون کے تن پر گلہاے زخم شمشیر و تیر کھلنے لگے ارمان دلی اکثر دلاورون کے خاک مین ملنے لگے پہلوانان نامی خلعت شہادت سے سرفراز ہونے لگے دلاوران بیمثال زخم تیر و تبر تن پر کھاکر بہادرون مین ممتاز ہونے لگے جوانان جنگجو میدان مصاف سے سفر ملک عدم کرنے لگے زنگیان خونخوار ونابکار زخمی ہوکر زمین پر گرکے مرنے لگے خون بہادران جانبین سے رشک لالہ زار زمین ہوئی اور کثرت خونریزی دلاورون سے سراسر زمین میدان جنگ رنگین ہوئی کسی دلاور نے اپنے حریف کو شمشیر آبدار سے ہلاک کیا کسی بہادر نے اپنے دشمن کو پیوند خاک کیا کشتون کے میدان نبرد مین جابجا انبار ہوے جوانان مصر بھاگنے پر آمادہ اور تیار ہوے آخر کافور اخشیدی اپنے باقیماندہ لشکر کو لیکر بھاگا سلطان ابوالحسن جوہر نے مع اپنے لشکر کے ہرچند اُسکا تعاقب کیا مگر کافور اخشیدی نے مع اپنے باقیماندہ فوج کے داخل مصر ہوکر جلد فصائل و بروج شہر مصر کو آلات حرب سے خوب آراستہ کیا اور خندق کو جو گرد شہر تھی پانی سے مملو کردیا سلطان ابوالحسن بھی مع لشکر قریب خندق جلد تر ہونچا اور چہار جانب سے شہر مصر کو گھیر لیا اور حوالی مصر پر قابض و متصرف ہوا اور راہ آمد و رفت بالکل بند کردی کافور اخشیدی جب بھاگکر ملک مصر مین داخل ہوا اُسی دن سے بخوف ابوالحسن جوہر بقدرت پروردگار ایک ایسے مرض مہلک مین مبتلا ہوا کہ صحت اُسکو نہوئی اور دو ہی روز مین جانب ملک عدم گیا بعد مرنے کافور اخشیدی کے چند روز ارکان سلطنت و اعیان مملکت مصر نے شہر مصر کو ابوالحسن کے یورش سے بچایا جس وقت غلہ وغیرہ ملک مصر مین نہ رہا اور ساکنان مصر کثرت گرسنگی سے مرنے لگے اور تمام زن و مرد نالہ و فریاد کرنے لگے اسدم سرداران ذیوقار و نامدار مانند محصور سلیم زنگی و مقیم زنگی کے دست بستہ خدمت سلطان ابوالحسن جوہر مین حاضر ہوکر پناہ کے طالب ہوے اور فرمانبرداری کا عہد کیا سلطان ابوالحسن جوہر نے ہر ایک سردار عالیوقار کی جان بخشی کی اور موافق رتبہ اور مرتبہ کے ہر ایک سردار کو خلعت و انعام عنایت کیا بعد اسکے ابوالحسن جوہر ملک مصر مین داخل ہوا اور تخت حکومت مصر پر نیابۃً جلوس کیا اور جملہ خاص و عام ملک مصر کو طلب کرکے علی قدر مراتب خلعت و انعام سے سرفراز اور ممتاز کیا بعد اسکے بروز جمعہ جامع مسجد مین جاکر بعد پڑھنے نماز کے منبر پر گیا اور بصداے بلند باسم شاہزادہ معزالدین عالیوقار خطبہ پڑھا بعد پڑھنے خطبہ کے بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت جو مردم اسوقت مسجد مین موجود تھے اُنکو نصیحت کی بعد اسکے منبر سے اُتر گئے اور دو رکعت شکر پڑھکے جملہ علماے مصر کو انعام وافر دیا اور غربا اور مساکین کو بھی زر عنایت کیا اور مسجد سے نکل کے ملک مصر کی رونق اور زینت دیکھتا ہوا محل سلطانی مین گیا اور محل شاہی سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور سکہ بنام شاہزادہ معزالدین کشور گیر گردون سریر ملک مصر مین جاری کیا اور توڑے زر سرخ و سفید سکہ رائج الحال کے اور عرضی کہ جسمین حال فتح ملک مصر وغیرہ مرقوم تھا

بدست قاصد بخدمت شاہزادۂ معز الدین ذیوقار کے روانہ کیے قاصد مذکور قطع راہ کر کے جہدیہ مین پہونچا کیونکہ صاحب قران اکبر
اسوقت جہدیہ مین تشریف رکھتے تھے بعد بجالانے دعا وثناے سلطانی کے قاصد نے عرضی ابو الحسن جوہر کی صاحبقران اکبر
کو دی اور سکہ رائج الحال بھی پیشکش کیے صاحب قران گردون سریر کشور گیر عرضی سلطان ابو الحسن جوہر پڑھکر اور سکہ مذکور
دیکھکر از حد خوش ہوے چونکہ عرضی مذکور مین سلطان ابو الحسن جوہر نے بعد حال فتح مصر یہ بھی لکھا تھا کہ اے شہریار
گردون وقار آپ ملک مصر مین تشریف لائیے اور تخت مصر پر جلوس فرمائیے پس موافق تحریر ابو الحسن جوہر صاحبقران اکبر
بعد بجا آوری شکر پروردگار اُسی دن جانب ملک مصر بخدم وحشم مع مادر گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون اور ملکہ غمزہ تاجدار
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قریب مصر پہونچے سلطان ابو الحسن جوہر خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سُنکے مع ارکین
سلطنت و اعیان مملکت براے استقبال شہر مصر سے باہر آیا اور صاحب قران گیتی ستان کو بتکریم وتعظیم ملک مصر مین لیگیا
صاحب قران ذیوقار نے تخت حکومت مصر پر جلوس فرمایا اور رعایاے ملک مصر کو زر کثیر مرحمت کیا بعد کئی دن کے صاحبقران
گیتی ستان نے ابو الفتح کو کہ ایک امیر ذیوقار و نامدار تھا نیابۃً تخت مصر پر بٹھایا اور آپ مع سلطان ابو الحسن جوہر بشان و
شوکت از مصر اسکے واسطے حج خانۂ کعبہ کے تشریف لیگئے اور بعد قطع منازل غرۂ ذی الحجہ کو کعبہ مین پہونچے اور ایک ایوان عالی
مین مقیم ہوے روز حج صاحبقران گردون وقار مع سلطان ابو الحسن عرفات پر گئے اور ارکان حج بجالائے اور بعد طواف
حرم شریف سلطان ابو الحسن جوہر سے فرمانے لگے کہ اے برادر وافر تمیز جاے حسرت ہے کہ استاد نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ
ہم خانۂ کعبہ مین تجھکو ملینگے مگر اب تک جناب حکیم قسطاس الحکمت کو مین نے نہین دیکھا شاید کسی وجہ سے تشریف نہین لائے
سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار مجھکو خوب یاد ہے کہ حکیم قسطاس الحکمت نے اقرار کیا تھا
کسی سبب سے تشریف نہ لائے ہونگے کیا عجب ہے کہ سال آیندہ مین تشریف لائین صاحب قران گیتی ستان نے فرمایا
اے برادر ذیقدر اگر امسال حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات نہوئی تو پھر نہوگی کیونکہ ہر سال مکہ معظمہ مین آنا بسبب مشکل ہے
صعوبات سفر کا مین متحمل نہین ہر چند کہ از افضال خدا سے مین صاحب شوکت وحشمت ہون مگر جو راحت دل کو اپنے وطن
مین ملتی ہے سفر مین نہین ملتی علاوہ اسکے مجھکو استاد کے مسکن سے بھی اطلاع نہین ہے اگر تم یہ کہو کہ پردۂ قاف
تو کسی طرح ہو نہین سکتا کیونکہ اب راہ پردۂ قاف کی بند ہو گئی ہے غرض بہر صورت حکیم قسطاس الحکمت سے اب ملاقات
نہوگی ابھی صاحب قران کشور گیر گردون سریر یہ تقریر کر ہی رہے تھے ناگاہ قریب حجر الاسود مجمع مردم مین صاحبقران اکبر
نے حکیم قسطاس الحکمت کو دیکھا فوراً بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑے اور حکیم قسطاس الحکمت سے بعد آداب وتسلیم کے
گلے ملے حکیم قسطاس الحکمت بھی صاحب قران اکبر کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حال مزاج دریافت کیا صاحبقران اکبر
نے کہا کہ الطاف خدا اور آپ کی دعا سے مین اچھا ہون غرض بعد طواف وغیرہ صاحب قران ذیجاہ نے علماے عرب
اور غربا و مساکین کو زر کثیر دیا بعدہ حکیم قسطاس الحکمت کو اپنے مکان مین جسمین مقیم تھے لائے اور جملہ حالات جو گذرے

تھے وہ آگے حکیم صاحب کے ظاہر کیے بعد بیان کرنے اپنی سرگذشت کے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ اب آپکا
کیا قصد ہی تشریف لیجائیے گا یا کچھ دن مجھکو سرفراز فرمایئے گا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے شاہزادہ ذیوقار
تا شہر مصر مین تمھارے ساتھ جاونگا پھر جہان مقدر لیجائیگا وہان چلا جاؤنگا الغرض بعد گفتگو کے ذکور صاحبقران
عالی منزلت مع حکیم قسطاس الحکمت و ابو الحسن جوہر برائے زیارت مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور بعد طے منازل مدینہ
منورہ مین داخل ہوے اور زیارت تربت جناب اشرف المرسلین و خاتم النبیین سے مشرف ہوے بعد حصول شرف
زیارت تربت رسول خدا صاحب قران گیتی ستان نے اپنے استاد سے یہ دریافت کیا کہ اے گنجینۂ اسرار کبریا میرا
ارادہ ہی کہ یہان سے جانب بغداد روانہ ہون اور بغداد کو بقوت بازو فتح کرکے بعد اسکے زیارت نجف و کربلا سے مشرف
ہوکر اپنی دار السلطنت کی جانب روانہ ہون پس اس باب مین آپ کیا فرماتے ہین حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے
فرزند ارجمند مجھکو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ تم بغداد پر لشکر کشی کرکے ہرگز فتح نہ کرسکوگے کیونکہ ابھی بنی عباس کی مدت حکومت
تمام نہین ہوئی ہے تین سو سترہ سال ابھی باقی ہین پس تمکو لازم ہی کہ زیادہ حرص نہ کرو اور فتوحات گذشتہ پر اکتفا کرو
اور جو سلطنت اور شوکت کہ پروردگار عالم نے تمکو عنایت کی اسکو بہت جانو سوا اسکے جیسی تمنے عشرت کی ہی کم کسی کو میسر
ہوئی ہوگی اب مناسب اور بہتر یہ ہی کہ بعوض عشرت مسطور باقیماندہ حیات کو عبادت خالق کون و مکان معبود انس و جان مین
بسر کرو کیونکہ یہ دنیا اک سرا ہی اور اہل دنیا مسافر ہین حیات چندروزہ کے بسر کرنے کو ہر ایک شخص اس سرا مین مقیم ہی بعد
آخر ہونے حیات کے ہر ایک شخص اس سرا سے دنیا سے جانب ملک عدم کوچ کریگا پس اے فرزند تمکو بھی چاہیے
کہ کچھ زاد آخرت کی فکر کرو سفر دور و دراز در پیش ہی تہیدست سفر کرنا مناسب نہین ہی اعمال حسنہ جہانتک ہوسکے ہمراہ اپنے
لیجاؤ کیونکہ سفر آخرت مین سوائے اعمال حسنہ کے زر و جواہر کی ضرورت نہین ہی اور نہ کوئی لیجاتا ہی سلاطین ذیوقار بھی سفر
ملک عدم مین سوائے اعمال کے خالی ہاتھ جاتے ہین اور بجز کفن کے مال دنیا سے کوئی چیز اپنے ہمراہ نہین لیجاتے ہین
دیکھو تمھارے والد سلطان اسمعیل مرحوم دولت و حشمت سے اپنے ساتھ کیا لیگئے غرض فنا سبکو ہی سوائے ذات خدا
کے ہر فرد بشر کو لازم ہی اپنی زندگی پر بھروسہ نہ کرے اور اعمال حسنہ کرنے مین غفلت نکرے نہین معلوم کسوقت پیام قضا
آجائے صاحب قران اکبر کلمات نصیحت آمیز حکیم قسطاس الحکمت سے سُنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ حکیم صاحب
سچ کہتے ہین مین نے عیش بہت کیا ہی اور کشورستانی بھی بخوبی کی ہے اور حکیم صاحب کی تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ اب میری زندگی بھی قلیل رہگئی ہے کچھ عبادت خدا کرنا چاہیے اور کشورستانی سے باز رہنا چاہیے صاحب قران اکبر
یہ خیال کرکے عزم بغداد سے باز رہے اور قصد عبادت پروردگار کیا اور کچھ حکیم قسطاس الحکمت کو جواب دیا القصہ
صاحبقران اکبر نے بعد کئی دن کے مدینۂ منورہ سے کوچ کیا اور طے منازل کرکے مع حکیم قسطاس الحکمت و سلطان
ابو الحسن وغیرہ قریب شہر مصر تشریف لائے تمام امرائے مصر نے صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور تکریم و تعظیم

مصر میں لیگئے جسوقت صاحب قران اکبر حرم سرا مین گئے اپنی والدہ گرامی قدر کو نہایت بیمار پایا صاحب قران اکبر کو از حد
رنج ہوا ہر چند تدبیر دفع مرض ملکہ عالیہ خاتون کی مگر کسی طرح صحت نہوئی آخر بعد کئی دن کے ملکہ عالیہ خاتون نے انتقال کیا
صاحب قران اکبر غم مرگ مادر مین بہت روئے بعدہ دفن کیا اور تربت پر ایک گنبد بلند بنوایا اور اُس گنبد کا نام روضہ عالیہ
رکھا ابھی دل صاحب قران اکبر صدمۂ مادر مین مبتلا تھا ناگاہ ملکہ شمسہ تاجدار بھی بیمار ہوئی صاحب قران اکبر علیل ہونے
ملکہ شمسہ تاجدار سے نہایت بیتاب و بیقرار ہوے اور حکیم قسطاس الحکمت کے پاس آکر حال ملکہ شمسہ تاجدار بگریہ و زاری
بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت فوراً ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس آئے اور نبض دیکھکے اور ایک نسخہ لکھکر صاحب قران اکبر
کو دیا اور خاموش حرم سرا سے باہر چلے آئے اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت ایسے محزون تھے کہ کلام بھی نہ کرتے تھے باوجود
اسکے کہ ابوالحسن جوہر ہمدم حکیم صاحب کے ساتھ تھا اُس سے بھی کچھ کلام نہ کیا اور مطلق توجہ نہ کی ابوالحسن نے
خیال کیا کہ حکیم قسطاس الحکمت اسوقت نہایت ملول تھے یقین ہے کہ ملکہ شمسہ تاجدار ایسے مرض مین مبتلا ہوئی ہین کہ
جانبر نہونگی یہ خیال کرکے ابوالحسن نے بھی حکیم قسطاس الحکمت سے کچھ کلام نہ کیا اور خاموش رہا صاحب قران یوماً
ملکہ شمسہ تاجدار کے بیمار ہونے سے رات دن غمگین و ملول رہتے تھے حالانکہ حکیم قسطاس الحکمت سمجھایا کرتے
تھے اور تسلی اور تشفی دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شہریار پریشان اور گریان نہو انشاءاللہ ملکہ شمسہ تاجدار کو صحت
ہو جائیگی اور اسی طرح ابوالحسن جوہر بھی بعض اوقات عرض کرتا تھا لیکن صاحب قران کا حزن و ملال کم نہوتا تھا
اور دل بیتاب تسکین نہ پاتا تھا۔ الغرض بعد کئی دن کے ملکہ شمسہ تاجدار نے اس دار فانی سے جانب ملک لقا کوچ
کیا صاحبقران اکبر انتقال کرنے ملکہ شمسہ تاجدار سے اسطرح بیتاب و بیقرار ہوکر روئے کہ قریب تھا روح جسم سے مفارقت
کر جائے حکیم قسطاس الحکمت و سلطان ابوالحسن جوہر کے کلمات تسلی آمیز سے گونہ صاحب قران اکبر کو صبر ہوا اور
ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد حزن و ملال دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت
سے کہا کہ اے اُستاد عالی وقار قسم ہے خالق انس و جان کی کثرت صدمہ و ملال سے اب مجھکو اپنی حیات سے مایوسی اور
ناامیدی ہوگئی ہے اور روز روشن میری نظر مین شب تار ہے یقین ہے کہ ایک دن اسی صدمہ و محن مین مین ضرور ہلاک
ہو جاؤنگا اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین بھی قریب قبر ملکہ شمسہ تاجدار کھدواؤن اور اپنی زندگی مین قبر اپنی تیار کراؤن اور
اپنے برادر اور عموے نامدار وغیرہ کو وصیت کرون کہ مجھکو اسی قبر مین دفن کرنا حکیم قسطاس الحکمت نے یہ ارشاد کیا کہ اے
فرزند اگر تمھاری آرزو ہے کہ قبل از مرگ قبر تیار ہو تو اپنی مادر گرامی قدر کی تربت کے پاس اپنی قبر تیار کراؤ صاحبقران اکبر
نے بموجب فرمانے حکیم صاحب کے اپنی قبر اپنی والدہ ملکہ عالیہ خاتون کی تربت کے متصل بنوائی بعد اسکے ایک روز
صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے طلسم اجرام و اجسام کی کیفیت دریافت کی کہ اب اُس طلسم کا کیا حال ہے حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے فرزند دلبند اب اُس طلسم کی راہ چہار جانب سے بند ہو گئی ہے بلکہ وہاں سے اب کوئی خبر

بھی کسیطرح کی اودھر نہین آتی مجھکو عالم واقعہ مین ہدایت ہوئی تھی کہ اب نگہبانی اور محافظت اُس طلسم کی نہ کرنا اسوجہ سے
مین بھی اُس طلسم کی نگرانی اور حفاظت نہین کرتا پھرا کرتا ہون اور سیر دشت وصحرا وغیرہ کیا کرتا ہون صاحب قران ذیوقار اس
خبر تازہ کو سُنکر کسی قدر رنجیدہ ہوے اور چاہا کہ کچھ اور حال دریافت کیجیے مگر اُسی وقت حکیم قسطاس الحکمت طالب رخصت
ہوے اور اس درجہ مقدمہ رخصت مین مصر ہوے کہ صاحبقران اکبر کو سواے رخصت کرنے کے اور کوئی چارہ نہوا وقت
رخصت حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ معز الدین کو ایک مقام خلوت مین لے گئے اور کہا ای صاحب قران عالی وقار آگاہ
ہو کہ ایک چیز تمھاری ہمارے پاس بطور امانت ہی وہ شی اب ہمسے اسوقت لے لو شاہزادہ معز الدین نے متحیر ہو کر کہا کہ جلد
آپ وہ امانت میری مجھکو عنایت کرین کیونکہ مجھکو از حد اشتیاق اُس امانت کے دیکھنے کا ہی حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا
ای شہریار وہ امانت تمھاری یہ ہی اچھی طرح سے سُنو اور یاد رکھو ای صاحب قران اکبر تمکو خیال ہوگا کہ جب تمنے سیر عجائبات
سے فراغت پائی تھی اور بیرون طلسم چلے آئے تھے اُسدم تمنے مجھ سے کہا تھا کہ مجھکو کمال حیرت ہی مطلق سمجھ مین نہین آتا
کہ یہ کیا امر ہی یعنے تمنے بیان کیا تھا کہ پہلے مین اسی ملکہ شمسہ تاجدار کی الفت مین اپنے ملک سے دیوانہ وار آیا تھا اور
درمیان راہ اس طلسم کی سیر دیکھی اور وقت سیر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے محبت ہوئی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کی مطلق یاد نہ رہی
لیکن جیسے کہ بیرون طلسم آیا ہون مثل روز اول میرے دل مین عشق ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوا ہی اُسوقت مین نے تمھارے
سامنے یہ نقل بیان کی تھی کہ ایک فرزند ایک عابد خوشخصال کا غار مین پیدا ہوا اور اُسی غار مین رہکر جوان ہوا پہلے پسر
عابد مذکور نے مہر انور کو دیکھا اور شگفتہ ہو کر غار سے باہر آیا اور آفتاب کو دیکھا کیا اور خوش ہوا کیا جب شام ہوئی
اس پسر عابد نے ماہ کو ملاحظہ کیا اور دل مین خیال کیا کہ یہی معشوق حسین ہی غرض شب بھر فرزند عابد ماہ کو بنظر الفت دیکھا
اور بکثرت خوشی وسوداے عشق ماہ مین ہر جانب پھرا کیا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور صبح ہوگئی اور آفتاب نمایان
ہوا جب پسر عابد نے آفتاب کو دیکھا کیفیت روز وشب پیش پدر بیان کی اور اپنے عشق کے حال سے بھی اطلاع دی عابد
نے بعد سننے حال ماہ ومہر کے اپنے فرزند سے بیان کیا اور چند باتین جو نصیحت آمیز تھین اپنے فرزند سے بیان کین ای
شہریار کلمہ مرقومہ بالا جب تمنے مجھسے پوچھا تھا مین نے اسوجہ سے جواب مین تامل کیا تھا کہ وہ ہنگام جواب دینے کا نہ تھا مین نے
تم سے اقرار کیا تھا کہ بعد فتح شہر مصر کہونگا پس اسی وجہ سے مین تمھارے ساتھ یہانتک آیا کہ جواب اسکا تمکو سناؤن پھر جدھر
مشیت الٰہی ہو جاؤن غرض ای فرزند ارجمند وہ پسر عابد جب اجرام فلکی کی کیفیت سے بوجہ ہدایت اپنے پدر کے آگاہ ہوا اور
عشق مہر وماہ کا اُسکے دل مین بالکل نہ رہا اُسوقت عابد مذکور نے اُس نوجوان سے کہا کہ ای فرزند تجھکو عشق مہر وماہ سے کیا فروغ
ہوا اور اگر تو عشق مہر وماہ ترک نہ کرتا تو بھی کچھ دارین مین فروغ نہوتا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوتا کیونکہ عشق مجازی سے کچھ نفع
آخرت کا نہین ہوتا پس ای فرزند دلبند تجھکو لازم ہی کہ تو وہ عشق اختیار کر کہ جس عشق سے بہتر اور برتر کوئی عشق نہو یہ تقریر
عابد وہ نوجوان سُنکے کہنے لگا کہ جس عشق کی آپ نے تعریف کی ہے وہ عشق کونسا ہی عابد نے کہا ای نور نظر پارہ جگر وہ عشق خدا ہی

کہ قطب خاصان خدا مین مدام جاگزین ہی اور یہ ظہور شمس و قمر شجر و حجر انسان و حیوان زمین و آسمان وغیرہ اُسی خدائے برحق کی
قدرت کاملہ کا ایک ادنے نمونہ ہی جو تو دیکھتا ہی سوائے اس جہان کے مشہور ہی کہ شانزدہ عالم ہزار یا زیادہ یا کم اس دنیا سے
زیادہ تر خدا نے وسیع پیدا کیے ہین اور ہر ایک عالم مین اسقدر مخلوق ہین کہ اس جہان کے جن و انس سے زیادہ ہین اور ہر
عالم کے رہنے والون کو دوسرے عالم سے اور اُسکے رہنے والون سے آگاہی نہین ہی اور سب اہل عالم خدا کی عبادت کرتے
ہین اور خدا واحد ہی اُسکا کوئی شریک نہین ہی بعد اسکے عابد نے اپنے پسر کے روبرو قصہ حضرت خلیل الرحمان کا بطور مجمل
یون بیان کیا کہ مثل پسر عابد جناب خلیل نے پہلے نیر اعظم کو اپنا پروردگار جانا تھا بعد غروب ہونے مہر کے حضرت خلیل نے
خیال کیا کہ یہ خدا نہ تھا پھر شب کو ماہ کو دیکھکر اپنا معبود خیال کیا جب ماہ بھی نہان ہوگیا حضرت خلیل نے جانا کہ یہ بھی
خدا نہ تھا خدا کوئی اور ہی کہ جسکو زوال نہین ہے غرض اسی طرح کی چند نقلین عابد نے اپنے فرزند دلبند کے سامنے بیان کین
اور کہا کہ ای سعادتمند تو بھی مہر و ماہ کے عشق سے باز آ اور معبود انس و جان سے عشق کر اور اُسکی شب و روز عبادت اور اطاعت
کر کہ اس سے تجھکو فائدہ بہت ہوگا جسوقت پسر عابد نے اس حقیقت کو سُنا اپنے فعل سے نادم ہوا اور عشق مہر و ماہ سے
دست بردار ہوا اور عشق خدا اُسنے اختیار کیا اور شب و روز عبادت خدا کرنے لگا ای صاحب قران عالی وقار مین بھی تجھکو
مثل عابد مذکور اپنا فرزند تصور کر کے نصیحت اور ہدایت کرتا ہون بگوش دل سنو اور میری نصیحت پر عمل کرو عشق مجازی کو
چھوڑکر عشق حقیقی اختیار کرو کہ کونین مین تمکو سرخروئی حاصل ہو ای شہریار صمدمہ و رنج ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار
گلشن افروز سے کیا فائدہ ہوگا۔ الغرض صاحب قران گردون سریر کشورگیر کے دل پر نصیحت اور ہدایت حکیم قسطاس الحکمت
کا ایسا اثر ہوا کہ صاحب قران ذیوقار اک نعرہ مارکر بیہوش ہوگئے جب صاحب قران کو ہوش آیا اُلفت دنیا سے دونکے دل
سے جاتی رہی صاحب قران اکبر نے قصد کیا کہ اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادۂ عزیز الدین کو سریر سلطنت حوالہ کر کے ہمراہ حکیم
قسطاس الحکمت لباس فقیری پہن کے چلا جاؤن بعد قصد کرنے کے صاحب قران اکبر نے اپنے ارادہ سے حکیم
قسطاس الحکمت کو آگاہ کیا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا ای شہریار میری خوشی یہ نہین ہی کہ تم لباس فقیری اختیار
کر کے میرے ساتھ رہو بلکہ یہ امر میری رائے کے خلاف ہی کیونکہ لباس فقیری تمھارے شان کے خلاف ہی سوا اسکے تمھارے
بسر اوقات کے لیے خداوند عالم نے صورت دیگر معین کی ہی وہ صورت جلد ہویدا ہوگی حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر صاحبقران
اکبر سے بار دگر رخصت ہوئے اور تھوڑی دور جاکر نظر صاحب قران اکبر سے پوشیدہ ہوگئے

اب یہ مترجم حال وفات صاحب قران اکبر و حال حکومت اولاد صاحبقران اکبر کا ترجمہ کرتا ہی اور اسی حال پر اس قصۂ دلچسپ کا خاتمہ بھی کرتا ہی

راویان راست گفتار نے اس طرح بیان کیا ہی کہ جب شہریار گیتی ستان یعنی صاحب قران بعد انتقال والد یعنی سلطان

اسمٰعیل بقوت اللہ ملک مہدیہ مین سریر سلطنت پر رونق افروز ہوے ایک قاصد سلطان روم کا خدمت صاحب قران اکبر گیتی ستان مین حاضر ہوا اور تہنیت فتوحات کی سلطان روم کی جانب سے صاحب قران کشورستان کو دی اور سلطان روم کی طرف سے صاحب قران کشورگیر گردون سریر کے اقبال کی بھی تعریف و توصیف کی صاحب قران نے اُسکو انعام وغیرہ دیا قاصد چلا گیا جب صاحب قران اکبر بعد فتح شہر مصر خانہ کعبہ سے تشریف لا کر سریر حکومت مصر پر جلوہ فرما ہوے قاصد مسطور دوبارہ سلطان روم کا آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بعد بجا آوری دعا و ثنا ے شاہنشاہی ایک الطاف نامہ مع چند تحائف بیمثل و بینظیر صاحب قران کشورگیر کے پیشکش کیا اور بحکم صاحبقران ذیجاہ ایک مقام بر تر پر مودب بیٹھا صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے الطاف نامہ مذکور کے قاصد سے فرمایا کہ اے نامہ بر پہلے تم ہمارے پاس مہدیہ مین جو ہمارا دار الخلافہ تھا حاضر ہوے تھے اور سرفراز عنایات سلطانی ہوے تھے اور اب شہر مصر بھی ہمارے تصرف اور قبضہ مین آیا ہے اسی وجہ سے ہمنے اس شہر مین رہنا اختیار کیا ہے اور تخت ملک مصر پر جلوس فرمایا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا لیکن اب تم اگر ہماری خدمت مین حاضر ہوتا تو بغداد مین آتا ہمکو تخت بغداد پر دیکھتا قاصد مسطور نے صاحب قران گیتی ستان کی یہ تقریر سنکے سر جھکا لیا۔ صاحب قران عالیوقار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ قاصد میری گفتگو سنکے سرنگون ہوا اور کچھ جواب نہ دیا اُسوقت صاحب قران عالی مقام نے ارشاد فرمایا کہ اے نامہ بر کچھ تمنے ہماری بات کا جواب نہ دیا اسکا کیا سبب ہے جلد بیان کرو قاصد نے بعد غور و فکر دست بستہ اس طرح عرض کیا۔

نظم

اینچہ من سنیدم اکنون ای شہ عالیجناب | گر کنم اظہار میترسم کہ افتم در عذاب
اینکہ گردی از من و بر قتل من فرمان کنی | ورنہ زین قتلم بگذری از لطف زندان کنی

صاحب قران کشورستان نے فرمایا ہم قسم کھاتے ہین خدا کی تمکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچائینگے جو تمہارا دل چاہے کہو قاصد نے بمجبوری گذارش کیا کہ اے خلاصۂ دودمان رسالت و اے شہریار با شوکت و حشمت جسوقت یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار شہر مہدیہ مین حاضر خدمت حضور ہوا تھا اُسوقت حضور کی شوکت و صولت سے اس کمترین کی یہ کیفیت تھی کہ کلام نہ کیا جاتا تھا اور دست و پا مین از حد رعشہ تھا لیکن وہ شوکت و صولت جو قبل اسکے اس خاکسار نے مشاہدہ کی تھی اب نہین ہے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ اب خورشید اقبال حضور کو کسی قدر زوال ہو گیا ہے اور یہی وجہ اس ذرۂ بیمقدار کے تردد اور خاموشی کی تھی اے شہریار عالی وقار آپکو اختیار ہے چاہین اس کمترین کو حکم قتل دین یا جان بخشی فرمائین راوی کہتا ہے کہ جب اُس نامہ بر ذیفہم کی تقریر مسطور صاحب قران اکبر نے سنی بوجہ ظاہر ہونے کمی اقبال و شوکت و صولت کے اس درجہ محزون ہوے کہ رنگ رُوے صاحب قران اکبر متغیر ہو گیا اور اُسی حالت رنج و صدمہ مین پھر دنیا ے دون سے ایسے بیزار ہوے کہ دنیا مین رہنا اچھا معلوم نہوتا تھا آخر اُس نامہ بر کو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور در خزانہ کھلوا کر زر و جواہر فقرا اور مساکین اور ہر ایک یتیم کو اسقدر دیا کہ تین حصہ خزانہ خالی ہو گیا جب ایک حصہ خزانہ باقی رہگیا صاحب قران اکبر نے در خزانہ بند کرا دیا بخیال اپنی اولاد کے جسوقت صاحب قران اکبر نے تقسیم زر و جواہر سے فرصت پائی حرم سرا مین گئے بعد مین روز کے بحکم خدا صاحب قران اکبر کو ایسی تپ آئی

کہ تین روز تک بیہوش رہے چوتھے دن صاحبقران اکبر کو تب اور غشی سے گونہ افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا کہ سلطان ابوالحسن و شاہزادہ حیدر و ابوالغرائب و شاہزادہ عزیز الدین و ابوالجبار منجم و ابوالحریرہ و حکما وغیرہ سرہانے بیٹھے ہین صاحبقران اکبر نے آہستہ ابوالجبار سے یہ فرمایا



ہمارا زائچہ ولادت لاؤ اور اسکا مہر زائچہ مذکور کو بغور و تامل دیکھو ابوالجبار کہ منجم بےمثل و بےنظیر تھا زائچہ مسطور کو لاکر بغور دیکھنے لگا بعد غور و تامل کے اسکو ثابت ہوا کہ عمر صاحبقران اکبر کی سنتالیس برس کی ہو چکی ہے آگے معلوم نہین آہ ابوالجبار منجم یہ حال زائچہ سے دریافت کرکے بے اختیار گریان ہوا مگر ابوالحریرہ نے اسطرح صاحبقران اکبر کو تسلی دی کہ اے شہریار عالی وقار مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ عمر حضور کی ابھی بہت ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ابوالحریرہ تم مجھکو محض تسلی دیتے ہو مین خوب واقف ہون کہ اس مرض مہلک سے کسی طرح نہ بچونگا اور اس دنیا بے ثبات سے جانب ملک بقا ضرور جاؤنگا مطلق مجھکو اپنے مرنے کا رنج و صدمہ نہین ہے کیونکہ مین نے بالطاف خالق کون و مکان و بامداد معبود زمین و زمان از جا علیش کیا کوئی حسرت دل مین باقی نہین ہے کشورستانی مین بھی پروردگار عالم نے مجھکو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک مشہور اور معروف کر دیا ہے سوا اسکے اب رغبت بھی مجھکو جانب امور دنیا مطلق نہین ہے اور اس حیات چندروزہ سے بھی ناخوش ہون اب چاہتا ہون کہ جلد اس دنیا سے دون سے طرف ملک بقا روانہ ہون بعد اس تقریر کے صاحبقران اکبر نے شاہزادہ حیدر اور سلطان ابوالحسن جوہر سے فرمایا کہ اے برادران سعادت نشان اب مین تمسے جدا ہوتا ہون اور جانب ملک بقا جاتا ہون ہرگز تم میرے مرنے سے ملول و حزین نہونا اور عوض رنج و غم میرے عفو خطا و گناہ کے واسطے درگاہ خدا مین دعا کرنا تاکہ مغفرت میری ہو جاے علاوہ اسکے مین اپنے نور نظر پارۂ جگر عزیز الدین اپنے جانشین کو بعد خدا تمھارے حوالہ کرتا ہون تم سب اس کمسن کے معین اور مددگار رہنا شاید بعد میرے دشمن ہر جانب سے لشکرکشی کرین اور سلطنت

موروثی کو میرے فرزند عزیزالدین سے لے لین القصہ ابو الحسن جوہر و شاہزادۂ حیدر و ابو الغرائب و ابو السحر یرہ وغیرہ جو اسوقت موجود تھے صاحبقران اکبر کی وصیت کو سُنکے بے اختیار اشکبار ہوے اور جو سردار کہ اسوقت حاضر تھے سب نے عرض کیا کہ ای شہریار گردون وقار پروردگار عالم اول آپکو عمر خضر عنایت فرمائے اور اس مرض کو جلد دفع کرے اور ہماری دعا کو قبول کرے اور اگر مصلحت پروردگار عالم خلاف ہماری دعا اور آرزو کے ہوئی تو لاچاری ہی ای شہریار آپ بخوبی مطمئن رہین ہم سب خادمان سرکار فیض آثار شاہزادۂ عزیزالدین ذیوقار کو اپنا مالک اور حاکم مثل حضور کے جانکر ہر دم فرمانبرداری اور اطاعت کرینگا اور واسطے جان نثاری کے ہر وقت حاضر رہینگے کیا مجال کسی دشمن کی کہ اس طرف آسکے اور اس سلطنت کی جانب نظر بد سے دیکھ سکے بعد عرض کرنے سرداران نامدار کے صاحبقران اکبر نے پھر سلطان ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ ای ابو الحسن جوہر مین اپنے نور نظر لخت جگر کو تمھارے حوالہ کرتا ہون میرے فرزند کا ہر طرح خیال رکھنا بعد اس وصیت کے اور بھی کئی وصیتین کین سلطان ابو الحسن اُسوقت از حد اشکبار اور بیقرار ہوا بعد گریہ وزاری یون عرض کرنے لگا کہ ای صاحبقران ذیوقار آپ مجھ سے نسبت شاہزادۂ عزیزالدین کچھ نہ فرمائین کیونکہ اسوقت حضور کا حال دیکھکر میری عجب کیفیت ہی کچھ عجب نہین کہ قبل حضور مین جانب ملک عدم روانہ ہون اور اگر بمصلحت خدا زندہ رہا تو بھی بعد آپکے یہان نہ رہونگا لباس فقیری پہنکر سوے دشت و صحرا چلا جاؤنگا صاحبقران اکبر گفتگوے سلطان ابو الحسن سُنکے چپ رہے کچھ جواب نہ دیا یکایک تپ کی شدت سے ایسی آنکھین بندکین کہ پھر نہ کھولین روز دیگر بوقت نماز جمعہ صاحبقران اکبر نے اس سراے فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا جسوقت شاہزادہ نے انتقال کیا اور خبر وفات شاہزادہ معزالدین شہر مین مشہور ہوئی تمامی شہر مین زن و مرد رنج و غم انتقال شاہزادہ معزالدین مین اسقدر بہ آواز بلند روئے کہ تا بفلک صداے نوحہ و ماتم گئی صدہا مرد و زن کو شدت گریہ و بکا سے غش آگیا اس روز شہر مصر مین گویا ایک قیامت عظیم برپا تھی ہر طرف سے صداے ماتم آتی تھی المختصر ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے بجلوس سجا تابوت صاحبقران بنالہ و فغان اُٹھایا جملہ شرفاے مصر بھی ہمراہ تابوت تھے ہر ایک شخص اشکبار تھا بعد قطع راہ ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے تابوت شاہزادہ معزالدین کا روضہ عالیہ مین رکھا اور بعد غسل و کفن حنوط و نماز صاحب قران اکبر کو اُسی قبر مین جو متصل قبر ملکہ عالیہ خاتون بنوائی گئی تھی دفن کیا بعد فاتحہ خوانی جملہ خاص و عام بہ آہ و بکا روضہ عالیہ سے لپنے اپنے گھر آئے ناظرین عالیمقام کو معلوم ہو کہ صاحبقران اکبر کے انتقال کرنے کا ایسا صدمہ جانکاہ ہی کہ جتنا اُسکو طول دیکر لکھا جائے کم ہی مگر اس مترجم نے اسوجہ سے حال انتقال صاحب قران اکبر اور گریہ وزاری خاص و عام کو طول نہین دیا کہ جس سلطان کشورستان کا قصۂ الفت اور جسکی داستانہاے عشرت تحریر اور تسطیر کی ہون اب اُس شہریار ذیوقار کا حال انتقال پر ملال طول دیکر کیونکر قلم عشرت رقم سے لکھا جائے اور جو چند سطور حال دفات صاحب قران اکبر مین لکھے ہین بضرورت اظہار حال انتقال رقم کیے ہین ورنہ یہ قصہ دلچسپ ذکر ملکہ شمسہ تاجدار کے بعد حال جشن عقد تمام ہو گیا تھا بس اب کچھ احوال شاہزادۂ مرحوم کی اولاد کا لکھا جاتا ہی اور اسی حال پر اس جلد کو تمام کیا جاتا ہی

بیان احوال اولاد شاہزادۂ معزالدین مرحوم مع ذکر حکومت کہ بعد انتقال صاحب قران خوش خصال

اس دودمان مین کس طرح رہی

راویان خوشخصال نے اس روایت کو یون ظاہر اور ہویدا کیا ہے کہ جب صاحبقران کشورگیر گردون سریر نے اس دنیاے بے ثبات
سے جانب ملک بقا کوچ کیا ابوالحسن جوہر بعد بجالانے مراسم تعزیت کے لباس فقیری پہنکر جانب صحرا بصد آہ وزاری چلا گیا
پھر کسی نے اس وفا شعار بہادر ذوالفقار کا نشان نہ پایا بعد جانے سلطان ابوالحسن جوہر دمرتنے شاہزادہ معزالدین مغفور کے
ہمراہی کسار رفیق نے یکے بعد دیگرے انتقال کیا یعنے زمانہ دو سال مین تمام رفقاے شاہزادہ معزالدین نے وفات پائی الحاصل
بعد انتقال شاہزادہ معزالدین کے ابوالغرائب شاہزادہ نے شاہزادہ عزیزالدین کو العزیز باللہ خطاب دیکر سریر حکومت پر بٹھایا
شاہزادہ عزیزالدین ذوالفقار نے نو سال تک بعدل و انصاف حکومت کی اس شاہزادہ بلند اقبال فرخندہ فال کے زمانہ حکومت
مین کوئی لڑائی کسی بادشاہ سے نہین ہوئی جملہ خاص و عام براحت و آرام اسکے عہد سلطنت مین رہے بعد انتقال شاہزادہ
عزیزالدین شاہزادہ منصور ابن عزیزالدین کو بھی ابوالغرائب و شاہزادہ حیدر نے الحاکم باللہ خطاب دیا اور تخت سلطنت پر
بٹھایا شاہزادہ منصور از حد نیک تھا ہر دم عدل و انصاف اور رعایا پروری مین مصروف رہتا تھا اور جملہ امور خلاف شرع سے ممانعت
کرتا تھا اور پرہیزگاری اور خدا پرستی کیجانب رغبت دلاتا تھا۔ اس شاہزادہ خوشخو نے تیرہ برس بعدل و انصاف سلطنت کی
بعد تیرہ سال کے وفات پائی شاہزادہ منصور کے زمانہ حکومت مین ایک شخص خوارج مین سے حملہ آور ہوا تھا لیکن بمدد اقبال
شاہزادہ منصور لشکر نصرت اثر نے اُسکی فوج کو شکست دی اور صدہا مردم فوج کو قتل کیا اور اُس فوج کے سردار کو جو خوارج سے
تھا گرفتار کرلیا اور بذلت و رسوائی بحکم شاہزادہ منصور قتل کیا بعد اس جنگ کے شاہزادہ منصور ایک دن گھوڑے پر سوار ہوکر
اکیلا پہاڑ پر گیا وہان چند دشمنون نے شاہزادہ منصور کو تنہا پاکر مار ڈالا بعد قتل ہونے شاہزادہ منصور کے علی ابن حاکم بادشاہ ہوا
اور ظاہر باللہ خطاب پایا اور سترہ سال تک حکومت کرکے انتقال کیا بعد وفات علی ابن حاکم الحافظ الدین باللہ جسکو خاص و عام
مستقر بھی کہتے تھے تخت سلطنت پر بیٹھا اور ساٹھ سال بعدل و انصاف حکومت کی اسکے زمانہ سلطنت مین حسن صالح حمیری
ظاہر ہوا اور الحافظ الدین سے بدرجۂ کمال محبت و الفت بڑھا کر دام مکر و فریب مین مستقر کو ایسا گرفتار کیا کہ شاہزادہ الحافظ الدین
باللہ نے بوجہ نادانی عجائبات روان کو حسن صالح حمیری کے سپرد کیا حسن صالح حمیری مذکور فن نیرنجات مین اُستاد تھا بوجہ پڑھنے
اسماء کے عجائبات روان کی سیر کیا کرتا تھا اور اپنے دوستون کو بھی تماشا عجائبات روان کا دکھاتا تھا اکثر مردمان نافہم و نادان
عجائبات روان کی سیر دیکھکر یہ گمان کرتے تھے کہ حسن صالح صاحب کرامت اور معجزنما ہے غرض بعد تھوڑے زمانہ کے ہزارہا مردم
حسن صالح حمیری کے معتقد ہوگئے راویان متقدمین بیان کرتے ہین کہ خاندان اسماعیلیہ مین دو گروہ ہوے ہین ایک گروہ
سادات عالی صفات سے تھا جس گروہ کا اول شہریار ابوالقاسم محمد مہدی تھا اور آخر بادشاہ سادات سے العاضد الدین
باللہ ہوا ہے غرض دودمان سادات رفیع الدرجات سے چودہ سلاطین گذرے ہین جنکا زمانہ حکومت کم و زیادہ دو صد شصت سال
ہے انہین آٹھ سلاطین نامدار و عالی وقار کا حال تو تحریر کیا ہے اور باقی شاہان ذی حشم کا ذکر بطور اجمال تحریر ہوتا ہے یعنی گروہ دیگر

خاندان اسماعیلیہ جو غیر ملت و مذاہب تھا اُس گروہ مین حسن صالح اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ آٹھ سلاطین ہوے ہین اور مدت حکومت سلاطین مذکور کی کم و بیش یکصد و ہفتاد سال ہوئی ہے اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ جابجا ممالک ایران و قہستان مین حکمران رہے اور اس گروہ کا پہلا شہریار حسن صالح حمیری ہے زمانۂ طفلی مین حسن صالح حمیری کا پریشان خاطر ہوکر اپنے وطن سے چلا گیا تھا اور مدت تک آوارہ و برباد اکثر ممالک مین پھرا کیا مگر عہد الحافظ الدین مین اطراف عالم سے پھر کر آیا اور مستقر سے محبت بڑھا کر عجائبات روان کو بمدد دغا لیا ہرچند کہ عجائبات روان کا اثر طلسم جاتا رہا تھا لیکن حسن صالح نے بقصد تدبیر نجات وغیرہ دوبارہ عجائبات روان کو ایسا درست کیا کہ جب حسن حمیری بقواعد تجربے مین جاتا تھا یا اپنے کسی دوست کو برائے سیر بھیجتا تھا تحفۃ الغرائب مین انواع و اقسام کا تماشا نظر آتا تھا اور اس تماشاے عجیب کو حسن صالح اپنے اعجاز سے نسبت دیتا تھا الحاصل بعد تھوڑے زمانہ کے حسن صالح بادشاہ ہوگیا اور جملہ ممالک گردکوہ و قہستان اُسکے قبضہ مین آگئے آخر جبکہ حسن صالح نے قضا کی تحفۃ الغرائب بھی غائب ہوگیا یعنے دفعۃً خود بخود وہ جلگیا جب سلاطین دنیا سے الحافظ الدین اللہ نے وفات پائی فرزند اُسکا احمد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور مستعلی باللہ خطاب پایا اس شہریار عالیوقار نے بست سال بعدل و انصاف حکومت کی بعد وفات احمد منصور بن احمد ملقب بامر اللہ سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اس شہریار عالیوقار نے بست سال سلطنت کی بعد انتقال منصور ابن احمد عموی منصور مسمے عبد المجید بن مستقر العارف باللہ خطاب پاکر تخت نشین ہوا اور بست سال بعدل و انصاف حکمران رہا بعد انتقال عبد المجید بن مستقر محمد ابن الحافظ خطاب ظافر پاکر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا اور پانچ سال فرمانروائی کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ بعد انتقال ظافر یحیی بن ظافر تخت حکومت پر بیٹھا اور فائز خطاب پایا اس شہریار نے کل تین برس سلطنت کی بعد وفات فائز محمد ابن فائز جو آخر بادشاہان شہر مصر و ملک مغرب سے تھا العاضد الدین خطاب پاکر تخت پر بیٹھا ہرچند کہ اس شہریار نے بارہ سال سلطنت کی مگر زندگی اسکی براحت و آرام بسر نہین ہوئی مدام تردد مین رہا یعنے ہر جانب سے اسکے دشمنون نے لشکرکشی کی کہ عاضد الدین عاجز آیا خصوصًا فرقہ نصاری نے ایسی لشکرکشی کی کہ عاضد الدین گھبرا گیا اور بمجبوری نور الدین محمد بن عماد الدین فرمانرواے ملک حلب سے اعانت کا طلبگار ہوا۔ نور الدین محمد نے اپنے سرداران نامی و گرامی سے ایک سردار اسد الدین شیر پیکر کو مع فوج کثیر عاضد الدین کی کمک کو روانہ کیا اسد الدین مذکور نے آکر گروہ نصارا کو ملک سے نکالدیا اور فتحیاب ہوکر شہر حلب کو چلا گیا بعد روانہ ہونے اسد الدین شیر پیکر کے دوبارہ قوم نصارا نے لشکرکشی کی اور عاضد الدین کو آکر گھیر لیا۔ عاضد الدین نے دوبارہ نور الدین محمد سے کمک طلب کی اس دفعہ اسد الدین مع اپنے برادرزادہ صلاح الدین بن نجم الدین ایوب کے ملک مصر مین آیا اور اعداے عاضد الدین کو قتل کیا عاضد الدین نے اس فتح سے خوش ہوکر عوض مین اسکے اسد الدین شیر پیکر کو اپنا وزیر کیا اور جملہ امورات سلطنت کا اختیار اسد الدین کو دیا بعد کئی برس کے اسد الدین نے انتقال کیا بعد مرنے اسد الدین کے عاضد الدین نے صلاح الدین برادرزادہ اسد الدین مرحوم کو اپنا وزیر کیا بعد تھوڑے دنون کے عاضد الدین نے بحکم خدا وفات پائی بعد انتقال کرنے عاضد الدین کے خاندان

اسمعیلیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ بمجرد وفات پانے عاضد الدین کے صلاح الدین وزیر بیخوف وخطر تخت مصر پر متمکن ہوا اور شہر مصر کا حاکم
ہوگیا حکومت اسمعیلیہ اولاد ایوب مین منتقل ہوگئی تمام خزانہ اور اشیاے نادر ونایاب اور اسباب نفیس جو ایک زمانۂ دراز سے اس
سلطنت مین نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن چلا آتا تھا صلاح الدین کو دستیاب ہوا قسم اشیاے نادر سے ایک عصا سے زمرد
کہ ایک پارۂ سنگ سے تراشا ہوا تھا صلاح الدین کے ہاتھ آیا المختصر طول بیجا اچھا معلوم نہین ہوتا پانصد وشصت وہفت
سال حکومت آل اسمعیل مین رہی بعد اسکے آل ایوب مین جسکو آل شادی بھی کہتے ہین منتقل ہوئی واضح ہو کہ وجہ تسمیہ
آل شادی کی یہ ہے کہ صلاح الدین بن نجم الدین ایوب کے دادا کا اسم اصلی شادی تھا اور شادی مذکور ابتداے عہد سلاطین سلجوقیہ مین
بمنصب کوتوالی قلعہ تکریت مین مقرر تھا ناگاہ نبیرۂ شادی حاکم ملک مصر ہوگیا جیسا کہ قبل اسکے تحریر کیا گیا۔ القصہ بعد انتقال
عاضد الدین کہ آخر سلاطین خاندان اسمعیل سے تھا دولت وحکومت نے آل ایوب مین انتقال کیا اور زیادہ سو برس سے
اولاد ایوب نے ملک مصر کی سلطنت کی علاوہ ملک مصر کے یمن بھی آل ایوب کے قبضۂ تصرف مین رہا بعد اسکے
حکومت مصر غلامان جرکس کو دستیاب ہوئی اور قریب سہ صد سال فرمانروا رہے پھر جملہ شہر مصر سلاطین روم سے بادشاہ
سلیم کے قبضہ مین آیا اور سلاطین روم شصت ودو سال فرمانرواے ملک مصر رہے جیسا کہ اس گروہ سلاطین کا احوال بعض
کتب تواریخ مین بتفصیل تمام تحریر ہے یہانتک طول بیکار دینا ناحق ہے اسوجہ سے اس مترجم ہیچمدان نے عنان کمیت قلم کو روک
لیا اور یہ ترجمۂ جلد نہم بوستان خیال بموجب حکم وارشاد قدردان ذیوقار یکتاے روزگار عالی ہمت والا منزلت صاحب دولت
وحشمت جلوہ فرماے سریر عزت یعنے جناب معلی القاب عالیجاہ فلک بارگاہ خورشید سپہر قدردانی ماہ منیر فلک کامرانی دریکتاے
آبرو صاحب فہم وفراست ونیکخو مالک مطبع اودھ اخبار جناب منشی نول کشور صاحب عالی وقار سی آئی۔ ای کیا گیا
خداے کارساز بندہ نواز اس جلد بے نظیر ودلپذیر کو مطبوع طبائع خاص وعام بحق محمد ذوالکرام مدام کرے فقط

خاتمۃ الطبع از جناب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ آخری جلد ترجمہ بوستان خیال مسمی بہ تفریح الاخیار مشتمل برحالات شاہزادہ معز الدین بتوسط مساعی جمیلہ کارپردازان مطبع منشی نولکشور سی۔ آئی۔ ای مقام لکھنؤ باہتمام شائستہ ... ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ھ مین حلی بزیور اختتام ہوئی یہ مجموعہ بسیط جو اپنی نو مجلدات ضخیمہ کے سبب سے داستان سرائی اور قصہ گوئی کا ایک ذخیرۂ عظیم ہے اسکی تکمیل ترجمہ کا عزم مصمم تاجدار اقلیم سخنوران وسرخیل فصیحان زمان حسان ہندوستان سحبان دوران یعنے نواب مرزا محسن علیخان المعروف بہ آغا حجو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فرمایا تھا اور چونکہ ان مرحوم ومغفور کی عمر نے باتفاق قضا وقدر وفا نہ کی لہذا اس جلد کا ارادہ ناتمام رہا لیکن بخیال یادگار انکے نام نامی نواب صاحب مرحوم ومغفور مسودات مختلف اجلاد بوستان خیال بسعی موفور فراہم کیے گئے اور سلسلہ ہر جلد کا بعض جادو نگار انشاپردازون کے اہتمام وانتظام سے وقتاً فوقتاً مرتب ومکمل ہوا چنانچہ یہ جلد نہم بعرق ریزی قلم بلاغت رقم سخندان منشی پیارے مرزا صاحب ومرزا علیخان صاحب حسن تکمیل واختتام کو پہونچکر بار دوم ہدیۂ ناظرین عالی نظر وشائقین والا گہر ہوئی

نام کتاب	قیمت
۳ — ہرمز نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	للعہ ر پ
۴ — ہودان نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ — جلد دوم —	عہ ر پ ۸
۵ — کوچک باختر — دفتر دوم —	عہ ر پ
۶ — بالا باختر — دفتر سوم	عہ ر پ
۷ — ایرج نامہ جلد اول — دفتر چہارم	عہ ر پ
۸ — 〃 جلد دوم — دفتر چہارم	عہ ر پ
۹ — طلسم ہوشربا جلد اول — دفتر پنجم	عہ ر
۱۰ — 〃 جلد دوم — دفتر پنجم	عہ ر
۱۱ — 〃 جلد سوم — 〃 〃	عہ ر
۱۲ — 〃 جلد چہارم — 〃	سے ر
۱۳ — 〃 جلد پنجم حصہ اول — 〃	عہ ر ۴
۱۴ — 〃 جلد پنجم حصہ دوم — 〃	عہ ر ۴
۱۵ — 〃 جلد ششم — 〃	سے ر ۸
۱۶ — 〃 جلد ہفتم	سے ر
۱۷ — بقیۂ طلسم ہوشربا جلد اول دفتر پنجم مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر — دفتر پنجم	عہ ر پ ۱۲
۱۸ — ایضاً — حصہ دوم —	عہ ر پ
۱۹ — صندلی نامہ دفتر ششم —	عہ ر پ
۲۰ — تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	سے ر پ
۲۱ — تورج نامہ جلد دوم — 〃	عہ ر پ
۲۲ — لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	عہ ر پ ۴
۲۳ — ایضاً جلد دوم — 〃	عہ ر پ ۱۲
طلسم فتنۂ نور افشاں جلد اول — جس کی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے —	سے ر پ

نام کتاب	قیمت
طلسم فتنۂ نور افشاں — جلد دوم	سے ر پ ۸
۳ — 〃 جلد سوم —	للعہ ر پ
ایضاً — کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے —	لعہ ر پ
طلسم ہفت پیکر — مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول —	عہ ر پ ۸
۲ — 〃 جلد دوم —	سے ر پ
۳ — 〃 جلد سوم —	للعہ ر پ
طلسم خیال سکندری — جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	عہ ر پ
ایضاً — جلد دوم —	عہ ر پ ۴
ایضاً — جلد سوم —	عہ ر پ ۶
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ — مطبوعۂ غیر	عہ ر پ ۷
ایضاً — حصہ چہارم —	۱۲ ر پ
پیر نابالغ — در دو حصہ — مطبوعۂ غیر —	عہ ر پ
سوانح عمری عمرو عیار — 〃	عہ ر پ ۸
سیرت محمدیہ —	سے ر پ
تاج کامیابی —	۷ ر پ
سوانح عمری شیطان	عہ ر پ ۸
الف لیلہ و نیاز او بطرز ناول —	عہ ر پ ۱۲
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف شبستان حیرت	عہ ر پ ۴
پھول والوں کی سیر — مطبوعۂ غیر	۶ ر پ
اخوان الصفا — اردو چھاپہ ٹائپ مطبوعۂ غیر —	عہ ر پ ۴
ترجمہ اردو رابن سن کروسو — چھاپہ ٹائپ نہایت ہی دلچسپ ناول قابل دید ہے — مطبوعۂ غیر —	۱۱ ر پ
آرائش محفل — قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش —	۶/۶ [illegible]

نام کتاب	قیمت
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر - ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی تصدق حسین	عہ/ ۶ پائی
الف لیلہ بالتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اس کا ترجمہ اردو مین جناب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد - کاغذ سفید وحنائی	عہ/ پ
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ -	۹/ پ
ایضاً - کاغذ حنائی گندہ -	۷/ پ
الف لیلہ بالتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب -	۱۴/
قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ -	۲/ پ
کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید -	۲/ پ
جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب	عہ/ پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم - مصنفۂ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم - حسب مراتب بالا -	عہ/
سروش سخن بالتصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -	۵/ ۳ پائی
ایضاً - بلا تصویر - حسب مراتب بالا -	۴/ ۳ پائی
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص بہ شیون	۵/
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر -	۴/
ایضاً - بلا تصویر - حسب مراتب بالا -	۳/ ۶ پائی
نو طرز مرصع - از محمد عوض -	۱/ ۶ پائی

نام کتاب	قیمت
لطائف الظرفا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تڑاق پڑاق لطیفے ہین -	۳/ پ
تفریح الطلبا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین ۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد مین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے	۲/ پ
طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود - از حافظ امیر الدین	۱/ ۶ پائی
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان	عہ/
سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور -	۳/ ۶ پائی
فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح و بلیغ نو طرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ -	۸/
فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -	۴/
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ قیس -	۶ پائی
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸/ ۳ پائی
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد -	۱/ ۶ پائی
سنگاسن بتیسی - قصۂ مشہور -	۳/ ۶ پائی
ناٹک نل دمنتی - مؤلفہ منشی نبایک پرشاد -	۲/ ۶ پائی
قصۂ موتی و نبولہ - ذخیرۂ پند خرد مندانہ	۹ پائی
بیتال پچیسی بالتصویر - قصۂ مشہور -	۳/
گل بکاولی - از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی - بالتصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -	۳/ ۶ پائی
فسانۂ پرفضا - مصنفۂ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب -	۳/